

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود
مطلوب ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہو جبکہ معائنہ و ملاحظہ سے شائقان
معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان جو اس کتاب کے ٹیبل پریس کے تین صفحہ جو ساڑھے پانچ
تواریخ اردو و فارسی کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب جو اس فن کی اور بھی کتب
سے قدر دانوں کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
عطلے سند متعلقہ ریاستہائے		اردو تواریخ شاہانہ راجگان
مولفہ سر چارلس پیکسین صاحب		اردو شاد الملوک ترجمہ زبان اردو و پنج لارڈ
پندرہ کھیا لال کامل سات جلد		ایف سی ڈی صاحب بہادر لکھنؤ گورنمنٹ مغربی
تفصیل ذیل۔		و شمالی و اودھ بالقابہ کاغذ سفید گندہ۔
جلد اول۔ عمد نامجات و غیرہ	۵ روپے	ایضاً ترجمہ زبان اردو و پنج لارڈ گورن
شرقی پریزیڈنسی بنگال مع اسام		صاحب بہادر بالقابہ نواب گورنمنٹ کشمیر ہند۔
جلد دوم۔ عمد نامجات و غیرہ	۵ روپے	ترجمہ کارنامہ کالون صاحب مشعل جی
مغربی و شمالی پنجاب مع نیپال		یعنی مجموعہ ارشادات خاص و مختصر تذکرہ
جلد سوم۔ عمد نامجات و غیرہ		کارروایاں اس کے انتظامی و عملی و ترقیات
جلد چہارم۔ عمد نامجات و غیرہ		سقا صد کوٹس آف ڈفرن فنڈ ٹرانساکشنز و
ریاستہائے راجپوتانہ و مالوہ وغ		شمالی و اودھ و حکومت عالیجناب اب ہر کلینڈ
جلد پنجم۔ عمد نامجات و غیرہ		کالون صاحب بہادر بالقابہ کاغذ سفید
دراسات پنج بزمیرہ سیلون۔	۵ روپے	تاریخ مظاہرہ اجستان۔ مولفہ گریٹس
جلد ششم۔ عمد نامجات و غیرہ		نارڈ صاحب پولیشکل ایجنٹ جیمین ریاستہائے
پریزیڈنسی بنگال۔		راجپوتانہ کے تصحیح حالات سنسکرت و عربی
جلد ہفتم۔ عمد نامجات و غیرہ		و انگریزی تاریخوں سے جمع ہیں بھر پرستی
و دیگر ملکات ایشیائی بیرونی۔		ہمارا ناخن سنگھ صاحب بہادر والی اودھ
تاریخ بھاوت ہندوستانی بھارت		اردو ترجمہ ہو کر طبع ہوئی جسکی قیمت سابق
تاریخ غدر ترجمہ پندرہ کھیا لال		میں بھاس روپیہ ہفتی مشہور مقامات کے
ترجمہ سیکرٹریا خرمین۔ سہی برآہ		نقشہ او۔ تصویریں بھی منقش ہیں کامل دو
تاشاہ عالم ہر سہ جلد لکھائی۔		جلد میں کاغذ سفید و لاتی۔
تواریخ راجگان اودھ مع تصاویر و	۵ روپے	تاریخ عمد نامجات و اقرا راججات۔ و
کاغذ سفید گندہ جلد نقش و نگار نفرتی		

فہرست مطالب تاریخ فرشتہ اردو جلد اول کمتل

مطلب	صفحہ	مطلب
مہاجرات راجگان ہنود جنگ کورون و پانڈون	۸۰	خسرو شاہ خسروین خسرو خاتمہ
اولاد حام و سام و ستم بن نوح حکومت کشن و	۸۱	مقالہ ۲ سلاطین دہلی
مہاراج مع ذکر زریان کیشو راج - فیروز راے	۸۲	بنیا دہلی
راجہ سوچ - رواج بت پرستی - بہراج - کیدار بہمن	۸۶	سلطان عالیجاہ معز الدین معروف شہا بلدین غوری
شنگل - افراسیاب - پیران - بہرہت - بہراج کچھو	۹۳	سلطان قطب الدین ایبک
کیداراج - جے چند - دیو - راجہ - فورہ کلپان چند	۹۸	امیر تاج الدین یلدر
بکر راجہ - راجہ جھوج - رام دیو - راجہ پرتاب	۹۹	ناصر الدین قباچہ - بہاؤ الدین طفیل
انند دیو - ظہور اسلام	۱۰۰	سلطان شمس الدین اشمس
مقالہ اول ذکر سلاطین غزنویہ امیر ناصر الدین بکتگین	۱۰۳	رکن الدین فیروز شاہ و رضیہ سلطانہ
امیر اسماعیل	۱۰۴	معز الدین بہرام شاہ
یسین الدولہ امین الملک سلطان محمود	۱۰۵	علاء الدین سعود شاہ - خروج منغل
فتح تیرات دلاہور - جنگ لنگ - سو منات	۱۰۸	سلطان عادل ناصر الدین محمود
راجہ پرم دیو - وراہ کلیم متراض قضیہ عجیب	۱۱۳	سلطان غیاث الدین بلبن
عادل محمودی و قتل خواہر زادہ	۱۲۵	سلطان معز الدین کیتقا و خاتمہ
شعرا و محدثی	۱۳۳	جلال الدین فیروز خلجی
شاہ محمد بن محمود	۱۵۰	سلطان لیشان علاء الدین اکندر ثانی فیخر سلاطین ہندوستان
سلطان سعود - خواجہ احمد حسن میمندی	۱۶۳	مشائخ و علمائے عہد سلطنت علائی
طلوع خورشید ترکمانان	۱۶۵	شہاب الدین عمر شاہ
امیر سو دود بن سعود	۱۶۸	قطب الدین مبارک شاہ - خاتمہ
امیر سعود بن مودود و علی بن سعود و سلطان حیدر	۱۸۶	سلطان غیاث الدین تغلق و مشائخ ملتان
فرخ زاد بن سعود	۱۹۰	سلطان محمد بن تغلق
سلطان ابراہیم	۲۰۵	سلطان مہذب فیروز شاہ عادل
امیر علاء الدولہ بن سعود بن سلطان ابراہیم	۲۱۵	غیاث الدین پوتا فیروز شاہ کلہ
امیر سلطان شاہ	۲۱۸	ابوبکر شاہ - ناصر الدین محمد شاہ
معز الدولہ بہرام شاہ - ابن مقفع	۲۲۱	محمود بن محمد شاہ و خاتمہ

مطلب دیوارچہ مان لکھنؤ

شہزادہ نور محمد

۴۴/۲

۲۲/۴ ۳۳

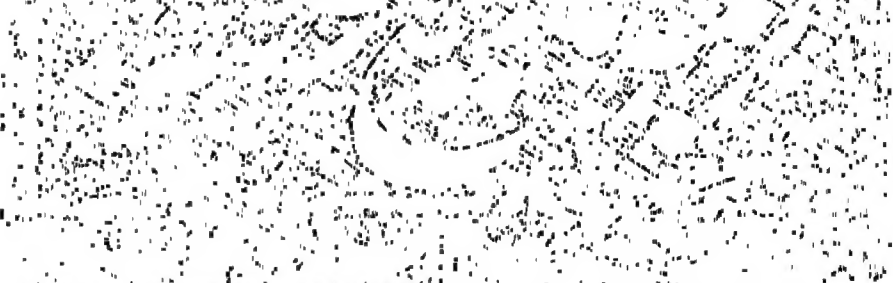
۳۳

۳۳

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۲۴	امیر شہر صاحب قرآن	۲۳۱	ڈاکو شاہ
۲۲۹	ملو اقبال خان باغی	۲۳۲	محمود شاہ
۲۳۳	سلطان سید نصر خان	۲۳۴	شاہ غیاث الدین بہمنی
۲۳۵	مبارک شاہ	۲۳۴	شاہ شمس الدین بہمنی
۲۳۴	سلطان محمد شاہ	۲۳۵	سلطان فیروز شاہ
۲۳۶	شاہ علاء الدین بن محمد و خاتمہ	۲۵۱	حسینہ پرتال کے شاہزادہ بیگم ہونے کا قصہ عجیب
۲۳۹	شاہ بہلول لودی	۲۵۴	فروع اقبال سلطان احمد شاہ - حضرت شاہ
۲۵۴	سلطان سکندر بن بہلول		نفتہ السدولی سید محمد گیسو دراز - شیخ آذری
۲۵۰	شاہ ابراہیم لودی و خاتمہ	۲۵۳	کرامت شاہ نعمت المقدس سرگ
۲۵۵	ظہیر الدین بابر بادشاہ	۲۵۵	سلطان علاء الدین
۳۰۳	ہمایون بادشاہ بابر اول	۲۸۸	ہمایون شاہ بہمنی
۳۱۲	شیر شاہ افغان	۲۹۳	نظام شاہ بہمنی
۳۲۶	سلیم شاہ	۵۰۰	ابوالمظفر شمس الدین محمد شاہ بہمنی غازی
۳۳۲	محمد شاہ سورینی عدلی ذکر ہیمنون بقال کا	۵۲۱	سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ اور اختلال دولت بھنبہ
۳۳۶	سکندر شاہ سور - خاتمہ		رجاوت امرا
۳۳۷	مرجعت سلطان ہمایون	۵۲۱	ذکر احمد شاہ بن محمود شاہ بہمنی
۳۳۷	شاہ جم جاہ جلال الدین اکبر		ذکر بادشاہ علاء الدین بن احمد شاہ
۳۹۰	مقالہ ۲ - شایان و کمن - ذکر سلاطین بہمنیہ		شاہ ولی اللہ بن احمد شاہ
۳۹۵	بادشاہ غلام الدین حسن کانگوی بہمنی	۵۲۲	شاہ ولی اللہ بن محمود شاہ
۴۰۳	سلطان محمد شاہ غازی	۵۲۳	شاہ کلیم احمد و خاتمہ بہمنیہ
۴۲۴	سلطان محمد شاہ شہید	۵۲۴	جلد اول تمام شد

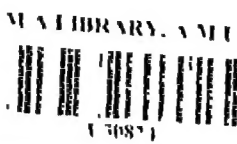
حسن ملکین مکان فضیلت بلبلان

الحمد لله الذي جعل في هذه النسخة نادرًا في عالم حالات سلاطين زمن وبعض مشايخ بنو خورش



بکمال فصیح و صرف زر کشید نظر اتحاد مشتاقان حق سیر در فادۀ عام اردو زبان سلیس میں جلیبہ ترجمہ سے مزین کر

کوننا گرامی منشوی فول کشوین پست ستمی



مصرعہ بر جہتہ لبسم اللہ ہو + ہر یہ لاثانی خدا آگاہ ہو + آمین ہو نام خدا نام خدا + جو محیط کل ہر اور سب سے
 جدا + جسے لبسم اللہ سے کی ابتدا ہو ہر یقینی اسکو حاصل انتہا + اما بعد اسے عالم دانشندان روشن ضمیر بر محقق
 نہیں ہے کہ تہید اس مجموعہ کی اور یہ ایک مقدمہ اور بارہ مقالہ اور خاتمہ کے ہو مقدمہ ظہور اسلام کی کیفیت میں -
 مقالہ اول سلاطین لاہور کے ذکر میں - مقالہ دوم سرادہلی کے بادشاہوں کے بیان میں - مقالہ تیسرے شاہان دکن
 کے ذکر میں مقالہ چوتھے شاہان گجرات کے اذکار میں - مقالہ پانچواں سلاطین مالوہ کے تذکرہ میں مقالہ چھٹا
 شاہان غازیوں کے بیان میں - مقالہ ساتواں ذکر شاہان بنگالہ میں - مقالہ آٹھواں ملتان کے شاہوں کے
 تذکرہ میں - مقالہ نواں سندھ کے شاہوں کے ذکر میں - مقالہ دسواں کشمیر کے شاہوں کی صفات میں -
 مقالہ گیارھواں لیبار کے فراتر و ایون کی توصیف میں - مقالہ بارہواں مشائخ ہندوستان کے
 حالات میں مقدمہ معتقدات اہل ہند میں اور ذکر راؤن کا اور بیان کیفیت ظہور اسلام کا اس بلاد
 میں واضح ہو کہ کتاب مہا بھارت سے زیادہ کوئی کتاب مبسوط اور معتبر درمیان اس طائفہ کے
 نہیں ہو اور اسے شیخ ابوالفضل فیضی بن شیخ مبارک نے عہد سلطنت جلال الدین محمد اکبر شاہ میں ہندی عبارت
 سے فارسی میں ترجمہ کیا اور آمین ایک لاکھ بیت سے متجاوز ہو مصنف اس کتاب کا بطور کوتاہ کر کے سخن مختصر
 کلام کے خلاصہ اس مقام میں تحریر کرتا ہوتا کہ طالبان آثار اس کے مطالعہ سے حظ وافق اٹھا کر آغاز
 سے انجام تک مستفید ہوں محقق نہیں ہے کہ مالک ہند میں کیا خاوادہ حکمت اور کیا زمرہ ریاضت اور کیا
 اصحاب فقہانیت نے کیفیت پیدائش عالم میں اختلاف کیا ہو انہیں سے تیرہ طریق کتاب مہا بھارت
 میں مذکور ہیں لیکن دلیل پر اعتماد کرنے والوں کے نزدیک انہیں سے کوئی طریق اس قبیل کا نہیں کہ

سلا مبسوط کتاب خاوادہ فراتر و ایون کی تفصیل شرعی کی وراثی عالم ہند

اور برائے دانتو متفق ہیں کہ اس زمانہ تک کہ قلم مشکین رقم بیچ تحریر اس بیاض کے ہو بہت سے برہا عالم ظہور میں آئے ہیں اور پردہ نیستی میں خرامان ہوئے ہیں اور ثقافت براہمہ سے منا گیا کہ یہ برہا موجود ہزار ویکم ہو کہ اسکی عمر سے پچاس برس اور نصف روز گذرا اور شروع نصف آخر روز ہو نظم اور دوجہان ذرہ از راہ تو بیچ تر از بیچ بدرگاہ تو چہ فکر ت مارا بدرت راہ نیست چہ جز تو کس از سر تو آگاہ نیست چہ بہ کہ ز بیاریگی جان خویش چہ معترف آئیم بہ نقصان خویش چہ بدورت اویا یہ دہ زندگی چہ پیشہ مانیست بجز بندگی و ملکیت حکایت اور نا فلان روایت یوں بیان کرتے ہیں کہ نصف آخر وہ اپر جگہ میں شہر ملے ہندوستان جنت نشان سے جسکا نام ہستنا پور ہے ایک راجہ کھتری تھا اور وہ تخت وادگستری پر تھکن ہو کر رعیت پروری کرتا تھا اور نام نامی اسکا راجہ بھرت تھا اسکے بعد سات فرزند اسکے بطن بعد بن تخت فرمانروائی برہا اس کے خلو خندانہ مات کی طرف راہی ہو سے اور آنچو میں بار اسکی نسل سے ایک فرزند پیدا ہوا کہ اسم اسکا راجہ کور تھا اور کو رکھیت تھا نیس کہ ایک شہر بزرگ ہو گئی کے اسم پر شہرت رکھتا ہے اور اسکی اولاد کو واران کہتے ہیں و چھٹی مرتبہ ایک فرزند جسکی اولاد سے پیدا ہوا اور اسم اسکا چتر مہرج رکھا اور وہ راجہ بزرگ ہو اس سے دو فرزند متولد ہوئے ایک دھتر اشٹرو دوسرا پنڈا اگر چہ دھتر اشٹرو خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا تھا لیکن سبب تابیتا ہونے کے ریاست اور راج اسکے چھوٹے بھائی کو کہ پنڈتھا متعلق ہو اور بزرگی اسکی حد نہایت اور قیامت ہے گذری کہ فرزند اسکے اسم سے ہمنام ہوئے اور خلافت انھیں پنڈوان کہنے لگی اور پنڈ کے پانچ فرزند تھے جو شٹرو اور بھیم نسیں اور ارجن اور ان تینوں کی ماں مسماہ کہتی تھی اور چوتھے کا نام کل اور پانچویں کا اسم دوتھالی واران کی ماں مسماہ باوری ہے اور دھتر اشٹرو کے ایکسوا اور ایک فرزند تھے سو فرزند مسماہ گندھاری کے شکم سے کہ در مہا کے راجہ کی بیٹی تھی متولد ہوئے اور سب سے بزرگ سے در یو دھن تھا اور ایک بیٹا اور یو جیہ نام دھتر نقال سے پیدا ہوا اور کور ان مشہور عبارت ان فرزندوں سے ہے القصہ جب پنڈ نے قضاے الہی سے رخت ہستی عالم باقی کی طرف لکھنچا ظاہر حکومت دھتر اشٹرو کے تعلق ہوئی اور معنی یعنی باطن میں سلطنت اسکے فرزندوں کے نصیب تھی اور بھیم در یو دھن کو کہ بڑا بیٹا اسکا تھا اور در یو دھن کہ دشمن گدازی دین سلطنت میں ضروریات سے اور دفع کرنا دشمنوں کا شریعت احتیاط میں مرضیات سے ہے پنڈوں سے تو ہم ہو کر اسکے اخراج کی فکر میں ہو اور دھتر اشٹرو نے بھی اس جماعت کی مختصرت سمجھ کر حکم نافذ فرمایا کہ پنڈے شہر سے بہت دور مکان تعمیر کر کے استقامت کریں شاید کہ بعد املنے سے عداوت میں کچھ تخفیف حاصل ہو اور در یو دھن نے معماران چاہکے سے اشارہ کیا کہ چھت اور دیوار پر اس مکان کے اسقدر لک اور رغن قیر لیب میں کہ اندر شعلہ آتش سے وہ مکان تمام و کمال جل کر خاکستر ہو اور پنڈوں سے ایک اثر نہ ہے اور پنڈے بھی اصل مطلب کو سمجھ کر جو باے وقت تھے جب وہ مکان تیار ہو ایک رات کو پنڈوں نے اپنے ہاتھ سے آگ اس مکان میں لگائی اور اپنی والدہ کے ہمراہ دشت کی طرف روانہ ہوئے اور بھیل نام ایک عورت کہ پانچ بیٹے اسکے ہمراہ تھے اور وہ در یو دھن کی طرف سے آگ لگانے کے واسطے اس مکان میں ساکن ہو کر جو باے وقت اور طالب فرصت تھی اس رات وہ عورت مع اپنے فرزندوں کو رے آتش میں جل گئی اور بھیم نسیں حضرت پیر الہ جیم تقدیر فتح قید واقع ہو اور در یو دھن

نہایت

نقصان

نقصان

نقصان

کے خیر و نفع نے اس عورت اور اس کے فرزندوں کا جلنا بند ٹھہرا دیا اور انکی جان کا جلنا تصور کر کے فروغ روح افزا کو روانہ
کے گوش زد کیا اور یہ لوازم خوشحالی اور مراسم خارجہ بآلی بجالائے اور پندے اس سرگزشت کے بعد کہ نزجہ
مہا بھارت کا مشہور اسکا ہو تو قیاساً اور اوضاع کر کے خرابہ سے آبادی میں آئے اور شہر کینولا میں بنیاد افلاست
کی ڈالی اور لطائف اہل سے پانچون بھائی سماء و درویدی یعنی راجہ کینلا کی بیٹی کو بشارت جالہ ازواج میں لائے
اور ستر روز نوبت ہر ایک کی قرار دیکر کمال اتحاد اور یکجہلی اس امر میں سمجھے اور بعض مہودا سوکھے کابیسال انکے طریق میں
جائز نہیں اس واقعہ کو تاویل کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب یہاں تک کہ جب آثار رشد کی پیشانی اقبال سے لالچ اور
آوازہ بزرگیوں کا واضح ہونے لگا درلودھن اور خاندانی اس کے مقبہ ہو کر مقام تحقیق میں در آئے اور کنہ معاملہ میں
پہونچ کر سمجھے کہ پنڈوان کا جلنا اراجعت تھا پھر ساتھ تو جہات دوستانہ اور قنقدات خوشامد کے ان سب کو ہستنا پور
میں لائے اور بعد تقدیم مراسم مہانداری کے ولایت موروٹی بھائیوں پر سمت کی اندر پتہ کہ دہلی کہنہ اس کے قریب
ہو مع نصف ولایت پنڈون کے نصرت میں آئی اور ہستنا پور مع نصف دیگر ولایت کے کوروان کے قبضہ میں
رہا اور چند روز کے بعد اکثر امرا سے بزرگ نے علامات رشد اور اقبال پنڈون کی پیشانی میں مشاہدہ کر کے نوکری
انکی اختیار کی اور کوروان ظاہر تالیع مطلق اور بالٹا مقام لفاق اور خلافت میں پڑے اور اس عرصہ میں یلم
جد شطر کے خاطر نشین ہو کہ جگ راجسوی کرے اور جگ راجسوی عبارت اس سے ہو کہ آتش عظیم روشن کرین
اور قسم قسم کی خوشبو اور میوے اور قلہ اور تمام جنسین جمع کر کے انوار جلیہ ام العنا صرین کہ مراد آگ سے ہو ڈالین
اور انواع تصدقات اور اصناف میرات ظہور میں پہونچا دیں اور سبب اس امر کے تقریبے رگاہ یزدی ٹھونڈھین
اور ایک شرط جگ راجسوی سے یہ ہو کہ راے مہفت قلم جمع ہو کر اس جشن کے لوازم خدمات بجالا دیں پھر
جد شطر نے اپنے چاروں بھائیوں کو بقیہ اقالیم کی تسخیر کے واسطے چار سمت عالم میں تعین فرمایا اور تائید الہی سے
یہ آرزو چند روز میں حاصل ہوئی اور چاروں بھائی کہ کاروان و کار فرما تھے بسبب رہبری انوج تائید الہی اور
جنود حمایت نامتناہی سے عالم کی سیر قرا کر سلاطین روزگار اور فرمان روایان ہر دیار کو خطا اور روم اور شیش
اور عرب اور عجم اور ترکستان اور ماوراء النہر اور تمام آبادی عالم سے مع خزینه ہائے بسیار پائے تخت اندر پتہ میں
حاضر لائے اور مہمان جگ راجسوی میں مشغول ہونے اور جس طرح سے دل چاہتا تھا صورت انجام پائی و درلودھن
وہ دولت اور دارائی اور عظمت اور فرمانروائی مشاہدہ کر کے مقتنہ بے بشریت کام سے گیا اور جس کی آگ کہ
اس کے کانوں سینہ میں مخفی غمی شعلہ زن ہوئی اس واسطے عھیلان روزگار اور مدبران مہیا رہے تدبیر انکی ٹھونڈھی
جو کہ اس عہد میں قمار بازی نہایت درجہ مروج تھی کعبتین لتوری کہ وہ ایک قسم نزو کعبت قمار سے بہر طلب بنائی
اور تجویز کیا کہ درلودھن ساتھ جد شطر اور دوسرے بھائیوں کے قمار کھیلے پھر حسن مامکت سے پنڈون کو اندر پتہ
سے کہ پائے تخت رکھا تھا ہستنا پور میں طلب کر کے مراسم ضیافت میں مشغول ہوئے اور ہنگامہ قمار کا گرم کر کے
کعبتین مذکور در میان میں لائے اور پنڈے کہ راستی طبع انہی سے نارہتی حریف و غامض اور کعبتین قلبی سے
مطلق اطلاع اور آگاہی نہ رکھتے تھے مال اور ملک تمام مار گئے اور درلودھن کو چاہتا تھا کہ انھیں دشت ادبار
میں آوارہ کرے اور کعبتین کی طرف سے مجموعی رکھتا تھا آخر کو یہ شطر کی اور ہاتھ اسپین مارا کہ اگر تم یہ بازی چھو

تو جو کچھ مال تھوڑا ہر گھسے پھیر لیا اور جو یہ بازی میں جیتوں تو تم سب پٹے بارہ برس آبادی چھوڑ کر بہ کس نفرت
صحرائیں ساتھ وحوش اور طیور کے بسر لیاؤ اور انقضائے مدت بعد وہ کے بعد آبادی میں آنکر اس طرح سال
بھر کا زمانہ گزرا تو کہ کوئی شخص شخص نہیں نہ پہچانے اور جو یہ شرط پوری نہ ہو تو پھر مدت مذکور یعنی بارہ برس
جنگل میں بدستور سابق ایام گزاری کرو تا گاہ کہ عین طالع کی نحوست سے پٹوں نے شرط آخر جوے
کی داری اور شرط کے موافق پانچون بھائی جلا وطن ہو کر بارہ برس تک دست و حرا میں پھرے اور تیرھویں برس
ولایت وائیں میں کہ پرگنات دکن سے ہوئے اور ایک برس اقرار کے موافق سیطور سے بسر لگئے درپو دھن
نے ہر چند جستجو کی انکا نشان بنایا اور پٹوں نے انقضائے ایام موعود کے بعد کشن بن لسیہ کو بطریق رسالت بھیج کر
ملکت اپنی طلب کی درپو دھن نے عدم وفائے شرط میں کلام کیا جو کہ درپو دھن صدق سے فروغ نہ لکھتا تھا دروغ کا
اثر پذیر نہوا اور پٹوں کی حقیقت اعیان سلطنت اور ارکان ملکت پر ظاہر ہوئی کارزار پر قرار دیا پٹے اجماع خود
اور فراہمی افواج میں آمادہ ہوئے اور طرفین کی فوج کو رکھت کے میدان میں کہ تھا تیسرے قریب واقع
دور کلجک کے اوائل میں حاضر ہوئی آراستگی افواج اور نسو یہ صفوف کے بعد طرفین کے پہلوانان نامی اور مبارزان
گرمی نے ساتھ ایسی آئین کے کتا بل کے مذہب اور تقابل کے ملت میں مروح اور مجوزہ جو جنگ شروع کی اور اٹھارہ دن تک
جنگ قائم رہی اور غالب مغلوب سے تمیز نہ ہوا چونکہ انجام کار ارباب نزویر کا ذلت و رسوائی ہو آخر درپو دھن اور
منتسب اسکے مقہور اور مغلوب ہوئے اور میدان جانستان اور مرکز مبارزت میں شربت ہلاک کچھ کر ملک عدم کی
طرف راہی ہوئے اور ہنود کا عقیدہ یہ ہو کہ اس معرکہ میں گیارہ کشون لشکر کو روان کی طرف تھا اور سات کشون
پٹوں کی جانب تھا اور کشون ہنود کی اصطلاح میں عبارت اکیس ہزار چھ سو سنتر شخص فیل سوار سے ہو
اور موافق اس عددے علاوہ سوار و پیٹھ ہزار و چھ سو شخص اسپ سوار اور ایک لاکھ اور نو ہزار اور چھ سو
اور پچاس پیادہ اور سب سے طرفہ تریہ کہ کہتے ہیں کہ اس معرکہ جدال قتال میں طرفین سے زیادہ بارہ دینوں
سے زندہ اور سلامت نہ رہے چار نفر درپو دھن کے لشکر سے ایک کر پا چارچ برہمن کہ فریقین کا استاد اور
صاحب السیف القلم تھا دوسرا شو تھا مان بٹیا حکیم و ودن کا کہ وہ بھی جانبین کا معلم تھا تیسرے
کرت برہمان کہ یادوان کی جماعت سے تھا چوتھا سنے کہ باو فردانش بہلبان و حضرت اشتر تھا اور
آٹھ نفر پٹوں کی طرف سے پانچ بھائی جد شتر وغیرہم باقی رہے چھٹا ساتاک کہ وہ بھی یادوان
کی قوم سے تھا اور ہرات اور شہاست میں شہرہ آفاق سا تو ان محبتش کہ برادر غیرادری یعنی سوتیل بھائی
درپو دھن کا تھا آٹھویں کشن اگرچہ شہرت کمال کے باعث صفات و بیان سے مستثنیٰ ہو لیکن احوال
اسکے سے مختصر لکھتا ہوں اور بعض اسے مثل واجب الوجود کے پرستش کرتے ہیں اور شہرہ ہو کہ منجوں نے اسکے
طالع کے زائچہ سے پرختیاں مشاہدہ کر کے راجکس کو یادوان کا رئیس تھا خودی اور راجہ نے کشن کے
قتل کا حکم نافذ کیا اور کشن مقام سندگانوں نام میں کہ شیوہ شیر فرشی اور گاؤ پرانی کا رکھتا تھا گیارہ برس
پوشیدہ رہا اور آخر الامر بسبب مکر اور زہیہ اور طاسات اور شہیدہ کے راجکس کو قتل کر کے ظاہر میں کار و سلطنت
اور زمین کے متعلق رکھا اور آپ معنی میں حکومت عسوری کرتا تھا رفتہ رفتہ بسبب قدرت شیر خوات بل محض تیرہ راست

کلیہ

تیسرے

تیسرے

و عوی الہیت کا کیا اثر خلق کثیر اسکے دعویٰ باطل کو تصدیق کرتی تھی اور تین برس کا زمانہ خانہ نند کے مٹکنے کے بعد شہر متھرا میں ساتھ اوباشی کے گزرانا اور چیراے لطیف اور افسانہ سے بدیع اس نے شہر اور مروجہ مہا بن عاقبت الامرا راجہ جبراسنگ ولایت مہار اور پٹنہ سے مع لشکر پیشا رکسکے دفع کی عزیمت کر کے شہر متھرا کی طرف متوجہ ہوا اور مغرب کی جانب سے بھی کالیون نام راجہ بھجان سے یعنی اس گروہ سے کہ وہ اہنجن بن ہنود پر نہ تھے اسکے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور اسی کتاہر کہ وہ راجہ عربستان کا تھا بحال کشن تاپ متاومت ان ہون راجہ کی نہ لایا اور دوار کا کی طرف کہ سمندر کے ساحل پر واقع ہوا اور احمد آباد و گجرات سے سو کوس مسافت رکھتا تھا بھاگ کر قلعہ بند ہوا اور آٹھ سالہ برس اس حدود میں مقیم ہو کر فکر اپنی خلاصی کی کرتا تھا اور کچھ سفید نہ ہوتی تھی یہاں تک کہ ایک سواویہ پیرس برس کے سن میں دریو دھن کی ماں کی نفوس کے سبب سے بدترین طریق اور ناگوار صعوبات سے راد عدم کا مسافر ہوا اور بعضوں کا اعتقاد وہ ہے کہ وہ غیبت یعنی چشم خلائق سے پوشیدگی اختیار کر کے زندہ جاوے ہو اور جو کہ گندھاری کی نفیرین کو ایک امرغریب مذکور کیا ہے لہذا خامہ و زبان اس کی شرح میں مشغول ہوتا ہے بیان کرتے ہیں کہ جب وضع حل اسکا نزدیک ہو اسکے دل میں گزرا کہ میرا شوہر دھتھر شہر ناہیانی کی جہت سے دیدار فرزند سے بے بہرہ ہو بہتر ہے کہ میں بھی آنکھ فرزند کے دیکھنے سے دنیا مایہا میں بند کروں اور اپنے شوہر کی ہمدرد اور شریک ہوں پس جس روز کہ دریو دھن پر وہ عدم سے وجود میں آیا مسافہ گندھاری نے چشم جہان میں عموما بند کی اور اسی طور سے سالہا سال آنکھیں بند رکھیں یہاں تک کہ اسکا بڑا بیٹا جوان ہوا اور پٹھانوں کے ساتھ مخاصمت کی اور طرفین اپنے اپنے فروگاہ میں ہو چکر فوج فوج سپاہ سے حرا گھا کیط متوجہ ہوئے اور بھلاہ قرب کے تبدیل ہوا اور اسپین قرار پایا کہ کل تنور حرب آتش ضرب سے گرم ہوگا گندھاری نے اپنے فرزند سے کہا کہ اس فرقاہ العین نو چشم والدین بھٹھا مضبوط انسان کے جسم کو آفتون اور جلد ملاؤں سے محروم اور مضون کھتا ہو کہ کل کا زار شروع ہوگی جو تن نازنین تیرا اس جوشن سے عاری ہے مجھے اندیشہ ہے کہ مہا داسکے آسیدہ سے بچے پس تو برہنہ ہو کر میرے سامنے حاضر ہو تو آنکھ کھول کر تیرے تمام جسم پر نظر ڈالوں دریو دھن نے اس سے ملازمت کا طریق پوچھا اُسے جواب دیا کہ اس زمانہ میں کوئی شخص عقل و دانش اور فضل و نبش و رستی اور دینی میں مثل پٹھانوں کے نہیں ہے اسکی خدمت میں جا کر استفادہ کر دریو دھن جب اپنا پٹھانوں کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ہونہا سبب اظہار کیا وہ لازم مہانداری بجالانے کا وصف اسکے وہ خوب جانتے تھے کہ یہ ہمارا تہا بیت دشمن ہے سرشتہ صلاح اور راستی کا ساتھ سے نہ دیکر سخن راست زبان پر لائے اور بولے کہ فرزند شکم مادر سے برہنہ وجود میں آتا ہے اور آنکھ والدین کی بھی اس حالت میں اسپر پڑتی ہے اور جو پہلی دفعہ ہر کوئی تیرا آنکھ دیکھا چاہتی ہے تحقیق آج ہی تیرا روز تولد ہے بہتر ہے کہ تو برہنہ اپنی ماں کے حضور حاضر ہو تو نور نظر اسکا تیرے سر پر پڑے اور تجھے بلیات سے محفوظ کرے دریو دھن پٹھانوں سے رخصت ہو کر دولت سر کیطرت لازم ہوا اٹھارہ مین کشن اس سے دوچار ہوا اور سبب تناسخ و شمس میں آہنکا پوچھا دریو دھن نے شرح دارا جرایان کیا کشن اپنے دل میں سوچکر لولا و احسرتا اگر وہ پٹھانوں کے کہنے پر عمل کرے بیشک روئین تن ہو اور کوئی حرب اسکے جسم پر اثر نہ کرے اور ہماری ہلاکی کا باعث ہو چکر سکا رہی ہر کار کی تہقہ مار کر ہنسنا اور کہا اسی نادان شخص کے دشمنوں سے طریق صواب ہوئے مگر علم کی راہ ناپے بلکہ چاہے خطا میں سرنگون

کہتے ہیں جان کہ پندون نے تجھے استہزائی ہو لغو رشتن کہ جو وقت تو متولد ہو اتھا تیرا عضو حاصل رایت
 شری اور حقارت سے خوب مرئی اور معائنہ ہوتا تھا اب کہ ماحدق جزو اعظم کل سے ہوا اپنی مان کو کیونکر بچا یا
 دکھلائیگا دریودھن نے اصل مطلب سے غافل ہو کر فریب کھایا اور دست تو سل اس کے دھن قول لایینے پر مستحکم
 کیا پھر اُس نے یہ کہا کہ پندون نے جو کچھ کہا ہو خوب اور مرغوب ہو تو میں تو مشرم و جیا کا لکا کر کے ہار طویل الذیل بھولوں
 کے اپنی گردن میں ڈال تو تیرا عضو تناسل پوشیدہ رہے دریودھن نے اُس کے کہنے کے موافق عمل کیا یعنی بھولوں
 کے ہار طویل گلے میں ڈال کر اپنی مان کے مقابل ایستادہ ہوا اور عرض کی میں حاضر ہوں آنکھیں کھول کر نظر پڑنے قرۃ العین پر
 ڈال اُس نے اس گمان سے کہ یہ پندون سے تعلیم لیکر آیا ہو اور اُنھوں نے اسے بدتمائش نہ کی ہوگی بیباکتہ اور
 بے دغدغہ آنکھ کھولی جب حائل گل کی نظر آئی نعرہ مار کر بیہوش ہوئی اور کچھ دیر کے بعد ہوش میں آنکر نا اعظم پر کیا
 اور کہا ای فرزند یہ بھولوں کا ہار پندون نے تجھ پر کیا ہو اُس نے کہا مہین ایش کی قسم کشن نے تجھ پر کیا ہو گندھاری
 نے سو ہاتھ دعاے بد کے واسطے اٹھا کر سوز دل سے کشن کو نفرین کی و درست دریغ آپس میں ملکر دلی اور دلہندس مقام
 پر جو میرے نور نظر سے پوشیدہ رہا ہو تو حیرت کھا کر قتل ہوگا اور کشن بھی اسکی دعاے بد کے اثر سے انواع عقوبات
 سے جیسا کہ سابق میں گذارش ہوئی راہ عدم کا مسافر ہوا نقصہ چدر شتر دریودھن کے قتل و نابود کرنے کو روان
 کے بعد تمام ممالک ہندوستان وغیرہ میں مستقل ہو کر عالم کا فرمانروا ہوا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس قصہ کے چھتیس
 برس کے بعد بسبب توفیقات برداری کے چدر شتر بھٹے بھٹے دیئے بے تبارت پر اطلاع پاکر قتل اس کے کوہ
 مقام ادیار میں آدے دیئے کو بیج پودج بھگت کرکے کیا اور ساتھ رفاقت چاروں بھائی کے طریق تجر و اختیار کیا
 اور پھر عہد کی طرف راہی ہوا فرد گشتی کہ گیارہ رفتہ آن تاجوران انیک و زایشان شکم خاک است آہستن
 جاویدان بہ حاصل کلام گوروان اور پندون نے باتفاق یکدیگر چھتر برس ملک رانی کی اور
 دریودھن پندرہ برس با استقلال تمام روے زمین کا حاکم رہا اور جنگ مذکور کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا چدر شتر
 بھی چھتیس سال تمام عالم کو زیر نگین کر کے فرمانروا رہا اور مجموع ایام سلطنت فریقین ایک سو اسی سال گئے
 سبحان اللہ ایسی سکایت عجیب و غریب ہندوستان کے سر کسی تو اس پنج ہفت قلم میں مندرج نہیں کہ فرد ششن
 باز رہنموری کے ایسا دکھلائے ہیں کہ بعد مرور ایام اچین کی اولاد سے ایک فرزند بیچ وجود کے آیا اور وہ سر سلطنت اور
 ریاضت صوری محضی پرمکن ہوا اور ابواب عدل دریافت کے زمانہ کے مندر پر کھولے اور احوال گذشتہ کو تہذیب و ضار
 آئندہ کر کے مصلیات اہی میں بسریجا تا تھا ایک روز اُس کے دل میں پہ خطہ گذرا کہ تیرا اسلاف کا میرے کیا سبب
 تھا اور احوال بزم و رزم اسکا کیا تھا پھر اُس زمانہ کے دانائے سے کہ بھشم باہن نام رکھتا تھا اس سے بیان کی
 اسند عالی بھشم باہن نے کہا کہ میرا استاد بیاس نام کہ حکیم دانایو اور اُن واقعات میں حارہ تھا ناہ ہو ہو
 اس سرگذشت سے واقف ہو اُس سے سوال کیجئے اُس نے حکیم مذکور کو بلا کر ہر احم شامل نہ وقت فدا تہذیب سے
 نوازا پھر درخواست اس مطلب کی کی اُس نے بھی ضعت پیری اور مشاغل معنوی کا بہانہ کر کے اس واقعات کے
 بیان میں تاہل کیا لیکن یہ داستان بامشگی تمام کاشال و عطا و نصائح پر ہو فیہ جہارت میں کھینچ کر تنگنا سے کتابت میں
 لایا اور اسکا مہا بھارت نام رکھا وچہ تمبیہ جافواہ سے مسجوع ہوتی ہو کہ مہا یعنی بزرگ ہو اور بھارت یعنی جنگ

جو کہ وہ کتاب بنجر جنگا سے بزرگ واقعات مسترگ ہو اس واسطے اسکا نام مہا بھارت رکھا لیکن پھر پچھلے کے
 معلوم ہو تا ہو کہ اس واسطے کہ بھارت اہل ہند کی لغت میں بمعنی جنگ نظر نہیں آیا تھا ہر جو اس کتاب میں ہوا
 اولاد عالی نژاد را چہ بھارت کا یہ کہ کتاب اسکے نام پر موسوم ہوئی اور انتقال کی کثرت سے الفبا بڑا ہوا
 علم بالاصواب والا مور الخفا کن اور اس بیاس کو نفوس قدسیہ سے جانتے ہیں اور کہتے ہیں زندہ جاوید ہو اور
 بعض ہندو کا یہ بھی اعتقاد ہو کہ ہر دو اپچنگ میں ایک شخص مسخے بیاسی صلح احوال سائر الناس کے
 واسطے ظہور میں آتا ہو اور چند لوگوں کا عقیدہ وہ ہو کہ ایک شخص ہر کہ مختلف مظاہر میں ظہور کرتا ہو ہر تقدیر بیاسی نے بید
 کی کتاب کو کچھ برہما کی زبانی سنی ہو کہ چار کتابیں ہیں ایک گ پید و ہر اچھیر پید تیسرا سہم پید چوتھا
 اچھیر بن پید اور اسی سبب سے اسے بیاسی کہتے ہیں ایسے کہ بیاسی کے لغوی معنی تفصیل ہے وہ لا اور حل کرنے والا
 ہو ورنہ اہلی نام اسکا کہ ولایت میانہ دو اب میں پیدا ہوا تھا وہ بیاسی کی خلقت میں افسانہ بدیع دور
 از کا نقل کیا ہو مولف نے تطویل سے اندیشہ کر کے تحریر کیا اور بیاسی نے اس کتاب کو ساٹھ لاکھ شلوک کہہ بیٹھا اور
 اس کتاب کے ختم نام کے بعد ستر ہی کہے گئے جو تھا عیسے کے اطراف میں واقع ہر اس مقام کو آئین ہند کے ایک جہنم عظیم
 ترتیب دیا اور دانا یاں اطراف اور اکتاف عالم طلب کر کے مدت مدید تک حشیش کی بساط چھڑا کر خلق کو ساتھ کر
 اور انعام کے مال مال اور مستفید کیا اور ساٹھ لاکھ شلوک یوں قسمت کیے تیس لاکھ مخصوص طاقتور یونا کو کہ بھارت
 نفوس مقدسہ معلویہ سے ہو گیا اور پندرہ لاکھ ستر لوک کے رہنے والوں کو کہ وہ بھی عالم بالا ہو گئے اور پچھتر
 اختصاص بخشا اور چودہ لاکھ جن اور راکشوں کو گنہگار کو انعام مخلوقات سے ہیں اور ساٹھ صفت حیات
 کے موصوف ہیں خصوصاً کیے اور ایک لاکھ آدمیوں کے ہتھافہ کے واسطے چھوڑے اور پچھتر اٹھارہ پر یعنی باب
 میں ترتیب دیکر اب ہندو کا فیض رسان ہوا اور یہ ایک لاکھ شلوک دیویوں کے درمیان میں موجود ہیں اور ساٹھ
 مہا بھارت کے موسوم ہیں اور چوبیس لاکھ شلوک کوروان اور پیٹروں کی جنگ میں مذکور ہیں اور باقی نصف
 اور نصف اور شکایات اور روایات اور شرح و بسط بزم و رزم کڈ شنگان میں مسطور ہو اور برہمنوں کا اعتقاد وہ ہو
 کہ ہر جنگ میں ایک پھیر یا ایک مجتہد ہے ایک کتاب تحریر کی اور باوصف اس تمام ہندو زمان کے وہ شیخ ایک
 درمیان میں ہیں اور خطا اور خن اور چین اور ہند کے کفار بھی کہتے ہیں کہ طوفان نور سے ہر ملک میں واقع
 اور برہمن ہوا بلکہ طوفان نور کا دراصل اعتقاد نہیں رکھتے اور وہ سراسر اعتقاد انہیں سے ہے جنہوں کو وہ برہمن
 اور کھتری کی ذات قدیم الایام سے تھی اور ہندو سے طاقتور ہیں کہ وہ ہر دو اپچنگ موسوم کے آخر اور اول کلچنگ
 چارم میں ظاہر ہوئے ہیں جیسا کہ راہبوت اور ہندو کے بعد ظاہر ہوئے اور ہر دو اپچنگ کا جویت یا کھتری کے
 بعد کہ قبل زمان خود سے سے ایک ہزار چھ سو سال زیادہ تھے کھتری تخت سلطنت پر تھے ہوئے اور پوروس
 ہم ہوئے تھے کلون سکول ہو کہ راہبان کھتری اپنی کنیزوں کو حبیب کہ اب بھی ہندو کی رسم یہ دن کو حکم دیتے ہو
 فرا کر شب کو سلطان العنان کرتے ہیں اور ہر ایک ایک شوقی ہم ہو گیا کر اس کے خن ہند اور نیک کمال ہند
 کے پرورش کر کے مثل فرزند ان راہبان کے پرورش کر کے معزز رکھتے تھے اور جو کہ ہندوستان زرا دون
 کے ہوتے ہیں اپنے تئیں اہل اور نجیب ظاہر کر کے ہر کو راہبان کی فرزند ہندو کہ تھے جو تھے تھے چوتھا کہ

کہتے تھے ہم راجپوت ہیں یعنی راجہ کے فرزند ہیں کس واسطے راج راجہ سے مراد ہو اور پوت پسر سے عبارت ہو
 یہ روایت میں یوں بھی ہو کہ راجہ سوہج کے فرزندوں کو کہ عنقریب انکا احوال مرقوم ہوگا راجپوت کہتے ہیں
 اسکے ہنود کا اعتقاد وہ ہو کہ عالم کی ابتداء سے آفرینش سے آدم خاکی بناد تھے اور اسکے بعد بھی معوی الیہم ہوگا اور
 ہم جو ہرگز فانی نہ ہوگا لیکن ارباب دانش و دانش پر یہ امر مخفی نہ ہے کہ اگرچہ ابتداء سے آفرینش کے آٹھ لاکھ
 سال کا احتمال رکھنا ہو شاید اتنے ہزار آدم عرصہ ظہور میں آکر پھر پر وہ خفا میں خرا مان ہوئے ہوں اور
 جہن ابوالجہان کہ انکا احوال کلام مجید میں وارد ہوا از انجہ میں لیکن وہ خاکی بناد نہ تھے جیسے کی اصل ہوا سے
 انوں کی اصل ناسموم سے تھی اور جو وقت ایک قوم سے نافرمانی اور سرکشی آپس میں واقع ہوئی حسب بار
 شلا شتھام کے حکم سے معدوم ہوئی اور دوسری قوم موجود ہوئی لیکن خاک سے ظاہر ہنود نے آدم خاکی بناد
 تیار ہو کس واسطے اُنکے غلط چہ اور طول عمر کا بیان کرتے ہیں اور مو عجیب غریب کہ ساتھ رام اور جمن وغیرہ کے
 متہم ہیں موافق حال بشر کے نہیں ہر تمام حوت اور عتقل کی تراز میں کچھ وزن میں رکھتے اور بر تقدیر
 اور ہنود میں بھی اُنس قوم اجنب سے کہ مذکور ہوا ہونگے اور آدم ابوالبشر علیہ السلام سے پیشتر آدم خاکی بناد تھے
 ہا البشر کا زمانہ حالت تحریر اس طور تک سات ہزار سال سے زیادہ نہیں گذرا اور جو کہتے ہیں کہ لاکھ برس سے
 کہ زیادہ ہو محض دروغ ہو اور تحقیق وہ ہو کہ مائت ہند نے بھی مثل اور سالک راج مسکون وجود فرزند ان آدم علیہ السلام
 - وقت آبادی کی قبول کی ہو، شرح اس جہاں کی وہ ہر کہ ملو فان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تئوں فرزند
 مذکر یافت اور حام کو خالق ارض و سما کے حکم سے اطراف میں مسکون میں بھیج کر کشت و کار کے واسطے حکم فرمایا
 فرزند ان سام بن نوح علیہ السلام کا سام کہوشی اور اولاد کے حضرت نوح علیہ السلام نے اُنکے
 نئے فرزند عطار فرمائے ارشد - ارشد - کے - نو - بود - ارعم - قبط - عاو - فوطان - جنس کے
 فرزند اور عرب کے تمام طائفے اور قبیلہ انھیں کی نسل سے ہیں جناب کہ حضرت ہود اور صالح اور ابراہیم علیہم السلام ان
 اس سلسلہ سے تھے ارشد کے پوتے ہیں اور ارشد کا پوتہ سرافرنز کہ مرشد کہ شامان عجم کا جہنہ جہنہ ان کے
 چھ پیدا ہوئے سیامک - فارس - سراق - تور - و میان - شام - بنین سے - یادہ - کیو مرشد کا
 جانشین ہوا اور باقی فرزند جس ملک پر - و نہ ہوئے وہ ولایت انھیں کے نام موسوم ہوئی اور جنوں کا کچھ جہنہ
 ہو کہ بن نوح سے ایک کا نام عجم تھا اور کئی اسی کی اولاد سے مراد ہو اور ارشد کا بیٹا سیامک ہو شام کہ ہو کہ ملک عجم
 برونہر پار تک تمام اسکی سلب سے ہیں ذکر یافت کے فرزندوں کا - یافت اپنے باپ کے حکم کے موافق ہوا
 مشہور شمال میں سوہج ہوا اور اس ملک میں اسکے فرزند پیدا ہوئے اول ارشد اور کئی اولاد تمام کہ تھی
 تمام نے اسکے مثل اور اُنکے اور چشتائی اور ترکمان ایرانیہ اور رومیہ اسکی نسل سے ہیں اور واسطہ یافت
 کا چہیم رکھتا تھا کہ میں کہ ملک سامنے اسکے موسوم ہو اور یافت کا تیسرا فرزند آرمیس کہ کہ اُنکی اولاد نے سرحد
 ملک میں کو ظلمات تک فروکش ہو کر آباد کیا ہوا بل تاجیک اور غور اور سقلاب اسکی نسل سے ہیں مذکورہ حام
 کے فرزند کا اور کہ فیث ابادی ملک ہند کی سبیل اختصار - حام اپنے پر حالی - تمام کے حکم سے
 ارض تہ کی طاعت متوجہ ہوا اور اسکی آبادی اور محوری میں جہا - بلین اور سی مو فور عمل میں لایا اور اسے بھی فرید کار

مثل راٹھور اور چوہان اور پور وغیرہ ہیں ساتھ بزرگ نام اس قوم کے موسوم کیا اور شاہان ایران سے ہمیشہ طریقہ
محبت اور دوادسلوک رکھتا تھا لیکن اس کا بھتیجا رنجیدہ ہو کر فریدون کی خدمت میں حاضر ہوا اور فریدون
نے گر ششپ بن اطرود کو مع سپاہ جنگی اس کی کمک کو تعین فرمایا اور جب گر ششپ بن اطرود نے دیار ہند میں
داخل ہو کر بہت سی خرابیاں اس دیار میں پہنچائیں اور تاج کا عرصہ دس برس بھتیجا ہماراج نے قدرے
ولایت اپنے بھتیجے کو دیکر رضا مند کیا اور شپیش خوب اور مخالفت مغرب گر ششپ کے ہمراہ فریدون کے واسطے
ارسال کیے اور ہماراج کے اخیر عہد میں سنگلہ سپ اور کزاک کے زمینداروں نے یورش کر کے دکن کے حاکم کو جس کا نام
شیو را سے تھا نکال دیا اور اسے ہماراج کی خدمت میں حاضر ہو کر مستغاث کیا ہماراج نے اپنے صاحبزادہ سہی ارشد کو مع سپاہ
گران اور فیضان کوہ توان شیو را سے کے ہمراہ روانہ کیا اور زمیندار دکن کے بھی اتفاق کر کے لشکرت و عدت تمام ہتھیار
ہوئے اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور ہماراج کا بیٹا اس معرکہ میں مارا گیا اور اقلوج مکی اور شیو را سے اپنے
سردار کے مارے جانے سے بدحواس ہوئے اور ساز و مسلک اور گھوڑے باقی چھوڑ کر قوت اور مجروح وادی کی طرف
بھاگ گئے اور ہماراج یہ خبر و حشت اثر سن کر سانپ کی طرح پھینک کے ہاتھ افسوس و زاری سے سرے کاٹنے لگا ہوا سطلے اس
زمانے میں کسی زمینداران جزائر دور دست سے مثل اجہ تانگ اور پیگ اور بللیا رکھتی قوت سر تابی و رنا فرمانی کا بار انتہا چاہے
زمینداران دکن اور اسکے سوا اس عرصہ میں سام نرجان ایران کے فرمانروا کی طرف سے ہندوستان کے لینے کے
واسطے پنجاب میں آیا تھا اور بالچند سپہ سالار ہند کا خاص لشکر ہمراہ لیکر اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا تھا چونکہ صبر کے سوا
چارہ تھا لہذا بالچند نے ایلچیان پیر بنے بان کے ذریعہ سے زرو جو اسرا اور پیلان کوہ پیکر بھیجے اور ملک پنجاب نے پیر سام
نرجان سے صلح کر کے مراجعت کی اور عرض یہ بھی لستہ میں کہ فریدون کے عہد سے پنجاب پٹانان حجم کے تصرف میں رہا
اور گر ششپ کی اولاد کہ رسم اور اسکے آیا و احمد اسے ہمراہ پنجاب اور کابل و زابل اور سند اور غیر و زان کی جاکر تھی اور
الچند کہ سپہ سالار با شکوہ تھا اور مالوہ کی مملکت اسکے نام پر ہستہا رہائی ہماراج کی خدمت میں پہنچنے کے بعد بسبیل
استقبال و ملازمت اور شولت کے ساتھ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور مخالفت اسکے فرج کئی کی خبر سننے ہی بنات لنگش کی
طرح متفرق اور پریشان ہوئے اور بالچند نے حکما تعاقب کر کے اس گروہ کو تہ تیغ رکھ کر اس کا نام و نشان باقی نہ رکھا
اور جہاں تھا نے مقرر کر کے پٹا اور اشنا راہ میں گوا لیار اور بیانہ کا قلعہ احداث کیا اور بالچند علم راگ یعنی مویشی
ہندی تلنگانہ اور ملک دکن سے لایا اور جو کہ بالچند اکثر اوقات گوالیار کے قلعہ میں رہتا تھا اس نظام میں کلاہ لون
موسیقی دان کی نسل سے کہ ہمراہ لایا تھا اولاد کثرت سے ہم پہنچی اور علم راگ نے دیان بخوئی رواج پایا اور ہماراج
سات سو برس کے بعد ریشہ ہندی باندھ کر ملک صہم کی طرف راہی ہونے اور جوہ فرزند ان سے بادگار رہا
اور کیشو راج نے کہ خلف الصدق تھا ہندوستان کے تحت عظم پر قدم رکھا تہ کہہ کی مشورہ راج بن ہماراج کی
حکومت کا کیشو راج نے ابتدا سے سلطنت میں ہر ایک بھائی کو ایک سمت روانہ کیا اور آپ بلکہ کا اپنی
کے راستہ سے گونڈہ وادہ میں داخل ہوئے اور سرحد دکن سے سنگلہ سپ کی حدود تک سیر و نہضت فرمائی اور
سرکش ساؤن سے شپیش لیکر طواف تمام کے نظم و نسق کے بار میں سامعی موفورہ بجا لائے لیکن مراجعت کے وقت دکن کے
زمینداروں نے اتفاق کر کے مخالفت کا نشان بلند کیا اور فریدون قوت و کثرت لایا دہائی اور یہ جو صلہ ہند کہ

کیشو راج کے مقابلہ کو آئے کیشو راج نے ازراہ دورا بلیشی کے قوت مقاومت اپنے سے مفقود کبھی اور صلح کا پیغام درمیان
 میں لاکر معاودت فرمائی اور علیحدہ مع پیشکش فراوان منوچر کی خدمت میں ارسال کر کے ملک طلب کی منوچر نے حسب
 استدعا سام نریان کو فوج جبر سے روانہ کیا کیشو راج نے موضع جالندھر تک استقبال کیا اور لوازم صیافت پیش
 پہنچائے اور سام نریان کے ہمراہ دکن کی طرف روانہ ہوا وکن کے راؤ فوج ایرانی کی سپیت سے پریشان ہوئے
 اور دکن کا ملک پھر ہند کے راجہ کے تصرف میں آیا اسکے بعد کیشو راج سام نریان کے شرکاء خدمت بجالانے کے بعد
 پنجاب کی سرحد تک بطریق مشایعت ہمراہ گیا اور غنیمت و ہایا منوچر کے واسطے ارسال کر کے خود بلدہ اودھ میں آیا اور
 چند عداوت کا سایہ سکھ ہند کے سر پر ڈال کر خلائق کو مرفہ الحال و فراغ البال فرمایا اور دوسو اوہیں رہیں کے بعد اسکی
 سلطنت آخر ہوئی اور بڑا بیٹا اسکے فیروز راے جانشین ہوا و فیروز راے نے کیشو راج کی حکومت کا جو کہ
 فیروز راے سے علم شاستر ہندی اپنی کتب علمی سے وقوف تمام اور برہہ وانی رکھتا تھا علما اور فضلاء کی صحبت اختیار کر کے
 سواری اور لشکر کشی بیکفلیہ برطرف کی اور مہار سلطنت اہل فضل اور ارباب کمال پر منحصر کر کے زر کثیر فقر اور مستحقین کو
 پہنچاتا تھا اور دو مرتبہ بلدہ ہما میں جا کر خیرات بشمار کی بلدہ مینرا اسکے عہد میں احدث ہوا اور وہ احمر شاستر
 کہ اس سے واقع ہوا یہ تھا کہ جب سام نریان کے مرنے سے ایک ضعیف منوچر کی سلطنت میں ظاہر ہوا اور اوتھا
 کہ فرصت کا موقع دیکھتا تھا اسپر فوج کھینچ کر غالب ہوا فیروز راے نے منوچر اور سام نریان کے حقوق طاق نسیان
 پر چھوڑ کر پنجاب پر فوج کشی کی اور وہ ملک زال بن سام نریان کے قبضہ تصرف سے برآوردہ کر کے جان و حرک اپنا
 دار الملک بنایا اور ایلچی فراسیاب کی خدمت میں روانہ کیے اور آپکو اسکے خیر خواہان کے ذمہ میں شمار کیا کیتھا و کے عہد
 تک پنجاب ہند کے راؤن کے تصرف میں تھا لیکن جب جوان کے پہلوان رستم دستان نے پہلوانی کی مسند کو اپنے
 وجود سے مزین کیا پنجاب کے استرداد کے واسطے ہند کی طرف متوجہ ہوا فیروز راے تاج صدمہ رنجی نہ لایا
 ہزیمت کی باگ تربت کے پہاڑوں کی طرف معطوف کی اور جب رستم سند اور ملتان اور پنجاب کو زیر نگین کر کے
 تربت کی ست روانہ ہوا فیروز راے نہایت ہراسان ہوا بھاگ کر چھار کھنڈ اور گوڈھ وارہ کے پہاڑوں پر دم بھا
 اور اپنے آفتاب سعادت کو زوال میں دیکھ کر اسی عرصہ میں اپنی تقدیر جان قابض ارواح کے سپر کی اسکی حکومت کے اہم
 پانسو اور سنیس برس تھے شرح تقویض کرنا رستم کا وارہ سے ہند سورج کو مستقل ہر کہ جب فیروز راے کا
 فوت کی خبر رستم کو پہنچی سبب بے حقوق اور بیوفائی کے کہانے نہ کور سے واقع ہوئی تھی جہان کے پہلوان نے یہ
 چاہا کہ اسکے فرزند بھی مسند حکومت پر تنگن نہوان پھر ہند کے ایک سردار و نرین سے ایک کہ سورج نام رکھتا تھا اور اس عہد
 میں وہ اسکی خدمت میں آمد و شد رکھتا تھا ہندوستان کے سخت پر بٹھایا اور خود ایران کی طرف متوجہ ہوا اور سورج
 استقلال تمام حاصل کر کے پادشاہ عظیم الشان ہوا اور دریا سے بنگالہ کے ساحل سے کن کی سرحد تک تمام حکام اور
 عمال نے سنے ٹھہرائے اور عمارت اور زراعت کے بارہ میں تاکید کیا اور قدغن ملین ہو بچائی اور اسکے عہد میں ایک
 برہمن چھار کھنڈہ کی طرف سے اسکی ملازمت میں حاضر ہوا جو کہ برہمن مذکور علوم غریبہ و سحر میں واقف اور داننا تھا
 سورج کے مزاج میں تصرف تمام پہنچا کر بت پرستی کا معاملہ تعلیم کیا بیان شیوہ بت پرستی کے رولج کا کتہر میں کہ
 ہند نے حبیب کہ اپنے پدر حام بن لوح علیہ السلام سے شاہدہ اور عائتہ کیا تھا خلائق بچوں کی طاعت اور عبادت

مصرف رہتا تھا اور اسکے فرزند بلنگا بعد بلنگا اُسکی پیروی کرتے تھے یہاں تک کہ ہماراج کے عہد میں ایک شخص ایران کی طرف سے آیا اور آفتاب کی پرستش کا لٹھنوں ہوا اور اس پرستش کے مروج ہونے سے بعض ستارہ پرست اور آتش پرست بھی ہوئے لیکن جب بہت پرستی کی رسم ظاہر آئی سب سے زیادہ تر شائع ہوئی کوساٹے کے اس برہمن نے سورج سے جو فہمائش کی کہ شخص اپنے بزرگ کی سفیہ چاندھی اور سولے اور پچھڑے تیار کر کے پرستش کرے راہ صواب میں قدم رکھے اسوجہ سے خرد و بزرگ نے ہوس سے اپنے بزرگوں کی سفیہ جو گزر گئے تھے تیار کر کے اُسکی پرستش میں قیام کیا اور سورج نے بلکہ قنوج احداث کیا اور آپ گنگ کے سال پرست پرستی میں شمول ہوا اور خلان بھی اپنے دل سے ہر ایک طرز خاص کر کے بہت پرستی کرنے لگی جلدیا کہ نوے گروہ ہر ایک کا ایک لٹھن کے بہت پرستی کرتے تھے جب سورج بلکہ قنوج کو پایہ تخت قرار دیکر اکثر اوقات وہاں سکونت اختیار کرتا تھا اور اسکے عہد میں قنوج کی آبادی پچیس کوس تک پہنچی تھی اور سورج دو سو اور پچاس برس تک حکومت کر کے قنوج اُسی سے مرگیا اور وہ کیقباد کا معاصر تھا وہ ہر سال باج یعنی خرچ بھجھتا تھا اور رستم و ستان کے بھی حقوق کی رعایت کر کے اپنی خواہزادی اُسکے حوالہ نکاح میں لایا تھا اور ہمیشہ تحفے اور ہدیے اُسی کرتا تھا اور سورج پچیس فرزند چھوڑ کر فوت ہوا تھا اُسکا بیٹا مسمیٰ ہراج اپنے باپ کا قائم مقام ہوا تاکہ بہراج ولد سورج کے راج کا۔ جب وہ تخت سلطنت پر نہکلن ہوا بلکہ بہراج کو اپنے نام پر یاد کیا اور مسمیٰ بن برہمن شول رہا اور بلکہ بنارس کی آبادی میں کہ اُسکے باپ نے اُنہماے عمر میں اُسکی بیٹا شروع کی تھی اور وہ ناتمام ٹری تھی جو بدلیغ اور گوش سو فوہ ہم پہنچائی اور اپنے بھائیوں کو عزیز اور کرم جانکر جاگیریں اُنکی شان کے لائق دیکر دی در خوش کیا اور یوں بھی کہتے ہیں کہ بہراج نے اپنے بھائیوں کو جو سورج کی صلاب سے تھے راجوت نام رکھا اور باقی بڑوں کے بھی نام رکھے لیکن ہماراج کے حوالہ یعنی آئین ہاسے قدیم کو کہ متضمن صلاح دولت تھے محفل کیا اور مکت کا معاملہ نظم و نسق سے گرا اور ہر سمت ایک فتور اور سودا برپا ہوا از انجملہ کیدار نام ایک برہمن نے کرہستان کے رہتوں سے انکر اسپر خرچ کیا اور جنگ عظیم اور عرب ضرب کے بعد غالب ہوا اور ہند کی سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ میں لایا مدت بہراج کی حکومت کی چھتیس برس تھی۔ ذکر کیدار برہمن کی حکومت کا کہتے ہیں جب سے عروں مملکت میں کو اپنے آغوش میں لیا اور چونکہ جہانداری کے حکم سے خوب ماہر تھا بادشاہ بزرگ ہوا اور کیکاؤس اور کینجی کی اطاعت کا دین کو اپنے دوش سے نہ اتارا اور مختلف و مخالف اُسکے حضور بھیجتا رہا اور کالجی کا قلعہ اُسے بنا کر کے انجام کو پہنچایا اور اُسکے اخیر جہد میں جنگ نام ایک زبردست نے کوچ کے نواح سے خرچ کیا اول ملک تنگ اور ہمارا پر تصرف و قابض ہوا اور جمعیت کثیر اور انبہ غفیر ہم ہو گیا کیدار سے مکر سخت لڑا بیان کر کے غالب و شائق ہوا سب سے کیدار کی مدت حکومت اونیس برس تھی۔ ذکر شنگل کی حکومت کا۔ اُس کے بعد شنگل تخت حکومت پر بیٹھا اور اُسے شوکت و جہمت کے لوازم میں نہایت کوشش کی اور شہر لکھنؤ المعروف مشہور ساچھ کو رکھے اُسے احداث کیا اور وہ شہر و ہزار برس تک جنگ کا دار الملک تھا لیکن یہ تہیو صاحبقران کی اولاد عہد میں ویران ہوا اور اُسکے بدلے بلکہ ڈانڈہ شیم گاہ حکام ہوا اور شنگل پچا رہا فیمل کو متنبیل اور لاکھ سوار جہارا اور پچا لاکھ پیا دہنگی ہم پہنچائے اور طریق نخوت اور غرور کا کہ بدترین فعال سے ہوا اسکے سر نیز میں جاگزیں ہوا

۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

اور اسی عرصہ میں جب افراسیاب نے اپنی باج اور خراج کے طلب میں بھیجا اُسے ایانت اور زجر سے اُسے دربار سے نکال دیا افراسیاب اس حرکت سے نہایت غضبناک ہوا اور پیران دلیہ کو کہ اسکا سپہ سالار تھا پچاس ہزار ترک جو خوار سے ہندوستان کی طرف رخصت کیا اور شنگل نے بھی علم جبارت بلند کر کے ایک حشر عظیم برپا کیا اور باطنیا کمال اُسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور کوچ کے پہاڑوں میں جو بنگال کی سرحد کے نزدیک واقع ہیں چھ کر سیکھ ہوا اور دو شبانہ روز تک تنو جنگ گرم اور لڑائی قائم رہی ترکوں نے داد جو انگریزی اور شجاعت دیکر پچاس ہزار مقابل شنگل کی طرف کے تیغ قہر سے ہلاک کیے لیکن دشمن کی کثرت اور انہو سے کچھ پیش رفت نہ کیا اور اپنی طرف کے بھی تیرہ ہزار مرد اہل نبرد کام آئے عاقبت الامراتر ضیف ترکوں کے چہرہ حال سے ظاہر ہو دیا ہونا چاہتیرے دن جنگ سے پہلو تہی کی اس واسطے کہ ولایت انکی دور بختی اور غنیمت غلب کمال رکھتا تھا پائے ثبات جگہ سے ہلایا اور بھاگ کر اس فوج کے پہاڑوں میں دم لیا اور ایک جگہ مستحکم اور سنگین ہم پہونچائی اور پیران دلیہ نے جو انان کجی کے تھاق سے عرضہ عمل حقیقت حال تحریر کر کے افراسیاب کی خدمت میں روانہ کیا اور خود شب و روز ہنود کی حرب و ضرب پیش بخول ہا لیکن ہنود اطاعت و جو انب سے هجوم کر کے دلیرانہ حملہ آور ہوتے تھے ترک تیرس دان گزر سے انھیں نمی کرتے تھے اور حیران تھے کہ اس امر کا انجام کہاں تک پہونچے گا۔ تذکرہ افراسیاب کے ہند میں آنے کا اور رہا کرنا پیران دلیہ کو دشمنوں کے ترغیب سے منقول ہو کر افراسیاب ان روزوں میں کہ پیران دلیہ ہنود کے زمرہ میں مبتلا تھا شہر ترکوں میں کھٹا اور ختن کے مابین میں واقع ہوا اور شہر خان بارق سے ایک مہینے کی راہ اُس طرف ہر وار د تھا جب سنے پیران دلیہ کے حال سے اطلاع پائی بسبیل استعجال ایک لاکھ سوار جہاز انتخاب ہمراہ رکاب لیکر اسکی کمک کو روانہ ہوا اور چند روز میں قطع مسافت بعد کر کے اُس فوج میں پہونچا شنگل نے اُس طرف کے راؤن کو فراہم کر کے حشر برپا کیا تھا اور بسب طرف سے پیران دلیہ پر لفظ پر کار کی طرح محاصرہ کر کے بتنگ کیا تھا آتے ہی بلا توقف برق کی طرح سے حملہ آور ہوا ہنود کے دل پر اسکا خوف و ہراس اسقدر چھایا کہ انکی جمعیت کہ عقد ثریا کی طرح متفق تھی نبات انش کے مانند پریشان ہوئی اور بدحواسی میں تمام سلب و سامان اور مال متاع چھوڑ کر راہ فرار پائی اور پیران دلیہ صیق محاصرہ سے نجات پا کر افراسیاب کے ثروت خدمت میں مشرف ہوا اور افراسیاب شنگل کے تعاقب میں روانہ ہوا انھیں اس کے رو بہ آنا تھا تیغ سید ریغ سے اُسکا کام تمام کرنا تھا اور شنگل اسکے بچہ قہر سے نجات پا کر بتنگ کی ولایت میں پہونچا اور شہر لکھنؤ میں داخل ہوا اور ترکوں کے تعاقب سے ایک روز سے زیادہ تر مجال توقف نہ پائی وہاں سے بھی ترست کے پہاڑوں پر بھاگا اور ترکوں نے لوٹ کی جھاڑو سے بتنگ کی سلطنت جھاڑ کر بالکل بھنگ کی اپنی آبادی کا اثر مطلق نہ چھوڑا اور اُسکے بعد افراسیاب نے شنگل کا سراغ ہم پہونچا کر اُس طرف جانے کا ارادہ کیا شنگل مضطرب اور پریشان ہوا آخر کو مردمان عقیل اور فہیم کو افراسیاب کی خدمت میں روانہ کر کے پیغام دیا کہ اگر آپ میری خطا و تقصیر معاف فرمائیے یا یوسی کے واسطے حاضر ہوں افراسیاب نے اسکی عرض قبول فرمائی اور شنگل نے تیغ اور کفن پہنکر اسکی خدمت میں دوڑ کر التماس کی کہ مجھے اپنے ہمراہ رکاب ران کی ولایت میں لیجئے افراسیاب کو اسکی حسن عقیدت پسند آئی اور دست راج پر اُسکے فرزند کو بٹھایا اور شنگل کو اسکی درخواست کے موافق اپنے ہمراہ لیکیا اور وہ بھی ذوق شوق سے اسکی خدمت میں حاضر رہتا تھا یہاں تک کہ وہ ہاؤن کی جنگ میں شہید ہوا

تذکرہ شنگل کی سرزمین کا نام ہے کہ مطلب تو ظاہر ہے کہ اسکا

کوہ ہندوستان

شنگل کے حکومت کی قدر و چونسٹھ برس تھی بیان راج دنیا افراسیاب کا برہمت ابن شنگل کو برہمت راج عابد اور سیرچشم اور نیک اندیش اور خوش خلق تھا حاصل اپنے مالک محروسہ کا جو گدھی سے مالوہ کی سرحد تک تھا انہیں سے تیسرا حصہ خیرات کرتا تھا اور دوسرا حصہ اپنے ہار شنگل کے مصارف لاد رہی اور افراسیاب کے پیشکش کے واسطے بھیجتا تھا اور ایک حصہ سپاہ اور دوا سپاہین صرف کرتا تھا اس واسطے اسکا لشکر کم ہوا اور مالوہ کا راجہ کہ اسکا مطیع اور مالگہ کرتا اس کی اطاعت سے سرتاپ ہوا اور گوالیار کا قلعہ اسکے گماشتوں کے تصرف سے برآوردہ کیا اور ریت راجہ جس نے قادیان میں بڑا تاجانہ بنا کر وہاں عبادت اختیار کی تھی برہمت سے خوف ہو گیا برہمت بھی اکائی برہمت حکومت کر کے فوت ہو کر کہ لادھی سے فرزند اسٹید نہ رکھتا تھا اس واسطے قنوج کے راجہ سین کو دارالراج تھا مہراج و مہراج ظاہر ہوا اور ایک شخص مہراج نام قوم کچھو اہل نے زمین مالوہ سے خروج کیا اور بلکہ قنوج پر متصرف ہو کر بادشاہ ہوا۔ تذکرہ مہراج کچھو اہل کے راج کا۔ مہراج کچھو اہل نے جب مدت کے بعد کنٹ اور قوت تمام ہم ہو چکی و لاہیت مہراج پر قنوج کشی کی اور اس ملک کو وہاں کے زمینداروں کے ہاتھ سے کہ اکثر زمینیں اس پر لینی گاہے چرانے والے تھے بڑے زمیندار تھے زمین لیا اور دریائے شور کے کنارے عوام کے آمد و شد کے واسطے بنا دینا کیے اور کشمیر ان تیار کر دینے اور انھیں راجہ میں ڈال دیا پس آہا اور چالیس برس سلطنت کر کے رخت مستی باندھا اور یہ راجہ کشاسپ کا مہاجر تھا اور یہاں پیشکش بھیجتا تھا بیان کیدر راج کی حکومت کا۔ کیدر راج خواہر زادہ یعنی بھانجا مہراج کا جو حسب وصیت جانشین ہوا جو کہ اس حصہ میں رستم و ستان قتل ہوا تھا اور چنانچہ مدت پنجاب میں حاکم صاحب قدرت نہ تھا اس طرف لشکر کش ہو کر بسوہت و ستانی تمام اسپر متصرف ہوا اور چند سے شہر بہرہ میں کہ وہ شہر بڑے قدیم سے ہو قنوج کی اور قلعہ جو بنایا گیا اور اپنے عزیزوں میں سے ایک کو کہ وہ قوم کھکر ان سے تھا اور اس کا نام درک تھا وہاں کا حاکم کیا اور اس وقت سے کہ جب تک وہ قلعہ اس قوم کے قبضہ میں رہا اور ایک مدت کے بعد قوم کھکر ان اور چوتھیں کہ پنجاب کے مستبر زمینداروں سے تھی مردمان چھوٹے اور پھاڑیوں سے کہ کابل اور قندھار کے باشندے رہتے تھے جو بہت کہ کیدر راج پر فوج کش ہوئے اور اُسے عاجز ہو کر وہ ملک انھیں کے قبضہ میں آگزرشت کیا اور اس وقت سے یہ قوم براگڑ ہوئی اور یہ ایک پہاڑ پر جو سردار تھا اس مقام پر خود مختار متصرف ہوا اظہار یہ وہی قوم افغان ہے کہ جو اب بھی موجود ہیں اور کیدر راج کے راج کی مدت تینتالیس برس تھی۔ تذکرہ چھپید کے راج کا۔ یہ جے چند کیدر راج کا سپہ سالار تھا قدرت پاک تخت ریاست پر قدم رکھا اور اسکے عہد میں قحط عظیم ہوا جو کہ وہ خاندان سلطنت سے نہ تھا ہندوگان خدا کی کہ وہ الٹے پدائع خالق ہیں پروانہ کے بلکہ بیان میں پیش و عشرت میں مشغول ہوا اور خلق کثیر سپاہ اور رعیت سے ہلاک اور تلف ہوئی اور اکثر قصبہ اور قریہ ویران ہوئے اور ان کی بے پروائی کی جو ست ستر ہزار سال ہا سال حالت اہلی پر نہ آیا اور بے رونق رہا اور چھپید بعد ساٹھ برس حکومت کے ملک عدم کی حالت راجہ ہوا اور وہ بہمن اور داراب کا حصہ تھا اور یہاں پیشکش ارسال کرتا تھا اور ایک فرزند خود سال اس سے باقی رہا اس کی ماں اسے تخت پر بٹھا کر خود متصرف اور تصدی سلطنت ہوئی لیکن جے چند کے بھائی نے کہ اس کا نام دلو تھا سرداروں سے اتفاق کر کے جے چند کے فرزند کو دربار سے اٹھا کر گیارہ سلطنت کا اپنے گیارہ بیٹوں ڈالا۔ تذکرہ راجہ دلو کے خروج کا۔ واضح ہو کہ راجہ دلو

لی جو زمین چھپید کے راجہ کے قبضہ میں آگزرشت کیا اور اس وقت سے یہ قوم براگڑ ہوئی

نہایت شجاع اور دلیر و خلق پر شفق اور مہربان تھا اور بڑی ہمت اسکی اس میں مصروف تھی کہ ہندوگان خدا مر قہ اور آسودہ زمین اور بلدہ دہلی اسی نے بنایا اور آباد کیا تھا اور جب چالیس برس کی سلطنت کے آخر ہوئے تو زمانے کے کامیابوں کے راجاؤں سے خوشی کی نسبت رکھتا تھا اور کامیابوں میں رہتا تھا خراج کے ادا کامیابوں کی ولایت پر مسلط اور متصرف ہوا اسکے بعد قنوج کے قلعہ پر آیا اور اس سے اور راجہ دہلو سے حرب عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی اور دہلو اسکے بچہ ظلم میں اسیر ہوا فوراً نے بر فوراً سے رہتاس کے قلعہ میں بھج کر قید کیا۔ مذکورہ راجہ فوراً کے راج کا راجہ فوراً کے بعد لشکر جنگ کی طرف روانہ کر کے دریائے جمن تک متصرف ہوا اور راجہ عظیم الشان ہوا اور خون کا یہ بھی اتفاق ہوا کہ فوراً کے مقابل کوئی راجہ بزرگ نہ ہوا اور چونکہ راجاؤں کے گزشتہ کے راجاؤں نے پیشکش بھیجنا شان ایران کے واسطے عظیم موقوف اور برطرف کیا اسکندر نے لشکر ہند بکھینچا فوراً نے ہرگز فروتنی نہ کی اور سپاہ مورخ سے افروں اپنے ہمراہ لیکر استقبال کر کے اسکے مقابل ہوا اور حدود دوسرے ہند میں مصافحہ عظیم کی اور تیغ ہوا اور تیرہ برس سے حکومت کی راجگان و کن اور طبائع و تقاب شجاع و تجار عالم کبان و مکان کے پوشیدہ فرسے کے مملکت کن میں بھی راجہ عظیم الشان گذرے میں شل گینچہ کہ بلدہ گلبرگ بنا کیا اور مرج چند کہ قصبت کے اسکے نام پر ہوا اور کچھ چند کہ بلدہ جہانگیر کو آباد کر کے دارالراج و کن کیا اور علاوہ اسکے اور راجے کے شمار اسکے ناموں کا سبب لفظوں پر بہت تھے اور جب اسکندر رومی ہند میں آیا راجہ مہندر نام کہ راجہ بزرگ تھا اور مہندر کا قلعہ اسی کا ساختہ اور پرودا خندہ بھی اور قوم راج مہندر کہ اب موجود ہے اور تمام فریق کن میں شجاعت اور جو اندازی میں مشہور و معروف ہیں اور کن میں حسب قوت تحت حکومت اور مسند ریاست پر تھکن ہوتے ہیں اسی کی نسل سے کن سکندر کی آمد اور فوراً کے قتل ہونے کی خبر سن کر متوجہ ہو کر پریشان ہوا اور بال منال و رانیال جو کچھ رکھتا تھا اپنی بیٹی کی معیت میں سکندر کے حضور ارسال کیا یہاں تک کہ وہ اسکے حسن عقیدت سے رہی ہوا اور اسکے مملکت کے تسخیر کا خیال برطرف کر کے ایران کی طرف روانہ ہوا اور فوراً کے قتل ہونے اور سکندر کی معاہدت کے بعد سینہ چرنا سے ہندوستان کی حکومت کی زمام اپنے ہاتھ میں لایا اور چند عرصہ میں تمام ہندوستان کو خوار و خاشاک کر کے صاف کیا اور جو فوراً کا قتل ہونا اپنی آنکھ سے شاہدہ کیا تھا سکندر کے خوف سے پیشکش بے مانگے ہر سال کو در شاہ ایران کی خدمت میں بھیجتا تھا اور دن رات زور ایران کی سلطنت پر تسلط تھا جب کہ شیر برس اسکی سلطنت کے آخر ہوئے تو چونکہ اسے سپر خراج کے غائب ہوا۔ مذکورہ جوہر کے خروج کا۔ یعنی راجہوں کا یہ قول ہو کہ جوہر کا بھانجا ہوا اور جب تخت حکومت پر بیٹھا احوال پسندیدہ اور احوال برگزیدہ اظہار کر کے ملک کی آبادی میں مصروف ہوا اور گنگا اور جمن کے کنارے قریات اور قصبات اس وقت فرمائے اور عدل انصاف میں جدید تبلیغ اور سستی موقوف بجا لایا اور آردو شیر با بکان کا محصور تھا اور ہر سال کہ آردو شیر با بکان ہند کی تسخیر کی عزمیت کر کے ہند کی سرحد پر آیا جو نہ مضطرب ہو کر اسکی خدمت میں حاضر ہوا اور زور و جواہر پیش کیا اور ہر سال ہفتی آردو ہا کر و پیشکش کر کے رخصت ہوا اور قنوج میں آنکھ مدت مدید استراحت کے بعد پھر پیشکش سے راجہ اور نوے برس کے بعد اسکا پیادہ عراب بقا سے ہرگز ہو کر دست قضا سے لڑنا اور پائیس فرزند اس سے باقی رہے اور خلف الصدیق یعنی بڑا بیٹا اسکا سے کلیان چند قائم مقام ہوا۔ ذکر راجہ کلیان چند کا۔ وہ بیٹا لدا اور زنا بیت سخاک تھا کہ تھوڑے جرم پر ہندوگان خدا کی خونریزی کرتا تھا اور لوگوں کو بیگانہ قسم کے ال منال لیتا تھا اور عیسائیوں سے سخت لڑائی و زبرد و شہرت

تمام سے زر لگانے کی تعمیل کرتا تھا لہذا رعایا اس کے ظلم و جور سے حیران و پریشان ہوئی اور جس طرف جس کے سینک پہلے بھاگ گئی اور ہندوستان خراب ہو اور قنوج کا پایہ تخت ایسا ویران اور برباد ہو کہ راجہ کلیان چند کے پاس فتح اور رعایا قلیل ہی اور اسکے دربار کی رونق اٹل ہوئی اور ہند کی سلطنت پر آشوب ہو گئی اور اطراف کے راجہ قوی اور عظیم الشان ہو گئے پس اقم نے جو جاننا کہ ملک بھی احوال کھے اور مقید اسکا سنوے کہ احوال راجا ہند اور قنوج ہی لکھنا چاہیے اس واسطے راجہ بکرا جیت کا حال کہ مالک لوہ کی سلطنت کے تختے لکھتا ہے۔ ذکر راجہ بکرا جیت کی حکومت کا کہ دو گسری بن شہرہ آفاق راجہ راجہ مزبور قوم پوار سے تھا نیک سادہ کی اسکی ہندو کے حکایات اور دیات سے کہ بطریق افسانہ کے مذکور اور شہر میں دریافت کر لینا ممکن ہوا ابتدائی حال یہ کہ راجہ بکرا جیت نے آغاز شباب میں فقیرانہ لباس پہن کر تفرق کے ہمراہ اکثر مالک کی سپہی مٹی اور سخت ریا نشین مٹکی صحبت میں لکھن جو بیل اسکے عرقا پچاس کل پہونچا سروسن آسانی کے سبب باویہ سپا بگری پر قدم رکھا جو حکمت ازلی ساتھ اسکے متعلق تھی کہ وہ دولت غنی پر فائز ہو اور خلق اشد جفا پیشہ راؤن کے پنج ظلم و ستم سے نجات پادین روز بروز اسکے کام نے درجہ بدرجہ ترقی اور افزونی پکڑی اور چند عرصہ میں ملک ہندو اور مالوہ اسکے حیطہ تصرف میں آیا اور اسے نیک نیت سے عدل و داد کا فرسش بچھایا اور بہتر حسان کا سایہ بر سر دیوار کے سکتے کے سروں پر ڈالکر اس قدر عدل انصاف میں اعلیٰ حبیب مشہور ہونے لگا کہ متناہیں چند کے بن یعنی لوہا کھینچنے کے خیال سے باز رہا اور کہ بانی دست تصرف کا دس کاہ سے کوتاہ کیا اور ہندو کا اعتقاد وہ ہے کہ اسکی اہل بنا کے حال کے سوا یہ حالت تھی کہ جو کچھ اسکے پیشگاہ ضمیمہ میں گزرتا تھا مقصود نقصان یعنی ہو ہو وہی طور میں آتا تھا اور جو کچھ شے خیر و شر اور نفع ضرر سے اسکے مالک محروسہ میں سرزد اور واقع ہوتا تھا صبح کو بے غفل و فتور و زردن کی طرح گھبراؤں اور میرین ہونا تھا اور باد صدف سلطنت اور شوکت کے خلق خدا سے برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اپنے مکان پر مٹی کے کوزہ اور بوتل کے سوانہ رکھتا تھا اور شہر گٹھن اور قلعہ دھاراسی کے عہد عدالت میں بنکر آباد ہوا اور بکرا جیت نے زمین کو شہر اختیار کی تھی اور زمین میں ممالک تاجان تیار کر کے براہ راست درجہ کیوں کا وظیفہ مقرر کیا اور تاجان میں بننے اور عبادت کرنے کا اشارہ فرمایا اور وہ اکثر اپنی وفات خلق کی پریشانی اور خالق کی پرستش میں بسر کرتا تھا اور اہل ہند ہنس پر اعتقاد بہت رکھتے ہیں اور افسانہ نامے غریب اقصیٰ صعب کے واسطے ساخنہ اور پرداختہ کیہ ہیں اور تاریخ سال ۱۸۵۷ء کے فوت سے دفترون میں ثبت کرتے ہیں اور حالت تحریر اس سطور تک اصل کتاب کی تالیف سے مراد ہے کہ وہ اپنے ایک ہزار اور پندرہ برس خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت سے زمین ہندو کے حساب سے ۱۶۶۷ء سولہ سو و ستر سال کے عہد کے قریب تھا آخر جو۔ نہ اور راجہ بکرا جیت آرو شہر کا معاصر ہوا اور بعضوں کا یہ بھی قول ہے کہ شاہ کاہم عہد تھا اور اسکے آخر عہد میں ۱۸۵۷ء سے سالہا ہجرت زمیندار کرتے تھے شہر خراج کیا اور دریائے زیدہ کے کنارے پر افواج طاہرین نے آتش کی زلزلہ اور دختہ کی عاقبت الامریا لیا ہیں تالاب اور بکرا جیت قتل ہوا اور اسکے ایام دولت کے بارہ میں ۱۸۵۷ء میں آئین ہیں اور جو کہ انہیں سے کوئی اس قسم کی نہ تھی کہ عقل خرد وین اسے قبول کئے لہذا سکونت کیا اور بکرا جیت کے بعد مدت دراز تک لوہ کا ملک حاکم عادل و صانع جو نہ ہو۔ نہ کہ سبب خراب رہا آخر کو راجہ بھوج نارج حکومت کی باگ اپنے دست، ہندو زمین لایا۔ تذکرہ کار راجہ بھوج کی حکومت لکھا۔ وہ بھی قوم پوار سے تھا اور عدالت اور سخاوت میں بکرا جیت کی پیروی کرتا تھا اور راؤن کو تغیر وضع کر کے شہر کے گرد پیرتا تھا اور قلعہ اوسا کیوں کے حاکم کی جہل لیتا تھا

اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہندوستان میں ۵۴۷ برس قبل از ولادت مسیح کی تاریخ میں

اور ہمیشہ بہت والا منت آبادی اور آسودگی حال رعایا اور برابری مصروف رہتا تھا اسی کے عہد میں قہر کھڑا ہوا اور
 بیجا کر اور قصیدہ ہند پر آباد ہوا اور غور توں کے حج کرنے میں حریف تھا اور سال میں دو مرتبہ جشن عالی ترتیب کیا تھا اور
 ہندوستان کے اطراف سے سازندے اور لوہاندے کے کثرت کے ساتھ اسکے دربار میں آتے تھے اور چالیس درگاہیں
 و عشرت کی محفل جس ترتیب پائی تھی اور گانے اور بجانے اور عیش و نشاط کے سوا اور کام تھا اور ان دنوں تمام ارباب
 انشا کے واسطے طعام و شراب اور پان سرکار سے مقرر تھے اور رخصت کی وقت ہر ایک ایک خلعت اور دس شقال غلام یا غلاماں
 ۱۰ سنے پچاس برس سلطنت کر کے رخصت ہوئے ہندوستان اور اسی عہد میں باس دیو نامے تخت قنوج پر بیٹھ کر جو اور ملک بہار کے تختہ دار کی
 طرح قنوج کے راجاؤں کے تصرف سے نکل گیا تھا مخلص و زبا با فی الجملہ شوکت اور مکت تمام رکھتا تھا اور بہرام گور اسی کے
 عہد میں تاجری کا لباس زیب تن کر کے مکران ہند کی تحقیق اور مہند کے وصال اور طہار و بافت کر کے واسطے دارالرح
 قنوج میں آیا تھا کہتے ہیں اسی ایام میں ایک قبیلہ مشی اور مہار کے قنوج میں بے بندگی بہم پہنچائی تھی اور ایسا کوئی دن
 نہ تھا کہ وہ مودی اپنے ہاتھ سے ایک جماعت مسافرین اور مہندوں کو پامال ملا کر نکالتا اور ایسا پکر ریکہ دفع کا قصہ کہہ سکے
 سوار ہوا اور نا کام زاد کر پھر یا تھا، اتفاقات سے آئینہ کہ بہرام گور ریلوہ قنوج میں داخل ہوا وہ قیل سے پلست ناگہانی کی طرح شہر کے
 کنارے آکر اور شور و غوغا و مہوون میں رہا چلا رہا ہے حکم دیا کہ شہر کے دروازے بند کر دے بہرام گور قنوج میں آئے اور واسطے آبادی
 ایک چوٹی پر سے اسے ہلاک کیا اور شہر کی حفاظت کے واسطے شہریت تماشائی شہر سے برآمد ہوئے تھے اس کے بعد قنوج چوم کر دہری کی
 اور لوہا تحسین اور غلام آفرین کا خون گردوں میں ڈالا اور باس دیو نے یہ خبر سن کر بہرام گور کو اپنے دربار و طلبہ کا ایک چارہم راجہ
 کے پاس گیا ایک اسکے دربار میں سے کہ سال گذشتہ میں مشکینہ بہرام گور کے واسطے ولایت میں رکھ گیا تھا پہچانا اور حقیقت
 آکر راجہ کے گوش زد کی راجہ نے تخت سے اتر کر بہرام کی ملازمت کی اور اپنی لڑکی اس سے دی اور با عہد از تمام و دیکھا
 اور اپنے بیٹے میں چاہا میں بھی تخت نفیسہ ہر سال بھیجا رہا اور سر پر حکومت کر کے درگزر و تعلق و شہر گاہی اس کی تفریح
 سے ہی اور وہ فرزند اس سے باقی رہے اور بھائیوں میں دس برس کے عرصہ تک ہر سرتخت بخت اور شہر اس میں خوش روز
 جنگ حدال میں گذرتے تھے آخر لاہر بہرام دیو نامے کہ باس دیو کا سپہ سالار تھا ان دنوں کے اتفاقی سے قنوج کے پاس سے
 تخت پر متصرف ہو کر عظیم الشان راجہ ہوا۔ و گورام دیو راجہ کے راج کا۔ واقع ہو کر ہم دیو قوم، اٹھوڑ سے تھا
 نہایت دلیر اور شجاع اور بہادر اس سے سرحد داران سرکش کو کہ جنگی طبیعت میں درانی جاگوں ہوئی تھی اور جنگی تمام دفع
 کیا اور گھر کے فساد سے ملنے ہو کر سپاہ چہرہ بہرہ رکاب لیا کھانڈا لڑکی طرف متوجہ ہوا اور اس سے راہیت کو فرقہ
 چھو اہم کے تصرف سے ہر اور وہ کر کے اپنے قوم کو کہ راٹھور کی جماعت سے مراد چرساکن اور آباد کیا اور اسی تاریخ سے
 اس قوم نے اس ولایت میں قیام کیا اور قوم چھو بہت کسوں لائیت سے کیا کہ تھوڑے ساں کی حدود میں آباد کیا اور اس
 قوم کے سرداروں کی بیٹیوں کو اپنے حرم میں جگہ دی اور اسکے بعد سرحد کی خصوصیت پر جا کر ہندوستان اور وہ شہر اپنے
 بیٹے کو عطا کر کے غنیمت وافر اپنے قبضہ میں لایا اور میں برس کے بعد قنوج میں ہر جہت فریاد اور وہ بہرام
 قنوج کے لشکر کو فخر پیکر لالہ کی طرف روانہ کیا اور اس ملک کو بھی اپنے قبضہ میں لاکر اپنے شہر ہندوستان
 سے قبضہ اور قنوج آباد فرمایا اور قنوج میں رہنے کی بھی مرست کی اور اپنے شہر کے دربار میں اپنے شہر سے تھا
 وہاں کا حاکم آیا پھر بیجا کر کے راجہ سے بیٹی چاہی اور شہر سے اس کے بیٹے کو بھیجا اور اس کے بیٹے کی مرست کی

تلف ہوا اور ایک شخص سب سالاران رام دیو سے کہ پرتاب چند نام رکھتا تھا بھائیوں کے منافع اور
 محاربہ کو غنیمت جان کر سپاہ کثیر اور لشکر خطیر اپنے پاس فراہم کیا اسکے بعد قنوج برفوج کشی کر کے بہرہ آسانی
 تمام قابض اور متصرف ہوا اور پرتاب چند نے لول رام دیو کے بیٹوں کو جو وارث ملک تھے تباہ کر کے ان کا
 اثر مطلق نہ چھوڑا پھر ان زمینداروں کو کہ قنوج کے اطراف و چوڑے تھے انھیں سب سے مسلط ہونے لگے
 رفتہ رفتہ ان کے درخت ہستی کو بھی تہرہ سیاست سے ایک تخت بیخ و بن سے منقطع کیا اور آپ راجہ
 عظیم الشان بن بدیچا جب اس نے اکثر کام اپنی مراد کے موافق مانتے اور پروا نہ دیکھے عجب و تکبر کی
 شراب نے اس قدر اسے مہسوت اور سچو دیا کہ سلاطین ایران کو پیشکش بھیجنا بیکفایت موقوف کیا اور نو شیراز کا ایلی
 کمال مقرری لینے کو آیا تھا محروم اور ناکام واپس گیا اور جب سپاہ ایرانی شاہ ایران کے حکم سے ملتان اور پنجاب کے
 ممالک سے متعرض ہوئی تو سر اسیمہ اور پریشیاں ہوا اور اپنے لیے ہونے سے شرمندہ ہو کر استغفار کی اور
 زر و جواہر و افر سپاہ ایران کے پاس ارسال کیا تو انھوں نے ہاتھ نہ بٹھا غارت سے کوتاہ کیا اور پرتاب چند
 اپنی قید حیات میں ہر سالہ خراج بھیجتا تھا اور اسکے فوت ہونے کے بعد اطراف کے راون نے سرگٹھایا اور بڑے شیشہ اکثر اطراف
 پر قابض اور قبض ہوئے اور تھوڑی مملکت پرتاب چند کے فرزندوں کے تحت حکومت ہی اس سبب انکا لقب رانا ہوا اس لیے
 کہ کم ملک الے راجہ کو ہندی میں رانا کہتے ہیں اور حالت محراب اس سبب پرتاب چند کے سلسلہ میں بیٹوں
 فقط کو مہستان کو ملیہی اور اسکا اطراف اپنے تحت و تصرف میں لگتے ہیں اور چیتورا و ہند سورا اور باقی بہت ممالک لگے
 امیتھور صاحب قران کی اولاد کے قبضہ میں ہیں بیان اچھا سند دیو راجپوت کا وہ اچھ بیس کے فرقہ سے تھا اور
 پرتاب چند کے مرنے کے بعد وہ کی مملکت سے خروج کیا اور دن بدن اسکے کام نے عروج پکڑا اور مالوہ و ہندو اور
 اور دکن اور برار کی سرزمین پر متصرف ہوا اور رام گور اور ماہور کا قلعہ اسی کے محمد میں بنا ہوا اور قلعہ مندہ بھی اسکی تعمیر
 سے ہی اور یہ خسرو پور ویز کا محاصرہ تھا اور سولہ برس راج کر کے اسے شہریت ناگوار موت کا چکھا اور انھیں سزات ہندی
 میں مال دیو نام نے دو آئیکے درمیان سے جمعیت عظیم بہم پہنچائی اور دہلی پرتاب چند کے فرزندوں سے بر آوردہ کی اور
 دہلی پر قبضہ کرنے کے بعد عثمان غوثیت قنوج کی طرف معطوف کی اور اسے بھی اپنے تخت و تصرف میں لایا اور یہ بھی کہتے ہیں
 کہ شہر قنوج اسکے عمادین نہایت آباد ہوا کہ ایک قسم تنہولی کی دکانیں تیس ہزار ہوئیں اور ساڈنوں اور خوشنوں کے
 ساڈہ ہزار مکان ایک تخت آباد ہوئے اور باقی خصوصیات کو بھی اسی سے قیاس کرنا چاہیے ورنہ دیو بیس میں
 کے بعد اس جہان فانی سے رگڑے آجہانی ہوا اور جو کہ لاوڑ تھا ہر ایک سرزمین میں ایک اے خود راے بن چھا
 پھر اس زمانہ سے طلوع ہوئے ۲ قناب جہاں تاسا بن میں محمد علی علیہ السلام تک مملکت ہند میں کوئی راجہ عظیم الشان
 مستحکم و متبرک نہیں ہوا چنانچہ جس زمانے میں کہ سلطان محمود غزنوی غزا اور جہاد کا آئنگا کر کے ہندوستان میں آیا
 تو قنوج میں کور نامی ایک راجہ فرمانروا تھا اور میرٹھ میں دھرم دت اور ہماون میں گچندر اور لاہور میں جی پال
 بن اسپتالی اور کانچر میں بکیر اور اسی طرح سے جمیر اور گجرات اور گوالیار میں جدا جدا ایک ایک حکم تھا اس لیے
 انکے احوال کا تذکرہ قلم انداز ہوا اب شروع واقعات سلاطین اسلام ادا م احمد آثار ہم الی یوم القیامہ کے مراویں
 کتاب کی تالیف سے ذکر خیر نکال کر تارہ تذکرہ ظہور تہر اسلام کا ممالک ہند میں نظر میں لکھیں گے

آفتاب شعلہ پر محفئی اور پوشیدہ نر ہے کہ اول جن شخص نے کہ ارباب اسلام سے ہندوستان کی سرحدیں قدم رکھا اور وہ ان کے اہالی کے ساتھ غزاکہ مہلب بن ابی صفہ ہو اور تفصیل اس سخن مجمل کی وہ ہو کہ سب اٹھا تیس ہجری میں عبد اللہ بن عامر بصرہ کا حاکم تھا اور امیر المؤمنین کے حکم سے فارس کی سمت کو وہاں کے اہالی نے مہر کوٹھین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نقص عہد پر کرنا نہ تھی فوج فتح موح لجا کر مظفر اور منصور بصرہ کی طرف معاودت کی اور سنہ تیس میں امیر المؤمنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے ولایت کو شریعہ کے سبب کو فہ کی حکومت سے معزول فرمایا اور سعید بن العاص بن سنان کا قائم مقام کیا اور سعید بن سنان کی طرف روانہ ہوئے اور امیر المؤمنین حسن اور حسین علیہما السلام بھی اس یورش میں شرکت رکھتے تھے اور ان کے قدم فیضی و م کی برکت سے گرا جرحان کہ دار الملک استر آباد ہو مفتوح ہوئی اور جرحان کے آہمیوں نے صلح کے عوض میں دلاکو بنار شیکش کیے اور خود کو اسلام سے مالا مال ہو کر اپنے مکانات میں آباد ہوئے اور سنہ اکتیس ہجری میں عبد اللہ بن عامر امیر المؤمنین کی طرف سے خراسان کی فتح کے واسطے مقرر ہوئے اور لشکر گران سے کرمان کے راستہ سے خراسان کو عازم ہوئے اور قندھار لشکر پر حنیف بن قیس تھے چنانچہ انھوں نے سیستان اور قندھار اور نیشاپور کو مسخر کیا اور طوس کے مردمان نے بھی شیعہ موافقت کا ہم بھرا اور شمس اور ہرات اور بادغیس اور غور اور غر جستان اور مرو اور طالقان اور بلخ بھی مسلمانوں کے تصرف میں آیا اور عبد اللہ کو جب تائید لکھی سے چند عرصہ میں فتوحات کلی حاصل ہوئیں قیس بن ہاشم کو خراسان میں وجہ بیعت ہو قیس کو مرو اور طالقان و نیشاپور میں اور خالد بن عبد اللہ کو ہرات اور غور اور غر جستان میں والی کیا اور عبد اللہ نے خود طواف کو کا حرام باندھا اور جباری طرف متوجہ ہوئے اور کثرت بتیں ہجری میں عبد الرحمن بن سعید کہ حضرت عثمان کے حکم سے بلخ کیے جہاد کو لکھے تھے مع ہستی مسلمانوں کے شہر شہادت نوش کر کے جنت سدھارے اور مسلمانان لقیۃ السیۃ کا پاسے ثبات دیا۔ غنہ با گیا اور سیان اور جرحان کی طرف روانہ ہوئے اور اسی سال قارن نامی کہ امرا ستم سے تھا جہاد سے دیکھ کر عبد اللہ کو مرو اور ہرات میں الشریفین زاد ہاشم کو قیادرت کو روانہ ہوا اور خراسان کا میدان سواران اسلام سے خائف ہو چکے تھے ہزار ہا طوس اور ہرات اور بادغیس اور قندھار اور غور وغیرہ سے فراہم کر کے مسلمانوں پر خروج کیا اور جب انہیں شک و شبہ نہ تھا تو بن حنیفہ کے ساتھ منظم تھے فقط چار ہزار مرد سے اسکا موقع شریک اور اسی حسن خدمت اور سعی حمید کی برکت سے خراسان کی حکومت پر سرفراز ہوئے اور کثرت چالیس ہجری میں معاویہ ابن ابی سفیان نے زیاد بن ابیہ کو بصرہ اور خراسان و سیستان کا حاکم کیا اور اسی برس عبد الرحمن بن شمر نے زیاد کے حکم کے موافق کابل فتح کر کے وہاں کے باشندوں کو مطیع کیا اور اسی عرصہ میں مہلب بن ابی صفہ کہ امرا سے عرب کے کبار سے کھامرو کے اطراف سے کابل اور زابل و ہندوستان میں آیا اور وہاں کے کفار سے جہاد کر کے دس بارہ ہزار ہندی امیر کیے اور اسی عرصہ میں بعض مردم ہندوستان رختہ خدائی حدایت اور رسالت پناہ کی نبوت کا صدق دل سے اقرار کر کے مسلمان ہوئے اور سنہ تیرہ ہجری میں طاعون زیاد بن ابیہ کی مٹی میں ظاہر ہوا اور کثرت صدر سے وہ جانبر نہوا اسکے فوت ہونے کے بعد معاویہ نے اسکے فرزند عبد اللہ کو کوفہ کی امارت پر مقرر کیا اور سعید بن شمر نے بھی چند مرتبہ ماوراء النہر کی طرف جا کر بعض شہر مفتوح کر کے مراجعت کی اور بصرہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور انی مرتبہ سے اسلم بن زراعۃ الکلابی کو خراسان کی امارت پر روانہ کیا اور سنہ پچاس ہجری میں معاویہ نے خراسان کی حکومت سعد بن عثمان ابن عفان کو دی اور سنہ باسٹھ ہجری میں یزید بن معاویہ نے اسلم بن زیاد کو خراسان اور سیستان کی

حکومت پر تعین کیا اور ان لوگوں میں سے کہ تیزید نے مسلم کے ہراہ کیے تھے مہلب بن ابی صفہ تھا اور سلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کی امارت پر بھیجا جب اس نے سنا کہ کابل کے بادشاہ نے مکرور کے ابو عبیدہ اپنا زیاد کو کھاکا حاکم تھا قید کیا ہو لہذا لشکر جمع کر کے اہل کابل کے محاربہ کو متوجہ ہوا اور جنگ عظیم اور مکرور کے بعد ہزیمت کھائی اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور جب یہ خبر مسلم بن زیاد کو پہنچی طاہر بن عبد اللہ بن حنیف غزنی کو کہ طاہر اطلحات مشہور کابل کی طرف روانہ کیا اور اسے جاکر ابو عبیدہ کو پانچ لاکھ درم دیکر کابل میں کی قید سے نجات بخشی اس کے بعد سلم نے سیستان کی حکومت طاہر کو ارزانی رکھی اور غور اور باغیس کی فرج کابل کی طرف بھیجی اور وہاں کے باشندوں کو جبراً اور قہراً مطیع اور فرمانبردار کیا اور خالد بن عبد اللہ حبیب کو بعض کتبے میں نسل خالد بن لہد سے تھا اور بعض کتبے میں ابو جہل کی نسل سے ہے جو کابل کی حکومت سے معزول ہوا عراق عرب کی طرف مراجعت شاق اور دشوار تر جاکر حاکم جدید کے خوف سے مع عیال و اطفال اور ایک جماعت مردم عرب سے عیان کابل کی پورایت سے کوسلیاں پر کہ ملتان اور پشاور کے مابین میں واقع ہے جو کابل کے متوطن ہو اور اپنی بیٹی ایک افغان مختبر کے کہ شرف اسلام سے مشرف ہوا تھا صاحبان نکاح میں لایا اور اس لوطی سے بہت فرزند متولد ہوئے انہیں سے دو شخص صاحب مزید شہر کے ممتاز ہوئے ایک لودی اور دوسرا سورا اور گروہ افغانان لودی اور سورا ہی جماعت سے ہیں اور مطیع الاور اور ایک مردم ثقہ کی تصنیف ہے اور وہ کتاب ہر پانچ سو سال میں مطاع ہوئی انہیں یونان پر بھیجا کہ افغان قبیلہ فرعون بن جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کا فرزند غالب ہوئے اکثر قبیلوں سے تائب ہو کر یمن میں آ رہے ہوئے اور ایک جماعت کہ فرعون کی دوستی اور اس کی خدائی میں صلب تھی نہایت جبل سے اسلام اختیار نہ کیا اور جلا وطن ہوئے اور ہندوستان میں آ کر کوہ سلیمان میں ہتھامت کی اور قبائل کی کثرت سے فغان موسوم ہوئے جسوقت کہ ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی بہت سے کفار دور و نزدیک نے اسکی متابعت خنبار کی از انجملہ افغانوں کے گروہ نے بھی وقت محدود پر ابرہہ کا ساتھ دیا اور جب کہ معظمہ میں پہنچے قہر کسی سے سزا بیا ہو کر بحر عدم میں غرق ہوئے انقصہ افغانان مسلمان کا گروہ زراعت اور تحصیل مادہ معاش میں مشغول ہوئے اور خداوند اسب و گاؤں کو سفند بسپا رہے اور چہرا اہل اسلام جو عورتاں کے ساتھ سند کے راستہ سے ملتان میں آ کر متوطن ہوئے تھے راہلہ آشنائی اور ضابطہ و شد کا ہم ہو چایا اور اسے ایک ستیائیں میں جب انکی اولاد کثرت سے ہوئی کہ ہستان سے نکل کر موافق معمرہ ہندوستان پریش کر مہج اور پشاور اور شہنواران کے متصرف ہوئے اور لاہور کے راجہ نے کہ اجیر کے راجہ سے قرابت رکھتا تھا افغانوں کے دفع مساو کا اہمٹنگ کر کے ایک اپنے امرامین سے ہزار ہوا سے اپنے تعین کیا اور افغان بھی جنگ و جدال پر آمادہ ہو کر مہجائی ہو گئے اور اکثر زندان کو تہ تیغ کیا اور اس قضیہ کے بعد لاہور کے راجہ نے اپنے بیٹے کو دو ہزار سوار اور پانچ سو پیادہ سے فغانان پر کش کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور اس مرتبہ صلح اور غور اور کابل کے آدمی کہ زیورہلام سے مزین تھے فغانوں کی امداد اپنے منہ ہمت پر واجب اور مفوض سمجھ کر چار ہزار مرد مقابلہ کو آئے اور ان لوگوں نے مستطہ پر علم تھا و صحت کا بلند کیا اور پانچ جہینے کے عرصہ میں ستر بار کفار سے لڑے اور اکثر محاربات میں غالب ہوئے آرائش میں ہر ایک فوج نے کفار پر تاخت لاکر عاجز کیا سب جنگ سے دست کش ہو کر پلٹ آئے اور موسم زمستان کے بعد لاہور کے راجہ کا بھیجا لشکر

تازہ و چار لیکر اس طرف متوجہ ہوا اور اس مرتبہ بھی اہل کابل اور خلیج بدستور سابق افغانوں کی کمک کو پہونچے اور کراچ اور پشاور کے مابین میں فریقین نے داد و جواب دی اور دلاوری کی دی کبھی کفار جنگ پیش لیا کر مسلمانوں کو کوہستان تک پسپا کرتے تھے اور گاہے اہل اسلام شیر کی طرح حملہ آور ہو کر کفار کو بارش تیز اور ضرب شمشیر سے اپنے مکانون کی طرف سے ہٹاتے تھے جب موسم برسات کا آیا فوج کفار نے آب نیلاب کی سیلابی کے اندیشہ سے بغیر اسکے کہ غالب مغلوب سے متعین ہو اپنے مقام میں مراجعت کی اور باشندے کابل اور خلیج بھی اپنی جگہ اور مقام کی طرف راہی ہوئے جو شخص اپنے پوچھتا تھا کہ احوال مسلمانان کوہستان کا کمانٹک پہونچا ہو اور کیا صورت پیدا کی ہو یہ جواب دیتے تھے کہ کوہستان نہ کو افغانستان کہو کہو اسطے کہ وہاں افغان اور غوغا کے سوا دوسری چیز نہیں ہو ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خلافت اسی سبب سے اپنی بولی میں گھو افغان اور آٹکے مکانات کو افغانستان کہتے ہیں لیکن جو ہندی اپنی زبان میں اس فرقہ کو بتان یعنی پٹان کہتے ہیں وجہ تسمیہ کی معلوم نہیں لیکن ذہن نشین یہ ہوتا ہے کہ عد سلطین اسلام میں پہلی مرتبہ کہ ہند میں آئے جو شہر پٹنہ میں گئے ہوئے اہل ہند کو پٹان کہنے لگے واللہ عند اللہ پھر جب لاہور کے راجہ اور کفار کھکر کے درمیان ہر افقت ساتھ مخالفت کے مبدل ہوئی کھکر قرب و جوار کے سبب افغانوں کے شریک ہو متفق ہوئے اور راجہ نے افغانوں سے صلح کی اور مزارعت کی بساط لپیٹی اور چند مواضع لمعات سے افغانوں کو واکذشت کیے اور قوم خلیج کو کہ افغانوں کے طویل اس صحرا میں بیٹھے تھے اس شرط سے انکا شریک کیا کہ سرحدوں کی محافظت میں مشغول ہیں ایسا نہ کہ لشکر اسلام ہندوستان میں آئے ہو اور افغانوں نے کوہستان پیشاور میں ایک حصہ تیار کر کے خیر نام رکھا اور ولایت ردہ پر متصرف ہوئے اور عبدلہوک سامانیہ میں پنجوڑا کو مزارعت انکی ولایت لاہور میں پہونچی اس سبب سے تاخت اور تاراج سامانیہ اول سے آخر تک سندھ اور بہاولپور کی طرف تھقی اور وہ عبارت ہو کوہستان مخصوص سے کہ بہاولپور سوا بوجو سے ہر قصہ یہی ہو کہ کب کے تاج ہو اور باغیہا و حسن ابدال سے کابل اور قندھار اور حدو اس کوہستان تک شائع ہوئی اور جب حکومت غزنوی کی نوبت آئی تو اسکیں کو پہونچی سبکتگین کہ ایک پہ سالار تھا اور وہ اکثر اوقات لمغان اور ملتان پر تاخت لاکر غلہ ان اور جوامی کو اسیر اور قید کرنا تھا افغان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوئے اور پنجاب کے راجہ کو جسکا نام جیپال تھا سبکتگین کے تسلط سے آگاہ کیا جیپال خوب جانتا تھا کہ ہندوستان کی فوج شدت مرے ان سرحدوں میں متوطن ہو سکتی اسولے بہاولپور کے راجہ سے مشورہ کیا اور اسکے کہنے سے شیخ حمید کو افغانوں کے درمیان میں حلیہ اختیار کیا اپنے روبرو بلا کر منصب امارت پر منصوب فرمایا اور اسنے ولایت ملتان اور لمغان کے نظم و نسق کا تعہد اپنے ذمہ لیا اور ہر ایک مواضع مذکور میں ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا اس تاریخ سے افغانوں نے صدر امارت پر قدم رکھا اور صاحب جاہ ہوئے اسکے بعد جب السبکتگین فوت ہو سبکتگین اسکا قائم مقام ہوا شیخ حمید نے پر خاش میں صلاح اور فلاح ندیکھی اور پیغام دیا کہ چاہے اور تمنا ہے اسلام کی شرکت کے سبب سے نہایت ہیچ ہتی ہو سزاوار مراحم خد او ندی وہ ہو کہ اس گروہ کو اپنے وابستہ گون سے تصور فرما کر عا کر منصوبہ کو مامور کریں کہ ممالک ہند کے مابین کبوقت اس جماعت خیر خواہ کے احوال میں تعرض اور مزارعت نہ پہونچیں سبکتگین نے بمقتضائے وقت اسکے مکتوب کو قبول کیا اور جیپال کی فتح کے بعد ہمدردی تمام پیش کیا اور ملتان کی جاگیر اسکے ہم مقرر کی لیکن سلطان محمود نے اپنے سلطنت میں اپنے باپ کے خلاف عمل کیا اور افغانوں کے قبائل کو مقہور اور خندول کے آئین کے مکتوب کو اپنے لئے گھاٹ اٹھا اور فرما ہند

کو ملازم رکاب کر کے نوکریں کی طرح خدمت لینے لگا۔ مقالہ اول سلاطین لاہور کے ذہن کے سلاطین غزنویہ مشہور ہیں۔
 فخرامیر ناصر الدین سبکتگین کی سلطنت کا۔ ہر چند امیر ناصر الدین سبکتگین نے آب نیلاب سے عبور
 فرمایا اور پنجاب کی حکومت میں فائز ہوا لیکن بعض مورخین اسے سلاطین لاہور کے سلک میں منسلک کرتے ہیں
 عارفان فضائل نفسانی اور واقفان کمالات انسانی بیان کرتے ہیں کہ امیر سبکتگین غلام ترک نژاد اور ملکوتی لبتگین کا
 بی اور البتگین ایام دولت سامانیہ میں خراسان کی سردہری پرتو تھے اور کثرت لائتہا اس لایت میں ہم ہو چکی اور
 جب عبدالملک نے وفات پائی تو امرا نے بخارا نے ایک ایلچی لبتگین کے پاس بھیج کر استعراج کیا کہ اولاد سامانیہ
 میں مسند خلافت کے لائق کون ہے البتگین نے قاصد سے ارشاد کیا کہ منصور بن عبدالملک نوجوان ہے
 اور وہ سلطنت کا شائستہ نہیں ہے اس کام کا منرا اور اسکا چچا ہے لیکن امرا نے بخارا نے قاصد کی مراجعت سے
 پیشتر اسپہین اتفاق کر کے منصور کو تخت سلطنت پر ٹھکن کیا اور جب منصور نے البتگین کو بخارا میں طلب فرمایا
 تو وہ متوہم ہوا اور قدم حادہ اطاعت میں نہ رکھا بلکہ اسے عین سوا کا دن سچری میں علم طغیان کا بلند کیا اور پھر
 سوار کر سب اسکے خلائان خاص تھے خراسان سے ہر ایک غزنویں کی طرف مندرجہ فرامی اور اس لایت کو ضرب شمشیر سے
 ستر کر کے نشان استقلال کا برپا کیا اور جب خبر غلو عرصہ خراسان کی امیر منصور کے مع مبارک بن ہو چکی سرداری اس
 مملکت کی ابو الحسن محمد بن ابراہیم سمجھو ری کو ارزانی رکھی اور دومرتبہ لشکر لبتگین کے بخاریہ کو بھیجا اور ہر مرتبہ لبتگین ظفر بیا
 ہے اور لشکر منصور کا مقہور ہوا اور حمد اللہ مستوفی کی روایت سے پندرہ برس ایام دوات و اقبال سے گزرنے اور
 اس مدت میں گئی بار اسکے پہ سالار سبکتگین نے ہندون کے ساتھ غزوات کیے اور ظفر اور منصور ہوا اور جبکہ اس نے
 ۵۳۳ ین سو پستھ میں اس جہان گزراں سے رحلت کی اسکا بیٹا ابو اسحاق سبکتگین کے ہمراہ بخارا کی طرف روانہ
 ہوا اور امیر منصور نے ابو اسحاق کو غزنویں کی حکومت عطا فرمائی اور انتظام امور ملکی و مالی امیر سبکتگین کی اسے
 صواب کے مقوض ہو لیکن جب چند عرصہ میں ابو اسحاق کا پیانہ حیات گب فنا سے لبریز ہوا اعیان غزنویں نے
 آشوب شد اور متانہت کے امیر سبکتگین کے ناصیہ احوال سے مشاہدہ کر کے عین سوسرٹھ ہجری میں اسے پناہ کا حکم کیا اور
 البتگین کی دختر کو بھی اسکے سلک زدوان میں کھینچا امیر سبکتگین نے بساط عدل داد کے بچانے میں سائلہ فرمایا اور دنیا و ظلم اور
 جور کی یکلم منہدم کی اور امیر بن اور اعیان اور شراف کو قسام الطاف اور انواع عطا سے نواز لیکن تاریخ منہج
 السراج جرجانی ناظر ہے کہ ایک سوداگر مشہور نصر حاجی امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا میں لایا اور البتگین کے
 ہاتھ فروخت کیا اور البتگین نے کیا ست اور جلالت کے ہتھار اسکے ناصیہ حال سے معائنہ کر کے منظور نظر عن
 کیا یہاں تک کہ غزنویں میں اپنے لشکر کی امیر الامرائی اسے عنایت فرمائی اور کبیل مطلق کیا اور وہ بیز و جرد شہر بار کی
 نسل سے ہے اور جب وقت کیزد و جرد امیر المومنین عثمان صنی اللہ کے عہد خلافت میں فتح لایت درہمیں چلی گھر میں لایا گیا اولاد
 تا بعد اسکے ترکستان میں رہے اور ترکوں سے وصلت یعنی شادی تہ کر کے دو تین پشت میں خاص ترک جو کے اور بے ارا
 یہ ہے کہ امیر سبکتگین بن جوقان بن قراکیم بن قزل ارسلان بن قرنامان بن فیروز بن بزد جرد ملک عجم اور جب امیر سبکتگین
 حکومت پر بیٹھا طفا نامی نعلیست پر مستولی ہوا اور ایک شخص سسی پاتور نے طفا کی عداوت کا پیکر کر پناہ دیا اور اسے
 قلعہ سے نکال دیا اور طفا امیر سبکتگین کے دربار میں حاضر ہوا اور امیر سے یہ عہد کیا کہ اگر امیر کی اعانت سے میں قلعہ

دوبارہ قابض و متصرف ہوں تو خدا بیشہ خدنگاری اور خراج گذاری میر کا دوش پر رکھ کر مدۃ العز جاوۃ اطاعت کے
انحراف نہ کرو گا امیر سیکتگین نے اسکی ملتیں قبول فرمائی اور سب پر فوج کش ہوا اور پانچ لاکھ فوج کش دیکر طفا کو مقصد
ولی پر فائر کیا اور وہ مواعید کے بارہ مہینہ کہ بموجب شرط کے وفا نہ کیا اسکی فرستہت پر وجہ تھا قتل نساہل علی بن
لایا امیر سیکتگین نے علامات مکر اور آثار خدعہ اس کے حرکات و سکنات سے مشاہدہ فرمائے ایک روز امیر سیکتگین نے صبح
شکار میں طفا سے بزبان خشونت اس سے خراج مقبول طلب کیا طفا نے زبان ساخو جوا بنیا صواب کے گویا کی
اور شامت اعمال سے دست بٹھیرا ہوا اور امیر سیکتگین کے حسان کو نسیا منسبا کر کے شکار کا تہ مجروح کیا امیر سیکتگین نے
بھی طیش میں آکر سر دست اسی دست زخم رسیدہ سے طفا پر ضرب تیغ ماری اور چاہا کہ دوسری ضرب سے اس خفا کا کام
تمام کرے اسوقت دونوں سرداروں کے ملازموں کی تک و دو کی کثرت سے غبار مریقع ہوا طفا فرصت پا کر کراچ
کی طرف بھاگ گیا اور سب کا قلعہ سیکتگین کے تصرف میں آیا اور سب سے عہدہ فائزہ جو امیر سیکتگین کو اس ملک سے حاصل
ہوا ملازمت کرنی ابو الفتح کی ہر کہ وہ انواع فزون سے ماہر اور مدوح خواہی عوام تھا بتقصیر نشانہ داری اور خوشنویسی
میں عدیل اور نظیر نکھتا تھا اور ابو الفتح پانچ لاکھ فوج کا خزانہ اور پانچ لاکھ خراج کے بعد وہ سب کے گوشہ میں پوشیدہ تھا
امیر سیکتگین اس کے حال سے واقف ہو کر مشتاق ہوا اور اس فضل بلاغت شمار کو حاضر ہو نیک حکم دیا جب حاضر ہوا
اسکی قابلیت کے قامت کو خلعت فاخرہ اور انواع انعام سے آراستہ کر کے میر نئی گری کے منصب پر سرفراز اور ممتاز
کیا اور سلطان محمود غزنوی کے بتدایے ایام دولت سے وہ مہلت ملکی کا تکفل تھا اس کے بعد اس سے رنجیدہ ہو کر ترک
کی طرف چلا گیا القصد جب امیر ناصر الدین سیکتگین سب کی طرف سے فاعل ہو عنان عزیمت موضع قصد ار کی سمت معطوف
فرمائی اور دقت اس مقام میں پہونچ کر وہ ان کے حاکم کو اسیر کیا اور اپنے ملازموں کی سلاک میں نظم کر کے قصد ار کی
جاگیر عطا کی اور اس فتح کے بعد ہندوستان کے غزاکا عازم ہوا اور آخر کشتہ ہجری میں دیا رہند کی طرف متوجہ ہوا اور
ہندوستان کے چند قلعہ مفتوح کر کے جاگیر مسجدین تعمیر فرمائیں اور تاخت تاراج سے غنائم و اولیٰ تصرف میں
لایا اور مظفر و منصور غزنین کی طرف مراجعت کی اور حبیب بن ہتھال کو تم براہر سے تھا اور ولایت لاہور کو سر ہند
سے لہان تک اور کشمیر سے ملتان تک اپنے قبضہ تصرف میں رکھتا تھا اور اس عصر میں حکام اسلام کے ضرر و زحمت
کے دخیبہ کی واسطے قلعہ بھٹنڈہ میں متحصن ہوا تھا اور اس حال کے مشاہدہ سے کہ مجاہدان اسلام کا دست تعرض اس کے میدان
حکومت میں دراز ہوا تھا نہایت مضطرب و پریشان ہوا اور کام کے انجام کی یقین بیراندیشہ کی کرافوج جارج جمع کر
اور قبلاں کو ہیکر ہر لیکر دوبارہ اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور امیر ناصر الدین سیکتگین نے بھی لشکر ہراہر کا لیکر غزنین سے
جنش کی اور دونوں سردار سرحد ملتان کی جانب آپس میں سمکھ ہوئے اور چند روز پیالے سرگرم و غار رہے
اور ان معرکوں میں سلطان محمود سے کہ ہراہر اپنے باپ کے تھا باوصف خرد سالی کے ایسے ہتھار شجاعت و مردانگی کے
نظارہ ہوئے کہ دیدہ فلک پر اسکے مشاہدہ سے خیر ہے اور چند روز تک تنو و نقابل اور مجاہد کا گرم رہا اور غالب قلوب کے
تعمیر ہوا ایک جماعت نے سلطان محمود کو یہ خبر پہونچائی کہ حبیب ال کے لشکر گاہ کے قریب ایک ٹانی کا چشمہ ہے کہ جسوقت اس مقام میں
قلعہ سے نجا سالت سے ڈالیں ابر تیرہ اور باد صحر اور صاعقہ اور رعدا و سرما بید ہو سلطان محمود نے ارشاد کیا کہ
انہرک شجاست اس چشمہ میں ڈالو جب لوگ اس کے کنے کے موافق کار بند ہوئے خاصیت اسکی وجہ تم ظہور میں آئی اور فوراً

عہدہ میں جا قصداً امیر شکار قندھار امرتسار

آسمان پر تیرہ اور بعد اور صاف حقہ ظاہر ہوا اور روز روشن شب تاریک اور سراسر سخت ہندو جو ہر ہوا پر غالب ہوا کہ
گھوڑے اور تمام حیوانات کثرت سے تلعن ہوئے اور سردی کے سبب بن ہندو کی رگوں میں منجمد ہو اور انہیں حرکت
کی طاقت مطلق نہ رہی اور سب تضرع و زاری میں مشغول ہوئے جیپال نے یہ حالت آنکلی دیکھ کر ایچی مع تحفہ دہرایا
ناصر الدین سیکٹکس کی خدمت میں بھیج کر یہ پیغام دیا کہ اگر امیر صلح کرے تو میں حکم اسکا اپنے ملک میں نافذ کروں اور چند
زنجیریں کوہ سیکر اور علاوہ اسکے اور تحفہ بھی آپ کی خدمت میں بھیجو مگر امیر ناصر الدین سیکٹکس نے وہ فوراً مروت سے چاہا
کہ فوراً ملتس سکی قبول کرے لیکن اسکے فرزند سلطان محمود نے اس امر کے پیرا کرنے سے ممانعت کی اس واسطے اقیاع
صلح میں توقف واقع ہوا جیپال نے ایک ایچی دانا سلطان محمود کے روبرو روانہ کر کے یہ گزارش کی کہ جیل انصیب الہند
خصوصاً فرزند راجپوت کاشا پد منیر انور پر روشن بنین جا ملی اور بیگماری کے ساتھ اس ثابت کی ہو کہ شدت کے وقت اور خطر
کی حالت میں اول جو کچھ اموال اور نفائس سے کہ ان کے تصرف میں ہو تمام و کمال اس آگ میں کہ جسکی پرستش کرتے ہیں
ترقی درجات اخروی کا سبب جانتے رہتے ہیں پھر ملاحظہ کرتے ہیں اگر باقی اور نعمات کی راہ بالکل سدود ہو اپنے
قاعدہ پر عمل کر کے جواری اور دراری اپنے آگ میں ڈالنے میں اور جب دیکھتے ہیں کہ متاع دنیوی سے ہمارے پاس
کچھ باقی نہیں رہا ایکے دوسرے کو رخصت کر کے ہندو دشمن سے حربے ضرب کرتے ہیں کہ تمام ہلاک ہونے میں رہنا مستر
کے سوا ان سے کچھ باقی نہیں رہتا ہوا ایک کام ساتھ اس انتہا کے پہونچا ہوا کہ ساتھ دستور اور قاعدہ اپنے کے ہم عمل کریں اگر
ہر ایسی ناکہ دیکھتے ہیں تو مختار ہیں ورنہ صلح کر کے ہم پر ارحمان کہیں سلطان محمود کو ہندو کے صدق گفتار میں جب تک
باقی نہ صلح کی اجازت دی اور یہ جو تیرہ ہوا کہ جیپال سے کہ دم اور پچاس فیل پیش کرے پھر جیپال نے ایک مرد عہدہ اپنے
سے بطور گرد اور ضمانت سپرد کر کے ایک جماعت مسلمانوں کو مال اور انیال سپرد کر دیا اسلئے ہمراہ لگیلا اور لاہور میں
پہونچ کر نقص عہدہ کر کے امیر ناصر الدین کے ایچیوں کو مقید کیا اور کہا جنتک امیر ہمارے دیویوں کو کہ گرد لگیلا ہونے بھیجے گا
میں بھی نہیں رہا نکرونگا کہتے ہیں کہ اس زمانے میں یہ قاعدہ ٹھاکر راجاؤں کی دیوان داری کی وقت چند براہ سہ
دانشمند اپنی طرف بیٹھتے تھے اور ایک جماعت کھڑیوں کی بائیں طرف اور جہوقت کوئی عہدہ مہم کا سامان ہوتا تھا
یہ لوگ راؤن کو راے دیتے تھے یعنی حسن عقیدت سے فہمائش کرتے تھے جب خون لے دیکھا کہ جیپال ایسا کارناشا
کیا چاہتا ہو سمجھوں نے متفق ہو کر راجہ جیپال کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آئیں احتیاط اور عاقبت اندیشی میں
ایسا مشاہدہ کرتے ہیں کہ نقص عہدہ کی شامت سے ادبار اس ملک پر دو اسہ ناخست لاو گیا اور ہم پر باد چوں گے
راجہ اس ترک سے کہ جھکا خوف خوہد دعوام کے دل پر جا گریں ہو ہر خاصیت اور ستیزہ کرے اور جن اشیا کا
بھیجا اپنے ذمہ بہت پر قبول اور منظور کیا ہو فوراً ارسال فرما دے اور ایک خلق کو اس امان کے مہد میں لگا دے کہ جیپال
نے کہ جس وقت ادبار و تکلیف پہونچا تھا انکی اتنا اس قبول نہ کی امیر ناصر الدین سیکٹکس حقیقت حال کے اطلاع کے بعد
انتقام دریاے جوشان خروشان کی طرح لشکر گران لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا جیپال نے بھی اور راجاؤں سے
انتہات و استمداد طلب کے سپاہ ہشیا و فراہم کر کے جنگ کی واسطے شریقی کی منقول ہو کہ اس سال تمام راجاؤں نے اپنی
بقائے دولت کا باعث سمجھ کر ہر دکی اور لشکر اور زرقہ و جنس بھیجے تھے کی طرح کی کئی کی باقی میں دلی اور راجہ اور کالہو اور قوچ
کے راجہ نے ملک کے بارہ میں رلیغ جاسوز کھا اور اپنے لشکر کے انتخاب و خلاصہ مع خزانہ خوب پنجاب میں روانہ کیا

عہدہ کی صورت میں راجہ نے اپنے لیے اور ہر ہندوستان کے اندر لڑنے کا ارادہ کیا

خلاصہ یہ ہے کہ جیپال ایک لاکھ سوار اور زیادہ پیشہ اپنے علم کے سپہ سالار تھے جو دیر انداز اسلام کی طرف سے لیے روانہ ہوئے اور جب دونوں سپاہ مقابل ہوئیں امیر ناصر الدین سبکتگین نے جیپال کے لشکر کی کیفیت اور کیفیت تحقیق کر سیکے واسطے ایک پہاڑ پر چڑھ کر ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ ایک رہا ہوئے پادیاں اور ایک لشکر شل مور و ملح کے ذوالان لیکن اپنے تئیں ایک قصاب سمجھا کہ گو سفندون کی کثرت سے نہیں اندیشہ کرتا ہو اور ایک شاہین تصویر کیا کہ کلنگو کی نصف سے نہیں ہراسان ہوتا اس کے بعد سپاہ کے سرداروں کو روہر دینے بلایا اور ہر ایک کو باسنا لٹ تمام جہاد اور غزائے بارہ میں تحریریں اور ترغیب دیکر فرمایا کہ اپنی اپنی ماری پائو مرد کاری میدان کار تارین قدم رکھو داد جو اندوئی میں اور جب ہلڑے لڑتے تھے جاوین پائو مرد اہل ہند اور تازہ دور دشمن کے مقابلہ میں مشغول ہووین لقصہ سپاہ اسلام نے ساتھ طریق مذکور کے کارزار کی اور کام میں نہایت کو پہونچا یا کہ باوصف کثرت فوج و صنعت کا معارف کے بشوہ پر ظاہر ہوا اس وقت میان فوجہ اسلام نے ہیئت اجتماعی کے ساتھ حملہ کیا اور کفار پیشہ قتل کیے اور لقمۃ السیف نے راہ فرار پائی غازیان اسلام نے نہر نیلاب کے ساحل تک تعاقب کر کے قتل و خونریزی میں تقصیر کی اور غنیمت و افیکر ولایت لغمان و ریشا و رور نیلاب کے کنارہ تک آئے حال کے تصرف میں آئی اور شاعر اسلام نے اس لائین میں وراج پایا اور سکھ مخطیہ امیر ناصر الدین کے نام نامی پر پڑھنے لگے اور اس فتح شاہان کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین نے ایک کو امر لے مار سے دوہرا سوار سے پیشا اور میں لغین کیا اور افغانان اور خلیج کے اس حدود میں صواحشین تھے اپنے لشکر کے زور میں جگہ دیکر غزینہ کی طرف روانہ ہوا اور اس حصہ میں امیر نوح سامانی نے ابو نصر فارسی کو امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت میں بھیجا اپنے توفیق کی بدفعلیاں ظاہر کیں اور فوجی مدد چاہی امیر ناصر الدین سبکتگین نے جب آل سامان کی بے سامانی سے اسطلاح بائی رگ حمیت حرکت میں آئی اور بسبیل تسبیح مال اور اور النہر کی طرف ہنفت فرمائی امیر نوح ولایت شمس تک امیر ناصر الدین کی بیٹھائی کو آیا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے ملاقات سے پیشتر التماس کی تھی کہ اسے صنعت پیری کے سبب گھوڑے سے اترنے اور رکاب کے بوسہ دینے سے معاف رکھیں امیر نوح نے اس کو منظور کر لیا تھا لیکن جب امیر ناصر الدین سبکتگین کی آنکھ امیر نوح کے طلعت پر پڑی ہیئت سلطانی امیر ناصر الدین پر ایسی چھائی کہ مبیاحتہ گھوڑے سے اتر کر رکاب چومی اور امیر نوح نے بھی باعز از ویشاشت تمام اسے سمفوش میں کھینچا اور ان دونوں معادمتند کی ملاقات سے ایک راحت دلون کو پہونچی اور خوشی و مسرت کا پھول خواہن عوام کے باغ و دین اور جن خاطر میں شگفتہ ہوا اور ایسی صحبت مسعد ہوئی کہ کسی زمانے میں اسکے مانند میسر نہ ہوئی تھی المقصد بعد فراغ صحبت اور ضیافت کے تعویذ کلام انتظام اور مملکت و دفع سنازعان میں واقع ہوا اس پر قرار پایا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین غزینہ میں جا کر فوج کے اجتماع میں گوش کرے پھر امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین اور اسکی اولاد اور تواج کو خلق سارے فاخرہ شاہانہ اور اعطاف خسروانہ سے ممتاز کر کے مراجعت کی اجازت دی اور خود بخوارا کی طوت جا کر فوج کشی کے سہیہ میں مشغول ہوا اور جو بہر اعلیٰ سجوری نے گرفتار ساتھ اسکے پناہ لیگیا تھا اوپر اس قضیہ کے اطلاع پائی حیرت کا دھنواں اسکے کلخ داغ میں صعود کر کے لگا اور اپنے خواہن سے ہر بارہ میں مشورہ کر کے فرمایا کہ اگر خدا نخواستہ کسی حادثہ کا سامنا ہوا تو کس ولایت جا کر کس صاحب شپہ کت جہمت سے پناہ لیجانا نسب ہر بھون کی راہے نے اس پر قرار پکا کہ خراج الدہ و ولیمی سے محبت کا طریق مسلوک رکھو اسکی دوستی کو حیل المیتن جاننا چاہیے پھر ابو علی سجوری نے حضرت ذوالقرنین کو جو جان کی سفارت برسر فرمایا اور خراسان کے نفاس

اور ترکستان کے مخالف جو کچھ ممکن تھے اسکے صحابہ سے فخر الدولہ دہلی اور اسکے وزیر خوش تدبیر کیواسے ارسال کیے اور بنیاد دوستی اور محبت اسپین مستحکم اور آمد شد کے دروازے انکے درمیان کشادہ ہوئے اور اس صہب میں میر ناصر الدین بکتگین بلخ میں داخل ہوا اور امیر نوح بھی بخارا سے نہفت کر اس سے جا ملا اور فائق اور امیر سجوری جب انکی توجہ سے خبردار ہوئے انھوں نے گران سے ساتھ با اتفاق و اراکین شمس المعانی قابوس بن وشمگیر فخر الدولہ دہلی کی طرف سے دو ہزار سوار بے معاونت اور امداد کیواسے آیا تھا جنگ پر آمادہ ہو کر ہرات سے پرآمد ہوئے امیر ناصر الدین بکتگین نے صحرائے وسیع پسند کر کے صفوں میں اور میرہ کو راستہ کین اور خود اپنے فرزند ولید سلطان محمود اور امیر نوح کے قلب لشکر میں قیام فرمایا جب طرفین کی صفیں مقابل میں صفت آرا ہوئیں میمنہ اور میرہ ابوعلی سجوری کا امیر نوح کے برائے اور چرندار پر غالب آیا اور سپاہ کیا اور قریب تھا کہ لڑائی بگڑنے سے کام لگنے سے جاتا رہے ناگاہ درائے بن قابوس قلب لشکر امیر علی سجوری سے پرآمد ہو کر ملے اور ہوا اور جب درمیان دونوں صف کے پہونچا سپر پس پشت ڈالی اور امیر نوح کی خدمت میں آیا اور نقد رخصت حاصل کر کے سپاہ خراسان کے مقابل متوجہ ہوا اور اسے علی اور تمام سپاہ اس اندیشہ سے کہ عذر دار لے موافقت ایک جماعت کثیر کے ہو گا دل شکستہ ہوئے اور حیرت زدہ ایستادہ رہے امیر ناصر الدین بکتگین نے ضعف اور عاجزی کے آثار مخالفوں کے رخساروں سے مشاہدہ کر کے ساتھ ایک جماعت بہادران پر خاش جو کے حملہ کیا اور مخالف اس کے خوف اور تہیب سے سرسبز اور بدحواس ہو کر بھاگے اور سلطان محمود نے مفروضہ کا تعاقب کر کے ایک جماعت کو قتل و راکب گروہ کو سپاہ اور بہر باجنت لوگ جنھوں نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ علم مخالفت اور محاربت بلند کیا تھا اس قدر عنایت اور سلج اور سلج سامان چھوڑ گئے کہ اگر عشر عشیر اسکا و قایہ عرض ناموس اپنے کا کرنے زمانے کے اسبیک سالم رہتے اور جو فائق اور امیر علی سجوری نے بھاگ کر نیشاپور میں دم لیا امیر نوح نے امیر بکتگین کو ساتھ لقب ناصر الدین کے بلند آوازہ کیا اور اسکے فرزند سلطان کو بسیف الدولہ لقب فرما کر مشرف کیا اور منصب امیر الامرائی کا جو ابوعلی سجوری کے نام زد تھا ساقط سے سیف الدولہ کے موصوف فرمایا اور خود مظفر اور منصور ہو کر بخارا کی طرف نہفت فرمائی اور امیر ناصر الدین بکتگین اور سیف الدولہ سلطان محمود جب اچ براج امون بیک نیشاپور کی سمت روانہ ہوئے فائق اور ابوعلی سجوری مضطرب ہو کر جہان کی طرف راہی ہوئے اور فخر الدولہ دہلی کے پاس پناہ لیگئے اسکے بعد امیر ناصر الدین بکتگین غزنین میں تشریف فرما ہوئے سیف الدولہ سلطان محمود نیشاپور میں تنہا رہے امیر ابوعلی سجوری اور فائق رخصت وقت عنایت جاکر نیشاپور میں عازم ہوئے و قبل اسکے کہ امیر نوح اور امیر ناصر الدین بکتگین کی پہونچے سیف الدولہ محمود سے محاربت کر کے فائق ہوئے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیگئے امیر ناصر الدین بکتگین اس خبر و حشت اثر کے سننے ہی ایک لشکر چار ہزار ستیر فراہم کر کے نیشاپور کی طرف روانہ ہوئے اور طوس کے حوالی میں امیر ابوعلی اور فائق سے دوچار ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے اور اس درمیان میں کہ آتش حرب مشتعل تھی ایک بیک امیر ابوعلی سجوری کے عقب فوج سے ایک غبار اٹھا اور نکشات کے بعد سیف الدولہ محمود مردمان صف لشکر کی ایک جماعت کثیر سے ظاہر ہوئے امیر ابوعلی کو اسکے سوا کوئی تدبیر نہ آئی کہ دونوں جناح کو ایچی فوج سمینہ اور میرہ کو ساتھ قلب متفق کر کے فائق کے اتفاق سے امیر ناصر الدین بکتگین کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے اور امیر ناصر الدین بکتگین نے پائے ثابت زمین کین میں محکم کر کے اس حملہ کو روک دیا کہ اسی حال میں سیف الدولہ سلطان محمود عشر عشیر بکتگین کے مانند پہونچا امیر حملہ آور ہوا اور برق شمشیر کی تابش سے اعلیٰ جمعیہ مضطرب دی ہیر

ابو علی سمجھ رہی اور فائق اپنی جانبری کیواسطے میدان جانشان سے بدحواس ہو کر بھاگے اور قلعہ کلات میں مہم لیا اور اس فتح کے بعد امیر ناصر الدین سکنتگین بکام دل صدر فرماندہی پٹنکن رہا اور شعبان کے مہینے ۶۸۵ ین ہوتا ہی میں کہ عمر اسکی سے چھپن سال گذرے تھے حدود بلخ کے موضع نرند میں با دم لذات یعنی پیک اجل سکے سر پر دو اسپہ ناخت لایا اور غالب بھجان کو عماری میں رکھ کر غزنین میں نقل کیا اسکی حکومت کے ایام میں بس تھے اس کے بعد چودہ آدمی اسکی اولاد سے نوبت بنو سلطنت کی باگ اپنے کف میں رکھ کر لاہور اور اسکے اطراف پر منحصر رہے اور امیر ناصر الدین سکنتگین کی وزارت ابو العباس فضل بن احمد اسفہانی کے متعلق رہی اور وہ انتظام امور مملکت و سر انجام مہام سپاہ و رعیت میں بے ضیاع و کھلا عطا اور جاتح الحکایات میں منقول ہو کر امیر ناصر الدین سکنتگین و اہل حال میں کراہتگین کچی پست میں شہر نشین و میرج متا تھا اباب گھوڑے سے زیادہ اس کے پاس تھا تمام روز صحرایں جا کر شکار کرتا تھا ایک دن وزو جب عات صحرایں ہوتا تھا ناگاہ ایک ہرنی دیکھی کہ وہ اپنا بچہ لیے جرتی ہو اسے اس کے دیکھتے ہی گھوڑا سر پٹ بھٹکا اور ہرن کے بچہ کو زندہ گرفتار کیا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر زمین پوش پر رکھ لیا اور شہر کی طرف متوجہ ہوا جب قدر سے راہ طر ہوئی منہ پھر کر دیکھا کہ اس بچہ کی ان الفت مادی کے جوش سے پیچھے چلی آتی ہو اور اضطراب کرتی ہو امیر ناصر الدین سکنتگین نے نرم و شفقت کی نظر بند دل کر کے اس کے ہسکے بچہ کو چھوڑ دیا اور ہرنی اپنے بچہ کے رہا ہونے سے خوش وقت ہو کر صحرایں روانہ ہوئی اور روٹی کی وقت منہ پھر کر امیر ناصر الدین کو دیکھتی تھی اور دم و پسینہ تک شادمانی اور کامرانی سے زندہ رہی لغرض اس شب کو امیر ناصر الدین سکنتگین نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں ہر امیر ناصر الدین سکنتگین اس خیر شہادت اور رحمت نے جو ایک شانور عاجز اور پریشان کے حال پر بجا لایا درگاہ صہبت میں قبولیت کی عہدت پائی اور دیوان احیت میں سلطنت فرمان تیرے نام تحریر ہوا چاہیے کہ تو عامہ خلایق کی نسبت بھی ہی شیعہ پسندیدہ مہذول کھے اور کس حال میں صفت شفقت دست حق پرست سے نہ چھوڑے کہ سرمایہ سعادت و ابرین اس میں ہر اور ماثر الملوک میں لائے ہیں کہ سلطان محمود غازی بام جلالی میں اپنے باپ کے نکل عنایت اور سایہ رعایت میں بعشرت و کامرانی بسر نہ تھا اور اسے غزنین میں ایک باغ جنت نشان تھا نہ بہت اور زینت سے بنیا د کیا جب وہ باغ و گلشا اور روح و حشر روح افزا تیار ہوا ایک جشن عظیم کو ترتیب دیا اور اپنے پر بزرگوار اور اعیان دولت نامدار کو اس باغ میں طلب کیا امیر ناصر الدین سکنتگین نے فرمایا کہ اے فرزند یہ باغ اور عمارت نہایت مطبوع اور مقبول ہے لیکن اس طرح کا باغ اور عمارت ہر ایک ملازم اس سلسلہ کا تیار کر سکتا ہو سلاطین و خورشید تہریر کے لائق حال وہ ہر کس کا تھو تیار ہی اور نہ بہت گاہ ایسے مکافون کے مشغول ہوں کہ دوسرے اس طرح کی تعمیر سے حاجت آوین سلطان محمود نے زمین خدمت کو دوسرے دیکر استفسار کیا کہ وہ کیا ہو فرمایا کہ وہ اہل فضل و علم کے دوان کی تعمیر کو نہال حسان اس کے زمین ل میں بٹھا اور سعادت جادو کا شجر چمن اور ذکر جمیل ایام قیامت تک صفحہ روزگار پر چھوڑ دیا کہ نظامی و عوامی ہر قندی فرمانا ہو مظلم کا شکوہ محمود شہنشاہ کو وہ کہ از رفعت و تفاخر برسا کر وہ نہ مینی زان ہمہ یک خشت بر جاے بنائے غصہ می ماند بہت بر پائے جادو یعنی کے ترجمہ میں سطور ہر کہ امیر ناصر الدین سکنتگین مرض الموت سے چند روز پیشتر اٹھنا سے محاور استہمین شیخ ابو الفتح بسنی سے کوتا تھا کہ ہم نازل مقام اور عوارض امر اضی کے مقاصد میں گرسفند کے مانند ہیں کہ جب قضا ب سے اول مرتبہ پشتم تراشی کیواسطے زمین پر گوا لٹا ہو اور ہاتھ اس کے محکم باندھا ہو ایک شکل نامعہ اور ایک حال ہمیشگی کے خلاف دیکھتی ہو نا امید ہو کر دل مرگ پر رکھتی ہو یہاں تک کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر رہا کرے اور آرام پا کر خوش وقت ہوتی ہو اور دوسرے مرتبہ جب قضا ب کے

ہاتھ پڑتی ہو حال اسکا خوف ورجا کے مابین ہوتا ہو اور اس حالت کی نجات کے بعد اس کو نیا الی ہوئی ہو اور اوقات میں
 سے نقصان قبول کرتی ہو اور تیسری مرتبہ کہ قصاب ذبح کر نیلے واسطے زمین برگزینا ہو وہ خوف و ہراس کو اپنے دل میں مطلق اور
 نہیں دیتی اور حادثات سابقہ پر واقع ہوتی ہو یہاں تک کہ بخیر ہی میں تیغ ظلم سے اسکی خلق بریدہ اور جان شیریں صحت سے بڑا
 ہو جاتی ہو ہم بھی اقسام اقسام اور انواع اقسام میں افاقت کی امید پر نمودار و سرور رہتے ہیں اور مرگ ناگمان سے غافل
 ہو کر زندگی کرتے ہیں اور وقتاً ایسا اتفاق ہوتا ہو کہ کند قضا گردن میں پڑتی ہو اور ہا دم لذات بند اکل مصنوعہ طو کوئی
 ہو کر مرغ و مرغ غصہ غصہ تو کر پوز کر جاتا ہو راوی کہتا ہو کہ اس شل در بیان اور امیر ناصر الدین سلجوقی کے نقصان سے عمر میں
 چار روز سے فاصلہ ملا وہ تھا ذکر امیر اسماعیل بن امیر ناصر الدین سلجوقی کی تخت نشینی اور فرمانروائی کا جو وقت کہ
 امیر ناصر الدین اس کا گزراں سے رخت سفر آخت باز حکم اول منزل ہوئے سیف الدولہ محمود نیشاپور میں تھا لہذا چھوٹا
 بھائی اسکا امیر اسماعیل اپنے باپ کی وصیت کے بموجب قہر الاسلام بلخ میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور دہکونی دہما سے رعایا اور
 استانات خواطر برابر کے بارہ میں سعی و فوری ہوئی اور بالکے خزانوں کے دروازے کھولے اور زر خیر سپاہیوں کو عیادت
 کیا اور دہکونی کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ فرمایا لیکن باوجود ہرج و مرج و اداسی کے امرائے انصاف اور دنیا پرست سطح گردن
 طمع بلند کر کے مطالبات کیا کرتے تھے اور غلبہ میں نہیں آتے تھے سیف الدولہ محمود نے جب یہاں سے تفریت نامہ تحریر کر کے
 ابواسمعیل کے صحابہ سے اپنے بھائی کے پاس بھیج دیا کہ امیر ناصر الدین جو ہمارا قلیل گاہ اور پشت پناہ تھا اسنے اس درخانی سے
 رحلت فرمائی اب میرے نزدیک چنانچہ میں تجھے کراچی ترک کر دینی ہوں اور تو میری نگہ کا تاراج جس شوکی تو مجھے ترک کر گیا میں ہرگز
 در لے فلوٹھا لیکن کبرستی اور تجرے ایام اور وقوف و فائق اس سلطنت پر ملک کے ثبات اور دوام دولت میں دخل تمام رکھتا ہو اگر وہ
 صفات تیری ذات میں موجود ہوتیں تو میں سب سے پہلے راضی ہوتا اور یہ کہ باپ نے تجھے ولیعہد کیا اسکا باعث عہد مسافت
 اور اسطون کی محافظت کا اہتمام تھا آپ مصلحت وہ ہو کہ تو سر انصاف اور بصیرت سے غور کر کے وجہ صواب کے خلاف سے
 پہچانے اور جو کچھ باپ کے مژدگات سے ہو اسے شرفیت کے موافق تعمیر کرے غرض میں کو مطلع سعادت اور نشاے
 دولت ہو مجھے وگذاشت کرے تو میں ولایت بلخ کو مخالفوں کے خارج وجود سے مصفا کر کے مع تمام ولایت خراسان تیرے
 سپرد کروں گا امیر اسماعیل نے یہ کلمات مشفقانہ گوش ہوش سے نہ سنے اور برادر شرفین کی مخالفت پر اصرار کیا اور سیف الدولہ محمود نے
 بھی بمقتضایہ آخر الدوا لکھی کے برادر کے قلع اور قلع کے سوا سے علاج نہ کیا اور اپنے عم مزاحم اور اپنے بھائی امیر
 بن امیر ناصر الدین سلجوقی کو اپنا متفق اور شریک کے نیشاپور سے عزیمت کا نشان غرض میں کی طرف بلند کیا امیر اسماعیل بھی بلخ
 سے اسطون دوڑا جب دونوں لشکر مقابل ہوئے سیف الدولہ محمود نے مساعی جمید مبذول کئے کہ امیر اسماعیل تمام مقامات
 سے تجاوز کرے اور صلح کا دروازہ اپنے منہ پر کھولے لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا ناچار لشکر کا جائزہ لیکر صفین آ رہے تھے مگر
 امیر اسماعیل بھی اپنے یاروں سے آیا اور قلبا و روحاً پیلان کوہ پیکر کے مانند استوار کیے اسوقت لشکر طافین نے تیغ میان
 سے لی اسقدر قتل میں کوشش کی کہ شمشیر آسمانی صہیر مروان کا زار کی زاری اور خانہ خرابی پر خون ثنی تھی عاقبت الامر
 سیف الدولہ محمود کے حملہ سے کہ قلب میں قیام رکھتا تھا اسماعیل کے ارکان لشکر میں لڑو واقع ہوا اور بھاگ کر غنیمت کے قلعہ
 میں محصور ہو اسوقت الدولہ محمود نے اسی عہد و موافق پر قلعہ سے برآوردہ کر کے کنجیان خزان کی اس سے بلخ و رحال معتد
 علاقوں میں مقرر کیے اور خود بلخ کی طرف متوجہ ہوا اور چند روز کے بعد کہ امیر اسماعیل اپنے بھائی کی مصالحت میں مسرت ہوا تھا سیف الدولہ محمود

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰

ایک روز مجلس انس مرتب ہو کر کسی تقریب سے اپنے بھائی امیر اخیل سے ہتھیار کیا کہ اگر اس معرکہ میں تیرا ستارہ موافقت کرتا اور توفیق یاب ہو کر مجھے اپنے پیچہ میں گرفتار کرتا میرے حق میں کیا تجویز کیا تھا جواب دیا کہ میرے دل میں یہ امر جاگزین ہوا تھا کہ جو میں تجھے پھر یاب ہوں ایک قلعہ میں مجبوس کر کے سامان فراغت اور آسودگی کا مہیا اور موجود کروں جب سیف الدولہ محمود اپنے بھائی کے مافی الضمیر سے کہ جو کمزور خاطر تھا اسطرح ہوا اس مجلس میں خاموش رہا اور چند روز کے بعد سے ایک قلعہ میں جرجان کے مجبوس کیا اور فارغیابی کے سامان اور واجبات سے جو کچھ چاہیے ہر ترتیب فرمایا اور امیر اخیل نے جیسا کہ اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کیا تھا مدت حیات اس محل میں آخر ہوئی من حضرتہ الانبیہ تقدیر فیہ - متذکرہ واقعات امین الملکین الدولہ سلطان محمود غزنوی کے ایام دولت کا - حادثان خصائل غوی و حاکمان فضائل معنوی اقلام تجتہ ارتقام سے صفحات مؤلفات پر یوں ثبت کر گئے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی ایسا بادشاہ تھا کہ تمام سعادت منی اور دینی سے فائز ہوا اور شہرہ کی عدالت اور جہان بینی کا اور آوازہ کی شجاعت و کشورستانی کا قاف سے تمام ملک پہنچا اور اجتہاد کی برکات سے امرغیا میں اعلام اسلام مرتفع اور بلندی فرمائی اور دنیا دار باب کفر اور ظلام کی اکھاڑی اور ہنگام عبور میدان مبارزت اور پہلوی میں سیل کے مانند نشیب و فراز سے اندیشہ نہ کرتا تھا اور وقت جلوس سر سبز مینت کا مانی برآواز سعادت اسکا ضیاء خورشید کے مانند بسبب جگہ پہنچا سمیت ہمش ہوش دل بود و ہم زور دست بہ بین ہر دو تخت با بر شست بہ لیکن بعض کتب میں معائنہ ہوا کہ وہ بادشاہ عالمجاہ باوصف اس صفات جمیدہ کے مال دینی و فراہم کرنے میں نہایت حریص تھا اور غیل و اساک کے طریقہ ناستودہ میں مبالغہ کرتا تھا لفظ بنو نعل و فضل و سخاوت شرف بہ نگہ داشتی در بیان حدیث بہ خزان بے داشت پرانہ کہ دے زان نشد مغلے بہرہ اور بہ اس کتاب کا اہل حق قائم فرشتہ فرماتا کہ جو غیل کی نسبت ساتھ اس سلطان والا شان کی عزیزان روزگار کی بے انصافی سے جو ان اسکے زور دست ہونے میں شک نہین اور خزانہ بھی جمع کرتا تھا لیکن فتح بلاد میں دل بکھو کر خرچ کرتا تھا کتاب مقامات ابو نصر شکانی اور مجملات ابو الفضل اس قول کی شاہد ہیں کہ اسقدر علما و فضلاء و سپاہ اسکے دربار میں جمع ہوتے تھے اور خواں جو اور مادہ احسان اسکے سے بہرہ مند ہوتے تھے کہ ایسے عمار زمانہ کے اور بادشاہوں کو کم نصیب ہونے اور نہ ہونے اور اہل عرفان جانتے ہیں کہ یہ ام بدون صرف دم و دنیا میر نہیں ہوتا اہل حیثیت اور فضل دار و نیکو دوست رکھتا تھا اور انھیں رو انعام فرماتا تھا اور انعامات کے علاوہ وظائف مقرر ہی ہر سال چار ہزار درہم ساتھ اسکے عطا کرتا اور انواع الطاف اور احسان عطا کرتے تھے ان نواز تا ہاں دو چیزیں اس بادشاہ کے اشتہار غیل کا باعث ہوئیں ایک قصہ فردوسی کا دوسرے آخر عمر میں بے سبب رعایا اور تو نگروں سے زلینا کہتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی حسن و جمال ظاہری سے عاری تھا ایک روز اس نے صورت اپنی آئینہ میں دیکھی اور اپنی بد صورتی مشاہدہ کر کے متالم و متفکر ہو کر اپنے وزیر سے کہا مشہور ہو کہ بادشاہوں کے اندر دیکھنے سے آنکھ میں بینائی زیادہ ہوتی ہو اور یہاں معاملہ بالعکس ہو اور اس پیری شکل سے دیکھنے والے نہایت صدمہ اٹھاتے ہیں وزیر نے جواب دیا صورت تیری ہزار میں سے ایک نے دیکھی خصلت تیری جوں کو شامل ہو پس خصائل پسندیدہ اور شامل حمیدہ پر قیام فرما تو دل نہ کجا خوب رہے عین الدولہ کو کلام اسکا نہایت پسند آیا اور کہنے کے موافق سیرت پسند یہ اس اتھا کہ پہنچائی کہ تمام بادشاہوں سے سبقت لیگا سلطان محمود کا باپ امیر ناصر الدین سبکتگین ہو اور والد و اسکی اعیان نابلسستان کی نسل سے تھے اس واسطے اسکے زبانی کہتے ہیں جیسا کہ فردوسی کتا ہی قطعہ خجستہ درگہ

محمود زانی دریا سے کہ کام دریا کے کنارے پیدا نیست، شہرم بدریا و غوطہ زوم ندیم دریا کے نخت نیست این گناہ دریا
 نیست، سلطان محمود شب عاشور، شہرستان سوت این میں تیل ہوا اور کتاب منہاج السراج جرحانی اس امر کی خبر ہی
 کہ سلطان محمود کا ستارہ صاحب ملت اسلام کے طالع سے موافق تھا اور ایک ساعت کی دلاوت کے پیشتر ایسے
 ناصر الدین بکتیگین نے خواب میں دیکھا کہ اسکی مجلس کے استخارے سے ایک شجر بنایا، شمع اور چھینا ریشل طوبے کے طالع
 ہوا اور خلقت تمام عالم کی اس کے سایہ میں بیٹھ سکے، یہاں پر ہوا کی تیسرے کے اندیشہ میں تھا کہ ایک پیشتر نے محمود کے تولد کی
 بشارت دی امیر ناصر الدین بکتیگین کا بیٹا دلیم شامانی نے شہر کا مرانی شہر گفندہ اور رویا ہے محمود والا تبار و حدود الا تبار
 کا امیر اور ہوا حبیب، ہر فرزند از جہنم ریح نکل سے ساطع ہوا اس کا نام محمود رکھا چند عرصہ کے بعد اس کا شمال اقبال طرح سے سایہ
 گستر ہوا کہ ہر مسکن کے باشندے اس کے ظلال میں پناہ لے سکتے، اور شاہ ہنہامہ فردوسی طوسی اس امر کا شاہد عادل ہی کہ
 دو تین ہزار ہندوؤں میں ایسا تھا جہاں پر شاہ بزرگ و بانی خود دین پریش و بزرگ ہو کہ دیکھ کر سب از شیر باد شہرست
 مگھوارہ محمود کو بخیر ستا، امیر ناصر الدین بکتیگین نے اسی سنوات میں اس مولود کے شہر اندلیو اسطے ہندوؤں کے تبار کو کہ اس کے در
 کے کن رے واقع تھا تو کر کے مار دیا اور موافقت طالع اس کے ساتھ طالع صاحب دین کے اپنا کام کیا اور اس کے جلوس کے
 سال اول میں ایک معدن زبرجذیب ایک درخت کی شکل میں تیار ہوا زمین سے بڑا بڑی اور جس قدر اسے کھودے تھے
 زرخاں نکلتا تھا اور اس کا تین گنا ہوا اور وہ کان سے پورے سے باقی رہی اور نیکو کار ہندوؤں کے عہد سلطنت میں زرخاں
 کے سبب سے غائب ہوئی اس کا ذکر عقیب مذکور ہوگا جب سلطان محمود اپنے بھائی کی نام سے خارج ہونے کی طرف
 نہشت فرمائی اور سبب کے کہ نصیب کیا کہ امیر الامرا کی خواہش تھی بکتوزن کے معقول ہوا تھا ایک اچھی نجارا میں امیر منصور کے
 پاس بھیجا گیا اور بخش لیا اور اسے جواب دیا کہ میں نے رنج اور تروید اور ہیرا تالی ادارت، مجھے عطا فرمائی لیکن بکتوزن کی حالت
 کا بندہ ہی ہو جو اس کے خزانے کا فرمان دینا مناسب نہیں ہے، سلطان محمود نے ابوسن جو بھائی کو ساتھ لے کر نکلتا تھا اور تحائف پیشا
 نجارا میں بھیجا امیر منصور کو پیغام دیا کہ توقع ایسی ہے کہ شہر شہر دہشتی اور اخلاص کو سبب التفاتی کے غار و خاشاک سے مکر راتیر
 نکریں اور میرے اور باپ کے حقوق حوالہ سامان کے ذمہ ہیں، یہ ایک تخت، ستارہ، لہذا میں تو رشتہ الفت شکستہ ہوسے
 اور تالعت اور مطاعمت کی بنا اور نام سے مسنون رہے جب ابوالحسن جو بھائی نجارا میں پہونچا امیر منصور نے اسے نصیب تالعت
 کی نوید دیکر اپنی ملازمت میں رکھا اور سلطان محمود کے جواب پیغام کی طرف بہرگز توجہ نہ فرمائی سلطان محمود بغیر ورت پیشاپور
 کی طرف متوجہ ہوا اور بکتوزن کی غرضت سے واقف ہو کر کسی طرف نہ نکلا، اور ایک طرف خدراشت نجارا میں بھیجا کہ صورت
 حال گزارش کی امیر منصور غرور اور جوانی کے نشہ سے سپاہ فراہم کر کے خواہان کی طرف روانہ ہوا اور سرخس تک
 کسی مقام میں توقف نہ دیا سلطان محمود اگرچہ جانتا تھا کہ امیر منصور تالیب سے مقابلہ سکے نہیں رکھتا ہے لیکن سرزنش
 اور کفران نعمت کی بدنامی سے اندیشہ کر کے پیشاپور کی حکومت سے دست کش ہو کر اسے داگداشت کی اور آپ مرغاب کی
 طرف راہی ہوا ناگاہ بکتوزن نے فائق کی مدد سے غدر کر کے امیر منصور کو گرفتار کیا اور انکی آنکھوں میں سلانی کھینچی
 اور اس کے بھائی عبداللہ کو کہ خرد سانی سے سن تیر کو نہ پہونچا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان محمود کے خوف سے مریط
 بھاگ گیا سلطان محمود اس کے تعاقب میں مرو میں داخل ہوا بکتوزن اور فائق نے اس کا مقابلہ کیا اور کفران نعمت ان کے شامل
 حال ہوئی نیم نہشت نے سلطان محمود کے پرچم رايات پر چلنا شروع کیا اور فائق عبداللہ کو لیکر نجارا کی طرف روانہ ہوا

اور کیتوزن نے نیشاپور کی راہ لی اور پھر چند روز کے بعد بخارا میں جاکر لشکر پر گندہ کی فراہمی کے دربار ہوا اتفاق اس درمیان میں قاتل نے مرض الموت میں مبتلا ہو کر داعی حق کو لبیک اجابت کیا اور الملک خان نے کاشغر سے بخارا میں آکر عبدالملک کے اسکے تاج کو مستاصل کیا اور آل سامان کی دولت کو اسکی مرستہ کیسے اٹھائیں برس تھی اتہا کو پہنچی اور سلطان ہمدرد با استقلال تمام بلخ اور خراسان کی حکومت میں مشغول ہوا اور جب آوازہ اُسکے اقبال کا اطراف عالم میں پہنچا ابتداؤ کے خلیفہ القادر بایع عباسی نے ایک خلعت پیش قیمت کر اس سے پیشتر کسی خلیفہ نے کسی بادشاہ کو نہ بھیجا تھا اس سال کر کے ساتھ نقیب بن المہدی بن الدواد کے سر فراز فرمایا اور فقیہہ کے آخر میں نے سلسلہ تین سو نوے میں بلخ سے ہرات میں دوڑا اور ہرات سے سیستان گیا اور خلعت بن احمد کو جو بلخ کا والی تھا مطیع کر کے غزنین کی طرف معاودت فرمائی اور اسی عرصہ میں ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر چند قلعہ فتح کیے اور وہاں سے سالانہ غنائم راجت کی اور حسب عادت قیام طرح سے عدل و داد کا فرشتہ سمیٹا زمین پر بھیجا یا کراس کی قوتی خاص و عام کے دل میں جہاگیر بن ہوئی اور الملک خان نے لہور و ہندوستان کی آل سامان کے تصرف سے پر آورہ کی اور فخر اتریت استیلا سے مملکت خراسان کا سلطان محمود کی خدمت میں ارسال کیا اس واسطے دونوں بادشاہوں کے درمیان میں بناسے دوستی اور یگانگی نے حکام قول کیا اور سلطان محمود نے بھی ابو الطیب سہل بن علیان صعلو کی کوکر ابدال حدیث سے تھا پریم رسالت الملک خان کے حضور میں بھیجا ساتھ خطبہ کریمہ کے کرام اُسکے سے غضب کی اور نفاسن بچدیا قیامت اور بلخ ہائے نہایتی اور بلخ مرور پر درمیان اور بیضہ عنبر و ادنی سیم و زرخون شہوات کا فور اور تہکات ہندو عود کے درخت اور شیشہ ہائے ابدال اور پلان جنگی کوہ پیکر و مالش اور منطق مرصع سے آراستہ کر دیکھنے والوں کی آنکھ شکی چمک سے خیرہ ہوتی تھی اور گھوڑے رجزار بازین زرد ساز ہائے مرصع اسکی صفائیت سے روانہ کیے اور امام ابو الطیب سہل جب ترکستان کے ملک میں پہنچا اس ملک کے اہالی اور سردار الملک خان کے حکم کے موافق کہ اکثر لوگ ترکستان کے اُسکے عذر فرخندہ و ہند میں شرف اسلام سے شرف ہوئے تھے اُسکے اعزاز و اکرام میں نہایت مبالغہ بجالائے اور امام ابو الطیب کو اہم وقت تک کہ الملک خان کی ملازمت میں فائز ہوا اور گندہ میں مقیم کیا اور ایسے درخیز کو کہ واسطے تحصیل اُس ور کے دریائے ترکستان کی غواصی کی تھی دستا بک کے ساتھ نفاس اور غرائب اسد لایت کے شغل زرخاں اور سیم ناب اور کینزان خطائی اور ماہر دیان چینی اور قائم اور سنجاب و سحر اور انواع تبرکات و دیگر بابرشت کی اور فائز المرام ہو کر سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا اور بسبب اس خدمت پسندیدہ اور کار نمایان کے مصدر انواع عواطف شاہانہ اور مورد اقسام مراحم خسروانہ ہوا اور اُسکے بعد مدت ہائے مرید اور عرصہ ہائے بیعت تک سلطان محمود اور الملک خان کے درمیان میں دوستی اور یگانگی کی بساط گسترہ تھی یہاں تک کہ چشم زخم ایام مافر جام اور سعایت نام بد انجام سے محبت ساتھ عداوت کے مبدل ہوئی جیسا کہ عنقریب زمین کا شمشہ اسد کی توفیق سے قلمی ہوگا اور سلطان محمود اس قبول کے لحاظ سے جو تمام ممالک میں مشہور ہوا تھا کہ میں اکثر سنوات میں جماعت سلطنت سے فارغ ہو کر دیار ہند میں جا کر مراسم غزا اور لوازم جہاد بجالاؤنگھا اس واسطے ماہ شوال سلسلہ تین سو ایک نوے ہجری میں غزنین سے پھر غزیت ہندوستان کی اور دس ہزار سوار ہمراہ رکاب خطراتساب لیکر پیشاور میں آیا اور جیپال نے بارہ ہزار سوار و تیس ہزار پیادہ و تین سو زنجیریل سے مقابل آنکر مدد و جنگ آراستہ کیا اور محرم کی آٹھین تاریخ کو شنبہ کے دن کہ سلسلہ تین سو ایک نوے ہجری سے فریق ناجی اور فریق ناری سنگھ ہو کر لوازم شہجاعت بجالائے سلطان محمود ساتھ فتح اور فیروزی کے اختصاص پاکر غازی ملقب ہوا اور جیپال پنہا رہ تن فرزندون اور غزینہ سے اسیر ہوا اور پانچ ہزار ہندو قتل ہوئے اور غنیمت بیشمار باتھ آئی ان میں سے سولہ چاندل مرصع یعنی ماسلے

اور دلائی گوہر ہمارا اور خوش آب اسیر ونگی گردین سے آتا کر سلطان محمود کے ملاحظہ میں گذرے تھے بمصر جو ہر لون نے قیمت ایک ماہ کی ایک لاکھ اسی ہزار دینار سے بخش دی اور مقرر کی اس کے بعد سلطان محمود پیشا در سے قلعہ ہٹنڈ میں گیا اور افضال الہی سے اسے بھی مسخر کیا اور جو کہ موسم بہار قریب پہنچا تھا سلطان محمود نے اولیٰ العزمی سے حبیبال اور دوسرے اسیروں کو باج اور خرانج قبول کر سیکے بلکہ ان دیکر رہائی بخشی اور بہت سے افغان کے رئیس کو تہ تیغ کیا اور بعضوں کو جا کر وین منسلک فرما کے معاہدت فرمائی کہ تین ہندو کے طریقہ میں وہ ہر کہ جو راجہ دومرتبہ مسلمانوں سے شکست پائے یا قید ہووے دوبارہ سلطنت کا شائستہ نہواور گناہ اسکا الگ کے سوا پاک نہوے ہوا سطر حبیبال نے اپنے فرزند نذیرال کو ولیعہد کر کے اپنے تین آگ بین ڈاکر جلا یا اور سلطان محمود ماہ محرم ۳۹۲ھ میں پھر سیستان کی طرف روانہ ہوا اور صفت کو اس مرتبہ غزنین میں لایا اور دوبارہ ہندوستان جانیکی اسے پس ہوئی اور ۳۹۵ھ میں سوچا انیسے میں شہر ہا طیبہ کی سمت نہضت فرمائی اور ملتان کی حدود سے گذر کے ملتان کے باہر وارد ہوا اور وہ اسی دیوار رکھتا تھا کہ نسر طائر اس کے شرفات میں نہ پہنچ سکتا تھا اور خندق اس کے گرد اگر دیکر محیط کے مانند وسیع اور دقت تھا بجے راغنامی دہانکا راجہ تھا اور حبیبال ورافیل کی کثرت سے نہایت عزم و ارادے سے بغیر میں جا کرین تھا اور امیر ناصر الدین کی جنگیں کے امر کی جو ہندوستان میں بہتے تھے انی عت کرنا تھا اور حبیبال سے بھی حبیبال کہ شرط فرما بڑی پیش نہ آتا تھا جب سلطان محمود اس کے دفع کیواسطے اس طرف فوج کش ہوا بجے راو بھی اپنی سپاہ فراہم کر کے لشکر اسلام کے مقابل صفت آرا ہوا اور درمیان میں دونوں گروہ کے تین روز علی الاصل کا زرار اور حرب و ضرب قائم رہی اور مقوی منصوبہ سے شخص نہوا قریب تھا کہ مجاہدان اسلام کو چشم بچشم ہوئے اس سبب سے چوتھے روز سلطان محمود نے اپنے لشکر میں یہ منادی کی کہ آج جنگ سلطانی ہوگی چاہے کہ مردم آرد و ملازم اور غیر ملازم جو ان اور پیر ہا و مستعد ہو کر میدان جنگ میں پیش قدمی کریں اور راجہ بکے راو بھی مسلمانوں کی غنیمت سے واقف ہوا اور تھانہ میں آیا اور اپنے مقبوضے ملک طلب کی اور ہندو وین کو سلاح بندی کا حکم دیا اور نہایت شان و شوکت سے شہر سے برآمد ہو کر رزمگاہ کی طرف روانہ ہوا امر اسلام سپہ سالار و میرہ سے دست بقبضہ جوش و خروش میں آکر لکھنارگی لشکر کفار پر چلا آور ہو کے اور جانشین کی وقت سے ظہر تک لہ ازم حرب و ضرب پیش پہنچانے اور طرفین سے کشدوں کے پستے ہوئے لیکن عجز و ضعف کی علامت کیسے چہ پریان ہوتی تھی سلطان محمود بھی قادر ذوالجلال اور مہبود الانزال کی درگاہ کی طرف رجوع لایا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح فیقح سے استمداد اور استعانت طلب کی اور نفس نفیس قلب لشکر کو ہمارا ایک لشکر کفار کے قلب نہایت لایا اور ان کی جمعیت کو پریشان کر کے پس کیا اور بجے راو لشکر شکستہ کو ہمارا ایک قلعہ بند ہوا سلطان محمود نے محاصرہ کر کے خندق کے پائے کا حکم صادر کیا قریب تھا کہ خندق خاک اور رنگ اور جو بے رہ ہو بجے راو تھو اور مضطرب ہوا اور لشکر اپنا سلطان محمود کی سپاہ کے مقابل چھوڑا اور رات کو اپنی خواصوں کی ایک قلعہ سے برآ ہوا اور بھاگ کر ایک جنگل میں پناہ کیا سند کی حوالی میں پناہ لیگیا سلطان محمود نے اس حال سے مطلع ہو کر ایک بیج دلیران اسلام سے اس کے تعاقب میں تعین فرمائی اور شیران پیشہ دغا نے اس کا و پروغا کو اس پیشہ میں جاتے ہی نقطہ ریکار کی صورت چاروں طرف سے گھیر لیا اور راہ گزیر نہ ہی سبکے راو نے مرینکے سوا اپنا سفر نہ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے خبر بران کھینچ کر اپنے سینہ پر کئیہ کو چاک کیا غازیان اسلام نے ہمارا سلطان محمود کے پاس روانہ کیا اور تیغ بید تیغ اس کے ہر ایون مقابلوں علم کر کے ایک خلق کثیر مقتول کی اس کے بعد و سوا و رہی زنجیر فیل اور بردہ اور غلام ہشیا و دستیاب ہوئے اور وہ شہر راو اس کے باشندے سلطان محمود کے حکم کے محروم بن گئے

اور سلطان محمود نے مظفر اور منصور پر جو غزنین میں مراجعت فرمائی اور ستائیس سو چھیانوے ہجری میں ملتان کے تسخیر کی غریمیت کی اور لشکر کے حضار کا حکم نافذ کیا اس لیے کہ ملتان کا والی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین بگتگین سے اخلاص کا طریقہ مسلوک نہ کر سکا خداوند شاکستہ پیش ہو چکا تھا اس کے بعد اسکا پوتا ابو الفتح داود بن نصیر بن شیخ حمید کہ ملاحہ سے تھا ابتدا میں اپنے باپ داود کی سنت پر عمل کر کے انکو سلطان کے ملازموں میں شمار کرتا تھا لیکن اُس زمانے میں کہ لشکر اسلام بلدہ بہا لہیہ کے محاصرہ میں مشغول تھا ادا ہائے خارج عقل سے سزاوار اعمال ناشاکستہ کا مصدر رہا سلطان محمود نے اس سال صلح وقت نہ ہو کر عین اغراض سے طرح دیکر کچھ نہ کہا دوسرے سال انتقام کا عزم ہوا اور رزین الاخبار کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ سلطان نے اس نظر سے کہ وہ واقف نہ ہوئے پادے اند پال کی طرف سے راستہ اختیار کیا لیکن کجخت اند پال منحرف ہو کر سدرہ ہوا اور شکست کھا کر کشمیر کی طرف بھاگا اور الفی نے یون لکھا ہے کہ جب ابو الفتح سلطان محمود کی خبر نہ سکر سرسیمہ ہوا تو اند پال کو سلطان کے ارادہ سے آگاہ کر کے ملک چاہی اور اسے اسکی مدد پر بہت باڈی لاہور سے پیشاورد روانہ ہوا اور اپنے امیر فکی ایک جماعت بھیج کر سلطان محمود کی سدرہ کی تو اسکی روانگی کے مانع ہوں سلطان محمود یہ ماجرا دیکھ غضب ناک ہوا اور لشکر کو اند پال کی جنگ اور اس کے بلاد کی پامالی کا حکم دیا غازیوں نے حکم کے موافق اس کے سردار دین کو گرفتار کیا عظم بلند کر کے رو برو آئے تھے تیغ تھمر سے پامال کیا اور تنگ تفرقہ انکی جمیعت میں ڈالا اور اند پال اس حال سے آگئی پا کر بھاگ گیا جب سلطان محمود کا لشکر اس کے تعاقب میں سدرہ کے اطراف اور آب چناب کے ساحل پر پہونچا اند پال ہراسان ہو کر کشمیر کے ہاڑوں پر بھاگا اور سلطان نے اسکا تعاقب مناسب نہ دیکھا اور تہندہ کے راستہ سے ملتان کی طرف اس یویش سے غرض اسکی ملتان کی تسخیر سے تھی روانہ ہوا اور ابو الفتح نے جب مشاہدہ کیا کہ مقدم ملوک ہند کو کیا پیش آ یا ناچار مقام دست کی صلح جنہ دیکھی اور قلعہ بند ہوا اور عجز و زاری کا دروازہ مفتوح کر کے تسعد ہوا کہ میں ہر سال میں ہزار درم مخ بلا عذر داخل کرونگا اور احکام شرعی جاری کر کے غریب الحاد سے احتراز کرونگا سلطان محمود نے بعد سات روز ملتان کو محاصرہ کر کے اسے اس اقرار پر صلح کر کے معاودت کے تہہ میں تھا کہ دفعۃً اپنی ارسلان جاذب حاکم ہرات کے پاس سے پہونچا کہ ایک خان کے لشکر ادھر آئے ہیں اور ملک کو خراب کرتے ہیں سلطان محمود نے بجیل تمام ہمتا تہندہ کے سکھ پال کو سپرد کیے جو کہ راجہ ہاسے ہند کے فرزند میں سے تھا اور پیشاوردین اپنی سبوری کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر مسلمان ہوا تھا اور اسے آب سار بھی کہتے تھے اور خود غزنین گیا اور شرح ایک خان کی داستان کی یون کہ مدت مدتی تک بساط محبت و مروت درمیان سلطان محمود و ایک خان کے گسترہ رہی اور علاقہ مصاہرت اور دامادی کا حکم اور استوار رہا یہاں تک کہ مفسدون کے فساد اور یحییٰ چینیوں اور چنگیزوں کی چغلیوری کے سبب وہ صداقت عداوت کے ساتھ تبدیل ہوئی اور جب سلطان محمود نے ملتان کی طرف نہضت فرمائی اور خراسان کا میدان و لیران شیر افگن کی حمایت سے خالی ہوا ایک خان نے فرصت پا کر اس ولایت کی تسخیر کی طبع کی اور سیاوش تگین کو کہ اسکا سپہ سالار تھا اطراف و جوانب سے فوج بھیجا بجمع کر کے خراسان کی طرف روانہ کی اور جعفر تگین کو بطور جنگی کے دارالملک میں مقرر کیا ارسلان جاذب حاکم ہرات اس حال سے واقف ہو کر تنگاہ کی حفاظت کیو اسطے ہرات سے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور اعیان خراسان کی ایک جماعت نے سلطان محمود کے ایام غیبت کی درازی اور انواع اراجیف کے انتشار کے سبب ایک خان کے ساتھ مطاوعت اور فرمانبرداری کا طریق اختیار کیا جب سلطان محمود غزنین میں داخل ہوا ایک لشکر باشکوہ اور ایک حشر انبوہ بحر مولج کے مانند فراہم کر کے

بہار
سویں
درست
پنج
سب
خبر
و

مقدم پر فرار کا گمان کر کے سب نے ہزیمت کی راہ پائی اور عبداللہ طائی نے پانچ ہزار سوار عرب سے اور ارسلان جابو نے دو ہزار ترک افغان اور خلع سے دو شانہ روز و مفرو ریون کا تعاقب کیا اور آٹھ ہزار شیخ کے گھاٹ اتارے اور بیس ہزار فیر فیل اور غنیمت بشمار فراہم کر کے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے سلطان اس فتح کے بعد تقویت دین مجھری کیواسطے نگر کوٹ کے جہاد اور وہاں کی بہت شکنی کا غم بالجرم کر کے روانہ ہوا اور اس عہد میں وہ قلعہ ساتھ قلعہ بھیم کے موسم اور شہر تھا سلطان نے مرغل اور مہارل کے بعد جب قلعہ بھیم کے اطراف میں پہنچا حکم اسکے محاصرہ کا دیا اور اسکے اطراف و جوار کے باشندوں کے قتل سے اپنے تئیں معاف نہ رکھا اور وہ قلعہ راہ بھیم کے عہد میں ایک پہاڑ کے قلعہ پر تعمیر ہوا تھا اہل ہند اسکو بتونکا مخزن جانتے تھے اور اطراف و اکناف کے راجہ زرنقا اور جواہر کے علاوہ انواع نفائس اور تحائف وہاں بھیجتے تھے اور اس امر کو سبب تقرب درگاہ احدیت تصور کرتے تھے ہوجہ سے طلا اور نقرہ اور جواہر اور دروہر و مرجان اس قلعہ میں اس قدر جمع ہوا تھا کہ جوہری و ہم اسکا حساب نہ کر سکے اور کسی بادشاہ کے خزانہ میں فراہم نہ تھا چونکہ قلعہ الطال رجاں سے خالی تھا اور سوائے براہمہ اور بہت پرستون کے کہ خادمان اصنام سے مراد ہوا ہیں ساکن نہ تھا اسواسطے عرب اور ہر اس افواج سلطانی وہاں کے باشندوں کے دل و پیشہ طاری ہوا الامان کی صدا لیاں کیوں تک پہنچائی اور تیسرے دن قلعہ کا دروازہ کھول کر سلطان کے روبرو خاک مذلت پر گرے سلطان چند خواص اپنے ہمراہ لیکر قلعہ میں داخل ہوا سات لاکھ دینار سرخ اور سات سو من اکات چاندی سونے اور دوسو من گندن اور دو ہزار من چاندی خالص اور بیس من انواع جواہر بھیم کے عہد حکومت سے فراہم ہوا تھا ابالیان سلطانی کے تصرف میں آیا پھر سلطان سالہ اور غنائم غزنین کی طرف معاودت فرمائی اور سنہ چار سو پچھین شہر کے باہر چند تخت طلا اور نقرہ کے بارگاہ میں رکھوائے اور وہ غنائم کہ اس سفر میں ہاتھ آئے تھے صحرا میں لیجا کر انبار کیے اہل شہر اور دیہات اسکے تماشے کو جمع ہوئے تین روز تک یہ صحبت اور مجمع رہا سلطان محمود نے جشن عظیم فرمایا اور مستحقون اور پرہیزگاروں کو نذر اور احسان سے مستغنی کیا اور جذب قلوب میں کسی طرح تقصیر نہ کی اور سنہ چار سو ایک پچھین سلطان محمود نے غور پر لشکر کشی فرمائی اور وہاں کا حاکم سے محمد بن سوری دس ہزار مرد آراستہ کر کے سلطان محمود کی صفوں کے مقابل آیا اور صف آرائی کے بعد طلوع آفتاب سے دو پہر تک آتش حرب و ضرب شعلہ زن کر کے داؤد روانگی اور جو انحر دی کی دی جب سلطان محمود نے غوریوں کی جانب ازبان مشاہدہ کیں اپنے لشکر کو از روئے قریب کے معرکہ جہاں سے روگردان اور پسپا کیا اہل غور نے اس گمان سے کہ سپاہ سلطان نے ہزیمت پائی کھائی سے کہ اپنے گرد اگر دیار کی بھی برآمد ہو کر بچھا کیا جب فضا سے صحرا میں پہنچے سلطان محمود کی علاج دریا میں پیل شدید کے مانند پھر ٹپری ٹپن اکثر لوگوں کو کھوٹہ شمشیر آبدار کیا اور جرات کا قدم بڑھا کر محمد بن سوری کو دستگیر کر کے سلطان محمود کے روبرو حاضر کیا محمد بن سوری نے وفور الم اور ہجوم غم سے ہر وہ کام گنبد کھل کے مجلس سلطان میں اس عالم فانی سے کوچ کیا اور وہ ولایت ابالیان سلطان کے تحت تصرف میں آئی اور تاریخ یمینی میں مرقوم ہے کہ غور کے حکام اور وہاں کی رعایا نے اس عہد تک دین اسلام نہ قبول کیا تھا لیکن مناسب طبقات ناصر الدین اور محمد الدین مبارک شاہ رودی کہ سلطان غور کی تاریخ سلطنت میں کچھ بیچے جو انکا یہ قول ہے کہ اہل غور امیر المؤمنین اور یسویب اللہ حدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمان ہوئے ہیں اور بنی امیہ کے عہد میں تمام ممالک اسلام نے جڑ سے بچا حضرت رسالت پناہ کے خاندان پر کیا ہو لیکن غور کی مملکت میں کچھ وجہ سے مرکب اسکے بنو ساس سب سے اس مملکت کو تمام ممالک پر فخر اور مباہات ہے اور اس سال سلطان محمود دوبارہ غزنین ملتان آیا اور آٹھ ہزار فیر سے

مفتوح کیا بہت سے قرامطہ اور ملاحہ کو نہ تیغ کر کے دارالبوارہ پہنچایا اور بہتوں کے ہاتھ اور پاؤں قطع کیے اور داؤد بن نصیر کو زندہ گرفتار کر کے اپنے ہمراہ غزنین میں لے گیا اور غور کے قلعہ میں محبوس کیا یہاں تک کہ شہین ہلاک ہوا اور شکستہ چار سو دو ہجری میں سلطان محمود کے ولین ذوالبارہ جہاؤ کی ہوس پیدا ہوئی تھانیسہ کی طرف کہ مالک ہندوستان سے ہو متوجہ ہوا اور غزبیت کا سبب یہ تھا کہ یہ خبر اسکے سمع مبارک میں گوش زد ہوئی تھی کہ تھانیسہ کفار کے نزدیک عزت و احترام میں بلا تشبیہ مثل یکہ معظمہ کے ہو اور وہ ان قدیمی ایک تھانہ ہوا اور اس میں بہت کثرت سے نصب کیے ہیں اور عظیم اصنام انکا جگ سوم نام رکھتا ہوا اور کفار کے اعتقاد میں جب سے کہ جہان پیدا ہوا ہو وہ بت بھی تھا اور سلطان غازی جب مالک پنجاب میں داخل ہوا چاہتا تھا کہ سبب اس عہد اور بیان کے کہ اسکے اور اند پال کے درمیان واقع ہوا خلعت نہ ہووے اور کسی طور کا سیدہ اور لغزش عبور راہ کی وجہ سے اس کی ملک کو نہ پہنچے اس وجہ سے اپنی اند پال کے روپر بھیج کر اعلام کیا کہ میں تھانیسہ کی عزت رکھتا ہوں تجھے لازم ہو کہ ایک جماعت اپنے معتدین سے ہماری موکب ہایوں میں ملازم کرے کہ جو پرگنہ کہ میرے متعلق ہو سپاہ گردون شاہ کے صدمہ سے محفوظ رہے اند پال نے فرمانبرداری فرمان واجب الاذعان اپنی بقا سے دولت کا سبب جانکر سعادت تمام اسباب ضیافت مہیا کیا اور اپنی ملک کے تجار اور بقالوں کو حکم دیا تو ہر قسم کے اشیاء مثل روغن اور غلہ اور جمیع مایحتاج لشکر سلطان کے اردو میں لے جا کر ایسا انتظام کریں کہ لشکر میں آسودگی ظاہر ہووے اور دو ہزار سوار اپنے بھائی کے ہمراہ کر کے سلطان کی خدمت میں بھیج کر عرض لکھی کہ تندرہ مطیع اور فرمانبردار ہو اور وفور اخلاص اور اعتقاد سے مقربان بارگاہ کی خدمت میں عرض گزار ہو کہ تھانیسہ کا تھانا اس ملک کے باشندوں کا معبد ہو اگرچہ حضور کے مذہب میں بتوں کا توڑنا حصول حسنت اور نفع سیادت کا سبب ہو اور یہ امر قلعہ گر کوٹ کی بت شکنی میں حاصل ہوا اب یہ خدنگار جان تیار عرض کرتا ہوں اگر سلطان نعل بھائی قرار دیکر ہر سال خراج اس ملک کی رعایا پر لازم کرے کہ مراجعت فرماوین یہ کہترین بھی اس شکر یہ میں کہ التماس اس ذرہ بمقدار کی معروض قبول میں پذیرا فرمائی ہو ہر سال پچاس ہجیر فیل مع تحفہ دہا یا بے نفیسہ درگاہ عرش شہنشاہ میں مرسول کرے سلطان نے جواب دیا کہ مسلمانوں کے مذہب میں ایسا ہو کہ وہ جس قدر شریعت غراکی رولج اور کفار کے بعد یعنی تجانوں کے اندام میں کوشش کریں یوم الحجۃ میں اجز زیادہ تر پادین اور جو نہایت ہایوں وہ ہو کہ ہم مساعی جمیلہ سے بت پرستی کی رسم ہندوستان کے تمام شہروں سے بالکل زائل کریں کیونکہ سفر تھانیسہ کے غربت نسخ کریں الغرض جب یہ خبر دہلی کے راجہ کو پہنچی ابالی اسلام کے حرب پر آمادہ ہوا اور ہندوستان کے اطراف و جوانب میں اپنی بھیج کر پیغام دیا کہ سلطان محمود اجنود نامہ دو سے تھانیسہ کی طرف کہ ہمارے مالک سے ہو متوجہ ہوا ہو اگر پیشتر سے اس سیلاب تند کا بند حکم نہ باندھینگے عنقریب وہ اس ملک کے صحرائے میں پہن ہو کر جوہر کے تیر سے صغیر و کبیر کے دولت کا نہال بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا تب یہ ہو کہ تم سب عالی ہم اپنی انولج سے تھانیسہ میں مجتمع ہوا درہم سب یکدل ہو کر غوغا بر طرف کریں لیکن سلطان محمود لشکر کفار کے چٹان سے پیشتر تھانیسہ میں پہنچا اور شہر خالی دیکھ کر مجموعی تمام غارت کیا اور حضرت ابراہیم کی طرح بتوں کو توڑا اور جنگ سوم کو غزنین میں بھیجا تاکہ خلائق کے سر راہ اسے ڈال کر پے سپر بناوین اور اس قدر خربہ بنے تب گردون سے دستیاب ہوئے کہ شمار اسکا حد سے باہر ہو اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہو کہ ان تجانوں میں سے ایک ایک قطعہ یا قوت سرخ کا ایسا دستیاب ہوا تھا کہ اسکا وزن چار سو پچاس شتال تھا اور اس سنگ و رڈھنگ اور رنگ کا جو پچیس کسی نے نہ دیکھا نہ سنا تھا سلطان نے اس فتح کے بعد دہلی کی تھانہ کا ارادہ کیا ارکان دولت نے عرض کی کہ دہلی ہو وقت کٹھن ہوگی کہ پنجاب کی سلطنت

یہ قلم بالیان سرکار کے تصرف میں آوے اور اندر پال کے طرف سے بالکل دلجمعی ہووے سلطان کو یہ بات پسند آئی اور وہ غزنیٹ منشی کی اور تھنڈا دولہا ہندی اس ولایت سے غزنین میں لیکیا گئے ہیں غزنین کو بھی اس سال بلاد ہندوستان سے شمار کرتے تھے کس واسطے کہ لشکر سلطان کا ہر فرد بہت سے کنیز اور غلام کا مالک ہوا تھا اور ستر گنہ چار سو اور تین ہجری میں التوتناش سپہ سالار اور ارسلان خان جاذب نے غر جستان فتح کر کے شاہ سار ابو نصر کو جو وہاں کا حاکم تھا غزنین میں گرفتار کر لائے اور کہتے ہیں کہ جس وقت شاہ سار کو قید کر کے غزنین میں لائے تھے ایک غلام جو شاہ سار کا مول تھا اُسے ارادہ کیا کہ غزنین کے پہونچنے سے پیشتر خاتون کو اپنے نجاری احوال پر خبر کرے پھر شاہ سار کو نامہ تحریر کر کے بھیج دے دی ہر چند شاہ سار نے اس امر سے انکار کیا تا کہ نہ خجشا شاہ سار نے ناچار ظلم اٹھایا اور یہ عبارت تحریر کی کہ اے قہجہ نابکار و اے شوخ چشم تیرہ روز گار مجھے یہ تصور اور خیال ہو کہ تیرے افعال شیعہ اور اعمال قہجہ میرے گوش زد نہ ہوں اور صفحہ کرنا میرے مال کا ہے تجھیں حاصل مراد بات میں میرے خاطر نشان نہ ہوں خوب واقع ہوں کہ تو زمانہ شراب خواری اور اوقات حریف کی ناز برداری میں سرپا بسر کرتی ہو اور میرے خاندان کو غبار صرمد بنامی سے برباد کرتی ہو اور میری آبروریزی کر کے خاک نریت و رسوائی میرے سر پر گرائی اگر قہجہ بھائیہ تعالیٰ کے فضائل سے معاف نہ ہو و عافیت پھر وطن پہونچتا ہوں تیرے کو بار بد کی منزا دیتا ہوں اور تیرے اعمال زشت کی بغیر قری آغوش میں رکھتا ہوں پھر نامہ اختتام کر کے سرنامہ پر مہر کی اور غلام کے سپرد کیا جب وہ نامہ خاتون کو پہونچا اور مضمون معلوم ہوا وہ ان غم کا اس ضعیفہ بھاری کے دماغ سے برآمد ہوا اور اپنے ولیمین یقین کیا کہ دشمنوں نے میرے شوہر سے سخنان دروغ کہہ کر میری نسبت تمسک چندی ہیں اسلئے وہ شوہر کے خوف سے اپنی خود ہوں کو لیکر مکان سے نکل گئی اور گوشہ میں پوشیدہ ہوئی اور غلام نے شاہ سار کو غزنین میں پہونچایا اور اپنے مکان میں گیا دیکھا کہ محل سرکار کا دروازہ بند ہے اور آبادی کا نشان سطلقہ باقی نہیں رہا چیران ہوا اور دروازہ کھولا اُس مکان کو کہ کھلار ارم کے مانند تہمت افزا تھا بیابان کو کی طرح خشک اور خالی پایا اور کد بالو کا اثر اور پرستار و مکان نشان نہ ملا کا کالے ہمسایہ کے باشندوں سے حقیقت حال پوچھی انھوں نے نامہ کے مضمون اور قبائح اور فضائح سے جو سچین ثبت تھے آگاہ کیا گا کا نے فریاد اور شور برپا کیا کہ میں اس سے وقیفیت نہیں رکھتا پھر خاتون کو طلب کر کے عذر خواہی کی اور اول مرتبہ جب شاہ سار کو سلطان کے دربار میں لیکئے یاران خوش طبع نے یہ ماجرا سلطان کے گوش زد کیا سلطان نے تبسم ہو کر فرمایا کہ تجھ سے اپنے جادہ اعتدال سے باہر قدم رکھتا ہوا اپنے بزرگ تر سے بطریق ادب پیش نہیں آتا جسکی ہی منہا ہوا سلطان نے انھیں دنوں میں ایک توبہ خلیفہ عباسی القادر باللہ کو مقرر کیا کہ جو اکثر بلاد خراسان راقم سے متعلق ہیں امیدوار ہوں کہ بعضے بلاد خراسان جو آپ کے غلاموں کے تصرف میں ہیں اس طرف کے لوگوں کو معاف فرماوین خلیفہ نے سلطان کے ملا خط سے یہ التماس پذیر کی سلطان محمود نے جب دوبارہ خلیفہ بغداد لکھا اور کو نامہ سمرقند کی طلب اور عطا سے فرمان میں لکھا خلیفہ نے فرمایا معاذا اللہ میں یہ امر قبول نہ کروں گا اور اگر تو میری بغیر مرضی اُسکے لئے کاراواہ کر گیا ایک عالم تیرے اوپر چڑھالاً دیکھا سلطان رنجیدہ ہوا اور خلیفہ کے ایچی سے کہا کہ توجہ ہوتا ہے کہ میں ہزار فیصل جنگی لیکر دارالخلافہ دیران کروں اور اسکی خاک ہاتھوں کی پیڑ پر لا دوں غزنین میں لاؤں ایچی روانہ ہوا اور چہرہ عرصہ کے بعد خلیفہ کا نامہ لیکر آیا اسوقت سلطان محمود دربار میں بیٹھا تھا اور غلام صفت باندہ کھرا د ب سے استیفاء ہوئے تھے اور چیلان کو پہونچا اور بیکر دور بارگاہ یرالیتا وہ کیے اور لشکر کو تعبید کیا رسول حاضر ہوا اور نامہ سمر بھر تخت کے رو برو رکھا اور امیر المؤمنین قاور بالہ کی طرف سے عرض کی کہ خلیفہ فرمایا تیسرا جواب یہ ہے خواجہ ابو نصر

روزنی نے کہ انیسویں سال رسالت تھا نامہ کو لکھ دیکھا کہ اول سرنامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہے اور اسکے بعد ایک
سطر برف منقعات ال م ال م لکھ کر آخر اسکے یوں علی ہوا الحمد للہ رب العالمین والصلوة علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین پس کے
سوا اور کچھ قلمی نہ تھا سلطان اور تمام کاتب اور نشی حیران تھے کہ آیا تین کیا رمزاور کنا یہ لکھا ہی ہر ایک آیت جو قرآن میں ارد
ہو تمام پڑھین اور تفسیر کی کچھ دریافت نہوا خواجہ ابوبکر قستانی کہ اتبک کسی مدارج اور مناصب پر منصوب نہ تھا قدم
جرات کا بڑھا کر عرض کی جو حضور نے دارالخلافہ کی پایالی پاسے پیلان سے تجویز کر کے ہاتھوں سے تہمدید کی تھی شاید
کہ اسکا جواب الہم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل تحریر کیا ہو سلطان محمود اس امر کے سنتے ہی بیہوش ہو گیا جب ہوش میں
آیا کہ یہ دنا رہی کر کے ایلی سے معذرت چاہی اور مع تحت و ہدایا خصصت کیا اور ابوبکر قستانی کو خلعت خاص سے سرفراز فرما کر
صدر امارت پہنکے کیا اور شہنشاہ چار سو چار ہجری میں سلطان نے قلعہ مندو نہ پر کہ باغات کے پہاڑ پر واقع ہے لشکر کشی کی اس
عرصہ میں اندھیل کے قوت ہوئے سے اسکا بیٹا یعنی جیال کا پوتا لاہور کا حاکم تھا جو کہ وہ سلطان کے مقابلہ کی طاقت
نہ رکھتا تھا مروان جنگی کا راز مودہ قلعہ مندو نہ میں چھوڑ کے آپ کشمیر کے درہ میں روانہ ہوا سلطان قلعہ کا محاصرہ کر کے کعب
یعنی سرنگ وغیرہ اور آلات و اسباب قلعہ کشائی میں مشغول ہوا اہل قلعہ نے عاجز ہو کر مان چاہی اور اہل لیان سلطانی کو قلعہ سپر
کیا سلطان قلعہ کے اسباب پر تصرف ہوا اور اپنے معتمدین میں سے ایک کو قلعہ سپر در کے کشمیر کے درہ کی طرف متوجہ ہوا جیال کا
نہرہ اس امر سے آگاہ ہو کر وہاں سے بھی دوسرے مقام میں بھاگ گیا سلطان اس درہ سے بھی غنیمت بٹھا اپنے تصرف میں لایا اور
ایک خلق کو دین اسلام سے آشنا کر کے غزنین میں آیا اور شہنشاہ چار سو چار ہجری میں بھی کشمیر کی غنیمت کی اور قلعہ کو لوٹ کر
رفعت اور متانت میں مشہور و معروف تھا محاصرہ کیا جب چند ماہ کا محاصرہ منقضی ہوا اور موسم برف باری اور شدت سرما کا آیا اور
کشمیر کی کمک بھی اسکے پاس پہنچی ترک محاصرہ کر کے راہ غزنین کی آگے لی اور سفر میں راہ گم کر کے ایسے مقام میں جا پڑے کہ تمام
محارر آپ تھا اور جس طرف جاتے تھے پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اور پانی میں ایک خلقت کثیر ہلاک ہوئی اور یہ پہلا چشم زخم درہ مندو
تھا کہ سلطان محمود کے لشکر کو ہندوستان کے سفر دین میں پہنچا اور چند روز کے بعد اس آب سراج سے ہزار شقت اور جلیہ
کے نجات پائی اور اسی سال ابو العباس مامون خوارزم شاہ نے سلطان محمود کو نامہ تحریر کر کے اسکی ہمشیرہ کی خواستگاری کی سلطان
نے اسکے پیچہ عروس تناکو حنا سے اجابت سے نگیں کیا یعنی اپنی بہن کو خوارزم میں بھیج دیا اور شہنشاہ چار سو سات ہجری میں خوارزم شاہ
پر ایک جماعت او باش نے ہجوم کر کے یورش کیا اور شاہ مدورج اسکے دست تسلط سے مقتول ہوا سلطان یہ سنا نہ سنتے
ہی لبیل محبت غزنین سے بلیخ آیا اور وہاں سے پیک نظر کی طح خوارزم کی جانب متوجہ ہوا جب خضر بند میں کہ وہ خوارزم
کا سرحدی پہونچا چھڑالی کو مقدمہ لشکر کر کے پیشتر بھیجا جس وقت کہ غزنویوں نے منزل میں اقامت کر کے صبح کی نماز میں
قیام کیا نماز تماش کو خوارزمیوں کا سپہ سالار تھا قابو پا کر کہیں گاہ سے برآمد ہو کر ابلیس کی طح نمازیوں پر تاخت لایا اور
ایک جماعت کثیر کو تہ تیغ کر کے روضہ رضوان میں داخل کیا اور لقبہ السیف منہزم ہوئے سلطان غلامان خاصہ کی فوج جارا
بٹھا اس جماعت کی سرکوبی کیواسطے تعین فرمائی اور ان جانبازوں نے تعاقب کر کے خارتاش کو گرفتار کیا اور سلطان کے
کے حضور حاضر لائے اسکے بعد سلطان قلعہ ہزار اسپ میں پہونچا خوارزم کی سپاہ اجتماع کر کے مقابل ہوئی حرب شدید اور
معرکہ عظیم کے بعد راہ ہزیمت و شکست نامی اول تہنگین جاری ہو انکا سپہ سالار تھا اسیر ہوا پھر سلطان نے خوارزم میں نہضت فرمائی
اور ابو العباس کے قاتلوں کو اسکے انتقام خون میں قتل کیا اسوقت امیر حاجب التوتاش کو خوارزم شاہی کے خطاب سے

مخاطب فرما کر خوارزم کی ولایت کا والی کر کے بطور جاگیر کے عنایت کی اور وہاں سے بلخ میں مراجعت فرمائی اور ولایت ہرات کی اپنے فرزند امیر محمود کو بخشی اور ابوہریرہ محمد بن حسین روزنی کو اسکا وکیل کر کے اسکے ہمراہ روانہ کیا اور ولایت گورکان اپنے پسر امیر محمد کو دی اور ابو بکر قستانی کو اسکے ہمراہ کیا اور جب سلطان محمود خوارزم کی مہم سے مطمئن ہوا اس سال کے زمستان درہست میں توقف فرمایا تاکہ سپاہ آرام پاوے اور سقنمہ چار سو نو ہجری میں اول بہار اور ہنگام اعتدال لیل و نہار میں کہ سلطان نامیہ نے سبزوہ اور پھولوں کی سپاہ فضا نے صحرا اور بلستان میں پھینچی اور ہوا سے اردی بہشت کی اعتدال اور نیم فروز وین سے استہراز سے غنچہ طرب مستخرج ہوئے سلطان محمود ایک لاکھ سوار خاصہ اور بیس ہزار مرد مطوعہ الاسلام جو نواح بلاد کرمان اور مادراء النہر اور خراسان وغیرہ سے بہریت جبا و آنکر سلطان کی فوج کے منتظر رہتے تھے ساتھ لے کر متوجہ بلاد قنوج ہوا اور قنوج گشتا سپ کے زمانے سے سلطان کے عہد تک کسی بیگانہ کا ہاتھ اسکے دامن میں نہ پہنچا تھا اور غزنین سے اس ولایت تک تین مہینے کا راستہ ہوا اور سات دریا مواج اور مولناک سے عبور کرنا پڑتا ہے جب شہر کی سرحد میں پہنچا ہوائے والی نے تخت اور ہدایاے لائق پیش کر کے عنایات خسرانہ سے مخبر ہوا اور حکم حکم کے موافق تدارک و لشکر و نفر و بکر روان ہوا اور جب سپاہ اسلام قطع کرنے مراحل اور منازل کے بعد قنوج میں داخل ہوئی ایک قلعہ فطر کیا کہ رعت سے سر فلک کشیدہ اور تانت و جھانٹ میں بعدیل واقع ہوا وہاں کے راجہ ذی شوکت کا نام کورہ تھا سلطان محمود کی افواج دریا مواج کی کثرت اور شاہ کا بجل و جھنڈ و کھنجران اور سہوت ہوا اور مقابلہ اور جہاد کا خیال اپنے دل سے ٹوٹ کر کے اچھی کاروان اور تدارک و کھنجران اطاعت و فرمانبرداری کیا اور جو کہ سعادت انہی اسکے دانگہ ہوئی برہنیت تمام فرزندوں اور ملازموں کو ساتھ لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور عنایات سلطانی اور مرحامہ خاقانی کے ساتھ مخصوص ہوا اور حبیب السیر کے قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور سلطان محمود تین روز کے بعد میرٹھ کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا وہاں کا راجہ جسے ہر دت وہ قلعہ مردم معتبر کے سپرد کر کے خود کسی طرف نکل گیا اور اہل قلعہ نے تاب مقاومت کی نہ لاکے دو لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ اور بیس ہجری قبل شیش کر کے دامن پائی سلطان بھی وہاں سے کوچ کر کے قلعہ ہماون پر جواب چون یعنی جہانگے کنارے واقع ہو کر فوج کش ہوا وہاں کا راجہ کھنڈ نام ہاتھی پر سوار ہوا اور چاکہ دریا سے عبور کر کے فوج سلطانی پہلے تند کی طرح تو قبا کندان اسکے سر پہنچی گئی اسکے پیچھے کھنڈ پہنچی رانی اور فرزند و نواسہ کاٹا اسکے پیچھے پہنچے عینہ پر مار کر رخت بہتی دیا البوار میں کھنڈا اور اس ولایت سے اس قدر غلبت ہاتھ آئی کہ خاصہ و زبان اس کی شرح سے عاجز ہو چکا ہے ازرا بخل استی قیل کوہ قنیشل تھے اس مہم کے فرار کے بعد مع شریفین پہنچے ایک اس حد و دین ایک شہر سا تھا مگر اسکے مشہور ہے اور کیشن باسدیو کا مولد ہے اور ہمنو د اسے پنہمیر اور محل حلول واجب تعالیٰ جلالت ہے اور شہر متھرا جمہوری اور آبادی میں نظیر نہیں رکھتا اور اس قدر عجائب اور غرائب اس شہر میں ہے کہ زبان ناطقہ اسکے وصف سے عاجز ہے سلطان محمود اوام اللہ انارہ یہ کلام سنتے ہی اس شہر کی طرف روانہ ہوا اور باوصف اسکے کہ وہ شہر دہلی کے راجہ سے علاقہ رکھتا تھا اور کسی نے قدم مانعت آگے نہ بڑھایا تھا سلطان نے تائب ازیدی سے بلاذ رحمت اور جہانت فائز المرام جو کہ اس شہر کو عارت فرمایا اور تاجاؤن کو کہ اصل شہر اور حوالی میں تھے آتش زنی وغیرہ سے ویران کر کے مال وافر اپنے تصرف میں لایا اور وہاں کی عمارات عالیہ درختانے کی تعمیر شاہرہ کر کے تعجب میں رہا اور ایک ماہ اشرف اور اعیان غزنین کے نام پھر کر کے تھیں اس عمارت کا نقشہ درج فرمایا کہ اس شہر میں ہزار قصر آسمان ریاس بہت ہیں لیکن شہر انہیں کے سنگار و زمام سے ساختہ ہیں اور تاجاؤں اس قدر ہیں کہ گنا شمار نہیں ہو سکتا اور اگر کسی شخص کو ایسی عمارت تیر کرنا منظور ہووے

ایک لاکھ دینار صرف کر کے اور استادان چابکدست کی سعی سے دوسو برس میں انجام کو پہنچے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ سلطان محمود کے لوگوں نے اس میں پانچ بت طلائے خالص کے پائے اور صنایع نے اُن ہنر مند کی آنکھوں میں یا تو بت سرخ نصب کیے تھے کہ مجموع پچاس ہزار دینار قیمت کے سزاوار تھے اور علاوہ اُسکے اُن طلائی بتوں میں ایک قطعہ یا تو بت برنگ ازرق یعنی نیلگون جڑا تھا کہ چار سو شقال وزن رکھتا تھا جب وہ بت توڑا گیا اس میں سے اٹھانوے ہزار اور تین سو شقال طلائے احمد حاصل ہوا اور چاندی کے بت خرو و بزرگ سو عدد سے زیادہ تھے جب انہیں بھی توڑا سو شتر بار ہوئے اُسکے بعد عمارات میں آگ لگائی اور بیس روز کے بعد وہاں سے کوچ کیا اور تاریخ الفی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ جب سلطان نے سنکا اس اطراف میں دریا کے کنارے سات قلعہ واقع ہیں کہ رفعت اور استحکام میں فلک البروج کے ساتھ ہمسری کا دم مار رہے ہیں یہ سنتے ہی سلطان اُن قلعوں کی طرف متوجہ ہوا اور اُن قلعہ بیکہ والی دہلی کے راجہ کا باج گزار تھا مضطرب الحواس ہو کر بھاگ گیا سلطان اُن قلعوں میں داخل ہو کر سیر و تماشے میں مشغول ہوا اس درمیان میں سکی نظر چند تنجانے پر پڑی کہ ہندو کے اعتقاد میں تاریخ عمارت انکی سے چار ہزار سال گزرے تھے اہالی اسلام اُن قلعوں میں سے جو کچھ پایا نہ صرف ہوئے کچھ سلطان کے ہمراہ رکاب قلعہ سرخ کی طرف رہا ہی ہوئے اور وہ قلعہ مردان متعال اور آدو قلعہ سے ملتا تھا سلطان پندرہ دن تک اُنکے محاصرہ میں مشغول رہا اور ماہ آمد کی اپنی مسدود کی جب اس امر پر پادہ ہوا کہ مسلمان بھگت و قہر اُسے مفتوح کرین کفار کی ایک جماعت نے قلعہ سے اُتر کر اپنے تئیں ہلاک کیا اور بعضے مع زن و فرزند آگ میں گر کر جھلکے اور اُنہیں سے کچھ لوگوں نے زلیات سے سیر ہو کر قلعہ کا دروازہ کھول کر دست بخیر و جہر کیا اور مسلمانوں سے ایسا لڑنے کے اُمین سے ایک زمرہ نہ بجا سب تیغ اسلام کے گھاٹ اترے سلطان غنائم اور اموال قلعہ کا ضبط کر کے قلعہ چند پال کے سمت روانہ ہوا اور چند پال نے مقاومت کی طاقت اپنے سے سلب و یکسر سلطان کے نزول اقبال سے پیشتر مال اور متعلق عہدہ اور اولاد اور اتباع ہمراہ لیکر اس ملک کے پہاڑوں پر پناہ لی اور سلطان محمود اس قلعہ کے مال بقیہ کو اپنے تصرف میں لایا اور غلہ کثرت سے وہاں اتار دیا سپاہ پر قسمت کیا اسکے بعد عنان غریت چند رائے کے مسکن کی طرف کہ وہ بھی کا فر خود رائے تھا معطوف فرمائی وہ بھی چند پال کی روش پر قدم زن ہو کر مع اموال و اسباب و اتباع اور اشیاء کے پہاڑوں پر بھاگ گیا منقول ہو چند رائے کے پاس ایک فیلی نالیت قوی کیل اور نامی تھا جیسا کہ ہندوستانی ساتھ اس فیلی کے تمثیل مار کر مبالغہات کرتے تھے اور سلطان نے چند رائے سے چند باقی قیمت گر ان خریدار ہو کر طلب کیا تھا میسر نہوا اب اللہ کی فیلی تھا وہ فیلی اس وقت میں ایک شب کو بے فیلیاں چند رائے کے اردو سے بھاگ کر سلطان کے سرابروہ کے قریب آیا بادشاہ اسے دستیاب کر کے بہت شاد اور غم سے آزاد ہوا اور خداداد اسکا نام رکھا جب غزنین میں پہنچا غنائم کثرت و جوش کا شمار کیا ایک لاکھ دینار اور کچھ ورون دوم شمار میں آئے اور پچاس ہزار بروہ اور ساڑھے تین سو ہاتھی اور نفاٹس اُسکے علاوہ تھے سلطان محمود نے جب مظفر اور منہر ہو کر اس سفر سے مراجعت فرمائی حکم دیا کہ غزنین میں ایک مسجد جامع بنائیں اور اس مسجد کی اصل عمارت سنگ مرمر اور سنگ رخام مرصع اور مسدس اور ششمنی و درو اس طرز سے تیار کریں کہ دیکھنے والے اسکی استواری اور نقاشی سے تیز اور ششدر رہیں اور اس مسجد کی عمارت تیار ہوئے کے بعد حکم کے بموجب اسے اس طرح سے ساتھ قہام زینت اور فروش اور قندیل وغیرہ کے سجائے کہ ظرافت و قیمت شناس اس مسجد کو عروس فلک کہتے تھے اور اس مسجد کے جوار میں ایک دروہ بنا کیا اور کتب نفاس اور نسخ غرائب موشح کر کے بہت سے دیہات مسجد اور دروہ پر وقف فرمائے جب سلطان محمود کو بنائے مسجد کا شوق اور دروہ کی تعمیر ہوئی تو وہ بھی بے نقصان

انسان علی دین کو کم ہر ایک امر اور ایمان دولت نے بنائے مسجد اور مدارس و دربار طاعت اور خانقاہوں میں مبادرت کی
تھوڑے عرصہ میں اس قدر عمارات عالیہ انجام کو پہنچیں کہ محاسب سرلیح الحساب اُس کے شمار سے عاجز ہوا اور تمام چیلے
نفس سے جو کہ سلطان اس مرتبہ ولایت ہند سے لایا تھا ایک جانور برترہ قمری کی شکل تھا اس کی عادت تھی کہ جس وقت طعام
زیر آلود مجلس سلطانی میں حاضر ہوتا تھا وہ مرغ اضطراب کرتا تھا اور بے اختیار آفسو کی آنکھوں سے روان ہوتے تھے شاہ نے
اسے اور تحفہ ہدایا کے ساتھ خلیفہ القادر باندہ کیواسطے بغداد میں ارسال کیا اور دوسرے ایک سنگ کہ ہندوستان کی
مملکت میں پایا تھا اُسکا خواص یہ تھا کہ ہر چہ کسی کو زخم عظیم پہنچا بجز داسکے کہ وہ سنگ پانی میں گھسلاں زخم پر گھٹائے اچھا ہوتا
اور سلطان نے مسئلہ چار سو دس ہجری میں ایک فقہانہ مفصل جمیع فتوحات کہ تائید از دی سے اسے نصیب ہوئی تھیں
بغداد میں روانہ کیا خلیفہ القادر باندہ عباسی نے اُس دن ایک مجلس عظیم آراستہ فرمائی اور ارشاد کیا تو وہ فقہانہ منبروں پر خلائق
کے روبرو باور بلند پھین اور تمام خلائق خرد و بزرگ سبب بلند ہونے اعلام اسلام اور منہم ہونے بنیاد کفر اور
ظلام کے پروردگار عالم کا شکر بجالا دیں اور سلطان محمود کی تعریف و توصیف میں تر زبان ہو کر حق سبحانہ تعالیٰ سے اُسکے
واسطے نصرت اور ظفر سوال کریں اور اُس دن بغداد میں اس قدر سرد و خوشحالی نے انتشار پایا تھا کہ گویا یہ روز بھی ایک
عید اسے مقرر ہی اسلام سے ظہور میں آیا ہو جیسے کہ جو کچھ صحابہ کرام بلا عجب اور عجم اور روم و شام میں حسنت بجالائے
تھے سلطان محمود نے مملکت ہندوستان میں ظاہر کیے اور دینا اور آخرت کا مکان اپنے لیے آباد کیا اور مسئلہ
چار سو بارہ ہجری میں ایک جماعت کثیر علماء و صلحا اور اہل اسلام کے تہق ہو کر درگاہ سلطانی میں عرض گزار ہوئے کہ سلطان
ہر سال حصول تقدیر اب کے واسطے ہندوستان جاتا اور وہاں اسلام کے آثار ظاہر کرتا ہو لیکن عرصہ دراز سے اعراب
اور قرامطہ کے دست جور سے بیت الحرام کا راستہ مسدود ہو گیا ہے اور مسلمان ان کی خوف اور ضعف خلیفہ عباسی سے ثواب
جج کے حاصل کرنے سے محروم اور ناکام ہیں سلطان محمود نے ان کی عرض قبول فرمائی اور ابو محمد ناہی کو جو مالک محروسہ کا
قاضی القضاۃ تھا امیر حاج یعنی حاجو کا سردار کیا اور تیس ہزار دینار زر بیخ اعراب کیواسطے جو سردارہ قافلہ لوٹتے تھے
اُسے سپرد کر کے بیت الحرام کی طرف روانہ کیا اور ایمان و اشراف اور اکابر و اصاغر کثرت سے اُسکے ہمراہ ہوئے اور قطع مراحل
اور سبب منازل کے بعد باد میں داخل ہو کر ایک موقع میں کہ جبکہ نام فیدہ ہو پونے اعراب سردارہ بطریق میعاد حاصل ہو کر مانع
ہوئے قاضی ابو محمد ناہی نے فیصلہ مصالحت تجویز کیا اور پانچ ہزار دینار اُنکے واسطے بھیجے کہ سنگ راہ نہوں اور کسی طرف چلے جائیں
اعراب کا سردار کہ جبکہ نام حماد بن علی تھا قاضی القضاۃ کے فرمان سے روگردان ہوا اور اپنے لشکر کو قافلہ کے نمب غارت
پر استعداد اتفاقات سے اس مابین میں ایک غلام ترک نے جو قافلہ کی جماعت میں کہ تیر اندازی میں صاحب قدرت
تھا ایک تیر جہاد کی طرف پھینکا اور اُس خود سر کے سر پر پہنچتے ہی مقابل سے گزر گیا اور خانہ زین سے نیچے آ جا کر اب
بے توقف اُنکی لاش اٹھا کر بھاگ گئے قاضی ابو محمد ناہی نے اُس سال بروجعی تمام مناسک جج ادا کیے اور سالانہ غنائم حجاز
کی الحجۃ المکملہ المبعود علی ذلک ہی سال یعنی مسئلہ چار سو بارہ ہجری میں سلطان کے سمع مبارک میں پہنچا کہ ہندوستان
کے کفار نے کورہ راجہ قنوج پر زبان سرزنش اور لامست کی درازی اور کالج کے راجہ ہند نے جو خیل و چشم میں زبردست تھا
قنوج پر لشکر کشی کر کے راجہ کورہ کو قتل کیا سلطان محمود کو یہ امر نہایت ناگوار خاطر ہوا اور ابکی بار ہر مرتبہ سے
زیادہ تر لشکر فراہم کر کے باسانہ و مرقا فراوان ہند سے کورہ کا انتقام لینے کا اہنگ کر کے ہندوستان کی طرف متوجہ

ہوا جب چون کے ساحل پر پہنچا پنجاب کا راجہ یعنی جیپال کا پوتا کہ چند مرتبہ سلطان کے لشکر کے مقابلہ سے بھاگا تھا ننڈا کی کمک کیونکہ اس نے لشکر ہمراہ لیکر قتال پرستعد ہوا اور سلطان کے سر راہ آیا چونکہ اب تھا را اور عقیق مانع تھا سلطان کے مقبولین میں سے کوئی اس دریا سے عبور نہ کر سکا اتفاقاً آٹھ نفر غلام خاصہ سلطان نے ایک بار کی دریا سے عبور کر کے بنیرہ جیپال کے تمام لشکر کو دہم برہم کیا اور بنیرہ جیپال کا ان کے حملہ کی تاب نہ لایا کچھ لوگوں نے راہ فرار پائی اور غلاموں نے وہاں سے ایک شہر میں کہ وہاں سے قریب تھا جا کر غارت اور تاراج کیا اور تیناؤن کو بھی ایک تخت ویران اور سماریک اور یہ امر بھی ذوی العقول پر بخفی اور تجب نہ ہے کہ آٹھ نفر ایک لشکر کو نہ ہریت نہیں دیکھتے یقین ہو کہ یہ آٹھ نفر اس سے تھے جنہوں نے سح اپنے لشکر دریا سے عبور کر کے ایسا کام نمایاں کیا اور دشمن سے سبقت لیکر الغرض وہاں سے راجہ ننڈا کے مالک محروسہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی جرات کو کام فرما کر جنگ پر آمادہ ہوا اور چھتیس ہزار سوار اور پینتالیس ہزار پیادہ اور چھ سو فیل لیکر سلطان کے مقابل آکر ٹوڑہ کیا اور سلطان نے بلندی پر چڑھ کر اس کے لشکر کو چشم قیاس سے مشاہدہ فرمایا اور اس کے افواج کثیر اور سنا لشکر قلیل دیکھ کر اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اس وقت جبین نیا خضوع اور شوع کی زمین پر رکھ کر درگاہ الہی سے فتح و ظفر مسلت کی اور اس کا تیر و عادت اجابت سے مقرون ہوا خدا کی قدرت کا تماشا دیکھ کر وقتاً ننڈا کا آفتاب اقبال برج زوال میں آیا اور شب کو ایک خوف عظیم اس کے دل پر طاری ہوا اور بدحواسی کے عالم میں تمام اسباب و سامان اپنا فروگاہ میں چھوڑ کر راہ فرار پائی اور دوسرے روز سلطان اس کی مفردی سے مطلع ہو کر سوار ہوا اور اول کہیں گا ہونکا اپنے دل میں خیال کیا پھر کفار کے قدر اور مکر سے مطمئن ہو کر غارت کا حکم عطا کیا اور غنیمت و فہر اور خزانہ تمکاثر سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا اور اس کے اطراف کے جنگل میں سے بانس اور اسی زرخیز فیل دستیاب ہوئے اور ہر کس سلطان کو ولایات عقب سے یعنی پنجاب وغیرہ سے دہلی نہ تھی اس سے اسی فتح پر اتفاق کر کے غزینہ میں مبادرت فرمائی تذکرہ ولایات قیسات اور ناروین کے مفتوح ہونیکا اس سال خیر ہو بھی کہ قیسات اور ناروین کہ مالک سرحد ہندوستان سے ہونے کے باشندوں نے مسلمانی کا حلقہ اپنی گردن میں نہیں ڈالا یہی اور شرع محمدی کی اطاعت و پیروی سے روگردان ہو کر اکثر لوگوں نے بہت پرستی اختیار کی ہو سلطان لشکر عظیم فراہم کر کے دروگراد آہنگر اور سنگاٹش کی ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر اس دیار کی طرف روانہ ہوا پہلے قیسات پر حملہ آور ہوا اور فتوحات غلبی سے اسے مفتوح کیا اور ظاہر قیسات ایک مقام سرحد سیرامین ہند اور ترکستان کے واقع ہو سواہ افراط سے پیدا ہوتا ہے اور آخر وہاں کے حاکم نے سلطان کی اطاعت بدل قبول کی اور مع باشندہ اسے اس دیار کے شرف اسلام سے مشرف ہوا اور سلطان نے حاجب علی بن ارسلان جاوہر کو ناروین کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا اس نے جلتے ہی اس مقام کو بھی سر کیا اور اموال بیشمار اور زر و ہزار ہا ہزار اس کے ہاتھ لگے جب وہاں کے بتا نہ کلان کو سمار کیا آپس سے ایک لوح سنگین کندہ ہوئی برآمد ہوئی کہ ہنود کے اعتقاد میں اس کی تعمیر سے چالیس ہزار سال منتظر ہوئے تھے سلطان نے وہاں جاتے ہی ایک قلعہ تعمیر فرمایا اور علی بن قدا سلجوقی کو تو وال کر کے اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی۔ تذکرہ لاہور کے تسخیر کا سلطان محمود نے سلطانہ جارسو بارہ ہجری میں آہنگ کشمیر محکم کیا اور قلعہ لوہ کوٹ کو محاصرہ کر کے ایک عینے کامل اوقات صرف کی اور جو کہ وہ قلعہ نہایت سنگین تھا باوصف مساعی جمیلہ تسخیر ہوا وہاں سے برآمد ہو کر لاہور میں آیا اور وہاں فروکش ہو کر لشکر لاہور کے اطراف و جوانب میں تاخت و تاراج کیا اسے پرانہ کیا اور غنیمت حد و صر سے افزون اس کے تصرف میں آئی اور

اس مرتبہ جو جیال کا پوتا ضعیف اور زبون ہوا تھا اجیر کے راجہ کے پاس پناہ لیکر سلطان ملہو لاہور پر قابض ہوا اور ایک امیر معتمد کے سپرد کیا اور بہت عمال امین اور صاحب تدبیر ولایت پنجاب پر مقرر فرمائے تاکہ اور تاج سے مملکت گیرے پر توجہ فرمائی اور لشکر ظفر پیکر اس ملک میں تعین کر کے خطبہ اس ملک کا اپنے نام پڑھوایا اور تبدیلی بہار میں غزنین میں گیا اور سلطان چار سو اور تیرہ ہجری میں لاہور کے راستہ سے پھر ولایت ننڈا کا آہنگ کیا جب گوالیار کے قلعہ میں پہنچا اسکے لینے کی طبع کر کے محاصرہ کیا اور چاروں کے بعد اس قلعہ کے راجہ نے ایلی کی کاروان اور چرب زبان کی صحبت سے سینتیس زنجیریں سلطان کے حضور بھیجی اور صلح کی پھر سلطان نے کالجہ کی طرف کرنا کا سکھ بھار جوع کی اور وہاں پہنچتے ہی ننڈا کو قلعہ بند کیا ننڈا میں سو زنجیریں قبول کر کے صلح کا طالب ہوا جب سلطان نے اسکی استدعا منظور فرمائی ننڈا نے اتھانائیں سو ملہو تھی بے مہاد تو کئے کچا لکھو این چھوڑ دیئے ہوتے سلطان کے حکم سے ترک بھین گرفتار کر کے سوار ہوئے اور اہل قلعہ پر حرارت دیکھ کر تھیر پڑے اور ترکوں کا حساب کرنے لگے اور ننڈا نے سلطان کی وجہ میں زبان ہندی ایک شعر موزون کر کے بھیج دیا سلطان نے وہ شعر فضلائے ہند اور عرب و عجم کو کہ اسکی ملازمت میں حاضر تھے دکھایا سب نے متفق ہو کر اسکی تحسین کی سلطان نے اس شعر پر مہابت کر کے ننڈہ قلعہ کی حکومت کا فرمان کر دیا کہ انہیں کالجہ تھانہ تحائف دیکر اسکے صلہ میں مہاد فرمایا ننڈا نے بھی اموال ورجا ہر بے نہایت اسکے عوض سلطان کی خدمت میں ارسال کیا یہاں تک کہ اس ملک سے دست پاش ہو کر غزنین معاودت فرمائی اور قلعہ چار سو پندرہ ہجری میں اپنے لشکر کا جائزہ لیا اس لشکر کے سوا جواہرات ولایت میں تعینات تھے جون ہزار سوار و تین سو ہاتھی قلمند ہوئے اس عظمت و شوکت سے بلخ میں گیا ان روزوں ماوراء النہر کے باشندے علی تلین کے دست جوڑے شاک اور فرمایا دی ہوئے مذکر سلطان کی روانگی کا بلخ کی طرف سلطان نے اسکے نفع کرنا آہنگ کر کے جیون سے عبور کیا مارا راء النہر کے سردار اسکے استقبال کو حاضر ہوئے اور اپنے حوصلہ کے موافق نذرین گذرانیں اور یوسف قدر خان جو تمام ترکستان کا شاہ تھا استقبال کو آیا اور ازراہ محبت و تپاک سلطان سے ملاقات کی اور سلطان اسکے آنے سے نہایت محفوظ ہوا اور جشن کی محفل آراستہ کر کے ایک نے دوسرے کو ہدایا اور سو غنائیں دین اور صلح اور صفائی کے ساتھ رخصت ہوئے اور علی تلین سلطان کی فرج کشی سے خبردار ہو کر بھاگا سلطان نے لوگ اسکے تعاقب میں بھیجے اور وہ اُسے گرفتار کر لائے سلطان نے اُسے طوق و سلاسل میں مسلسل کر کے ہندوستان کے ایک قلعہ میں جکڑ دیا اور غزنین میں آیا اور اسی سال یعنی ۵۷۷ھ چار سو پندرہ ہجری میں وقلعہ نگاروں نے اُسے یہ خبر پہنچائی کہ اہل ہند کہتے ہیں کہ راجہ اجسام سے جدا ہوئے بعد سو منات کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور وہ ہر ایک راجہ کو راجہ مذکورہ سے جس بدبختی لائق جانتا ہو حوالہ کرنا ہو لیکن بطریق تناسخ اور ہی طرح اعتقاد ان سو منات کے حق میں یہ کہہ دینا کہ دریا کا شکی عبادت کیواسے ہو اور براہمہ کہتے ہیں کہ جو سو منات اُن بتوں سے کہ جنہیں سلطان مجبوری سے توڑا ہو بخیرہ تھا اسلئے اُنکی حمایت نہ کی والا جیم زون میں جب کو چاہے ہلاک کر سکتا ہو اور علاوہ اسکے یہ بھی انکا عقیدہ ہے کہ سو منات باو شاہ ہوا باقی صنم اسکے نوکر چاکر ہیں یہ سنتھری سلطان مجبور نے ارادہ فتح سو منات اور غزنی تہاقل بہت پرستان نکو ہیدہ صفات کہ کے دسویں شعبان کو ساتھ لشکر خاصہ او تیس ہزار سوار و اسلحہ یعنی پورٹ اور دو احباب و لے جو ترکستان کی ولایت سے آگے اُردو سے ظفر قرین میں حاضر تھے اپنے ہمراہ لیکر سو منات کی طرف عازم ہوا اور وہ ایک شہر ہی وسیع دریا سے عمان کے ساحل پر واقع ہوا اور جاسے عبادت براہمہ اور تمام کفار نکو ہیدہ کردار ہو اور سو منات

وہاں تھا اور ان فوجوں کے تحت میں ہو اور اہل فرنگ متصرف ہیں اور تواریخ میں تحریر ہوا کہ حضرت ختمی پناہ کے عہد رسالت میں ایک بڑے بہت کا بھی نام سومنات تھا خانہ کعبہ سے اٹھا کر وہاں لائے اور وہ شہر اسکے نام پر بنا کیا لیکن براہمہ کے گھٹ متقدمین سے کہ ظہور اسلام سے کئی ہزار سال پیشتر تحریر ہوئے مستفاد ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہو اور یہ بہت کوشش کے عہد سے کہ چار ہزار سال کا عرصہ گزرا براہمہ کا معبود ہو اور بقول براہمہ کوشش نے وہاں عہدیت کی خلاصہ یہ کہ سلطان نصف رمضان میں بلوہ ملتان میں داخل ہوا چونکہ بیابان ہے آب و علف نہیں تھا حکم دیا کہ شخص چند روز کا آب و علف بار کرین اور بادشاہ خود بھی علاوہ اسکے کہ موم لشکر نے آب و علف بار کیا تھا احتیاطاً بیس ہزار شتر خواہر آب و علف سے بار کر کے ملتان سے آگے بڑھا اور اُس بیابان خوشخوار کو طے کر کے شہر اجمیر کے قلعہ میں پہونچا اور وہاں حکمران راجہ سرراہ سے ہٹ گیا تھا سپاہ سلطان حسب حکم براہمہ قتل و غارت مشغول ہوئی اور جو کہ اصل عہدیت اور وہ مہمت سومنات کا توڑنا تھا قلعہ کے لینے پر مقید نہوا مسافت کے طے میں مشغول ہوا اس بیابان میں چند قلعہ دیکھے کہ مردان خنجر گزار اور آلات و ادوات پیکار سے ملو تھے لیکن قادر و الجلال نے ایسا رعب و ہراس نہ دیا کہ وہاں کے بے حرب و ضرب شاہ کے مطیع فرمان ہو گئے اور بلا حیدو کرال متاع اُن قلعوں کا اہل بیابان سلطان کے تفویض کیا اُس کے بعد نزد الامین کہ ٹپن گجرات سے مراد ہو نزول اجال فرمایا اور اس شہر کو خالی دیکھ کر حکم دیا کہ وہاں سے بھی علف بکثرت بار کرین اہل کاران سلطانی حکم کے موافق کا یہ ہوئے اور سبیل عیلت قطع منازل و مراحل کر کے سومنات پہونچے اور دریا کے کنارہ پر ایک قلعہ سرسفلک کشیدہ دیکھا اور آب و دریا اُس کی فصیل تک پہونچا تھا اور کھانا و شراب و دیوار پر آمد ہو کر مسلمانوں کو دیکھتے تھے اور باہر ازل بلند لیتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تجھیں بیان لایا اور ایک بارگی تم سب کو ہلاک کرے گا اور انتقام میں تمام اصنام کے جو تم نے ہندوستان میں توڑے ہیں تمہارے بھی ہمت و پائشکستہ کر کے مارے گا شہر و توہن و گرجن جہاں پر ضرور بافت از سر پختہ خورشید نور و غازیان اسلام کا لشکر دیا سے سپہر اختشام کے حکم سے زیر قلعہ جا کر جنگ میں مصروف ہو ۱۱ اور داد جو آمد دی کی دی جب ہنود نے جلالت اور شجاعت انکی مشاہد کی لاچار تیر اندازوں کے خوف سے قلعہ کی دیوار پر سے اترے اور تہذیب میں کہ انکار راستہ قلعہ کے اندر سے تھا جا کر سومنات سے طالب امداد ہوئے مسلمان فرصت و وقت پا کر بیڑ و عیان قلعہ کی دیوار پر گنگا چڑھ گئے اور شجاعت سے قلعہ کی تعمیر کا بلند کیا ہوئے دوبارہ اتفاق کر کے جنگ آغاز کی اور اُس روز جب سے بادشاہ خورشید اس حصار فیروزہ فام پر چڑھا یا تھا اور جب تک عروس چڑھ کر گھب نے شبستان آسمان پر جلوہ گری کی دونوں طرف سے تنور جنگ گرم رہا جب طلسمت میل رویت ہوا شام سے منع ہوئی حصار اسلام نے مراجعت کی دوسرے روز فوج اسلام مکمل ہو کر متوک قتال میں کمال اطمینان حملہ آور ہوئی اور لوک سنان اور پیکان جافستان کی زد سے ہنود کو دیوار بارہ سے آوارہ کیا اور بطریق درگدشتہ زینہ رکھ کر اطراف و جواب سے قلعہ پر هجوم لائے بیان را بیان سومنات کی جنگ کا ہنود عہد و سپاہ اسلام سے بہت باہوس ہوئے اور فوج فوج سومنات کو نفل میں لیکر گریان اور یرایج و دواع اور اور گیار مار مار کا شور کر کے بشت تمام جنگ میں گھسن پڑے لیکن جب قدر جہد کرتے تھے قتل ہوتے تھے تیسرے روز افواج ہند جو قلعہ بت خانہ کے اطراف و جواب میں تھے وہ ہر طرف سے بقدر لگائی اور جنگ پر آمادہ ہو کر صفیں آراستہ کین اور سلطان محمود ایک جماعت کو محاصرہ قلعہ کی واسطے مقرر کر کے اس عیلت کے مداخلہ کیواسطے مشغول ہوا پھر فریقین نے جہد و لاکلام سے میدان نرم کر کین و غضب کی آگ سے ایسا شعلہ زن کیا کہ سبکی

نہاں تھا اور ان فوجوں کے تحت میں ہو اور اہل فرنگ متصرف ہیں اور تواریخ میں تحریر ہوا کہ حضرت ختمی پناہ کے عہد رسالت میں ایک بڑے بہت کا بھی نام سومنات تھا خانہ کعبہ سے اٹھا کر وہاں لائے اور وہ شہر اسکے نام پر بنا کیا لیکن براہمہ کے گھٹ متقدمین سے کہ ظہور اسلام سے کئی ہزار سال پیشتر تحریر ہوئے مستفاد ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہو اور یہ بہت کوشش کے عہد سے کہ چار ہزار سال کا عرصہ گزرا براہمہ کا معبود ہو اور بقول براہمہ کوشش نے وہاں عہدیت کی خلاصہ یہ کہ سلطان نصف رمضان میں بلوہ ملتان میں داخل ہوا چونکہ بیابان ہے آب و علف نہیں تھا حکم دیا کہ شخص چند روز کا آب و علف بار کرین اور بادشاہ خود بھی علاوہ اسکے کہ موم لشکر نے آب و علف بار کیا تھا احتیاطاً بیس ہزار شتر خواہر آب و علف سے بار کر کے ملتان سے آگے بڑھا اور اُس بیابان خوشخوار کو طے کر کے شہر اجمیر کے قلعہ میں پہونچا اور وہاں حکمران راجہ سرراہ سے ہٹ گیا تھا سپاہ سلطان حسب حکم براہمہ قتل و غارت مشغول ہوئی اور جو کہ اصل عہدیت اور وہ مہمت سومنات کا توڑنا تھا قلعہ کے لینے پر مقید نہوا مسافت کے طے میں مشغول ہوا اس بیابان میں چند قلعہ دیکھے کہ مردان خنجر گزار اور آلات و ادوات پیکار سے ملو تھے لیکن قادر و الجلال نے ایسا رعب و ہراس نہ دیا کہ وہاں کے بے حرب و ضرب شاہ کے مطیع فرمان ہو گئے اور بلا حیدو کرال متاع اُن قلعوں کا اہل بیابان سلطان کے تفویض کیا اُس کے بعد نزد الامین کہ ٹپن گجرات سے مراد ہو نزول اجال فرمایا اور اس شہر کو خالی دیکھ کر حکم دیا کہ وہاں سے بھی علف بکثرت بار کرین اہل کاران سلطانی حکم کے موافق کا یہ ہوئے اور سبیل عیلت قطع منازل و مراحل کر کے سومنات پہونچے اور دریا کے کنارہ پر ایک قلعہ سرسفلک کشیدہ دیکھا اور آب و دریا اُس کی فصیل تک پہونچا تھا اور کھانا و شراب و دیوار پر آمد ہو کر مسلمانوں کو دیکھتے تھے اور باہر ازل بلند لیتے تھے کہ ہمارا معبود سومنات تجھیں بیان لایا اور ایک بارگی تم سب کو ہلاک کرے گا اور انتقام میں تمام اصنام کے جو تم نے ہندوستان میں توڑے ہیں تمہارے بھی ہمت و پائشکستہ کر کے مارے گا شہر و توہن و گرجن جہاں پر ضرور بافت از سر پختہ خورشید نور و غازیان اسلام کا لشکر دیا سے سپہر اختشام کے حکم سے زیر قلعہ جا کر جنگ میں مصروف ہو ۱۱ اور داد جو آمد دی کی دی جب ہنود نے جلالت اور شجاعت انکی مشاہد کی لاچار تیر اندازوں کے خوف سے قلعہ کی دیوار پر سے اترے اور تہذیب میں کہ انکار راستہ قلعہ کے اندر سے تھا جا کر سومنات سے طالب امداد ہوئے مسلمان فرصت و وقت پا کر بیڑ و عیان قلعہ کی دیوار پر گنگا چڑھ گئے اور شجاعت سے قلعہ کی تعمیر کا بلند کیا ہوئے دوبارہ اتفاق کر کے جنگ آغاز کی اور اُس روز جب سے بادشاہ خورشید اس حصار فیروزہ فام پر چڑھا یا تھا اور جب تک عروس چڑھ کر گھب نے شبستان آسمان پر جلوہ گری کی دونوں طرف سے تنور جنگ گرم رہا جب طلسمت میل رویت ہوا شام سے منع ہوئی حصار اسلام نے مراجعت کی دوسرے روز فوج اسلام مکمل ہو کر متوک قتال میں کمال اطمینان حملہ آور ہوئی اور لوک سنان اور پیکان جافستان کی زد سے ہنود کو دیوار بارہ سے آوارہ کیا اور بطریق درگدشتہ زینہ رکھ کر اطراف و جواب سے قلعہ پر هجوم لائے بیان را بیان سومنات کی جنگ کا ہنود عہد و سپاہ اسلام سے بہت باہوس ہوئے اور فوج فوج سومنات کو نفل میں لیکر گریان اور یرایج و دواع اور اور گیار مار مار کا شور کر کے بشت تمام جنگ میں گھسن پڑے لیکن جب قدر جہد کرتے تھے قتل ہوتے تھے تیسرے روز افواج ہند جو قلعہ بت خانہ کے اطراف و جواب میں تھے وہ ہر طرف سے بقدر لگائی اور جنگ پر آمادہ ہو کر صفیں آراستہ کین اور سلطان محمود ایک جماعت کو محاصرہ قلعہ کی واسطے مقرر کر کے اس عیلت کے مداخلہ کیواسطے مشغول ہوا پھر فریقین نے جہد و لاکلام سے میدان نرم کر کین و غضب کی آگ سے ایسا شعلہ زن کیا کہ سبکی

گرمی کی مدت سے آتش کنارہ ڈھونڈھتی تھی اور شعلہ اسے جو اکاد دل مرقوم کلزار کے حال آ رہا تھا اور اسے
 اور ابشلم کے پے در پے پہنچنے سے یہ تو ہم جوتا تھا کہ ایک نصف لشکر اسلام میں ظاہر ہو سلطان محمود نے مضطرب ہو کر گو
 میں جا کر فتح ابوالحسن خرقانی کا خرقہ ہاتھ میں لیا اور منھ نیاز کا خاک پر رکھ کر از روئے اخل اس فتح و ظفر درگاہ یزدی سے سہلست
 کی بھراچی فتح میں آیا اور ایک بارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوا عون ربانی سے لشکر کفر میں ہزیمت پڑی اور سلطان منظور اور
 منصور ہوا جب پانچ ہزار مرد مشرکوں کے مقتول ہوئے عجب ہراس اہل قلعہ پر غالب ہوا اور جنگ سے دہشت ہوئے
 اور بقیۃ السیف یعنی سومنات کے برہمن اور ضد شکار کو وہ تھینا چار ہزار تھے دریا سے عمان کی طرف متوجہ ہو کر کشتیوں پر سوار
 ہوئے اور ہر انداز کے جزیرہ کا ارادہ کیا سلطان نے پیشتر اس کی فکر کر لی تھی اور چند کشتی پر ہزاروں کو سوار کر کے سدا
 انکا کیا تھا مجرود نمود ہونے کشتیاں گفار کے ننگ طوفان کی طرح حملہ کیا اور جا بیکدستی سے اکثر مشرکوں کو انھوں نے
 سیل فنا میں غرق کیا پھر سلطان محمود باطنیان تمام مع اپنی اولاد و اعیان درگاہ قلعہ میں داخل ہوا اور وہاں کے تمام عمارات
 کی سیر کی اور پھر قلعہ سے تنجائے میں آیا ایک جگہ نہایت عربین اور طویل دیکھی چنانچہ چھپن ستون صبح پر اسکی چھت دکھی تھی
 اور سومنات ایک بت تھا سنگ سے تراشا ہوا اور کسا طول پانچ گز تھا دو گز زمین میں پوشیدہ اور تین گز ظاہر تھا جیسے
 سلطان کی نظر اس بت پر پڑی جذبہ میں آنکر ایک گز کو اسکے ہاتھ میں تھا اس زور سے اس کے تھہر پڑا کہ چہرہ بنا ہوا اسکا بگڑ گیا
 نوکر سومنات کے توڑنے کا اسکے بعد حکم دیا کہ وہ قلعہ پتھر کے سین سے قطع کر کے غزنین میں لینگے اور مسجد جامع کے آستانہ
 کے نیچے اور کوشک سلطنت کی چوکھٹ کے نیچے ڈلاوے چنانچہ آج کے دن تک کہ چھ سو برس سے کچھ زیادہ گزرے ہیں وہ سنگ غزنین
 میں آتا وہاں اور لوگ دیکھتے ہیں اور وہ قلعہ سومنات سے جدا کر کے مدینہ اور مکہ میں بھیجے تو شائع عام میں آئے جاوے اور خبر بھی
 صحیح اور درست ہو کہ جب سلطان نے سومنات توڑنے کا ارادہ کیا براہر کی ایک جماعت نے مقرران درگاہ کے ذریعہ سے عرض کیا کہ
 اگر بادشاہ اس بت کو نہ توڑے اور اسے سالم چھوڑ دے تو ہم اس کے برابر سونا خزانہ عمارتیں اعلیٰ کریں اور کان و لٹے یہ بات مع سلطان
 میں پہنچائی کہ اس بت کے توڑنے سے بت پرستی کی رسم اس ملک سے بجادگی اور اسکے توڑنے سے کچھ نفع بھی متصور نہیں اگر آپ قلعہ
 میانہ کفار سے لیکر مستحقین اور مسلمانوں کو تقسیم کریں ان سب مظلوم ہوتا ہو سلطان نے ارشاد کیا کہ قول تمہارا مسلمانوں کے
 حق میں کچھ مصلحت ہو لیکن اگر یہ کام کرو گنا خلافت مجھے اہل آباد تک محدودیت فروش کیگی اور اگر توڑتا ہوں محمود بت شکن
 شہور ہو گا بہتر یہ ہو کہ دینا اور آخرت میں مجھے محمود بت شکن کہیں نہ محمود بت فروش خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھیے کہ اسکے
 حسن اعتقاد کا نتیجہ اس وقت حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ جس وقت سومنات کو توڑا اسکے پیٹ میں سے کہ خوف کیا تھا اس قدر سونا و
 جواہر نیکسیر لالی شاہ ہوا ربر آمد ہوئے کہ قیمت اسی کی سوچے زیادہ برہمنوں کے پیشکش سے تھی اور حبیب السیر میں مسطور ہو کہ
 سومنات اور بابائے ابرخ کے اتفاق میں ایک بت کا نام ہو کہ ہنود اسے اعظم اہنام جانتے ہیں لیکن شیخ فرید الدین عطار کے قول سے
 خلاف اس بات کے مستفاد ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہو بت لشکر محمود اندر سومنات یا فتنہ آن بت کہ نیش بود نات و اور اس
 ہمیشہ سے واضح ہوتا ہے کہ سومنات تاجا کا ہو اور نام اس بت کا جو برہمن نصب تھا نام اسے اور لکھنے والا ان اور اق کا مرقوم عام
 تحقیق کرتا ہے کہ جو کچھ مورخین سلف رحمہم اس نے بیان فرمایا ہو مقرون بصواب ہو اور جو کچھ شیخ فرید الدین عطار نے ارشاد
 کیا ہے وہ بھی مخالفت ساتھ اس کے نہیں رکھتا ہو کس واسطے کہ یہ لفظ مرلب ہو سوم اور نات سے اور سوم ایک
 بادشاہ کا نام جس نے بت کو بنایا اور نات اس بت کا نام رکھا پس دونوں لفظ کثرت استعمال سے مانسہر لکھا گیا ایک ہوئے

اور شہر و چکر علم اس بت بلکہ اس تہجد اور علم اس شہر کا بھی ہوئے میں پس اگر سومات کو نام اس بت کا بیان کیا
 نات کو تنہا اس بت کا نام نہیں دونوں درست ہیں اور اصل معنی نات کے زبان ہندی میں بزرگ ہر اور لفظ جیگانہ
 کہ جو ہندی لغت میں قتل ہوتا ہے اس قسم سے ہر کسو اسطے کہ جبکہ معنی خلاق اور نات معنی صاحب خلاق ہو اور
 بالفعل اکثر محاورات میں بطریق علم استعمال کرتے ہیں اور معنی لغوی ملحوظ نہیں ہر اور تہجد سومات میں جبکہ نات کو خلیفہ
 یعنی جائز گن یا دن کو کسوف یعنی سوچ گن واقع ہوتا تھا دو تین لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہوتے تھے اور دور دراز ممالک سے
 تہذیب اس جگہ لاتے تھے اور جمیع قریات جو حکام ہندوستان نے سومات پر وقت کیے تھے قریب دو ہزار کے ہوتے
 تھے اور ہمیشہ دو ہزار برہمن سومات کی پرستش کرتے تھے اور شب کو سومات کو گنگا کے تازہ پانی سے غسل دیتے تھے
 اور صفت اسکے کو سومات اور ہر گنگ میں مسافت چھ سو کوس سے زیادہ ہوگی اور ایک ہفتہ پلائے خالص و سون کی کرکھڑاں
 خواہ گھنٹے اسکے اطراف میں آویزان تھے ایک گشت کنید سے تعبیر کی تھی اور ساعت میں پر سے حرکت تھے تاکہ اسکی صدا سے ہر
 کو عبادت کا وقت معلوم ہوئے اور پانچ سو ناچنے لگانے والی عورتیں اور تین سو مرد ساندہ اس تہجد میں ملازم رہتے تھے اور انکا
 محتاج جاگیر و وقف کے حاصلات اور چڑھاوے سے مہیا ہوتا تھا اور اسطے سے تین سو آدمی زائون یعنی تیرھ کروڑ نو لاکھ موے
 سر تراشی اور پیش تراشی کیواسطے معین تھے اور اکثر ہندوستان کے راجہ اپنی بیٹیاں سومات کی نذر خدمت کر کے اس تہجد میں بھیجتے
 تھے القصد سفدر جو اہر فیصلہ و نقد و افرد اصل تہجد سے خزانہ سلطانی میں داخل ہوا کہ عشر عشر سکائی بادشاہ ہندستان
 کے خزانہ میں تھا اور تاریخ زمین الماثر میں مسطور ہے کہ اس تہجد میں جس مقام میں سومات تھا دراصل اندھیر تھا اور
 اس مکان کی روشنی ان جو اہر کی شمع سے تھی جو مذیلون میں اس تہجد کے نصب تھے اور سومات کے خزانہ سے سفدر
 چھوٹے بڑے بت سونے اور چاندی کے دستیاب تھے جبکہ شاعر نے کہا جیسا کہ حکیم سنائی فرماتا ہے نظم کو یہ سومات چون افلاک
 شد ز محمود و از محمد پاک پادین رکبہ تیان بر و ن انداخت بہ دین زکین سومات را پر داخت القصد جب سلطان محمود
 سومات کی ہم سے فارغ ہوا راجہ پریم دیو کی گوشالی پر جو ہر واد کاراجہ عظیم الشان تھا عثمان عزیمت مسطوف فرمائی
 کواسطے کہ پریم دیو نے اسوقت کہ محمود عاقبت محمود قلعہ اور تہجد کے محاصرہ میں مشغول تھا جسارت کر کے
 سومات کی مدد کو لشکر بھیجا تھا اور لشکر اسلام کے غازی قریب دو تین ہزار اسکی سپاہ کے سرکردہ میں شہادت چکر
 رہندہ رضوان میں سدھارے تھے اور فتحیابی سلطان اوشکستہ جو نے سومات کے بعد راجہ پریم دیو ملکہ ہر واد سے
 جو مملکت گجرات کا پائے تخت تھا بھاگ کر قلعہ کھنڈ بہرین تحصیل ہوا تھا اور سومات سے اس قلعہ تک کہ خشکی کا رہتہ چالیس فرسخ
 ہو اور سلطان جب بدولت و سعادت اس قلعہ کے حصار میں پہونچا دیکھا کہ اکبر نے یہاں بہت عمیق اور عظیم الشان قلعہ کے دور کو احاطہ
 کیے ہو اور ظاہر کسی طرف محل عبور نہیں ہر اور دوے ظفر قرین کے غوطہ خوردن نے سلطان کے فرمانے سے ہر چند غوطہ لگا کر
 تہذیب بہرین عبور کا موقع ملا تھو نہ آیا یہاں تک کہ وہاں کے غوامیدین کی جماعت باغی آئی انھوں نے متفق ہو کر عرض کی کہ فلاں
 مقام سے عبور ممکن ہو لیکن عبور کی وقت اگر باقی اسکا توج میں آوے سب ہلاک ہو گئے سلطان محمود نے قرآن شریف
 سے استخارہ کے بعد عنایت ایزدی پر توکل کر کے مع امراء و سپاہ کے گھوڑے پانی میں ڈالے اور حضرت لوح علیہ
 السلام کے مانند آئینہ ہر ایہ بسم اسد مجربا و مرہا ان ربی انھوہریم پڑھتا ہوا اصل مراد کو پہونچا اور قلعہ کی تسخیر پر آمادہ
 ہوا پریم دیو نے اپنے نفس کی سلامتی سب کو پر ہتر اور تہجد کے نکال ناموس گذر کر یکبارہ جبریدہ مجبورون کے لباس میں تلوے سے بھاگ کر

۲۰
 تاریخ فرشتہ اردو
 جلد اول
 صفحہ ۵۱
 تاریخ فرشتہ اردو
 جلد اول
 صفحہ ۵۱

ہندو اہل کی حکومت ساتھ اسکے رجوع کی اور اسنے باج اور خراج اپنے ذمہ لازم کر کے عرض کی کہ فلان و اشلیم میرے
 اہتمام سے ہوا اور میرے ساتھ مقام عداوت میں رہتا ہو جب سلطان کے جانے سے خبر پاوے گا بیشک بیان فوج لا کر متور
 و غا گرم کرے گا اور جو کچھ اب تک عداوت اور شکن حاصل نہیں ہو میں مغلوب ہو گا اگر سلطان میرے حال پر نظر عنایت مند دل
 فرما کر اسکا شر مجھے دفع کرے ہر سال میں کابلستان کے خراج سے دو چاند خزانہ عامہ میں اہل سرور کا سلطان نے فرمایا
 دو برس کا عرصہ ہو کہ ہم بہ بنیت جہاد غزنین سے برآمد ہوئے ہیں اگر دو سال پر اور چھ مہینے کی مدت گزریگی تو خیر ہر حال
 ہم اسکی مصروفیت فراوانی کے یہ کہہ کر و اشلیم کی ولایت پر فوج کش ہو اور چند عرصہ میں اسے خوار و مفتوح کیا اور اس اشلیم کو زندہ
 سیر کر کے و اشلیم متاعن کے سپرد کیا اسنے عرض کی کہ ہمارے طریق میں بادشاہ قتل جاوے نہیں ہو بلکہ اسے پادشہ پروردہ جبروت
 ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر قدرت پاوے اپنے تخت کے نیچے ایک مکان تنگ و تاریک تعمیر کرانے اور دشمن کو اس میں
 جھبوس کرے اور ایک سوراخ آسمین چھوڑے اور اسی منفذ سے آج طعام اُسے پہنچاوے موت تک کہ مدت حیات اُن
 دونوں حاکم غالب اور مغلوب کی انجام کو پہنچے اور جو زمین اتنا تک لمبی ایک جگہ محفوظ ہو جو زمین رکھتا بلکہ مجھے سہدرہ مطاعت
 نہیں ہو کہ اپنے دشمن کو اُس طریق سے نگاہ رکھوں اور ممکن ہو کہ جب سلطان اس حدود سے نہفت فرماوے اُسکے ہوا و
 اور جان نثار خروج کر کے اُسے میرے دست قبضہ سے چھین لیں امیدار ہوں کہ ملازم درگاہ اُسے اپنے ہمراہ دارالملک
 غزنین میں لے جاوے جب تک کہ یہ گونہ نہ رہی کھنت ظاہر اور باہر ہوگی ہر وقت اپنی بارگاہ سلطانی میں بھیجا اسکی درخواست کر دے گا اہل بیان
 سرکار میری استدعا پذیرا کر کے ارسال رکھیں سلطان محمود نے یہ التماس بھی قبول اور منظور فرمائی اور دو برس اور چھ مہینے کے بعد
 مراجعت کا نشان غزنین کی طرف بلند کیا اور جو پریم دیوا اور راجہ اجمیر وغیرہم نے ایک لشکر عظیم فراسم کر کے سلطان محمود کے
 سر راہ تعین کیا تھا اور سلطان نے جنگ و جدال میں مصیبت نہ دیکھی سند کے راستہ سے ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس
 راستہ میں بعض مقامات میں بے علفی سے اور بعض محال میں آب کی نایابی سے محنت تمام سختی اترنے فواج سلطان کے
 حال پر راہ پائی اور نہایت مشقت سے قطع مسافت کر کے شہر چار سو سترہ ہجری میں غزنین میں پہنچا کتے ہیں جب وقت کہ
 سلطان بیابان سند کی راہ سے ملتان جاتا تھا فرمایا کہ ایک رہبر پیدا کرو ایک ہندو پروردہ قبول کر کے مسلمانوں کا راہبر ہوا
 اور ایسے راستہ سے لگیا کہ اس باویہ میں آب نہ لایا تھا جب ایک شبانہ روز چلے اور پانی کا کین نشان نہ ملا شکی کے قلبہ
 سے عجیب حالت اُردو پر ظاہر اور قیامت کے آثار نمودار ہوئے جب سلطان نے ہندوویل سے پیش حال کی جوابے یا کہ میں
 سومات کے فدائیوں میں سے ہوں اور تجھے اور تیرے لشکر کو اس واسطے اس بیابان میں لایا ہوں کہ ہلاک کروں سلطان
 یہ کلام خصوصت القیام اسکا سننے ہی غضب میں آیا اور تیغ سیاست سے اُسے ہلاک کیا اور اسی شب لشکر گاہ سے
 برآمد ہو کر صحرا میں گیا اور روئے نیاز زمین عجز پر رکھ کر حضرت ذوالکھلال سے تیغ صریح و زاری اس طلب سے نجات طلب کی اور
 جب ایک پہر رات سے گزرا قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے یعنی شمال کی طرف سے ایک روشنی نمایان ہوئی لشکر حکم کے موافق اس
 مقام سے کوچ کر کے اس روشنی کے پیچھے روانہ ہوا اور صبح کیوقت ایک چشمہ کے کنارہ پہنچا اور بادشاہ کے خلاص کی برکت
 سے اچھے چوڑے ملک سے نجات پائی و اشلیم متاعن نے سومات کی حکومت پر استقلال پایا اور چند سال کے بعد اچھے باخلفہ و پڑیا
 بسا را و رمع جو اہل و رضان میں مینا سلطان کے پاس بھیجا اور اپنے دشمن کو طلب کیا سلطان عروت کے پیچھے اسکی واپسی
 میں متردد ہو لیکن جو ارکان دولت و اشلیم متاعن سے ملے تھے عرض گزار ہوئے کہ گاہ فرار شکر برہم مکرنا چاہیے اور خلافت

مکرتا جو کچھ سلطان نے قبول فرمایا لائق بنین ہو مگر حال اس جو انکو دہلی تسلیم متراض کے المچون کے پڑ گیا اور جب ان لوگوں نے اسے سونات کی حدود میں پہنچایا دہلی تسلیم متراض کے حکم سے زندان محدود یعنی وہ مجلس کو جسین سے قیدی رہا مگر آہستہ کیا اور بسبب اس قاعدہ کے کہ انکے درمیان مشہور اور معروف ہو دہلی تسلیم متراض خود اس جوان کے استقبال کو شہر سے برآمد ہو تو طشت اور آفتاب خاصہ اپنا اس کے سر پر رکھ کر اپنے چہرہ رکاب دوڑا و سے اور اس قید خانہ میں پہنچا دے لیکن دہلی تسلیم متراض اثنائے راہ میں تھکاڑ میں مشغول ہوا اور اس قدر ہر طرف دوڑا گا کتاب کی حرارت نے اس پر غلبہ کیا اور اس نے ایک درخت کے سایہ میں استراحت فرمائی اور ایکے وال سرخ اپنے منہ پر کھینچا اسی وقت تقدیر الہی سے جانور کا رسی سخت جنگل نے رومال رنگین کو گوشت خیال کر کے ہوا سے آتے ہی ایسا جنگل اس کے مال پر باراکا اثر ناخن کا دہلی تسلیم متراض کی آنکھ میں ہو گیا اور چشم زدن میں اندھا ہو گیا اور جو کہ اس عہد میں عیاں ہندو حیوان کی اطاعت نہ کرتے تھے سب حیوان کے درمیان شور مچا ہوا اور اس مابین میں دہلی تسلیم متراض دوسرا پہنچا اور اس کے سوا دوسرا سلطنت کا استحقاق نہ رکھتا تھا سمجھوں نے اسکی سلطنت پر اتفاق کیا اور وہی طشت اور آفتاب دہلی تسلیم متراض کے سر پر رکھ کر زندان محدود تک دوڑاتے لیگئے اور دہلی تسلیم ثانی کو بڑے ترک و شہمت تحت پر بٹھا کر نذرین دین تو پختا فون میں سلامی کی شکبہ برنی پھر نہایت تجل و شان سے آستانہ سلطنت کا شانہ دولت میں داخل کیا تمام قلم و کا نقد جس اسکے تصرف میں آیا گو و سکھ پر نام جاری ہوا منادی نے ندا کی دوہائی پھر گئی میر سوز کا قول صادق آیا بیت بل میں چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین ہو کچھ اچھٹا نہیں اسکا کھڑا قادر ہو چہ بجان اکل خان قدرت عجیب و غریب میں نہ اہما و سلطنت و حکومت پر نہ قیام غربت و عسرت پر طرفہ العین نبی بکھارنے میں دہلی تسلیم متراض نے حبس کیا کہ اس جوان کے بارہ میں اندیشہ کیا تھا خود دشمن گرفتار ہو مضمون من حفر بیر لائیمہ فقہ وقع فیہ ظہور میں آیا اور اپنے کام میں متعجب ہو کر بجائے ہشک خون اپنی آنکھ سے گرتا تھا اور اپنے حسب حال مضمون ہمنقال کو زبان پر لاتا تھا قرۃ چشم دل بدن خاکیم در آتش و آب ست بہ بخشیم بدیل رحم کن کہ حال خراب ست و سچ ہو بقول مرزا رفیع عجیب نادان ہیں جن کو ہر عجب تاج سلطانی و فلک بال ہا کو دم میں سوچنے پر گس رانی و اروت سیحون ایک کو تخت شاهی سے ہٹا کر دوسرے کو شکم باہی میں نگاہ رکھتی ہو اور جامع الحکایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ سلطان محمود نے اس لایت کے تختان میں سے ایک شکبہ میں ایک بت ہو میں معلق البتادہ دیکھا اور اس کے قدم کسی چیز پر قائم نہ تھے سلطان چیرا میں آیا اور اسکا بھید اس عصر کے حکما سے ہتھسار کیا سب نے عرض کی کہ اس تختانوں کی نزام چھپت اور دیوار میں سنگ سقنا طیس سے ہیں اور وہ بت آہن ہو اور قوت جاذبہ اطراف و جوارب اس بت کے نسبت حکم تساوی رکھتی ہو لاہور بت در میان البتادہ ہو کہ کسی طرقت مال نہیں ہو جب سلطان کے حکم سے ایک دیوار زمین سے منہدم ہوئی وہ بت اونچ ہو اسے سرنگون زمین پر آیا و کہ صد و زنامہ خلیفہ مشتمل پر آفتاب اس سال جو سلطان نے سونات کے سفر سے معاودت کی خلیفۃ القادر بامد عباسی نے القاب نامہ سلطان محمود کو تحریر کر کے نشان خراسان اور ہندوستان اور خیبر و زاور خوارزم کا بھیجا اور اس کے فرزندوں اور بھائیوں کے القاب میں میں مندرج کر کے سلطان کو کھفا الدولہ و الاسلام اور امیر مسعود کو شہاب الدولہ جمال الملتیہ اور امیر محمد کو جلال الدولہ و جمال الملتیہ اور امیر یوسف کو عضد الدولہ و مؤید الملتیہ ملقب کر کے تحریر کیا کہ توجیس و لیحد کر گیا ہم بھی اسے قبول کرینگے اور یہ نامہ سلطان کو پہنچا دیا اور یہی سال سلطان نے ان حبش قوموں کی گوشالی کا آہنگ کیا تھا جسکی لہجہ جو دی کے بچہ دریا کے کنارے واقع ہوئی تھی

اور ان مقہوروں نے سومات سے مراجعت کی وقت فوج سلطانی نے فوج افراسیاب کے اہل ہندوستان کے آواز پر پناہ تھے لشکر
عظیم ملتان کی طرف کھینچا اور وہاں پہونچ کر ایکڑ چار سو تھی تیار کروائیں اور ہر ایک کشتی میں لوہے کی تین شاخیں لگا کر کمال
قوت اور تیزی کے ساتھ مضبوط جڑیں اکٹری کشتی کی پیشانی پر اور دو اسکے دونوں پہلو پر نصب کیں اور اسکے لگانے سے
یہ غرض تھی کہ جو چیز ان شاخوں کے مقابل آتی ریزہ ریزہ شکست ہوئی اور یہ تمام کشتیاں پانی میں ڈالیں اور ہر ایک کشتی میں بیس
فقر مسلح با تیر و کمان و تار و روہ لٹھا بٹھلائے اور جہتوں کے اخراج کی واسطے متوجہ ہوئے اور جہتوں نے خبردار ہو کر اپنے اہل عیال و جزیروں
میں بھج دیے اور خود جہتوں کے مقابل پر آگاہ ہوئے چار ہزار کشتی اور ایک دہائی دہائی دریا میں ڈالیں اور ہر ایک کشتی میں ایک
جہت مسلح سوار کے مقابلہ اور مقابلہ کو دوڑائی جب طرفین کا سامنا ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی اور کشتی سلطان محمود کی کشتی
کے مقابل آتی تھی کشتی کی شاخ سے ٹکرا کر شکستہ اور غرق ہوئی تھی یہاں تک کہ تمام جہت غرق ہوئے اور باقی علف تیغ ہلاک
ہوئے اور سلطان کے لشکر نے ان کے عیال کے سرچھا کر سب کو اسیر اور ونگیر کیا سلطان نے نظروں سے گزرے جو غزنین میں معاشقہ
فرمائی اور شاخ چار سو اٹھارہ ہجری میں سلطان محمود نے امیر طوس ابو الحارث اسلمان کو ساتھ اپنی ورو دنا کے نامزد کیا تو فرمایا کہ ان
سلجوقی کو کہ آب امویہ سے عبور کر کے اس حدود میں فساد کرتے تھے جاتے ہی ہتھیار کر کے امیر طوس نے جنگاے عظیم اور
محرکہ ہائے شدید کے بعد عرضداشت کی کہ جب تک سلطان اپنی ذات خالص سے ہر طرف رونق افروز نہ ہوگا تو تکلیف نساو کا
تدارک ممکن نہیں ہے سلطان نے بنفس نفیس خود توجہ فرمائی اور ان کی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور جو ٹکڑے اس کے
ملک عراق پر دستوں لی ہوئے اور وہ ملک آل بوریہ کے تصرف سے برآوردہ کیا تھا ہر ٹکڑہ ہائے زمین لگے اور خزانے
اور دھنیں رے کے کوہیلم کے حکام نے سالہاے دراز میں جمع کیے تھے بے مشقت اور محنت انھیں دستیاب ہوئے اور باطل
مذہبوں اور قرامطہ سے وہاں بہت تھے جس شخص پر غرضبگ اختلاف ثابت ہوا گردن ماری پھر سلطان نے رے اور صہبان
کی ولایت امیر مسعود کو رزائی فرمائی اور خود غزنین کی طرف رجوع فرمائی اور تھوڑے عرصہ میں سلطان کو مرض سولہ یقینہ پائل کا بہم
پہونچا ہر روز وہ مرض قوت پکڑتا تھا اور سلطان اپنے ملک سے خلافت کی نظر میں توجہ کھائی دیتا تھا اور اس حال سے بلوغ گیا اور
جب بارہا آئی غزنین کی طرف روانہ ہوا اور وہ مرض توجہ ہو غزنین میں آگئی مرض سے بخشنہ کے دن تیسویں ربیع الثانی
۵۳۱ھ چار سو گیس میں لاکھ حسرت اور آرزو میں اس کہ نہ چہرے ترشہ برس کے سن میں فوت ہوا مدت اس کی سلطنت کی بیس برس
تھی اس کا جنازہ رات کو کھڑے ہوتا تھا اٹھا کر قصر فیروز غزنین میں مدفون کیا اور سلطان محمود ایک مدعیانہ قدر و خوش انجام اور
چمک رو تھا اور وہ پہلا بادشاہ ہر سلطان کی لفظ اپنے اوپر اطلاق کی اور یہ خبر صحیح ہے کہ سلطان محمود نے اپنی وفات سے
دو روز پیشتر حکم دیا تو خداد کی قبیلہ ان اشرفی اور روپیوں اور انواع جو انھیں اور اصناف لقاؤں کا اپنی مدد و حمایت
میں جمع کیا تھا اپنے محل سرا کے صحن میں حاضر کر کے مکان کو رنگ گلستان اوم کیا اور سلطان محمود اسے چشم حسرت دیکھتا تھا
اور ہائے ہائے کے نوحہ مار کر دیا اور ایک ساعت کے بعد پھر خزانہ میں داپس بھیجا اور ایسے وقت میں کہ پہانہ عمر آٹھ
سے برتر ہو چکا تھا اور نہنگی سے یاس عقی اس میں سے کسی کو مستفیض اور بہرہ مند نہ کیا اور ایسی ہی وجہ تھی خلافت اس
شاہ والا نزا کو ساتھ بخل کے نسبت دیتی ہی پھر وہ سرے روز سلطان محمد میں سوار ہو کر میدان کی سیر کو گیا اور اپنے
حکم سے تمام مالیک خاصہ اسیان تازی و استران بردھی و فیلان کو وہ شکوہ و شتران توی پیکل اور سو اسے اسکے سلطان کی نظر
ثانی گھبراہٹ سے لیکھتے انھیں بھی مشاہدہ کرتے مقابل ہوا اور نوکر کے انھیں رکر دیا اور گریہ کنان اپنے فقر کی طرف و دہن

اور ابو الحسن علی بن حسن میندی سے منقول ہے کہ ایک روز سلطان محمود نے ابو طاہر سامانی سے پوچھا کہ آل سامان نے جو چیزیں سے کس قدر جمع کیا تھا جواب دیا کہ امیر نوح سامانی کے عہد میں یہ رطل جو ہر نفیسہ نے میں تھا سلطان محمود نے منہ خاک پر رکھ کر فرمایا الحمد للہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے میرے تئیں جو ہر نفیسہ صبر و رطل سے زیادہ ارزانی رکھا اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان کے آخر عمر میں یہ خبر پہنچی کہ فیثا پور میں ایک مرد نہایت مالدار ہے سلطان نے اسکے ہزار کا حکم صادر فرمایا جب حضور حاضر ہوا سلطان نے اس سے خطاب کیا کہ اس شخص میں نے سنا ہے کہ تو ملاحدہ اور قراہٹہ سے ہر جس کو دے جو اپنے باپ کو شہادۃ یا انصاف دے گا تو میری طرف سے غلام میں عیب یہ ہے کہ مال کثرت سے رکھتا ہے جو کچھ ہر جیسے سرکار نے اوندھے ہڈ نام کر کے سلطان محمود نے تمام مال اس سے لیکر اور ایک نشانی اس کے حسن حقیقت کے بارہ میں تحریر کر کے اسکے سپرد کی اور طبقات ناصری سے معلوم اور معلوم ہوا کہ سلطان محمود حدیث العلماء و رشتہ الانبیاء کے بارہ میں متروک تھا اور قیامت کے ہوتے اور ناصر الدین سیستانی کے منتسب ہونے میں ایک شک رکھتا تھا ایک شب کو خلوت میں کسی مقام سے آٹھا اور فراموش شدگان طوائف میں شمع روشن کیے ہوئے آگے جاتا تھا اور ایک طالب علم مدرسہ میں اپنا سبق یاد کرتا تھا اور تاریکی کے سبب جب محتاج مطالعہ عیادت کتاب ہوتا تھا چراغ بقال کی روشنی میں جاتا تھا سلطان کا دل اس طالب علم کی ناداری پر کھٹکا وہ شہیدان اہل کو مرحمت فرمایا اور اسی شب حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اسے فرماتے ہیں یا ابن ہاشم اللہ ین سبک تلکین اگرک اللہ فی الدنیا میں کما اعززت و رتبتی اس حدیث سے تینوں مشکلیں سبکی حل ہوئیں کہتے ہیں کہ سلطان کے فوت سے دوسرے سال غزنین میں ایک سل عظیم واقع ہوئی اس کے سبب اس شہر کی بہت عمارات خراب و برباد اور خلافت ہیشمار ہلاک ہوئی اور جو بندہ عروین لکھتے حدفارتے اپنے عہد سلطنت میں ماندھا تھا اس سل سے ہندو خراب ہوا کوشان اس کا ظاہر نہ ہوا اور اہل بصیرت اس واقعہ کو وقوع اس شاہ عادل کے آثار قوت سے جانتے تھے کہ اسطے کہ اس بادشاہ میں عدل اس مرتبہ تھا کہ ایک روز ایک شخص فریادی آیا اور سلطان محمود نے اس سے ملتفت ہو کر احوال پوچھا اس نے عرض کی کہ شہر میری ایسی نہیں کہ سردار مجلس میں عرض کروں سلطان نے اسے سے تخلیہ میں طلب کر کے ہتھکڑیاں لگا کر فرمایا اس نے عرض کی کہ بادشاہ کا بھانجا ایک مدت مدید سے میرے گھر میں آتا ہوا اور مجھے ضرب ہائے نازیبا سے مکان سے نکالتا ہے اور میری کھجور کے ساتھ صبح تک رہتا ہے اور میں نے اس مدت میں تمام عیال دولت سے استغاثہ کیا لیکن کسی کو یہ حوصلہ اور یا نہیں کہ جو عرض اقدس میں ہو بچاؤے کس واسطے کہ سب اسکا ملاحظہ کرتے ہیں اور کسی کو ہندو حق سبحانہ تعالیٰ کا ہرسل و ترس نہیں کہ فقیر عاجز کی خاطر ناکام ملاحظہ کر کے دادرسی کا درپے ہو جب میں سب سے ناہید اور مایوس ہوا آپ کی درگاہ میں رجوع کر کے فرصت کا منتظر تھا آج یہ دولت میری ہوئی حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے بادشاہ کیا احوال رہا یا اور زیر دستوں کا مجھے چھوٹا اگر فریاد کو پہنچے گا فہو المراد والا صبر کرو گا تو منتقم حقیقی اپنے عدل و قدر سے تمام مجھ عاجز کا ظالموں سے لیوے سلطان محمود یہ کلام صداقت انجام سنکر متاثر ہوا اور اسکا گھر شک نکھون میں بھر لایا اور چہرہ دل سے فرمایا کہ سکین تو کس واسطے اسے پیشتر میرے پاس آتا اسے عرض کی کہ اس شاہ عدالت پناہ ایک مدت سے میں ہر روز انتظار رکھتا تھا آج ہزار شقت دربانو اور جو بدامی نظر بجا کر حضور کی خدمت میں پہنچا اور میں تو ہم ایسے فقیروں کی کیا مجال کہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال اپنا کر سکین سلطان محمود نے کہا کہ اب جو تو نے اپنی سرگذشت مجھے سنائی دوسرے کو اس میں مزے افت نکرنی چاہی کہ یہی نہ کہنا کہ میں نے احوال پناہ بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا جواب چہ مکان میں جا کر مطمئن بیٹھ اور جبروت و ظالم اپنی عادت کے موافق آوے اور مجھے

کھالے فوراً میرے پاس آنکر مجھے خبردار کرنا اُسے گذارش کی کہ اس سلطان مجھے پھر ایسا وقت کمان میں ہوگا کہ یہ ذمہ بھاری
 پھر اپنے تئیں بارگاہ عرش اشتباہ میں پونجا کر دیدار غائر الاوار سے مشرف ہو سلطان نے دہ بانو کو طلب کے اُس کو کھینچ لایا
 اور یہ حکم قطعی دیا کہ جس وقت یہ آوے خبردار مانع نہ ہونا بلا توقف جہاں میں ہوں اُنے دینا اور علاوہ اسکے بادشاہ نے اس مرد
 آہستہ فرمایا کہ اگر ایسا وقت ہو کہ یہ یعنی دربان وغیرہ تجھے کہیں کہ بادشاہ ہنتر حرت میں ہر یا دوسرا ہما نہ کر کے رکھیں تو فلاں
 مقام سے آنکر آہستہ آواز دینا کہ اپنے مقصد کو پونجا کر عرض دے تم میں ہو کر اپنے مکان پر گیا اور اُس شب بلکہ دوسری شب وہ
 اُس کے گھر میں گیا تیسری شب کو بادشاہ کا بھانجا آدھی رات کو عبادت مہود اُس کے مکان میں آیا اور اُسے مگر سے کال کر بغیر غت
 اپنے کام پر انجام میں مشغول ہوا وہ شخص بسبب تمام افتاد و خیزان بارگاہ سلطانی میں گیا دربانوں نے روکا اور بولے کہ اس وقت باؤں
 حرم سر میں ہو لیکر دہان گذر نہیں اور اگر دیوانہ میں رونق افروز ہوتا تو تجھے کوئی مانع نہ ہوتا چاروہ مرد اُس مقام میں کہ سلطان
 محمود نے اُس سے کہا تھا گیا اور آہستہ آواز دی کہ اس سلطان کیا کرتا ہو سلطان محمود نے فوراً جواب دیا کہ یہ فقیر صحر میں آیا گیا مگر برآمد ہو کر اُس
 شخص کے ہمراہ روانہ ہوا جب اسکے مکان میں پونجا اپنے بھانجے کو اُسکی زوجہ کے ساتھ ایک فرش پرستہ بادہ ذوم پایا اور شمع کو اُن دونوں
 کے حال زشت پر رونے و چلنے اور پرواہ کو سر دھننے دیکھا سلطان نے شمع گل کی اور بھر نکال کر اسکا سترن سے جدا کیا اسکے بعد
 فرمایا ای مرد ایک چرمہ آپ لے لیکن بسبب استیصال ملازمین نوش کر دے اُسے فوراً کوڑہ آج صبح کیا سلطان محمود اپنے فرش کر کے اُٹھا
 اور کہا اے فقیر جا اور بغیر غت تمام استراحت کو اُس مرد نے ہاتھ سلطان کے دامن میں مارا اور کہا کہ تجھے اس خدا کی سوگند ہو کہ جس نے تجھے
 دولت اور حشرت کرامت فرمائی مجھے سچ بتا کہ شمع کے بجھانے کا کیا سبب تھا اور پھر بانی طلب کرنے اور پیسے کی کیا وجہ تھی اور
 تو نے کیا کیا جو مجھے کتنا ہر جا فراغت سے خوب کہ سلطان نے فرمایا کہ مظلوم میں نے ظلم کا تجھے دفع کیا اور اب ہکا سترن
 جدا کر کے لیے جاتا ہوں اور شمع کے بجھانے کا یہ باعث تھا کہ اُسکے دیکھنے سے حملہ رجمی کی محبت مانع نہ آوے اور اپنی
 طلب کر نیکی یہ وجہ تھی کہ جس وقت تو نے حال اپنا مجھے کہا میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب تک اُس ظلم کا سترن مظلوم سے دفع
 نہ کروں آج طعان زبان پر رکھوں چنانچہ اس تین شانہ روز میں ہر وقت منتظر تھا اب جو میں نے شمس کا تجھے دفع کیا تشنگی کے
 غلبہ کے سبب کہ تین روز سے میں پیاسا تھا چرمہ آپ طرک کے نوش کیا انرض عقلاے نیکیا ندیش پر محقق اور پوشیدہ ہوگا کہ
 اگر چہ سلطان نامدار سے حکایات عدالت شعار کثرت تمام متقول ہیں لیکن ایسی حکایت نہیں کسی سے منقول نہیں ہر دو اہل علم و ادب
 العباد اور تواریخ بنا کتی میں مرقوم ہو کہ جب سلطان محمود خراسان کی طرف متوجہ ہوا چاہا کہ شیخ ابو الحسن فرقانی کی زیارت
 کروں لیکن اس راہ کے بعد یہ بھی اُسکے دلمین گذرا کہ میں نے اپنے مکان سے اُنکی زیارت کا عزیمت کیا اس سال میں سال کے
 مصالح کا آہنگ کر کے آیا ہوں لطیف اس کام کے دوستان خدا کی زیارت کرنی شرط ادب سے بعید ہر سال خراسان
 معاودت کر کے ہندوستان گیا اور وہاں سے پٹ کر غزنین آیا اور شیخ کی زیارت کا احرام باندھ کر خرقان گیا جب خرقان میں
 پہونچا کسی کو شیخ کے حضور بھیجا کہ پیغام دیا کہ سلطان آپ کی زیارت کو غزنین سے خرقان میں آیا ہے اگر آپ آجیا نقاہ سے اُسکے دیکھنے
 کو بارگاہ میں آئیں مراح ذاتی سے دور ہوگا اور ابھی کو یہ بھی فمائش کی کہ اگر شیخ اس مرتبہ انکار کرے یہ آہ کر کہہ اسکے سامنے
 پڑھنا یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اطیعوا الاعلی الامر کم رسول نے وہ پیغام کہ سلطان نے زبانی کہا تھا ادا کیا اور جب اہل
 کیا یہ آہیت پڑھی شیخ نے فرمایا تو مجھے اس تکلیف سے معذور رکھ اور محمود سے کہ کہ میں اطیعوا اللہ میں ایسا مستغرق اور دوباہرین کہ
 اطیعوا الرسول سے خیالت ایجا تا ہوں و ساتھ اول الامر کم کے مکان مشغول ہوں ابھی سلطان محمود ظاہر کیا سلطان نے یہ کلام سنتے ہی رست

کی اور اپنے مصاحبوں سے کہا اٹھو کہ یہ وہ مرد نہیں ہو کہ میں نے گمان کیا تھا پھر اپنی پیشکش باز کو پہنائی اور اس کے تیرہ کی جامہ غلامان پہنا کر خود بجائے آیا اور ایستادہ ہوا اور امتحاناً شیخ کے صومعہ کی طرف متوجہ ہوا جب صومعہ کے دروازہ سے اندر آئے اور شیخ کو سلام کیا شیخ نے جواب دیا لیکن تعظیم کیواسطے قیام نہ کیا پھر سلطان محمود کو بنظر غور دیکھا اور سایہ کی طرف کچھ التفات نہ کی محمود نے کہا اگر شیخ تو سلطان کی تعظیم و تکریم کیواسطے نہ اٹھا کیا یہ سب حال پر شیخ نے کہا تمام حال پر لیکن شیخ کا کہنا نہیں اور وہ کہتا ہے کہ کیا گیا ہے سلطان محمود بیٹھا اور کہا کھنٹے کچھ بات کیجیے فرمایا محمود کو باہر کر سلطان نے لڑائیوں کو اشارہ کیا وہ صومعہ کے باہر نکل گئیں سلطان نے کہا مجھے بایزید بے ساطمی کے اقوال سے کوئی بان سنائیے شیخ نے فرمایا بایزید نے بون کہا ہے کہ جس شخص نے مجھے کچھ ارشاد کیا وہ دین ہو سلطان محمود نے کہا پھر بغیر صلی احمد علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ بایزید سے زیادہ ہو پس ابو جہل اور ابولہب آنحضرت کے دیدار اور ان کے متغیض ہونے کے واسطے اول شقاوت سے میں شیخ نے فرمایا محمود اب نگاہ رکھ اور نصرت سنی ولایت میں کہ مصطفیٰ کو کسی نے سوائے چار یا راہ اور بعض صحابہ کے نہ دیکھا اور دلیل پیر توی خدا سے عزوجل کہ تو ترہم تیرہ دن الیکم لایمصرف سلطان محمود کو یہ بات بہت آئی اور کہا مجھے نصیحت کیجیے فرمایا چار پیر اختیار کر اول پیر گاری دوسرے نماز جماعت تیسرے سخاوت چوتھے شفقت خلق پیر پھر سلطان نے التماس دعا کی فرمایا میں نماز پنجگاتہ میں دعا کرتا ہوں اللہم اغفر للمؤمنین والمؤمنات کہایہ رعایا عام ہر خاص کیجیے فرمایا عاقبت محمود ہو جو سلطان نے ارشاد میں کا بدرہ ہو ورنہ کھا شیخ نے جکی روٹی سلطان کے روبرو رکھی اور فرمایا اسے تناول کر سلطان محمود نے اس میں سے ایک لقمہ منہ میں لکھ لیا یا اسکے حلق میں پھینکے گا شیخ نے کہا کہ یہ روٹی تیرے گلے میں پھینکتی ہو کہ یا ان شیخ نے فرمایا تیرا بدرہ زربھی اسبیلو رہا رہا حلق میں پھینکتا ہو اٹھ اٹھ اسبیلو کہ میں نے اسے طلاق دی ہو سلطان نے فرمایا مجھے کوئی اپنی نشانی یادگار عنایت فرمائیے شیخ نے اپنا پیرا من کہ مراد فرقہ سے ہو عنایت کیا سلطان محمود بہت متعجب ہوا شیخ تعظیماً ایستادہ ہو سلطان نے کہا اول آپ نے میرے آنے پر اتفاقات نہ فرمائی اور اب تعظیم کیواسطے اپنے کیوں تکلف کی شیخ نے فرمایا اول تو رعوت بادشاہی اور عزت امتحان میں آیا تھا اب تو انکسار و ریشی میں جا رہا ہو پھر سلطان چلا گیا جس وقت سموات پر ناخت کی اور جب راسلیم اور پریم دیو کی جنگ میں اسے شکست کا خوف ہو سلطان مضطرب ہو کر ایک گوشہ میں گیا اور منہ خاک پر رکھ کر اس پیرا من کو ماتھہ میں لیکر درگاہ الہی میں عرض کی الہی میں صاحب فرقہ کی از رو کے طفیل مجھے کفار پر ظفر باب کر اور مسبقہ رہا ہے عنایت دستیاب ہوگی درویشان پر تقسیم کو دھکا و فتنہ اس طرف ایک علیحدگی گرج اور ظلمت پیدا ہوئی کہ کفار کو تارکی سے دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی آپس میں خود زین می کر کے متفرق ہوئے لشکر اسلام نے ظفر بانی اور اسی شب کو سلطان نے خواب میں دیکھا کہ شیخ فرماتے تھے کہ اے محمود تو نے میرے فرقہ کی آبرو کچھ کی اگر تو دعائے اسلام تمام کفار کیواسطے کرتا احباب ہونی اور جامع الحکایات میں وارد ہو تو سلطان جب شیخ کے پاس آیا کہا اگرچہ ہمت خراسان کی کثرت تھی لیکن میں عربین سے بعزم زیارت اس خیاب کے آیا ہوں شیخ نے فرمایا اے محمود اگر تو نے عربین سے میلہ احرام باندھا کیا عجب کہ لوگ خانہ خدا سے احرام باندھیں اور تیرے پاس آویں زہے حالات سلطان کہ شیخ اب جو اس خرقائی اسکے حق میں ایسا فرماو اور دھنہ الصفا میں مسطور ہو کہ ایک روز سلطان محمود اپنے محل میں بیٹھا تھا اور درپے سے چپے راست نظر کرتا تھا ناگاہ اسکی نگاہ ایک بے سرو پا پر پڑی کہ تین مسخ لیے ایستادہ ہو جب سلطان کو اسنے اپنے طرف التفات اور متوجہ دیکھا ایک اشارہ کیا سلطان نے انماض سے اپنے دل میں کہا یہ اشارہ اسنے کیوں کیا پھر کیا ساعت کے بعد دوبارہ سلطان نے نگاہ اس کی طرف کی اسنے پھر اشارہ کیا سلطان نے اسے اپنے روبرو بلا کر تنفسا کر کیا کہ یہ جانو کہ میں اس اشارہ کیا تھا اسنے عرض کی

کمر بن ایک مرد قہار و بہن اور آج میں سلطان کو غائبانہ شریک کر کے جو اکھیل تھا چرخ میری جیت میں آئے تھے یہ حصہ
 آپ کا موجود ہے سلطان نے حکم دیکر وہ مرغ منگو لیے دوسرے روز قہار باز و مرغ اور لایا سلطان ہنسے بھی لیکر تنفر ہوا کہ آیا یہ کس
 حکم میں ہوتی ہے روز پھر تین مرغ لایا جو تھے روز وہ مرد ہی ہوش بیک بنی دو گوش سلطان کے مقابل ایستادہ ہوا اور
 تہمتی سے مخوف اور بلول ہو کر سر جھکا لیا سلطان نے جب اسے اس حالت میں دیکھا فرمایا آج ہمارے شریک کا وہ عظیم ملکہ غم کا بیڑا
 ٹوٹا جو کہ اتنا رمال کے اسکے جوہر حال سے ظاہر ہیں پھر اسے اپنے پاس بلا کر استغیاہ حال کیا اسے عرض کی کہ آج غلام نے سلطان کی
 شرکت میں ہزار دینار زر مرغ بارے ہیں اور میرے ہم پیشہ نے جیتے ہیں سلطان نے ہنس کر پانچویں سے دوا دیئے اور فرمایا کہ
 آئندہ جہانک میں حاضر ہوں میری شرکت میں جو انہ کھیلنا اور حبیب المیزین قوم ہر اول شخص جسے سلطان محمود کی وزارت کی اور
 فضل بن احمد اسقانی تھا اور اول میں وہ فائق کی کتابت میں جو امرا علیہ السلام کے ملک میں نظام رکھتا تھا مصروف تھا
 جب فائق کا انتقال سرحد زوال میں پہونچا اپنے تین امیر ناصر الدین سبکتگین کی وزارت میں پہونچا کہ مستند وزارت پر
 بیٹھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وفات کے بعد سلطان محمود نے بھی اسی منصب پر مقرر رکھا جو ابولباس کا حال حال فیض و بھر
 دولت عرس عاری تھا ناصر الدین اور فراس بن اور احکام سلطان جو عربی میں عربیہ کرنے تھے فارسی لکھتے تھے حکم دیا لیکن خواجہ
 بزرگوار یعنی خواجہ احمد ہند کی پھر عربی کیا اور ابولباس فضل امور ملک کے نظام اور سیاہ و رعیت کے سرانجام تمام میں پیشیا
 دیکھتا تھا یعنی نظیر اپنا رکھتا تھا جب اس کی وزارت سے گزرے کو کو اسکے طالع نے اوج اقبال سے حقیقت و بال
 کی طرف انتقال کیا یہی احمد وزارت سے معزول ہوا اور بعض مورخوں نے اسکے عزل کا سبب یہ لکھا ہے کہ سلطان محمود غلامان خورشید خذار
 کے فراہمی کا نہایت شوق رکھتا تھا اور ابولباس فضل اس بارہ میں مقتضایہ الناس علی دین ملوک عمل کرتا تھا ایک مرتبہ بعض ولایات
 ترکستان سے خبر ایک غلام پر ہی پیکر حوروش کی سنی اپنے معتدون میں سے ایک شخص کو شرط روانہ کیا کہ اس غلام کو خرید کر کے
 عورات کے لباس میں پہونچا ہے سلطان نے کیفیت افق کی ایک غماز اور تمام سے سکر و زیر یعنی ابولباس کے پاس دمی بھیجا اور غلام
 کو طلب کیا۔ ابولباس فضل نے انکار کیا سلطان محمود کسی بہانہ سے بدو ان اطلاع اور اچانک اسکے مکان میں تشریف لگیا فضل
 کو ازم اثبات و نہایت شوق ہوا اور اس مابین میں وہ غلام ہر نقاشی سیما اسکے روبرو آیا بادشاہ غضب ناک ہوا اور
 وزیر کی غلطی کا حکم جاری کیا ناگاہ اسی حال میں رباب طقبات ہندوستان کی طرف حرکت میں آئے اور بعض مرا
 ہنگال نے اخذ مال کی طبع میں ابولباس فضل کو اس طرح سے شکنجہ کیا کہ اسکے صدمہ ہلاک ہوا اسکے بعد خواجہ بزرگوار احمد بن حسن
 مہندی منصب وزارت پر منصوب ہوا اور احمد بن حسن مہندی سلطان محمود کا برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی اور بہن
 اور اس کا باپ حسن مہندی امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد سلطنت میں قصیدہ ست کی تکمیل میں قیام کرتا تھا لیکن بسبب
 ایک خیانت کے کہ اسکی طاعت منسوب کی امیر ناصر الدین سبکتگین کے فرمانے سے سلوب ہوا اور جو کہ بین الناس مشہور و معروف
 ہو کہ حسن مہندی سلطان محمود کے ملک وزیر امین مسلک تھا عین غلط اور محض خطا ہو اور احمد بن حسن مہندی جو خوشنویسی
 اور جودت فہم افضل میں انصاف رکھتا تھا ابتدائے داروغہ دیوان انشا اور رسالت کیا اور خدمات انصاف سلطانی اسے
 درجہ بدرجہ ترقی دیتی تھی یہاں تک کہ منصب ستیقاے ممالک پر پہونچ کر شغل جائزہ لشکر و محاکمات شامل آمد نہ کر کے
 ہوا اور چند عرصہ کے بعد ضبط اموال بلاد خراسان بھی ساتھ شغال سابقہ کے انصاف پایا اور وہ جناب اس تمام کے چہرے جیسا کہ چاہیے
 باہر آیا جب مشرب مذہب سلطانی نے ابولباس اسقانی کے نسبت مستحکم قبول کیا زام وزارت نے من حیث الاستقلال

صواب کرد کہ پیہر دہر و جہان + یگانہ داور دادار بے نظیر و ہمال بد و گزرد و بد و بختید سے او بوقت کرم و بید بندہ نمائند
 بایز و متعال + استاد اسدی طوسی سلطان محمود کے عہد میں فرقہ شعراے خراسان کا استاد تھا اور اسے تواتر نظم
 شاعرانہ کی تکلیف دی اور اسے پری اور ضعیفی کا بہانہ کر کے ہتھوڑا کیا اور اس کا دیوان شہزادین پر اور شرکاء جمعیہ میں رنڈ کر دیا
 نظر نہیں آتا کہ وہ اپنے شاگرد فردوسی کو ہمیشہ شاہنامہ نظم کرنے کی واسطے اشارہ کرتا تھا آخر کو ایسا ہوا کہ جب فردوسی سوزن سے بھاگ کر
 طوس گیا پھر وہاں سے رشدرار اور ملا لقان چاکر بھر طوس میں مراجعت کی اور رفتے سے چند روز پیشتر اسدی کو بلایا اور کہا افسوس جلالت کا
 وقت آپہنچا وقت رحلت ہو اور شاہنامہ سے قلیل باقی رہا اور کیسے کہ تہ نہیں کہ باقی کو قید نظم میں لگا دے یہ فرمایا اور فردوسی نے تکلیف
 منو اگر میری حیات مستعار غالب عسکری میں باقی ہو میں انجام کو پہنچا تا چون فردوسی نے کہا اور استاد آپ چھ مہینے میں محال ہو کہ یہ کام
 آپ سے کفایت ہو دے اسدی نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ انجام ہو گا اور اسے چند روز میں شریع کیا اور اسے سبیل سے عرب سے حکم کیا اور
 کہ چار ہزار بیت ہو تو قید نظم میں لایا اور فردوسی اتنا کہ زندہ تھا کہ اس کے سلاطین میں گذرنا اور وہ نہایت محنت و زحمت سے اسے
 استاد کے ذہن مستقیم کی توقع کی اسدی نے مناظرے بہت خوب ہوزوں کئے ہیں اور یہ وہ بیت ہے کہ روز کے مناظر میں اس کی
 تا ابغات سے ہیں ایسا بت بشوار حجت و گفتار شب و روز بہم سرگزشتے از دل و کن شدت غم بہ درد اخلاست جہل
 از سبب شیشی نقل بہ در میان رفت فراوان سخن از رحمت و ذمہ + مینو چو پھر بلخی کہ اصل اس کی بلخ سے ہے سلطان محمود کے عہد
 سلطنت میں غزنین میں رہتا تھا نہایت متحول اور صاحب ست گاہ تھا اور نثر و شاعری میں قصیدہ گوئی کا تہذیب ہو اس کا مطلع
 یہ ہو شعرا و ہنر دہ در میان زرق جان خویشین + جسم ماندہ بجان و جان تو زندہ + تن چلیکیم عین صبر و شکر + سلطان محمود کے
 عہد میں سر آمد شعرا سے روزگار تھا اور وہ شاعری اور فضائل کثیر میں ممتاز تھا کہ تہ میں سلطان محمود کی رکاہت میں پیش
 پار شاعر تہ میں ملازم تھے اور بے شاعر اس کی شاگردی کے مقر تھے اور چمن سلطانی میں کہ شہرہ رکھتا تھا اور آخر کو سلطان
 اپنے قلم کی ملک الشیرانی سے اسے سرفراز فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ تمام شاعر اول شاعر سے سنا دین پھر وہ بادشاہ کے
 لاطیف میں گذرانے اور اس کا ایک قصیدہ نہایت مطول و مختصر کہ سلطان تہ تیغ حمار بے قید نظم میں در لایا ہو اور جان کے
 ہیں کہ ایک شب سلطان نے بدستی کی حالت میں سرشتہ عقل ہاتھ سے دیا اور ایاز کے چہرہ پر اور طے سے قطری ناگوار دیا
 شریع نے باد زندہ کہا کہ امی محمود عشق کو فسق و ہوا سے نفسانی سے بہرہ آئینہ کر سلطان اس وقت قہقہہ چو ا اور مقرر فرمایا کہ
 سواد کی کہ اس زمانہ بہرین کو تراسن اسنے عرض کی کہ اسے فرمایا کیا تمام تراش یا زلے حکم کے موافق عمل کیا سلطان کی اقتضا
 ہشت اس کی فراموش داری کے روغن سے نہایت شعلہ زن ہو لی جو اس پر پیشمار نہ سے عنایت کیا اور اسے غلیان تو
 فرش خواب پر استراحت فرمائی زخم کو جب خواب غفلت سے بیدار ہوا اسنے کیے ہوئے سے پشیمان تھا اور نہ لگی بقران
 کے کبھی اٹھتا اور کبھی بیٹھتا تھا اور کسی کو بات کر نیکا زہر نہ تھا حالہ جب + نے نصیری سے کہا کہ اندر رہا مجھے جانے ہو
 اسے دیکھ کر سلطان نے فرمایا کہ مجھے دیکھتا ہو کہ مجھ پر کیا گزری ہو اس بار میں مجھ پر نصیری نے فی البہرہ کہا کہ باجی ہم
 کہ لطف در کاستن ست + چہ جائے بغم نشست و خواستن ست + روز و شب + نشاط و جو سخن ست + کار و سخن + روز و شب
 سلطان پر باجی سنا نہایت خوش ہوا اور اس کا مختصر ترین ترجمہ خواہر + سے کیا اور مطربوں کو بلایا کہ ملیو + باجی خوش
 کر کے بہت عجب کے پینے میں اقدام کیا اور نصیری نے اس کے چہرے پر اس کی باتیں کہ اس نے ہم سے کہی تھیں + اس نے
 جو یہ پر ثبت ہوا چھری مری الاصل یہ قصہ غزلیہ تھا کہ اس نے نصیری سے کہا کہ اس نے سلطان سے کہا کہ

علاقہ ہندوستان میں ایک شخص نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے 'تاریخ فرشتہ اردو'۔ اس کتاب میں اس شخص نے اپنے خیالات اور افکار کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے والے کو بہت سی باتیں معلوم ہوں گی۔

یہ قصیدہ امی کا تالیف ہوئے تھا تا شاء خورجہ میں سفر سونات کردہ کردار خوش راظم عزت کردہ دیوان اس کا مشہور
 نہیں ہوا اور یہ رباعی شش جہت میں اربع عناصر کی طرح معروف ہو رہا ہے اور شرب مدام دلاف مشرب ہے اور عشق
 بنان سیم غنیمت تو یہ درد دل ہو س شرب و بر لب تو یہ زمین تو یہ نادرست یا رب تو یہ فرخی بھی عنصر کا شکار تھا
 منقول ہو کر اسکا باپ امیر خلف دالی سیستان کا غلام تھا فرخی نے زمینداران سیستان میں سے ایک زمیندار کی خدمت اختیار کر
 لی ہر سال دو سو پیادہ بیچ منی اور سو درم بطور ناکار کے پاتا تھا اسکے بعد ایک عورت مولیٰ بنی خلف سے خوشنکاری کر لائے کچھ مین
 لایا اور خرچ اسکا زیادہ ہوا یہ حال زمیندار کو سنا کر درخواست کی کہ مجھے تین سو پیادہ اور ڈیڑھ سو درم ملنا چاہیے دہقان کما تو
 اس سے بھی زیادہ لینے کا سراوا رہا لیکن مجھے مقتدرت اس سے زیادہ نہیں ہو فرخی یا اس ہو کر سلطان محمود کے بھتیجے ابو المظفر غزنوی کے
 پاس گیا یہ قصیدہ غزا گزرا نا خاست اور لغزو و اقربا یا نظم تاجز سنگون بر کو پوشد و غزار پرین ہفت گانہ بر آرد کو ہزارہا
 چون فتنہ ہو گئے اور بقیاس بہ بیدار چون بر طوطی برگ و بدین شیارہ پھر سلطان محمود کے شرف مازت سے شرف ہو کر مارج عالمیہ پر
 ترقی کی چنانچہ میں غلام زمین کر آئی سواری کے جلو میں چلتے تھے واقعی شولے ماتقدم سے ہو اور سلطان محمود کے ہند میں سے تہہ آشاپتا
 کی کی اور ہزار بیت یا کم بیش کمین پھر فریسی نے اسے انجام کو پہنچایا اور اسکے شمار میں سے تعلقہ خرید ہوا یہ قطعہ من انجاد ویرانہم خواہ شتم
 عزیز از ماندن اہم شود و خوارہ چو آب اندر شربیا رمانہ عفویت گیرد از آرام بسیار تہ کرہ جلال مدین جمال ملکہ محمد بن سلطان محمود
 غزنوی کی سلطنت کا جب سلطان محمود کا دست اختیار امور دینی کے تصرف سے کوتاہ ہوا اسکا بیٹا امیر محمد گورگان
 میں اور امیر مسعود صفہا بان میں تھا پھر امیر علی بن ارسلان نے جو سلطان محمود کا خویش تھا یہ محمد کو غزنین میں طلب کر کے سلطان محمود کے
 حسب وصیت تلج شاہی اسکے زب سر کر کے تخت سلطنت پر بٹھایا کیا اور اسے سب سالاری کا منصب دیا اپنے علم امیر مسعود بکلیگین اور
 وزارت کا منصب خواجہ ابوالحسن بہلانی کو اور زانی فرمایا اور غزنا کا دروازہ کھول کر جنس و شریف کو ہر مند کیا اور اسکے عہد
 میں ارزانی اور وفا بہت پیدا ہوئی رعیت اور سپاہی آسودہ ہوئے لیکن قلوب ظالم امیر مسعود کی بادشاہی پر نہایت رنجی تھے
 سلطان محمود کی وفات کے بعد کہ ایک جیسے اور بیس روز کا عرصہ متقاضی ہوا تھا ابو النجم امیر رازہ بن اسحق غلاموں سے
 متفق ہو کر اور علی دایہ کو اپنا شریک کر کے روز روشن میں زبردستی طویل میں آئے اور خاصہ گھوڑوں پر سو ہو کر بیت کی جان
 روانہ ہوئے امیر محمد اسکی روانگی سے خبردار ہوا تو سبند راے ہند کو جو امرائے معتبر سے مختار افواج کثیرہ ہند کے اس جماعت کے نائب
 میں بھیجا اور یہ اسکے قریب پہنچے تو جنگ شروع ہو گئی اور سبند راے سے ہندو کی جماعت کثیرہ کے مار گیا اور غلام بھی بہت قتل
 ہوئے اور جو لوگ انہیں سے زندہ رہے اسکے سر امیر محمد کی دستاویز میں ارسال کیے اور ابو النجم امیر رازہ اور علی دایہ بکلیستعال
 اس طرح سے اتفاق کے ساتھ جاتے تھے یہاں تک کہ نینا پو میں جا کر امیر مسعود کی خدمت میں پہنچے کہتم میں امیر مسعود نے ہند میں
 اپنے آپ کے رحلت کی خبر پائی اور عراق عجم میں قواب اور عمال کا رگزار مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اپنے بھائی کو
 نامہ اس عہد سے تحریر کیا کہ مجھے اس ولایت کی کباب نے تجھے عنایت فرائی تھی نہیں بلکہ بلاد جبال و طہستان اور عراق
 میں نے بڑی خوشی سے اسے ہند میں کافی ہین گزرا ہم کو نام امیر غلیہ میں تو مقدم کرے منقول ہو کر امیر مسعود اور امیر محمد ایک دوسرے
 متولد ہوئے تھے اور امیر مسعود اس چند ساعت پیشتر پیدا ہوا تھا اسوجہ سے امیر محمد چیلان کی اطاعت نہ کرتا تھا اور ان کے درمیان
 ہمیشہ مخالفت اور مخالفت واقع تھی القصہ امیر محمد نے اپنے بھائی کے کتے کا جو سخت لکھا اور آکات حرب سامان جنگ نہا کرنے
 لگا ہر چند جماعت دو تھوڑا نہ سعی کی کہ دونوں بھائیوں میں صلح واقع ہووے کار گزرنی یہ حملہ شکر خیل اور جہم خیل کے غزنین سے براہ ہو کر

راہی ہوا اور غرہ رمضان سال ۳۲۰ چار سو اکیس ہجری میں موضع تکیا بادہ حقیقت میں ناکبت آیا تھا اور دہوا اور اسیام مقام میں
 بسر لگیا اور عید کے دن بے سبب کاہا اسکے فرق سے جدا ہوئی اور کہ اس کو شکون بد سمجھا اور شوال کی تیسری شب کو میر علی
 خونیٹا اور امیر موسف بکتگین اور جیس حسن میمال نے ساتھ ایک جماعت کے اتفاق کر کے مخالفت کا علم لیا اور امیر مسعود
 کی خواہش سے امیر محمد کا سراپردہ گرداگرد محاصرہ کر کے گرفتار کر لائے اور قلعہ بچ میں کا پردہ دم قندھار جیسے قلعہ فتح کئے تین
 ایجا کر قید کیا اور تمام لشکر اور خوافین امیر مسعود کے استقبال کیا اسطے ہرات کی حالت روانہ ہوئے اور امیر مسعود ہرات سے بلخ میں گیا اور
 امیر حسن کو بسبب اس ہمار کے کہ مسودہ سے عہد کر کے خلافت خلیفہ مصر بنا تھا اور پکھنچا اسطے کہ امیر مسعود کے مع مبارک بین ہوئی تھا
 حسن ایک روز کچری میں کتنا تھا کہ جو وقت امیر مسعود بادشاہ ہو گا مجھے وار پکھنچا اسطے کہ امیر علی خوشاوند کے ان نعمت کی ہراس
 قتل ہوا اور امیر موسف بکتگین کو قید کیا اور قید خانے میں مر گیا اور امیر محمد اس کے حکم سے قلعہ کوڑین نابینا ہوا امیر محمد کی ویت سلطنت
 بلخ میں سے بھی کم تھی نو برس قید رہا اور امیر مسعود کے قتل ہونے کے بعد یک سال اور فرما نرواہا اور چودہ دہ بن مسعود کے حکم سے قتل ہوا
 نو کر سلطنت شہاب الدین جمال الملک سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی کا سلطان مسعود
 نہایت سخی اور شجاع تھا کہ اسکو رستم ثانی کہتے تھے اور تیرا سکا برگستان ازہنی سے گذر کر قیل کے بدن میں در آٹھا اور سکا گزر
 اسقدر وزنی تھا کہ کوئی اسے ایک ہاتھ سے نہ اٹھا سکتا اور جو کہ امیر مسعود اپنے باپ کو خطابات میں سخت چوڑے تیا تھا لہذا اسے ہمیشہ
 اپنی نظروں میں خوار اور ذلیل رکھتا تھا اور امیر محمد کی عزت و تکریم میں جد بلخ فرما تھا یہاں تک کہ خلیفہ عباسی سے التماس کی کہ امیر محمد کا
 نام سلطان مسعود پر مقدم لکھیں اور طبقات ناصر بن مذکور ہر کو خوجا بونہر شکافی کہتا ہے کہ جب ہزاران سلطان محمود کی بارگاہ میں پڑھا
 گیا تمام امرا و ماک و بکبیدہ خاطر ہوئے اور جب سلطان مسعود اس مجلس سے برآمد ہوا تو لکھ کر کہتا ہے کہ میں بھی اس صحبت سے
 اسکے بعد میں رخصت ہوا اور سلطان مسعود میں نے عرض کی کہ آپ کے لقب تائیر ہونے سے میرا دل اور تمام امرا کا دل نہایت مخزون
 اور غم ہوا سلطان مسعود نے فرمایا اسکا کچھ اندیشہ نہ کر اسدیق و دنیا میں انکتب جو میں بلتا میں سلطان نے مجھے
 طلب کیا اور فرمایا کہ تو سلطان مسعود کے کچھ کیوں گیا تھا اسکیا ہر بانی ہوتی تھی میں نے مایہ کو کاست نظر کیا سلطان مسعود
 نے فرمایا میں بھی جانتا ہوں کہ سلطان مسعود کو ہر ایک امین امیر محمد پر ترجیح اور ازہنی ہوا اور میرے بعد سلطنت سلطان مسعود
 کو پہونچے لیکن یہ تمام امور اسوا سے کرتا ہوں کہ امیر محمد بیچارہ کی میرے عہد میں کچھ عزت اور توقیر پڑھے ابونہر کہتا ہے اس
 معاملہ میں دو چیز سے مجھے تعجب ہوا اول تو مسعود کے جواب سے کہ مجھے علم و فضل کی وجہ سے جواب بتقول و باد و سر سے
 سلطان محمود کے ضبط اور ہوشیاری سے کہ مخزون نے یہ خبر فوراً موضوع کی سلطان مسعود نے سال جلوس میں احمد بن جہیندی کو کہ
 سلطان محمود کے حکم سے قلعہ کا انجمن جو قلعہ سے سرحد ہندوستان سے ہر مخزون تھا رہا کر کے دیوارہ نصب کرت پر سر فرما لیا اور امیر
 بن بکتگین کا زین کو جہانہ کر کے زر کشی اس سے لیا اسکے بعد اسے ہندوستان کا سپہ سالار کر کے لاہور روانہ کیا اور محمد ولد و دینی کو
 جو سلطان محمود کے حکم سے ایک قلعہ سے ہند میں مقید تھا اپنے پاس طلب کیا خطبہ پڑھا سلطان مسعود کا بلا و ترح
 اور کران میں سال ۳۲۰ چار سو اکیس ہجری میں سلطان مسعود بلخ سے غزنین میں آیا اور لشکر کچ اور کران میں بھیکرا اس ولایت میں
 خطبہ اور سکھ اپنے نام مرقع کیا اور وہاں کی کیفیت یہ تھی کہ والی ولایت کا قضاے اتھی سے فوت ہوا تھا اسکے دو بیٹے تھے
 ایک ابو النسا کر دوسرا عیسے اور عیسے باپ کی ولایت پر تصرف ہوا اور ابو النسا کر کو بال بیدخل کیا اور ابو النسا کر اپنے
 بھائی کے مقابلہ سے عاجز ہوا اور سلطان مسعود کی بارگاہ میں عرضداشت کی کاگر بادشاہ لشکر بھیکرا اسکا کر کے ولایت کے

کہ ان اس فقیر کے تصرف میں آوے میں بھی کے دو تھوہوں کی سلک میں مسلمانوں کو جمع لاییت کا سکہ و خطیہ سلطان مان کے نام جاری کروں سلطان مسعود نے اسکی التماس پذیرا کی اور لشکر بنیارس کے ہمراہ کیا اور افسروں سے فرمایا اگر عیسے مقام مصالح میں آوے اور ولایت کو برابر اند تقسیم کرے قہور المردا لایتم اس سے چھینکر ابوہسا کے سپرد کرنا اور جب ابوہسا کو لشکر ہمراہ لیکر ستھ کارزار پر ہو کر اس حدود میں پہونچا عیسے برگشتہ بخت روستائی کی تقلید میں گرفتار ہوا اور صلح و صلح سے انکار کیا آخر کو بہت بوجہ کی کاکہڑ لوگ اسکی رفاقت سے جدا ہو کر ابوہسا کو سے ملے اور وہ باوجود اس حال کے اپنے مخدوموں اور رفقاء کو لیکر سرک میں آیا اور ہتھکڑیاں لگا کر مارا گیا ابوہسا کو ملک مرہوٹی پر متصرف ہوا خطیہ دیکر اس میں لاییت کا سلطان مسعود کے نام جاری کیا اور اسی میں سلطان مسعود نے سردار بنی لاییت رے اور ہمدان اور سائر بلاد جبل کی اپنے فرار کو جسکا نام تاش خوار زانی فرمائی اور گئے تھوہ عرصہ میں اس لاییت کو بن توپ اور حال اور لڑنے کے جو سلطان محمود نے خراسان کی مراجعت کے وقت متور کیا تھا اندراج کر کے خود خراسان اور تصرف ہوا اور جو سلطان مسعود عمار الدرد کو علم استقلال بلند کیے ہوئے تھا شکست دیکر اسکے عاملوں کو بخت کیا بیان کہ ان سلجوقی کے تسلط کا سلطان مسعود اس سال غزنین سے صفادان اور رے کی عزیمت کی جب ہرات میں پہونچا ہمدان مرہوٹوں اور زور ترکمانان سلجوقی سے ناشی ہو کر سلطان نے عبدالرئیس بن عبدالموہب کو مع لشکر کثیر ان یقین کیا اور لشکر ترکمانوں پر پہونچکر چند تہ جنگ میں مصروف ہوا اور سلطان اس عہد کے بدولت تصدیق کے غزنین کی طرف مساوت فرمائی اور تہ چار سو تیس سحر بنی التوتناش سب سال اور سلطان مسعود کے سب الحکم خوارزم سے علی تگین کے دفع کیا گئے کہ سر قند اور بخارا بر غلبہ پایا فتح لشکر اطراف سے ماوراء النہر کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان غزنین سے بھی ہمدانہ ہزار سوار جو دارالتوتناش کی کمک کیو اسطے یقین فرمائے اور وہ جماعت حدود بلخ میں اس جگہ التوتناش آپ امویہ سے چل کر کے اول بخارا کی لشکر کے بعد سر قند روانہ ہوا اور علی تگین بزم رزم و کین شہر سے ہرگز ایک مقام میں وارد ہوا کہ ایک سمت اسکے دریا سے زخار اور درخت بنیاد واقع تھے اور ایک طرف اسکے ایک پہاڑ کہ رفعت اور عظمت میں جرف و دار سے مقابلہ کرنا تھا حال تھا جب اس لشکر جنگ نے اشتعال پایا ایک جماعت مردمان علی تگین سے کہیں میں تھے التوتناش کی فوج کے پس پشت تاخت لائے اور حلق بیشمار کو تیغ آبدار سے ہلاک کیا اور جم کاری التوتناش کے جسم پر پہونچا اتفاقاً وہ زخم اس مقام میں پہونچا کہ پیشتر اس سے قلعہ ہند کے مفتوح کرنے کے وقت سلطان محمود کے حضور منبغیت کا تھوہ اس جگہ لگا تھا التوتناش نے کیفیت حال کی خازین سے ہتھ پو شیدہ رکھی اور پائے ثبات ہتھ ہرگز غایان جمایا کہ بہت سپاہ علی تگین کے لشکر سے قتل ہوئی اور یقینہ السیف و شت او بار میں آوارہ ہوئی اور جب نے پردہ ظلمانی ہم جہان پر چھوڑا التوتناش نے افسران سپاہ کو طلب کر کے اپنے زخم کی حکایت اظہار کی اور کہا رشتہ حیات میرا کٹ چکا ہو میں زخم سے نجات ممکن نہیں اب تم تدبیر اپنے کام کی کرد افسروں نے اسی شب کو ایک قاصد علی تگین کے پاس بھیج کر مصلحت کیا کہ بخارا سلطان مسعود کے قبض و تصرف میں ہے اور سر قند اور اسکے اطراف پر علی تگین قابض اور متصرف ہو دوسرے روز علی تگین سر قند کی طرف کوچ کر گیا اور التوتناش خراسان کی سمت راہی ہوا دوسرے دن وفات پائی وکلا اور روز را اسکی وفات مخفی رکھ کر خوارزم میں لکھے اور سلطان مسعود مجیب یہ خبر سن خوارزم کی حکومت التوتناش کے فرزند کو جو ہارون نام رکھتا تھا اعنایت فرمائی ہند کہ وہ خواجہ حمیدہ صفات احمد بن حسن میمنہ کی وفات کا۔ اور اسی برس خواجہ حمیدہ صفات احمد جن میمنہ نے عالم فانی سے عالم بقا کی طون تہ قال کیا سلطان مسعود نے ابو نصر احمد بن محمد بن علی اللہ کو جو صاحب دیوان باریون بن التوتناش تھا خوارزم سے طلب کر کے منصب وزارت پر مقرر کیا اور کچھ چار سو چوبیس سحر بنی التوتناش کے سلطان مسعود نے

اور سلطان کے گھوڑے اور اونٹ غارت کر کے غزنیوں کی نہایت ناموسی کی سلطان جب بلخ کی فوج میں پہنچا تو انحراف کر کے
مرد کیطرت روانہ ہوا سلطان مسعود بلخ میں پہنچتے ہی اپنے بیٹے مودود کے اتفاق سے جھڑپ ہو گئی اور ان کے تخاصم میں گورنگا
نکلیا اور وہاں کے چند رئیس علی مقتدری کے دست جور سے عاجز ہو کر سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر شاکی ہوئے اور علی عیار اور
شکر اور رانہ وغیرہ سے تھا اور اس نوع میں بہت دست درازی کرتا تھا سلطان مسعود نے اسے اطاعت میں بلایا اس نے قبول نہ کیا اور اسی طریق پر
ایک نفس و قتل خلق میں مشغول ہوا اور اس نوع کے ایک قلعہ میں اپنے اہل خیال لیا کہ قلعہ بند ہو سلطان مسعود نے اس کی سرکوبی کی اسے فوج تعین
فرمائی اس نے جاتے ہی اس قلعہ کو مسخر اور علی کو دستگیر کیا اور سلطان مسعود کے پاس حاضر لائے سلطان نے اسے دار کھنچا جب کہ انہوں نے سلطان مسعود
کی خبر حرکت مرو کی طرف سنی اسی طرح حکم پیغام دیا کہ ہم بندے کے مطیع ہیں اگر سلطان ہمارے حال پر نظر رحم مند دل فرما کر ایک تمام چاکاہ مقرر فرما
تو ہم اپنے اہل خیال و چوپاؤں کو ایک کھانہ میں قید کر دیں اور ہم سب اپنی ذات سے انکار کر کے ملازمت میں حاضر ہو کر خدمت میں مشغول ہونگے مگر
سلطانی سے یہ امر یہ ہوگا سلطان مسعود نے متمسک ہو کر قبول فرمائی کسی کو بیوقوف کے پاس کس جماعت کا درختا بھیجا حکم دیا کہ تو جا کر
اس سے سند حاصل اس شخص کی لئے کہ میں بدتر برائے شیعہ کے عمل نشانہ کا رنگ بنو گا چہرہ چرواؤں گے واسطے معین کی پھر سلطان مسعود
عہدہ بیان فرمایا کہ یہ شخص کیطرت متوجہ ہو اور اس میں ایک جماعت ترکمانوں نے سلطان مسعود کے لشکر پر تاخت کی اور چند مرد قتل
کر کے غور و اسباب لوٹ لیگے سلطان مسعود نے ایک جماعت آئے تھے تھابت بن روانہ کی تو سب بغیر کون کو تھے کھانہ اہل خیال کو
اسیر کیا اور ان کے سر سلطان مسعود کے پاس لائے سلطان مسعود نے وہ تمام سرگروہوں پر لا کر بیوقوف کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ جو شخص نقص
عہدہ کے سزاوارا سکا ہو میں نے معذرت کے بعد جواب دیا کہ مجھے اس امر کی خبر نہ تھی اور اس جماعت کی نسبت جو میں چاہتا تھا وہ بوجہ
سلطان مسعود ہر ات سے تینا پورا ورواں سے طوس گیا اور طوس کے قریب ایک جماعت ترکمانوں نے مقابلہ کیا اور جنگ کر کے انہیں کے اکثر
مقتول ہوئے اس وقت یہ بھی خبر پہنچی کہ بادروے باشندوں نے اپنا حصہ ترکمانوں کو دیا پھر سلطان مسعود نے ہر قلعہ کو فتح کر کے روٹا کر ان
کو قتل کیا اور پھر نیشاپور میں معاودت کر کے اس سال کا باظاہر ان کا صاحب ہم ہار آیا اس کے چار سو تیس سو پچیس ہزار ایک سو پچیس
کے ہزار ایک سو واسطے بادروے کا قتل کیا سلطان کی آمد سے ہندو ہر کرتوں اور بارہ دین بجا کا سلطان مسعود مہم کے رت سے خسر کیطرت
واپس آیا رعایا مہم کی جو خراج کے دینے میں پہلوتی کرتی تھی اسے گرفتار کر کے قتل کیا اور ایک قوم کے ہاتھ قلعہ ویران کیا اور
وہاں سے ہنان عزیمت دنا اتفاق کیا کہ موطوف فرمائی اور جب وہاں پہنچا تو ٹھوہر و صغان اس کے چار سو تیس سو پچیس ترکمانوں نے
اطراف اور جوہر سے سچو لاکر انہیں غزنین کیطرت کی مسدود میں سلطان مسعود نے لاچار ہو کر صفوف جنگ آراستہ کین اور جنگ پر آمادہ ہوا
ترکمان بھی اپنی فوج آراستہ کر کے مقابل ہوئے اور جنگ عظیم ہوئی اس میں ترکمانوں نے اکثر سالار و لشکر غزنین نے سلطان کے جادہ اطاعت
قدم باہر رکھا اور دشمن سے جاملے سلطان نے جماعت اور شور کو کام فرمایا پھر نفس خرم و میدان قتال میں آیا اور چند ترکمانوں کے
سردار ان میں سے حضرت شیرین زہرہ ایتر سے گئے اور ایسی کارزار کی کہ کسی بادشاہ نے نہ کی تھی ناگاہ ایک جماعت لشکر غزنین سے کہ
سلطان کی اطاعت میں تھی انھوں نے بھی یونانی کی اور مکر قتال میں پشت و یک غزنین کیطرت مقرر ہوئی اور جب ان شخص سلطان مسعود
کے پاس مع بقوت مرزا گئی اس سے کہ سے باہر آیا اور کسی یہ قدرت اور حوصلہ تھا کہ اس کا تھابت کر تاجب مردی داخل ہوا چہرہ نفس لشکر کو
اس سے جاملے اور وہاں سے غزنین میں آیا اور ان اندو کو جو بلا جگہ معرکہ سے بچھڑ دکھا کر بھاگے تھے قتل علی دائر
حاجب شیبانی و کیقتدی حاجب کو گرفتار کر کے جہانہ کیا اور ہندوستان کے قلعہ میں بھیج کر قید فرمایا اور اکثر اسی عمر میں ان مجلس میں
ہلاک ہوئے اور امیر مسعود نے ترکہ سلجوقی کے دفع میں عاجز ہو کر جاہا کہ لشکر کو ہر لیا جسے تارکیت بہم پہنچا کر ترکمانوں کے سر پر تالا

اور ان کے افعال یا اہمیت کی سزا دی ہو ہے پھر دوبارہ شاہزادہ مودود کو طبع کی امارت دیکر خواجہ محمد بن عبد العہد تبرک کو اسکے ہمراہ کے
 اس طرف بھیجا اور انگلیں صاحب کو انکی حاجی کیو اسطے معین کیا اور چار ہزار مرد اسکے بھیجے ہمراہ کیے اور شاہزادہ میر محمد و مودود کو جو
 سے آیا تھا حکم دیا کہ دو ہزار مرد مقابل لیکر بلقان کی طرف جاوے اور اس حدود کے نظام میں منقول ہوا و شاہزادہ میر ایاز دیار
 کو کوہ باغ غزنین کی سمت بھیجا کہ وہاں کے افغان جو دعای تھے نگاہ رکھے تو وہ ولایت انکی نصرت سے محفوظ رہے اور سلطان مسعود
 سلطان محمود کے تمام خزانہ جو قلعہ غزنین تھے غزنین میں لایا اور شہر تون پر لا کر لاہور کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ سے کہہ دیا کہ اپنے بھائی میر
 محمول کو قلعہ سے لائے کو بھیجا اور جب مسافر خانہ لکھنؤ میں پہنچے ساتھ ایک قلعے کے آپ جلیں میں کہ اس نے اپنے بھائی کو آپ بہت کے شہرت
 رکھتا تھا بعض غلامان متبر شہر تون خزانہ سے دو چار ہو کر سب رت کیا اس میں میں میر محمد و مان ہو چکا اور غلامان نے جانا کہ اس قسم کا ظلم
 پیش نہاد گنجا کر یہ کہ میر دو ہزار ہوا بالضرورت میر محمد کے پاس گئے اور اسے ساتھ بادشاہی کے قبول کیا اور جو کم کر کے میر محمد کے سر پر گئے
 اور میر مسعود اس باب میں قلعہ بند ہوا اور مودود کے خدو کلان وطن کی جوائی اور سفر ہند سے دیگر تھے میر مسعود کو رہا ماکہ کے اندر
 سے کہ آپ سند کے قریب ہو کر گزار کر کے سلطان محمد کے رو برو لیگے سلطان محمد نے میر مسعود سے کہا کہ میں تیرے قتل کا ارادہ نہیں
 رکھتا اپنے واسطے کوئی جگہ اختیار کر کے محرم اور اپنی اولاد کے وہاں بود باش کرے سلطان مسعود نے قلعہ گری کو پسند کیا کہ میں اس
 حصہ کی طرف روانگی کو قوت معارف و ضروری سے فائدہ ہوا اپنی سلطان محمد کے رو برو بھیج کر کچھ خرچ طلب کیا سلطان محمد نے پانسو روپے اسکے
 واسطے بھیجے سلطان مسعود نہایت متاثر ہوا اور متاثر ہو ان اہل ان کے اپنے وجہات پر جاری کیے اور کہا کہ جو ان کے رزیدہ وقت میں لاکھ
 تین ہزار شہر خزانہ کا تھا اور آج ایسے حال میں گرفتار ہوں بھرا پنے مقبولوں سے ہزار ہا ہزار روپے لیکر اس شخص کو جو پانچ سو روپے لایا تھا عنایت
 فرمائے اور میر زر مسودہ کو دیکھو اب اس کی اور سلطان محمد نے کہ کچھ بھی نہ نصیر سے انصاف یہی سلطنت اپنے نور نظر اس کو جو ساتھ خط و مان کے شہرت
 رکھتا تھا قلعہ غزنین کی درخود ساتھ ایک قلعے کے قائم ہوا اور بعد اتفاق سیلاب بن یوسف بکننگین اور علی خورشید اندک و پنے باب کے
 بے مشورہ قلعہ گری بن جا کر ۸۳۲ چار سو تینتیس سچری میں مسعود کو قلعہ بند رہنے سے قتل کیا اور بعض لکھتے ہیں ایک چارہ جمیع میں زندہ کر کے اس سے
 بٹوا دیا اور بعض موشہین کہتے ہیں کہ احمد نے اپنے باپ کو اس پر آمادہ کر کے آدمی بھیجے مسعود کو قتل کیا وہ اسطے حقیقتہ الحال اس سلطنت
 شہاب الدولہ مسعود کی بروایت صحیح نو برس اور نو مہینے علی اور بروایت دیگر کسی سلطنت نے بارہ سال کا عرصہ گھنچا اور وہ بادشاہ
 شجاع اور کریم الاخلاق تھا سخاوت باخدا رکھتا تھا اور علما و فضلا کے ساتھ محالست کرتا اور پندرہ تازہ انواع حسان و درہم مندول
 فرماتا ایک جماعت کثیر نے فضلا سے اسکے نام کتابت میں لیت کین از انجمن استاد و دبیر بیان خوار می منجملہ جو اپنے وقت گئے یہ تھا اور غن باصنیاع
 میں اپنا نظیر رکھتا تھا قلعہ غزنین مسعودی اور علم باصنیاع کے نام نامی پر تخریر کین اور ایک فیل فقرہ اسکے صلیب میں پایا اور قلعہ غزنین باوجود ناہمی
 نے بھی کتاب مسعودی فقہ مذہب ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ میں اس شاہ افغانی پناہ کے نام تالیف کی اور یہ فقہ الصفا میں مسطور ہو کہ
 شہاب الدولہ مسعود قلعہ غزنین بہت مستحق کو تقسیم کرتا تھا چنانچہ اسے ماہ رمضان میں ایک دن لکھنؤ کو مستحق کو پہنچائے اور اسطے سلطنت
 میں اسکے اس قدر عرصے سے اور مسجد بن تیرہ سو بن کہ زبان اسکی تعداد کے بیان سے عاجز اور قاصر ہو۔ تو کہ سلطنت ابو الفتح
 قطب الملک شہاب الدولہ امیر مودود میں امیر مسعود بن محمود غزنوی کا۔ جب امیر مسعود بن بیدریغ سے قتل ہوا
 میر محمد گول نے جزیع خزانہ بہت کی اور ان لوگوں کو جنہوں نے اسکے قتل کی کوشش کی قتل سزائش اور ملاست کی اور مودود بن
 امیر مسعود کو قلعہ غزنین ہندوستان رکھتا تھا اس مضمون سے قریب نام لکھتا تھا میر محمد کہ غلامان اس شخص نے اپنے باپ کے قصاص
 میں امیر مسعود کو قتل کیا اور مودود بن کو اس بارہ میں اختیار تھا مودود نے اسکے در جواب یہ تحریر کیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ میر کی عمر کا زیادہ

کر کے سلامت رکھیا اور اسکے فرزند دیوانہ احمد کو ایسی عقل کرامت فرما دی کہ سبب اسکے معاش کے اس کے اور جو وہ ایک اعظم کا ترکیب
 ہو یعنی خون اپنے چچا کا بہا یا چوہا یا بادشاہ تھا کہ امیر المومنین نے اسے سید الملک السلطین کا لقب یا تھا انتہی حقیقی جلد اسکے اس عمل
 ماننا آستہ کی پاداش نصیب کر لیا اور خط بھیجنے کے بعد ہی چاہتا تھا کہ ہتھام کے لیے مار کھائی طرف جاوے لیکن ابو نصر محمد بن عبد الصمد
 وزیر نے اس عزیمت سے اسے باز رکھا اور غزنین میں لنگیا غزنین کے تمام باشندے اسکے استقبال کرتے اور اسکے شریک ہوئے
 پس اسکے چار بیٹے یمن غزنین سے برآمد ہوئے اور محمد محول نے نام نہام پسر کو پیکل نے کو سپہ سالار پیشاوار اور ملتان کا کر کے خود کو پسر
 کے کنارہ سے استقبال ہو دو کو اسطے چلا اور دشت دیور میں چچا اور کھیتے کے درمیان تازہ قتال شعل زن ہو افاقہ الامیر سیم فتح ظفر
 افواج ہو دو کے پرچم پر چلنے لگی محمد رح اپنے فرزندوں و نو شکلیں لہجی اور سپہ علی خورشید و سلیمان بن یوسف کے جرحہ و فدا کے بانی تھے
 تمام اسرار و تکیہ ہوئے اور دو دو کے غلاموں نے بریت انتقام عبد الرحیم بن محمد کے سو پیکل قتل کیا اور سبب اسکی بجات کا یہ تھا کہ جو وقت
 مسعود کو قید کیا اسکے بھتیجہ عبد الرحیم اور عبد الرحمن اسکے دیکھنے کو گئے عبد الرحمن نے از روئے تنہا دست بے ادبی دراز کر کے طاقہ
 امیر مسعود کے سر سے اتار اور عبد الرحیم نے اسکے ہاتھ سے چھین کر اپنے عم بزرگوار کے ذیہب سر کیا اور اپنے برادر بے ادب کو سر زنی کر کے شام
 دی اور آخر کو مضمون بن علی علیا فلانہ من اسرار فیلیما و قوح بن اہیا المقصد ہو دو جو قبا ملان پور کے انتقام سے فارغ ہو افس
 موضع میں کہ اسکو صورت فتح نمودار ہوئی تھی ایک قریہ اور ایک بادامی سا فرخان تیار کر کے کھانا نام فتح آیا اور کھا اور تاپا اپنے
 باپ اور بھائیوں کا قلعة گیری سے غزنین میں روانہ کیا اور خود بھی غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور ابو نصر احمد کو منصب وزارت پر مقرر
 رکھا اور سیم چار بیٹے یمن سے سوزل کر کے خواجہ ظاہر بن محمد شرفی کو وزارت پر بحال کیا ابو نصر محمد بن احمد کو کہ ایک اسکے
 امر سے تھا ہندوستان میں بھیجا تو اس نے نامی دلہن محمد محول بن سلطان محمود سے محارب کر کے قتل کیا بعد اسکے کچھ اندیشہ سوا سے چھوٹے
 بھائی محمود بن مسعود کے نہا کہ باپ کے قصبہ کے بعد ملتان سے لاہور گیا اور انصاف کی اعانت سے آپ سند سے ہنسی اور غنائی ستراب
 جیسا کہ سر اور ہر صبط کر کے استقلال تمام ہم پہونچا یا پھر سنی سال ایک لشکر جرار اسکے فتح کیو اسطے خجعت فرمایا اور محمود اس امر سے
 خبردار ہوا اس افواج کثیر لہو ہنسی سے کہ اس انتقام میں واسطے تیر دارالکلمہ ملی کے تو ملن ختیار کر کے کین فرصت کا جو باہر تھا استقبال
 فرمایا اور قبل اسکے کہ لشکر ہو دو و قلعہ لاہور پر تصرف ہوئے اپنے تین چھٹی تاجی فزی الحجہ کو اس مقام میں پہونچا اور قریب تھا کہ اس کے
 شیبہ و صلابت کے خون سے ہو دو کی فوج میں سنگ تفرقہ پڑے اور اکثر امراء غزنین اسکی ملازمت میں شرف ہون ناگاہ حیدر قربان
 کی ہمت اور کفایت اسکی ہرگز دریافت نہ ہوئی اور ایاز نے بھی چند روز میں ثبات پائی مملکت ہندوستان کی
 اسقدر کہ ساغر اسکے تعلق کھنی تھی بلکہ جنگ جہل سلطان ہو دو کو کہ تعلق کے تصرف میں آئی اور ایاز را التہر کے بادشاہوں نے
 ابھی افس کی اطاعت اختیار کی لیکن سلجوقی بوجہ اسکے ہو دو و چھوٹے سلجوقی کی ہر ختر اپنے عقد کج میں لایا تھا سبط انتقام
 نزاع میں تھے اور سیم چار بیٹے یمن راے ملی اور دوسرے راہباؤن نے اتفاق کر کے بلوہ ہنسی و رہا نہ کسر مع سائر
 مضامین حکام غزنویہ کے تصرف سے برآمد کر کے قلعہ نگ کوٹ کی طرف توجہ کی اور اسے بھی چار مہینے خواہر کیا جب ہو دو لاہور سے
 نہ پہونچی مفتوح اور سوز کر کے متصرف ہوئے اور تلو نگ کوٹ میں پھر رسم قدیم بہت نصیب کر کے از سر نو بہت برستی کی زمین اس ہو دو
 میں روح دین اور شرح اس قصبہ کی یون ہو کر اسے پہلی نے جب آغا نصرت اور او بار سلطنت غزنویہ میں مشاہد کیے ایک
 براجمہ المیس صفت کی رہبری اور سوسہ سے اپنے امراء ارکان دولت کی جاضر کر کے کہا کہ آج شب کو بت نگ کوٹ نے میرے خواب
 میں آکر کہا میں نے اس تباہ کن غزنین میں اسو اسطے توقف کیا کہ بنیاد دولت غزنویہ کو متزلزل نہ ہو ویران نہ کروں اب جو مقصد حاصل

۱۱
 لے تا یہ ایک سر کر کوئی کی جہاں اپنے لے

جو اچا ہوتا ہوں کہ اپنے مرکز اصلی میں راحت کروں میں فتح و نصرت تمہیں امداد فرمائی چاہیے کہ ہندو ولایت جو تمہارے قبضہ تصرف سے
برآوردہ ہوئی ہر اپنے تصرف میں لاؤ اور مجھے ہجرا حاضر جانو کفار نے اس دن کو قتل کیے وہاں کے تصور کر کے بشن کیے
اور خدایت مخطوطا ہونے اور اسے حملی نے اپنے سنگ تراشان مستور سے مخفی اور پوشیدہ فرمایا ایک سنگ ہم پہنچا کر شاہ صورت اس بت
سے ایک شکل تیار کر دیا سنگ تراشن نے فوراً خدمت چست کر کے ہندوؤں کے واسطے ایک مجسوس بت کی بنیاد بنایا اور اسے حملی
نے راجہ ہارے اطراف سے متفق ہو کر قلعہ ہانسی اور تھانیس کو فتح کیا اور نگر کوٹ کی طرف متوجہ ہوا اور باہر قلعہ کے خیمہ اور نگر کاؤند
کیا جب پردہ شہنشاہ اور حائل رویت ابھار ہوا اور خلق بادہ قوم سے فاعل اور مست ہوئی رائے ملی نے اس مجسوس کو جو مخلوق اور مجسوس
سنگ تراشان سحر آفرین تھا برہمن راہنہوں کو دیا تو اسے اس باغ میں کس نواح میں اتع تھا موضع لائق اور مقام تندر اور میں نصب
کرے برہمن اس مجسوس مصنوع عیشیہ کو گھٹا کر اس باغ میں لگایا اور جا بے مناسب ہم پہنچا کر مقام میں نصب کیا اور علی الصباح
جب نگار خاوری نے سردار پچھوہ زمرہ دی سے باہر نکالا باغیانان نے سرخوہ غفلت سے اٹھایا اور عادت قدیم کے موافق باغ میں متوجہ
ہوئے اور جو اس بت کی صورت اکثر اوقات دیکھی تھی اور خوب شناسا تھے فریاد برلائے اور جوش خروش کے ہندوؤں کو فوق و فوق میں
اکر اسکے ہونچے اور ان کی پیہمیں مبارکباد کہنے لگے اور یہ خبر جابجا منتشر ہوئی اور لشکر کاہ میں شو عظیم اور غوغاے شدید برپا ہوا
اور اسے دہلی اپنے فرزندوں اور عزیزندوں اور ہندوؤں کو اپنے ہر ایک نہایت شوکت و تحمل سے پیادہ پا رہندہ سرحدوں کی تعظیم
کی واسطے باغ کو روانہ ہوا اور رسم و رواج بالاکر مسکے قدم پر رکھا اور شکریہ قدم لگا کر باہر آیا اور یہ فرمایا جو یہ مبارک ایکسب
میں غزنین سے مسافت بعید طے کر کے بیان رونق افزہ ہوئے ہیں صوبت سفر اور کوشت راہ سے آج کے دن بستر خواب پر بہت
فرماؤ شیکے کل بارعام ہو گا عامہ کفار نے قبول کیا اور اپنے حال کے لائق ندرین اور صدقات اپنے اوپر چین اور لازم کیے جو کہ
روز اس بت کی خدمت میں پہنچا کر اس قدر چڑا ہوا کہ اس کے پاؤں پر گرایا کہ محمود کی روح پر متوجہ ہوتو ستا کی طرف رعونہ ہوئی اور وہ
برہمن اس بت سنگین کے پاس آیتادہ ہوا اور جو شخص اس کی زیارت کرتا تھا اس سے کتنا تھا کر دینے حکم عام کیا کہ قلعہ نگر کوٹ کو جو میرا
ہر جلد منہ اور نقویہ کو سپاہ ہند اورو سے خلاص ہفتاد قلعہ کی تعمیر تھی اور لوانہ محاصرہ میں مشغول ہوئی اور سلطان جو جس قلعہ کی
محافظت میں مصروف تھے پہلے ہی سے عدم شہادت کا اپنی نسبت قرار دیکر تیج اور بارہ کو مستحق کیا اور یہ چند اورو غزنیہ کے پاس چلا اور
میں اپنی عیسیٰ ملک طلب کی جگہ کے درمیان میں نفاق ہم پہنچا تھا اور ایک دوسرے کی نصیحت میں پڑا تھا تھنوں کی فریاد کو نہ پہنچے
مخصوص روکنے چاہا کہ کفار سے جان و عرض ناموس کی امان چاہی اور قلعہ کے سپر کیا اور لاہور کی طرف راہی ہوئے اور پناہنا ہے
جنس سے جائے اور اسے دہلی نے تجمانہ کی جو سلطان محمود نے مساک کیا تھا مٹ کی اور بت کو اپنے مقام پر نصب کیا اور جب یہ خبر لاہور پہنچا
میں مشہور ہوئی کفار مسرور و منتہج ہوئے اور ایام سابق سے بھی زیادہ قلعہ نگر کوٹ کے تیرتہ اور زیارت کو ڈوڑے اور بت پرستی بازار
گرم کیا اور ہند کے کفار کا یہ قاعدہ ہو کہ اس عظیم اور کار دشوار میں اس بت سے مشورہ کرتے ہیں اگر حاجت ہی اس کام کو ہر فایز کر کے
یونہی کوشش کرتے ہیں نہیں اس کام سے دست کش ہونے ہیں اور یہ امر اس زمانے میں سمجھنے مردم اس دیار میں جو دعویٰ بیان
اسلام کا کرتے ہیں اگر گہرا ہو یعنی اس جماعت بشعور سے لازم مشورت کیا لاتے ہیں اور یہ غیر فقہ جنس اس تہانہ میں نقصان دہ
کھینچتے ہیں اور اس صہ میں مملکت پنجاب وغیرہ میں وہ راجہ جو خیران لشکر اسلام کے خوف سے لوٹری کیلئے جنگ کلاں اور خیرون
میں دم دیا کر چھپتے تھے انھوں نے بھی ناظمی سے گڑھا یا اور تین اجڑ بدست نے اس ہمارا سوار اور پیادہ شیار لیکر لاہور کا محاصرہ کیا اور اسے اسلام
جو دودہن ابھر سوئی اطاعت دست کش تھے اور کچھ ہندی کر کے چھ سائے میں سے اپنی جاگرتا اور صاحب کیواسطے ایک دوسرے جنگ

و جہل رکھتے تھے کفار کی جمعیت اور چرات سے واقف ہو کر خصوصیت چھوڑ کر تمام موفقت میں آئے اور جو دو دن امیر سو دہ کی اطاعت کے بارہ بین عہد اور بیان بجا لائے پھر جمعیت اجتماعی انویج مسلح اور مکمل پہلو لیکر شہر سے برآمد ہوئے راجگان جب کیفیت حال سے واقف ہوئے بلا حینک بھاگے اور ۳۴ چار سو چونتیس سبھی میں موجود دے آنگین حاجب کو طھارستان کی طرف واپس کیا آنگین جب وہاں پہونچا خبر پائی کہ دواؤ ترکمان کا بیٹا دین میں آیا ہو لشکر کشی سے امیر کو طھائی کی اور جب اسکے قریب پہونچا پس دواؤ ترکمان لشکر اپنے مقام پر چھوڑ کر اور چند اشخاص اپنے چہرہ لیکر بھاگ گیا آنگین نے وہاں پہونچتے ہی بہت مرد اہل ہند اسکے لشکر کے قتل کیے اور بلخ میں آکر قبضہ کیا اور خطبہ امیر مودود کے نام پڑھا چند عرصہ کے بعد ترکمانان اس سے ملنے کو بلخ کے قریب آئے آنگین نے امیر مودود سے مرد چاہی جب التماس اسکی عرض قبول میں آئی مع فوج پھر کابل کے رہتہ سے غزنین میں آیا اور امیر مودود نے ۳۵ چار سو چونتیس سبھی میں بعض لوگوں کے غوائے تفہیم کے سبب بولی کو تو ال غزنین سے بچنے پر کراہو مجبوں کیا اور آخر کو جب سبھی اسکی ثابت اور تحقیق ہوئی قید سے رہائی بخشی اور پھر نہایت بولی مالک و رکھتالی غزنین پر بحال کیا اور وہی بن مقرر کو کہ وہ قدیم الایام سے درگاہ عرش شہنشاہ لاہور میں مبارک حضرت امام علی رضا علیہ السلام میں تھا اور اس عرصہ میں دیوان ہوا تھا اسے بھی قید کیا یہاں تک کہ وہ محبس میں فوت ہوا اور آنگین سے کچھ فصل رشتہ امیر مودود کو ناگوار خاطر ہوئے لہذا اپنے رہبر اسکی گردن ماری اور اس سال حکمانان ملک غزنویہ کی طبع میں بہت کی اطراف میں آئے اور سلطان مودود نے لشکر بھیجا جو طوکر فوجت کھا کر بھاگ گئے اور ۳۶ چار سو چونتیس سبھی میں خواجہ طاہر وزیر بابر سے بھی فات پائی اور خواجہ ابو الفتح عہد اوراق بن احمد بن حسن عیندی صدر روزات پر تھکن ہوا اور اسی سال طغرل حاجب کی بہت کی طرف روانہ کیا اسنے سیستان میں جا کر ابو الفضل کے بھائی اور زنگی ابو الفتح کو قید کیا اور اپنے چہرہ غزنین میں لایا اور ۳۷ چار سو چونتیس سبھی میں کمان سلجوقی جمعیت کے غزنین کی طرف متوجہ ہوئے جب بہت گزرے امیر کے مسافر خانہ کو غارت کیا طغرل مع لشکر غزنین تھا بلکہ کراہی میں معروف ہوا حینک شدید کے بعد ترکمانان نے نہایت پائی اور انہیں سے اکثر مقتول ہوئے اور اس فتح کے بعد طغرل گاہم سیرت بھارت میں گیا اور اس لاہیت کے ترکمانان کو کہ سرخ کواہ شہر سے قتل کیا اور انہیں کے بہت سپہر کے غزنین میں لایا اور ۳۸ چار سو چونتیس سبھی میں امیر مودود نے طغرل کو پھر مع لشکر لاہور بہت کی سمت بھیجا اور جب وہ تکلیا باد پہونچا سلطان کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور اسی ہوا اور جب یہ خبر امیر مودود کے گوش زد ہوئی آدمی اسکی استمالت یعنی اپنی طرف میلان سے اور رتبہ کرنے کو بھیجے طغرل نے جو اپنے بالک ایک جماعت جو امیر کی ملازمت میں ہو چھوٹے دشمنی رکھتی تھیں دربار جہنور میں حاضر نہیں ہو سکتا اسکے بلکہ امیر مودود علی بن خادم ربیع کو دس ہزار سوار سے اسکے ذبح کیا اسے بھیجا جب وہ اس حوالی میں پہونچا طغرل چند آدمیوں سے بھاگا اور علی نے اسکے لشکر میں کراہی کمال لٹا اور انہیں سے چند غزنین میں گرفتار کر لایا اور اسی امیر مودود نے حاجب بزرگ سلیمان کو غور کی طرف روانہ کیا جب غور کے قریب پہونچا وہ سچے غوری کو ہراہ لیکر حصار ابو علی بن گیا اور اس قلعہ کو فتح کر کے ابو علی کو غور کے مستبر سرداروں سے قضا دستگیر کیا اور یہ ایک قلعہ تھا کہ سات سو برس امیر حاجب کے پیشتر کسی سپہر قبضہ نہ پایا تھا وہ سچے غوری اور ابو علی کو زنجیر میں مسلسل کر کے غزنین میں لایا اور سلطان نے ان دونوں کی گردن ماری اور اسی سال امیر حاجب سنگین کو بہرام نیال کے تدارک کو جو ترکمانوں کا سالار تھا روانہ کیا اور بہت کی اطراف میں غزنین سکھ ہو کر خورسے آئے جو ترکمان بھاگ گئے اور ۳۹ چار سو چونتیس سبھی میں امیر مودود نے حد سے گزر کر سلطان کی فرمانی پر کراہی میں سنگین بابر تاخت لایا قزوار بھی حریف میں مشغول ہوا آخر کو بھاگ گیا پھر چند عرصہ کے بعد حلقہ اطاعت اپنے کالیں اکثر خراج سلطانی قبول کیا اور امیر مودود کے غزنین

میں آیا اور سب سے پہلے چار سو چالیس ہجری میں مودود نے اپنے دونوں بڑے بیٹوں کو یعنی ابوالفہم محمود اور منصور کو ایک دوسرے کے درمیان اور
 طبع علم دیا ابوالفہم محمود کو لاہور میں اور منصور کو برسر کپورت رواد کیا اور ابوالعلی کو تال غزنین کو فوجدار کر کے ہندوستان بھیجا تو
 وہاں کے سرکردوں کو گوشمالی دیکر راہ رست پر لاوے ابوالعلی پہلے پیشاور میں گیا جب قلعہ بستیلا کا آہنگ کیا آئین نام حکم قلعہ کا کاغذی
 جو انھا جریدہ بھاگا اور ابوالعلی نے ہجری نیک جو ہندو کا سر اٹھا اور سلطان محمود کے عہد میں خدایتین کے عمر گزرا فی تھی بعضے امور کے
 سب سے بھاگ کر ہندوستان آیا تھا اور کوہما سے کشمیر میں بسو لیا تھا ابھی بھیکراستان بہت کی اور اپنے روبرو طلب کیا اور عہد و
 بیان اور فوج قزاق کے بعد غزنین بھیجا امیر مودود بھی مقام القعات میں آیا اور اسے تسلی فرمائی اور اسے حبیبین کو تال سندھ میں
 تھا اسکے دشمنوں نے از روئے حسد جی خبریں امیر مودود کے خاطر نشان کی تھیں لہذا حبیبی کو تال مع مال سیاف غزنین میں یا امیر مودود نے حکم دیا
 قید کا دیکر میرک جن میں نے سپر کیا چار روز کے بعد دشمنوں نے اسے قید میں ہلاک کیا اور جو ہندو کو کی بے رضی مودود اس فضل کے ہوئے تھے اس
 خون کے اخفا کے لیے امیر مودود کو سرور و مسرت کی تہنیت دینے لگے تھے تو اور چیزوں میں مشغول ہونے سے چند مدت بعد عمل پوشیدہ رہنے والا
 امیر نے سفر کا بل اختیار کیا اور چاہا کہ وہ اپنے خراسان جاؤں اور وہ مملکت تراکیم کے تصرف سے براوردہ کروں جب سجاد اور لہو کو وہ کی فوج
 میں ہو چکا قلعہ سیالکوٹ پر گیا تاکہ جو خزانہ وہاں ہو اٹھا لاؤں اتفاقاً امیر مودود جس قلعہ میں توجہ کی سیاری میں مبتلا ہوا اور روز بروز
 مرض دور و رفت بڑھتا تھا چار عہد الزرق وزیر کو سبستان کی طرف جو بلو قیون کے تصرف میں آیا تھا بھیجا اور خود محض میں دیکھنے لگے مگر
 سوار ہو کر غزنین کی طرف مراجعت فرمائی جب غزنین میں پہنچا میرک دیکل کے عین مرض میں تھیں کیلیف کی کاہلی کو قید خانہ سے رہا کر کے حاضر ہو کر کھیل
 نے جیلے پیش کر کے ایک ہفتہ کی صحت طلب کی ابھی ایک ہفتہ گذرا تھا کہ امیر مودود نے جو بیسویں جب اسکے ہجری کو عالم غانی سے
 انتقال کیا مدت اسکی سلطنت کی نو برس تھی کہ تین سال دارالافترا اور بامیہ کے تمام ملوک امیر مودود سے تہمت لے گئے کہ اسے سال دشمنی سے
 مدد کر کے نکان سلجوقی کا ہاتھ بلاد خراسان سے کوتاہ کریں چونکہ طالع کا قوی تھا ہاں کام کیا تو سلطنت ابوجعفر مسعود بن مودود
 بن مسعود بن محمود غزنوی کا جب مودود نے رحمت بعزم سفر آخرت یافتہ تھا علی بن یحیٰ خادم جو دعیہ بادشاہی کا تھا تھا مسعود بن
 مودود کو کھٹکھٹا ہوا لٹھا تخت غزنین پر بٹھایا چونکہ انگلیں حاجکے امرا سے عہد سلطان محمود غزنوی سے تھا اس میں شریکینہ اسکے اور علی
 بن یحیٰ کے دو بیان جنگ کی نسبت اتنی غزنین کے تمام باشندے مسلح ہو کر با سنگین کے مکان گئے اور سلطان مسعود کے تمام فرزند و بیٹے
 ابوالحسن علی بن یحیٰ بن یحیٰ چاہتا تھا کہ اسے منع کرے وہ ہفت بھاگ کر با سنگین کے پاس گیا اور انگلیں نے ارکان دولت کے اتفاق
 سے مسعود بن مودود کو باد صفت اسکے کہ بائیں چہ روز بادشاہی کی تھی خلع کیا اور اسکے چچا ابوالحسن علی بن مسعود کو تخت نشین کیا تو
 سلطنت ابوالحسن علی بن مسعود بن محمود غزنوی کا محمود کے دن غرہ شہان اسکے چار سو اکتالیس ہجری میں سلطان ابوالحسن علی
 بن مسعود نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مودود کی زوجہ جو جعفر بیگ کی دختر تھی اپنے عقد کاح میں لایا اور علی بن یحیٰ خود ہو کر میرک
 وکیل کے اتفاق سے زوجہ ابوجعفر راٹھ سکا لیکر ایک جماعت امرا اور غلاموں نے اتفاق سے پیشوا و کلبا فہ بھاگا اور اس خطہ کو ملتان اور
 سندھ تک اپنے قبضہ میں لایا انھوں کو جو ظلم و جور سے خرابی کرتے تھے بعض بے شمیر مطیع و فرمان بردار کیا اور سلطان ابوالحسن علی نے اپنے بھائیوں
 کو حکام و ان شاء اور انہیں حشاہ نام تھا قلعہ نانی سے دارالامان غزنین میں طلب کر کے سفرز اور کم کیا اور جو ذکر خروج عبدالرشید کا
 در میان میں تھا خزانہ کا و درازہ کھلے بہت مال دیوں کو عنایت کیا لیکن مفید نہ ہوا اور عبدالرشید نے اسی سال کے اخیر میں غزنین
 میں پہنچ کر اسے منہزم کیا اور خود مالک تاج و تخت ہو کر عزت میں بسو لیا ابوالحسن علی بن مسعود کی مدت سلطنت نے دو برس و رازی
 قبول کی تو کر زین الملک سلطان عبدالرشید کی سلطنت کا سلطان عبدالرشید رو بہت صحیح سلطان محمود غزنوی کا بیٹا

اور دودو کے حکم سے وہ اس قلعہ میں جو گیت اور اسفراہین کے درمیان واقع ہو محسوس تھا عبد الرزاق بن حمر بن مہندی
 اٹھارے راہ میں مودود کے فوت کی خبر سن کر سیستان کی فتح عزیمت کی اور قلعہ کیا آباد میں اگرچہ عرصہ تمام کیا اور خواجہ
 ابو الفضل اور رشید بن التوتاش حاجب نوشنگین حاجب کے اتفاق سے آخر سال ۴۸۰ھ چار تینتالیس ہجری میں عبد الرشید کو کہ سلطان
 مودود نے بھی اپنی حیات میں انکی سلطنت کی وصیت کی تھی قید سے رہائی بخشی اور بادشاہ بنایا اور کوچ کوچ غزنین کی طرف
 روانہ ہوا سلطان ابو الحسن علی بن مسعود اس کے خوف سے بھاگ گیا اور سلطان عبد الرشید فراغ خاطر و طہنیاں تمام اپنے آبا اور اجداد
 کے تخت پر متمکن ہو کر امور ملکی اور مالی میں مشغول ہوا اور سلطان ابو الحسن علی کو دستیاب کر کے قلعہ ندی میں قید کیا اور علی بن یحییٰ کو
 جو ہندوستان میں تھا اور تسلط تمام پیدا کیا تھا انواع تدریسات سے اپنے رویہ رو بگایا اور نوشنگین حاجب کے خفی کو ہندوستان کا بلایا
 کیا اور امرائے عالی شان اور سپاہ نمایان اس کے ہمراہ کر کے ملکہ لاہور کی حکومت پر بھیجا اور اسے اس خبر و دین تھی قلعہ کر کوٹ کو کہ اس پر
 کفار سابق فرتون سے منصرف ہوئے تھے پانچ چھ روز کے عرصہ میں ان کے قبضہ سے برآمدہ کیا اور طغرل حاجب جو سلطان مودود
 کا سالار تھا اور بن اسکی سلطان مودود کے سلک ازواج میں نظام رکھتی تھی سیستان بھیجا طغرل نے سیستان کو مسخر کر کے جمعیت تمام
 بہرہ پونجائی اور سلطنت کی حکمران غزنین کی طرف متوجہ ہوا عبد الرشید اسکا ارادہ بھکر غزنین پہنچا جس میں جو طغرل نے مسخر کر کے
 عبد الرشید کو مسخ دیگر اولاد سلطان محمود کے کو شخص تھے سب کو تیغ سیریلے سے قتل کیا اور دختر مسعود کو اپنے چہلچراہ میں لاکر طغرل
 کا فریاد مشہور ہوا اور نوشنگین کبھی جو عبد الرشید کے حسب حکم لاہور سے برآمدہ کر پشیا اور کے اطراف میں ہو چکا تھا نامہ شہر محبت دوستی
 بھر کر کیا لیکن نوشنگین کو خفی طیش میں آیا اس کو نہ تک کا فریاد کے کہ کتاب کا جواب بغلط تمام لکھا اور دختر مسعود کو خفی دیکھ کر توب
 بھیج کر اسے طغرل کے قتل پر ترغیب کی اور اسی طرح بعضے امرائے غزنویہ کو جو پروردہ نعمت خاندان محمودی تھے مکانات تحریر
 کیے اور انکو اعمال قبیحہ طغرل سے اغراض کرنے میں نہایت تنبیہ اور سرزنش کی اس سبب سے سید کی رگ حمیت و غیرت جرات
 میں آئی اور طغرل کے قتل پر اتفاق کیا اور بروز تور و سلطان محمود نے تخت پر بادشاہی کے بارعام کیا تھا سب نے
 جرات کا قدم آگے بڑھایا اور اس کا فریاد صاحب کش کو کہ چالیس دن سلطنت کی تھی قتل کیا نوشنگین کو خفی اس حادثہ سے چند روز
 کے ہی فرین میں پہنچا شہر و اعیان کو جمع کر کے ہمراہ ناصر الدین سیکنگین کی اولاد کی تلاش کی کہیں سے یہ شخص قلعہ نہیں
 زندہ تھے انکا نام فرخ زاد اور ایرامیم اور شجاع تھا انہیں سے قرعہ اختیار سلطنت کا فرخ زاد کے نام پر اسے بلوا کر بلوچان ہاتھ
 تخت سلطنت پر بٹھایا اور اسکا حلقہ بیعت اپنے کاں میں ڈالا عبد الرشید کا مدت سلطنت بہت درخشی اور طغنا ناصری میں
 وارد ہو کر طغرل کا فریاد سے پوچھا کہ کس واسطے تو نے ملک سلطنت کی طمع کی بولا جس وقت کہ سلطان عبد الرشید مجھے سیستان بھیجے
 لگے اور ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ کر عہد کرنے لگے اس وقت ایسا خوف و ہراس غالب ہوا کہ ہاتھ اسکا کاچنے لگا میں سمجھا کہ یہ فریاد شاہی
 کے لائق نہیں رہ چکا ہے ملک سلطنت کی طمع نے غلبہ کیا اور اس راہ میں سہی کر کے اپنی مراد کو پہنچا مصرع سلطنت گریہ یک
 لفظ بول دھتھم است مدت سلطنت عبد الرشید کی برس روز سے بھی کم تھی جو کہ جمال الدولہ فرخ زاد بن سلطان مسعود
 کا جب سلطان فرخ زاد نے تاج شاہی زیب سرفرازا تدریس ملک کی زمام نشنگین کو خفی کے قبضہ ہتمام میں سپرد کی اسی
 عرصہ میں داؤد سلجوقی انقلاب دولت غزنویہ سے آگاہی پا کر غزنین پر تاخت لایا نوشنگین کو خفی باسقا تمام اس کے
 محاربہ کے آہنگ میں غزنین سے برآمدہ ہوا اور بعد تلاحی کے فریقین دست ہمشیر نیزہ دتیر ہو کر ہمالی ایک دوسرے
 کی کرنے لگے اور طلوع صبح سے غروب آفتاب تک دونوں قوم کے مابین کارزار بین شجاع کب ایک دوسرے نے نہایت دباؤ

کرنے کے سوا دوسرے کام میں مصروف نہ ہونے تھے عاقبت الامر نوٹنگین کرنی منظور ہو اور ۱۷۱۵ء کا پارسے قرار جگہ سے
ہنگلیا راہ فرار پانی غزوہ سلجوقیہ کا پھینکا کر کے ساز و سلب نکال دئے اور فتح و فیروزی غزنین میں بازگشت کی اور فتح فرخ زاو کے
لیے سبب تعلقات ہوئی باریقی تمام سپاہ نصرت انجام پڑا لیکن اعلام توجہ خراسان کی طرف بلند کیے اور سلجوقیہ کی طرف سے کلیسارق نے
جو ان کے امراء سے عظیم سے تھام لشکر فراوان استقبال کیا اور قرصین کے مقابل ہو سکے بعد اتش حدائق قتال سقد شعلہ زن ہوئی کہ شہر
میدان فصاحت اور چابک اران حرکت بلاغت کی زبان کی صفت سے عابد و قاصد ہو کر رہیں تھیں یہاں تک کہ انہی نے فتح و ظفر غزنیو
کے شام پر چلی کلیسارق اور چند شخص اور عیان سلجوقیہ سرخیز قندیں میں سر ہوئے اور جب یہ خبر جبریک سلجوقی کو پہنچی پنے خزانہ الپ سلمان
سلطان فرخ زاد کے مقابلہ کو روانہ کیا اور سر سے نوٹنگین کرنی اسکے محارب کو متوجہ ہوا اور تیرہ سلجوقیہ کو صورت فتح شاہ ہوئی اور بعض حیان
غزنین ان کے سپرد و سیکر ہوئے الپ سلمان نہایت شہرت اور شوکت سے رحبت فراتی فرخ زاو نے جب صورت حال مطلع سے معاند کی کلیسارق
کو مع تمام متعلقان سلجوقیہ قید سے رہائی بخشی اور خلوت اسے خانہ سے مخلص فرما کر آزاد کیا جو قیون نے بخت انسانیت کی بھی انھوں نے بھی
اسی ان غزنین کو رعایت کر کے مطلق العنان کیا اور سلطان فرخ زاد و روضۃ الصفا کی روایت سے مسعود کا فرزند ہوا اور بقول حمد مستوفی
پسر عبدالرشید چچ بریں و شاہی کی اور شہسہ چارہو بچاں بحرین علی رضہ قونج کے سب سے عالم باقی کی طرف متوجہ ہوا اور قبل اس سے ایک
بزرگ کے غلاموں نے جو قوت کہ وہ جام میں تھا اسے قتل کا بیڑا اٹھا کر اتفاق کیا اور جام میں داخل ہوئے اور اسے ان کے حال اطلاع
پاکر شہسہ چچ بریں کی وراستہ گرد گئی باغت و رعایت میں مشغول ہوا کہ غزنیہ دار ہو کر جام میں آئے اور ان غلاموں کو قتل کیا اور اس قضیہ کے
بعد فرخ زاد ہمیشہ موت کا ڈر ورنیکا کی خفارت کیا تھا ہر سال اسی حق کی ایک عادت کہی و آل میں وزیر آئیں کا حسن بن
مہر ان تھا اور وزیر میں کو بکریں لے کر ذکر سلطنت لکھ لکھ کر سلطان ابراہیم بن سلطان خود غزنی کا اسکے بعد سلطان
فرخ زاد کے خاندان میں ہوا سلطان ابراہیم لاپنے وجود راہ جو سے صدرایالت کو راستہ کیا اور دو ایک بادشاہ نہایت زاہد و عزم
تھا اور باوجود غلظت و غلظت و رجوانی ترک لذات نفسانی کر کے ماہ جبہ و رشبان کو باہ رمضان کے ساتھ انعام دیا یعنی ہر سال تین مہینے
صاحب فرما کر اور تیرہ سال مودت اور رعیت پروری میں بروہا میں قیام کرتا تھا اور غیرت مہر ت اور دوش میں مہار فرما تھا جیسا
کہ ایک دفعہ لکھا ہے کہ ہر سال ایک مرتبہ امام اصف سجاد ندی کو اپنی مجلس میں بلواتا اور وہ خط کہتے ہیں شول دوتے اور
لوگوں کی نصیحت کرتے اور وہ بزرگوار سلطان ابراہیم سے کلام بے محابا کر کے اور سلطان اس امام بگمانہ کی درستی سے آوروہ نہوتا
اور خط نسخ بہت خوب لکھتا اور ایام سلطنت میں ایک مصحف اپنے خط سے انعام کو پہنچا کر ایک سال کہ سلطان اور ایک ال مدینہ شریف
میں بھیجتا تھا کہ تین میں ایک چھ مصحف اسکے خط کے حضرت رسالت پیادہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کتب خانہ میں موجود ہیں
اور سلطان ابراہیم کو اول سوارت جلوس میں سلجوقیہ نے صالحو کا اتفاق پڑا اس جگہ پر کہ کوئی فریقین سے قصد ملک دوسرے
کا نہ کرے اور رعایا کو کہہ دئے انہی میں حضور اور نہایت نہ ہو چکا ہے اور دوسرے سلطان ملک شاہ جو تکی کو اپنے فرزند مسعود کے
عقد کج میں لاکر اب مصداقہ وقت مقصود کیے کہ تین ہفتہ میں اس کے صلح واقع ہو سلطان ملک شاہ سلجوقی کے لیے دوش فرخین پر
عوامیت کی سالانہ اور ہفتہ میں ہر کو ایک تیرہ سو جی اور شامے ان غلوں کے سلطان ملک شاہ سلجوقی کے ہاتھ کو پہنچا
صبح اشرت میں پہنچا کہ سلطان ملک شاہ کو تیرہ ہفتہ کے واسطے بہت سی مرغیہ خریدیں کی ہو یا عین ہمارت پسند ہوا
طر فقیہ نظام سے کہ اس قدر عین ہمارت کو شش مہندول لکھ لکھا کہ سلطان ملک شاہ بجلت نام میں لایا ہے میں نے یہ تو جمع
ہم سے نجات ناکلی پاوین اور ہر چہ عیا کر تیار ہے داسطے سروان کا قرار کیا ہو مضاعف کے عزایت و طاعت مہندول لکھ لکھا اور

یہ تاریخ فرشتہ اردو ہے جس میں ہر سال کی تاریخ درج ہے

یہ مکتوبات ایک کو دیکر کہا کہ سلطان ملکشاہ اکثر اوقات صید و شکار میں غول رہتا ہر فرصت کا وقت نگاہ کھیتو تاکہ شکار گاہ میں
 تجھے اسکے پاس لیجاوین اور عرض سلطان ابراہیم کی اس تعلیم سے بھتی کردہ مکتوبات ایسے مقام میں ملکشاہ کے ہاتھ آوین
 کہ امر اسکے ہمراہ سنوں اتفاقاً اندرون میں سلطان ملکشاہ نے قصد سفر میں نزول کیا تھا اور ایک روز شکار کیلئے اسطے برآمد ہوا
 شہنشاہ کے حکام میں فغان صید گاہ اسکے پیکر سلطان ملکشاہ کے روبرو لیگے سلطان ملکشاہ نے پوچھا یا تین نشان کہنے لگا سلطان
 نے فرمایا اے چندان زیادہ مارہ نور راست براست اقرار کرے جب خون نے شاہ کے حکم کے موافق عمل کیا تو اس سلطان ابراہیم غزنوی
 کا پیاک چون مجھے اس اردو میں بھیج کر چند مکتوبے بے بین جب مکتوبات اس سے لیکر سلطان ملکشاہ نے اسکے مضمون پر اطلاع
 پائی اس مضمون کا اظہار مناسب نہ کیا اور عنان عزیمت اس راہ سے مسطوت فرما کر اپنے دار السلطنت کی طرف راحت کی آفر لا رہتا
 حیثیت کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ جلد ہی ویرات سلطان ابراہیم سے تھا اور سلطان ملکشاہ سے منقول ہر کہ حقیقت حال کے دریافت ہو چکے
 بعد فراماتا تھا کہ چند سلطان ابراہیم شاہ نے پیکر حیدر اسو اسطے لیا تھا کلاقت مقابلہ کی نہ کھاتا تھا اور تعین جانتا تھا کہ اگر جنگ کی ہم واقع ہوگی
 میں مغلوب مطلق ہوگا لیکن جو میں اسکے کرو ترویر سے اس عزیمت سے باز رہا گو یا وہ ہر غالب آیا جب ابراہیم سے ہو گا دل سلجوقیہ
 کی طرف سے مطمئن ہوا لشکر ہندوستان کی سمت روانہ کیا اور اس دیار کے بعض مقام جو ہوتے تک فتح نہ ہوئے تھے مسخر اور مفتوح
 کیے اور شکار چار سو بہتر بچہ میں سلطان ابراہیم نے خود ہند کی طرف ہزیمت فرمائی اور قلعہ اجوہن کو جو سابقہ میں شیخ فرخ شکر گنج کے
 مشہور ہے اور لاہور سے اس قلعہ تک سو کوس کی مسافت ہے محاصرہ کر کے منور کیا اور اس فتح کے بعد دوسرے قلعہ پر جسے دہال کہتے تھے متوجہ
 ہوا اور وہ قلعہ پارتے قلعہ پر واقع ہو کہ ایک سمت دریا اور دوسری طرف جنگل حائل ہے کہ درختان گرد اور غیر کے قباب کی شعاع کا
 اس میں گزر نہیں ہو سکتا اور اسکے اکثر اشجار پر زہر دیا گیا تھا کہ اس حصہ کے نیچے کھڑے ہونے اور جنگ کر کے جگہ نہ تھی
 سلطان ابراہیم نے ہر پنج طرف اس قلعہ کی تعمیر میں مصروف رکھی اور لشکر کو آراستہ کر کے جنگ کی مینا ڈالی اور نایاب رات ربانی اور قوت سپاہ
 اسلام سے اسکے بھی غوطے عرصہ میں فتح کیا پھر وہ اپنے عنان عزیمت دوسرے شہر کی طرف اس سے قریب تھا اور درہ نام رکھتا تھا
 مسطوت فرمائی و ان کے باشندے خراسانیوں کی نسل سے تھے کہ فراسیائی انکی سرکشی سے بہتنگ اگر زن فرد ولایت خراسان سے
 ہندوستان کی جانب نکال دیا تھا اور آدمی اس شہر کے تمام اس جماعت سے تھے اور بیکاد سے ہوئے و و صلت نہیں کرتے تھے اور صنام
 کی پرستش اور انکی فسق پر شیفہ تھے اور وہ شہر نہایت آباد اور معمور تھا اور ایک حق بن شہر میں تھا کہ قطر اسکا نصف مربع اور
 قلعہ اسکا گہرائی کی کثرت سے دریافت ہوتا تھا اور ہر چند تمام سال آدمی اور چوپائے اسکے آئین سے پانی پیتے تھے مگر کھانا و
 مٹھوس ہوتا تھا اور جنگل کی کثرت سے جو اس قلعہ اور شہر کے گرد و آفاق تھا آمد و شد کا بہتہ دکھائی نہیں دیتا تھا اور لوگ ہندو سبب
 اسکے کہ غلبہ اس جماعت پر جملہ محالات سے جانتے تھے انے متوجہ اور مزاحم نہیں ہوتے تھے اور سلطان ابراہیم کو اس سفر میں راہ ہمارے
 دشوار بہت پیش آئیں جب اس جنگل میں پہونچا کئی ہزار پیادہ ہزاران رشتہ کے قطع کر کے اسطے پیشہ پروانہ کیے تھے تاکہ ان دشمنوں کو
 قطع کر کے راہ کشادہ کریں اور لشکر کے لوگ اس میں بغیر غمت تمام گزر کرتے تھے خلاصہ یہ جب طریق سے اس شہر کے حدود میں پہونچے موسم
 ہر شکار ہند آیا اسکے سبب تین عینے تاکہ کفار کے مستقر میں توقف کیا اور باعث کثرت یاوش بہت محنت اور مشقت کی اور بعد مرور
 برسات ۱۱ موسم برسات نہایت شوخ نشان سے اس شہر کے کنارہ کیا پہونچا بھیج کر دعوت اسلام کی جب فوج کے قبول کیا کارزار میں مصروف ہوا جب رات
 اس قلعہ کو مفتوح کیا اور ایک لاکھ ہندی تیرہ کر کے غزین لگییا اور عنان کو سپر قباس کر سکتے ہیں اور منقول ہر کہ ایک وزیر سلطان
 ابراہیم غزین کی طرف جاتا تھا ایک حالی یعنی یوچھا اٹھانے والے کو دیکھا کہ بھانڈا میں ہر سر پر رکھے ہوئے تھے عمارت لٹانی کو اسطے بیٹھا ہوا

اور اس پر جو جسے سے رنج اور شقت نہایت کھینچا ہوا سلطان کو اسکے حال کا حال فرمایا کہ یہ تیر بھینکے اسے سنا بیاہنے کے
 بھینکے یا اور وہ پتھر بیدار نہیں پڑا رہا بھینکے کے دھان پر پڑے تھے پتھر کے سنگ وہ پڑے سے دو ٹھیک آ کر بھینچے تھے یعنی بھینکے
 تھے ایک دن ایک مقرب نے سلطان ابراہیم کو عرضداشت کی کہ اگر حکم ہو وہ پتھر میرا لے آٹھا ڈالا جائے کہ یہ مصلحت سے غالی نہیں ہوا
 نے عرضداشت کے ناصیہ پر دستخط کیا کہ پتھر سابق میں حکم اس پتھر کے گرا دینا تھا اگر حکم اسکے آٹھا دینا تھا تو خلیفہ نے میری بے وفائی
 قول پر گمان کر لیا اور یہ امر بادشاہان صاحب قدار کو لائق و سزاوار نہیں منقول ہو کہ وہ پتھر اسی طور سے بہرام شاہ کے آخر
 دور تک پڑا رہا اور سلطان ابراہیم کے لفظ کی تفہیم کیو اسطے کوئی اسے نہ آٹھا تا تھا اور سلطان ابراہیم کے جھپٹنے سے زندہ چلا گیا
 دختر تھیں بیٹیاں سادات عظام اور علمائے عالی مقام کو دین وفات اسکی ایک وایت میں لکھا جا رہا کہ اسکی ہر سیر ہوئی ہیں اس علم
 دولت اسکے گنتیس سال ہوئے اور بقولے سلطنت پر عدت اسکے سلطنت کی بیالیس برس تھی وزارت اسکے اوائل ایام میں تھوڑی سی
 تھندی اور خواجہ مسعود رحیمی کے تعلق رکھتی تھی اور بعد ازاں آخرین عبد المجید احمد بن عبد الصمد نے وزارت کا نشان بلند کیا اور اس کی
 مع میں ابوالفرج نے قصیدہ کہا کہ مطلع اسکا یہ ہو شعر تر تیر تیر فضل وقادہ جو دور رسم وادہ عبد المجید احمد عبد الصمد نے ہشتاد
 ابوالفرج سلطان ابراہیم کا معاصر تھا سیستانی الاصل جو ابوالفرج غزنوی بھی کہتے ہیں اور غنصری اسکا شاگرد ہوا اور عدت دولت ابوالفرج
 سمجھو رہی ہیں کہ وہ امراتے سامانیہ سے مخافروغ پایا اور مداح اس خاندان کا رہا اور وہ ایک مرد نہایت جتھم اور صاحب چاہ تھا اور
 آل سمجھو سے اسکو انعام اور اکرام بتایا حاصل ہوا تھا علم شومین نہایت ماہر اور صاحب فن تھا جیسا کہ ایک نسخہ میں ہے ہندو
 کے رکھتا ہوا اور اکابر رسائل میں شمار اسناد ابوالفرج کے استشہاد کے واسطے لائے ہیں اور یہ قطعہ عرقا سے
 مغرب است در بین دور غری بہ خاص از برائے محنت و غم زاد آدمی ہر جن گرد عالم صورت پر آدمی و مخمور آدمی و مخمور آدمی
 کہ کس قدر خوش گزشتہ محنت است کہ کس را نداده اند برات سلی پوزر سلطنت علاوہ کسے سو دین ابراہیم بن مسعود
 غزنوی کا۔ سلطان مسعود اخلاق حسنہ اور سخاوت وافر میں انصاف رکھتا تھا اور عدل انصافین کو شش کرنا عوام
 غنصری جو کہ ظہور میں آئے تھے دفع کیے جا گئے اور تعلقہ کہ سلطان ابراہیم نے ملک اور امر کو عنایت فرمائے تھے بحال رکھے
 خواہ سلطان غنصری جو قی سے ہمد عراق کو اپنے عقد کلاچ میں لایا اور اسکے عہد میں حاجب طغاکین مقلعہ لاہور میں تھان
 کی سپہ سالاری پر فائز ہوا اور آپ گنگ سے عبور کر کے ایسے مقام میں پہنچا کہ سلطان محمود کے سوا کوئی شخص نہ کر سکا
 دھان نہ پہنچا تھا تاخت و تاج کر کے ساگ تھا لاہور کی طرف سعادت کی اسکے بعد سلطان مسعود نے سولہ برس کا بچہ خوش
 و خوش گذران کر اور آخر سنہ پانچویں ہجری میں عالم فانی سے دارالباقی کی طرف راہی ہوا اور تاریخ مزیدہ میں تحریر ہو کہ مسعود کی
 وفات کے بعد اسکا بیٹا کمال الملک و لہ بشیر زاد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور ایک برس سلطنت کر کے سنہ پانچویں ہجری میں باقی سے اپنے
 بھائی ارسلان کے مارا گیا لیکن اب وہ مورخوں نے مسعود کے ذکر کے بعد یہ سطر ارسلان شاہ کا ذکر کیا ہے۔ ذکر ابالبت سلطان الدولہ
 ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی کا۔ جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا اپنے بھائی کو قدار کے عجیب کیا کہ ہر شام
 بھاگ کر سلطان سحر کے پاس پہنچا اسوقت سلطان سحر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملکشاہ کی طرف سے فرسان کا فرمان دیا تھا
 ہر چند ارسلان شاہ نے بہرام شاہ کے بارہ میں خط لکھا اور کلاچ کی اسے قبول نہ کیا بلکہ بہرام کی مدد کے واسطے خود علم توجہ
 غزنین کی طرف دیا لہذا ارسلان شاہ نے یہ خبر سنا کہ اپنا ایلچی سلطان محمد کے رو بہو بھیج کر اسکے بھائی سلطان سحر سے شکایت کر کے
 انہاں کی کہ اسے اس ارادہ سے باز رکھے سلطان محمد مقام صلاح میں ہوا لیکن بغیر خط ارسلان شاہ کے سلطان محمد کی طرف سے یہ خبر

لہذا اس میں اسکا قصیدہ ایک کتاب ہے

اپنی مان مہد عراق کو جو سلطان بخر کی بہن تھی مع دولاکہ دنیا را اور تخت بسیار سلطان بخر کے نزدیک بیکر طالب صالحہ ہوا چونکہ
مہد عراق سیکے ظلم اور بھائیو کے قتل ہونے سے انوار حقوت بہت میں گرفتار اور نہایت بچیدہ تھی سلطان بخر کو رست میں پہنچا تھا بہتیں
وحشت انگیز ہو چکا تھیں اور غزنین کی روانگی کے باہرین بھر کیا سلطان ارسلان اپنی والدہ کی طرف سے بھی طر جمع کر کے ہیزہ جنگ میں
مشغول ہوا اور تیس ہزار سوار اور پیادہ ہزار ہشتاد اور ایک سو ساٹھ زنجیر قتل لیکر غزنین سے ایک فسخ پر بادشاہ خراسان کے مقابلہ میں صفوت
جہگ ر استر کہیں اور دونوں طرف سے لڑا کی گھمسان ہوئی اور سپاہ کثرت سے کام آئی اور افضل ملک سیستان کے آغا جلالہ سے
کہ چہرا ملک بخر ظاغز نوی منہم ہوئے ارسلان شاہ تاب مقابولت کی بنا لایا ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور سلطان بخر غزنین میں داخل ہوا
چالیس روز اس شہر میں توقف کیا اور وہ ولایت بہرام شاہ کو ارزانی رکھی پھر عنان توجہ اپنی ولایت کی سمت معطوف فرمایا ارسلان شاہ
نے جب سلطان بخر کی خبر سنا وہ سنی لشکر ہندوستان جمع کر کے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ عدم اتحاد کے سبب
تاب مقابولت نہ لایا اور قلعہ بامیان میں جمع ہو اور آخر کو سلطان بخر کی تقویت اور مدد کو غزنین میں آیا اور ارسلان شاہ نے کھانوں کے
در بیان میں بھاگ سلطان بخر کے لشکر نے تباہ کر کے گرفتار کیا اور بہرام شاہ کی سپردگی میں چھوڑا اسے قتل کیا اور حکومت میں
منتقل ہوا مدت ایک سلطنت کی تین سال تھی اور تیس برس کی عمر کھتا تھا اور طبقات نامی میں مسطور ہے کہ سلطان ارسلان کے
عہد میں حوادث عظیم واقع ہوئے جبکہ آسان سے آگ اور صاعقہ آئے اور اسکے سبب سے اکثر مکانات اور بازاریں جل گئیں کہ سقر اللہ
بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا - وہ بادشاہ ذی شوکت اور صاحب شہمت تھا اور علما و فضلا کے ساتھ بیٹھتا اور انکی صحبت دوست
رکھتا اور ہر شخص پر بقدر علم و فضل رعایت کرتا اس واسطے اس زمانے کے فضلا نے باہر شریف اسکے کتب تالیف فرمائی ہیں اور بعض ظا
میں مشغول ہوئے ہیں چنانچہ شیخ نظامی گنجوی نے مخزن الاسرار کے نام پر کئی اور سید حسین غزنوی نے اسکے روز جلسہ یعنی سر سلطنت پر
جلوہ گر ہو چکے دن ایک نصیہہ اسکی طرح میں انشا کر کے سلطان بخر کے حضور پڑھا تھا اور مطلع اسکا یہ ہے مطلع منادی برادر ہفت
آسان کہ بہرام شاہ است شاہ جہان اور کتاب کلیدہ اور منہ اسکے عہد میں عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوا اسکے نام فرین ہوئی
کہتے ہیں کہ شطرنج اور کلیدہ منہ کو بادشاہ ہند نے نو شیراز عادل کیواسطے بھیجی بڑ چہر نے بہشت تمام اس کتاب کو زبان پہلوی
کہ عبارت فارس قدیم سے ہونے ترجمہ کی اور شطرنج میں فکر بہت کر کے اسکے کھیلنے کا طریق دریافت کیا اور ساتھ اسی کے کہ اسکو لایا تھا کھیلنا
پہلی مرتبہ قائم کیا اور دوسری بار کیا اور مقابل اسکے نزو آخراج کر کے اسے ہندوستان کے پاس سال کی اس بار کے بل ٹکرا اور
دانشندان کے دریافت سے عاجز ہوئے اور آخر کو اس سفیر سے کرایا تھا چالین اسکی یا دکن اور اہل ہند شطرنج نے تخریج سے
اشارہ وہ ہو کہ غیر و شر انسان سے ہو اور امور عالم سچی و کوشش سے حال ہوتے ہیں اور امور میں قضا و قدر اور راجع علم ہی کو
غل نہیں شل از دیاد مال و جاہ و کسب علوم اور شل اسکے اور بڑ چہر نے اسکے مقابل نزو استنباط کی ایسا یہ ہو کہ سچی کو
جہان کے کارخانہ بن چندان داخل نہیں ہو اور اکثر ساتھ قضا و قدر کے متعلق ہو اگر تدبیر تقدیر کے موافق ہو ورنہ آنا پر آسان
طاس نزد شل فلک کو کہتے ہیں شل انجم کے جو نقش کر ساتھ خام قدرت کے کہتے ہیں نقش ہو موافق اسکے کھیلنا و جب ہو اور کھیلنا
عقل و تدبیر سے عبارت ہے اور بارون رشید کے عہد میں کتاب کلیدہ دومند کو ابن المقفع نے زبان پہلوی سے عربی زبان میں ترجمہ کیا اور
عہد سلطان بہرام شاہ میں عربی سے اس زمانے کی فارسی متعارف میں بنام اسکے تالیف کی اور اسکے بعد گامین اعظا کا شفی نے
سلطان حسین مرزا نے حصہ میں اس فارسی خالق کو عبارت فارسی میں سر کے شمار عربی متوفی کیلئے اور کلام انوار پہلی کھا اور سلطان
بہرام شاہ نے اپنے عہد دولت میں چند مرتبہ ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر متروک اور جرموں کو کوشمالی ہی اول اول مرتبہ ہندوستان میں

داخل ہوا محمد باہم کو سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے سپہ سالار لشکر لاہور تھا اور اعمال ناشائستہ کا مصدر بن کر علم مخالفت بلند کیا تھا ستائیسویں رمضان ۸۲۷ھ پانسویارہ مین گرفتار کر کے قید کیا پھر اسکی معاف کر کے قید تھر سے رہائی بخشی اور بدستور سابق ہندوستان کا سپہ سالار کیا اور خود غزنین کی طرف مراجعت کی محمد باہم نے سلطان کی غیبت میں قلعہ ناگور کو جو ولایت سواک میں واقع ہے مفتوح کر کے اپنے اہل عیال و رطب سامان کو وہاں چھوڑا اور عرب و عجم اور افغان اور خلیج کا لشکر خوب ہم ہونچا کر تیغ اسلام سے بہت کفار کشتن نیستہ نابود کیے اور اس سبب سے بادہ غرور اور نخوت سے اس کے دماغ میں نشا بکھر دیا ہوا دعوہ سلطنت اور ملک گیری کا کیا اور ہرام شاہ نے یہ خبر سنی دوسری مرتبہ ہند میں آیا اور وہ کافر نعمت بے نام و نشان یعنی محمد باہم مع دس فرزند کسب ہندواریت بنکر تھے بقصد مقابلہ اور قتال ہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا اور حوالی ملتان میں دوڑو کا تھا رہا ہوا وہی جنگ کونک پیر خیمہ پشت نے مثل اسکے کمتر مشاہدہ کیا ہوگا وقوع میں آئی اور اتر کفران نعمت کا ظاہر ہوا صحر سرزمین محمد باہم کے پرچم راہیت پر چلی وقت گزرتی گئی دو فرزند ان اور اتباع زمین تجھ پر گئے ایسا غائب ہوا اکثر ملک مرکوب سے پیدا ہوا اسوقت سالار حسین بن ابراہیم ملوسی کو سپہ سالار اس حدود کا کر کے غزنین کی طرف معاودہ فرمائی اور اسکے اوآخر سلطنت میں قطب الدین محمد غوری سوری کو داماد اسکا تھا غزنین میں ہرام شاہ کے حکم سے قتل ہوا اور سیف الدین سوری اپنے بھائی کے انتقام خون میں غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور ہرام شاہ مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا غزنین سے کرمان گیا اور یہ کرمان نہ کرمان مشہور ہو بلکہ کرمان ایک شہر تھا درمیان غزنین اور ہند کے اور سبب سے کہ اس ولایت کی نواح میں بہت بہاڑ تھے وہاں سوارین کا گزر نہایت دشوار تھا افغانوں کے ساتھ اس ولایت پر تصرف ہو کر وہاں قیام کیا اور قیام غزنین میں داخل ہو کر تصرف ہو اور غزنویوں پر قیام کر کے وہاں بودا ہش اختیار کیا اور اپنے بھائی علاء الدین کو مع تمامی اہل قریہ غور کیطرت بھیجا باوصف اسکے سیف الدین سوری اہل غزنین سے ہمیشہ سلوک کرتا تھا اور غوریوں کو یہ مجال تھی کہ ان پر قہری کریں غزنوی ہمیشہ خواہان ہرام شاہ کے تھے اور سیف الدین سوری سے ظاہر ادا کرتے تھے اور ہرام شاہ سے پوشیدہ ابواب مراسلات مفتوح رکھتے تھے یہاں تک کہ فصل سرما کی ہو چکی اور غور کے راستے برف کی شدت سے بند ہوئے اور لوگوں کو دوادوش کی طاقت نہ رہی ہرام شاہ ناگاہ مع لشکر افغانان و طبع و دروم صحرائشین حوالی غزنین میں پہونچا اور وقت کو فاسل دو فرسنگ سے زیادہ نہ رہا سیف الدین سوری نے خبر پائی ساتھ غزنویوں کے جو اخلاص اور دوستی کا دم بھرتے تھے دربار جنگ اور روانگی غور کیطرت مشورہ کیا غزنویوں نے اتفاق کو اپنا شمار کر کے جو کہ حق مشورہ کا یہ پیش نہ پہونچا یا اور واسطہ جنگ سے ترغیب اور ترغیب کی سیف الدین سوری نے موافق المستشار موافق کے انکو مشورہ میں جاننا مع فوج غزنویہ اور کچھ مردم غور سے شہر سے روانہ ہوا اور ہرام شاہ کے مقابلہ میں صف آرستہ کی ابھی لازم حرب چھوڑیں پہونچے تھے کہ غزنویوں نے سیف الدین سوری کو یکایک کے خوش طبعانہ ہرام شاہ کے بہرہ کیا ہرام شاہ نے فرمایا تو سیف الدین سوری کا منہ سیاہ کر کے گا و ضعیف و ناتوان پر کہ ساتھ ہزار توشیش کے ایک قدم اٹھائی تھی سوار کے تمام شہر میں تشریف کیا اور لڑ کے بلکہ بوڑھے سفید ریش غزنین کے اسکے پیچھے فرمایا کرتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور تہمت کرتے تھے اور تہمت کے بعد برترین عذاب سے قتل کیا اور اسکا سر تن سے جدا کر کے عراق میں سلطان بخر کے پاس بھیجا اور سید محمد الدین کو جو وزیر سیف الدین سوری کا تھا اسے بھی دار پہونچا اور جب بخر جرحشت از علاء الدین کے صبح مبارک میں پہونچی تہمت غصہ و جوان اسکے

کاٹون سینہ سے برآمد ہوا اور اپنے بھائی کے انتقام کے عزم میں مع لشکر تینہ گز فرنین کی سمت متوجہ ہوا لیکن اس کے پہنچنے سے پیشہ دوست تصنا نے بہرام شاہ کے طوابعیات کو لپیٹا اور اس کے بیٹے خسرو شاہ کو محنت بخورہ دنیا میں گرفتار کیا اور بروایت مشہور حسب خبر توجہ سلطان علاء الدین بہرام شاہ کو سموع ہوئی اپنے لشکر کو جمع کر کے فرنین سے بوزم زرم باہر آیا اور المی علی علاء الدین کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ صلاح میری اس میں ہو کہ ارادہ بجا ملے کہ تو نے کیا ہر نام ہو کر پلٹ جا کہ میں کئی ہزار بہاولان شیرخان و فیلان آہنیں تن تیرے ہتھیار کی واسطے مہیا رکھتا ہوں میرے مقابلہ سے پرہیز کر اور ہاتھ دامن ستیز میں مت ڈال تو کیا رگی خاندان سلاطین غوریہ کا سندرل و مرند منوے سلطان علاء الدین نے کہا یہ کام کہ بہرام شاہ سے سرزد ہوا ہر علامت زوال دولت غزنیوں کا ہو کہ اس واسطے کہ بادشاہان ممالک کیلئے لشکر کھینچتے ہیں اور آپس میں قدرت پارت فوس نقیبہ کو مسئل کرتے ہیں لیکن نہ سلسلہ اس سوائی فضیلت کے اور نہیں ہو کہ نہ باندہ واسطے مکانات اور عسرت انتقام کھینچو گا اور مجھے تجھے خطر بخشنے کا بہرام شاہ اپنے ہاتھوں پر نہ نازان ہوئے کا کردہ فعل کھیا ہوا ہے میرا کفیل ہو دوسرے خرنیل رکھتا ہوں کہ اس پادشاہ عسلا الدین میں دوا دی تھے خنیل خرنیل کہتے تھے اور بہ دوقن صغریوں سے شجاعت اور توانائی میں قبل آسان شکوہ کو خانہ کنار اسباط میں شہ مات کرتے تھے اور دست خوش اسباب ملے تھے اور جب المی علی رخصت ہوا اور وہ باتیں کہ سنی خنیل بہرام شاہ سے گزارش کیں اگرچہ یہ بحسب ہر تغیر نہ لیکن باطن میں متاثر ہوا اور نہ اس وقت اس کے ضمیر پر مستولی ہوا اللہ جب دون سپاہ شکوہ پر حرب میں مشغول ہوئیں اور آوازہ چپا چپا شہر و شفا شہر کا گوش ملک کہنہ گوش میں ہو چکا خرنیل خردو کلان مثل مثل مست مرکز میں آئے خرنیل بزرگ نے خنیل سے قبل ٹائی کا شکم بچاڑا اور قبل اس پر حملہ آور ہوا دون مرے اور خرنیل کو جاک نے دوسرے قبل کو مار ڈالا اور خود شکم اسکے سے سلامت باہر آیا الغرض جب جسم بقیوں کے اس مرکز میں مثل لگاؤ اور گاہ میش کے بیفائدہ اور بے منفعت ہوئے علاء الدین اور رائے غوریہ جیتا علی کیا گیا بہرام شاہ پر حملہ آور ہوئے اور غزنیوں کو ضرب دست پہنچا گیا اور جو دولت شاہ بن بہرام شاہ پر سالار لشکر پر شجاع اور مردانہ تھا اس مرکز جانتان میں جان خازن بہشت کے سپرد کی بہرام شاہ خود نہ ہو کر ہند کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ میں غم و غصہ فرزند وغیرہ سے بیکار ہوا اور سر اسے غمانی سے ریاض جادوئی کی برکت انتقال کیا اور فوت اسکی برویت صبح شمس پانسونیا پس ہجری میں واقع ہوئی اور مدت اسکے سلطنت کی پچیس برس تھی اور ایک شہر اسے عصر بہرام شاہ شیخ سنائی ہوا وہ لوح ابو محمد مجرود بن آدم الغزنوی تھا اور نفحات میں مسطور ہے کہ شیخ سنائی کی توبہ کا سبب یہ تھا کہ رستان بن سلطان محمود واسطے قیصر بعضے دیار کے فرنین سے باہر گیا تھا سلطان محمود کی مدح میں ایک قصیدہ سلک نظم میں لکھ کر متوجہ اس کے اردو کا ہوا تاکہ عرض عرض میں پہنچا جسے درمیان راہ کے ایک کلن کے دروازہ پر پہنچا کہ ایک مجذوب جسکو لائی خواہ کتنے تھے اپنے ساتھی سے کہتا تھا قمع پر کن بکور میں محمود ساتھی نے کہا محمود ایک بادشاہ مسلمان ہو اور سابقہ اور عباد کے مشغول لائی ہوا ہے کہ محمود ایک ہو کہ بہت ناخوش جو کچھ اسکے تحت حکومت میں آتا ہو اسے ضبط نہیں کر سکتا ہو اور چاہتا ہو کہ مملکت ادریس سے اور وہ قمع کھینچا پھر کہا ایک قدح ادریس کیور سنائی شاعر ساتھی نے کہا سنائی ایک شاعر قائل اور لطیف طبع ہوا لائی ہوا ہے کہ اگر وہ لطف طبع سے بہرہ ور ہوتا ایسے کام میں اشتغال کرتا کہ اسکے کام آتا کیوں چند لغو باتیں کا غزین لکھ لایا ہو کہ کچھ اسکے کام نہیں آویگا اور نہیں چاہتا ہو کہ اسکو کہ واسطے پیدا کیا ہو سنائی یہ کلام سنتے ہی متغیر ہوا اثر اس غفلت سے ہوشیار ہوا اور سابقہ سلوک کے مشغول ہوا اور خرد و منہ اس خردہ بین پر مخفی ہنود سے کہ شیخ سنائی بہرام شاہ کا صاحب تھا اور وہ کتاب شمس پانسونیا ہجری میں

اس شاہ عالیجاہ کے نام نظم کی اور جب سلطان محمود غزنوی نے اس کے چار سو اکتالیس ہجری میں وفات پائی ملاحظہ دو تاریخ سے اذکیا کے نزدیک سمت و صوح پاتا ہو کہ صحت حکایت مجذوب لائی خوار کی محمد سلطان محمود بن نہایت بعید ہے اور ظاہر یہ امر سلطان مسعود کے عہد میں واقع ہوا اور کاتبوں نے غلطی سے سلطان محمود کا نام لکھا ہو و علم عند السد و وفات شیخ سنائی کی صاحب تاریخ گزیدہ کے عقیدہ میں سلطان ہرام شاہ کے عہد میں واقع ہوئی اور بقول بعض فضلاء ۵۲۵ ہجری یا نسوچس ہجری میں کہ تاریخ اتمام حلیقہ ہوا اس کا اتفاق پڑا۔ ذکر سلطنت ظہیر الدین خسرو شاہ بن ہرام شاہ کا۔ روایت صحیح سے واضح ہوتا ہو کہ جب ہرام شاہ غزنوی نے غزنین میں وفات پائی اور خسرو شاہ ہرام کے اتفاق سے سند حکومت پر جلوہ گر ہوا انھیں دنوں میں خبر علاء الدین غوری کے قریب پہونچنے کی متواتر پہونچی خسرو شاہ مع اہل عیال ہندوستان کی طرف گیا اور شہر لاہور میں مقیم ہوا اور علاء الدین غوری نے غزنین میں جاتے ہی حکم دیا کہ غزنویوں کی تحریب اور غارت اور قتل میں مضائقہ نہ رکھو اس واسطے اسکی فوج نے سات روزہ میوں کے قتل کرنے اور اوٹے اور جلانے میں اس شہر کے اصلاقیہ سیر کی اور علاء الدین سیری کے سمیع میں پہونچا کہ سیف الدین سوری کی تشہیر کے وقت غزنین غزنویہ کو چھ بازار میں باوروت و دائرہ سوری کی سچو گاتی تھیں اور مسخر کر تے تھیں علاء الدین نے بہت عورتیں غزنویہ کو قتل کیا اور کسی پر رحم نہ کیا اس وقت غورد کی طرٹ متوجہ ہوا اور راہ میں جس جگہ ایک عمارت کا والاؤ سنگین سے منسوب تھی سب کچھ دکھا کر جلانی سکا چیلہ ملا کہ ساتھ لقب علاء الدین جہان سوز کے ملقب ہوا اور واسطے ہتھام سید محمد الدین کے کہ نائب سیف الدین سوری کا کھانا بایا کہ سب جماعت سادات غزنویہ کی توہرہ خاک سے پڑا کر کے انکی گردن میں لٹکایا اور فیروزہ کوہ بن لیا کہ سب کی گردن ماری اور وہ خاک کہ ان توہرہ میں تھی انکے خون سے تر کر کے فیروزہ کوہ کے بروج میں صرف کی اور بعد رحبت سلطان علاء الدین سوری خسرو شاہ نے بطح باے تخت غزنین اور چہر شہر امداد سلطان بخارا ہور سے مع سپاہ آ رہتہ اس طرف نہضت فرمائی لیکن اندون تر کمانان غور سلطان سحر کو پکڑ کر متوجہ غزنین ہوئے خسرو شاہ طاقت مقابلہ کی لایا پھر لاہور کی طرف گیا تاکہ ان غزویں پر غزنین پر منتصرف رہے اسکے بعد غوریوں نے ترکان غز سے چھین لیا اور ان سے عند الفرج امرائے خسرو شاہ نے غزنین کو پھر چھین لیا اور بعض کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ جب خسرو شاہ ترکان سیف علاء الدین غوری سے ہندوستان سے علاء الدین غوری جہان سوز نے گرم سیر و قندھار اور تکیا باد کو مسخر کیا اور سلطان غیاث الدین محمد کے سپرد کر کے عود کیا اور جیہ خسرو شاہ ہند سے مع سپاہ موفورہ غزنین کی طرف متوجہ ہوا علاء الدین جہان سوز چاہتا تھا کہ اس طرف سے صلاحت کرے کہ خسرو شاہ شہر اور قلعہ تکیا باد کو اسکے قبضہ میں واگزارت کرے فقہا غزنین پر قناعت کر کے خسرو شاہ نے قبول کیا علاء الدین غوری جہان سوز نے یہ راجی کہہ کر اسکے پاس بھی لے باگی اول بدرت ہنادکین را بنیاد تا خلق جہان جملہ بیداد افتادہ بان تانہی دہر یک تکیا بادہ سترتا سر ملک آنک محمود ببادہ خسرو شاہ امداد سلطان سحر سے قوی نسبت تھا اسلئے اس صلح کے التفات نہ کی قصداً اسی چند روز میں زبونی طالع سلطان سحر کی اصح ہوئی اور علاء الدین غوری جہان سوز کے خوف سے مجدداً لاہور کی طرف بھاگا اور علاء الدین غوری جہان سوز غزنین کو لیکر غور گیا خسرو شاہ بلد لاہور میں شہرہ بانسویں ہجری میں فوت ہوا مدت اسکے حکومت کی سات برس تھی۔ ذکر سلطنت محمد الملک خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی کا۔ جب خسرو شاہ بلد لاہور میں اس سرائے پر مقور سے دار السور کی طرف خزان ہوا اسکا بیٹا خسرو ملک اس کا تمام مقام ہوا لاہور کی دار السلطنت کو عدل و داد کی ذہنیت سے آ رہتہ کیا اور جہد رولایت ہندوستان سے کہ سلطان پریم

اور سلطان ہرام شاہ کے قبضہ تصرف میں بھی کیا تھا بچے تخت و ضبطہ میں لایا لیکن سلطان شہاب الدین محمد غوری نے
 اخگرین برکہ دار الملک اس خاندان عظیم الشان کا تھا اکتفا نہ کیا طبع ہندوستان کی بھی کی اور پیشاور اور افغانستان اور
 لٹان اور سندھ کو مسخر کیا اور شہہ پانسو چتر بجری میں لاہور گیا جو کہ خسر ملک تاب اسکے محاذ کی نہ تھا تھا حصہ ہوا اور
 سلطان شہاب الدین محمد غوری اکھروے تسلط کے ملک شاہ کے بیٹے کو طفل خرو سال بھٹا مع ایک فیل نامی گرفتار کر کے پاٹ
 گیا اور شہہ پانسو اسی بجری میں دوبارہ لاہور میں آیا خسر ملک جب پھر قلعہ ہند ہوا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے
 اطراف و جوار سے اس بلدہ کو تاخت و تاراج کو کے قلعہ سیالکوٹ کو بھیج کر کیا اور اپنے ایک بھتیجے کے سردار کے غزینہ گیا اور خسر
 ملک نے اسکی ہفیت میں کھڑوں کے اتفاق سے قلعہ سیالکوٹ کو جا کر محاصرہ کیا اور کچھ فیروزہ آخر میں پاٹ آیا سلطان شہاب الدین
 محمد غوری نے عزم باہم بلدہ لاہور کی تسخیر کا کیا اور شہہ پانسو سیالکوٹ میں پہلے پہل سے اٹھا اور حقیقت کی
 اور ملک شاہ بن خسر ملک کو سامان شاہی جو کچھ مناسب تھا درست کر کے مردم مقبرہ کے چارہ باپ کی ملاقات کو لاہور کو پہنچا دیا
 اور حکم دیا کہ اسے ہمیشہ محروشی کی ترغیب کریں اور باعث ہوں کہ باہشتی جاوے اور شاہ راہ میں چند جامہ ملے کہ سب
 خیر بخت افرقہ العین کے آنے کی خسر ملک کو پہنچی نہایت محفوظ اور مسرور ہوا اور سلطان شہاب الدین کی دوستی پر اعتماد کرکے پیش
 و طرب میں مشغول ہوا سمیت در ان تخت و ملک از خلل غم بود کہ تدبیر شاہ از شبان کم بود بہرہی ملک شاہ رہستہ میں تھا کہ
 سلطان شہاب الدین محمد غوری دوسری راہ سے بیس ہزار سوار دو ہجہ و سہ سہ سے جریدہ اور سبک غزینہ سے تاخت کر کے
 دریا سے لاہور کے کنارہ آیا اور صبح کو جب خسر ملک خواب غفلت سے بیدار ہوا اسکی دریا کو لشکر دشمن سے آباد دیکھ کر چاروں
 حور ساغدانان کے کھولی اور خدمت میں اسکے حاضر ہوا اور بلدہ لاہور بے خروش اور جنگ میں حلیہ سے سلطان شہاب الدین محمد
 غوری کے قبضہ میں آیا سلطنت نے خاوادہ غزنویہ سے ساتھ غزنیہ کے انتقال کیا مدت سلطنت خسر ملک کی اٹھائیس برس
 تھی متحالیہ دوسرا ذکر سلاطین دہلی میں۔ جب سررشتہ سخن کا ساتھ بھیج کر کے ملا مناسب سمجھا کہ اہل حوال ہندو احوال
 ہونا شہر دہلی کا طریق اختصار بیان کرے اور اسکے بعد حکام غور کو جگہ غور کر کے برسر مقدم کر دے کہ بادشاہان دہلی ہر رجوع کرے اور خاطر
 خورشید اثر سمجھوں کے ظاہر اور باہر ہو کہ حکما سے ہند نے جیسا کہ مقدمہ میں گذرا باعتبار ارادہ اہل مالک اور کہ ایک جہان کو چار حصہ پر
 تقسیم کیا ہے شہجگ تبتیا جگہ دو ابرجگ گجگ اور دہلی جگہ سے زمانہ لیت حضرت خواجہ کائنات فرج مصطفیٰ صلی علیہ و
 آد وسلم تمکین ہزارا و سات سو اور چند برس گذرے تھے اور ہر جگہ کیو سلاطینا شیر اور خوں علیحدہ قرار دیے ہیں اور
 کہتے ہیں جب مدت کلجگ کی تمام ہووے پھر زمانہ ست جگہ کا آتا ہے اور تمام جگہ اسی طریق سے گردش میں رہتے ہیں اور
 قیامت عمارت ہر اہل سے ہر جگہ سے اور ہر جگہ فانی نہیں ہوتے ہیں اور بیٹھے ہر اہل کا یہ قول ہو کہ جہان فانی ہو گا اور جگہ
 منتہی ہونگے لیکن جہت قوی سپر نہیں رکھتے ہیں اور عقدا بدلا ہوا وہ ہو کہ ہر ایک جگہ میں ایک پیغمبر یا ایک انشد یا ایک مجتہد
 نے ایک ایک کتاب لکھی اور باوجود اس قدر مدت گذرنے کے اب بھی وہ کتابیں موجود ہیں اور بطبع سے کفار چین و خطا فتن و کفار زہر
 کہتے ہیں کہ طوفان نوح علیہ السلام ہمارے مملکت میں نہیں پہنچا بلکہ اہل طوفان نوح کا عقدا نہیں رکھتے ہیں ہوا سب کسی طرح کی اکت
 انکی کتابوں کو نہ پہنچی اور اکثر نسخہ موجود ہیں دوسرا عقدا انکا وہ ہو کہ ابتدا و آفرینش سے کسرت جگہ اول ہوا جس نے تاک کلجگ
 کا عہد ہر سنی نوع انسان پہلے ہیں اور عالم قدیم ہوا اور ہرگز دنیا آدمی سے خالی نہ تھی اور ہنوز کی اور بیٹھے عاروت آدم کیو سلا
 ست جگہ اول زمانہ تعیین کرتے ہیں اور بابا آدم اور ماما خوا کا ہر جگہ میں اوضلع مختلف نظر ہوا چنانچہ ہنوز آدمی بلند قرار

عظیم الکویت اور کثیر العمر ہوئے ہیں اور بعضہ اور زمین عکس اسکے اور سیلو سے شہار اور جو بہی ہی نیج سے مختلف العواض
ہوئے ہیں اور کتنے ہیں ذات برہمن اور کھتری کی قدیم الالبام سے تھی اور دوسرے طوائف بہت ہیں کہ اور کھلیک سوم
اور اور کل کھلیک چہارم میں ظاہر کئے چنانچہ طوائف راجپوت قدیم نہیں ہیں اور اور اور چہارم پر چک میں پیدا ہوئے کہ میں اور اور کل
مدت کھلیک میں کثیر ہوئے اور شرح اس بات کی یہ کہ ہر ایک ان جگہوں میں راجہ ہائے بزرگ کہ حساب گن کاغذ اجاڑنا ہر مالک ہند میں
بادشاہی کر گئے ہیں اور انکے قصوں کا کچھ حصہ مہاجرات میں ہو جو کہ کتاب بہار ہند کی ہر اور اخبار کے زمانے میں فارسی جہد کے
تحریر ہوئی ہیں لکھا ہر کہ جہاں زبان بزرگ سے کہ آخر عہد دور پر چک میں ہوئے ہیں جو چوہن کھتری ہر اور پائے تخت کھٹا بلکہ مستند اور
مٹھا جو حوالی در ملی میں ہو اور کشتن جو چوہد کا پیغمبر اور شہار اور دودرا اسکا بلکہ متھرا کو سکھاسا تھیں اور چوہن پانچ بھتیجے رکھتا
جو مشہور رہے پنج پندوان میں آثار رشد اور شجاعت چہرہ انکے سے مشاہدہ کر کے رہے۔ ہرادی انکے کے ہوا جب کئی جہد فتح لکھا میسر
منو ایک روز مجلس قمار ترتیب دیکر ساٹھ انکے بازی کی اور جو کچھ کہ جاہلاد منظور رکھتے تھے جیت لی یہاں تک کہ ریاست اور
علاقہ کی لوہت آئی ہر ایک ان پنج بھینوں نے جو رگنہ کر رکھتے تھے اندر بہت سون پت پانی پت پلٹ باگ پت و بھی اپنے چاہے تھار
میں ہارے آخر کو جب کچھ باقی رہا شرط یہ مقرر ہوئی کہ شخص ہارے جلاے وطن ہو کہ بارہ برس مالک غربت میں ظاہر ہو کہ مسافرت کیے
اس طرح ہر شخص جسے جائیں اور پچاس میں اور ایک سال اس طرح ملک بیکارہ میں پوشیدہ رہے کہ کوئی شخص اسکے احوال مطلع نہ ہوے اور جو
پن سال میں ایک شخص بھی آف ہوئے پھر اندر نو بارہ برس ظاہر مسافرت کرے اور ایک سال محفل رہے جب اس نیج سے شرط عمل میں آئے اپنے
ملک میں پلٹ آئے اتفاقاً وہ بازی بھی بھینوں نے چھاپے ہاری اور قرار کے موافق پانچوں بھائیوں نے سفر اختیار کیا اور اسکے مالک
موجود سے نکل گئے اور ملک و کن میں جو دیو بھین کے تصرف میں تھا جا کر بارہ برس مہلت سیر کرتے رہے اور جو چوہن انکے احوال
پر اطلاع رکھتا تھا اور ایک سال کے بعد تیر و صبح یعنی بھیس بد گھر اس طرح سے کہ کوئی شخص نہ پہچانے ولایت پائیں میں جو پرگناں
و کن سے ہر اور اس وقت ساٹھ ابراہیم شاہ عادل کے تعلق رکھتا ہو گئے اور وہاں اس طرح سے بسر کی کہ جو چوہن نے ہر چند جس کی
آنکھ آگاہی نہ پائی اسکے بعد پانچوں بھائیوں نے شرط کے بموجب ملن اصلی کی طرف لوہر کی و قدام چچا کی ولایت میں رکھا در جو چوہن اس
امر سے خبر پا کر بخیر ہوا اس واسطے کہ غرض اصلی اسکی انکا اخراج اور دفع تھا پیغام دیا کہ ملک میرے سے نکلیا و یا منتقل کرے جو
پانچوں بھائی اپنی کشتن پیغمبر کے پاس پناہ لیگئے کہ اس عہد میں رہتے تھار میں تھا کشتن نے در جو چوہن سے سفارش کی کہ ان میں سے
ملازمن کی سلک میں منتقل کر کے ایک حصہ ملا سے مقرر کرے در جو چوہن نے التماس کشتن کی قبول نہ کی اور چچا بھینوں کے دربار
میں آتش نزاع مشتعل ہوئی اور طرفین نے لشکر کشی کر کے جنگ کی در جو چوہن مارا گیا اور پانچوں پندے ہندوستان کی سلطنت
عظیم پر چکمن اور منتقل ہوئے اور جب یہ مر گئے انکے بیٹوں اور پوتوں اور نو اسون نے کئی قرن بادشاہی کی یہاں تک کہ حکومت اس
دیار کی زمانہ کھلیک میں انکے غلاموں اور نغزین کو منتقل ہو کر طوائف لوکی ہوئی اور رفتہ رفتہ انکے بکرا جیت کھتری یاد ستاہ
اور چوہن کی طوائف انتقال کی اور اسے بہت لوک طوائف کے دفع کیے اور اکثر مالک کہ در جو چوہن کے تصرف میں تھے ہر اور وہ کہ اپنے
قبضہ میں لایا اور کن کو بھی سونپا اور آخر کو سالباہن کہ ایک برہمن کا بیٹا تھا اور ستا بیس برس کی عمر رکھتا تھا اسے قصبہ میں سے
خرمچ کر کے وہ ولایت بکرا جیت کے تصرف سے بر لایا اور بکرا جیت نے خود اسکے وقیع کو اسے نصبت کی اور آب گنگ سے عبور
کیا اور سالباہن سے ہم مصاف ہو کر مارا گیا اور سالباہن چاہتا تھا کہ آب خیرہ سے عبور کر کے ولایت بکرا جیت تسخیر کرے تاکہ اپنی
گھوڑے ہو آدمی بہت پانی میں غرق ہوئے اور سالباہن عبور سے پشیمان ہوا اور چوہن کی حکومت بکرا جیت کے فرزند کو ازلی رکھی و خود کن

پہونچا اور وہاں مقام کر کے کماؤ میں پیش اس سبب اس محل کا نام زومینڈیش مشہور ہوا اور اس مقام میں جسے مضبوط قلعہ بنائے
 اور ایک مدت اسکی پیشی سے سپاہ فریدون سے سامنا کیا اور آخر کو فرج اپنی گردن پر رکھ کر ان پانی اور زومینڈیشک کی اہل لایت
 میں جڑھی ایک دوسرے کے بعد دربار قبیلہ ہوتا تھا تا وقت اسلام ختم نسب کی نوبت پہونچی اور وہ حضرت امیر المومنین ہدایت
 الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد میں تھا اور بدست مبارک انھیں نسب کے بیان لایا اور فرماں حکومت عور کا بخط
 مبارک شاہ ولایت پناہ کے پایا اور اسکے نسب کا یون ذکر کیا کہ نسب بن حریق بن ہنیق بن یسی بن زون بن حسین
 بن ابرام بن جیش بن جس بن براہیم بن سعد بن اسد بن خندہ بن جیشک اور وہ بطام بن مشام بن یحیٰ بن افریدون بن حامید بن سفید
 بن حنکاک بن شہران بن سند بن سیامک اور دو سام بن رخاش بن حنکاک بادشاہ موافق ہوا اسے جت سی وہ طبقہ
 شہنشی کے منسوب ہو اور بنی امیہ کے عہد میں نایع ممالک اسلام میں بر سر تاراج لیت کو ناسرکتے تھے مگر جو رائلے نزلت ہوں
 شیعہ کے ہونے اور فساد شہنشی ابولم و ذی کے خرق کے وقت اسکی مدد کو گیا اور اہل بیت کے قتل میں اس طرح تھوڑے
 کی اور بنی ہمدان بن درمنش بن وانشان بن پرویز بن شمس ہمدانی شیعہ کا تھا اور سوری بن محمد فرزند زہدہ ہمدانی
 کا مضاریہ کے زمانے میں تھا اور محمد بن سوری سلطان محمود غزنوی کا معاہدہ تھا جو کہ محمد بن سوری شاہ کی طاعت میں
 کرتا تھا سلطان نے اسے لشکر کھینچ کر زندہ کرنا رکھا اور حکومت ہن بایر کی اسکے فرزند ابوعلی کے لغوی بن فرمانی اور جابوہی بن حنظل
 سوری نے ساتھ سلطان کے اظہار بندگی نہ کیا عباس بن شہید بن محمد ابوعلی کے برادر زندہ نے بسید کے عہد حکومت بانی اور
 اسکی شہنشی ظلم کے سبب سے سات برس غریزین پانی نہ برسا اور دمی و جانور کسی کے بچہ پیدا ہوا آخر وہ سلطان براہیم سے جو کہ گئے اسیر
 ہوا اور محمد بن عباس اسکا قائم مقام ہوا اور سلطان کا حلقہ طاعت اپنے کان بن ڈالا اور قطب الدین جس بن محمد عباس جد امیر
 غوریہ کی ایک قلعہ کے محاصرو کی وقت ایک تیر اسکی آنکھ میں لگا اسکے صدر سے جانت ہوا اور کاشیا سام سلطان غزنویہ کے تسلط
 سے چند کی طرف بھاگ گیا اور تھوڑے میں شول ہوا اور وہ افین قبطنی بھاگ ہوئی سے اہل خیال بیانی راہ سے غور کی طرف
 متوجہ ہونا گاہ بادشاہت نہایت شدت سے جلی اور کشتی کے شکستہ ہونے سے تمام اہل کشتی گلوب گئے مگر ابو الحسن بن
 سام نے بمقتضایہ انفسہ بن قیث بن شہید بن حشیش بیجان سے ہاتھ ایک حصہ کے منکڑے پر مار مار میان اس حال کے کہ ایک شہر زندہ
 اس شہر میں تھا بھی اسکا معاہدہ اور دین ہوا وہ بھی اس حصہ کا گوشہ اپنے چوتھوں میں لایا اور فریق شہنشی اسکا ہوا مصر
 خوش است اور گی اور کہ چہرے چہنین باشندہ بعدین شہان روز کے کردے دریا پر بے زاد رہے تھے ہزار عربی جان کنی کے
 سال مراد سے دو چار ہونے شیر کنارے کو دیکھا گیا حسین اسکے خوف سے رہا ہوا اور بنی امیہ ایک شہر سے نظر آبادان گیا
 ابو موسیٰ فرسنگہ ایک کان میں سورہ ایک جماعت کو کوئی روفد بھرتی ہوئی آئی اور غفہ بخت کو سبکے کہ جو ہر کھڑکھ کیا میں
 نے سات برس کا زمانہ اس زندان میں بر محنت و کدورت کاٹا اسکے بعد حکم شہر کو ایک عوض عاریض ہوا بیت یون کی رہائی کا حکم دیا
 حسین نے بھی عجات بانی غزین کی طرف منوجہ ہوا اثنائے راہ میں ایک گروہ ہزنون کا کہ ہمیشہ غزین کے اطراف میں رہتی کرتے
 تھے اسنے لاتی ہوا انھوں نے حسین کو حراں وہ جیہ اور گران ڈیل اور زبردست پایا ہتھیار اور کھڑا دیکھنے پاس رکھا کہتے ہیں اسکی
 صبح کو کچھ لوگ سلطان ابراہیم غزنوی کے ملازم کہ مدت مدید سے اس جماعت کی تلاش میں سرگردان تھے ان پر قریب
 ہوئے اور سب کو دستگیر کے سلطان کے رو برو لیکے سلطان نے ازرا غصہ اسے قتل کا حکم نافذ فرمایا جو قوت جلاوین
 کے گردن پر خط دیکر آنکھوں پر پٹی باندھنے لگا حسین نے اہل مردوں پر درود سے کھینچی اور دستان کی طرف تھوڑے کر کے کیا لگی میں

خوب جانتا ہوں کہ غلطی تو مجھے نہیں ہو سکتی اور میدان تیری کبریائی کا ظلم اور جور کے خار و خشاک سے منزہ اور برابر ہو گیا ہے۔
 کہ میں بیگناہ قتل بیوتا ہوں یہ شکر جلا دے کہ تو کیونکر بیگناہ ہو حال آنکہ مدت مدید اور عرصہ دراز تک ہنری کی اور بادشاہ
 سے مخالفت اختیار کی حسین نے جواب دیا کہ میں کل شب کو اسے لمحہ ہوا ہوں اور باہر اپنا مفصل بیان کیا جلا دے کہ وہ
 رحم آیا اور اس کے قتل سے دست کش ہو ۱۱ اور اپنے سردار کے وسیلہ سے سلطان سے گزارش کی سلطان نے حسین کو طلب
 کر کے حال پوچھا اس نے اپنی سرگذشت بہت بہت عرض کی بادشاہ نے نظر رحم اسکے حال پر اکتال پر مینڈل فرمائی اور آخر
 نجابت اس کے ناصیہ سے ہو یاد کیجئے جسکی تربیت اور پرورش میں کوشش کی اور اپنے مقربوں کے جو کہ میں نے قتل کیا اور تھوڑے عرصہ میں
 بہر حاجب کر کے ایک رطلی اپنے عزیز و نہیں سے ایکے حال کا علاج میں دی اور روز بروز درجہ زیادہ ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ سریر
 سلطنت پر سلطان مسعود بن ابراہیم غزنوی تھیں ہو اور حسین اسکے منظور نظر ہوا اور غور کی حکومت پر سر فرما رہا تھا اور کئی شکایت
 کہ در طریق طلب بہر تھے رسید آنکہ نہ جتنے لشکر تھے اور بعض یون بھی کہتے ہیں کہ اعز الدین حسین فرزند سیوط قطب الدین حسین کا جو
 اور بہر تقدیر اعز الدین حسین کے چچ بیگم سے جو خاندان غزنویہ سے تھی سات پسر فرزندہ اثر پیدا ہوئے ایک انہیں سے ملک غزالدین
 مسعود ملک میان ہو دوسرا قطب الدین محمد و مادہرام شاہ قنبر شجاع الدین علی کہ عین شہاب میں آج مان فانی کو بد رو کر گیا پوچھا کہ
 محمد کہ ولایت زمین و اور رکھتا تھا اور وہ ایک ولایت ہو اطراف غور میں اور علاقہ قندھار سے کہتے ہیں پانچواں سیف الدین سوری
 چچا بہا الدین سام ساوان علاء الدین حسین اصیہ اعز الدین حسین سلطان بھراور سلطان غزنویہ دولوں کی اطاعت کرتا تھا اور جب
 وہ مر گیا اسکی اولاد سیف الدین حسین نے گرفت اختیار کئے تھے متفرق ساتھ دو فرقہ کے ہوئی ایک ملک بامیان کہ تھیں ملک طخارستان
 اور ملک سیاطہ کہتے ہیں اور انکی تفصیل کتب مسوطین مذکور ہو دوسرے ملک غور و غزنین کہ اولیٰ انکا قطب الدین
 محمد ہو اور ساتھ ملک الجبال کے شہر رکھتا ہو اور بہرام شاہ غزنوی کا داماد جو حسین فیروزہ کوہ کو تعمیر کر کے دار الملک بنا یا اور شکار گاہ
 کیواسطے قریب دو فرسنگ کے دو طرف سے دیوار کھنچی اور جا بجا قصر ملک کا تعمیر کئے اور روش سلاطین بزرگ کی اختیار کی اور
 غزنین کے قلعہ کی فکر کی بہرام شاہ اس ارادہ سے مطلع ہو اس واسطے غور سے غزنین میں طلب کر کے مجبوس کیا اور بعد چند روز
 کے زہر دیکر مسموم کیا اور یہ اول عداوت درمیان غوریہ اور غزنویہ کے واقع ہوئی اور سلطان سیف الدین سوری اس خاندان سے
 اول شخص ہو کہ جس نے لفظ سلطان اپنے اوپر اطلاق کی اور بھائی کے چہرہ غزنین میں تھا تھا بھائی کے واقعہ سے غمناک ہو کر دہانے بھاگ کر
 فیروزہ کوہ کو گیا اور بقصد انتقام لشکر جمع کر کے غزنین کی طرف متوجہ ہو بہرام شاہ طاقت مقاومت کی نہ لایا ہند کی سمت مقرر ہوا اور سلطان
 سیف الدین غزنین میں تخت محمودی پر بیٹھا اور اہل غزنین پر غمناک کر کے اپنے بھائی بہا الدین سام کو مخمیل و چشم غور فیروزہ کوہ میں
 بھیجا جب برف ریزی کا زمانہ آگیا اور راستے غور کے روں کی کثرت سے بند ہوئے یعنی دھانے ٹھکرا دے کو غزنین پہنچنا حال ہو گیا قسطنطین
 در آمد زمستان و شدت تیر ماہ نہ گرفتند ہر یک بہ گنجے پناہ دے آمد میدیوانکی تابہار پگست آب زنجیر در
 جو سیارہ بہ شرمین رفت ماران فرو دے حصار سی شہر ماہیان زیر رود و بر آسکس کہ باد مخالفت
 وزیدہ چ مثل گرچہ کہ است در موخر یہ بہ برہنہ تنان راز سر ہوش گم بہ فروختہ ترا و درون شکم بہرام شاہ
 سبب در خواست مردم غزنین ہند سے اپنے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور جیسا کہ مذکور ہو اس ملک کو غوریہ کے
 ہاتھ سے انتزاع کیا اور سیف الدین سوری اور سید محمد الدین اسکے وزیر کو بر سو ائی تمام قتل کیا اور وہ عداوتیں کہ اوقت
 تک مخفی تھیں آشکار ہوئیں بہا الدین سام بن اعز الدین حسین جو سلطان غزنیہ الدین محمد و سیف الدین محمد کا والد ہوئے بقصد

انتقام لے کر جمع کیا تھا اس درمیان میں بعض چھپ کر خراسان میں گئے اور علاء الدین حسین جہانپور نے کہ وہ بھی بٹیا غزالدین حسین کا بھائی اور اسی کی جہت سے سلطان غزنوی نے آواز دی کہ اپنے بھائی کے انتقام کے واسطے غزنین کی طرف گیا اور انتقام کو جلا کر خاک سیاہ کیا سو اے قہر سلطان محمود اور سلطان مسعود اور سلطان ابراہیم شاہ کے جمع قبور آلی سیکنگین کو کھود کر ان کی ہڈیوں میں ڈالی پھر سلطنت غزنین سے بعض محال خراسان میں پہنچا جب غور کی طرف مراجعت کی اپنے بھتیجیوں غیاث الدین حمید اور غزالدین محمد بن بہار الدین سام کو بایالت سنجہ تعین کیا چونکہ انکی طبیعت میں سخاوت اور شجاعت مرکوز تھی اس ولایت کا حاصل انکے صرف کو تھا مگر تا تھا اس قدر آدمیوں پر رعایت کی کہ اطراف و جوانب سے سپاہ کثیر اور جم غفیر انکے پاس فراہم ہوئی اور نام انکا بلند ہوا ایک جمعیت اہل حسد نے اس امر کو بد بھلائی علاء الدین حسین کے سبب مبارک میں پہنچایا اور وہ متوہم ہوا اور زن کو جہت ان کے قلعہ میں قید کیا اور نہایت غور سے سلطان بنجر سے مخالفت کی اور جو کچھ اسکا باپ ہر سال بھیجتا تھا اسکے بھیجنے میں اغماض کیا بلکہ تلخ اور ہرارت کو اپنے تصرف میں لایا آخر کو سلطان بنجر کے موکر میں اسیر ہوا اور چند مدت اس کے اردو میں سرگردان رہا آخر سلطان بنجر نے ترم کر کے پھر مملکت غور سے عنایت فرمائی لیکن ۵۵۰ سالہ بانجھو کا دن بھی نہیں مر گیا اور ملک سیف الدین محمد بن علاء الدین حسین باپ کے بعد بادشاہ ہوا اور اپنے چچے بھائیوں سلطان غیاث الدین محمد سام اور سلطان مغز الدین محمد بن بہار الدین سام کو قلعہ جہتستان سے رہا کر کے خود کی حکومت پر بحال کیا اور بعد ایک سال و چند روز بانجھو غزائن کی واسطے گیا اور لڑائی کے دن اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا غیاث الدین محمد سام بعد چچے بھائی کے سلطنت فرورہ کو ہر حاکم ہوا اور اپنے بھائی شہاب الدین کو جو فی الحقیقت بادشاہ تھا سپہ سالار کیا اور قحط سے غرضتیں خراسان اور ہندوستان کو اپنے تصرف میں لایا اور اس مملکت میں خطبہ اپنے نام پڑھایا اگر وہ کہہ اپنا نام جاری کیا اور ۵۵۰ سالہ بانجھو نے سب سے بڑی ہن دھات پائی تو کر سلطنت بادشاہ جم جاہ سلطان مغز الدین بن بہار الدین محمد سام بادشاہ دہلی السلطنت بہ شہاب الدین غوری - جب سلطان عالی مقام غیاث الدین محمد سام سلطنت غور کا بادشاہ ہوا اور اربعانی اپنے معز الدین محمد کو کہ ساتھ شہاب الدین کے شہرت رکھتا تھا نکلیا باد میں کہ بلاد گرم سیر ہو چھوڑا اور وہ ہمیشہ کا باد سے غزنین پر کہ پھر اولاد سیکنگین کے تصرف میں آیا تھا فوج کشی کرتا تھا اور اس بلاد کو رحمت و تیا تھا یہاں تک کہ مشہور ۵۶۰ سالہ بانجھو سر سٹھ بھری میں سلطان غیاث الدین محمد نے رفعت فرما کر غزنین کو تصرف اور اسے خیر ملک سے کر دیا کیا اور اسے بھی سلطان معز الدین محمد کے سپرد کیا اور وہ اپنے بھائی کے حکم کے موافق ۵۶۰ سالہ بانجھو بہتر بھری میں لشکر لہان کی طرف لیکھا اور اسکو مشور کیا اور وہ اسے باج میں گیا راجا اس بلدہ کا قلعہ بند ہوا اور سلطان شہاب الدین اہل قلعہ کے دور میں شہمہ و خرگاہ ایستادہ کر کے لوازم محاصرہ میں مشغول ہوا اور جو جاتا تھا کہ راجا کا جنگ سے مغلوب اور سحر کرنا دشوار ہو اسی راجہ کی رانی کے پاس جو شوہر ہر بر سلطنتی بھیجا اور اسے یہ فریب دیکر وعدہ کیا کہ جو تیری سچی سے بہتر مفتوح ہووے تجھے اپنے عقد میں لا کر مگر جہان بناؤ نگار رانی جو کہ حسرت و شریک سلطان سے ہراسان تھی اور یقین تھی کہ غلبہ اسکی طرف سے ہوگا جواب دیا کہ مجھے لیاقت اس امر کی نہیں رہی لیکن ایک دختر بلند اختر کمال حسن و لطافت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی اگر سلطان قبول فرماوے اور اپنے عقد نکاح میں لاوے اور شہر لینے کے بعد میرے مال و سبب خاصہ کی طمع نہ کرے زمین راجہ کو ایسا خواب مرگ میں ملاؤں کہ قیامت تک نہ چو سکے سلطان شہاب الدین نے قبول کیا اس عورت باپاک نے چند روز میں اپنے شوہر کو ہلاک کر شہر کو سپرد کیا بہت آکر زن کو بوی درائے زن، زنان اعرن نام پورے نر زن

سلطان شہاب الدین نے ایفاسے وعدہ کر کے راجہ کی بیٹی کو شرف اسلام سے شرف کیا اسکے بعد حسب شریعت غزاسے
 محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکھانے اور دواج میں لایا اور دونوں کو غزنین بھیجا تاکہ آدابے وزہ اور ناز کے بادکرین اور
 کلام مجید پڑھیں رانی نے اسی عرصہ میں وفات پائی سلطان رانی کے عمل پر سے متغیر ہوا اعتماد اپنے کر کے دختر کو بھی اپنے صہال
 جان بخش سے کامیاب کیا یہاں تک کہ دوبرس کے بعد غم و غصہ کھانے سے کھانا بھی اٹھال ہوا سلطان نے باجو اور ملتان کو علی کراج
 کے حوالہ کر کے غزنین کیلئے سعادوت فرمائی اور کشتہ پانسو چوتھریں پھر باجو اور ملتان میں آیا اور رگستان کے رہتہ سے
 گجرات کی عزیمت کی اور رائے عظیم دیو جو پرم دیو کی نسل سے تھا اور حکومت اس لایت کی رکھتا تھا اسکے مقابلہ کے لئے مقابلہ اور مقابلہ میں
 مشغول ہوا اور جنگ عظیم و سرکشید کے بعد شکر اسلام نے شکست کھائی بہت سے سلطان شہید ہوئے اور سلطان نہایت مشقت
 غزنین گیا اور ۵۷۵ھ پانسو چوتھریں میں پشاور کی طرف کر کے سلف میں ساتھ بگرام اور پشاور سر کے مشہور رہے شکر لچا کر اس
 ناجیت کو تسخیر کیا اور دوسرے سال لاہور کی طرف روانہ ہوا اور خسرو ملک جو دہلی کے راجہ اور دیگر راجگان اور افغانان کی
 مخالفت سے بادشاہی میں ہتھکڑیاں پہنچا کر تیز اور آویزی کی نہ لا کر قلعہ میں مقیم ہوا اور ریل سائل کے بعد خسرو ملک نے
 اپنے چھوٹے بیٹے کو جو نہایت خردسال اور موسوم بہ ملک شاہ تھا مع ایک تربوخیل کہ اس سے بہتر جنگی سرکار میں نہ تھا اس کے
 پاس بھیجا سلطان موالدین محمد نے بمضمون الصلح خیر عمل کر کے مراجعت کی اور دوسرے برس دہلی کی طرف کو ولایت سندھ سے
 لشکر لگیا نظام بلاد سہل بحر کو اپنے ضبط میں لایا اور سالانہ غنائم بازگشت کی اور ۵۷۵ھ پانسو چوتھریں میں دوسرے بار لاہور میں
 ہوا خسرو ملک شخص جو اور سلطان موالدین محمد نے لاہور کی نواح کو غارت و تاراج کیا اور قلعہ سیالکوٹ کو جو درمیان آب وادی
 اور آب چناب کے درمیان تھا اور حسین خرمیل کو واپس کا حکم کیا اور سندھ و قلعہ واری دیکر مراجعت کی اور خسرو ملک نے غزنین سے
 کھڑاں اور دوسرے قبائل کفار کے اتفاق سے حصار سیالکوٹ کو محاصرہ کیا اور ایک مدت مدید وہاں بلب لگیا بغیر کسی فتح
 کے سعادوت کی اور سلطان موالدین محمد اس سبب سے طیش میں آیا اس مرتبہ لشکر جو در و خوار لکھنؤ ۵۷۵ھ پانسو چوتھریں
 برجی میں پھولا ہور میں آیا خسرو ملک نے شخص ڈھونڈا اور چند روز تلاش کر کے آخر لاہور میں سے بجز سلطان شہاب الدین
 کی ملاقات کیو اسلئے دوڑا اور اسے شہر میں لایا سلطان شہاب الدین نے لاہور کو ملی کراج کے جو حال ملتان تھا سپر کیا اور خود
 غزنین کی طرف رجوع کی اور خسرو ملک اور اسکے بیٹے ملک شاہ اور اتر با وراغہ کو کوہ فیروزہ میں اپنے بھائی سلطان غیاث الدین
 محمد کے پاس بھیجا سلطان غیاث الدین محمد نے انھیں قلعہ جرجستان میں محبوس کیا اور حادثہ خوارزم شاہ کا ملاحظہ کر کے بکو
 قتل کیا اس سلسلہ سے ایک اثر باقی بچھوڑا اور ۵۷۵ھ پانسو چوتھریں میں غزنین سے ہندوستان کی عزیمت کی اور قلعہ تہندہ
 کو کہ اس زمانہ میں بقبضہ راجگان عظیم انشان تھا اسے اجیر کے تصرف سے بر لایا اور ملک ضیاء الدین کو لکھی کو مع ایک ہزار اور
 دوسو سوار کہ ہر ایک چیدہ اور انتخاب تھا اس قلعہ میں چھوڑ کر مراجعت کیا چاہتا تھا گاہ خبر پہنچی کہ پنجو را والی اجیر اپنے
 بھائی کھاٹے سے رائے والی دہلی سے اتفاق کر کے مع چند راہبے راجپوت اور دولاکھ سوار اور تین ہزار فیل جنگی ہمراہ
 لیکر بقصد انتراع و استرواد قلعہ تہندہ بسبیل استقبال متوجہ ہوا سلطان شہاب الدین نے فتح عزیمت مراجعت کر کے اسکے
 مقابلہ کو پیش قدمی کی اور موضع ترابن جو آب سرستی کے سہل پر جو تھا تیسرے سات کوں ہوا اور اب ساغہ تیرا واری کے شہر
 رکھتا ہوا دہلی سے چالیس کوں کی مسافت پر مقابلہ اور مقابلہ واقع ہوا مہینہ اور مہینہ سلطان شہاب الدین کی
 متفرق جوئی اور قلعہ میں بھی چندان فوج نہ رہی اسوقت ایک نے مقربان سے عرض کی کہ اے محمد اور تیرے جو خاندان

عالیشان کے نعمت پروردہ تھے پائے ثبات زمین کین سے متزلزل کر کے راہ فرار ناپی اور مراے تنان تلخ کو مقدسہ بخش تھے اور ہمیشہ لات مروی و مردانگی مارنے تھے مگر کین انکا نشان پیدا نہیں اگر عجلانہ الوقت حنان مراحت لاہور کی طرف معطوف فرماوین مناسب دکھلائی دیتا ہوں سلطان کو یہ بات موافق طبع نہ آئی تھیں میان سے لی اور لشکر قلب کے اتفاق سے سپاہ دشمن پر حملہ کر کے حرب و ضرب کفار کی اسیات بران تن نہ زد و خنجر سخت کوشش نہ کر سکتے تھے پائے کو بان دشمن ہر سو کشمکش اور کارکردہ بیکے را دو کرد و در اچار کردہ چنانچہ ہر دوست و دشمن انگلی میدان داری اور خنجر گذری پر تڑپ کر کے مراستم حسین بجایا ناگاہ کھنڈے راے سپہ سالار علی کی نظر سلطان پر پڑی قیل کو تھیل کہ جس پر سوار تھا سلطان کی طرف دھڑایا سلطان بلا توقف نیزہ ہاتھ میں لیکر آگئی طرف متوجہ ہوا اور اسی ضربت اس کے دھن میں ماری گئی دانت جس کے شکست ہو کر گر پڑے کھنڈے راے نے بھی کمال تو را در جلاوت کر کے ہاتھی راے سے ایسا زخم سلطان کے باو پر ہو چکا کہ فریب خطا کہ خانہ زمین سے جدا ہونا گاہ ایک خلیجی بچہ سپاہ بجا نیش پست سلطان کے گھوڑے پر سوار ہوا اور سلطان کو اپنے زیر قیل کر کے زرمگاہ سے نکال کر لشکر ادرامین کے آغوش نے بھاگ کر بیس کوس پر دم لبھا پھر عافیت ہو چکا اور شور و ادبلا کر شکست لشکر اسلام اور سلطان کے گم ہونے کا لشکر دین بر با تھا ساکن ہوا اور سلطان شہاب الدین ممالک ہند و مدینہ منورہ کے سفر کر کے غوطہ پڑا رہا ہوا اور اعدائوں سے اس وقت صلح کی گئی کہ نہ کہا اور مراے غور و خلیج و خراسان کو محتاط درو تھک کیا اور توبہ سے بجا نوا گئی گون میں لشکر اور شہر میں تشہیر کیا اور حکم دیا کہ جو شخص جو کچھ تو بڑے میں ہر نہ کھائے اس کا سر سے جدا کر دیاروں نے جان کے خوف سے جو نوش جان کیے اور سلامتی کو بہترین امور سمجھے اور زمین المار کے طرز کلام سے ایسا واضح ہو تا ہوں کہ جب سلطان شہاب الدین زخم کھایا اور ضعف اس پر غالب ہوا گھوڑے سے گرا بسبب عدم معرفت اس کے کسی نے بچا نا کو ان شخص جو اس کی طرف کوئی متوجہ نہ ہوا اور شب نے بروہ ظلماتی جہان پر ڈالا اور جبکہ ایک بہر رات سے گذر ایک جماعت غلامان ترک سے سلطان کے درپے تفحص ہوئی اور مکر میں آنکر درمیان مقتولوں کے ڈھونڈھنے لگے سلطان نے اوزا اپنے غلاموں کی بچا نا کو نصین اپنے حال سے مطلع کیا غلاموں نے اس کی سلامتی پر شکریہ ادا کیا اور اسے باری باری کا نہ ہے پر چڑھا کر تمام شب قطع مسافت میں معصوف رہے علی الصبح اپنے ہمراہیوں سے جا ملے اور بادشاہ کو مخفیہ میں سوار کیا اور اسی حال میں راے تھو را آیا اور غلام تہندہ کو کرک منیا والدین تو لگی زبان کھا ایک سال اور ایک مہینے محاصرہ کیا آخر کو صلح سے لیا پھر اپنے بھائی سلطان شہاب الدین سے خدمت لیکر غرض میں کی طرف خزان ہوا اور مقصد انتقام خواب و خور اپنے اوپر حرام کیا اور غوطے عرصہ میں سپاہ جوار خور تھو را بہم پہنچا دوسرے برس ایک لاکھ اور سات ہزار ترک و تاجیک اور افغان کہ انہیں اکثر کلاہ مکمل بجا ہر سر پر اور بچو شن مہلی پیسیم و زردیہ بر رکھتے تھے غرض میں سے آئے اور بغیر اسکے کہ اعیان درگاہ سلطان سے مشورہ کرین ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے جب رايات نصرت آیات بلدہ پیشا ور میں ہو چکا ایک پیران غور سے جو گشتا تھا سر جز میں انکسار رکھ کر اتنا س کی کہ کچھ معلوم نہیں ہوتا ہوں کہ سلطان کمان جاسو اور ارادہ کیا ہوں سلطان شہاب الدین نے فرمایا کہ ان شخص یقین جان کہ جس وقت سے میں نے ہند کے راجاؤں سے شکست کھائی ہو اپنی ہمنواہ کے ساتھ عیش و عشرت کے فرش پر استراحت نہ کی اور پوشاک کہ پہنے ہوں نہ بدلی یہ سال میں نے خزن و مال میں بسر کیا ہوں اور مراے غور و خلیج و خراسان باوجود قدیم اتحادی کے مجھے مکر ادرامین چھوڑ کر مقرر ہوئے میں نے انکے دربار میں آنے کی ممانعت قدغن کی سلام کا تو کیا ذکر آجکالے بکا منہ نہ کھیا اب لطف ایزدی بر اعداؤں کے مقصد انتقام ہند کی طرف متوجہ ہوا ہوں اولو راے قدیم جو مد سے

اس حمد تک پہنچ کر وہ نعمت اس خاندان کے ہیں جسے چنداشت خدمت کی نہیں رکھتا پھر غوری اس حکایت کے سنتے ہی مین خدمت کو بوسہ دیکر عرض گزار ہوا فتح و ظفر ہمراہ رکاب ملا زمان شاہ ہو میرا انتشار مدد تھائی ابکی رحمت میرے امراے جان غار ایسی جان سپاری اور میدان دہری کرینگے کہ تلافی اور تدارک فرود گزشت سابق ہو جسے اور نام یکے مخالف روزگار پر ثبت رہے لیکن میں نے یہوں کہ سلطان رقم غفور کے جہاد میں کچھ بچکر مجھے کا حکم نافذ فرماوے اور لطافت خروانہ و عنایات شان از نوازش کرے تو اپنے کیے ہوئے سے نادم ہوں اور سسپات اپنے ساتھ حسنا کے مبدل کرین سلطان کو تقریر پذیر سپر کی پسند آئی تمام امرا کو اپنے دربار میں بلا یا اور حشیں عظیم کر کے ہر ایک کو انجمن سے علی قدر مراتب اور تفاوت مراتب اور بچکر امرا اور خیر صبح سے سرفراز کیا اور انکی خجالت دفع کر کے جہاد کے بارہ مین بہت سفارش اور تائید فرمائی دوسرے دن اس صبح سے کوچ کر کے علام نصرت نشان لہتان کی طرف روانہ کیے اور اس حدود کے امرا کو جھون نے سلطان کی غیبت میں دوتنخواہی کی تھی اور سب سالار صوبہ لاہور سے سلوک پسندیدہ و غلط خواہ کر کے جو اس طرف کے راجاؤں کو شر سے منع ہوئے تھے پابہ انکی دولت کا بھی بلند کیا اور دلوں کی کشش میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور جب سراسر بدہ سلطان لاہور میں برپا ہوئے تو ام المملک کن الدین حمزہ کو جو عیان ملک اور شاہ میر دولت سے تھا برسم رسالت اجیر کر بیرون بھیجکر اسلام اور اطاعت کے بارہ مین ترغیب ترغیص کی چہورائے جواب سخت دیا اور ہندوستان کے تمام راجاؤں سے اعانت چاہی اور روایت صحیح سے واضح ہوتا ہو کہ اس نے شین لاکھ سوار راجپوت اور افغان وغیرہم سلطان کے مقابلہ کو بھیجے تھے سلطان نے بھی لشکر اسلام لیکر شیراز کی طبع قدم دیا کہ انکی طرف بڑھا یا اور شہر پانسوا اٹھاسی ہجری میں پھر لشکر کفر و اسلام کا مقابلہ ہوا اور دونوں لشکر نے آب سرسبی کے کنارے ڈیرہ کیا راجاؤں سے راجپوت کہ ڈیرہ سب نفرت تھے شجاعت کا قہقہہ اپنی پیشانی پر کھینچ کر اپنے قاعدہ و روش سے قسین غلیظ اور شدید کھائیں اور رقم نہریت کی صفیہ خاطر سے محو کی اور یہ غنڈہ کیا کہ جب تک دشمن کو دفع نہ کریں کارزار سے دست بردار ہوں اور جو کہ جنگ سابق میں شریک ہوئے تھے نہایت خجالت اور غرور سے نام نہندیدہ و توجہ نہ تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ عدت و حدت جاری سپاہ بیکران کی کچھ معلوم ہوگی کہ تو اترو تو الی روز بروز لشکر انصاف سے بلاد ہندوستان سے پہونچتا ہو اگر تو رحم اپنی ذات پر نہیں کرتا بارے اس جاعت نامراد پر جو ہمراہ رکھتا ہو رحم کر اور اپنے آنے سے شجیل ہو کر علم مساودت بلند کر کہ ہمیں اپنے دیونا اور بتوں کی سوگند چو کہ ہم تمہارا بھیجا کرینگے اور کسی طرح کا تعرض اور مزاحمت نہ پہونچاؤ گینگے اور جو یہ امر محض منظور نہیں تو ہمارا سامنا کرو کہ فیضان صف شکن ترین ہزار سے زیادہ مین اور پیادہ نو پچی اور تیر انداز کہ حساب سے افزون ہیں مع لشکر کہ درمیان وہم کے نہاوے کل ہتھیارے اردو چتا لاؤ گینگے اور حریف کو عرصہ گیر و دار میں فیلات کرینگے سلطان شہاب الدین نے اس کے در جواب ترقیم فرمایا کہ جو کچھ پیغام دیا نہایت مروت اور شفقت ہو لیکن سب کو معلوم ہو کہ لشکر کشی میں اس دیار کے مجھے اختیار نہیں ہو اپنے بھائی کے حکم سے اس حدود میں آیا ہوں اور ساتھ مشقت اور محنت کے قربن ہوا ہوں ہتھیار مجھے مصلحت اور فرصت دو کہ کسی مرد بخند اور دشمن کو اپنے بھائی کے پاس بھیجکر کیفیت ہتھیاری جمعیت اور غلبہ کی عرض کروں اور فرصت حاصل کر کے نصیصہ کر دوں کہ سر ہند اور پنجاب اور ملتان ہمارے قبض و تصرف میں رہے اور باقی ممالک ہندوستان ہر تم خواہی ہو کفار کے سرداروں نے جب اس جواب سے لشکر اسلام کی زبونی کا سرخ پایا خواہ غفلت میں سوئے اور سلطان شہاب الدین اسی شب کو مسیحا جہاد و قتال ہوا اور بعد طلوع صبح کہ راجپوت بہ نقصانے حاجت اور غنڈہ ہاتھ دھونے کو دائرہ سے باہر گئے تھے

صفوف حرب آراستہ کر کے کمال مردانگی و شوکت سے میدان میں آیا کفار ہر چند سراپہ ہونے لیکین جو کہ موجود تھے ہر نوع فراہم ہوئے اور دانت پر دانت گولو کر بقدر حال آلات حرب ترتیب دیکر مقابلہ کو دوڑے سلطان نے جو اہل کی بہادری اور جو اندازی مشاہدہ کی تھی اپنے لشکر کے چاروں طرف کیے کہ اپنی اپنی جہت میں اپنی جہت میں جنگی اور سواران ہندی حملہ آور ہوں اور ہر طرف سے خدوئے کے موافق پشت ہر سمت انھیں دکھا کر پائے ثبات تزلزل کریں اور وہ فرار کا گمان کر کے تعاقب کریں ہٹ کر تنگیائی سے سراقشیانی اور تیرسندان گذارے ان کا بکار و نکلے بدلوں کو بار بار سے سب کریں ان فرض بہرون چڑھے سے ناگھڑ کو وقت تک طرفین سے تنور حرب گرم بہا سوت شہاب الدین نے خود توکل کا ذیہ سر اور زہ مصابرت کے جسم پر ڈالی اور بارہ ہزار سوار نے شمشیر مارے بران کفار کے قتل کیو اسطے میان سے لین اور سنانا جانشان گھوڑوں کی کونیتوں پر راست رکھیں اور شیر خزان کی طرح نرہ بکیر کیلند کے حملہ آور ہوئے اور خاک موکہ کی دیروں کے خون سے رنگیں کر کے طرفہ زمین میں صفوف اعدا میں تزلزل ڈالا اس درمیان میں خریفیل اور دوسرے اوائے یکبارگی چاروں طرف سے حملہ کر کے سپاہ ہند کو منہزم کیا کھاتاڑے برائے حاکم دہلی اور بہت سے راجہ جنگ منلو بہ میں مار گئے اور پتھو واحد و سرتی میں گرفتار ہوا اور سلطان کے حکم سے قتل ہو گیا غنائم کثیر غازیوں کے ہاتھ آئی قلعہ سرتی اور ہانسی اور ماندا کو کرام وغیرہ مفتوح ہوئے اسوقت سلطان شہاب الدین نے اجیر کی طرف عینان توجہ معطوف فرمائی اس حدود کو بھی اپنے قبضہ اختیار میں لایا اور ہندی بہت سے کر کے قتل نہیں کیا اور صلاح وقت دیکھ کر باج و خراج کی گفتگو درمیان میں لایا اور باجیر کو سپر پتھو کے تعلقین کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوا جب وہاں کاراجہ ازراہ بجزوہ زاری حاضر ہوا اور ہر قسم کے تحفہ اور ہدیہ بھیجے سلطان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا اور ملک قطب الدین کو جو غلام اور برگزیدہ اسکا تھا قصہ کہرام میں کر سہ کر سہ دہلی سے ہر چھوڑا اور کوہ مارے سواک کہ ہندوستان کے شمال میں واقع میر غارت و تاراج کر کے قرظین کی طرف مراجعت کی اور ملک قطب الدین ایک ہفتے کی قلعہ میٹھ اور دہلی کو فوج کشی کر کے پتھو را اور کھنڈے کے کے عزیزوں کے لشرف سے بر لایا اور ۵۸۹ھ پانسو نویں ہجری میں قلعہ کول کو بھی منہر کیا اور دہلی کو دارالملک کر کے دہان نہایت کی اور اسکے اطراف و اکناف پر باظلام و تفریق کر کے اسلام کے طریق ظاہر کیے سلطان شہاب الدین نے قرظین سے بھر عزیمت ہندوستان کی اور بلوچہ قنوج کی طرف متوجہ ہوا اور سارے جو چند جو قنوج اور ساراس والی تھا اور تین سو کوئی نیل کوہ سیکھتا تھا اسنے سبقت کی اور قصبہ چندر دار اور اٹناؤہ کی نواح میں آگیا اور ملک قطب الدین ایک سے کہ مقتدرہ کیش تھا اچار بہر کے شکست پائی اور مال اقبال کو بھی برابر کیا سلطان حصار استی میں کر رہے چند کا مخزن تھا داخل ہوا اور نہایت بہت لطف آئی پھر وہاں سے بنارس گیا اور قریب ایک ہزار تیر تیرا زمین مومنوں کا سکھ کیا اسکے بعد قلعہ کول کی سپر کیو سٹے تو بہر فرمائی اور پھر اس ملک ہند کو بھی بدستور سابق ملک قطب الدین ایک کے سپر کر کے منظر ہندو غرضین لطیف رہا نہ ہوا اور اندرون میں پتھو را کے عزیزوں نے ان سے ایک شخص کہ میراج نام رکھتا تھا سپر پتھو را پر خرمن کر کے جمیر اسنے قلعہ سے بر لایا اور ملک قطب الدین ایک سے بھی مقام غالفہ میں آیا چنانچہ ۵۹۱ھ پانسو اکا تو سے ہجری میں ہر طرف لشکر لگایا اور میراج نے بھی لشکر کشی فرما دی اور ہم مہمان ہو کر آگیا اجیرس مرنہ مسلمانوں کے زیر حکومت ہوا اور انھیں دلوں میں ایک قطب الدین ایک لشکر ہندو المجرات کی طرف لگایا اسقام سلطان کاراے بھیج دیو سے جو وہاں کا والی تھا لایا اور غنائم و افراسے دستیاب ہوئی اور فرمان کے موافق قرظین کی طرف جا کر دہلی کو مراجعت کی اور ۵۹۲ھ پانسو اٹھارہ سے ہجری میں سلطان شہاب الدین دواہ سفر ہند کی ہوس ہوئی قرظین سے روانہ ہو کر قلعہ تھنکر کو کہ اسوقت ساٹھ بیاض کے شہر تھا تھا فتح کیا اور دہان کی

سرداری بہار الدین طغرل کو عنایت فرمائی اور واسطے تسخیر قلعہ گوالیار کے مامور کر کے خود دار الملک غزنین کی طرف مساوت کی اور بعد فتح گوالیار کے ملک قطب الدین ایک سے حوالی اجمیر کے راجہ لون سے جنگ واقع ہوئی شکست قاش نے اُسے نصیب دیکھا یا اور سن ۵۹۹ھ پانسونانو سے جری میں ملک قطب الدین ایک نے ہندو اور گجرات کو مغتوج کیا اور سطح سے قلعہ کاپلی اور کانچور اور بدایت ۵۹۹ھ پانسونانو سے جری میں سرہو اور سلطان شہاب الدین محمد طوس و خراسان میں تھا کہ خبر وفات اسکے اُسے بڑے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کی کو متکون بہ تخت شاہی تھا پہونچی وہاں سے بادغیس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس مقام میں شہر اٹرا بجالایا اور مالک خراسان کو اس سال ساتھ آل سام کے اس طور سے تقسیم کیا کہ تخت فیروزہ کو وہ اور غولانے چھیرے بھائی ملک ضیاء الدین کو دیا جو سلطان غیاث الدین محمد کا داماد تھا اور بہت وقراہ اور سفارین سلطان محمد بن غیاث الدین محمد کو ازانی فرمایا اور حکومت ہرات اور اسکے قواچ کی اپنے خواہر زادہ ناصر الدین محمد پر مسلم رکھی اور بنفس نفس بادغیس سے بلت کر غزنین میں آیا اور اپنے بھائی کی وصیت کے بموجب تاج جہان داری اپنے زبیب کر کے تخت بلند یا یہ متکون ہوا اور اُن روزوں خبر شہادت محمد خیر بیگ حاکم مرو کی سنکر باسندہ او تمام سنہ چھیر سو جری میں خوارزم کے عزیزم نے خیر میں گیا خوارزم تاب مقادست نہ لایا قلعہ خوارزم میں مقصود ہوا جب سلطان خوارزم میں پہونچا اس خبر کے کنارہ جو جیون سے شرقی خوارزم اور خلع کے طرف کھو دی ہو فروکش ہوا اور بعد چند روز کے اطریان واقع ہوئیں کئی امرا سے غور شہادت کو پہونچے اس درمیان میں خبر پہونچی کہ قرا بیگ سپہ سالار کو رخاں بادشاہ خطا اور سلطان عثمان بادشاہ ہرقندہ خوارزم شاہ کی ملک آتے ہیں یہ خبر سنتے ہی ایسا خوف سلطان پر مستولی ہوا کہ احوال انتقال زیادتی کو آگے بیکر اسان کی طرف داری ہوا خوارزم نے چھپا کیا سلطان شہاب الدین محمد بلت کر حرب میں مشغول ہوا اور شکست کھا کر خزانہ اور باقی گھوڑے دشمن کے قبضہ میں چھوڑ کر بھاگا کہ ناگاہ لشکر قرا بیگ خطائی اور سلطان عثمان سدراہ ہوئے سلطان نیر از مشقت اند خود میں پہونچا اور دونوں لشکر کے درمیان محاربہ عظیم واقع ہو سلطان نے اس جنگ میں دادمردی و مردانگی دی بادصف اس کے کہ ہوا و ہراہ اسکے رہے تھے حرب میں مشغول رہا جب تاب مقادست نہ رہی قلعہ اند خود میں مقصود ہوا آخر کو سلطان نے عثمان کے درویش سے صلح کی اور قلعہ دیکر بحال پر لشیان عازم مراجعت ہوا جس وقت کہ سلطان خوارزم شاہ کے میدان سے بھاگا ایک ناپاک جو اسکے مقربوں سے تھا محرم سے باہر جا کر گمان لے گیا کہ سلطان کو آسیب پہونچا ہو واسطے سلطنت بزم اور اُس نواح کو اپنا مرکز خاطر کر کے تعجیل تمام ملتان کی طرف متوجہ ہوا اور وقت پہونچنے کے ہمیر داؤد حسن کے ساتھ مکر کا شہ نہ شروع کر کے یہ بات کہی سلطان کا فرمان صادر ہوا جو کچھ ملتان میں کہتا ہوا اور محاربی احوال جو کچھ تازہ حادث ہوا یہ درمیان میں لانا پہونچا اور بے تامل اُسکے محل میں داخل ہوا ایک ناپاک نے اچھی خلوت میں بلا کر اوہ کوہ کا تذکرہ کیا اسی درمیان میں ایک غلام ترکی کو کہ اُسکے مار ڈالنے کا اقرار کیا تھا اشارہ کیا اسنے بے ملاحظہ خیر عدربیان ظلم سے نکال کر امیر داؤد حسن کا روبرو گننا زمین سے جدا کیا اور شہر میں یہ شہرت دی کہ میں سلطان کے حکم سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہوں اور زمان جلی خرب کو کے شہر قبتہ الاسلام ملتان پر بے مشقت و منازعت منصرف ہوا اور سردار کمران کو وہ جو دغیرو نے سر کر نام رکھتا تھا سلطان کے قتل ہونے کا یقین کر کے داعیہ سلطنت کیا اور قسیر حصار لاہور پیش نہاد بہت کر کے بامین اب جیلیم اور سورہ کے آتش نہاد شعل کی اور سلطان جب قلعہ اند خود سے غزنین میں پہونچا اسکا غلام ایلیہ گتلقو میں راہ ندیکر جنگ پر آمادہ ہوا جو کہ سلطان کو تاب مقادست نہ بخشی راہ ملتان کی آگے پکڑی اور ایک ناپاک نے جب سلطان کے جادوہ اطاعت سے قدام باہر رکھا سلطان نے

اس سے جنگ کر کے گرفتار کیا اور ساتھ لشکر سرحد ہائے ہند کے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور کابل غزنین کی سفارش سے ایلدگر کی خطا ساق فرمائی اور غزنین میں آیا اور انھیں دنوں میں خوارزم شاہ کا بھی اطمینان آیا اور درمیان ان کے صلح واقع ہوئی پھر بقصد جہاد کفار کمران ہند کی طرف کوچ کرکے ہوا جو قطب الدین ایبک بھی دہلی سے خدمت میں پہنچا کمران کو مالش دی اور لاہور میں جا کر قطب الدین ایبک کو دہلی کی طرف رخصت فرمائی اور جن دنوں میں کہ سلطان شہاب الدین بلوچ لاہور میں قیامت رکھتا تھا کمران نے کہ ولایت انکی آپ نیلاب کے کنارہ سے امن کوہ سواک تک ہر مسلمانوں کی ابتدا اور امانت پر کرنا بندھی تھی کہ جس مسلمان کو پانے تھے ساتھ انعام شکنجہ کے آزار پہنچانے تھے خصوصاً ان مسلمانوں کو جو سلطان کی طرف سے بلوچ پیشاوار اور اس فوج میں ہتے تھے یہ ہمیشہ محنت اور تلمیذ کے باعث پنجاب کی طرف فرار ہوتے تھے وہ شہر کر سکتے تھے کمران کا کچھ دین مودت نہ تھا اور ایسے بھی تھے کہ حبوت ان کے بیان میں پیدا ہوئی تھی اپنے دروازہ پر لڑکی کو لیکر فرما دیتے تھے کہ آیا کوئی شخص ہو کہ اس دختر کو اپنی زوجیت میں قبول کرے اگر کوئی شخص قبول کرنا تھا اسے دیتے تھے والا اسی ساعت اس لڑکی کو بیت ظلم سے ہلاک کرتے تھے اور ان کے درمیان ایک عورت چند شوہر رکھتی تھی جو شوہر کو اس عورت کے پاس لے جاتا تھا اپنا نشان دروازہ پر چھوڑتا تھا اگر وہ شوہر آوے وہ نشانی دیکھ کر بلٹ جاتے اور وہ جماعت اس موضع پر رہتی تھی کہ مسلمانوں کی عقوبت تو اپنا جانی تھی یہاں تک کہ آخر بام سلطان شہاب الدین میں ایک مسلمان ان کے دست ظلم میں گرفتار ہوا اور صبح دو صبح ارباب سلام کی کسی تقریب سے بیان کی اس ملاقات کے دراز کو مسلمانوں کا شمار پسند آیا اور محفوظ ہو کر کہا اگر میں سلطان شہاب الدین کی خدمت میں جا کر خلاۃ اسلام گردن میں ڈالوں میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرے ہر مسلمان نے کہا میں ذمہ دار ہوں کہ رعایت شہادہ کر کے پھر حکومت اس کو ہستان کی بجائے عنایت فرماوے چنانچہ اس مسلمان نے عہدہ مشعل اسلحہ کے ساتھ عرضداشت پیش کرکمران کے سلطان شہاب الدین کے حضور میں ارسال کیا سلطان نے بلا توقف خلعت فاخرہ اور کمر بند مرصع اس رئیس کیواسطے ارسال فرمایا میں بعد وہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عنایات خسروانہ سے سرفراز ہو کر شرف اسلام سے شرف یافتہ ہوا اور واپس سے فرامین حکومت اس کو ہستان کی لیکر آیا اور اکثر کمزوروں کو مسلمان کیا اور انہیں کے نادر لوگ جو دور ہشت کے باشندے تھے ساتھ شرف اسلام کے خاتمہ نوئے اور سچا کفار تراز ہیہ کو کو ہستان غزنین اور پنجاب کے درمیان ہتے تھے اور قتل ارباب سلام کو موجب خلعت جنت جانتے تھے بعضوں کو بے لطف و خلق اور بعضوں کو بقدر سیادت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب و سلم میں درلایا اور تربیت میں چار لاکھ کفار زارہ کو اس یورش میں خبیثہ طور کو لگی گردن میں طوق رہا ان الا اور اب تک کتابچہ پوری ایک ہزار اٹھارہ ہر دونوں قوم دین اسلام پر ثابت قدم ہیں تفسیر نے ان کے عقائد میں راہ پائی اس کے بعد کہ خاطر اشرف شہاب الدین نے فتنہ ہند سے فراغت پائی سو طہورین رجب سنہ چھ سو دو و پوری میں بلوچ لاہور سے غزنین کی طرف متوجہ ہوا اور فرمان باسما علیہ السلام والی باسیان کے افسار پایا کہ خاطر ہمایون مابذولت جہاد کفار ترکستان کی طرف متوجہ ہوئی جو لازم کہ بر فور وصول فرمان اس حدود میں لشکر کو فراہم کے سہل آسہر چون پر نزول کرے اور پیل تیار رکھے تا سپاہ اسلام عبور کے وقت آئندہ کھینچے اور جو سلطان دوسری شعبان سنہ مذکور کو آپ نیلاب کے کنارہ پر پہنچا چنانچہ اس منزل میں کمران کے نام سے ہتھم لکھی تھی اور جو فتنہ زارہ چند روز میں میں نفر کفار کمران کہ اکثر ان کے عزیز و اقارب اور فرزند سلطان شہاب الدین محمد کی جنگ میں مارے گئے تھے ہم عہد اور ہم سو گند سلطان شہاب الدین کے قتل میں جوئے تھے اور تدبیر میں کر کے قابو ڈھونڈتے تھے کو بے کبرقت کفر اشہر بدہ اتارنے لگے خراگاہ خاصہ سلطان بدین اور

مستضعف اور مسکین اسکا کما حقہ خاطر میں لائے اور تیسرے ماہ مذکور کو ایک گھوڑی کے ساتھ ایک دربانوں کو
 چھوڑی مار کر بھاگا جب غوغا ہوا تمام آدمی اور خدمتگاہ سلطانی کے پاس جمع ہوئے اسوقت اس جماعت نے فرصت پا کر ایک شکر پڑہ
 کا چھوڑی سے کاٹا اور مع چھوڑی و شکر ملائے برہمتہ کے خیمہ سلطانی میں داخل ہوئے اسوقت عین غلام ترک خدمت گذار کہ حاضر
 تھے کمال حیرت سے شغل جو بختک بھیس و حرکت ہوئے اور کہکروں نے خاطر جمعی سے حالت نوم میں اس شاہ عالمیہ کے
 بانی چھربان مار کر درجہ شہادت میں فائز کیا قطع شہادت ملک بحر و بر معز الدین بکر بن ابی بکر جہان شہل او نیامریک
 سوم زغرہ شعیان بھائی شمس صد و دو ہفتاد و رہ غزنین بمنزل رہناب سلطنت اسکی ابتداء حکومت غزنین سے آخر وقت تک
 بتیس سال و چند مہینے تھی اس سے یک بیٹی رہی کہتے ہیں وزیر اسکا خواجہ بکر بن ملک بن خواجہ محمد حسینی تھا بعضے کہان خدا
 گرفتار کر کے بسبب سیاست غیر بکر یعنی افوار عقیقت سے قتل کیا اور املا و اوراق اسکا کو متعلق کر کے تیار کرکے کیا اور خزانہ کی محفلت
 میں کہ چار ہزار اونٹ پر لدا تھا اُسے قسم اور سو گند لی اور غلام سلطان شہید کے چاہتے تھے کہ خزانہ تاج کرین تمدید اور خوبیت
 سے انھیں بھی مانع ہوا اور جنازہ اس شاہ عجم کا اٹھا کر بختک و شکر ملائے غزنین کی طرف لگیا لی خاطر خواجہ بکر بن ملک
 اور امرائے ترک کی واسطے سلطنت غیاث الدین محمد کے تھی اور امرائے غور کہ سر میں خیال سلطنت بہاؤ الدین نام کار تھے تھے اس
 سبب سے جب حوالی فرساذین ہوئے تھے میں الفریقین مخالفت تمام طور میں آئی خواجہ بکر بن ملک اس سے استہ سے کرمان بہت
 نزدیک تھا جانا چاہتا تھا اس واسطے کہ تاج الدین الیہ کو کہ ایک غلام سلطان شہاب الدین سے تھا اور سلطان غیاث الدین سے
 نہایت اہل قتل رہنا طرک تھا اس مقام میں تھا اور امرائے غور اورادہ رکھتے تھے کہ ایسی آہ چلیں کہ میان سے بہت نزدیک
 ہووے تاخراذ بہاؤ الدین سام کو اصل کرین اور اس مقدمہ میں قریب تھا کہ تلوار بسین چلے اور کام ضائع ہو جو خواجہ بکر بن ملک
 نے امرائے غور کے روبرو جاکر امانت بہت کی اور ساتھ دلائل و براہین کے خاطر نشان کی کہ مناسب ہے کہ شہیدوں اور کرمان
 راستہ سے غزنین کی طرف متوجہ ہونا چاہیے غرض کہ قبائل فغانان اور کفار تہاہرہ سے زحمت بہت کھینچ کر کرمان کی نواح میں پہنچے
 تاج الدین الیہ کو محمد سلطان کے استقبال کی واسطے برآمد ہوا جو میں اسکی نظر محمد پر پڑی گھوڑے سے اتر کر زمین ادب کو بوسہ
 دیا اور اس کے بعد پر وہ محمد کا اٹھا یا جب کا لبر سلطان پر نظر پڑی اپنی دستاویز سے اوپر سر میں تن سے بہاؤ کو گریہ نزاری
 آغاز لی اور ماتم تازہ کہا القصہ تاریخ بانیوں شہر شعیان محمد سلطان شہاب الدین کا غزنین میں ہو چکا اور اس خطیرہ میں
 کہ جو اپنی دختر کی واسطے تیار کیا تھا فون کیا کہتے ہیں غزنین میں خزانہ بہت زر اور فوہ اور جو ہر سے اس سے باقی بہاؤ انجل
 پاشمین الماس جو ہر نفیسہ سے اس کے جو ہر خاند میں موجود تھا اور دوسرے نقود اور مال کو اس سے قیاس سکھ میں تین تہ سفر
 ہندوستان کیا تھا دو مرتبہ شکست پائی بھکا میاب ہو یا پادشاہ عادل در خداتر اس رشتہ خلائق تھا اور علما اور علما کی عزت و تکریم کرتا تھا
 و کر و اج دہندہ بخشش لک سلطان قطب الدین ایک مشہور بہ لک بخش
 سلطان قطب الدین ایک اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ میں موصوف تھا روش ندرایری اور قیاس بہاؤ درجہ شہادت
 اور لوازم لشکر کشی و دشمن کشی میں جیسا کہ چاہے قیام اور اقدام کرتا تھا اور غرض میں اس جناب کو ایک تہرکتا نہ تھا پور لگیا تھی
 فتح الدین ابن عبدالعزیز کو فی کے ہاتھ جو فرزند ان الامام اعظم ابو حنیفہ سے تھا بیجا جو تکہ دست قدرت نے بقلم ضایت رقم
 سعادت کی اُس کے ناصیبہ احوال پھینچی تھی اولاد قاضی کی صحبت میں کتابت میں جا کر پھوڑے عرصہ میں قرآن پڑھا اور خط و
 سواد ہم ہو چکا یا اور آداب و کمالات کے تحصیل میں نہایت کوشش کی اور قاضی کے فوت ہونے کے بعد ایک سوداگر نے

اسے قاضی کے فرزندوں سے لقمیت گران خرید کیا اور بطریق تختہ سلطان مغز الدین قطب بشہاب الدین غوری کے پاس لایا سلطان نے اسے ان تاجروں سے لقمیت افزون خرید کیا چونکہ اسکی انگشت خنصر شکستھی اسواسطے اسے ایک کتے تھے اور خدمت سلطان میں انروے شعور و اخلاص مصروف رہتا تھا کہ جب درجہ میں قربت خاص تمام حال کیا لکھا جو کہ ایک شب کو سلطان مغز الدین ایک بزم آراستہ کر کے ساتھ مقربین خاص کے صحبت رکھتا تھا اور اس بزم میں تمام نزدیکوں اور خصوصاً گواہی انعام کثیر سے سرفراز فرمایا سلطان قطب الدین ایک کو بھی بزمیان خاص بخشا جس نے انعام و ختام پایا سلطان قطب الدین ایک نے جو کچھ انعام پایا تھا سب فراشون اور بل خدمت کو قسمت کیا جس کو جب یہ خبر سلطان کو پہونچی یہ حرکت اسکی پسند آئی چنانچہ اسے مرتبہ امارت میں پہونچایا اور ساتھ خدمت حضور کی تفت کے سرفراز ہوا اور ہیشہ مرتبہ چمکا ترقی پر تھا یہاں تک کہ ساتھ شعل امیر غوری کے ممتاز ہوا اور جن روزوں میں سلطان غور اور غفر فیہا ہوا بامیان سلطان شاہ خوارزمی کے دفع کیواسطے خراسان کی طرف لشکر کشی ہوئے سلطان قطب الدین ایک پر روز و طالع عطف کے صحرا جاتا تھا ایک و زحرد و آب مرد یعنی آب مرغاب پر فوج سلطان شاہ سے مقابلہ ہوا قطب الدین ایک نے دوا جو اندری و بہادری کی دی چونکہ جمعیت کم تھی فوج عظیم میں گرفتار ہوا اور وہ اسے سلطان شاہ کے رو برو لگائے سلطان شاہ نے اسے بچہ ہم بھی میں قید کیا جب کہ درمیان سلطان غور اور سلطان شاہ کے جنگ واقع ہوئی سلطان شاہ منہر ہو سلطان قطب الدین ایک کو سلطان مغز الدین کے ملازم مع تختہ بندہ کہن خیر برٹھا کر سلطان کی ملازمت میں لائے سلطان نے اسے باعز از خلع و لباس فاخرہ اور انعامات مرحمت فرمایا اسے بعد سلطان نے ششہ پانسو اٹھاسی ہجری میں راسے عبید و دہلی سے انتقام لیا کرام اور سامانہ اور دیگر مالک پر اسے مقرر کر کے ہندوستان کا سپہ سالار کیا سلطان قطب الدین ایک نے جیسا کہ چاہیے اس منصب علیل کا اہتمام اور انتظام کیا اور اس فوج کا بخوبی تمام ضبط کیا اور قلعہ میرٹھ کو اپنے قبضہ میں لایا اور دہلی کی طرف لشکر کشی کر کے محاصرو کیا اور جب بنیاد جنگ کی قائم کی تو راجپوتوں نے اطراف و جوارب سے آنکر صفوں آراستہ کیں چنانچہ سپاہ طغین کی بہت قتل ہوئی اور خون موکہدال میں مذی کی طرح جاری ہوا راجپوتوں نے منہزم ہو کر شہر میں دم لیا جب کام اپنرتنگ ہو اپنی جان اور ناموس کی امان چاہی اور شہر سلطان قطب الدین ایک کے تقویٰ میں کیا اور طرہ برضائی ۵۸۹ ہجری پانسو نو اسی ہجری میں جیتوان جو اسے ہندو لاکھ متعلقوں سے تھا مع لشکر کثیر بقصد تسخیر قلعہ ہانسی کے قریب یا حاکم ہان کا نصرت الدین سالار تھیں ہوا اور یہ خبر دہلی میں پہونچی سلطان قطب الدین ایک قبیل تمام اسکی طرف متوجہ ہو جیتوان بھاگ کر ہندو لاکھ جرات کی طرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایک نے شہر پانسو نو سے ہجری میں دریا عبور کر کے قلعہ کول کو بزدل شمشیر لیا اور ایک ہزار گھوڑے راہوار اور غنائم بشیار دستیاب ہوئے اور ان دنوں میں جب خبر توجہ سلطان مغز الدین بقصد تسخیر قلعہ دہنا اس شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایک کول سے پیشوا لئی کیواسطے گیا اور ملاقات کے بعد سو گھوڑے تانزی اور ایک زنجیر قیل طلانی اور ایک زنجیر قیل نقرہ سے مغرق بشیکش کیا اور پچاس ہزار سوار کا جائزہ دیکر خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور سلطان کے حکم کے موافق لشکر طلایہ ہو کر اسکی سواری کے آگے روانہ ہوا اور فوج راہ بنارس کو جو سدراہ ہوئی سب کو ارٹھایا آخر کو جب چند اسے بنارس خود قطب الدین ایک کے مقابلہ کو میدان میں آیا اور عین گرمی اور ہنگامہ کارزار میں ایک تیر جانستان چھینڈا اسے حد فہ جہر میں دریا قیل کے حوضہ سے خاک مذلت پر گرا کر اسکا قفس تن سے پروانہ کر گیا اور لشکر راجپوتوں کا متفرق ہوا کسی شخص کو اسے قتل ہونے کی اطلاع نہ تھی آخر اسے علما سے

کہ دانت اس کے ضعف پیری کے سبب میخا سے طلائی سے مستحکم کیے تھے لاش اس کی مقتولوں کے درمیان سے اٹھا لیکر اس کے بعد سلطان شہاب الدین مع افواج بزرگ پیچھے سے آنکر بنارس میں داخل ہوا اور اس نے یاکو تالاب و جنگالہ پہنچ کر کیا اور تختیاں ایک ہزار بت توڑے اور چار ہزار اونٹ نفاہیں اور جو اہر اور زر و اقشہ وغیرہ لادے اور قلعہ کوں حسام الدین اور غلبہ کے سپہ سالار کے مظفر و منصور غزنین کی طرف مراجعت فرمائی کہتے ہیں جب خیال بنارس پر وزیر عالم سلطان کی طرف تختہ ازبک گذر گیا تمام ہاتھیوں نے فیلبانوں کے اشارہ سے سلطان کو سلام کیا مگر فیلبان سفید کو ہر چند فیلبان نے سسی کی اسے سلام پر اقامت نہ کیا اور ہفتہ شدت و شوخی کی کڑوایک تھا فیلبان کو ہلاک کر کے سلطان نے فیلبان سفید کے سوا سب ہاتھی سلطان قلعہ الدین ایک کو ازبانی رکھے اسکے بعد چن منزل غزنین کی طرف روانہ ہوا فیلبان سفید کو بھی ساتھ فرما کر غزنی کے قطب الدین ایک کیواسے ارسال فرمایا اور قطب الدین ایک کے آخریام حیات تک وہ قیل زندہ تھا اسکے فوت کے بعد سیرے قیل سفید بھی گیا چنانچہ اس وقت سے زمانہ مختصر اس نامیخ جہان آرا کے کوئی سلاطین دہلی قیل سفید نہ رکھا تھا اور حکام طاعت سے بھی نہ گایا کہ ایک قیل سفید رکھتا ہوا ان اس مدت میں کبیر سے بخت مسعود نے یاوری کی ملازم دار سے حجاء ابراہیم عادل شاہ ہوا اور اس سچا پور میں تجارتی نقد صادق القول سے میں نے سنا کہ سرکار بادشاہ جہانگیر نے بیگمین ہمیشہ دوا تھی سفید رہنے میں اور جنگ وہ زندہ ہیں ہر چند مردم بادشاہی وغیرہ جنگوں میں تیسرا تلاش کرتے ہیں ہرگز قیل سفید نہیں نظر آئی و تیار ہوا و جب کہ ان دخیل سے کوئی فرما نہ ہو تا در سجون کے حکم سے قیل سفید پیدا ہوتا ہو اس وقت پتھیل تمام لوگ بادشاہی جنگ میں آنکر ساتھ اس حیلہ کے کجالتے ہیں قیل کو گرفتار کر کے شہر میں لائے ہیں انھیں سلطان قطب الدین ایک نے بعد راجت سلطان شہاب الدین کے غزنین میں چند روز حصار اسی میں مقام کیا اور اس صوبہ سے خاطر طبعین کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوا اتنا سے راہ میں خبر ہو چکی کہ میراج راجپوت نے کومیتان سے خروج کر کے کوہ اندھیرا سے جنگ کر کے اسے اجیر سے ان تھوڑے کیارت مفور کیا وہ نسبت ملے نے بھی اپنا لشکر دہلی کے شتراع و ہسترا د کیواسے روانہ کیا بلکہ حالی دہلی میں پہنچ کر تانت و تیاراج میں مشغول ہوا سلطان قطب الدین عزیمت ملوکانہ اسکے تدارک اور تلافی میں مصروف رکھا مگر بنارس و اسوا اپنے لشکر سے جدا کر کے بسبیل حیل جہتر سے کی طرف متوجہ ہو چکا ہے سلطان قطب الدین ایک کے ہنگی خبر پائی تا بے مقاومت اپنے سے مفور دیکھ کر اجیر کی طرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایک نے اسکا مذاقہ اجیر کر کے کیا اور میراج راج اجیر نے باہر آنکر صفیں کھینچیں اور سلطان قطب الدین ایک نے مقابلہ کر کے مقتول ہوا اجیر نے سرافرمسلمانوں کے قبضہ میں آیا اس مرتبہ حکام سلام کا نہیں ہوا اور اسے پانڈواکانو سے ہجری میں لشکر نہروا کیجرات کی طاعت لیگیا اور جب ان سب سالار بھیم دیور سے نہروا کا جو قادی نہروا کے قریب مقیم تھا سلطان قطب الدین ایک کی تاخت سے بھنے لپ ہو کر مفور ہوا سلطان نے بھیجا کیا اور وہ ایک فوج کثیر سے بھاگایا تا تھا ایک ایہ لشکر سلطان سے کچھ سوار کبیرہ ڈرا اور اسکو قتل کیا اور سب سامان لے لیا بھیم دیو بھی ہر خبر سننے ہی اپنی ولایت کی سمت بھاگا اور سلطان قطب الدین ایک اس حاکم سے خنائم بشیار لایا پھر دہلی سے قلعہ دہلی میں گیا اور اسے قیصر کیا پھر کرام کو قلعہ دہلی کے دہلی میں آیا اس درمیان میں قوام الملک رکن الدین حمزہ جو جاگیر احمد دہلی میں مقیم تھا اسے یہ خبر پہنچا کہ راجہ کا بھائی کو کوہستان میں بھاگا ہوا تھا قلعہ مذکور پر فوج کش ہوا اور پھر دہلی کے بیٹے کو بھاجا دیا چونکہ وہ سلطان قلعہ الدین ایک کا مطیع اور فرمان بردار تھا بجمالت تمام اسکی مدد کو گیا راجہ اجیر کا بھائی بہر خبر سے نہ تھی کسی طاعت مفور ہو گیا اور کولہ نے اموال و افراد و زمین خربزہ طلائی پیشکش کیے سلطان قطب الدین ایک نے دہلی سے عادت کی اور تلخ المذاق

جو بنام قطب الدین ایبک تحریر ہوئی اس سلطان کا منکار کے واقعات تفصیل میں تحریر ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ حبیب
ولایت اجیمیر و سرحدی مرتبہ مفتوح ہوئی اور نروالد اور ان قبضہ کی فتح وقوع میں آئی دہلی کی طرف مراجعت کی اور کوتوالہ پٹنہ
خبر فتوحات غزنین میں روانہ کیا سلطان مغز الدین نے فرمان اس کے طلب میں صادر فرمایا سلطان قطب الدین ایبک اہرام
خدمت باندھ کر غزنین کی طرف روانہ ہوا چنانچہ بعد طو سافت سلطان کی باؤسی میں مغز ہوا اور اعزاز و اکرام بہت پایا میں بعد
غزنین میں رہا ہوا سلطان کی یمن توجہ اور طبیب روشن راے کے معالجہ کی برکت سے کجا فینوس عصر تھا شفا پائی اور بعد صحت
ہندوستانی طرات وخصت حال کی حب کران میں پہونچا ہوا قتر سلطان تاج الدین کو محب الحکم سلطان مغز الدین کے عقد نکاح میں لایا
پھر حب دہلی میں داخل ہوا بطر زائل اسلام با تکلف تمام آمین بندی کے جشن کیے اور سہ ل ل یعنی ۵۹۹ھ یا ۱۲۰۰ء سے ہجری
میں مسجد جامع کو قبل اسکے مدت سے دہلی میں بنا کی تھی انجام کو پہونچی بعد ازان نقیصہ قلعہ قلعہ قلعہ یعنی بیادہ کے لشکر فرامیہ کے
روانہ ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ سلطان کے آنے کی خبر ہندوستان میں شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک نے ہاؤسی نکاح تھا لے کر کے
ملازمت کی اسپ تازی اور فطرت خاص سے سرفراز ہوا اور اسکے ہمراہ کابلہ قلعہ قلعہ یعنی بیادہ پر جا کر مفتوح و سخر کیا سلطان
مغز الدین نے حکومت اس قلعہ کی اپنے ایک غلام ترک بہا الدین طرل کے تفویض فرمائی پھر سلطان قطب الدین ایبک کو الیا کی طرات
روانہ ہوا وہاں کے راجہ ملکن راے نے بلج و خراج قبول کر کے مبالغہ خطیر پیش بھیجے اس فتوح کے بعد سلطان نے غزنین کی طرف
معاودت کی اور سلطان قطب الدین ایبک نے ملی میں مقیم ہوا فی الجملہ اسی سنوات میں خبر ہو گئی کہ راجہاے نتران یعنی راجپوتان
راجہ نروالد سے موافقت کر کے چاہتے ہیں کہ اجیمیر سلماؤن کے تصرف سے براوردہ کریں سلطان قطب الدین ایبک کہ ابھی
لشکر نروالد میں نہ پہونچا تھا ان راجاؤں کی حرب میں مشغول ہو لیکن ہکا گلوٹ از خم کاری اٹھا کر گڑا لشکر اسلام کا دل شکستہ ہوا
اور سلطان قطب الدین ایبک کو بجز قتل دوسرے طور سے پرسوار کر کے جیمین لیکتے اور راجپوت اس فتح سے خوش حال ہوئے جب
لشکر نروالد ملک کو پہونچا اور اجیمیر کے اطراف میں جا کر تین کوس پر فزوش ہوا اور چند عیسے متواتر جنگ میں مشغول رہا یہ خبر سلطان
مغز الدین کو پہونچی چنانچہ حسب الحکم اسکے ارادے کیا شل اسلام خان و سدا الدین و ارسلان طلع و نصیر الدین حسین و غز الدین
موبد و شرف الدین محمد مع لشکر کثیر و جم غفیر غزنین سے لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے اور سڑ لے بھی تیغ ارتقاہ نیام سے
کھینچی کفار نے توقف مناسب نہا نا اپنے مقاموں میں رہا ہی ہوئے اور سلطان قطب الدین ایبک نے غزنی لپٹت ہو کر راے
گجرات کی کوشالی مقدم محکمہ صنف کی بند رہو میں تاریخ ۵۹۹ھ یا ۱۲۰۰ء سے ہجری میں اجیمیر سے نروالد کی طرف نصرت فرمائی جب قتل
اور بزدل کے حدود میں پہونچا دونوں قلعہ تصرف میں لایا اسوقت یہ خبر ہو گئی کہ دالین اریسی راجپوت راجہ نروالد سے
الفاق کر کے قلعہ ابو گراہ کے قریب جو بلدہ سرحدی کے مضافات سے ہر جگہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ گجرات کی روٹ کی سے مانع
ہو کر ہنگامہ کارزار پر پا کریں سلطان قطب الدین ایبک اسکی جنگ کو متوجہ ہوا چنانچہ ان درون اور ویرانوں میں آگ ہو کر ستم
کے اندھیدیا نداری کر کے راجپوتوں کو شکست فاش ی اور پچاس ہزار ہندو اس لڑائی میں تہ تیغ کر کے شکست سابقہ کا عوحی لیا
اور ہندی قریب بیس ہزار اہل اسلام کے ہاتھ آئے اور عسا کر ظفر آثر غنائم سیر سے تو انکو مال مال ہوئے سلطان قطب الدین ایبک
جب قتل قلع کفار راجپوت سے خارج ہوا ولایت محوروہ گجرات میں داخل ہوا ان کے کمرشوں کو زیروہ زبر کیا غر حکما اس مرتبہ نروالد
تصرف میں لاکر ایک مارے کیا ان کے تفویض کیا اور اجیمیر کے راستہ سے دہلی کی طرف مراجعت کی اور جواہرات و ہارایے قیمتی اور چند
کنیز و غلام و خوبورت سلطان کیواسطے غزنین میں بھیجے اور لوک و خواتین کو انواع لطف و احسان سے سرفراز کر کے ان کے مناصب یاد کیے

اور جو دو کرم کا ہاتھ کھول کر فقرا اور مساکین ہلی کو احتیاج کی مصیبت سے نجات بخشی اور ۵۹۹ھ یا ۱۲۰۵ء عری میں سلطان قطب الدین ایبک پکا جواد کا سمیت پر حیت یا نہ ہکر کالہ کی طرف روانہ ہوا ہاں تکا راج بھی صفوف جہاے ہستہ کر میدلان میں آیا اور طرفہ العین میں بھاگ کر قلعہ میں محسن ہوا اور اپنی جرات و جسارت سے نام ہوا اور سطح سے بزرگان اسلاٹ اسکے سلطان محمود کی اطاعت کرنے تھے اسے بھی سلطان قطب الدین ایبک کی فرمانبرداری پناہ اور لازم پکری دوسرے یہ کہ آدہ ترسل اسب و فیل و جو اہل و اموال میں تھا قضاے لکھی سے مرگیا بعد اسکے کھیل جدہ دیو نے اس پتہ کے بھروسے سے جو اس قلعہ پر ہر سرخا الفت اٹھا کر اعلام مجاہد لہ اور محاربہ بند کیے قضا را جودقت او با تھا اور بخت و عادت نے اس سے قضا پھیرا لاجرم وہ چشمہ جندرو زمین خشک ہوا اہلی قلعہ نے لاچار ہو کر ان چاہی اور قلعہ سے برآمد ہو کر اول قلعہ ساز و ملت رز و جہر سلطان قطب الدین ایبک کے ملازم کو سپرد کیا اور وہ ان بھی پچاس ہزار کنبہ و غلام قیدی اسیری میں بنلا ہو کر شرف ہلام شہر ت ہو گئے اور سلطان وہاں سے شہر موہ میں جو پائے تحت بلوہ کالہی قضا رواں ہوا اور اسے بھی اپنے زیر نگین کیا اور اسی استے سے باون کھٹون متوجہ ہو کر اسے بھی اپنے تصرف میں لایا من بعد محمد بن محمد بن علی بہار سے اسکی ملازمت کو سپرد کیا انوار جواہر اور ہام تقویت کش گذرا سلطان قطب الدین ایبک اسکے لیے روٹی میں آیا اور جو سلطان مغر الدین قصبہ خوارزم کے بعد ہندوستان میں آیا سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین لٹش جو اسکے غلام تھے ملائف لکھن سے مردانہ لڑے اور اس ملائف کی مخلو بیت کے بعد سلطان قطب الدین ایبک رخصت کے موافق دہلی میں آیا اور سلطان مغر الدین غزنین کے راستہ میں شہر شاد ت فوش کر کے جنت کی طرف راہی ہوا پھر اسکے بھتیجے سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین نے تحت غور پر جلوس کیا اور سلطان قطب الدین ایبک کیواسطے کہ اسوقت تک ملک قطب الدین کہتے تھے جتر اور جلوس شاہی اور خطاب سلطان اور خط آزادی روانہ نہ کیا سمجھ سکے سلطان قطب الدین ایبک ہرم ہتھبال لاہور میں گیا جو کچھ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے بھی تھا اسکے وصول سے خزا و میا ہی ہوا اور سہ شنبہ کے دن اٹھا رھو میں ماہ ذیقعدہ ۶۰۰ھ چھ سو دو دسجری میں تحت لاہور پر جلوس فرمایا پھر چند عرصہ کے بعد دہلی میں آیا اور تاج الدین یلدرم جیسا کہ چالیسے پنجاب کے درپے تیغ ہو کر غزنین سے لاہور کی طرف کوچ کرکے روانہ ہوا اور وہاں کے حاکم کو زیر کر کے متصرف ہوا سلطان قطب الدین حب اس معاملہ سے آگاہ ہوا مع لشکر دہلی پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور کتبہ چھ سو تین ہجری میں درمیان فریقین کے آتش حرب افروختہ ہوئی طرفین نے لوازم شجاعت ظہور میں ہوئے عاقبت لاہور یلدرم منہرم ہو کر کرمان اور شیوران کی طرف بھاگا اور بہا لکون میں در آیا اور سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین کے تحت پر جلوہ گر ہو کر دہلیش دی اور نے نوشی پر مکر باندھی مردم غزنین اسکی غفلت سے آگاہ ہو گئے اور پوشیدہ سلطان یلدرم کے پاس المی بھیکار طلب کیا تاج الدین یلدرم اس دن کا ہب و ارتھام لشکر جراتا خت کر کے غزنین ہو پناہ اور متفقہ تاج اور سلطان قطب الدین ایبک حقیقت حال سے مطلع ہوا اور ہمار ہنا مناسب نہ جا مگر سورج سنگ کی راہ لے لے ہو کر ت گیا بیت چو سلطان سر انداز باشد نے بہ قند سحر از سرش تاج کے سلطان فطالہ دین ایکے ہیں سب سے کہ وہ قند بیت تاج الدین یلدرم کی طرف سے کہت تھا لاہور میں استقامت فرمائی اور عدل و داد و سخاوت میں اوقات بسر کی خلافت کو مہمان دامن میں نگاہ رکھا کہ ناگاہ سب سے چھ سو سات ہجری میں چوگان بازی کیوقت لاہور میں گھوڑے سے گرا اور زمین کا کپڑا اسکے سینہ پر اس زور سے لگا کہ جان بر نہاد ت اسکے دولت کی فتح دہلی سے آخر غنک میں میں اور چند جینے تھی از انجملہ چار برس پا و شاہی میں گذرے اسکی سخاوت و جوازدی اور شجاعت ہندوستان میں ضرب مثل ہو کر

براول

لاکھوں روپیہ انعام فرماتا تھا اور مستحقوں کو زیادہ اس سے جو حصہ میں سمائے عطا کرتا تھا اس سبب سے قلعہ اسکا
لکھنؤ میں جو اور تھک اہل ہند اسکی جو دو جگہ پر مدح کرتے ہیں کل قلعہ الدین کتے میں کل اور کال بکاف عربی مفتوح
مع الالف اور بدون الالف زمانہ کہتے ہیں یعنی قلعہ الدین زمانہ اور یہاں الدین کا ایک فضلہ حصہ سے قلعہ کی طرح ہیں اور
قطرہ انجمنش لک تو درجہ ان آوردہ کان راکت تو کار بجان آوردہ اور شک کف تو خون گرفتہ دل کان و درمل
ہیاد در میان آوردہ جو سلطان قلعہ الدین ایک کے سوا اور چار نفر غلامان امرائے سلطان مخر الدین م سے مملکت
ہندوستان میں تخت سلطنت پر تھکن ہوئے تھے ذکر اکھا اس مقام پر سب سے بکھا ذکر سلطان تاج الدین یلدرم کا
اور باب اخبار بیان کرتے ہیں کہ سلطان مخر الدین محمد سام غلامان ترک کے خریدے اور انکی تربیت کرنے میں تہایت شفقت
رکھتا تھا سو اسطے کہ اسے ایک خسر کے سوا کوئی فرزند نصیب نہ آیا اور ایک صاحب گستاخ نے عرض کی کہ کیا خوب ہو تا جو
آخر کار عالم سلطان یزدن کو پسران سعادت نشان کرامت فرماتا تو بعد حصول اقدار ناگزیر صاحب تاج و تخت ہوئے
سلطان نے اسے در جواب رشاد کیا کہ باو شاہو کے (زندگانی کے چند جوئے میں میرے کئی ہزار فرزند ہیں میرے رمال
کے بعد مالک میرے نام رکھینگے چنانچہ ایسا ہی ہو گیا سلطان نے بنی زبان میں ترجمان سے فرمایا تھا ایک سلطان مخر الدین
کے غلاموں نے کہ مالک تاج و تکیں ہو اور تلج الدین یلدرم سلطان شباب الدین نے اسے صغیر میں تربید کیا تھا جو کہ
صاحب اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ تھا اور طبع جلال باکمال سے بھی آراستہ تھا سلطان نے اسے قرب خدمت میں
خمس واس دیکر مرتبہ اسکا بزرگ کیا اور اپنی عنایات سے قیامت سے تمام ہندوستان پر متاثر فرمایا اور جب مرتبہ دارت میں پہنچا
کرمان اور شیراز انکی وجہ جاگیر میں مرفوع القلم کیا جس وقت سلطان نے لہور ہندوستان کرمان میں فرما لیا اور
حلول قبائل فرمایا ملک تاج الدین یلدرم نے تمام امر کی ضیافت کی اور ایک ارکلاہ و قبا خلت لیے اور علاوہ اسکے تمام لشکر
حشم کو ہر شخص کی لیاقت اور عزت کے موافق انعام فرمایا اور انکی دو بیٹیاں تھیں ایک بیٹی سلطان کے حکم سے
سلطان قلعہ الدین ایک کے جہاں کھل میں تھی اور دوسری بیٹی ملک صر الدین قباچہ کے عقد نکاح میں منعقد کی تھی اور
نیز سلطان تلج الدین یلدرم کے دو فرزند تھے ایک معلم کے سپرد کیا تھا معلم نے بقتدا و بیگ را اٹھا کر اسکے سر پر راجہ کر اس
مفل کی اہل کی پونجی تھی اسی ضرب سے آغا فائزین وفات پائی مضمون اذ احاطہ بہم لایستاقون ساقہ و کاتبین قرون کا واقعہ ہو جب
یہ خبر ہیرت اثر سلطان تلج الدین یلدرم کو پہنچی معلم کو خیر دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ جب تک کہ کے کی ان کو خبر پہنچے آپ اہ خفا
پوشیدہ ہو کر سفر اختیار کریں اس یہ حکایت ایک دلیل واضح ہو کر اسکی حسن سیرت پر شرح کی حاجت میں تھی الفرض سلطان مخر الدین
آخر ایام سلطنت میں جب کرمان میں آیا ملک تاج الدین یلدرم کو کسوت خاں سے مخصوص کیا اور اسے پادشاہ کا نشان عنایت
فرمایا اور اسکے دین یہ تھا کہ سلطان کے مرید کے بعد سلطنت و لامیت غزنین اسے ہو جب سلطان نے وفات پائی ملک و امر بھوک
کی یہ مرضی تھی کہ سلطان محمود بن سلطان ضیاء الدین محمد سام کو گرم سیر کی حد و سے طلب کے تحت عم پر جاوے یوں یہ
از قلم بند کر کے سلطان محمود کو عرضداشت کی سلطان محمود نے اسے در جواب لکھا کہ مجھے اپنے باپ کا تخت و تہیہ کوہ بہت بہتر ہو
سلطان تلج الدین یلدرم کو خلافت بھیجا اور خط آزادی دیکر غزنین کا تخت عنایت فرمایا چنانچہ اس فرمان کے موافق ملک
تاج الدین یلدرم نے تخت غزنین پر اجلاس کیا اور اس ممالک کو اپنے قبضہ میں لا کر حکومت میں مقول ہو اس بعد لاہور
کے قلعہ کا آہنگ کر کے لشکر کشی بجا بن ہندوستان کی اور سلطان قلعہ الدین ایک سے حدود و پنجاب میں حربہ ضرب کے

منہزم ہوا اور غزنوین سلطان قطب الدین ایک کے تصرف میں آیا اور چونکہ عرصہ کے بعد جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے حکومت کراچی اورین
یلدوز کی طرف عود کیا اور ایک بار سلطان محمود کی ملک کی واسطے ہرات پر لشکر بھیجا و ہرات کے بادشاہ اعز امیر حسین خرمین نے غالب
ہوا اور ایک مرتبہ سلطان کی طرف لشکر لگایا اور سیستان کو بھی محاصرہ کر کے سیستان کے بادشاہ سے صلح کی اور عداوت کی وقت اٹھائے
راہ میں ملک نصیر الدین حسین میر شکار نے مخالفت کر کے محارب کیا اور شکست کھائی اور چند مدت کے بعد جب غزنوین خوارزم شاہ کے
تصرف میں آیا اور تاج الدین یلدوز کرمان اور شیوران میں داخل ہوا اور اس ملک پر قناعت کر کے تمام ہندوستان لینے کی عہدیت
کی اور فوج کشی کر کے سلطان شمس الدین لٹش سے حدود و تراولی میں مصاف کیا اور گرفتار ہوا اور قیدی میں رکھا گیا اسکی حکومت
کی مدت نو برس ہوئی ناصر الدین قباچہ کا احوال تھا کہ حکام سندھ میں تھے یہاں جو خلیفہ الدین محمد علی کے واقعات تھا اسلطان
بنگا الدین مفصل مسطور ہو گئے ہو کر ہوا اولیٰ بن طغرل کا یہ بھی ہندوگان کیا اور اور اسے نامہ اسلطان محمد الدین محمد سام سے تھا
اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے وہ بھی ممتاز تھا کہتے ہیں جب سلطان محمد الدین محمد بن نام نے قلعہ تھنا کو فتح کیا اور یوہا الدین
طغرل کے تفویض فرما کر قلعہ گوالیار کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ فتح اسکی بیکر و تفرشکل ہو چکا ہے و میں ارادہ کیا کہ اول ایک ت
اس قلعہ کو محاصرہ کر کے اہلی حصار پر کام تنگ کرے اور فتح کرے اور گوالیار نے سلطان کے اندیشہ پر گاہی کی ملازمت میں حاضر
ہوا اور پیشکش و افکاران کر سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھا لیکن طغرل نے سلطان کے غزنوین کی وادگی کے بعد ولایت میانہ میں ایک
قلعہ بنا کر کے وہاں سکونت اختیار کی اور ہمیشہ گوالیار کی طرف سوار ہو کر اس فوج میں تاخت و تار تھا اور سب تاخت کا یہ تھا کہ سلطان نے گوالیار
سے مراجعت کی وقت ملاقات ناصر الدین طغرل سے فرمایا تھا کہ جب یہ قلعہ مفتوح ہو گا اسکی حکومت مجھے مقرر ہوگی اور جو ان سوار ہوں اور
تاخت و تار ساج سے کوئی نتیجہ اور فائدہ حاصل نہوا اعلان ہو کر گوالیار سے وعدہ شک پر ایک قلعہ حکم بنا فرمایا اور اپنی جمعیت سے ہمیشہ ان
استقامت کر کے تاخت و محصوروں کے عاجز کرنے میں کوشش کرتا تھا یہاں تک کہ مدت ایک سال نصف ہوئی اہل قلعہ عاجز ہوئے
پھر ایچی مع سخت و ہذا یا سلطان قطب الدین ایک کے پاس بھیجا قلعہ کے تفویض کیا اسے اور زبان سلطان قطب الدین
ایک اور ملک بہار الدین طغرل کے باعث عداوت ہوا قریب تھا کہ طرفین سے فوج کشی ظہور میں آوے اور آتش جہال و
قتال مشتعل ہوا تھے میں ہا دم اللغات یعنی ملک الموت دو سپہ ملک بہار الدین طغرل کے سر پر تاخت لایا بے تحاشہ
و سان لیسے معاملہ رعظیم نے تصفیہ پایا قلعہ سلطان کوٹ ملک الدین طغرل کے آئنا اور علامات سے ہو کر آرام شاہ بن
قطب الدین ایک ارباب خیرت اور صحاب فطنت نے گورخون کو ان مسلک بیان میں بھیجا کہ آرام شاہ نے سلطان
قطب الدین ایک کے واقعہ ناگزیر کے بعد امرائے دہلی کے اتفاق سے تخت سلطنت پر قدم رکھا لیکن اسکی عدم قابلیت سے ابھی
ایک سال نہ گزرا تھا کہ ناصر الدین قباچہ سندھ کی طرف سے آگرمستان اور اوچ و بکر و تھسیروان پر تصرف ہوا اور حکام خلیفہ نے ہنگام
بن دم استقلال مارا اور بعض راجائوں نے بھی سرحدوں میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کی اس واسطے میر علی اہل اور میر
و او و دلی اور ایک جماعت امرائے اتفاق سے فرسندہ ہوئی اور ایچی پاس ملک شمس الدین لٹش کے جوینہ اور داماد
اور متقی سلطان قطب الدین ایک اور بد اون کا حاکم تھا بھیجا کہ سلطنت کے اجلاس کی استدعا ہے اپنی جمعیت کو
لیکر دہلی میں آکر قافلہ و متصرف ہوا آرام شاہ نے جب میر علی اہل اور ملک شمس الدین لٹش کی توجہ سے آگاہی پائی شہر سے
نکلا گیا اور دہلی کے اطراف میں جا کر اپنے باپ کے امرا اور سپاہ کو طلب کیا اور انکی تسلی کر کے جمعیت خوب سے دہلی آیا ملک شمس
آتش دہلی کے صحرا سے ظاہر پست آرام ہوا اور حرب میں مشغول ہو کر آرام شاہ کو منہزم کیا پھر استقلال تمام سے فرسندہ ہوا آرام شاہ

اور ام شاہ کی مدت سلطنت ایک سال بھی نہ پہنچی تھی ذکر خان سکندر شمس الدین شمس الدین شمس الدین شمس الدین
 برہانہ ویرد مرقدہ کا۔ کتاب طبقات ناصری ساتھ اسکے ناطق ہو کہ سلطان شمس الدین شمس الدین شمس الدین شمس الدین
 فراختائی سے ہوا اور اسکا باپ قبیلہ امیری سے ہوا تھا علم خان کے شہرت رکھتا تھا اور خلیل و شمس اور تالبعین کی کثرت سے تمام عہدین
 مشہور و معروف تھا اور بھائی اسکے اور بھائی بھتیجے اسکے حسن کیا ست اور خوبی فراست بر اسکے حدود شک لیکن بربانک مضمون
 آکر یہ قتل و بربانی مالک لانا مفاصلہ دسف و ازالہ لیا محون اسلئے مغا غدا یرتق و یلیب گوش پر مین پو پنا یا اور حضرت یوسف کے مانند اسے
 سہان کی سیر اور جلازلان شکاری کے بہانہ سے بدر کے حجرہ عذوبت سے جدا کیا اور اسکی خوشحالی پر رحم نہ کیا یا شیوہ میو خانی کا اختیار
 کر کے ایک تاجر کے ہاتھ بیچا سو اگر اسے بخار این لینگیا اور صدر جہان بخاری کے ایک عزیز کے ہاتھ فروخت کیا اور چند مدت اسکے
 مکان میں انواع پرورش اور اقسام تربیت پائی من بعد حسب تھدیہ حاجی بخاری نام ایک سوداگر نے اسے خرید کیا اور اسے حاجی
 جمال الدین حست قبا کے ہاتھ بیچا اور حاجی جمال الدین اسے غزنین میں لینگیا چونکہ دونوں میں کوئی ترک یکساں سے زیادہ حسین
 اور عقل غزنین میں نہ پہنچا تھا اسکا تذکرہ سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت میں عرض کیا سلطان نے اسکی قیمت متعین کر دیا حکم
 دیا ایک غلام اور ایک نام اسکے ہوا تھا چنانچہ ہر ایک کے لیے ہزار دینار مقرر کی قیمت تجویز کی سلطان نے فرمایا تم ایک ہزار دینار مقرر کی قیمت
 دونوں کو خریدو مالک اسکار چنی ہو سلطان نے حکم دیا کہ اب کوئی شخص انھیں نہ خریدے حاجی جمال الدین سال ہزار غزنین میں
 رہا کوئی چکا خریدار نہوا دونوں غلام ہمراہ لیکر بخارا گیا اور پھر غلاموں کو ساتھ لیے غزنین میں آیا پس دوا خاست کی لیکن خریدار
 انکی حکم سلطانی کی وجہ سے آدمیوں پر دشوار تھی یہاں تک کہ سلطان قطب الدین ایکے اجہنوا لہ کی شکست کے بعد بلکہ قطب الدین
 خرمیل کے ساتھ غزنین میں آیا اور احوال التمش کا سکر سلطان سے اسے خریدنے کی اجازت چاہی سلطان نے فرمایا کہ چونکہ میں نے
 منع کیا ہے کہ کوئی انھیں نہ خریدے لہذا انکی خرید و فروخت غزنین میں و جہنم میں نہ ہائے علی بن لیجا کر نیچے غرض کہ حقیقت سلطان قطب الدین
 ایکے غزنین سے معاودت کی نظام الدین وزیر کو بعضے دہات کیلئے سطر دہان چھوڑا اور حکم دیا کہ حاجی جمال الدین حست قبا کو ہزار
 لاوے جب بددایا سلطان قطب الدین ایک نے دونوں ترک بچھوئی التمش اور ایک کو ایک لاکھ چھتیل کو خرید لیا ایک کا طغناخ نام
 رکھکر چھتیل کا امیر کیا چنانچہ وہ سلطان تاج الدین بلد زکی حکامین اس سلطان قطب الدین ایک کے ساتھ واقع ہوئی تھی اور ایک
 اور التمش کو کو دو سال نام رکھتا تھا ساتھ التمش کے موسوم کیا اور اپنا فرزند بنایا اور اپنے قریب سے مخصوص کر کے میر شکار
 کیا اور گوالیار مفتوح ہوئے بعد حکومت و ملائی اسے عنایت فرمائی اسکے بعد برن اور لواح اسکی جاگیر بلکہ بدایون کی حکومت
 پر فائز ہوا جب سلطان معز الدین محمد سام فتنہ کہلان کی تسکین کے واسطے ہند میں آیا اور سلطان معز الدین کے حسب حکم سلطان
 قطب الدین ایک بھی اپنا لشکر بیکہ پنجاب گیا التمش بدایون کی فوج سے سلطان قطب الدین ایک کی خدمت میں
 حاضر ہوا اور چونکہ شیوہ دلاوری و مردانگی میں سرآمد روزگار تھا آتش کارزار کے شہتال کی وقت مسلح اور کھل چوکر
 حرب پر آمادہ ہوا اور گھوڑا پانی میں ڈال کر کہلان سے لڑا اور انھیں شکست دیکر بارہ ہزار مرد مقابل انکی طرف کے قتل
 کیے سلطان معز الدین جو انگریزی اور کارپردازی اسکی مشاہدہ کر کے نہایت محفوظ ہو اشریف خستہ اور انجام شامانہ سے
 اسے منسلع اور ممتاز فرمایا اور سلطان قطب الدین ایک سے اسکی پرورش اور تربیت کے بارہ کین سفارش کی اور خط آزادی
 لکھوا کر اسے بنا غلامی سے آزاد کر دیا پھر التمش رفتہ رفتہ مرتبہ مرتبہ امیر الامری کے درجہ پہنچا اور سلطان قطب الدین ایک کی تین
 بیٹیاں تھیں ایک التمش کے عقد نکاح میں لایا اور دو بیٹیاں ایک کی فوت کے بعد دوسری ناصر الدین قباچہ کے سکندر دواج میں چھین

جب سلطان قطب الدین ایبک نے لاہور میں انتقال کیا آتش امیر علی اسماعیل سپہ سالار اور امیر دودو علی اور دیگر اعیان
 مملکت کی استدعا سے باجمیت و لشکر مدائن دہلی میں آیا اور پھر منصرف ہوا اور قطب الدین سلطان شمس الدین کو کھلا اور
 شہنشاہ چھ سو سات ہجری میں تخت سلطنت پر ٹھکان ہوا کہ اکثر لوگ امرے قطبی کو مرہون جہان و رعایات کے مطیع کیا لیکن حامد را
 کے سردار یعنی خاص خیل نے کمر و نرکت سے بعضے امرے معری اور قطبی سے موافقت کر کے اطراف دہلی میں جمعیت کی اور ترکوں کی فوج کو خواجہ لیکر
 موقوف کا زار میں آیا سلطان شمس الدین اسکے مقابل آکر جنگ میں مشغول ہوا جو اسکا چراغ دولت نور نایب لگی سے روشنی قبول کیے
 ہوئے تھا فوج مخالف سے آتھنظر اور رخ شاہ جو سردار نامی ترکوں سے تھے مارے گئے اور نیز جابا را تھک لے بعضے امرے سے بھاگا اور ملت قلیل میں
 وہ سب حلف تیغ اسلام ہوئے میدان اسکی سلطنت کا اہل فتنہ کے نفس خاشاک سے پاک ہوئے ہمت مہیا و جوقبل آؤ شکست پر گنبد من مقلبان
 ہست سخت یہ اس عرصہ میں قصبہ جاکو کا حاکم اڈیسیہ نام رکھتا تھا باغی ہو کر ادا کے مال واجب بینا سستی کرنے لگا شمس الدین آتش مطہر
 لشکر کش ہوا پھر اڈیسیہ کو مطیع کر کے اور شکست لیکر بازگشت کی اسکے بعد سلطان تاج الدین بلید ورنہ جو غزنو کا شاہ تھا اچھی راستی چھتر
 اسکے پاس بھیجا شمس الدین آتش نے حاکم غزنین کی عزت کا لحاظ کر کے قبول کیا لیکن چن عرصہ کے بعد جب سلطان تاج الدین
 بلید ورنہ لشکر خوارزم سے منہزم ہو کر کرمان اور شیوران گیا ملک ہندوستان کی طبع کر کے سلاطین چھ سو بارہ ہجری میں پہلے ولایت پنجاب
 اور تھانہ منصرف ہوا اور اسی شمس الدین آتش کے پاس اسطے ایسے امور کے جو عزت سلطنت کو ضائع کریں روانہ کیا سلطان
 شمس الدین آتش طیش میں آیا اور لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیکر فوج کش ہوا اور دین کے حدود میں زلفیقین سے جنگ عظیم ہو کر شہر واقع
 ہوا سلطان تاج الدین بلید ورنہ بھاگ گیا اور اکثر سردار اسیر ہوئے نایب لگی سے فتح و نصرت سلطان شمس الدین آتش کے قریں حال
 ہوئی اور ناگاہ تاج الدین بلید ورنہ بھی گرفتار ہوا اسے مقید کر کے دہلی میں لایا اور بڑوں میں بکھیر کر قید کیا تاکہ قید خانہ میں اہل طبعی یا غیر
 سے ہلاک ہوا اور سلاطین چھ سو چودہ ہجری میں سلطان شمس الدین آتش اور ملک ناصر الدین قباچہ سے کہیں بھی سلطان قطب الدین ایبک کا
 رانا تھا اقطاع لاہور اور حوالی منصور یہ آب چناب کے ساحل پر جنگ واقع ہوئی وہاں بھی سلطان شمس الدین آتش فتحیاب ہوا اور سلاطین
 چھ سو پندرہ ہجری میں سلطان ناصر الدین قباچہ سے اور ملک خلیج سے جو غزنین کے اطراف میں تھے اور صفات سندھ پر تاخت لاتے تھے
 جنگ واقع ہوئی ناصر الدین قباچہ لکھ گیا اور خلیج سلطان شمس الدین آتش کے پاس تھ لائے سلطان نے ناصر الدین قباچہ پر حملہ کیا اور جرح ضرب کے
 بعد اسے بھی شکست دی جب وہ اپنی مملکت کے اطراف میں بھاگا سلطان دہلی میں آیا اور سلاطین چھ سو پندرہ ہجری میں سلطان
 حلال الدین خوارزم شاہ جنگ خزان سے منہزم ہو کر لاہور میں آیا سلطان شمس الدین آتش لشکر کثیر سے مقابل کیا سلطان حلال الدین
 تاب نہا و منت نہ لایا سندھ و سیستان کی طرف بھاگا پھر اسکون ناصر الدین قباچہ کے ساتھ نہا قشہ اور ترخشہ واقع ہوا اور سو قشہ ہانے
 براہ کج اور کرمان ہو کر بھاگ گیا اور تاریخ نظام الدین احمد غزنوی اور بعض کتب تواریخ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان حلال الدین
 ہندوستان میں ناصر الدین قباچہ کے غرق ہونے کے بعد آیا تھا ظاہر یہ روایت صحت نہیں رکھتی چنانچہ یہ بیہ معلوم ہو گا اور
 چھ سو بائیس ہجری میں سلطان شمس الدین آتش نے لشکر لکھنؤئی اور بہار لکھنؤئی اور سلطان غیاث الدین خلیج کو جسکا
 ذکر تلخوہ اور جیسے تسلط تمام ہیکر کیا تھا حلقہ اطاعت میں لایا اور سکھ و خطبہ نے نام جاری کیا اور اڑتیس ہجری قبل اور
 اسی ہزار تک نقرہ اس سے پیسے اور انچہ بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین خطاب بیکر ولایت لکھنؤئی کر مالک بنگال سے ہو
 اسے سپرد کیا اور چتر و دو بائیس دیکر لکھنؤ اور دھم میں اسے چھوڑا اور خود دار الملک دہلی کی سمت مراجعت فرمائی سلطان ناصر الدین
 نے غیاث الدین خلیج سے جنگ کر کے اسے قتل کیا اور غنیمت دار فرماں سے دستیاب کر کے اکثر مردان و شناسرا دہلی کو ساتھ انعام اور

اس مقام میں کہ جہاں حوض غشی واقع ہو ہو چکا اس زمین کو بہت فرمایا پھر شریک سلطان نے حضرت پیر علی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواہش کیا کہ سرور بنایا علیہ من اہل صلوٰۃ فصلیہا اس سرزمین میں خوش پراستادہ ہیں اور فرماتے ہیں کہ شمس الدین کیا چاہتا ہے سلطان نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں خواہش تیر کیا چاہتا ہوں آپ نے ارشاد کیا اس مقام میں تیرا چہاں ہے غشی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خوش نے اس سرزمین پر ٹاپ ماری ایک چشمہ آپ نے حوض مارا پھر سلطان خواب سے بیدار ہوا اور تاج کچھ رات باقی تھی کہ سلطان خواجہ قطب الدین بختیار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور فرمایا کہ جہاں خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ سلطان مجھے اس سرزمین پر لیکھا اور میں نے چراغ کی روشنی سے دیکھا کہ اس مقام میں ایک چشمہ آجہ شان ہے یہ حکایت تھوڑے تغیر سے مقابلہ شامخ میں مذکور ہو رہی ہو اور یہ وہی سلطان شمس الدین تمش سے مروی ہے کہ میں حیونیت بخارا میں تھا میرے صاحب نے ایک ترانہ ور مجھے انگو خریدنے کے واسطے دیکھا یا زبیر بخارا میں وہ ترانہ میرے ہاتھ سے گڑھا اور گم ہو گیا مالک کے خوف سے رونے لگا ناگاہ ایک درویش نے اس حال سے واقف ہو کر قدم سے انگو خرید کر میرے حوالے کر دیا مجھے فرمایا کہ خراج تیرا جہاں سلطنت پر لیکن ہو کر تاج شاہی زیب سبز نافذ اور بل خیر سے نیکی کرنا اور انکے حقوق نگاہ رکھنا دوسری شکل تیرا اس زمانہ میں کہ سلطان شمس الدین بعد از امین بل رقیب میں تھا اسکے مالک کے مکان میں فقر کی ایک جماعت نے مجلس استہ کی تھی اور انکے منہ کا دوق کر اہل اللہ کو ہوتا ہو مشغول تھے سلطان شمس الدین تمش اس مجلس میں کامرمت انکی خدمت میں دست بستہ حاضر شمع کا سر لگا کر سے کاٹتا تھا اور قاضی حمید الدین ناگوری کی مجلس کے عائد سے تھا جب وہ شیون کو سلطان شمس الدین تمش کی خدمت پہنچائی نظر لطف امیر ڈالی حق سجادہ تعالیٰ نے اس نظر کی برکت سے اسے درجہ سلطنت پر فائز کیا غرض تیرے بعد جب سلطان شمس الدین تمش نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستانیوں نے اور دلی میں ایشاد طالبان مشغول تھے ہمیشہ انکی محفل میں درویش راگ اور مہنتین سنکر حال قتال میں آتے تھے اور شخص علماء و ظاہری نے کہ کیا نام ملا عباد الدین اور دوسرے کا ملا جلالت الدین تھا سامع کا انکار کر کے سلطان کو سپر تیرا دہ کیا کہ وہ انکی کو سمع سے منع کرے چنانچہ سلطان نے فانی کو طلب کیا اور اعزاز و اکرام سے بٹھایا پھر ان دونوں ملا نے فانی سے سوال کیا کہ سامع حلال ہو یا حرام قاضی نے کہا اہل قتال پر حرام اور اہل حال پر حلال ہوا اسکے بعد سلطان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آجکیہ خوب یاد ہو گا کہ ایک شب کو درویشان اہل حال انکے شتے تھے اور آپ اپنے مالک کے حکم سے ان اہل مجلس کی خدمت میں حاضر ہو کر شمع لگا لیتے تھے درویشوں نے ترسم سے آپ پر نظر کیا دتر ڈالی انکی برکت سے آجکیہ سلطنت نصیب ہوئی سلطان وہ بات یاد کر کے شک اپنی آنکھوں میں بھر لایا اور حالت رقت میں فانی کو اپنے پاس بٹھا کر نوازا اور سلطان اسکے بعد سامع سے لذت اٹھاتا اور درویشوں کے نفس نفس کا معتقد رہتا تھا اور طاعت و عبادت کا مولع تھا ہر ایک جبکہ کو جامع مسجد میں جاسا اور فرانسہ نواں کے ادا میں تمام کرتا فی الجہا تو زمانہ کچھ ان مہرلی کا سر رہتا اس امر سے نہایت غضب میں آیا اور محدوں سے اتفاق کر کے اسپین دار و دمار کیا سلطان کو میں ایسے نمازیں کہ خلافت اپنے حال میں مشغولی ہوں قتل کرو غرض جوہ کے روز اجراع کے کہ حربہ اٹھا کر مسجد میں آئے اور تیغیں کھینچ کر چند شاخص کو شہید کیا حتیٰ جہاں تعالیٰ نے سلطان کو ان شرار کے شر سے نجات بخشی اور خلقت واقف ہو کر دیوار من اور کوٹھن پر چڑھ گئی اور اس گروہ سفاح کو زخم سنگ و تیر سے خاک ہلاک پر ڈالا اور جہاں کو اس موزی خلائق کے وجود سے خالی کیا اور سلطان کی آخر عمر میں فخر الملک عصائی وزیر بغداد کا جو تیس برس سے اس بلکہ میں وزارت کے منصب پر شتغال رکھتا تھا اور فضائل صورتی کمالات معوی میں مشہور تھا ساتھ کسی سب کے اسباب دنیوی سے کہ جو مایہ بخش ملال ظلم ارباب دولت ہوتا ہو رہا تھے جدا ہو کر دلی میں آیا سلطان اسکا

ہونا غنیمت سمجھ کر باغ اور واکرام تمام شہر میں لایا اور منصب وزارت پر منصوب فرما کر اس کے حق میں اجماع شدہ اور منقول فرمایا اور
منجملہ فضلاء اور اہل انشا سے نور الدین محمد عوفی بھی سلطان شمس الدین لکھنؤ کے عہد دولت میں ملی میں قیام رکھتا تھا جسے کتاب جامع محکمات
اس کے وزیر نظام الملک محمد بن ابی سعید جندی کے نام سے لوح بیان میں تحریر کی سلطان شمس الدین لکھنؤ کی دست سلطنت جمعیہ میں
فرمایا کہ رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین لکھنؤ کی سلطنت کا۔ متون کتب تاریخ پندرہویں صدی کے چھ سو چوبیس ہجری میں
سلطان شمس الدین لکھنؤ نے چترودہ ریاست سلطان رکن الدین کو دیکر رگنہ بدلون اسے عنایات فرمایا اس کے بعد گوالیار فتح کر کے
دارالسلطنت دہلی میں مراجعت کی پھر لاہور کی بھی سرداری اسے دیکر صاحب شہرت و شوکت کیا اور جس وقت کہ اس کا بابہ پستان کے
سفر سے بازگشت کر کے مر گیا وہ دہلی میں تھا سہ شنبہ کے دن مسعودی چھ سو چوبیس ہجری میں تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور عیان سلطنت و
ارکان مملکت کو از منہ اشارہ و رسم اشارہ بجا لائے شہر کے قطعے اور قصیدہ صبح اور شہیت میں موزون کیے اس کے صلہ میں شاہ نے
نوازش فرمائی کہ میں سے ملک تلج الدین ریزہ دہرے نے ایک قصیدہ طویل گزراں کو انعام شامانہ پایہ ابیات میں سے میں
قطم مبارکباد و ملک حادوانی بہ ملک را خاصہ در عمد جوانی و امین الدود رکن الدین کو آمدہ درش از میں چون کن یانی پلین
سلطان رکن الدین تخت پر اجلاس کرتے ہی عیش و طرب میں مشغول ہوا اور سلطنت سے دست کش ہوا اور نہ قطعی اور کسی جو خفے
اکثر گانے والوں اور سخرون پر صرف کئے تمام جاسپانی کی کام اپنی والدہ کے ہاتھ میں جو کینز ترکہ بھی چھوڑی وہ اپنے مقصد دل کو
پہنچ گئی اتنی عورتیں جیل کے سلطان شمس الدین کے عقد نکاح میں تھیں انکو بغضیت تمام قتل کیا اور کینز ان ترکہ صاحب اعتبار
شمس کو رسوائی لا کلام ہو چائی اور سالہا سال کا رشک جو لوہیں میں رکھی تھی اسکا آئنے تمام لیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹے کو کجنام
قطب الدین تھا اس پر سخت نے ناحق ہلاک کیا ان سانحوں کے وقوع سے جو ظلم صریح تھا رکن الدین فیروز شاہ سے صغیر و کبیر
اور دضیع و شریف کا دل تنفر ہوا اور شاہزادہ غیاث الدین محمد نے جو اسکا چھوٹا بھائی ولایت اودھ کا فرمانروا تھا مملکت
کا پھیرا اور خزانہ لکھنؤ کی جو دہلی میں لیے جاتے تھے چھین لیا اور ملک اعز الدین محمد سالار جو بدلتا کا صاحب صوبہ تھا اور ملک
علاء الدین شیرخانی حاکم لاہور اور ملک اعسر الدین کبیر خانی والی ملتان اور ملک سیف الدین کوچی ناظم دہلی نے اس میں
مراسلات کر کے نشان مخالفت کا لہجہ کیا سلطان رکن الدین فیروز شاہ نے اس کے دفع کبیر اسطے مع لشکر کشیدہ دہلی سے کوچ کیا
اور کیلو کھری میں نازل ہوا اور میان اس حال کے نظام الملک محمد جندی جو وزیر مملکت تھا فیروز شاہ کے خوف و ہراس
سے کیلو کھری سے بھاگ کر قصیدہ کول میں گیا اور ملک اعز الدین محمد سالار سے جامل پھر یہ سب اتفاق کر کے لاہور میں گئے
اور اس حدود کے ملک کے پاس پہنچ کر متفق اللفظہ یعنی ہوئے اور سلطان رکن الدین اس فساد کے دفع کبیر اسطے بخار کے طرف متوجہ ہوا
جب منصوبہ پور کی حوالی میں پہنچا تمام امرا جو اس کے ہمراہ تھے مثل تلج الدین اور ملک محمد میر اور بہا الدین حسن اور ملک کریم الدین اور
ضیاء الملک شیرخانی اور خواجہ رشید اور امیر فخر الدین لشکر سے جدا ہو کر دہلی میں آئے اور سلطانہ ضیاء جو پڑی بیٹی سلطان شمس الدین
لکھنؤ کی تھی اس سے بہیت کر کے سریر سلطانی پر تنکن کیا پھر اسے شاہ ترکان یعنی سلطان رکن الدین کی والدہ کو گرفتار کر کے
مقتدر کیا جب یہ شہر سلطان رکن الدین کو پہنچی دہلی کی طرف مراجعت کی جب کیلو کھری میں پہنچا سلطانہ رضیہ نے اٹھا رکھوین
ربیع الاول ۶۵۰ ھ چھ سو چوبیس ہجری میں فوج اس کے مقابلہ کو بھیجی اور اسے گرفتار کر کے مجبوس کیا تھا وہ سے عرصہ میں وہ
اس زندان میں درگاہت اس کی سلطنت کی چھ بیٹے اور اٹھائیس دن تھی۔ میان ملکہ ووران ملقب شمس جہان خانیہ سلطانہ
بنیت شمس الدین لکھنؤ کا۔ سلطانہ رضیہ جمیع صفات میں جو بادشاہان عالم دار کا نال را سے کو

لازم و ملزوم ہیں آراستہ و پیراستہ یعنی دانشمندان صاحب نظر و کاراگاہ اسکے سوا کوئی صورت میں خلوصی غمی کو عیب اور جرائی اُس میں بناتے تھے قرآن مجید کو آداب تمام پر غنی غنی اور بعض علوم سے بھی کچھ برہم کرتی تھی اپنے باب کے تحت میں مہمات ملکی میں دخل دیتی تھی اور حکمرانی کرتی تھی اور سلطان اُس عقل و فراست و فراخ سے شاہد و زمانہ ہا بلکہ اس سال جب گو الیا کی فتح سے بازگشت کی چند امر کو بلا کر اسے ولیعہد کیا اُمرائے عرض کی کہ شاہزادہ قتل اور رشید کے ہونے شاہزادی کو ولیعہد کر دینا کیا حکمت ہر بادشاہ نے ارشاد کیا کہ میں اپنے فرزند و نکلے نوشی اور اقسام منہائی اور بیوہ استہمین متبلا و بکھٹنا ہوں اگلا بار سلطنت اٹھانے کے لائق نہیں پاتا ہوں رضیہ اگرچہ عورت کی صورت ہو لیکن معنی میں مرد ہو اور حقیقت میں بیرون سے بہتر اور افضل ہو خلاصہ یہ کہ سلطانہ رضیہ کے چھ سو چونتیس بھائی بن پرودہ سے برآمد ہوئی اور مرد و کالاس لہجہ تمنازیب تن اور تاج شادی زیب سر کر کے بارعام میں تخت سلطنت پر ٹھکان ہوئی اور قواعد و ضوابط کسی کو جو کہن الدین فیروز شاہ کے عہد سلطنت میں بہل مندرس فرود گذشت ہوئے تھے مروج کیا اور عدالت و سخاوت کی روش اختیار کی ہر نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا اور ملک علاء الدین شیر خانی اور ملک سیف الدین کوچی اور ملک اعز الدین بکیر خانی جو اطراف سے اجماع کر کے شہر دہلی کے باہر بیٹھے تھے اور کفران قیمت کر کے مخالف ہوئے تھے اور دیگر امراء اطراف کو نار و پیام کر کے خائف کی ترغیب دی تھی اس حال میں ملک فیروز شاہ داراودہ سلطانہ رضیہ کے ہنگام میں دہلی کی طرف متوجہ ہوا جب دریائے گنگا سے عبور کیا امراء مخالف نے جنگا نہ کو روک دیا سدرہا ہو کر اسے گرفتار کر کے قید کیا وہ ضعف و نقاہت کے سبب سے اس شدائد کا تحمل نہوا اسی حال میں وفات پائی لیکن اس کے بعد عرضیہ میں سلطانہ رضیہ نے تدبیر کامل و راسے کل سے امراء مقتدرہ و فحول کو متفرق و پراشتان کیا ہر ایک نے راہ فرار پائی پھر سلطانہ رضیہ نے فرمودہ کا تقاب فرمایا ملک سیف الدین کوچی اور اس کے بھائی کو گرفتار کر کے قتل کیا اور ملک علاء الدین شیر خانی یاہل کے حدود میں مارا گیا اور سر اس کا کاٹ کر دہلی میں لائے اور ملک نظام الملک وزیر کوہ سرور پر پہونچ کر قوت ہوا چونکہ سلطانہ رضیہ نے ایک قوت پیدا کی تھی اسکی مملکت نے انتظام قبول کیا پھر خواجہ بہمنی غزنوی کو جو نظام الملک جنیدی کا نائب تھا منصب وزارت پر منصوب کیا اور نظام الملک کے لقب سے لقب فرمایا اور لشاک کی نیابت ملک سیف الدین ایک کے لقب و نصیب کے فتخانی ان خطاب دیا اور ملک اعز الدین بکیر خانی نے جو اخاعت اسکی کی تھی اسے ولایت لاہور و الہی اور مالک لدھوتی اور دیول اور سندھ اور تاملی بلاد اور علاقہات ہر ایک امیر کے سپرد کیے چنانچہ اسی عرصہ میں سیف الدین بیکنے وفات پائی اسکی جگہ پر قطب الدین حسن کو منصب کر کے مع لشکر کثیر قلعہ رن تھمور پر بھیجا اور جو سلطان کہ اس قلعہ میں تھے سلطان حسن الدین کی وفات کے بعد مہندرن نے انھیں قلعہ بند کر کے محاصرہ کیا قلعہ قطب الدین حسن نے انھیں محاصرہ سے نجات بخشی اور قلعہ کے ضبط میں مقید ہوا اور اسکی روانگی رن تھمور کے بعد ملک اختیار الدین بیک نے امیر حاجب ہوا اور جمال الدین باقوت جیشی سے جو امیر آفر تھا سلطانہ رضیہ کی خدمت میں تقرب تمام پیدا کیا اور امیر الامراء اور ساتھ اس مرتبہ کے صاحب سب ہوا کہ سلطانہ رضیہ کو سوار ہی کے وقت دست زینل کر کے سوار کرانا تھا اس سبب سے تمام ملک کے سردار اس سے آکر رہے ہوئے انھیں سے کہنے لگے چہ سو چونتیس بھائی بن ملک اغرا الدین حاکم لاہور نے سرطاعت اس سے پھر سلطانہ رضیہ سپاہ آ رہے تھے کہ اس کے سر نازل ہوئی ملک اغرا الدین صلاح وقت دیکھ کر آروے اخلاص پیش آیا وہ دو تھوڑے ہوئے خلی ہوا سلطانہ رضیہ نے ولایت لٹان جو ملک قزاقش کے سپرد تھی اسے بھی ملک اغرا الدین کے حوالہ کیا پھر وہاں سے مراجعت کی اور اسی سال جب ملک التوتہ جو امیر تھمور کا نائب تھا کافی سے تھا اور شرح اسکی مفصل بیان ہوگی جمال الدین باقوت جیشی کے عروج سے عاجز ہو کر انعام بیکانہ کیا

نظام الملک مہذب الدین کے طلب کو روانہ کیا کہ وہ بھی اس شور میں شریک نہ ہوئے۔ جو بے ہیئت صدر الملک تاج الدین مشرف نے ایک شخص معتد کو سلطان مغز الدین بہرام شاہ کے پاس بھیجا اس کی اطلاع دی اور ایک شخص معتد سلطان سے جا ملوں کے لباس میں اپنے ہمراہ نظام الملک مہذب الدین کے مکان پر لگ گیا اور مجلس کے قریب ایک گوشہ میں بیٹھا وہ کر کے آغا نظام کیا اور نظام الملک مہذب الدین کی خدمت میں باجماع قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی شمس الدین اور شیخ محمد ساء جی اور دیگر آدمیوں کے واسطے سے مجبور کیا نظام الملک مہذب الدین نے موقع اوقات کر کے اپنا آئنا دوسرے وقت پر بٹھ کر لیا اور صدر الملک تاج الدین نے اس حقیقت کو خدام سلطان کے ذریعہ سے جو پوشیدہ اپنے ہمراہ لگ گیا تھا حضرت سلطان بن عرض کی سلطان ہیئت کے سر پر تاخت لایا اور انکی جمعیت کو متفرق کیا اور ملک بدر الدین سمنقر دی کو وقت کا موقع دیکھ کر بدرون کی جاگ دیکر اس طرف روانہ کیا اور قاضی جلال الدین کاشانی کو عہدہ فقہاء سے معزول فرمایا اور چند مہینے کے بعد ملک مہذب الدین بدرون سے روانہ ہوا سلطان بن حاضر ہوا سلطان نے اسکی اور ملک تاج الدین موسیٰ کی گردن ماری اور قاضی شمس الدین اور قاضی قاضی ہرہ کو باغی کے بانوں سے روند دیا یہ سب امر سب فوریہ و ہراس خلائق ہوئے اور تمام لشکر اس کے فرمان سے مرتاب ہوا اور نظام الملک مہذب الدین جو ان خون آلودہ تھا سلطان کی طرف سے بائیں جوش کھمکے موجب زیادتی نفرت طالع ہر خاص عام کا ہوتا تھا اس حال میں پھوچنے والی آخر روز دو شنبہ کو ۶۳۹ھ جو سوسنالیس ہجری میں فوج مغول جنگیزی نے آکر لاہور کو محاصرہ کیا اور ملک تاج الدین نے جلاہوں کا حکم تھا حرکت مزبور کر کے جو آدمیوں نے مہافت نہ کی تھی آدھی رات کو لاہور سے کوچ کر کے دہلی کی طرف آیا اور وہ شہر جنگیزیوں کے ظلم سے خراب و برباد ہوا اور خلقت کثیر اسیر ہوئی جب یہ خبر سلطان مغز الدین بہرام شاہ کو پہنچی اور کو قدر سفید منی جمع کر کے بیعت تازہ کی اور نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری کو کویل السلطنت کر کے مع ہرے دیگر غنائوں کے دفع شہر کی طرف لاہور کی طرف روانہ کیا جب وقت کا لشکر آب سیلہ کے کنارے پر کر اس عرصہ میں قاضی سلطان پر اس کے قریب باد ہوا اور یہود کا نظام الملک مہذب الدین نے کہ جان بن سلطان سے منافق تھا اور کو سلطان سے بھلا اور سلطنت کر اور فریب کے پر ضدشت کی کہ مانتے ہیں جماعت منافق سے کہ ہر ہرے ہر کچھ کام ظہور میں نہ آجگا اور یہ فساد مہفت بنایا جیسا کہ سلطان خود اپنے نفس نفیس سے اس طرف مہفت نفرا وے بافران صادر کر کے کبندہ اور ملک قطب الدین متفق ہو کر انھیں اس درمیان سے ہٹا دیں چونکہ سلطان اس سے سادگی اور خوش اعتمادی رکھتا تھا در جواب اس کے لکھا کہ وہ جماعت واجب القتل اور بیست کیل قابل ہونے وقت میں پر ہر ہر ہر جنگی نم چند روز اسے مدارا کر دیا قصہ اس فرمان کو نظام الملک مہذب الدین نے امرے لشکر کو دیکھا یا اور غزل سلطان میں انکو متفق کیا جب سلطان اس حال سے واقف ہوا خبرت میں شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین تحقیراوشی کے گیا اور انھیں یہ تکلیف تمام امر کی نسلی کے واسطے بھیجا مگر وہ کسی وجہ سے رہی و مطمئن نہ ہوئے اور شیخ دہلی میں پلٹے آئے پھر نظام الملک مہذب الدین اور تمام امر اور سلطان مغز الدین بہرام شاہ کے دفع کو سبکی عزیمت کر کے دہلی میں آئے سلطان مغز الدین کو محاصرہ کر کے ساڑھے تین مہینے تک ہر روز آتش جنگ کی افزائش رکھی چونکہ باشندے شہر کے اترے متفق تھے روز دو شنبہ آٹھویں ماہ ذیقعد سنہ مذکور میں دہلی پر قبضہ کیا اور سلطان مغز الدین بہرام شاہ کو دستیاب کر کے چند روز میں نگاہ رکھا تا قہقہہ انھیں قتل کیا مدت انکی سلطنت کی دو برس اور ایک مہینے پندرہ دن تھی ذکر سلطنت سلطان علاء الدین مسعود شاہ بن سلطان کن الدین فیروز شاہ کا۔ جب سب قی دوران کے ہاتھ سے شہریت مات مغز الدین بہرام شاہ کی جان کو نصیب ہوا ملک اعز الدین بلبن بزرگ نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور شہر میں دی نرمانی لکین امر اور ملک اسکی سلطنت

زراعتی نوئے فوراً شاہزادہ ناصر الدین اور جلال الدین فرزند سلطان شمس الدین شہر سلطان جلال الدین سے و شاہ پسر
 رکن الدین فیروز شاہ کو جو قسریہ میں مقیم تھے باہر نکال کر انھیں سے علاء الدین سے و شاہ پسر سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو و قلعہ
 کے حینے ۳۳ چھ سو آٹھ تالیس چھ سو تالیس میں تخت سلطنت پر اجلاس کیا ملک قطب الدین بن نیابت پر و نظام الملک مناب الدین نے
 پر سر فرما کر اور ملک قراقرش امیر حاجب ہو احب نظام الملک مناب الدین نے عہد سلطنت میں شہادت دوسرے کیے اپنی
 آغوش میں لی اور اراعیان وقت کو تاب قریب اور سب نے اتفاق کر کے بعد چار شہنشاہ دوسری جمادی الاول ۶۰۳ھ میں
 ہجری میں صحرا سے حوض رانی میں گئے قتل کیا جلیت پر خوان و ہر دست راوت میں رازنہ کا لودہ کردہ اندر پیرین زادہ صاحب
 و رازت صدر الملک نجم الدین ابوبکر کے تقویٰ ہوئی اور غیاث الدین بلبن جو امیر حاجب ہو اور نگر و ہندو و ہجیر کے
 عہد پر ملک اعز الدین بلبن بزرگ مقرر ہوا اور بدوٹوں کا پرگنہ ملک تاج الدین کے پسر ہوا و تمام پر گئے ملک قراقرش
 ہر ایک امر کے تقسیم کیے اور ملکات سے اسے انتظام قبول کیا و خلق پر آرام و تسکین ظاہر ہوئی و شہزادہ ناصر الدین طغخان
 سے اپنی ولایت لکھنؤ میں آیا اور شرف الملک سنقری کو سلطان علاء الدین کی خدمت میں بھیجا سلطان نے شرف الملک کو خلعت
 خاصہ مرحوم قاضی جلال الدین کا شافی حاکم اودہ کی صحبت سے لکھنؤ کی کیوٹ واسطے اعز الدین طغخان کے ارسال فرمایا
 اور اپنے دونوں چچا کو قید میں سے رہا کیا اور کئی تقسیم دیکر ہم میں نہایت کوشش کرتا تھا چنانچہ ناصر الدین کو خطہ ہرات
 کی حکومت ارغوانی رکھی اور جلال الدین کو قندھار کا حاکم کیا اور اسے اس و باد میں آنا رہنمائی دلائی و پھر شہر پسر
 بیالیس چھ سو تالیس میں افواج لکھنؤ کے ملک میں آئی قیاس یہ ہو کہ تمام اہل اس راہ سے کہ محدود اختیار تھے اور خطا کی طرف
 گیا تھا آئے ہو گئے غرض کہ سلطان علاء الدین نے طغخان کی امداد کو واسطے ملک قراقرش تیمور خان کو جو بدکان خود چہ شہر
 تھا فتح کثیر لکھنؤ میں بھیجا پھر مغلون نے نہایت کھاکر لکھنؤ کو چھوڑا و بعد در میان اعز الدین طغخان اور ملک لکھنؤ
 تیمور خان کے مخالفت ہم پر ہوئی سلطان نے لکھنؤ کی تیمور خان کو عنایت فرمائی اور اعز الدین طغخان کو علی بن سلطان کی خدمت
 میں حاضر ہوا ہی عرصہ میں اپنی شہادت چھ سو تالیس چھ سو تالیس میں یہ خبر ہوئی کہ قندھار اور طغخان کی طرف سے غارت
 اطراف میں آئی ہو اور قلعہ اچھو کو محاصرہ کیا ہو سلطان نے اسباب استعجال اپنے امر کو فراہم کر کے قلعہ اچھو کی طرف نصرت فرمائی
 جب آید بیابان کے سالک پر پہونچا مغل کا لشکر حصہ اچھو پر چھوڑ کر مسعود ہوا سلطان منصور اور مظفر ہو کر قلعہ میں داخل ہوا اور
 شہر شہر کی زیادتی سے طریقہ انصاف اور مروت سے انھیں قبول کیا اور دوش اخلاقی اختیار کی اور خلل ملک میں
 ظاہر ہوا اور دولتخواہوں کی نصیحت و مصلحتی ملوک و راجہ نے عداوت کا شکار ہو کر پناہ دیا اور ایک ایسی جگہ پر آئے جہاں چاہا شاہزادہ ناصر الدین کے
 پاس ہر ایک میں روانہ کیا اور اس سے شریف لانے کی التماس کی شاہزادہ ناصر الدین نے تامل اور توفیق سے بہت تمام دینی کی طرف متوجہ
 ہوا اور منزل مقصود میں پہونچے ہی تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور تیمور شاہ محرم کی پھیلوسوین شہادت چھ سو چالیس کو فرزند میں داخل
 ہوا و زمانہ اسکی زندگی کا آخر جو مدت اسکے سلطنت کی چار برس دو ایک جوینا اور ایک دن تھی و نہر سلطنت سلطان
 عادل باذل فاضل ناصر الدین محمود بن شمس الدین آتش ادا و اللہ تعالیٰ آثارہ و نور مضجہ کا مرقوم
 قلم زرین رقم ہوتا ہو کہ خلف الصدیق یعنی بڑا بیٹا سلطان شمس الدین آتش کا ناصر الدین نام رکھنا تھا جب سے بلاد
 لکھنؤ میں وفات پائی اور یہ فرزند اسکا کہ فرزند من سے چھوٹا تھا متولد ہو سلطان نے و فوراً محبت سے رکھا بھی نام
 ناصر الدین رکھا اور اسکی تربیت میں سماعی جمیلہ مبدول فرمائی اور بعد میں سلطان علاء الدین سے و شاہ کے جب آئے

ولایت ہرائچ پائی کفار سے غزوات کر کے جس خطہ کو معمور اور آباد کیا اسکی عدالت گسٹری اور رحمت پروری کا شہرہ تمام
 ممالک میں منتشر ہوا خاص و عام کی طبیعتیں اسکی خواہان ہوئیں امرا اور اعیانہ دولت نے اسکے قدم ہمیت لزوم کی درخواست
 کی اور قصر سفید میں اسکے بدر کے تخت پر بٹھایا وہ بادشاہ عابد و جری اور شجاع اور سخی تھا اکثر فقہ خاص اپنا صحیفہ مجید کی
 کتابت سے کر کے زمانہ حیات مستعار کا بستر بچاتا تھا اور سلطنت کا مال اپنے مصارف لادری میں ہرگز صرف نہ کرتا غنا اور صلحا و علما کو
 دوست رکھتا تھا اور اہل ہنر کو لواز تا تھا روز جلوس شاعرون نے قصائد غزا سلطان کے ملاحظہ میں گزارنے صلا اور انعام سے
 سرفراز ہوئے قاضی منہاج السراج جرجانی نے کہ طبقات ناصر ہی اسکے نام لکھی اسوقت میں ایک قصیدہ کہنا تھا چندیہت حسین
 میں مظلّم ان خداوندے کہ حاتم نذل و رستم کوشش ست، ناصر نرینا و دین محمودین تمیش ات، ہاں جہان داری کہ سقف جرج از لولہ
 جرجلو مرتبت گوئی کہ فیروزہ وحش ست، سکہ رازا القاب بیوش چہ انداز است فخرہ خطیر از اسم ہا یوش چہ پایہ عارض است نہ
 منصب وزارت پر ملک غیاث الدین بلبن خرد کو جو زندہ اور داماد اسکے باپ کا تھا منصوب کیا اور خطابان عظم النخانی
 کے سرفراز فرمایا اور چتر و دوسرے باش و بیک تمام کام سلطنت اسکے سپرد کر کے مدار انعام کیا اور اپنے چچے بھائی خان عظم شیرخان
 خطاب خان معظم سے مخاطب فرما کر پنجاب اور ملتان کا حکم کیا اور سپاہ عقول کے متقابل میں جو غزنین اور کابل اور قندھار
 اور بلخ اور سرارت کے تھی نگاہ رکھا اور حصہ راجھنیر اور پٹنہ تعمیر کیا ہو شیرخان کا ہو کہتے ہیں سلطان ناصر الدین نے تقویٰ بعض ہمت
 کے وقت خان عظم النخانی سے فرمایا کہ میں نے تجھے اپنا نائب کر کے امور سلطنت کا اختیار تیرے ہاتھ میں دیا خیر دار البیاب کا
 حکم نامہ درگاہ بے نیا زمین اسکی جوابدہی سے عاجز ہو اور تو اپنے نینٹن ٹھل اور شمسار کے چنانچہ خان عظم النخانی نے سیطو سے
 نیابت کے قواعد اور ملک داری کے آئین کی بنیاد رکھی کہ تمام امور ملکی اسکے قبضہ اقتدار میں آئے اور اسکی مجال تصرفی کار سلطنت
 میں نہ رہی اور ماہ و رجب سال جلوس میں سلطان ناصر الدین خان عظم النخانی کے منصوب سے ملتان کی طرف فوج کش ہوا اور
 غزہ یعنی پہلی تاریخ و قلعہ کو آب لاہور سے عبور کر کے جب آب سورہہ کے مقام پر پہنچا تو وقف کر کے خان عظم النخانی کو لشکر کا سپہ سالار
 کیا اور کوہ جو اور آب سندھ کی طرف روانہ کیا اور خان عظم النخانی نے کوہ جو اور تمام ملازمین فوج کو نہت غارت کیا اور کھوکھلا اور
 ستھرون کو دہانکے جو سا گزشتہ میں مخلون کو رہبری کر کے ولایت ہند میں لائے تھے سب کو تہ تیغ کیا اور عورتوں اور لڑکیوں کو انکی
 اسیر کیا اور رجب و ماہ فے پڑے کہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے قلت علف کے سببے بھلیت تمام مہملی کی طرف
 مراجعت فرمائی کہتے ہیں ایک جماعت امرا کے کہ سال کہ سلطان قطب الدین ایک بار سلطان شمس الدین تمش کے عہد سلطنت
 سے حدود لاہور اور ملتان میں جاگ بکھتی تھی اور طاعت جمعی کہ لازم اور ملزوم نہیں کرتی تھی عقول کی فوج سے مقابلہ
 اور مقاتلہ سے پہلو تھی کر کے لفاق کرنے لگی سلطان خان عظم النخانی کی رائے کے منصوب سے سب کو منصب وزارت سے محذور
 رکھ کر اپنے ہمراہ دہلی لے گیا اور انکے فرزندوں اور عزیزوں اور متصرفین کو اس منصب پر سرفراز کیا اس سبب سے مہمانداری
 اور مالی پنجاب و ملتان نے ہندو قامت تمام بہم پہنچائی بادشاہی اسکی نے بھی قدر سے درازی پائی اور توبہ الراج متقدم میں
 مسطری کہ جب اسکندر ذوالقربین نے اکثر ممالک رو سے زمین کے سخرے ہندوستان کی روانگی کی خواہش کی بعض امرا و عہدائے
 نے طریقہ مندی سے پاؤں باہر رکھا اور ہر ایک نے دم استقلال سے مارا سکندر انکے علاج میں عاجز با عاقبت الامر غورا و
 شامل کے ابدال بھی روم میں اپنے وزیر اور استاد ارسطاطالیس کے پاس آئے صنف پیری کے سبب اسکی ملازمت سے تعلق کیا تھا
 بھیکبر اس جماعت کے بارہ میں تدریجاً ایک چوچھی ارسطاطالیس نے ایلچی کی باتیں گوش ارادت سے ساعت میں کر کے جواب دے سکے

نہ یا یعنی بلا توقف اس المیہ کو اپنے ہمراہ لیکر ایک بارغ میں داخل ہوا اور باغبانوں کو حکم دیا کہ شجر بزرگ بیج سے کھاڑو اور نالہ کو چک بولے کہ کئے جھاؤ جب باغبان اس کے حکم کے موافق کاربند ہوئے اسطرح اسی نے اپنی محلہ کی طرف مراجعت فرمائی اور المیہ اسکندر کے دربار حاضر ہوا اور عرض کی کہ غلام نے وہ بیجا حکیم کو پہنچایا ہر چند میں نے سعی کی تھی جواب نہ دیا تاکہ مجھے نصرت کیا کندہ سمجھا کہ حکیم نے اس شخص کو لائق جواب اور سزاوارت مقرر کیا تھا مگر کچھ چپدگی کی رہ پھر اس سے بوجھا کہ تیرے من بیجا حکیم سے کیا مشاہدہ کیا اس نے عرض کی جب کہ شہزاد کا بیجا حکیم سے ملا فوراً لے لیتا وہ ہوا اور اپنے ایک بارغ ملوک کی طرف منوجہ ہوا اور مجھے بھی اپنے ہمراہ لے گیا اور باغبانوں سے فرمایا کہ بڑے درختوں کو بڑے کھاڑو اور بڑے کچک اُس جگہ جھاؤ اور خود بھی اس کام میں مشغول ہوا اور مجھے کچھ جواب دیا اور اپنے مکان پر آکر مجھے رخصت کیا اسکندر نے فرمایا اُس بیچارہ نے جواب شنائی کہا ہر کسی غایت تیرے فہم میں نہیں آئی پھر اسکے بعد اسکندر نے اور اسے مستطاب اور متغلب کو مغول کر کے اُنکے فرزندوں کو اُنکے مقام پر نصب کیا اور اس نعم سے کہ متردد تھا نجات باقی القصد دوسری تاریخ ماہ شعبان ۸۵۷ھ چھ سو پینتالیس ہجری میں سلطان ناصر الدین نے پھر دو آب کی طرف نصرت فرمائی اور قلعہ تیرتھ کو نہایت کوشش سے مفتوح کیا اور اسی سال میں دہلی کے قلعہ کو کوڑہ کی طرف عزیمت کر کے خان اعظم النعمان کو مقصد تیرتھ کی طرف کیا اور وہ جاتے ہی موضع دلی کی غایت کر کے خوب لڑا اور اُنکی اولاد اور اتباع کو اسیر کر کے مع غنائم کثیر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور بالفاق دہلی میں مراجعت کی اور یہ دلی ملکی راجہ آب جو نیک طرف کا تھا اور سابق میں تھا نہ اسے بادشاہی اٹھا کر کالچور اور کوڑہ مالوہ تک نصرت میں رکھا تھا اور چھٹی شعبان ۸۵۷ھ چھ سو چالیس ہجری میں خان اعظم النعمان کو رن تھپو اور کوڑہ پایہ میوات پر تعین کیا اور وہ اُس حدود کے متردد ملوک کو شمالی دیکر مع غنائم بسیار دیکھا مین آیا اور اسکا بھائی ایک کشلیخان اسوقت امیر صاحب اور ایاز بیکانی کو قیل السلطنت تھا اور اسی سال سلطان کا بھائی کر جلال الدین تھا اپنی جاگیر سے دہلی میں آیا اور منوہم ہو کر کوڑہ چلیوہ پر بھگت سلطان اس کے نقاب میں اس بہار کے دین تک گیا اور سات آٹھ مہینے اس حدود میں انتقامت فرمائی جب ہاتھ اسکا ڈر وہ مفتوح و پھر پھر پھلا جا رہی میں مراجعت کی اور اسی سال تمام حاکم الدین مسعود رنالی کو ساتھ بیٹے امور کے ہم کر کے قضا سے غزول کیا اور عماد الدین بیکانی کی سعی سے گردن ماری اور ۸۵۷ھ چھ سو پینتالیس ہجری میں سلطان نے خان النعمان کی دختر اپنے عقد نکاح میں لی اور ۸۵۸ھ چھ سو اسی ہجری میں لشکر ملتان کی طرف کھینچا اور آب بیاہ کے کنارہ شیرخان ملک ملتان درلاہور کا بیٹا ہوا اور اس سے سلطان کے پاس آگیا اور سلطان اس سال کی چھٹی تاریخ الاول کو ملتان میں داخل ہوا اور چند روز کے بعد ملک عمر الدین بلبن بزرگ صاحب صوبہ آگورا اور وچہ کو اُس طوت رخصت کر کے خود دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور ۸۵۸ھ چھ سو اسی ہجری میں ملک عمر الدین بلبن بزرگ صاحب سرطاعت سے پھیر کر عاصی ہو سلطان نے قلعہ کے دفع کیوں اسلئے ناگو کی طوت کو چک کیا اور ملک عمر الدین بلبن بزرگ صاحب متقاوت نکلیا اور بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر امان چلای سلطان نے رحم ذاتی سے اُس کی خطا معاف فرمائی اور اس حدود کی حکومت بدستور سپر رانی رکھی اور مظفر و منصور دہلی میں بازگشت کی اور اسی سال پچیسویں ماہ شعبان کو افغان بکر موانج ہرہ بیک قلعہ بڑہور کی طوت روایت ہوا اور جاہر دہلی نے اس نواح میں ایک حصار جدید بنا کر کے انجام کو پہنچایا تھا پانچ سو اور دو لاکھ بیادہ جوار سے سلطان کے مقابل آیا اور جنگ شدید کے بعد شکست فاحش پاکر مغرور ہوا اور سلطان ناصر الدین نے قلعہ کو محاصرہ کر کے تھوڑے دنوں میں فتح کر لیا اور دہلی سے چند بری اور مالوہ میں جا کر امراء صاحب اقتدار وہاں مقرر کر کے پھر دارالسلطنت دہلی میں مراجعت کی اور خان اعظم النعمان سے اس سفر میں عکالتیں جواز دی و گرانہ دلی کے طور میں آگے

اور اسکے بعد شیرخان نے جو چچا بھائی خان اعظم النخاں کا ہوتا تھا اور شجاعت اور سخاوت اور عقل کی تیری میں شہو اتفاق تھا غرض
 کو مغلون سے لیکر چند مدت وہاں تکا خطبہ اور سکے سلطان ناصر الدین کے نام جاری کیا اور سلطان کے حکم کے موافق مع فوج
 ملتان سے قلاوڑ چلے گئے لینے کی عزیمت کی ملک اعز الدین بلبن بزرگ کس سے عرو کے آثار ظاہر ہوتے تھے شیرخان کے دیدار
 ہر اسان ہوا اور لاچار ہو کر ناگور سے اوچین آیا اور حرف و حکایات سے وہ علامہ شیرخان کے پیرو کر کے سلطان کی خدمت میں گیا اور مرہم
 شاہانہ سے ولایت بدآؤن کی جاگیر پائی سلطان نے بابائیں شوال شہہ سچو بچا سچو بلبن لاہور کے راستہ سے اوچا و ملتان
 کی طرف کوچ کیا اور اس سفر میں سنقر قتلخان ولایت ہسوان سے اور ملک اعز الدین بلبن بزرگ بدآؤن سے مع فوج آ رہے تھے
 اب بیاہ کے ساحل پر سلطان کی ملازمت میں گئے اور ابتدائے لشکر چھ سو اکاون ہجری میں عماد الدین ریحانی جو خان اعظم النخاں
 کا دست گرفتہ تھا اس وقت بعض بادشاہوں سے موافقت کر کے حد سے خان اعظم النخاں کا مقاصد بیان اور رہنے ہلاک ہو جب
 اس کام سے ناکام ہوا سلطان کو یہ عرض نہشت کی کہ صلاح دولت کی اسی میں ہے کہ خان اعظم النخاں اپنی جاگیر میں کہ ہانسی ہو جاوے
 اور وہاں بود و باش اختیار کرے سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خان اعظم ہانسی گیا اور عماد الدین ریحانی نے اس کے عنایت میں فرصت پائی
 جو شخاص کرخان اعظم سے نسبت رکھتے تھے سب کو بغیر اور تبدیل کیا اور ایک کشلخان کو کڑھ اور انکیو کی جاگیر دیکر اس طرف رخصت کیا
 اور عین الملک جنیدی کو جو دہلی میں آکر ہنگامت رکھتا تھا تمام ممالک کا وزیر عظم کیا اور عز الدین کشلخان کو بہر حاجب کیا اور
 جب دہلی میں آیا دست دراز کر کے بادشاہ کے دل کو مشوق کیا اور سلطان اسی سال شوال میں دہلی سے حرکت کر کے اب بیاہ کے فوج
 میں گیا اور جب شیرخان ریحانی نے سندھیان تھرو سے ہزیمت کھا لی تھی عماد الدین کے اغوا سے فوج کثیر بھیجا قلعہ چٹنڈہ اور اوچا اور
 ملتان کو شیرخان کے کارندوں کے ہاتھ سے برآوردہ کر کے اور اسلخان کے حوالہ کر کے مراجعت کی اور اسی عرصہ میں جب ملک اعز الدین
 رضی الملک نرک نے حالت سستی میں زمینداران کھنڈل اور کھرام کے ہاتھ سے قریب شہادت چکھا سلطان نے ہتھام کیواسطے اس طرف
 فرمائی اور نذران کو سزا دی اس کے بعد بدآؤن میں گیا پھر چند روز کے بعد مرکز خلافت میں معاودت کی مسرت امر سے طواف
 وجانب حضور صفا کڑھ اور مانکیو را ورا و دھار اور بدآؤن و سرہند و سنام و کرام و لاہور و سولاک ناگور نے آپس میں موافقت کر کے
 خان اعظم النخاں کو پیغام دیا کہ مملکت کے انتظام میں بالکل فتور واقع ہوا اور عماد الدین ریحانی نے ظلم و جور کا کوئی طریقہ نہیں
 چھوڑا مناسب وہ ہو کہ دار الخلافہ دہلی میں جا کر بدستور سابق و ہانے مہات کو انجام دیجے خان اعظم النخاں نے یہ بات قبول
 کی اور چھین کھرام کی فوج میں ایک جگہ جمع ہوئے اور عماد الدین ریحانی سلطان کو ان کے دفع پر آمادہ کر کے ان کے دفع کے
 واسطے روانہ ہوا جب ہانسی کے قریب پہونچا خان اعظم النخاں اور امر سے مذکور نے پیغام دیا کہ ہم سب کے غلام فرماں بردار ہیں اگر
 عماد الدین ریحانی ملازمت میں نہ رہے ہم سب قدیموں میں شرف ہوں سلطان نے عماد الدین ریحانی کو عہد و کالت سے عرو
 کر کے بدآؤن کی جاگیر پر بھیجا پھر جمیع امراض میں حاضر ہوئے اور خلعت شاہانہ سے مخلص ہو کر سر فرازی پائی اور ملک
 جلال الدین ثمانی کہ ترکان خواجہ ناس سے تھا حکومت لاہور پر منصوب ہوا اور شیرخان بدستور سابق و بیا پور ملتان
 و بمبیر و چٹنڈہ اور اسکے مصافحات پر مقرر ہوا سلطان قسطنطنیہ المرام ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور خان اعظم النخاں کے
 آنے سے ہمنوی و کبیر دئے واسطے خوشوقت ہوئے اور ان کے دل کے باغ میں گہا سے مراد شکفتہ ہوئے اور شہہ سچو بلبن
 ہجری میں سلطان کا مزاج اپنی والدہ ملکہ جہان سے جو قتلخان کے نکاح میں تھی سحر ہو اور ولایت او دھ قتلخان کی قلاوڑ
 اس طرف رخصت فرمایا اور قلاوڑ سے عرصہ میں وہاں سے بھی تبدیل کر کے ہراچ بھیجا قتلخان باجمی ہوا اور عماد الدین ریحانی اور

ملک اعز الدین کشلیخان حاکم سندھ اور بعض امراء دیگر نے اس سے موافقت کی اور سلطان نے خان اعظم النخای کو قتلخان کے سر پر اور ملک تاج الدین ترک کو عماد الدین بجائی کے سر پر نامزد کیا اور عماد الدین جنگ کے بعد سیرا قتل ہوا اور قتلخان نے خان اعظم النخای کے مقابلہ سے بھاگ کر حقیقہ میں دم لیا خان اعظم خان نے اس ناحیہ کو غارت کر کے دہلی میں راجت کی اور ۵۵۰ چھوٹے چھوٹے میں حقیقہ کا راجہ دیالی نام قتلخان کی ملک کیا سطلے بہت لوگ ذرا ہم کے کشلیخان حاکم سندھ کے پاس گیا اور دونوں متفق ہو کر حوالی سمانہ اور کرام میں آکر خلل انداز ہوئے سلطان نے پھر اعز الدین النخای اور کشلیخان صاحب کے مع افواج گران اسکے سر پر تعین فرمایا جب یہ یقین کیا ہم پہنچے دہلی سے مثل شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین اور قاضی شمس الدین برائی نے پوشیدہ خط لکھ کر بھیج دیا اور کشلیخان کو دہلی کے آنے اور شہر لینے کی تحریص کی اور دہلی کے باشندوں کو انکی بہت پرتر غیب سے ہی النخای نے ان کے کید پر آگاہی پاکر ایک عرضداشت میں کیفیت لکھ کر دہلی کی طرف روانہ کی سلطان نے اس جماعت کو اپنی اجنبی جاگیر کی روانگی کا حکم دیا اور بقولے سب کو قید کیا اس حال میں قتلخان و کشلیخان باہری روزگار سے غافل ہو کر درو زمین و کوس کی مسافت قطع کر کے دہلی میں آئے جب اس جماعت کو دہلی میں نہ پایا وہ سب متفرق ہوئے کشلیخان سندھ میں جا کر خان اعظم النخای کے ذریعہ سے پھر دہلی کی حکومت پر قائم ہوا اور احوال قتلخان کا معلوم ہوا کہ ان گیا اور اس سال کے آخر لشکر منول کثرت سے اوچہ اور ملتان کی نواح میں آبا سلطان نے ان کے دفع کا آہنگ کر کے سر پر دے سرخ برپا کیے چار مہینے کے بعد فوج جمع ہو کر کوچ ہو کر روہم ہوئیں اور ٹولہ کا لشکر بلا جنگ بھاگا سلطان نے بھی مواوت فرمائی اور پنجاب شیر خان کے تقویٰ میں کیا اور ملک جلال الدین کو محفوظ کی حکومت پر سر فراز فرمایا اور ۵۶۰ چھوٹے چھوٹے ہجری میں سلطان نے عنان عزیمت لڑا مانیکو کی طرف عسکری فرمائی اس سال انہیں اور قلیچ خان کو اس طرف بغاوت کا علم بلند کر کے باوصف طلب فر منول میں حاضر ہوئے تھے ہمد و سگند کر کے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلطان کو ممالک لکھنوی اور قلیچ خان کو کوہ پابہ فرست ہوا اور ۵۷۰ چھوٹے چھوٹے ہجری میں کشلیخان و در خان اعظم النخای بیانہ اور کول اور جالبیہ اور گوالیار کی حکومت پر فائز ہوا اور اس سال دہلی پر قبضہ اور جواہر دافرا و یا راجہ شکار لکھنوی سے آیا اور اسی سال ملک اعز الدین کشلیخان فوت ہوا اور ۵۷۰ چھوٹے چھوٹے ہجری میں خان اعظم النخای سلطان کے حکم کے موافق کوہ پابہ اور سوا لک اور دن تھنور کی طرف فوج کش ہوا اور اہما سے راجپوت اور میوات اور سوا لک کے اس حصہ میں کشتی کی بنیاد رکھ کر سوار اور پیادہ کثرت سے جمع کر کے جاہائے سخت اور دشوار گزار میں وارد ہوئے تھے النخای نے آگ قہر غضب کی انکے مضامین میں ڈال کر کوئی دقیقہ خرابی سے بچھڑا اور ان درون کے توڑنے میں جہان انھوں نے لکھنوی کا مقرر کی تھی داخل ہوا اور تین چار مہینے اوقات انکی جنگ میں صرف کی جو کفار ایسے مقاموں میں چھپے تھے کہ سواران لشکر اسلام کا گذر محال تھا اس واسطے خان اعظم النخای نے اپنے اردو میں سنادی فرمائی کہ جو شخص مردم مخالف کو زندہ سیر کر لاوے گا دو تہہ نقدہ انعام پاویگا اور جو مقتول مردہ کا سر کاٹ لاویگا ایک تہہ نقدہ پاویگا پھر نورمان اردو ہر روز تین چار سو آدمی انھیں سے انکی بارگاہ میں زندہ اور مردہ نظر سے گزارتے تھے اور ذرا فہم خزانہ سے لیکر پھرنے کا مہینہ مصروف ہوتے تھے اپنی مقبوضوں کے تجسس اور گرفتاری میں روانہ ہوتے تھے راجاؤں نے جب یہ معاملہ دیکھا محزون اور غمگین ہو کر ان درون کو دیکھا پھر سے برآمد ہوئے اور افواج آراستہ کر کے میدان میں شتابان ہوئے اور خان اعظم النخای نے بھی ترتیب سپاہ پر عیت مقرر کر کے میمنہ اور میسرہ اور قلعہ اور مقدمہ آراستہ کی اور حکم جنگ دیکر صبح سے عصر کے وقت تاج عامین شغول رہا اور رات اسکے کچھد امراء ترک اس معرکہ میں شہادت پاکر زندہ جاوید ہوئے آخر فیصلہ فتح و ظفر خان اعظم النخای اس کے نشان کے

پرچم پر چلی اور دوسو پچاس سردار کفار اور منصب داروں کے زندہ و تگید ہوئے اور قلعہ میں سے پھر کو جو خاصہ کیے تھے اسے منقذ
کیا پھر بھت در شرکت سے دہلی میں مراجعت کی اور ایک جماعت سرداران کفرہ کو جو طوق و زنجیر میں زندہ ہوا رکھا تھا سلطان
کے ملاحظہ میں در لایا سلطان نے اس جماعت کے قتل کے واسطے اشارہ کیا شہر خلی کے رستہ اور بازار میں ہر ایک دیکری
طر سے موضع ہلاکت میں آئے اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ایچی ہلا کو خان کی طرف سے حوالی دہلی میں ہونا خان اعظم الفنی نے
پچاس ہزار سوار بایراق عرب اور عجم اور ترک اور خلیج اور افغان سے اور دو لاکھ سپاہ پناہی سلاح اور دو ہزار قیل اور تین ہزار عداوہ
آتش بازی شہر سے باہر لیجا کر ایچی کے سردارہ پر واسطے عرض اثاثہ سلطنت ایسا دہ کیا اور کوادیل اور دہل اور کرنا اور فقیر اور نغہ
پیلان اور گھوڑوں کی ہننا ہٹ اور اسلحہ بہادر وں کے چکنے سے عکالتین روز قیامت کی نظام ہو میں و کو مشن خلک کر ہوئے پھر
خان اعظم افغان ایک تیر کے اندازہ واء سے فوج سے جدا ہو کر ایچی کے استقبال کر گیا اور مہمانان صفوں کے گذر کر کے قیلون اور بہادر وں کا
نشا دکھاتے ہوئے قفسر سفید میں ناصر الدین سلطان کے روبرو لایا اور اس روز قفسر سلطنت نے تجلات بادشاہ زندہ و مینہ سے زیب
زینت پائی تھی اور صد و رسادات اور شایخ اور امرائے نامدار اور پچیس ہزار عداوہ اور خراسان اور اورا و الہ کر چنگیز خان کے عہد میں و
میں آئے تھے اور سلطان کی خدمت میں بسر لیجائے تھے اور بہت سے راءے اور رائے زاوے ہندوستان کے بہت بہت تخت کے گواہ
ایسا دہ تھے اور تقاضی منہاج جرحانی نے اس شہن کی توفیق میں یہ چند بیت موزوں کی تھیں نظم ہے جسے کہ ان اطراف چون
خلد برین گشتہ بدخجے بزمے کہ ان الکناں حدن واسعین گشتہ زفر ناصر الدین شاہ محمود بن لغش کہ ملک نروشن عاخوان فلک
پیشش زمین گشتہ بہ شہنشاہی کہ در عالم رفیع فضل ربانی بہ سرزائے پتر شاہی لائق تخت و تہن گشتہ بہ ترتیب نہاد ورم
آیین نشاط او بہ توکفی عرصہ دہلی بہشت بہشتین گشتہ بہ مبارکباد اسلام این بزم شہ عالم بہ کزین ترتیب ہندوستان ایسے
خوشتر زچیر گشتہ بہ تاریخ نظام الدین احمد میں مسطور ہو کر ناصر الدین ہر یک سال میں دو کلام مجید لکھتا تھا اور زہد یہ اسکا بی وجہ تہ
خاص میں صرف کرتا تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک قرآن شریف جو سلطان کا لکھا ہوا تھا ایک امیر نے زہد یہ لکھا زیادہ
دیاجب سلطان اس معاملہ سے آگاہ ہوا اسے خوش نہ آیا حکم کیا کہ یہ میری کتابت پوشیدہ بقیمت متعارف فروخت کرتے رہیں
اور یہ بھی منقول ہو کر سلطان کوئی لونڈی اور خاد منہ کو صہ کے سوانہ رکھتا تھا اور وہ سلطان کے واسطے خاصہ بکاتی تھی
ایک روز سلطان سے بیگ صاحبہ نے عرض کی کہ روٹی بکانے کے سبب سے میں ہمیشہ اندھا تھی ہوں اور بائقہ میرے اکثر جلتے
ہیں اگر سلطان عالم ایک کنیز روٹی بکائیکے واسطے خریدیں میں مناسب ہو سلطان نے دجوب فرمایا کہ بہت مال حق بندگان خدا
ہو مجھے نہیں پہونچتا ہو کہ وہ نے درم لیکر لونڈی خریدیں صبر کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجھے آخرت میں جزائے خیر دیو بہ بیت جہان
خو بہت پیش چشم بیدار ہو بخو اے دل نہ بندہ مرد ہو شیارہ ایک روز کا مذکور ہو کر ایک شخص قرآن مجید کی کتابت کی تہ سلطان کی
خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور نظر اسکی قرآن مجید کے ایک مقام پر پڑی کہ فیہ لکھا تھا اسے سلطان سے عرض کی ایک فیہ یادہ
ہو سلطان نے فوراً دوات و قلم طلب کر کے ایک فیہ کے دہ میں حلقہ کھینچا پھر اس شخص کی حاجت روا کی اور فائز المرام کر کے اسے
خوشدلی سے رخصت کیا اور اس کے جانے کے بعد قلم تراش لیکر اس حلقہ کو تراشا اس وقت ایک غلام حاضر تھا جس کی حلقہ کھینچنے کی
کیا وجہ تھی اور پھر حک کرنے کا کیا سبب تھا سلطان نے ارشاد کیا وہ محتاج آیتا تھا اگر اس میں کتا غلام نہیں ہو اول
عیب اسکا ظاہر ہو تو دوسرے شرمندہ ہوتا اس واسطے میں نے حلقہ کھینچا اور پھر دیکھا کہ رقم کاغذ حک کی بہت آسان ہو حکم بار اس
کو روکے کہ کسی لیر بیٹھے اور یہ بھی شہور ہو کر سلطان ناصر الدین کا ایک صاحب تھا محمد نام اور سلطان کی بیعت تھی کہ اسے محمد لکھ پارتا

ناگاہ ایک روز جس صاحب فرمایا کہ تاج الدین فلان کام کر دیم نے حکم کے موافق عمل کیا اور حکم کے خلاف کے بعد اپنے مکان پر گیا تین
 روز تک سلطان کی ملازمت میں نہ حاضر ہوا سلطان نے آدمی اسکی طلب کو بھیجا جب دربار میں حاضر آیا سب غیر حاضری کا
 استفسار فرمایا دیم نے عرض کی خداوند جان کی عذر نہ ہو مجھے حضرت ہشتیہ میرا نام محلیکرا شاد فرماتے تھے اس وقت خلاف عادت
 تاج الدین خطاب نے سے فدوی کو نصیب ہوا کہ اس اعلیٰ دولت کی نسبت مزاج سلطانی میں کچھ تغیر ظہور میں آیا ہر جو بگارت والہا
 بلایا ہوا اس کے وقوع سے فدوی تین روز تک بیابا اور پھر اراقتادہ رہا سلطان نے قسم یاد کر کے فرمایا کہ میں تیری طرف سے کچھ کرانی
 اپنی خاطر قیقین قیام میں نہیں کھتا لیکن اس وقت میں بے چارہ تھا مجھے شرم آئی کہ بے خودم مبارک محمد علی علیہ السلام کا زبان پر جاری
 کون اس واسطے مجھے بلیغ تاج الدین بلایا اور کشتہ بھر سوتر کشتہ بھر میں ناصر الدین میں رضی اللہ عنہ میں مبتلا ہوا اور گیا رہو بن جمادی
 اول ۸۷۷ھ چھ سو چھ بھر میں دروینا سے دارالبقا کی طرف انتقال کیا سلطان ناصر الدین کی مدت سلطنت میں برس اور چند
 جمعہ تھی و اگر سلطنت سلطان فردوس شمس سلطان غیاث الدین بلبن کا۔ وہ شاہ فرخندہ آثار اور بادشاہ
 محبت شہار تھا اور ساتھ علاء خضائل اور محاسن شائل کے ارستہ و پیرانہ تھا سمیت طالع و بخت بادشاہی اور فرج آمد
 زینکخواہی اور سلطان غیاث الدین بلبن ترکان فرات خطائی کے طاقتور ابرہی سے تھا ایک سو اگر اسکو مغلوں کے ہاتھ سے اس
 دیار پر علیہ پا کر امیر کیا تھا خرید کر کے بغداد میں لایا اسکا باپ ایک قبیلہ کا امیر تھا جس میں اس ہزار مکان آباد تھے اور بغداد میں خود
 جمال الدین بھری نے کساتھ تقویٰ اور دیانت کے مشاہیر وقت سے تھا ستہ چھ سو تیس میں اسے خرید کیا اور جو سلطان شمس الدین
 القمش بادشاہ دہلی بھی اسی قبیلہ سے تھا بہت بڑی امید میں اس کی سلطنت دہلی کی طرف روانہ ہو کر غیاث الدین بلبن کو مدد
 اور چند غلام ترک کے سلطان شمس الدین کے ملاحظہ میں گذرنا سلطان نے انھیں تقویت عطا فرمادیا اور ہندو خواہ جمال الدین
 بھری کو مدد و تمام اور مصدر اکرام فرمایا کہ مقضی المرام ہو کر بغداد میں مساوت کی سلطان شمس الدین شمس نے آثار شہادت اور
 مردانگی غیاث الدین بلبن سے مشاہدہ فرما کر بازدار خاص کیا اور فضا سے آسانی سے اسنے اپنے بھائی کشانیان کو جو سلطان کی
 ملازمت میں نہایت اختیار رکھتا تھا پچانا اس قریب سے نہایت صاحب عزت ہو کر مشاہیر درگاہ سے ہوا اور سلطان رکن الدین کے عہد
 میں تمام ترکان ہندوستان کو ہزارہ بیکہ بجا کے لڑ میں گیا اور بغاوت اختیار کی اور سلطان جنبہ کے عہد میں جب کون نے دہلی کے اطراف
 میں آکر جا دیا اور آخروں بیان انکے سنگ تفرقہ پڑا غیاث الدین بلبن انکے پنجہ ظلم میں گرفتار ہو کر محبوس ہوا اور حکمت الہی اس مقید میں
 یہ تھی کہ مصیبت زدوں اور محتاجوں کی قدر پہچانے اور سلطانہ رضیہ کے عہد میں زندان سے مائی پاکر اسکا مہیشکار ہو اور مہیشکار
 جو نے سے یہ اشارہ تھا کہ عالم اسکا حبیب ہو گا اور سلطان مغر الدین بہرام شاہ کے زمانہ میں عہدہ امیر آخوری پر فہم ہوا اس سے یہ پایہ
 تھا کہ مرکز دولت کو دیران کھینچے گا پھر بعد از الدین منقرضی امیر حاجب کی دستگیری سے امیر کبیر ہوا اور پھر ہانسی اور بولہاری جاگیر پر گیا
 اور میوات کے کفار کو جو کشتن تھا اور راتوں کو دہلی پر تاخت لاکر بہت خرابیاں کرتے تھے زیر کیا اس سے آوازہ اسکی شہادت اور
 مردانگی کا منتشر ہوا اور روز بروز دولت اسکی ترقی میں تھی یہاں تک کہ مشہور کشتہ سویا لیس بھری میں سلطان علاء الدین جو
 کے عہد میں امیر حاجب ہوا اور کارہے نمایاں اس سے ظہور میں آئے اور سلطان ناصر الدین محمود کے زمانے میں منصب
 امور مالی اور ملکی کا ساتھ اس کے مفوض ہوا اس طور کا صاحب جاہ ہوا کہ اس سے سلطنت تک چنداں فاصلہ نہ ہوا اور
 سلطان ناصر الدین کو بادشاہی سے بھی ایک نام باقی رہا تھا اور اس کے فوت ہونیکے بعد وہ بلا فاصلہ قصر سفی میں تخت
 دہلی پر بٹھلن ہوا اور خاص و عام اسکی بادشاہت سے رہی اور شاہ کرہوئے اور جو نوزائیدہ میں چند شخص کو ساتھ لے کر بلبن کے ذکر کیا

ہو سکتا ہو کہ بلین ایک گروہ ترکوں سے ہو و الیہم عندہ سلطان شمس الدین شمس چالیس غلام ترکہ دشمن در حساب
اعتبار رکھتا تھا انکو چیل کافی کہتے تھے سلطان شمس الدین کی فوت کے بعد سب ایک مجلس میں جمع ہو کر ہم عمر اور ہم گند
ہوئے اور مملکت ہندوستان تقسیم کی اور ترکوں میں خواجہ تاش مشہور ہوئے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ایک دو سر کے فروتنی ہو کر
جائے کر ایک لاف انا ولاغیر یعنی چارے سوا دو مر نہیں مارنے لگے اور جبکہ سلطان غیاث الدین بلین انہیں سے بادشاہ ہوا اول چھوڑ
ترکان خواجہ تاش کو جو تہذیب ال تمام رکھتے تھے اور ان سے ڈرتا تھا نیست و نابود کیا یہاں تک کہ اپنے چہرے بھائی شیر خان کو جو
ہندوکان خواجہ تاش کے درمیان میں سے بزرگتر تھا قلعہ میں زہر دیکر ہلاک کیا اور تھوڑے عرصہ میں سلطنت ہند کو ضبط کیا اور
دشمنوں اور مخالفوں سے ایک کا اثر نہ چھوڑا اور بادشاہ عظیم الشان ہوا چنانچہ سلطانین عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اس سے
طریق دوستی ناپتے تھے اور وہ دانا و صاحب وقار اور صاحب تجربہ تھا چنانچہ کار ہائے سلطنت کو سنجیدگی اور غیبی رگی سے تمام
دیتا تھا نہ چاہے متاعیت کا رنگی بہ باد از بین نقد عالم تھی تاکہ سر برآوردن عالم ہند کہ درکار عالم بود ہندو کی مملکت
کو سوائے اکابر اور مردم دانا کے نہ سپرد کرتا اور اراذل کو کاموں میں دخل نہ دیتا اور سبکدوش و تقویٰ و دیانت کسی شخص کی شخص
نہ تھی اسے کارکن نہ فرماتا اور سب کی تصحیح میں بھی مبالغہ نہ کیا اور غرض اور عمل سپرد کرنے کے بعد کسی میں نقص فراقی اور
صفائی کا گمان نہ ہوتا تو فوراً گرفتار کرنا اور کفار سے ہرگز عہدہ اور عمل رجوع نہ کرنا کہ مبادا مسلمانوں سے بطریق تسلط پیش آوین اور
آخر ایام بادشاہی تک کہ بائیس برس کا زمانہ گذر تھا اراذل اور فحاشی سے کبھی نہ کلام نہوا اور مستحق کو اپنے دربار میں باقی نہ
کہنے میں غور و فانی نام ایک رئیس کہ برسوں خدمت درگاہ کی تھی ایک گھوڑا دیکھا اسے اسے کثیر قبول کر کے طے ہوا کہ اگر
بادشاہ ایک مرتبہ ساقداس کے ہنر بانی فرماوے مال وافر نقد و جنس سے پیشکش کرے جب یا سلطان کے سمع مبارک میں پہنچا فرمایا
کہ وہ رئیس اور امیر بازاہر سلطان کے ہنر مان ہونے سے عبادت بادشاہی دل میں عدم کے کم ہوگی اور شرف و عظمت میں نقصان
راہ پاویگا اور لطافت طبقات ناصر میں جو مصنفہ شیخ عین الدین سجاولی ہر قوم ہر کہ سلطان غیاث الدین کو یہی دولت
اور سعادت کافی ہو کہ بادشاہ اور بادشاہنر اوسے جو سلطانین ماضیہ کے عہد میں ہند میں تشریف لائے تھے انکے علاوہ ہندو
بادشاہنر اوسے ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان اور عراق اور آذربائیجان اور فارس و مردم و شام سے جو سب چنگیز
کے ظلم سے اپنے مرکز دولت سے ہراگندہ ہو کر اس کے عہد دولت میں پہلی میں پہنچے تھے ہر ایک فرس عزت اور سرداری پر
متکثر ہو کر نہایت ذوق و شوق سے تخت کے رہبر دوست لبہ کھڑے رہتے تھے لیکن دوشاہنر اوسے کہ باہر تخت پر بیٹھے تھے
وہ دونوں خلفائے عباسی کی اولاد سے تھے اور جسوقت بادشاہنر ادگان و لایات اور بزرگان وقت سے اس کے عہد میں پہنچے
میں آتے تھے سلطان انہا رشاہت کر کے شکر الہی بجا لاتا تھا اور ہر ایک کے لیے محلہ و محلہ کرتا تھا چنانچہ دہلی میں ہندو محلہ ایک
تھے انکی تفصیل یہ ہے محلہ عباسی محلہ سنجر محلہ خوارزم شاہی محلہ دیلمی محلہ خلوی محلہ انکی محلہ غوری محلہ چنگیزی محلہ دی
محلہ سنقری محلہ یعنی محلہ مصلی محلہ سمرقندی محلہ کاشغری محلہ خطائی اور اس سبب سے کہ زہرہ اور نجیہ اور خلاصہ عالم
از اصحاب سیف و قلم اور سازندہ اور خواندہ دارباب ہنر سے کہ راج مسکون میں عدیل و نظیر رکھتے تھے اسکے دربار میں جمع
ہوئے تھے اسکی درگاہ کو درگاہ محمودی اور سنجر پر ترجیح دیتے تھے کہ میں جمیع علما اور فضلا اور کلاما اور مشائخ اسکے بڑے
بیٹے مشہور خان شہید کے مکان میں مجتمع ہوتے تھے اور دارباب نشاط اور اہل ساز و عشرت اور قصہ خوان اور
خوش طبع اور ظریف اور ہنر ال اور ضحاک اسکے دوسرے فرزند بفرخان کی مجلس میں حاضر ہو کر ہر شایانہ آہستہ کرتے تھے

اور سہزادی ہفتل سے زنگ غم آنجنہ خاطر کے چہرہ سے دفع کرتے تھے اور مقتضائے الناس علی دین مگر کچھ جمع امر اور اعیان دولت بھی اپنی منازل اور مسکن میں ان دونوں عیالوں کے شیوہ تنوید پر عمل کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن کی پریش لباس اور لوازم عظمت اور شوکت اور کوئی بادشاہی میں مبالغہ کرتا تھا اور سمیت تمام سے بار علم دیتا تھا چنانچہ مندرجہ حکم اسکے چہرہ کے شاہدہ سے بہرہ آب ہوتا تھا اور کھنکی شکوہ اور عظمت اور جلال سے مترقان دور و نزدیک کے اندام پر گزرتا تھا اور سواری کے دن باندہ سیتانی اور غوری اور سہزادی اور کرہ اور گرو اور عرب شمشیر ملے برہنہ دوش پر رکھے ہوئے وضع تھیں کے ساتھ سیاہہ خوش و خوش کرتے ہوئے کھنکی رکاب میں جاتے تھے اور مجلس جشن کو بھی تکلف سے آراستہ کرتا تھا اور ایام عید و نور کو بادشاہان عجم کے طور پر تیسرے لیجا کرتا تھا اور یکاچشمین میں صبح سے شام تک مجلس میں اجلاس کرتا تھا اور تدریس پیشکشیں خوشنواں اور ادراکی نظر سے گذر کر فی حق میں مقرران مجلس اسکے صفات پسندیدہ اور خد مات شایستہ کو معرض کھتے تھے اور خوش منقش اور سہتال اور فی طلائی نقارہ اور پردہ سے زربافت اور انواع فراک اور اطعمہ اور شراب اور تزیینات میں مبالغہ کرتا تھا اور بار بار مکتنا تھا میں نے ترکون سے جو سلطان حسن الدین تمش کی مجلس میں اعتبار تمام رکھتے تھے سناہو کتے تھے کہ جو بادشاہ کہ ترتیب دربار اور جدیدہ سواری میں تیسمن اور فاہدے سلطنت کی رعایت کیے ہوئے رکھے اس جہت بادشاہی مشاہدہ میں جوتی اور سمیت کھنکی و غنائیہ کے دہن میں بیٹھتی اور نقصان مملکت میں ظاہر کرتا ہو اور سپر سے عدل در داو میں نہایت مبالغہ کرتا تھا کھنکی عدالت کا ہشتم ہر کتے میں ملک لعین اس جادہ کو جو ایک بزرگ سے تھا اور چار ہزار سو اور خاصہ رکھتا تھا اور دلالت بدایوں کھنکی جاگیر میں جی بدستی کی حالت میں کیا خراش کو درہ کی ضرب سے ہلاک کیا چند مدت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن بدایوں میں گیا خراش کی زوجہ دربار عام میں آکر فریادی ہوئی سلطان نے بدعت جرم کے ملک نصیق کو اس قسم رسیدہ کے روبرو اس قدر درے لگوائے کہ اسکے شوہر سے جا ملا اور لاش کھنکی دروازہ پر آویزان کی اور اسی طور سے اسکے ایک غلام صاحب اعتبار نے کہ جبکا نام سمیت خان اور جاگیر کھنکی اور دھنکی اسنے بھی ایک شخص کو حالت مستی میں ہلاک کیا کھنکی زوجہ داد خواہ ہوئی سلطان غیاث الدین بلبن نے سمیت خان کو پانسو درے مار کر اس عورت کو بخشا اور فرمایا یہ آج تک میرا غلام تھا اب تیرا ملک ہوا کھنکی کے قتل اور ربائی کا ختیاہ سمیت خان نے ایک جماعت کا ذریعہ کر کے بعد تصرف و زبردستی مبلغ ایک لاکھ روپیہ اس ضمیمہ کو دیکر اپنے تین رہا کر ایام پیرس حادثہ کے بعد غیرت سے اپنے مکان سے باہر نہ آیا یہاں تک کہ مر گیا سلطان غیاث الدین بلبن اپنے فرزندوں سے کہتا تھا کہ سلطان شمس الدین آتش فرماتا تھا کہ تیرے دو مرتبہ سید مبارک غزنوی سے مجلس سلطان شمس الدین محمد بن بہار الدین سام میں سناہو کتھا کہ اکثر جو کچھ بادشاہ کرتے ہیں تمام اشراک بخدا ہو اور بخلاف سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور نجات کھنکی آتش دوزخ سے چار چیز میں متصور ہو جو ہمیں کھنکی دفع ہو یقین ہو کہ عقوبت کا سزاوارتہ اسے کوئی نہ ہو گا اول وہ کہ بادشاہ کو لازم ہو کہ فراور سطوت اپنے کہ اپنے محل پر مصروف رکھے اور خلق کی رفا سمیت اور خوف خدا کے سوا اسکے مد نظر نہ ہے دوسرے عشق و فحور علانیہ اپنے موالا میں واقع نہوے دے اس بارہ میں سہی مبلغ فرماوے اور فاسقون و بیباکون کو خوار اور ذلیل رکھے تیسرے یہ کہ شغل اور عمل مردم دانا اور شائستہ اور دیانت دار اور خزانہ اس کے تقویٰ فرماوے اور مردم بدعتقاد کو اپنے ملک میں جگہ نہ دیوے جو باعث اختلال عقیدہ خلق ہوں جو تھے یہ کہ عدالت اور داد دہی مردم اس درجہ ہتھسار کرے کہ ظلم و تعدی کا آثار اسکے حاکم محروسین نہ ہے سمیت پایدار می بعدل و داد و بدوین ظلم و شاہی جریع و بادبود و پس تم میرے فرزند ام جگہ گوشہ ہوتین چاہو کہ اگر تم عاجزون پر کسی نہج کا ظلم اور تعدی روا رکھو گے میں سزا کھنکی نصیحت دینگا اور حقیقت کہ بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن برسر تاب

دریایا پیل یا خلیج یا خلاب کے پہونچتا اس مقام میں توقف کرتا اور امرا اور ارکان دولت کو مقرر کرتا کہ لکڑیاں ہاتھ میں لیکر ہتھام کر کے
بٹھتے اور اول مریضوں اور ضعیفوں اور عورات اور اطفال اور چار یا پون لاکھ کو بے مزاحمت آقا کے ہتھام خوفناک سے یا گاتار
بٹھتے اسکے بعد اپنے تمام دو اب یعنی خیل اور اسپا و شتر وغیرہ کو پار گاتار تے تھے اور آپ سے منگاموں میں چند روز توقف کرتا تھا
تو خلافت آسانی اور آرام سے عبور کرے سلطان نریث الدین بلبن اپنی خانی کے زمانہ میں بخوشی اور خوشنوی کی آراستگی اور امرا و ملوک
کی ممانعتی اور رفتار بازی اور زراعتی مجلس کے تیار کرنے میں رغبت تمام رکھتا تھا اور چھٹا اسکی مجلس میں صاحبان شیریں سخن اور سطر بان
خوش دوا حاضر رہتے تھے لیکن تخت سلطنت پر تلن چوتھیکے بعد ان اعمال کے گرد نہ پھرا اور نام نہاں کا سلطنت سے تلبو کیا
اور صیغہ اور نوافل اور قیام شب اور موطئت جماعت اور ناز اشراف اور چاشت اور مہتی میں مشغول ہوتا اور ہر وقت باوجود رہتا اور
علما و صلحا کے بے حضور ہاتھ طعام میں لیجاتا اور کھا مہتنا دل کرتے وقت علما سے سائل شرعی تحقیق کرنا اور امرا اور نزر گن کے مکانوں پر
جانا اور نماز جمعہ کے بعد مشایخ اور علما کے مکان پر شل شیخ برہان الدین بلبنی اور مولانا سراج الدین سجوی اور مولانا نجم الدین دمشقی
جاننا اور بہت سی تعظیم کرتا اور زیارت قبر تکلی کرتا اور اکابر کے جنازہ پر حاضر ہوتا اور تعزیت کر جاتا اور نصیحت کے فرزندوں اور عزیزوں
کو خلعت عنایت فرماتا وظیفہ میثاکم کے وارثوں پر مقرر اور بحال رکھتا اور گریہ کرتا اور باوجود چشمات اور دہبہ کے اگر سواری کو وقت
خبر پانا کفلاں مقام میں مجلس عظمیٰ کی وقت خواہ زمین سے اتر کر مجلس میں شریک ہوتا اور نہ کہ سکر و قافم کی خوشی اور انجاء ہست
کر جتنا بعد علم آراستہ و زخولت کیم پوئیدی بہ بنا زو نیا کو شیدی بہ روی بر میگے مل چو دیگ بچش بدل سخن گستر زبان
خاموش جانا بدیدی دش بدیدہ رازہ دیدریمای این نشیب فراز کہ کتے میں کوئی غنچکاراں قدیم سے جو اسکیم مجلس خاص تھے اسے
کسی وقت بیکار اور بے موزہ نہ دیکھتے اور کبھی مجلس میں تعظیم کر نہ ہوتا اور کتنا تھا بقدر رعیت سعادت و فائز و تکلیف بادشاہ سے
خلاق کے دل میں گناہیو استقداریات سے نہیں روئیدہ ہوتا ہی اور بادشاہ میں ہمیت کا ہوتا رعایا کی سرکشی اور طغیان کا سبب
ہوتا ہی اگر بادشاہ ایسا کرے مدت تک تحت پر رہتا ہی اور جو نہیں کتابت عرصہ گزرے کہ نقصان اور تخریل واقع ہوا وقتہ و
فساد ظہور میں آوین اور عدالت کے قواعد محض اور ظلم اور تعدی کے درد از منہ مفتوح چون اور باوصفان تمام اعمال اور
افعال حسہ کے قہر اور سیاست میں اہل طغیان کا فرد مسلمان سے ہرگز جوابدہ کرتا اور قتل کرنے اور زو و کوب اور گرفتاری میں
بظاہر صلاح ملک داری شروع نہا ہیچہر شروع چون زمین کی نہ کرتا جیسا کہ بہت سی اولاد کسی کو سلطان اپنی سلطنت کی عود
جانتا تھا سکر اور علامتہ نقل کیا اور اکثر ایسا بھی واقعہ ہوا کہ ملک کی ہنری کیواسطے ایک باغی کے سبب ایک لشکر اور ایک شہر کو
خاک سیاہ کیا مصرع یارامین دارود آن نیز ہم اس سبب کوئی شخص اس کے جادۃ اطاعت سے قدم باہر نہ کھاتا تھا اور ضوابط
سلطنت اور قوانین مملکت نے جو سلطان شمس الدین ایش کے فرزندوں کے عہد میں محض اور مدرس چوتھے تھے اسے نہ مانگی اور
استحکام قبول کیا اور غیاث الدین بلبن شکار دوست بہت تھا اس سبب سے اسکے عہد میں شہر شکار بہت صحیح چاہے دعوت تھے اور
باوجود مصالح چانداری کے اکثر روز شکار کو جاتا تھا اور زمستان کو غنیمت جان کر اس فصل کی آرزو کرتا تھا اور دہی کے اہل لاف کی
بیس کو س تک شکار کے واسطے محافل فرماتا تھا اور آخر شب کو لعل محل سے سوار ہوتا تھا ثالث شب بگر باہر رہتا اور ہمیشہ
نیکازین باری ہار سوار اور اسقندر پیادے تیر انداز ہر راہ رہتے تھے اور غور کی انکی سکار سے پہونچتی تھی جب شکار دانی کی
خبر ملا کو خان کو بعد ازین پہونچی بولا غیاث الدین بلبن بادشاہ بختہ اور صاحب تجربہ بہ نظر اہل شکار کو جاتا ہی اور باطن میں سواری کی ورزش
فرماتا ہی اور لشکر اپنا ہمارہ رکھتا و سلطان نے یہ بات سکر ملا کو خان کی ہم و کیا ست کی ترفیع کی اور فرمایا قایم مملکت داری اور

سے جمع ہوئی کہنے پر بڑے اساتذہ جمعیہ مولانا درویش علی صاحب مدظلہ جمع اساتذہ

ہما نداری کے شخص جانتا ہے کہ چند ملک یمن میں کتنے ہیں جب اس کی سلطنت میں استقلال کمال پہنچا چنانچہ امرائے مروجہ کیا کہ قوت
 اور قدرت بادشاہ زمان کی بدرجہ اعلیٰ ہو مالک بکرات اور مالوہ اور وہ بلاد ہندو شاہ طلب الدین ایک لاکھ و سولہ
 ہجرت لاکھ تیس کے عہد میں آئے تھے چنانچہ چھوڑنا منہ اور انہیں بادشاہ نے جواب دیا کہ اس وقت مخلوق کی جماعت بلاد اسلام
 پر مستلک ہوئی ہے اور اکثر مالک ہند پر تاخت لائے ہیں دہلی سے ہندوت کرنا اور دیگر ولایت دور دست میں جانا مشرط ہوشیاری
 اور دور اندیشی سے بعید ہے بلکہ اپنا مالک سٹکھا اور اس میں رکھنا ہند اور انسب ہے نہ کہ دور کے ملک میں شمول ہونا اور ولایت قدیم کو ناقص
 رکھنا اور سال ۷۷۰ھ چھ سو چوہینچھ سو چھی میں جب سلطان نے تخت چلوں فرمایا محمد تارا خان بن سلطان نے جو ناصر الدین محمود کے
 عہد میں اس قدر طاعت رکھتا تھا ترستھ قبل سو دیگر خوف و ہراس کے لکھتی تھے بھیجے بادشاہ نے اسے خال نیک سمجھا اور لوگوں نے حکم فرمایا
 کے موافق شہر آئین بند کیا اور جایا تجھے آویزان کر کے شاد ہو گئے اور سلطان غیاث الدین بلبن نے نہایت ذوق و شوق سے ناصر دین جیو تو
 پر جو بدادوں کے دروازہ کے باہر واقع ہو یا ر عام دیا اور امراد ملوک اور عہد و رو کا کمرے حاضر ہو کر نذرین پیشکشیں گزاراں جن جملہ تارے
 شاہی اور انعام سلطانی سے سرفراز ہوئے اور اس کام سے تارا خان کو مطیع اور فرمانبردار کر کے امرائے کبار کی تسکین میں نظم کیا کہتے
 ہیں کہ فرزند ان سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں میواتی کی ایک جماعت نے جنگلہ سے ایندھ کے سبب تھ غارت و تاراج میں دراز کر کے
 رہتی اور کیتی اختیار کی تھی اور رات کو شہر دہلی کے اندر آ کر سیند لگا کر مال و عمارت کا لچا تے تھے اور حوالی شہر کے مکانات بھی تہر و قلعہ سے
 غارت کرتے تھے سو دھڑکوں کو بحال تردد نہ تھی اور بار بار حوض خمی کے سفوف اور کتیزان اکبش کو زحمت پہنچاتے تھے اور شہر کے لوگ
 دروازے کے خوف سے عصر کو وقت بند کرتے تھے اور کیکو عصر کی نماز کے بعد زیارت بزرگوں کے مقام پر کی میسر نہ ہوتی تھی اس واسطے سلطان نے
 انکا دفع کرنا اور کامیاب مقدم رکھنا چنانچہ جلوس کے آخر سال میں اس طرف عثمان عزیمت معطوف فرمائی اور ایک لاکھ مردم سے ہمراہ شہر
 کو حلف تیغ خون آشام کر کے بازار سیاست گرم کیا اور جنگلوں کو قطع اور صاف کر کے حکم زرعیت اور کاشتکاری کا نافرما فرمایا اور
 چند مقام پر پٹھانے بٹھائے اور سرداران بزرگ اور حکام تجربہ کار اور خدا ترس مقرر کر کے سعادت و قبال سعادت فرمائی اور دوسرا
 برس بیت مغرب و ن اور سرکشوں کے قلعہ پر جو در بیان دو آب کے تھے اور پانی کرتے تھے مقرر کی اور وہ ولایت مردم زبردست کے سپرد
 فرمائی تاکہ کو زعم قتل بچا لاکر ہلاکی انکی ذاتوں سے بر لادین اسکے بعد سلطان نے دہلی کو کھنسل اور پٹیا لے اور بھوج پر کپڑاں کہ جاسے پناہ
 چورون اور سترون کی تھی افوج ظفر موایج ہر ام لیکر سواری فرمائی اس پر ایک مرتبہ کئی ہزار مغربین کو قتل اور انکی اولاد اور تیغ
 کو اسیر کر کے ہندوستان کا راستہ جو اہل ہند کی اصطلاح میں جو پورا اور بہار اور بنگالہ ہوا اور رین فون کی غرضی احوال سے مسدود ہو
 گیا تھا مفتوح کیا اور کھنسل اور پٹیا لے اور بھوج پور میں قلعے اور مسجد بن تعمیر کروائیں اور تینوں قلعے انفالون کو جاگیر دیے اور
 جلالی تیار کر کے مسلمانوں کے سپرد فرمایا اور در السلطنت میں مراجعت کی اور انکی عرصہ میں فتنہ کیتی کی خبر عالم بدادوں اور مردوں
 کی زبانی عرض عالی میں پہنچی سلطان نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا حلاق کو یہ گمان ہوا کہ وہ پایہ کی طرف جاوے گا لیکن تنگ
 سرا پردہ سرخ برآمد ہوا تھا کہ سلطان پانچزار سوار ہزار سے ایلغار گیا اور وہ شب میں دیر باے گنگ سے عبور کر کے ولایت
 کیتھ میں آیا اور عورتوں اور بکوں کے سوا سے حکم قتل عام جاری کر کے کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور اس ولایت کو ہمراہ شہر کی دھڑ
 سے ایسا پاک کیا کہ بدادوں اور مرد و ہمہ اور کھنسل کے اس جماعت کی شہر سے نجات پائی حتی کہ عہد جلالی تاکہ کیتھ میں کوئی
 نام ایک فساد کا نہ سنتا تھا پھر سلطان مظفر اور مہم جو کو دہلی میں آئل ہوا اور اس کے چند روز کے بعد عثمان عزیمت پایہ
 جو دکی طاعت منعطف فرمائی اور دوسرے تاک و مان کے باشندوں کے قلع اور استیصال میں نہایت جدوجہد چلوں میں پہنچائی

اور اس قدر گھوڑے سپاہ اسلام کے ہاتھ آئے کہ قیمت بہت خوب کی تیس اور چالیس تک نقرہ سے بڑا ہتھیار تھی جب قتل اور غارت
اور تاراج اس پہاڑ کے رہنے والوں سے خارج ہوا فتح و نصرت سے قرین ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور فائدہ ایسا ہوا تھا
کہ جس وقت سلطان غیاث الدین بلبن کسی لشکر سے معاہدت کرتا تھا صدیوار اور اکابر شہر کے دو تین تیرے آگے پیشوا کی کو جاتے
اور شہر میں قہر اور بیزاری کر کے شادی کرتے تھے اور جو کچھ شمار اور خیر ہوتا تھا سب نقد و جنس اطراف لاییت میں بھیجا دیا اور اس قدر
پرست کرتے تھے اور چند روز کے بعد لاہور کی طرف کوچ کر کے دہلی کے قلعہ کو بھی کراد لائے کسی کے عہد میں خراب کیا تھا سرسبز سے تعمیر فرمایا
اور لاہور کے اطراف کو جو سپاہ مثل کے صدر سے دیران ہوا تھا آباد کر کے دہلی کے دارالملک میں آیا اس دربار میں مقربوں نے
گزارش کی کہ ایک جماعت کثیر لشکر بیان عہد شمس سے پیرو فرقت ہو کر جنگ و نزو و ساری سے باز رہے ہیں حلوں کو کچھ بیکار لشکر میں
حاضر نہیں جو تھے میں سلطان نے فرمایا جو لوگ پسند پیرانہ سالی کے خدمت سے متعز ہیں سپاہ گری سے معاف رکھ کر تین تین گروہ و مویش
کیبو اسطے مقرر کرو اور زیادتی کو باز یافت کریں اس سبب سے ایک مصیبت لشکر میں ظاہر ہوئی تھوڑے روز میں عزیزی ذی عزت مع
مختف ملک فخر الدین کو توالی کے مکان پر لگے اور ہارے ہارے کے نعرے مار کر رونے لگے اور بولے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ بڑھاپے میں اس بلا کا
سامنا ہو گا اور ہم ایسے دن میں گرفتار ہو گئے ورنہ ہم جو انی میں ایسے کام میں مشغول ہوتے کہ بڑھاپے میں کام آتا ملک فخر الدین کو توالی نے
آٹھ گنا تحفہ دیا اور کہا اگر میں تھے رشوت لوٹکا میرے کلام کا اثر جاتا رہتا پھر مسائل اور شکر ہو کر دیوان عام میں گیا اور اپنے مقام پر دوبار
کھڑا ہوا سلطان غیاث الدین نے اس بار مال اس کے چہرہ سے مشاہدہ فرمائے سبب اسکا استغفار فرمایا اسے عرض کی میں نے سنا ہو کر دیوان
عرض میں پڑھوں کہ بڑوں کرتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ جو قیامت میں بھی پہنچے ضعیف مرد و دیوان عام میں گیا اور اپنے مقام پر دوبار
اسکا مقصد سمجھ کر متنبہ ہوا اور لشکر گدڑ شک صدق چشم سے گرنے لگا اور زار و قطار رو کر فرمایا کہ بسکی تنخواہ پرستو بابت مقرر
اور تغیر متبدل رہیں راہ پناہ ہے بیت قرب سلطان مبارک آنکس است نہ کہ کن کار متندان بہت ہے اور جو تھے برس جلوس
میں خان معظم شیر خان خواجہ تاش نے جو سلطان غیاث الدین بلبن کا چچا بھائی تھا اور سلطان ناصر الدین محمود کے عہد سے اس وقت
تک حکومت لاہور و ملتان و بقیہ سرسند و ویسا پور و تمام جاگیریں جوغل کے قبضہ میں تھیں رطنتا غضا فات پائی اور بعضے کہتے
ہیں کہ سلطان نے فیصلع میں گھوڑہر دیا اور بھینر میں ایک مقبرہ عالی جو اپنے واسطے تیار کیا تھا مدفن ہوا اور سلطان غیاث الدین
بلبن نے نام سہارن پور خان کو کہ وہ بھی بندگان چلگانی سے تھا حوالہ کیا اور دوسری ولایت اور دیون کے سپرد فرمائی اور جو
مغل شیر خان کے ایام حکومت میں ہندوستان کے گرد پھر سکتے تھے پھر سرحدوں میں مزاحمت ہو جانے لگے سلطان غیاث الدین
بلبن لا علاج ہو کر اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کو کہ تاؤن الملک اسکا خطاب تھا اور ساتھ خان شہید کے شہرت رکھتا تھا پناہ لیجیہ
کر کے چتر اور دور باش اور باقی ہوازم شاہ سی عنایت فرمائے اور ملتان اور سند اور دیپا پور اور لاہور کو مع جمیع توابع اور مضافات
اسے مفوض فرمائے اور ایک جماعت عطا یا استعداد تمام اسکے ہمراہ کر کے ملتان کی طرف روانہ کیا اور تاریخ فروری شاہی میں
نار کوہر کر بند گان شمس کی نہانی اور ملی میں پہنچے تھے اس میں سے بعضوں نے اپنے فرزندوں کا نام چھپا رکھا اور وہ اپنے آبا اور بابر
مہربان کی تربیت کی برکت سے قابل اور صاحب حیثیت برائے اور ہر ایک ساتھ ایک صفت صفات حسنہ سے زمانے میں
مشہور اور معروف اوسے اور اپنا نظیر اور عدیل نہ رکھتے تھے ان میں سے ایک ایک محمد کشلیخان تیر اندازی اور نیزہ بازی
اور شجاعت و دلائی و صفت شکنی میں اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور بادشاہ و بندگان مغل اسکے حالات اپنے دل میں لاکر رعب اور اہل
اشکی حضور ہی کے تھے اور دوسرے علاء الدین محمد بن اعز الدین کشلیخان جو سلطان غیاث الدین بلبن کا بھتیجا تھا

مجلس آرائی اور نبل و احسان میں حاتم کی طرح تمام آفاق میں مشہور ہوا اور ہر شام دروم و بغداد و عراق و خراسان ترکستان وغیرہ سے مردم چل اور شاعر کی بخشش کی امید میں ہندوستان آئے تھے اور ہر ایک خوان احسان اس کے لیے خوردہ اٹھا کر فائز المرام ہو کر اپنے وطن کی طرف مراجعت کرتا تھا اور ان کی گزراہات کی نسبت صبا کے رواج شہر شہر اور ملک ملک پہنچے کتنے ہیں سلطان غیاث الدین بلبن نے اس کی قابلیت اور اہلیت دریافت کر کے اس کے ہاتھ مضرب سے رجوع فرمایا اور بارک کر کے چکان ذرا بر خطاب خان عظیم الشلیخان و قطاع کو لے کر مرزا فرمایا اور خواجہ شمس الدین لدیخواجہ معین الدین نیم خاص ملک قطب الدین حسن غوری نے چند شمار علماء الدین محمد بن عمر الدین کشلیخان کی مح میں لکھ کر اور تعلیق لکھ کر اور منتقل اور زرافشان کے مطربان دہ گاہ بلبنی کے حوالہ کیں تاکہ شرف نوری میں کہ جسے غوثین اور ملوک حاضر ہوتے ہیں طبعین مطربوں نے اس کے کہنے کے موافق عمل کر کے اس غزل کو مجلس سلطان خانی میں گایا ایک بیت آہیں سے یہ ہے بیت علماء الدین الفی قتلغ معظم بود بار یک شلیخان عظم علماء الدین کشلیخان اس مجلس میں حاضر تھا اپنی مح مطربوں کی زبانی سنکر پوچھا کہ اس نظم کون ہے عرض کی کہ خواجہ شمس الدین ہے جواب اپنی منزل اور مقام میں یا خواجہ شمس الدین کو بلا کر تمام حساب مجلس نوری جو پکارت تمام اہل بیت پذیر تھا اسے عنایت فرمایا اور گویوں کو دس ہزار تنگہ انعام فرمائے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں بار بار پانچا اور خزانہ اور حساب محل کو لاکر متاع دنیوی سے ایک پیرہن کے سوا کچھ باقی نہ رکھا اور محمد تاراخان سپہ سالار خان ہمت و شجاعت و پاکدہی میں مشہور و جہان ہوا اور کھڑکی میں چند وقت خطبہ اپنے نام پڑھا اور دیگر شاہزادہ عالم و عالمیان محمد سلطان خان شہید کا اپنے باپ کے درویر و سلطان غیاث الدین بلبن کے اور فرزندوں سے عزیز تر تھا اس کا نام اخلاقی اور محاسن و اوصاف کے اوصاف رکھتا تھا اور ہتھکڑیاں بصر صفا خوب جو بادشاہ تارک و گورنر اور ہر حق سجادہ عالمی نے اسے کرامت فرمائے تھے اور فضیلت اور دانش اور ہنرمندی میں پیش اور عدیل نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنی مجلس بہایوں خاصان حوادث قریب اور مشاعران فرات آہیں سے آراستہ کر کے سب کے حق میں انواع اعطاف اور اقسام الطاف مصروف رکھتا تھا اور زمانہ اس کے وجود فائز الجود سے بہار بہار اور چمن چمن سیم بھلا اور زرخیز باجیب دوا میں بھتا امیر خسرو اور خواجہ حسن با پنج برس ملتان میں اس کے ملازم رہے اور اس کے مصاحبین کی سلک میں تنظیم رکھتے تھے اور عزت الکی اور ندیموں سے زیادہ تر رکھتا اور نظم و نثر سے انکے خوش ہوتا اور ایسا مہذب اور مہذب تھا کہ مجلس فرما نہ ہی میں اگر تمام دن اور رات مجلس کرتا تو نہ بے جا بلند نہ کرتا اور سو گند اسکی لفظ حق کے سوا نہ بھتی اور مجلس شہرب اور اوقات غفلت موتی میں حروف تاملہ لکھ سکتی زبان پر جاری ہوتی بیت ادب بزرگ کند مرد و را تو شاہد طبع بجللیہ ادب آراے نایزک شوی اور مجلس بنیف میں اسکی شاہنامہ و دیوان خاقانی اور الفوری اور حمزہ مولوی نظامی اور اشعار امیر خسرو پڑھتے تھے اور ارباب فہم و دانش اسکی شرفی کے مقرر تھے ہر خسرو سے منقول ہر کرمین نے جدیت طبع اور دریافت معنی دقیق اور سخن شناسی اور یادداشت اشعار شہد میں اور تباخیرین میں کسی کو شمل محمد سلطان کے کم و کچھ ہر ایک بیاض رکھتا تھا کہ تخمیناً بیس ہزار بیت سلیقہ عالی تہ بنفہ میں سے ہوتا کہ کے بخط خوب لکھے تھے امیر خسرو اور خواجہ حسن ان اشعار پسندیدہ سے محفوظ ظاہر ہے اور اسکی شرفی اور اور اہل بلند پر مداح اور شنا خوان جو سے اور اسکی شہادت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے وہ بیاض امیر علی جامد ار کو عنایت فرمائی اس کے بعد امیر خسرو کو بہو بچی اور تمام صاحب طبعان نے اس بیاض کو دیکھ کر اشعار منتخب اس کے اپنی بیاضوں میں تحریر فرمائے اور شاہزادہ نوجوان کے فوت سے تاسف کرتے تھے اور اس وقت کہ محمد سلطان ملتان میں اقامت رکھتا تھا شیخ عثمان زمذی جو بزرگان وقت سے تھا وارد ہوا شاہزادہ نے تو واضح بافراط کر کے نذر اور ہدیہ گھڑا نا اور سچی بہت کی کہ ملتان میں اس کے واسطے ایک خانقاہ

نیا کرے اور قریب وقت فرماوے شیخ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کر منزل مقصود کی طرف رہی ملائیک اور شیخ عثمان اور شیخ
 صدر الدین ابن شیخ بہار الدین زکریا شاہزادہ کی مجلس میں تشریف رکھتے تھے اشعار عربی انکے سماعت کے تمام درویش جو اس مجمع
 میں شریک تھے وجد میں آکر قہقہے کرتے لگے اور شاہزادہ محمد سلطان خان شہید روبرو انکے بہت بہتہ ایسا دہ ہو کر زار نہاؤ تھا
 اور جو جیانا کوئی شخص اسکی مجلس میں کوئی شعر شراے متقدمین سے پڑھتا کشتال و عطا و صیحت کے ہوتا مصلح و نیوی کو تک
 کر کے گوش یا دوز پر کرتا اور دلیل اسکی مغرور دانش اور بنش پرہی کافی ہو کہ جن دنوں خط ملتان کو اپنے قہم کی برکات سے
 رشتہ گلستان ارم کیا تھا وہ مرتبہ اپنے مقبول کو مع تحف و احوال افراد ان شیراز میں شیخ مصلح الدین سعدی کے پاس بھیجا کہ اس قوم
 سینہ مذکورم کی فرمائی اور چاہا کہ ملتان میں انکے واسطے ایک خانقاہ تیار کرے اور قریب وقت فرماوے جو کہ شیخ پیر ناتوان ہوا تھا
 دو دن مرتبہ عند خواہ ہوا اور ہر بار سفید یعنی ریاض بنے شہر کی غزلیات وغیرہ اپنے خط سے اسکے واسطے بھیجا کہ میسر ہو کی سعادت کا
 ضمیمہ کیا شاہزادہ محمد سلطان خان شہید ہر سال ملتان سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں آتا اور تحفہ ہدایہ گزرا کر چند روز کے بعد
 کرتا اور ان سنوات میں سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے چوتھے فرزند بوز خان کو جو ناصر الدین خلطاب کھتا تھا سامانہ اور سام
 میں انکی جاگیر مقرر کر کے اس طرف روانہ کیا اور چند نصیحتیں بھی ارشاد فرمائی تھیں وہ یہ ہیں کہ وہاں جاتے ہی اپنے لشکر کی ہم کامو جہ
 اضافہ کرے اور جب قدر کے لشکر جدید درکار ہو گاہ رکھے اور فعل کے آنے سے خبردار اور ہوشیار رہے اور دور ملک کی برکت میں
 دانا بان مجرم سے مشورہ کرے اور جو کسی امر کی پرداخت میں کسی طور کا اشکال اور اضطراب ظہور میں آوے حقیقت اسکی تجھے خدا
 کرے پھر جو امر ناقذ ہووے عمل میں ملاوے اور جو نوشی سے منع کر کے فرمایا اگر آئندہ شراخے اری کر گیا میں تجھے اس جاگیر سے
 معزول کر دگا اور دوسری جاگیر اسکے عوض میں عہدہ نگار اور میری نظر میں ہمیشہ خواہ اور دلیل مہرگا بوز خان نے اپنے والد ماجد کے
 گوش درویش میں جگہ دیکر نیک چلنی اور راست روی کو اپنا شعار کر کے ملا یعنی کیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو مل ہندوستان میں آوے
 محمد سلطان ملتان سے اور بوز خان سامانہ اور ملک یا ربگ برلاس دہلی سے تمام اتفاق کر کے آب سیاہ تک کہ ہر وقت قصہ سلطان پندور
 اسکے قریب واقع ہوا جاوین اور مل کا شرف و فتح کر کے مع الخیر مراجعت کریں پھر اسکے بعد کہ مہات ملکیت نے انتقامت قبول کی
 اور کام حسینہ خواہ انجام ہوئے قصہ طغرل جو غلامان ترک سلطان غیاث الدین بلبن سے تھا اور حکومت لکھنؤ کی رکھتا تھا
 واقع ہو فصل حال اسکا کہ ہر کہ قصہ چھ سو اٹھتر ہجری میں طغرل کے سخاوت اور شجاعت اور ہمتی و جلال کی مہات نصات
 رکھتا تھا لکھنؤ کی سے دباغ نگر کی طرف فوج کش ہوا اور وہاں کے راجہ کو ہر محبت بیکر فعل اور مال افزا یا جو کہ سلطان صنفی سے
 ناتوان ہو گیا تھا اور اسکے فرزند بیکلون کے متغایہ میں مشغول تھے سلطنت لکھنؤ کی کے خیال میں پڑا ان فیلیون اور غنائم
 سے سلطان کے واسطے حصہ بھیجا اسی عرصہ میں سلطان دہلی میں بیمار ہوا اور قریب ایک مہینے کے محضر سے برآمد ہوا اور ارحیف
 کے سبب اسکی خبر فوت ملکیت میں منتشر ہوئی طغرل ایک مرتبہ پست سے برآیا اور جمعیت کثیر ہم پید چائی اور اپنا خطاب
 سلطان خیر الدین رکھ کر چتر سرخ سر پر رکھ کر اس ملک کا خطاب اپنے نام پڑھوایا اور اس عرصہ میں فرامین بادشاہی شعل شفا و صحت
 مزاج اقدس پہنچے طغرل نے حکم الشروع ملزم اپنے کیے ہوئے سے پیشان ہو کر مخالفت میں صہر کر گیا اور سلطان غیاث الدین نے
 اس پر مطلع ہو کر ملک لکھنؤ میں اسے دراز کر کے خطاب امین خان رکھنا تھا اور حکم اودھ تھا لشکر کا سپہ سالار کیا اور صاحب لکھنؤ کی
 کے مع امرا سے دیگر مثل ترخان ہسی اور ملک تاج الدین خان اور جمال الدین قندھاری کو طغرل کی سزا دی کے واسطے
 روانہ کیا جب ملک امین خان مع لشکر ہراہی بسرو سے گذر کر لکھنؤ کی کی طرف روانہ ہوا اور طغرل کے مقابل آیا اور سپاہ میں نے

۱۰۰
 تاریخ فرشتہ اردو

۱۰۱
 تاریخ فرشتہ اردو

۱۰۲
 تاریخ فرشتہ اردو

طغرل کی درافتائی سے امین خان کی ترک رفاقت کر کے طغرل سے جاملے اور اس کی رعایت و نسیتمول پر چکر چاٹ کر رہی پرکھا دے ہوئے
اس سے طغرل نے امین خان کو محاریر کے بعد منہزم کیا سلطان اس خبر خوشی کے سنے سے پریشان ہوا اور اپنا ہاتھ دانتوں
کاٹا اور امین خان کو در دولت پر لاکر بھائی دلائی اور ملک نرسی ترک کو مع شکریا طغرل کے دفع کیا اسے تعین فرمایا اور طغرل اس
لشکر کو بھی شکست دیکر غنیمت و افزائے قصبہ میں لایا اسیت پر نیروے تہال آن شیرست : دوبارہ سپاہ عدو شکست : سلطان
یہ خبر کلفت اثر نہ کر نہایت مخزون اور مغوم ہوا اور بہت عالی اور عزم ملوکانہ سے خود چلنے پر تیار ہوا اور حکم دیا کہ بہت سی کشتیاں چون
اور گنگ میں موجود ہیں اور خود بہر شکار سنام اور سمانہ کیطرت باہر کیا ملک راج پسر جاوہر کو سمانہ کی نیابت سپر فرمائی اور بغراخان
کو مع حمہ لیا اور سمانہ سے پلٹ کر یو آئے در میان آیا اور ملک فخر الدین کو نال کو نیابت دہلی میں چھوڑا اور گنگ سے عبور کیا اور سبب
ہیں مان کے کرکھتا تھا برسات کا بھی ملاحظہ نہ کیا ساتھ کوچ متواتر کے لکھنؤ کی کیطرت نہقت فرمائی جو سلطان کو کثرت باران
عدوت راہ کے سبب تفت ہوا طغرل نے فرصت پا کر اپنے لشکر کو مستعد کیا اور مع مال اسیال جمعیت لیکر حاج نگر کیطرت اس صوبہ
راہی ہوا کہ اسے تصرف میں لاکر چند عرصہ دیاں قیام کرے اور جسدم سلطان ملی کو معاودت فرمائے پھر لکھنؤ میں آوے
لیکن جس وقت سلطان لکھنؤ میں داخل ہوا چند روز توقف کر کے سالار حسام الدین دہلی وریا گیا برلاس کو جو قزاق تارخ فیروزشا
کا جی تھا لکھنؤ کی جانب کیا اسے مقرر کر کے خود طغرل خان کے تعاقب میں حاج نگر کی سمت روان ہوا اور جس وقت رسام کے حدود میں پہنچا
بھونج راے جو دہاکا ضابط تھا سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر براخواری کے ملک میں منتظم ہوا اور عزم و اتق کیا کہ جو طغرل دریا کیطرت
بھاگنے کا ارادہ کر گیا میں سے دریا سے عبور نہ کرنے دوں گا پھر سلطان اسماعیل استیجاں ہائے عبور کر کے جب چند منزل گیا طغرل کی چوٹی پہنچی
کوئی شخص اسکا پتا نہ دیتا تھا اس واسطے سلطان نے لکھنؤ برلاس کو فرمایا کہ تو سات ہزار سوار جبار اور منتخب سپاہیکر دس ماہہ کوں گے
جانب ہر چند ترک حکم کے موافق آگے جاتے تھے اور طغرل کی جستجو کرنے تھے مگر نشان و اثر نہ دیکھ پاتے تھے ایک روز مقدسہ شکر ملک محمد شیراز کا
کول اور اسکا بھائی ملک تقدیر کے ساتھ طغرل کشتی کے آستار پائتیں چالیدیں اسے بطریق زبان گیری آگے جاتے تھے ناگہا چند بقال
صحرایں نمودار ہوئے انھیں گرفتار کر کے تحقیق راہ اور طغرل کے سرخ بکریاں اسے دھمکایا انھوں نے انکار کیا اب انہیں سے ایک
کی گردن ماری باقی فریاد برلائے اور بولے اگر تمھارا مقصد ملے و سبب ہو جو کچھ چاہے پاس ہو لیکر جان کی مان دو ملک محمد شیراز
نے کہ ہم طغرل کا سر لے جاتے ہیں اس کے سوا ہمیں کچھ غرض نہیں اگر تم اس امر میں مدد ملی دو لیل ہو جان مال سلمان پاؤں نہ جو کچھ
دیکھو گے آپ سے دیکھو گے یہ نہ کر بقال ہر اسان ہوئے اور باتفاق بولے کہ ہم غار طغرل کے اردو میں لینگے تھے اور بالفعل ہم دہا لے
آئے ہیں اور طغرل تک دھے فرسخ سے راہ زیادہ نہیں ہر آج مقام کیا ہو کل کوچ کر کے حاج نگر میں داخل ہو گا ملک محمد شیراز نے لے بقالوں
ساتھ دو سوار سپاہ کر کے یار بیک لاس کے دروہر بھیج کر پیغام دیا کہ حقیقت حال بقالوں سے دریافت کر کے پتہ چل تمام تاخت کر میں
میاو اور طغرل کوچ کر کے ولایت حاج نگر میں کہ ملک بگاسرہ داخل ہوئے اور دہاکے آدمیوں سے انقت کر کے جنگل میں پوشیدہ ہوئے
یہ کہ کھڑو مع سواران ترک ایک پشتہ بلند پر چڑھ کر دیکھا کہ طغرل کی بارگاہ ایستادہ ہو اور اسکا لشکر غفلت تمام سے آرام میں ہو اور
پاؤں گھوڑے چرنے میں مشغول ہیں فرصت غنیمت جان کر اپنے سے آتر طغرل کی بارگاہ کی طرف توجہ ہوا او کوئی نہ یہ گمان کیا کہ یہی طغرل
کے متعلقہ نہیں ہیں جب یہ پہنچے تلواریں بیان سے کھینچ کر شخص دریا آئے را اور خوش خوش میں کر رہے اور اپنا پند کیا کہ یہ دولت
سلطان غیاث الدین بہمن کی یہ طغرل اس خیال سے کہ سلطان اس پر بھاری سیمہ کو طماریت خانہ سے برآمد ہوا اور پہلے زمین پر سوار ہوا اور
حالت خطر سے اپنے بارون میں آیا اور چاہا کہ کپاؤں میں جو لشکر قریب تھا ڈاکر عبور کرے اور پھر ہائے بلخیان نما حاج نگر کیطرت و آتر ہوئے

دہلی پہونچا ملک فخر الدین کو تو دل کو جو غنیمت میں آگئی کار نمایان ظہور میں پہونچائے تھے بہت سرفراز کیا اور وہ قہار آپ جسم مبارک
میں پہونچے تھے آثار گزشتہ کی وراثت انہیں اپنا کیا اور ارباب تحقیق کو بھی خوشدل کر کے علا اور درویشوں کے مکا نوں پر گیا اور خوش
اور نڈور گزرا ملک کی تنظیم میں کوشش کی اور قیدیوں کو جو مال کے مطابق سببے مجبوس تھے رہا کیا اور در بقایا سے رعایا جو قیدی
میں تھے اساتذہ فرمایا اسکے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ دہلی کے بازاروں میں سویلیان نصب کرو اور بقایا سیف پیر لشکر طغرل کو جو دہلی سے
لکھنؤ تھی میں جا کر اسکے شریک ہوئے کچھ انکو داروں پر کھینچو جب یہ خبر شہر میں پہونچی اہل شہر سو اسطے کہ زمین اکثر اسیر کے عزیز
انفار تھے منعم اور خورون چھوٹے اور مصطر حال چوکر گریہ و زاری شروع کی قاضی لشکر کا جو پرہیزگار ان زمانہ سے تھا بادشاہ کے پاس
گیا پہلے کلمات رقت آمیز سے بادشاہ کا دل نرم کی طرح نرم کیا اسکے بعد جماعت گنگکاران کے بارہ میں سفارش کی اور بادشاہ نے مع
قبول سے صفا کر کے قلم عفو کے جرائم پر کھینچا اور پڑا بلیا اسکا سلطان محمد شہید خبر راحت پدرو الا گنگر با تحفہ و نفاس سپاہستان
سے دہلی میں آیا بادشاہ اسکے آنے سے نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا انواع شفقت اور مہربانی ظہور میں پہونچائی اور تین چار مہینے
وقت بیوقت اسپسین کر صحبت اور ملاقات کو غنیمت جانتے تھے اور ایک خط آپس سے جھلنوتے تھے لیکن جب خبر تافت و تاراج
مسلح سیاح میں پہونچی ناچار فراق پر لپیر رکھ کر ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور وداع کی وقت طلب کر کے فرمایا میری تمام
اور املا ملکی اور بادشاہی میں گزری اور مجھے اکثر تجربے حاصل ہوئے اس سے چاہتا ہوں کہ میں تجھے چن بھنائے کہ لازمہ جہاندار ہی
ہم کر دے کہ میرے بعد کیا رہیں دل ہر کہ جب تخت بادشاہی پر مجلس کرے امر جہاندار ہی کو فی الحقیقت خلافت خدا سے عز و جلال
جو اندک اور سیل شہر پہونچے اور اس امر کی عزت کہ نہایت بزرگ ہو ساتھ اور کائنات کے اعمال اور ذل و عاف کے مبدل کرے اور مردم
و ذائل اور لیام کو اس میں شریک پانا کرے فرو سفیہ طرقت راہ رہ بساحت قرب و لیام را انتوان منصب کر بان وادشا
دوسرے یہ کہ قہار سلطوت اپنے کو اپنے محل میں جلا کر اپنے اغراض نفسانی سے پرہیز کرے اور امد کے سوا کوئی کام کرے اور خزانے اور
دھنئے جو عطا سے بزرگ بانی سے ہیں مصیبت حق اور فنا بہت خلق میں صرف فرما دے اور اعدائے دین اور ظلم کو ہر وقت خوا
اور ذلیل کے تیسرے وہ کا خال اعمال سے اور احوال لایت و خال اپنے سے ہر آن باخبر ہے اور انھیں ساتھ حسن افعال اور فضائل
اخلاق کے تحریض فرما دے جو تھے یہ کنصافات معنی اور حکام متدین خلق پر نصیب ہونے نا کر و مع دین اور رزق عدل خلافت کے درمیان
ظاہر اور باہر ہوئے پانچویں یہ کہ خلا اور ملائین کو لازم حشمت اور عظمت بادشاہی کی روٹھیں کر کے کوئی وقت اوقات سے مطاہر
اور سائر لایعنی کی شہنشاہی کرے بیست لوازم حشمت را بجا صیانت کن کہ نہ ل باہر کس کم کند مہابت را چھپے کہ مردم صاحب بہت
نیک اندیش اور شاکر نعمت کو ساتھ اکرام اور انعام کے پیش کرے کہ انکی نگاہ بہت خاطر میں نہ لیت کرے اور مردم صاحب
و خردمند کی تربیت میں کسب و کسب حق اور رواج کا رسم لکنت پر عمل کرے اور قیوم اور خدا ناموسوں سے شرم و خائف رکھے اور اصلاح
ملک اور دین کے دور ہونے اور بیگانہ ہونے اس گروہ کے جانے شہر کو ہر نیک از عقدہ مریدہ آنکہ بدگوہ راست ازو پرہیز کرے
باکسے وفا کند اصل برد خطا خطا کند ساتویں یہ کہ بہت و شہری کہ سپسین لازم و ملزوم میں اور عقلا و حکمائے ان دونوں کو
برادران توام ہے نسبت دیکر فرمایا کہ بہت ایسی بادشاہ کو چاہیے کہ بادشاہ ہوتوں کا ہووے کہ واسطے اگر بہت بادشاہ کی کشت بہت
دوسروں کے جووے در بیان اسکے اور تمام خلقت کے کچھ فرق نہوا اور بادشاہی ساتھ ہے بہت کے مستحق نہوے و سے آٹھویں یہ کہ جس
کسی کو بزرگ کرے تھوڑی لغزش میں جو اس سے صادر ہووے خاک دولت میں نہ ڈالے اور مردم مخلص اور مردانہ خواہ کو بے ضرورت
مصلحت ملکی نہ آزار دے اور دوسروں کو دشمن نہ بناوے بیست ہر سرے را کہ خوب را فرازی ہوتا تو ذنی ز پائید ازسی ہے اور جو تھو

کسی کو حسب ضرورت ملک و دین کے عقوبت کرے جگہ صلح اور ملاپ کی گاہ رکھ اور شرف کی ایذا رسانی میں جلدی نہ کر کہ خرم
یہ جتنی کا جلد القیام نہیں قبول کرتا اور تدارک ہنگامہ شور و غوغا ہو تو یہ توین یہ کہن سخن چین کا ساعت نہ کرے اور راہ انکے آمد و شد کی پٹے
اور مفتوحہ انفرامے اسلئے کہ سلطان حضرت اور خلیفان دولت ہر اس میں ہو دین اور خلیفائے عظیم امور و مملکت میں ظاہر و دین اور
جب تک تو جانے کہ یہ کام براہ مہربانی الازہر سے شروع نہ کر کہ نام چھوڑنا لائق حال شاہوں کے نہ ہویت تانہ کئی جیلے قدم ہنوار ہا
منہ در طلب پہنچ کارہ دسویں وہ کہ ہے مشورہ عقلا کسی کام کی عربیت لغز وے اور جو ہم کہ دوسرے سے ملے خود کی بشارت
سے اجتناب کرے اور ستر حملہ امور و جانیانی کے باخبر ہونے سے نیک و بد خلق کی جانے اور معاملات میں میانہ روی کو کام فرماوے اور
غیر سے تفرغ و برباد ہوتا ہو اور سستی اور ہل گیری سے تفرغ و برباد ہوتا ہو اور تمام وقت اپنی حفاظت میں کوشاں
صلاح عام ہو مبالغہ کر اور درگاہ کو چار و شان اور باسنان مخلص اور معتد سے ملو رکھ اور اپنے بھائی کے حق میں ہر بان رہ اور بات
کسی کی اس کے حق میں نہ دین اور اسے اپنا بازو تصور کر اور جاگیر کے ساتھ اسکی مقور رکھ بھر بادشاہ دین پناہ نے یہ تمام نصائح سمجھ
اپنے فرزند و بلند کے رہبر و یاد فرمائیں اور امارت بادشاہی دیکر اسے ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور سلطان محمد خان شہید نے
وہاں جاتے ہی ایک جماعت کثیر مغل سے جو ہند کی سرحدوں پر تھی تیغ بیدریغ سے اسے مقتول فرمایا اور اپنی مملکت انکے تصرف سے لایا
اور جب تھگ گاہ ایران نے بقدر و ارغون خان بن ایاق خان بن ہلاکو خان کے زبے زینت پائی تیرہ خان کو امرائے عظیم و شان چنگیزی
تھا اور ہرات و قندھار و بلخ و بخارا و غریزین و غور و بامیان و غیر علاقہ اس سے رکھتا تھا واسطے تاخت و تاراج اور انتقام
لےنے خوشنویسان اور ہرقوموں کے سے کسوات سابق میں بہ جنگ محمد سلطان خان شہید کے ہلاک ہوئے تھے میں ہزار سو اربل سے
لاہور اور دیپالپور میں دریا اور اس ملک تاخت و تاراج کر کے ملتان کی طرف متوجہ ہوا سلطان محمد خان نے انکے قریب پہنچنے سے گھری
پائی چاشت کی یہ وقت ملتان سے کوچ کر کے دو پہر کو آپ کو رکھ کر سال کو جو تارح ملتان میں واقع ہو مصاف کیا اسے اختیار کیا اور تیرہ خان
جو دریا کے اطراف دار و دیوار تھا عبور کر کے مہمند اور میرہ اور قلعہ جناح آ رہے کہ جنگ میں شمول ہوا اور عرب شہید کے بعد چند روز
قتل ہوئے اور تیرہ خان منہزم ہوا اور امرائے ہند نے لوازم احتیاط ہتھیار سے دیکر مغرور وں کا بچھا کیا بادشاہ محمد خان شہید اجل رسیدہ نے
جو ناز و تلوار و ان کی تھی تھیل کر کے دریا کے کنارہ ایک کولاب بزرگ پر پائے غازیوں سے وارد ہو کر اواسے صلوات میں شمول ہوا اس
درمیان میں ایک امرائے شمل نے کہ ہمراہ جسکے دو ہزار آدمی کہیں میں تھے وہاں پہنچ کر فرصت غنیمت جانی اور توجہ مقابلہ ہوا
محمد سلطان اپنے یاروں سے سوار ہوا باوصف اسکا کھوڑے اور آدمی خستہ تھے جمالت سے عاجز قتال ہوا اور کئی بار حملہ کر کے بہت
مغلوں سے قتل و لہجہ کیا قریب تھا کہ مظفر اور کامر باب ہو کر ناگاہ ایک تیرہشت قہما سے چھوٹ کر قتل شاہزادہ پرتابا اسکے مرغ روح
نے قفس حسانی سے چھوٹ کر رملائی پائی اور روضہ قدس کی طرف پرواز کر گیا اور غلوں نے اکثر زمین سے آدمی مارے اور سپہ اور ساز و براق
ہنگامہ سپاہ ہند کے اجاع کے خوف سے بھاگ گئے چنانچہ ابیر خسرو اس محرم میں حاضر تھا قتل کے پنجہ رسم میں سیر ہوا ساتھ اسطریق کے جو
خضر خانی اور دیوبندی انی میں مسطور ہو رملائی پائی اور دیوبندی کی طرف روانہ ہوا اور جب خبر شہادت سلطان محمد خان شہید کی بادشاہ
غیاث الدین بلبن کو پہنچی نہایت محزون اور طول چھوڑا اور لباس اتنی پہنا اور چند روز غم و غمت رکھی پھر کھنسر و سپہ سلطان محمد خان شہید
کو کہ جو ان کو خاستہ تھا قائم مقام پر کیا اور چتر و امارت بادشاہی دیکر ملتان کی سمت روانہ فرمایا اور کئی ملتان میں پہنچ کر
سنت پر رکھا پیر ہوا اور انتقامت کر کے لطف و احسان کامر ہم سپاہ اور رعیت کے ختم ہو رکھا اور جسکی حفاظت میں کامیابی
کوشش کی لیکن بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عمر اسکی اتنی سال کی ہوئی تھی اپنے فرزند نو جوان کے غم میں کسے دل درخیز نہ ہوا

اگرچہ ظاہر لوگوں کے دکھانے کو کتنا عقائد میں تنہا رہے تھے تاہم دیکر سلطان محمد خان شہید کے قتل ہونے سے محزون اور دل نین ہونے لگیں۔ ان لوگوں نے ہتھیار چھوڑ کر زار و تار تھا اور آہ و نالہ کھینچ کر زبان حال کرتا تھا نظم و نظم رکھیں بختہ گاہر زندان بد چارہ میں نگر و دباغ زندان بد چارہ اتھین کباب ہاری بد چارہ چون ابغز دشم ہزاری بد چارہ مردہ چراغ عالم افزہ بد چارہ روزم نگر و دشب بدین اور بد چارہ روزم علامت صنعت اور توفانی کی پیش نظر ہوتی تھی اور سپاہ غم و غصہ ملک و وجود کے کو پابال جفا کرتی تھی کبیکو بفرخان کی طلب کے واسطے لکھنؤ کی بھیجا بھی بفرخان استہ میں تھا کہ صنعت بخیر کی بیماری میں حب فرس ہوا اور بفرخان یہ خبر سن کر لعلت تمام دہلی میں پہونچا اور اپنے بڑے بھائی کے مراسم عزیمت بجا لاکر باپ کی تشفی خاطر میں کوشش کی بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے بڑے بھائی کے قرائی نے تجھے رنجور اور صنعت کیا ہے اور دیکھتا ہوں کہ ارنال کا وقت قریب پنجاب سے اس وقت میں تیری جدائی کو میں تیرے سو کوئی وارث نہیں رکھتا مصلحت سے دور ہو تیرا فرزند کی قیاد اور تیرے بھائی کا بیٹا کچھ صغر میں ہیں اور دنیا کے بڑوں سے بگناہ ہیں اگر ملک کے قبضہ میں بڑے غلبہ جوائی اور جوہرستی سے ملکی محافظت سے بری اور نہ ہو سکیں گے اور جو شخص ک تخت دہلی پر بیٹھے تجھے اطاعت کی لازم ہے اور جو تخت دہلی پر تھکن ہووے حاکم لکھنؤ مطیع و فرمانبردار تیرا ہوگا پس تجھے چاہیے کہ تجھے غلبت یعنی جدائی نہ کرے بفرخان اپنے باپ کی اطاعت واجب جان کر خدمت میں حاضر تھا لیکن جس وقت کا ترصحت کا بشرہ بد میں مشاہدہ کیا اگلے مرنے سے مایوس ہوا بادشاہ کے بے اذن شکار کے بہانہ سے مسلسل غلبت لکھنؤ کی کی طرف متوجہ ہو اسی روز دنیا میں اولاد سے زیادہ کوئی دشمن سخت نہیں باپ کے فقر و غنا میں ملکی خدمت یکساں ہو بادشاہ غیاث الدین بلبن کو یہ امر مرگ سلطان محمد خان شہید سے بھی لڑ پشاق اور دشوار گزار اور دگر دانی کی مشرت سے عمل اور شکستہ تر ہوا اور بفرخان بھی لکھنؤ کی نہ پہونچا تھا کہ مرض قدیم نے خود کیا اور کوفتین ہو کہ اس عاومت سے جا بڑی نہیں ہو کچھ اس وقت ملکی کچھ بھری طلب کیو اسطے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ولید مدی اسکے سپرد کی اور در یافت کیا کہ عمر عزیز نہ دیکھ ہو کہ و دایع کرے ملک فخر الدین کو قوال اور وزیر اور قیل کو اپنے روبرو ہلا کر فرمایا کہ میں بفرخان سے سوشہ آزرہ خاطر تھا اور سلطان محمد خان شہید سے راضی اور شا کر تھا اس واسطے کہ سلطان محمد خان شہید زور سے خلاص حلقہ میری اطاعت کا اپنے زنگی ش رکھتا تھا اور میرے حکم سے کبھی بچاؤ نہ کرتا تھا بخلاف بفرخان اکثر اوقات میرے کہنے پر کار بند ہوتا تھا اور جو عمل بھی کرتا تھا میرے ترس و خوف سے خواہش طبیعت اور تمیم یعنی میں اور میں نے واسطے ضرورت اور حفاظت بدی کے اسے لکھنؤ کی سے طلب کے ولید کیا تھا اس سے کہ یہ اندامی طور میں آئی اب میں اسکے عمال سے نہایت رنجیدہ خاطر ہوں چاہیے میرے ولید کچھ کو تخت دہلی پر بیٹھا اور کی قیاد کو کہ بیٹا بفرخان کا ہے لکھنؤ کی میں اسکے باپ کے پاس بھیج دو کو ال اور تمام اعیان سلطنت نے یہ وصیت قبول کی اور صرف ما برداری کا زمین پر رکھا لیکن جب سلطان غیاث الدین بلبن تیسرے دن آخر شہور ۷۵۵ھ چھ سو پچاسی ہجری میں اس جہان پر شور و فتن سے سفری ہوا اور سیکڑا کی اسکے دارالامان میں مدفون ہوا ملک فخر الدین کو قوال نے کہ سلطان محمد خان شہید کے صفائی رکھنا تھا مردم مستبر سے اتفاق کر کے کہا کہ کچھ بہت تند خو ہو اگر اسے تخت بادشاہی پر جلوس میر ہوگا اپنے دست غضب سے بہت کم آدمی زندہ چھوڑے گا سبکی صلاح اور ملک کی فلاح اس میں ہے کہ کی قیاد کو کہ لڑکا نہایت جلیل اور مرد بار ہو اور شاہ کی فیض ملازمت اور ظل عاطفت میں تربیت پا کر بزرگ ہو ہو اسے تخت شاہی چھان تان تاکہ مردم امین رہیں بچاویں کو یہ بشرہ تھی کہ وجود اسکا لاکھ قساو کا باعث ہوگا کچھ کی قیاد کو صاحب تاج و تخت کر کے کچھ کو ملتان روانہ کیا اور محمد سعادت مہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا خیر ال اعصار تھا اس واسطے کہ اسکے عہد میں شایع عظیم الشان جمع ہوئے تھے ایک شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج اور دوسرے شیخ اشرف شاہ شہید الدین ذکر کیا

اور فرزندائے شیخ صدر الدین اور دوسرے شیخ بزاز الدین غزنوی خلیفہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور دوسرے عید می مولک کہ توفیق
 ایزدی سے انکے حالات ملک میان سے تحریر ہو گئے سلطان غیاث الدین بلبن نے بانیس برس بغزوہ قبال خوب ٹیکناجی سے حکومت
 کی پھر سرے خانی سے کوچ کیا اور البقا کی راہ ناپی ذکر سلطان مغزالدین کی قیاد بن ناصر الدین بخرخان بن
 یاوشاہ غیاث الدین بلبن کا حب یاوشاہ غیاث الدین بلبن حجت حق میں وصل ہوا کی قیاد بن ناصر الدین بخرخان
 جو اٹھارہ برس کا تھا اسکو بادشاہ مغزالدین خطاب دیکر سرسلطنت پر جلوہ گر فرمایا اور وہ یاوشاہ فضیلت طبع اور بلاغت نظم
 اور مکارم اخلاقی کے حامل سے آراستہ و حسن یوسفی اور طلعت خورشیدی و در علو نسب میں ہر اسے تھا کہ اسطے کہ ناصر الدین بخرخان
 سلطان بنش الدین تمش کی دختر سے منولہ ہوا اور وہ خود دختر سلطان ناصر الدین محمد بن شمس الدین تمش سے تھا بن ناصر الدین محمود
 جہاں پوری اور غیاث الدین بلبن جہاں پوری ہونا ہو جیسا کہ امیر خسرو نے اسکی مرع میں فرمایا ہو نظم شمس جہاںگیر جہاں پوری در شہ
 شمس جہاںگیر شہ ناصر حق شاہ فرشتہ شہرت بہ خوئے خوش نشو باغ بہشت جہاں سوم شاہ غیاث الاحم بہ حاکم فرمان زعرب
 نا عجم بہ ہر سہ جہاں کعبہ ارکان جوہر کرد و عالم سہ جہاں راجہ ہو اور اپنے جہاں رگوار کی آغوش عطوفت میں پور شہ با سلطان
 نیک سیرت اور مودبان پاک فصاحت ہمیشہ اسپر موکل رہے اور انکے بعض تربیت اور اشرف سے لذات و شہوات نفسانی کے گرد نہ چھڑتا
 تھا اور اوقات عزیمت اسکے کھینے پڑھنے میں صرف ہوتی تھی اور جب قبال یاہو تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر مطلق العنان
 ہوا بمقتضا سے ہوا فی ایسا جامہ ہوا پرستی میں قدم رکھا کہ مباشرت قرعہ ران سین اندام اور مخالفت پرستی پکریا
 مشکین دام کو مادہ حیات سمجھ کر عمر عزیز راہگان کرتا اور طریقوں اور سخاوت اور نشاط انگیزوں اور عیش جوہن کے بازو نے ایسا
 رواج پایا کہ ہر کو چہرین انکے ہی بیک اور ہر گوشہ بام پر ایک مغزخوان اور سر و گو ظاہر ہوا جو کہ بادشاہ نے پیشہ وہ ختیا کر لیا ملک اور
 خواہن بھی عیش و عشرت میں مصروف ہوئے اور شہر کے رئیس اور باشندے کیا عورت کیا مرد کیا بوڑھا کیا جوان باوہ عشرت سے بہت
 ہو کر کوچہ و بازار میں مغزخوان پھرتے تھے اور کیکلم تکلیف میان سے دور ہوئی اور قاضی اور محکمے شہرہ رندان عشرت پسند کا قول
 کیا اور اباب نشاط اور مسخوئے ہنر کی متاع نقد چائیس کی فراوانی سنگراطات و جواہر سے درہلی کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان
 مغزالدین کی قیاد نے کیلو گڑھی میں دریائے جون کے کنارے ایک قصر عالی اور باغ شاہانہ تعمیر کر کے دار السلطنت
 بنا باوراجی مجلس خرم و بان خوشخوار و مصاحیان بزرگوسے ملوکی نظم قصہ گویم کہ ہشتی فراخ نہ رفتہ طوطی در اورا بشاخ بہ طاق
 بلند شہر فلک گشت حفت بہ حال و شد فلک اندر نہفت بہ چون کرہ کرد چمان شد عیان بہ قصہ نمودار ز آب و ان بہ ہجو دو
 سہینہ مقابل زباب بہ آریے و عکس نل اور آب بہ شہ چو دران غل پرین جلیے کرو بہ خرم و خوشدل لبوئے اے کرو بہ سلطان مکارا ایک لفظ
 بے عیش و کامرانی نگذرتا تھا روز و شب لایا میں ہرگز نہ تھا ملک نظام الدین جو اما و اور محتاجا ملک فخر الدین کو تو ان کا تھا سلطان
 کے پاس نہایت تغرب پیدا کر کے کابل مطلق ہوا اور امور شہر بلری و درجہ اندازی کی پردخت اسکے متعلق ہوتی اور ملک قوام الدین علاتہ
 جو بے نظیران زمانہ سے تھا نام نہ کابل ہوا اور جمیع امرا اور مقرران اور لازمان سلطان جس قصر کے حوالی میں مکان تعمیر کر کے یہ بھی
 استیجاب لذات جو بہ انم کرنے تھے اور شراب کی قیمت ایک نے س حصہ زیاد ہوتی اور اس طلب کسی کے ہاتھ نہ آتے تھے اور مسجد میں
 نمازوں سے خالی جو نہیں بیچا نے معورا اور گہا دیوئے اور جب کی قیاد حبشہ شہر کے عیش و طرب اور بخیری ماسکی امور و مازاری سے جاسے
 گذری ملک نظام الدین کہ چوسٹا و شاری کی کہ ہرگز نہ سبوتا سکے حال سے نہ کھتی تھی سر میں پڑی اور سبارہ میں فکرین نہ فیضہ کر کے اپنے دیکھتا تھا
 کہ ناصر الدین بخرخان حکومت کھنونی پر تاق ہوا اور سلطان مغزالدین کی قیاد عین بخیری میں ہر اگر کچھ ہرگز کو خیر ہوا دل سکھایا چاہیے تاکہ

النسب واریہ

اس کے بعد سلطان مغز الدین کی قیادت کو سہل ترین وجہ سے درمیان سے اٹھا کر تاج شاہی سر پر رکھنا ممکن ہو چکا تھا نہایت پرکاری اور
 مسکاری سے سلطان مغز الدین کی قیادت کے لوگ و خوفین سے بنیاد و خصوصیت کی ڈال دی۔ لوگ کے تسلط و پیشیاری و تقرب سے ہر سان
 ہو کر جمیع امور میں اس کی رضا مندی سب ظاہر منظور رکھتے تھے اور ملک نظام الدین انہیں صمیم قلب سے ہنسا ملیع اور فرمانبردار تصور
 کر کے تہذیب و قدیمات و قیغ کیخ و میں شمول ہوا اور تاریخ حاجی محمد خندھاری اور فتوح السلاطین میں کہ عرصائی مابین شاعر نے احوال الدین
 دہلی کا نظم کیا ہو مذکور ہو کہ کیخ و ملتان میں خبر جو جس اپنے چہرے بھائی اور ملک نظام الدین کے قلب و دہش کی عزیمت کی سنکر
 تیمور خان سفل سے جو غزنین میں رہتا تھا رابطہ آشنائی اور دوستی کا درمیان میں لایا اور اس کا طلب ملک و لاد اندیشہ دلی ہو اسطے
 کر کے غزنین کی طرف روانہ ہوا تیمور خان کو جیسا کہ اس نے اپنے دل میں تصور کیا تھا پیش نہ آیا بلکہ اپنے اعزاز و اکرام میں فرق پایا سو چکے
 کیخ و دنگیر ہو اور چند روز کے بعد غزنین سے ہارم مراحبت ہوا اور لمبی سلطان مغز الدین کی قیادت کے پاس بھیجا پیغام دیا کہ مجھے تیری
 اطاعت اور فرمانبرداری سے جا رہے ہیں اور میرے یقین جانتا ہوں کہ تو مجھے نہ فقط شفقت و رحمت میں بدل فرماتا ہو لیکن بعضے
 اہل عقل سے کہ تمام فساد اور عناد میں ہیں اور ہر خطہ خاطر اشرف کو مجھے سخت کرتے ہیں اگر وہ جگے پر مجھے تفویض فرمائیں اور مجھے بھی
 ایک و لیتو، چون سے شمار کریں عالم مروت اور دوست نوازی سے بعد بنو کا سلطان مغز الدین کی قیادت نے در جواب فرمایا کہ میں تجھے یاد دہاتے
 عزیز نہیں رکھتا اگرچہ گذشتہ آئندہ چاہیے کہ کسی سچ کے دغندہ کو اپنے دل میں راہ نیک میرے پاس تو زبان بگو یوں کی کو تاء ہوئے
 اور میں تجھے نہایت تعظیم و تکریم سے ملتان روانہ کروں کیخ و دار الملک ملی میں گیا اور ملک نظام الدین نے جو سوائے خام سے مقام
 استیصال خانوادہ بلبنی میں تھا ابواب مکر و حیلہ کو کہ سلطان مغز الدین کی قیادت کی خاطر نشان کیا کہ کیخ و تیرا شریک ہو اور اوجہ صحت
 بادشاہی اور صفت و لیسہ دی میں راستہ اور فلان فلان اس سے خط و کتابت رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تجھے تخت سے اتار کر اسے
 روز ہر جان داری پر تنگ کریں سلطان مغز الدین کی قیادت نے شراب کے نشہ میں فی الفور یہ بات قبول کر کے کیخ و کے قتل کا حکم صادر کیا اور
 ملک نظام الدین نے اسی وقت اپنے احوال و انصار سے آشنائے راہ یعنی قصہ رہتاک میں کیخ و کو مع جمیع جان نثار اور دو لٹو، چون
 کے شریک شہادت چکھا کر روضہ رضوان کا راہی کیا اور اسی طرح سے خواجہ خلیفہ کو جو وزیر سلطان شہا متہم کر کے گدھے پر
 سوار کر کے مشہر کیا اور غصہ و رعب کی تمام سے شہر بدر کیا اور جماعت بلبنی جن کا اتفاق کیخ و سے منع کیا تھا مقتول کیا
 اور ان کی لاشیں دریا میں ڈالیں اور لوگ کو نظام الدین کا جو خوت متکون ہوا تھا نہایت مضبوط ہوا اور خلافت زیادہ تر
 رجوع ہوئی اور اس وقت لشکر منحل کے لا چور آنے کی خبر پہنچی اور ملک یار بیگ برلاس اور خان جو مان کے ایک دفعہ لشکر کو سفل
 قلعین ہوئے اور اطراف لا چور میں مقابلہ صعب واقع ہوا اکثر نفل قتل ہوئے اور ایک جماعت کو بستیگر کر کے قہرلی میں لائے
 اور ملک نظام الدین پھر جیلے کے درپہ ہوا ایک روز سلطان سے عرض کی کہ امراء نے نفل جو سلطان بلبن کے عہد سلطنت میں
 ہندوستان میں آکر لو کر ہوئے ہیں سب ایک جنس ہیں اور چشم بہت رکھتے ہیں اگر متفق ہو کر تیری نسبت کوئی کر اور جلیغیاں
 کریں علاج دشوار ہووے اور ایسے کلمات مزخرف سے سلطان کو آئیکے قتل پر آمادہ کیا یعنی امراء نے نفل کی قتل کی خصیت حاصل
 کی اور سب کو ایک روز میں دستیاب کر کے تیغ بید ریغ سے اکھا خون بہایا اور خاتمان اکھا برباد کیا اور بعضے لوگ بلبنی کو بھی
 جو امراء نے نفل سے فراہم اور صداقت رکھتے تھے مجبوس کر کے حصار طے دور دست میں بھیجا اور خانوادہ سے قہیم کی خرابی سے
 کچھ اندیشہ نہ کیا اور ملک نظام بیگ امیر لہستان اور ملک ترکی حاکم لا چور کو جو امراء کے کلاں یا دشاہ غیاث الدین بلبن سے تھے
 اپنے مکر و حیلہ ذاتی سے انکو درمیان سے اٹھایا اور سلطان کو آئیکے ایسا اپنا مسخر کیا کہ جو شخص از روئے خواہش و توجہ اس کی

شہر بدرامشی چھٹی سلطان سے معروض کرنا سلطان فوراً وہ بات ملک نظام الدین سے کہتا اور اس شخص کو گرفتار کر کے اس کے
 سپر کرتا اور ملک نظام الدین کی زوجہ جو ملک الامرا ملک فخر الدین کو توال کی بیٹی تھی وہ حرم سلطانی میں سونچا اور غلبہ تمام پیدا کر کے سلطان
 کی درخواندہ یعنی منہ بولی ان ہوئی اور انہوں نے اس طوار کے مشاہدہ سے خشم و غضب سے بھر پور ہو کر اس کے حلقہ حمایت میں ڈالا اور بلا تعلق الجھل چکا
 شہر نے بے فتنے فتنے اس وقت سے چھٹی درگاہ چائے رجوع خاص عام ہوئی اور درگاہ معری کی افواج درویش شکست ہوئی اور ملک الامرا
 ملک فخر الدین کو توال کے عمر آئی تو بے برس کی موتی تھی جب ملک نظام الدین کے خیال باطل اور اس کے تخت اور عہد پر طالع پائی اسے نہانی میں طلب
 کر کے ہر چند چال کد لالہ دربر میں چل سے خیال ناسا کے سر پر بفر سے دور کرے فائدہ نہوا اور خام طبع کو تہ اندیش متنبہ نہوا اور چو اب میں
 بلا لاکہ جو کچھ ملک فرمانا جو تمام صواب ہو اور اس کے خلاف خطا لیکن چلق کو بچنے دشمن کیا ہوا وہ سبیا تھے میں کہیں کہیں میں مشغول ہوں اگر
 اب ہاتھ اس عہد سے باز کو نکالو گ مجھے دست کش ہونگے ملک الامرا ملک فخر الدین کو توال لفرین کر کے اس سے بیزار ہوا اور یہ بات
 جب اکبر اور محارفاتے سنی شہنشاہان ہوئے عاقبت اندیشی اور اسلات جوئی ملک الامرا فخر الدین کو توال کی سبب ظاہر ہوئی اور ناصر الدین
 بزار خانات لکھنؤ سے خبر غفلت پسند اور غلبہ ملک نظام الدین کے مکتوبات نصائح و تنبیہ کو نہ دیکھا اور ہر روز ہزارہ حریف و غلی کے اندیشہ
 سے ایسا کر لیا کہین ہو من ہو اور جب سمجھا کہ نیا خلف صلاح پذیر نہیں ہو اور حوال اسکا وضع جہان داری کے خلاف ہو بادشاہ عیاف الدین میں کے
 فوت چھنے سے دو برس کے بعد ملک پہلی کے انتزاع کے قصد میں فوج کش ہو جیسا کہ شہر میں قرآن السیرین میں یہی خبر فرماتا ہو نظم و انت
 خبر شہر شرق پناہ تہ ناصر حق وارث اس تخت گاہ بہ کافہ اور اس پر ساز گشت بہ دین شرف از رہے بل پر بار گشت چشم لبر کو دیکھ کر شہر
 ساختہ کہیں مشہد شکر کشید بہ مند جو باد آمد از ان خاوار بہ از بگشت تلبوسے ہوا بہ سلطان مغز الدین کی قیاد نے جب خبر کو چہرہ پر
 ہر گوار اور اسکا پہونچنا ہمار میں سنا وہ بھی سامان حرب و حرب درست کر کے افواج کثیر سے اس حدود کی طرف منوجہ ہو اور میں
 گرمی میں آب کو لکر کے سائل پہونچ کر فوج کش ہو اور سلطان ناصر الدین نے یہ خبر سنکر ہمار سے کوچ کر کے آب سرد کے کنارے نازل
 ہو کر نزل کیا نظم و نصیب شہر اعلا شہر تمشاد دہر بہ برب کہ کجوالی شہر کہ لکر ازین سورہ اذان دہر بہ اذلف لشکر بلب
 آورہ کہت بہ تیغ از مشرق از انتو سبب بہ گشت چوروشن کہ رسید آفتاب بہ برب آب آمدہ آہستہ صاف بہ نافت
 وہ خور شہید زہر دہر بہ الغرض بعد حصول قرب جو اس کے ناصر الدین بزار خان ہتھیار میں پہونچا اس نے پہونچا اس کے کھانا صلیح اور
 ملاقات ہو سلطان مغز الدین نے ملک نظام الدین کے اعوا کے باعث اس نے اس سے انکار کیا اور عازم جنگ ہو اور
 اس کے بعد تین روز تک طریق سے مراسلات جاری رہے ناصر الدین بزار خان نے چوتھے دن اپنے دستخط خاص سے یہ ترقیم فرمایا کہ
 احوال زندہ اشتیاقی تر سے دیدار کا نہایت ہو اور مجھے اس سے زیادہ تر صبر کی طاقت تیرے غرق میں باقی نہیں رہا اب اس کو کرب و سختی
 تم نفس بے نیسی کی تر سے وصال میں پہونچے اور حضرت یعقوب کے مانند ایک مرتبہ چشم زہر سپیدہ طاقت برفی کے مشاہدہ سے
 روشن ہو تیرے بادشاہی اور عیش و عشرت میں خلل نہوگا اور یہ بیت بھی ہمیں درج کی بہت کہ چہ کفر دین غلامے خوش بہت بہ چہ
 بہ از لہت زہر شہید بہ سلطان مغز الدین کی قیاد اس مکتوب کے پڑھنے سے متاثر ہو اور اپنے سر ارادہ سے لشکر مقام صالح
 میں گیا اور باپ کی ملاقات کے واسطے جریدہ جانے پر آمادہ ہو ملک نظام الدین مانع ہو اور ایسا کیا کہ سلطان نے مع
 افواج اور دیوبہ بادشاہی کے مقصد ملاقات سائل آب لکر سے کوچ کیا اور حوال کی طرف منوجہ ہو کر آب سرد کے کنارے
 وارہ ہو اور ایسا مقرر ہو کہ واسطہ حفظ مرتبہ شاہ دہلی کے ناصر الدین بزار خان آب سرد سے گذر کر کے بادشاہ مغز الدین
 کی قیاد کے دیدار کو گوئے اور اس کے تعظیم سے اور بادشاہ مغز الدین کی قیاد تحت پر ہٹھا ہے پھر نمون درگاہ نے ملاقات کو واسطہ

چہ فرادہ

ساعت مسعود بخیر کی ناصر الدین بخرخان نے اسی ساعت کشتی پر سوار ہو کر یانی سے عبور کیا اور سلطان منیر الدین کی قیادگی
 بارنگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور خلوت خانہ میں ان کے تین مقام میں خطر زمین بوسی کیا لایا جب ناصر الدین بخرخان نزدیکیا یا سلطان
 منیر الدین کی قیادہ بنیاب ہو کر تخت سے اتر اور باپ کے قدموں پر گر ا اور ایک دوسرے بلبلگر ہو کر ایک ساعت خوب بوسہ ہوا اور ہر ایک کے
 دوسرے کیے دیے اور دونوں بحر فیض ابر کھیلنے لگا اور اردوئے اور حاضرین نے بھی اگلے شاہدہ حال سے شک اپنی آنکھوں سے جاری کیے پھر
 اپنے ہاتھ پیٹے کا کپڑا کر تخت پر بٹھا کر جا ہا کہ میں تخت کے دوسرے ایشادہ ہوں بیٹا تخت سے اتر آیا اور باپ کے تخت پر بٹھا یا اور خود اپنے
 آگے مودب بیٹھا اور نذرہ نقرہ پیشا رخسار ہوا اشرا لہجہ پڑھتا ہوا مرطب سرو دکانے اور چادش اور نقیب جیش و خوش بین آئے
 اور اس وقت میں جو کچھ لوازم بادشاہی اور خلعتا مجلس ہنشاہی مشہور و معروف تھے بجالائے اور مکالمہ اور محاورہ سے ایک دوسرے
 محفوظ ہوا ایک محظ کے بعد ناصر الدین بخرخان اٹھا اور آپ سے عجز کر کے اپنی بارگاہ میں گیا اور خوف و ہڈیاے غریب اور ترغلات
 عجیب اور طعمہ و اشہر بہ لطیف طافین سے ارسال ہوئے اور دونوں لشکر کے آویس کو حکم ہوا کہ ایک دوسرے کے مکانوں میں سرور کریں
 اور اردوئے بیکانگی سلوک کریں اور ناصر الدین بخرخان چند روز متواتر اپنے فرزند کے مکان پر آنکرا نہیں مجلس محبت گرم کرتے تھے اور کچھ اشہر
 بیکر عشق طرب کی داودیتے تھے جتنا پڑھتے تھے ان کے سرور و اسکی تفصیل کی مطلق ہوا اور جب ن خدمت اور وواع کا قریب
 ہو گیا ناصر الدین بخرخان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ چشیر کے کہا ہو کہ جو بادشاہ کہ ہندوئی مٹائی سکے خزانہ میں ہو کہ غنوں کے
 غلبہ کے دن اپنے لشکر کی ساتھ آسکے مدد کرے اور بلا سے تخت میں علی کی دستگیری کرے ہل دشاہ کو شاہ جہاں کہنا چاہیے اور میں
 چاہتا ہوں کہ چند نصاب جو حال سلطنت کے لائق ہوں کہ وہ بادشاہ منیر الدین کی قیادہ عرض کی کہ آپ میرے ہمارے غنوں میں میرے
 پاس کوئی ایسا نہیں جو مجھے خراب غفلت سے بیدار کرے آپ جو میرے حق میں بہتر سمجھیں مجھے اس سے متنبہ فرماؤ میں تو اس سے ہنپا
 دستور العمل بنافون اور اس کے خلاف رو اندر کون ناصر الدین بخرخان کا دیریاے محبت پوری جوش میں یا فرمایا کہ مجھے ہندو صوبہ
 کھینچنے سے یہ غرض تھی کہ تیرے دیدار نماز الا تو اسے اپنی آنکھیں روشن کر دیں اور اس کے بعد شرط غفلت اور محبت بجالاؤں اور کچھ
 خراب غفلت سے کہ لازم جو اتنی اور دولت کا ہر بیدار کر دیں جو خلوت کر کے فرمایا کہ ملک نظام الدین اور ملک امیر الدین علاء جو تیرے
 ملک کے عہد میں انہیں حاضر کر تو جو کچھ مجھے کہنا ہو ان کے حضور میں کہوں ملک نظام الدین اور ملک قوام الدین علاء مجلس میں حاضر
 ہوئے اس وقت ناصر الدین بخرخان نے اردوئے شفقت اور عطوفت فرمایا نصیحت پہلی اور فرزند جس وقت میں نے شاہ کو تخت پہلی پر کھنک
 ہوا میں نہایت خوشوقت ہوا اور میں سمجھا کہ ملک پہلی مجھے ہو گیا لیکن جب میں نے حکایت تیری غفلت اور بیخبری کی سنی حیران
 اور شہد ہوا کہ تو اب تک کیونکر زندہ رہا اور دوسرے گھر سے میں کہیں تیری دلہنی قرینت میں مشغول رہتا ہوں اور ملک پہلی اور
 لکھنؤ کی کہ مرض زوال میں دیکھتا ہوں بالتحقیق اس دن سے کہ میں نے سنا ہو کہ تو نے میرے پدر کے بن و ن کو جو پردہ لہعت مسکلاہ
 مخلص اور خیر خواہ تیرے تھے ناحق قتل کیا اور آگے قتل کرنے سے دوسروں کا ہتھکڑی سے رطف ہوا اب مجھے کیسے ملکی امید و توقع
 ملک میں نہ ہی اور فرزند جو کچھ میں دیکھتا ہوں اور سننا ہوں تو نہیں دیکھتا اور نہیں سنتا ہندو راندیشہ کہ کبیرا بڑا اچھا لڑکا جو بازاری کے
 لائق تھا اب کے جہن حیات شہید ہوا اور فرزند اس کا جو سلطنت کا شایستہ اور قوت بازو تیرا تھا بدخواہوں نے لہنے سے تو نے
 اس کو قتل کیا ہی طرح مجھے بھی درمیا لہے اٹھا وینگے ملک پہلی ایسے بد اصل کے مانڈا ہو گیا کہ نام و نشان ہمارے زمین پر پھوٹ گیا
 اور فرزند اگر تو اپنے اوپر رحم نہیں کرنا اپنی اولاد اور اتباع پر رحم کر اور آپ کو لوٹ میں مشغول نہ رکھنا غم کھا اور یہ چند
 نصیحت کہ میں مجھے سنا ہوں عمل میں لائے نصیحت یہ ہو کہ اپنی جان پر رحم کر اور اپنے نفس کے محاسب میں مصروف رہ

کہ تیرے چہرہ کا رنگ جو گلاب کے پھول سے زیادہ خوش رنگ اور سیراب تھا سونے اور لہدی کے اندر زرد ہوا آزاد شہوت سے کوسیا
لاغا اور ضعیف ہو کر پکڑا اور گرو اسکے نہ پھر کسب سے کہ جب جان میں خلل واقع ہو لذات سے فائدہ کی امید نہ رکھنا چاہیے پھر
خوش فرماتا ہوا ایسا نشاید بادشہ راست بودن نہ در عشق و ہوس پرست بودن پر ووشہ پاسبان خلق پرست بہ خطا باشد
کہ با شہ پاسبان مست بہ شبان چون شد خراب از یاد و ناب و در و مدہ گرگان کند خواب و در آئینہ کریم ملک و راست
ثبات کار و در ہوشیاری بہت و دوسری فصاحت یہ کہ اگر اور ملک کی خوریزی سے چتر کرنا کہ جو چتر کرنا کہ اعلان پاسبان پھر پھر پھر
زائل ہونے اور یہ مرد حاضر ملک نظام الدین اور ملک قوم الدین علاقہ جو چتر کرنا کہ اور صاحب تجربہ روزگار میں خود شخص اور شکل
اٹکے امر سے خوب سے انکے شریک کر اور ان چاروں کو چار کن دولت تصور کر اور جو کام یا ہم تجھے پیش آوے انکے اتفاق اور صلح سے
قبول فرما اور سر انجام کو پہنچا ایک کو دیوان وزارت دوسرے کو دیوان رسالت تیسرے کو دیوان عرض چوتھے کو دیوان نوازا حوالہ
کر اور چاروں کو توتہ برابر دے اگر چہ انکے مراتب میں باعتبار اعمال تفاوت ہو لیکن انہیں کے سیکوہ قدر طلبہ سے جو سرکشی اور طغیان کے
سمیت مگر تجھ سے خسیہ بیدار نیست بد و گرد چنیں کار و دشواری نیست یہ قسری نصیحت یہ کہ جب جس الزامے ملی کے کھولنے کی ضرورت
ہو چاروں شخص کے حضور بیٹھے رو برو کھولے اور انہیں سے ایک کو اپنے امر سے ایسا حکم کر کہ دوسرے و بخیرہ جو دین حق
چوتھی یہ کہ نماز پنجگانہ اور اور رمضان کے روزہ رکھے تو ان دونوں امر و جب العین کی برکت سے خدا لاغی بنا اور آخرت تیرے
و دیگر نوزدین اور میں نے سنا ہے کہ کسی حیلہ سے علمائے وقت نے تیری خوشامد سے روزہ اور رمضان میں کھانے کی رخصت دیکر کہا
ہو کہ جو بدہ آزاد کرے یا ساٹھ مسکین کو طعام دے کفارہ یعنی عوض روزہ کھانا کھا نہ پڑتا ہو ایسے عالم کے قول قبول سے پکڑو
رکھو اور مسائل میں کے علماء طماع اور حرص سے کو دینا انکی مہمو و پوئی پر چا پیے پوچھنا بلکہ مسائل میں تو اس شخص سے تفسار کر
کہ جو دینے دنی سے روگردان ہوا اور شایع دیناے ہون انکی تعلیمت میں دوسرے ہی قدر تیرے نصیحت کر کے زار زار اور ہاے
ہاے کر کے رویا اور اپنے دلہند کو گدین لیکر و دل ہو اور غرض میں لینے کہ وقت اسکے کا نہیں آہستہ کہ ملک نظام الدین کو جلد اپنے
پاس سے دفع کر اسیلے کہ جو وہ رخصت پاؤ گئے تھے ایک روز بلکہ ایک ساعت زندہ پھونک دیا کہ اور روتا ہوا اپنے منزل میں گیا اور و فوری
سے اس کے خاصہ نہ تناول فرمایا اور اپنے محو سے کہ کہ آج میں نے فرزند اور ملک بنی کو و دایہ آخری کی اور آل حال کھا گیا کہ کہ سلاخی
اپنی شخصہ بادشاہان دہلی کی متابعت میں دیکھ کر بادشاہ جلال الدین اور بادشاہ علاء الدین اور سلطان قطب الدین سے اطہار
اطاعت کیا اور چتر اور شہ اپنے سے دور کر کے مثل سائر اور سلوک کیا سلطان تغلق شاہ جب دہلی سے بگاڑ کی طرف گیا نامہ الدین اور
نے ہتھیال کر کے لازم پیشکش پیش پہنچائے تغلق شاہ نے ترحم فرما کر پھر ولایت لکھنؤ کی باضافہ کو رو بگاڑا سے عنایت فرمائی
اور دوبارہ چتر اور دربارش دیکر اسکی تعلیم میں کوشش کی الغرض اسکے بعد بادشاہ مغر الدین کی قیادت سے پیر سے جدا ہو کر و
اودھ سے دہلی کی طرف نہشت فرمائی اور چوہ روز پاس نصاب پر کر کے اور کو گئی شرم و حیا کا ملاحظہ کر کے اپنے تین عیشیہ
باز رکھا لیکن جو آوارہ بادشاہ کی مجال حسین کا اطاعت و اکناٹ عالم میں پہنچا تھا کہ وہ ارباب نشاط شیرین کار اور طریقیان
روڈ کار و گاہ میں آتی تھیں اور ہر روز پکڑا کر اسے کہ اور مستحبت ہو کے گرد پیش اسکے اپنے تین جلوہ و تین تھیں
اور ملازمت کا انتظام بھی تھیں سلطان جو عاشق اس گروہ کی صحبت اور شہید اس جماعت کا تھا متوق و ولودنے خوش
بارا ہے اختیار و زور دیدہ نگاہ رخسار نازنین پر کرتا تھا اور گوشہ چشم سے ایک التفات انکے حال پر فرماتا تھا ناگاہ
بولی بچہ کہ آہنگ و شنگ میں سردار نازنین اور پریر و بان تھا کلاہ مکمل مہر پر اور قبا سے زر نگار و پر اور پیکہ مرصع بر

صفحہ ۱۳۱ تاریخ فرشتہ اردو میں ہے کہ شاہ جلال الدین نے شہزادہ جلال الدین کی زنا کاری سے نفرت کی اور

اور اس پر عراقی پیر سو ارجو کو ہنگام کو چہا صد کرشمہ ناز چتر سلطانی کے مقابل آیا اور سہرا سے عجیب و غریب ایک نوع کے ساحری کھانا چاہیے ظاہر کیے اور یہ بیت باؤ از خوش طبعی بیت اگر قدم بر جستم ماخواری نہادینہ دیدہ در رہ می تم نامیر می اور اسکے بعد عرض کیا کہ مطلع اس غزل کا اسمالت میں مناسب نزدیک تھا چون لیکن سوراوی سے بین پڑھ سکنا سلطان نے فرمایا پڑھ اور مت ڈر گئے پڑھا بیت سر و شمشاد ہجر امیر وی بہ نیک بد عہدی کہے نامیر می بہ سلطان اس نے پیکر کے مشاہدہ جلال اور ملاحظہ حرکات و سکنات سے حیران رہا اور طبلستان خوشی کے دوش پر ڈالی اور نشان صتم پرستی دوبارہ بلند کر کے باپ کے انصاف منور فراموش کیں اور بے اختیار راہ میں ایستادہ ہو کر اس کو چٹکن سے ساتھ اس بیت کے ہنر بان پر بیت فغان کین لولیان شمع و شیرین کار و شہر آشوب پہ چنان پر وند صبر از دل کر ترکان خوان بغار راہ او کمال بیطاعتی سے گھوڑے سے اترتا اور ہنگام میں منزل کی آویس کا راستہ کر کے اس رشتہ خوبان طمانی کی تباہی اور بازی میں مشغول ہوا اور بیت زبان پر لایا بیت شبہ کو قیہ کم از بیم ناز شاہان بادادان روئے ساتی بازور کار و در و اور اس شوخ بہر ہنر دین نے جب یہ بیت شاہ کی زبان سے فی البدیہہ بیت چھی بسیت غمرہ زاد فریم عابد صد سال راہ سو سے پیشانی گرفتہ پیش خارا اور وہ سلطان نے تیزی خم اور جود طبع اور کلمہ نیکین اسکے سے ادا اور حیران ہو کر اسی کو ساتی بنایا اور لولی بچہ نے شرفا تو اضع بجا لاکر یہ بیت پڑھی بیت ماگرچہ کو خوب ترزا ہمیں ہم بندہ شگفتہ حیران یہ کہا پھر جام شراب پر نکالی سے ہرگز کے سلطان کے ہاتھ میں دیا سلطان نے اسکے دست نازنین سے لیکر از راہ شفیقی بیایا پڑھیں نظم ترح چون دوین آید بہ نزدیکان مجلس وہ ہر لکھتا تیرا حیران با ہم جہنم ساتی راہ اگر ساتی تو خدای بود مارا کہ میگید کہ جو خوردن حرام است یہ کہ او پیاہ نوش فرمایا اور مارا اور ملوک بھی اپنے منازل میں مجالس عشرت آراستہ کر کے لہو لوب اور طرب میں مصروف ہوئے دوسرے روز سلطان نے وہاں سے کوچ کیا اور منزل بمنزل مجلس شین سنو از در و عیش و طرب کی دیتا تھا یہاں تک کہ دہلی میں پہنچا اور قصر کیلہ کھری میں نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور ہل شہر کے آنے سے شاہ جوئے اور جشن کیے اور شہر گزین بند کر کے قلعہ آویزان کیے اور سلطان نے عالم جوانی میں شہوہ نامہ ضعیفہ ہو ایتسی کا ہاتھ سے بچھوڑا بدستور سابق شرب خمر اور اختلاط کغذاران میں از را کہ تاختا اور خلقت بیباکی اپنا شعار کر کے ہر کو چار و محلہ میں علانیہ اور آشکارا شراب خواری کرتی تھی اور صحبت گرم کھتی تھی اور غم و اندوہ خلایق کے دل سے دفع ہوا شاہ غفلت نے ملک عقل کو تسخیر کیا اور جب جدیدت اس وسیلہ پر گزری سلطان بیارہو اور کثرت جماع اور مداومت خراب سے ضعیف اور لاغر ہوا اس درمیان میں باپ کی نصیحت یاد آئی چاہا کہ اپنے ہم گزند سے ملک نظام الدین کو درمیان سے اٹھائے اور جو کھو صا نسب نکرسکا ساتھ مکابرہ کے پیش آیا اور یہ فرمایا کہ تو ملتان میں جا اور وہاں کے مہات کو انجام دے ملک نظام الدین سمجھا کہ بادشاہ یہ دفع کا ارادہ رکھتا ہو وہاں کے جانے میں قفل کر کے عذر لایا اور مقربوں نے جب سلطان کے انحراف مزاج سے آگاہ ہوئی اور ہمیشہ اسکی ہلاکت کے خدشہ میں تھے بادشاہ کے حکم سے نظام الدین کو زبردی ہلاک کیا اور ملک جلال الدین شیراز میں ملک شمس خلجی کو جو نائب سامنہ اور وزیر حاکم ارد گرد کا تھا سامنہ سے طلب کر کے خطاب شامیتہ خانی دیا اور عارض ممالک کر کے قطع ہنگام کیے اسوقت میں بادشاہ کے مزاج میں انحراف اور فتنہ زیادہ راہ پا کر ساتھ لقاؤ اور طعج کے منجر ہوا اور صاحب فراموش ہو کر لکھا کہ ۳ سے عاجز ہوا اور اسے صاحب شوکت کو سلطنت کی آرزو ہوئی ہر ایک سرزمین ایک سو ۱۱ اور ہر ایک ایک تین تینا ہر ہوئی اور عجائز الوقت اتفاق کر کے کیو مرثا پسر بادشاہ مغالدین کی تہا کو جو تین برس کا تھا حرم سے پاہ لائے اور بادشاہ شمس الدین خطاب کر کے تخت پر بٹھایا اور وہ فرقہ پر کے ایک قسطنج اور یہ تمامی ہمارا ملک جلال الدین فیروز ہو کر ہوا پھر شیرین خوش ہوئے

اور دوسرے فرقا ترک نے کیو مرث کو اپنے ہمراہ لکھکر ملک بیکر کھن اور ملک اس تیر مرخ کو سرگودھ کو سکھایا ہے چوترا ناصر
 میں نزول کیا اور بادشاہ مغالدین کی قیاد و قبضہ کیلوی کوی سن ہمارا اور بقیات ساتھ ایک جماعت اہلکار کے رہتا تھا اور ایسے قوتوں
 میں اکثر فساد درمیان میں آتے ہیں اور اتفاق اور اتحاد گوشہ میں پوشیدہ ہو کر عزت و وجود پوتا ناخوہن ترک نے آمادہ کیا
 کہ جو کیو مرث ہمارے ہاتھ میں ہو ملک جلال الدین اور تمام ادرے خلیج و غبر کو کو حاصل ہو گئے ہیں میں تباہی کے کھاتہ سلطنت کے
 ہم ترک باہم انجام دینگے اور بیکار کو درمیان میں درخت نڈینگے اور تذکرہ کے نام تحریر کیا اور کھاتہ تذکرہ میں نام جلال الدین لکھی تھا
 جب ملک جلال الدین اس بات سے آگاہ ہوا اپنے حفاظت میں پڑا اور لہذا اور ملک خلیج کو جمع کر کے بعض دیگر امر کر بھی اپنی اسے سے
 متفق کیا اور اس حال میں ملک بیکر کھن سوار ہو کر ملک جلال الدین کو فریبے بیکر سوار پور سے لاکر اسکا کام تمام کر کے ملک جلال الدین
 جو اس اندیشہ سے آگاہ تھا جس وقت کہ ملک بیکر کھن کی مجلس کی ڈیوڑھی پر گھوڑے سے اتر کر اس کے جامہ میں کوتلو اور دھن سے پر کر
 چمڑے کر کے دھجیان مڑا دین نظم سیر تیر چون جدا شد زن بہ خوشی برآمد از ان کھن بے ہر کر ہا ہے نے کس کندہ ہم اور اتھنا
 اندران چنگندہ اور ملک جلال الدین فیروز خلیج کے فرزند کہ ساتھ شجاعت اور مردانگی کے انصاف رکھتے تھے یا نسوار اپنے ہمراہ لکھ
 اردو سے کیو مرث میں جا کر ترک پر ہجوم لائے اور نہایت ہستی اور جلال کی سے سرپردہ سلطانی خلیج ہوئے اور بادشاہ شمس الدین
 کو تخت سے اٹھا کر ہمراہ فرزندوں ملک لاکر ملک فرالدین کو نوال کے ہمراہ پور میں نے با یکے رو برو لائے اور ملک بیکر مرخ نے کے انصاف
 مہکا کیا تھا شہزادے راہ میں اس سے جنگ کر کے قتل کیا اور خود عوام دہلی کے جنگو زرگی خلیج کی دشواری اور ناگوار معلوم ہوتی تھی ہجوم
 کر کے شاہ شمس الدین کی مدد کیو اسطے شہر سے برآمد ہوئے اور پور کو کے دروازے کے آگے جمعیت کر کے فرار دیا کہ ملک جلال الدین فیروز خلیج
 کے سر پرچاویں لیکن ملک لاکر ملک فرالدین کو نوال نے اپنے لڑکوں کے سب سے کہ ملک جلال الدین فیروز خلیج کے پاس تھے عوام کو اس راہ
 سے باز رکھا اور ان کی جمعیت کو متفرق کیا اور اسی روز اکثر امر اور ملک جلال الدین فیروز خلیج کے شریک ہوئے اور جلف جمعیت کا
 اپنے کا نہیں ڈالا اور ملک جلال الدین فیروز خلیج نے ان ترکوں کو جنگے باپ بادشاہ مغالدین کی قیاد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے
 قیصر کیلو کھن میں بھیجا انھوں نے جائے ہی بادشاہ مغالدین کی قیاد کو کہ ایک مٹی سے زیادہ دم باقی نہ تھا جام خانہ بخی کل میں لپیٹ کر
 اور چند لائیں رک کر کام تمام کیا اور اس شاندار کی لاش یا فی میں لکھی گیا کہ وہ شہزادہ آمد و بخون پیدل کینہ خواہ آئندہ بیکر کھن
 شاہ راہ پر چھپا آن قوم وحشت گراہ بکروند اگر لکھ مال زد و دھنک طرہ بازی بخور نمود چہین بازی بن گنبد نیلگون و نایر درین
 ویشہد رفزون کہ کشادہ شان راہ دست خسان کسان اکند حاجز ناکسان و ستر چادران بجا کھنگندہ تن سرکشان و بجا
 افگندہ ازان رودین عالم بیوفا نہ بستند دل اہل ملک و لاہ سرتاج شاہی و گردن کشتی بہ کشیدند با صد و صفا و خوشی بہ نہ امید
 از عالم خاک شان و بیہی ز دوران افلاک شان و اس وقت ملک جلال الدین فیروز خلیج نے نہایت نام سلطان جلال الدین رکھا اور
 ملک چھو کو بھینچا بادشاہ غیاث الدین بلبن خفا اور آپ کو وراثت ملک جلال الدین فیروز خلیج کو اسے جایگزین اسطرح رو کیا
 اور اس ساعت میں کہ بھون نے پسند کی تھی شوکت و اقبال شانہ سے قصر مزئی میں جو کیلو کھن میں بنا کیا تھا اگر
 نزول اجلال فرمایا اور کیو مرث کو درمیان سے اٹھا کر بغیر غرضاط حکومت میں اشتغال کیا اور بادشاہی ترکوں
 سے جو سلاطین غور کے علام تھے سلسلہ بھیمین منتقل ہوئی اور بہ و اقوات اور حالات ادھر سے چھوڑ تھامی
 میں واقع ہوئے تھے مدینہ سلطنت مغالدین کی قیاد کی بنین برس کسری زیادہ تھی البتہ ملک المہر و ذکر سلطنت
 جلال الدین فیروز شاہ خلیج کی بادشاہی کا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ میں مرقوم کیا ہے کہ ایک

تاریخ فرشتہ اردو
 جلداول
 ۱۳۳
 اور دوسرے فرقا ترک نے کیو مرث کو اپنے ہمراہ لکھکر ملک بیکر کھن اور ملک اس تیر مرخ کو سرگودھ کو سکھایا ہے چوترا ناصر
 میں نزول کیا اور بادشاہ مغالدین کی قیاد و قبضہ کیلوی کوی سن ہمارا اور بقیات ساتھ ایک جماعت اہلکار کے رہتا تھا اور ایسے قوتوں
 میں اکثر فساد درمیان میں آتے ہیں اور اتفاق اور اتحاد گوشہ میں پوشیدہ ہو کر عزت و وجود پوتا ناخوہن ترک نے آمادہ کیا
 کہ جو کیو مرث ہمارے ہاتھ میں ہو ملک جلال الدین اور تمام ادرے خلیج و غبر کو کو حاصل ہو گئے ہیں میں تباہی کے کھاتہ سلطنت کے
 ہم ترک باہم انجام دینگے اور بیکار کو درمیان میں درخت نڈینگے اور تذکرہ کے نام تحریر کیا اور کھاتہ تذکرہ میں نام جلال الدین لکھی تھا
 جب ملک جلال الدین اس بات سے آگاہ ہوا اپنے حفاظت میں پڑا اور لہذا اور ملک خلیج کو جمع کر کے بعض دیگر امر کر بھی اپنی اسے سے
 متفق کیا اور اس حال میں ملک بیکر کھن سوار ہو کر ملک جلال الدین کو فریبے بیکر سوار پور سے لاکر اسکا کام تمام کر کے ملک جلال الدین
 جو اس اندیشہ سے آگاہ تھا جس وقت کہ ملک بیکر کھن کی مجلس کی ڈیوڑھی پر گھوڑے سے اتر کر اس کے جامہ میں کوتلو اور دھن سے پر کر
 چمڑے کر کے دھجیان مڑا دین نظم سیر تیر چون جدا شد زن بہ خوشی برآمد از ان کھن بے ہر کر ہا ہے نے کس کندہ ہم اور اتھنا
 اندران چنگندہ اور ملک جلال الدین فیروز خلیج کے فرزند کہ ساتھ شجاعت اور مردانگی کے انصاف رکھتے تھے یا نسوار اپنے ہمراہ لکھ
 اردو سے کیو مرث میں جا کر ترک پر ہجوم لائے اور نہایت ہستی اور جلال کی سے سرپردہ سلطانی خلیج ہوئے اور بادشاہ شمس الدین
 کو تخت سے اٹھا کر ہمراہ فرزندوں ملک لاکر ملک فرالدین کو نوال کے ہمراہ پور میں نے با یکے رو برو لائے اور ملک بیکر مرخ نے کے انصاف
 مہکا کیا تھا شہزادے راہ میں اس سے جنگ کر کے قتل کیا اور خود عوام دہلی کے جنگو زرگی خلیج کی دشواری اور ناگوار معلوم ہوتی تھی ہجوم
 کر کے شاہ شمس الدین کی مدد کیو اسطے شہر سے برآمد ہوئے اور پور کو کے دروازے کے آگے جمعیت کر کے فرار دیا کہ ملک جلال الدین فیروز خلیج
 کے سر پرچاویں لیکن ملک لاکر ملک فرالدین کو نوال نے اپنے لڑکوں کے سب سے کہ ملک جلال الدین فیروز خلیج کے پاس تھے عوام کو اس راہ
 سے باز رکھا اور ان کی جمعیت کو متفرق کیا اور اسی روز اکثر امر اور ملک جلال الدین فیروز خلیج کے شریک ہوئے اور جلف جمعیت کا
 اپنے کا نہیں ڈالا اور ملک جلال الدین فیروز خلیج نے ان ترکوں کو جنگے باپ بادشاہ مغالدین کی قیاد کے ہاتھ سے مارے گئے تھے
 قیصر کیلو کھن میں بھیجا انھوں نے جائے ہی بادشاہ مغالدین کی قیاد کو کہ ایک مٹی سے زیادہ دم باقی نہ تھا جام خانہ بخی کل میں لپیٹ کر
 اور چند لائیں رک کر کام تمام کیا اور اس شاندار کی لاش یا فی میں لکھی گیا کہ وہ شہزادہ آمد و بخون پیدل کینہ خواہ آئندہ بیکر کھن
 شاہ راہ پر چھپا آن قوم وحشت گراہ بکروند اگر لکھ مال زد و دھنک طرہ بازی بخور نمود چہین بازی بن گنبد نیلگون و نایر درین
 ویشہد رفزون کہ کشادہ شان راہ دست خسان کسان اکند حاجز ناکسان و ستر چادران بجا کھنگندہ تن سرکشان و بجا
 افگندہ ازان رودین عالم بیوفا نہ بستند دل اہل ملک و لاہ سرتاج شاہی و گردن کشتی بہ کشیدند با صد و صفا و خوشی بہ نہ امید
 از عالم خاک شان و بیہی ز دوران افلاک شان و اس وقت ملک جلال الدین فیروز خلیج نے نہایت نام سلطان جلال الدین رکھا اور
 ملک چھو کو بھینچا بادشاہ غیاث الدین بلبن خفا اور آپ کو وراثت ملک جلال الدین فیروز خلیج کو اسے جایگزین اسطرح رو کیا
 اور اس ساعت میں کہ بھون نے پسند کی تھی شوکت و اقبال شانہ سے قصر مزئی میں جو کیلو کھن میں بنا کیا تھا اگر
 نزول اجلال فرمایا اور کیو مرث کو درمیان سے اٹھا کر بغیر غرضاط حکومت میں اشتغال کیا اور بادشاہی ترکوں
 سے جو سلاطین غور کے علام تھے سلسلہ بھیمین منتقل ہوئی اور بہ و اقوات اور حالات ادھر سے چھوڑ تھامی
 میں واقع ہوئے تھے مدینہ سلطنت مغالدین کی قیاد کی بنین برس کسری زیادہ تھی البتہ ملک المہر و ذکر سلطنت
 جلال الدین فیروز شاہ خلیج کی بادشاہی کا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ میں مرقوم کیا ہے کہ ایک

تواریخ مستشرقین بہرہ نظر سے گذرا کر وہ خلج خلیفہ خان دہلی چنگیز خان کی نسل سے ہیں اور قصہ سیکاون ہو کہ انکی خاتون سے چنگیز خان کی بیٹی تھی کچھ رخصت واقع ہوئی اور وہ چنگیز خان کے خوف سے ہزار اور ملاہیت کے سوا کسی کچھ علاج نہ کرتا تھا اور ہمیشہ ایک نفر اور ایک ملاؤ و مہوڑتھتا تھا اور دستیاب نہ تھا بعد چند نے چنگیز خان نے سال آب سندھ پر پہونچ کر سلطان جلال الدین خوارزمی کو مخاطب اور منکب کیا اور ایران اور توران کی مہمات سے فارغ ہو کر اپنے یورٹ صلی میں بازگشت کی غای خان نے اس نے ماتے میں خود اور غرض نشان کے پہاڑوں پر پہونچ کر گرتے وقت اسکا استقامت نظر غور اور لہجہ دیکھا اور فرصت کی وقت چنگیز خان سے جدا ہو کر اپنے عزیز و اقارب سے کہ تخمیناً بیس ہزار خانوادہ تھے ان کو بہستان سنج میں گیا حسب چنگیز خان فوت ہو کسی کے اسکے فرزندوں میں سے کسی پر وائی اور اسے اس مقام میں سکونت اختیار کی اور صاحب اکثر اور ہوا بادشاہ جلال الدین فیروز صلی دہلی اور سلطان محمد خلجی سندھی بناؤ قلی خان سے ہیں پھر غریب پاکر خلج ہوئے اور کثرت استعمال سے الف کو بھی مسترد کر کے خلج کہنے لگے اور بقول صاحب تاریخ سلجوقیان ترک بن یافت کے گیا یہ فرزند تھے ایک کا انہیں سے خلج نام رکھا اور اسکے فرزند ان کو خلجی کہتے ہیں اور رقم کے نزدیک یہ قول اصولاً ترو بہتے ہو کہ سوا سطلہ کہ بقریات کتب تاریخ غزوہ بین مذکور ہوا کہ سلطان ناصر الدین سلجوقیان اور سلطان محمود غازی کے بہتے اور اس قوم خلج سے ہوئے ہیں اور یقیناً کہ انکا عدم چنگیز خان کے عدم پر مقدم تھا اور ہو سکتا ہو کہ خلج خان قوم سے ہوا اور والد بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ دہلی اور سلطان محمود مالوی کے کسی اولاد سے چونکہ قصہ بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ بہادر پر سے ہم غرض اور انہوہ خطیر سوار ہو کر قہر کیلہ کھڑی میں خلج ہوا اور چند روز بادشاہ شمس الدین کو یہو لائے سلطنت اکھڑا کسی تیاست میں قیام کیا اور اوائل ششہ چھ سو اٹھاسی ہجری میں اسے درمیان سے ہٹا کر شہر بس کے سن میں قدم بساط شاهی پر رکھا شاهی اپنی کے خلاف چہر سن کو تبدیل کر کے سفید کیا اور صفت قدر غضب کی ایک بارگی اپنے سے سلوک کی جلیس حلو و لطف ہوا اور کبھی موزعہ صیف کو نہ پایا اور جو کہ مردم دہلی کا اعتبار نہ کرتا تھا اسو سطلہ قہر کیلہ کھڑی میں سکونت کی اور عمارات تمام موزی تیار کروائیں اور ایک باغ جدید حاصل جون پر تیار کر کے ایک قلعہ گنج اور پتھر سے بنا گیا اور اطراف اپنے مزارف درگاہ کو عمارت بنانے کی تاکید بلیغ فرما کر سجدہ و باران کی مینیا ڈالی اور اس شہر کو شہر لوموسوم کیا لیکن رفتہ رفتہ جب دہلی خراب ہوئی شہر نو سناٹھ دہلی نو کے مشہور ہوا میر خسرو نے اس حصار کی توفیق میں بہت اہلیت موزوں کی یقین انہیں سے ایک یہ بہت پر ہیبت شاہ در شہر کو روئی حصار سے بہ گرفت نہ کر سکا ہوتا فرسنگ بہ اور ابتدا سے جلوس میں ضبط ولایت اور رفق و متفق و مہمات مملکت میں مشغول ہوا پہلا اپنے بادشاہ غیاث الدین بلبن کے بھتیجے کو کہ جسکا نام ملک چچو بن کشلیخان ایک تھا ولایت کرہ و دیگر روانہ کیا اور اپنے بھائی کو منصب عرض مالک اور خطاب بغر شخان کے ساتھ اختصاص بخشا اور اپنے بڑے بیٹے کو اختیار الدین خان نام خطاب دیا اور مچھلے فرزند اکلیخان اور چھوٹے بیٹے کا قدر خان نام رکھا اور ایک کو ایک ولایت ولایات ہندوستان سے حمایت فرمائی اور ایک درگاہ انکے واسطے ظاہر کی اور اس طرح سے اپنے بھتیجون علاء الدین اور الماس بلیک کو کہ آخر خطاب النخاس پایا اور انکا باپ شہاب الدین مسعود نام رکھتا تھا بہت کر کے علاء الدین کو امر سے بزرگ سے اور النخاس کو آخر بلیک کیا اور ملک احمد حبیب بھانجے اپنے کو بار بک اور ملک غریم کو میرور اور خواجہ خطیر کو وزیر الممالک اور ملک الامرا ملک فخر الدین کو کو تو ال کیا اور حسب حکایت خراہستی اور علم و حیا اور عادل بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی منتشر ہوا اعیان اور مزارف دہلی کہ جنھوں نے ساتھ برس ملاطین اتراک کی خدمت کی تھی اور خدمت خلجیہ سے تنگ و عار رکھتے تھے دل انکی سلطنت پر رکھ کر نئے شہر میں آئے اور انکی بیعت کا حلقہ زیر گوشت کے ملازمت اختیار کی اور اسکے بعد کہ درمیان خان عام کے ایک سکونت اور ایک رام ظاہر ہوا بادشاہ کو کہ بدباد و شکوہ کے ساتھ

سلک ندائیں انتظام رکھتے تھے اور ہر ایک علم ہمارا اور تاریخ دانی میں ممتاز تھے اور ہر شیشہ مجلس بادشاہ کی غرضوں کی جان نوازی میں
 امیر خاصہ اور حمید اچا اور ساقیان و کرباں میں حبیب سلطان نظام خلیل اور ملایان نے بدل میں محلہ شاہ چنگی اور خوش خان (دھرم پور)
 اور ہر روز سے کاراستہ ملتی اور امیر خسرو ہر روز مجلس میں غزلین سازہ لاتے تھے اور انعام و انکساف سے بہرہ مند ہوتے تھے اور جن
 دنوں بادشاہ جلال الدین فیروز محلہ میر جاہداری سے عارض ملک بادشاہ غزالدین کی بقا و ہوا امیر خسرو کو تھوڑا سا شوق سے تھوڑا
 فرما کر لازم کیا اور موجب خوب آئے واسطے مقرر کیا اور ہوشی خاص اپنا آئین و باج بادشاہ ہوا اپنے مقررین میں آکر کیا اور
 شغل مصروف داری اور منصب مارت و کمر ساتھ جاسوا و کمر بند سفید کے جو امر لے کیا گیا واسطے مخصوص تھا اختصاص بخشا اور سال
 جلوس کے دوسرے برس ملک چھو بھتیجہ سلطان غیاث الدین بلبن نے باقاعدہ امیر علی میر جاہداری کا حکم اور وہ کہ اسکو حاکم خان کہتے تھے (ابیت
 کٹھ میں شطاب اور سکاپنے نام جاری کیا اور چتر اپنے سر پہ بھڑک کر سلطان اخیث الدین نام رکھا اور اس طرح بلبن کی اس طرف جا کر کہتے
 تھے اور اس بار کے زمیندار اور راہبوں نے اس سے موافقت کی اور وہ لشکر کشیا رسوا اور زیادہ سے لیکر دلی کی طرف منوج ہو جب یہ خبر
 سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے سماع مبارک میں پہنچی اپنے زمیندار کلینان کو ساتھ افواج خلجی کے کشتیا زمین دیدہ مورد ہار کیا
 اور اس سے جیتے تھے ہر اول کر کے پیشتر روانہ کیا اور خود بارہ کوس پیچھے سے سافقت قطع کرتا ہوا آہستہ آہستہ جاتا تھا ہاتھ تک کہ
 ارکلیچان اور ملک چھو مقابل ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے اور نظر اور فیروزی ارکلیچان کے شامل حال ہوئی اور ملک چھو واپسی
 پر رعیت کی طرف متوجہ ہو اور ارکلیچان نے قواقب کر کے میر علی امیر جاہداری اور ایک جماعت اور شاہی دولت بلبنی سے ہیر کر کے دو
 گردن میں ڈال کر تھوڑے سوار کر کے باپ کے پاس بھیجا جو بہن بادشاہ جلال الدین کی نظر شہر سواروں پر پڑی آنکھ
 بند کر کے فریاد کیا یہ کیا قیامت اور قیامت ہو جو غنیمت کیا مردم غریب کو ساتھ اس وضع کے لائے پھر حکم دیا کہ انھیں جلاؤ زمین
 سے اتارو اور دو شاہے انگلی گردنوں سے جدا کرو اور انہیں سے چند شخص جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کے نزدیک عزیز الوجود
 اور قدرہ منزلت رکھتے تھے انکو حاکم بھیج کر خلع تہا سے خاص ہنسا کر عطر ملوایا اور خود بارگاہ مجلس شریک اسے کر کے کن لوگوں
 کو عزت و توقیر ملا کر ہم پایا کیا اور ملاہیت و اخرا اور ملاہقت و شکار سہول فرما کر کلام الفت آواز کیے بیت مدی راہی
 اسل را شد جز ہو اگر مردے حسن الی من ابی جاہد ہر چند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کرمی اور مردانی زیادہ تر تھا یہ نجات
 و نفع ال سے سر نہ اٹھاتے تھے سلطان انکی تسکین خاطر کیواسطے فرماتا تھا جیسے تمکو ای نہیں کی ہیں بادشاہ تمھارا دشمن میر غیاث
 باعث تمکرمی ہو بلکہ دو تھوڑی اپنے ولی نعمت کی بچا لائے اور چاہتے تھے کہ دولت بادشاہ غیاث الدین بلبن کے خانوادہ سے
 سے بچاؤ سے غایت آگئی ہے ہر کہ جو ارادہ ازنی ہے میری تعلق پکڑنا تھا کہ حکومت اس خاندان سے زائل ہو کر آخر عمر میں مجھے ہو بچے تمھاری
 کوشش نے نتیجہ اور خاتمہ نہ پہنچا تم وہی لوگ ہو کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں جو تھوڑی الفت میرے حال پر ہو
 تھے میں اسے اختیار اور اعتبار اپنا جاتا تھا مگر اس وقت اور ملک چھو کو بھی جو ایک عینہ داروں، شہر جیر کے ساتھ
 پناہ لیا تھا کہ تھوڑے کے سلطان کے روبرو بھیجا اسکی بھی شاہ نے قید کر لی اور عہد میں بٹھا کر ملتان کے جاگیردار کے
 پاس روانہ کیا اور یہ حکم افروز پایا کہ ملک چھو کو مع اہل حیاں مکان خوبین اتارو اور اطلال اور پھر بادشاہ قشور و سلطان پیش
 و عشتہت کا جو کچھ بادشاہ کے لائق ہو مہیا رکھو اور انکی محافظت میں رہو اور انکی دیکھنی اور چاہنی میں سیر کی
 مکرنا اور ملک حبیب امیر امرائے خلجی کو بہ نوازش کہ سلطان نے وارث ملکیت اور سائراطر کی نسبت مبذول فرمائی ناگو اور بلکہ
 گتہ ری اور عرض کی کہ سلطان نے جو یہ لطف ساتھ اس جماعت واجب القتل کے فریاد و شہادت اسی کے خلاف ہو اور قورقہ

جہانپانی کے منافی ہو خوزیری جو بادشاہ غیاث الدین بلبن سے اس قسم کے گروہ کے بارہویں جلسی قورع میں آئی خداوند عالم نے معاہدہ فرمائی اب مناسب دولت وہ ہو کہ سیاست اور خوزیری سے اس گروہ کو آپ سعادت نرغبین اور ملک چچو خان کو اگر قتل کرین تو اس کی آنکھ میں پتھر پڑے عہد پڑیں جبکہ بادشاہ اس طرح کے آدمیوں پر ایسی نوازش فرما دیا کہ تمام خلقت کو مخالفت اور بغاوت کی جوس ہوگی اور فساد برپا ہوگا اگر ہم ان کے ہاتھ گرفتار نہ کرتے تو نام و نشان خلیجین کا رو سے زمین پر رکھتے سلطان نے جواب دیا کہ جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہوا ہے اب اور واقف جہانپانی کے بلبلین کیا کروں کہ میں نے عراقی ستر برس مسلمان بنی ہوئی اور کسی مسلمان کا خون ننگرا باب کہ ضعیف ہوا ہوں اور عمر آخر کو پہنچی نہیں چاہتا کہ خون مسلمانوں کا گروہ صفت قہاری اور جباری کی اپنے اوپر ثابت کروں اگر ہم ان کے ہاتھ پڑنے اور وہ ہماری خوزیری کرتے کسی جواہری قیامت کے دن ان کے ذمہ دینی نہ ہوئے اور ہر ہونہر سلطان غیاث الدین بلبن کے نوکر ہے اور حقوق اس کی نعمت کے ہماری گردن پر ہیں کچ کر اس کے مالک پر نہ صرف ہوا ہوں اگر اس کے جوان انصار کو بھی قتل کروں ایک بارگی ویدہ مردی پر خاک ڈالوں اور اس کے اور بھی کلام دریشانہ اور صوفیاد کے آخر کو اس مقدس زمین بازی کھاکر پکوتیخ طاعت کا شتہ کیا کس واسطے کہ حکما لے کہا ہو کہ بادشاہی دور کن جتنی ہو ایک لطف دوسرے قدر و جہت کے ایک میں اُن دونوں سے خلل پڑے بادشاہی زوال قبول کرے بیت محل گوش بہت امان چندان نہ کیسیا بی خوش بہت امان چندان نہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے بعد واقعہ ملک چچو کے جب بد اون سے دار الملک نے شہر میں اجرت فرمائی اس وقت کہ علاؤ الدین خلجی کو دیکر اس طرف روانہ کیا اور تربیت سپاہ اور کپادی ولایت میں مصروف ہو کر صفت قہر کی جولا رہ بادشاہی ہو کیا ارگ ہاتھ سے دی اور صفت علم و بے آزاری کو جہت کمال میں پہنچایا اور جب یہ خبر جابجا لوگوں نے سنی دزدان کر اس مو اس و ررتہ یون اور چکیون تمام مالک نے سر اٹھا کر فتنہ و فساد شروع کیا اور جو حیا چورون اور گراہون اور ہرنون کو گرفتار کر لاتے قاضیوں اور مشائخوں کی طرح ہتھوڑی اور احوال شالیستہ سے سوگند اور توبہ کر کے فوراً چھوڑ دیتا تھا اس سبب سے خلجی جو خندان درگاہ سے تھے مجالس اور محافل میں سلطان جلال الدین بلبن پر زبان طعن دراز کر کے ہر شخص کلام ناخوش بڑھ کر کرتے تھے اور حرف اور رند اگرچہ تقریباً مٹھا کر وہ باتیں سب سلطان میں پہنچاتے تھے لیکن وہ غافل کر کے کتنا عقا کہ مست لوگ سمیت جلتے ہیں اُن کے قول پر خروہ نہ پکڑنا چاہیے پھر توبہ نہ ہو چکی کہ مقربان سلطان کفران نعمت اپنے اوپر قرار دیکر بولے کہ سلطان جلال الدین بلبن چند شجاع و صفت شکن ہو اور مخلون سے چند مرتبہ لڑا ہو اب کہ وہ ضعیف اور ناتوان ہو ہو شمر کہنے اور شمر کہنے اور شمر کہنے اور شمر کہنے کے سوا اس سے کوئی کام طور میں نہیں آتا ہو مناسب وہ ہو کہ ہم سب اتفاق کر کے اسے مغول کرین اور ملک تاج الدین کوچی کو جو امراء صاحب داعیہ سے سخت سلطنت پر بیٹھا دین اور اکثر امراء خلجی نے ایک دہ ملک تاج الدین کوچی کے مکان میں قہان ہو کر مجلس فریاد نقد کی اور حالت سستی میں بولے بادشاہ جلال الدین سلطنت کے لائق نہیں اس امر کا شالیستہ ملک تاج الدین کوچی ہو اور تمام مرخرقات میں مشغول ہوئے پھر ایک امین سے بولا کہ میں باوصف نیم شکار ہونے کے بادشاہ جلال الدین کا کام تمام کرنا ہوں سرادست بقضہ ہو کر کہنے لگا کہ میں اس شیخ آبدار سے اسے خیابار کی طرح دو کرے کرنا ہوں جب اس نے مجلس شراب میں باوہ گوئی حد سے زیادہ عمل میں لائے ایک امین سے اٹھ کر باہر گیا اور اپنے تئیں بلا توقف سلطان کی خدمت میں پہنچا کہ صورت حال تفصیل ظاہر کی سلطان اس مرتبہ اگرچہ دشنام دہی اور یہودہ گوئی ان دشمنوں سے نہ آزدہ ہو لیکن ان کے اس ارادہ ناصواب سے نہایت آزدہ اور بیادقت ہوا مسمیوت آدمی بھیج کر مجلس کے تمام امالیون کو حاصر کیا اور زور سے ہتھ پڑا تو انہی خلاف سے کھاکر ان کے روبرو پھینک دی اور فرمایا کہ یہ تلوار جو شخص تم میں سے دعویٰ مردی اور مردانگی کا کرتا ہو اٹھائے اور مجھے کٹے کہ میں ہتھ

اور صد و غرہ ماہین سلطان کی خدمت میں جا کر شرف دست بوس سے معزز ہوئے فانی فخر الدین تاج الدین کہ سرمد علماء سے اس
عصر سے مخفا ملتقم ہو کر صدور اور قضات اور جمیع علماء سلطان سے امتحان کئے تھے تین کے سلطان نے جو کلمہ رکھا اہل سے جدا کیا ہو
اس لیے نام نامی کو ساتھ لقب المجاہد فی سبیل اللہ منبر و پیر باد کر کے رہیں سلطان نے جہت نکرا شکا نکھو نے جاری کیے اور کہا جو فانی فخر الدین
ملکہ جہان نے میر تقی فقیہ سے نصیحت یہ پیغام دیا لیکن میں جس سے یہ بات کہہ کر بیان ہو اس کو اس کے کہنے نے اپنے دین اندیشہ کیا کہ میں نے جو
اہل سنت میں ہوا بیان مخلوئے کیں خدا سے عذر چل اور طبع شہادت اور قصہ دیندہ کہنے علامہ دین اسلام کے یہ فقیہ بلکہ پیشہ غرضہ بھی
کہ نام اور تاد ازہ میرا بلند ہووے یا میرا اعتبار اور عزت میرے مالک بادشاہ غیاث الدین بلبن کے روبرو زیادہ ہووے یا چصف اسکے
علماء اور صدور اور قضات نے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے وعدہ دفع کرنے کی واسطے وجہ تاویلات پیدا کیں اور تکرار کی
لیکن کسی طور سے قبول نہ فرمایا اور بجایہ غریب حادثہ کے جو ایسے بادشاہ سلیم نفس کے زمانہ میں وقوع میں آئے تھے کہ اس بدی و لہام و ریشہ میں کاہی
ضیاء برنی اور صدر جہان گہرائی نے یوں بیان کیا کہ جو ملک الامرا ملک فخر الدین کو نال نے کہل سکے اکثر مقام حدودہ میں سکھ سکھ مذکور
ہو اس سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے عہد میں فانی نوحہ بلوک اور خواہن بلبنی جو بے جا گیر تھے تھے اور اسکے دولت کی پناہ میں
زندگی کرتے تھے سرگردان اور عاجز ہوئے اور اس طرح سے بارہ ہزار آدمی قرآن خوان کہ ہر روز ہزار مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے اور سید بیاہی
اور سر شہک کہ اسکے نوکر تھے اس جواب کے انتقال کے بعد پریشان حال ہوئے اور آخر نے سیدی علی کی خانقاہ میں ملنا اختیار کیا محققات
شیخ عین الدین بجا پوری سے اصرار ہوا کہ وہ ایک مرد باہن ویشی میں تھا جو جہان سے غریب کی طرف گیا اور ایک مدت مدید صاحب دلوں کے ہر
بسر لکھا اور اسے نظر معارف حاصل کر کے جہان میں مراجعت فرمائی پھر چند روز کے بعد شیخ فرید الدین گنج کی زیارت کو ہندوستان کے
سمت راہی ہوا اور اجودین میں اسے ملاقات کی اور چند مدت اسے صحبت بھی بخشی بلبن کرنا تھا اور عارفانہ کلام کرتا تھا بادشاہ
غیاث الدین بلبن کے عہد سلطنت میں ملی کی سیر کی ہوئی تھی شیخ سے اجازت لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا ایک روز شام صحبتے اری میں شیخ
نے کہا تو چاہتا ہوں کہ دہلی میں جا کر چند آدمی و شذخلی کا اچھا اور بیکو لے اور ہر طرف کے مسافروں کو طعام دیے اس راہ میں مجھے سمجھ
نہیں کہنا اور مانع بھی نہیں ہوتا لیکن مجھے ایک نصیحت یاد رکھ ملوک و امرا اور بوقیان شاہ کے ساتھ تامل نہ کرنا اور انکی انتہائی سے
محترم رہنا کہ مصاحبت اور خللاط اس جماعت کا ہم فقیروں کو سبب کٹ کا ہو سید مولادہلی میں ہو چکر متوطن ہوا ایک خانقاہ عظیم
تعمیر کروائی اور فقراء اور مساکین کی دعوت اور ضیافت میں مصروف ہوا ہر روز جب قدر مردم و پیش مسافر اور مجاہدوں کی خانقاہ میں
ہوتے تھے محروم نہ کرتا تھا اگرچہ مسجد جامع میں نماز جمعہ کیواسطے نماز تھا انہما مکاشین نماز اور کرتا تھا اور سبب شذخلی نہ تھا جیسا کہ
بزرگان دین نے قرار دیا ہو کجا نہ لانا تھا لیکن مجاہدہ اور ریاضت بہت چھینتا اور حاجت بابہا اور کے سوانہ نہ تھا اور نان برنج خرید کر کے
کھاتا اور کوئی عورت اور خادمہ نہ رکھتا اور لذت شہوات کے گرد نہ بھرتا اور کسی آفریدہ سے کچھ چیز نہ لیتا تھا اور سفر خرچ کرتا تھا کہ لوگ
حیرت میں آکر کہتے تھے کہ وہ علم کی بیا جانتا ہو اور جب عہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا گذرا اور عہد مغری کہ زمانہ غفلت اور
بخیری کا تھا وہو بچا سید مولادہلیار اور غار میں نہایت درجہ کوشش کرتا تھا اور خواہن بلبن اور ملوک کے ساتھ مختلط ہو کر شیخ
فرید الدین عطار رحمہ کی نصیحت دل سے محو کی میت برالترش دن نہ کو رخ فروزد نہ کہ وقت آمد کہ صدر خن بسوز دہ اور سبب خواہ
افراط سے خرچ کر کے اکابر اور اعیانہ کو دین ہزار تنگہ زر سرخ انعام فرماتا اور انکے اسطے اپنی خانقاہ میں ستر خوان بچھا کر ایسے
طعام لذیذ اور اشربہ گوناگون چنتا تھا کہ سلاطین و دربار کار کو پسینہ ہوتے تھے اور اکثر البسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہزار ہا ہندوستانی
وزن سے اور دوسوین مصری اور دوسوین شکر اور پانسوین سلوچ اور کئی من روغن اور اشیائے دیگر جو ضروری تھیں

شیخ عین الدین بجا پوری سے اصرار ہوا کہ وہ ایک مرد باہن ویشی میں تھا جو جہان سے غریب کی طرف گیا اور ایک مدت مدید صاحب دلوں کے ہر
بسر لکھا اور اسے نظر معارف حاصل کر کے جہان میں مراجعت فرمائی پھر چند روز کے بعد شیخ فرید الدین گنج کی زیارت کو ہندوستان کے
سمت راہی ہوا اور اجودین میں اسے ملاقات کی اور چند مدت اسے صحبت بھی بخشی بلبن کرنا تھا اور عارفانہ کلام کرتا تھا بادشاہ
غیاث الدین بلبن کے عہد سلطنت میں ملی کی سیر کی ہوئی تھی شیخ سے اجازت لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا ایک روز شام صحبتے اری میں شیخ
نے کہا تو چاہتا ہوں کہ دہلی میں جا کر چند آدمی و شذخلی کا اچھا اور بیکو لے اور ہر طرف کے مسافروں کو طعام دیے اس راہ میں مجھے سمجھ
نہیں کہنا اور مانع بھی نہیں ہوتا لیکن مجھے ایک نصیحت یاد رکھ ملوک و امرا اور بوقیان شاہ کے ساتھ تامل نہ کرنا اور انکی انتہائی سے
محترم رہنا کہ مصاحبت اور خللاط اس جماعت کا ہم فقیروں کو سبب کٹ کا ہو سید مولادہلی میں ہو چکر متوطن ہوا ایک خانقاہ عظیم
تعمیر کروائی اور فقراء اور مساکین کی دعوت اور ضیافت میں مصروف ہوا ہر روز جب قدر مردم و پیش مسافر اور مجاہدوں کی خانقاہ میں
ہوتے تھے محروم نہ کرتا تھا اگرچہ مسجد جامع میں نماز جمعہ کیواسطے نماز تھا انہما مکاشین نماز اور کرتا تھا اور سبب شذخلی نہ تھا جیسا کہ
بزرگان دین نے قرار دیا ہو کجا نہ لانا تھا لیکن مجاہدہ اور ریاضت بہت چھینتا اور حاجت بابہا اور کے سوانہ نہ تھا اور نان برنج خرید کر کے
کھاتا اور کوئی عورت اور خادمہ نہ رکھتا اور لذت شہوات کے گرد نہ بھرتا اور کسی آفریدہ سے کچھ چیز نہ لیتا تھا اور سفر خرچ کرتا تھا کہ لوگ
حیرت میں آکر کہتے تھے کہ وہ علم کی بیا جانتا ہو اور جب عہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کا گذرا اور عہد مغری کہ زمانہ غفلت اور
بخیری کا تھا وہو بچا سید مولادہلیار اور غار میں نہایت درجہ کوشش کرتا تھا اور خواہن بلبن اور ملوک کے ساتھ مختلط ہو کر شیخ
فرید الدین عطار رحمہ کی نصیحت دل سے محو کی میت برالترش دن نہ کو رخ فروزد نہ کہ وقت آمد کہ صدر خن بسوز دہ اور سبب خواہ
افراط سے خرچ کر کے اکابر اور اعیانہ کو دین ہزار تنگہ زر سرخ انعام فرماتا اور انکے اسطے اپنی خانقاہ میں ستر خوان بچھا کر ایسے
طعام لذیذ اور اشربہ گوناگون چنتا تھا کہ سلاطین و دربار کار کو پسینہ ہوتے تھے اور اکثر البسا اتفاق ہوتا تھا کہ ہزار ہا ہندوستانی
وزن سے اور دوسوین مصری اور دوسوین شکر اور پانسوین سلوچ اور کئی من روغن اور اشیائے دیگر جو ضروری تھیں

اس کے باورچیان میں بخت ہو کر خانقاہ میں تقسیم ہوتا تھا اور ان درویش کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کچھ عنایت فرمانا چاہتے تھے یا غیبت اس اشیا کی جو خریدی تھی اس کے دینے کا ارادہ کرتے تھے کہتے تھے فلاں لو رہا یا فلاں بھرا یا اس شخص کو اٹھاؤ اس کے نیچے ہدف رنگہ لقرہ اور طلا ہیں اٹھا لو جب اس کو اٹھاتے تھے ان کے ارشاد کے بموجب ہاتھ تھے اور خیال کرتے تھے گویا ہدف نشانہ لکھ رہے تھے اور جب سلطنت خلیجوں کو پہنچی اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سریر حکومت پر متمکن ہو خلافت نے اس کے پاس زحمہ هجوم کیا اور خانقاہان لہ بادشاہ جلال الدین اسے اپنا والد قرار دیکر اکثر اوقات اس کی خدمت میں جانا تھا اور فرمان شاہ اور خیرین اور ملکوں کا رنامہ اشراف روزنامہ کی ملازمت میں حاضر ہو کر نصیحتیں گونا گوں کو انھیں اپنے ہمنواؤں پر سیرت تھیں اس کی خانقاہ میں مہیا پاتے تھے اور جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے ملک الامرا ملک خراج الدین کو نوال حمت حق میں پہل ہوا اس کے تمام تعلقوں نے دست قبول سیرت لاکے دین میں رہا اور اس کے اشارے سے طاقتور اور اندیشہ مند اور پھر نیک نیچے سے سونے اور چاندی کے ٹکے حاصل کر کے زامین عیش و عشرت سے گذراتے تھے ہر حصہ میں چینی جلال الدین کا شانی نے کہ ایک مدختہ آگیزہ اور چہان بادشاہ سے تھا اس کی خدمت میں جا کر اس کا حریف بانی کے کثالی سحر اس کے دلیں سطح جگہ کی کہ سیرت لاکے اس سے راست کردار اور غیر خواہہ ہوا معلوم کیا اور اتحاد اور خصوصیت اس سے اتنا کہ ہو چکا کہ کہیں میں اور چار چار روز خانقاہ میں ہرگز سے سلطنت کی واسطے ترغیب و ترغیب کرتا تھا اور کہتا تھا کہ قادری الاطلاق نے ہدف قدرت کو محفل صوفیہ تھے کرامت فرمائی ہو کہ بادشاہی ظالموں کے ہاتھ سے برآوردہ کر کے خود متقلد اس امر حلیل کا ہو اور شریعت رسول اللہ کی پیروی کر کے ایک خلقت کو ساتھ حدل اور داد کے صمد اس و اماں میں نگاہ رکھے اور جو ہیں سستی کو گیارہ فرسے قیامت میں کیا جواب دیکھا چنانچہ لوازم بشریت ہر بشر کے ساتھ لاحق ہیں وہ بیجا یہ فریب کھا کر تہمت و مفادات خروج میں جہد و جد کرنے لگا اور لایاب مرید کو ساتھ ایک خطاب اور منصب کے نامزد کیا اور پھر جن کو نوال اور نہماے پہلوں جو سیرت و کسب طریقت سے حسان بہت دیکھتے تھے متعہ اس امر کے ہونے کہ جو کے روز سوانحی کے وقت فدائے دار اکو بادشاہ ناک ہو چکا کہ اس کا کام تمام کر دیکھا اور دس ہزار روپے دے کہ پوشیدہ سیرت مولہ سے بیعت کی ہو اپنے تئیں جلالیہ سیرت مولہ کے پاس ہو چکا کہ تخت شہری پر بیٹھا دین التفات سے ایک مجلس نے ایک بخش ہم ہو چکا کہ کیفیت حال غم و حجاب بادشاہ جلال الدین کے سنیع مبارکین ہو چکا کہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے سیرت مولہ کو مع قاضی جلال الدین کا شانی اور ایک جماعت حاضر کر کے حقیقت حال ہنفسار فرمائی سب اتفاق منکر ہوئے اور عرض کی ہم اس امر سے ہرگز آگاہ ہی نہیں رکھتے اور اس معنی سے مطلع نہیں جب ان کا ارکانا حد سے گذرا اور مدعی ثبات سے عاجز ہوا بادشاہ نے صحرائے بہار پور میں ایک اتق غلیظ روشن افروختہ کی کوشلہ اس کا آسمان تک پہنچا تھا اور جو مع جمیع اہل سپاہ و علما سواری ہو کر ایک بار گاہ میں جو اپنے واسطے برپا کی تھی مقیم ہوا اور فرمایا کہ سیرت مولہ اور قاضی جلال الدین اور پھر جن کو نوال اور نہماے پہلوں اور ایک جماعت اور اتباع اس کے سے آدین اور اتق سے گذر کرین تو بہت گور و غلو سے ظاہر ہوئے جس وقت کہ انھوں نے آواز بلند کر کے شہادت پڑھا اور آگ میں خل ہو چا پتے تھے بادشاہ جلال الدین نے ترجمہ فرما کر علمائے وقت سے استفسار کیا کسی نے فتویٰ مذہب اور کہنے لگے کہ آگ بالطبع جلالت والی ہر بہت گور و غلو کو کسب ان جلا و گلی اور محمد مصطفیٰ کی علیہ السلام کی شریعت غریب سیرت سے درست نہیں ہو کہ ساتھ اتق سوزندہ کے جہات تحصیل ہو دین بادشاہ اس ارادہ سے باز آیا اور کسی مجلس میں قاضی جلال الدین کا شانی کو بدواؤ کی قضا پر بھیجا اور امر اسے کہ میں اور وہ ہم بہتر کو جو تمہارے تھے اپنے دارالملک سے نکال دیا اور دونوں کو نوال جو شاہ کے قتل پر متعہ ہوئے تھے سب سے تمام کو قتل کیا اور وہاں سے قصر کی طرف متوجہ ہوا اور قصر کے مقابل سیرت مولہ کو دست بستہ بائیں ایستادہ کیا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس سے سوال کرتا تھا اور وہ جواب دیتا تھا اور باوجود اس کے شرعاً

اور عرفا اُس پر کوئی گناہ ثابت نہ ہوا اسکے وجود کو موجب خلل بادشاہی تصور کر کے شیخ ابو بکر طوسی حیدری کو ساتھ ایک جماعت
 درویشان جبرہری جو ولایت سے اسکے ہمراہ آئی تھیں کو فکاک کے قریب طلب کے فرمایا اور درویشوں کو دیکھ کر اس نے بے ہمتی
 میں کس قسم کا ظلم کیا ہو اور کس نوع خلل ظہور میں پہنچایا چاہتا ہو انصاف کو بخوبی نام ایک قلندر بیباک کہ اسکے ہاتھ میں
 غریق تھا حقوق اس کے بجا لایا بے تامل اسکے من ناز میں کو بستہ اور حوالہ دوز سے طرح کیا سید مولہ فرما دیا کہ مجھے جلد
 اپنے سدا پر پہنچاؤ میں اپنے قتل ہونے سے خوشحال ہوں آرزو نہیں لیکن لغین جانتا کہ آواز طائفہ درویشان ظہور ہونے پر نہیں
 رکھتا اور عنقریب اسکا مکافات تیرے اور تیرے خاندان کی نسبت پہنچے گا بادشاہ جلال الدین قتل میں اس کے متروکہ متفکر ہوا
 اس درمیان میں شاہزادہ اکلینان لے جو خانہ خانات کو بٹیا بنانے کے سبب سید مولہ سے عداوت رکھتا تھا تعجب کر کے کوٹھے پر سے
 قبیلہ سے اشارہ کیا تو اس نے بیوقوفانہ پختی اُس پر دڑا کہ کام اسکا انجام کو پہنچا یا بلایت بر دی کہ ملک سراسر زمین بے نیرزد کوٹھے
 چمک بر زمین بہ صبا الدین بری مولف تاریخ فیروز شاہی جو ایک صاف الفول جانتا ہو کہتا ہو کہ میں اس روز ملی میں تھا مجھے
 خوب یاد ہے کہ سید مولہ کے قتل کے بعد ایک آندھی سیاح اُٹھی کہ جہان تیرہ و تار ہوا اور ہندو ظلمت جہان میں چھائی کہ بچہ بزرگ
 کوئی کیسکو نہ دیکھتا تھا اور اس سال کوشتہ چوسو نوے سے بھری تھی دلی اور اسکے اطراف میں بارش کی کمی ہوئی اور قحط چھا چھا جو ہم انکا
 جماعت جماعت گرسنگی سے ایکجا ہو کر آپکو جون کے پانی میں گرائے تھے اور غرق ہوتے تھے لفظ بے شک خدا کے در ہر زمین بہ باحق
 بر بزرگو جیسے جنین بہ در و فطرہ تھے بزرگو ہو اید نر وید در وید ہر برگہ گیادہ بجائے گیا گردوست زرگین بہ کشت آسمان جابے بزم زمین
 شنیدم کہ خلفہ در ان خشک سال بہ چنان کشت عاجز رنگی جان بہ وہ بخت اور دم متبہ گرفتہ ہر دست بر یکد گریہ بے عرف گشتہ
 در آب چون ہر فساد جسے نین گشت پیدا بکون نہ بے خلق مسکین در آن روز گار بہ بردند در کو چہ از از بہ جب اقمہ جہت افزا سید مولہ
 و فوج میں آیا و بار دو سپہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی تخت میں ناخست لایا اور کشت شروع ہوئی و زبرد قضیہ نامر ضیا رخ ہوا اسکی بادشاہی
 میں ایک استظام اور رونق ملتی تھی اسی روز سے پڑا بیٹا اسکا اختیار الدین خان خاندان کہ جسکے تاصیہ سے آثار بادشاہی
 بزرگی کے واضح اور ملاحظہ تھے اور جمیع امرا دوست دشمن اسی کے قدر و دیدہ کے ملاحظہ سے قدم جاہ اطاعت سے باہر نہ کھٹے
 تھے اس کے مزاج خیریت نے اعتدال سے انحراف پایا اور محتاج اطیاعے حاذق کا سو منہ پڑا بسیاری روز بروز زیادہ ہوتی تھی
 اور نا تو فی لحظہ یہ لحظہ زور کرتی تھی یہاں تک کہ فوت ہوا اور بادشاہ اسی سال میں تختہ پور کی طرف فوج کش ہوا اور اراکین کو
 و لیسہ کر کے چتر اور تمام لوازم بادشاہی لیکر نئے شہر میں چھوڑا اور جب قلعہ تختہ پور میں پہنچا اس قلعہ کو نہایت مستحکم کیا اسکے
 لینے کا مقصد نہ ہوا اور جہاں کی سمت روانہ ہوا اور اسے فتح کر کے بہت غنیمت لایا اور نچان مالوہ کے فکست اور ویران کیے
 اور مراجعت کیوقت پھر قلعہ تختہ پور میں ناخست لایا جبکہ وہاں کاراجہ مقام نرمی اور فرمانبرداری میں نہ آیا بادشاہ جلال الدین
 تے تیار ہی سا باطن اور کو چہ بے صلاحیت کا حکم دیا لیکن پھر جلدی فسخ عہدیت کر کے کوچ کیا اور ارکان دولت سے فرمایا میں جانتا ہوں
 کہ قلعے کے لینے میں سخی کروں مگر جب لغین ہو کہ وہ قلعہ بہ وں شہادت چند ہر اسلامائوں کے مضمون نہو کا فسخ عہدیت کی ملک
 احمد حبیب جو مقربان درگاہ سے تھا اسے عرض کی کہ بادشاہ کو جو باگیر می کیوقت قتل ہونے کا ملاحظہ چاہیے کہنا عنقریب
 بنائے راجہ کو ایک خیال اور دہلیس گذر گیا پاؤں اپنے دائرہ سے باہر کھلے گا بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی اس بات سے
 آزرده ہوا اور اسے یہ جواب دیا کہ تیرا گمان وہ ہے کہ بادشاہوں کو قتل ہونے سے پہلے ان میں رکھیں اس کام کے جو بادشاہ
 کہ مسلمان ہیں اور خدا اور رسول خدا کی طرف بازگشت رکھتے ہیں اور آخرت کے معتقد ہیں مگر ترک ہوتے ہیں اور دین باز

تجسس کیا سو کہ میں پیر ہندو ہوں نہ سب نہیں کہ جباروں اور فراعنہ کے فعال اختیاروں اور ایسا عمل میں لائوں کہ
 لا کھولن زن و فرزند ہل اسلام کی بیوہ اور یتیم ہوں اور علامہ اسکے اور بھی کلام اس قبل سے کہ اور پوری میں غل ہوا اور کچھ چوسو
 اکالوے سحری میں ایک قراہیتوں ہلا کو خان سے دس تین مثل لیکر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور تین عمارت ہو دس ہزار سواری
 جب دشاہ اس مرے واقف ہو لشکر قاپو انکے دفع کیواسطے ہزارہ کا لیکر کوچ کیا اور حدود ہرمین دہلیوں فوج کا سامنا ہوا اور
 باہین اسکے ایک دریا واقع ہو مقابل ایک دوسرے کے دار ہونے اور پانی کیواسطے ایک صحرے وسیع باندازہ لشکر قراہ کو چند
 روز مبارز طریق جنگ میں مشغول ہے اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور ایکے وزدیریاں ولوں طرف کے سپہ سالاروں میں مقابلہ
 عظیم اور سو کہ شد بد واقع ہو آخر کو لشکر اسلام کے مقتدرہ منظر انصوہ پہنچے اور مثل ہیشیا حلف تیج خون آشام چنے درو وافر اکرا
 ہزارہ اور جنکس امرے جدید مثل سے اسیر ہوئے اسکے بعد ایک جماعت اہل صلاح سے دریا میں آئی مقداد قلعہ نرسنب دیے
 بادشاہ نے آئے سوار کو جو قراہت ہلا کو خان سے رکھنا تھا اپنی زبان ہارک سے فرزند فرمایا نے بادشاہ کو دیکھا اور بموجب
 دور سی درو وستی دہلیوں نے دور سے سوار ایک دوسرے کو دیکھا اور بعد رسال تحف و ہدیہاے طرین لشکر مثل ملت گیا اور انکو خان
 نواسہ چنگیز خان مع چار ہزار مثل مع زن و فرزند سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی سے حالہ اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا
 اور علامہ اسکے بادشاہ کی دامادی سے خنصا من پاپا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے اپنے بیٹے ارکین خان کو ملتان
 اور لاہور اور سند کا حاکم کیا اسکے بعد دار السلطنت شہر لڑکی طرف مراجعت فرمائی انکو خان و تمام امرے مثل کا کسانکو تسلیم
 کے شہرت پائی یعنی حوالی غیاث پور کہ مقبرہ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ وہاں ہر مسکن تعمین ہوا اور اس گروہ نے وہاں عمارت
 عالیشان اور محل وسیع تعمیر کیے اور اسکا نام مثل پورہ رکھا اور ۹۹۹۹ چھ سو بانوے سحری میں بادشاہ نے مندر میں جا کر اسکے
 قلعہ کے نواح کو غارت فرمایا اور اسی عرصہ میں ملک علاء الدین حاکم کوہ نے التماس کی کہ قادی قلعہ تناسہ پر تاخت
 جاوے اور اسکی اطراف کو غارت کرے موصوہ اسکا پذیرا ہوا چنانچہ حکم کے موافق اسنے قلعہ تناسہ کو غارت کیا اور غنائم
 وافر لیکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس غنائم میں سے دولت ہشت دھاتی جو ہنود کے معبود تھے ہڈیوں کے پڑاؤں کے پڑاؤں
 پر ڈال کر پی سپر خلافت کیسے خدمت ملک علاء الدین کی بادشاہ کو پیش آئی تو از شات خسروانہ اور صفاہ مجاگیر و دھ سے سرفراز
 فرمایا ملک علاء الدین نے جب بادشاہ کو اپنے حال پر مہربان پاپا موصوہ کی کہ چندی کی طرف وجوہ میں چندر اجھا
 خزان اور فوج ہیں اگر حکم ہووے غلام وجہ فوج مل اپنے اقطاع سے ملازم جدید نگاہ رکھے اور فوج قدیم اور جدید کی اعانت سے
 انکے سر پر تاخت لیجا کر غنائم کثیر و ہائے لاکر دخل خزانہ عامہ کرے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کمال کی طمع سے اسکی التماس
 قبول فرمائی اور ملک علاء الدین کی عرض ان سب مقدمات سے وہ بھی کہ اپنے تین حکومات ملکہ جہانے کمال تسلط بادشاہ پر کھتی
 تھی اور اسکے غلبہ سے کچھ عرض نہ کر سکتا تھا خلاص کر کے ہمیشہ سفر دور دراز میں ہے بلکہ اگر ممکن ہووے ولایت دور دست میں ایک
 مقام مضبوط پیدا کر کے وہاں فرو کشتی کرے الغرض ۹۹۹۹ چھ سو ترانوے سحری میں ملک علاء الدین دہلی سے نقد خرصت حاصل
 کر کے کوہ کبیطون روانہ ہوا اور سپاہ ملک چھیچھو اور دوسرے امرے طینی کو جو سرگردین تھی ملازم رکھا اور ستا تھا کہ رام دیو راجہ دکن
 خزانہ سور وئی کئی قرن کا رکھنا ہے اور کسی بادشاہ دہلی کو ایسا خزانہ نہیں ہوا لہذا اس سات آٹھ ہزار سواری بہانہ بہت چندی
 ۹۹۹۹ چھ سو چار سو رافوے سحری میں جنگ کے راستہ سے کہ راہ نزدیک ہوا وہاں پڑا اور جسوقت کہ دکن کی سرحد میں پہنچا اس امید
 پر رام دیو کے سر پر تاخت لیگیا کہ جو شہر دیو گڑھ حصار اور در بند نہیں رکھتا شاید کہ طالع رجمند کی سعادت سے

عہ امرے چھوڑ اسکی فاری میں کچھ کلام ہر اکاٹ کی غلطی کی اور اسے صاف پڑھنا چاہیے ۱۱۱۱

صبح کو رام دیو یا کوئی اسکے فرزندوں اور قریبیوں میں حالت غفلت میں گرفتار ہووے اور بسبب اس سبب کے مبلغا سے
کلی اس سے دستپا ب کیجیے ہر چند یہ ارادہ اسکا عقل سے بعید و محقق سے قریب تھا لیکن اقبال بلند کی نالالت سے ترکیب اس
از خطیر کا ہوا اور پادشاه علیچ پور سے اٹھایا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ دور و زوہان آرام کر کے دیو گڑھ کی طرف جلدی روانہ ہوا
اور رام دیو اپنے فرزند کو لیکر جا سے دور دست میں گیا تھا جب سنا کہ ملک علاؤ الدین دیو گڑھ کے حدود میں آیا ہو تو راجاؤں کا لشکر
گراں لے کر مقابل آیا اور بعد محاربہ ملک علاؤ الدین نے اس لشکر کو شکست دیکر دیو گڑھ کو فتح کیا اور متوقف طہنات ناصری
کو معاصرہ کیا تھا بون روایت کرتا ہے کہ ملک علاؤ الدین نے گڑھ سے برآمد ہو کر ایک راہ آگے بڑھی اور شکار میں مشغول ہوا اور سنا
اسی راجاؤں کے کہ سر راہ واقع ہوتے تھے ہرگز نہ اجمت نہ پہونچا تھا اور خصلوں کے سوا کوئی اسکے ارادہ سے واقف نہ تھا
اور دو عینے کے بعد علیچ پور میں جو دکن کے بلاد شاہیہ سے ہر دفعہ پہونچا اور پیشہور کیا کہ ملک علاؤ الدین ہر اسے بادشاہ مہلی سے
تھا بعض مقدمات کے سبب سے اسکی نوکری سے مستعفی ہوا اب چاہتا ہے کہ راجہ سراج مندری کے روبرو جو مالک نلنگا سے ہر جا
ملازم ہوئے اور آدھی رات کو ظاہر بلکہ علیچ پور سے کوچ کر کے بسبیل تعاقب دیو گڑھ کی طرف دوڑا سوقت میں رام دیو کی
زوجہ اور سکا بڑا بیٹا ایک تنہا نہ کی پریش کو اس حدود میں گئے تھے اور راجہ رام دیو خود نہایت غفلت سے شہر دیو گڑھ میں
مقیم تھا اور چرخ شکر کی شعبہ بازی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا کہ ناگاہ ملک علاؤ الدین پہونچا رام دیو نے سمجھت اس کے دور کرنے
پر تعین کی دو تین ہزار شخص کو کہ حاضر تھے ان کے مقابلہ میں بھیجا یہ جماعت دیو گڑھ سے دو کوس آگے بڑھ کر ملک علاؤ الدین کے
قراولوں سے مقابل ہوئی اور آتش جنگ کو مشتعل کیا جو کفار دکن نے مسلمانوں کے طرز حرب اور ضرب شمشیر و تبر سب سے شکاف
وستان گذار بھی انکھوں سے نہ دیکھے تھے حملہ اول میں ناب نہ لائے اور ایسے پسپا ہوئے کہ دو کوس کے مابین میں کسی مقام پر
باگ نہ مٹوری شہر دیو گڑھ میں دم لیا اور غازیان اسلام کے تعاقب سے رام دیو سر اسیر اور پیران ہو کر قلعہ دیو گڑھ میں کہ ہفت
میں خندق اور استحکام نہ رکھتا تھا قلعہ منہ ہوا اور متعلقان اس کے دو تین ہزار گون جو نمک سے ملو تھیں اور اسی روز تیار کوں
کی طرف سے لائے تھے اور زہر قلعہ اور شہر ڈال کر خوت سے بھاگ گئے تھے فلک بھکر قلعہ میں اٹھا لائے اور انہیں تمام نمک تھا
ملک علاؤ الدین نے اکابر اور تجار اور رعیت کو بھاگنے کی فرصت نہ دی شہر دیو گڑھ میں داخل ہوا اور مہاجروں اور پیرانوں
اور ہانکے رئیسوں کو اسیر اور دستگیر کر کے لوازم تنہا و غارت میں نہایت سعی ہوا اور چالیس زنجیر فیل کوہ تھیل اور
چند ہزار ہتھیار خاص ام دیو کے صطبل سے اپنے عنان اختیار میں لایا اور پیشہور کیا کہ بیس ہزار سوار مسلمان جو ار فلان راہ
سے متعاقب پہونچتے ہیں اور اس کے تاراج کے بعد کہ شہر کئی ہزار برس سے غم اسپ بیگانہ کی آفت سے محفوظ تھا قلعہ کے اطراف
میں جا کر اسکے محاصرہ میں مشغول ہوا رام دیو نے یقین جانا کہ انھوں نے فکر اصل پر کی اور داخل مملکت ہوئے سنا سہ ہو
کہ جب تک ہمارا پیچھے سے پہونچیں اور شریک ہووین ہم ملک علاؤ الدین کو رخصتی کر کے صلح کریں اور اسے اس مملکت سے پھیریں
یہ کہ کہ چند شخص اپنے دوستوں سے کہ انہیں اکثر براہین تھے اسی روز اس کے پاس بھجک یہ پیغام دیا کہ تمہارا آنا اس دیار میں
احتیاط اور دور اندیشی سے بہت بعید ہو اور اس سبب کہ یہ شہر لشکر سے خالی تھا تم اس پر مسلط ہوئے جو چاہو کرو لیکن مغرور و
عنفریب ہو کر اطراف جوانب سے لشکر دکن کے حدود حساب سے باہر ہوئے اس طرف لا کر تم میں سے ایک کو زندہ ملک سے باہر
نجانے دیکھا اور یہ تقدیر دکن سے سلامت باہر چلو گے مالوہ کا راجہ چالیس ہزار سوار اور پادشاہ کا مالک ہوا و گندوارہ اور
خاندیس کا راجہ کہ لشکر کثیر رکھتے ہیں اگر تمہارے آئے سے مطلع ہو گئے سوارا ہو کر اس جماعت سے ایک متفقہ کر تہیہ جہاد میں

نہ چھوڑینگے بہترین ہر کوئی پیشتر اس سے کہ حکام اطراف آگاہی پادین مہاجروں اور عایا سے جو تھاری قیدیوں میں پڑے ہیں نعل بہای
 لیکر معاودت کرو ملک علاء الدین نے راہ دور یعنی اور احتیاط سے یہی قبول کیے اور لوگوں سے کہہ رہے تھے پچاس ہزار
 اور چند من مروا دیو اور قشہ نصیب لیکر اتر کر کیا کر کل صبح کو کپڑے دھوین تا بیچ ہوگی اسروں کو رہا کر دیا گئے اسکے بعد فوج کو حکم کوچ
 دوں گئے اتفاقات سے رام دیو کا بڑا بیٹا اس قصہ سے مطلع ہوا اور لشکر کو فراہم کر کے مقابلہ اور مقابلہ پر اس وقت تھاکہ ملک
 علاء الدین کوچ کا حکم دیکر چلتے پر قہارین کوس دیو گڑھ سے آگے پہنچا رام دیو نے اپنا آدمی لڑکے کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ
 جو کچھ تقدیر اور نصیب ہونے والا تھا ظور میں آیا لیکن جھگڑان کی دیا سے میں کسی طرح کا صدمہ اور ضرر نہ پہنچا اگر عایا
 دست جو روٹم میں مبتلا ہوئی اسکا تارک بخوبی تمام کر سکتا ہوں مجھے مناسب ہر کڑوا بواب قتال اور جدال مفتوح نہ کرے
 کہ ترک یعنی مسلمانوں کا فرقہ عجیب شاہد کرتا ہوں ان سے رطنا مصلحت نہیں ہر طرف کے لیے جب اپنے لشکر کو دشمن کی سپاہ سے
 دو چند دیکھا اسواسطے کہ اور بھی راجہ اسکی مدد کو آئے تھے جنگ میں اصرار کر کے ملک علاء الدین کو پیغام دیا کہ اگر تمہیں اپنی زندگی
 عزیز ہو اور چاہتے ہو کہ اس ورطہ ہلاکت سے نجات پا کر سال مراد پر عبور کرو تو جو کچھ اس شہر کی رعیت سے تمہارے تصرف
 میں آیا ہو واپس دیکر انہی ملک کا راستہ پکڑو اور سلامتی غنیمت سمجھو ملک علاء الدین اسکی پادہ کوئی سے طیش میں آیا اور انہی
 کے بیٹے کے ایجنوں کو رو سیاہ کر کے لشکر میں بھرا یا اور ملک نصرت کو تزار سوار سے قلعہ کے محاصرہ کو اسطے مقرر کیا اور خود ہلا تو
 صفوف حرب آگاہ کر کے لشکر دشمن پر ناخست لایا قریب تھا کہ علاء الدین کا پائے ثبات متزلزل ہو کر راہ معاودت نہ پائے
 تا یشمازدی سے ملک نصرت نے اس وقت بڑا کام کیا کہ علاء الدین کی بلا اجازت محاصرہ سے دست کش ہو کر معرکہ کی طرف
 روانہ ہوا جب لشکر دشمن کی نگاہ ملک نصرت کی فوج پر پڑی تب یقین ہو کہ اس نے ہزار سوار لشکر اسلام جو موجود تھے ان پر بچے
 بھون نے اسے تو ہم سے پشت معرکہ پر دیکر قصد فرار کیا ملک علاء الدین اس وقت منظر اور منظر ہوا اور دیو رسا بن قلعہ
 کو محاصرہ کو کہے آغا رخشونت اور شدت کے پیش پہنچا تے اور مہاجروں اور برہمنوں کی ایک جماعت کو جو اسیر تھی قتل کیا اور
 ایک جماعت غوثیوں اور قرا تیبوں رام دیو کو کہ معرکہ میں اسیر ہوئے تھے طوق اور بخیار سے مطلق اور مسلسل کر کے قلعہ
 کے مقابل ایستادہ کیا رام دیو مقربوں کی فہمائش سے درپے مراغہ ہوا اور جاہا کہ گلبگر و تلنگانہ و مالوہ و خاندیس کے
 جاؤں سے استعانت ڈھونڈ رہے اس درمیان میں معلوم ہوا کہ قلعہ میں مطلق ذخیرہ نہیں ہوا اور وہ گوہرین جو بھیجے گئے
 تھے تمام نمک سے پر ہیں اور جو کہ لشکر کے دبہ اور صلابت سے کوئی شخص مردم دشمن سے قلعہ میں نہ پہنچ سکتا تھا
 رسد پہنچانے کا کیا ذکر ہو یہ لشکر رام دیو دریا سے حیرت میں غوطہ زن ہوا اور حکایت غلہ اور آذوقہ فقدان کی پوشیدہ رکھتا تھا
 اور ملک علاء الدین سے ابواب رسل و رسائل مفتوح کر کے ایسا معوض رکھا کہ خداوند پر ظاہر و روشن ہو کہ دو لشکر کو اس
 قضیہ میں کچھ دخل تھا اور میرے فرزند خلف نے جہل و نادانی اور غرور جوانی سے اگر نشان جسارت کے بلند کیے
 خیر گال کو مو خدا اور ملت نکرین اور ایچھون سے یہ بھی پوشیدہ کیا کہ ذخیرہ قلعہ میں نہیں ہوا اگر دو تین روز یہی محاصرہ ہوگا اور
 ملک علاء الدین یہاں سے کوچ کر گیا تمام آدمی قلعہ کے بھوک کی شدت سے ہلاک ہو گئے اور قلعہ اور علاقہ اہل اسلام کے
 قبضہ میں آجکا تمہیں لازم ہو کہ ایسی کوشش امتدیر کرو کہ یہ سزا نفاذ نہ ہو اور فوج اسلام کوچ کرے لیکن ملک علاء الدین
 اضطراب رام دیو سے نسبت فقدان مراہ معاش کے متیقن ہوا اسقدر تامل اور تساہل صلح واقع ہونے میں کیا کیا ایچھون نے
 الحاج و زاری اور مبالغہ تمام سے اتر کر کیا کر رام دیو چھوڑ دیا اور مہاجروں جو اہل قوت اور ایمان

وزمرد سے اور نہرا من نقرہ اور چار ہزار جامہ ابریشمی اور دوسری اجناس کے تفصیل اسکی موجب تطویل ہوتی ہے اور عقل بھی اسکی تصدیق سے انکار رکھتی ہے ملک علاء الدین کی سرکار میں داخل کرے اور علاوہ اسکے یہ بھی عہد ہوا کہ المچور کو مع توابع اور مصنفات اس کی علاء الدین کے متعلقوں کے تصرف میں چھوڑے اور ضبط اپنا رکھ کر جس محصول اس ولایت کا کوٹہ میں بھیجا رہے اور ملک علاء الدین تمام اسیرین کو قید سے نجات دیوے اور وہ لشکر جو دہلی سے دکن میں تعین ہوا ہے واپس کرے اور درمیان سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور راجہ دیو کے واسطہ ہو کر واپس کرے کہ دونوں میں سازگار رہی ہمشیر رہے ملک علاء الدین تمام اشیاء مذکور اپنے قبضہ میں لایا اور اسیرین کو رملی دیکر پچیسویں روز محاصرو سے منظر اور منصور مع جواہر و اموال موافق اور ہاتھی گھوڑے کو اسوقت تک شان ملی کے خزانہ میں ہتھوڑا لے کر جو ہر جمع ہوا اٹھا کر وہ کی طرف روانہ ہوا عارفان و شغفہ کی کیفیت حال عالم پر اطلاع رکھتے ہیں اور اوپر کتب تو اسبج الدین و آخرین کے مطلع ہوئے ہیں جانتے ہیں کہ جہان میں لطافت غیبی پیشا رہیں اور اس دیر ششدر کے بساط میں کہ شطرنج ہو مقبول کو منصوبہ ہائے خیر مکر کثرت سے ظاہر ہوئے اور ہوتے ہیں لیکن ایسی دولت عظیم کہ نصیب بندگان ملک علاء الدین کو ہوئی کسی فرد از افراد انسانی کو نصیب نہ ہوئی اور تنوکی کو واسطے کہ کوٹہ سے دیو گڑھ تک مسافت بہت ہے اور اسوقت میں کہ اتنے راجہ زبردست مثل راجہ مالوہ و گندواڑہ و خاندیس وغیرہ کے سربراہ واقع ہوئے تھے انکے درمیان سے گزرنا اور دیو گڑھ پہنچنا اور غنیمت کی طرف نکاح بجائے غلہ قلعہ میں کھینچ کر ڈھیر کرنا اور چند روز میں مال تمام عالم کا دستياب ہونا اور پھر اتنے دشمنوں کی ولایت سے بالمال کثیر و لشکر قلیل سلامت بچھڑانا اور چند ہزار راہ ہائے دشوار گزار طے کرنا اور اسی سال سواد عظم ہندوستان کے سریر سلطنت پر متمکن ہونا سہل اور آسان نہیں ہو کر اور میان ملک علاء الدین کا بادشاہی ملی کے مدارج علی پر پہنچنے کا یہ ہو کہ جب ملک علاء الدین نے دیو گڑھ کی طرف کوچ کیا کچھ روز جبر اسکی منقطع ہوئی لیکن راجہ علاء الدین کہ اسکی طرف سے کوٹہ میں مستقل مقناستلی کے واسطے عرضداشت تحریر کرتا تھا کہ ملک علاء الدین نہایت تاج چندی میں مشغول ہے اور امرو ز و فردا میں عرضداشت اسکی درگاہ عرش شہناہ میں پہنچے گی اور سلطان اس سے تسلی ہونا تھا بہانہ کہ یہ عینہ عراض اسکی بارگاہ سلطانی میں نہ پہنچیں اور راجہ جیف کی زبان سے اسکی بغاوت کی باتیں کہ مقدمہ و قومی تھا درہل میں مشہور ہوئیں اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی جو ملکہ جہان کی بخش خاطر سے الاملاں رکھتا تھا جلال گمانی اسکی نسبت دلیمن نہ دیتا تھا اور ابتدائے شہسہ چھ سو اٹھانوے ہجری میں سلطان نے برہم شکار عنار توجہ کو الیاء کی طرف معطلت فرمائی اور چند مدت وہاں توقف کر کے ایک گنبد نہایت رفیع تعمیر فرمایا اور ایک پتھر بھی تیار کر کے یہ رباعی کہ طیغز واقہ اس غنی گنبد کے پیشگاہ میں تحریر کی رباعی مارا کہ قدم بر سر گردون شاید از تو دہ سنگ گل جہ قدر افزا بدد ابن سنگ شکستہ زان نہادیم ز دست نہ باشد کہ شکستہ در و آساید نہ اس عرصہ میں عرضداشت اسکی پہنچی بھی نہ تھی کہ تمام شہر میں مشہور ہوا کہ ملک علاء الدین نے دیو گڑھ کو سر کیا اس قدر اسباب سلطنت خزانہ اور فیصل اور آسپ وغیرہ اسکے ہاتھ آ یا کہ کسی کو شاہان دہلی سے سلف سے آج تک نہیں ہوا اور نہایت شان و شوکت سے عازم کوٹہ ہو کر سلطان بیچر سنگر مخطوط اور خوشحال ہوا زیا دتی سامان اس کا موجب از دنیا و رفعت اپنا جانا لیکن سلطان کے احوال انصار و انشمند اور کار ہنگامہ مٹنے اس سبب سے کہ ملک علاء الدین سلطان کی بلا اجازت تکبیر اس عظیم کا ہوا تھا اور بخش سے ساتھ ہم بادشاہ ملکہ جہان کی اطلاع رکھتے تھے انکی بصیرت سے باخبر ہونا ہنگامہ بادشاہ سے دیکھتے تھے اور درو بادشاہ

کے ہمین کہتے تھے بہانہ تک کہ ایک روز بادشاہ نے اس امر سے اگماہی پائی انھیں خلوت میں بلا کر صلاح پوچھی کہ ملک
 علاء الدین دیو گڑھ سے مع اس قدر فیصل و سپ و غنائم کے آتا ہو میں کیا کرنا چاہیے بارگاہ میں رونق کریں بااُسکے استقبال
 کو جانوں ملک احمد حبیب جو ساعدہ راستی اور درستی راے اور انتقامت فکر کے مشہور تھا اُسے عرض کی کہ نثر مال و جمعیت
 و حب طغیان اور سرکشی ہوتا ہو اور کرٹے کے مفسد اور منفری جو ملک چھو کو راہ سے لینگے اُسے سب اُسکے پاس فراہم
 ہو کر سلطان کی بلا اجازت و لابیٹ دیو گڑھ میں لینگے کوئی کیا جانے کہ اُسکے دل میں کیا ہو پس جاننا بادشاہ کا چندیری
 کی طرف کہ علاء الدین کے سر راہ ہو مناسب وقت اور متصن فرائد نا محض کو یکے جہت پر قریب ہو پہنچنے لشکر فیروزی اثر کی اسے
 بسطرح دربارت ہوئی چنگیسا ہیون نے زور زور سے گراں ہوا ہو کر سفر دور دراز سے معاہدہ کی ہوا و شتاق اپنے مکانوں کے
 میں اور جنگ پر آمادہ نہیں ہیں اور سرعت سیر اور زلفت کو ہستان بسبب زیادتی حال اور اقبال اور اقبال کے اُسکو
 ممکن نہیں ہو بلکہ ضرور حصہ دہی دربار کے سودا اور خیال اُسکے دل میں متخیل ہونگے اور جو کچھ لایا ہو بھڑا و رغبت تخت کے روبرو
 گذرانے کا بادشاہ کو مناسب ہو کہ اسباب جہت کہ مراد زلفہ جو اہل اور اقبال سے ہو اُس سے لیوے اور باقی سپہر سلطنت
 اور جماعت فتنہ انگیز ملک چھو کی اور ملک فخر الدین کو نوال کی جو سہ مولہ کے قتل کے بعد اُسکے پاس جمع ہو گئے ہیں ہر ایک
 ہر ایک طرف بھجکے اُنکی خاطر زیادتی جاگیر سے مسرور اور شادان فرماوے اُسکے بعد اُس سے خواہ کرہ کی طرف شخصت کرے خواہ
 نہ ملی میں لاوے بادشاہ کو اختیار ہو اُسکے علاوہ بخش خاطر علاء الدین اور ملک جہان کی اظہر من الشمس ہو اس مدت میں کسی نے
 ملک جہان کے خوف سے عرض نہ کیا اور یہ معاملہ اس نہما کو پہونچا کہ ملک علاء الدین چاہتا ہو کہ جاسے دور دست میں جا کر
 انتقامت کرے اور صاحب خدا طرز وہ سے آئیں ہونا حرم و ہوشیاری سے نہایت بعید ہو اور جو سلطان اس اقلہ کو حقیر
 و بکر اصلاح میں اسکی نہ مشغول ہو اور دہلی کی طرف ہنضت فرماوے اور ملک علاء الدین مع اس قدر مال و اقبال اور
 اسپ و خزانہ کہ سر پایہ بادشاہی کا ہو گڑھ میں جاوے تو بادشاہ نے خود اپنے زوال دولت میں کوشش کر کے اپنا
 خانان خراب اور برباد کیا بہت سے کام دل دشمنان پورا نکس و کشو دشمن دوستان خیر اندیش و ملک فخر الدین
 کو چاہی باد صفت اُسکے کہ جانتا تھا کہ راے ملک احمد حبیب کی باصواب ہو لیکن جو سلطان کی مرضی نہ دی گئی تھی انھیں
 کر کے بولا اُنہما خبر مراجعت ملک علاء الدین کی اور لانا مال و اسباب کا عرض نہایت اُسکی سے یاد دہم ہوتے تھے
 ہوتی تاکہ مدار اسپر کھکے اُسکے لائق فکر کیجاوے اور بر تقدیر کے خبر است ہو اور ہم سپہر لشکر کشی کریں اور آگے سے
 اُسکے سیرا ہ ہوں جو کہ بلا اجازت کیا ہو احتمال رکھتا ہو کہ ایک عیب اُسکے دل میں ظاہر آوے اور میں مقام میں کہ ہو چکا
 ہر دہائے پٹ کر کسی طرف چلا جاوے اور میں اس حال میں کہ برسات قریب ہو چکی ہو اسکا پیچھا کرنا اور جہان گیا ہو جانا
 ضرور دشوار ہو اور مثل مشہور ہو کہ پانی سے پیشتر موزہ بچا پیچھینا اگر وہ مع فیصل اور مال و اسباب سالگافا گڑھ میں
 آوے اور ظاہر ہو کہ اُسکے باطن میں کسی طرح کے خلاف اور فساد تھے راہ پائی ہو تب بھی ایک صدمہ بادشاہی سے اسکا
 کام تمام ہو سکتا ہو ملک احمد حبیب کے دل میں بسبب اطلاع پائی ملک فخر الدین کو چکی کے حقیقت حال پر اور چشم پوشی
 کرنا اسکا معاملہ سے آتش غضب افروختہ ہوئی ازروے صہر اب کے کہا وقت گزرتا ہو کسوا سکے سستی کرتا ہو جس وقت
 ملک علاء الدین مع فیصل و اسب و مال گڑھ میں جاوے اور وہاں سے اب مرد سے جو کر کے قصد لکھنؤ کی کا کرے تو کیا تو
 اُسکے عہدے سے بر آوے یا میں بر آوے یا بادشاہ اس بات سے ناراض ہو ا و صاحب عرض کی نسبت اُسکی طرف کر کے فرمایا کہ

ملک احمد حبیب ہمیشہ اور سپر وقت ملک علاء الدین کی نسبت بگمان ہوئے ہیں نے اپنی آغوش مبارک میں پالا ہوا اور فرزندان کی طرح منصب عالی پر پہنچایا ہو اگر فرزندان اصلی مجھے خوف اور سرتاب ہوں تو ممکن ہو مگر وہ مجھے بچے سے پیشو نہیں سلطان کا یہ فرمان سنتے ہی ملک احمد حبیب کا ناطقہ بند ہو افتد سخن مسدود ہو مجلس سے اٹھا اور تاسف کرتا ہوا ہر گیا اور ہر گھبراہٹ مار کر کتنا عطا کہ یہ بات یہ مرد بہیودہ اپنی دولت کو لات مارنا ہو نہیں جانتا کہ آخر کو اسکے سر کیا آفت آئیگی اور یہ بیت پڑھی بیت جو تیرہ شود مرد در روزگار ہمہ آن کند کش نیا بدکارہ سلطان نے ملک علاء الدین کو جی کی تحسین کر کے دہلی کی طرف مرحمت فرمائی ابھی جگہ نہ گرم کی تھی کہ ملک علاء الدین کی عرضداشت کڑھ سے پہنچی کہ کتیس بھیر قبل اور تمام آپ وجوہ اور دردمند شدہ کہ اقبال سلطانی سے خیر خواہ کے ہاتھ آیا ہو پیشکش کے واسطے موجود ہو لیکن جو کہ ایک مدت پوشیدہ رہا اور بسبب ایسا وقت اور تیرہ ہونے راستوں کے ایک عرضداشت اس مدت میں مارگاہ میں نہیں بھیجی بندہ نہایت مجبور اور خائف ہو اور ایک جماعت کہ اس سفر میں رفیق ہوئی ہو وہ بھی خوف سے بید کی طرح لڑاں ہو تو قیاس کہ ایک بڑھیا بھلا کہ نام بندہ و فقارے بندہ کہ لازم جان شاری و جانسپاری میں کسی طرح کی تقصیر نہیں کی ہو عنایت ہووے تو سر سے قدم کر کے مع اس اشیا کے سفر میں دستیاب ہوئی ہو درگاہ جان پناہ کی طرف روانہ ہوں قصہ پہنچا اس عرضداشت کا بادشاہ کو باعث فریب ہو اکیلا باریگی ملک علاء الدین کے اخلاص و محبت پر جازم ہو اور ملک علاء الدین خود اعتقاد و روانگی لکھنؤ کی کرتا تھا اور ظفر خان کو اودھ بھیج کر کشنیاں آب سرد کے کنارہ اس خیال سے مرتب کرائیں تحسین کہ جس وقت سلطان کڑھ کی طرف راہی ہووے میں کشتی میں سوار ہو کر لکھنؤ جاؤں اور وہاں قائم ہو کر علم خالفت بلند کروں اور بیان سلطان نے بحسب التماس ایک فرمان مشعل با نواع عنایت و دلجوئی اپنے ہاتھ سے تحریر کیا اور دو آدمیوں کی صحبت سے جو مجرم راز تھے کڑھ میں بھیجا جب یہ کڑھ میں پہنچے دیکھا کہ ملک علاء الدین بادشاہ سے برگشتہ ہو اور تمام ادرا بھی سرتاب میں ملک علاء الدین نے دونوں ایلیچون کو مقید کر کے محافظوں کے سپرد کیا اور محافظت کے بارہ میں ایسی تاکید کی تھی کہ ایلیچو ایک حرف حقیقت حال کا بادشاہ کو مخبر نہ کر سکتے تھے اس واسطے سلطان نے اصل حال سے اطلاع نہ پائی اور اس حال کی پوشیدگی میں الماس بیگ برادر ملک علاء الدین کہ وہ بھی داماد اور برادر زادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا جس وقت کہ فرصت پاتا تھا کتنا تھا کہ زبانوں پر خبر پہنچاتی پادشاہ کی میرے بھائی کے نسبت نہایت شہر ہو ڈرتا ہوں کہ ملک علاء الدین حیا و شرم اور خوف و ہراس بادشاہ سے اپنے قتل پر اقدام کرے اس واسطے کہ حضرت کے بے فرمان دیو گڑھ کی طرف جانا اور عرضداشت نہ لکھنا گناہ عظیم جانتا ہو درمیان اس حال کے ملک علاء الدین کا خط اسنی مضمون سے الماس بیگ کو پہنچا کہ حقوق سلطانی مجھ پر زیادہ تر اس سے ہیں کہ تحریر کروں کہ بیکہ فی حقیقت وہ میرا باپ ہوا و رحم اور صاحب بھی ہو اور میری زندگی سبب زخمش خاطر مبارک بادشاہ کے تلخ ہوئی اگر فی الواقع مجھ کو محقق ہوا ہو کہ رضائے شاہ کی میرے قتل میں ہو مجھے وہ لام کہ کہ تھوڑا زہر کہ ہمیشہ اپنے ہمراہ رکھتا ہوں کھا کر جان برباد کروں یا یہ کہ جدھر میرے سینک سائیں جلا جاؤں الماس بیگ افغان نے یہ کتابت سلطان کے ملا علی بن گدراہی اور بعد ہا طر حکی چا پلو سی کی کہ ملک علاء الدین کی کتابت میں یقین ثبوت سے محل میں لایا اور جو خفیہ ملک علاء الدین نے لکھا تھا کہ ایسا کر کہ سلطانات و ندان نسیع مال میں لیجاوے اور جبر بردہ یعنی چھوڑے سواری سے کڑھ کی طرف متوجہ ہووے میں خراب ہو اس سبب سے الماس بیگ نے کتابت گہرا سننے سے ڈرتا و غلط اور کو بادشاہ سے سخت عرض

ملک علاء الدین
تاریخ اردو
میں

کیا کہ اگر خود بدولت جبریدہ قتل اسکے کہ میرا بھائی اپنے قتل پر اقدام کرے یا آوارہ وطن ہو کر ماہ میں نزول اقبال و جلوس اجلال فرماوین ایک منت منتہا سے سابقہ پر اور ایک حق حقوق ناقدیم پر زیادہ ہو سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بیچ اشعار برچوں خاطرش از نقش سادہ است و سرو کارش بجا دوئے قتادہ است کہ صدرہ بہشت چشمش در شکر خواب بہ کتاب سحر بابل البصرتاب بہ اس بات کہ صدق محض تصور کر کے بے تامل مشورت الماس بیگ سے فرمایا کہ تو یہ محمل تمام کر ماہ میں جا کر اپنے بھائی کی تسلی کر ایسا نہ کہ وہ اپنے قتل یا آوارگی پر اقدام کرے میں بھی متخاف جبریدہ بسبیل بلغار ہو چکا ہوں الماس بیگ اس وقت کشتی پر سوار ہو کر ہوا سے تند کی طرح پانی پر روان ہوا اور ساتویں روز کو ماہ میں پہونچا اور خبر پہونچنے سے مراد کی ہر طرف مقصود پر پہونچا لی ملک علاء الدین نے شاد و بانہ عنایت بادشاہی کا بجایا اور بھائی کے آنے سے کامیاب ہوا اور کہا اب عزیمت لکھنؤ کی چاہیے کرنا یا نہیں وہ جماعت کو اس کے پاس لے کر پہونچ گئی بولی کہ اب لکھنؤ کی جاننا مناسب نہیں ہو بادشاہ مال اور فیال کی طمع سے برسات میں جبریدہ ہمارے روبرو آتا ہو پہلے ہمسکا کام تمام کریں اس کے بعد جب تک ارکلیخان بادشاہ ہوا اور جب تک وہ آپکو امور ملکی اور مالی سے فراغ حاصل کرے ہم مالاک جو نیور اور لکھنؤ کی اور بنگالہ اپنے تصرف میں لا کر استقلال کا نشان بلند کریں ملک علاء الدین نے یہ ارے مناسب و بہتر جانی جگہ سے نہ ہلا بادشاہ جلال الدین کی اصل دہلیگیر ہوئی اور جو کہ حصہ محرم ہوا تھا مائعت کسی مالع اور نصیحت کسی ناصح کی سو و مند نہ پڑی عزیمت اس سفر کی مصمم کی کسوا سٹے کہ یقین کیا تھا کہ اگر ملک علاء الدین لکھنؤ کی طرف جاوے گا جو ہر اور مال و را فیال مشکل سے دستیاب ہوگا اور دل اس سے اٹھانا نہایت مشکل تھا چنانچہ ایک اور سواری لکھنؤ کی من سوار ہوا اور کردہ کی راہ لی اور ملک احمد حبیب کو حکم ہوا کہ لشکر و حشم خشتی کے راستہ سے لاوے بہت خوشنودہ چون گوش بند ہر پندہ خور و گوشمال از سپہر بلند جب ملک علاء الدین نے بادشاہ جلال الدین کی توجہ سے خبر پائی آب گنگ سے عبور کر کے مانیکو کو لشکر گاہ گیا اور جب مشرعوین و مضان کو جہر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی دور سے نمایاں ہوا ملک علاء الدین کی سپاہ عرض نخل اور حجازے خدمت کے ہمارے سے سلاح و آہن میں غرق ہوئی اور گھوڑے باخفیوں کو آہستہ کیا اور ملک علاء الدین نے اپنے بھائی الماس بیگ کو حکم دیا کہ استقبال کرے واسطے بھیجا کہ جس حلیہ سے جو سکے بادشاہ کو اس اندک مایہ سے کہ مردم بزرگ کشتی میں ہمراہ ہیں جدا کر کے ہمارے پاس لائے الماس بیگ نے ملازمت میں ہو چکر عرض کی کہ بندہ اگر ایک روز کے بعد پہونچتا ملک علاء الدین آوارہ وطن ہو جاتا ہوا وجود اسکے اتنا کچھ عیب نہیں کہین کھتا کہ او را گھر بادشاہ کو ہتھکڑیاں سوار جہاز سے مستعد دیکھے گا یقین ہو کہ منوہم ہو کہ قصد آوارگی کرے بادشاہ سادہ لوح نے اس کے حرف شک نہ کو مستحلیق سمجھ کر فرمایا کہ جو سواری کشتی میں ہمراہ ہیں ہمیں توقت کریں اور خود چند خواص سے ایک کشتی میں پیشتر روان ہوا اور جب تھوڑی راہ طر ہوئی پھر الماس بیگ قدر زبان کھڑکھڑا کر بولا کہ میرا بھائی حضرت کے استقبال کو قریب پہونچا ہے اگر ان چند کس کو جو بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہیں مسلح اور مستعد دیکھے گا عنایت سلطانی سے یوں ہوگا بادشاہ نے فرمایا ہم سب ہتھیار اپنے سے دور کر دو و جب ساحل کے قریب پہونچے بادشاہ کے مقررون نے دور سے ملک علاء الدین کو مسلح اور مستعد دیکھ کر اس کے قدر اور کام کیا یقین حاصل کیا اور سمجھے کہ الماس بیگ کس کام میں ہو اس ملک خرم کر یکایک نے الماس بیگ سے کہا کہ مجھے تھلا ہے الماس کے موافق ایسی افواج و ریا سوار کو جدا کیا اور ہتھیار کھلاوے اسے مستعد جنگ کھائی دیتے ہو الماس بیگ نے کہا کہ میرا بھائی چاہتا ہے کہ اپنا لشکر آراستہ اور مسلح اور کھل نظر لپیٹا تر سے گذرائے اور مجھے خدمت کرے بادشاہ جو حبیب

اذا ابحاث القدر عنی البصر کے اس وقت بھی اُنکے کمر اور غدر سے کہ خود بزرگ پر دشمن ہو گیا تھا نہ لیکھا اُنسا اُنسا بگ سے کہا کہ باوصف روزہ داری کے اتنی راہ طوکر کے ملک علاء الدین کے پاس یا چون یہ بھی نہیں کرتا کہ روضہ میں سواری کو میرا استقبال کرے الماس بگ خدار نے جواب دیا کہ میرا بھائی نہیں چاہتا کہ خالی ہاتھ بادشاہ سے ملازمت کرے اور چاہتا ہو کہ مع اسباب پیشکش یعنی فیل اسب مال جو اس پر گزرا کر خدمت کرے اور سامان فطاری بھی تہیہ کرے اور بادشاہ سے کہیں کہ پادشاہ اُسکے مکان میں روزہ افطار کرے تو سبب اس شرف کے اپنے بچپن میں ممتاز ہوئے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی خاں کشتی میں قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہا وقت عصر تک محل پر پہنچ کر کشتی سے باہر آیا ملک علاء الدین نے پیشتر جا کر ملازمت کی اور بادشاہ کے قدیم پر گڑا پادشاہ نے از روئے شفقت اور رحمت کے اُس کے رخصت رہا۔ یہ آہستہ آہستہ مار کر انہما رحمت کے بعد فرمایا کہ میں نے باوصف لطف تجھے تربیت کر کے حریصی سے بزرگ کیا اور ہمیشہ تو میری نظر میں فرزندوں سے عزیز تر رہا اور اتنا بیری ہوئے طفلی میرے حاتم سے برطرف نہیں ہوئی بھلا کیونکر میں تیرے حق میں برسی کا اندیشہ کرتا یہ کہا اور ہاتھ ملک علاء الدین کا پکڑ کر کشتی کی طرف روانہ ہوا ملک علاء الدین کشتی میں اس نے اُس جماعت سے کہ مستعد اور مکمل سلطان کے قتل پر بھی اشارہ کیا محمود سالم نے کہ اجلاں سامان سے تھا ایک صرب شمشیر سے سلطان کو زخمی کیا سلطان زخم کھا کر کشتی کی طرف دوڑا اور فرمایا کہ علاء الدین بد بخت تو نے یہ کیا ستم کیا اور اختیار الدین جو نعمت شاہ کا پروردہ تھا پیچھے سے آیا سلطان ابھی کشتی میں سواری نہ تھا کہ بیکار زمین پر گر گیا اور ہنگام غروب آفتاب کا وقت تھا اُسکا سر مبارک کا ٹکڑا علاء الدین کے رو برو لایا اور چند مخصوصان شاہ جو محل خرم وغیرہ نے پائوں کشتی سے زمین پر رکھا تھا کہ اُن سب کے سر کاٹ کر زمین پر رکھے اور سر اُن جدار ہند کا نالغ بیروہ کر کے کڑھ اور انکو زمین پھیر دیا اور وہاں سے اودھ لیکر اور زبان حال سے یہ کہتے تھے کہ یہ سزا اُس شخص کی ہو کہ دل میں نیلے مکار پر رکھے اور فرزند اور پیوند پر بھروسہ کرے اور ہزار شفقت اور خون جگر سے انھیں اغوش عافیت میں پالے ہو جو کوئی کہ بصد ہزار آرزو ایک گلبن ہوا و ہوس کا زمین شورہ زار میں بٹھلائے اور شکر کچھ اور خوشا پند دل سے اُسکی پرورش کرے بجائے بھول کے خار آزار چنے اور جو کوئی چشم تنگی بوستان دہر پر فریب سے طمع رکھے اُنکے جہان میں اُسکی آرزو نہیں جفا ہوئے اور جس شخص نے با صلح بند کر کے شکر کا دروازہ کھولا ایک لحظہ فراغت سے نہ سو گیا اور جس نے فتنہ خفہ کو بنایا کیا دنیا اور آخرت اس کام کے خیال میں کھوئی مثنوی سرے آفرینش سرسبز نیست بہ زمین آسمان بے داری نیست بہ دراندیش ای حکیم از کار ایام کہ پادشہ عملما شد سر انجام بہ آرزو ہاے ارہ سے اگر جمشید خوار ہو تو سخا کے تن پر بھی فریدون کے خوف سے ہر مال مار کر داری سراب برع کا اگر تیرے پائوں پر افتادہ ہو تو جھجھکی سرسبز و نور پر آمادہ ہو سرسبز پوش کا اگر زمین شستہ ہو خون فراسیاب بھی تخم لالہ دشت پر جگر دار کا اگر زخم ہنق مقربین سے بارہ بارہ ہو دو سیاست سکندر بھی نہرا کے لیے تیار ہے خسرو پر دہزا گر خاک و خون میں تپان ہو سر شیر و بی بھی قاتل کی ٹھوکروں سے سلطان ہو سلطان فرالدین اگر غرق دریا تھیں جو آب گنگ خون سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی بنو گین چین سے احوال بادشاہ جلال الدین کے قاتلوں کا اگر غور کر کے دیکھے تو جتنے یقین ہو جاوے کہ نیاز ہی کرانی سے اشعار اب زر سے لکھنے کے قابل ہیں مثنوی صبح چرخ شہ علم بر فرشتہ پوش ذکر گردش اندر نگاشت نہ تاخت چو بر سطح زمین و زمان بہ فیض سان گشت سحر بکان بہ ناکہ ز اہل انصاف و قدر بہ جوینفی بیکے رہگذر بہ بود ز ناسازی نفس لیم بہ ان پری بکدراہ دران رہ مقیم بہ سنی کنان ہر طرف سے می شافت بہ ناز قضا و قدر مقصود یافت بہ

داند کش از رہ چو بردن پاننا و چشم کی مرغ بر و او تھا و چہ حملہ برید اور ان مور کو در روز بروز چوں شب و بچو کر کوہ
 کرد لقا ضا سے فرد بر دیش بر کو چو منقار بخون خوردنش پاننا شد آن مور حلقش فرد مرغ دگر حملہ در آمد بر و
 کرد و را بال بچنگال بندید تا سرش از گردنک منقار کند مرغ کے ارگرد دل مور ریش پانناقت ہان لحظہ مکافات
 خویش پاننا تالی بکے بدکن نیک زنی ووشنی خود کن پند نیازی بشنو زنیہار پتا نخوری خون دہر روز گار پانناقت
 مروی ہو کہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے کراہ میں آنے کے وقت ملک علاء الدین کو دک مجذوب کی خدمت میں
 جو قصبہ کڑہ میں مرفون ہوا اور از روئے عجز و انکسار کے خدمت کی مجذوب نے مکر اٹھا کر یہ جملہ فارسی کا سنایا ہر س
 کہ کند با تو جنگ ہ سرور کشتی تن در گنگ ہ انفصا سیوقت پندرست سلطان جلال الدین کا ملک علاء الدین کے سر پر بلند کر کے
 ندرے سلطنت دی گئی رہی وہ جماعت کو اس وقت قتل بادشاہ جلال الدین میں ملک علاء الدین کی فریاد تھی غور سے عرض میں
 بلائے عظیم میں مبتلا ہوئی اور اسل سافلیں کے درکات میں ہبوط کیا اور اجماع محمود بن سالم ایک سال کے بعد مجذوب ہوا اور اندام
 چمکا خون فاسد کے غلبہ ان سے پارہ پارہ گوشت اسکے بدن سے جدا ہوا اور اختیار الدین پر وانا ہو گیا نقد ہوش و حواس ہلکا
 سے دیا اور نزع کے وقت نوحہ مارتا تھا اور کتا تھا کہ سلطان جلال الدین تیغ ہاتھ میں رکھتا اور سر میرا کاٹتا ہوا اور الماس بگی
 اور دوسرے کمر ترقی کی امید میں اس شیع کے مرکب ہوئے تھے تین چار برس میں ایسے سائل اور ہلاک ہوئے کہ ملک علاء الدین
 ہی کے عہد میں انکا نشان باقی نہ رہا اور ملک علاء الدین نے اگرچہ چندے جہان کو ساتھ قصد اپنے کے گذرانا لیکن آخر کو فلک
 مکار نے تیشہ اسکے پاؤں میں مارا کہ خاندان اسکا بھی اسکے ہاتھ سے خراب ہوا اس واسطے کہ اپنے بھائیوں اور فرزندوں کو قید کیا
 اور مقرران مستبر کو حکم قتل دیا اور غلام پروردہ اور برادرہ اسکے لئے جو کچھ اس بادشاہ کی حیات اور حمان میں کبھی گبرستان
 اور کفرستان میں واقع ہوا ان فی ذلک لہرۃ لاولی الابصار جب خبر شہادت سلطان جلال الدین کی ملک احمد حبیب کو
 کہ سہ سالار فوج تھا پہونچی وہاں سے ہلٹ کر دہلی میں آیا اور ملک جہان حرم بادشاہ نے ناقص غفلت سے محفل کی جو کہ
 شاہزادہ ارکلیخان بلکہ ملتان میں تھا اپنے چھوٹے بیٹے شہزادہ رکن الدین ابراہیم کو کہ ابتدا سے جوانی اور عنفوان شباب
 میں تھا اور امور جہانیا فی سے کچھ خبر نہ رکھتا تھا بے مشاورت ارکان دولت تخت پر بٹھا دیا اور کیلو کھری سے دہلی میں آکر
 کو شک بہترین نزولی کیا اور عہدے اور جاگیریں درمیان ادا اور لوگوں کے تقیہ کیے ارکلیخان کو خلف الصدق بادشاہ کا تھا
 اور استعداد بادشاہی رکھتا تھا یہ خبر سنتے ہی کو فتنہ خاطر ہوا اور ملتان میں توقف کیا اور ملک علاء الدین کو ارادہ
 سلطنت کھنوتی رکھتا تھا ارکلیخان کی رنجش خاطر اور جلدوس طفل بے تمیز و بے تجربہ سے تخت ترقی کا خیال کر کے دہلی کی بادشاہی
 کی فکر میں پڑا اور عین برسات میں کڑہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور دہلی میں پہونچکر مقام سلطنت تک نہ نظر آسکتا تھا پرینجا
 بدت سلطنت سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کی سات برس اور چند مہینے تھی و البتہ الملک المہر و ذکر بادشاہی
 سلطان فلک پارگاہ علاء الدین و الدین بادشاہ علاء الدین خلجی الملقب بہ سکندر ثانی
 بہ عجیب تقدیر شام اجل نے افق مشرق سے بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے فرق پر سر مارا علاء الدین میرا سے جبریت
 میں غرق ہوا اور مقرر بن سے مشورہ کیا کہ ان دو امر سے کہ کھنوتی کی طرف جانا اور زخیر چکرنا اور نقصان سے بچنا نہ کہ
 اپنا بار ہٹا کر گاہ انکھور میں اور علم استقلال بلند کرنا انہیں سے کیا اختیار کرنا چاہیے سب نے متفق ہو کر عرض کی کہ ارکلیخان
 بادشاہزادہ شجاع اور عہدہ شجاع تھی اور لشکر کشی اور ملک گیری کے آداب خیر چاہتا ہے وہ اور اس کی

مان عنقریب انتقام طلب کریں گے اور سب سے پہلی ہماری ہی انتقام ہو گا مناسب یہ ہو کہ کڑھ انکیور میں مقیم ہو کر ملک
ہزبر الدین کو مع لشکر انتخابی اسی برسات میں لکھنؤ کی طرف روانہ کریں تو اس حدود کو مسخر کر کے انتظام کرے اور
جس وقت شاہراہ اور کلچان مع لشکر دہلی سے اس طرف متوجہ ہووے اور چارہ نہ رہے بعد طلوع سہیل کہ پانی بھونکنا آواز جاوے
ہم بھی آپ سرور سے عبور کر کے لکھنؤ آئی اور ہنگامین جا کر علم مقاومت بلند کرینگے ملک علاء الدین کو یہاں پہنچنے کی اطلاع دی اور ملک
ہزبر الدین کے بھیجنے کی فکر میں تھا کہ ناگاہ یہ خبر پہنچی کہ ملک جہان نے امرا اور ارکان دولت کے بے طلب مشورہ شہزادہ
قدر خان کو بادشاہ رکن الدین موسوم کر کے تخت دہلی پر متمکن کیا ہوا اور اس پادشاہ نے اس امر سے بے خبریہ خاطر ہو کر آثار
خصوصیت ظاہر کیے ہیں ملک علاء الدین بادشاہی سواد عظیم ہندوستان کی فکر میں پڑا اور کچھ ملک پر آمادہ ہوا اور جمیع
ولایات اس طرف پر متصرف ہوا اور اپنے مقبولوں کو ساتھ خطاب ہائے شایان کے سر فراز کیا چنانچہ الماس بیک کو
انچنان اور ملک نصرت جالبیسی کو نصرت خان اور ملک ہزبر الدین کو ظفر خان اور سچر شہر پورہ یعنی سالہ گوجس کا
سیر مجلس تھا الپ خان خطاب دیا اور اپنے یاروں کو جو میر نہ تھے مرتبہ امارت میں پہنچایا اور جو کراہتھے انکے منصب
زیادہ کر کے جاگیریں عطا فرمائیں اور اپنے اوپر بھی ہم پادشاہی اطلاق کر کے مع خزانہ یوگرہ عین برسات میں کڑھ انکیور سے دہلی
کی طرف راہی ہوا اور اسکا دست جو انہر بخش ابرنیاں کی طرح ورافشا فی میں آیا اور ہر روز بارگاہ میں جھیکر با اتفاق نصرت خان
خاص عام کو صلہ و تباہ تھا اور زر و نذر اور شتر مع باوہ اترتہ قطار قمار آدمیوں کو بخشے ہیں تقصیر نہ کرنا تھا لفظ ہزبر الدین لشکر
ہزبر الدین بہ لشکر توان کینہا خواہستہ ہمہ کاروینا بر لبستہ اندہ ہزبر خضائے خط لبستہ اندہ منتقل ہو جس جگہ کہ سر پر وہ
اسکا پر پا ہوتا تھا ایک متعین مختصر کے آگے نصب کر کے ہر روز پانچ من زر سرخ سفید اس میں بکھکھ خفاقی پر چھڑکتا تھا
اور جب یہ چہرہ گوشہ و عالم ہوئی اطراف و جہت سے فوج فوج درگاہ کی طرف متوجہ ہونے غنوی خزانہ ہزبر منزل
ہزبر منزل ہزبر کردہ کلید کا شکل بہ ہزبر منزل زمیش تخت تا دورن فشانہ گنجہا بے منع گنجہا چہ بادہلی قناد از فتح
کارش نہ گرفت از متعین از حصاری سلطان علاء الدین جب بد اون میں پہنچا بادشاہ رکن الدین ابراہیم ہناہیت بخیری
و شامی سے خرد نہ نکلا بلکہ امرا اور ملوک کو مع لشکر گران آگے منقاد کو بھیجا جو فوج آگے بادشاہی سے رضی نہ غنی سلطان
علاء الدین کی شریک ہوئی اور انعام و لوازش بہت پایا اور جب ساٹھ ہزار سوار غلہ مند ہوا بد اون سے قدم آگے
بڑھایا اور ملک جہان اس خبر و حشت اثر سے نہایت مضطرب ہوئی اور بعد خرابی بسیار آدمی و لشکر کی طرف روانہ
کیے اور ارکلیخان کو مع الغی خان طلب کیا آنھوں نے جواب دیا کہ اب کام باختر سے گیا اور لشکر دشمن کا شریک ہوا ہے
اور سزا نہ میں شش ماہ ہو صاحب شین رہا ہمارا آگیا کیا نفیہ بخشے گا یہیٹ سر شہ شایا کر فتنہ پیل چہ پورند و شایا بد گزشت
پیل نہ سلطان علاء الدین نے یہ خبر سننے سے پہلے پہل تعجیل طو مسافت کی اور بے تالی آپ جو شہر عبور کر کے صحرا سے
دروازہ جوہر ڈھانچہ پیل میں نزل کیا بادشاہ ابراہیم رکن الدین کو حرکت مذہبی دل میں پونچھ اپنی حریت سے
میاہر آہا اور صفت آدمی کر کے کچھ شوخی کی جب آپ کو مرد اسکے میدان کا نہ کھجھا دہلی میں پہنچا آیا اور اسی برسات
کی اکثر امرا سے جہاں علی ہدایت اور بادشاہ علاء الدین سے جاملے بادشاہ رکن الدین نے سلامتی فراہم فرمائی
قدر سے از خزانہ سے لے کر اپنی مان اور حرموں کو سہرا لے کر با اتفاق ملک رجب اور ملک احمد حبیب اور ملک
مطلب الدین علوی اور امیر جلال تلنگانی کے راہ نشان لی اور سلطان علاء الدین نے صحرا سے سیدی تین

فروکش ہو کر لشکر گاہ سنو دارا کے بعد وضع و شریف شہر کے اسی خدمت میں حاضر ہوئے خطیب و مسکد اور جمیع رسوم یاد شاہی بجالائے اور وہ مع کوکنہ اور دہد بہ عظیم آخر سنہ ۶۹۶ ھ چھ سو چھیا نوے پچہری میں داخل دہلی ہو کر سریر شاہی پر جلوہ گر ہوا اور وہاں سے محل میں آیا اسکو دارالسلطنت بنایا اور تین روز جشن برپا کیا اور قہر آویزان کیے اور شراب و کیاب کی سیلی ہوئی کارلو و لعب نے رواج پکڑا اور بادشاہ نے غرور دولت اور جوانی کی مستی سے عیش و طرب میں کوشش کر کے خلائق کو ایسا فریفتہ کیا کہ سب نے راغب و رائل ہو کر رنج بادشاہ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے قتل کا دلون سے محو کیا بیست سخاوت مس عیب اکیمیا سنت و سخاوت ہمہ در و ہار و دوست بد اسوقت اعوان و انصار کی تقویت کی کوشش کی ہر ایک کو ساغھ ایک شغل اور خطاب کے نوازش فرمائی اور برگناٹ اور ولایات تقسیم کیے چنانچہ خواجہ خطیب کو کو ساغھ بنکی ذات و پسندیدگی صفات کے شہتار رکھتا تھا وزارت اور تہجی صدر الدین عارف کو جو ساغھ صدر جہان کے مخاطب تھا قضاے ممالک اور منصب خطابت اور خطاب سید اعلیٰ شیخ الاسلام ارزانی رکھا اور دیوان انشا بہرہ عہدہ الملک ملک جمیل الدین اور ملک اغرا الدین کے منوجن ہو اس سبب سے کہ ماکا غرا الدین ساغھ فضل صدر ہی اور معنوی کے آہستہ تھا اپنی معادیت اور قربت میں خصوصیت بخشی اور نصرت خان کو جو نائب ملک تھا شہر کا کوتوال کیا اور ملک فخر الدین کو جی ساغھ دارہنگی کے مقرر ہوا اور ظفر خان بخشی عارض ممالک ہو اور ملک ابو جلال الدین آخر بیگ اور ملک برن بارکب کا نائب ہوا اور ملک علاء الدین چچا ضیا سے برنی کوٹہ اور او دھ کی جاگیر پر سر بلند ہوا اور ملک جو نانا نائب وکیلدر اور موبد الملک ضیا سے برنی کے باپ نے نیابت اور خواجگی منصب برن کی باقی اور انعام کو اہل استحقاق پر تسلیم رکھ کر خوش دل کیا اور تمام لشکر کو تنخواہ کے سوا کے شش ماہ انعام دیکر ان ایات پر عمل کیا ابیات رخہ گر ملک سرانگندہ بہ بہ لشکر بد عہد پر انگندہ بہ بہ سرکش شاخ نواز سرورین بہ تانزنی کردن شاخ کہن بہ پھر اولاد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا استیصال پیش نہا و ہمیت کیا اور الماس بیگ النعمان اور ملک ہنر برالدین ظفر خان کو انیسویں تاریخ ذی الحجہ سنہ مذکور کو سح چالیس ہزار سوار ملتان کی طرف روانہ کیا انھوں نے منزل مقصود میں پہونچ کر ملتان کو محاصرہ کیا اور دو مہینے کے بعد مردم ملتان اور اہل لشکر ترک رفاقت ارکبچان اور بادشاہ رکن الدین براہیم کو کے ساتھ الماس بیگ النعمان اور ملک ہنر برالدین ظفر خان کے شہر یک ہوئے اور وہ دون بھائی نے مضطرب ہو کر شیخ رکن الدین قدس سرہ کے وسیلہ سے الماس بیگ سے بعد و بیان ملاقات کی اور اسے شہر لٹا قلعہ بجا لائے سر پرہ کے قریب جگہ ہی اور فتح نامہ سر جان کے ہاتھ بھجوا اور جب فتح نامہ دہلی میں منبرون پر پڑھا گیا تو سامان جشن آہستہ کر کے شادیانے بجائے اور اس کے بعد الماس بیگ النعمان مع فرزند ان اور امراء سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے دہلی کی طرف پھرا اور دیوان راہ کے ملک نصرت خان کے کوتوال دہلی تعمیر ہوا تھا الماس بیگ النعمان کے پاس پہونچا اور لیان بادشاہ جلال الدین خلجی اور النعمان خان بنیرہ جنگیزنان کہ داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی تھا اور ملک حبیب کو ناسیہ امیر چاہب ہو تھا انکی آنکھوں میں نیل کھینچ کر چشم و اموال پرانے منصرف ہوا اور ان دونوں شاہزادہ منظوم کو تعلقہ ہانسی میں قید کیا اور ماکبچان کے دو بیٹوں کو تیغ ظلم سے شہید کر کے روضہ رضوان کی طرف راہی کیا ملک حمید محول در حرماے سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی اور اس کے بیٹوں کے حرمون کو مع ملکہ جہان دہلی میں لا کر جس میں بچا رکھا اور دوسرے برس جلوس کے ملک نصرت خان منصب وزارت پر سر فرما ہوا تو وہ مای کہ سلطان علاء الدین نے ابتدا سے جلوس میں درآنا سے ناہ محفلہ اور اسے جلالی پر

قسمت کیا تھا اسے واپس لیکر کل روپیہ خزانہ میں لایا اور ملک علاء الدین کو کٹھ سے ساتھ اموال اور خزانے کے وہاں آیا تھا ساتھ خطاب علاء الملکی کے خاثر جو کہ دہلی کا کوٹوال ہوا اور اسی سال دوا خان حاکم ہوا اور النہر نے بقصد تغیر ممالک پنجاب اور ملتان اور سند قریب سو ہزار میل کو نامزد ولایت ہندوستان کیا اور انھوں نے آپ سند سے گذر کر کے ناخست و تاراج و خرابی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت کیا جب یہ خبر بادشاہ علاء الدین کو پہنچی الماس بیگ النخاں اور ملک ہزبر الدین ظفر خان کو مع سپاہ بیکران انکے وضع کے واسطے روانہ کیا اور حدود لاہور میں دونوں صفین پہونچ کر حرب صعب میں مشغول ہوئے جو فتح و شکست کا مختار خدا ہو مغلون نے ہزیمت کھائی اور تختینا بارہ ہزار میل علف تیغ خون آشام ہوئے اور اکثر امراء معتبر انکے اسیر اور دستگیر ہو کر بغوث تمام ہلاک ہوئے اور الماس بیگ النخاں نے مغلون کے سردوں کو مع زن و فرزند انکے جو اسیر ہوئے تھے دہلی میں بھیجے اور ان دونوں کاموں کے سبب سے کہ گرفتاری اولاد و انصار جلالی اور فتح منسل ہزیمت و جنت اور شاہ علاء الدین کے دونوں میں پیچیدگی حکام اور لوگ اطراف کے اس کے معتقد ہوئے اور اس کا لشکر جس طرف جاتا تھا فتح و ظفر سے اختصاص پاتا تھا بادشاہ علاء الدین نے اس کے بعد اپنے بھائی النخاں کے اتفاق سے ان امر کے دفع میں جنھوں نے مزخرفات دیہی کی طمع سے بادشاہ جلال الدین کی اولاد سے بیوفائی کر کے دنیا و آخرت برباد دی تھی مشغول ہو کر سب کو گرفتار کیا بعضوں کی آنکھوں میں میل کھینچی اور بعضوں کو قلعوں میں بھیج کر محبوس کیا اور مال و اسباب اور ساز و سلب ناحق شناسوں کا قریب ایک کروڑ روپیہ کے خزانہ میں لا کر خاندان انکا برباد کیا لیکن ملک قطب الدین علوی اور ملک نصیر الدین تختہ میل اور ملک امیر جلالی جو امراء جلالی سے تھے اور اسکے بیٹوں سے منجھو نہ پھر تھا اور سلطان علاء الدین کے کچھ نہ لیا تھا زندہ چھوڑا اور ادا ام الحیات مسند عزت اور مارت پر شکن رہے اور اوائل سن ۶۹۴ھ چھوڑا سنا تو سے چچ بن میں الماس بیگ النخاں اور ملک نصرت خان کو مع امراء کے کثیر تختہ گاہ اور ولایت سند کی فوج سے گجرات کی تسخیر کو بھیجا اور انھوں نے نہروال اور تمام گجرات تاخت و تاراج کر کے منہر کیا اور راسے کون والی ہزوالہ بھاگ کر دکن میں رام دیو والی دیو گڑھ کے پاس پناہ لے گیا اور چند عرصہ کے بعد ولایت بکلا نہ میں گجرات سے تعلق رکھتا تھا اور دکن کی سرحد میں واقع تھا گیا اور رام دیو کی حمایت سے وہاں متوطن ہوا اور امراء بادشاہی زمانہ راسے کون کو کمر بستہ کی کئی کئی لاکھ تھی مع مال و مالیات و خزانہ وغیرہ اپنے قبضہ میں لائے اور ایک بت کہ برہمنوں نے اس سومات کے عوض کہ جسے سلطان محمود غزنوی نے توڑا تھا تیار کر کے اپنا مبد و بنا یا تھا اور اسے بھی سومات کہتے تھے وہاں سے دہلی میں بھیج کر پسر خلائق کیا اور ملک نصرت خان سے کہنا بیت میں جا کر وہاں کے باشندوں سے مال و جاہر سقیاس لیا اور کافور چزار دینار ہی کو کہ آخر بادشاہ علاء الدین نے اسے نائب ملک کر کے ملک نائب خطاب دیا تھا اس کے صاحب سے بستم لیا اور الماس بیگ النخاں اور ملک نصرت خان نے گجرات کو بعد راسب و تاراج کے حوزہ دیوان دہلی میں لا کر ساتھ مردم معتبر اور امین کے سپرد کر کے مع غنائم و غورہ مراجعت کی اور جب قلعہ جاہور کے اطراف میں پہونچے مردم لشکر کو خمس غنائم کے واسطے اسے اسواہ اس کے مواخذہ کر کے بہ تعذیب تشدید زیادہ طلبی میں حد سے تنگ کیا اسواستے بعض منسل نے کہ جن کو تو مسلم کہتے تھے اور مقدم انکا محمد شاہ نام رکھتا تھا مع اور لوگوں کے کہ وہ بھی مواخذہ سے عاجز آئے تھے متفق ہر کر جمعیت ہم پہونچائی اور ملک اغرا الدین جو بھائی ملک نصرت خان اور میر حاجب

لحاظ سے کہیں کہیں ملتا ہے فاضل فیضی

الماس بیگ افغان کا تھا پیک اجل کی طرح اُسکے سر پر آئے وہ قتل کر کے الماس بیگ افغان کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوئے
الماس بیگ افغان کو اجل اُنکی نہ پہنچتی تھی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور اپنے تئیں پیادہ ملک نصرت خان کی بارگاہ میں
پہنچا یا اور یاغیوں نے سلطان کے بھائی کو الماس بیگ افغان گمان کر کے قتل کیا اور ملک نصرت خان نے فوراً
نقارہ جنگ پر چوب مارسی مردم لشکر اس گمان سے کہ راجہ جاوید دوسرا فہیم پہنچا ہو اسی وقت جنگ پر آمادہ ہوئے
اور فوج فتح بارگاہ نصرت خان کی طرف دوڑے اور مصعدون کی گرفتاری کا قصد کیا اور وہ متفرق ہو کر اطراف
و جوانب میں بھاگ گئے اور الماس بیگ افغان اور ملک نصرت خان کی فوجوں کے تعاقب سے بہ تنگ آئے
سب ہمیر دیو راجہ رتھنپور کے پاس کہنہورا سے حاکم اجیمیر کی اجفاو سے ٹھاپناہ لینگے الماس بیگ افغان اور ملک
نصرت خان ترک تعاقب کر کے مع غنائم و اموال و اقباال و ہلی میں پہنچے بادشاہ علاء الدین نے ٹھورلاوی کو جو حسن
صورت اور سیرت اور حرکات شیریں اور تکلم نگین میں ہندوستان میں شہرت رکھتی تھی مسلمان کر کے اپنے عقد نکاح میں
لیا اور کافور نیرادنیاری کو منظور نظر کر کے اُسکی محبت کا زنا راہی کر جان میں باندھا اور طلیسان اُسکے عشق کی
دوش عقل و خرد پر ڈالی زمام دین و دانش کی ہاتھ سے دی اور اولاد اور اتباع اُن لوگوں کے جو جاوید کے فساد و
میں سامی تھے گرفتار کر کے اُسپر سیاست کی اور فرمان سلطان کے موافق ملک نصرت خان کے واسطے اہتمام زمان
و طفل شیرخوارہ اُن لوگوں کے کہ قتل میں اُسکے بھائی کے سہی کی تھی جلا دون کے سپرد فرمایا تو طفلان شیرخوارہ
کو بطریق گزرو سنگ سر پر اُنکی ماؤں اور بہنوں کے اسفند رمارا کر مثل روئی دھنی کے پاش پاش ہو کر ہلاک ہوئے
اور چوراہہ بازار میں رسوا کر کے ہندوؤں کو بخشا اور قبل اسکے دہلی میں یہ رسم نہ تھی کہ کسی کے جرم کے سبب اولاد
اور اتباع کو سیاست میں کریں اور اس سال جس وقت لشکر دہلی گجرات کی تسخیر میں مشغول تھا چل دی نام اور اُسکا
بھائی آنکر قلعہ سیوستان پر متصرف ہوئے خان ظفر شہار ملک ہزیرا الدین ظفر خان کو مع فوج کثیر اس طرف
تعیین فرمایا اور اُس نے سیوستان کو محاصرہ کر کے عرصہ قلیل میں مفتوح کیا اور چل دی اور اُسکے بھائی کو مع اولاد و اتباع
کہ عورات اور عیال و اطفال کے سوا ایک ہزار اور سات سو خلی تھے طوق و زنجیر میں ملوث اور مسلسل کر کے دہلی میں بھیجا اور خود
بھی پیچھے سے دہلی میں آیا اور صفری اور دلاوری ملک ہزیرا الدین ظفر خان نے شہرت پائی بادشاہ علاء الدین اُسکی
شجاعت سے خطرناک ہوا اور اُسی سال کے آخر میں شلوخو ہارن دو خان میں اتن مثل یعنی دو لاکھ سوا ایک ہزار و تیس ہزار
اور اڑلہنہر میں آیا اور آپ سند سے عبور کر کے قصبات اور قریات کو جو سرراہ پر واقع تھے ملک اپنا تصور کر کے آسیب نہ
پہنچایا اور طر مسافت کے بعد سال جون پر فروکش ہوئے اور دہلی کے محاصرہ کی تدبیر کی اور جو خلق کثیر تھے شہر و قصبات
اور خطہ اور نواحی کی مثل کے خوف سے شہر میں آئی تھی جمعیت ہر تہہ بہم پہنچی کہ مساجد اور کوچہ و بازار اور محلات میں جگہ
بیٹھنے اور اینٹادہ ہونے کی نہ رہی خلائق ابنوہ سے عاجز اور بہ تنگ آئی اور راستہ آمد و شد غلہ اور آذوقہ کے مسدود
ہوئے اور طرفہ گرائی تمام چیزوں میں ظاہر آئی لوگ جبران ہوئے سلطان علاء الدین نے امر اور ملوک کو طلب کر کے
سامان جنگ جمع کیا باوجودیکہ بعض امر اجناک سے ممانعت کرتے تھے اور لشکر ہندوستان کی زبونی و لائل سے
معروض رکھتے تھے اور کنا پتہ کہتے تھے کہ کار جنگ خطرناک ہو اور جنگ دوسر رکھتی ہو بادشاہ نے انکا قول نہ
منہ کیا اور یہ فرمایا کہ بادشاہان نامدار کو جنگ و کارزار سے حذر کرنا حال سلطنت کے لائق نہیں ہو بہت کسے کو

کلاہ کیان می ہندہ سرخوش را در میان می بندد، بیکر مخا فظت شهر اورا بطورم اور خزانه کی علاوہ الملک کو تو ان کے ذمہ مقرر کی اور بدو دن کے دروازے کے سوا بچھا کنگ بندی کر کے ساتھ کو کبہ اور دہرہ شاہی کے بروایت صحیح تین لاکھ سوار اور دو ہزار سات سو تیل جنگی کارآمد لیکر شہر سے براہ ہوا اور میدان کبلی بن طرفین طبل جنگ بجنے لگے اور صفوں حرب آراستہ ہوئیں اور ہندوستان میں بعد از قلعہ ریات اسلام کسی عہد و عصر میں ایسے دو لشکر عظیم آپس میں مقابل نہ آئے تھے اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور ہندو کو پہونچی ہو اس قسم کی دوسرا کینہ جو مقابل ایک دوسرے کے صفت آراہوئی الغرض بادشاہ علاء الدین سکندر شانی ترتیب افواج میں مشغول ہوا ہینہ ملک ہزبرالدین ظفر خان سے جو شجاعان روزگار اور مبارزان کامگار سے تھا اور جاگیر ساند اور پنجاب اور ملتان رکھتا تھا آراستہ کی اور میسرہ اپنے بھائیوں الماس بیگ النعمان اور رکن خان سے کہ قوت بازو اور پشت پناہ جسکے کھٹے محکم کی اور خود مع ملک نصرت خان اور مارہ ہزار سوار کسب جوان خوب اور کیاہ تھے مع فیلان مشیا طلب میں ٹھہرا عمارت سلطنت میں سے ہر ایک کو اس کے لائق مقام پر مقرر کیا۔ ملک ہزبرالدین ظفر خان نے اپنے مقابل میسرہ غل پر ہا عقیدوں و افواج سے حملہ کر کے انکو تہ و بالا کر ڈالا اور وہاں سے مغلوں کی دوسری فوجوں پر جو دوسرے سرداروں کے مقابلہ پر جا ہنازی کرتی تھیں حملہ کر کے انکو بھی پامال کیا اور شمشیر آبدار سے مسدود مثل قتل کیے کہ صحرا میں انکی لاشوں کے انساں لگ گئے۔ مغلوں نے اس کے مقابلہ سے جی جھوڑ دیا اور بیتاب ہو کر بے تحاشا بھاگے اور ملک ہزبرالدین نے انکا تعاقب کیا اور مارتا و قتل کرتا ہوا اٹھارہ کوس تک چلا گیا۔ الماس بیگ النعمان سردار میسرہ نے جو ملک ہزبرالدین سے حدود عداوت رکھتا تھا ساتھ دیا اور اس کو تنہا جھوڑ دیا۔ مغلوں کے سردار میسرہ نے بھاگنے کے بعد راہ میں کنبیگاہ اختیار کی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ ملک ہزبرالدین آگے نکل گیا اور پیچھے کوئی مددگار فوج نہیں ہو تو اسنے کنبیگاہ سے نکل کر ظفر خان پر پیچھے سے حملہ کیا اور سپہدار قتل و خوار نے بھی بھاگنے سے ہلاک ہو گئی۔ ملک ہزبرالدین ظفر خان دونوں کے بیچ میں گھر گئے اور تیرے انکا گھوڑا مارا گیا۔ ہزبرالدین نے ترکش سے تیر زمین پر ڈال دیے اور جس کو مارا ہلاک کیا قتل و خوار نے سفید جھنڈی ہلائی اور ملک ہزبرالدین کی تعریف کر کے پیغام دیا کہ تم حق نمک ادا کر چکے آؤ اب ہم تم کو اس سے اونچے مرتبہ پر پہونچا دیں۔ ظفر خان نے قبول نہ کیا اور بابر تیروں سے جماعت کثیر مار ڈالی۔ قتلی خوار نے ہر چند چاہا کہ زندہ گرفتار کرکون میسرہ ہوا آخر تیر برسانے کا حکم دیا اور ملک ہزبرالدین ظفر خان شہید ہو گیا اور اس کی فوج کے سردار بھی مارے گئے لیکن مغلوں نے اس خوف سے کہ مبادا لشکر علائی آجاوے فوراً کوچ کیا اور تیس کوس پر جا کر دم لیا اور وہاں سے بھی کوچ پر کوچ کر کے حلد اپنی سرحد میں داخل ہو مغلوں کے دونوں پر ظفر خان کا خوف ایسا بیٹھ گیا تھا کہ اگر ان میں سے کسی کا گھوڑا پانی پینے میں بھرتا تو کہتا کہ کیوں کیا ملک ہزبرالدین ظفر خان کی صورت نظر آگئی۔ بادشاہ علاء الدین خلجی بھی ظفر خان کی شجاعت سے متوجہ ہوتا تھا۔ اس لڑائی میں اس کا مارا جانا اپنے نزدیک دوسری فتح سمجھا اور خوش خوش دہلی میں جا کر فتح کے جلسے کیے اور مردان شجاع کو خلعت و منصب عطا کیے۔ ایک سردار کو جو لشکر کاہ سے دہلی بھاگ آیا تھا گدھے پر سوار کر کے شہر کیا۔ کہتے ہیں کہ جب علاء الدین بادشاہ ہوا اور وقت جلوس سے تین سال میں بادشاہ کے حسب اراد

کام بنیتے گئے اور گجرات ایسی مملکت مفتوح ہوئی اور سلطنت میں اسکا کوئی معارض نہ رہا تو اس کے داغ میں عجیب خیالات سامنے آئے انجملہ ایک یہ کہ اکثر مجالس شراب و خلوت میں ارکان دولت سے کہتا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار بار کی موافقت سے ایک شریعت حکم چھوڑی اگر میں بھی اپنے چار بار الماس بیگ الفغان و سنجہان و ملک ہزبر الدین طغر خان و ملک نصرت خان کی مظاہرت سے ایک جدید شریعت رائج کروں تو دنیا مت نکم نام رہے یہ ملک ہزبر الدین کے قتل سے پہلے کا حال ہے۔ اب تم لوگ بتلاؤ کہ ایسی شریعت کیا ہو سکتی ہے جس کو سب عقلاء پسند کریں۔ دوم یہ کہ افواج و ہاتھی بہ کثرت ہیں جی میں آتا ہو کہ دہلی ایک خیر خواہ کو سپرد کر کے خود سکندر کی طرح جہاگیر میں مشغول ہوں پہلے خراسان و ماوراء النہر و ترکستان فتح کر کے وہاں کے لوگوں کو اپنی ملت میں لاؤں پھر بڑھ کر فارس و عراقین و شام و فرنگ و حبش و غیرہ مسخر کروں۔ ارکان مجلس اس کی سخت گیری دیکھوئی سے متحیر ہو کر اکثر اس کی تحقیر کرتے پھر جب اسکو دولاکھ ترک خوئار پر چین کا سپہ سالار رستم روزگار قتل خواجہ تھافتح حاصل ہوئی تو غرور و نخوت بہت بڑھی خطبہ میں اپنا لقب سلندر ثانی بڑھایا اور خیالات سابقہ اور بھی سخت کر دیے اہل مجلس دل میں ان اعمال پر ہنستے مگر خوف سے چپ تھے اور ہزبرگان دین مثل حضرت نظام الدین اولیا و قدس سرہ ان باتوں کو سن کر دلگیر ہوتے اور اس کی رہنمائی کی دعا کرتے چنانچہ بالآخر اس کا اثر یوں ظاہر ہوا کہ ملک علماء الملک کو توال دہلی جو ہر چاند رات کو سلام کے لیے مجلس شاہی میں حاضر ہوتا تھا حسب معمول شریک ہوا بادشاہ نے بھی حسب معمول اپنے دونوں خیال ظاہر کر کے رائے پوچھی۔ علماء الملک کسی قدر ذی علم اور سچا دیندار تھا دل میں سوچا کہ عمر آخر ہوئی چند روزہ زندگی کے لیے بادشاہ کی خوشامد میں دین برباد کرنا انتہائی خسارہ ہے سوچ کر کہ دونوں اور بادشاہ کے عیظ و غضب سے بڑھ کر دین کا کلمہ بلند کروں غایت اسکی مارا جانا تو آخر عمر میں شہادت بھی مزہ سے خالی نہیں ہو لہذا کہہ لے اگر حضرت اپنی مجلس سے شراب برطرف فرما دیں اور غیروں کو ہٹا دیں تو جو کچھ اس غلام ضعیف کے خیال میں ہے عرض کرے۔ بادشاہ نے اس کے کہنے پر عمل کیا اور سو اے الماس بیگ الفغان و ملک نصرت خان ملک سنجہان و غازی ملک تغلق قائم مقام ملک ہزبر الدین کے سب کو ہار کیا۔ علماء الملک نے اجازت کے عرض کرنا شروع کیا کہ حضرت یہ دین و شریعت تو ایسی چیز ہے کہ جس کا تعلق حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آسمانی وحی کے ساتھ ہوتا ہے اور اب تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اسکا خاتمہ ہو گیا۔ اب جان پناہ کا یہ خیال جو کوئی سنے گا خاص ہو یا عام چھوٹا ہو یا بڑا عورت ہو یا مرد و دور ہو یا نزدیکی یقینی وہ متنفر ہو گا اور اپنی جان سے بیخوف ہو کر سب کے سب قطعاً ہم لوگوں کو اس کا بافی خندا دیکھ کر ہماری جان کے دشمن ہو جاویں گے اور اس جہت سے فسادات عظیم برپا ہونگے جن کا تدارک غیر ممکن ہے حضور کے دولت و اقبال کے لائق یہ ہے کہ آئندہ ایسے خیال کو بالکل زبان و دل سے مٹا دیا جاوے کیونکہ امکان بشری سے باہر ہے۔ حضور ذرا سی بات پر توجہ فرما دیں لچنگیر خان داس کی اولاد پورے ظلم و جبر سے بدلتوں کو کشش کی کہ دین محمدی مٹا کر اپنا دین جو ہزاروں برس سے ترکستان میں رائج تھا عالم میں منتشر کر دیں اور لاکھوں مسلمانوں کو انھوں نے قتل کیا مگر کسی طرح میسر نہ ہوا بلکہ آخر کار

و بن محمدی کی خوبی و استوارگی کو دیکھ کر ان کے پوتے بیٹوں نے دین اسلام اختیار کیا اور اسکی تقویت کے واسطے
 کفار یورپ سے جہاد عظیم کیے۔ بادشاہ علاء الدین نے بعد غور و دراز و فکر و تامل کے فرمایا کہ جو کچھ تو نے کہا بیشک
 ٹھیک اور واقعی امر ہے اب انشاء اللہ تو اکیسویں صدی کے خلاف کوئی کلمہ مجھے صادر نہ ہوگا۔ رہا امر دوم اس
 بارہ میں تیری کیا رائے ہو آیا وہ بھی خطا ہے یا صواب۔ ملک علاء الملک نے عرض کیا کہ حضور دو مسئلہ
 اپنی ذات میں بہت ٹھیک ہے اور حضور کی شان و شانہ سمیت ملندہ کی دلیل ہے اور ممکن ہے کہ بعض ملندہ بہت بادشاہوں
 کی طرح جہان پناہ بھی اپنے لشکر کثیر و خزائن موفور کے ذریعہ سے اقلیم کو مسخر فرماویں لیکن جس کے لیے
 سپہ چیریں اور بھی درکار ہیں کیونکہ جب سلطان والاہمت دہلی سے نکلے مالک ایران و غیرہ میں دور گئے اور ملت
 گذری تو یہاں حضور کے مانند لائق آدمی کون ہے جو نیابت کا کام انجام دے گا اور یہ بھی معلوم نہیں کہ مدت و دراز
 کے بعد جب دہلی کی طرف رجوع فرمانے کا قصد ہو تو نائب اپنے عہد و ایمان پر ہوگا یا منحرف۔ کیونکہ اس زمانہ کو
 سکندر کے زمانہ پر قیاس نہیں کر سکتے اسکے زمانہ میں غدر و بد عہدی شاذ و نادر تھی جس نے جو عہد کیا اس نے
 دہم تک اس پر قائم رہتا اور سکندر کو اسطاطالیس حبشیا وزیر ملا تھا کہ عہدہ تداویر سے سب کو مطیع و
 منقاد رکھتا اور ایسے ہی عہدہ اسباب سے بہت کم مدت میں اس نے ان ممالک کو مطیع کر لیا اور جب لوٹ
 کر روم گیا تو مملکت کو بدستور درست پایا۔ اگر حضور کے پاس ایسے آدمی مستعد ہوں تو یہ رائے جہانگیری میں ضرور
 بادشاہ نے بہت غور و تامل کے بعد فرمایا کہ اچھا اگر میں ایسے موانع و عوارض خیال کر کے جہانگیری کا عزم ترک کروں
 تو یہ لشکر کا بے کثیر و خزائن کس کام میں آویں گے میں تو ہی گوشہ دہلی پر تعلق ہو چکا۔ ملک علاء الملک نے عرض کیا
 کہ حضور کے سامنے ابھی دو ہم ضروری درپیش ہیں امر اول طرف جنوبی ہندوستان کی فتح جسے چاہیں
 و چندری و جالور و طرف مشرقی تادریا سے شور (سندھ) اور طرف شمالی تانمغان کابل۔ اگر یہ ممالک مغرب جہان
 اور ڈاکو و چورو و فساد ہیہاں سے دفع ہو جائیں تو سلطنت میں اطمینان و اصلاح حاصل ہو جائے۔ امر دوم
 اقوام مثل چین راہوں سے ہندوستان میں گھسکر لوٹ و مار کرنے میں دہلی مستحکم قلعات و لشکر جنگی مہین کیا جائے
 کہ مغلوں سے اس ہو۔ بعد اس کے جہان پناہ کو جنوبی میسر ہوگا کہ خود دہلی میں توقف فرماویں اور امر سے مستعد
 آراستہ فوجوں سے اطراف میں رداد فرماویں تاکہ وہ دور کے اطراف سے اس کے حضور کا نام جہانگیری کی
 کریں۔ لیکن یہ تمام بیداری و ہوشیاری اس وقت حاصل ہوگی کہ جہان پناہ افراط و تفریط رائی شکا و عیش پرستی
 سے اپنے ذات ملکی صفات کو روکیں۔ بادشاہ علاء الدین ان باتوں کو سنکر بہت خوش ہوا اور
 علاء الملک کی رائے مناسب کی توفیق کی اور اسی وقت خلعت جامہ زرد و زری جیسے شیر کی تصاویر بھینچ کر پہنی
 تنگہ اور دو اسب عربی و نعلین و لنگام مرصع عنایت فرمائے اور دو گائون معانی انعام دیے اور جو امر اس
 مجلس میں حاضر تھے سب نے نہایت خوش ہو کر چند ہزار تنگہ مع دو اسب ملک علاء الملک کے پاس بطور
 نذرانہ بھیجے اور حضرت شیخ العصر نظام الدین اولیا برقدس سرہ نے بھی خوش ہو کر اس کے حق میں
 دعا و خیر فرمائی۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ نعمت تمام جہان کی دولت سے بڑھ گئی۔ ۹۹ جہے سوننا نوے
 ہجری میں بادشاہ نے پہلے الماس بگیا النعمان حاکم سمانہ کو اور ملک نصرت حاکم گڑھ کو طلب فرما کر قلعہ رستجو

کی فتح کے لیے روانہ فرمایا۔ وہاں کاراجہ پورا خود مختار رہا ہوا تھا اور قدیم راجہ دہلی کی نسل سے تھا اور بیاضی
 ممالک کی وجہ سے سرکش تھا۔ النخانی و نصرت خان نے جاگراول جہاں کا قلعہ فتح کیا پھر مدکر کا محاصرہ کیا۔
 ایک روز ملک نصرت خان قلعہ کے نزدیک جا کر سرکوب تیار کر لے گا ہتھام کر رہا تھا کہ ناگاہ کوچین کا
 پتھر اس کے لگا کر کچھ زیادہ صدمہ نہیں پہونچا اور دو تین روز کے اہتمام میں یہ قلعہ بھی فتح کر لیا۔ اس
 درمیان میں راجہ رقتہدور نے فرصت پا کر بڑا سامان کر لیا اور دو لاکھ سوار پیادہ لیکر قلعہ رشتہ پور سے
 نکلا۔ الماس بیگ النخانی نے مقاتلہ مناسب نہ دیکھا اور چھابن میں واپس آکر عرضی میں حسب حال
 بادشاہ کو لکھ بھیجا۔ بادشاہ غضبناک ہو کر لشکر لے کر دہلی سے روانہ ہوا اور راہ میں ٹپٹ کا جنگل ایسا
 بھایا کہ چند روز بھر لشکر میں مشغول ہو گیا چنانچہ ایک روز رات کو بھی جنگل میں رہا اور صبح سے پہلے
 ہی حکم دیا کہ لشکر قمرغہ شروع کرو اور خود اپنے چند خدوہیں کے ساتھ اونچے ٹیلے پر بیٹھا تاکہ جب و خوش
 صحرائی جمع ہو جاویں تو لشکر میں مشغول ہونا گاہ بادشاہ کا بھتیجا سلیمان شاہ اپنے نو مسلم نوکروں کے ساتھ
 آدھر پہونچا اور بادشاہ کو متنا دیکھ کر چاہا کہ جیسا علاء الدین نے سلطان حلال الدین کے ساتھ کیا تھا میں
 علاء الدین کے ساتھ کروں اور فوراً تیردن کی زمین لے لیا۔ بادشاہ نے کچھ ہاتھ پاؤں مارے اور دوزخ
 باز پر اٹھ کر مردوں میں گر پڑا۔ سلیمان شاہ جس کا خطاب النخانی اور وکیل درگاہ تھا فوراً گھوڑے
 سے اتر کر چلا کر سرکاٹ لون۔ بادشاہ کے ساتھ جو پیادے گرد و پیش تھے فی الفور ظاہر میں اس کے ہونٹ
 بن گئے اور مبارک سلامت کہتے ہوئے اس کی آگے آ گئے اور عرض کی کہ حضور کو سلطنت مبارک ہو یا تو
 کا خاتمہ ہو گیا فی الفور تخت پر جلوس فرمایا۔ النخانی جس میں بادشاہی کی لیاقت نہ تھی انکے کہنے کے
 موافق وڑتا ہوا بارگاہ شاہی میں پہونچ کر تخت پر بیٹھ گیا اور باوازی بلند کیا کہ میں نے بادشاہ کو مار ڈالا
 ہے۔ لشکر والے۔ اس کو بچ سمجھ کر اور چارنا چار حاضر ہو کر اپنے اپنے قریب سے کھڑے ہوئے اور فارادین
 نے قرآن شروع کیا اور تہنیت و مبارکبادی شروع ہوئی نصیبیوں نے آواز سے لگائے گانے والے
 سرود میں مشغول ہوئے سمیت و نثار کا دروازہ کھل گیا اور ہاتھی گھوڑے آراستہ کر کے بارگاہ کے
 سامنے لائے گئے۔ النخانی بہت بہت شہوت پرست نے چاہا کہ اسی وقت حرم سرا میں داخل ہو ملک
 دنیا رخو اہر سردار و بان حرم تھا اپنی جماعت کو مسلح و مکمل کر کے حرم سرا کے دروازہ پر بیٹھا اور کہا کہ جب بادشاہ
 علاء الدین کا سر نہ دیکھو لون تب تک اندر نہ جانے دوں گا۔ وہاں جب بادشاہ علاء الدین کو ہوش آیا تو
 اپنے زخم باندھے اور خیال کیا کہ النخانی نے امراء کے اتفاق سے اپنا کام پورا کر لیا میں ان پچاس ساٹھ
 نفر کے ساتھ جو میرے پاس باقی ہیں جس طرح ممکن ہو چھابن تک الماس بیگ النخانی کے پاس پہونچوں
 اور اس کے اتفاق سے کام کروں لیکن ملک حمید الدین نے جو النخانی کے مثل منصب و کالت رکھتا تھا اور
 اپنے وقت کے عقلا میں سے تھا اس نے بادشاہ کو چھابن جانے سے روکا اور کہا کہ حضور اسی وقت
 سوار ہو کر اپنی بارگاہ کی جانب قصد فرماویں کیونکہ ہنوز النخانی کا کچھ استقلال نہیں ہوا اہل لشکر
 حضور کا چتر شاہی دیکھتے ہی حضور می میں دوڑ پڑیں گے اور اسکا کھیل بگڑ جائیگا اور اگر ہمیں کچھ

تاخیر ہوئی تو کام دشوار ہو جائے گا۔ بادشاہ اسی وقت سوار ہوا اور چتر سفید بادشاہی جو اسی جنگل میں بڑا تھا اٹھا کر بادشاہ کے سر پر سایہ کیا گیا اور بادشاہ بہت استقلال و آہستگی سے مارگاہ کی جانب روانہ ہوا۔ راہ میں جو سوار و پیادہ دیکھتا بادشاہ کی حضور سی میں آجاتا چنانچہ لشکر تک پہنچے نہ پہنچتے پانچ سو آدمی جمع ہو گئے اور جب لشکر کے قریب پہنچا ٹیلہ پر اپنا چتر بلند کیا اہل لشکر بادشاہ کا چتر دیکھتے ہی اکٹھا ہو کر چھوڑ کر سب کے سب بادشاہ کی طرف دوڑ پڑے اور تمام ہاتھی گھوڑے جو سجا کر بارگاہ کے سامنے لائے تھے سب بادشاہ کے حضور میں لائے۔ سلیمان شاہ اکٹھا مصطوب و بدحواس ہو کر افغان پور کی طرف بھاگا۔ بادشاہ ٹیلہ سے اتر کر بارگاہ میں تخت پر جلوہ افروز ہوا اور لوگوں کو عام اجازت دی اور ایک دستہ فوج سلیمان شاہ کے تعاقب میں بھیجی انھوں نے افغان پور میں اسکو گرفتار کر کے سرکاٹ لیا اور لاکھ لشکر میں پھرایا۔ بادشاہ نے اسکے بھائی قتلخان کو مع اسکے ہوا خواہوں کے قتل کر دیا۔ جب زخم اچھے ہو گئے تو نلیت سے رخصت ہو کر قلعہ کو چلا گیا اور الماس بیگ افغان نے استقبال کیا اور حسب الحکم شاہی محاصرہ میں بہت سختی کی گئی اور لقب لگانے میں کامیابی حاصل کی باوجود اس حالت کے اہل قلعہ اوپر سے شیر و تھوڑا آگ برسا کر بہت لوگوں کو ہلاک کرنے اور بادشاہی فرائض پر کان نہ دھرتے تھے۔ اسکے مختلف اسباب میں سے ایک تو قوم راجپوت کی ذاتی حیالت تھی کہ ناحق زبردست بادشاہ کے مقابلہ میں جانیں ضائع کرنا۔ دوسرا بہاڑوں کے پیچیدہ راہوں سے انکو مدد و رسد براہر پہنچتی تھی۔ سوم بادشاہی صوبہ داروں کی بیجا بغاوت کو لشکر انکوبین تھا کہ بادشاہ آخر کار مضطرب ہو کر بھاؤن کے فوکرنے کے لیے کوچ کر جاوے گا۔ چنانچہ انھیں ایام محاصرہ میں بادشاہ کے خواہرا دے امیر عمر و منگو خان جو بداؤن وادھ کے حاکم تھے باغی ہو گئے اور جمعیت کثیر ہم پہنچا کر ضاد پھیلایا۔ بادشاہ نے اس نواح کے امرا کو لکھا کہ متفق ہو کر انکو دفع کریں۔ امرا نے بعد جدال و قتال دونوں کو مغلوب و مقید کر کے حضور میں روانہ کیا۔ بادشاہ غضبناک تھا و دونوں کی آنکھیں بھلا ڈالیں چونکہ اس نواح کے زمیندار بھی باغیوں کے شریک تھے اور امرا سے سرکشی کرتے تھے بادشاہ نے دونوں کو قتل کر دیا اور امرا نے بھی ان کے موثقین پر تلوار حاکم کر دی۔ ہنوریہ فتنہ بالکل فرو نہوا تھا کہ دوسرا فتنہ پیدا ہوا یعنی دہلی کے سابق کو نوال ملک غوالہ میں مرحوم کے غلام زادہ حاجی مولی نے جو سلطان جلال الدین خلجی کے عہد میں سرخمہ دہلی ہو گیا تھا جب دیکھا کہ بادشاہ قلعہ گہری میں پھنسا ہوا اور ملک علوار الملک کو نوال دہلی بادشاہ کے ہمراہ ہو اور بالفعل پایہ بد کو نوال جو شہر کے باہر چوتراہ پر بیٹھ کر مقدمات فیصل کیا کرتا ہو لوگ اس سے موافق ہیں مدد نہ کریں گے ایسے موقع پر بیان دوسرا بادشاہ بنا کر کام نکالو چنا پچھلی گرمی میں جب دوپہر کو لوگ گھروں کے اندر چھپے تھے شہر میں داخل ہو کر سیدھا پایہ بد کو نوال کے مکان پر پہنچا اور پیام دیا کہ بادشاہی فرمان پہنچا ہو جلد نکلو وہ بیجا و غفل تھا غور نہ کیا۔ حاجی مولی نے اپنی مفسد جماعت کو اشارہ کیا جنھوں نے اس کو فی الفور ٹکڑے کر دیا اور خروا اظہار کیا کہ میں نے بادشاہی حکم سے مارا ہوا اور حکم دیا کہ شہر کے دروازے قفل کر دو اور قلعہ جدید کے قلعہ دار علوار الدین ایاز کو پیام بھیجا کہ فرمان بادشاہی آیا ہو فوراً آؤ کہ اسکی تعمیل کی جاوے۔ وہ اس کے فتنہ سے آگاہ ہو چکا تھا قلعہ کے دروازے بند کر کے آدمیوں کو مسلح کر لیا۔ حاجی مولی نے فوراً نعل کو شک میں مع مفسدون کے گھس گیا اور وہاں کے قیدی سب چھوڑ دیے اور وہاں کے ہتھیار و خزانے

جو کچھ بانی نے مندرساتھ بیون میں تقسیم کیے اور جماعت کثیر لیکر علوی کے یہاں پہنچا اسکو لوگ شامینہ کما کرتے تھے اور اسکی والدہ سلطان شمس الدین انیس کی نسل سے تھی۔ زبیر دہلی علوی کو لاکر نسل کو شک میں تخت پر بٹھلایا اور کابہ شہر پر جبر و قہری کی کہ اس کے ہاتھ پر بادشاہی کی سمیت کرو۔ یہ خبر سلطان علاء الدین کو رشتہ جوڑ کے محاصرہ میں پہنچی لیکن اس کے شاہانہ عزم میں کچھ تزلزل نہ ہوا بلکہ اس نے سختی محاصرہ کا اہتمام کیا اور امراد کو نامزد کیا باجھونٹ نواح میں تاخت و تاراج کر کے محصوروں کی رسد بند کردی اور معز و سرکشوں کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ باوجود اس کے اہل قلعہ رشتہ جوڑ کرکشی پر آمادہ رہے اس لیے کہ ایام فرصت میں انھوں نے بہت رسد جمع کر لی تھی۔ پہلے فتنہ دہلی کا حال سنو کہ جب حاجی مولیٰ نے اہل شہر کو مقہور کر کے علوی کو بادشاہ بنا یا ہنوز ایک مہفتہ بھی نہ گزر لے یا پانچھا کہ ملک حمید الدین امیر کو کہہ اسے اپنے بہادر بیٹوں کے شہر کا وہ دروازہ جو دروازے برادوں کہلاتا تھا کھول کر شہر سے باہر نکل گیا اور اطراف سے کچھ لوگ جمع کیے اتفاق سے ملک ہزبر الدین ظفر خان مرحوم کے سواروں میں سے ایک جماعت اپنا جائزہ و عرصہ کے واسطے امر دہر سے شہر میں آتی تھی ملک حمید الدین نے ان کو اپنے ساتھ لے لیا اور دروازہ غزنین کے راستہ سے شہر میں داخل ہوا اور دروازہ ہند کے پاس اس سے اور حاجی مولیٰ سے محارہ ہوا ملک حمید الدین گھوڑے سے کود پڑا اور حاجی مولیٰ کو گھوڑے سے گرا کر اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا ہر چند حاجی مولیٰ کے لوگوں نے نیزہ تلواروں سے اسکو زخمی کر دیا مگر اس بہادر نے حاجی مولیٰ کا سر کاٹ ہی لیا اور نیزہ پر چڑھا کر کو شک لعل تریخت کی اور علوی کا سر بھی کاٹ ڈالا اور قتل عام کے ساتھ سلطان کی خدمت میں بھیجا بادشاہ نے الماس بیگ النخان کو دہلی بھیجا جس نے اہل فتنہ و فساد کو بالکل منہال کر دیا بلکہ ملک الامرا و فخر الدین کو توال قدیم مرحوم کے بیٹوں کو بھی سیکنا قتل کیا کیونکہ وہ لوگ بالکل اس فتنہ میں شریک تھے صرف اس ہمت سے کہ حاجی مولیٰ ان کے باپ کے خاصہ خیل میں سے تھا ان بیگنا ہوں کا خاندان بھی تباہ و برباد کر دیا۔ بادشاہ نے بعد ایک سال کے ایک قول یک بعد تین سال کے اطراف و جوار سے حشر و جنہ جمع کر کے انکو حکم دیا کہ ہر شخص ایک قبیلی خاک لاکر قلعہ کے اس دروازہ پر ڈالے جس کو ان کہتے تھے چنانچہ اس خاک کا انبار اس قدر اونچا ہو گیا کہ قلعہ والوں پر سرکوب تیار ہو گیا اور اہل قلعہ مقہور و مغلوب بنے۔ راجہ ہیر دیو مع اپنے لوگوں کے مارا گیا۔ سابقین فتح گجرات کے واقعہ میں ذکر ہو چکا کہ حاکم کے مقام پر محمد شاہ مغل مع فوسلموں کے باغی ہو گیا تھا اور آخر مغلوب ہو کر قلعہ رشتہ جوڑ میں پناہ لی تھی اسوقت راجہ کے ساتھ ہو کر لڑا اور اس کے اکثر ساتھی مارے گئے اور خود محمد شاہ زخمی پڑا ہوا تھا۔ اتفاقاً بادشاہ نے اسے دیکھا اور ترس کھا کر فریاد کیا کہ اگر میں تیرا علاج کر کے تجھے تندرست کروں تو کیا سلوک کرے گا اس نے جہالت سے جواب دیا کہ اگر اچھا ہو جاؤں تو تجھے قتل کر کے ہیر دیو کے بیٹے کو راجہ بناؤں۔ بادشاہ نے غصہ ہو کر اس پر ہاتھ چلا دیا۔ ٹھوڑی ہی دیر کے بعد اس کی شجاعت و وفاداری یاد کر کے اشارہ کیا کہ اسکو قتل دیکر دفن کریں۔ راجہ کا وزیر نیک و غیرہ جو راجہ سے جدا ہو گئے تھے سب کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنے ولی نعمت کے ساتھ کیا سلوک کیا جو ہم ان سے وفاداری کی امید کریں پھر بطور سیر کے قلعہ پر گیا اور وہاں کے نقد و جواہر جو شمار سے باہر تھے مع قلعہ ولایت کے الماس بیگ کو عطا فرما کر دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ الماس بیگ پانچ چھ مہینہ کے بعد رت بیار ہو کر دہلی کو روانہ ہوا لیکن راہ میں مر گیا۔ سلطان علاء الدین کو اس مدت میں امراد کی فتنہ انگیزی کا خبر بہ

۷

ہو چکا تھا شاہ برین اپنے خیر خواہ و عقلاء کو جمع کر کے اُن سے مشورہ کیا کہ کس تدبیر سے لغات کا دروازہ بند ہو کر آئندہ خلق خدا آرام و راحت سے زندگی بسر کریں اور فتنہ انگیز گنگناروں کے ساتھ ناحق بیگناہ یا مال حوادث نہ ہوں و ترار عاقل نے عرض کیا کہ چار چیزیں فتنہ انگیزی کا باعث ہو ا کرتی ہیں (اول) خلق کے نیک و بد سے بادشاہ کا پیچہ ہونا (دوم) علانیہ شراب خوری اس لیے کہ شراب خوری سے پخصلتیں ابھرتی ہیں اور بے اختیار اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور جب ایک کو دوسرے کا عندیہ معلوم ہو جاتا ہے تو ایک خیال والے باہم اتفاق کر کے فتنہ انگیزی کرتے ہیں (سوم) امرا و باہم رشتہ دار یاں کر لیتے ہیں اور اس بیگانگی کی وجہ سے جب کسی ایک پر کوئی حادثہ واقع ہوتا ہے تو سب رشتہ دار شرکت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں (چہارم) مال و دولت کی زیادتی کیونکہ جب کمینہ آدمیوں کے پاس دولت و مال زیاد ہو جاتا ہے تو اُن کی پخصلتیں بڑھتی کرتی ہیں حتیٰ کہ وہ سلطنت کے دسی ہو جاتے ہیں سلطان علاء الدین کو اہل علم و عقلاء ربار گاہ کی راہ پسند آئی اور ان امور کے دفعہ کی تدابیر میں کوشش فرمائی چنانچہ نیک و بد خلق کی آگاہی کے لیے ایسے طریقے سے جاسوس مقرر فرمائے کہ شہر و قصبات و ولایات کے تمام نیک و بد معاملات سے بادشاہ کو پوری آگاہی حاصل ہوتی تھی بلکہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ شہر کے امرا و اعیان درگاہ راتوں کو چوبائیں اپنے زن و فرزند سے کوٹے تھے بادشاہ اس سے آگاہ تھا اور جب صبح کو شخص حضور میں حاضر ہوتا اور کوئی معاملہ دلچسپ یا خاص کام کے متعلق کچھ کلام ہوا تھا وہ فلسفہ کر کے اس کو دیا جاتا اور وہ اس سے متحیر ہو کر کانپ جاتا اور نوبت یہاں تک پہنچتی کہ رعایا و اہل بازار کی باہم گفتگو درکنار خود اپنے گھروں میں رات کو لوگ باہر بلند بات نہیں کر سکتے تھے سوائے اچھی باتوں کے۔ اور دربار میں کوئی کسی سے خفیہ باتیں کرنے کی مجال نہ رہتا تھا سوائے اس کے کہ کچھ راز و کنایہ کرے۔ رستوں کا انتظام ایسی خوبی سے مضبوط فرمایا کہ تاجر لوگ و مسافر لاکھوں روپیہ کا مال سہلے لیے ہوئے راتوں کو بدو کسی سپاہی بلکہ بدو کسی ساتھی کے برابر سفر کرتے تھے اور مشرق میں ہنگالہ کے سرحد مند تک اور مغرب میں کابل و کشمیر و سندھ تک اور جنوب میں گجرات و سائل مندروں تک کے پل و در اس کے سوا اہل ہند تک ہر سب راہ میں بچوں و خطر ہو گئیں بلکہ مسافر و تاجر لاکھوں کی دولت لیے ہوئے صحرا میں جان شام ہوتی وہیں مال و اسباب اتار کر بسیر کرتے اور اس کو سات حلقہ کا قلعہ تصور کر کے بے خطر چین سے سوتے تھے راہ گیر و مسافر غریب جس گافون میں پہنچتے وہاں کا مقدم و رعایا عورت کے ساتھ اچھی راحت کا سامان مہیا کرتے تھے مترجم کہتا ہے کہ شاہ کسی کو یہ وہم ہو کہ تمام اطراف ہندوستان بادشاہ کے تحت میں نہ تھے تو جواب یہ کہ آخر میں تمام اطراف میں سلطان علاء الدین کا فرمان جاری تھا چنانچہ آئندہ بیان سے ظاہر ہو گا۔ مفسدہ شراب دور کرنے کے لیے اول بادشاہ نے اپنا عیش خانہ یعنی مجلس شراب بالکل موقوف کر دی چنانچہ دروازہ بدو اُن کے باہر تمام تھماے شراب بغیر ہوا دیے گئے اور ظروف توڑ کر جس قدر چاندی سونے کے تھے سب گلا کر زوسل کر دیئے اس کے بعد فرمان عام جاری کیا کہ بادشاہ نے شراب سے توبہ کر لی آئندہ جو شخص شراب خوری کرے یا شراب فروشی کرے اس کا خون اس کی گردن پہ ہو گا اور اسی طرح کے فرمان اطراف و ولایات میں بھیج دیئے اور بخواروں نے مکانات سے اس قدر شراب جنگل میں بہائی کہ برسات کی طرح صحرا کی طرح ہو گیا اور سلطانی پولیس کا مضبوط ہتھ

بڑھ گیا کہ اگر دور سے کوئی خائن کسی قدر شراب انداز کی گون یا لکڑی کے گٹھے یا کسی ترکیب سے لانا چاہتا تو شہر پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار ہو جاتا اور وہ شراب یا تحفوں کو دیجاتی۔ بعضے میخوار جو شدت سے عادی تھے خفیہ اپنے گھر میں بناتے چونکہ ضبط بادشاہی اعلیٰ درجہ پر تھافی الفور گرفتار ہو جاتے اور دروازہ ہداؤن کے پاس صحرائی کنوئین میں قید ہو کر یا تو جان بیٹے یا تو بیسے رہا ہوتے تو معالجہ سے شفا پاتے۔ اس زبردست نظام سے رسم میخواری بالکل مٹ گئی۔ جب لوگوں میں عادت مذموم نہ رہی تو بادشاہ نے مدت کے بعد اس قدر اجازت دی کہ اگر امرامین سے کسی کو ضرورت ہو اور بطور دوا کے کشید کرے تو تنہا بدوئیں کسی کی شرکت کے اندر گھر کے پیسٹا ہو۔ امرار کی باہمی رشتہ داری کے لیے فرمان نافذ ہوا کہ امرار معارف شہر و ممالک بدوئیں حکم بادشاہی باہم بیاہ شادی نہ کریں اور نہ ایک دوسرے کی دعوتوں میں شریک ہوں چونکہ بادشاہی پولیس کا ضبط بہت قوی تھا کسی کو مجال نہ رہی کہ اس کے خلاف کرے حتیٰ کہ اگر اتفاق سے کسی کے بیان بطور زمان آجاتا اور وہ چاہتا کہ سلطانی ہوائی کے علاوہ خود بھی اسکی مہانداری کرے تو سیدخان وزیر کے پاس درخواست لیجاتا کہ شاہی منظر میں حاصل کرے۔ لوگ اس وزیر کو فتنہ انگیز جہان کہا کرتے تھے۔ اب رہا فتنہ دولت و ثروت جو سب سے بڑا فتنہ تھا اس کے انسداد کے لیے زبردست محنت مقرر ہوئے جنھوں نے ان کے زائد اموال ان کے نام سے بیت المال میں ضبط کیے اور ممالک و باغات شہر و ولایات خواہ کفار کی ملک تھے یا مسلمانوں کے سب ایک محنت خالصہ کر لیے اور ان کے مصارف سے زائد ہر ماہ فساد ضبط کر کے اپنی حفظ میں لے لیا اس جہت سے لوگوں کو مادہ سرکشی پر اپنا قابو نہ رہا اور فساد ہی شیطان ان کے دماغ سے اکیلا رگی نکل بھاگا جب سلطانی تسلط و نظام اپنی انتقامت پر آگیا تو بادشاہ نے زمیندار و مقدم و چودھری کا تسلط رعایا پر ناگوار دیکھ کر چند قانون ایسے نافذ فرمائے کہ رعایا نے بھی زمینداروں کے تسلط سے آرام پایا اور عامہ خلایق بادشاہ کے لیے دعا گو ہو کر چین سے زندگی بسر کرنے لگے خلاصہ بعض قوانین یہ ہو کہ بادشاہ نے اپنے عقائد کی مجلس سے یہ قانون نافذ کیا کہ زمین کی پیمائش کر کے ہر قسم کے مواضع سے نصف حاصلات وصول کر کے خزانہ میں داخل کریں اور اس میں مقدم و چودھری و رعایا کو یکساں شمار کریں کسی کمزور پر بار نہ ڈالیں اور مقدم ہو یا رعیت ہر ایک کو صرف اس قدر اختیار ہو کہ چار میل کھیتی کے اور دو بھینسین و دو گائیں اور بارہ بکریاں بالین زیادہ ضبط ہوں اور چرائی بھی بحساب ہر جانور کے برابر کے حساب سے وصول کی جاوے رعیت پر ظلم نہ ہو اور پٹواری و عمال و محاسب مختلف و فائز میں ایسے معین کیے کہ عاملوں کو ایک پیسہ بطور خیانت لے لینا میسر نہ تھا اور اسی طرح محاسب و محرر بھی ایک پیسہ خیانت نہ کر سکتے اسی وجہ سے بہتر سے عمال نے مہرری و محاسبی چھوڑ کر پیشہ تجارت و غیرہ اختیار کیا اور مقدم و چودھری جو ہمیشہ سے رعایا کو مظلوم بنا کر ہتھیار باندھے گھوڑوں پر سوار لباس فاخرہ پہنے میرو شکار میں مصروف رہتے تھے اب اپنے کاروبار میں لگے بلکہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ بعضے کبھی اپنی مراسم کے لیے کچھ محنت غزوری کر لیتے تھے سلطان علاء الدین کبھی کبھی فرماتا کہ علماء بہت کم ایسے ہیں کہ احکام سلطنت و منوایہ سیاست کو موافق شریعت استنباط کر سکیں انکو فقط اتنی ہی لیاقت ہوتی ہو کہ قضایا میں فیصلہ کریں و خصایات کا تصدیق فرماویں اور لوگوں کو سزا دے

کا طریقہ تبادیل اسی خیال سے بادشاہ کی نظر دوہر میں سیاست رعیت کی واسطے جو ضابطہ تفسیر ہوتا اسکو جاری کر دیا اور
 مشروع و نامشروع ہونے کو دریافت نہ کرتا۔ اس زمانہ کے علما و مین سے قاضی ضیاء الدین بیاضی مولانا ظہیر الدین رشید لنگ
 کرامی دیوانخانہ میں آتے جاتے اور باہرامرار کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے اور قاضی مغیث الدین بیاضی جو
 اس زمانہ کے متبحر علما و مین سے تھے اگرچہ فی الجملہ بادشاہی قریب کھتے اور مجلس خاص میں حاضر ہوتے تھے مگر علمی تذکرہ کبھی
 نہ کرتے اسلئے کہ بادشاہ محض جاہل تھا لیکن جیب مخبروں کے عرض پڑھنے پر مجبور رہتا تو اچھی محنت کر کے ہفتہ رقیبت
 حاصل کر لی کہ شکستہ تحریریں اچھی طرح پڑھ لیتا تھا اور اس قریب سے اسے چند فارسی کتابیں بھی پڑھ لیں اور اس
 اعتقادات سے پھر گیا جتنی پہلے اسکو عالموں کے حق میں خراب خیال تھا وہ دور ہوا اور سمجھ گیا کہ عالم وقاضی و
 اہل فتویٰ جو کچھ کہتے ہیں محض نیک نیتی و غیر ذرا ہی سے کہتے ہیں اپنی طرف سے کوئی مسئلہ نہیں نکالتے اور دنیاوی
 طمع سے پاک ہیں چنانچہ اس کے بعد اپنی سابقہ عادت کے خلاف اکثر اوقات علماء کی صحبت میں بیٹھتا اور مسائل دینی
 کی تحقیق کرتا رفتہ رفتہ آخرت نے اس میں اثر کیا اگرچہ علماء وقاضیوں کے ذہن میں اسکی طرف سے یہی
 خیال تھا کہ وہ کمال جہالت سے عالموں کو مکار و حیلہ گر جان کر افسے بات نہیں کرتا ہر چنانچہ ایک روز اسے چنانچہ
 مغیث الدین سے فرمایا کہ میں تم سے چند سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ قاضی نے خوف کھا کر عرض کیا کہ ظاہر اسندہ
 کی موت نزدیک آگئی اور اگر جہان پناہ بغیر پوچھے اس بندہ کے قتل کا حکم فرما دیں تو بچد و جوہ میرے
 حق میں بہتر نظر آتا ہو بادشاہ نے پوچھا کہ اس خوف کا کیا سبب ہے۔ قاضی نے عرض کیا کہ جہان پناہ گے
 سوال کا جواب اگر سچ بچ عرض کرونگا مبادا کہ بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ ہو اور میری قتل کا سبب
 ہو جاوے اور اگر میں نے خوشامد سے دروغ خلاف شرع عرض کیا تو عند اللہ میرے حق میں قتل سے بتر
 ہو یا میں ہر اگر میرا دروغ بادشاہ پر ظاہر ہوا تو دنیا ہی قتل بھی موجود ہو بادشاہ نے منہس کو فرمایا کہ میں
 جو کچھ تم سے پوچھوں تم شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سچ بچ گھو اور سچائی سے ضرر نہیں ہوتا ہر
 اول سوال یہ کہ ہندوؤں میں کس کو ذمی ہونے کا حق حاصل ہو قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہی شخصیات و
 جب اس سے مال خراج طلب کر کے تو وہ تو اسنے کے ساتھ بدون سرکشی کے ادا کرنے کا ملتزم ہو کیونکہ حق
 خراج بہت قلیل ہو اور اگر محصل کے کسی قسم کا تشدد بھی ظاہر ہو تو اس سے سرکشی صادر نہ ہو کیونکہ خراج مذکور اس کی
 جان و مال کی حفاظت ہو تو اسکو جان کے عوض جان کنز خوشی تمام التزام کرے۔ بادشاہ نے ہنس کر فرمایا کہ آپ نے
 اس کو قرآن و حدیث سے بیان فرمایا اور میں نے اپنی رائے سے یہی برتاؤ جاری رکھا ہر سوال دوم یہ کہ عمال
 محصل خراج کے علاوہ جو کچھ بطور رشوت لیتے ہیں کیا خائن چوروں کی سزا ان پر جاری ہو سکتی ہے۔ قاضی نے
 جواب دیا کہ اگر محصلین کو بیت المال سے قدر کفایت ملتا ہو تو جس قدر انھوں نے بطور رشوت لیا ہو اس کو
 ہر طرح کی سزا و تنبیہ سے ان سے واپس لینا روا ہے لیکن ہاتھ کاٹنا جو چور کی سزا شرعی ایسے مال لینے میں ہے
 جو مکان محفوظ میں محرز ہو تو وہ اپنی جاری نہیں ہو سکتی بادشاہ نے کہا کہ میں بھی رشوت خوار عمال سے ہر طرح
 کی امانت و سخت گیری سے مال رشوت ضبط کر لیتا ہوں تاکہ خیانت کا طریقہ مٹے اور ظالموں سے
 رعایا کو نجات ہو۔ سوال سوم یہ کہ ایام بادشاہی سے پہلے جو کچھ مال میں نے قلعہ دیوگرہ سے ہرور شمشیر

حاصل کیا وہ میرا حق ہو یا بیت المال ہو کہ جس میں مسلمانوں کا بھی حق ہو قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہ کا حق اس میں باقی مسلمانوں کی طرح ہو مگر وہ مسلمان جو اس کے حاصل کرنے میں شریک تھے بادشاہ نے یہ سب ہر کر کہا کہ جو مال میں ملکی کے زمانہ میں بڑی مشقت سے کافران سے حاصل کیا اور وہ شاہی خزانہ میں بھی داخل نہیں ہوا وہ کیونکر بیت المال ہو سکتا ہو قاضی نے عرض کیا کہ بادشاہ نے جو کچھ خاص اپنی ذات سے بنفس نفیس پیدا کیا وہ البتہ خالص حق شاہی ہو گا لیکن جو مال لشکریوں کی معاونت سے حاصل کیا اس میں سب شریک ہیں۔ سوال چارم یہ کہ اچھا اس میں سے میرا اور میرے فرزندوں کا حق کس قدر ہو قاضی نے کہا کہ اب بالضرور میری موت آگئی کیونکہ اول جواب سے بادشاہ عالم آزرہ خاطر ہو چکے ہیں اور اس کا جواب لو اس سے زیادہ ناگوار ہو گا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کرو غم کو جان سے امان ہو قاضی نے کہا کہ اس میں تین طریقہ مرعی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ محض عدل خالص اور خلفائے راشدین کی پیروی منظور ہو تب زیادہ شاہ جس قدر ایک کمر تو کر دے اسی قدر اپنے نصرت میں لاوے دوسرا یہ کہ فراخی و میاں دہی منظور ہو تو امرا و معارف میں سے جس کو سب سے زیادہ ملا ہو اسکے برابر خود نصرت فرما دے۔ تیسرا طریقہ ایسے عالموں کی رائے پر عمل ہو جو بادشاہ کی جملہ مرعی و خطاب پر نظر کر کے ضعیف روایات کی بنیاد پر یوں کہتے ہیں کہ سب سے بڑھ کر جس امیر کو ملا ہو بادشاہ اس سے لقمہ راقیا ز سلطان فی کے زمانہ میں اس سے زیادہ رو نہیں ہو اور شاہزادے یا تو موافق امام لوگوں کے یا موافق امراء کے لین بادشاہ غضبناک ہو گیا اور فرمایا کہ پھر یہ اموال جو میرے مکانات میں بطریق انعام وغیرہ ابواب مصارف میں خرچ ہو کر تے ہیں انکی نسبت یہی کو گے کہ جائز نہیں ہو قاضی نے عرض کیا کہ جب حضرت بادشاہ تجھ سے شرعی مسئلہ پوچھیں تو تجھ پر واجب ہو کہ جو کچھ شریعت کی کتاب میں ہو وہی عرض کروں اور اگر تجھ سے ملکی معاملات کے معاملہ میں دریافت فرماوین تو میں یہی کہوں گا کہ جو کچھ جان پناہ کرنے میں عین صواب ہو جاتا رہی کی ضرورت یہی کہ مقتضی ہو کہ جس قدر زائد ہو اسی قدر شوکت و جہت بادشاہی زیادہ ہوگی پھر بادشاہ نے کہا کہ میں ہر سپاہی سے جو اپنی گنتی دینے عارضی لشکر کے پاس حاضر نہیں ہوتا اس سے سہ سالہ تنخواہ واپس لیتا ہوں اور باقی دفعہ انکے کو مع اولاد و ساتھیوں کے ہلاک کر کے انکے گھر پر باد کر کے تمام اموال لاکر خزانہ میں رکھتا ہوں اور اسی قسم کے سیاسیات شراب خازن و چوروں و زنا کاروں کے معاملہ میں عمل میں لاتا ہوں ان سب کو بھی کہو گے کہ یہ ناجائز ہیں۔ تاجی فی الغرر مشکوٰۃ رجا کر زمین بوسی کر کے کہنے لگا کہ ہاں حضور یہ نامشروع جو بادشاہ غضبناک ہو اور ہر مفسد حرم سر سے میں جلا گیا قاضی بھی حیرت سے اپنے گھر آیا اور اپنے اہل و عیال کو وصیت کر کے رداع کیا اور قتل کا منتظر بیٹھ گیا منہ مشہور ہو کہ سچ کا شہدہ انگلیاں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے روز قاضی منیف الدین کو طلب کر کے بہت تلاوت کیا اور خلعت زد و زری خاصہ و ہزار نگہ انعام فرما کر کہا کہ میں نے اگرچہ علوم شرعی حاصل نہیں کیے مگر بعض فوائد کی کتاب میں نہیں پڑھیں لیکن آخر مسلمان کے گھر پہنچا ہوا درخو مسلمان ہوں میں خوب جانتا ہوں کہ تو نے جو کچھ بیان کیا سب برحق ہے لیکن مسلمان سلطانیت پر غور و مشاہدہ میں ہر دن سیاست سے غافل نہ رہتا اور سیاست

نہیں ہوتے اور خالق خدا کو آرام و راحت نہیں ملتی ہر چند کہ خالص عدل وہی ہو جو آپ نے بیان کیا مگر دوسری جانب اس زمانہ کی خلقت عدل و اعتدال کے پاس تک نہیں پہنچی تھی دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ کے ہر کارخانہ کس قدر زنا کاری میں حریف ہیں اگر انکو عذاب آخرت سے دھمکا یا حواسے پاؤں کھینچا جاوے یا گولے مار دئے جاوے تو اس سے ہرگز باز نہیں آئے بلکہ دوسروں کو دلیر کرتے اور ناموس خلق بر باد کرنے میں اسی نظر سے چند کاروں کو پکڑ کے خسی کر دیتا ہوں تاکہ عجزتہ کھا کر بازاوین باوجودیکہ میں جانتا ہوں کہ یہ مشروع نہیں ہے چونکہ میری نیت اس سے تعظیم محارم شرع و رفاہیت خلق ہو امیدوار ہوں کہ حق تعالیٰ میرا گناہ بخشے اور ابھی تو بہکا دروازہ بھی نہیں ہوا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ابن الجوزی رحمہ کے بیان کے موافق بادشاہ عظیم الشان سلیمان بن عبدالملک نے بھی غیرت میں اگر بعض ایسے لوگوں کو جن کی ذات سے زنا کاری کا فتنہ دیکھا خسی کر کے دیہات میں ڈال دیا اور ایک حکایت لکھی کہ ایک روز بادشاہ ہارون الرشید شکار کو گیا راہ میں ایک مرد صالح نے اسکی باگ پکڑ کر کہا کہ اے ہارون خدا سے خوف نہیں کھانا اور سخت الفاظ میں درستی کی۔ ہارون نے حکم دیا کہ اسکو ساتھ لاؤ بن۔ جب تحت پر بیٹھا تو ناصح کو طلب فرما کر بٹھا یا اور فرمایا کہ اس شخص تمھاری نظریں فرعون بہتر تھا کہ میں شیخ نے کہا کہ فرعون بیزکاف تھا اور تم مسلمان ہو۔ ہارون نے کہا کہ تم بہتر ہو یا موسیٰ علیہ السلام۔ شیخ نے کہا کہ میں شک ہوں اور حضرت موسیٰ عالم اقلاک سے ہیں۔ فرمایا کہ پھر تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون کو حکم دیا کہ نہ کلام ضلالت نہ دونوں فرعون سے نرم گفتگو کرنا۔ آپ نے مجھ سے اس قدر سخت گفتگو کیوں کی۔ شیخ نے اپنی خطا کا اعتراف کیا واللہ اعلم۔ م۔ چند روز کے بن سلطان علاء الدین نے راجہ تانگ کے قلعہ و رنجل کو فتح کرنے کے لیے بنگالہ کی راہ سے فوج روانہ کی اور خود لشکر لیکر قلعہ جتور کی فتح کے لیے روانہ ہوا یہ قلعہ آج تک کبھی اہل اسلام نے نہ فتح کیا تھا۔ چھ ماہ محاصرہ کے بعد محرم سنہ سات سو تین ہجری میں زور شمشیر فتح کر کے اپنے بیٹے خضر خان کو عنایت کیا اور خضر آباد اس کا نام رکھا اور وہیں خضر خان کو ولیہد کر کے جتور محل عنایت فرمایا۔ جب ماہ و راء النہر میں خبر پہنچی کہ سلطان علاء الدین مثل ریختہ ہو سکے قلعہ جتور فتح کرنے گیا ہوا اس سلطنت کا میدان خالی ہو تو طرعی مثل ایک لاکھ بیس ہزار سوار لیکر وہاں پہنچا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر کوہ بکوج پہلی میں داخل ہوا اور دو ماہ بعد طرعی مثل نے بھی جتنا کہ کنارے پہلی کا محاصرہ کر لیا۔ بادشاہ کے پاس فوج نہ تھی اور امرایہ حیرت محاصرہ کے کول و برن میں متوقف تھے اور مثل کی شوخی بیان تاکہ بڑھی کہ بادشاہ و لشکر مقام میری میں تھا مغلان نے پہلی میں گھس کر اپنا خاندان سے خارج کیا اور ہیبت فضا دھجایا۔ بادشاہ نے نہ نہ غریب ہو کر حضرت نظام الدین اویا مقدس سرہ کی خدمت میں توسل طلب و طرعی مثل کو زمین بے طرح بغیر لشکر رہ گیا ہوا یہ حضور ہی کی توجہ درکار ہو۔ اسی رات کو طرعی بے اس قدر اضطراب غالب ہوا کہ بے وجہ ہراسان ہو کر بھاگا۔ نام لوگوں کو بغیر ہوا کہ یہ حضرت سلطان اویا و لیا مکا کر اسے انصرفت تھا اگر بعد بادشاہ نے خود شکاری تڑا کہ اے یقیناً ہر مینا کو سکاہ کی دانت تڑا کہ اس کی فتح و شواہر اطراف میں طریقان زبردست ہوتے ہیں ابھی تو میری دنیا میں فحشت ہو نہ ذرا میری کو جو راہ لمانت ذرا دیکھو رستہ ہزار ستون و غیرہ تعمیر نامانی اور معدن راجہ ہر سو مستعد کیا اور شہر آباد کیا۔ کہنے۔ حدیث قلیہ زکریا۔

مسلم کے مردان کا آزمود کو سپہ دیکھے اور طرخی مثل کے واقعہ سے یہ فائدہ لیا کہ اپنے عاقل و ذرا کو جن کا سر غنہ ملک خلیفہ الدین تھا جمع کر کے فرمایا کہ لشکر کثیر جمع کرنے کی کیا صورت ہو گی و نکہ میری خواہش یہ ہے کہ مغلوں کی سرکوبی اور ممالک محمود کی حفاظت دونوں کے لیے کافی لشکر تیار رہے اور موجودہ خزانہ پانچ چھ سال تک اس کے لیے کافی ہو سکتا ہو کیا مغلوں کی طرح سپاہیوں کی تنخواہ بہت قلیل مقرر کروں۔ ذرا اور جو اپنے وقت کے بہت عاقل و مدبر تھے بعد غور کے عرض کر گئے کہ اگر سپاہیوں کے آلات جنگ و ضروریات زندگی میں کمی ہو تو رخ ارزان ہو تو یہ دماغ درست ہو سکتی ہو یا و ستا ہ نے حکم دیا کہ ضوابط مقرر کریں چنانچہ چند قواعد مقرر ہوئے اول انج اور اس میں چند ضوابط تھے (اولیٰ یہ کہ فرمان کے موافق ممالک میں نرخ مقرر ہو گیا اہل بازار کو کسی بیشی کا اختیار نہ رہا اور بادشاہ کے آخرا یا ممالک یہ قاعدہ جاری رہا صرف قحط کے سبب سے تفاوت ملحوظ رکھا گیا تھا اور یہ انتظام منجملہ عیالیات کے سبب سے بھی ممکن ہوا تھا اور آئینہ بھی اسکی ایک نہیں رہا اور بادشاہ نے ملک قبول کو منٹھی کا عامل مقرر کیا وہ شخص عادل خیر خواہ تھا بادشاہی نرخ میں بھی تفاوت نہ ہونے دیتا (دوم) حکم دیا کہ بادشاہ کا علاقہ خالصہ بھی عام قانون میں داخل ہو حصہ رسد دہان سے بھی وصول کریں (سوم) ملک قبول کو حکم تھا کہ ممالک کے غلہ فروش طلب کر کے دریا کے کنارے بسا دے کہ نرخ شاہی پر فروخت کریں اور ان سے اقرار نامہ لے لیا جائے (چہارم) کسی کو غلہ روک رکھنے کی اجازت نہ تھی جتنی کہ اگر سپاہی نے کوٹھا بھری تو ضبط ہو جاتی تھی (پنجم) رعایا کو کاشتکار بھی سوائے ضرورت کے زمینیں بھر سکتے تھے اور نرخ میں ہی سے غلہ نرخ مقرر ہی پر فروخت کر دیتے اور عاملوں کو حکم تھا کہ عدل سے واجبی مال لین اور قدر ضرورت گھر لے جاویں اور کمال انضباط سے عامل ظلم نہ کر سکتا اور خیانت رعایا بھی نہ کر سکتی اور اس انتظام سے رعایا بھی مرفہ الحال ہوا وہ تھے اور مال خراج بھی بہت سہولت سے وصول ہو جاتا تھا (ششم) بازار میں عملہ خاص مقرر تھا اور روزانہ اگر خاص مخبروں کے خبر سے غلطی ہو تو سیاست ہوتی اس لیے بہت ٹھیک عمل درآمد جاری تھا۔ قاعدہ دوم کڑے کے نرخ میں بھی بادشاہی نرخ کٹا ہوا تھا اور وائرہ بدوؤں کے پاس بیع سرائے میں وقت خاص سے ظہر تک معاملہ ہوتا تھا اور قانون کے مطابق روزانہ تھا کہ سرائے عدل سے تجارت خرید کر باہر لے جاویں۔ قاعدہ سوم گھوڑوں کے بارہ میں بھی اسی طرح کے قواعد منضبط تھے۔ اگر کچھ بھی فرق ہوتا تو تمام دلال جو اخبار میں بھی شریک ہونے سیاست میں سزا پاتے اسی طرح غلام و لونڈی کے بارہ میں ضوابط تھے۔ ہر مہینہ کے گزرنے پر چانچ ہوتی تھی اور اسی طرح چار پاؤں کے بارہ میں قواعد تھے حتیٰ کہ حلوسے سے دیوڑھی تک اور پان سے پودہ تک عقلا کے مجمع میں عدل سے نرخ مقرر ہوتا تھا اور ننگہ جہان اس کتاب میں مذکور ہے چاندی کا مسکہ ہو اور چنیل تانبے کا اگر اس کا وزن معلوم ہوا۔ الغرض جب یہ انتظام ہو گیا تو چار لاکھ پچھتر ہزار سوار خالص فوج شخص ہوئی اور انواج کی کثرت سے مغلوں کی آمد رفت قطعی مسدود ہو گئی اور اگر نادانی سے کبھی مغلوں نے هجوم کیا تو ایسے پامال ہوئے کہ پھر کبھی نام نہ لیا چنانچہ ست سہ چار ہجری میں ملکہ خاں کی اولاد میں سے علی بیگ و تر بال خواجہ نے ایک لاکھ چالیس ہزار سوار سے بیت کی راہ سے اتر کر کوہ سواد کے

دشمن سے قتل و غارت و زنا کاری کرتے اور لوگوں کو قید کرتے و ملک جلاتے ہوئے امر و ہرننگ پہنچے تھے کہ بادشاہ علاء الدین کو خبر ہوئی تو ملک نائک کا فوراً اور غازی ملک تغلق کو لشکر گران کے ساتھ نامزد فرمایا کہ جلد پہنچ کر مغلوں کو اس طرح گھیریں کہ ایک بھی زندہ نہ بچے اور قتل و گرفتاری میں پوری کوشش کریں و نوں سرداروں نے پہنچ کر امر و ہرننگ کے قریب مغلوں سے سخت مقابلہ کیا اور غالب ہو کر اکثر قتل کیے و علی بیگ و تربال کو زندہ پکڑ لیا اور بیس ہزار گھوڑے و دیگر سامان غنیمت حاصل کیا اور رعایا جو بچے ہوئے تھے انکو مع اموال رہا کیا اور مغلوں کے قیدی و سرور و گھوڑوں وغیرہ کے ساتھ کوچ کیا سلطان علاء الدین اس روز باہر جیوتڑہ پر بیٹھا اور دور و بہ افواج با ساز و سامان آراستہ تھی اور پشت پر ہر طرف خلائق کا ازدحام عظیم تھا اس حالت میں علی بیگ و تربال خواجہ کو مع قیدیوں کے حضور میں لائے۔ بادشاہ نے سرداروں کو ہاتھ یوں سے روندنا اور قیدیوں کو بھی قتل کر کے حکم دیا کہ مغلوں کے سرور کو سیری کے برج بنانے میں بجائے پیہروں کے کام میں لاویں اور غازی ملک تغلق کو نوازش فرما کر ملک پنجاب کا صاحب اختیار کر دیا اور اکٹھان کو گجرات کا امیر الامر کیا اور بدست فوج کے ساتھ روانہ کیا اور عین الملک ملتان کی کوڑ بردست فوج کے ساتھ ملک دہلین و مالوہ و جاوہر و چندیری میں سفر کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ عین الملک روانہ ہو کر مالوہ پہنچے تو وہاں کاراجہ ایک لاکھ پانچ سو و جاہلیس ہزار سوار سے مقابل ہو اور بڑی سخت لڑائی کے بعد عین الملک منظر و منصوبہ ہوا اور دہم جاویں اول کو اوجین و مندو و دھاراکر و چندیری کو مفتوح کیا اور فتحنامہ بادشاہ کے حضور میں روانہ کیا بادشاہ نے ہفت روزہ شادیانہ و شکرانہ کا حکم دیا۔ جاوہر کے راجہ کا تر دیو نے جب سنا کہ مالوہ فتح ہوا اور راجہ نے لوہا پنا خاندان برباد کیا تو اسے خوفناک ہو کر عین الملک سے ایمان نامہ حاصل کیا اور دہلی میں حاضر ہو کر بادشاہ کی قدیموسی حاصل کی اور امر و میں داخل ہوا اس درمیان میں بادشاہ نے سنا کہ راجہ جتو جو قید ہو اس کی لڑکی پر مہنی بہت خوبصورت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ مجھے اپنی دامادی میں قبول کرے تو خلاص ہو کر عزت پاوے راجہ نے قبول کیا اور آدمی بھیج کر اہل و عیال کو جو کوہستانی جنگلوں میں پناہ گیر تھے طلب کیا جب راجہ کے قرائتین کو اصل حال معلوم ہوا تو مرگ گئے اور جاہل کہانے میں کچھ زہر بھیج کر راجہ کو ہلاک کریں۔ پہنچی نے کہا بلکہ دیویوں میں سے سب سے بڑی اور ہندو کہ وہ اہل و عیال ہیں۔ بادشاہی سوار و امر و کچھ متوجہ نہیں ہو سکتے کیونکہ بادشاہی بیگم کو دیویوں میں تصور کر کے بہت ادب سے دور رہیں گے۔ جب یہ لوگ قید خانہ تک پہنچیں تو فوراً راجہ کو نکال کر روانہ ہو گیا وہاں چنانچہ یہی کیا اور لے بھاگے جب معلوم ہوا تو شاہی افواج نے آفتاب کیا اور کثرت راجہ پست قتل ہوئے مگر راجہ کسی طرح گرتا پڑا۔ جگہ میں پہنچا اور جتو کے نواح میں تاخت و تاراج کرنے لگا۔ بادشاہ نے بمقتضائے وقت شاہزادہ خضر خان سے قلعہ لے کر راجہ کو روکے بھاگے کو جو صدقہ دل سے خدمت گذاری کرتا تھا سپرد کیا اس نے چتوڑ پہنچ کر پورا استقلال حاصل کر لیا اور سب راجہ پست اس کی خدمت کے تابع ہو گئے اور ہمیشہ بادشاہ کی خدمت میں مع تحائف حاضر ہوتا رہی تفریق نہیں ہوا اور ہر

یورش میں پانچ ہزار سوار و دس ہزار پیادہ لیکر ساتھ ہوتا اور جانفشانی عمل میں لاتا رہا۔ سفر سات سو پانچ
 ہجری میں بادشاہ ماوراء النہر دو اخان نے علی بیگ و خواجہ ترپال کے انتقام کا قصد کر کے زبردست
 فوج بھر داری گنگ رواد کی جھون نے صوبہ ملتان کے فوج سے انٹرکسوالک میں لوٹ مار جاری کی۔ مہر
 غازی ملک قنلق نے اپنے فوجین فراہم کر کے دریائے نیلاب کے کنارے مغلون کا راستہ روکا اور جب وہ لوگ
 تاخت و تاراج کر کے پیاسے گرمی کی شدت میں نیلاب کے پانی سے سیلاب ہونے کے لیے پہنچے تو دیکھا کہ وہ
 آب حیات دشمن کے قبضہ میں ہونا چارڑنے پر آمادہ ہوئے اور شکست کھا کر اکثر قتل ہوئے اور گنگ گرفتار
 ہوا اور جو لوگ بھاگ بچے تھے وہ بیابان میں پیاسے مرے اور تمام ان کے زن و فرزند اسیر ہو گئے اور عجیب
 حالت ہوئی کہ ساٹھ ہزار میں سے فقط تین چار ہزار زندہ بچے۔ غازی ملک نے گنگ کو مع قیدی مغلون کے بادشاہ
 کے حضور میں بھیجا اور وہ بھی ہاتھیوں سے روند کر مارے گئے اور اس سال مغلون کے پل و حیلان مثل ہندوین کے
 فروخت ہوئے۔ کچھ مدت کے بعد اقبال مند منغل مع لشکر کران کے ہندوستان میں گھسا اور قتل و لوٹ مار و
 بربکاری سے سخت فساد مچایا اور غازی ملک اپنی فوجین لیکر اس کے مقابل پہنچا اور بعد جنگ سخت کے اس کو
 قتل کیا اور بہ کثرت مغلون کو گرفتار کر کے دہلی روانہ کیا کہ وہ بھی ہاتھیوں سے پامال ہوئے اس کے بعد مغلون پر
 اس قدر خوف و ہراس غالب ہوا کہ انھوں نے کبھی ہندوستان کا نام نہ لیا بلکہ غازی ملک خود ہر سال اپنے
 قیام گاہ دیپال پور سے فوجین لے کر کابل و غزنین و قندھار و گرمیہ و ہرات تک تاخت و تاراج کرتا اور وہاں کے
 شہروں سے خراج وصول کرتا تھا۔ مغلون کو اتنی طاقت نہ تھی کہ اس کو روکیں یا سرحد بچا دیں تو بھلا خیر کیا
 مزاحمت کرتے اور یہ حال سلطان قطب الدین کے آخر عہد تک رہا۔ جب مغلون کی مزاحمت بالکل دفع ہوئی
 اور ہندوستان میں جہاں جہاں مفسدون کے ٹھکانے تھے صاف ہو کر منضبط ہو گئے اور مملکت مالوہ بھی
 بادشاہی تصرف میں آئی اور اس میں وجین سے تاجروں و مسافروں کی آمد و رفت جاری ہوئی تو بادشاہ علاؤ الدین نے
 دور کے مالک فتح کرنے شروع کیے اور قنقب یہ تھا کہ جدھر جس سردار کو بھیجا مہرت آسانی سے فتح ہو گیا۔ بعض
 لوگوں نے گمان کیا کہ بادشاہ کی کرامت ہو اور بعض نے کہا کہ انہیں بلکہ اسکے حق میں ستاراج اور عیون ہو سکتی
 اکثر عقلا و دس کو حضرت سلطان اللہ ابراہیم نظام الدین قدس سرہ کی برکت سمجھتے تھے کیونکہ بادشاہ بھی منوعات
 ستر سے پرہیز کرتا اور حضرت شیخ کی تعظیم میں کوتاہی نہ کرتا اور رفاہیت خلق امہ میں ساسی رہتا اپنے عیش و
 آرام سے احتراز کرتا تھا لہذا سلطان نے ملک کا فور ہزار و دہائی کو امر اسے نامدار کے ساتھ دکن فتح کرنے کے واسطے
 روانہ کرنے کا عزم کیا باعث یہ تھا کہ دیو گڑھ کے راجہ نے عہد شکنی کر کے تین سال تک خراج نہ بھیجا اور دکن
 کے راجاؤں نے بھی باہم اتفاق کیا سلطان نے اس کا اندر ضروری سمجھ کر ملک کا فور کو سائبان بھر پریدہ
 شاہی عطا کر کے امر لانا مدار کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ ملک کا فور کی راے سے اختلاف نہ کریں اور خراج
 حاجی کو جو عارضی مملکت کا نائب اور بذات خود مرد صالح تھا عارضی لشکر مقرر کر کے موافق رہا بیت تاراج
 جہاں آرا خاصہ احمد غازی کے ایک لاکھ فوج سے شروع ستر سات سو چھ ہجری میں دکن روانہ کیا اور عین ملک
 ملتان حاکم مالوہ و درہن خان حاکم بجات کو لکھا کہ ملک کا فور کی مدد و حسب مجھ کر اس کے کہنے سے اختلاف نہ کریں بلکہ

ہر معاملہ میں موافق وہ کسی طرح شکایت کا موقع نہ دین اس موقع پر رانی کنوڑا دی بادشاہ بیکم نے عرض کیا کہ پین اسکر
کے بیان مٹی تو میری گود میں دو دختر مانند ہدر مینر تھیں جب میں اپنی نیک بھامی سے حضور بادشاہ کی خدمت
میں آئی وہ دونوں راے کرن کے پاس چھوٹ گئیں اب سنتی ہوں کہ بڑی نے زمین کے دل میں گھر کر لیا مگر چوٹی
دیو لدی نام زندہ ہو امیدوار ہوں کہ انخان و ملک کا فور کو حکم ہو کہ اس ذرہ کو خورشید سلطنت تک پہنچاویں
بادشاہ نے فوراً دونوں کے نام فرمان لکھا کہ راے کرن سے جو بالفعل دکن میں ہو دیو لدی کو خوشی سے خواہ
نا خوشی سے ایک بادشاہ بیکم تک پہنچا دیں۔ ملک کا فور نے مالوہ سے بڑھ کر جس مقام پر نزول فرمایا وہاں
قصبہ سلطان پور اور نذر بار کم یاد ہوئے اور ملک کا فور نے فرمان سلطان فی رابان دکن کے نام غلند المپھون
کے نام روانہ کیے کہ اگر اطاعت کریں تو راجہ چتور دراجہ دیو گڑھ کی طرح سرفرازی پاویں ورنہ جو پیش آدیتگا
مکے انحال کا نتیجہ ہو گا رابان دکن نے خزان و لشکر کی کثرت پر مغرور ہو کر انراے کرن کے انکار کیا اور
را دیو راجہ دیو گڑھ کا بیٹا سنگلدیو بھی دل میں منافق ہو اکیونکہ وہ مدت سے چاہتا تھا کہ کسی طرح دیو لدی کنوڑ
کو اپنے تصرف میں لاوے چونکہ راے کرن راجوت تھا اور سنگلدیو قوم مرہٹ اس وجہ سے راے کرن مسترد تھا
اسوقت جب انخان نے گجرات سے فوج لے کر ٹیکانہ کا قصد کیا اور راے کرن نے کئی بار جنگ کر کے دواہ تک اپنا
مقام بچایا تھا۔ سنگلدیو نے بدون اجازت را دیو اپنے باپ کے بہت سے ہدیہ و تحفہ اپنے بھائی بھیم دیو کے
ہاتھ راے کرن کو روانہ کیے اور پیام دیا کہ آریا راجوت اگرچہ ترکستان ہی سے بیان آئے ہوں اور ترکوں کے ہم قوم
ہوں پھر بھی نہ یہی مخالفت بہت زائد ہو تم لو کی میرے عقید میں دیگر روانہ کرو تاکہ جھگڑا ختم ہو اور ترک کوچ کا بیان
راے کرن نے نادانی کر کے دیو گڑھ کی مدد پر امید لگا کر اس پر دیو کا ساھی بنانے پر راضی ہو کر بھیم دیو کے سپرد کیا
انخان یہ خبر سن کر بہت مضطرب ہوا اور امر اس کو جمع کر کے کہا کہ جب تک دیو لدی بیان ہو زور دار حملہ کر کے لے لوں گا
یا بارہا جنگ کیونکہ بادشاہ کو منہ دکھانا غیر ممکن ہے سب نے متفق ہو کر مرگ کی ٹھان لی اور مختلف جہات سے ان ہاتھ
میں گھسے اور اس جنگ میں راے کرن بالکل بال مال ہو کر ہاتھی گھوڑے و سامان چھوڑ کر دیو گڑھ کی طرف ہوا ہوا
اور انخان نے سخت تعاقب کیا حتی کہ دیو گڑھ ایک روتہ راہ رہ گیا لیکن راے کرن کا بندہ چلا۔ انخان مایوس ہو گیا
مگر بادشاہی اقبال نے اپنا کام پورا کر لیا اور تاشا دکھلا دیا تفصیل یہ کہ انخان نے دیو گڑھ کے قریب ایک دریا کے
کنارے و دروہ نظام کیا وہاں سے گویا ایلورہ نزدیکی پر جس کی تعریف سنکر تین چار سو آدمیوں نے انخان سے اجازت
لیکر اس کی سیر کا قصد کیا اتفاقاً وہاں ہندوؤں کی فوج نظر پڑی یہ لوگ سمجھے کہ رام دیو کی فوج نے اپنے چھاپہ مارنے
کا قصد کیا ہوا چار مسلح ہو کر آادہ ہوئے حالانکہ یہ بھیم دیو کی فوج تھی جو ہاڑی راستوں سے دیو لدی کو لیے ہوئے
دیو گڑھ کے پاس پہنچ چکا تھا اور دشمنوں نے باوجود کثرت کے ترکوں کے تیروں سے عاجز ہو کر بھاگنا شروع
کیا اور دیو لدی کا گھوڑا بھی تیر کھا کر چلنے سے رہ گیا جو انوں نے اس پر ہجوم کیا تو اس کی چیریلوں میں سے ایک
نے کہا کہ یہ راج کماری دیو لدی ہر عزت و ادب رکھو۔ یہ سنتے ہی سمیوں نے نہایت ادب سے دیو لدی کو مخاطبہ
میں سار کر کے فوراً انخان کی خدمت میں پہنچایا۔ انخان یہ فردہ سنتے ہی خوشی سے جامہ میں پھولا نہ سہا اور
فی الفور گجرات کی طرف کوچ کیا اور وہاں سے پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ تاشا دیو کی طرح اسکو دہلی روانہ

کیا وہ اسی سال چھ کے آخر میں اپنی والدہ کمرہ کنولادی بیگم کے پاس پہنچ گئی۔ چونکہ شاہزادہ خضر خان اور دیولدی مین باہم لگشت ہو اباد شاہ نے اسکو خضر خان کے کٹھ مین دیدیا اور ان دونوں مین باہم محبت در عیش و تنہا ہو گئی چنانچہ امیر خسرو کی مثنوی خضر خانی و دیولدی رانی کے مطالعہ سے ظاہر ہو۔ اور ملک کا فوراً سلطان سے کوٹ کیا اور یکایک دکن مین اپنا سر نکالا و عایا ہے دکن خوف سے کانپنے لگی لیکن ملک کا فوراً نے سب بر شفقت و مہربانی فرما کر ایک چوٹی کا دکھ بھی پسند نہ کیا سب کو مطیع و متعاذ کر لیا اور ولایت مرہٹ کا سرکرنا امر امر پر منقسم کر کے خود قلعہ دیوگیر جو فی الحال دولت آباد کہلاتا ہو فتح کرنے چلا۔ یہ قلعہ بھی رام دیو کے تصرف مین تھا جو خود سلطان علاء الدین کی جنگ دیکھ چکا تھا فوراً اسے اپنے بڑے بیٹے سنگاریو کو قلعہ مین چھوڑ کر وہ سر سے بیٹوں عزیزوں کو لیکر مع تحف و ہدایا کے ملک کا فوراً سے ملاقات کی ملک نائب نے فتحنا مرہ بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور تیغ سے خود بھی سترہ ہاتھی اور عمدہ ٹھانٹ کے ساتھ مع رام دیو کے لاکر بادشاہ کے حضور مین پیش کیا بادشاہ نے اسکو سرفراز کیا اور بادشاہ نے رام دیو کو بھی اسے راہبان خطاب دیا اور پھر سفید و فرمان حکومت دیوگرہ مع چند ممالک قدیم کے عنایت کر کے سرفراز فرمایا اور گجرات کے قصبہ ساری اس کے انعام مین معافی کر دیا اور لاکھ لاکھ تنگہ نقد انعام دیکر اعزاز و اکرام کے ساتھ مع عزیزوں کے سلامت دیکر رخصت فرمایا رام دیو نے جب قدر ولایت بادشاہ سے پائی تھی اس پر متصرف ہوا اور زندگی بھر بھی فرمانبرداری سے باہر نہ ہوا۔ جسٹ مانہ مین ملک کا فوراً دکن مین تھا بادشاہ نے قلعہ سیوانہ فتح کرنے کا عزم کیا جو پہلے فتح ہوا تھا بادشاہ نے اسکو گھیر کر مقہور کر لیا۔ ستلدیو حاکم قلعہ نے آخر مین معافی مانگی اور طلاء سے اپنی تصویر بنوا کر اس کی گردن مین سنہری رسی ڈالی اور ستلدیو مع مخالفین کے بادشاہ کے حضور مین بھیج کر عند خواہی کی بادشاہ نے ہنس کر اس کو بیکھ لیا اور فرمایا کہ اب بدون حاضری کے ان بالقون سے کچھ نفع نہ ہوگا۔ ستلدیو نے لاجپار ہو کر قلعہ سپرد کیا۔ بادشاہ نے اسباب قلعہ مین سے کچھ کارخانجات کے لائق تھا وہاں بھیجا اور باقی سپاہیوں کے موجب و انعام مین تقسیم کیا اور خالی قلعہ ستلدیو کے سپرد کیا اور ولایت کو امر امر پر تقسیم کر دیا۔ رام دیو نے ابتدا ہی سے عقلندی کی تو زیادہ انعام و اکرام پایا اور ستلدیو نے پہلے دشمنی و سرکشی کی پھر مجبور سی کے وقت عند کیا تو کچھ نفع نہ ہوا۔ م۔ انھیں دنوں مین قلعہ جالور بھی مفتوح ہوا کانر دیو راجہ جالور کی خدمت مین رہتا تھا ایک روز بادشاہ نے کہا کہ مجھ اصدا ب مہر سے افواج سے کسی کو مقابلہ کی جرات نہیں ہو کا نزدیو نے غرور و جہالت سے کہا کہ مین معارضہ نہ کر سکتا ہوں اگرچہ مارا جاؤں بادشاہ نے اسوقت کچھ نہ کہا چند روز بعد اس کو جالور ٹھہرت گیا اور دو تین ماہ کے بعد ایک لونڈی گل بہشت کو حکم دیا کہ جا کر جالور فتح کر لے اسنے قلعہ کا محاصرہ کر کے ایسی شجاعت دکھائی کہ کانر دیو کو اس کے مقابلہ کی جرات اور ہی اور اہل قلعہ سخت مضطرب ہوئے قریب تھا کہ قلعہ سپرد کرین کہ ناگاہ گل بہشت بیمار ہو کر مرنے لگی اس کے بیٹے شاہ مین نے بھی غم کو صحت محصور کیا۔ اب کانر دیو نے مرنے پر کمر باندھا اور قلعہ مین اہل و عیال نسبت کر کے مع جماعت کے حلا اتفاق سے شاہ مین اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور امر امر سی قدر پیچھے پٹہ بادشاہ نے کمال الدین کو روانہ کیا اس نے جبر و قہر سے قلعہ فتح کر کے کانر دیو اس کی اولاد و اتباع کو قتل کر ڈالا سیاب مین مذکور ہوا کہ بادشاہ نے جنگال کی راہ سے وکیل فتح کر کے کوشکری بھیجا تھا وہ اپنے سپہ سالار کی نالائقی سے خراب و

واپس آئے لہذا سات سو نو ہجری میں ملک کا فور کو دیو لکھو کی راہ سے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر لدر دیو
حاکم درنگل موجودہ خزانہ و جواہر دہا تھی نذر کرے اور ہر سال خراج کا التزام کرے تو اسی قدر پراکتفا کرنا
اور وہاں کے امور خواجہ حاجی کے سپرد کرنا اور امر کو ذرا سی تقصیر پر سزا نہ دینا اور جس لشکری کا گھوڑا مرے یا
مارا جائے یا چوری جائے۔ اس کو تھر گھوڑا دینا چاہیے۔ جب ملک نائب و خواجہ حاجی روانہ ہو کر دیو لکھو پہنچے
تو راجہ رام دیو نے ہستیال کیا اور بہت پیشکش کے ساتھ پوری مہانداری کی اور رازدو بازار بھیج کر بازار یون کو
حکم دیا کہ بادشاہی نرخ پر فروخت کریں اور خود ہر روز محل ساٹھان کے سامنے حاضر ہو کر خدمت کرنا۔ جب ملک
نائب نے تلنگ کی طرف کوچ کیا تو چند منزل تک خود ہمراہ گیا اور جب ملک نائب نے اس کو رخصت کیا تو
اس نے بہت سے سوار و پیادے سربراہی و حفاظت کے لیے ساتھ کیے اور اپنی مملکت کے سودا گردن و
بقالوں وغیرہ کے نام قطعی حکم لکھا کہ برابر غلہ و ضروریات ہر قسم کے ہر طرف سے جہان سے میسر ہو پہنچانے
ہیں ایسا نہ ہو کہ کسی چیز کی تکلیف سے شکایت ہو جب ملک نائب برگنہ اندوزہ پہنچا جو مملکت تلنگ
کی سرحد پر تو حکم دیا کہ ان سرکشوں کے قید و قتل و غارت میں کمی نہ کرو وہاں کے لوگ یہودہ جنگ کر کے شکوہ
تعل و قید و غارت ہوئے اس وجہ سے اہل تلنگ پر بے انتہا رطوف و ہر اس غالب ہوا اور تمام راجہ
ہمارا جہ درنگل کے پاس جمع ہو گئے اور ہر چند فوجیں راہ کو کئے کو بھیجیں مگر ملک نائب کا قدم بڑھنا گیا جب
درنگل نزدیک رہا تو لدر دیو خود سنگین قلعہ درنگل میں مقیم ہوا اور دوسرے راجہ مع بے شمار فوجوں کے بیرونی
قلعہ میں رہے جو بہت وسیع تھا مگر بخت نہ تھا۔ ملک نائب نے محاصرہ کیا اور راہیں بند کر دیں اس لیے کھارنے
مصنوب ہو کر مقابلہ کیا لیکن ہر روز بکثرت مارے جاتے تھے اور آخر بڑی کوشش سے بیرونی قلعہ مفتوح ہوا
اور تمام راجہ وزبیدار مع اہل و عیال اتباع کے قید ہو گئے۔ لدر دیو نے کمال خوف سے عاجز ہو کر تین سو
ہاتھی اور سات ہزار گھوڑے و بہت سا جواہر نذر کیا اور ہر سال خراج کا التزام کیا۔ ملک نائب نے فتح نامہ
درنگلی بھیجا اور خود بھی واپس ہوا۔ فتح نامہ پہنچنے پر محل شادیانہ بجا اور خیرات جاری ہوئی اور منبر پر فتح نامہ پڑھا گیا
اہل اسلام نے شکرانہ اٹھی و دعا و شادادائی۔ جب ملک نائب قریب آبا تو بادشاہ چوتراہ تاحری پر بیٹھا اور
ملک نائب نے حاضر ہو کر تمام غنائم بادشاہ کے حضور میں عرض کیے اور سرفرازی پائی۔ بادشاہ علا الدین
نے ہر کوس پر باغیانہ یعنی ڈاک چو کی بنائی تھی اور دو پیادے تیز و جالاک مقرر رہتے تھے اور ہر قصہ و خبر
میں لکھنے والے و مخبر مقرر تھے اور جب کسی مقام پر لشکر روانہ فرماتا تو لشکری نظام دہلی سے وہاں تک تھے
ہوتا اور جو کچھ وہاں کے روزانہ اخبارات ہوتے تھے بذریعہ ڈاک چو کی ہر روز برابر پہنچتے رہتے تھے۔ اتفاقاً
سے جب ملک نائب نے مملکت تلنگ میں داخلہ کیا اور درنگل تک پہنچے تو تلنگیوں نے اپنے پیادے اس
کثرت سے پھیلادئے کہ ملک نائب کی چکیان قائم نہ رہیں اسوجہ سے دیو لکھو تک اخبار نہ پہنچتے اور جس جہت
سے بادشاہ بہت ملکہ رتھا اور اسی اضطراب میں قاضی مفتی الدین بیانوی و ملک تراہیک کو حضرت
نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا اور انکو حکم دیا کہ میری دعا و حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچا
اور عرض کرو کہ حضور کو اسلام کی نحواری مجھ سے زیادہ ہو اگر حضور کو نور باطن سے کچھ حال کشوفہ ہوا ہو تو آگاہ

فرماوین کہ خبر شکر منقطع ہونے سے متروک ہوں۔ قاضی الملک سے تائید کر دی کہ سوائے میر سے عرضداشت کے کچھ نہ کہنا اور نہ دوبارہ سوال کرنا بلکہ جو کچھ حضرت شیخ فرماوین بلفظ اسکو یاد رکھنا اور مجھے بیان کرنا اسمیں کی جیسی نہ چوئے پاوے۔ جب دونوں نے یہ پیام عرض کیا تو حضرت شیخ نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اگلے بادشاہوں میں سے ایک کا ذکر اور اس کی فتح کا تذکرہ کیا اور اس تذکرہ میں یہ بھی عبارت فرمائی کہ اس فتح کے بعد اور بھی فتوحات حاصل ہونے والی ہیں۔ قاضی اور قراہیک نے واپس ہو کر حضرت شیخ کی عبارت عرض کی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور سمجھا کہ وکیل فتح ہو گیا ہے۔ اسی روز عصر کے وقت فتحنامہ لیے ہوئے قاصد پہنچے۔ بادشاہ کا اعتقاد حضرت شیخ کی نسبت بڑھ گیا۔ بادشاہ اگرچہ حضرت شیخ کی ملاقات سے محروم رہا لیکن ہمیشہ عرض و پوچھ بھیک اظہارِ اصلاح اور ستائش و محبت کرتا رہتا تھا۔ اس زمانہ میں سرحد کابل و سند سے لیکر تھانے بنگالہ تک اور گجرات و دکن کے سب قلعے و محلات بادشاہ علاء الدین کے زیر فرمان ہوئے اور تمام رجواڑوں میں بھی اسکا خطبہ و سکھ رائج ہوا لیکن دس بیگہ زمین ایسی نہ تھی جہاں اسکا حکم نافذ نہ ہو اس نے چاہا کہ اس کمار کی حد و حدود اسکا محل بحر ہند و لنگا کو سن کر لے لہذا ملک نائب و حاجی خواجہ کو سنہ سات سو دس ہجری میں لشکر عظیم کے ساتھ روانہ فرمایا اور مشہور تھا کہ وہاں کتب خانے زرد جو اہر لقیہ سے بھرے ہیں۔ جب یہ دونوں دیو گڑھ پہنچے تو معلوم ہوا کہ رام دیو کا انتقال ہو چکا ہے اور اس کے بیٹے کو باپ کے موافق مخلص نہ پایا لہذا ایک سردار کو مع فوج حالیہ کے قریب جو دکن کے گنگا کے کنارے واقع ہو چھوڑ کر آگے بڑھے اور کفار کندہ کے قتل میں زیادہ اچٹام کیا اور اس ہیئت و سیاست سے تین ماہ بعد ان مقامات میں پہنچے اور دیلان دیوار اور راجہ کرناٹک کو گرفتار کر کے تمام دلائل کو غارت کیا اور تیناؤن کو توڑ کر صرحتوں پر قبضہ کر لیا اور آخر میں ایک مسجد مختصر بنائی اور وہاں خطبہ سلطان علاء الدین پڑھا اور اس کتاب کے غریب کے زمانہ تک کہ گیارہویں صدی ہجری وہ مسجد بہت بندرا میسر میں بدستور باقی ہو جس کو مسجد علانی کہتے ہیں۔ سبب بندر میسر وہ مقام ہے جس پر سے لنگا کا راستہ تھا صاحب کتاب لکھتا ہے کہ بندر دھور دیو سے عمان کے کنارے تھا پھر پانی آجائے سے عرق ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب دوبارہ کفار نے وہاں تسلط پایا تو مسجد کو خراب نہیں کیا اور بھٹے کہتے ہیں کہ انکی کتابوں میں مرقوم ہے کہ آخر یہ بلاد مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں گے اس لیے اسکو گودنے کا فتویٰ نہیں دیتے ہیں۔ منترجم نے بعض تواریخ میں دیکھا کہ جب انھوں نے مسہر کھودنے کا ارادہ کیا تو ساتھ ہی ایسا حادثہ عظیم مکرر واقع ہوا کہ آئندہ اس ارادہ سے سب بالکل باز رہے۔ الغرض ملک نائب نے وہاں کے بے شمار خزانے و جواہرات پر قبضہ کر کے کوہ کا ارادہ کیا تو اسی روز رات میں برہمنوں کی ایک جماعت میں جو امان پانکر بخوف بسر کرتے تھے بعضے دھنن کی تقسیم پر چکڑا ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کو توڑنے لگے انکو گرفتار کر کے ملک نائب کے رو بہ پیش کیا برہمنوں نے خوف کھا کر اطلاع دیدی کہ ان تیناؤن کے نیچے نہ خانے ہیں نہ نامیں خزانے پھر سے میں اور ان کے علاوہ بیابان میں چھ مقام پر دھنن تیلانے جن کا شمار آئینہ ہر سکتا۔ بلکہ نائب نے سب احوال یا تھیں و برلاؤ کو صبر گلی طوت کو بکھیا جو لنگا کا بلی شہر ہے اور وہاں سے بھی ہزاروں برہمن کے خزانے لیے اور صحیح سلامت کپڑے پر کوہ روانہ ہو کر سنہ سات سو گیارہ ہجری میں دہلی

ہو چکا اور تین سو بارہا بھی اور میں ہزار گھوڑے اور دو کروڑا شرفیان و طلائی صندوق و موتی و جواہرات کے صندوق جو شمار سے باہر تھے ہزار ستون کے سامنے بادشاہ کے روبرو پیش کیے ضرور ہو کر گنج باد آورو جو بہت مشہور ہو اس کے سامنے باد ہوائی تھا بادشاہ خوش ہوا اور خلافت عادت امرار علما و مشائخ و صلحا و فقہاء وغیرہ کو حسب مراتب اسمیں سے انعام دیا اور باقی کو سامنے گلو اکر اس پر طلائی سک لگایا۔ مورخین نے فحوتات گزناٹک میں سوائے طلا کے چاندی کا ذکر نہیں کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں مسقدر کثرت تھی کہ چاندی شمار میں نہ لاتے تھے اور اس زمانہ میں بھی وہاں کا جلن اکثر سونے اور وہاں کے فقیروں کو چاندی کے زیور سے شرم آتی رہی مالداروں کا کیا ذکر اور وہاں کے درجہ والے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا کھاتے ہیں۔ آخر زمانہ علاء الدین میں عجیب سا نسخہ لکھا جاتا ہے کہ بادشاہ نے کچھ سوچ کر حکم دیا کہ نو مسلموں یعنی مغلون کو نوکری سے برطرف کیا جاوے اور جس کا جی چاہے امرار کی ملازمت اختیار کرے یا کوئی دوسرا کام کرے۔ اکثر نے امرار کی ملازمت کر لی اور بعض نے عمار کے بہت کمی کے ساتھ بادشاہی لشکر میں گنجائش نکالی اور منتظر رہے کہ آخر بادشاہ ترجم فرما کر ہماری خطا معاف کرے گا جب مدت ہو گئی تو پھر ان جاہلون نے منعمو بہانہ دیا کہ بادشاہ کو شک میں ہلاک کریں۔ یہ خبر پہونچنے ہی بادشاہ غضبناک ہوا چونکہ سیاست کے وقت شرع و بے شرع اور حق ناحق کا کم لحاظ کرتا تھا فرمان نافذ کیا کہ مالک محروسین جہان منسل نو مسلم ہو اس کو قتل کریں اور اس کا گھر بار قائل کو دیا جاوے اور لوگوں نے بخوت سلطانی یا بطبع مال قریب چودہ پندرہ ہزار کے قتل کیے اور مغلون کی نسل مٹ گئی اور ایسا واقعہ تھا کہ وفروغ کے عہد میں بھی منقول نہیں ہو پھر سلطان کو یہ خبر تکفیتی ہوئی کہ مہلی میں ایک جماعت اہل رفض میں سے عجیب جمع ہوئی جو پہلے رودبار وغیرہ میں اور بعض اطراف شام میں تھی یہ لوگ سال میں ایک روز عید کرتے ہیں اور اس منی میں جس عورت سے چاہتے ہیں حتی کہ ماں و بہن و بیٹی سے وطی کرتے ہیں۔ بادشاہ نے گویا پہلے گناہ کے کفارہ میں حکم دیا کہ اس قوم کو ارہ سے چیر ڈالیں اور انکا نشان باقی نہ چھوڑا چونکہ بادشاہ سخت مزاج تھا کسی کو سفارش کی جرات نہ تھی کہتے ہیں کہ مسقدر فتوحات مالک و نہاے عمارات از قسم مسجد و خانقاہ و حوض و منار و جھار وغیرہ اس بادشاہ کے عہد میں ہو تین کبھی حاصل نہ ہوئیں اور جس قدر ہر علم و ہنر کے ماہر اس کے عہد میں جمع ہوئے کبھی نہ تھے اور عام خلق اللہ میں جس قدر سچائی و راستی وغیرہ اس کے عہد میں تھی کبھی نہ تھی اور جس قدر اسکے زمانہ میں ہندوؤں نے بغیر سرکشی کے فرمانبرداری کی کسی زمانہ میں نہ تھی اور جس قدر جرگان دین و سالکان راجنیین اسکے عہد میں جمع ہوئے کبھی نہ تھے چنانچہ دہلی میں حضرت شیخ الاسلام نظام الدین اولیا قدس سرہ سجادۃ ارشاد و پیرکون تھے اور شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے عرس کے ایام میں حضرت نظام الدین اولیا ر کے خانقاہ میں دور دور سے خلق خدا دہلی میں آئے تو اہل اس کے رجہ و حال میں دیکھتے کہ در و دیوار نالہ و فریاد میں ہیں اور اچھن میں شیخ عطاء الدین بیہ و حضرت فرید الدین شکر گنج جو ظاہری عبادات میں مسقدر مسالغہ فرماتے کہ لوگ ان کو ملا کر قدس سرہ شاکر کرتے اور ملتان میں حضرت

قطب الاولیاء مکن الدین بن عارف صدر الدین تھے کہ سرگشتگان بادیہ طلب کو منازل وصول و قرب میں پہنچاتے اور تمام اہل ملتان و اوچہ و نواح سندھان کی بارگاہ مقدس میں بلیات سے پناہ لیتے تھے اور حضرت شیخ عارف باوجود کمالات کے سخاوت بے انتہا رکھتے تھے چنانچہ میراث کا مال کثیر مع بے انتہا فتوحات کے جو شمار سے باہر تھی سب خیرات کرتے اور اکثر اوقات قرص پر بسر فرماتے اور ان کے علاوہ سبب تاج الدین ولد سید قطب الدین جو سخاوت و حلم و علم و دیگر کمالات انسانی میں بے نظیر تھے مدت تک اودھ کے قاضی پھر بدائون کے قاضی ہوئے اور ان کے بھائی سید رکن الدین قاضی تھے کتب تصنیف کیا گئیں تھیں اور سید تحقیث الدین و ان کے بھائی سید حبیب الدین دولون زید و تقویٰ و دیگر کمالات میں ممتاز تھے اور انکو سادات لوا بیتہ کہتے ہیں اور ان بزرگوں کے علاوہ بھی بزرگان دین و اصحاب کمالات اس قدر تھے جن کا مفصل ذکر کرنا بہت دراز ہو ازاں بعد قاضی صدر الدین عارف جو قاضی القضاۃ لمقبہ بہ صدر جہان تھے پھر قاضی حلال الدین ان کے بعد قاضی القضاۃ ہوئے و مولانا ضیاء الدین بیانوی بھی صدر جہان ہوئے اور بادشاہ علاء الدین کے آخریام سلطنت میں ملک حمید الدین ملتانی کو قضاۃ ممالک کا عہدہ ملا تھا و علمائے ظاہری جو درس و تدریس میں حاسم علوم تھے چھپا لیس علمائے بزرگ تھے جیسے قاضی فخر الدین نافذ و قاضی فخر الدین کرمانی و مولانا نصیر الدین غنی و مولانا تاج الدین مقدم و قاضی ضیاء الدین بیانوی و مولانا ظہیر الدین لنگ و مولانا ظہیر الدین بھکری و قاضی ترین الدین نافذ و مولانا شری و مولانا نصیر الدین رازی و مولانا علاء الدین صدر شریف و مولانا میران بابک گلہ و مولانا نجیب الدین بیانوی و مولانا شمس الدین سیم و مولانا صدر الدین و علاء الدین لاہوری و مولانا شمس الدین گارونی و مولانا شمس الدین غنشی و مولانا شمس الدین و صدر الدین پادہ و مولانا معین الدین لولوی و افتخار الدین رازی و مولانا معبر الدین اندر تپی و نجم الدین انشا و مولانا حمید الدین لہوری و علاء الدین کرک و مولانا حسام الدین سادہ و محی الدین کاشانی و کمال الدین کولوی و وجیہ الدین کاہلی و مولانا منہاج الدین و نظام الدین کلانی و نصیر الدین کرسی و مولانا نصیر الدین صدر بوبی و مولانا علاء الدین تاج و مولانا کریم الدین جوہری و مولانا محبوب ملتانی و مولانا حمید الدین مخلص و برہان الدین بھکری و افتخار الدین برہی و مولانا حمید الدین ملتانی و مولانا گل محمد شیرازی و مولانا حسام الدین سرخہ و شہاب الدین ملتانی و مولانا فخر الدین بانسوی و مولانا فخر الدین شقائقی و جہم الدین قلعے اور سلطان علاء الدین کے آخر عمر میں مولانا حلیم الدین نبیرہ شیخ بہار الدین ذکر کیا گیا کہ سونے دہلی میں آکر اذیت علم شریع فرمائے تھے۔ اور سلطان کے حمد میں علم قرأت کے ساتھ تہذیب میں سے مولانا نشا ملی ہیں جن کا رسالہ قرأت و نبایں سنو رہو اور مولانا علاء الدین سنقری و خواجہ زکی الدین جو خواجہ حسن بصری کی بہن کی اولاد سے تھے اور دعا نصیحت کے مشاہیر ہیں سے مولانا حسام الدین درویش دان کے بھائی مولانا جلال الدین مولانا شہاب الدین علی و مولانا کریم الدین اپنے وقت کے بے نظیر تھے اور بادشاہی مجلس کے مذاہر میں سے سچا لار تاج الدین عراقی و خداوند زادہ چاشنی گبر بادشاہین

بلین بزرگ کے نوامین میں سے اور ملک رکن الدین و ملک اعز الدین نقانور نصیر الدین نور خان ہیں جن کی
خیر خواہی بادشاہ و دین و عوام خلق اللہ معروف ہو اور سلطان عالیشان کے عہد سلطنت میں شہزادے جیسے
آوازہ سمجھوڑی سے دارالسلطنت پہلی بلکہ ہندوستان کو زیب و زینت تھی بہت لوگ تھے ازراہ جملہ
طبقہ امیر خسرو رحمہ اللہ تھے کہ فنون سخن میں اختراع معانی انکا حصہ تھا اور یہ خود ان کے تصانیف سے واضح ہو
کسی کو انکار کی مجال نہیں ہو سکتی اور باوجود اس کے صاحب وجد و حال تھے اکثر اوقات روزہ نماز میں
گزارتے اور عشق و محبت میں بڑا پیالہ سپیکر نشا ط کمال رکھتے تھے۔ بخدا زہر چرخ زنگاری ہو کر کوئی بہت
مثلی ہو تو دہی۔ سلطان علاء الدین انکو ہزار تنگہ سالانہ دیتے تھے۔ دوام امیر حسن بنوری کی سلاست و لطافت
سخن میں مشہور ہیں اسی جہت سے انکو ہندوستان کا سعدی کہتے ہیں اور وہ بھی ترک و تجرید و قناعت و
تہذیب اخلاق میں یگانہ روزگار تھے اور حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے خلیفہ تھے اور
فواد القواد انھیں نے جمع کی اور نظم و نثر میں انکی تصانیف بہت ہیں اور صدر الدین حالی و فخر الدین نوا
و حمید الدین راجہ و مولانا عارف و عبدالحکیم و شہاب الدین صدر نشین بھی اس عہد کے شعراء سے ہیں جب کہ
شاعری کے صنف میں تنخواہ میں ملتی تھیں اور ہر ایک کا طرز خاص تھا چنانچہ انکے دیوان انکے کمالات سمجھوڑی
کے شاہد ہیں۔ سلطان کے وقت میں چند موزنین بھی بے مثل تھے۔ اور اس بادشاہ عالیجاہ کے عہد میں
طبابت کے اہل کمال میں سے اول استاد الاطباء مولانا بدر الدین دشتی کا یہ کمال تھا کہ اگر چند جانوروں
کا پیشاب فارورہ میں ڈال کر لایا جاتا تو فوراً حکم کرتا کہ فلاں فلاں جانور کا پیشاب خلط ہو۔ مولف کتاب
کہتا ہے کہ صناعت طبی میں یہ امر دشوار ہو لیکن چونکہ طبیب موصوف باوجود اس فن کے اہل تصوف میں سے
صاحب کشف و کرامت تھا اس نظر سے کچھ بعید نہیں ہو کہ اسکو خاص خدمت کے لیے یہ کشف عطا ہوا ہو۔ اس
عہد میں منجھون و مالدون میں سے بھی چند آدمی بحکومات کرتے تھے اور اہل طب و قوال و غزلوان اس کثرت سے
استاد و موجود تھے کہ انکا شمار دشوار ہو اسی طرح ہر ایک صنعت و ہنر کے اہل کمال اس کے عہد میں اس قدر جمع
تھے کہ انکا بیان علیحدہ کتاب میں بھی دراز ہو۔ جب بادشاہ علاء الدین کی سلطنت کمال کو پہنچی تو بقول مشہور ہر
کمالے راز و الے بادشاہ کے حرکات میں تغیر شروع ہوا اور بقائے دولت کے برخلاف حرکات کرنے لگا چنانچہ ملک
نائب کا فوراً بالکلیۃً مختار کر دیا جو کچھ وہ کہتا بادشاہ منظور کر لیتا اور اپنی اولاد کو شایستہ مودب لائق ہونے سے پہلے
ہی باہر نکالا چنانچہ خضر خان کو خبر دیکر و لیسہ کر دیا اور یہ بھی نہ کیا کہ عقلا و اہل دیانت کو اسکی اتالیقی میں مقرر کرنا یا جو
بیٹوں کو عقلا کے سپرد کرنا جو ہر طرح کی لصیحت و حسن تدبیر و نیک تعلیم سے انکو شہوت پرستی کے مملکت خطرات
سے بچاتے۔ اس اثنا میں رائے تلنگ نے میں ہاتھی مع عوضداشت حضور میں بھیجے کہ میں نے جو کچھ سامان عالی
کے زیر سایہ اپنے ذمہ قبول کیا اور ملک نائب کو اس کے بارہ میں عرضہ دستخطی دیدیا ہو وہ سب حاضر ہو جس کو
حکم ہو سپرد کردی۔ ملک نائب کو خضر خان و اسکی والدہ سے خوف تھا بالفعل اس نے موقع پا کر عرض کیا کہ اگر خدوی
میں خدمت پر سرفراز ہو تو اتنی مدت کا خراج رائے تلنگ سے وصول کر لاؤں اور رام دیو کا بیٹا سنگلدیو
جو قابل اعتماد نہیں ہو اس کو دفع کر کے مملکت دکن کو صاف کرے۔ گویا اس حیلہ سے ملک کا خور کا مصلحت تھا

کہ اگر بادشاہ اس عرصہ میں مر جاوے تو اس کے پاس خزانہ و فوج ایسی کافی موجود ہوگی کہ وہ بھگوانی کو پوری طرح ادا کر سکے۔ م۔ بادشاہ نے سنسات سو بارہ میں مع افواج دکن کو روانہ کیا۔ اس نے دیو گڑھ پہونچ کر سنگل دیو کو قتل کیا اور مرہٹ کے اکثر بلاد گبر گر تک و مکمل و را بجو سب صان کر دیے اور تلنگ و اہل و جی پور و دھور سمندر وغیرہ سب سے مالک کرنا ملک و تلنگ کے راجوں سے چھین کر قلعوں کو فتح کر کے ایسا صاف کر دیا کہ کسی کو سریشی کی طاقت نہ رہی پھر اس نے رائے تلنگ و کرنا ملک سے اموال و پیشکش وصول کر کے دہلی روانہ کیے اور خود دیو گڑھ میں ٹھہر گیا اور چن روز میں دیوان دیوراجہ کرنا ملک وراجہ میر دون کو سلطان کا خراج گزار کر لیا۔ ان دون بادشاہ کو بوجہ کمزرت جماع کی سخت بیماری عارض ہوئی اور کچھت سے خضر خان و اسکی والدہ کو عیش پرستی نے کچھ چنانچہ ملکہ جہان کو ان دون سواے پوتوں کے حقیر و مونڈن کے جشن کے جوہر روز نئے طریقہ سے جاری کرتی تھی اور کوئی کام نہ تھا اور شہزادہ خضر خان بھی سوائے مجلس رانی و شراب خواری و چوگان بازی اور قس سرود کے کسی طرف توجہ نہ کرتا گو یا ان احمقوں کے خیال سے بادشاہ کا بیمار ہونا اتر گیا اور بادشاہ ان حرکات سے بدل و بچہ ہو اور ملک ناچہ کو دیو گڑھ سے اور النخان کو گجرات سے طلب کیا وہ دون حاضر ہوئے تو بادشاہ نے بیٹے و بی بی کی شکایت تنائی میں ملک نائب سے بیان کی وہ خصوصی بے حیت جو عورتوں سے بدتر حیال میں تھا انکے امی سے اس فکر میں تھا کہ خاندان علانی براد کر کے خود سلطنت کی بنیاد ڈالے فوراً موقع پا کر بادشاہ سے کہا کہ ملکہ جہان و خضر خان و اسکا مامون النخان ملکر حضور کی موت چاہتے ہیں۔ بادشاہ کی درنائی بوجہ ضعف و ماخ کے خراب ہو گئی تھی متوجہ ہو اس عرصہ میں خضر خان و شادی خان کی والدہ نے درخواست کی کہ النخان کی بیٹی سے شادی خان کی شادی منظور فرمائی جاوے۔ ملک کا فوراً نے موقع پا کر خیال سابق کو بچتہ کیا۔ بادشاہ نے بدگمانی سے خضر خان کو حکم دیا کہ امروہہ جا کو سیر و شکار میں مشغول رہے بعد محنت حسب الطلب حاضر ہو۔ سچا رہ شاہزادہ دگلیر ہوا اور خدا تبارکی سے منت مانی کہ اگر والد ماجد کو امتد قعائے شفا بخشے تو وہاں سے پیادہ مشائخ دہلی کے دیدار فیض آثار کے لیے حاضر ہوگا چنانچہ جب اسکو باپ کی تندرستی کی خبر پہونچی تو حکم شاہی پہونچتے سے پہلے ہی اپنی نذر ادا کرنے کے لیے خاصہ فوج لے کر ننگے پاؤں دہلی روانہ ہوا۔ افسوس کہ اس سادہ لوح کو نہ خود آداب معلوم تھے اور نہ کوئی عاقل اتالیق تھا۔ ملک کا فوراً نے موقع پا کر عرض کیا کہ دیکھیے خضر خان بغیر حکم شاہی چلا آیا۔ مبادا امراء سے متفق ہو گیا ہو بادشاہ نے ابتدا میں یقین نہ کیا اور شاہزادہ کو اپنے پاس بلایا اور باتوں سے اسکے دل میں صحت کی خوشی پا کر گود میں لیا اور سر و چشم پر بوسیدہ دیکر رخصت کیا کہ گھر میں جا کر ماں بہن کی زیارت کرے۔ شاہزادہ نادان لے گھر میں جا کر بچہ عیش پرستی میں پڑ کر دربار کی حاضری میں غفلت کی۔ کا فوراً نے موقع پا کر بادشاہ کے ذہن نشین کر دیا کہ شاہزادہ نے النخان و شادی خان وغیرہ کے اتفاق سے قصد مصمم کیا ہے کہ بادشاہ کو ہلاک کرے اور اپنے چھینس خواجہ سراؤں کو گانٹھ کے ان سے حسب دلخواہ گواہی دلوادی اور ہر قسم کے مکر و حیل سے چمکم حاصل کیا کہ خضر خان و شادی خان دونوں شاہزادوں کو باطل قید کیا جاوے چنانچہ انکو گوالیار کے قلعہ میں محبوس کیا اور انکی والدہ ملکہ جہان کو بھی محل سے نکال کر دہلی کمنہ میں قید کیا شہر ہو کہ بادشاہ جون کا معاملہ سخت نازک ہوتا ہو۔ غصہ کے وقت اپنی اولاد پر بھی رحم نہیں کرتے ہیں۔ اس کے بعد النخان کے قتل کا حکم حاصل کر کے

اس کو بھی شہید کیا اور بادشاہ کے حکم سے سید کمال الدین کرک نے جا کر جالور میں افغان کے بھائی نظام الدین کو بھی شہید کیا۔ وہ عجب بگشتگی ہو کر اپنے ہاتھوں اپنا گھر خراب کرتے ہیں۔ افغان و اسکے بھائی کے قتل ہونے اور دونوں نژادوں کے قید ہونے سے ہر طرف فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا۔ لشکر گجرات نے بغاوت اختیار کی۔ ملک نائب کا فوراً پادشاہی حکم سے سید کمال الدین کرک کو گجرات بھیجا وہاں افغان کے آدمیوں نے اس کو پکڑ کر سخت تکلیف کے ساتھ قلعہ پر سے نیچے ڈال دیا اور حاکم چتور نے باغی میو کو بادشاہی آدمیوں کو باندھ کر قلعہ پر سے نیچے ڈال دیا اور دکن میں راجہ پو کے داماد ہر پال دیو نے بغاوت کر کے پادشاہی تختہ اٹھانے اٹھا دیے۔ بادشاہ یہ خبریں سن کر غم و غصہ میں سامنے کی طرح بل کھاتا تھا۔ شاید اب سمجھا ہو کہ اس کا خود حصی نے دھماکی اور شہرور یہ ہو کہ جاری رہے نہ ہر روز بڑھتی گئی حتیٰ کہ شوال کی چھٹی تاریخ ۱۷۷۱ء سے ۱۷۷۲ء میں انتقال کیا اور یہ تمام ہاتھی بگڑے و خزانہ ہوا ہرات اندونہ جو سلطان محمود بگتگین کو بھی میسر نہ ہوئے اسی طرح چھوڑ دیے۔ بقا بقا سے خدا سے است و ملک ملک خدا سے۔ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہو کہ ملک نائب کا فوراً نے زہر سے ہلاک کیا و امیر علم بادشاہ علاء الدین کے عہد میں چور اسی طوائفان چھوٹی بڑی واقع ہو ہیں اور حکم قادر و الجلال پر ہو کہ میں فتح سلطان واسکے لشکر ہی کو نصیب ہوئی اور سلطان علاء الدین کی شہادت و شوکت اگر قیاس کرنا چاہا ہو تو کمتر غور نہ یہ ہو کہ فقط شاگرد پیشہ ستر چلو تھے از انجالیہ سات ہزار معمار و گکار تھے کہ جب بڑی سے بڑی عمارت بنانے کا قصد کرتا تو دو ہفتہ میں پوری تیار ہو جاتی تھی اور چھوٹی تو تین روز میں تیار تھی اور سلطان جو وقت مقرر کرتا اس سے تیار ہو کر کی جاتی نہ تھی۔ اور یہی سب بادشاہ جس نے ہاتھی پر عمارت رکھ کر سواری فرمائی۔ اسی سلطنت کچھ اوپر میں سال تھی۔ ذکر سلطنت شہاب الدین عمر بن سلطان علاء الدین علی۔

۳۰ صدر جہان بگراتی نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ وفات کے دوسرے روز ملک نائب نے ارادہ ارکان دولت کو حاضر کر کے بادشاہی فرمان دکھایا کہ میں نے منہر خان کو معزول کر کے شہاب الدین عمر کو وکیل کیا اور منہر و وصیت کے اس سات برس کے بچہ کو تخت پر بٹھا کر خود نیابت میں مشغول ہوا اور اول روز ملک سبیل کو منصب بار کی ویکرخصت کیا کہ قلعہ گوامیا زمین جا کر شاہزادہ خضر خان و شاہی خان کے آنکھوں میں سلائی پھیرے اس کا فرخست نے جا کر ہی کیا اور ملک جہان کو مقید کیا۔ ملک نائب کا فرار اگرچہ غایب تھا شہیدہ خدیجہ خاتون بادشاہ شہاب الدین کی والدہ کو اپنے نکاح میں لیا اور چلا کہ شہزادہ مبارک خان کی آنکھوں میں سلائی پھیرے اور خود سلطنت کرے مبارک خان کی والدہ بی بی ماہک نے شیخ نجم الدین قدس سرہ کی خدمت میں جو حضرت احمد جام قدس سرہ کی اولاد سے تھے آدمی بھیج کر آہ و زاری سے یہ حال عرض کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ غم نہ کرو اور سلطنت غیبی ظاہر ہونے کا انتظار رکھو اور اس پیشہ مبارک سے ٹوپی اٹھا کر بیٹھ لی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب تک مبارک خان تخت سلطنت پر نہ بیٹھے اپنی ٹوپی سیدھی نہ کرو گے۔ ملک نائب ہر روز بادشاہ خرد سال شہاب الدین کو کوشک ہزار تلوں کے بالا خانہ پر لاکر گھڑی دو گھڑی تخت پر بٹھاتا اور ارادہ اکابر و حاجب وغیرہ قرینہ سے صاف لیتے ہوئے پھر دس طفل کو محل میں بھیجا خود اپنے محرم راز خواجہ سردار دکن کے ساتھ بیٹھ کر چوبیس گھنٹے میں سحر و دہشتہ تا ایک رات ایک تدبیر جماعت کو ہزار ستون کے

محافظ تھے مخفی رواد کیا کہ جاکر مبارک خان کو ہلاک کر بن۔ مبارک خان نے انکو دیکھتے ہی پہچاننا کہ کس قصد سے آئے ہیں اور اپنے گلے سے تلوار مرصع نکال کر انکے سامنے ڈال دیا اور اپنے باپ سلطان علاء الدین کے حقوق ان کو یاد دلانے۔ وہ لوگ شرمندہ ہو کر لوٹے اور اپنے سردار پیشرویشیر سے یہ سب حال کہا اور وہ گردن بندان کے آگے رکھ دیا وہ دونوں حقوق سلطنت خانی و اسکی اولاد کی تباہی یاد کر کے لوٹے گئے اور سب نے مردانہ عزم کر لیا چنانچہ جب سب لوگ بخت ہو گئے انھوں نے ہزار رستوں کے دروازے محکم بند کر لیے اور خرگاہ میں گھس کر ملک نائب دہس کے محمولوں کو تہ تیغ کر ڈالا اور شاہزادہ مبارک خان کو قید سے نکال کر بادشاہ شہاب الدین عمر کا نائب کر دیا۔ یہ واقعہ سلطان کی وفات کے پچیسویں روز ہوا۔ شاہزادہ مبارک نے چند روز اپنے برادر خرد کی نیابت کی پھر امرام کو موافق کر کے بادشاہ شہاب الدین عمر کی آنکھوں میں سلائی پھیر کر قلعہ گوالیار میں بھیج دیا اسکی بادشاہی تین مہینہ چند روز تھی اور خود تخت سلطنت پر مجلس فرمایا اور سلطان قطب الدین لقب پایا۔ جس زمانہ میں سلطان علاء الدین کا خاندان برباد ہو رہا تھا لوگوں نے شیخ بشیر قدس سرہ سے جو ظاہر میں دیوانہ مشہور تھے اور حقیقت میں مجذوبان وقت سے تھے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے فرمایا کہ علاء الدین نے اپنے چچا دولی نعمت کا گھر تباہ کیا تھا اس کا بدلا ہو رہا ہے از مکانات عمل غافل مشہور۔ تو کہ قطب قلعہ غنیمت و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا۔ ماہ محرم کی آٹھویں تاریخ شمسات سوسترہ ہجری میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور پیشرویشیر کو سردار ناٹکان تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کر کے اعمال ناپسندیدہ اُن سے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی ناٹکان کو قصبات اور پرگنات میں متفرق کیا خاطر انکی جانب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرام کو بقدر مراتب فواز شش فرما کر صاحب محل و علم کیا اور اپنے قدیم غلاموں کو عمدہ ہارے قدیم اہل جاگیر میں عطا فرمائیں اور ملک دینار سخنے پل کو ظفر خان اور اپنے چچا پیشرویشیر شاہ کے غلام کو جس کا نام محمد تھا اور مولانا ضیاء الدین لبر مولانا شہاب الدین خطا کو صدر جہان خطاب دیا اور ملک قراچیکو اپنے قرب میں اختصاص دیا و حسن نام پر واز بچہ کہ بھلوان بھرات سے تھا اور ملک شادی نائب خاص کو کہ بادشاہ علاء الدین نے اُسے پالا تھا اپنے التفات سے سرفراز کر کے خسر خان خطاب دیا اس کے ساتھ بے انتہا محبت کے باعث ملک نائب کا فور کا سب لشکر و حشم و ملک شادی کا لشکر و حشر اُسے عنایت کیا یہاں تک پہنچ شریفہ اور خیریت ہو کہ منصب وزارت سے پروردن دریافت استخدا اس شغل منسوب کیا بیت گنجیہ مدہ ہر گدائے ہر ترسم کہ کند جہان خطائے جو کہ بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت جس وزندان کا سینہ جوئے تھا اور اعلیٰ سلطنت میں خوش خلق اور رحم دل رہا اور سترہ ہزار مجوس رہا کیے اور جلاہیوں کو اطراف سے طلب کر کے اچیر ہاتھ بڈل و حسان کا کھولا اور تمام فوج کو شش ماہہ مواجب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرام و ملک کو زیادہ کر کے دل اور کیسا اور ہمایان کدورت سے ہندوستان بخیلوں کے خالی تھا مثل حشم و دول جو انہر دن کے چڑ گیا اور مردم کو چہ و بازار لے برسوں کے بعد درم اور دنیا کا منہ دیکھا اور اہل جلیانج کی عرضیان جو مدت سے مندرس ہوئیں تھیں ملاحظہ میں گذرین اور موافق ارادہ اور التماس کے جواب دستخط خاص سے

مزمین ہوئیں اور علما اور صلحا اور ارباب استحقاق کا وظیفہ اور ادا صافہ کیا زمینداروں کے دیہات زمیندار ہی جو
 شاہ علاء الدین کے عہد میں خالصہ میں آئے تھے پھر انکو ملے اور خراج گران اور سخت طلبی کا معمول قدیم تھا موقوف کیا اور
 اور ہوسوں نے کہ بالکل ملک عدم میں رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک و جو زمین قدم رکھا بلکہ جمع قواعد و اصول و مصلحت
 عبد علائی کو ہر ایک شامل ایک مصلحت اور حکمت میں تھے درمیان سے اٹھائے اور نرنج اشیا کو بھی برہم ہوا اگرچہ ظاہر
 میں شراب کی ممانعت میں کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ غوغائیش و عشرت اور جو دوسرا بے ارادہ اور غفلت کے
 سوا دوسرا کا نہ رکھتا تھا اس سبب سے آدمی از ملک خمر سے بے نقاب اور ممنوع سونے فسق و فجور میں کوشش کرتے
 تھے اور عبد علائی کے خلاف عمل میں لاتے تھے اور جو حادثہ گجرات قوی ہو اٹھا بادشاہ قطب الدین نے اس فساد
 کی تسکین اسہم جانکر عین الملک ملتان کو جو سرداران مہتر علائی سے تھا اور ہمیشہ خدمات بزرگ پر تھیں ہوتا تھا اس
 لشکر جو گجرات کے دفع فساد کے واسطے روانہ کیا اور اس نے وہاں جا کر ان لوگوں کو کہ بانی فتنہ و فساد ہوئے تھے
 بزدل و شہسیر زہر کیا اور ہر والد اور گجرات از سر نو ضبط میں لایا اور اس ملک کے زمینداروں کو مصلح اور فراہم و
 کیا اس کے بعد سلطان قطب الدین نے غفر خان کی دختر اپنے حوالہ نکاح میں کی اور اسے گجرات کا صاحب
 ہو کر گیا اور اسے تین چار چھینے کے عہد میں گجرات کو خس و خاشاک اہل بنی اور فساد سے ایسا پاک کیا کہ ان کا
 اثر اس دیار میں باقی نہ رہا اور وہاں کے راجاؤں اور زمینداروں سے زرخیل و وصول کے خزانہ میں بھیجا اور جو
 پور و فغان بادشاہ علاء الدین کے ہر بال دیو داما و رام دیو با اتفاق راجا سے دکن ولایت مرہٹ پر متصرف
 ہو کر روم بادشاہی کو دکن سے باہر کر کے قلعہ دیو گڑھ کو محاصرہ میں رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے
 برس جلوس کے لشکر گران دیو گڑھ کی طرف کھینچا اور غلام بچہ شاہین نام کو وہاں بیگ خطاب کر کے واسطے نیابت پر
 غنیمت کے نامی میں چھوڑا اور جب حدود دیو گڑھ میں پہونچا ہر بال دیو اور دوسرے راجاؤں نے کو قلعہ دیو گڑھ
 میں اجتماع کیا تھا تاب مفاد مت نہ لاکر متفرق ہوئے بادشاہ نے ایک جماعت اور انکے نقاب کے واسطے مقرر کی
 وہ شرط نقاب بجالائے یعنی ہر بال دیو کو دستگیر کر کے بادشاہ کے دربار حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکا پوست
 کھینچو ایسا اور سر اسکا دیو گڑھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بادش کے سبب چند روز وہاں توقف کر کے تمام
 ولایت مرہٹ اپنے تصرف میں لایا اور شر دیو گڑھ میں ایک مسجد جو اب تک موجود ہے تعمیر کروائی اور گلبرگ اور ساگر اور
 دھور سمندر اور دوسرے مالک میں تختائے بھلائے اور ملک بیگ بھی کو جو مہندگان علائی سے تھا لشکر دکن کی سردار ہی
 عنایت فرمائی اور مرہٹ کو امر کی جاگیر میں تقسیم کیا اور اب کی طرح مستحق کی تربیت میں مشغول ہو کر خسرو خان کو خیر اور
 دور باتش دیا اور اسے مہتر ہمراہ کر کے مہر کی طرف روانہ کیا اور خود ملی کی طرف مراجعت کی اور راستہ میں شہر
 رام اور غفلت و دام کی سبب سے ملک اسد الدین چچرے بھائی بادشاہ علاء الدین کے سر میں سرداری کا دھبہ
 واقع ہو اساتذہ ایک جماعت سرمنگوں کے اتفاق کر کے عہد کیا کہ جب سلطان کا قیام ساکون سے گذر کر جو میں جلو گیا
 اسوقت سلاخ درون دورنا کیوں اور تمام محافظوں سے کوئی اسکے پاس نہ بیگا حرم میں جا کر اسکا کام تمام کریں اتفاقاً
 اس شب کہ سلطان کا قیام ساکون سے چھوڑ گیا چاہتا تھا ایک ہمراہی ملک اسد الدین نے سلطان کی خدمت میں حاضر
 ہو کر سب حقیقت حال عرض کیا بادشاہ نے اسی مقام میں قیام کیا اور بعد ثبوت جرم ملک اسد الدین کے قتل کا

مخاطف تھے غنمی رواد کیا کہ جاکر مبارک خان کو ہلاک کرین۔ مبارک خان نے انکو دیکھتے ہی پہچانا کہ کس قصد سے آئے ہیں اور اپنے گلے سے تلوار مرصع نکال کر انکے سامنے ڈال دیا اور اپنے باپ سلطان علاء الدین کے حقوق ان کو یاد دلانے۔ وہ لوگ شرمندہ ہو کر گئے اور اپنے سردار بشیر و بشیر سے یہ سب حال کہا اور وہ گردن ہندان کے آگے رکھ دیا وہ دونوں حقوق سلسلہ سنانی و اسکی اولاد کی تباہی یاو کر کے روئے لگے اور سب نے مردانہ عزم کر لیا چنانچہ سب لوگ رخصت ہو گئے انھوں نے ہزار رستوں کے دروازے محکم بند کر لیے اور خرگاہ میں گھس کر ملک نائب داس کے محرمون کو تہ تیغ کر ڈالا اور شاہزادہ مبارک خان کو قید سے نکال کر بادشاہ شہاب الدین عمر کا نائب کر دیا۔ یہ واقعہ سلطان کی وفات کے پچیسویں روز ہوا۔ شاہزادہ مبارک نے چنبرہ اپنے برادر خرو کی نیابت کی پھر امرار کو موافق کر کے بادشاہ شہاب الدین عمر کی آنکھوں میں سلاخی پھیر کر قلعہ گوالیار میں بھیج دیا اسکی بادشاہی تین مہینہ چند روز تھی اور خود تخت سلطنت پر جلس فرمایا اور سلطان قطب الدین لقب پایا۔ جس زمانہ میں سلطان علاء الدین کا خاندان برباد ہو رہا تھا لوگوں نے شیخ بشیر قدس سرہ سے جو ظاہر میں دیوانہ مشہور تھے اور حقیقت میں مجذوبان وقت سے تھے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے فرمایا کہ علاء الدین نے اپنے چچا دولی نعمت کا گھر تباہ کیا تھا اس کا بدلا ہو رہا ہے اور انکے فانیات عمل غافل مشہور و کرم قطب قلعہ غنم شہر و کامرانی سلطان قطب الدین مبارک شاہ خلجی کا۔ ماد محرم کی آٹھویں تاریخ شہادت سوترہ ہجری میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ نے قدم تخت شاہی ہندوستان پر رکھا اور بشیر و بشیر کہ سردار ناگ کان تھے اور بعد قتل ملک نائب کے اپنی ذات کو موجود تصور کر کے اعمال ناپسندیدہ اُنسے سرزد ہوتے تھے قتل کیا اور باقی ناگکان کو قصبات اور پرگنات میں متفرق کیا خاطر انکی جانب سے مطمئن کی اور ہر ایک امرار کو بقدر مراتب نوازشش فرما کر صاحب محل و علم کیا اور اپنے قدیم غلاموں کو عمدہ ہارے قدیم امد جاگیریں عطا فرمائیں اور ملک دنیا رستخیز پل کو ظفر خان اور اپنے چچا بشیر شاہ کے غلام کو جس کا نام محمد تھا اور مولانا ضیا الدین بسر مولانا شہاب الدین خطا کو صدر جہان خطاب دیا اور ملک قراہنگ کو اپنے قرب میں اخضا ص دیا و حسن نام پرواز بچہ کہ پہلوان بکرات سے تھا اور ملک شادی نائب خاص کو کہ بادشاہ علاء الدین نے اُسے پالا تھا اپنے اقتفات سے سرفراز کر کے خسر خان خطاب دیا اسکے ساتھ بچہ انتہا محبت کے باعث ملک نائب کا فور کا سب لشکر و حشم و ملک شادی کا لشکر و حشم اُسے عنایت کیا سیات تک ہجر شیفہ اور غیر فقہ ہوا کہ منصب وزارت پر بدون دریافت استعدا اس شغل منصب کیا بلایت گنجیہ مدہ ہر گزائے ترسم کہ کند جہان خطائے جو کہ بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ خوف قتل اور محنت جس وزندان کمانے ہوئے تھا اور اہل سلطنت میں خوش خلق اور رحم دل رہا اور سترہ ہزار محبوس رہا کیے اور جلا لہری کو اطراف سے طلب کر کے اچھڑا تھ بڈل و حسان کا کھولا اور تمام فوج کو شش ماہہ موجب عنایت فرمایا اور مناصب اور جاگیر امرار و ملک کو زیادہ کر کے دل اور کیسا اور ہیمان کہ مدت سے تند دست بخیلون کے خالی تھا مثل چشم و دل جو انزدون کے پڑ گیا اور مردم کو چہ و بازار لے برسوں کے بعد دم اور دنیا کا منہ دیکھا اور اہل انجناج کی عرضیاں جو مدت سے مندریں ہوئیں تھیں ملاحظہ میں گذرین اور موافق ارادہ اور الناس کے جواب و تخطا خاص سے

مزمین ہر مین اور علما اور صلیح اور باب استحقاق کا وظیفہ اور ادا عائد کیا زمینداروں کے دیہات زمیندار سی جو
 شاہ علاء الدین کے عہد میں خاندان میں آئے تھے پھر نکولے اور خراج گران اور سخت طلبی کا مول قریب تھا موقوف کیا اور
 اور ہوسون نے کو بالکل ملک عدم میں رخت کھینچا تھا آہستہ آہستہ ملک و زمین قدم رکھا بلکہ جمع قوادعہ اور عتوا بط
 عہد علائی کو کھرا یک شامل ایک مصلحت اور حکمت میں تھے درمیان سے اٹھائے اور نرخ اسٹیا کو بھی برہم لہا اگر چہ ظاہر
 میں شراب کی ممانعت میں کوشش کرتا تھا لیکن جو بادشاہ خود عیش و عشرت اور جو دوسما جائے ادا زہ اور غفلت کے
 سوا دوسرے کا نہ رکھتا تھا اس سبب سے آدمی از ملک خمر سے بھندہ اور منوع سونے فستق و طہور میں کوشش کرتے
 تھے اور عہد علائی کے خلاف عمل میں لاتے تھے اور جو حادثہ گجرات قوسی ہوا تھا بادشاہ قطب الدین نے اس فساد
 کی تسکین اسم جانکر عین الملک ملتان کی کو جو سرداران مستر علائی سے تھا اور میٹھ خدمات بزرگ پر عین ہوتا تھا مع
 لشکر جزیر گجرات کے دفع فساد کے واسطے روانہ کیا اور اس نے وہاں جا کر ان لوگوں کو کہ بانی فتنہ و فساد ہوئے تھے
 بزدل و غم شیر زہر کیا اور ہندو اور گجرات از سر مضبوط میں لایا اور اس ملک کے زمینداروں کو صلح اور فرما ہندوار
 کیا اس کے بعد سلطان قطب الدین نے ظفر خان کی دختر اپنے حوالہ نکاح میں کی اور اسے گجرات کا صاحب
 صوبہ کیا اور اس نے تین چار بیٹے کے عرصہ میں گجرات کو خس و خاشاک اہل بخی اور فساد سے ایسا پاک کیا کہ ان کا
 اثر اس دیار میں باقی نہ رہا اور وہاں کے راجاؤں اور زمینداروں سے زرخیز و صلح کے خزانہ میں بھیجا اور جو
 بعد وفات بادشاہ علاء الدین کے ہر بال دیو داماد رام دیو با اتفاق راجا سے دکن ولایت مرہٹ پر تصرف
 ہو کر موم بادشاہی کو دکن سے باہر کر کے قلعہ دیو گڑھ کو محاصرہ میں رکھتا تھا بادشاہ قطب الدین نے دوسرے
 برس جلوس کے لشکر گران دیو گڑھ کی طرف کھینچا اور غلام بچہ شاہ میں نام کو وہاں تک خطاب کر کے واسطے نیابت ہام
 غنیمت کے نہ ملی میں چوڑا اور جب حدود دیو گڑھ میں پہنچا ہر بال دیو اور دوسرے راجاؤں نے قلعہ دیو گڑھ
 میں اجتماع کیا تھا تاب مقادمت نہ لاکر متفرق ہوئے بادشاہ نے ایک جماعت اہل نکلے تعاقب کے واسطے مقرر کی
 وہ بشرط تعاقب بجالائے یعنی ہر بال دیو کو دستگیر کر کے بادشاہ کے رو برو حاضر کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکا دوست
 کھینچو آیا اور سر اسکا دیو گڑھ کے دروازہ پر لٹکایا اور سلطان بادش کے سبب چند روز وہاں توقف کر کے تمام
 ولایت مرہٹ اپنے تصرف میں لایا اور شہر دیو گڑھ میں ایک مسجد جو اتناک موجود ہے تعمیر کروائی اور گڑھ اور ساگر اور
 دھور سمندر اور دوسرے مالک میں تھانے بٹھلائے اور ملک بیگ لکھی کو جو ہندوگان علاقہ کی سے تھا لشکر دکن کی سرداری
 عنایت فرمائی اور مرہٹ کو امر کی جاگیر میں تفصیل کیا اور باب کی طرح مستحق کی تربیت میں شمول ہو کر خسرو خان کو پتہ اور
 دور باش دیا اور اسے معتبر بھراہ کر کے ممبر کی طرف روانہ کیا اور خود ملی کی طرف مراجعت کی اور راستہ میں شہر
 رام اور غفلت و دام کی سبب سے ملک اسد الدین چچرے بھائی بادشاہ علاء الدین کے سر میں سرداری کا وظیفہ
 واقع ہوا ساتھ ایک جماعت سرنگوں کے اتفاق کر کے عہد کیا کہ جب سلطان کا قیام ساکون سے گذر کر حرم میں جلا
 اس وقت سلاح داروں اور ناکوں اور تمام محافظوں سے کوئی اسکے پاس نہ بھیجا حرم میں جا کر اسکا کام تمام کریں اتفاقاً
 اس شب کہ سلطان کا قیام ساکون سے عبور کیا چاہتا تھا ایک ہمراہی ملک اسد الدین نے سلطان کی خدمت میں حاضر
 ہو کر سب حقیقت حال عرض کیا بادشاہ نے اسی مقام میں قیام کیا اور بعد موت جرم ملک اسد الدین کے قتل کا

حکم نافذ فرمایا ہلکا روٹوں نے حکم کے موافق چل کیا یعنی اسے گرفتار کر کے گردن ماری اور اس کے چوہا خوار میں نفر
 کمر بن میں سے بعضے پہلی میں تھے اور میں صلیت میں آئیں کچھ مداخلت نہ تھی اور بعضے اس سفر میں تھے اسے حکم سے
 امیر بھی سیاست جوئی اور جب جہاں میں پہونچا شاہی کمنڈر اور اہل حداران کو گواہی دے کی طرف بھیجا تاکہ حضرت خان
 اور شاہی خان اور ملک شہاب الدین کو کہہ دے کہ اسے سیل کی آگے میں کھینچی تھی قتل کیا اور اہل و عیال کو دہلی میں لایا
 سلطان قطب الدین نے حضرت خان کی منگو جو دیو لدی کو اپنے حرم میں داخل کیا اور جب گجرات اور دکن اور تمام ملک
 ہندوستان کو اپنے تصرف میں دیکھا اور امرا اور ملک کو اپنا فرمان بردار اور مطیع پایا اور مدعی ملک میں نہ رہا
 سستی شہزاد اور جوئی اور دولت سے نفرت اور غرور اس کے دماغ میں پیدا ہوا اور اسے کام میں کسی سے شورو
 نہ کرتا اور کسی شخص اور وہ اتنا کہ قول ساحت فرماتا اور اگر کوئی شخص دو تلواریں اور غیر سنگالی سے کوئی بات
 اس کے خلاف رائے عرض کرتا روگردانی کر کے زبان اس کی دشنام اور اہانت میں کھولتا پھر توبہ و نوبت پہونچی
 کہ کسی کو اتنی قدرت نہ رہی کہ مرد و اشارہ سے وہ بات جو شامل اس کے خلاف اور صلاح ہووے عرض کر سکے
 آخر کو اخلاق کریمہ اس کے اوصاف ذمیر سے تبدیل ہوئے اور قہر و سیاست کا عادی ہوا اور باپ کی طرح
 خون ناحق پر کمر باندھی از انجملہ ظفر خان والی گجرات کو جو اسکا دکن زمین سلطنت اور اعیان دولت سے تھا بے حد
 قصور قتل کیا اور اس کے بعد ملک شاہین کو جو فابریک خطاب رکھتا تھا ارباب غرض کے بھڑکانے سے ناحق ہلاک کر کے
 اسکا منظر اپنی گردن پر لپٹا اور علاوہ اسکے وہ کام جن کا ارتکاب موجب دال دولت اور نانی بقائے سلطنت ہو پناشا کر کیا
 اور حضرت نظام الدین اولیاء سے بوجہ اس کے کہ حضرت خان اسکا مرید تھا عداوت مابعدی اور زبان طعن آنحضرت کی
 نسبت کھولی اور کلام نامناسب کہے اور شیخ زادہ حاتم کو جو انکے مخالفوں سے تھا اپنے تقریب میں اختصام بخشا
 اور شیخ رکن الدین کو شیخ زادہ کے تعصب سے لہان سے طلب کر کے اکی عورت و احترام میں ساعی ہوا اور اکثر اوقات
 اپنے تین ساتھ زیورادہ لباس عورتوں کے آراستہ کرتا تھا اور جمع میں حاضر ہوتا تھا اور زنان ہزار اور ہزار کو قصر
 ہزار ستون پر طلب کرتا کہ ساتھ امراء کے ساتھ ملتی اور قریب کے کہ چوہ شل رکھتا تھا اور مل ان
 لوگوں کے نہری اور اہانت کرتی تھیں اور حرکات زشت اور ناشائستہ بجا لاتی تھیں اور وہ بد بختیں مادر زاد برہمن
 جو کران بزرگوں کے مقابل آتی تھیں اور ان کی ہوشاک پر پشیمان کر تی تھیں علاوہ اسکے اور حرکات غیر مکر کی
 ترکیب ہوتی تھیں اور سامان اس کی ذوال سلطنت بلکہ خاندان علانی کا ہمایا اور کماؤہ کرتی تھیں اور ظفر خان کے
 قتل ہونے کے بعد حکومت گجرات حسام الدین برادر ماری خسرو خان کو دی اور حسام الدین بھی بادشاہ کا منظر
 نظر تھا جس وقت خسرو خان حاضر ہوتا اس کے عوض حسام الدین قیام کرتا تھا اور جب حسام الدین گجرات میں پہونچا
 اور عزیز و اقارب اس کے جوہن اور اس کے اطراف و اکناف میں رہتے تھے وہاں جا کر اس سے ملے تو نہایت
 نادانی اور کم تجربگی سے فی الحال مخالفت آغاز کی اور امراء گجرات کو ایک اپنے حال پر تھے سب نے متفق ہو کر
 حسام الدین کو گرفتار کر کے درگاہ سلطانی میں روانہ کیا جو میں سلطان کی اچھ نظر بڑی دوبارہ مقصدا سے شہریت
 و عالم جوئی حسام الدین کو قید سلطانی دیکر اپنے تقریب میں سرفراز کیا لیکن امراء گجرات و اعیان درگاہ
 اس کے راہ ہونے سے دل میں نہایت آزر دہ ہوئے اور حکومت گجرات کی حسام الدین کے بعد ملک جیال الدین قریشی کو

منفوس ہوئی اور وہ گجرات کے انتظام اور آبادی میں کہ حسام الدین نے خراب اور ویران کیا تھا مشغول ہو اور اسی عرصہ میں یہ خبر پہنچی کہ ملک سبک لکھی حاکم دکن نے لوہے کی خدمت بلنکر کے بغاوت پر بکر باندھی ہو سلطان نے ایک جماعت کو امرائے نامدار سے مع لشکر گران اسکے فساد کے دفع کے واسطے روانہ کیا اور اس جماعت نے حاکم دکن حسن تدبیر سے ملک لکھی کو مع اور معتمدوں کے کہانہ فتنہ اور بانی فساد تھے دستگیر کیا اور دہلی میں لائے بادشاہ نے ملک لکھی کے ناک اور کان کاٹ کر اور دوسروں کو انواع عقوبت سے قتل کیا اور ملک عین الملک ملتان کی کو دیو گرماہ کی حکومت پر اور ملک تاج الدین پسر خواجہ علاء الدین کو اس ولایت کا مشرف کر کے رخصت کیا اور ملک سید الدین کو گجرات سے طلب کر کے منصب وزارت پر منصوب فرمایا اور تاج الملک کے خطاب سے مخاطب کیا اور خسرو خان جب معبر پر پہونچا وہاں کے حاکم تاب مقادمت نہ لائے مع خزانہ و اسباب فرار ہوئے لیکن خواجہ تقی نامے ایک سوداگر جو مال فراوان رکھتا تھا اور ساتھ اس عقائد کے کہ لشکر اسلام مجھے آزار نہ پہونچاویگا اسے راہ فرار نہ پائی تھی ظلم و تعدی سے اس بیچارہ کا بھی زنجیر لوث کر قتل کیا اور وہاں سے تنگ گیا وہاں کاراجہ حصاری ہوا اسے محاصرہ کیا اور اسے عاجز کر کے ایک سو ایک زنجیر پٹیل اور علاوہ اس کے اور تحفہ و نقایس لیکر امان دی پھر وہاں سے کبلی کی طرف روانہ ہوا اور سبیل زنجیر پٹیل اور ایک لباس و زنی چھ درم کا اسکے ہاتھ آیا پھر میر کی سمت مراجعت کی اور موسم برسات وہاں بسر لے گیا اور سرکشی کا دعویٰ کر کے چاہا کہ امرائے معبر کو جو اس کے ہمراہ تھے قتل کر کے اس ولایت پر استقلال سے قبضہ کرے ملک تلیقہ حاکم جزیرہ کو وہ اور ملک تیمور حاکم چندری اور ملک کل افغان کہ امرائے عمدہ اور نامی اس کے سے تھے اس ارادہ پر مطلع ہوئے اور اجتماع کر کے پیغام دیا کہ ہم تیرے اندیشہ سے واقف ہوئے رحمت بہودہ لیجانا کچھ فائدہ نہیں رکھتا لازم کہ یہ خیال محال اپنے سر سے باہر کر اور اس سے پیشتر کہ یہ راز فاش ہو دہلی کی طرف مراجعت کر جب خسرو خان نے جاننا کہ کچھ پیش نہ جاوے گا بالضرورہ معبر کو امرائے عمدہ کے سپرد کر کے دہلی کی معاودت کا عزم ہوا اور اگر ایسی خدمت پیش لیجا کہ سوطح کی امید بخشیں اور سرافرازی کی رکھتے تھے غرض بعض بی بی بر حقیقت حال درگاہ سلطانی میں ارسال کیں لیکن بادشاہ نے خسرو خان کی محبت اور اسکے وصال پر قتل و خرد ہر بار درمی ہتی یہ حکم نافذ کیا کہ خسرو خان جہان پہونچا ہوا اسے پاکی میں سوار کر کے ہر منزل میں کنار ہم پہونچا کہ بسرعت تمام حصہ زمین روانہ کریں امرائے حکم کے موافق عمل کیا اور سات دن میں اسے دہلی میں پہونچا اور جب خسرو خان نے ملازمت کی اسوقت کہ بادشاہ کو اس کی آرزو تھی کہ یہ وزارت آغا ز کر کے التماس کی کہ امرامیری جہاں سے تنگ رکھتے تھے اس سبب سے مجھے اس تمت میں متم کر کے ساتھ لشکر امی کے منسوب کیا بادشاہ کہ عاشق اور شیدا تھا اسکے دروغ کو سچ سمجھ کر امر پر بدظن ہوا اور جبکہ امرائے ترقی خواہ اسکے دخل کے بعد آئے ہر چند اندیشہ سے فاسد اور ناصواب خسرو خان کے بیان کیجھا اور اپنے صدق دعویٰ پر گواہ گذرانے کچھ فائدہ نہوا بلکہ طریق مکا برہ اور دلائل ناصواب اختیار کر کے انھیں منصب اور جاگیر سے معزول کیا اور نصیب کر کے دربار داری سے مخالفت فرمائی اور ولایت چندری کو تخریر کر کے اسکے بیٹے کو عنایت فرمائی اور ملک تلیقہ کو طلبہ مارے اور جاگیر اس سے لیکر قید خانہ میں بھیجا اور گو ایہوں کو زیر چوب لاکر بیعت کیا اور تمام خلافی کو معلوم ہوا کہ خسرو خان کے بارہ میں کلام کرنا پیشانی کے سوا فائدہ نہیں دیتا ہوسب گونگے اور بیر سے ہر کر

خاموش ہوئے اور ہر جیلہ و تہریر سے معصون رہے آپ کو سرحد کی طرف کھینچا اور ننگلے اور بعضوں نے خسرو خان سے آمیزش کر لی اس کے بعد روز بروز سلطان اس کے عشق و محبت میں بیخود ہوتا جاتا تھا اور ناکر عشق زیادہ تر شعلہ زن ہوتی جاتی تھی اور خسرو خان سلطان کے دفع کی فکر و تدبیر میں تھا اور جہاندار سی کی ہوس کرتا تھا اور بہاء الدین دہر اس سبب سے کہ سلطان نے قصداً اس کی منکوحہ کے ناموس کا کیا تھا ساتھ خسرو خان کے متفق ہوا اور خسرو خان نے عزم لوکاں اختیار کیا اور شروع مطلب کر کے ایک روز خلوت میں عرض کیا کہ بادشاہ از روئے بندہ کو از می کے کبھی کبھی مجھے تسخیر ولایت کے واسطے فوج کی سپہ سالاری دیکر بھیجتے ہیں چونکہ امر سے تابع ہے سبب نفوق قوم اولہ قبیلہ سرکشی کرتے ہیں اور قبائل بندہ بھی بہت ہیں اگر حکم ہووے میں بھی اپنے قبیلہ کو جمع کر کے صاحب اختیار ہوں سلطان برصوف نے اس امید سے کہ انہیں بھی کوئی صاحب حسن و جمال ہو بشرق تمام التماس اسکا پیرا کیا اور ان کے طلب کی احادیث دی خسرو خان نے اس بہانہ سے اکثر بیخود کجولت کو کہ ناداری کے سبب اوقات لبر نہ کر سکتے تھے ہر طرح ہنسی کر کے میں ہزار کجولتی اپنے پاس فراہم کیے اور جو کچھ رکھتا تھا صرف کر کے ساز و براق نکال رہتے کیا اور قوت و کثرت پیدا کر کے کجولتوں اور دوسری قوموں سے چالیس ہزار سوار انصار کے پاس جمع ہوئے اسوقت اپنے داعیہ کے در پر اور مجبور ہو کر پسر قرہ قمار اور یوسف صوفی اور شلنگے مسند ان دہلی سے کہ ساتھ اس کے متعلق تھے صلاح کو کے منتظر وقت ہو اس درمیان میں سلطان سرساوہ کی طرف شکار کے واسطے روانہ ہوا خسرو خان اور اس کے بھائی چاہتے تھے کہ بادشاہ کو شکار گاہ میں قتل کریں پسر قرہ قمار اور یوسف صوفی اس ارادہ سے منع ہوئے اور بولے کہ سلطان کو اگر ہم راستہ میں قتل کر بیٹھے احتمال رکھتا ہوں کہ اسکا لشکر ہمارا نقاب کرے اور اس کے اہتمام میں زندہ نہ چھوڑے نسب وہ ہو کہ ہزار ستون کے اوپر کہ وہ مقام خلوت کا ہو وہ قدر ہم دخل ہوں اور سلطان کا کام تمام کریں اور امر کو مکان سے بلا کر اپنے پاس بٹھا رکھیں اگر ہماری اطاعت قبول کریں فیما والا انہیں بھی قتل کریں اور حبیب سلطان شکار سے مراجعت کر کے دہلی میں آیا اور اپنی عادت کے موافق شرب خمر و عیش میں شغول ہوا نظم بخرم نے زان طرف بازگشت یہ سوئے بزم گاہ آمد از کوہ و دشت یہ ولے خاقل از کینہ روز گاہ کہ خدا ہر شدن چون سر انجام کار بہ خسرو خان حصول مطلب میں ایسے وقت مستعد ہوا کہ اس وقت جو کچھ سلطان سے التماس کرتا سلطان حاکم شہرت کے حکم سے قبول کرنے کے سوا دوسرا چارہ نہ رکھتا تھا عرض گذر ہوا کہ اکثر اوقات بندہ دبیر تک را کو خدمت میں حاضر رہتا ہوں جب اسوقت رخصت حاصل ہوتی ہوں تب بھی غریب خادہ نہیں جاسکتا شکار کر کے میں رات لبر کرتا ہوں اور میرے بھائی اور قارب جو میرے دیکھنے کے واسطے اپنا گھر بار چھوڑ کر کجولت سے آئے ہیں میری صورت دہلیوں نہیں دیکھ سکتے ہیں امیدوار ہوں کہ اگر دربانوں کے نام حکم نافذ ہووے کہ وہ اس جماعت کو رات کے وقت آنے سے مانع اور مزاحم نہ ہووین نہایت مرحمت ہوئے کہ رات بھر حضور کی خدمت میں بفرغ خاطر حاضر ہو سکوں بادشاہ نے اس مقدمہ کو موجب یاد دہانی مسلمان وصال معلوم کر کے بڑا قوت کینیاں درد و زون کی خسرو خان کے سپرد فرمائیں اور کہا تم سے اور تیرے بھائیوں سے ہتھادی اور اعتباری زیادہ تر کون ہوں عینی دولت کا انتہام تیرے عہد میں ہو خسرو خان نے کینوں کا ملنا قال مبارک حان کر گویا زمام بادشاہی اپنے کف اقتدار میں پائی نظم جو فیروز دید آہنجان حلال راہ دلیل نظریات آن خال راہ از ان قال فرغ دل

مشروری چو کہ قوی یافت پشت قوی بچب درگاه سلطانی بالتمام بھائیوں کے نصرت میں آئی وہ جماعت بیباک
سفاک فرقہ فرقہ کمل ہو کر شب و روز شہانہ خسرو خان میں فراہم ہوتی تھی اور فرصت طلب کرتی تھی اور تمام
اعیان و ارکان سلطنت جانتے تھے کہ خسرو خان کس خیال میں ہیں لیکن بادشاہ کی غفلت کیسی کو یہ مجال نہ تھی
کہ کچھ سلطان سے عرض کرے اور تمام امر کو نو بہت آنکلی جو کی کی ہوتی تھی دل و جان سے ہاتھ دھو کر نو بہت گاہ میں
آتے تھے غرض کہ دور و پیشتر اس سے کہ سلطان کا قصیدہ شخص ہووے تاہی ضیاء الدین مخاطب بقاضی خان
کہ ساتھ و فور علم و عمل کے انصاف رکھتا تھا اور اسکا بادشاہ پر حق تعالیٰ تھا اور بادشاہ نے کجیاں دروازہ پاسے
حرم اور باہر کی اسے سونپی یقین دل سنی جان اور ناموس سے اٹھا کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین ادب کو بوسہ
دیکر عرض کی کہ بادشاہ خسرو خان قصیدہ رکھتا تھا اور خود و بزرگ بخوبی تمام جانتے ہیں بادشاہ مقام امتحان میں آوے
اگر یہ بات خلاف ہوتو اس سے کیا بہتر عہد خسرو خان کا زیادہ ہوگا اور اگر عیادہ آگیا مدبر ہووے بادشاہ پریشاں رہے
کس واسطے کہ جان ایک جو ہر لطیف ہوا اور معاملہ بادشاہی اور ملک داری کا بدو ن رعایت خرم و ہوشیاری مشیت
نہیں قبول کرتا ہر چیز ناہی نے اس قبل سے سمجھا یا چونکہ خسرو خان ان دنوں بادشاہ کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہتا تھا
اور سلطان کے دروازے دلی میں کہ وصل سے مراد ہر مسلک ہوتا تھا نہایت سفید تھا قاضی کو درشت کما گئی وقت
خسرو خان آپ کو عورتوں کی طرح ہر سخت کر کے یعنی بن سونہ کے دروازہ سے در آیا سلطان نے اسے دیکھ کر بڑبان
حال فرمایا سمیت اگر ہزار جفا میری تھی مگر چو خود بیاید عذرش نباید آوردن ۴۴ اور گدراہ سے اسے
آغوش میں کھینچا اور جو کچھ قاضی صاحب نے فرمایا تھا اسے حوت بخت ستا یا سمیت مبادشت طبع نازینش بہ
ہمیشہ گریہ اندر رہ سستیش بہ اشک گہر رشک بچہ صدف چشم سے رخسار گلگون پردوان کیے اور نہایت ناز و انداز
سے کہا جو بادشاہ کا میرے حال پر نہایت لطف مند دل ہو تمام لوگوں نے میرے قتل پر بیڑا اٹھایا ہے اور جب تک
میرے جان نہ لینگے انھیں چین نہ آوے گا بادشاہ دیر کے رونے سے بیتاب ہوا سے آغوش میں لیا اور بوسہ اس کے
رخسار پر دیکر فرمایا تو خاطر جمع رکھ کہ میں تیرا ایک بال اپنی بادشاہی سے بہتر جانتا ہوں تجھے بدگوئیوں کے دفعہ سے کیا پرہیز
سمیت مسروداے لوہر گر زمرانہ و دہ برد و دین سر سودائی سودا و دہا ہر بدشلی تیشی اسے مکان کی رخصت
دی اس جہ سے کہ وقوع سے دوسری شب کو تمام حرام خور اہتمام کے بہانہ سے دربار بادشاہی یعنی ہزار ستون میں
داخل ہو کر کہیں میں بیٹھے اور جب پہرات گزری حمل آسائش مرغ و ماہی ہوا اور ہر شخص امرا کے سودا کے وقت آگ کی
چوکی کا تھا اپنے مکان میں گیا اور کوئی نہ با قاضی ضیاء الدین چوکیداروں کی تحقیق کے واسطے ہزار ستون میں
در آیا خسرو خان کے چچا نے جس کا نام مندل تھا قاضی سے ملاقات کر کے باتوں میں لگایا اور قاضی کو اپنے ہاتھ
سے ایک بیڑا بان دیا قاضی کو اہل خواب غفلت میں لے گئی اچھی وقت جا ہر یک نام پر داری جسے قاضی خان
کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا قاضی خان کے پس پشت آنکر ایسی ضربت شمشیر آبدار ماری کہ قاضی زمین پر آیا اور
اس قدر فرصت پائی کہ فریاد کی کہ غدر ظاہر ہوا اور دو تین دفعہ جو قاضی کے ہوا تھے بھاگ کر شہ رجا لے
لے کہ قاضی خان شہید ہوئے چوکیدار اس واقعہ کی تحقیق میں آئے خسرو خان کے لوگ و تار کے موافق تلوار تھیں
کھینچ کر ہزار ستون میں آئے اور غلغلہ عظیم برپا ہوا بازار قتل نے راج پلایا بادشاہ کہ خسرو خان کو اپنی جان سے عزیز تھا

یہ بوجھا کر یہ شور کیا یہ خسر و خان نے لب باہم کر ایک کھٹ تو قہن کیا اور شاہ کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ جو کی خانہ کے گھوڑے جو ہزار ستون میں لائے ہیں سائیسوں کے ہاتھ سے چھوٹ گئے ہیں لوگ ان کے پکڑنے میں مشغول ہیں اس عرض پر شاہ جہاں اور بھائی اس کے ہزار ستون کے دروازہ سے کوٹھے پر پہنچے اور ابراہیم اور اسحاق نے خاص محل کے دربانوں کو آہل کیا غوغا نو دیکھ یہ بوجھا اور شاہ بدحواس ہو کر ایسا وہ ہوا اور سمجھا کہ کام قبضہ اختیار سے درگزر اور ہم کی طرف متوجہ ہو کر شاہ اس مختصر سے بجات نے خسر و خان نے دیکھا کہ اگر بادشاہ حرم میں داخل ہوا اور اچانک سے ہاتھ اوڑھے یا نہ اوڑھے یہ اندیشہ کر کے نہایت مردانگی سے پیچھے سے دوڑ کر دست تظلم سے بادشاہ کے سر کے بال پکڑے اور بادشاہ نے بے پرواہی سے بے بسمل عادت سے اپنی ران کے نیچے کھینچا لیکن اس بھیجی کے شاہ کے بال ہاتھ سے نہ چوڑے یہاں تک کہ اس کے رشتہ پر پہنچے اور اس نے فریاد کی مجھے ہوشیار رہنا جاہل نے ایک خدمت شہر سے بادشاہ کا کام تمام کیا اور بادشاہ کے سر کے خسر و خان کے سینہ سے کھینچ لیا اور اس تاجدار کا سر جو منہ و انماج مفاخر سے بجا کر کے ہزار ستون کے نیچے پھینک دیا نظم سنگان عذار ہوں پلست باہان پل تن بر کشادہ دست باز و دیش یکے زخم پہلو گزرا کہ کو خونین گشت چون لار زار بہ مردم نوبت تماشائی بادشاہ کا سر خاک و خون میں غلطان دیکھ کر متفرق ہوئے اور سالم الدین خسر و خان کا بھائی اور جاہل و حرم دیگر ہندو خاص محل میں داخل ہوئے فریاد خان کی والدہ یعنی بادشاہ علاء الدین کے حرم کو نقل کیا اور سلطان نے بیٹے فرید خان اور علی خان اور عر خان کو فتح ظلم سے مذبح کیا اور حرم سلطانی سے جو چاہا وہ کیا مصرع ہر کس کہ چنان کند چنین کید پیش باد خسر و خان نے چراغ مشعل بہت روشن کر کے آدمی امر کی طلب میں بھیجے عین الملک ملتان کی کہ ان دنوں دیو گر طھ سے آیا تھا اور ملک فخر الدین محمد ہونا کہ آخر کو سلطان محمد ثقلین شاہ خطاب پایا تھا اور وہ جیہ الدین قریشی اور قزاقی کے فرزند اور باقی امر کو جو غافل تھے ان کے مکانون سے بلو اکو ہزار ستون کے ہام پر اپنے پاس بٹھا رکھا جیسے کفران نعمت سلطان علاء الدین نے اپنے چچا جلال الدین فرزند شاہ کے ساتھ کی اس کا نتیجہ اسکی اولاد و احفاد و اہل بیت کے شامل حال ہوا اپنا بچہ بنیا داس سلسلہ کی ساتھ بہترین طریق کے مندم ہوئی اور یہ نصیب ربيع الاول کی پانچویں تاریخ کی شب کو سائے سات سو اکیس ہجری میں ظہور میں آیا جب صبح ہوئی انہو کثیر اور جعفر پر داران کا اور خسر و خان کے متابعون کا جمع ہوا اور خسر و خان نے امر کو اپنے حضور بٹھا رکھا اور اپنا نام سلطان ناصر الدین رکھ کر سر پر سلطانی پر قدم رکھا اور امرائے قطبی مثل عین الملک ملتان اور ملک ہونا محمد ثقلین شاہ کو بجز آگے تخت کے ہتھیار کیا یہ بیت چو از سر و ہن جاے گرد و حتی نہ بگیرد گیا جاے سر و ہی نہ اور اسی وقت ایک جماعت کثیر غلامان علاقائی اور قطبی کو جو صاحب اعتبار تھے قتل کر کے زن و فرزند اس کے ہندوؤں کو بٹھائے اور اپنے بھائی کو خانزادان خطاب کر کے بادشاہ علاء الدین کی دختر اس کو دی اور بادشاہ قطب الدین کی زوجہ پر خود متصرف ہوا بادشاہ علاء الدین اور بادشاہ قطب الدین کے حرمون اور ملاکون کو اپنے آدمیوں پر تقسیم کیا اور سی جاہل و سی قاضی خان کے قاتل اور بادشاہ کے کشورہ کو زور و جواہر سے آراستہ کر کے نہایت نوازش کی اور منڈل کا لباس رایان خطاب کر کے خان دان قاضی پر اسے مقرر رکھا اور دروازہ خزانہ علاقائی اور قطبی کا کھوکھو کر تمام لوگوں کو کشورہ عطا فرمایا اور ایک جماعت کثیر او پاش اور اراقل اور حق پاشا سون کی کمر ص اور زر کی طبع سے اس کے پاس

جمع ہوئی تھی اور اُسے خدشہ رکھتا تھا سب کو نہ تیغ کر کے مطمئن ہوا اور ملک نصرت یعنی بادشاہ علاء الدین کے
 بھائی کے کو باوجود صفت اسکے کسالہ سال سے محتاج ہو گیا تھا قتل کر کے ہلاکی خاندانِ علائی سے بھلایا اور کفر و شرک سے
 بیرواج پایا کہ ہندوؤں نے بت پرستی شروع کی معاذ اللہ کلام مجید کو بجایا کسی کام میں لاتے تھے یعنی امیر
 بیٹھتے تھے اور امرائے علائی سے سپر قرہ تیار عظم الملک شایستہ خان خطاب پاکو عارض مملکت ہوا اور حسین
 الملک متانی کو امیر الامراء کیا اور ملک وجیہ الدین تلج الملک خطاب پاکو وزیر ہوا اور اس کے بیٹوں کو
 اشغال ملک رجوع ہوئے اور ملک فخر الدین جو نا کے ساتھ خسرو خان نے بہت رعایت کی اور ساتھ منصب
 آخواری کی کے امتیاز دیا اور زرخیز دے کر اسکے احترام میں بہت کوشش کی تاکہ اسکا باپ غازی ملک حاکم
 لاہور اور دیپالپور فریب کھا کر اطاعت کرے لیکن ملک جو نا غصہ سے شل سانپ کے پیچ و تاب کھاتا تھا
 جس کا باپ بھی کہ قبیلہ کا سردار اور اہل جمعیت تھا اور حق شناسی اور خدا ترسی رکھتا تھا غیرت اسکی دیکھ کر ہوتی اور
 ولی نعمت زادوں کے انتقام خون میں مکرمت باندھی اور دو تین جیسے کے اور ملک فخر الدین جو نا نے آدھی رات
 کو فرصت پاکر دو تین مستعد آدمیوں کے ساتھ اپنے باپ سے مل بہانے کے لیے دیپالپور کا راستہ لیا اور
 خسرو خان خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے زوال و دولت سے غمگین ہوا اور سپر قرہ تیار شایستہ خان کو صبح اور
 امرائے نامدار اسکے تعاقب میں روانہ کیا لیکن اسکے پاس نہ پہونچے بلکہ ناکام حوالی قصبتہ سرستی سے لوٹ آئے
 اور غازی ملک نے پہلے سے اسی موقع کا خیال کر کے قلعہ سرستی میں دوسو سوار چھوڑ رکھے تھے چنانچہ ملک
 فخر الدین جو نا ان میں سے چند سوار چھراہ لیکر دیپالپور پہونچا اور باپ نے بیٹے کے آنے سے غفلت نہ ہو کر خوشی کے
 تقاریر بجاوائے اور اسباب انتقام کے نتیجہ میں امرائے اطراف و جوانب کو مکتوب لکھ کر معاونت چاہی ایک
 جماعت کثیر نے حلال ملکی منظور کر کے اس سے اتفاق کیا مگر حاکم ملتان منغلطی نام نے اس مکتوب کے در جواب
 لکھا کہ میں امیر ملتان ہوں اور تو دیپالپور کا حاکم ہو جس کو بادشاہ دہلی نے قلعہ لکھنؤ پر اچھا نہیں ہو غازی ملک غفلت
 نے ہیرام امیر کو جو معارف ملتان سے تھا لکھا کہ منغلطی کو درمیان سے دور کر کے وہاں کے لشکروں کو لیکر ہم سے
 ملجاؤ اور ہیرام نے جمعیت کر کے منغلطی کو مار ڈالا اور اسباب سفر کے نتیجہ میں مستعد ہوا اور ملک بیگ لکھی حاکم
 سمانہ یا وجوہ اس کے دشمنو خان کی وجہ سے شملہ ہوا تھا غازی ملک کی غریب بچہ خسرو خان کے پاس
 بھیج کر گئے لشکر غازی ملک پر لشکر لایا اور حملہ اول میں شکست کھا کر سمانہ میں آیا اور چاہا کہ خسرو خان کے
 پاس جاوے اس درمیان میں وہاں کے زمینداروں نے یورش کر کے اسے تلواروں سے پیرہنہ پر زشت
 کیا خسرو خان نے خانخانان اپنے بھائی کو چیر اور دربارش دیا اور یوسف صوفی جس کو صوفی خان خطاب
 دیا تھا دونوں کو مع اپنے خدائیوں کی فوج کثیر کے غازی ملک کے دفع کے واسطے نامزد کیا اور آبی حالی میں
 ملک ہیرام امیر اچھ ملتان سے مع لشکر آئے آگے غازی ملک سے مل گیا اور سرستی کے حدود میں دونوں لشکر
 مقابل ہوئے اور صفین آگے کھینچ کر غازی ملک اور ہیرام اسکے اکثر جوار کار آزمودہ تھے اور خانہ کا فر
 نصرت رسوم جنگ اور موکر نام و ننگ سے ہرگز واقف نہ تھے غازی ملک کے پہلے حملہ کی تاب نہ آکر
 شکست فاحش پائی اور جو گروہ کرکھتے تھے خاک مذلت پر گر آکر بچتی کی خاکستر اپنے اپنے سر پہ چھڑکی اور

گھڑے ہاتھی اور ہوانہ تمام چھوڑ کر خائب اور خام ہو کر خسرو خان سے جا ملے اور غازی ملک فقیہی کے بھروسے
 شکر الہی بجا لایا اور جو کچھ غلام اس کے ہاتھ آئے گئے سپاہ پر تقسیم کیے اور بقوت و شوکت تمام کو بچ پر کوچ
 دہلی کی طرف متوجہ ہو کر خسرو خان مصطرب ہو کر دہلی سے نکلا لیکن کوئی نہ کر سکتا تھا پھر پہلے عرض علائی بن مصطفیٰ
 ہو کر حصار کو پس پشت اور باغات کو پیش رو قرار دیکر بیٹھا اور غازی ملک بھل اور شکوہ سے آتا تھا اور زیادہ سکی
 صفت میں کہتا تھا بہت سیجا یا رو خضرش رہنا و ہمخان بدست نہ فغانی آفتاب من باین عروزی آید
 اور جب دیکھو غازی ملک سکر آئے سے خبردار ہو اور ازہ خزانہ کا کھوکھلا لکھو بعض سپاہیوں کو سہ سالہ اور بعض
 کو چار سالہ اور بچے کو ڈھائی سالہ بیٹی تنخواہ دی اور شاہیوں کو بھی زر خیر تقسیم کر کے ایک چہرہ زانہ میں نہ چھوڑا اور
 جو ہرات آدمیوں کو ہانت دیے اور اس رات کو کھسکی صبح کو جنگ ہو گئی عین الملک ملتان سے کنارہ کش ہو کر
 منڈ کی طرف راہی ہوا اور خسرو خان کی دل شکنی کا سبب اور سر اسکی کا باعث ہو لیکن باوصف اسکے
 صحراے اندر پتہ میں غازی ملک کے مقابل صفت آرا ہو کر حرب میں شول ہو املک تلینہ ناگوری اور شاہیہ خان کے
 دونوں اس سید ولت کے مقدمہ لشکر تھے جنگ رستاز کر کے مارے گئے اور خسرو خان زناہ بن میں مردانگی کو کام
 فرما کر عصر کے وقت تک جنگ میں مصروف رہا اور آخر کو برداروں کی ایک جماعت کے ساتھ تلپٹ کی طرف
 بھاگا اور راہ میں وہ جماعت اسے تنہا چھوڑ کر مفرور ہوئی بہت صدیاں پہلے جہان شکر نیست نہ چون
 کار قند بجان یکے نیست نہ عاقبت الامر فوت و چشم اور غیل علم خسرو خان کا غازی ملک کے ہاتھ آلا خسرو خان
 اہل رسیہ نہایت خوف اور سراسیمگی سے اس رات کو تنہا ہر مقام میں پھرا آخر ملک شادی کے حلیہ میں جو
 اٹکا صاحب قدیم بھٹا پوشیدہ ہوا اور دوسرے روز اسے گرفتار کر کے غازی ملک کی خدمت میں حاضر لائے
 غازی ملک نے فوراً اسکی گردن ماری اور اسکا بھائی غاغانان کو جو باغ میں پوشیدہ ہوا اٹھا لیا بھی اپنی شہر کو پہنچا بہت
 دیر عیش و عشرت و قدح و کیش و بردہ یعنی طبع مدار وصال و دام راہ دوسرے دن کہ غزہ شہان اس کے سات سواروں
 تھے شہر کے وضع و شہر لہجہ نے خدمت میں پہنچا لیکن اسکی گردن ماری کی اور اسے کو کے خاتم قرینیت سلطان قطب الدین اور اسکے
 فرزند کے بجا لایا اسکے بوجہ حاضرین سے باوازا بلند کیا کہ میں بھی ایک تم میں سے ہوں مجھ کو بھی نے ہتھام اپنے ولی
 کا اس کو رنگ سے لیا اب ولی نعمت کی نسل سے اگر کوئی وارث ہو لاؤ تو اسے سر پر سلطنت پر بٹھا کر سب اسکی خدمت میں
 کر باندھیں اور جو کوئی انہیں باقی نہ ہو جسکو تم لائق حاکم بن بھی برضا و رغبت اسکا حلقہ اطاعت ہو کر گوش کر دے سب
 متفق ہو کر کہنے لگے کہ ان دو بادشاہوں کے فرزند دن میں سے کوئی نہیں رہا اور عرصہ سے تو مغل کے مقابلہ میں بیٹھا
 رہا اور آپ کو سپر تمام اہل ہند کا جنا کو بڑا حق اہل ہند پر ثابت کیا چو اب جو یہ کام اور ہتھام اپنے اولیاء نعمت کا
 اسکے دشمنوں سے لیا یہ حق دوسرا ہو کہ خاتم علم پر ثابت کیا اس صورت میں بادشاہی اور اولو الامر کے لائق تیرے
 سوا دوسرا نہیں ہو کہ غازی ملک کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھان کیا اور سلطان غیاث الدین خطاب و بادشاہ سلطنت
 سلطان قطب الدین چار برس اور چار مہینے تھے اور خسرو خان حکوم کی حکومت چند روز کم باج عینے تھے۔ ذکر
 سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا۔ مورخین ہندوستان متقدمین اور متاخرین میں

کسی نے اصل و نسب تعلق شایعہ مرقوم قلم تحقیق نہیں کیا ہے اور یوں ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ جو نور الدین محمد بنکیر بادشاہ کے اوائل سلطنت میں سلطان عصر ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے بلایا ہوا زمین پر پونچھا تھا وہ ان کے بعض آدمیوں سے جنھیں تواریخ شاہان ہندوستان کے پڑھنے کی رغبت تھی اور سلاطین ہند کے احوال سے خبردار تھے استفادہ حاصل و نسب خاندان تعلق شاہی کیا انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے بھی صریحاً کسی کتاب میں نہیں دیکھا ہے لیکن اس ملک میں مشہور ہے کہ ملک تعلق پدر بادشاہ غیاث الدین تعلق بادشاہ غیاث الدین بلبن کے سلک غلامان ترک میں انتظام رکھتا تھا اور مرد و حیات کے ساتھ کہ سرزمین اس ملک کی ہر وصات کر کے اُن سے رٹکی لی اور بادشاہ غیاث الدین تعلق شاہ اُمی کے بلبن سے پیدا ہوا اور تعلقات میں سطور پر کہ تعلق اصل میں قتلغ تھا اور قتلغ لفظ ترک ہے اور مرد و ہند نے ہستنا کے وقت قلب کر کے تعلق کیا ہوا اور بعضوں نے قتلغ کو قتل کو کہا ہے اور قصہ جب بادشاہ غیاث الدین تعلق شاہ بعد قتل خسرو خان وغیرہ اپنے ولی نعمت کے فائدوں کے تحت شاہی پر چلے گئے ہوا احوال مملکت جو ویرانی پر رہ لایا تھا اصلاح میں لایا اور مقبول قلوب ہو کر صلاح رکھا اور برابری کی طرف رغبت کی نظم برومند بادا ہمدیون درخت، دہرہ درساہ او تو ان بردرخت دہرہ ازموہ آرایش خوان دہرہ کہ ازساہ اسایش جان دہرہ اور وہ بادشاہ حکیم و کریم و عاقل و حلیم تھا اور اُس کی طبیعت میں عصمت اور پاکیزگی طبعی تھی اور اوقات مسرت نماز کو باجماعت گزارتا تھا اور صبح سے شام تک کچری میں اجلاس کر کے احوال مردم اور مالی و ملکی میں مشغول ہوتا تھا اور علما کی کئے ہا زانہوں کی نسبت نہایت ادب اور حرمت اور عزت سے سلوک کرتا تھا اور ایک جماعت کو جو جنھوں نے سلطان قلب الدین کی زوجہ کا قبل القضا لے عدت خسرو خان سے عقد باندھا تھا سزا سے اعمال کو پھانچا اور ملک فخر الدین جو نا کو جو خلف الصدف اسکا تھا ولیعهد کیا اور عطا سے جتر سے اسکا سفر قدان پر پہنچایا اور افغانان خطاب دیا اور علاوہ اسکے اپنے اور چار بیٹوں کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان سے مخاطب فرمایا اور بہرام ابیہ کو جو اسکا چھ بولا بھائی تھا کشلو خان خطاب دیکر اقطاع ملتان اور تمام ہلا و سندھ تفویض فرمائے اور ملک اسد الدین بھتیجے اپنے کو باریک اور ملک بہار الدین بھانجے کو عارض مملکت یعنی معنی فوج کیا اور سنانہ شکی وجہ جاگیر میں مقرر رکھا اور ملک شادی جو اسکے داماد کا بھائی تھا دیوان وزارت کی کارروائی اُس کے تعلق کی اور اپنے منہ بولے سپہ سالار خان خطاب دیکر ظفر آباد کی جاگیر عنایت فرمائی اور ملک بہار الدین پدر قتلخان کو دیو گڑھ کی وزارت اور قاضی صدر الدین کو صدر جہانی دی اور شہر دہلی کی قضا قاضی سہارہ الدین کو تفویض کی اور ملک تاج الدین جو جو مالک گجرات کا بخشی فوج کیا اور دیگر اشغال بھی شخص کے فراخو حال تقسیم ہوئے اور استحقاق اور لیاقت کام کی جب تک کسی شخص میں مشاہدہ نہ کرتا وہ کام ہرگز اُس کے سپرد نہ کرتا اور مردم قابل اور لائق کو معطل اور بیکار نہ رکھتا اور جیسو قوت فتح نام کسی نظام سے پہنچایا کہ خدائی کسی شاہزادہ کی قریب میں آتی یا اسکے فرزند پیدا ہوتا جسے صدورو اکابر و علما و مشائخ اور امرا کو پانچ ماہہ ملاجیہ عطا فرماتا اور گیارہ ہشتاد ہشتاد اور ستون کی خبر لیتا اور اُس کے احوال پر لفظ کرتا جس شخص کو پانچ ماہہ ملاجیہ عطا فرماتا وہ پریشان دیکھتا اسکا احوال متفحص کر کے اُس کے تدارک میں مشغول ہوتا اور دروازے پر پہنچنے کے آگے ایسے سدھ کیے کہ اس کی کو آئی مرتبہ سلطنت میں ہندوستان دیکھنے کی ہوس بھی نہ ہوئی اور عمارت بنائے کی رعیت تمام رکھتا تھا اور نہ قتل تعلق کے سوا اور بھی اُسے

تعمیرات فرامین اور سکران سے پرہیز کرنا اور بجاری کی ممانعت میں مبالغہ فرماتا اور ہر سلوک کاحالت امارت میں ساتھ
اہل بیت اور غلاموں اور چاکروں اور فرمانبرداروں قدیم کے کرتا تھا بدستور جاری رکھا اور ملوک علاقائی کو نواز کر مرانیا اور
جاگیرات کی مقررہ روکے اور ملک اختیار الدین کو کہسارین الائنس کی تصنیف ہوا اور ثلث اس کتاب نے انکو مختصر کیا ہوا
منصب پیری عنایت فرمایا اور خواجہ خلیفہ اور ملک اور حبیبی اور خواجہ حیدر بزرگ کو کہ ہمیشہ بادشاہان سابق کے نزدیک
اعتبار رکھتے تھے سرفراز کیا اور ساتھ موجب اور انعام کے خوش کر کے دربار میں بیٹھنے کی اجازت دی اور قواہن اور
ضد ابدا سلاطین ماضیہ کہ استقامت ملک اور نظام احوال خلق میں وضع کیے تھے اُن سے پوچھتا تھا اور پیروی کی کرتا تھا البتہ
ایسے امر کے باعث آزار و محنت غلائق ہوا احتراز کرنا اور جس شخص سے قدرے خلاص سامنے فرماتا درجہ عالی میں پہنچاتا اور
جس کی سے خدمت شائستہ ظہور میں آتی ساتھ مرام خود واد کے جلدانیاں تختیاں اور معاملات جہانداری میں ساتھ عتدال کے کا
فرمانا اور افراط اور تفریط سے اجتناب کرتا اور خزانہ علاقائی جسکو خیر خان نے مضطرب اور در مضطرب میں خلالت قیامت کیا تھا کچھ تدبیر اور
تدبیر سے اور کچھ شدت و قوت سے تکمیل کر کے اسی طرح سے مہم اور ملوک کیا اور زربقا یا مطالبات میں تامل کر کے لاکھ سے
ہزار اور سو سے دس اختصار کر کے وصول کیا اور عالموں کو ہرگز اجازت نہ دی کہ رعایا پر سخت طلبی اور شدت کریں
اور دوسرے ہمیں جلوس کے جب لہر دیو حاکم و ریکل نے یاج بھیجنے سے انحراف کیا اور ولایت و بلوکہ بھی نئے نظام
ہوئی تھی انخان کو بعض اعوان و انصار قدیم اپنے سے اور لشکر چند پیری اور بدادوں اور مالوہ وغیرہ ہزار کے شوکت
دشاہی کے ساتھ ملک کی طرف بھیجا انخان ومان پہونک کتب و غارت میں مشغول ہوا اور دیو نے بھی سرکشی اور تفریدی
سے بہت عظیم اور کمر کے شدید کیے اور بر خلاف گذشتہ کے افواج دہلی کے سلفہ تلاش سے خوب کر کے نام و دہا سے سابق
ان خان کی آنکھ کو پسا ہوا ہمارے شکل میں محصور ہوا اور جو چھین دن وین برج اور دیو اربین قلعہ کی شکل کی تھیں انخان کے محصور
کر لے پڑی انظار عجز کر کے ہر روز آواز شجاعت و جلالت ظاہر کرتا اور طرفین کی سپاہ کثرت سے مقبول ہوتی پھر انخان تیار
ویرمہ اور سرنگ میں مشغول ہوا اور قریب تھا کہ حصار و شکل فتح ہو سکتا مگر دیو نے عاہد ہوا کہ انخان کے پاس اچھی بھیکوال اور
افیاں اور جو ہر و نطاش و بنا قبول کر کے اقرار کیا کہ سنو ات آئندہ میں بھی پیشکش ساتھ اسی دستور کے کہ سلطان صلاح الدین
دنیا تھا بھیجتا رہو چکا انخان صلح پر راضی ہوا اور قلعہ کے لینے میں زیادہ تڑا ہتمام کیا اس عرصہ میں اگر کوئی لشکر گاہ بن غوث
اور اس دیار کی آب و ہوا کی تاسازی سے قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہوئیں اور خلق پشاور اور ہشتی گھر سے بحساب ضائع ہوئے
اور لشکر گاہ کے لوگ خبریں متوحش مشہور کرتے تھے اور غداران اس حال کے راہ مسدود ہونے کے سبب ایک مہینہ کل
خبر دہلی سے نہ پہونچی اور حال یہ کہ ہفتہ میں دومرتبہ قاصد ڈاک چوکی پل سے آتے تھے اور شیخ زادہ زکی اوعلیٰ بنامہ کہ اس
مرحہ میں ہندوستان میں آکر انخان کی ملازمت میں اوقات بسر کرتے تھے اور کمال تقرب رکھتے تھے بد فاتی سے یہ خبر دیو مشہور
کی کہ سلطان غیاث الدین خلجی شاہ فوت ہوا اور دہلی میں قتلہ عظیم ہوا اور تخت سلطنت پر دوسرے شخص ٹپکس ہوا اور سپہی
اکتفا کر کے دونوں شفق ہو کر ملک تیر اور ملک گل افغان اور ملک کا فورہ دار اور ملک مین جو اراے عمارت کر تھے اُن کے ڈیرے میں
بہا کر کے لگے کہ احوال دہلی کا اس طرح ہوا اور انخان جو شخص اکابر ملوک علاقائی سے ادا بنا شریک ملک جانتا ہوا سے فرار ہوا کہ تم
چاکروں کو گرفتار کر کے قتل کر سہ یہ لوگ اس بات کے سننے سے مضطرب ہوئے و لشکر میں ہر اس عظیم برپا ہوا اور شخص کے چھوڑ دینا
اسانے مقرر ہوا اور انخان بھی سرسیمہ ہو کر اپنے چند خرمون سے دیو کے طرف بھاگا اور اہل حصار نے برآمد ہو کر ملک کی

سرحد تک تعاقب کیا اور خلق بیشمار مقتول کی سی حالت میں ڈاک چوکی کران لوگوں کی اطلاع کئے تھے مس فرمان دہلی سے پہنچے اور بادشاہ کی سلامتی کی خبر منتشر و متیقن ہوئی النخاں بصحت و عافیت دہلی گئے پھر پانچا اور لشکر متفرقہ کو پھر فراہم کیا اور ان چاروں سرداروں کا کہہ پھین اتفاق کر کے لشکر سے برآمد ہو کر جدا ہو گئے تھے حشم و خدم زائل ہوا اور سب طلب ام نکاح کے لئے آئے اور ملک تیسرے چند آدمیوں سے زمینداران تانگ بن جا کر گیا اور ملک تلکین کو ہندوان مرہٹ نے قتل کر کے اسکا پوست النخاں کے پاس بھجوا اور ملک گل افغان اور عبید شاعر اور ملک کا فراد و دیگر مغزہ لون کو گرفتار کر کے النخاں کے پاس لائے النخاں نے انھیں مقید کر کے دہلی میں روانہ کیا بادشاہ غیاث الدین نے شہر سیر میں سب کو زندہ درگور کئے خوش طبعی اصل پر فرما کی اور انکی اولاد و احفاد کو جو دہلی میں گرفتار تھے انھیں بھی با مقیدوں سے پامال کیا اور جب النخاں دہلی میں ہزار ہا جریہ لیکر دہلی گئے تھے دہلی میں آیا اور اپنے باپ کی ملازمت کی تو چار مہینے کے بعد لشکر گران لیکر دہلی گئے تھے دہلی سے ونگل کی طرف متوجہ ہوا اور شہر ہیر کے قلعہ کو جو تانگ کی سرحد میں تھا اور ونگل کے راجہ سے تعلق رکھتا تھا اسے بعض دہلیوں نے کھٹا لے لیا اور ان میں تھے سحر اور مفتوح کیا اور اپنے معتدون کے سپرد کر کے رہتوں کے ضبط کا ذمہ دار کیا اور خود ونگل کی طرف بڑی ہوا اور مدت قلیل میں جبر اور قہر اسے بھی سر کیا اور از رو سے انتقام بہت سے ہنوز تہ تیغ کیے اور دہلی کو مسیح اہل و عیال ہیکر کے مسخیان اور خزانہ تانگ پھر بہت مخاطب بقدر خان اور خواجہ حاجی نائب عرض مالک کے مسخ تہ نعلہ دہلی میں روانہ کیا اور اس بشارت پر دہلی میں آئینہ ہندی اور محفل جشن برپا ہوئی النخاں نے مملکت تانگ اپنے امرا سے معتبر کے سپرد کر کے ونگل کا نام سلطان پور رکھا اور خود بطریق سیاح نگر کی طرف روانہ ہوا اور ہاتھ راجہ سے جا ملے پھر فیل بہت عمدہ لیکر باپ کی خدمت میں بھیجے اور ونگل میں جا کر حسب خواہش سالانہ اور ہر ماہی اس دلائی کی کر کے منظور و منصوبہ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلاطین سات سو چوبیس ہجری میں عرضیاں لکھنوی اور ستارگانوں سے پہنچیں کہ امرا اور حکام نے وہاں کے دست نظمی دراز کیا ہوا اور کوئی طریقہ ظلم و جور کا فرو گذاشت نہ کیا بادشاہ غیاث الدین نے خلق شاہ نے افواج بحر امواج فراہم کی اور النخاں کو اپنا نائب کر کے دہلی میں چھوڑا اور خود بنفس نفیس ہندوستان کی خدمت کی طرف منصف فرمائی اور جب ترمذ میں پہنچا سلطان ناصر الدین نے بادشاہ غیاث الدین بسج کی سلامتی نفس کی وجہ سے محمد خلیفہ میں اٹکی جاگیرت میں تغیر نہوا تھا اور گوشہ لکھنوی میں رہتا تھا تعلق شاہ کی تاب تفاوت نہ لایا اور قضاے الہی پر رسی ہو کر ترمذ میں جا کر شاہ سے ملازمت کی اور سخت دہرایا سے کینز پیشکش کیے اور شایگان کو سلطان غیاث الدین تعلق شاہ کا سٹھ بولافرنزند تھا ستارگانوں اس کے نامزد ہوا وہ وہاں کے حاکم بہا در شاہ کو جو امراے حلوانی سے تھا اور دایہ سرکشی رکھتا تھا گرفتار کر کے درگاہ میں لایا اتفاق شاہ نے ناصر الدین کو پتہ دیکر بدستور سابق لکھنوی اسکی جاگیر کے واسطے مقرر رکھی بلکہ محافل ستارگانوں اور کنورنگالہاں سے رجوع کر کے عازم مراجعت ہوا اور مفتوح اسلامین میں وارد ہو کر مراجعت کے وقت جب ایت بادشاہ غیاث الدین نے سایہ وصول ترمذ میں ڈالار کے ترمذ ترمذ کر کے جنگل میں بھاگا اور تعلق شاہ اس کے پیچھے تعاقب میں جنگل کے درون میں در آیا اور خود بنفس نفیس تیر لکھتے تھے لیکن چند درخت قطع کیے آدمیوں نے جب حال اس طرح دیکھا خرد و بزرگ درخت قطع کرنے میں مشغول ہو گئے اور مفتوحی فرصت میں ایسا مصفا کیا کہ گویا بھی گھاٹ بھی نہ آئی تھی اور بادشاہ دو تین روز کے بعد حصار ترمذ میں داخل ہوا دیکھا سات خندق پر آب اس قلعہ کے گرد آگے تھے اور ایک راہ ہر ایک کے ساتھ ہوا

یہ کہ کوئی نازد ساقیوں کو تیرا دھواں تھا سے شریک جنگاں کو تیرا بعض کھٹے ہیں نام کہ کوئی ایک ولایت کا ہو نگار سے لا عیاف

راستہ رکھتا تھا باوجود اسکے موت لوکانہ مصروف رکھ کر وہ تین ہفتہ میں اسے مفتوح کیا اور وہاں کے راجہ کو دستگیر کر کے تربت احمد خان ابن ملک تلینہ کو دیکر دہلی روانہ ہوا اور جب چند منزل طرکی لشکر پر ہفت کر کے بطریق عسرت دارالسلطنت کی طرف متوجہ ہوا اور فاضل اس سے کہ اہل اسکاگر میان پکڑے گھنچتی ہو انخان نے جب سنا کہ باپ بہت جلد تشریف لاتا ہو تو انخان بہرہ کے قریب ایک قصر میں روز کے عرصہ میں احداث کر کے انجام کو پہنچا یا کہ جو وقت باپ وہاں پہنچے شب کو توقف کرے اور صبح کو شہر آئے کہ تمام سہا سہا سلطنت اور لوازم تحمل مہیا ہو تاں شکوہ تمام زمین خیل ہوئے جب سلطان وہاں پہنچا سب احداث عمارت دل میں لا کر وہاں فرول کیا اور تعلق کہا و میں شادی کا سامان مہیا کیا اور قبیلہ لکائے دوسرے دن انخان اور تمام منازل بادشاہ پر ہوسہ دینے سے مرواز ہوئے اور سلطان سلطنت ایک جماعت کے کہ استقبال کے واسطے آئے تھے جس قصر میں بیٹھ کر طعام کھانے میں مشغول ہو احب دسترخوان بڑھایا گیا لوگ سمجھے کہ بادشاہ اچھی وقت سحر ہو گا و دست ناشہ شکل آئے اور انخان کہ اہل اس کی نہ پہنچی تھی وہ بھی اسب و فیل اور تمام پیشکش گزارانے کے واسطے کہ ہلہ لایا تھا باہر کہا اس میں اس مکان کی بخت گر طری بادشاہ مع پانچ آدمیوں کے اس کے نیچے دب کر جو ار رت حق میں پیوستہ ہو اور بعضی تو اسے میں سطور پر کہ جو قبضہ خواستہ اور تازہ کھانا بھجیوں کے دوڑنے کے صدر سے گر پڑا اور بعض سوخیوں نے لکھا کہ کہنا نا اس قسم کی عمارت کا بھجور نہ کھانا ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ انخان نے قصد باپ کی ہلاکی کا کیا ہو اور ضیا ویرانی جو بادشاہ فیروز کے عصر میں تھا اور بادشاہ فیروز کو سلطان محمد سے تھا کمال تھا اسکے ملاحظہ سے یہ بات نہ لکھی ہو لیکن ارباب بصیرت کی ضما پر بروشیدہ نہ ہو کہ یہ حکایت عقل سے بہت بعید ہو کہ واسطے کہ انخان اپنے باپ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر تھا یہ کرامت کہان رکھتا تھا کہ اسکے مکتے ہی چھت گر طری اور سب سے رنگین زیادہ صدر جہان گجراتی کی عبارت ہو جو اس نے اپنی تاریخ میں لکھی ہو کہ انخان نے یہ عمارت ساتھ طلسم کے برپا کی تھی جب طلسم ٹوٹا چھت گر طری اور حاجی محمد تہا دی نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہو کہ جو وقت بادشاہ ہنگو دھوئے میں مشغول تھا کھلی آسان سے نازل ہوئی اور قصر کی چھت توڑ کر اس کے سر پر گرمی بنا پھر یہ روایت بر تقدیر وقوع ساتھ صحت کے افریقہ لکھی وینی ہو و امتداعلم بحقیقۃ الحال مکان فاکر فی شہر ریح الاول ۵۸۷ سات سو پچیس ہجری زمان سلطنت سلطان تعلق شاہ چار برس اور چند عینے تھا اور امیر خسرو کہ عہد بادشاہ علاء الدین میں ہزار تنگہ پاتا تھا بادشاہ غیاث الدین کے عصر میں معاش کے سبب سے بہت فراغت رکھتا تھا اور تعلق نامہ کہ نسخہ اسکا کیا ہو اس کے نام نامی میں لکھا کہ سلطنت سلطان اعظم سلطان محمد تعلق شاہ کا سلطان اعظم نے بعد وفات پدر رسوم عزاتین روز قائم رکھا آخر ش تربت ساتھ شہر اور محنت ساتھ عیش کے سہل ہوئی اور جہان نے جو انی از سر نو چال کی اور اعظم شاہ نے امر اسے نرنگ کے انخان سے بجائے پدر سر پر فرماندہی بر قائم رکھا اور اپنا نام سلطان محمد شاہ رکھا چالیس روز کے بعد ساعت سیر اختیار کر کے تعلق آباد سے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شہر میں خوشی کے تقارہ بجوائے اور آئینہ ہندی ہوئی اور کوپے اور بازار آ کر ہتہ کیے اور قرص زر سرخ و سفید بامقیدون بر لا کر سلطان کی سواری کے آگے اور پیچھے کوچہ بازار اور کہتوں پر ہتہ و رشا کہ اکثر فقرا سے دہلی اس روز سے گدائی سے مستفی ہوئے اور طبقہ العرف فراغت پس گئی اور وہ بادشاہ سالانی بہت تھا چاہے تھا کہ ہفت اقلیم کی زمین میرے زیر نگین ہو اور میرا حکم جن پر ہی ہر نافذ ہو سے اور بیع مسکون بہ سیرا کہ فیض ہر دہلی

تاریخ فرستہ اردو کی ہر جگہ جاتی ہوئی ہو کہ اس کی ہر جگہ دہلی شہر میں اس کی یاد ہے کہ اس کی یاد ہے کہ اس کی یاد ہے

رکھے اور ان کو اسلام مردوثی مانے نہ تو دعویٰ انارکیم الہی کرتا ایسا غی تھا کہ حق کو خزانہ و دنیا اور کو بھی حقیقتا یعنی میں
 اسے کچھ نہ دیا اور بخش مدت العمری حاتم دین کی عطائے کترین ایک روزہ جسکی تھی اور نیکل اور شاہ کے وقت غنی اور
 فقیر ہشتاد ہیکار ہنگی نظر ہست بین بکسان دکھلائی دیتے تھے نثار خان کو کہ بادشاہ غیاث الدین تعلق شاہ نے ساگاؤن کا والی
 کیا تھا اور برادر خوازہ اسکا ہوتا تھا اسکو ہرام خان خطاب دیکر ایک روز میں سوز بخیر قبول اور نہرا گھوڑے اور ایک
 کروڑ خرفی اور خیر و دور باش مرحمت فرمایا اور ولایت بگلا اور شاہ کا توں اس کے تعلق کی اور نہایت عظیم و کرم سے
 اس طرف روانہ کیا اور ملک سنجو پختانی کو انسی لاکھ روپیہ اور ملک الملوک علاء الدین کو ست لاکھ تنگہ اور مولانا محمد الدین
 اپنے استاد کو چالیس ہزار تنگہ ایک روز میں بخشے اور مولانا مالدین کامی کو جو ملک اللہ مار تھا ہر سال لاکھ تنگہ دیتا تھا اور غفرین کے بھائی کو
 اور ملک غازی کو جو بزرگ زادہ اور چٹل و دانشمند و خوش طبع اور شاعر تھا ہر سال لاکھ تنگہ دیتا تھا اور غفرین کے بھائی کو
 بھی اس قدر مرحمت فرماتا تھا کہ کسی کے جو صلہ میں دس سو سے اور حبیب اللہ الدین احمد بخشی نے تحقیق کیا کہ اس تنگہ سے
 سزا و نقرہ ہوا اور کچھ سب بھی اس میں شریک تھا اور اس ایک تنگہ کے سولہ سب بل یعنی تانچے کے پیچھے تھے اور انکی بادشاہی
 میں اول سے آخر تک عطا اور کمر اور اہل ہنر اور کشتی شکستہ اس کے عواطف اور مہر کی کیبندین عراقی اور خراسان اور
 ماوراء النہر اور ترکستان اور عربستان سے ہندوستان میں آتے تھے اور اس سے زیادہ ترکہ تصور کرتے تھے مور دہام
 اور نوادش ہوتے تھے اور زنان بیوہ اور غلسون اور صیغون کو جو اطراف و اکناف سے جسکی خدمت میں حاضر ہوتے
 تھے زر نقد دیتا تھا اور جو شخص وطن کی طرف بل کر لیتا تھا و ظائف مقرر کرتا اور نقد و فیض و رشیرین کلامی بہن بے لیتا تھا اور
 مسکاتبات اور مراسلات عربیہ و فارسیہ قلم برداشتہ اور برہیہ دانا دکھتا تھا کہ نشان عطا و درہم اس میں حیران
 رہتے تھے اور ایسا خوشنویس اور خطاط تھا کہ استاد اسے پسند اور قبول کرتے تھے اور اختراع صنو البط جہان داری
 میں اپنا بل نہ لگتا تھا اور جوت فہم اور حدت ذہن میں علم تیار نہ لگتا تھا اور ہر ہر ساتھ محاسن اور رذائل شخص کے
 حکم کرتا اور قبل حکم منکر کے اس کے مافی الضمیر سے مطلع ہوتا اور علم تواریخ کا ماہر تھا اور قوت حافظہ اس قدر چرکتھا تھا کہ
 مدت العمر میں جو کچھ کیا ہوتا فراموش نہ کرتا حکایات اور داستان شانہ نامہ در تصدیق و تسلیم درامیر جزہ حفظ رکھتا اور جمیع علوم
 معقول خصوص علم طب اور حکمت اور نجوم اور ریاضی و منطق میں مہارت تمام رکھتا تھا اور بیادان کا معالجہ کرتا اور شخص
 مرض غیرہ میں اطباء سے عصر سے بحث طالب علما نہ کرتا اور سلام دیتا اور ریا شاہی میں بھی اکثر اوقات صرفہ نقول
 و فلاسفہ میں کرتا اور منطقی اور عبید شاعر اور نجم الدین انتشار اور مولانا علم الدین شہرازی اور دیگر علمائے حکم طبیعت
 سے ہم صحبت ہو کر کتب متقدیم کے حرف و در بیان بہن لانا اور یہ عبید عبید شاعر مشہور ہوا اور اس کی نہایت بہرہ و ہدیہ
 ہر سال اور شاعر بیابک اور اراکانی تھا اور سلطان ساتھ نقلیات کے چندان صفائی نہ رکھتا تھا اور فقہا اور
 ارباب منقول کو اسکی مجلس میں چندان راہ نہ تھی اور نقلیات سے جو کچھ لطیف اس کے ساتھ عقلیات کی متصور ہوتی
 تصدیق کرتا تھا اور شعر فارسی نہایت خوب کہتا اور قدما کے شعر بخوبی تمام سمجھتا اور شجاعت میں بھی اپنا شبیہ اور نظیر
 نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ مہبت والا نہت ہنگی اس میں مصروف تھی کہ ایک ولایت تازہ فیضہ نصف میں لادے اور اسکی
 اکثر اہام شاہی اس کے لشکر کشی میں گذرتے اور اس بادشاہ کو عجائب مخلوقات سے نشان دیتے ہیں کسواسطے کہ جامع ہند تھا
 اور اس سے یہ بھی متناہی کہ سلطنت حضرت سلیمان کے مانند با صدارت احکام شرعی اور ملکی کرے اور بھی پیروی دین محمدی

تاریخ حضرت ابراہیم

نہ رہا اور باعث انحراف ملک و دولت چند چیزیں تھیں اول خراج درمیان و دواب کے زیادہ کرنا دوسرے مکمل تلنے اور
 کا سے کا بجائے نقرہ رواج دینا تیسرے تین لاکھ اور ستر ہزار سوار خراسان اور ماوراء النہر کے عظم ترین تہذیب کو
 خزانہ علانی صرف کرنا چوتھے ایک لاکھ سو اور آراستہ کرنا اور پہلے اپنے بھانجے خسرو ملک کے کوہ فراہ کی طرف کو اسے
 ہما چل بھی کہتے تھے بھینچا پانچویں اہل اسلام اور کفار کا افراط سے قتل کرنا لیکن زیادتی خرازی حکایت یون ہر کہ بعض
 امور و زمین تصور کر کے خراج مملکت میان دواب ایک روپیہ کی جگہ ٹنگنا چونکہ مسافر کیا پس یہ امر نتیجہاں برابرا اور مرد
 رباعا کا سبب ہوا کارزار عت و کشنکار ہی طر رہا اور اسکا ہمارا بھی زمین پر اس تک ساتھ اس حالت کے بقدر ہوا اور
 قحط عظیم و ملی میں پڑا چنانچہ اکثر مقامات خراب اور ویران ہوئے اور جمعیت مختل ہونے سے کار بادشاہی میں خلل عظیم واقع
 ہوا اور قصہ زریں کا یہ ہو کہ جو سلطان چاہتا تھا کہ سکندر کے مانند قابلم سب کو مسخر کرے لیکن چشم و خزانہ ساتھ اس کے
 وفا کرتا تھا پس یہ مقصود حاصل کرنے کے لیے سکس مس پیدا کیا اور فرمایا جیسا کہ مملکت چین میں زہر جادو راج ہر ہندوستان
 میں بھی زریں کو دارالضرب میں سکس مارین اور بجائے تنگہ سرخ و سفید کے رواج دیوین اور خرید و فروخت میں قبول نہیں اور
 جادو کا غذا کا پارچہ تھا کہ نام و لقب شاہان چین کا اہر نقش کرتے تھے اور خلق اس دیار کی بجائے تنگہ طلا و نقرہ صرف
 کرتی تھی لیکن اس معاملہ نے ہند میں صورت نہ باندھی ہندوؤں کا لاک کے بہت زیادہ تانبا دارالضرب میں لائے تھے اور سکس
 مار کر لاکھوں اور کروڑوں پیسہ پہنچاتے تھے اور ہندو اور سلمہ خرید کر کے اطراف میں بھجوتے تھے اور تنگہ نقرہ کے
 عوض نیچتے تھے اور زر کو دن نے بھی سکس بادشاہی کی تقلید کر کے اپنے مکا لون میں سکس گڑھے اس واسطے چند عرصہ کے
 بعد ایسا ہوا کہ ہر حکم مالک و در دست کے حکام نے قبول نہ کیا اور زر دوسرے تانی کی پھر رفتہ رفتہ نو بہت پہنچی کہ تنگہ اور
 مواضع قریبہ میں بھی سکس درجہ اعتبار سے گرا اور بادشاہ اس حال کے مشاہدہ سے اپنے حکم سے ناوم ہوا چارہ رکھتا تھا
 حکم کیا کہ جو شخص سکس رکھتا ہو خزانہ میں داخل کرے اور سکس عوض سونا اور چاندی لیوے کشاید اس تقریب سے تنگہ
 مس اعتبار قبول کرے اور او و ستمین رواج ہم پہنچا لیکن خلق نے تنگہ ہائے سکس کو سکس کلون کے مانند اپنے کانون
 میں ڈالا تھا خزانہ میں لاکر سکس عوض میں تنگہ ہائے زر و نقرہ لے گئے اس تقریب سے خزانہ خالی ہوا تنگہ مسی اسی طور
 پر رواج رہا اور سلطنت میں فتور عظیم پیدا ہوا اور اندیشہ ہل تہذیب مسکون میں سپاہ بہت نگاہ رکھنے سے ایسا ہوا کہ جب
 امیر نور و دما و تر مشرین خان جو بادشاہ نراوہ چٹائی تھا بہت امراء ہزارہ اور صدہ سے اپنے ہمراہ لیکر ہندوستان میں آیا
 اور سلطان محمد شاہ کی نوکری اختیار کی اور عراق اور خراسان کے شاہزادے اور امراء اور روسا بھی ملازمت میں پہنچے انھوں
 نے تسخیر ایران اور فتح توران سہولت تمام ظاہر کی ہر آئینہ سلطان محمد عزیمت جہانگیری کر کے ان لوگوں کو کہ اس طرف
 آئے تھے "الیف" قلوب کر کے نگاہ رکھتا تھا اور زر و تیا تھا اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے جس قدر سپاہ کی ضرورت تھی
 ان کے علاوہ تین لاکھ اور ستر ہزار سوار نگاہ رکھے اور گھوڑے داغ کیے پہلے سال موجب انکا خزانہ سے وصول ہوا
 جب فرصت منوی کہ اس لشکر کو کام میں لاکر مملکت نازہ تسخیر کرے تاکہ تنخواہ فوج دہانے پہنچے یا کوئی ایسی غنیمت ہانچے آوے
 کہ سپاہ کی تسلی ہووے ہر آئینہ خزانہ خالی ہوا دوسرے سال لشکر متفرق ہوا اور سرہ نقلی تمام کار بادشاہی میں ظاہر ہوئی اور
 اندیشہ بھیجے لشکر کا کوہ ہما چل میں یون ہو کہ سلطان کو فکر تسخیر ولایت چین و ہما چل جو ولایت چین و ہند کے درمیان تین
 واقع ہوئی چنانچہ سات سو آئینہ میں امراء نامدار اور سرداران آزمودہ کار اور لاکھ سوار کا رکنہ ملی اپنے

بہاؤ خسر و ملک کے ہمراہ کر کے رخصت فرمایا کہ اول کو ہستان پہاچل اپنے تصرف میں لاوین اور جس مقام میں ضرور
جانبین قلعہ باندھ کر اور لشکر چھوڑ کر آگے بڑھیں اور سرحد چین میں پہونچکر اس سرحد میں ایک قلعہ نہایت رفیع اور
مستحکم بنانے کے اقامت کریں اور ولایت ہماچل کا انتظام بخوبی تمام کر کے عرصہ داشت درگاہ سلطانی میں ارسال کریں
اور جب حضور سے دوسرا لشکر لکھ کو پہونچے تب درج یعنی آہستہ آہستہ آگے بڑھکر چین کے لینے کے درپو ہووین ہر چند
اور کان دولت نے کنا بیہ اور قصر گجاعت میں کیا کہ یہ فکر مناسب نہیں ہوا کہ بھی ایسا نہیں ہو کہ بادشاہان ہندوستان
ایک ایک گز زمین اس ممالک اپنے قہقہہ میں لائے ہوں اسے قبول نہ کیا اور جو خسر ملک اور امرائے سچا رہ اطاعت کے
سوا چارہ نہ رکھتے تھے روانہ ہوئے اور کوہستان مذکور میں داخل ہوئے اور جاہلے مناسب بن قلعے تعمیر کیے اور ایک
جماعت سوار و پیادہ مقرر کر کے آگے بڑھے اور جب بہت کوہ ہلے ہماچل سے طر کے حوالی شہر ملک سرحد چین میں پہونچے
اور شوکت و عظمت شاہ چین کی مشاہدہ کی اور محلی حصار اور راہ ہلے دشوار گذار اور نایاب علف کا اپنے دل میں خیال
کیا خوف و ہراس آنکے دلوں پر ایسا مستولی ہوا کہ عازم سراجعت ہوئے اور اس واسطے کہ ایام ہر سات پہونچا تھا اکثر راہین
میں سے گئے تھے زیر آب ہو کر معدوم ہوئی تھیں اور کہ نہ برآمد ہوئے کا معلوم نہ تھا وہاں کوہ پکڑ کر سر اسیمہ جلتے تھے
مردم کو ہستانی فرصت پا کر مسلمانوں کے قتل میں مشغول ہوئے اور آوارہ فوج ظاہر کیا پھر ایک ہفتہ کے بعد اہل ہلام
ہزار مشقت ایک صحرا سے وسیع میں پہونچے جو اس مقام ہونناں کو طو کر چکے تھے استراحت کے واسطے وہاں
توقف کیا قضا را اس شب کو باران عظیم ہر سال لشکر گاہ کے دور کو اس طرح پانی نے گھیرا کہ گھوڑے اور آدمی پیرنے
سے متعذر ہوئے خسر و ملک اور تمام آدمی دس ہند رہ روز میں آذوقہ اور قوت لایموت کی تاپا پی سے ہلاک ہوئے
اور ایک جماعت کو اس لشکر سے کچھ فاصلہ پر فروکش ہوئی تھی ہندوستان کی طرف راہی ہوئی اور پہاچل کے
باشند سے اس قضیہ سے مطلع ہو کر کشیدوں پر سوار ہوئے اور اس مقام میں جا کر امتعا اور اسلحہ و افروٹ کر مستغنی
ہوئے اور وہ لوگ کمر راہ پاسانی کے واسطے خسر و ملک نے چھوڑے تھے تھیں ایسا قتل کیا کہ انہیں سے ایک
مقتبس نہ بچا اور غھوڑے لوگ جو ہزار مشقت بیچ کے سلامت پھرے وہ بھی سلطان محمد شاہ کی تیغ قرین گرفتار ہوئے چونکہ
قصہ سفاکی بادشاہ اور قتل کرنا سپاہ و رعیت کا ضمن واقعات سابق و لاحق سے واضح ہوتا ہو سوا سطر ذکر اسکا علیہ ہم کر کے
دہستان دہلی کے شکستہ ہونے کی تحریر کرتا ہو وہ یوں تھی کہ ہمارا الدین سلطان محمد شاہ کا چچرا بھائی الخاطب بگڑ شاہ
جو امرائے کبار سے تھا اور ولایت ساگر کہ جملہ ممالک دکن سے ہو جاگیر رکھتا تھا مہات سلطنت کی بے رقی و بیکر خود مری
کے اندیشہ میں پڑا اور استحکام قلعہ ساگر اور کثرت خیل اور لشکر پر مغز ہو کر سر اطاعت سے پھیرا اند اکثر امرائے دکن کو اپنا یار
کر کے تمام معمورہ دکن کو اپنے قبضہ میں لایا اور نہایت قوت پکڑی چنانچہ اکثر امراء و کسانقاہ کے متفق ہوئے تھے تاہم مقاومت
نہ لا کر ذلیل و خوار ہو کر بھاگے اور شاہی آبادین جا کر دم لیا اور جب یہ خسر سلطان محمد شاہ کی پہونچی خواجہ جہان کو مع
چند امراء سے پاسے تخت اور ترحمی لشکر گجرات اس کے دفع کے واسطے بلور کیا اور خواجہ جہان جب دیو گڑھ میں پہونچا کر شاہ نے
بھی لشکر آراستہ کر کے اسکا سامنا کیا دیو گڑھ میں طافین سے آتش کا نثار افروختہ ہوئی جو انما سے جنگ میں خسر ہرام کے اور
کالان گر شاہ سے بھاگے اس سے روگردان ہو کر خواجہ جہان سے جا ملا ایک متو عظیم نے امیر راہ بالی اور خواجہ جہان قوی
ہوا گر شاہ نے توقف مناسب نہ کیا ایک بارگی میدان جنگ سے بھجوا دیا اور ایسا بھاگا کہ ساگر تک کسی مقام میں نہ ٹھہرا اور

درہ مستولی جہاں امرائی ایک قلعہ بھی اڑا تھا جس کے قدامت میں ملو کرتے اور ہر سات کے بعد جلتے تڑپا بیخ جالتے ۱۲

چند روز کے بعد لشکر خیم کے تعاقب سے وہاں بھی توقف میسر نہ ہوا اپنے اہل و عیال لیکر کنیبلہ میں کہ ممالک کرناہک سے ہوا اور وہاں کاراجہ اسکا دوست اور کجبت تھا پناہ لیگیا اور اس عرصہ میں بادشاہ بھی مدلی سے دولت آباد میں آیا خواجہ جہان کو مع لشکر گران ولایت کنیبلہ پر تعین کیا خواجہ جہان نے دو مرتبہ گرشاسب سے شکست پائی لیکن اسکے بعد جو کہ لشکر قباہر و مجذرا دیو گڑھ سے آنکی مدد کو پہنچا تیسری مرتبہ غالب آیا اسے کنیبلہ کو دستگیر کیا اور گرشاسب ہلال دیو کے سکون کی طرف بھاگا ہلال دیو لشکر اسلام کے تعاقب سے مضطرب ہوا اور گرشاسب کو گرفتار کر کے خواجہ جہان کے پاس بھیجا اور آپ کو دو تہا جان سلطانی سے شمار کیا خواجہ جہان نے گرشاسب کو مقید کر کے درگاہ سلطان میں روانہ کیا سلطان نے اسکا بہت کچھو اگر بھروسہ دیا اور شہر میں تشہیر کر کے یہ سادھی کراچی میں ہر آن کو تباہ ہند از شہر بارہ مندرائش ہمیں است انجام کار بہ حشمت میں سلطان کی رائے نے یہ تقاضا کیا کہ بہت سے ممالک میرے علم آسان سامے کے زیر سایہ آئیں میں ایسے ملک میں ملک مالک مقرر کرنا چاہیے کہ جہان اطراف مملکت سے پہنچنا اخبار خیر و شر و صلاح و فساد کا مالک محروسہ کا علی السو بیہ اور جو کسی دیار میں ایک حادثہ پیدا ہو یا کسی مدت میں کوئی مرض پیش آوے جلد تر اس کے تدارک اور علاج میں قیام ہو سکے غرض کہ دانا جان درگاہ نے جو عرض و طول اقلیم ہند سے خبر رکھتے تھے شہر و جہاں تنہا گاہ کے واسطے پسند کیا اور عرض کی کہ جو با حنبار طول و عرض وسط ہند میں واقع ہو مگر با حشمت کھتری نے اس واسطے اسے بنیاد اور مالک بنایا تھا اور بعض مردم حضور نے سلطان کے دل کا عندیہ سمجھ کر عرض کی کہ دیو گڑھ ہند کے وسط میں واقع ہے بادشاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا ہمسایگی و دشمنان قوی مثل شاہ ایران و توران اور دوسرے امور سے غافل مطلق ہو کر علم رہا کہ مدلی کو جو شک مصر تھی آجا و کرو یا کئی خلقت صغیر و کبیرہ کو وغیرہ کو کمونٹ اور مذکور کو پٹ کر واکر نہ گڑھ میں لائیں اور آباد کریں اور اکثر لوگوں کو زار و راہ اور قیمت مکان خزانہ سے دو اور ہر منزل میں مابین دولت آباد و مدلی کے ایک سہارے تیار کرادو اور اسکے راستہ میں دو روپہ اشعار سایہ دار بٹھاؤ تو مسافریں آرام سے آمد و شد کریں اور شہر دیو گڑھ کا دولت آباد نام رکھا اور عمارات عالیہ کی بنیاد ڈالی اور قلعہ دیو گڑھ کے گرد اگر و خندق کھودائے اور دولت آباد بالا لکھاٹ اور بلورہ کے قریب باغات اور حوض ہائے بزرگ یعنی تالاب بنوائے اور جب اس تغیر و تبدل نے رہا اور رہا کے حال پر راہ پائی جہاں ملکی میں تفرقہ عظیم واقع ہوا اور خواجہ حسن و ملوی اسوقت دولت آباد میں کہ آہ کو مہیہ الذی لم یخلق مثلہا فی الملائکہ کی شان میں دار و جہاں مرفون ہوا اور دولت آباد فیض بخشی اور خوش ہوائی میں کچھ نقص نہیں رکھتا تھا آئیں فقط یہی عیب تھا کہ ایران اور توران سے دور تھا اور اسکے بعد کہ بادشاہ گرشاسب کے طرف سے سلطان ہوا اور خرد و بزرگ مدلی کے برآمد ہو کر دولت آباد میں ساکن ہوئے پھر دولت آباد سے نہضت کر کے قلعہ کندہ مات کی تسخیر میں جو جنیر کے اطراف میں واقع ہے متوجہ ہوا اور ناک ناک کے نیکو لیان کا سرور تھا فر کے واسطے آباد کر کے جنگہا سے مردانہ اور حرب رستمان کی اور آفریں اور آئین کی نڈال میں و آسمان سے جسی اور وہ قلعہ ایک کوہ رفیع کی چوٹی پر واقع ہے اور آہ و تازی میں ساغہ فلک البروج کے دم برابر ہی کا مارتا جو اور کندہ مات کا حکام صاحب امتدار اسکے کندہ مات پہنچتے سے اطوار عجیب کرتی ہے اور سلطان آٹھ مہینے تک گرد اس قلعہ کے مقیم ہوا اور سا باط بنائے اور مرنوی نصب کر دیں جی بلیغ اور جہد و فوریہ پیش ہو چکی ناک ناک نے مضطرب اور بدحواس ہو کر ان طلب کی اور قلعہ میرے کر کے امرائے بزرگ میں متعلق ہوا اور بادشاہ نے منظر اور حضور ہو کر دولت آباد میں نزول اقبال اور حلول ہلال فرمایا اور زار و راہ متحول کے آباد

اس درمیان میں لاہور سے خبر پہنچی کہ ملک بہرام اسبہ حاکم ملتان لشکار خصوصیت کا بجائے مملکت پنجاب کو تاخت و تاراج کرتا ہو اور جمعیت عظیم بہم پہنچا کر ملک گیری کا دعویٰ رکھتا ہو اور بیان واقعہ کا بلون ہو کہ سلطان محمد نے جب دولت آباد کو پائے تخت اپنا بنایا اور جمیع اہل اور منصب داروں کو فرامین بھیجے کہ اپنے ذن و فرزند دولت آباد میں بھیج کر مکان تیار کرو اس واسطے علی نام ایک محصل بہرام اسبہ کے بال بچے لانے کو ملتان کی طرف گیا اور طرح کر رہم محصلوں کی ہر دوشی بہت کی اور کلام موش قسم تہدید اور وعید سے مذکور کیے اور دانا و بہرام اسبہ کا ایک روز اپنے مکان سے برآمد ہو کر منہ چڑھ کر پوچھا کہ بہرام اسبہ کا بھٹا کہ علی محصل نے اُسکے پاس پہنچ کر کہا کہ اس واسطے اپنے بال بچوں کو دولت آباد میں بھیجے جو شاید بہترین اپنے خیال حرامزادگی کا رکھتے ہو اُس نے کہا حرامزادہ کسے کہتا ہو کہا کہ وہ جو مکان میں بیٹھا ہو، وہ حکم بادشاہی کی تعمیل نہیں کرتا ہو آخر اس مقدمہ میں رد و بدل درمیان اُنکے ہتھ پر ہوئی کہ نو بہت ساتھ اس اتھا کہ پہنچی کہ علی نے سوے سر بہرام اسبہ کے داماد کے پکڑے اور کئی گھونٹے رسید کیے اور اُس نے کسی نہ کسی طرح سے اپنے بال اس کے ہاتھ سے چھڑائے اور علی یعنی محصل مذکور کو زمین پر دے مارا اور اُسکے ایک سپاہی نے اس کے اشارے کے موافق اس کا سر تن سے جدا کر کے شہر میں پھیرا یا بہرام اسبہ جب اس سانحہ سے آگاہ ہو سلطان محمد شہزادہ کے خون تہر غصہ سے بغاوت اور طغیان کے سوا چارہ نہ دیکھا بادشاہ نے اس فساد کا دفع منحصر اپنی توجہ پر جان کر دولت آباد سے حضرت فرما کی اور لشکر فراہم کر کے ملتان گیا اور بہرام اسبہ بھی ایک لشکر مورخ سے زیادہ جمع کر کے بادشاہ کے مقابل صف آرا ہوا اور حرب صعب کے بعد کہ خلق پیشمار دونوں طرف سے ہلاک ہوئی ہزیمت شامل حال اسکا فرغت کے ہوئی بادشاہ منظر ہوا اور چاہا کہ ملتان کو قتل عام کرے شیخ رکن الدین سلطان کے دیکھتے کو آئے لوگوں کی شفاعت کی سلطان اُنکی شفاعت کے موافق ملتان یوں کے قتل سے درگزر اور قوام الملک نامے کو دہائی حکومت پر منصوب کیا اور یہ جماعت بہرام اسبہ کے لہذا قتل میں نامزد ہوئی تھی سر اسکا جدا کر کے ملتان میں لائی پھر بادشاہ نے دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور جو لوگ اطراف کے کہ ساتھ تکلیف کے دولت آباد میں ساکن ہوئے تھے پر آگندہ ہوئے بادشاہ وہ برس ملتان رہا اور بہت دولت آباد کی تعمیر پر مصروف فرمائی اور اپنی والدہ محترمہ جہان کو مع سائر محرم اور سپاہی دولت آباد میں روانہ کیا اور ایک آدمی دہلی کو جو وہاں کی آب و ہوا کے خوگر تھے اپنے ساتھ نہکھاسب کو دولت آباد بھیجا اور دہلی اسطرح سے ویران ہوئی کہ آواز کسی تنفس کی گیدڑا در لومڑی اور جھانور صحرائی کے سوا کان میں نہ پہنچتی تھی اور ان سنوات میں حوال و جمات دو آب کا بہشت طلب کیا جاتا تھا وہاں کی رعایا اور مخدوموں نے آگاہ اپنے مکانوں اور کھلیاؤں میں لگا کر اور مویشی اپنے لیکر جنگلوں اور پہاڑوں میں داخل ہونے بادشاہ سے فرمایا کہ صلیب را اور حکام وہاں کے ہاتھ قتل و غارت میں دراز کر کے جس کسی کو پاویں تیغ بیدریغ سے ہلاک کریں یا زندہ در گور کریں اس سبب تلے لایت در میان و آب کے خزاں اور ویران ہوئی متردین خوف اور ناہمی کے سبب ترو سے باز رہے لشکر کی کوزن فرزند اُنکے دولت آباد میں آجائے تھے جیران و مرگردان ہوئے الغرض ایسا کام ابتدائے ارمیش سے اُسکے عہد تک کسی جہاندار نے نہ کیا تھا اور سب سطرہ یہ کہ بادشاہ خود بہر شکار راہر گیا اور ہزار ہا رعایا کو ہلاک اور غارت کر کے حکم دیا کہ اُنکے سر تلوے کے کنڈوں پر آویزان کر دیا ہکا حسب حکم عمل میں لائے اور اسی طرح سے قنوج میں جا کر دہائے صوبہ تک ایک عالم کا قتل کیا اس وقت میں ایک توکران قدخان سے کڑا سے ملک خزانہ لیتے تھے بعد فوت بہرام خان کے بنگال میں بغاوت پکڑا بدھی غنی قدخان کو قتل کر کے لکھنؤ کی خزانوں پر قبضہ کر دیا اور

لکھنؤ اور سترگانوں اور سنگام کو اپنے قبضہ و دخل میں لایا اور بادشاہ تہک قنوج کے قتل و غارت سے فارغ ہوا تھا کہ مہار سے خبر پہنچی کہ سید حسن پور سید ابراہیم خلیفہ دہلی میں باغی ہوا اور جانے امر کو قتل کے اس لاہیت پر تصرف ہوا ہے سلطان نے غر الدین کے معاملہ کو موقوف رکھ کر شہر میں آکر ابراہیم خلیفہ دار قریبے سید حسن کو گرفتار کر کے قید کیا اور لشکر ترتیب دیکر سندھ سے سو بہا لیس سواری میں معبر کی طرف نصرت فرمائی اور دیو گڑھ میں پہنچتے ہی وہاں کے عامل اور مزایع سے سخت طلبی فرمائی جیسا کہ ان میں کے اکثر نے شدت مطاریات سے جان دہی چنایا ہے اس لاہیت میں بھی اضافہ کران رکھ کر محصل تیز اور تند مقرر کیے اور اسکے بعد خواجہ جہان کو دہلی کی طرف بھیجا کہ خود بخود دفع قندہ حسین تلنگ کے راستہ سے معبر کی سمت روانہ ہو جب درکل میں پہنچا وہاں دس دن سے دبا عالمگیر قحطی اکثر آدمی اس مرض میں مبتلا ہوئے اور چند سردار نامی نے وفات پائی اور سلطان بھی بیمار ہوا ملک نائب اور عہد الملک وزیر کو وہاں چھوڑ کر خود دولت آباد کی طرف علم سعادت کا بلند کیا جس وقت کہ حوالی قصبہ بیرین پہنچا درود انٹون میں پیدا ہوا ایک دانت اسکا گر پڑا اور اسی مقام میں دفن کر کے ایک گنبد تعمیر کیا چنانچہ اقبال وہ گنبد موجود ہے اور ساتھ گنبد دندان سلطان لعل خان کے شہر رکھتا ہے اور بادشاہ جب پٹن میں پہنچا چند روز وہاں اپنے صاحبزادے مشغول ہوا اور شہاب سلطان کو تصرف خان خطاب دیکر ولایت بیرین اسکے حوالہ کی اور جاگیرات اس نواح کی تعداد کروڑ تھکے مقاطعہ اس کو دیا اور دولت آباد اور ولایت مرہٹ قتلخان استاد کے تفویض فرمائی اور چونکہ حرف حرا محواری شاہو سے افغان مذکور تھا پھر بحالت مرض پاکی میں سوار ہو کے دہلی کی طرف عازم ہوا اور حکم دیا کہ بایستندگان دہلی سے جو شخص کہ دولت آباد میں ساکن ہے اگر چاہے یہاں آوے دگر نہ دولت آباد میں استقامت کرے پس اکثر سبب ہمراہی بادشاہ کے دولت آباد سے دہلی میں آئے اور ایک جماعت ولایت مرہٹ میں سکونت پذیر ہوئی پھر سلطان وہاں سے روانہ ہوا تمام ولایت مالوہ اور سب قصبہ جو دہلی کے راستہ میں تھے اسکا باران نے قحط کے سبب خراب اور پریشان دیکھا اور تمام ڈاک چوکی کے پیادے مخالفوں سے برخاستہ پائے اور جب دہلی میں پہنچا اسے بھی خراب دیکھا اور قحط اس نہایت کو پہنچا کہ سیر کھ غلہ ستر درم کو میں ہوتا تھا اور اکثر مویشی اور مردم ہلاک ہوئے بادشاہ نے بعد از خرابی بصرہ واسطے آہدانی ولایت اور کثیر زراعت کے توجہ کر کے چند در ترک سیاست کی اور خلق کو خزانہ سے زردیکر کھودنے چاہا اور کشت اور زراعت کی تخریب کی لیکن خلافت از بسکہ خراب و مضطرب تھی جو کچھ بطور تقاوی پایا تھا کچھ اپنے مالکات میں صرف کیا اور کچھ چاہ و زراعت میں صرف کیا لیکن سبب ہماک باران کے کنوین کا پانی مفید نہ ہوا اور اکثر خلق ساتھ سیاست کے پہنچی اس درمیان میں شاہو سے افغان نے طبل مخالفت علائہ ملتان میں بجایا اور بیر اوناٹ ملتان کو قتل کیا تو ام الملک کو ملتان سے دہلی کی طرف بھاگایا اور بادشاہ نے دہلی سے سامان لشکر درست کر کے ملتان کی سمت نصرت فرمائی ایک منزل سافت قطع ہونے لگی کہ والدہ اسکی مخدومہ جہان کل نظام والیہ تمام خاندان لعل خان شہید ساتھ اسکے وابستہ تھا دہلی میں برجست حق و صل ہوئی سلطان محروم اور طول ہوا اور حکم دیا کہ الہیان سلطنت نے شہر میں اس مرحومہ کی روح پر فتوح کے واسطے طعام اور صدقات بے اور خود روانہ ہوا جب ملتان کے تریب پہنچا شاہو سے افغان نے عریضہ تسلیم نہ کرنا وراپنی بادگشت کے بھیجا اور خروملتان چھوڑ کر افغانستان میں گیا بادشاہ راہ سے سعادت کر کے دہلی میں آیا اور دہلی میں قحط اس مرتبہ تھا کہ آدمی آدمی کو کھاتا تھا سلطان نے پھر دوسرے

خزاد عامرہ سے دیا تو کنوئین مکہ دین اور کشتکاری میں مشغول ہوں لیکن لوگ پریشانی اور بے سامانی اور کمی ہمارے ان کے سبب سے تصحیر اور اہمال کرتے تھے اور ہمسایہ سب میں ہونے لگے تھے اس وقت میں ایک گروہ مشہرہ ان اور چوہان اور میانے وہبستانیہ کہ ولایت مسام اور سمان میں تھے تروکر کے جنگل عظیم میں در آئے اور کائنات بنوا کر مقیم ہوئے اور بلخ مالگزار ہی سے کھینچے بادشاہ نے ہدافت ان کے لشکر کھینچ مکانات ام نکلے کہ مصلح ہند میں منہل کہتے ہیں منہم کیے اور ان کی جمعیہ تون کو پریشان کیا اور ان کے سرداروں کو ہمراہ لاکھ میں جگہ دی اور سترہ سات سو تین تیس ہجری میں ملک جند کہ سردار کھنکراں کا تھا اس نے علم مخالفت بلند کر کے حاکم لاہور یعنی ملک تانارخان کو قتل کیا سلطان نے خواجہ چہان کو اس کے دفع کے واسطے بھیجا اسے کہ ان کو مخدول اور شکرب کیا اور جو دین بادشاہ کے شکنجہ ہو تھا کہ سلطنت ہے اجازت خلیفہ عباسی حائز نہیں ہو ہمیشہ اس نذر نشین تھا کہ اجازت حاصل کرے اس در بیان میں سنا کہ حکام مصر نے واسطے ایک مصلحت کے دو دمان عباسی سے کسی کو سریر خلافت پر بٹھا یا پس اس وقت بالفاق کمال الملک غائبانہ بیت سا تھا اس خلیفہ کے کہ بجاے اسم اپنے نام خلیفہ مکہ میں درج کیا اور شہر میں نماز جمعہ اور عیدین منع کی اور دو تین مہینے اوقات عرصہ مکہ میں صرف کر کے مرسول رکھا اور سترہ سات سو چوبیس ہجری میں حاجی سعید حمزی ہمراہ اہل بی بادشاہ انکر فرمان حکومت اور خلعت خلافت لایا بادشاہ نے جمیع امرا اور علما اور شائخ ہمراہ لیکر قریب پانچ چھ کوس استقبال کر کے فرمان خلیفہ سر پر رکھا اور بوسے حاجی سعید حمزی کے قدموں پر دیکر چند قدم پیادہ اس کے جلو میں گیا اور شہر میں قیے آویزان کیے اور زرخیز فرمان پر نثار کیا اور نماز جمعہ اور عیدین کی ادا کے واسطے کہ موقوف کی تھی اجازت دی اور خطبہ بنام خلیفہ پڑھ کر اسمی بادشاہ ان دہلی کو جو خلیفہ سے اذن نہ رکھتے تھے خطبہ سے موقوف کیا اور ہم باپ کا طراز جامہ درختا میں اور شرفات عمارت نام خلیفہ ثبت فرما کر ایک عرصہ مطول شتہ لڑا فتح ہے اندازہ بظ خود تحریر کیا اور ایک گوہر نفیس کہ مثل اس کا خزانے میں نہ تھا خلیفہ کے واسطے جدا کیا اور حاجی رجبہ فیح کی سعیت سے مصر میں روانہ کیا اور ملک کبیر سردار جامدار کو جو حسن اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور عبادت میں لظیرہ رکھتا تھا اور اس سے مقرب تر کوئی نہ تھا داخل پیشکش کر کے ملک خلیفہ میں لایا اور ملک نے قبول خطاب کیا اور عرصہ اس کے متضمن اقرار و عہدیت خلیفہ مصعب حاجی رجبہ رفیع کے مرسول کیا اس وقت کشتا نایک پس لہر دہنے قوا میں رہتا تھا جریدہ ہلال دیو کے پاس جو رائے عظیم الشان کرنا ملک کا تھا جا کر کہا کہ مسلمان لوگ دیار تلنگ اور کرنا ملک میں داخل ہوتے اور عہدیت رکھتے ہیں کہ ہمیں ایک بار کی مسئلہ کریں اس بارہ میں ایک فکر چاہیے کرنا ہلال دیو نے جمیع عیان مملکت کو حاضر کر کے مشورہ طلب کیا اور بعد فکر اور امتحان نظر کے قرار پایا کہ ہلال دیو جمیع ممالک اپنے کو عقب چھوڑ کر خود درجہ راہ سپاہ اسلام میں تختگاہ بنائے اور حیر اور دھور سمند اور کینلہ کو مسلمانوں کے تصرف سے برآوردہ کرے اور کشتا نایک صرف ہمت کر کے درنکل کو بھی کہ اس ایام میں فرصت ہو جو زہ دیوان دہلی سے دیوے اور ہلال دیو نے کوہستان اپنی سرحد کے جاسے مصعب میں ایک شہر نام اپنے فرزند بن چین راے کے بنا کیا کہ مشہور بن چین بنکر ہوا اور رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے بجا نگر ہوا اور پیادے اور سو اور بہت ہمراہ کشتا نایک کر کے چلے درنکل پر قابض ہوا اور ملک عماد الملک وزیر بھاگ کر دولت آباد میں آیا بعد ہلال دیو نے کشتا نایک کو ملک کے تکر و طرف سے دیوان سعید اور دھور سمند کو جو قدیم الا ایام سے بلج گزار حاکم کرنا ملک تھے مسلمانوں کے تصرف سے برآوردہ کیا اور رفتہ خواہیدہ

اسی حال
سلطان جو
سنا قور
حاجی سعید
حمزی کے
مصر میں
روانہ کیا

کشتا

ہر طرف سے بیدار ہو اہمالک دور دست میں گجرات اور دیو گڑھ کے سوا بادشاہ دہلی کے قصر میں نہ رہا بادشاہ اس سبب سے نہایت پریشان ہو کر خلق پر سیاست فرماتا تھا اور خلافت سیاست بادشاہ کی سبب سے منفرد بادہ تر ہوتی یہ امر سبب زیادتی فتنہ و فساد ہوا اور جو سبب اسکا باران کے فائدہ بھی و کوشش بادشاہ کا زرعیت کے بار میں سترتب نہوتا تھا ناچا حکم کیا کہ دروازے شہر کے کھول دو اور حین لوگوں کو کہ زجر تو نبخ سے شہر میں بٹکا کھانا اور رہا کریں جو کہ زندہ رہے سب سے مع ذل و فرزند گرتے پڑتے نہ گالہ کی طرف دوڑے بادشاہ بھی تھا سے لا علاج ہو کر شہر سے برآمد ہوا اور بٹکانی اور کینیلہ کو کھڑے آج گنگ کے سال پر اقامت کی اور فرما با تو آدمی وہاں چھاؤنی تیار کریں اور چھاؤنی کی تیاری کے لیے اس موضع کا سرگروہی نام رکھا اور کڑھ اور او دھ سے غلہ وہاں پہنچتا تھا اور شہر کی نسبت وہاں ارزانی حاصل ہوئی اور عین الملک جو جاگیر ظفر آباد اور او دھ رکھتا تھا اور اپنے بھائیوں کے ہمراہ وہاں رہتا تھا ہمیشہ غلہ اور آذوقہ اور اقمشہ اور سائر مایحتاج سرگروہی میں منواتر ارسال کرتا تھا چنانچہ اس عرصہ میں کہ بادشاہ وہاں رہتا تھا نقد و جنس سے بمقدار آٹھ لاکھ تنگہ خدمت سلطان میں ارسال کیے اور سلطان کو اسکی نسبت اعتقاد تمام پیدا ہوا اور اسکی حسن کفایت پر تحسین اور آفرین کی اور اس نے مانے میں کہ بادشاہ سرگروہی میں تھا چار فساد و حادثہ ہوئے اور جلد ساکن ہوئے اول فساد نظام مائین کا کڑھ میں ظاہر ہوا اور وہ ایک مرد ک بگی اور یا وہ گوا در ہر نہ کار تھا اس جہت سے عہدہ منفاطہ سے ہر نہ آیا اور ۷۷۷ھ سات سو تینتالیس ہجری میں باغی ہو کر اپنے تین سلطان علاء الدین مشہور کر کے چتر مر رہا لیکن قبل اسکے کہ سلطان اسکے دفع میں مقب ہوا وے عین الملک نے مع اپنے بھائیوں کے سپہ لشکر کھینچ کر اسکو دستگیر کیا اور سر اسکا کاٹ کر بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور شیخ زادہ نظامی کو سلطان کی ہنس کی لڑکی اسکو بیابھی تھی اودھر نامزد ہوا اس نے ایک جماعت کو کہ اس فساد میں شریک نظام مائین تھی دستیاب کر کے جزا اور سزا میں پہنچا یا اور دوسرا فساد جو اس سال دکن میں حادث ہوا وہ یہ ہو کہ نصرت خان نے تمام ولایت بیدار کو کر ورتنگہ پر ٹھیکہ لیا تھا جب اسکی ادائی سے عہدہ برانہ ہو سکا باغی ہو کر قلعہ بید میں محصور ہوا قلعہ خان دیو گڑھ سے نامزد ہوا اور دوسرے امر ابھی دہلی سے اس کی کمک کے واسطے تعین ہوئے اور قلعہ خان نے قلعہ بید کو بھی کر کے قول و قرار سے اس کو قلعہ سے برآوردہ کر کے بادشاہ کی خدمت میں بھیجا ابھی ایک مہینہ اس واقعہ سے نہ گزر تھا کہ علی شاہ بھانجا ظفر خان غلاتی جو امیران صدر سے تھا اور دولت آباد سے واسطے تحصیل مال واجب سلطانی کے گلبرگہ کی طرف گیا تھا جب اس حورو کو عمال سے خالی دیکھا اپنے بھائیوں کو کہ ایک آنہ بن حسن کانکوی تھا ایکجا جمع کیا اور ۷۷۷ھ سات سو چھیالیس ہجری میں مہرین صواب گلبرگہ کو جو نگران مستی سلطان سے تھا عذر کر کے ہلاک کیا اور مال و متاع اور سلب و سامان اسکا غارت کر کے بید میں گیا اور زاعب غیبت بید کو بھی قتل کر کے اس ولایت کو بھی اپنے تصرف میں لایا اور سلطان نے اس مرتبہ بھی لشکر مالوہ کو قلعہ خان کی کمک کیواسطے بھیجا اس کے دفع کیے امور کیا اور جب قلعہ خان بید کے اطراف میں پہنچا علی شاہ استقبال کر کے جنگ میں مصروف ہوا پھر شکست کھا کر قلعہ بید میں پناہ لی اور قلعہ خان نے قول دیکر اسے مع بھائیوں قلعہ سے برآوردہ کیا اور سرگروہی میں سلطان کی خدمت میں حاضر لایا سلطان نے علی شاہ اور اس کے بھائیوں کو اخراج کر کے غزنین بھیجا اور جب وہ غزنین کو فتنی حکیم غزنین سے پھر آئے اسی وقت قتل ہوئے اور جیسا کہ گذرا یعنی بادشاہ کو عین الملک کی

بجائے اور سی خدمت مستحسن اور پسند پڑی تھیں مقام عنایت میں چوک چاہا کہ اسے منجھل اور لوبہ میں دولت آباد میں بھیج دیکھ کر کل کی بھی ہم ساتھ اس کے رجوع کرے اور تلخ خان کو حضور میں طلب فرما دے عین الملک اسے ایک دست توہم میں سپرد کر کے فکر لے دور دراز میں پڑا اور اپنے دل میں اندیشہ کیا کہ تلخ خان استاد جسے تمام مملکت دکن کو جو حسن ضبط کیا اور حسن سلوک سے اہمیت محدود کو مطلع اور متقاعد کیا ہے بے نظریب اسے دکن سے عزل کرنا اور مجھے بجائے اس کے اس طرف بھیجا یعنی نہیں بکھتا چو المکتبہ ارادہ اور قصد بادشاہ کا یہ ہے کہ ساتھ اس طریق کے میرے تین اس حد و سے اٹھا کر کے ضائع کرے اتفاقاً اس درمیان میں ایک جماعت نو پسند گان ساتھ خیانت کے منسوب ہوئی تھی اور بادشاہ نے حکم کیے قتل کا نافذ کیا تھا اور انھوں نے بہانہ گرانی دہلی سے براہ رو کر اودھ اور طبر آباد میں جا کر اپنے تین عین الملک کی حاجت میں لانا تھا اور وہ خاطر سلطان کو اس سبب سے اپنے اوپر متغیر پانا تھا چنانچہ اس وقت میں سوارے ترو اور عصبان کے چارہ نہ دیکھا علم بغاوت کا بلند کیا اور بحسب ظاہر بموجب حکم سلطان لشکر اور اپنے بھائیوں کو اودھ اور طبر آباد سے بلایا اور یہ بھی راستہ میں گئے کہ عین الملک ایک شب کو سرگرداری سے براہ رو کر لشکر اور بھائیوں سے جا ملا اور اس جلدی میں اس کے بھائی علم جبارت بلند کر کے مع چار ہزار سوار سرگرداری کے اطراف میں آئے اور تمام ہاتھی اور گھوڑے سلطان کو جو صحرا میں چرتے تھے اپنے لشکر کاہ میں بانگ لے گئے بادشاہ نے سر اسیر ہو کر لشکر اور ہوا و سامانہ اور کول اور برن کو طلب کیا اور خواجہ جہان نے بھی آپکو مع لشکر دہلی خدمت میں پہنچایا بادشاہ نے انواج آراستہ کیں اور عین الملک اور اس کے بھائیوں نے اب گنگا پر چھوڑ کیا اور بادشاہ کے مقابل آئے بچیاں اس کے کہ جو خلافت بادشاہ سے متفقہ شہید ہاری شریک ہوئے متفقہ و مہرے پانی فوج کو ترتیب دیکر صحرا سے فوج میں براہ جابا سلطان کی جرات سے غضب میں آیا اور چاہا کہ انھیں علف بیوف خون آشام کرے خود سوار ہوا اور عین الملک اور اس کے بھائی نے یہ خبر سنتے ہی دست و پا لگ کر دیر کے بعد راہ فرار پائی اور عین الملک زندہ دیکھ کر ہوا اور شہر اندر اس کا بھائی مجروح اب گنگا میں غرق ہوا اور اس کا دو سر بھائی مع کھین مارا گیا اور تھوڑے مع اسے سلاح پانی میں ڈوب گئے اور وہ نیم جان کہ اب گنگا سے اپنے تین ساحل تک لینگے تھے کراسل و ریزہ اس کے ہاتھ ہلاک ہوئے سلطان نے فرمایا کہ عین الملک کی ذات میں کچھ شرارت نہیں ہے لوگوں نے اسے اس پر آمادہ کیا تھا پھر اسے اپنے روبرو طلب کیا اور گھوڑا اور مہارے بزرگ دیکر اسے سرفراز فرمایا پھر بادشاہ وہاں سے ہر راج کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں جا کر عمارت قبر سالار سو خواجہ کی جو سلطان محمود غزنوی کے اقارب سے تھے اور سلطان محمود غزنوی کی اولاد کے عہد میں یعنی شہہ پالستان میں ہجرت میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے تیار کروائی اور زر کثیر و نیکے مجاوروں اور فقر اکو عنایت فرمایا اور خواجہ جہان کو ہر راج سے آگے بھیجا تو راستہ لکھنؤ کی کالیہ سے اور یقینہ اسیف عین الملک لکھنؤ کی جانے سے روکے اور مردم دیکر جو دہلی سے بسبب قحط یا بادشاہ کے خوف سیاست سے اودھ اور طبر آباد میں جا کر ساکن ہوئے میں اپنے وطن میں روانہ کرے اور بادشاہ خود ہر راج سے دہلی میں آیا اور خواجہ جہان بھی اس ہم سے کہو لے اس کے ہوتی تھی خاطر جمع کر کے خدمت میں حاضر ہوا جس بعد حاجی جب شہنشاہ شہنشاہ مصری مع فرمان نیابت اور خلعت خالص اور لوائے امیر المومنین بادشاہ کے روبرو آئے چنانچہ بادشاہ نے مع امرا اور اکابر استقہال کیا جب نزدیک پہنچا پیادہ ہوا اور فرمان خلیفہ سرور کھکر دروازہ سے اندرون قصر تک پیادہ گیا اور مصحف اور حدیث کی کتاب مشرقی مع فرمان خلیفہ ہمیشہ اپنے روبرو رکھ کر نیام خلیفہ آدمیوں سے بیعت لیتا تھا اور جو حکم بادشاہ سے صادر ہوتا تھا خلیفہ سے منسوب کرتا تھا اور کہتا تھا امیر المومنین نے حکم نافذ فرمایا ہے اور چند روز کے بعد

شیخ اشبوخ مصری کو انعام و اکرام بہت دیکر رخصت الفراف ازرائی فرمائی اور مال اور جواہر فراوان خلیفہ کی خدمت میں ارسال کیا اور اسی وقت مخدوم نادہ بغدادی کو ظاہر خاندان عباسی سے تھامند میں آیا بادشاہ نے قصبہ بامک استقبال کیا اور دو لاکھ تنگہ اور ایک ہرگنہ اور کوشک سیری اور تمام محصول زمین و اہل حصار اور باغات اسکے انعام میں مقرر فرمایا اور جو وقت کہ مخدوم زادہ عزم ملاقات کرتا بادشاہ تخت سے اتر کر چند قدم استقبال کو جاتا اور اسے اپنے پہلو میں تخت پر ٹکن کرتا اور مودب اس کے رو بہ رو بیٹھتا اور ان دونوں میں واضح ہوا کہ ولایت مرہٹ اور دولت آباد قلعخان کے کارندوں کے ظلم و ستم سے خراب ہوئی اور محصول دکن دس حصہ سے ایک حصہ ہو چکا ہے آئندہ بادشاہ نے باتین معلل بغرض کو باور کر کے قلعخان کو کہ عدالت اور حسن سلوک میں عیال اور نظیر پانہ رکھنا تھا دکن سے طلب فرمایا اور حکم دیا کہ قلعخان کا بھائی مولانا نظام الدین الخطاب لجام الملک کہ بروج میں رہتا تھا دولت آباد کی طرف جا کر عمال کے ہونچنے تک ضبط مملکت اور ترتیب امور اور صلاح معاملات کرتا رہے اور قلعخان اُن دنوں جو غرض کی تیاری میں مشغول تھا جو اس زمانے میں ساتھ حوض قلعہ کے بہ تبدیل جنین ہو اور مشہور ہو اور تمام اس حوض کا اسکے حوالہ کیا اور خزانہ بادشاہی جو کہ خود جمع کیا تھا اور خوف راہ کے اندیشہ سے دہلی میں لایا نہ ممکن تھا قلعہ دھاراکر میں مچھا رکھا اور برسرِ تمام دہلی کی طرف روانہ ہوا اور دھاراکر دھار عبارت ہمدار بالاسے کوہ سہی اور دھار میں اس پہاڑ کے ایک ضلع سے پیوستہ حصار گج اور سنگ سے بھینچا ہوا اور قلعہ دولت آباد مراد اس قلعہ سے جو کہ کوہ پر بھینچا گیا ہو اور بادشاہ نے قلعخان کے بعد ہونچنے کے دہلی میں اپنے تین فرماں خلیفہ عباسی کے حصول سے متعلق بادشاہی جان کر مجدد ہا استقلال تمام کارا دیو لاری میں غور کیا اور مملکت دکن جو کچھ اسکے تصرف میں تھی چارٹھ کر کے چار شہار کے حوالہ کی اور عداد الملک شیر بادشاہی کو کہ درو شجاع اور عامل اور دہر تھا سپہ سالار دکن کیا اور سرور الملک اور یوسف بقر کو کہ امراسے کبار سے تھے ہمراہ کر کے دولت آباد میں روانہ فرمایا اور خاصات دکن کے ساتھ سازنے کو تنگہ سفید کے مقابلہ کر کے اسکے ذمہ کیے اور حکم کیا کہ معاملات میں ساتھ عالم الملک کے مشورہ کرتے رہیں لیکن رعایا سے دکن تغیر قلعخان اور بے بخاری شہدائے سے مضطرب ہو کر بعضوں نے جلا سے وطن کیا اور بعضوں نے غزو کی طریقہ اختیار کیا اور اس بات میں خرابی پڑی ایسے ہی عزیز خارا کو جو ازل سے تھا مالوہ کی حکومت پر بھیا اور رخصت کے وقت فرمایا شہر میں نے کہ جو فساد اس ولایت میں ہوا پورا ہو جائے اسکے امیران صمد اس مملکت کے ہونے میں چاہیے کہ ہر کسی کے وضع میں کہ جو امن سے مضطرب ہو تو تعصیر کر کے پھر بادشاہ بہد فراغ ہم دکن اور مالوہ کے سرگرداری کی طرف آیا اور تابدانی ملک اور کشمیر زراعت میں کوشش کی اور اس بارہ میں اختراع چند وضع کیے اور اختراع کو اسلوب نام رکھا اور اس بارہ میں حکم علیہ وضع کیا ہو، ہاوشہود ساتھ ہاوشہود کے ہوا اور جملہ اختراعات اسکے سے یہ کھفائیں کوس سے جیسے کوس سافت کو دائرہ فرض کر کے ساتھ نامہ تخت کے رجوع کیا کہ جب قدر زمین اس سافت میں ہو اگر نامزد و عہد ہونے کے اور اگر مزروعہ ہو تو سے ہی کوسہ نو اعلیٰ مرتبہ کیونچے اور قریب سو شہدار کے کام کے واسطے منصوب ہوئے جس لئے کہ گزبہ اور مضطرب تھے اور بعضے کہ نہایت عزم و طمع سے نظر ساتھ انجام کار کے نہیں ڈالتے تھے زراعت کے متکفل ہونے تھے اور سبائع بطور تقابلی اور انعام لیتے تھے اور اس کی اپنے حوائج ضروری میں مصروف کر لے تھے اور منظر سیاست یاد نہ آئی تھی اور دوسرے کے حصہ میں نہ لکھتے تھے خزانہ سے اس کام میں صرف ہوئے اگر سلطان ہم تھا نہ سے زندہ ہم تا تو ایک شخص اس کام کے مفید ہونے اور متکفلوں سے

زندہ نہ چھوڑتا اور اس بادشاہ کے عہد میں دو مرتبہ ہمساک یاران ہوا اور ہر مرتبہ قریب تین سال کے آدمیوں نے اوقات ساتھ عسرت کے بسر کی پھر عزیز خاں دھار کی طرف پہونچا اور کارملکی میں مشغول ہوا ایک تین بتقریب ضیافت بہرین صدر کو کوہیا رت یونر باشی سے ہر طلب کیا اور قریب شتر نفر امیر صدر کو اس مجلس میں بطور غدر کے قتل کیا اور ملاحظہ اسکا نہ کیا کہ امیران صدر و کئی درگوات وغیرہ منہم ہو کر مقام فساد میں ہو گئے اور عریضہ بادشاہ کی خدمت میں لکھا کہ خانہ زاد نوجوان خدمت نمایان کی ہو بادشاہ نے اسکو دو تنخواہی بزرگ تصور کر کے گھوڑا اور خلعت مع شبنم نامہ واسطے اسے بھیج کر فرمایا کہ ہر امر اسے بزرگ کشیں نامہ عزیز خاں کو لکھ کر رخت اسے عہدہ اور خلعت فاخرہ بھیجیں اور خود ہوس تربیت اراذل جو کہ فرمودہ اس کے سے متجاوز نہ کریں مصروف ہو ا چند شخص جو اس اقل روزگار سے تھے انکو اپنے قریب میں مختصا منہم شکر مایہ اور مراتب اس کے اکثر امر اسے بلند کر کے بھیجا ان کے بخیان مطرب بچہ کو دلالت گجرات اور ملتان اور بدلون تفویض فرمائی اور ایک باغبان کو جو سفلہ ترین مردم سے تھا عہدہ دیوان وزارت پر منصوب فرمایا اور فیروز حجام اور میکائی بھیجا اسے ولد باغبان اور شیخ بالوے بابک جو لاسہ بچہ کو اپنے قریب میں بنانا ذکر کے جاگیر میں اور نظامتیں بزرگ حوالہ فرمائیں اور قبل نام غلام احمد ایاز کو کہ صورت و معنی میں حقیر ترین اس کے غلاموں سے تھا گجرات کی وزارت تفویض کی اور ان دو بیٹوں کے مضمون سے خائل ہوا نظم نہ کرنا کسانرا براؤ فرشتہ و وزیر ایشان بہید ہی شستن و سر رشتہ خویش گم کردن مت بہ حبیب اندرون مار پر در دست و اور سبب اراذل کی پرورش کا یہ تھا کہ جو بادشاہ دربارہ قتل رعایا وغیرہ احکام بھیجا دیتا تھا اور امر اسے دانا اور خائل جانتے تھے کہ صلاح بادشاہی اس میں نہیں ہو سکتی حکم سے پھر کر ساتھ تغافل کے گذرانتے تھے بادشاہ کے دل میں نقش اسکا جاگزین ہوتا تھا کہ جو آدمی اصل و نجیب ہیں اس کے دلمین میری کچھ قدر اور میرے قول کا کچھ اعتبار نہیں ہو اسی جماعت کو بزرگ کرنا چاہیے جو اراذل اور لٹام سے ہو وین القصد جب عمل شیع عزیز خاں کا غدار بادشاہ کی تحسین کا ملطنہ اطراف و جونہ میں پہونچا جہان کمین امیر صدر تھے اپنے تئیں فراسیم کے منتظ وقت اور فرصت کے بیٹھے اس دربار میں ملک مقبل جسے خطاب خان جہانی اور وزارت گجرات پائی تھی مع خزانہ اور گھوڑوں خاص سواری کے جو گجرات میں جمع کیے تھے دیوی اور برودھ سے دہلی آتا تھا اس عہد کے میں ان صدر نے اسکو تمام تاراج کیا خان جہان پلٹ کر نہروادہ کی سمت گیا بادشاہ یہ خبر سکر غضب ناک ہو ا گجرات کی روانگی کا ارادہ کیا اور قتلخان نے ضیا و برنی کے ہاتھ جو ریف تاریخ فیروز شاہی کا ہی پیغام کیا کہ قساو امیران صدر دیوی اور برودھ کا اس قبل سے نہیں ہو کہ بادشاہ خود نفیس نفیس اس کے دفع کے واسطے منصف فرماوے اور حضرت کے اقبال دولت سے دعا گو بھی اس قدر استعداد اور لشکر ہو کہ تھک سکین اس فساد کا کسے اور بادشاہ نفیس خود کی ہنصت سے قتال ہو کہ اور بھی فساد پیدا ہون بادشاہ نے اسکی التماس قبول فرمائی فوج کی تیاری کا حکم ناکذ کیا ملک فیروز اپنے چیرے بھائی کو شیا تب مع خان جہان اور ملک کبیر کے دہلی میں چھوڑا اور خود سیکہ سات سواریاں سیر ہی میں دہلی سے برآمد ہوا اور قصیدہ سلطان پور میں کہ پندرہ کوس شہر سے ہو نزول فرمایا و لشکر جمع ہووے اور اس درمیان میں عریضہ عزیز خاں کا پہونچا کہ جو امیران صدر بیوفا اور پروردہ فتنہ انگیزی میں اور مذہبی اسے بہت قریب تھا شہر دھارا کی فوج کو آراستہ کر کے اس کے دفع کے واسطے روانہ ہو ا سلطان نے اندیشاں ہو کر فرمایا کہ عزیز خاں ناکردہ کار ہو اور طریقہ حرکت کا نہیں جانتا ہو عجیب نہیں کہ مارا جاوے بعد اس کے خبر پہونچی کہ جب عزیز خاں باغیوں کے مقابل ہو ا ہر جو اس ہو کر گھوڑے سے گر اباغیوں نے اسے گرفتار کر کے بدترین عذاب سے ہلاک کیا بادشاہ بھی سلطان پور سے روانہ ہوا۔

آشنا سے راہ بین ایک دن ضیاء برنی سے کہا اگرچہ لوگ کہتے ہیں کہ اکثر فساد بادشاہ کی کثرت سیاست سے حادث ہوتے ہیں اور بین پرگز سیاست کو ترک نہ کر دینا اسکے بعد فرمایا کہ تو کتب خواندہ ہو تاکہ بادشاہوں کی سیاست کس کس مقام میں مناسب ہو عرض کی کہ تاریخ کسروی میں مذکور ہو کہ بادشاہ کو سیاست نحل میں سیاست لازم ہو اور اس شخص کو دین حق سے بچھے اسپر سیاست لازم آوے دوسرے وہ کہ محمد گچون ناحق کرے تیسرے وہ کہ مروان اور اسٹھ عورت شوہر دہر کے زنا کرے چوتھے وہ کہ ساتھ سلطان کے اندیشہ غدر کا کرے پانچویں وہ کہ بانی فساد جو دے اور بادرت ساتھ فتنہ کے کرے چھٹے وہ کہ اہل عیال سے ہووے اور ساتھ باغیوں کے موافقت کرے اور زرار اور اسٹھ رسانی میں معاونت کرے ساتویں وہ کہ بادشاہ کا حکم غور رکھے اور کبھی وجہ سے فرمانبرداری نہ کرے پھر پوچھا کہ دین سیاستوں میں کتنی قسم حدیث شریف کے موافق ہیں عرض کی ان سیاست ہفت گارہیں ہیں مقام پر حدیث دہر ہو اور وہ یہ ہر شداد اور قتل مسلم اور زنا سے محض اور بجا سیاست صلاح ملک کے واسطے مخلصوں و شاہوں کو بین بادشاہ نے فرمایا کہ زمانہ سابق میں خلعت راست کردار اور صدق گفتار تھی اور اس زمانہ میں افساد زمانہ سے مجھے ایسی ہی سیاست پر ضرور ہو بہا تنک کہ باوجود خلق راست روی اور نیک چلنی اختیار کر کے لجاوے اور فساد کو ترک کرے یا میں درمیان سے برخاستہ ہوں اور میرے پاس ایسا وزیر کامل نہیں ہو کہ ساتھ حسن تدبیر اور عمل نیک کے سرانجام ملک کرے کہ احتیاج خونریزی کی نہوے اور جب بہاڑا ہو پر جو گجرات کی سرحد میں واقع ہو پھر پانچ منور الدین کو کہ ایک مارے معتبر سے تھا باغیوں کی سرکوبی کی واسطے رخصت کیا وہ جب دیوی کے اطراف میں ہو پھر پانچا خان جہان بھی اٹھ کر شریک ہو جب باغیوں کے سر ہو پھر پانچ دیوی کے اطراف میں جنگ عظیم واقع ہوئی باغی شکست فاش کھا کر اور دشت ادبار ہوے بادشاہ آہو سے معاونت کر کے ہرج مین آیا اور دیان تھیم ہوا اور ملک قبول و رعاد الملک و وزیر مالک کو معہ درے صدہ ہرج مفرورون کے تعاقب میں بھیجا رعاد الملک آب زبیدہ کے کنارے آئے ملاقاتی ہو اور راضین کے اکثر وں کو تیغ کیا اور مکی اولاد اور اتباع کو دستگیر کیا بعض جو زندہ رہے ماندیو بکلان کے صائب یعنی حاکم کے پاس پناہ لیگئے اور مانڈیو نے سلطان کے ملاحظہ سے انھیں تاراج اور خراب کیا شراکتا گجرات سے بالکل دفع ہوا اور رعاد الملک نے چند روز آب زبیدہ کے کنارے توقف کیا اور سلطان کے حکم کے موافق اکثر امیران صدہ کو قتل کیا اور ایک جماعت تشریف کے تلے سے بھاگ کر لوٹا میں آوارہ ہوئی پھر بادشاہ نے چند روزہ ہرج مین نزول و جلال فرمایا اہوال ہرج اور کنیا پت اور تمام بلاد گجرات کا کہ آدمیوں کے پاس رہا تھا بشت تمام وصول کر کے خزانہ میں داخل کیا اور ان لوگوں کو کہ فی الجہد شریک فساد تھے مقتول کر کے فتنہ خوابیدہ کے بیدار کرنے میں مشغول ہو اور زمین الدین زند کو جو عبد الدین خطاب رکھتا تھا اور ابن رکن الدین خانیہ کو جو شریک ان روزگار سے تھے دولت آباد میں بھیجا تو وہاں کے اہل فساد امیران صدہ وغیرہ کو گرفتار کر کے سیاست کو بہ پانچا دین پھر چند روز کے بعد سلطان نے اس حکم سے ایشیان ہو کر چاہا کہ اس جماعت کو اپنے روہر و ہلا کر قتل کرے پھر ان کے پیچھے ملک علی سر جامدار اور ملک احمد لاجپن کو جو میر خسرو کے عزیز و من سے تھے عالم الملک برادر قتلخان کے روہر و بھیج کر فرمان لکھا کہ امیران صدہ کو جو دیان معروف و مشہور ہیں حضور میں بھیجے اور ڈیڑھ ہزار سوار لے کر ہمراہ لیے اور حکم دیا کہ ہمراہ ان و دامیر کے درگاہ سلطانی میں روانہ کرے اور عالم الملک نے امیران صدہ راہجو را اور مکمل اور کلید گدا و بچا اور اور گنجوتی اور راہی بالغ اور کلہ اور زیکری اور برابر اور راہی گیر وغیرہ کو دولت آباد میں طلب کیا اور جب امیران سنے سیاست سلطان کی خبر سنی زود تر حاضر نہ ہوئے ملک علی جامدار اور ملک احمد لاجپن کو مع ڈیڑھ ہزار سوار

برسبیل محصلی اس حدود میں روانہ کیا انھوں نے نہایت کوشش کر کے امیران صمدہ کو ماتہ نصیر الدین تغلجی اور قزلباش جمہور
اور حسام الدین اور اسماعیل خج اور حسن کاکو اور نور الدین کے گلبرگ میں جمع کر کے دولت آباد کی طرف روانہ کیے اور عین المملکت
میں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور جب درہ ماتک دونوں میں جو مابین قصبہ گنج اور دون کے واقع ہو رہے تھے
امیران صمدہ سیاست سلطان سے خائف اور ہراسان ہوئے اور اسپسین مشورہ کر کے اتر کر کیا کہ ہماری طلب سے سوائے قتل
اور سیاست کے کوئی اور دوسرا نہیں ہو لائق یہ ہو کہ ہمیشہ کو سفندان دست و پالہ کے لئے تین تین قصاب خوشوار بے رحم کے حوالہ
نہ کرین نہسب ہو کہ یہاں سے پلٹ کر علم مخالفت بلند کریں پس اتفاق کر کے کوچ کے وقت امر نے محصل پر ناخت لائے اور ملک احمد لاپ
کو قتل کر کے شکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ملک علی جامد راجس طرف سے آیا تھا اور مفرور ہوا اور امیران صمدہ نے
دولت آباد میں ناخت کر کے عالم الملک کو محاصرو کیا اور قلعہ کی فتح سے موافقت کر کے چند روز میں قلعہ پر تصرف ہوئے
اور عالم الملک کو کہ حسن ملک اسکے سے رخصتی تھے جان کی امان دی اور باقی عالمان سلطانی کو ساتھ ابن رکن الدین قزلباشی
کے قتل کیا اور دولت آباد کا خزانہ اس میں منتقل کیا اور امیران صمدہ گجرات بھی کر گئے تھے اور کنارے کے کراس اور
موس میں پوشیدہ تھے سب ان کے شریک ہوئے اور اسماعیل خج برادر گل افغان نے کہ وہ بھی امیران صمدہ سے تھا اور غور
حقول و مروت سے انصاف رکھتا تھا اپنے تین بادشاہ کر کے انصاف الدین خطاب کیا اسماعیل خج راوران وارگیر
بشاہی بخو اندر نام نصیر جب اس فساد کی خبر ہرج میں بادشاہ کو پہنچی برسبیل استعجال ہرج سے کوچ پر کوچ کر کے دولت آباد
میں آیا اور امیران صمدہ نے افواج آراستہ کر کے صفوف سنوارے اور گناہ جوا مزدی اور ہادی کے اس طرح سے ظہور میں
پہنچائے کہ مہینہ اور مہیرہ بادشاہ کے متفرق اور پسا ہوئے اور قریب تھا کہ جہنم زخم ہو جائے ناگاہ انکار دار مقتول ہوا اور
میں نے بخینا چار ہزار سوار سنا کیا بارگی وادی کی طرف ہزیمت کھائی اور رات نے درمیان میں پردہ ظلماتی ڈالا ساتھ اس لیے کہ
کہ باغین ایک دوسرے کے حال سے خبر نہ کہتے تھے اور میدان جانتان کے قریب فروکش ہوئے تھے اسماعیل خج اور تمام
امیران صمدہ نے قرعہ مشورت کا درمیان میں ڈالا اور بہتری اسپسین دیکھی کہ اسماعیل خج مع ایک جماعت کے جو قلعہ کی محافظت کے
واسطے پر ضرور ہو قلعہ دولت آباد میں قتل ہو دے اور باقی امر گلبرگ میں جا کر اپنی جاگیروں کی محافظت کریں اور جب سلطان وکن
سے نکلے اور سے پھر دولت آباد میں فراموش ہو کر اپنے کام میں مشغول ہو عین پھر اسماعیل خج قلعہ دھاراکھڑ میں جو قلعہ انضمام مائتاج سے
معلق تھا داخل ہوا اور دوسرے امیر کہ حسن کاکو بھی ان میں سے تھا تو قتل قرار کے ہو قتل اپنی جاگیروں میں دوڑے اور سلطان نے عمار الملک
مشیر کو قتل اسکے ایچہ میں رہتا تھا اور تاب مقاومت امیران صمدہ نہ لاکر سلطان کی طرف بھاگا تھا ساتھ ایک جماعت امرا کے ہاجبون کے
دفع کے واسطے گلبرگ کی طرف بھی اور خود دولت آباد کے گوشک خاص میں ہتھامت کی دہانے باشندوں کو ہمارا امیر نور ونگر گن کے
دہلی کی طرف روانہ کیا اور فتح نام لکھا کہ اسے دہلی کے منبر پر بیٹھ کر فقارے خوشی کے بجاوین پھر عازم تسخیر قلعہ دھاراکھڑ ہوا
سوار و پیادے ہتھیار اسکے محاصرو کے واسطے مامور کیے چنانچہ ہر روز جنگ بلا نہاد تھتی ہوتی تھی اور اندر اور باہر کی جماعت کثیر
قتل ہوتی تھی غرض کہ تین مہینے اسی پنج پر گزرے ناگاہ گجرات سے خبر پہنچی کہ ملک طغی غلام صفور الملک نے کہ وہ بھی غلام احمد
ابا زخو اچہ جو اٹکا تھا فساد برپا کر کے امیران صمدہ کو جو کہ ہستان میں زمینداروں کی تجویز سے رہتے تھے ساتھ اپنے متفق کیا
ہوا اور کنہایت کو خارت کر کے اب قلعہ ہرج کو محاصرہ کیا جو بادشاہ یہ خبر سننے سے مضطرب ہوا اور اندر وادہ قوام الدین
کو مع چند امرا کے بزرگ مثل ملک جو اہر اور شیخ برہان الدین بلگرامی اور علیہ بچوش کو مع لشکر کثیر دولت آباد کے محاصرہ کیلئے

چھوڑ کر خود یہ تعجیل تمام گجرات کی طرف روانہ ہوا اور ساکنان دولت آباد سے جو شخص کہ رہا تھا ہرا لیکیا جانا پھر تفصیل نہ کر سکا اور دکنیوں نے لشکر سلطان کا ناقص کسے جینڈیل اور خزانہ لیا اور ہندون کو قتل کیا جب سلطان ہرج میں پہونچا آپ نے ہند کے کنارے نزول فرمایا طغی ترک بہروج سے کوچ کر کے کینایت گیا بادشاہ نے ملک یوسف بقر کو اس کے ناقص میں تعین فرمایا پھر کینایت کی حوالی میں حرب واقع ہوئی یوسف بقر امیر مردم معتبر مقتول ہوا اور یقینہ السبب بادشاہ کے پاس بھاگ آئے اور طغی نے یعنی میں مضبوط ہو کر شیخ مغز الدین اور دوسرے اہلکاران سلطان کو کہ جس میں رکھتا تھا مقتول کیا اور بادشاہ غضبناک کینایت کی طرف روانہ ہوا طغی بھاگ کر اسادل میں کہ اب ساتھ احمد آباد کے مشہور ہو گیا بادشاہ بھی اُس کے اثر پر راہی ہو طغی ہندو کی طرف بھاگا اور بادشاہ نے شدت باران کے سبب سے ایک مینا اسادل میں توقف کیا اس درمیان میں خبر پہونچی کہ طغی جمعیت ہم پہونچا کر ہندو اسادل کی طرف تاخت لاکر ایک گڑھی میں فروغ جہاڑ اور عزم وزم رکھتا ہوا اور صفوف جنگ آراستہ کیا چاہتا ہوا بادشاہ بھی عین بارش میں اسادل سے روانہ ہو کر گڑھی میں آیا اور گڑھی میں ٹرپین کا مقابلہ ہوا طغی اور اس کے ہمراہی شراب پیکر فدائیوں کے دستور سے بادشاہ کی فوج خاص پر تاخت لائے اور جو کہ ضل کو تمثیل آگے مانع اور سردار تھے محروم اور ناکام بھاگے اور درختوں کے انہ میں جو دھانسے قریب تھے داخل ہوئے اور دھانسے ہندو لگئے اور پانسو آدمی طغی کی طرف کھینچ رہ گئے تھے اسیر ہوئے اور بادشاہ کے حکم سے سیاست کو پہونچے یعنی قتل ہوئے بادشاہ نے یوسف بقر کے بیٹے کو مع لشکر اجنہ طغی کے ناقص میں بھیجا ابن یوسف نے رات کو راہ میں توقف کیا اور طغی نے فرصت پا کر اہل عبال اور دوسرے باغیوں کو ہندو اسدل سے بھاڑ دہ کر کے آب رن سے عبور کیا اور ولایت کچھ کے راستے سے کشتہ کی طرف بھاگا سلطان شین روز کے بعد ہندو اسدل میں داخل ہوا اور حوض سسنگ کے کنارے نزول فرمایا اور ولایت گجرات کی آبادی میں شوشل ہوا مقدم اور اسے گجرات کے جوہر طرف سے آتے تھے اور پیشکش گذرانتے تھے چھین خلعت اور انعام کرامت فرماتا تھا اور بادشاہ کے سامعی جمیل سے گجرات کی پریشانی ساتھ مصلح کے تبدیل ہوئی اور چند کس معارف لشکر طغی سے کہ جدا ہو کر اناسل کی پناہ میں آئے تھے اُسے اُنکے سر تن سے جدا کر کے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیے ابھی بادشاہ گجرات کی تعمیر میں مصروف تھا کہ دکن سے خبر پہونچی کہ امیران صدرہ نے کو قتل اسکے شکست کھا کر متفرق ہوئے تھے اب یکجا جمع ہو کر حسن کا نکو کے سرکردگی سے عاوالاک شیر کو قتل کیا اور خداوندزادہ قوام الدین اور ملک جوہر اور ظہیر الجیوش اور نام امرا سے بادشاہی کو اس مملکت سے مالوہ کی طرف بھاگا دیا اور کجیل مخ بھی قلعہ دولت آباد سے برآمد ہو کر اسے جاہلا اور دولت آباد اُنکے تصرف میں آیا جب سمعیل نے سلطنت سے استعفا دیا جمیع امیران صدرہ نے اُسکی تجویز سے حسن کا نکو کو باہ شاہ کر کے سلطان علاء الدین خطاب دیا بادشاہ یہ خبر حیرت افز سنکر غمگین ہوا اور بعد تامل فراوان کے سمجھا کہ یہ تمام مشا دیو سپہیم اُنکے تھے ہیں سیاست کی کثرت سے واقع ہوئے ہیں بادشاہ یہ اندیشہ کر کے چند روز سیاست سے دست کش ہوا اور ملک فیروز اور خواجہ جہان اور ملک غزنوی اور جہان اور امیر رفیعہ کو مع لشکر ہمراہی اُنکے ذہنی سے طلب کیا تو حسن کا نکو کے مذاکرہ کو روانہ کرے اور چن لون بن کہ یہ خدایتین پہونچے خبر متواتر پہونچی کہ حسن کے پاس جمعیت بشمار فراہم ہوئی بادشاہ نے اُنکی روانگی موقوف رکھی اور یہ قصد کیا کہ ہم گجرات اور شیر کو نال سے جو ساتھ جو گڑھ کے شہرت رکھتا ہوا خاطر جمع کر کے خود جس کا نکو کے قلعہ میں شوشل ہو دے ہوا سٹے اُسے دوبرس گجرات میں بسر کیے پہلے سال ہر انجام اور ہندو لشکر میں مہر و فرما اور دوسرے برس ہر جہاڑ نال کی شیر

اسپان بلنڈر شستیم ترکان گران بہا خریدیم کہ دیم بے نشاط آخر چون قامت ماہ نو خریدیم مدت ایک سال
 کی ستائیں برس تھی۔ ذکر وقائع سلطنت بادشاہ عظیم مہذب فیروز شاہ بن سالار حبیب کنتہ میں
 ملک فیروز باریک بھتیجا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا اور سلطان محمد اسکے مقدمہ میں بغاوت اٹھایا اور ولید کی
 کی رکھتا تھا جب وہ بادشاہ کی بیماری میں بیمار داری اور شرط حق خد شگزار ہی بجا لایا اس حال میں عنایت
 اور شفقت بادشاہ کی اسکے بارہ میں ایک حصہ سے ہزار درجہ چوٹی ہنگام رحلت کے وصیت کی کہ ولید یہ ہوا اور
 یہ بیت چڑھی یہ بیت تو سرسبز باغیچہ تھی کہ من کردہ ام سرز با لیں تھی سلطان محمد تغلق شاہ کی بعد
 وفات لشکر میں فتور اور برہمی پیشا واقع ہوئی ملک فیروز باریک نے سچے اور کو ضبط خلافت پر تعین کر کے مکمل حاکم
 ہوا اور صلاح وقت کے موافق اول التون بہادر اور وہ امیر امیر قریں کے پاس سے مدد کے واسطے آئے تھے علی قدر تمام
 ہر ایک کو خلعت و انعام دیکر اجازت مراجعت دی اور فرمایا کہ یہ وقت مناسب نہیں ہو مبادا تمہارے اور لشکر ہندوستان
 کے درمیان غبار نزاع مریض ہو کر ساتھ مساد کے منجر ہووے اولی وہ ہو کر قبل ہمارے کو پریشانی ہووے تم آؤ دو سے برآمد ہو کر
 روانہ ہو التون بہادر کو بہ بات پسند آئی اس وقت خیمہ اور خیمہ اکھاڑا اور کوچ کر کے پانچ کوس کے فاصلہ پر فرشتہ ہوا
 اور امیر نوروز گرگین داماد تر مشیرین خان مثل کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں ہندوستان آیا اور اسے کبار کے مسلک
 میں منتظم ہوا تھا کفران نعمت اور کرم کی پرکھ باندھی انچہ اور آدمین کے ہمراہ کوچ کیا اور التون بہادر کے پاس آمد ہوا
 اور کہا بادشاہ ہندوستان فوت ہوا اور لشکر بے سر و سامان ہوا اور اب تک کوئی تخت پر نہیں بیٹھا اور لوگوں نے پریشان
 رکھتے ہیں پس راہ سپاہ گری کی وہ ہو کر کل جب لشکر کوچ کرے ہم خزانہ پر جا پڑیں اور تقوہ و ہوا ہر سے جو کچھ دستیاب ہو
 دیکر اپنی ولایت کی رات روانہ ہوں چون بس اسی طرح بادشاہ کی وفات کے دوسرے دن لشکر قافلہ کے خند بے مرسلمان جانا تھا اور
 پیر تاخت لاکر چند صندوق خزانہ کے کہ اوٹو سپر بار تھے متصرف ہوئے اور لڑکے اور لڑکیاں بہت سیر کر کے لازم غارتگری میں
 تقصیر کی اور امیر سلطان محمد نے ہزار ترس و بیم آؤ کو سیوستان محرف مسلمان میں پہنچا کر تزلزل کیا اور اسے
 صبح تک شرائط ہوشیاری میں مشغول ہو کر خواب و آرام اپنے اوپر حرام کیا لیکن دوسرے دن مخدوم سادہ عباسی اور
 الشیوخ نصیر الدین محمد اور دھوی الملقب بچراغ مہلی اور دوسرے علما اور شایخ اور امیر کے بار بار باپ خل سب آئے
 کر کے ملک فیروز باریک کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ جو بادشاہ مرحوم نے ولید کی آپکو تفویض فرمائی وہ سراسر امر
 عظیم الشان کے شالیت نہیں ہو مناسب یہ کہ آپ حیات سلطنت کو مکمل فرمائیے اور سر سلطنت پر جلوس کیجیے ملک
 فیروز باریک نے اظہار عذر سفر حجاز اور زیارت حرمین شریفین کیا اور ہر چند عذر کیے مفید نہ ہوئے آخر ناچار پوچھ کر
 تیسویں تاریخ سے مذکور کو جبکہ پچاس اور چند مرحلہ عمر شریف لگی سے طے ہوئے تھے تخت جہان داری پر جلوس فرمایا قافلہ
 مخالف لشکر شاہ فیروز تخت و لیفر و زغالی برآمد یہ تخت و زینت ہی دولت کا گارہ نشاط و شوکت در روز گارہ
 پہلے دن جلوس میں کئی ہزار نفوس کہ مفسدان ٹھٹھ اور محل کی قیدی پڑے تھے خرید کیے اور تیسرے دن نہایت شوکت
 و شان اور تزک و تجمل سے سوار ہوا اور جس طرف سے کہ سواران مثل اور مفسدان ٹھٹھ دست اندازی کے واسطے آتے تھے
 دستگیر ہوتے تھے یا جان سے مارے جاتے تھے چنانچہ کئی شخص سرداران مثل سے گرفتار ہو کر سراسر جہاں کو پہنچے قافلہ
 چتر ہا یوں اوچو مال کشادہ ان میں پس کند چند دعویٰ بازی با جان بخت جہازا ہوا اسے مقلش کہ لا طبیعت ہند اور فتنہ

ناسازی + امیر نور و دیگر گھمیں اور التون بہادر اور دوسرے غفلت نے صلاح توقف میں نہ کی کہ اردو سے استیصال اپنے ملک کی طرف دوڑے اور مردم غلطی کی تحریک سے فتنہ اور غصہ میں تھکے ہوئے تھے یہ بھی اپنی حد سے دانستہ اندازہ سے باہر نہ کھٹے تھے اور غلات پر جلوس سلطان فیروز شاہ کا مبارک ہوا احسان جان اور مال کا بہتر ثابت ہوا اور اسکے بعد ساکنہ کوچ منتر اور کے سیدوستان سے قلعہ بھکر میں آیا اور ملوک اور شاہجی اور جلا کو ساتھ انعام سپہ و خلعت پٹنہ اور چپکے کے نواز اور اسی طور سے سیدوستان اور بھکر کے باشندوں کو بھی انعام فرما دیا اور شاہ بادشاہان صوبہ کی مقررہ لکھڑا کے جاری کرنے کے واسطے فرامین صادر فرمائے اور یہ لوگ کہ جو قندھار اور سیستان اور خراسان اور عراق اور مصر اور لبنان سے درگاہ سلطان محمد میں حاضر ہو کر انعام اور احسان کے منتظر تھے ہر ایک کو علی قدر مراتب انعام دیکر پھر رخصت و مراجعت و طمانی اور جزا و ندادہ عطا و الملک اور امیر علی غوری کو طینی طمانی کے نذرانہ کو روئے کر کے خود انجھکی طرف متوجہ ہوا اور وہاں پہنچے انہ اور ابائی کو بھی رہیں احسان کر کے وظیفے مقرر کیے تاکہ خبر پہنچی کہ احمد بابا زالمناط بخواجہ جہان نے سلطان تغلق شاہ سے نسبت خویشی رکھنا تھا اور عمر اس کی نوے برس سے متجاوز تھی دہلی میں چھ برس کے لڑکے محمد بن نسب کو ساتھ سلطان محمد کے نسبت دی اور بادشاہ غیاث الدین محمد نام رکھ کر بادشاہ بنایا اور ایک خلق کو اطاعت کے واسطے دعوت میں فراہم کیا اور موکرہم پہنچا یا سلطان فیروز نے اس کا گمان اس کی خرافت اور حماقت پر کر کے سیف الدین شہینہ پیل کو بیع زمان عفو و نصیحت اسکے پاس بھیجا اور دینا سے کوچ کر کے حبیب الدین پور میں آیا خلق کی آسائش کے واسطے چند روز قندھار آیا اور وہاں نے بھی آسائش تمام اچھو دین میں پہنچ کر زیارت مراد شیخ فرید الدین قدس سرہ فرما دیا اور اسکے خاندانوں کی بہت تعلیم کی اور مجاوروں اور مستحقوں اس قبضہ کو نذرانہ شیشیں کیں اور جب جو دہن سے لاسی ہوا ملک قبول عطا الملک فرمایا لاکھ تہہ حلاقہ سے آکر ملازمت کی اور ساتھ خلعت مرصع کے مخصوص ہو کر منصب زارن کل ملک پر مقرر ہوا اور خطا بخالی ہوا یا کر کنگرہ اسکے مرتبہ کا ننگ الافلاک سے گزرا اور جب بادشاہ اطراف ہنسی میں پہنچا احمد بابا نے سید جلال الدین ترمذی اور ملک جمیل الدین کچھی اور مولانا نجم الدین اور اپنے خاندان زادوں و دو خان کو برہم سالہ فیروز شاہ کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ شہک سلطنت سلطان محمد تغلق شاہ کے خاندان میں برقرار ہو اگر وہ خادوند تخت و تاج ساتھ بن سلطان برحوم کے رجوع کر کے خود ساتھ رسم بنایت کے پر داخت امور مایکی کرے پسند طبع مستقیم ہو گا فیروز شاہ نے جمیع جہان درگاہ سلطان محمد تغلق شاہ کو حاضر کر کے کہا کہ تم سلطان محمد کے محرم اور نزدیکوں سے تھے اگر اس سے کوئی فرزند باقی رہا ہو کہ تو اسے تخت پر بٹھا کر ہم چکی اطاعت میں مشغول ہوں سب متفق الفاظ و المعنی ہوئے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا کوئی فرزند نہیں اور ارث اور وصیت کے موافق سلطنت اور بادشاہی تغلق کی ساتھ خادوند نعمت کے راجہ ہوئی اور جب شاہجی اور علمائے مثل شیخ محمد نصیر الدین اودھی اور کمال الدین جاناہ و مولانا کمال الدین باختری کے اس مجلس میں حاضر تھے ہتھار کیا تو مولانا کمال الدین نے کہا جس شخص نے اس کام کو اولیٰ شرع کیا ہو اولیٰ ترمذی اس صورت میں مولف کہتا ہے کہ اس جواب سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ وہ لڑکا سلطان محمد تغلق شاہ کا تھا کسر اسطے کہ علمائے گواہی ساتھ سلب و لاد ذکر کے نہیں دی اور اس سے ساکت ہو کر سلب دیگر درمیان میں لائے علیٰ ری حال بادشاہ نے رسولان احمد بابا کو نگاہ رکھا اور دو خان زادوں و مولانا زادوں کو جو جلدن دونوں سے تھے اسکے پاس بھیج کر ساتھ کلام نصیحت امیر کے ہدایت فرمائی اور لبی پہنچنے داؤد خان زادے کو اکثر امرا شہر ملک تجو حاجب اور ملک سن ملتان و غیرہ کہ احمد بابا سے موافقت کر کے اپنے خطیر اپنے نفس میں لائے تھے بادشاہ کے

استقبال کے واسطے ڈوٹر کر شہر شاہی میں جا ملے اور اسی وقت خبر ملے کہ طغیانی کے گجرات کی طرف بھاگتا ہو چکا ہے اور اسی چند روز میں شہزادہ فتح خان بلوچہ فتح آباد میں پیدا ہوا اور سب سے آٹھ ماہ قبل اور فیروز علی اسکے ظاہر ہونے لگے احمد یار نے سمجھا کہ کوئی کام پیش نہ جائے گا پس از رو سے عجز و منظر ارادہ ملازمت کر کے اشرف الملک علی اور محمد حسین میر میران کو درخواست عفو گناہ کے واسطے بادشاہ کے حضور میں روانہ کیا اور بادشاہ نے جان کی امان دی احمد یار مع اپنے توابعین میراے مخلوق یعنی موندے ہوئے رہنے کر کے اور پھر باطن گردن میں ڈالکر ملازمت میں بہو نچا بادشاہ نے احمد یار کو بانسی کے کوتوال کو تفویض کیا اور ملک خطاب کو جو اعلان سے مخفی رہنے کی طرف بھیجا اور شیخ زادہ بسطامی کو خراج فرما کر دوسری تاریخ ۱۰۵۷ھ میں سو باون ہجری میں خود بدولت نے دولت و سعادت سے قدم تخت بادشاہی پر رکھ کر عدل و احسان کا شہرہ خاص عام کو پہنچایا چنانچہ تمام رعایا و برابریا کے فائز المرام ہونے سے رقابہت اور آسودگی ادنیٰ و اعلیٰ میں پیدا ہوئی شہر چہرہ تو بہت کہ اقبال درجہ ان فکندہ غفلت کو دولت در آسان انگندہ غبار موبک شاہدیت یا سپہ شہت بہ کہ راجہ اس کو امان در شام جان انگندہ امر اور کان ولت کو ساتھ خطاب اور مناصب اور جہند کے سر بلند کیا شیخ صدر الدین ولد شیخ بہا و الدین زکریا کو خطاب شیخ الاسلامی دیا اور خداداد نذادہ غوام الدین کو بہ خطاب خداداد خانی خطاب کر کے عہدہ وکیل درمی تفویض فرمایا اور ملک انار خان کو نائب وکیل در کیا اور مدین الملک کو شکار سیکی اور خداداد نذادہ عماد الملک کو سلاطین کا سردار کیا اور اس جہد میں جو شخص کہ دو دمان سلاطین غور سے تھا خطاب خداداد نذادہ پاتا تھا اور جو کہ خاندان غلا سے عباسی سے تھا ساتھ مخدوم زادہ کے لقب ہوتا تھا اور عین الملک مشرف یعنی داروہ مخدوم یوان میر اور ملک حسین میر میران نے استیفا سے کل پایا اور صفحہ کی پانچویں تاریخ ۱۰۵۷ھ سے سات سو تریں ہجری کو بادشاہ نے بطریق سیر و شکار کو ہر سور کی طرف عنان عزیمت سلطنت فرمائی اور اکثر اس طرف کے زمینداروں نے ملازمت سے شرف ہو کر حاضر ہونے لگے گا زیب گوش کیا اور غائب خدمت کا دوش پر اٹھایا اور روز دو شہید یعنی بغیر سی جادوی الاہل سنہ مذکور کو شہزادہ محمد خان دہلی میں پیدا ہوا اور اساطان فیروز شاہ نے جشن کر کے ملائق کو ساتھ انعام اور انعام کے بہرہ ور کیا اور ۱۰۵۷ھ سے سات سو چوہون ہجری میں دہلی کو ہلا نور میں شکار کر کے ہنگام معاہدت عمارت عالیہ آب سرستی پر بنا فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور میں خان جہان کے تین اختیار تمام دیگر شہر میں چھوڑا اور خود مع لشکر لگان لکھنؤ کی عزیمت کی اور اس سفر سے غرض یہ تھی کہ حاجی الیاس کا فتنہ کہ شمس الدین شاہ نام اپنا رکھ کر دہلی میں آئے تھے متصرف ہوا تھا دفع کرے جسوقت گورکھ پور کے قریب پہنچا اور دس گلوں مقدم دہلی کا خدمت میں آیا اور پیشکش لائق مع دوزخیر فیل گہران کر موزد انعام خاقانی اور مصدر مراح سلطانی ہوا اور اسے گورکھ پور کے بھی خراج چند سالہ داخل کیا اور وہ نون سلطان کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور جب حدود ہندوہ میں کہ محل قرار حاکم بنکا رہتا تھا جو نچا الیاس حاجی اسے چھوڑ کر کراہ کی طرف کہ ایک موضع نہایت استحکام میں واقع ہوا وہ ایک جانب آب اور دوسری طرف جنگل رکھتا ہوا تھیں جا کر پناہ لگیلیا بادشاہ نے سندھوہ کے باشندوں کو حضرت نہ پہنچائی اور دہلی کے بڑھلاہ راجہ الیاس کی ساتویں تاریخ کو کراہ میں پہنچا اور اسی روز جنگ عظیم واقع ہوئی اور اسیسویں شہر نور کو فتح کر کے سلطان شہر سے چھوڑا جو کراہ گنگ کے کنارے فرود کش ہوا اور پانچویں تاریخ کو عفو بہت اور دس کے سبب سے چاہتا تھا کہ بغیر منزل کرے جو بہ نفس نفیس سو روپے کر جتو سے چاہے مناسب نہ تھا حاجی الیاس نے طلب شہس الدین شاہ سے خالی اسکے

کہ سلطان بزم معاودت سوار ہوا اور اس واسطے بقصد جنگ حصار سے برآمد ہو کر صف آرا ہوئی اور حرکت مذہبی کر کے پھر قلعہ میں بھاگا اور چوالبیس زنجیریں اور چتر اور علم اور اسباب شاہی اور حریم کا سلطان کے ہاتھ آ یا اور یہاں بہت مارے گئے ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور سلطان نے دوسرے دن وہاں مقام کر کے حکم دیا کہ اسیران بلاد لکھنؤ کو رہا کریں اور جو موسم برسات آہو چکا تھا اور ولایت بنگالہ میں بارش اس قدر ہوتی ہو کہ اس فصل میں کاشتکار کشتکاری سے نہایت منتظر ہو تھے میں بادشاہ نے فرمایا جو میں نے فتح کر کے اسباب ملکی سلطنت کا لیا دوسرے سال اس کے دفع کے واسطے تم کو دے گا پھر صلح ہو گئی درمیان میں لاہور اور اسیران بلاد لکھنؤ کو رہا کر کے علم معاودت کا دہلی کی طرف بلند کیا اور شہر سات سو چھپن ہجری میں قریب دہلی کے شہر فیروز آباد کو اسے نہر جون کے احداث کیا اور شعبان کی بارہویں تاریخ شہر سات سو چھپن ہجری میں دیا پور کی طرف لشکر کے واسطے گیا اور ایک نہر بڑی آب شلج سے کھودا کر چھپن تک کہ آٹا تالیس کوں ہو گیا اور شہر سات سو ستاون ہجری میں کوہ سندھ کی طرف دریا سے جون سے ایک مذہبی جد کے سات ہزار میں شہین اور جمع کر کے پانسی میں پہونچا میں اور وہاں سے اسیران کی طرف لیجا کر ایک قلعہ مستحکم بنا کیا اور نام اس قلعہ کا فیروز رکھا اور اس قلعہ کے نیچے ایک تالاب کھود کر آب نہر سے چڑھایا اور ایک مذہبی اور آب گھر کے کھنڈک چھارہ سستی سے گذرانکہ نہر نہر کے تھیں پہونچائی اور ایک شہر وہاں بنا کر کے فیروز آباد نام کیا اور ایک نہر اور جون سے چھپن اس شہر کے تالاب میں آئی اور ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں خلعت اور فرمان خلیفہ عباسی مہر الحاکم ہار اللہ ابوالفتح ابوبکر بن ابی بکر سیلیمان بن قنوعین مالک ہندوستان اور سفارش بادشاہان ہندوستان کے آیا اور اسی مہینے میں لمبی حاجی الیاس الخا طب شمس الدین شاہ لکھنؤ کی اور بنگالہ سے پہونچا اور پراہیا اور تحف اور نفایس بہت درگاہ میں لائے اور صلح کی درخواست کی بادشاہ بھی اس امر پر رضی ہوا اور جون بہرہ و حرمت و رخصت کیا اور اس تاریخ سے بنگالہ اور دکن سلاطین دہلی کے تصرف سے باہر گیا ساتھ لشکر کے کشتی کی اور شہر سات سو ستاون ہجری میں ظفر خان فارسی ستارگانوں سے آن کرناٹ وزیر ہوا اور شہر سات سو ستاون ہجری میں شمس الدین شاہ نے بنگالہ سے چند نفر امر کو برسم رسالت مع تنسوقات اور تحف شایانہ کے درگاہ بادشاہی میں بھیجا چنانچہ وہ درجہ قبول میں آیا اور بادشاہ نے بھی عوض اس کے گھوڑے تازی اور زکی اور شہر نفیسہ اس کے واسطے ارسال رکھا لیکن اس کے پاس نہ پہونچا اس واسطے کہ جو وقت اشیاء مرسولہ بہار میں پہونچیں خبر شمس الدین شاہ کے فوت کی آئی اور اسکا بیٹا سکندر خان قائم مقام اسکا ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ تحف و ہدایا کو درگاہ میں بھیجیں اور گھوڑے ہو احب کے عوض سپاہیان بہار کو دیوین اور سلطان بھی سنہ مذکور میں سمانہ کی طرف لشکر کیو اسطے کیا اور وہاں سنا کہ محل کی جمیعت دیا پور تک آئی ہو سلطان نے ملک قبول پر وہ دار کو مع لشکر کثیر اس کے دفع کے واسطے روانہ کیا اور خلون نے اس کے پہونچنے تک اپنا کام کیا یعنی ولایت کو تامل کر کے اپنے اماکن کی طرف مراجعت کی اور شہر سات سو ستاون ہجری میں بادشاہ لکھنؤ کی عزیمت کر کے روانہ ہوا اور خان جہان کو دہلی میں چھوڑا تا تا نا رخاں کو سرحد غزنین کا شکار کیا اور جب ظفر آباد میں پہونچا برسات شروع ہوئی اس مقام میں مقام کیا اس وقت شیخ زادہ بظامی کو مسکو قتل اس کے اتراج کیا تھا آیا اور خلیفہ مصر سے خلعت لایا اور عظم الملک خطاب پایا اور مکی عرصہ میں لمبی بادشاہ کی طرف سکندر خان کے پاس گیا اور انھیں دنوں میں ہمراہ حاجب سکندر خان مع باغ زنجیریں اور تحف و ہدایا درگاہ میں آیا لیکن کوئی اثر اس پر مترتب نہ ہوا بادشاہ برسات کے بعد لکھنؤ کی طرف متوجہ ہوا اور اس وقت شہزادہ فتح خان کو

سرپرست اور ہاتھی نامی دیگر خطبہ اسکے نام پڑھا اور گروسک پر اسکا نام جاری کیا اور اسکے واسطے بارگاہ علیہ تیار کر کے خراشاخانہ اور چتر نعل اور تمام اثاثہ سلطنت کے دیکر ہوا اور منصب دار بہت اسکے طبع کیے اور تالیق اور زاناکا اور قاعدہ دان اسپر مقرر کیے وہ شاہزادہ ہوا جو وہ سن کے لہو و لوبا و تمام لوازم طفلی سے پرہیز کر کے صبح سے چاشت تک اور شام سے ایک پہرات تک لکھنے پڑھنے میں مشغول رہتا تھا اور درمیان سواری اور مجلس اری کے نہایت تمکنت اور وقار ظاہر کرتا تھا اور کار ہائے معظمہ کو ارباب محل اسکی خدمت میں مروض رکھتے تھے ساتھ حسن جو کے فیصل دیتا تھا جیسا کہ سبب حیرت ذہنی العقول کا چوتھا ایک دن خواب نے اسپر غلبہ کیا چاہا کہ کتب سے اسکو محفل خاص میں جاوے اور تالیق کرے اسوقت ایک پیر زل نے سر راہ آنکر عرض کی کہ میرا شوہر اور بیٹا سا رگاؤن سے قدر سے متاج خرید کر کے بہیم تجارت کرو وے سلطان میں آتے تھے رہزنون نے آنکر انھیں قتل کلا سے سبھا کر کیا اور جب یہ بیچارے بحال غارت زرہ گون کے اطراف لشکر میں پہونچے مردان شاہی نے بعزت جاسوسی انھیں گرفتار کر کے محبس میں مقید کیا چوہا جہان کو انکی مفارقت سے مجھڑ تنگ و تار یک کہا شاہزادہ شکبخت نے اس ضعیفہ کے سوز و گداز پر نظر نرم مبذول فرمائی اور ارشاد کیا اگر تو اس قول پر صادق ہو شخص بے عرض لاؤ تو گواہی دیں کہ وہ سوداگر تھے نہ جاسوس ضعیفہ نے کہا گواہ بہت ہیں لیکن میرے آنے جانے میں جو عہد ہو گا اور دوسری مرتبہ شاہزادہ کی خدمت میں رسائی مشکل ہوگی شہزادہ ہنسنا اور فرمایا میں یہاں کھڑا ہوں تو جاپنے گواہوں کو لاکتے ہیں کہ سرفراز شاہزادہ کی ایک جماعت نے ضعیفہ کے جانے کے بعد عرض کی کہ کتاب میں بیٹھا وہ چوہا مناسب نہیں رہی سایہ میں فلان وقت کے کہ نزد یک ہو چکا دستراحت سے بیٹھے شاہزادہ نے جواب دیا کہ میں نے اس ضعیفہ سے وعدہ کیا ہے کہ میں تیری مراجعت تک یہاں امیتا دہ رہو گا وعدہ خلافی ہرگز نہیں کر سکتا پس اسقدر آفتاب میں امیتا دہ رہا کہ پیر زل آئی اور گواہ مقبول الشہادت گذر گئے اسوقت پیر زل کو سہرا لیکر باپ کے دیبا میں گیا و کچھا بادشاہ استراحت فرماتا ہو دیوانہ میں بیٹھ کر اسقدر انتظار لے گیا کہ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تب سرگزشت ضعیفہ کے ظلم کی اور گواہوں کی کیفیت سامع قدسی جماع میں پہونچائی اور اسکے شوہر اور فرزند کو آواز دیا کہ اس کے بعد اپنی منزل میں تشریف لے جا کر طمان چاشت عصر کے وقت تناول فرمایا اور جب سلطان فیروز شاہ ظفر آباد سے بندوہ کی طرف پہونچا سکندر خان اپنے باپ کے طور اکدا میں قلعہ بند ہوا اور جب وہ عاجزا اور تنگ ہوا اڑتالیس زنجیر قبل اور تحفہ و نفاس میں تیار پیش کر کے اتناس صلح کی اور وہ مقبول ہوئی اور بادشاہ جو پنہور کی طرف روانہ ہوا اور دوسری برسات دہان آخر کی پھر جاجہ کی طرف عنان عزیمت سطوت فرمائی جب سکرہ میں پہونچا اس ولایت کو ناخست و تاراج کیا والی اس ولایت کا راسے سردمن مقام و در دست کی طرف بھاگا اسکی بیٹی شکر خاتون نام گرفتار ہوئی بادشاہ نے اسکی بیٹی دختر کہہ کر فرزدی میں لیا اور محافل ظن فرمائی جب دم کہ آپ دندری سے عبور کر کے شہر بنارس میں کہ راسے حاج نگر کا سکس بھٹا پہونچا ہے وہاں کھانا تنگ کے سمت بھاگ گیا بادشاہ نے علم مساوت بلند کیا راسے بیر بھانڈو نے کہ جو گذر قافیہ پر واقع ہوا تھا مستبیس زنجیر قبل مع تحفہ نفیسہ ارسال کر کے ان چاہی بادشاہ اس طرف سے پھر کرجیب پادوی میں کہ جھل ہاتھی کا پہونچا تینتیس ہاتھی زندہ گرفتار کیے اور دو ہاتھی کہ زندہ دستیاب ہوتے تھے ہاک کیے اور ملک ضیاء الدین شہر دی نے جو سکک امرامین انتظام رکھتا تھا یہید بہ رباعی موزون کی رباعی شہری کہ حق دولت پائید گرفت بہ اطراف جہان چوترا بندہ گرفت از بہر شکار فیل در جارج نگر بہ وکیل بکشت وئی دستہ زندہ گرفت بہ بادشاہ جب سکک سات سو باٹھ پیری میں سا لگا غانما

دہلی میں پہونچا تاکہ نزدیک ہرگز کے ایک پہاڑ پر کہ اسکے درمیان سے بانی برآمد ہو تا ہوا اور نہریل میں گرتا ہوا اور اس نگر کو
 سرستی کہتے ہیں اور آب سرستی کے اسی طرف ایک ندی ہو کہ اسکو سلیم کہتے ہیں اگر بڑا لپٹتا کہ درمیان اس دو آب کے حال ہو
 لکھو میں آب سرستی اس ندی میں گرے اور وہاں سے سر ہند اور منہور پوڑین پہونچے وہاں بھہ سلام میں آوے اور ہمیشہ جاری
 رہے یہ نگر اس طرف سوار ہوا اور حکم کیا کہ پاس ہزار سید اربعہ ہر گز کے نقشہ اور ندی کے کھودنے میں مصروف ہوئے چنانچہ
 درمیان اس نقشہ کے پڑیاں پانچھی اور آدیوں کی ظاہر ہوئیں اور پڑیاں آدی کے باغ کی تین گز کی تھیں کچھ انہیں پتھر ہو گئی
 تھیں اور کچھ انہیں استخوان تھیں اور اسی وقت سر ہند کو جو دراصل داخل سانا تھا ہوا کیا اور دس کوس سے سانا تک داخل سر ہند
 کر کے ملک حنیار الملک اور مسال الدین اور جاکے حوالہ کیا اور وہاں ایک قلعہ تعمیر کر کے فیروز پور نام رکھا پھر نگر کوٹ کی طرف
 متوجہ ہو احباب دہن کوہ میں پہونچا لوگ برون لائے بادشاہ نے فرمایا کہ جو تہ تہا رہے خداوند نعمت سلطان محمد تہا شاہ
 مرحوم نے یہاں نزول جلال فرمایا تھا اور شربت برون اسکے واسطے لائے تھے جو میں حاضر تھا آپ نے بھی شربت کی طرف
 میل نہ کیا تھا لہذا حکم دیا کہ چنے میل دشمن را مصری جو کہ ہوا ہو شربت برون کے سیاہ سلطان محمد تہا شاہ تمام لشکر میں تقسیم
 کرو پھر اجہ نگر کوٹ کا بند مخار بہ اور مجاہد کے مع توابین خدمت میں حاضر ہوا اور زمین پوش خدمت کا دوسرے پہاڑ کیا
 بادشاہ نے اسپر نوازش فرمائی اور نگر کوٹ کو تمام سلطان محمد تہا شاہ مرحوم ساتھ محمد آباد کے موسم کیا اور نہایت بادشاہ
 کے عرض میں پہونچا کہ سکندر ذوالقمرین جو تہ تہا کہ یہاں آ یا تھا برہنوں نے نوشاہ کی صورت بنا کر اپنے مکان میں رکھی ہو
 اور اب وہ مجبور اس دبار کے باشندوں کی ہو اور ایک ہزار اور تین سو کتاب بر اسمہ سے اس بنجانہ میں کہ ساتھ
 ہوا لاکھی کے اشتہار رکھتی ہو بادشاہ نے اس گروہ کے علما طلب کر کے انہیں سے بعضے کتب کا ترجمہ کیا اور انجلہ اعز الدین
 خا کہ خانی نے لکھ شہزادے اس عصر سے تھا ایک کتاب حکمت طبعی اور شگون اور فالوں میں سے مسلک نظم میں لکھی کہ دلائل فیروز
 شاہی نام رکھا ہوا اور قسم ہو خدا کی وہ ایک کتاب ہو مقفین اقسام حکمت علمی اور علمی کی اور بعضے کتب میں مسطور ہے کہ
 سلطان فیروز شاہ بارہک نے نگر کوٹ کے تمام بہت توڑے اور گزشت مادہ کا دکانوڑہ میں کر کے براہمہ کی گردنوں میں
 باندھ کر اردو میں پھر آیا اور صورت نوشاہ کی مع ایک لاکھ تنگہ کے مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 میں بھی لڑا اس صورت کو زائروں کے شایع میں پیوند زمین کی اور زرقند مجاہدوں اور مستحقوں کو تقسیم کیا اور بادشاہ
 نگر کوٹ کے بعد فتح عزیمت ولایت سندھ کے ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوا اور جام مالی میں جام غفرہ نے جو ہیشہ شاہ دہلی کا
 مطیع تھا باغی ہو کر قلعہ کو مضبوط کیا اور بادشاہ نے چند مدت اسکا محاصرہ فرمایا جب قلعہ اور حلف نے قیمت جو ہر پیدا کی اور
 موسم برسات کا قریب ہو اگر ات کی طرف گیا اور برسات وہاں بسر کی اور ظفر خان کو گجرات کی امارت پر سرفراز کیا پھر
 کوچ منواترہ سے ٹھٹھہ میں آیا جام مذکور نے اس مرتبہ امان طلب کر کے ملازمت حاصل کی بادشاہ اسے مع جمیع
 مقدموں ٹھٹھہ کے دہلی میں لے گیا اور ایک مدت کے بعد پھر اسپر ترحم کر کے ٹھٹھہ میں بھیجا اور اسے سات سو چوبتر
 بجزی میں ملک مقبول خان خان جہان نے اس طرف فانی سے رحلت کی اور جو نا شاہ انکا بڑا بیٹا سا تھا اس خطابت
 بلند آوازہ ہوا اور شہر سات سو چوبتر بجزی میں ظفر خان گجرات میں فوت ہوا اسکے بڑے بیٹے دریا خان نے خطاب
 ظفر خانی پایا اور باپ کا جانشین ہوا اور مصر کی بارہویں تاریخ ۷۷۷ھ سات سو چوبتر بجزی میں فلک نے بے مری اور
 عناد اپنا ظاہر کر کے سلطان ملک فیروز با یکسا کو ساتھ مرگ فرزند دلہند اسکے فتح خان کے کشتا ہوا وہ بے مثال تھا۔

قرین رنج و اہم کیا اسکی پشت طاقت کو با رخم سے خم کیا اور جو صبر کے سوا کوئی علاج اس کے کف خنثیا میں نہ تھا ہوا غسل
و کفن دیکر تابوت میں رکھا اور صندوق نعش اٹھا کر سبز زلفیت کی چادر چھپڑالی سر ہالے کی طرف سر لٹکایا شاہ مبارک اور پیر
کھینچا داہنے بائیں سپاہ بالباس سیاہ تلواریں کھینچے حال ہیون نشان سب سرنگوں فوج کے سردار بلان خنجر گزرائی پوشتا
سنگوں آنکھیں جیسے جو سے خون جنازہ کے ساتھ ہوئے اتر کار بادل انگار جوان حسین کو اپنے خلیفہ میں پیوند زمین
کیا جوان بیٹے کے مرنے کا سب کو غم ہوا بیت گریہ نود سالہ ہمیر و حجبیت ہوا میں ماتم سخت بہت گریہ نود جوان
اسکی مان اور لونڈیوں کے بیان کا زبان قلم کو بار نہیں بلوایے عالم تھا قیامت کا قیام تھا خلاصہ یہ کہ مرہم تفریت بجا لایا
اور کمال مال کے سبب بلال کی طرح کا ہیدہ پشت خمیدہ ہوا سیاہ التفات امور سلطنت سے اٹھایا نہایت ملول و مفوم
رہتا تھا اس کے ماتم میں آٹھ پر گریہ و زاری کرتا تھا امرا و واعیان درگاہ سرفروہ پر رکھ کر عرض گزار ہوئے کہ رخصت بقضا کے
سوا اس واقعہ کا کچھ علاج نہیں ہو اور امور شاہی میں بے التفاتی اس سے زیادہ مناسب نہیں اسس شاہ و ناس نے
بخلصان دولتخواہ کی التماس قبول کی احوال سلطنت میں مشغول ہو اور رفع کلفت کے واسطے لشاطہ شکار کی رغبت کی
اور نئی دہلی کے اطراف میں دو تین فرسنگ دو طرف دیوار میں کھینچا کھار ساہ و اڑھٹھالے اور اسے نکال گاہ مقرر کیا پانچ
اس زمانے تک اثر اسکا باقی ہوا رشتہ سات سو اٹھتر ہجری میں خواجہ شمس الدین و خانانی نے عرض کیا کہ عمال گجرات نے
اس ولایت کا حاصل قرار دینے دیوانی گماشتوں سے اظہار نہیں کرتے ہیں اس صورت میں ترقی خواہ خیال و چالیں لاکھ
تنگہ اور چلہ سوغلام حبشی اور ہندی اور دوسو گھوڑے تازی اور عراقی جمع گجرات پر اضافہ کر کے متوسل ہوتا ہے کہ ہر سال خزانہ
عامہ میں داخل کر گیا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شمس الدین اور جوا جو ظفر خان کا نائب ہو یہ ہذا قبول کرے گجرات اس کے تقویٰ پر
جب اسے قبول نہ کیا خواجہ شمس الدین و خانانی کو چٹکا زربین ۱۰۰ چوہندول لقرۃ رحمت فرما کر بجائے ظفر خان گجرات کی طرف رخصت
کیا اور جب اس اضافہ کے عہد سے جو قبول کیا تھا عاجز ہوا اور اظہار خلاف کیا عمال گجرات نے کہ اس سے نہایت بخیرہ تھے
امیران صدد سے اتفاق کر کے اسے قتل کیا اور سر اسکا حیدر آباد کے دربار میں بھیجا اور سلطان فیروز شاہ باریک کے حیدر میں
کوئی شخص حکام شمس الدین و خانانی کے سوا باغی ہوا اور اس کے قتل ہونے کے بعد گجرات کی حکومت تمام ملک مغرب و خوار
اور پرورش یافتگان اس دولت سے تھا مقرر ہوئی اور فرخت الملک خطاب پایا اور بادشاہ نے اس قضیہ کے بعد سرحدوں
کو امرا سے معتبر کے سپرد کر کے خاطر جمع کی چنانچہ کرہ اور محبوبہ اور اطراف اس کے ملک شمس الدین سلیمان ابن ملک مردان دولت
کو دیے اور اقطاع بڑودہ اور سندلیہ اور کول کو مسام الملک کے حوالہ کیا اور اقطاع جو بڑو را و ظفر آباد ملک بڑو کو رحمت فرمایا
اور پنجاب اور سرحد کابل برائے درویش نصیر الملک و ملک مردان دولت کے معوض کیا الغرض سلطان کے عہد آخر تک کی
اس کے نوکروں میں سے محمد رحیمیان بنوا اور شیشہ سات سو آناسی ہجری میں زمینداران اور مقداران پرگنہ اٹاوا نے
بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ غضب ناک ہوا اور بنفس نفیس وہاں گیا اور وہ بھی جنگ پر آمادہ ہوا کہ سفر و ہجرت
اور بہت اس جماعت حرام خور سے اسیر اور دستگیر ہوئے اور اپنے اعمال زشت کا انتقام پایا اور بادشاہ
نے اٹاوا و اگل اور دیتلائی میں جس مقام میں وارد ہوا ایک قلعہ محکم تیار کر کے مردان کا رگزار کسپر دیکھا اور پچھتا
و فیروزی مستقر وہ لٹ کی طرف مراجعت فرمائی اور شیشہ سات سو کا سی ہجری میں سنان کی طرف عزیمت فرمائی اور جب
جونا شہ خاں جو اس ولایت کا تھا پیشکش ہاے لائق گزاران کر ساتھ مراحم فراوان کے مخصوص ہوا بادشاہ ہلال

اور شاہ آباد سے گزر کر کے دامن کوہ سہارن پور میں آیا اور سرسودر کے واسے اور دوسرے راتوں میں نکلیش لائق لیکر دہلی کی طرف معاودت کی اور شاہ کا مقدم کٹھرم سویم کھر گو حاکم بدایون نے سید علاء الدین اور سید محمود کو اپنے مکان میں جہانی کے ہانے سے طلب کر کے غفلت کے وقت ساتھ شمشیر غدے کے نسل کیا بادشاہ نے غضبناک ہو کر تیسری سفر اس طرف کی کی اور استاد سے شکست سوات سورجی میں دہر الملک سے کوچ کیا جب کچھ کانواغ محل نزول لشکر فیروزی اثر ہوا تو جسے حسب حکم آتش انیب و غارت اُس خمر کے مولویوں کے مکانوں میں ماری اور قتل میں کھا را شرار کے ہقدہ کوشش کی کہ ارواح سادات شہید شفاعت کیو اسطے آئیں اسواسطے کہ کھر کو بھال کر کہا یوں کے بہاؤ پر گیا تھا غازیوں کی طاقت کا حدید رعایا اس طرف کو شمال میں تھام بیٹھیں ہزار نفر کے حلقہ عبودیت میں گرفتار ہوئے اور کھر کو سیاب کے اندر ان بہادروں کے شگاف اور شاہد بن پوشو ہوا اور کسی شخص نے اُس سے نشان زد نہ پایا مردہ کا نہ یاد اور برسات قریب ہوئی ریات ظفر آیات نبش میں آنکر مرکز اصلی ہر معاودت فرما جوئے اور ملک داؤد خان افغان کو نہایت بزرگہ کر کے سنبل میں مقرر فرمایا اور حکم کیا کہ ہر سال تبر و غضب سے ولایت ٹھہرن داخل چوک کوئی دقیقہ خرابی سے بچھوڑے اور آپ بھی سنہ سات ستیا سی ہجری سے ہر سال دہلی سے سنبل کی طرف شکار کیو اسطے جا نا جو کچھ ملک داؤد خان افغان نے نہ کیا تھا و فروع میں لاتا تھا جیسا کہ اُن سنوات میں ایک جریم زمین ترددنوئی اور کوئی تنفس ایک رات اپنے کھر میں چین سے نہ سویا اور اسکے عوض میں تین سیدا دکئی ہزار ہندو قتل ہوئے اور نہ ملکہ میں ایک غلام نہایت مضبوط وضع بسو لی میں کرسات کوس بدایون سے ہرتیار کر کے اسکا فیروز پور نام کھائیں خلق سے دیدہ اور ظریف اس تلخ کو آخر میں پورکتے تھے اور آخر میں ایسا ہی ہوا جو آدمیوں کی زبان پر جاری ہوا تھا بادشاہ کو دور قلعہ نہانا اور شرار اور قصص آباد کرنا نصیب نہوا اور وہ قلم سا تھا آخرین پور کے مشہور ہو اور مٹس سال سے ضعف و پیری بادشاہ پر غالب ہوئی خانجاں جو منصب وزارت پر مسلط تھا بہت قومی ہوا کہ جو کچھ وہ کہتا تھا بادشاہ بلا تاامل و توقف عمل میں لاتا تھا یہاں تک کہ سلسلہ سات سو نووی ہجری میں خانجاں نے بادشاہ سے موضوع کیا کہ شہزادہ محمد خان حبضہ امرا یعنی ظفر خان اور ملک ساء الدین اور ملک یعقوب اور ملک کمال الدین سے اتفاق کر کے ارادہ خلاف رکھتا رہو جب بادشاہ شاہزادہ محمد خان کے درپر گرفتاری ہوا شاہزادہ واقف ہو کر اپنے مجلسر میں خاندنشین ہوا اور شرائط اپنی محافظت کے پیش پہنچائے ہر چہ خانجاں حیلے اور وسیلوں سے اُسے دربار میں طلب کرتا تھا وہ عذر اور عزت کرتے نہیں آتا تھا یہاں تک کہ ایک روز شاہزادہ محمد خان نے ہتھیار باغداد کر کھافہ میں سوار ہو کر حکم دیا کہ چھٹکا اسپر ڈالکر چوبندی کمین اور جو کوئی پوچھے یہ بہا کی ہے کہ شاہزادہ محمد خان کی بیگم حرم سراۓ شاہی میں جاتی ہو ضرر مار میں آن کر محل کے اندر گیا اور محل کی عورتوں نے جب اُسے تسلیم کر لیا دیکھا ہر حواس ہو کر بادشاہ کی طوف دوڑیں اور شور اور فریاد برپا کیا کہ شاہزادہ عذرا کا قصد کر کے آن پہنچا لیکن شاہزادہ والا اگر کے دل میں کسی طرح کا خدر نہ اور غدر جا گر میں نہ تھا سیدھا فقصر شاہی میں داخل ہوا اور اسی طرح سے مسلح باب کے نقد لازمت حال کی اور سر اس کے قدموں پر رکھ کر عرض کی کہ خانجاں نے حضور سے میری نسبت ایسا طعنے لگا ہے کہ کترین نسبت بادشاہ کے قصد ملاکت و کھتا ہے کسی فرزند نے اپنے باپ کی نسبت ایسا آہنگ نہیں کیا اور اگر کوئی مرتکب اس امرنا شایسته کا ہوا عمر سے بہرہ پنا یا اگر میرے دل میں کسی طرح کا قصد ہوتا تو اسوقت بطور میں پہنچاتا اور خانجاں کی عرض یہ ہو کہ مجھے اور دو سرداروں کو در میان سے دفع کر کے خود سر سلطنت پر تنگ ہووے بادشاہ کو یہ بات صادق آئی شاہزادہ کو اغوش میں لیکر فرمایا کہ جانجاں کو قتل کر کے ظفر خان کو رہائی بخش شاہزادہ

محمد خان نے بادشاہی گھوڑے اور ہاتھیوں کو مستحق کر کے با اتفاق غلامان فیروز شاہی کدوہ دس بارہ ہزار سوار تھے آدھی رات کو خان جہان کے مکان کو حیا کر محصور کیا اور اسے واقف ہو کر خطر خان کو لکھ لیا اور خود کچھ فوج سے مسلح ہو کر گھر سے نکل پڑا اور شاہزادہ سے جنگ میں مشغول ہوا اور جب رنج لکھا کہ بے طاقت ہو اچھر مکان میں آیا اور دوسرے دھواڑہ سے برآمد ہو کر میوان کی طرف راہی ہوا اور کوکے چوہان سے پناہ ڈھونڈی شاہزادہ نے ہنگام مکان غارت کیا اور اسکے جوان و انصاف سے جو کوئی ہاتھ آیا اسکی گردن ماری اور شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا بادشاہ جو نہایت پیرا و رناتوان ہو گیا تھا سامان شاہی شاہزادہ محمد خان کے سپرد کیا اور خطاب ناصر الدین محمد شاہ عنایت فرمایا اور خود گوشہ عزلت اختیار کر کے اپنے رب کی طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے اسے شعبان شمسات سولہوی ہجری میں تخت جہانناہی پر چنیدہ کر دیا اور بادشاہی میں قیام کیا اور حکم دیا کہ جمعہ کے دن خطبہ و نون بادشاہ کے نام پڑھا جائے اور ارباب شغل یعنی عاملوں اور تحصیلداروں کو بدستور سابق مقرر رکھا اور ہر ایک کو فرارزی کا خلعت عنایت فرمایا اور ملک یعقوب کے خلیفہ کو جو آدمی معتبر سے تھا سکندر خان خطاب دیگر گجرات کی حکومت کی سند دیکر روانہ کیا اور ملک راجو کو ساہو خان اور کمال عمر کو مفتی الملک خطاب دیکر فرار فرمایا اور ملک یعقوب سکندر خان جب میوان کے قریب پہنچا تو کاکے چوہان کے خانجہان نے اس کے پاس پناہ دی تھی ہراسان ہو کر اطاعت شاہی کا دم بھرنے لگا اور شاہجہان کو گرفتار کر کے ملک یعقوب سکندر خان کے پاس بھیجا اور ملک یعقوب سکندر خان نے اسکی گردن ماری اور سر کا دہلی میں بھیجا اور خود گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ شمسات سولہوی ہجری میں کوہ پائیہ سرور کی طرف چلا کر شکار میں مشغول ہوا اور دو مہینے شکار میں بسر کیا اور وہاں یہ خبر پہنچی کہ فرحت الملک اور امیلان صدر نے گجرات میں اتفاق کر کے غلام لخت کا ملین کیا ہے اور رہا ملک یعقوب سکندر خان کو قتل کر کے اس کے مال و سباب پر تصرف ہوئے ہیں ناصر الدین محمد شاہ یہ خبر سن کر دہلی میں آیا اور جو سرد و گرم زمانے کا یہ نتیجہ تھا دفع مساو گجرات کی طرف متوجہ ہوا شیش چشترت میں مشغول ہوا اور امر اور مقربان پر کا اختیار کر کے اپنے قتلوں صاحب حسرت و جاہ کیا اور باوجود بقائے حیات سلطان ملک فیروز شاہ پھنی نگران قدیمی پر مشورہ آئے ملک یعقوب سکندر خان کے واقعہ مزبور کے پانچ مہینے کے بعد ساقد ملک بہادر الدین اور کمال الدین کے جو چہرے بھائی بادشاہ ناصر الدین کے ہتھیار افقت کر کے مخالفت میں کجیوت ہوئے اور غلامان فیروز شاہی کو کہ بقول صاحب تاریخ مہاراجہ شاہی جمعیت انکی ایک لاکھ تھی اپنا سرکب کیا اور ایک بارگی ناصر الدین محمد شاہ سے دگردان ہے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک فیروز شاہی لاہوری کو اس فتنہ کی تسکین کے واسطے بھیجا جس وقت کہ ملک ظہیر الدین اس میدان میں کہ لشکر فیروز شاہی جمع تھا پوچھا کہ لشکار میں تھے اسے سنگ سے مجروح کیا اور وہ اس حال سے ناصر الدین محمد شاہ کے روبرو آیا بادشاہ ناصر الدین محمد شاہ جمعیت کر کے ان کے سر پر کیا اور جو صعب کے بعد فائق آیا اور انھوں نے بھاگ کر فیروز شاہ کے پاس پناہ لی اور اسکا دربار بامعین لا کر دوسری مرتبہ ناصر الدین محمد شاہ کی جنگ میں قیام کیا اور دار الملک میں فتنہ علیہ قائم ہوا اور دروز خالاب مغلوب سے تیرہ سو تاقا تیرے غلامان مذکور خواہ مخواہ بادشاہ کو حرم سرا سے برآ کر کے پاکی میں چھا کر میدان رزم میں لائے لشکر محمد شاہی اور نینہا تان بادشاہی نے جب چتر اور اناض فیروز شاہی کو دیکھا بگمان اس کے کہ سلطان اپنے اختیار سے جنگ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف متوجہ ہو گیا شاہزادہ سے مخوف ہو کر بادشاہ سے واسطے ناصر الدین محمد شاہ نے جب احوال اس طرح دیکھا کہ وہ سرور کی طرف روانہ ہوا اور ساز و سلب اسکا تمام غارت ہو اچو بادشاہ کو غلبہ لشکر پیری اور ساسطہ صاف صفت سے کچھ اختیار فرمایا تھا

غلاموں کی صلاح دیکر کہ جو بنگلہ شاہ ولد شاہزادہ فتح خان کو کہ پوتا اسکا پوتا تھا ساتھ بادشاہی کے نام دفرمایا اور
امیر حسین واد اپنے کو کہ سلطان ناصر الدین محمد شاہ کے ساتھ اتفاق کیا تھا غلاموں کی تکلیف سے قتل کیا اور بنگلہ شاہ نے
اپنے بڑے باپ کی حسین حیات میں اولی جو حکم کیا تھا یہ ہو کہ جس جگہ ناصر الدین محمد شاہ کے پوتوں کو یا پوتوں کو یا پوتوں کو یا پوتوں کو
سلطان شہ خورشید کو کہ وہ امر سے فیروز شاہی سے تھا سلطان کی طرف بھیجا تو وہ ان کے حاکم علیخان افغان کو کہ سلطان ناصر الدین
کے موافقوں اور رفیقوں میں سے تھا گرفتار کر کے دربار میں لاوے اور سلطان محمد شاہ کے حوالہ کرے اور سلطان فیروز شاہ کو نوے
برس سے زیادہ تر عمر رکھنا تھا رمضان کی تیرہویں تاریخ ۹۹۹ھ کے سات سو ساٹھ وے ہجری میں دارالبقا کی طرہ پر اسی ہوا اور مدت
اسکی سلطنت کی چالیس سال کے قریب تھی اور یہ بادشاہ قاتل اور عادل اور کریم و رحیم اور حلیم تھا اور رعیت اس سے رحمت
تھی اور کوئی شخص اس کے عہد میں ظلم کا بار نہ رکھتا تھا کتاب فتوحات فیروز شاہی اسکی تصانیف سے ہے اور یہ پہلا بادشاہ بادشاہ
دہلی سے ہے کہ مقام تربیت افغانان میں ہو کر خلافت بادشاہوں ماضی کے عہد و سپر کے ان لوگوں کو کہ سلطان محمد شاہ
کے عہد میں امیران صدر سے تھے امرے کیا کیا اور سرحدوں کو ان کے سپرد فرمایا اور قبل اسکے انھیں یہ مرتبہ اہرہ حالت
نہ تھی اور قیس برس اور نو عیش بادشاہی ہندوستان کی اسکے پاس رہی وفات فیروز شاہ اس کے فوت کی ہوا اور
شیور صاحبقران کا معاشر تھا اور ضیاء برنی نے تاریخ فیروز شاہی اسکے نام لکھی اور نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ
میں مسطور کیا کہ اس بادشاہ سے ضوابط احسان اور تواضع ادا من دامن بہت خلعت کے درمیان رہے چنانچہ جملہ
ضوابط سے تین ضابطہ عمدہ ہیں ضابطہ بیلایہ کہ اس شخص نے سیاست کہ جزو علم بادشاہی مطلقاً ترک کر کے کسی
مسلمان اور ذمی پر سیاست نہ کی بسبب کثرت افغانیات اور اورارات کے تالیف خلوت خلعت کے لیے محتاج سیاست
کا نہ ہو ضابطہ دوسرا یہ کہ خارج موافق حاصل اور وقت رعایا کی طلب کرنا اور احضار اور تو فیروز شاہ لکھتا اور بات کسی کی
رعایا کے حق میں نہ سنتا یہ ضابطہ باعث آبادانی ملک اور آسودگی رعایا اور برابری کا ہے ضابطہ تیسرا یہ کہ اسے حکومت
ولاہیات کے آدمی دیانت دار اور خدا ترس تھیں کرنا اور کسی شریک اور نفیس کو خدمت فرماتا اور حاکم اور امرا اور تمام
خلایق حکم الناس علی دین ملوکم پیروی اپنے حاکم کی کرتے تھے اور خیرات اور میرات اور افغانیات اور اورارات
اس کے دوسرے بادشاہوں ہند سے اختیار تمام رکھتے تھے اور اس محلیت آثار گنبد عالی پر کہ مسجد جامع فیروز آباد
میں ہشت پہل بنائی ہو اور اسکے آٹھ طرف مضمین کتاب فتوحات فیروز شاہی اپنی تالیف جو متل ہے اور ہر واقعہ اسکے
اور مبنی ہر آٹھ فصل پر تجزیہ کنندہ کی پر میں بمقتضای کلام الملک ملوک الکلام تمینا اور ہر گاہ قدر سے تمین سے تجزیہ کرتا ہوں
ناکہ اس بادشاہ فرشتہ صفات کی شکی ذات اور پسندیدگی صفات اور باب بصیرت و معلوم ہو فصل اول اوقاف مسجد اور
اور وصیت اسکے مصرف میں لکھے اور دوسری فصل میں کہتا ہے کہ نہ سابق میں جو خونی سلاطین کی ساتھ تھوڑی جرمہ کے
باقسام تعدد یہ مثل کاٹنے ہاتھ اور پاؤں اور کان اور بینی اور کوہ کرنے کو لکھ اور ٹھوکنے میں استخواناے ہضابین اور جلانے
اندام زانی سے اور کاٹنے میں آہنی ہاتھ اور پاؤں میں اور کھینچنے پوست اور دوبارہ کرنے اور دوسرے انواع
کی سیاست شیور تمام رکھتی تھی حقیقتاً نہ قتالی نے مجھے ایک توفیق ایسی کرامت فرمائی کہ وہ ہزارین تمام میں نے مسوخ
کیرن اور نام نامی بادشاہان ماضیہ کو کہ بسبب کوشش انھوں کے ہندوستان دارالاسلام ہو ہو دخل خطیب
کیے تو اس تقریب سے فائدہ ان کی آمرزش کا دوام ہوتا رہے اور تحصیل مال میں جو لوگ وجوہات ماسوق

اور جیسا ب کو ساتھ ظلم کے داخل مال اجبی کر کے ہر سال بکیر لیتے تھے مثل چرائی اور گل فروشی اور ٹیکون اور باقی
 فروشی اور ندانی اور ریسمان فروشی اور نخود بریان گرمی اور دوکانہ اور خاںہ اور دوسری اور کو تو لی ان سب
 میں نے برطاف کیا اور میں نے کہا میت دل دوستان جمع بہتر کہ گنج بہ خزینه ہستی بہ مردم برنج بہ اولین نے مقرر
 رکھا کہ جواں خلاف سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونہ لیون اور قبل اسکے رسم تھی کہ مال غنیمت سے پانچواں حصہ
 سپاہ کو دیتے تھے اور چار حصے دیوان میں لیتے تھے میں نے شریعت پاک کے موافق پانچواں حصہ دیوان کا قرار دیا اور میں نے
 بندہ ہون اور ملحدون اور اہل بدعات کو جو سبب البضال خلایق تھے سب کو اپنی ولایت سے نکال دیا اور رسوم اور عادات
 ان کے کتب کے مندرج کیے اور ٹیٹی کیڑا پنا اور استعمال سونا اور چاندی کرنا مردان روزگار کی عادت ہوئی تھی سب کو ایک ظہر
 دفع کیا اور احکام شریعت کے موافق حکم دیا اور عورات مسلمہ اور کافروہ مزارات اور پنجائون میں جاتی تھیں اور سرشار و مسام و کی
 ہوئی تھیں سب کو منع کیا اور پنجائون کے عوض مسجدین تعمیر کیں اور میں نے مکانات خیر بادشاہان اصفیہ کے جیسے مسجدین اور
 خانقاہ اور مدرسے اور چاہ اور حوض اور پل اور مقبرے کے بوسیدہ اور مسمار ہوئے تھے از سر نو تعمیر کر کے اوقات مقرر کیے اور
 میں نے ایک جماعت کو جکے میرے خداوند سلطان محمد تعلق شاہ مرحوم نے سیاست کے واسطے گرفتار کر کے قطع اعضا کیے تھے
 زن اور فرزند اور ورثہ ان کے سے جو میرے ہاتھ آئے ساتھ انعام اور وظیفہ کے خوش دل کیا اور خطا برائے ذمہ سلطان مرحوم
 افسے لے کر اور ساتھ ہر اکابر اور اشراف کے مزین کر کے بادشاہ تعلق شاہ مبرور کے مقبرہ میں رکھا اور ماورائے جس
 جگہ کہ خبر کسی گوشہ نشین یا فقیر کی میں نے غشی اس کی خدمت میں جا کر مراعات کی اور علاوہ اسکے مردان سپاہ اور دام و بکیر
 سن میں ہوئے تھے انھیں ساتھ نصیحت اور مواعظت کے مناسبت سے توبہ کر کے وظیفہ انعام کر کے کار آخرت میں دل
 کیا اور اہل خدمت تمام مسجدین اور مدرسوں اور خانق اور حمام اور چاہ پر معین کر کے وظیفہ مقرر کیا کہ تفصیل اس کی دراز
 ہو پھر بادشاہ موصوف کہنا ہو کہ دو مرتبہ مجھے زہر دیا گیا میں نے دیدہ و دانستہ نوش کیا مجھے کچھ مضرت نہ ہوئی اور جو کہ دوسرے
 وفاق ہیں رسالہ کے اس کتاب میں داخل ہوئے ہیں سبب تو اور اور تکرار کے قلم انداز کیا لیکن جو کچھ تفصیل بنانے عمارات
 اور بقایا سے غیر اسکے پائی گئی تفصیل اس کی یہ ہوئے جو بے پچاس عدد مسجد چالیس عدد درختیں عدد خانقاہیں عدد
 کو شکستہ عدد دارالشفایا پنج عدد مقبرہ توحید عدد حمام دس عدد چاہ ایک سو پچاس عدد پل تیر عدد
 باغات حد و حصہ سے افزون اور ہر ایک کے واسطے وقف نامے تحریر کیے اور موقوفات انہیں مقرر کیے۔ ذکر بادشاہ
 سلطان غیاث الدین تعلق شاہ بن فتح خان بن سلطان قیصر شاہ بابر کا۔ بعد فوت
 سلطان تعلق شاہ کے سلطان قیصر شاہ بابر کا قصر فیروز آباد میں تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر ساتھ سلطان غیاث الدین
 تعلق شاہ کے مخاطب ہوا اور بادشاہی میں انتقال پا کر خطبہ در سکہ ہندوستان کا اسکے نام ہوا اور ملک فیروز شاہ
 پسر ملک تاج الدین پردہ دار خان جہان بہر من منصب وزارت پر منصب ہوا اور غیاث الدین تری کی پسر علاء الدین
 کی خدمت موقوف اور قتل گجرات بدستور سابق ساتھ قرعہ المملک کے مقرر ہوئے بادشاہ غیاث الدین تعلق شاہ نے
 خان جہان اور بادشاہ کو مع لشکر زان سلطان ناصر الدین محمد کے دفع کے واسطے انھیں کیا اور ماہ ادا میں محمد شاہ
 نے سرور میں آوازہ توجہ لشکر دلی کا لشکر پیادہ پر دم کیا اور اپنے اہل و عیال اور ملازمین اور متبعین کو ساتھ لے کر
 لشکر مخالف سے لڑ کر کو شکست پائی اور جہاں بجا انتقال کرتا ہوا قتل گجرات میں ہوئے پھر بادشاہ کو شکست پائی

اور محکم تھا انوار بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کی ہلت آئی اور وہ بمقتضائے جوانی ہمیشہ کامرائی میں مشغول ہوا اور ظلم و فساد پر کمر باندھ دیا اور اپنے بھائی حقیقی کو جو سالار شہ نام رکھتا تھا شدت تمام مقید کیا اور اس کے چچرے بھائی ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ نے سیم و ہرس سے گوشہ اختیار کیا اور فرصت پا کر ملک رکن الدین نائب وزیر کو اور چند سرداروں کو اپنا یار کر کے علم مخالفت کا بلند کیا چنانچہ غلامان فیروز شاہی جو عہدہ درگاہ تھے وہ بھی ساتھ اس کے متفق ہو کر دیوانخانہ میں گئے اور ملک مبارک کبیر کو جو میرالامراہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا قتل کیا اور سلطان غیاث الدین آگاہ ہو کر ہر ملک فیروز علیخان جہان کے افس دروازہ سے جو نہر جون کی طرف واقع تھا نکل گیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر نے خبردار ہو کر ساتھ ایک جماعت غلاموں سے چھپا لیا اور اسے مع ملک فیروز علیخان جہان گرفتار کر کے تہ تیغ کیا یہ واقعہ ماہ صفر کی اسیویں سالہ سات سو اکانوے ہجری میں واقع ہوا تھا مدت سلطنت سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ثانی کی پانچ بیٹے اور چند بھائیوں کو سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ باریک کا۔ ارکان دولت اور عیان حضرت جب اپنے خداوند کی سیاست سے فارغ ہوئے ابوبکر شاہ کو سب سے سلطنت پر متمکن کیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر ہو کر امور شاہی کا صاحب اختیار ہوا اور ارادہ کیا کہ بادشاہ کو قتل کر کے خود تخت شاہی پر جلوس کر کے تاج سلطانی زیب فرم کرے ابوبکر شاہ نے اس پر سے واقف ہو کر پیشوئی کی یعنی اسے ساتھ ایک جماعت غلاموں سلطان فیروز شاہ کے کہ جو اس ارادہ میں شریک تھے قتل کیا اور اس سیاست سے اسکی سلطنت نے قوت پکڑ لی لیکن ان دنوں میں امیران صددہ سمانہ نے مخالفت پر کمر باندھ دیا اپنے حاکم ملک سلطان شہ خوشدل کو کہ دولت خواہان ابوبکر شاہ سے تھا قتل کیا اور اسکا سر ناصر الدین محمد شاہ کے پاس لنگر کوٹ میں بھیجا اتنا س تشریف آوری کی ناصر الدین محمد شاہ جالندھر کے راستے سے سمانہ میں گیا اور وہاں تخت پر بیٹھ کر دہلی کی طرف لشکر کشی کی اور بعد ازاں کہ چند مرتبہ شکست کھا کر مغلوب ہوا تھا آخر میں غالب آیا اور ابوبکر شاہ کو دہلی کی بیسیویں تاریخ ۹۷۷ء سات سو اکانوے ہجری میں دارالودم کے قید خانہ میں بھیجا اور تفصیل اسکی واقعات ناصر الدین محمد شاہ سے واضح ہوئی ابوبکر شاہ کی مدت شاہی ڈیڑھ برس تھی۔ ذکر بادشاہی سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ باریک کا۔ پہلا جلوس اس کا حیات پد میں شویان کی چھٹی تاریخ ۹۷۷ء سات سو اکانوے ہجری میں ہوا تھا اور جب ملک سلطان شاہ خوشدل کو امیران صددہ نے سمانہ میں قتل کیا ناصر الدین محمد شاہ نے بکوج متواتر آپکو قتلو لنگر کوٹ سے سمانہ میں پہونچایا پس جمیع امیران صددہ اور سناڑا اور مقدیان اس اطراف نے اس سے سعادت کی اور بعض افراد اور مردم باے تخت دہلی سے ابوبکر شاہ سے سرتابی کر کے اسکی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے بعد میں ہزار سو اراکے نکل رایت میں فراہم ہوئے پھر وہ دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور جب دہلی کے حوالی میں پہونچا بچا پاس ہزار سو اراکے پاس جمع ہوئے پھر وسیع الاخر کی پانچویں تاریخ سنہ مذکور کو بکھر دھڑ شہر میں داخل ہو کر تھو جہان نمایاں وارد ہوا اور ابوبکر شاہ نے بھی فیروز آباد میں اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا اور جمادی الاول کی دوسری تاریخ ہی سنہ مذکور کو چہرے فیروز آباد میں ساتھ مردم ناصر الدین محمد شاہ کے بیٹا و جنگ کی ڈالی اور اسی روز بہادر ناہر جمعیت تمام شہر میں داخل ہوا اور ابوبکر شاہ مستقر ہو کر دوسرے دن فیروز آباد سے برآمد ہو کر ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ہم مصاف ہوا اور غالب آیا اور ناصر الدین محمد شاہ دہلی سے آگے بڑھ کر کے درمیان دو آب کے گیا اور ہلاک ہوا۔

پیشانی اپنے کو ساتھ ملک ضیاء الملک ابوجا اور اسے کمال الدین اور اسے غلبی سبستی کو سانہ کی طرف بھیجا اور خود ملک
جالبین میں آب گنگ کے کنارہ قرار پکڑا اور جاول سے آخر تک غلامان فیروز شاہی نے ساتھ ناصر الدین محمد شاہ سے
پہلو کی تھی حکم کیا کہ جہان کمین یہ دستیاب ہوں تیغ بیدریغ سے قتل کرو اور انکمال و متاع غارت کرو اس سبب سے
بہت سے غلام کہ ولایت میں متفرق اور پریشان ہوئے تھے رعایا وغیرہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور رعیت
ایک بکر شاہ سے غرض ہو کر دشمن ہوئی اور باج و خراج کے ادا کرنے سے انکار کیا جو ملک سرور شہنشاہ پیل و ملک نصیر الملک کمال ملتان اور
خوہن الملک کمال بہار اور اسے سرور اور دوسرے اسے اور امرا ناصر الدین محمد شاہ کے شہر بکھڑے کر پچاس ہزار سوار سے جمع ہوئے
ناصر الدین محمد شاہ نے ملک سرور کو وزارت دیکر خواجہ جہان کا خطابیت فرمایا اور ملک نصیر الملک کو امیر لاکر کے ساتھ
خضر خان کے مخاطب کیا اور خوہن الملک کو خواجہ خان اور اسے سرور کو اسے رایان خطابے یا اور باقی امرا کو بھی ساتھ خطاب
اور انکاب کے سرور اور خوشدل کر کے آہنگ ملی کیا اور ابو بکر شاہ نے بھی لشکر جبار آراستہ کر کے ہتھکالی فرمایا اور موضع کنڈلی میں
فریقین کا مقابلہ ہوا اور جو جرح ہو چکی چونکہ ابھی وقت نسبت سلطنت ناصر الدین محمد شاہ کا نہ آیا تھا شکست پاکر جالبین کی طرف گیا
بقول شخصے بیت تار در نرسد و عدد کا ہر کار کہ ہمت نہ سو سے نہ دیار یہ ہر یار کہ ہمت نہ ابو بکر شاہ نے تعاقب
کر کے ناصر الدین محمد شاہ کا آئندہ غارت کیا اور دہلی کی طرف مسعودت فرمائی اور ہمایون خان جو سانہ میں تھا
لشکر جمع لاکر دہلی کی اطراف میں روانہ ہوا اور ابو بکر شاہ نے ملک شاہین کو اس کے حرب پر مامور کیا اور پانی پت
میں جنگ ہوئی اور ہمایون خان ہزیمت کھا کر سانہ کی طرف راہی ہوا اور لشکر دہلی کو اگرچہ ہر بار فتح اور نصرت تھی
دکھائی تھی لیکن اس سبب سے کہ امرا اور ملوک فتنہ طلب پوشیدہ ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ساتھ فتنے ہوئے تھے ابو بکر شاہ اس وقت
میں دہلی کو چھوڑ کر تعاقب ناصر الدین محمد شاہ کا کرتا تھا لیکن اس مرتبہ شکست ہمایون خان سے دیر ہو کر اہلی تھوڑے عرصے میں
محمد شاہ کے دفع کے واسطے دہلی سے برآمد ہوا اور اس کوں پر مقام کیا اور جالبین کے جانے کی فکر میں ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ
کو تو ال اور اسے دہلی سے موافقت کر کے ساز و سلب پانچا جالبین چھوڑ کر مسیح چار ہزار سوار جبار مقابل لشکر ابو بکر شاہ
کے روانہ ہوا اور اس کے بعد جبکہ نزدیک ہوا راہ چپ سے دہلی کی طرف بیاغ فرمایا اور ایک جماعت کے ابو بکر شاہ حفاظت کے
واسطے دروازہ پندر چھوڑ گیا تھا جنگ میں شمول ہوئی ناصر الدین محمد شاہ زور لاکر دروازہ بد اون کو آگ دیکر شہر میں
داخل ہوا اور قصر ہمایون میں نزل کیا اور وہی و ضیح و شریف اس کی خدمت میں حاضر ہو کر مبارکباد دینے لگے ابو بکر شاہ خبر
پاکر اسی روز متعاقب ناصر الدین محمد شاہ کے شہر میں پہونچا اور ملک بہار الدین جگہ کو کہ ناصر الدین محمد شاہ کی طرف
سے گمبائی دروازہ کی کوتاہی قتل کر کے قصر ہمایون کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کو لوگ اس کے شہر میں متفرق
ہوئے تھے طاقت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھ کر دروازہ حوض خاص سے جالبین کی طرف بھل گیا اور بعضے امرا
اس کے سے مثل خلیل خان باریک اور آدم سمہیل خواہر زادہ سلطان فیروز شاہ دستگیر ہو کر مقتول ہوئے اور بعضے
جنگ میں مارے گئے اور رمضان کے چہیتے سنہ مذکور میں پیشہ حاجب بادشاہی نے کہ خطاب اسلام خانی
ایا تھا اور غلامان فیروز شاہی میں اس سے بزرگ ترکوئی نہ تھا ابو بکر شاہ سے رنجیدہ ہو کر ایک عربیہ مشہور
اخلاص و طلب ناصر الدین محمد شاہ کو لکھ کر اکثر غلامان فیروز شاہی کو ساتھ اپنے متفق کیا اور ابو بکر شاہ جب مطلع
ہوا کہ اکثر لشکر والے مخالف ہوئے ہیں اور محمد شاہ نے اپنی جگہ جسے جس کی ہر ناچار ایک جماعت جو نصیران کو کہہ کر

نزدیک بہادر ناہر کے میوات کی طرف گیا اور ملک شاہین اور صفدر خان اور ملک بھری کو دہلی میں چھوڑا اور ناصر الدین محمد شاہ برصغیر کی انیسویں سنہ مذکور میں دہلی میں پہونچ کر صدر شاہی پر شکن ہوا اور وزارت اسلام خان کے موقوف ہوئی ناصر الدین محمد شاہ نے بعد چند روز کے جب کچھ قوت پکڑی وہ ہاتھی کہ غلامان فیروز شاہی کے تصرف میں تھے مرنے لیکر اپنے فیلبانوں کے سپرد فرمائے اس سبب سے تمام غلام رنجیدہ خاطر ہوئے اور شب کو سب اہل و عیال بھاگ کر ابو بکر شاہ کے پاس گئے اور ناصر الدین محمد شاہ نے باقی غلامان فیروز شاہی کو جو تقلید غلامان مصر کرتے تھے دہلی سے نکال دیا کسواسطے کہ ان سنوات میں مصر میں بھی یہی صحبت تھی کہ غلام آپس میں مستقل و منفق ہو اکثر اپنے مالک کو قتل کرتے تھے اور کام عجیب ظہور میں پہونچاتے تھے اور اس کی جگہ دوسروں کو بٹھاتے تھے اور مشہور ہو کہ ناصر الدین محمد شاہ نے فرمایا کہ غلامان فیروز شاہی سے جو کہ تین روز سے زیادہ شہر میں رہیگا جان و مال اسکا تلف ہوگا پس اکثر اہلین سے تین روز میں شہر سے باہر گئے اور جو کہ نہ گئے دستیاب ہو کر علف بیخ خون آشام ہوئے اور بعض خوف جان سے کھتے تھے کہ ہم اہلین ناصر الدین محمد شاہ نے فرمایا جو کہ جسے کھراکھی کے صیل ہو اور غلام حسب طور سے کہ باؤ شاہ چاہتا تھا تلف نہ کر سکتے تھے بلکہ مردم پورب اور بنگالہ کی پولی میں ادا کرتے تھے مارے جاتے تھے حتی بہت سے آدمی پورب کے صیل تھے اور زبان انکی خوب نہ تھی قتل ہوئے اس کے بعد ناصر الدین محمد شاہ اپنے کام کے سرانجام میں مشغول ہوا اور اطراف و جواب سے لشکر جمع کیا اور ہایون خان بٹیا اسکا جو سمانہ میں تھا مع جمعیت تمام دہلی میں آیا ناصر الدین محمد شاہ کو تقویت تمام حاصل ہوئی اور شاہزادہ ہمایون خان کو ساتھ اسلام خان اور عادل خان اور رائے کمال الدین اور رائے خلیج بلہیسی کے ابو بکر شاہ پر تعین فرمایا اور جب وہ لشکر کو تلہ میں پہونچا محرم کے مہینے ۹۷۰ سنہ سات سو ترانوے ہجری میں ابو بکر شاہ ہا اتفاق بہادر ناہر اور خاد زادان فیروز شاہی کے ہمایون خان کی بیٹری میں آکر دو پر تاخت لایا اور پندرہ آدمیوں کو مجروح کیا شاہزادہ پائے ثابت استوار کر کے جنگ میں مشغول ہوا اور اسلام خان بھی آپکو مستقل کر کے ملک کو پہونچا اور ابو بکر نے کچھ کام نہ کیا قلعہ کو تلہ کی طرف بٹ آیا اور ناصر الدین محمد شاہ یہ خیر سنتے ہی بلوچ متواترہ میوات کی طرف گیا ابو بکر شاہ اور بہادر ناہر نے چارہ امان کے ساتھ دیکھا پس راست کی ناصر الدین محمد شاہ نے بہادر ناہر کو رخصت انصاف سی اور ابو بکر شاہ کو ہمراہ لیکر منزل کھنڈی میں لایا اور وہاں سے جدا کر کے قلعہ میرٹ میں بھیجا اور وہ اسی مجلس میں فوت ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے جب دہلی میں مراجعت کی بہر پہونچی کہ ملک حاکم گجرات ہاتھی ہوا ہوا اس واسطے ظفر خان بن فرخ الملک کو ساتھ اس تفصیل کے کہ وقایع شاہان گجرات میں لکھا جاو چکا ہوا اور احترام تمام گجرات کی طرف روانہ کیا اور ۹۷۰ سنہ سات سو چورانوے ہجری میں خبر تری رائے سنگھ ویراؤن لکھنؤ اور بہر بھان مقدم بھیجے رکے جو عمرہ کفار تھے سنی بادشاہ نے اسلام خان کو رائے سنگھ کے دفع نذر کے واسطے کہ عمرہ دین سمردان سے تھا بھیجے رائے سنگھ نے جنگ کر کے شکست پائی اور آخر کو صلح کر کے اسلام خان کے ہمراہ دہلی میں آیا اور اٹھین دنوں میں بادشاہ نے سنا کہ مقدان آتا وہ نذر کر کے قصہ بلارام اور دہ سرے پر گنات پر تاخت لائے میں بادشاہ نے خود بنفس نفیس فوج جوار سے اس طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کفار عاصی کو مستال کیا و قلعہ ناوہ کو سمار کر کے قنوج کی طرف روانہ ہوا اور اس توج پر بھی تاخت کر کے جالینڈ میں آیا اور جو اس میں کو اپنے اوپر سوارک جانتا تھا قلعہ و ہاں تعمیر کر کے محمد آباد نام رکھا اور اسوقت میں خواجہ جہان حاکم دہلی کی عرضی پہونچی کہ اسلام خان لاہور میں

کھٹسو

جا کر فساد پر پا کیا چاہتا ہے ناصر الدین محمد شاہ نے تعمیل تمام دہلی کی طرف راہی ہو اور دہلی میں پہنچتے ہی اسلام خان کو طلب کر کے استفسار فرمایا اسلام خان نے انکار کیا جا جو نام ہندو اور اسلام خان کے بھتیجے کے کہ اس کے دشمن تھے گو یہی دروغ دی ناصر الدین محمد شاہ نے کہ اصل میں اس سے متوہم تھا اسے گرفتار کر کے فوراً حکم اسکے قتل کا نازل فرمایا خواجہ جهان منصب وزارت پر سرفراز ہوا اور ملک مقرب الملک نے محمد آباد کی حکومت پالی اور اس طرف راہی ہوا اور ۸۹۵ھ سے ۹۰۰ھ تک سوچا نوے ہجری میں مرزا دہن راٹھور اور سیر بھان نے طغیان پر مکر باندھی اور ملک مقرب الملک نے حسب الحکم لشکر محمد آباد کا لیجا کر ان کے شہر کے دفع کی تدبیر کی اور بادشاہ بھی شوال کے مہینے اسی سہ میں بیوات کے سمت جا کر اس ولایت پر تاخت لایا اور وہاں سے محمد آباد اور جالپور میں آکر بیمار ہوا اور جب سنا کہ بہادر شاہ درناہر عسکریان اور طغیان پر مکر کسکے بعضے موضع دہلی کے غارت کرتا ہوا بادشاہ باوجود مرض اور ضعف کے بیوات کی طرف توجہ ہوا جب کوئلہ میں ہو چکا اور ناہر نے مقابل ہو کر صف آراستہ کی اور شکست کھا کر کوئلہ میں آیا اور چھوٹے کی قدرت نہ رکھتا تھا وہاں سے بھاگ کر پٹنہ میں پو شیدہ ہو سلطان اہتمام عمارت کے واسطے ویسی سیاری میں محمد آباد و جالپور کی طرف نکلا گیا اور رقع الاول کی پہلی تاریخ ۸۹۵ھ سے چھپا نوے ہجری میں ہریانہ خان کو کہ دہلی میں تھا واسطے تدارک اور دفع شیخا سے کہہ کر کے کہ باغی ہو کر قلعہ لاہور پر متصرف ہو اتفاقاً تعین فرمایا ابھی ہریانہ خان اپنی سے برآمد ہوا تھا کہ سلطان اس امر سے فانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہو اس واسطے کہ محمد آباد جالپور میں سیاری میں سکی زیادہ ہوئی روز بروز ضعف کا زور ہوا اور ملاقات سلب ہوئی یہاں تک کہ ماہ ربیع الاول کی گئی تیرھویں تاریخ سے تندرستی دہی حق کو لبیک اجاستہ کیا اور نقش اسکی دہلی میں لاکھوں خاص کے کنارے پہلو میں اس کے باپ کے دفن کی مدت اس کی سلطنت کی چھ برس اور سات مہینے تھی تو کہ سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا۔ جب ناصر الدین محمد شاہ روضہ جنت کی طرف سدھارا اسکا فرزند ہریانہ خان اہتیسرے تاریخ شہر سے صدر کو تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا اور لقب اسکا سکندر شاہ رکھا اور بادشاہ سردار عمالی و حکام لایات پر برقرار رکھے اسکے بعد کل ایک مہینے سلطنت کی اور مرض سخت میں مبتلا ہوا اور ہر روز مرض سختی میں تھا یہاں تک کہ اس نے بھی اپنے باپ اور دادا کے مانند جو خاص کے کنارے خواجه بنالی بیت بخت دولت چہ شہر بارہ قلعہ خواجہ بدین خان خوردا زمین مائدہ جو قسمت خویش مدت اسکی سلطنت کی ایک مہینے اور پندرہ دن تھی۔ تو کہ سلطنت ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا۔ سکندر شاہ کے فوت کے بعد امرائے دربار بادشاہ کے تعین ہونے میں گفتگو بہت ہوئی پندرہ روز تک امر بادشاہی محل سے آخر خواجہ جهان کی کوشش سے ناصر الدین شاہ کا چھوٹا بیٹا کہ محمود نام رکھنا تھا سوادہم ہندوستان کے تخت پر جلوس فرمایا ناصر الدین لقب پایا اور تمام کام اور اس سے بیعت کر کے سر سیکر حلقہ فرمان میں لائے اور خواجہ جهان پر سونپ دیا۔ بہت عرصہ اور ت پر مقرب الملک مقرب خان وزیر کبیل السلطنت اور امیر الامرا ہوا اور سعادت خان نے بارہ کی پالی اور سارنگ خان دیپالپور کا حاکم ہوا اور دولت خان مشی عاقل حاکم ہوا اور سلطنت دہلی کے انقلاب سے سہ ماہت سلطنت دہلی ذائل ہوئی تھی ولایت میں ہر جہت میں ظہور کیا کفار اطراف نے کشتی کو اپنا پیشہ کیا یا تنہا جس میں ہندو شری نے بیعت کر لیا اس سبب سے بادشاہ ناصر الدین محمود نے خواجہ جهان کو سلطان الشرق خطاب دیکر مع مس رنجیر شیل اور لشکر کشیدہ ہندو

تقویٰ اور بہادری طوت روانہ کیا اور وہ اس ولایت میں جا کر باہشتی تمام سبکو عمل میں لایا اور جو بیو تنگ گیا اور حکام
 بنگالہ سے بھی ال متفری چند سالہ اور باہتی متقبل ہر سال کے لیے اور سازنگ خان جو حاکم دیبا پور کا ہوا تھا
 لشکر ملتان اور اس کے نواحی کا فراہم کر کے شیخا ککر کی طوت متوجہ ہوا اور شیخا ککر بھی مع سپاہ کثیر کو اکثر اٹن میں
 خویش اور ہم قوم آسکے تھے اچو رہن سے استقبال کر کے بارہ کوس لاہور سے مقابل میں پہونچا اور ایسی
 جنگ کہ مردان شجاع اور بہادران کاراگاہ زبان ساٹھ تقریباً اور تھیں کے کھن و اتع ہوئی آخر کو شیخا ککر
 بھاگ کر لاہور میں آیا اور زن و فرزند اپنے ہمراہ لے کر کوہ جہین پناہ لے گیا اور سازنگ خان لاہور کو اپنے
 چھوٹے بھائی عالی خان کے سپرد کر کے دیبا پور کی طرف گیا اور اسی عرصہ میں سلطان ناصر الدین محمود نے مقرب الملک
 مقرب خان کو مع ایک سوز پخیر فیل اور ایک جمعیت خاصہ خیل دہلی میں چھوڑ کر خود گوالیار اور بیا نہ کی طرف سواری
 فرمائی اور سعادت خان بابر بک سکاب میں تھا اور جب گوالیار میں پہونچا مہارک خان یعنی فرزند ملک راجو
 اور ملو خان برادر سازنگ خان اور ملک علامہ الدین دھارواہ نے سعادت خان بابر بک کو مار ڈالنے کا قصد
 کیا اور سعادت خان گن کے ارادہ سے آگاہ ہوا مہارک خان اور ملک علامہ الدین کو قتل کیا اور ملو خان بھاگ کر
 دہلی میں پہونچا اور سلطان ناصر الدین محمود اس فساد کے بعد دہلی میں آیا اور مقرب الملک مقرب خان استقبال کے
 واسطے حاضر ہو کر شرف ملازم سے مشرت ہو لیکن طرح اور وضع مجلس بادشاہی سے اوہ پناہ دینے اپنے سے ساتھ
 ملو خان کے ایک خوف اور ہراس نے اس کے دل میں راہ پائی شہر کی طرف بھاگ کر حصاری ہوا اور جنگ شروع کی اور
 تین مہینے کے عرصہ تک محبت نے درازی پائی اکثر اوقات مردان وردی اور بیرونی کے درمیان میں جنگ واقع
 ہوتی تھی اور جو صحبت سعادت خان بابر بک کی خاطر تھی ناصر الدین محمود شاہ ساتھ ترغیب اور تحریص سقویوں
 کے ہنگام فرصت ماہ محرم ۹۷۷ سنہ سے پوری میں شہر میں داخل ہو کر مقرب الملک مقرب خان سے جا ملا
 دوسرے دن مردان شہر نے ایک حشر برپا کیا اور سعادت خان بابر بک کے مقابلہ اور مجاہدہ کو شہر سے برآمد
 ہوئے اور شکست کھا کر پھر شہر میں داخل ہوئے اور جب برسات کا موسم پہونچا اور قلعہ دہلی کا نہایت سنگین اور محکم
 تھا سعادت خان غیبہ اور خگاہ م کھاڑ کر شہر فیروز آباد کی طرف گیا اور امر کی صلاح سے نصرت خان بن قح خان
 بن فیروز شاہ کو کہ ولایت مہوات میں رہتا تھا طلب کر کے بادشاہ بنایا اور ناصر الدین کو نصرت شاہ لقب دیا
 اور خود متصدی اور متکفل امور بادشاہی ہوا نصرت شاہ کو نمونہ سلطنت کا رکھتا تھا امرا اور غلامان فیروز شاہی
 پر سلوکی سعادت خان بابر بک سے آدرہ خاطر ہوئے فیلبانوں کو اس سے بخوت کیا اور نصرت شاہ کو بھی اس سے
 ساتھ مکر اور جیلہ کے تنفر کیا اور باہتی بر سواری کے سعادت خان بابر بک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوئے اور سعادت خان
 جو غافل تھا فرصت جنگ نہ پا کر بھاگتا ہوا صید راجون اہل آبادیو سے صیاد روہ اور مقرب الملک مقرب خان سے
 امان چاہ کر مسکے پاس گیا اور اسی چند روز میں شمشیر غدر آسکے سے درگندرا اور اسے فیروز آباد نے از سر نو نصرت شاہ
 سے بیعت کی اور بہت ولایتوں پر متصرف ہوئے اور دہلی اور فیروز آباد میں دو بادشاہ قائم ہوئے اور امر بھی دہلی
 ہوئے جیسا کہ تار خان بن خان عظم ظفر خان گجراتی اور شہناپ برادر قتل اللہ بلخی الخاٹب بہ قلعہ خان نصرت شاہ کے شراب
 ہوئے اور مقرب الملک مقرب خان مع اور املا سلطان ناصر الدین محمود کی ملازمت میں حاضر ہوا اور ملو خان الخاٹب

یا قبال خان جو کہ قلعہ سیری کو تصرف میں رکھتا تھا اور بہا درناہر جو دہلی کہنے میں نکالی طرف تکریدہ ہونے کے تشخیص معاملہ کے منتظر تھے اور تین برس ان دونوں بادشاہوں کے درمیان جنگ قائم رہی غالب مغلوب سے متین رہتا تھا کبھی دہلوی زور کر کے غنیم کو فیروز آباد تک پسپا کرتے تھے اور گاہے فیروز آبادی غلبہ کر کے دشمن کو دہلی کے قلعہ تک پہنچاتے تھے اور ایک جماعت کثیر ہندو اور مسلمان سے ان موکوں میں کام آئی اور ۹۱ سالہ سوٹھانو سے سحر میں سارنگ خان حاکم دیپا پور نے فقیر خان حاکم ملتان سے پرخاش و غارتگی اور سارنگ خان جنگ کے بعد غالب کے با اور ملتان پر تصرف اور قوی ہوا اور ۹۲ سالہ سوٹھانو سے سحر میں سمان کی طرف گیا اور وہاں کے حاکم عالی خان کو بھی نکال کر مستقل ہوا اور نصرت شاہ نے یہ خبر سن کر تاتار خان حاکم پانی پت کو مع ملک الیاس و لشکر کو ان سارنگ خان پر تعین کیا اور اوائل محرم سنہ ۹۳۸ھ میں سحر میں سارنگ خان "تاتار خان سے شکست کھا کر ملتان کی طرف بھاگا اور شاہ میرزا پیر محمد جہانگیر پور نے امیر تیمور صاحب جفران نے اسے بندہ پر کشتی سے بل باندھ کر عبور کیا اور اسے چھوڑ کر محاصرہ میں لایا اس واسطے اسے ملک تاج الدین نائب اپنے کو مع امیر دیگر اور لشکر بزرگ یہ ملک علی حاکم و چہ کی ملک کو روانہ کیا اور امیر زادہ نے اسے آگے آنے سے روک دیا اور کوآب بیابا کے کنارے تک پہنچا لیا گیا اور انھیں غافل کر کے حملہ آور ہوا اور انکی محبت متفرق کی چنانچہ انہیں کے اکثر آدمی ہنگام قرار قتل ہوئے اور بعض پانی میں ڈوب گئے اور ملک تاج الدین پریشان اور بد حال کچھ آدمیوں سے ملتان کی طرف بھاگا اور جب میرزا پیر محمد جہانگیر بطور تاخت ملتان میں پہنچا سارنگ خان مصطفیٰ ہو کر حصاری ہوا اور چھوڑ دینے کے بعد قلعہ سارنگ خان مان طلب کر کے قلعہ سے برآمد ہوا اور میرزا پیر محمد نے اسے مع تمام لشکر متعبد کر کے ملتان پر قبضہ کیا اور اسی عرصہ میں سارنگ خان قید خانہ سے بھاگا اور ملتان میں کو مریط اور متقا کیا اور سندھ مذکور میں اقبال خان مقرب الملک مقرب خان سے رنجیدہ ہو کر ناصر الدین محمد شاہ سے خوف ہوا اور نصرت شاہ سے پیغام بھیجی کیا اور نصرت شاہ سوار ہو کر قلعہ سیری میں آیا اور دروازہ حلیہ خواجہ بختیار کا کی قدس میں مصحف مجید کو درمیان میں لا کر طرفین سے عہد باندھا قبال خان نصرت شاہ کو مع لشکر و خیل قلعہ جہان خا کے اندر لگایا اور ناصر الدین محمد شاہ ساتھ مقرب الملک مقرب خان اور بہادر ناہر کے دہلی کہنے میں رہا اور دو تین روز کے بعد اقبال خان نے نصرت شاہ سے لے کر گون کر کے خمدار کا ارادہ کیا اور نصرت شاہ قلعہ سیری سے برآمد ہوا اقبال خان نے پیچھا کیا اور اٹانہ بادشاہی کو قبضہ میں لایا اور نصرت شاہ کو فیروز آباد میں ہتھکڑی کی طاقت تہی اپنے وزیر تاتار خان کے پاس پانی پت میں گیا اور اقبال خان فیروز آباد کو اپنی تصرف میں لایا اور نہایت قتل ہوا اور عرصہ مقرب الملک مقرب خان کے دفع کیا چنانچہ قریب دو مہینے کے آنکے درمیان جنگ قائم رہی آخر بادشاہ اور امرا درمیان میں آئے اور قہر جان نامہ میں انہیں صلح کرادی اور اقبال خان انھیں دونوں میں صلحت دینی کے باعث عہد قوط کر قلعہ سیری سے اچانک مکان پر مقرب الملک مقرب خان کے تاخت لے گیا اور اسے گرفتار کر کے قتل کیا اس وقت سلطان ناصر الدین محمود کو دست افرازد کر کے ساتھ حکومت کے مشغول ہوا اور ایک نام کے سوا ساتھ اس کے نہ چھوڑا اور اسی سال قلعہ دہلی کو ساتھ احوال انصار اپنے کے سپرد کر کے ہوا شاہ کے ہمراہ تاتار خان کے دفع کے واسطے پانی پت کی طرف روانہ ہوا اور تاتار خان ہاتھی اور اسباب چھار پانی پت میں چھوڑ کر دو مرتبہ سے دہلی کی طرف گیا اور محاصرہ کیا اقبال خان نے قلعہ پانی پت کو محاصرہ کر کے تین دن میں معزوح کیا اور تاتار خان کے احوال وہاں پر تصرف ہوا اور مظفر اور منصور ہو کر دہلی کی طرف معاودت کی اور تاتار خان سے قلعہ دہلی کے استحکام کے سبب سے کچھ نہ

بن پڑا تھا اپنے باپ خلف خان کے پاس گجرات میں گیا اور قبائل خان نہایت اطمینان سے دہلی میں فروکش ہو کر امور سلطنت میں مشغول ہوا اور اس درمیان میں خبر پہنچی کہ امیر تیمور صاحبقران نے بقصد تیسرے ہندوستان آب سندھ سے عبور کیا بیان امیر تیمور صاحبقران کا ملکیت ہندوستان کی طرف آنے کا۔ امیر تیمور صاحبقران اپنی ستان آشوب اور فتنہ دہلی بلکہ تمام ہندوستان کا سنکرشہ آٹھ سو سترہویں میں سفر ہندوستان کا عازم ہوا اور آب سندھ سے عبور کر کے محرم کی مارہویں تاریخ سنکرشہ آٹھ سو ایک ہجری میں چول جلالی کے کنارے اترا اور جب سے چنگیز خان سے شکست کھا کر سلطان جلال الدین ہنگری اس چول میں داخل ہوا اساتھ اس نام کے مشہور سردار بعض زمینداران نے دامن کوہ سے اس مقام میں آکر ملازمت کی اور شہاب الدین مبارک جو آپ بھٹ کے نواحی میں بعضے ولایات کے حفظ کے واسطے کہ نصف میں کھانا تھا اقامت پذیر تھا جب امیر زادہ میرزا میر محمد مانتا کی طرف جانا تھا آن کر ملازمت کی اور باوجود رعایت کے پھر اظہار خلاف کیا اور اس وقت میں بھی صاحبقران کی اطاعت نہ کی اسلیے امیر شیخ نور الدین ساتھ اتوارم اپنی کے اسکے دفع کے واسطے تعین ہوئے اور جب وہ وہاں پہنچا اولیٰ دمی شہاب الدین مبارک کے پاس بھیج کر واسطے اطاعت و انقیاد کے دلائل کی اور چونکہ اسنے ایک قلعہ دریا کے کنارے تیار کیا تھا اور ایک خندق میں گرا کر داسکے کھود کر آب نیلاب اسپین جاری کیا تھا فراہز داری اسکی قبول نہ کی اور جنگ میں مشغول ہوا اور امیر شیخ نور الدین نے اول روز خندق سے عبور کر کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور شہاب الدین مبارک بعزم شیخون قلعہ سے برآمد ہوا اور جنگ عظیم ہو کر شدید کیا عاقبت الام شہاب الدین مبارک نے شکست فاش کھائی اور اکثر آدمی اسکے قتل ہوئے اور امیر شیخ نور الدین کی بھی سپاہ بہت مجروح ہوئی اور صاحبقران امیر شیخ نور الدین کی روانگی کے بعد خود بنفس نفیس بھی تاخت لایا اور اس شب کی صبح کو پہنچا اور شہاب الدین مبارک شکست کے بعد و سوکشتی کو موجود رکھتا تھا مال اور عیال سے پر کر کے پایاں آب میں وان ہوا اور امیر شیخ نور الدین ساحل کے کنارے جانا تھا آخرش پلٹ آیا اور صاحبقران ہم شہاب الدین مبارک سے فارغ ہو کر پانی کا کنارہ پر کے روانہ ہوا یہاں تک کہ اس مقام میں پہنچا کہ جہان نہر جو اور چھناں کیجا ہوتے ہیں اور ایک قلعہ محکم موسوم تلہبندہ اس مقام میں تھا الفرض حکم ہوا کہ اس نہر پر پل باندھ کر عبور کریں ابلاکار حکم کے موافق عمل میں لائے اور صبح اٹے تلہبندہ لشکر گاہ ہوا اور مال مان کا اس بلدہ کے اہالی پر خوالہ دیا اور کچھ تحصیل ہو لیکن جو لشکر ساتھ غلہ کے حنیج رکھتا تھا آخر کو حکم ہوا کہ جہان غلہ پاؤں چٹا لائیں اسی قدر حکم کافی ہو اجنبی ایک ساعت میں تمام شہر تاراج ہو گیا اور اکثر شہر کے باشندے مارے گئے دوسرے دن توح کر کے ظاہر موضع شاہنو ازخیمہ گاہ عساکر منصور ہوا اور جو وہاں غلہ تھا تمام لشکر نے آذوقہ اٹھا لیا اور باقی کو حسب حکم تشریف دیا جلا دیا اور جب یہ ثابت اور تحقیق ہوا کہ امیرزا پیر محمد جمانگیر کے اس موضع میں پہنچنے کے وقت مردم تلہبندہ نے فرما بیزاراری نہیں کی امیرشاہ ملک شیخ محمد حکم کے موافق اس شہر میں داخل ہوئے اور لوازم قدر و غضب میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور حکم اور سادات اور شاخ کے سو اکوئی آدمی سالم نہ رہا اور دوسرے دن دہانے کو رخ کر کے آب بہا کے کنارے ظاہر موضع شام نہرا میں نزول فرمایا اور اس جگہ صاحبقران کو خبر پہنچی کہ جسرت بھائی شیخا کہ کرنے دریا کے کنارے وہ نہر آدمی سے پاسے نہایت محکم کیا ہو فوراً غزوہ کو وہاں چھوڑ کر اس طرف روانہ ہوا بجز دہو پونچنے کے میاں میں تے اطراف و جانب سے آب و گل سے عبور کر کے اس جماعت کو پریشان اور بیہوش کیا اور مال و اطفال انکا دستیاب کیا اور موضع شاہنو ازخیمہ میں قلعہ تھا کہ جب قدر لشکر نے چاہا اٹھا لیا اور باقی صاحبقران کے حکم سے جلا دیا اور دوسرے دن دہانے کو رخ کر کے آب بہا سے

عجب رکھا اور ولایت آباد اور رُعب علف اور آؤ و تہمین داخل ہوئے اور احوال میرزا پر محمد جہانگیر کا لٹان کے لینے کے بعد یہ ہو کر جب موسم برسات میں بارش کے سبب سے اکثر گھوڑے فوج کے سقط ہوئے شہزادہ ناچار ہو کر شہر میں داخل ہوا اور کچھ قلعہ کی پناہ میں کھینچا اور اطراف و جوارب کے باشندے شہزادہ کی سپاہ کی پریشانی پر مطلع ہوئے راتوں کو شہر کے کنارے آتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے لہجائے تھے اور شہزادہ متالم اور متفکر تھا کس واسطے کہ لشکر کو دہان سے پیادہ نکالنا دشوار تھا ناگاہ صاحبزادان گیتیستان سعادت و اقبال آب پیادہ کے ساحل پر وارد ہوئے شہزادہ ساتھ اپنے لشکر کے بعض جوہن سے گاؤں سرا اور بعض پیادے تھے آردو کی طرف متوجہ ہوا اور جوہر کے دن صفر کی چودھویں تاریخ کو آنحضرت کی سعادت ملازمت سے مشرف ہوا اور لفافے ہندوستان سے جو کچھ اسکے ہاتھ آئے تھے نظر ہالیوں میں گزرا لہذا صاحبزادان نے سب کو امر پر تقسیم فرمایا اسکے بعد صاحبزادان نے تین ہزار گھوڑے ایک دن شہزادہ کے ہمراہ بیرون کو حرکت فرمائے اور چونکہ شہزادہ نے حاکم بھٹنیر کی شکایت کی تھی صاحبزادان نے اس کا دفع ایہم جانکر دس ہزار آدمی انتظامی ہمراہ لیا قصبہ اجودہن کی طرف بلغار فرمایا اور اجودہن کے آدمی تین گروہ ہوئے ایک جماعت حصا بھٹنیر میں پناہ لگی اور بعضوں نے جلاوطن کیا اور بعضوں نے توکل کر کہ قصبہ اجودہن میں ہتھکڑی کی کسی طرف نہ گئے اور میرٹھور صاحبزادان نے اجودہن میں پہنچ کر شیخ فرید شکر گنج قادیس سرور کی زیارت حاصل کی اور وہاں کے یاس شہزادوں کو امان دیکر بصرہ بھٹنیر روانہ ہوا اور آب اجودہن سے عبور کر کے خالص کولی میں فروکش ہوا اور وہاں سے بھٹنیر بچاس کوس کی مسافت رکھتا تھا بلغار کر کے ایک دن میں وہ راہ دراز طوی اور جو وہ قلعہ مشہورہ ہند سے تھا اور راہ سے دور واقع ہوا تھا اور کبھی لشکر بگنا نہ وہاں نہ پہنچا تھا اس سبب سے آدمی ابوہریر اور دیکھو اور اطراف و اکناف کے اہم مقام میں پناہ لے گئے جس قدر کہ گنپاٹش رکھتا تھا قلعہ میں در آئے اور باقی خندق کے کنارے مقیم تھے پھر صاحبزادان نے تاخت فرما کر وہ مسافت تمام ایک منزل میں قطع کی اور روز جو لوگ کہ قلعہ کے باہر تھے سب کو قتل کیا اور اموال انکا و لیا سے دولت قاہرہ کے تصرف میں آیا اور راجے خلیج جو وہ کھاکھاک صنادید کفار ہند سے تھا اور قواعد سرداری اور قلعہ دہری میں اس سے بہتر کوئی ہندوستان میں نہ تھا اور بہاؤ پناہ نام رکھا تھا کوسلے کہا ور زبان ہندی میں داسے کو کہتے ہیں قلعہ سے برآمد ہو کر شہر کے کنارے صفا راہ ہوا اور سپاہ چغتائی اسپر حملہ آور ہوئی اور اسے شہر میں لپسا کیا اور صاحبزادان نے خود سوار ہو کر شہر کے کنارے طرح جنگ کی ڈالی اور حرب صغیر کے بعد فائق اور غالب آکر مغرب کے وقت شہر کو لیا اور خلق انہوہ تیغ ہوئی اور غنیمت بہت و شہر کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور نقب کھودنی شروع کی و اسے خلیج نے مضطرب ہو کر استغاثہ بلند کر کے بجز اظہار کیا اور ایک سید کو شفاعت کے واسطے بھیج کر ایک دن کی مہلت چاہی کہ دوسرے دن برآمد ہو گا صاحبزادان نے التماس اسکی قبول کر کے سراپردہ میں مراجعت فرمائی اور وہ دوسرے دن وعدہ خلاف ہوا لوگوں نے حکم کے موافق اطراف و جوارب سے نقب کھودنی آغاز کی وہ سری مرتبہ قلعہ بندوں نے برج پر چڑھ کر تعرض و زاری کر کے امان چاہی اور راجے خلیج کا بیٹا قلعہ سے برآمد ہو کر پیشکش کران لایا اور دوسرے دن راجے خلیج بھی ساتھ اتفاق فرج سعد الدین پوتے شیخ شکر گنج کے جو اجودہن سے بھاگ کر وہاں آیا تھا برآمد ہو کر پابوس سے مشرف ہوا اور انواع جانوران شکاری اور تین سو گھوڑے عراقی اور انعام آتشہ ہند پیشکش گزرا نا اور خلعت فاخرہ اور گران مایہ سے سر بلند ہوا اور سیرتیمان شاہ اور امیر اردو واسطے ضبط

دروازہ کے متعین ہوئے کہ مردم اطراف کو جو کہ اس قلعہ میں در آئے تھے کالین اور جسے مسافر کابلی کو جو میرزا پیر محمد
 بھاگپور کے آدمیوں سے بھاگتا قتل کیا ہو نہ کو پہونچا دیں اور باقیوں سے مال مان لیکر ہاکرین چنانچہ جن مردم دیپالپور
 نے مسافر کابلی کو مع ہزار آدمی کے قتل کیا تھا حسب الحکم ان میں سے پانچو آدمی اسی سزائے عمار کو پہونچے اور مسافر
 کابلی نام ایک شخص بھقا الغرض اس سبب سے برابر اور پیرسوالے خلی نے بنیاد فصولی کر کے ساتھ جنگ کی مبادرت کی اور
 صاحبقران نے رائے خلی کو مقید کر کے سکناے شہر سے جنگ کی پھر ایک جماعت درمیان میں آنکر مان طلب ہوئی اور
 امان بائی امیر شیخ نور الدین اور امیر الہ داد تحصیل ڈرامانی کے واسطے شہر میں داخل ہوئے اور مردمان شہر سلمان اور کافر
 نے سخت طلبی ڈرامانی کے سبب سے اپنے تمام دیہات میں آگ افروختہ کی اور اپنی زن و فرزند کو ذبح کر کے جنگ میں
 مبادرت کی اور لشکر منصوبہ سے بہتوں کو ہلاک کر کے آپ بھی قتل ہوئے اور امیر صاحبقران نے اس شہر کو خالی سیاہ کیا
 اور سرستی میں آیا اور باشندگان سرستی کو جو بھاگ گئے تھے تعاقب کر کے سب کو قتل کیا اور تمام اثاثہ انکا لوٹ لیا پھر فتح آہا
 میں آیا چنانچہ مان کے آدمیوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوا اور قلعہ جب اور اہرونی اور توہنہ نے بھی حکم فتح آباد
 کا حاصل کیا اور عراق کو سمانہ کی طرف روانہ کر کے خود نفس نفیس اطراف کے جنگوں کی طرف متوجہ ہوا اور قوم جتان
 سے جو شخص کو راہزنی کرتا تھا تیغ بیدریغ سے اسے زندہ نہ چھوڑا اور ایک جماعت سادات جو ایک موضع میں منتظمت
 رکھتی تھی اس پر رعایت فرمائی اور جب قریہ کھنیل میں کہ سمانہ سے پانچ کوس پر پہونچا تمام شاہزادہ اور مرد حواطہ
 میں غارت کرنے گئے تھے راہ ہائے مختلف سے متوجہ ہو کر اس موضع میں جمع ہوئے اور حکم ہوا کہ سن لبر لشکر
 منصور توروہ واقعہ سے روان ہووے جب اسکے بعد پانی بت میں آیا یہ ارشاد کیا کہ یہاں سے ہماری فوجیں نہ روک
 ہو کر چلیں اور فراوانی صلع کے سبب سے آپ جون سے عبور کر کے دو آب کے درمیان میں آیا اور قلعہ لونی کو بھنگ لے کر
 ہندون کو قتل کیا اور یہ قلعہ لونی درمیان آب ہندن اور جون کے واقع ہوا پہونچن ایک بے عین ہو جسکو سلطان فیروز شاہ
 ہارکب مرحوم نے آب کابلی سے جدا کیا تھا اور اس مقام میں ساتھ آب جون کے اتصال دیا تھا اور اکثر باشندے وہاں کے
 محوس تھے انقصہ اس فتح کے بعد حال آب جہا کے کنارے عمارت جہان نما کے مقابلہ میں بیکر وسادات نزول فرمایا
 اور گزرہائے آب کی نفس نفیس بنایا فرمائی اور امیر سلہان شاہ اور امیر جہان شاہ کو تاخت و تاراج جنوبی کے واسطے بھیجا
 اور خود سادات سوسو اکمل اور جرار لیکر شہر جون سے عبور کر کے جہان نما کی عمارت کے سیریز میں مشغول ہوا اور گزر آب اور
 جاے جنگ کو ملاحظہ فرمایا کہ اس درمیان میں ناصر الدین محمود شاہ اور اقبال خان جب تھوڑے آدمی بانی کے اس
 طرف دیکھے پانچزار سوار اور پیادے اور ستائیس ہاتھی لیکر شہر سے برآمد ہوئے اور امیر صاحبقران کے قزاقوں نے محمد یوسف
 کو کراڑے معتزلی سے بھاڑا اور وہ بھی قزاقی کے واسطے سنکھ ہوا تھا اگر قزاق لائے اور حکم کے موافق آسکی گردن اسی پھر صاحبقران پلٹ
 کر اپنے لشکر میں گیا اور قزاق اسکے تین سو آدمی جو اس طرف تھے جنگ کے واسطے کھڑے ہوئے اور سو جنگ ہوا دروازہ داد لے
 بھی حسب الحکم لکے لکے ملک کے لیے ساتھ دو قشون کے آب سے عبور کیا اور ہیئت اجتماعی شیراندازی میں مشغول ہوئے اور بلخان
 صلاح مساودت میں جاکر پلٹ آئے اور بہادرون نے تعاقب کے ایک جماعت کو پیچھے ہی تھی لکے خون سے زمین نیکیں کی
 اور وہ اٹھی کہ در مان دہلی کا پشت پناہ تھا اسوقت وہاں دوش کے صدر سے لڑ کر مٹا ہوا اور امیر صاحبقران اس امر کو لشکون نیکی
 سمجھے دوسرے دن غزنی لونی سے کدھی کر کے شرقی لونی کے سمت جو دہلی کے مقابل ہر نزول اجماع حلول اقبال فرمایا اور اس کو رتبہ

میں جمیع شہزادے اور تمام سردار پاپیہ سربراہی کے قریب فراہم ہوئے اور امیر جہان شاہ اور دوسرے امر نے عرض
 اقدس میں پہنچایا کہ لب آپ سندھ سے یہاں تک ایک لاکھ آدمی سے زیادہ عساکر منصورہ کے پتھر قہر میں گرفتار
 ہوئے ہیں اور جس دن بادشاہ ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان شہر سے برآمد ہوئے تھے یہ نشاںات اور
 خوشحالی کرتے تھے مبادا بہوڑ جنگ اتفاق کر کے ساتھ لشکر دہلی کے ملحق ہو دیں جو اکثر کافر تھے حکم ہوا کہ چوہدری
 پندرہ برس کا ہوا ہے زندہ بچا نہ رکھیں اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل میں لٹا مل کرے مگر بھی گردن مارین اور مال
 اسکا اس شخص کو ملے جو اس کی عدول حکمی اور تفصیر کی خبر گذارش کرے اس صورت میں اس دن امیر صاحبقران کے
 حکم سے لاکھ آدمی قتل ہوئے اور یہ بھی حکم نافذ ہوا کہ جنگ کے دن دس ہفتے ایک نفر آدھ قین رہے اور چوہدرے
 زن و فرزند صنیہ سن کی محافظت کریں القصہ اخراج تیوری ماہ جمادی الاول کی پانچویں تاریخ کو آب جن سے
 عبور کر کے صحرائے فیروز آباد میں فروکش ہوئی اور خندق عین اپنے اوپر دیکھ کر گامے اور پھینسون کی گردن اور پاؤں
 میں جہم خام باندھ کر اس خندق میں چھوڑا اور چوکیدار اس کے پیچھے شرائط ہوشیار می میں مشغول ہوئے اور ماہ مذکور کی
 ساتویں تاریخ کو یاد جو دیکھ بھرم رضا سواری کی زندگی تھے صاحبقران نے سادست و اقبال سوار ہو کر انصار و جہاں غفار
 و قول کو آراستہ کیا اور سلطان ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان اس امر سے واقف ہوئے اور لشکر دہلی اور ایک سو تیس باغی
 مجموعہ کو مسلح اور کھل کر کے صاحبقران کی طرف متوجہ ہوئے بہادران چھاتی ہاتھوں پر حملہ آور ہوئے اور طرفہ العین میں
 زخمی ہوئے اور فیہا لون کو نگہسار کیا اور ہندوستانیوں نے کم کم مرد میدان ان غازیوں کا ہنا کر راہ گزیر پانی اور سلطان
 ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان نے کچھ لوگوں سے ہزار ہشت اسٹے تین شہر کی طرف روگردان کیا اور صاحبقران نے
 دروازہ تک نگاہی کر کے منظر اور منصورہ پر حوص خاص کے کنارہ نزول فرمایا سلطان ناصر الدین اور ملو اقبال خان
 نے کھنڈے آدھیمون سے آپ کو شہر میں پہنچایا تھا اس شب کو برآمد ہو کر سلطان ناصر الدین گجرات کی طرف روانہ
 ہوا اور ملو اقبال خان بران کی طرف بھاگا امیر صاحبقران نے مطلع ہو کر ایک جماعت کو تعاقب میں بھیجا اور انھوں
 نے کہ بھڑواہ سرسبز السیر کے جا کر بہتوں کو ہلاک کیا اور بیٹے ملو اقبال خان کے کہ ایک سیف الدین نام رکھتا تھا
 اور دوسرا خداداد بیہ دلون گرفتار ہوئے اور صاحبقران میدان عید گاہ میں وارد ہوا سادست اور قصبات
 اور اکابر اور اشراف دہلی ساتھ عورت بساط بوس کے فائز ہوئے اور طلب امان کی عرض ان کی درج قبول
 میں پہنچی جمعہ کے دن مسجد جامع دہلی میں خطبہ بنام مبارک آنحضرت کے پڑھا اور سو اٹھویں ماہ مذکور کو ایک
 جماعت اہل قلم سے دروازہ پر پہنچی ہوئی توجیہ مال امانی کرتی تھی اور چند نفر امرا سے شخص باغبان کے بیٹے شہزادہ
 کے اندر پھرتے تھے اس سبب سے شور و غوغا برپا ہوا اور سپاہی جو کہ غلام اور دوسرے مایکتاج کے واسطے شہر میں
 آئے تھے سب نے ہاتھ عادت کا دراز کیا اور ہر چند کہ امر منع کرتے تھے مفید نہوا اور جو صاحبقران عیش چھوڑے ہیں
 مشغول تھا کسی کو یہ قدرت نہ تھی کہ اس حسنی کو منرو ص کننا اور ہندو فوج نوج اپنے زن و فرزند کو جلا کر جنگاں پر
 آما وہ ہوئے اور امرانے اس قدر کیا کہ دروازے بند کیے تاکہ دوسری فوجیں شہر نہ آئیں قدم نہ رکھیں لیکن اس قدر
 سپاہی شہر میں تھے کہ احتیاج مردم بیرون کی نہ تھی اور صبح تک شور کو تاراج کیا جب صبح ہوئی مردم بیرون بھی ضبط
 اپنا کر کے تمام شہر میں در آئے اور غارت عام ہوئی اہل لشکر کے ہر ایک شخص نے سو نفر سے زیادہ ہتھوڑے کو

اسیر کیا تھا اور مال و اسباب کا حساب نہ تھا اور شرح الراح غنیمت سونا اور چاندی اور ہوا ہر بے تخصیص الماس اور یاقوت اور مروارید جو تکہ قیاس سے باہر تھی قلم انداز ہوئی اور ایک جماعت کثیر اور جم غفیر ہندو سے مسجد جامع میں جمع ہو کر جنگ کرتی تھی امیر شاہ ملک نے ایک جماعت بہادران سے وہاں جا کر اس مسجد کو اس جماعت کے خبیث وجود سے پاک کیا اور بعد وقوع اس قضایا کے جب صاحبقران مطلع ہو اعلان ہتھیار دست اقتدار سے جا چکی تھی اور تاریخ نظام الدین احمد وغیرہ میں مسطور ہے کہ ایک جماعت مال آزمائی تھیل کرتی تھی مردم شہر کی شاق طلبی اور سخت گیری سے سرکشی و انکار کرنے لگے اور چند نفر محصلوں یعنی منزاہ لون کو قتل کیا اس سبب سے آتش غضب آنحضرت کی افزہ خستہ ہوئی سادات اور علما اور شاہ کے سر احکم غارت اور اسیری کا ناقہ فرمایا اور وقت تک یہ امر کسی بادشاہان مثل کو میسر نہ ہوا تھا اور صاحبقران ایک سو بیس ہتھی اور بارہ کرگدن یعنی گنبدہ اور دوسرے جانوران شکاری وغیرہ جو سلطان فیروز شاہ باریک سے دہلی میں تھے انہیں منصرف ہو کر شہر میں داخل ہوا اور جو مسجد جامع دہلی کو سلطان محمد تغلق نے سنگ سے تراش کر تیار کروائی تھی شاہدہ فرمایا اسکے دہلیں گزرا کہ سمرقند میں اسکے مانند تیار کرے چنانچہ دہلی کے سنگتراشوں کو سمرقند کی طرف لہجا کو ایسی مسجد تعمیر کرائی اور اسکے بعد پندرہ روز تک دہلی میں وقف کیا پھر عازم مراجعت ہوا اور کوچ کے وقت ایک جماعت کو قلعین فرمایا کہ سادات اور شاہی اور علما کو مسجد جامع میں محافظت کریں اور خود ساتھ سادات کے روان ہو کر فیروز آباد کی طرف آیا وہاں بہادر نے دو طوطے سفید جن کو کا کا تو کہتے ہیں برسم تحفہ میوات سے بھیجا کہ انہیں اٹھا لیا اور سید شمس الدین ترمذی صاحبقران کی طرف سے جا کر بہادر کو ملازمت میں لایا اور خفا خان نے جو میوات کے پہاڑ میں پوشیدہ تھا ارگاہ میں آنکر نوازش پائی اور وہ حضرت واپسے راہی ہو کر جب پانی پت میں پہونچے امیر شاہ ملک اور ایک جماعت اور امر اکو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کے واسطے جواہرات تملاع ہند سے تھا بھیجا انھوں نے وہاں جا کر خبر بھیجی کہ اس قلعہ کے رہنے والے جنگ پر آمادہ ہو کر کہتے ہیں کہ ترش نہیں خان نے بھی اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا لیکن فتح میسر نہ ہوئی امیر صاحبقران یہ کلام سنکر غضبناک ہوئے اور خود بغیر نفیس تاخت کی اور قلعہ کے نیچے گئے اور اسی لحظہ یعنی جنگ میں اور بعضے سرنگ کھودنے میں مشغول ہوئے جیسا کہ دوسرے دن ہر ایک طرف سے دس گز اور پندرہ گز نقب قلعہ کی طرف پہونچ گئی اور الباس خان ادغانی اور فرزند مولانا احمد تھا تیسری اور ملک صفی کبیر جو کہ قلعہ میں جنگ میں مصروف ہوئے لیکن تھوڑے سے بہادران مثل نے سپر بھیان لگائیں اور بعضے کندہین ڈاکر قلعہ پر چڑھ گئے اور قبل سرنگوں کے پہونچنے سے قلعہ کو متوجہ کر کے امرائے مذکور کو تہ تیغ کیا اور ایک متنفس کو زندہ نہ چھوڑا اور حسب سرنگین تیار ہوئیں لڑائی میں آگ و بیکر برج دو دیوار ہائے قلعہ اڑا کر قلعہ بھٹینر کے مانند اسے بھی خاک سیاہ کیا اور جب ایسی فتح اس سانی سے لشکر منصورہ کی میسر ہوئی صاحبقران کو ہوا لک کے دہلی میں پہونچے اور ان ممالک کو بالکل تاخت تاراج کر کے تباہ کر دیا اور کب گنگ سے عبور کر کے اس مقام میں کہ جہاں اسکا شہر ہے اور سلطان محمود غزنوی بھی وہاں پہونچا تھا گیا اور کفار سے جہاد کر کے آنکے زن و فرزندوں کو اسیر کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر عازم ہند کا عزم ہوا اعلیٰ مسافت کے درمیان میں رتن نام ایک زمیندار کو منسوب کر کے سادو سلب اسکا غارت کیا اور نواح جہوس کے درود تک چند قلعہ اور فتح کیے اور جب جمعہ میں پہونچا وہاں انکار اور حرب پر آمادہ ہو کر مقابل آیا اسے بھی

بضر بن شیر آباد جرح کر کے گرفتار کیا اور امیر صاحب خان کی نصیحت سے اسے مسلمان ہو کر گائے کا گوشت کھایا اور
کے تہ میں شیخا کمر نے اپنے چھوٹے بھائی حسرت کمر کو صاحب خان کے مقابلہ سے بھاگ کر اس سے جالما ٹھانڈا لگانے کا
کے ساتھ مخالفت پر اسے سرزنش اور ملامت بہت کی اور سارنگ خان کے جگس اپنی خواہش سے بلا تو قتل و جرح
کی ملازمت میں حاضر ہوا اور مجلس ہمایوں میں راہ پائی اور نظر التفات اس کے بارے میں ساٹھ اس حد کے ہو گئی
کہ جب لشکر منصور کسی انبوه و جماعت کثیر پر پہونچے اور وہ لوگ اپنے آپ کو شیخا کمر سے منسوب کرتے تو کسی شخص کو
افراد عساکر منصور سے یہ مجال نہ تھی کہ متعرض ہو جب شیخا کمر رخصت حاصل کر کے اپنے مقام میں گیا فرصت پا کر قلعہ لاہور
پر مقصد ہوا اور بے سبب چادہ اطاعت اور اخلاص سے قندم باہر رکھا اور ہندو شاہ خازن سے جو رقم کتاب
کے اجداد سے لکھا اور مولانا عبد الصمد صدر سے جب یہ دونوں ماوراء النہر سے آئے تھے اسے سلوک غیر رضی کیا
اور سوقت امیر صاحب خان نواحی پنجاب میں پہونچے جب بھی سر اطاعت سے پھیر کر ملازمت میں حاضر ہوا اس واسطے
ہٹا ہندوستان اور امیر و قلعہ لاہور کو مسخر کر کے شیخا کمر کو گرفتار کیا صاحب خان نے اس کی گردن باری اور لاہور
اور دہلی اور ملتان کی حکومت خضر خان کے قتل یعنی فرمائی اور خود راہ کابل سے عزیمت صرف کر کے بہر تعلیل روان ہوا
اور دہلی اور سیرمی دو جیسے تک خراب رہے قلعہ لاہور و باہمی اس اطراف میں ظاہر ہوئی اور نصرت شاہ کو ملو تبا خان
کے خوف سے دو آب کے درمیان بھاگ اپنے لشکر کے میرٹھ کی طرف گیا اور عادل خان مع اپنی جمعیت اور جاوید کے
اس سے جالما اور نصرت خان جو کہ اس سے مطمئن نہ تھا مقید کر کے اس کے اسباب پر مقصد ہوا اور دو ہزار سوار سے فرزند
کی طرف آنکر دہلی خراب کو اپنے قبضہ میں لایا اور شہاب خان رنہا لشکر اور دس ہاتھی لیکر اور ملک الہاس مع اپنے کومپوں
کے میوات سے اس کے پاس آئے اور نصرت شاہ نے شہاب خان کو بلو اقبال خان کے قلعہ اور قلعہ کے واسطے برن کی
طرف بھیجا اور اٹھارے راہ میں چند زمیندار ملو اقبال خان کے اغوا سے اس پر شگون لائے اور تیغ بیدار سے اسے
قتل کیا اور ملو اقبال خان ناخست کر کے شہاب خان مقتول کا مال و اسباب لوٹ کر دوبارہ قوی ہوا اور دہلی کی طرف
لشکر کشی کی اور نصرت شاہ تاب اس کی مقاومت کی نہ لاکر میوات کی طرف بھاگا اور ملو اقبال خان از سر نو دہلی خراب کا
حاکم ہوا اور قلعہ سیرمی میں استقامت کی اور ایک جماعت مردان دہلی کے کشمیر جانتان عساکر صاحب خان کے
خوف سے اطراف و جوانب میں بھاگ گئی تھی وطن کی طرف مراجعت کی اور حصار سیرمی کچھ آباد ہوا اور دہلی کہنے کسی وقت
سے اس زمانے تک وہی خراب اور ویران رہی اور نئی دہلی آبادان ترجوی اور ولایت مسیان دو آب
ملو اقبال خان کے تصرف میں آئی اور مالک و حد دست کو شخص کہ جہان بھٹا اپنے قبضہ میں لایا جیسا کہ گجرات کو خان اعظم خان اور
مالوہ کو دلاور خان اور قنوج اور اودھ اور کرٹہ اور چوہدر کو سلطان اشرف خواجہ جہان اور لاہور اور دہلی پور اور ملتان کو جسکے
صاحبان ان سے خضر خان نے اور سمانہ کو غالب خان اور بیانہ کو شمس خان اوحی نے اور کالپی اور جوبہ کو محمد خان بن مالکزادہ
فیروز نے اپنے زیر حکم کیا اور باہم ایک دوسرے پر اعتماد نہ کر کے اپنی جگہ پر دم عقلائی مارے تھے چنانچہ اکثر بادشاہ ازل و بارہ کے
حکم سے دولت اور سلطنت کو پہونچے شرح اس کی عنقریب رقمزدہ ملک تھیں ہوگی اور حامی الاولی کے مہینہ سنہ آٹھ سو
تین ہجری میں ملو اقبال خان نے دارالخلافت دہلی سے بیانہ کی طرف لشکر کھینچا اور شمس خان سے جنگ کی اور غالب آیا
دو ہاتھی اور سامان اسکی شوکت کا قبضہ میں لاکر وہاں سے کھیر کی طرف گیا اور رنہا سے پیشکش بہت لیکر دہلی کے سمت باز گشت

کی اور سنا کہ سلطان اشرف خواجہ جہان جو پور میں فوت ہوا اور اسکا گھنٹہ لڑا بیٹا مارے اصل اپنا نام سلطان مبارک شاہ رکھ کر اس تمام مملکت پر منصرف ہوا پھر ملو اقبال خان نے جاوہی لالہ کی کے بیٹے سنا کہ زمین مبارک شاہ پر فوج کشی کی اور شمس خان حاکم بایاہ اور مبارک خان اور بہادر شاہ نے بھی اسکی ہمراہی کی اور جب قصہ بتیالی میں جو ننگ گنگ کے کنارے واقع ہے پہونچا راسے سید اور اس طرف کے تمام زمیندار اسکے مقابلہ کو آئے اور حرب شہید کے بعد ہزیمت پائی اور ملو اقبال خان نے قنوج میں چاکر چاکر جو بنو اور لکھنؤ میں در آئے لیکن اس طرف سے مبارک شاہ مع لشکر جنگ پر مستعد ہوا چونکہ درمیان دونوں لشکر کے آب گنگا حاصل تھا کسی کو محال عبور ہونوئی اور دو دھیمے تاکہ مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے رہے آخر شمس اکھا ٹکر ہر ایک اپنی ولایت کی طرف راہی ہوئے اور ملو اقبال خان نے درمیان راہ کے شمس خان اور مبارک خان کو بگانی کے سبب سے مل گیا اور شمس آٹھ سو چار ہجری میں سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے ظفر خان کی بیلو کی سے بوجہ ہو کر مالوہ کی جانب گیا تھا اسوقت حسب التماس ملو اقبال خان کے دہلی میں آیا اور بادشاہی روٹی کپڑے پر قناعت کر کے امور بادشاہی میں ملو اقبال خان کے خوف سے عمل نہ کیا اور جو اس سال مبارک شاہ نے چوہو دین وفات پائی ملو اقبال خان ناصر الدین محمود شاہ کو ہمراہ لے کر پھر قنوج کی طرف لشکر کشی ہوا شاہ ابراہیم یعنی برادر مبارک شاہ نے چوہو دے کے تحت پر حملہ اس کیا تھا مع لشکر مشرق ساتھ کمال شوکت و اہبت کے استقبال کیا اور نہ چاہا کہ کچھ حد درجہ سپاہ دہلی سے میری مملکت کو پہونچے اور ناصر الدین محمود شاہ بایں خیال خام کہ جو شاہ ابراہیم خانہ زاد جو مجھے بادشاہ بنا کر خود میرے تخت گاروں کے سلاک میں منتقل ہو گا ایک شب کو شکار کے بہانہ مبارک شاہ ابراہیم کے پاس گیا اور شاہ ابراہیم نے جب معلوم کیا کہ سبب آنے کا کیا عرصہ اصالت سے لوازم ضیافت بھی بجانہ لایا اور ناصر الدین محمود شاہ جیسا کہ آیا تھا اسی طرح پاٹ گیا اور قنوج کی طرف جا کر اس بلوہ پر متصرف ہوا اور وہاں کے حاکم کو جو ابراہیم شاہ کی طرف سے منصوب تھا شہر بار کیا اور شاہ ابراہیم نے چوہو دے کی طرف اور ملو اقبال خان نے دہلی کے سمت ہار گشت کی اور شمس آٹھ سو پانچ ہجری میں ملو اقبال خان بجانب قلعہ گوالیار گیا جو صاحب قرآن کے فزرت میں انیس گنگہ کے قلعہ میں آیا تھا اور بعد فوت جس کے اور اس کے بیٹے کے برم دیوار اجپت کی طرف منتقل ہوا تھا لشکر کھینچا جو کہ وہ قلعہ نہایت استحکام میں تھا اس کی نواح میں تاخت کر کے مراجعت کی اور چند عرصہ بعد پھر اس قلعہ پر لشکر لے گیا اور برم دیو قلعہ سے برآمد ہو کر جنگ میں مشغول ہوا اور اول حملہ میں شکست کھا کر قلعہ میں داخل ہوا اور ملو اقبال خان پرتوہ سابق تاخت کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوا اور شمس آٹھ سو سات ہجری میں دوبارہ آنا وہ کی طرف لشکر کھینچا اور راسے سید اور گوالیار اور راسے جھالا وغیرہ جو آٹھ مین جمع ہوئے تھے ان سے چار دھیمے تک حمایہ کیا اور بعد اسکے پیشکش لی اور کمال جیمزلی و بے انصافی سے قنوج کی طرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمود شاہ حصار میں ہوا اور ملو اقبال خان قلعہ کا محاصرہ کر کر ایک مرتبہ ناصر الدین محمود شاہ سے لڑا کیا لیکن قلعہ کے استحکام سے اسکی تدبیر پیش رفت نہ گئی اور اہم جرم شمس آٹھ سو چار ہجری میں کو ح کے ساندہ کی طرف راہی ہوا اور میرام خان ترک بچہ جو فیروز شاہی خانہ زادوں میں تھا اور مبارک خان کے ساتھ تھا اختیار کی تھی اسوقت ملو اقبال خان کے خوف سے بنیا مقام کے ساندہ سے مراد ہو چھوڑ کر کہ وہ دھور کی طرف راہی ہوا اور ملو اقبال خان نے نوا قتب کیا اور اس پہاڑ کے در سے کے قریب پہونچ کر فوج کشی ہوا آخر حضرت علیہ السلام فرید سید جلال الدین بخاری نے درمیان میں آنکر صلح کروائی اور ملو اقبال خان بہرام خان ترک بچہ کو ہمراہ لیکر ملتان کی طرف

روانہ ہوا تو خضر خان کو دفع کر کے خطبہ اور سکر دہلی کا اپنے نام جاری کر جس وقت تلونڈی میں پہونچا رے داؤد کمال بہیتی اور رے ہیو فرزند رے رنی کو دستياب کر کے مقید کیا اور عہد شکنی سے بہرام خان ترک بچہ کا پوست کچھوایا اور جب اجودہن کے قریب فروکش ہوا خضر خان نے لشکر پنجاب اور دیپالپور اور ملتان کو جمع کر کے استقبال کیا جمادی الاول کی انیسویں تاریخ سنہ مذکور کو جنگ واقع ہوئی اور ملو اقبال حسان کو شکست دی اور جو شامت نقص عہود کی اسکے شامل حال ہوئی تھی گھوڑا اسکا زخمی ہو کر مسرکہ سے باہر نہ اسکا اسلام خان لودھی کے سپاہی اسکا سر کاٹ کر خضر خان کے پاس لائے اور خضر حسان نے وہ سر فتح پور کی طرف کہ اسکا مسکن تھا بھیج کر اسکے دروازہ پر آویزان کیا بیت بہ نقص عہد لیریں مکن کہ چرخ فلک بانیجہ علمت زود در کنار ہند دولت خان لودھی اور اختیار خان نے کہ دہلی میں تھے یہ خبر سکر سلطان ناصر الدین محمود کو قنوج سے طلب کیا سلطان جمادی الاول سنہ مذکور میں ٹھوڑے آدمیوں سے دہلی میں آنکر تخت پر جلوہ گر ہوا اور چونکہ بادشاہی اور اقبال نے فیروز شاہ باربک کے خاندان سے تھے مڑا تھا ناصر الدین محمود شاہ نے ہماٹ پنجاب اور ملتان اور پائے تخت کو متخصن نہ کر کے دولت خان لودھی کو مع لشکر گران بیرم خان کے سر پر کہ وہ بھی ترک بچہ اور خانہ زاد فیروز شاہ باربک کا تھا اور بعد قتل ہونے بہرام خان ترک بچہ کے سمانہ کو تصرف میں رکھتا تھا بھیج کر خود قنوج کی طرف گیا شاہ ابراہیم نے مقابل میں آن کر چند روز سرکہ قتال و جدال کو گرم کیا آخر کو بادشاہ ناصر الدین محمود نے جب جانا کہ یہاں کچھ تدبیر پیش رفت نہ عہدے کی دہلی کی طرف معاہدت فرمائی اور آدمی کہ بادشاہ کی بادشاہ سے قنوج سے کثرت لشکر کشی سے بے تنگ آنکر بادشاہ کی بلا اجازت اپنے قطع کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے یہ خبر سکر آب گنگ سے عبور کیا اور قنوج کو لے کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور کچھ پر کوج جانا تھا یہاں تک کہ لب آب جون تک پہونچا اور چاہا کہ اس سے بھی عبور کرے اس درمیان میں نو خبر ہوئی کہ خان غلام ظفر خان گجراتی نے اب خان والی مندو کو گرفتار کر کے ملک مالوہ پر قبضہ کیا اور اب جوہڑ کے نیچر کی عزیمت رکھتا ہے ابراہیم شاہ شرقی نے اس غزیرت کو فسخ کر کے جوہڑ کی طرف معاہدت کی اور ماہ رجب سنہ آٹھ سو و سول ہجری میں درمیان دولت خان لودھی اور بیرم خان ترک بچہ کے سمانہ سے دو کوس پر جنگ ہوئی بیرم خان ترک بچہ نے شکست پائی اور شہر سرہند میں داخل ہو کر متخصن ہوا اور امان چاہ کر دولت خان لودھی کو دیکھا لیکن اسی عرصہ میں خضر خان اس حدود پر متصرف ہوا اور دولت خان لودھی دہلی میں آیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں سلطان ناصر الدین محمود ملک میرضیا کے سر پر جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے حاکم قصبہ بن ہوا تھا گیا اور ملک میرضیا قلعہ سے برآمد ہو کر مقابل ہوا اور اول ہی حملہ میں شکست کھا کر قلعہ میں بھاگا اور لشکر باں بادشاہ ناصر الدین محمود بھی پیچھے اسکے قلعہ میں داخل ہوئے اور ملک میرضیا قتل ہوا بادشاہ ناصر الدین محمود سنہل کے سمت گیا اور تار خان نے بلا جنگ سنہل کو چھوڑا اور قنوج کی طرف گیا سلطان ناصر الدین محمود اسد خان لودھی کو سنہل میں چھوڑ کر دہلی کی طرف آیا اور سنہ آٹھ سو گیارہ ہجری میں بادشاہ ناصر الدین محمود قوام خان کے سر پر جو خضر خان کی طرف سے حاکم حصار فیروزہ تھا گیا اور وہ قلعہ فیروزہ میں حصار ہی ہوا چند روز کے بعد اس نے اپنے فرزند کو مع پیشکش بسیار بادشاہ کی خدمت میں بھیج کر غدر کیا پھر سلطان مراجعت کر کے دہلی کی طرف گیا اور خضر خان یہ خبر سکر فتح آباد کی سمت آیا اور مردان

فتح آباد کو جو محمود شاہ سے پیوست تھے ایذا دیکر ملک تختہ کو تعین کیا کہ دو آب پر جو سلطان کے تصرف میں تھا
 تاخت لاوے اور خود سنہ مذکور میں رہنک کے راستہ سے دہلی میں آیا بادشاہ ناصر الدین محمود عجل اور شجاعت سے
 چند ان بہرہ نہ رکھتا تھا نیز وزیر آباد میں حصار ہی ہوا اور خضر خان نے چند روز اس کے محاصرہ میں قیام کیا پھر غلہ اور علف کی
 نایابی سے بغیر مفتوح ہوئے قلعہ کے فتح ہو کر کی طرف گیا اور سلسلہ سبزی میں ہیرم خان ترک بچہ خضر خان کے ساتھ ہی لہٹ
 کر کے دولت خدان کے پاس جو دریا سے جون کے کنارے مقیم تھا گیا اور اپنے اہل خیال کو سپاہ پر بھیجا اور خضر خان نے
 تعاقب کیا جب دریا سے جون کے ساحل پر پہونچا ہیرم خان پشیمان ہو کر ازراہے عجز پھر خدمت میں خضر خان کے آیا اور
 جن پر گنوں سے کہ اسکی جاگیر میں تھے پھر منقر ہو اور سلسلہ آٹھ سو تیرہ سبزی میں خضر خان ملک اور بس پر جو محمود شاہ کی
 طرف سے رہنک کا حاکم تھا گیا ملک اور بس نے قلعہ رہنک میں محسن ہو کر چھ بیٹے جنگ قائم رکھی مگر عاجز ہو کر
 اپنے بیٹے کو بھیجا مبالغہ پیشکش کر کے بیعت کی اور خضر خان سنان کے راستہ سے فتح ہو گیا پھر سلسلہ آٹھ سو چودہ سبزی
 میں خضر خان رہنک کی طرف کہ محلہ دلائیات بادشاہ ناصر الدین محمود سے مختار وادہوا الملک اور بس اور مبارز خان نے
 استقبال کے کے ملازمت کی انھیں نظر عنایات اور التفات گرامی سے سرفراز کر کے قصبہ نارنول کو جو قلعہ خان
 اور مبارز خان کے تصرف میں تھا غارت فرما کر دہلی میں آیا اور سبزی کے قلعہ کو جس میں سلطان ناصر الدین محمود
 بند ہوا تھا محاصرہ کیا اور اختیاریاں جو فیروز آباد میں رہتا تھا سلطان ناصر الدین محمود کا ادبار اس کے چہرہ
 حال سے مشاہدہ کر کے خضر خان سے جا ملا اور اسے اٹھا کر فیروز آباد کی طرف لے گیا اور ولایت میان دو آب کو ضبط
 کر کے نہ چاکر ایک دراندغلہ اور تاذ و قہ کا دہلی میں پیوستے لیکن جو بادشاہت سلطان ناصر الدین محمود کے چند روز باقی تھے
 اس مرتبہ بھی اساک باران ہو کر ایک محط طرفہ ولایت دو آب کے درمیان لگا ہوا اور خضر خان محاصرہ سے
 دست کش ہو کر فوج کی طرف گیا اور سلطان ناصر الدین محمود ماہ رجب میں کھیتل کی طرف سوار ہو کر نکلا میں مشغول
 ہو اور مراجعت کے وقت ذلیقعدہ کے سینے میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر اسی سینے میں مر گیا چنانچہ اس تاریخ
 سے دہلی کی بادشاہی ترکون کے سلسلہ سے جو غلام شہاب الدین غوری اور دہلی اس کے غلاموں کے تھے منقرض ہوئی
 مدت سلطنت ناصر الدین محمود شاہ باوصف اس تمام تر زلزل اور انقلاب کے جس برس اور دو سینے تھی اور اس
 انتقال کے بعد امرانے دولتخان لودھی سے بہت کی خطبہ اور سکے دہلی کا ماہ محرم سلسلہ آٹھ سو سولہ سبزی میں اس کے نام چلا
 گیا اور ملک اور بس اور مبارز خان خضر خان سے برگشتہ ہو کر اس سے حاکم اور دولت خان لودھی اسی ماہ جلوس
 میں کھیتل کی طرف سوار ہوا اور اسے نہ سکھ اور تمام زمینداروں نے حاضر ہو کر ملازمت کی اور جب قصبہ بیتالی میں پہونچا
 مہابت خان بدایونی نے آنکر دیکھا اور اس عرصہ میں خبر پہونچی کہ ابراہیم شاہ شرقی نے قادیان بن محمد خان
 کو کاپی میں محاصرہ کیا ہے جو قلعہ نونج کے سبب ابراہیم شاہ شرقی سے تاب مفادمت نہ رکھتا تھا دہلی میں پہونچا
 آیا اور خضر خان جو ہمیشہ ایسے کہیں گاہ کا جو یا تھا عازم تسخیر دہلی ہوا اور ساٹھ ہزار سوار اطراف سے فراہم کر کے
 باد ذی الحجہ سنہ مذکور دہلی میں پہونچا اور دولت خان لودھی کو قلعہ سبزی میں قلعہ بند کیا اور چار سینے کے بعد
 حصار ہی مضطرب ہوئے چنانچہ دولت خان لودھی نے بریج الاول کی بندھو میں تاریخ سنہ آٹھ سو تیرہ سبزی
 میں قلعہ سے برآہ ہو کر خضر خان کی ملازمت کی اور گرفتار ہو کر فیروز آباد میں محبوس ہوا اور پھر قصاصی القی سے

مرگیا مدت جنگی سلطنت کی ایک برس اور تین جینے تھی۔ ذکر ایالت سید خضر خان بن ملک سلیمان کا تھا
 طبقات محمود شاہی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی خضر خان کو خاندان حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 منسوب کر کے سید کہتے ہیں اور وہ بیٹا ملک سلیمان کا بیٹا اور ملک سلیمان منہ بولا بیٹا ملک مردان دولت کا تھا جو کہ
 اور اسے کبار سلطان فیروز شاہ باریک سے ہوا اور ملک مردان دولت جب حکومت ملتان میں فوت ہوا اور حکومت ملتان
 اس کی لیسر صلیبی ملک شیخ کو مفوض ہوئی اور وہ بھی اسی عرصہ میں قضاے الہی سے مرگیا ملک سلیمان جو دعویٰ سیادت
 کا کرتا تھا حاکم ملتان ہوا اور اس کے بعد خضر خان سلطان فیروز شاہ باریک کے حکم سے ملتان کی حکومت پر سرفراز
 ہوا اور جیسا کہ گذرا جب سارنگ خان غالب آیا اور اسے ملتان کی حکومت سے محروم کیا اور وہ بعد فتح دہلی
 صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسن اخلاص اور نیک عقیدت کے سبب سے پھر ملتان اور پنجاب کی
 حکومت پر سرفراز ہوا اور آنحضرت کے مین عنایات سے آخر کو دہلی کی سلطنت پر فائز ہوا اور خلق اللہ سے محکم ہو کر
 مذبذول کیے اور جو صاحب تاریخ مبارک شاہی نے دلیل قوی اس کے سیادت پر لکھی ہو نقل اسکی مصنف نے
 اپنے اوپر واجب جانی تاکہ ناظرین اور افاضی ہذا اور خلق اللہ پر خضر خان کی صحت نسب ظاہر ہووے اول یہ
 کہ ملک سلیمان اس کا باپ جس وقت کہ ملک مردان دولت کی خدمت میں رہتا تھا ایک مرتبہ سید اسادات محمد
 سید جمال الدین بخاری قدس سرہ نے ملک مردان دولت کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اور جب طعام لائے ملک
 سلیمان قبیل اس کے کبھی دعویٰ سیادت کا نہ کرتا تھا بطور اور خدمتگاروں کے طشت اور آفتابہ ہاتھ دھوئے
 کے واسطے لایا ان سید نے فرمایا کہ اس سید کو اس خدمت میں رکھنا گستاخی ہو پس جب یہ بات اہل صلاح کی زبان
 پر گزری یقین ہو کر وہ سید ہو گا دوسرے یہ کہ اخلاق اور اطوار خضر خان کے مثل سخاوت اور سخاوت اور حلم
 و تواضع اور صلاح و تقویٰ اور صدق و رحم ساتھ اخلاق اور اوصاف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی شباهت تمام رکھتے تھے اور یہ بھی دلیل سیادت کی ہو القصہ خضر خان نے ملک تحفہ کو تاج الملک خطاب دیکر
 منصب وزارت پر سرفراز فرمایا اور عبدالرحیم منہ بولے بیٹے ملک سلیمان کو ساتھ علاء الملک کے مخاطب کر کے انقطاع ملتان
 اور فتح پور غنایت فرمائے اور اختیار خان افغان کو شہداری میان دو آب کی دی اور سید سلیم کو سرفراز کر کے خطا بنوا
 اور نربہ اور دیگر اقطاع خوب کرامت فرمائے اور اسی طرح سے اپنے جمیع احوال انصاف کو ساتھ خطاب و انتفاع کے
 مخاطب کیا اور ابتدا میں سکھ اور خطیب امیر بنو رہا حقیق ان کے ہم مبارک سے ملتان اور دہلی میں بنام میرزا شاہ مرخ
 کے جاہری رکھا لیکن آخر کو ایک خطبہ خضر خان کے نام کا لیا کر دعا کرتے تھے اور اکثر سنو ات میں پیشکش لائیں
 میرزا شاہ مرخ کے واسطے بھیجتا تھا اور پہلے سال تاج الملک کو باسباہ آراستہ کھنیتر کی طرف بھیجا اور آٹھ
 دریا سے جون اور گنگ سے عبور کر کے ولایت کھنیتر پر تاخت کی اور اسے زنگیہ و من کاراجہ بھاگا کر کوہستان
 میں بنائے لگیا پھر اس نے پیشکش بہت دیکر رعیت چوٹا اختیار کیا اور حمایت خان حاکم بد اوٹن نے بھی
 آن کر ملازمت کی اور تلج الملک نے دیان سے کھوڑا اور کینل اور چند دار میں جا کر مال و اسباب اور خراج چند
 سال کا لیا اور جالیسر کو چند دار کے راجہ جون کے تصرف سے برآورہ کر کے اٹا وہ کے ممت گیا اور وہاں
 مقتدموں کو گوشال اور تادیب قرار واقعی کی اور نظام اس مالک کا کر کے دیان کی طرف مراجعت فرمائی اور

جمادی الاول سنہ مذکور میں خبر پہونچی کہ جماعت ترکوں کی جو قوم بیرم خان ترک بچے سے تھی ملک سدھو کو کہ شاہزادہ مبارک خان کی طرف سے حاکم سرحد تھا قتل کر کے اس حدود پر منتقر ہوئی یہو خضر خان نے زیرک خان اور ملک داؤد کو مع لشکر گران ان کے سر متعین کیا اور جماعت ترکان آب ستلج سے عبور کر کے پہاڑ میں در آئی اور زیرک خان تعاقب کر کے پہاڑ پر پہونچا چونکہ تمام پہاڑوں و لایت کے ساتھ پاٹوں نگر کوٹ اور اس نواحی کے متصل ہیں اور مسافت میں چند زمیندار غلبہ کر کے اپنے منتقر ہوئے تھے اور فوت تمام پیدا کی تھی ناچار زیرک خان اور ملک داؤد نے ہر چند ان کے اخراج میں کوشش کی کچھ فائدہ نہوا اور ۱۸ آٹھ سو بیس بھری میں یہ بھری ہوئی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی ناگور کی طرف آنکڑا کی سیخ کا ارادہ رکھتا یہو خضر خان بہت اٹکی دفع پھین کر کے اس طرف روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی اس کے پہونچنے تک توقف مناسبہ دیکھ کر اودہ کی طرف راہی ہوا اور خضر خان جب جالور میں پہونچا ایسا خان حاکم شہر نو مسلم لیووس جہان کہ بنا لے سلطان علاء الدین خلجی سے یہ ملازمت کر کے سفر فرما ہوا اور خضر خان کو الیہا تک جا کر ہانکے راہاؤں سے مال مقرر می لیکر میاں کی طرف آیا اور پھر کویم الملک یعنی شمس خان اوحدی کے بھائی سے بھی خراج لیکر دہلی میں آیا اور سنہ ۱۸ آٹھ سو بیس بھری میں خبر ملک طخاے ترک کی فتاوت کی کہ ان دنوں سردار قاتلان ملک سدھو ہوا تھا پہونچی زیرک خان حاکم سدھو مع فوج کثیر آگئی سرکوبی اور تدارک کے واسطے تعین ہو احب فریب پہونچا باغیوں نے کہ قلعہ سرحد کو محاصرہ کیا تھا اپنے متین پہاڑ کی طرف کھینچا اور ملک کمال الدین جو قلعہ میں تھا سخت پکڑ پکڑی کے سمت گیا اور زیرک خان نے مخالفوں کا بچا کیا جب قصبہ پال میں پہونچا ملک طخا نے انقباض کر کے پیشکش دینی قبول کی اور اپنے فرزند کو گرو دیکر ملک سدھو کے قاتلوں کو کرمہ اس فساد کے بچنے اپنے سے ہوا گیا اور زیرک خان حالندہ اس کے سپرد کر کے سانہ کی طرف گیا اور ملک طخا کے بیٹے کو مع پیشکش خضر خان کی خدمت میں روانہ کیا اور ۱۸ آٹھ سو بیس بھری میں خضر خان نے تاج الملک کو راے درسل یعنی کھنڈ کے راجہ کے تدارک کے واسطے بھیجا جب لشکر لے آگنگ سے عبور کیا نہ سنگھ لایت خالی کر کے جنگل ٹوڑیں در آیا اور جب تھوڑے لشکر شاہی نے جنگل میں آگئی تلاش کی بھاگ گیا اور گھوڑے اور ہتھیار راہ تمام ہباب کا فوج کے ہاتھ آیا اور لشکر کشا درنہاں کھا بھیا کیا اور غنیمت بہت و سنیاب جو بی پانچویں دن لشکر میں ملتی ہوئے اور تاج الملک لایت کھنڈ کو تاخت تاراج سے خراب کر کے پراؤن میں آیا اور اب گنگ سے عبور کیا اور نہایت خان حاکم بدراؤن کو کو ناصر الدین محمود شاہ کے اورے بزرگ سے خطا خدمت دی اور خود اٹا وہ کی طرف آیا راے سیرانا و ہرچھن ہوا اور تاج الملک نے ولایت اٹا وہ کو تاراج کیا آخر صلح پر قرار دیا پیشکش لی اور دہلی میں آیا پھر سنہ مذکورہ میں خضر خان نے کھنڈ کے مفسدون کی تنبیہ کے واسطے عربیت کی پہلے ولایت کو گنگوٹھال دیکر اب گنگ سے عبور کیا اور پہونچا کو خراب کر کے بازگشت کیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکورہ میں بدراؤن کی طرف عنان عربیت معطوت فرمائی اور بتیالی کے نزدیک اب گنگ سے عبور کیا اس سب سے حمایت خان کے لیکن ایک ہراس نے راہ پائی اور بدراؤن ہرچھن ہوا اور چھوٹے جینے محاذ اور محاربہ میں ہر کسی اس درمیان میں بعضی امر مثل قوم خان و خضر خان لودھی اور خانہ زادان محمود شاہی نے جو دولت خان لودھی سے جدا ہو کر خضر خان کے شریک ہوئے تھے غدر کا اندیشہ کیا خضر خان اس امر سے واقف ہو کر محاصرو سے دست کش ہوا اور دہلی کی طرف ہٹ گیا اٹا وہ میں جمادی الاول کی آٹھویں تاریخ سنہ ۱۸ آٹھ سو بیس بھری میں اب گنگ کے ساحل پر انھیں کسی ہانہ سے ایک مجلس میں بلا کر سب کی گردنوں

اور جب دہلی میں داخل ہوا یہ خبر سنی کہ راجپوتوں کے قریب ایک شخص نے ایک سارنگ خان لکھا رکھا ہے اور وہاں کثیر لشکر ہے
 فراہم ہوئی حالانکہ سارنگ خان ان دنوں میں کہ جب امیر صاحبقران ہند میں آیا تھا فوت ہوا تھا خضر خان نے سلطان
 لودھی کو مخاطب باسلام خان کو جو حاکم ہند کا تھا اس پر نصیحت کیا اور سارنگ خان جعلی نے استقبال کر کے حوالی سر ہند میں
 آتش حریہ کی اور شکستہ پاک کو ہستان میں در آیا سلطان شہ لودھی اس کے نقاب سے دست کش ہوا اور خضر خان کے
 حکم کے موافق ملک طغاسے ترک امیر جالندھر اور زبیر خان بہر سہا اور ملک خیر الدین حاکم میان دو آب سے لشکر عظیم
 اسلام خان کی کمک کو آئے جبکہ سارنگ خان جعلی قلب جگہ میں چھپا تھا چارلٹ کراپنے مقام میں ہر شخص نے قرار کیا اور
 آٹھ سو تیس ہجری میں سارنگ خان جعلی کوہ سے برآمد ہوا اور بعد حمد بیان کے ملک طغاسے جا ملا اور ملک طغا
 ملک و مال و مرد و ات کی طمع سے اسے ہلاک کر کے خضر خان سے باغی ہوا اور قادیان سر ہند کو محاصرہ کر کے تاخت و تاراج کیا اور ہرجا
 منصور پور اور پائل تک پہنچا اور خضر خان نے ملک خیر الدین اور زبیر خان کو سپہ سالار فرمایا اور ملک طغاسے جنگ کر کے
 شکست پائی اور لوہاؤں کے قریب بستیج سے عبور کر کے ولایت جہت بھائی شیخا کہکرمین در آیا زبیر خان نے ولایت جالندھر
 جاگیر پائی ملک خیر الدین دہلی کی طرف ہٹ گیا اور ستر ستر تیس ہجری میں خضر خان نے بیوات کی طرف تاخت کی چنانچہ
 بعضے بیوات میں آئے مگر ملازمت کی اور بعضے کو ٹاہن ہوا و ناہر میں مقیم ہوئے جب کام پور سخت ہوا قلعہ سے برگرد ہو کر سپاہ
 میں در آئے اور خضر خان نے قلعہ کو طے کر لیا ویران کیا اور اس وقت تاج الملک نے وفات پائی وزارت اس کی بڑے بیٹے ملک اندر
 سکندر پر مقرر ہوئی اور خضر خان وہاں سے گواہا گیا اور پیشکش لیکر آٹا وہ کی طرف تاخت کی اور چورائے میر مر گیا تھا اسکے بیٹے سے
 پیشکش لی اور مرلیض ہو کر ساتھ کوچ متواتر کے دہلی کی طرف پہنچا اور جادوی الاول کی سترھویں تاریخ سنہ مذکور میں درون
 کی طرح اس جہان ناہر سے درگزر امت اس کی سلطنت کی سات برس اور چار مہینے تھے اور وہ بادشاہ عادل اور عادل اور
 کریم اور صادق القول تھا خلافت اس سے رہی اور شاہ کھٹی اس سبب سے خود و بزرگ نر کر اور غیر نوکر اسکے ماتم میں بیٹھے
 اور جامہ سیاہ پہنا اور ہر رویت صبح میں روز کے بعد ماتمی کپڑے دور کیے اور اسکا بڑا بیٹا مبارک شاہ تخت سلطنت پر
 متمکن ہوا و کر سلطنت بادشاہ مغر الدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضر خان کا جب خضر خان نے آٹا سے جن
 میں دریافت کیا کہ میں اس عارضہ سے جان نہ تو گنا قوت سے تین روز پیشتر اپنے فرزند ارجمند مبارک خان کو ولیعہد کیا اور
 مبارک خان نے اپنے باپ کی رحلت کے بعد اور ایک روایت میں تیسرے دن ساتھ اتفاق ملک اور اکابر کے تخت
 پر پر جلوس کیا اور اپنا نام مغر الدین ابوالفتح سلطان مبارک شاہ رکھا اور ملک اور ملک اور اکابر اور مشائخ کو جاگیر میں
 اور وٹیلے مقرر فرمائے اور بعضے کا مشاہرہ اضافہ کیا اور اپنے بھتیجے ملک بدر کو فیروز آباد اور ہنسی عنایت کر کے
 صاحب جاہ و شہت کیا اور ملک رجب بن سدھوی ناہر کی کو فیروز آباد اور ہنسی کا حاکم تھا و پاپور اور پنجاب کا ولی کیا
 اور ماہ ہجادی الاول سنہ آٹھ سو تیس ہجری میں سلطان علی بادشاہ کشمیر طے میں گیا اور مراجعت کے وقت جو کہ جمیت
 قلیل اور متفرق تھی جسرت کہکرم جو بعد قتل ہونے اپنے بھائی شیخا کہکرم کے صاحب قبیلہ اور خویش ہوا تھا سوارہ اسکا
 ہوا اور حرب اور ضرب کر کے علی بادشاہ کو زندہ دستگیر کیا اور غنیمت بحساب دستیار کر کے مغر ہوا اور خلل نے
 اس کے باغ میں راہ پائی دہلی کے قریب کی فکر میں بڑا اور ملک طغاسے ترک کر کے قبل اسکے ہند سیاہ دہلی سے کوہستان میں
 بھاگا تھا اپنے پاس بلا کر امیر الامرا کر کے لاچور اور پنجاب و قصبہ ہند ہوا اور لاچور کو ویران اور برباد کر کے اب بستیج

سے عبور کیا اور قلعہ تلونڈی کو اسے کمال سے تعلق رکھتا تھا غارت کیا اور اسے فیروز زیندار وہاں سے بھاگ کر
 جون کی طرف گیا اور جسرت لودیانہ کی طرف آیا اور وہاں کے سرحد تک ناخت کر کے پھر آب ستلج سے عبور کیا اور جالندھر
 کے قلعہ کو محصور کیا اور زیرک خان حاکم وہاں کا حصہ ہو کر مجاہدین مشغول ہوا جس نے از روئے فریب دروازہ صلح کا
 کھٹکھٹایا اور اتر کر کیا کہ زیرک خان جالندھر خالی کر کے ملتان کے سپرد کرے اور ملتان کے بیٹے کو مع پیشکش لائق مبارک شاہ کی
 خدمت میں بھیجے پس شہر جادی الاخر ۸۲۴ھ میں سو چوبیس ہجری میں زیرک خان حصار جالندھر سے برآمد ہو کر تین کوس پر
 لشکر جسرت سے آب سرتی کے ساحل پر فرار ہو گیا اور دوسرے دن جسرت نے نقص عہد کر کے زیرک خان پر نفلت کیا
 اور اسے دستگیر کر کے پھر لودیانہ میں آیا اور بیسویں ماہ مذکور کو سرہند میں پہنچا اسلام خان حاکم سرہند کا حصہ تھا سلطان
 مبارک شاہ یہ احوال اپنے دل میں سمجھ کر ماہ رجب سنہ مذکور میں باوجود یرسات کے دہلی سے برآمد ہوا جب سرہند کے
 اطراف میں پہنچا جسرت لودیانہ کی طرف گیا اور زیرک خان اسکی قید سے بھاگ کر سنانہ میں بادشاہ سے جا ملا اور
 سلطان لودیانہ کی طرف روانہ ہوا اور جسرت نہر ستلج سے عبور کر کے اسی پار بادشاہ کے لشکر کے مقابل فرار ہو گیا
 چونکہ کشتیاں جسرت کے قبضہ میں آئیں تھیں اور آب دریا طبعانی پر تھا سلطان مبارک شاہ نے وہاں توقف
 فرمایا اور جب میل طلوع ہوا اور پانی دریا کا اتر گیا کوچ کر کے قبول پور کی طرف فٹکی کی راہ سے کمرہ سال بھر
 روانہ ہوا اور جسرت بھی جسارت کر کے اسی طرف آہٹ ہنر کے کنارے سے جاتا تھا اور ہر روز لشکر سلطان کے مقابل فرار ہو
 جاتا تھا یہاں تک کہ گیارہ مہینہ شوال سنہ مذکور میں ملک سکندر رتھہ وزیر الممالک اور زیرک خان اور محمود حسن اور ملک
 کالو اور دوسرے امرا سلطان کے حکم کے موافق ہا لشکر کثیر اور چھ زنجیر خیل کے ناخت زن ہوئے اور اسی مقام سے جہان فریا
 پایاب بھاگتا ہوا گیا اور بادشاہ نے بھی اسے عبور کے بعد اترنا شروع کیا اور جسرت تاب مقادرت نہ لاکر بلا جنگ بھاگا اور فوج
 سلطانی نے بھیجا کیا اور اس کے احوال اور انصار مبشارتہ تیغ کیے اور مال اور شائع اور ساز و صلب اسکا تمام غارت کیا اور جسرت
 بحال مغلوکان آب جناب سے اتر کر کوہستان میں آہار اے بحیم مقدم جو نے ملازمت کے واسطے حاضر ہو کر سلطان کی رہبری کی
 اور میل کی طرف کر حکم ترین جا رہا ہے جسرت سے بھاگے گیا جسرت دوبارہ بھاگا پھر اس کے پڑ ہی قتل ہو گیا اور کچھ وہاں
 رکھتا تھا غازیان اسلام کے ہاتھ آئے سلطان مبارک شاہ ماہ محرم ۸۲۵ھ میں سو چوبیس ہجری میں لاہور میں آیا اور غارت لگی
 جو دیران ہوئی تھی از سر نو تعمیر کر کے آباد کیا ملک المشرقی حسن کو وہاں کا حاکم کیا اور سہتہاد و حصار دارری کا بندوبست کر کے دہلی
 کی طرف مراجعت فرمائی اور جسرت نے سلطان کے دربار میں آنے کے بعد فرصت پائی اور جمعیت فراہم کر کے لاہور کے قلعہ کے
 متصل آیا اور قریب درگاہ میر حسن زنجانی قایم سرہ کے فرار ہوا اور قلعہ مذکور کو ایک مہینہ پانچ روز محاصرہ کر کے چند مرتبہ قلعہ پر دھاوا
 کیا مگر کچھ کام نہ کیا ناچار کلا نوری کی طرف گیا اور بقصد انتقام کے اسے بحیم پرتاخت لایا اور جنگ کر کے ہرا دیا اور اسے
 بیاہ کے کنارے ہٹ کر لشکر جمع کرنے میں مصروف ہوا اس عرصہ میں ملک سکندر رتھہ جو دہلی سے ملک محمود حسن کی کمک کو تین ہوا تھا
 لڑی گھاٹ پر پہنچا اور ملک رجب حاکم دیپ پور اور اسلام خان لودھی حاکم سرہند ساتھ اس کے ملحق ہوئے اور جسرت کو قوت
 متقاومت نہ رہی آب جناب اور راوی سے عبور کر کے کوہستان میں پناہ لے گیا اور ملک سکندر رتھہ ماہ شوال کے بارہویں تاریخ
 سنہ مذکور میں لاہور میں آیا اور ملک محمود حسن اسکا استقبال کر کے اسکا مقدم گرامی کھا اور ملک سکندر رتھہ بھی اوی کے کنارے
 سے کلا نوری کی طرف گیا اور جب جو کی سرحد پر پہنچا راے بحیم خدمت میں حاضر ہوا اور جسرت مقام میں لگان رکھتا تھا

کہ لکھنؤ شہید ہوا اور لشکر لیجا کر قتل کیا اور مالک سکندر رتھ لاپور سے پھر اور مسوقت سلطان مبارک شاہ کا فرمان پہنچا کہ مالک مجموعین جالندھر میں جا کر استغداد اپنی صورت کرے اور دہلی میں آوے اور مالک سکندر رتھ لاپور میں مقیم رہے اس کے اس حدود کا انتظام کرے اور ۱۱۳۵ھ آٹھ سو چھپیس ہجری میں سلطان مبارک شاہ نے منصب وزارت کا مالک سکندر رتھ سے لے کر سردار الملک کو دیا اور کفار متروک کی تادیب و تنبیہ کے واسطے بھیجا اور خود بھی اسکے پیچھے سے نکلا لکھنؤ میں داخل ہوا اور بلج و خراج و ہائیکے مقدموں سے لیکر متروکوں کو سزا دی اور اس جگہ مہابت خان امیر بدایوں نے کہ حصار میں ہو کر حشر خان سے لڑا تھا ملازمت کی اور سلطان کے فرمان کے بموجب آب گنگ سے عبور کر کے ولایت جماعت اور اٹھارون پر تاخت لایا اور بہت بند سے دستگیر کیے اور چیراچہ اٹاواہ کہ خدمت میں سلطان مبارک شاہ کی حاضر آیا تھا اسل آگ لگنے سے اس وقت سے بھاگ کر ولایت اٹاواہ میں آیا اور سپاہ سلطانی نے اسکا تاقب کیا اگرچہ اسے شاپا لیکن ولایت اٹاواہ میں داخل ہو کر مرگم تاخت و تاراج سے کوئی دقیقہ بچھڑا سلطان مبارک شاہ خود کراچی کے قلعہ میں تمام اٹاواہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کاراچہ بہت اچھوتوں سے قلعہ میں در آیا سلطان مبارک شاہ اسکی محاصرہ میں مصروف ہوا جب کام اسپر تنگ آیا عاجز ہو کر دوسری مرتبہ اپنے فرزند کو ملازمت کے واسطے بھیجا اور پیش وافر دیکر مبارک شاہ کو دہلی کی طرف روانہ کیا اس درمیان میں ملک محمود حسن خدمت میں پہنچا ساتھ منصب بخشی گئی کے کوس فرما دین عارضی کہتے تھے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اس سال درمیان جسرت اور اسے بھیج کے جنگ واقع ہوئی اور اسے بھیج قتل ہوا اور اس کا مال و اسباب بہت جسرت کے ہاتھ آیا اور قریب دس بارہ ہزار لکھ کر کے اپنے پاس قراہم کیے اور پھر بقصد بادشاہی لاہور اور دہلی کے متردد ہوا اور دیا پور اور لاہور کے اطراف پر تاخت لاکر مال بہت حیفہ میں لایا اور مالک سکندر رتھ نے ارادہ اس کے دفع کا کر کے آب چناب سے عبور کیا لیکن کچھ کام اور تندرست بن آئی ناچار پلٹ آیا اور جسرت ولایت لکھنؤ کے درمیان میں جا کر خیل و حشم کی ترنیم اور آراستگی میں مشغول ہوا اور امیر شیخ علی کے ساتھ جو ایک امراء میرزا شاہر رخ سے تھا اور کابل میں اقامت رکھتا تھا آشنا ہوئی اور خصوصیت کا طریقہ لکھ کر اسے سیوستان اور بیکر اور پٹھان کے تاخت کے واسطے ترغیب اور ترغیب کی کسٹ ف سے زور شاہ دہلی پر پہنچا کر خود شاپا مقصد داخل کرے اسوقت ملک علار الدین حاکم ملتان نے وفات پائی اور کواڑہ امیر شیخ علی کی آمد کا منتظر ہوا سلطان مبارک شاہ نے بے توقعہ درنگ ملک مجموعین کو اقطاع ملتان اور بیکر اور سیوستان دیکر بالمشکر آراستہ اس طرف بھیجا اور جو مان جا کر قلعہ ملتان کو جو امیر صاحبقران کے صدر سے خراب ہوا تھا مرمت کر کے لشکر اطراف و لواحق کو جمع لایا اور مستعد جنگ بن گیا اور اسی سال جب سلطان ہوشنگ الی مالوہ نے بقصد تسخیر قلعہ گوایا کو محاصرہ کیا سلطان مبارک شاہ اس قلعہ کے باشندوں کی حمایت کے واسطے روانہ ہوا اور جب بیابان میں پہنچا معلوم ہوا کہ امیر خان بن داؤد خان بن مس خان حاکم بیابان نے اپنے چچا مبارک خان کو قتل کر کے بیابان کو خراب کیا ہوا اور بقصد مخالفت پہاڑ پر قلعہ بند ہوا اور مبارک شاہ نے اس پہاڑ کے دامن میں نزول فرمایا بعد اسل و مسائل امیر خان نعتہ خراج ہر سال کے لوازیم اطاعت بجا لایا اور سلطان مبارک شاہ و ہائیکے گوایا کی طرف گیا اور سلطان ہوشنگ جیل کے گھاٹ کو روک کر فرکوش ہوا تھا اور مبارک شاہ نے بوسر گھاٹ پیدا کر کے عبور کیا اور لیٹنے اترنے جو مقدمہ لشکر دہلی تھے سلطان مالوہ کے اطراف کے اردو کو غارت کیا اور ایک جماعت کو پیش کو اسے کیا اور جو ہندی سلطان تھے انکو مبارک شاہ نے زندان ستم سے رہائی بخشی اور جب سلطان ہوشنگ نے زنجیر خیل کو حرکت دے کر پیشکش

لائی بھیجی اور دھار کی طرف پھر اسبارک شاہ نے آجینیل کے کنارے توقف کیا اور خراج بوجہ بنام قانون منظم آگس
دیوار کے زمینداروں سے لیکر ماہ رجب ۸۲۷ھ آٹھ سو ستائیس ہجری میں دہلی میں آیا اور ۸۲۸ھ آٹھ سو اٹھائیس ہجری میں
کھنیت کے سمت حرکت کی ترنگور کے کھنیت نے آب گنگ کے کنارے آنکار ملازمت کی اور بقایا سے چند سال کے صیبت قید
ہوا اور مال و احب کے اور کے بعد بخت پائی اور سلطان نے آب گنگ سے عبور کر کے مندروں کو پائمال کیا پھر دہلی میں آیا
اور اس حال میں میواتیوں کے طغیان کی خبر پہنچی سلطان نے اس رات نہضت فرمائی اور ہاتھ نہب وغارت میں راز
کیا اور میواتی اپنی ولایت خالی کر کے کوہ چروہ میں آئے اور سلطان عسرت نما اور نایابی علف اور قلت جنگ کے سبب
مراجعت کر کے دہلی میں آیا اور امر اکو جاگیروں کی طرف رخصت دیکر عیش عشرت میں مشغول ہوا اور ۸۲۹ھ آٹھ سو ستائیس ہجری
میں پھر میوات کی طرف گیا اور یہاں ماہر کے پوتوں جلو اور نندہ مسعودان و انصار اپنے کوہ الوری کی طرف پناہ لے گئے اور اکابر
دست لشکر سلطان سے معاریہ کیا آخر کو عاجز آئے اور امان چاہ کر ملازمت کی اور رجب چہر روز کے بعد بھاگنے کا ارادہ کیا
ہوئے اور سلطان نے ولایات میوات کو تاراج کیا جب قحط برپا ہوا معاودت فرمائی اور پھر چار مہینے کے بعد محکم کی
گیا رھوین تاریخ ۸۳۰ھ آٹھ سو ستیس ہجری میں میوات کی طرف گرم خان ہوا اور وہاں کے مندروں اور سرکشوں کو سزا دیکر سیانہ
کی سمت گیا اور جو کہ امیر خان فوت ہوا تھا محمد خان اسکے بھائی نے پہاڑ پر جا کر شخص ڈھونڈا تھا اور پندرہ دن لڑائی کی
اسکے بعد اکثر ہراسی اسکے بادشاہ کے شریک ہوئے پھر اسنے اذروے عجز و انکسار میں گردن میں ڈالکر ملازمت کی اور
گھوڑے اور ہتھیار اور جو نفاس قلعہ میں رکھتا تھا سب پیشکش کیے بادشاہ مبارک شاہ نے عیال و اطفال اسکے قلعہ سے
برآوردہ کر کے دہلی میں بھیجے اور سیانہ کے قلعہ کو قبل خان کے سپرد کیا اور سیکری کو جو انکے قلعہ پر مشہور سیو ملک خیر الدین تحفہ
لے کر حوالہ کیا اور وہاں سے گوالیار کی طرف جا کر وہاں کے راجہ پیشکش کی اور دہلی میں آنکر ملتان اور اطراف اسکا ملک حسن سے تغیر
کر کے ملک رجب نادری کو عنایت فرمایا اور جھار فیروزہ ملک حسن کو ابراہانی رکھا اور کوشک جہان نما فیروز شاہی محمد خان بن ابراہان
کی سکونت لے واسطے بخیر کر کے فکر میں اسکی تربیت کے ہو لیکن محمد خان حمل کر کے مع زن و فرزند اور تابعین کو شک جہان نما
سے بھاگ کر میوات میں گیا پھر دوبارہ مردان واقعہ طلب کو فراہم کیا اور جو سخت خبر پائی کہ قبل خان ملک ناصر الدین کو
سیانہ کے قلعہ میں چھوڑ کر خود چھاؤں کی طرف گیا ہو زمینداروں کے اتفاق سے تاخت لجا کر سیانہ پر تصرف ہوا اور ملک
ناصر الدین جب قلعہ داری نہ کر سکا عاجز ہو کر امان چاہی اور قلعہ محمد خان کے سپرد کر کے دہلی کی طرف گیا سلطان مبارک شاہ
نے ملک مبارز کو حکومت سیانہ دیکر محمد خان کے دفع کے واسطے بھیجا اور محمد خان جو جنگ کی طاقت نہ رکھتا تھا قلعہ بند ہوا
اور ولایت ملک مبارز کے تصرف میں آئی محمد خان چند روز کے بعد قلعہ مردان معتمد کے سپرد کر کے خود دہلی پہنچا
سلطان ابراہیم شاہ شریقی کے پاس جو بالمشکر آراستہ بقصد تخریب کالی یا تھا گیا قادیانہ میر کالی لے آئی ملک اور
امداد کی درخواست میں دہلی کی طرف روانہ کیے بادشاہ مبارک شاہ ہم بیانہ موقوف کر کے سلطان ابراہیم کے مقابلہ
کو روانہ ہوا اور اغوان شریقی نے بھوکا نو کو تاخت کر کے قصبہ بطرف ہارون گیا سلطان مبارک شاہ آب جون سے
عبور کر کے میراضع جو تولی یہ جو مشہور امیر ملا دھواس سے تھا تاخت لایا اور وہاں سے اترو لے کی طرف گیا اور جب وہاں
میں پہنچا ملک محمود بن کو مع دست سہارا و غلصہ خان برادر شاہ شریقی کے مقابلہ کو جو اناوہ کے قصبہ میں آیا تھا اور گیا
مخلص خان ناب التمامت ہلا کر اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور محمد حسن چند روز توقف کر کے اپنے لشکر سے جہاں شاہ شریقی

ساحل آب کو پناہ لیکر برہانپور کی طرف آیا سلطان مبارک شاہ اتروالی سے کوچ کر کے قصبہ مال کوئی کی طرف متوجہ ہوا شاہ مشرقی عظمت اور شوکت مبارک شاہی مشاہدہ کر کے ماہ جادی الاول سنہ مذکور میں ترک تقابل کر کے قصبہ زار برہی کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے آب چون سے عبور کر کے بیانہ گیا اور آب کھنیر کے کنارے مقام کیا سلطان مبارک شاہ بھی چند وارہ کے قریب آب چون سے عبور کر کے لشکر سے پانچ کوس پر فرار کش ہوا اور طرفین اپنے اردو کے آگے خندق کھود کر پائیس دن مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے اور اقوال مبارک شاہی ہر روز اطراف لشکر شرقی پر تاخت کر کے گھوڑے اور مویشی اور آدمیوں کو اسیر کر لاتے تھے یہاں تک کہ شاہ شرقی ساتویں تاریخ ماہ جادی الآخر سنہ مذکور کو مروج جنگ سوار ہوا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن، ارخان، عظیم بن فتح خان، سلطان مسطفر گجراتی اور وزیرک خان اور اسلام خان اور ملک چین، شیرہ فیروز خان اور ملک گانوں، ٹخنہ سیل اور ملک شہر سیل کو ہمراہ سردار الملک وزیر اور سید السادات میر سالم کے مقابلہ میں بھیجا چنانچہ دو پہر دن سے شام تک معرکہ قتال و جدال گرم رہا لیکن پھر شب کو دو تون لشکروں نے اپنے لشکر گاہ میں مراجعت کی اور غالب مغلوب سے دریافت نہوا اور دوسرے دن سہمشرین ماہ جادی الآخر کو شاہ شرقی نے کوچ کر کے راستہ جو تہرہ کا لیا اور سلطان مبارک شاہ ہلکات کے راستہ سے گواہار کی طرف گرم خان ہوا اور دہانکے راجہ سے شکش لیکر بیانہ کی طرف ہلٹ گیا اور محمود خان و جدی نے جاکو فلو تک پہنچا یا تھم چند دستہ مارے کچھ کام نہ کیا اور اس سبب سے سلطان شرقی کی کمک سے ناامید ہوا انان چاہ کر ملازمت کی اور سلطان نے قلم معافی کا اسکے دفتر جبرائیل پر کھینچ کر بجان و مال و نصرت کیا تو جان چاہے جاوے اور محمود خان میوان کی طرف گیا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن کو واسطے ضبط قلعہ اور ولایت کے بیانہ میں چھوڑ کر خود مظفر اور منصور و جہان کے پندرہویں تاریخ سنہ ۸۵۷ھ آٹھ سو کتیس ہجری میں دہلی کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور میں ملک فریدی میرانی کو شاہ شرقی سے بیعت تھا گرفتار کر کے اسپر سیاست فرمائی اور ملک سردار الملک وزیر کو انتظام ولایت کے واسطے میوان میں بھیجا آدمی اس ولایت کے مواضع اپنے کو خالی اور ویران کر کے ہاڑ میں در آئے اور جلال خان بھائی ملک قدری اور احمد خان اور ملک غفر الدین قلعہ اندر رہیں آنکر جمع ہوئے اور ملک سرور الملک نے باج لیکر شہر کی طرف معاہدت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں خبر پہنچی کہ جسرت نے کلاؤ کو محاصرہ کیا جو ملک سکندر و خفہ حاکم لاہور کا اسکے سر پر گیا اور منہزم ہو کر لاہور میں آیا اور جسرت آب بیاہ سے عبور کر کے قلعہ جالندہر کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور جب اسی قلعہ بوند پایا اسکے فوج پڑ تاخت کر کے بہت آدمیوں کو اسیر کیا اور پھر کلاؤر کی طرف راہی ہوا سلطان مبارک شاہ نے حکم بھیجا کہ وزیر خان حاکم ساند اور اسلام خان حاکم سرہند ملک سکندر و خفہ کے ملک کو جاوین اور ملک سکندر و ملک کیوں کے پو پچنے سے پیشتر راجہ کلاؤر کو متفق کر کے آب بیاہ تک گیا اور حسب قدر غنیمت کہ جسرت و بان سے پانچ ہین لایا خطا استرداؤ کر کے لاہور کی طرف ہلٹ گیا اور ماہ محرم سنہ ۸۵۷ھ آٹھ سو پینیس ہجری میں ملک محمود حسن بیانہ کے فساد کو ساکن کر کے دہلی میں آیا اسکے بعد سلطان مبارک شاہ میوان کی طرف جاکر محمد زاری میں آیا اور جب جلال الدین خان اور تمام میوانی عاجز ہوئے مالگذاڑی قبول کی اور جہنوں نے آنکر ملازمت کی سلطان ہلٹ کر دہلی میں آیا اسوقت خبر نجات ملک رجب نادری حاکم ملتان کے پہنچی سلطان نے ملک محمود حسن کو جسے ولایت بیانہ کے آتش فساد کو تسکین بخشی تھی دہلی میں آیا ہوا تھا اسے ساتھ خطاب عہد الملک کے سر فراز کر کے ملتان کی طرف بھیجا اور سنہ ۸۵۷ھ آٹھ سو پینیس ہجری میں سلطان نے گواہار کی طرف منصف فرمائی اور اس

ولایت کے فساد کو شکست دیکر ملکات کی سمت روانہ ہوا ملکات کا راجہ نہایت کھاکوہ پارمین درگاہ بادشاہ نے اسکی ولایت پر تاخت کر کے کثیر غلام پیشہ راہبر کیے اور وہاں سے راہری میں آیا اور اسکی ولایت کو حسین خان کے بیٹے سے تغیر کر کے ملک حمزہ کے حوالہ کیا اور عازم مراجعت ہوا اٹھارے راہین سید السادات سید سالم فوت ہوا اسکے بڑے بیٹے کو سید خان اور چھوٹے کو شجاع الملک خطاب دیا کتنے میں سید السادات سید سالم تیس برس حضرت خان کے حضور زمرہ امرا سے عہدہ سے تھا اور چاہا کہ لائق رکھتا تھا اور پتر ہندہ میں خزانہ اور ذخیرہ اور ہتھیار قلعہ واری کا جمع کیا تھا اور خارج از اقطاع پتر ہندہ اور امرہ بہ اور سرتی درمیان دو آب میں بھی ولایت بہت کھتا تھا اور مال کے جمع کرنے میں حریص تھا بادشاہ نے اسکا خزانہ جو بادشاہوں کے خزانے سے دعویٰ ہمہری کرتا تھا تمام مع جاگیروں اسکے فرزندوں کے نام مسلم رکھا اور انھوں نے حقوق بادشاہی کو منظور کرکھ کر فولا د غلام ترک بچہ سید السادات سید سالم کو قلعہ پتر ہندہ کی طرف بھیجا تاکہ ساتھ مخالفت کے ترغیب کی ساتھ اس امید کے دفع اس فساد کا ساتھ اسکے رجوع پاکر خود علم لغاوت بلند کرین بادشاہ نے اس معنی سے مطلع ہو کر پسر سید السادات سید سالم کو فیکر کیا اور ملک یوسف اور اسے بیوی کے فولا د غلام کی تسلی کے واسطے اور دستیاب کرنے مال سید السادات سید سالم کے پتر ہندہ کی طرف بھیجا فولا د غلام نے حرف صلح درمیان میں لا کر انھیں غافل کیا اور صبح کے وقت قلعہ سے برآمد ہو کر بخون مارا اور جو ملک یوسف اور اسے بیوی کے پاس سپاہ ضعیف تھی کچھ کام نہ کر کے پلٹ آئے اور دوسری شب کو پھر انکے سر پر تاخت لایا اور برہنہ قلعہ سے اور بارہ سے بھی توپ و تفنگ بھر کر کے مردم بادشاہی کو متفرق کیا اور تمام بھاگ کر سرتی کی طرف گئے اور فولا د غلام نے ان کے مال و اسباب پر تصرف ہو کر قوت اور غلبہ تمام بہرہ پونجا یا آخر بادشاہ یہ خبر سن کر خود پتر ہندہ کی طرف متوجہ ہوا اور موافق حکم کے امرا اور افسران فوج اور زمیندار فراہم ہوئے اور عہد الملک حکم ملتان بھی فرما طلب کے بموجب حاضرت میں حاضر ہوئے بادشاہ نے سرتی میں توقف کر کے چند امرا کو پیشتر بھیجا اور انھوں نے رہبان جا کر پتر ہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا فولا د غلام نے پیغام دیا کہ عہد الملک کے قول پر مجھے عہد تمام ہو اگر وہ آنکر مجھے امان دیوے قلعہ سے برآمد ہو کر سلطان کی نقد ملازمت حاصل کر دین چاہتا ہوں اسکی قبول ہوئی سلطان نے عہد الملک کو پتر ہندہ میں بھیجا فولا د غلام نے قلعہ کے دروازہ کے قریب عہد الملک سے ملاقات کر کے عہد و شایق کے بعد ایسا قرار دیا کہ کل برآمد ہو کر پابوس کے شرف سے مشرف ہوں گا اس درمیان میں ایک اہل لشکر سلطان نے جو حکم بادشاہ تھا پیغام دیا کہ عہد الملک ایک مرد صادق القول اور وثیق العہد لیکن سلطان نظر صلاح دولت پر رکھ کر اسکی بات نہ سننے گا اور دوسروں کی عبرت کے واسطے مجھے سیاست فرماو گے فولا د غلام خائف ہو کر اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور جو خزانہ اور قوت تمام رکھتا تھا جنگ در قلعہ داری میں ہر راہ کیا اور عہد الملک بے نیل مقصد پلٹ آیا سو اسے کہ تیس برس قلعہ کی یز و دمی شہادت تھی بادشاہ نے عہد الملک کو رخصت ملتان کی دی اور خود بھی فوج پتر ہندہ سے رہتہ مراجعت پر آیا کیا اور اسلام خان کو بھی اور کالیچان اور اسے فیروز اور دوسرے امیران صمدہ قلعہ کے محاصرہ اور تیسرے کے واسطے معین ہوئے اور عہد الملک اول پتر ہندہ کی طرف گیا اور امرا کو قلعہ کے محاصرہ میں سربراہ کر کے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور جو قلعہ کے لینے میں سی اور کوشش بہت کی اور چھ مہینے تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ کو مفتوح کرین فولا د غلام دیکھ بھابھ میں غوطہ زن ہوا اور نجات اس غرقاب سے منحصر امیر شیخ علی حاکم کابل کے توسل میں جاتی اور ایک جماعت محمدین کو کابل کی طرف بھیج کر

سہانغ خلیفہ قبول کیے اور جو سلطان مبارک شاہ بخلاف پدر امیر شہرخ سے طریق ملائیت مسلوک نہ کرتا تھا چاہے سرخی
کابل سے برآباد استہمین کہار بھی اس سے جاملے امیر شیخ علی نے آب سیاہ سے عبور کر کے اقطاع امر کو جو قلعہ گہری میں داخل
ہوئے تاخت و تاراج کر کے بالکل خاک سیاہ کیا اور اس کے بعد پھر ہندو کے نزدیک پہونچا امرانے قوت محاربہ اپنے سے عقود
نہیں بھی پاس۔ قلعہ سے برخاستہ ہوئے اور اپنے علاقہ میں گئے اور غولاد غنادر نے قلعہ سے برآمد ہو کر امیر شیخ علی کو
دیکھا اور وہ لاکھ ننگہ نفرہ دیے اور اپنے اہل و عیال اس کے سپرد کر کے قلعہ کی طرف گیا اور استحکام قلعہ میں زیادہ ترسیل
ہوا اور امیر شیخ علی نے آب ستلج سے عبور کر کے قتل و غارت میں سعی موفورہ اور کوشش مانع بہم پہونچائی اور غولاد غلام سے
جو کچھ نقد و عیس حاصل ہوا تھا سو حصہ زیادہ اس سے اپنے تصرف میں لایا اور مردم گرنہ کو کچھ سال سے عسرت میں رکھے
سیر کر کے لاہور میں آیا اور ملک سکندر تھقہ جو کچھ ہر سال سے دیتا تھا ادا کر کے پھر دیا اور امیر شیخ علی دیا لاہور میں جا کر
جس جگہ اثر آبادی دیکھتا تھا ویران کرتا تھا جیسا کہ تین پانچ سو کوئل کیا اور ہندی بہت گرفتار ہوئے اور جو کہ
کوئی معاض نہ رکھتا تھا فساد میں کمی نہ کی اور عہد الملک امیر شیخ علی کے منع کرنے کے ارادہ سے قصبہ طلبہ تک آیا اور
شیخ علی جنگ سے پہلو ہتی کر کے خطیب پور کی طرف گیا اس درمیان میں سلطان کا فرمان پہونچا کہ عہد الملک طلبہ
سے برخاست کر کے ملتان کی طرف جاوے عہد الملک نے ملتان کی سمت کوچ کیا امیر شیخ علی نے دیر ہو کر آب پانی
سے عبور کیا اور آب جہلم کے ساحل پر چر گئے آباد تھے اور ساتھ جناب کے مشہور زمین خراب کر کے ملتان سے دس کوئل
آگے پہونچا اور عہد الملک اسلام خان کو بھی کوئلہ ملکہ بھلول تھا اس کے مقابلہ میں بھیجا اور وہ اٹھارے روپے
امیر شیخ علی کے پاس پہونچ کر محاربہ سخت وقوع میں لایا اور اسلام خان نے شکست پائی لشکر اس کا کچھ قتل ہوا اور
کچھ بھاگ کر خیر آباد کی طرف جو ملتان سے تین منزل پھر روانہ ہوا اور دوسرے دن کہ ماہ رمضان کی چوتھی تاریخ تھی امیر
شیخ علی ملتان کے قریب خیر آباد میں قراقرظ قلعہ پر روانہ ڈالنی عہد الملک نے شہر کے پیادے باہر نکالے انھوں نے شیخ علی
کے لشکر کو باغات میں داخل رکھا اس دن امیر شیخ علی سے کچھ کام نہ بن آیا پلٹ گیا اور یہی طرح ایک مارت تیس ہزار و قلعہ پر دھڑ
مارتا تھا اور اپنے آدمیوں کو قتل کر لیتا تھا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سکر فتح خان بن مظفر خان کو اتنی کو ساتھ امرائے بزرگ مثل
نیر کر خان اور ملک کالو سے تختہ لیل اور ملک بوسفت اور کمال خان اور راسے ہورا کو عہد الملک کی مدد کو بھیجا اور
چھ سو سہن اوہ شوال کو امر ملتان کے قریب پہونچے عہد الملک نے مستظہر ہو کر ان کے اتفاق سے صفہ قتال آراستہ
کی اور مرہب عصب کے بعد عیاد وجود اس کے کو فتح خان قتل ہوا نسیم ظفر عہد الملک کے پرچم اعلیٰ پر چلی اور امیر شیخ علی
نے شکست فاحش پائی اور اکثر آدمی اس کے مارے گئے اور باقی آب جہلم میں ڈوب گئے اور امیر شیخ علی جو کچھ
ہند سے اپنے قبضہ میں لایا تھا بالتمام ضائع کر کے قدرے قلیل اپنے ہمراہ لیے کابل میں پہونچا یا اور مضمون ملت بجلدی
نظر کر آیا اور عہد الملک اور تمام امر اقلہ سیور تک تعاقب کر کے ملتان کی طرف پلٹ گئے اور امیر شیخ علی اپنے جیتے ملک
مظفر کو مع اسباب حصار درازی قلعہ سیور میں چھوڑ کر خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور امرائے لگی بادشاہ کی حکم کے موافق ملی میں
آئے اور اس عرصہ میں بادشاہ عہد الملک کے غلبہ سے متوسم ہو اور اس سے جمع امر اعلیٰ میں طلب کیا اور بیع الاذل
کے عینے ۸۳۵ آٹھ سو شیش رجری میں جسرت کہ کر فرصت پاکو آب جہلم اور راوی اور سیاہ سے عبور کر کے جالندہ کی طرف گیا
اور ملک سکندر تھقہ کو ساتھ کسی تقریب کے لاہور سے برآمد ہوا تھا اپنا لشکر فراہم کر کے جسرت کے مقابل آیا اور ہنگاموں کو

جنگ میں کچھ زمین پھنسا اسوجہ سے حسرت کے ہاتھ میں زندہ گرفت رہا اور اسے اپنا مال بہت اس کے سے منتصرف ہو کر لاہور
میں آیا اور محاصرہ کر کے قلعہ گہری کے سپاہ کی آڑ لگی زمین مشغول ہوا اور حسرت کی تحریک کے سبب امیر شیخ علی انتقام کے
فکر میں پڑا اور کابل سے برآمد ہو کر ملتان کے حدود میں آیا اور قلعہ طلبہ کو محاصرہ کیا باوجود اس کے صلح کا قرار سے لیا
عود توں اور لڑکوں کو اسیر کر کے باقی کو نہ تیغ کیا اور قلعہ کو مسمار کر کے خاک سیاہ کیا اور غولاد غلام بھی پتر ہندہ سے
برآمد ہو کر ولایت رائے فیروز میں گیا اور رائے فیروز کو قتل کیا سلطان مبارک شاہ نے پتر ہندہ کو مہماں جادہی الاول
سند مذکور میں مہماں سرحد سے لاہور اور ملتان کی طرف بڑھا کیے اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر کو لاہور کی
حکومت دیکر مقدمہ لشکر کیا اور جب ملک سرور الملک وزیر سنان میں پہنچا حسرت پائے قلعہ سے برخاست کر کے
کوہستان میں آیا اور امیر شیخ علی بھی کابل کی طرف بھاگ گیا اور غولاد غلام نے بھی پتر ہندہ کے قلعہ میں دم لیا سلطان
نے ولایت لاہور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر سے تیر فرما کر نصرت خان کرک انڈ کو لاہور کا حاکم کیا اور خود
اشنا سے راہ میں ساجل آب چون قریب پانی پت کے لشکر گاہ کر کے چندے انتقام کی اور عہد الملک کو مع سپاہ مل اور
سلح زمینداران بیان اور گوالیار کے دفع قلعہ کے واسطے بھیجا اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر اور وزیر ملک خان اور
اسلام خان اور دوسرے امر کو قلعہ پتر ہندہ کے محاصرہ کو روانہ کیا اور خود دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور ماہ ذی الحجہ ۸۳۵ھ
سچھتیس ہجری میں دہلی سے برآمد ہو کر پتر ہندہ کے لشکریں فساد کے واسطے سنان میں گیا اور اپنے والدہ محترمہ کی وفات کی
خبر سن کر دہلی کی طرف تہما راجت کی اور دو لکھنوی و تھپڑ اور مرہٹوں کے لشکر میں ملحق ہوا اور فسخ عزیمت پتر ہندہ کر کے
میوات کی طرف راہی ہوا اور لاہور اور جالندھر کی حکومت نصرت خان سے برآمد کر کے ملک اکو اور دہلی کے معوض فرمائی اور
حسرت معاودت بادشاہ سے قویہ ہو کر جالندھر کو بروز شمشیر نصرت خان سے چھین کر لشکر انہو لکھو ہانے فراہم لایا اور لاہور و جلی
سے جنگ کر کے غالب آیا اور حسرت کا فساد بچھوڑی ہوا سلطان مبارک شاہ نے اکثر ولایات میوات کو تاراج کر کے جلال خان
سے شکیش لیا اور دہلی میں آیا اور خبر توجہ امیر شیخ علی کی پتر ہندہ کی طرف غولاد غلام کے مدد کے واسطے منتشر ہوئی
بادشاہ نے ناچار دوسری مرتبہ عزیمت پنجاب کی سند مذکور آٹھ سو چھتیس ہجری میں دہلی سے برآمد ہوا اور اول عہد الملک
کو ان امر کی ملک کے واسطے جنھوں نے پتر ہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا تھا بھیجا جو کہ امیر شیخ علی کا لشکر عہد الملک سے ہراسان
تھا پتر ہندہ کی عزیمت موافقت کر کے لاہور کی طرف ایٹا کر گیا اور ملک یوسف اور ملک اسماعیل جو شہر کی محافظت کے واسطے
مقیم تھے مردان شہر کی مخالفت سے آگاہ ہو کر رات کو شہر سے برآمد ہو کر دیپالپور کی طرف مغرور ہوئے دوسرے دن
امیر شیخ علی نے ایک فوج ان کے مقابلے میں بھیجی انھوں نے جا کر ایک جماعت کے غلے سے زمین کو نکھین گیا اور انکے چٹا
کو اسیر و دستگیر کیا اور خود شہر اور لاہور کے قلعہ پر منتصرف ہوا اور نیکل داسر و غارت میں کوئی دقیقہ چھوڑا اور لاہور
کے قلعہ کی جس مقام میں سارا اور خلل پڑا تھا حسرت کی اور دو ہزار اور جنگی کے سپرد کیا اور ہتھیار و قلعہ دارسی دیکھو دیپالپور
کی طرف روانہ ہوا ملک یوسف اور ملک اسماعیل کو اس کے ہاتھ سے لاہور سے بھاگ کر وہاں گئے تھے قلعہ کو خالی کر کے
بھاگنا چاہتے تھے عہد الملک مانع آیا اور اپنے بھائی احمد کو ولایت سر ہندہ سے انکی مدد کو بھیجا جو کہ امیر شیخ علی نے ایک مرتبہ
شکست خائف پانی تھی جرأت جنگ نہ کر کے دیپالپور سے کوچ کیا اور قصبہ دیپالپور اور لاہور کے درمیان پر
منتصرف ہوا اسوقت سلطان مبارک شاہ نے تلونڈی میں پہنچ کر حکم دیا کہ عہد الملک اور سلام خان لودھی پتر ہندہ سے

حصول سعادت ملازمت میں فائز ہو دیں اور باقی امراء و منصب دار بدستور قلعہ گیری میں مشغول ہیں امیر شیخ علی بادشاہ کے آنے سے خبردار ہوا اور آب جلم سے عبور کر کے اپنے بھتیجے مظفر خان کو اسی طرح سے قلعہ سیو میں چھوڑا اور خود کابل گیا سلطان نے ملک سکندر تحفہ کو جو بہت روپیہ جہیز کی دیکر اس کی تنید سے چھوٹ کر باختر شمس خطاب فرما کر دیپاپور اور جالندرا اور لاہور کی حکومت پر تعین کیا شمس الملک سکندر تحفہ نے مع لشکر گران حصار لاہور کو محاصرہ کیا اور مردم امیر شیخ علی کے بطلب امان کے قلعہ سپر در کے کابل کی طرف راہی ہوئے اور سلطان نے طلبہ کی برابر آب راوی سے عبور کر کے سیدر کے قلعہ کو محاصرہ کیا مظفر خان نے ایک مہینے تک اعلام برافہ بلند رکھے آخر کو حاجو ہو کر بادشاہ کو بیٹی اور شیکش دیکر عازم مراجعت کیا بادشاہ نے ارادہ کو دیپاپور کی اطراف میں چھوڑا اور خود ایک جماعت مخصوصوں سے ملتان میں گیا اور زیارت شائع کیا کر کے لشکر گاہ میں آیا اور شمس الملک سکندر تحفہ کو مہزل کر کے صوبہ پنجاب اور دیپاپور عہد الملک کو عنایت فرمایا اور خود بیل تھجیل دہلی گیا اور چونکہ کام وزارت اور اشرف دونوں ملک سرور الملک وزیر سے اجرائی تھے اور اسکی طرف سے ایمین نہ تھا کار اشرف ملک کمال الدین کو دیکر حکم دیا کہ دونوں باتفاق سرانجام کرتے ہیں اور ملک کمال الدین جو مرد سنجیدہ اور کار آرزو وہ تھا سب کام جمع ہو کر صاحب اختیار ہوا اور ملک سرور الملک وزیر سے بات سے اور دیپاپور و لاہور و جاگیرات سابق کی عزل سے سنجیدہ خاطر ہو کر درپے اتفاق ہوا اور سردار کمال کا وہی کھتری اور سرد پال خیرہ گنجوی کھتری کو کہ اس خاندان کے پروردہ اور صاحب چشم و خدم تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور میران صدر نائب عرض مالک اور قاضی عبدالصمد صاحب خاص اور دوسرے آدمیوں کو بھی بادشاہ کی مخالفت اور جماعت میں موافق اور یکدل کر کے جو یا سے وقت ہوا اور اسوقت سلطان مبارک شاہ نے ماہ ربیع الاول کی سترھویں تاریخ کو آٹھ سو سولیس ہجری میں سرحدوں کے کنارے ایک شہر بنایا فرما کر مبارک باد نام رکھا اور شکار کے بہانہ سرحد کی طرف گیا اور پھوڑے عرصہ میں اس ملک کے زمینداروں کو مطلع اور فرمانبرداری کیا اور اسوقت خبر فتح پور ہند کی مع مدد و اعلام کے پہونچنے سلطان بلخ شہر مبارک باد میں آیا اور شاہ درمیان سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان ہوشنگ باوی کے کابل کی سرحد میں جنگ ہوتی جو سلطان مبارک شاہ نے کبھی شاہ نے کبھی شرقی کے تیسری حکم میں رہتا تھا فرصت جاکر جمیع لشکر کو حکم دیا کہ سراپدہ بادشاہی دہلی کے باہر نزدیکی چوتروہ سیرگاہ کے پرہاکر میں اور چند روز اجتماع لشکر کے واسطے توقف فرمایا بیست او دسین تار سیرد آگے گئے کہ قلعہ برنملک چھوڑ کر تیسرا خط مشیت ویر گشتہ اور چوسب سے کی کی گئی اور تغیر و تبدل کے سوا کوئی برائی ان کا فرعونوں سے نہ کی تھی اندیشہ غدر ملک مرزا الملک وزیر سے نہایت غافل ہو کر بے شکاف عمارت شہر مبارک آباد کے تماشے کو جاتا تھا پناہ توین ماہ جب عرصہ آٹھ سو سولیس ہجری میں جمہ کے دن اجادت مالوہ و محمود و پھوڑے آدمی ہمراہ لیکر شہر مبارک آباد میں جا کر محاسرت خان میں فوج ہوا اور جمہ کی نماز کا نتیجہ کیا اسوقت مثل میران صدر اور قاضی عبدالصمد مع ایک جماعت ہنود مسلح اور کمل اندر گئے اور سردارن ولاء کا انکو ہی اپنی جماعت سے باہر ہر ہاک کوئی باہر سے اندر نہا سکے سلطان باوصف اسکے کہ اس جماعت کو ہتھیار بند دیکھا عذر کی فکر نہ کر کے محال اپنے ہتھیار ہا یہا تک کہ سپاہی نے تلوار پھینک کر ضربت سلطان کے ذریعہ مبارک پر پہونچائی دوسروں نے بھی چاروں طرف سے شمشیر تنہا کر کے اس شاہ بیچیدیل نظر کو شہید کیا میدان صدر نے سلیمان شہید کو

اسی جگہ ڈاکٹر اپنی تین سردار الملک کے پاس پہنچا یا اور بولا کہ میں نے انوار کے بموجب سلطان کو قتل کیا اور ملک سرور الملک وزیر میرصدقت نے اس وقت محمد شاہ کو سرپرست لائی پر شکن کو کہ بیان کو اپنے مقصد میں دیکھا سلطان مبارک شاہ کی مدت سلطنت تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ دن تھی اور یہ بادشاہ عادل تھا اور اخلاق ستودہ سے انصاف رکھتا تھا اور کبھی ایام بادشاہی میں اسکی زبان پر بخش اور دشنام جاری نہ ہوئے اور کدورت کے گرد نہ پھرا اور جمیع امور کی خوش نفسی تحقیق کرنا تھا تاہم بارک شاہی اس کے نام مسطور ہوئی۔ ذکر سلطنت سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا۔ جلیہ کہ رسم جہان ہو کہ جہان بے جہان راہی کے نہیں رہ سکتا ہو اسی ن کہ سلطان مبارک شاہ شہرت شہادت چھل کر و چند رضوان کی طرف راہی ہو احمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان سرور فراموشانی ہندوستان پر جلوہ گر ہو اور ملک سرور ملک وزیر کا فریخت خطاب خابخانی پاکر خزانہ و فیصل خانہ اور نور خانہ بادشاہ مبارک شاہ پر تصرف ہو کر قوی دل ہو اور تمام بہت چسپہ مصروف کی کامراے قدیم کو مغول کے کامراے جدید بحال کرے اور فرصت کے وقت سلطان محمد شاہ کو بھی مثل سلطان مبارک شاہ شہید کر کے خود خداوند تخت و تاج ہوے اور کمال الملک وہ سرورے امر جو شہر کے باہر سرپرست سلطان مبارک شاہ شہید کے قریب فرود ہوئے تھے بن رضایہ قضاویہ کی ہدیہ دن ناچار شہر میں داخل ہوئے اور سلطان محمد شاہ سے ظاہر ابعین کر کے بالمشائے دلی نعمت کی انتظام کے فکر میں پڑے اور ملک سرور الملک وزیر نے شروع اپنا مقصد کر کے پہلے سد پال اور سردار بن گھنڑی اور ان کے قرائتینوں کو قتل مبارک شاہ کے صلہ میں بیان اور امر و بہار و نار نول اور کامراے اور چند پر گئے میان دو اب کے دیئے اور میران صدر کو خطاب معین الملک مخاطب کر کے جاگیر خوب اور سید السادت سید سالم کے بیٹے کو خطاب خان عظم سید خان و اقطاع لائق دیکر خوشدل اور محفوظ کیا اور امر اور بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے دیوانخانہ میں طلب کر کے بعضے کو قتل اور بعضے کو قتل ملک کرم چند اور ملک مقبل اور ملک قنوج کو قتل کر کے جاگیرات بزرگ اپنے قبضہ میں لایا اور اپنے غلام سہمی راٹو شہ کو تحصیل مال چند سالہ کے واسطے سنانہ کو بھیجا اور وہ بارہویں تا بیس ماہ مذکور کو شہر سنانہ میں داخل ہوا اور جاہا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ میں لاوے یوسف خان اور صوبی خبردار ہو کر ہندوان سے سنانہ میں آیا اور راٹو شہ سے جنگ کر کے اس کے عیال و اطفال کو اسیر کیا اور مسوقت سو نفر امرائے خضر خانی اور مبارک شاہی سے کہ جاگیروں میں اپنے تھے مانند ملک چمن حاکم بدرون اور ملک اکد ادو دھمی حاکم سنہیل اور امیر علی گڑھی اور امیر بکارتے ک بچہ کے سب نے علانیہ نشان مخالفت کے ملیند کیے اور ملک سرور الملک وزیر خابخانی نے خان عظم سید خان و سردار ان اور اپنے بیٹے یوسف کو ہر کمال الملک کے ان کے دفع کے واسطے مامور کیا اور جب وہ قصبہ برہمن پہنچے کمال الملک نے چاہا کہ فرصت دیکھ کر انتقام خون ولی نعمت کے یوسف خان سپر ملک سرور الملک وزیر خابخانی اور سردار ان کو قتل کرے اور ملک اکد ادو لے جب جاہا کہ کمال الملک کس فکر میں ہو خاطر جمع سے امین استقامت کر کے حرکت نہ کی ملک سرور الملک وزیر خابخانی نے کمال الملک کی فکر پر آگاہی پاکر ملک ہشیار اپنے غلام کو مع لشکر کثیر امراد کے بہانہ کمال الملک کے پاس بھیجا تو محافظت یوسف اور سردار ان کی کرے اس درمیان میں ملک چمن ملک اکد ادو کے پاس امین آیا اور سردار ان اور ملک ہشیار جو کمال الدین سے متوہم تھے اس بات سے پیشتر ڈر کر آدمی رات کو دہلی کی طرف بھاگے اور کمال الملک نے جب اس کے مفروضہ ہونے سے خبر پائی آدمی بھیج کر ملک اکد ادو اور ملک چمن اور امرائے موافق کو طلب کیا اور یہ بلا توقف

و قاتل اسکے شریک ہوئے اور علاوہ اسکے اور بھی آدمی اطراف سے جمع آئے اور کمال الملک سے لشکر گرانہ سلج ماہ رمضان کو دہلی کی طرف متوجہ ہو ملک سرور الملک وزیر شاہنشاہ ناچار قلعہ سیرہ میں تھیں ہوا و تین مہینے تک حرب و حربین مشغول رہا اور حکام اطراف کے روز بروز کمال الملک کے پاس آتے اور کام محصورین پر تنگ کرتے تھے سلطان محمد شاہ کہ بیوسفانی سرور الملک وزیر کی یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر چکا تھا خاطر مردم سیرہ دینی پر کھٹا تھا اور تباہ و برباد تھا تھا کہ آپ کو کمال الملک کے پاس پہنچا دے یا سرور الملک کو بتیغ کرے اور سرور الملک لے اس بات کو کھجک مایا کہ پیشہ سستی کرے چنانچہ مردم کی آنکھیں تاریں ہو گئیں اور سرور الملک نے اپنے آدمیوں اور میران صدر کے بیٹوں کو مقصد غدر مسلح کر کے ساتھ لیے ہوئے سراپردہ بادشاہی میں داخل ہوا اور بادشاہ جو ہمیشہ پوشیا رہتا تھا ایک جماعت کو اپنے محافل کے واسطے مہو کر رکھتا تھا اشارہ سرور الملک وزیر خان جہان کے دفعہ او قتل کا فرمایا سرور الملک وزیر نے تاب اس جماعت کے جلد کی نہ لاکر بھاگنے کا ارادہ کیا ترسب تھا کہ قدم سراپردہ سے باہر رکھ کر اپنے آدمیوں کو ملحق ہو سکے کہ بادشاہ کے سپاہیوں نے پوچھ کر شیر تبار سے اسکو پارہ پارہ کیا اور میران صدر کے بیٹوں کو کھجک پر تیرا خور تھے گرفتار کر کے سرور ہار آگئی گردن ماری لیکن سرور الملک کے اور رفقا اپنے مکانوں میں محکم ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے سلطان محمد شاہ نے آدمی کمال الملک کے پاس بھیج کر اپنے آگاہ کیا کمال الملک اور تمام آدمی مستعد ہو کر بد اون کے دروازہ سے شہر کے اندر آئے اور سد پال نے اپنی حیات سے امید قطع کر کے حبسی کو رسم کا فران ہو اپنے گھوڑے پر آگ روشن کر کے زن و فرزندوں کو چلا کر جنگ میں مہر و فوج ہوا اور بہان تک لڑا کہ مارا گیا اور سارن مع جمیع کھڑیوں کے گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم کے بموجب سلطان شہید کے خلیفہ کے قریب بعقوبت و شہادت تمام قتل ہوئے اور ملک ہشیار اور ملک مبارک جو سرور الملک کے قریبیوں اور رفیقوں سے تھے اعلیٰ درجہ اہل کے نزدیک آنکھ بچانسی دی گئی جب کھڑیوں اور دوسرے متعلقوں ملک سرور الملک نے اپنے ملکوں میں محکم ہو کر جنگ پر کسی سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ بغداد کو مفتوح کر کے کمال الملک اور دوسرے موافقوں کو بلا دیں چنانچہ کمال الملک نے مع جمیع آدمی شہر میں داخل ہو کر باغیوں کے مکان کو قتل کر کے سب کو گرفتار کیا اور تیغ آہر سے سب کے سر تن سے جدا کر کے باہر سے سب کو پیش کیا نظم چہین بہت آئین گردنہ دوریہ گئے ہر بانی گند گاہ جو رہ زدن امید و فاداشتن نہ بود چشم نواز سہا دشمن بہ دور و زست آدمی ہوا الوس ہرا وہ نشان و غایت در چہرا و نہ دوسریدان کمال الملک اور تمام اہل نے سلطان محمد شاہ سے بیعت کی اور کمال الملک کمال خان جو کہ منصب وزارت پر منصوب ہوا اور ملک چہین ساتھ غلامی ملک کے مخاطب ہوا وہ ملک الداد نے خطاب قبول نہ کیا لیکن اپنے بھائی کے واسطے خطاب دریا خانی کا لیا اور ملک کھو تراج مبارک خانی اقبال خان کے ساتھ مخاطب ہو کر بدستور سابق حصار فیروزہ کے قلعہ دار میں سرفراز ہوا اور خان اعظم سید خان ساتھ لقب مجلس عالی کے مخصوص ہوا اور حاجی حمد علی الشہر حسام خان نے دہلی کی کوتوالی باقی اور قطعات اور پرگنات اور حدود سے ہر شخص کے ساتھ مقرر ہوئے اور جب سلطان محمد شاہ دہلی کی فہات سے خارج ہوا ارکان دولت کی صلاح سے ربیع الاول سنہ ۸۰۷ میں برسم سیر ملتان کی عزیمت فرمائی اور مبارکپور کے چوڑہ کے قریب فرزند ہوا اور جہان لشکر کے واسطے حکم دیا اکثر اہل آئے میں متردد ہوئے اور جب عہد الملک ملتان سے خدمت میں حاضر ہو تمام اہل اور افسران سپاہ مثل اسلام خان لودھی اور یوسف خان اور احمدی اور اقبال خان وغیرہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور سلطان سے فائزہ

سرفرازی پانی سلطان محمد شاہ نے ملتان میں جا کر شائع کی زیارت حاصل کی اور نظام اسٹن لایت کا ساتھ ایک
 مستند کے رجوع کر کے دہلی میں حوا و دت کی اور شہر آٹھ سو چالیس سہری میں ہمانہ کی طرف گیا ایک فوج کو عبرت کمر کی
 ولایت پر فساد کر گئی تھی بھیجا گیا کہ انکی ولایت کو تاخت و تاراج کر کے باٹ گئی اور خردہ پہلی میں آیا پھر ایسا مستغرق عیش و عشرت
 ہوا کہ ملک مال کی پرور نہ ہی اس سبب سے خلل عظیم واقع ہوا ملک بھول بھی کر اپنے چچا کی فوت کے لیے سلطان شہر الخا طلب
 باسلام خان حاکم سرہند جو اتھا اس وقت دیبا لیدر اور لاپور اور پانی پت پر حکم بادشاہ کے متصرف ہوا بہت خوش
 باز ماندہ پر واسے ملک و قند ہر سرے رات تھامے ملک بادشاہ نے ساتھ اس تفصیل کے جو عنقریب مذکور ہوگی لشکر آٹھ
 بھیجا کہ انکو پہاڑوں میں سفر کر گیا اور بہت سے چٹھانوں کو قتل کیا اور ملک بھول پھر جمعیت کو کے سرہند اور پنجاب میں آیا اور
 دوبارہ پانی پت تک متصرف ہوا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان کو تعین کیا اور حسام خان شکست جاش پاکر
 دہلی میں آیا اور ملک بھول نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اگر حسام خان کو آپ قتل کریں میں آپکی اطاعت اور فرمانبرداری میں
 سرگرم رہوں بادشاہ نے مدعی کا کلام گوشہ ادا دت سے سرگرم خان کو قتل کیا اور حمید خان کو وزیر کر کے دہرے کو
 بنگھاب حسام خان کے نیابت و وزارت سے سرفراز کیا حکام اطراف نے مذکور فی بادشاہ کے مشاہدہ کر کے اس کے مالک میں
 طبع کی اور جب زمینداران باج گزار نے باج ستان کو ایسا دیکھا یا تھا اسے مال سے کھینچا اور سلطان محمد شاہ نے کسی کی
 نادید و تنبیہ میں ہرگز التفات نہ فرمایا اور بے پردائی انکی عالمگیر ہوئی اور ابولہیم شاہ شری نے بے حرکات پر متصرف ہوا
 اور سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے دہلی کے تیغ کا قصد کیا اور شہر آٹھ سو چالیس سہری میں دہلی کے دیو کوں پر آکر
 ضبط لایت میں قیام کیا محمد شاہ نے مضطرب ہو کر اپنے اچھی ملک بھول کے پاس بھیجے اور بجا مانے اور بارہم تمام اسے
 مدد کے واسطے طلب کیا ملک بھول میں ہزار ہزار سوار لیکر دہلی میں آیا سلطان محمد شاہ باہر ہو کر شکست و لشکر بسیار
 کے خود ارادہ جنگ نکر کے امر اسے کہا کہ میرے سوار ہونے کی حاجت نہیں کہ تم افواج آراستہ کر کے جنگ کرو اور اپنے
 حسب الحکم سلطان کے محمود خلجی مالوسی کے مقابل افواج آراستہ کی ملک بھول سے اپنے لشکر کے کہ تمہیں انکے حقیقت اور
 متعل تیر انداز تھے مقدمہ سپاہ دہلی ہوئے سلطان محمود مالوسی نے جب سنا کہ بادشاہ خود نہیں آیا ہے تو اپنے بیٹوں
 غیاث الدین اور قد خان کو جنگ کے واسطے بھیجا چنانچہ طرفین سے شام تک لڑائی کا رز آ رہی اور ملک بھول
 اور اسکے آدمیوں نے حملے رستہ کیے چنانچہ لشکر دہلی اس دن اس کے سارے جیلہ سے شاخو ان اور محفوظ ہوا اور
 سلطان محمود خلجی مالوسی اس رات کو خواب پریشان دیکھ کر شورش ہوا اور صبح کے وقت سنا کہ سلطان احمد شاہ بگڑتی
 سند کی طرف سے آتا ہوا زیادہ تر دلیگیر ہو کر حملے کی فکر میں ہو لیکن غیرت کے سبب اسکا تذکرہ زبان پر نہ لایا اور اسے وقت
 سلطان محمد شاہ نے ملک بھولے امر کا ہوا کہ کوئی شاہان دہلی سے نہ ہوا تھا وہ یہ نہ کہ بے سبب اور بے تفریب و سرپرست
 کے آپکو دست لایم میں سپرد کر کے امرا اور ارکان دولت کے بے مشورہ ایک جہالت حملہ سے سلطان محمود خلجی مالوسی کے
 پاس بھیجا کہ طلب مصالحت ہو سلطان محمود خلجی یہ امر خاسا سے چاہتا تھا قبول کیا اور احسان کر کے اسی وقت کو یہ کیا
 اور ملک بھول نے بادشاہ کی ادا سے متل مار کے پنجاب کھایا اور پھر سوار ہو کر مالوہ میں کا پھینکا گیا اور ایک جماعت کثیر کو غلط
 تیغ خون آشام کیا اور مال و منافع وافر دستیاب کر کے لشکر دہلی کی بہرہ ور کیا رکھی سلطان محمد شاہ نہایت خوشحال ہوا اور ملک
 بھول کو اپنی فرزند ہی بن لاکر خاندان خطاب ارزانی رکھا لیکن طلب صلح سلطان محمد شاہ کی زبانی کا سبب ہوا کہ انکی نظر ان

اور دونوں میں قرب اور اعتبار درہم اور سلطان محمد شاہ ۸۵۴ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری میں سمان کی طرف گیا اور حکومت
لاہور اور دیپالپور کی ملک بھلول کو دے کر جسرت کھڑکھد فغ کے واسطے مقرر کیا اور خود مان سے ہار گشت فرمائی اور
ملک بھلول ولایت لاہور میں نہایت قوی ہوا اور چٹھان بہ کثرت اسکے پاس فراہم ہوئے اور جسرت کھڑکے اسکے
ساتھ طریق دوستی کا ناپ کر دہلی کی بادشاہی کی ترغیب دی ملک بھلول کے سرزمین ہواے بادشاہی پڑی اور بہت
پرگنتا پر متصرف ہو کر ایک جماعت تمام ہم پوچھا فی اور بسبب ظاہری ساتھ محمد شاہ کھنیا و مخالفت کی ڈالی اور باکمال
اہبت اور استیلا کے سلطان محمد شاہ پر لشکر کشی کی اور دہلی کو محاصرہ کر کے بیٹل مراد پٹ گیا اور سلطان محمد شاہ نے
روز بروز سستی قبول کر کے کام اس نہایت کو بہو بچایا کہ امرائے نزدیک نے ہر اس کی اطاعت سے بچھرا اور
بیانہ کے زمیندار متبردی اور سرکشی اختیار کر کے سلطان محمود خلجی سے جاملے سلطان محمد شاہ کو وقت بیاہ ہوا اور
۸۵۴ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری میں اس دارناپائدار سے عالم باقی کی طرف رحلت کی اور اس کا بیٹا سلطان علاء الدین
سرسلطنت پر شکن ہوا میت نہ ہے ملک دوران سرور نشیب و پرفت و پاسے پسر در کہیں جہ سلطان محمد
کی مدت سلطنت بارہ برس اور چند ماہ تھی ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کی سلطنت کا سادشاہ علاء الدین
نے جب قدم تخت دہلی پر رکھا تمام امرائے ملک بھلول کو دہلی کے تخت گاہ میں حاضر ہوئے اور حلقہ بیعت لگایا
اپنے زب کوش کیا اور بادشاہ علاء الدین ۸۵۴ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری میں بیانہ کی طرف روانہ ہوا اناے راہ
میں شہر رہا کہ جون پور کا بادشاہ دہلی کے تسخیر کے واسطے آتا ہو یا وجود اسکے کہ بہ خیر غلطی جہلی میں پٹ پاسبان خا
نے کو زیر الملک اور نائب غیبت تھا عرض میں پہو بچایا کہ مجھ کو استماع خبر دروغ مراجعت کرنا بادشاہوں کی شان
کے خلاف ہوا بادشاہ کو یہ بات گمان آئی اظہار بخش کیا اور غلاتی پر ظاہر ہوا کہ یہ بادشاہ اپنی باپ کے سست تراو
امرسلطنت میں نہایت بیوقوف ہو اور ۸۵۴ھ آٹھ سو اکاون ہجری میں بادشاہ علاء الدین براؤن کی طرف گیا اور
ہوا و ہا نکلی خوش آئی ایک مدت وقت کیا اور جب دہلی میں آیا ارشاد فرمایا کہ مجھے ہوا براؤن کی دہلی سے زیادہ موافقت
ہو حسام خان نائب وزیر جو اس یورش میں ہمراہ تھا اسنے اس کو نصیحت کی الا سو دہندہ آئی اور اسی طرح خاطر کی
براؤن کی طرف مائل رہی اسوقت تمام ہندوستان طوائف ملوک ہوا دکن اور گجرات اور مالوہ اور جہن پور اور بنگالہ
شاہان صاحب سکھ نے قبضہ کیا جیسا کہ پنجاب اور دیپالپور اور سرہند اور پانی پت کو ملک بھلول کو دہی اپنے قبضہ میں
رکھا تھا اور دہلی سے سرائے لاؤ و تک جو شہر دہلی کے متصل ہوا احمد خان سیوانی متصرف ہوا اور بھل سے گذر خا
خضر تک کہ دہلی میں پیوستہ ہوا یا خان لودھی اور کول کو عیسی خان ترک پچہ اور رابری کو قصبہ بھنگاؤن تک قطب خان
افغان اور کپٹل پٹیا لے کورا۔ پرتاب اور بیاندہ کو داؤد خان اوحی تصرف میں لایا فقط شہر دہلی مع چند موضع
کے بادشاہ کے قبضہ میں رہے اسی قریب است میں بادشاہی کرتا تھا اور ان دنوں میں ملک بھلول لودھی نے
شہر سلطان محمد شاہ کے پچہ پیو دہلی کے قصد میں لشکر لپیٹ کر محاصرہ کیا الا ناکام ہو کر پٹ گیا انرض بادشاہ علاء الدین
نے اریا۔ شاہی کے آقبیہ کئے رہے میں متاقل ہو کر قعد مشورہ کا ساتھ قطب خان احمد سی خان اور اسے تریا۔
کے درمیان میں لایا چونکہ وہ بادشاہ کو ضعیف تر کیا چاہتے تھے بولے کہ امر احمد خان سے دلنکاہ میں اگر ائے منصب
دراستہ سے مفرول کر کے مجھ سے کرین تمام ملیح اور فرمانبردار ہیں اور امر بادشاہی آج اور وقت زیادہ قبول کرے اور چند

پر گنہ امرا سے برآمدہ کر کے شریک خالص بادشاہی کو بن بادشاہ علاء الدین نے جوقل سے لیے بہرہ بخشا
فی الفور قبول کر کے حمید خان کو رنج میں گھینچا سہیت کسی کو تا بگل گوید کہ از مرغان استانی بہ ترازو بیلے بود چہ داری
بیتہ پراوردہ اس وقت ارادہ بدائون کی روانگی کا کر کے فرمایا کہ میں وہاں ہتھامت کیا چاہتا ہوں حسام خان نے
پھر از رو سے اخلاص عرض میں یہو بچا یا کہ مہلی کو چھڑنا اور بدائون کو پلے تخت کرنا صلاح دولت بن ہو بادشاہ
نے اس کے قول کو سماعت نہ کی اور پیشتر سے زیادہ اس سے رنجیدہ ہوا اور اسے اپنی مصاحبت سے جدا کر کے دہلی
میں چھوڑا اور برادران زن یعنی ایک سالہ کو مہلی کا کوڑا ل کیا اور دوسرے کو عہدہ میری دیوان میر کو ہی حرمت کر کے
ادا فرستادہ آٹھ سو باون ہجری میں بدائون کی طرف روانہ ہوا اور اسی چند روز میں دونوں بھائیوں کے درمیان میں
نزاع ہم پہونچی ایک مارا گیا اور دوسرے کو مردم شہر نے حسام خان کے اغوا سے تنہاں کو پہونچایا اور بادشاہ کے پیش
عشرت میں مشغول تھا ساتھ اس کے ملتفت نہو جب بدائون میں یہو بچا قطب خان اور اسے پرتاب نے ملازمت کی اور
عرض کی کہ امر حمید خان کے زندہ رہنے سے پریشان خاطر ہیں اگر سلطان اسے قتل کرے چالیس پر گنہ خالص بادشاہی
میں داخل ہوں اور اسے پرتاب پاس بارہ میں کوشش زیادہ کرنا تھا کوسا سطلے قبل اس سے فتح خان پر حمید خان لایت
راے پرتاب کو تاراج کر کے اسلی عورت پر منتصرت ہوا تھا اس وقت چاہتا تھا کہ اس کے فرزند حمید خان سے ہتھام نے اور
سلطان نے جو غا جو مطلق تھا اور قتل سے چنان بہرہ نہ کھٹا تھا حکم اس کے قتل کا دیا لیکن حمید خان نے ہمایوں اور
ہوا اچا ہوں نے اس سختی سے اطلاع پائی ہزار حیا و تدبیر و تدان تم سے نکال دہلی کی طرف بھاگے اور ملک محمد جمال جو
نگہبان اس کا تھا آگاہ ہو کر پیچھے سے دہلی میں آیا اور حمید خان کے مکان پر جا کر جنگ میں مشغول ہوا ملک محمد جمال
زخم تیر سے مارا گیا اور حمید خان حرم ہر اسے سلطانی میں در آیا اور عورتوں اور لڑکیوں اور شاہزادوں کو یا ہر
نکا کا سب کو سرو پلہ نہایت امانت اور معیشتی سے ہتھام شہر سے ماہر کیا اور خزانے اور سباب بادشاہی پر
منتصرت ہوا بادشاہ نے بدبختی سے موسم ہر سات کا بہانہ کر کے ہتھام کو امر و زفر دین ڈالامید خان فرصت پا کر اس
خاکر میں ہوا کہ دوسرے کو بادشاہ نیا کر حکمت سلطنت پر بچھاوے پھر غور کیا تو سلطان محمود شرقی اس وجہ سے
سپند نہ آیا کہ وہ سلطان علاء الدین سے ذابیت رکھتا تھا اس کا بلانا خلافت مصلحت تھا اور سلطان محمود خلجی
کا باہان ممکن نہ ہوا کیونکہ وہ مالوہ میں بہیت دور تھا علاوہ بریں یہ لوگ خود طاقتور بادشاہ تھے آخر اسکی راے
یہ قرار پائی کہ ملک بہلول لودھی جو بادشاہ نہیں ہو اس کو بلا کر بادشاہ بنا دے یعنی وہ ہر اسے نام بادشاہ ہو
اور واصل خود بادشاہ ہو وے مال بہلول لودھی جو گھست میں ایسے وقت کے تھا اپنے بخت کو مر جبا کہما بادشاہ
علاء الدین کو لکھا کہ میں حمید خان کے دفع کے واسطے دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور وہ باجمہیت تمام کوچ پر کوچ کر کے دہلی میں
آکر منتصرت ہوا اور آئینہ جو وقوع میں آویکا تحریر ہو گا پھر ایک مدت کلچر حمید خان کو لکھا کہ اپنے بخت بادشاہ بہلول
مشہور اور موسوم کیا اور خطبہ میں نام بادشاہ علاء الدین کا داخل کر کے اسی سال کے عشرہ آٹھ سو چودہ ہجری تھی دہلی کو
اپنے بڑے بیٹے خواجہ یار بیدار دوسرے امرا کے سپرد کر کے اقتضائے وقت کے سببے سیالپور کی طرف کیا اور افغانوں
کے فراہمی اور ضبط دلایت میں مشغول ہو کر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ میں نے بادشاہ کی توجہ سے حمید خان کو قلع کیا
اور امر سلطنت کو جو کف اختیار سے نکل گیا تھا فیض میں لایا اور شہر کو آپ کے ہم محافظت کر کے سلطان کا نام خطبہ سے

نہیں گرایا بادشاہ نے اسکے جواب میں ارتقا م کیا کہ جو میرے والد ماجد نے مجھے فرزند کہا تھا تو میرا بڑا بھائی ہے میں نے
 بادشاہ ہی مجھے ارزانی رکھی اور میں نے بدادوں پر ممانعت کی سلطان بہلول کا مہاب ہو کر ماہ ربیع الاول کی شہر میں تاریخ
 ۵۵۵ ہجری میں یکبارگی اس سلطنت میں مشغول ہوا اور نام بادشاہ علاء الدین کا خطبہ سے قلم انداز کیا اور پھر شاہی
 اپنے سر پہ لگایا اور بادشاہ علاء الدین بدادوں کے گوشہ میں مدت تک زندہ رہا آخر ۵۵۳ھ آٹھ سو تراسی ہجری میں
 قتل ہو گیا مدت اسکی سلطنت کی پہلی میں سات برس اور چند ماہ تھی اور بدادوں کی حکومت اٹھا بیس
 برس رکھی۔ ذکر سلطنت سلطان بہلول لودھی کا۔ مرقوم ملک جو ہر ملک ہوتا ہو کہ آب جاعت افغانان
 سے آپس میں پیار و مصاحب ہو کر ہمیشہ سوداگری کے واسطے ہندوستان میں آمد و شد کرتے تھے اور اس جاعت میں
 سے سلطان فیروز شاہ باریک کے عہد سلطنت میں ملک بہرام جو ملک بہلول لودھی کا دادا تھا بڑے بھائی سے رنجیدہ
 ہو کر جہا ہوا اور ملتان میں آیا اور ملک مردان دولت حاکم ملتان کا ملازم ہوا اور اسکے پانچ بیٹے تھے ملک سلطان شاہ اور
 ملک کالا اور ملک فیروز اور ملک محمد اور ملک خواجہ اور ان پانچوں نے اپنے باپ کے فوت کے بعد ملتان میں حکومت
 اختیار کی اور جب خضر خان سلطان فیروز شاہ کے عہد میں ملتان کا حاکم ہوا ملک سلطان شاہ اسکے ملازموں کے مسلک میں
 منظم ہو کر سردار جاعت افغان ہوا اور محبت کی سعادت سے اس لڑائی میں جو خضر خان نے ملو قبال خان کے ساتھ کی
 تھی ملک سلطان شاہ میں لڑائی میں ملو قبال خان کے مقابل ہوا اور دیر ہی سے قبال خان کو قتل کیا اس سبب سے
 خضر خان کے نزدیک درجہ اعتبار کے لائق ہو کر خطاب اسلام خانی اور سرد ہند کی حکومت سے سرفراز ہوا
 اور اس کے بھائی ہمراہ اسکے رہتے تھے انہی کے بعد ملک کالا جو ملک بہلول لودھی کا باپ تھا بھائی کے زوجہ سے پرگنہ
 دو مالہ کا حاکم ہوا اور ملک کالا کے چچا کی بیٹی اسکے نکاح میں تھی اور وہ ملک بہلول لودھی کی داماد تھی وضع محل کے قریب
 مکان کے نیچے دیکر گر گئی تھی اور ملک بہلول لودھی اسکے پیٹ میں تھا اسی وقت شکم چاک کر کے بر آوردہ کیا گیا اور جب حیات
 کے آٹھ ماہ میں پائے اسکی محافظت میں مشغول ہوئے اول ملک مدت کے بعد ملک کالا افغانان میں بازی کی جگہ میں لایا گیا
 اور ملک بہلول نے جس کو ان دنوں ملو کہتے تھے اپنے چچا اسلام خان کے پاس سر ہند میں جا کر پرورش پائی اور جب ایک
 سو کر میں آئے آٹھارہ جلالت اور شجاعت ظاہر کیے اسلام خان نے اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر کے تربیت میں مصروف ہوا
 کہتے ہیں کہ رفتہ رفتہ اسلام خان اس مرتبہ کو پہونچا کہ بارہ ہزار افغان کہ اکثر عزیز اور ہم قوم تھے اسکے ملازم ہوئے اور
 اسلام خان نے ہنگام رحلت باوجود پسران رشید کے ملک بہلول لودھی کو اپنا تمام مقام کو کے وصیت فرمائی
 اور جب اسلام خان نے محمد شاہ کے عہد میں اس دار بے ثبات سے انتقال کیا اسکے بعد نو کروں کے تین فرقہ ہوئے
 چنانچہ افغانان نے وصیت کے موافق ملک بہلول کی ہمراہی اختیار کی اور بعض ملک فیروز اور اسلام خان کے ساتھ کہ
 بھی بادشاہ مدلی سے منصب کھتا تھا موافق ہوئے اور بعضوں نے قطب خان لہو اسلام خان کا ساتھ دیا ملک بہلول لودھی نے
 کہ رشید تر تھا ساتھ مرد اور تہ تیغ کے منتظر تھے تمام پہونچا کہ ملک فیروز اور قطب خان کو ضعیف کیا اور قطب خان نے اس
 نزاع کے سبب سر ہند سے سلطان محمد شاہ کے پاس پہونچا جا کر ارکان دولت کے وسیلہ سے مروض رکھا افغانان
 سر ہند میں ہجوم کیا ہوا آخر اسے ایک خلل ملک میں جاوٹا ہو گا سلطان محمد شاہ نے ملکہ سکندر خفہ کو مع لشکر کران قطب خان
 کے ہمراہ تعین کیا کہ سر ہند میں جا کر افغانان کو مرگاہ میں بھیجے اور اگر نزدیکی میں سر ہند سے نکال دے اور جسرت ملکہ کو بھی

ساتھ ہی مضمون کے قیام صادر ہوا افغانان اس بات سے خبردار ہو کر کوہستان میں پناہ لے گئے جسرت کبک اور ملک سکندر
 ستھ لے افغانوں کو پیغام دیا کہ تم سے کوئی تقصیر ظور میں نہیں آئی ہو بھانگے کا کیا سبب ہو انھوں نے عذر طلب کیا
 چنانچہ بیان با اریان اُن سے مولد ہوا ملک فیروز کو دھلی اپنے پڑے بیٹے شاہین خان اور بیٹے ملک بھول کو اہل و عیال سپرد
 کر کے خود مع افغانان مختبر ملک سکندر ستھ اور جسرت کبک کے پاس گیا اور انھوں نے قطب خان کی تحریک سے
 نقص خود کر کے ملک فیروز کو دھلی کو قید کیا اور افغانوں کو قتل کر کے لشکر اُنکی اہل و عیال کے سر پہ بھیا ملک بھول
 اہل و عیال کو منقاہاے محفوظ اور جاہاے قلب میں لے گیا اور شاہین خان مع افغانان ہر اسی جنگ پر آمادہ ہوا
 کچھ افغان زندہ دستگیر ہوئے اور باقی مع شاہین خان قتل ہوئے اور جب اُن کے سر سر ہند میں لائے جسرت کبک
 ملک فیروز کو دھلی سے مقتولوں کو استفسار کرتا تھا اور وہ ایک ایک کا نام بتاتا تھا یہاں تک کہ اس کے
 فرزند کا سر اُس کے رو برو لائے ملک فیروز نے کہا کہ میں اُسے نہیں پہچانتا جسرت کبک نے آدمیوں نے عرض
 کی کہ یہ مرد نہایت شجاع تھا ایسی ایسی جو از دسی اور بہادری کی ملک فیروز زار زار رونے لگا لوگوں نے رونے
 کا سبب پوچھا بولا کہ یہ میرا فرزند ہے میں شرم سے کہہا وہ اُس نے جنگ میں کستی کی ہو اُس کا نام پوشیدہ رکھنا
 اب کہ میری دلچسپی ہوئی اظہار کیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ملک بھول اس جنگ میں موجود تھا سلامت بچ گیا ہے
 وہ انتقام تم سے لے گا اور اُس کے بعد جسرت کبک ملک سکندر ستھ کو سر ہند سپرد کر کے پنجاب گیا اور ہندوؤں کو دہلی
 بھیجا ملک بھول کو دھلی لے آئناؤں اور دوستوں سے مبالغہ فرما لیا افغانوں کو تقسیم کیے اور ایک جماعت کو اپنا
 شریک اور متفق کر کے رہنری اور تاخت ولایت میں مشغول ہوا اور کچھ دستیاب ہوتا تھا اپنے ہراہیوں کو دیتا تھا
 اور تھوڑے عرصہ میں پٹچان کثیر اور غل قلیل اُس کے پاس جمع ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک فیروز دہلی سے بھاگ کر
 ساتھ اسکے ملحق ہوا اور قطب خان بھی اپنے فعل سے پشیمان ہو کر ساتھ اُس کے متفق ہوا ملک بھول پھر سر ہند کو اپنے قہر
 میں لایا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ حسام خان وزیر الممالک کو مع افواج ہشمار اس فساد کے دفع کے واسطے بھیجا اور موضع
 کہ بہر میں کہ پرگنہ خضر آباد اور شاہچورہ سے ہو ملک بھول کو دھلی اسکے میدان میں آیا اور صفوف حرب رستہ کی آہستہ خان
 کو شکست دیکر قوت اور کثرت تمام ہم پہنچائی کستہ میں کہ اندازے حال میں جب کہ ملک بھول نے پنجاب اسلام خان کی خدمت
 میں پہنچا تھا ایک دن سامانہ میں اپنے دو باندہراہ لیکر سدا نام درویش کی خدمت فیض ہوسیت میں حاضر ہوا اور دونوں باندہراہ
 مودب بیٹھا اور وہ مجنوب بڑا مارتا تھا کہ کون ایسا شخص ہے کہ دہلی کی بادشاہی دہزار تنگہ کو مول لےوے ملک بھول کو دھلی
 اکبہرا اور چھ سو تنگہ اپنے پاس موجود رکھتا تھا وہ درویش کے زہر پوشکیش کیے اور عرض کی کہ اس سے زیادہ میرے پاس موجود
 نہیں اُن بزرگوار نے قبول کر کے فرمایا دہلی کی بادشاہی بکھے مبارک ہو ہراہیوں نے اُنکی اس حرکت سے شہر اور آئنا کیا
 اُسے جو اب دیا کہ بامردو حال سے خالی نہیں ہو اگر یہ امر ثنی حصول سلطنت وقوع میں آیا تو مفت سودا کیا اور جزوہ زمین نہ
 آیا خدمت فقر کی اجر سے خالی نہیں بیت سالکان رہ بہت چو اراوت بے بند بملک کا وُس فریدون بگدا کے بندہ ملک
 بھول ساتھ ملک فیروز اور سائر اقربا اور عشاہ کے اُس حدود و جہاں بپاں بت تک متصرف ہوا اور قوت اور آہستہ اوتام ہم پہنچائی
 اُس کے بعد حسام خان وزیر الممالک کو شکست دیکر علیحدہ شہر میں عقیدت سلطان محمد شاہ کی خدمت میں ارسال رکھا اور اُن
 یہ بھی تحریر کیا کہ میں حسام خان وزیر الممالک کی ناراضیوں سے ملازمت سے محروم و مجبور ہوں اگر اُسے قتل کر میں منصب

خال میں انھیں عقلا اور اہل تہذیب کی صحبت میں رہنے کی ہمت نہ تھی۔ کھانا اور پھر چند روز کے بعد ملک بھول سبب قاعدہ دوحی کے حمید خان کا حمان ہوا اور وہاں ضابطہ یہ تھا کہ جس وقت ملک بھول مہمان ہوتا وہاں اس کے ہمراہ سپاہ کو روکتے تھے انھان اکثر باہر رہتے اس مرتبہ انھان ملک بھول کی انتظام کے موافق دربانوں سے ہشت مشن کو کے قلعے سے بڑے خود دربار میں داخل ہوئے اور باواز بلند ملک بھول کو سنت کوست لکھتے تھے کہ اگر وہ حمید خان کا نوکر ہو رہا ہے اس کے نوکر میں ہم اپنے آقا کے سلام سے کیوں محروم ہیں اور جیسا کہ خان سے دوست رکھتا ہو ہم پر بھی شفقت اور مہربانی ہو حمید خان نے اس کا مباحثہ اور کامہ سنکر باواز بلند کی کونجہ دار اس کے کوئی شخص منسہ نہ دے اور سب کو دربار میں آنے دیوین پھر تمام خزانہ جو کم کے محل خاص میں داخل ہوئے اور دولہا ہر ایک خدیو نگار کے سپاہ میں جو حمید خان کے گرد امیتادہ تھے کھڑے ہوئے بیت دگر نہ گالی توقع مارا کہ درجیت دامن دہی جاے مارا اس عرصہ میں قطب خان لودھی نے دکنی نعل سے نکال کر حمید خان کے روبرو رکھی اور کہا صلیت اس میں ہو کہ اب آپ گوشہ تجرد میں بیٹھ کر یہ عمر بچوڑا اپنے مسود کی عبادت میں صرف فرمائیں اور غی نک کے سبب سے میں نے آپ کی جان کا قصہ نہیں کیا پھر انھان نے حمید خان کو گرفتار اور قید کر کے موکلوں کے سپرد کیا اور ملک بھول نے سکھ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا نام شاہ بھول رکھا اور اس سال ۱۰۵۵ھ آٹھ سو چھپن ہجری تھے دہلی اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید کے سپرد کر کے واسطے لشکر فراہم کرنے اور انتظام مالک ملتان اور پنجاب کے دیبا لپور کی طرف گیا اور بعضے امرائے سلطان علاء الدین نے کو بادشاہت لودھین پر راضی نہ تھے سلطان محمود شاہ شرقی کو جون پور سے طلب کیا چنانچہ اس نے ۱۰۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری میں لشکر عظیم ہرا لیکر دہلی کو محاصرہ کیا اور خواجہ بایزید سپر بزرگ سلطان بھول کا سہ امرائے دیگر متخصن ہو سلطان بھول یہ خبر سنکر بے بسلی استعجال دیبا لپور سے روانہ ہوا اور موضع بھرہ میں جو دہلی سے پندرہ کوس ہر فروکش ہوا اور سپاہی اس کے اونٹ اور بیل باندھ کر لشکر محمود شاہ شرقی کے جو چراگاہ میں جرتے تھے ہانک لائے محمود شاہ شرقی نے یہ خبر سنتے ہی فتح خان ہروی کو متین سپاہ سوار اور تیس زنجیر نیل سلطان بھول کے مقابلہ کو بھیجا اور انھان تین گروہ ہوئے اور دریا خان لودھی نے جو محمود شاہ شرقی کا شریک ہو کر اس طرف سے انتہام جنگ کرتا تھا باواز بلند کہا کہ مان بہنیں تیری قلعہ دہلی میں ہیں تجھے بیگانہ کی طرف سے جنگ میں کوشش کرنی لائق نہیں ناموس کی حفظ و حمایت کیوں نہیں کرتا دریا خان نے جواب دیا کہ میں سپاہ ہوتا ہوں خبردار تعاتب نہ کرنا قطب خان نے قسم کھائی کہ میں بھجوا کر ونگا دریا خان نے منہ موڑا اور اس کے پلٹے ہی فتح خان ہروی نہر گیت پا کر گرفتار ہوا اور چونکہ فتح خان ہروی نے پتھو را برادر اسے کون کو قتل کیا تھا اسے کون اس کا سر کاٹ کر شاہ بھول کی خدمت میں لایا محمود شاہ شرقی نے اس سانچے کے وقوع سے تاب مقاومت نہ لاکر جو پور کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے بعد سلطان بھول کی بادشاہی نے ہتھامت پائی اور توت ملکت تمام پیدا کی اور ضبط ولایت کے واسطے دورہ کا ارادہ کیا اول میوات کے سمت روانہ ہوا احمد خان میواتی نے ہتھیال کر کے حلقہ اطاعت اپنے زب گوشت کیا بادشاہ نے سات پرگنہ اس کے تصرف سے برآوردہ کر کے پائی اسے سوارزانی فرمائے اور وہاں سے قصبہ برن میں گیا دریا خان لودھی حاکم بھل بھی ازراہ انقیادش کیا اور سات ہاتھی پیشکش کیے اس وقت بادشاہ کول کی طرف آیا اس کا علاقہ بہتہ سابق عیسی خان پر بحال رکھا اور اسی طرح برہان آباد کی طرف

ہو چکر سکیٹ کو ساتھ مبارک خان لوخانی کے جو حاکم دیکھا تھا اور بادشاہ کی خدمت میں شرف ہو تھا سلم رکھا اور
 بھونین کا نون بین جا کر رہا ہے پرتاب پر پڑا مقرر کیا اور جبے ابرسی کی طرف گیا قطب خان بن حسین خان افغان نے
 رابرہ کے قلعہ میں تھیں ڈھونڈا دھا بادشاہ نے تھوڑے عرصہ میں قلعہ رابرہ کو مفتوح کیا اور خانان قطب خان کو قول دیکر
 سلطان کے پاس لایا اور جاگیر اسکی پھر اسکو مرہٹ ہوئی اور وہاں سے آمادہ میں گیا وہاں کے حاکم نے اطاعت کی اس کی
 جاگیر کو تیس غریبا اور اسوقت جو ناخان بادشاہ سے رنجیدہ ہو کر محمد شاہ شرقی کے پاس گیا اور شمس آباد کی حکومت پائی
 اور سلطان محمود شرقی نے پھر سلطان بہلول پر فوج کش ہو کر اتادہ کے اطراف میں نزل کیا پہلے دن انولج طرفین جاریہ
 میں مشغول ہوئیں دوسرے دن قطب خان اور راسے پرتاب نے صلح کا پیغام دیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو کچھ مبارک
 بادشاہ دہلی کے تصرف میں رہتا تھا ساتھ بہلول شاہ کے مقرر ہووے اور جو کچھ سلطان ابراہیم بادشاہ جو پرتاب کے قبضہ
 میں تھا سلطان محمود کے تصرف میں ہے اور سات باہمی کو سلطان بہلول لودھی نے فتح خان کے جنگ میں لیے تھے وہ اس
 دیکر قرار پایا کہ سلطان بہلول شمس آباد کو جو ناخان سے لہوے اور سلطان محمود شرقی جو ن پور کی طرف گیا اور سلطان
 بہلول نے فرمان جو ناخان کو لکھا کہ شمس آباد سے کھجور دے جب اطاعت نہ کی سلطان بہلول نے اس پر چڑھائی کر کے
 محال دیا اور سلطان نے شمس آباد سے کرن کو عنایت فرما کر بندوبست اس حدود کا کیا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنا
 اپنے فعل سے نادم ہوا اور بقصد نزاع پلٹ کر شمس آباد کے اطراف میں آیا اور قطب خان لودھی اور دریا خان لودھی
 اس کے لشکر پیشوں نے گئے تاکہ قطب خان لودھی گھوڑے کی سکندری کھانے سے خائف زمین سے جدا ہو اور محمود شاہ
 کے آدمیوں نے اسے دوڑ کر گرفتار کیا سلطان محمود نے اسے جو پور کی طرف روانہ کر کے قید کیا اور سلطان بہلول
 نے شہزادہ جلال خان اور شہزادہ سکندر خان اور عہد الملک کو سلطان محمود کی فوج کے مقابلے سے کرن کی ملک
 کو قلعہ میں لکھا بھیجا کہ خود سلطان محمود کے مقابلہ کی عزیمت کر کے ہتھیار کیا اور لشکر خصم کے مقابل فرود کش ہوا
 انھیں دنوں میں سلطان محمود شرقی نے مرض الموت بین مبتلا ہو کر رخت ہستی باندھا اور اس کا بیٹا محمد شاہ شرقی
 قائم مقام اسکا ہوا اور اسکی والدہ مسماہ بی بی راجی کے حسن تدبیر سے دونوں بادشاہ کے درمیان میں صلح واقع
 ہوئی یعنی سلطان محمود کی ولایت محمد شاہ کے تصرف میں رہی اور جو کچھ سلطان بہلول کے قبضہ میں تھا اس کے زیر نگین ہوا
 اور محمد شاہ جو پور کی طرف روانہ ہوا اور سلطان بہلول نے دہلی کی سمت مساودت فرمائی جو وقت کہ دار الملک کے نزدیک پہنچا
 شمس خاتون خواہر قطب خان لودھی نے پیغام دیا کہ جب تک قطب خان محمد شاہ کے مجلس میں مقید ہو یا وشلوہ پر جو اب غورام
 ہو یا وشلوہ متاثر ہو کر دہلی کی طرف نہ گیا اور مراجعت کر کے جو پور کی طرف گرم عنان ہوا اور جب شمس آباد میں پہنچا شمس آباد کے کرن
 سے بازو رہ کر کے جو ناخان کو کہ اس کے پاس حاضر ہوا تھا دیا اور محمد شاہ شرقی نے ہتھیار کیا پھر شرقی کے اطراف میں نون
 بادشاہ تھوڑے فاصلہ پر ایک دوسرے کے مقابل دارد ہوئے اور وقت بوقت جنگ کی واسطے بنیہ کرتے تھے اس میان
 میں محمد شاہ شرقی کے چھوٹے بھائی حسین خان نے اپنے بھائی کے غضب سے اندیشہ کیا جیسا کہ واقعات شرقیہ میں مرقوم
 زمین رزم ہو گا اور کچھ فوج اہل بلان جنگی لیکر لادیوں کے ساتھ جنگ کے بہاد لشکر سے بر آیا اور عطف عنان کر کے فوج کی طرف گیا
 سلطان بہلول نے پیر سنکر کچھ امر اسین خان کے ہتھیار کے واسطے بھیجے وہ لوگ اتفاق سے ساتھ شہزادہ جلال خان
 کے برابر پہنچ گئے کہ جو اپنے بھائی کے تھا قبضہ میں آتا تھا اور اسے اسیر کیا سلطان بہلول نے اسے مرہالی غیبی

جاکر جلال خان کو قطب خان کے عوض قید کیا اور جب جوہور کے تمام امرا محمد شاہ سے روگردان ہوئے اور اسے قتل کیا اور حسین خان کو تخت شاہی پر تنگن کر کے خطبہ اور سکے اُس کے نام جاری کیا سلطان بہلول اور سلطان حسین خان شرقی نے صلح کر کے ہم کیا کہ چار برس تک کوئی مزارع ایک دوسرے کا نہ دے اور راء پنجاب زمیندار اس طرف کا جو سلطان بہلول سے مخوف ہو کر محمد شاہ سے جا ملا تھا اُس وقت قطب خان کے کہنے اور اُسکی دیکھی دینے سے سلطان بہلول کے پاس آیا اور انھیں دو تین روز میں سلطان حسین نے قطب خان کو کہ سات زمینیں مفید تھیں سلطان بہلول کے پاس بھیجا اور سلطان بہلول نے بھی شہزادہ جلال خان کو سلطان حسین کے پاس رخصت فرما کر دہلی کی طرف آیا اور جب مدت ہوئی منقضی ہوئی بادشاہ بہلول اس آبا دلی جانب گیا اور اُسے جونا خان سے تفریق کر کے دوبارہ راء کرن کے حوالہ کیا اور اُس مقام میں نہ سنگھ دلا دے پنجاب نے ملازمت کی چونکہ راء پنجاب نے اس سے پہلے ایک نیزہ کہ بہتر علم سرداری اُس زمانہ میں رہتا تھا دریا خان لودھی سے بڑو لیا تھا دریا خان نے اُس وقت اُس کے پیچھے نہ سنگھ کو قطب خان لودھی کے تجویز سے قتل کیا اور اُس معاملہ سے قطب خان بیٹا حسین خان افغان کا اور مبارز خان اور راء پنجاب آئندہ ہو کر حسین خان شرقی کے شریک ہوئے سلطان بہلول لودھی کو پنجاب مقابرت درہی دہلی میں پلٹ گیا اور بعد چند روز کے سلطان بہلول حاکم لاہور کی نجات اور بے انتظامی حاکم پنجاب کے سب اس طرف روانہ ہوا اور قطب خان اور خانبھان کو اپنی نیابت کے واسطے دہلی میں چھوڑا اور میان راء کے سنا کہ حسین شاہ شرقی مع سپاہ آراستہ اور خیالان کو بہیکر لقصہ دہلی آتا ہوا چار ہجرت تمام ہار گشت کی اور پنجاب کو قطب خان لودھی اور خانبھان کے سپرد کیا اور خود غنیم کے مقابلہ کو عالم ہوا اور موضع خندوار میں پہونچا کہ وہ لوہے کے گرو دار کا بازار سات دن تک گرم کیا اس درمیان میں احمد خان میوانی اور رستم خان حاکم کول سلطان حسین سے جا ملے اور تاتا رخان لودھی نے سلطان بہلول سے موافقت کی پھر بعد اس کے مرکہ جلال و قیال نے طول کھینچا اعیان دولت کی سسی اور مشورہ سے قرار پایا کہ تین برس تک دونوں بادشاہ اپنی دلائیات پر قانع ہو کر خاصیت نکیرین لیکن تین برس کے بعد حسین شاہ شرقی آتا وہ کو حاصوہ کر کے دہلی کے حاکم کہ وہ سلطان بہلول لودھی کا خویش تھا دلا سادہ بیکر آتا وہ پر منتصرف ہوا اور احمد خان میوانی اور رستم خان کول کے حاکم کو اپنی طرف کھینچا اور احمد خان حادانی کو بھی ساتھ سوا عید کے ایسا فریفتہ کیا کہ اسے بیان میں خطبہ اُسکے نام پڑھا اس وقت خود ایک لاکھ سوار اور ہزار فیل لیکر آتا وہ سے دہلی کی طرف متوجہ ہو سلطان بہلول نے باوجود اس حال کے نزول کو اپنے دل میں راہ ندیکہ مستقبل کیا اور تھوڑے کے نزدیک بعد ساقت قریب کے مبدل ہوئی اور ایک مدت بہتید جنگ برابر چلی راء پنجاب خانبھان نے طرفین کے درمیان میں آکر صلح کروائی اور ہر ایک اپنے مقام کو روانہ ہوئے اور چھوڑے عرصہ کے بعد پھر سلطان حسین شرقی لشکر لیکر سلطان بہلول کے سر گیا اور سلطان بہلول دہلی سے برآمد ہوا اور موضع سنگھ میں کئی مرتبہ تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور پھر صلح کے پانی سے ساکن ہو سلطان حسین اٹا وہ کی طرف اور سلطان بہلول نے دہلی کے سمت مراجعت فرمائی اور ان دنوں میں سلطان حسین شرقی کی دلا یعنی بی بی باجی فوت ہوئی چنانچہ گوا لیا کہ راجہ اور قطب خان لودھی ماتم پر ہی کے واسطے سلطان حسین شرقی کے پاس گئے اور قطب خان لودھی نے حبيب اُسے سلطان بہلول کی خاصیت میں صلب پایا غرض آمد آغاز کر کے کہا بہلول مختارے کو کروں کے

مانند ہر وہ شہر سے برابر نہیں کر سکتا جو اوزہ بن جب تک کہ ملی کو آپ کے زیر نگین نہ کر دیا جیسے ہرگز خیر قرار نہ ہوگا اور یہ لطافت
 اہل حسین خان شرقی سے رخصت لیکر سلطان بھلول کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ حیلہ اور تدبیر سے سلطان حسین شرقی
 کے ہاتھ سے نجات پا کر آیا ہوں وہ دشمنی میں باسج ہوا کہ اپنی فکر کرنی مناسب ہو اس درمیان میں بادشاہ علاء الدین یعنی
 خضر خان کے پوتے نے اس درفتا سے رحلت کی اور سلطان حسین شرقی اٹا وہ ہے اسکی تعزیت کے واسطے بدوٹن میں
 آیا اور بعد ازاں تعزیت کے پیر دہی کر کے بدوٹن کو اس کے فرزندوں کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور پھر وہاں سے سیف کی طرف
 گیا اور مبارک خان حاکم بھل کو مقید کیا اور ساتھ لشکر انہوہ اور بھل بسا رہی کے سمت متوجہ ہو کر تھکے آٹھ سو تری بجوری
 میں آب جون کے کنارے قریب گھاٹ کچھ کے نزول کیا اور سلطان نے ہندوستان یہ خبر سنی کہ حسین خان نے خانبھان کے بیٹے کو
 میرک کے بندوبست کے واسطے روانہ کیا اور خود ملی میں آیا اور ایک مدت طرفین نے کارزار میں گزارا مگر کیا اور شرقیہ جو ازرو
 کثرت اور اہست کے کمال غلبہ رکھتے تھے قطب خان لودھی نے ایلچی سلطان حسین شرقی کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ میں
 بی بی راجی کے قیاد احسان میں ہوں جو وقت کہ میں جو بنور میں قید تھا اس عقیقہ سے الوداع ہر بانی میرے حق میں ہو
 میں آئیں اب صلاح اس میں دیکھتا ہوں کہ آپ صلح کر کے مراجعت فرمائیں اور امتیاز فرصت میں رہیں اور نہر گنگ
 کے اس طرف کے ولایت پر آپ متصرف رہیں اور جو کہ نہر گنگ کے اس طرف ہو بھلول شاہ کے قبضہ میں
 واگداشت کریں انرض طرفین راہی ہونے اور نزاع برطرف ہوئی اور سلطان شرقی نے ساز اور اسباب چھوڑ کر کوچ
 کیا سلطان بھلول نے فرصت پا کر تعاقب کیا اور سلطان حسین شرقی کی اردو کو تاراج کر کے کچھ خزانہ اور اسباب
 نفیسہ سے جو کہ گھوڑوں اور غیلوں پر محمول تھا اپنے قبضہ میں لایا اور تیش یا چالیش امر سلطان حسین شرقی کے مشعل
 قتل خان وزیر کے علم سے وقت سے بھاگا اور ملک بدھو نائب عرض کے اسیر ہوئے اور سلطان بھلول نے قتل خان کو زنجیر
 میں کر کے قطب خان لودھی کے سپرد کیا اور سلطان بھلول پیشتر جا کر بعض پرگنات مقبوضہ سلطان حسین شرقی مانند قصہ
 کھنیل اور پٹیلے اور شمس آباد اور سیٹ اور مارہرہ اور جالبیہ پر متصرف ہوا اور ہر ایک پر گنہ میں ایک لشکر مقرر کیا
 اور جب تعاقب سے گذر سلطان حسین شرقی موضع رام پور کے قریب پہنچ کر متلا بدھو مقابلہ میں مصروف ہوا آخر کو
 اس خردہ پر صلح نے قرار پایا کہ موضع دھوپامو سرحد ہو پھر سلطان حسین شرقی راہری کی طرف گیا اور سلطان بھلول
 لودھی نے دہلی کی طرف مراجعت کی اور بھلابک مدت کے سلطان شرقی لشکر فراہم کر کے بادشاہ بھلول لودھی کے
 مقابلہ کو آیا اور موضع شہارن میں معرکہ عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی سلطان حسین شرقی نے پھر نہر تہ پائی
 اور مالی بقیاس و ستاع و اولاد جیوں کے ہاتھ آجاتا اور ملک ان کی زیادہ ہوئی اور جب سلطان حسین شرقی
 راہری کی طرف گیا اور بادشاہ بھلول نے موضع دھوپامو کے قریب دل کیا اس درمیان میں خانبھان کے فوت
 کی خبر ملی سے پہنچی سلطان نے اس کے بیٹے کو خانبھان خطاب دیکر اس کے باپ کی جگہ پر مقرر رکھا اور وہاں سلطان
 شرقی کے مقابلہ کو راہری کے سمت نہضت فرمائی اور بعد محاربت شدیدیہم ظفر شاہ بھلول کے دست پر علی اور ظفر پور
 ہوا اور سلطان حسین شرقی شکست پا کر گوالیار کی طرف گیا اور وہاں بھلابک راہرہ حاضر ہوا اور کچھ لاکھ لشکر نقد اور
 اور ہر پردہ اور بھل سپہ شمشیر کش کیے اور دو لشکر انہوں کے زمرہ میں منظم ہوا اور کالہی تک شایع کی اور یہ حال
 پر اختلاف میں بادشاہ بھلول اٹا وہ کی طرف گیا اور بادشاہ حسین اور بھلابک خان عرف کرکٹا دھوٹن حسین

ہو کر تین دن لڑے اور آخر کو ان چاہ کر کہ آدھے ہوئے اور اٹا وہ سلطان بھول کے سپرد کیا سلطان بھول نے اٹا وہ
 ابراہیم خان لوجانی کے سپرد کیا اور چند پرگنہ ولایت اٹا وہ بموجب راسے عطا فرمائے اور لشکر ان ہمراہ رکاب لے کر
 سلطان حسین شہر قی کی طرف روانہ ہوا اور جب موضع راکا زمین جو کالہی سے متعلق ہے پہنچا سلطان حسین نے استقبال
 کر کے آپ جون کے کنارے قامت کی اور چند جیسے محاربین منقشی ہوئے اس درمیان میں راسے کو چند حاکم ولایت کے
 سلطان بھول کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان کو اس مقام سے کہ پایاب تھا مع فوج عبور کر دیا سلطان حسین تاب
 مقاومت نہ لا کر ولایت ٹھٹھ میں داخل ہوا اور وہاں سے جو پنور گیا اپیات شیرے کہ خور دلی سر پنور ہیز ہیز دگر فرار
 ہو کر برائش ہاڑیکہ صیدا و کف شاہین کندہ بدون ہزاران پس لہجہ گاہ شارد کبہ زرش ۵ اور راجہ ٹھٹھ نے بھی استقبال کر کے
 سلوک آدمیاں کیا اور چند لاکھ تنگہ مع چند اسب و فیل پیشکش گزارنے اور فوج بھی ہمراہ کر کے جو پنور تک متغ
 کی اسکے بعد بادشاہ بھول قاتل کر کے جو پنور کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان حسین جو پنور چھوڑ کر برائش کے سمت
 سے قنوج کی طرف گیا بادشاہ بھول بھی قنوج کی سمت روانہ ہوا اور آپ رہت کے کنارے فریقین کے
 درمیان آتش حرب افروختہ ہوئی اور ہر میت جو سلطان حسین شہر قی کی جبلت ہو گئی تھی ظہور میں آئی اور سارے
 سلب اور چشم شاہی اس کا لودھیوں کے ہاتھ لگا حرم محترم اس کی بی بی خورنہ جو بادشاہ عطاء اللہ بن نبیرہ
 خضر خان کی دختر تھی اسیر ہوئی بادشاہ نے بصلح و عفت معاملت کر کے دہلی کی طرف مراجعت کی اور چند عرصہ کے بعد افواج
 ترتیب دیکر لوہے عزیمت ولایت جو پنور کی تیج کے واسطے بلند کیا اور اس خطہ کو جو دہلی سے بادشاہان دہلی کے
 قبضہ تصرف سے نکل گیا تھا مسخر کر کے مبارک خان لوجانی کے سپرد کیا اور قطب خان لودھی اور دوسرے سرداروں
 کو قبضہ مجبوری میں چھوڑ کر خود بدائون کی طرف گیا اور سلطان حسین فرصت دیکھ کر جو پنور میں آیا اور اسے سلطان
 بھول کے چھوڑ کر قطب خان کے پاس مجبوری میں گئے اور سلطان حسین کے ساتھ ازراہ خواہش آکر کلام
 دولتخواہانہ درمیان میں لائے اور ملک پہنچنے تک ساتھ مدارا کے ایام گذاری کی اور جب سلطان بھول یہ احوال
 سکر قبضہ بلدی میں پہنچا خبر وفات قطب خان سکر چند روز لوہڑم لغزیت میں مشغول ہوا اور پھر جو پنور کی طرف
 گرم عنان ہوا اور سلطان حسین شہر قی کو دور دست بھگا کر اندر سو جو پنور کو مسخر کیا اور اپنے بیٹے بارک شاہ کو
 تخت شاہان شریف پر بٹھا کر خود کالہی کی طرف گیا اور اس پر بھی متصرف ہو کر اپنے پوتے خواجہ عظیم ہالی بن خواجہ بایزید
 کو عنایت فرمایا اور چند واسطے راستہ سے دھولپور کی طرف متوجہ ہوا اور دھولپور کا راجہ بھی بن سونالہی کنڈیش
 کر کے لوہڑوں کے سلاطین میں غلام ہوا اور بادشاہ نے دھولپور کی طرف جو پنور کی قریب سے ہوا جا کر اسکو تاراج کیا اور
 مظفر اور منصور پر ہو کر دہلی کی طرف مراجعت فرمایا اور جب عمر صاحب اس اور قوی میں اسکے فرق آبلوایات اپنے فرزندوں
 اور خلیفوں کو تقسیم فرمائیں جو پنور پر جیسا کہ مذکور ہوا شاہزادہ بارک شاہ کو مقور فرمایا اور کرہ اور مانگپور شاہزادہ عالم
 کو رحمت کیا اور برائش اپنے بھائی شیخ محمد قرلی معروف بہ کالاہاڑ کو اور کالہی عظیم ہالیوں بن خواجہ بایزید خان
 اپنے نبیرہ کو عطا فرمایا اور خواجہ بایزید فیل اس کے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور بدائون خاجخان کو جو
 جہلام اسے مقبر سے تھا اور فی الجملہ نسبت خوشی رکھتا تھا ازانی فرمایا اور دہلی مع اکثر پرگنات دواہ کے شاہزادہ
 نظام خان کو عطا کی اور یہی آخرین سلطان سکندر ہوا اور چند روز کے بعد پھر گوالیار کی طرف گیا اور وہاں کے

راجہ سے اسی لاکھ تنگہ شیکش لیے اور گوالیار پر اسے مقرر رکھا پھر ٹاؤن میں آیا اور ٹاؤن کو سکیت شہر سے تغیر کر کے حلقہ مراحت بلند کیا اور اٹھارہ سو سالہ بیا رہوا اکثر ہمارے لوگ جو شہریت قومی تھے انہیں ٹاؤن ہوئے کہ انہیں ہائیون کو ولیعہد کیجیے بادشاہ جو چارہ نہ رکھتا تھا اس بات کو قبول کیا اور ایچی سکندر خان کے طلب میں دہلی کی طرف روانہ کیا اور عمر خان شہزادہ جو منصب وزارت رکھتا تھا اور بادشاہ کی بے شکوری کی سبب سے ملک و مال کا صاحب اختیار ہوا تھا اس کے مشورہ سے وقت ہو کر سلطان سکندر کی مان کی صلاح سے کہ اس غریب چہرہ تھی ایک آدمی مقتدی تھی دہلی میں بھیجا سلطان سکندر کو صورت حال سے آگاہ کیا اور پیغام دیا کہ طلب کا باعث جس وقید ہو آئے میں لعل اور سستی کو انب جانیں سلطان سکندر نے ایک مدت امر و زور دہلی میں لعل اور امر سے مخالفت نے فرصت دیکھ کر عرض میں پہنچایا اور بادشاہ غضب میں آیا اور پیچھے کو تھر گیا کہ اگر تو نہیں آتا تو میں آتا ہوں سلطان سکندر یہ سن کر سہمہ ہو کر چلنے پر مستعد ہوا لیکن کوئی امر اور معارف دہلی سے روانگی توجہ نہ کرتا تھا سلطان سکندر نے قتل خان وزیر سلطان بن شہزادہ کو دستگیر ہو کر دہلی میں مجبور ہوا تھا اور صلابت رائے اور سن تبریر میں شہرت رکھتا تھا مشورہ کیا اسے کہ اس پر دہلی کے باہر ہمارے آوازہ ردائی اور غلغلہ سفر کا بلند کرنا مناسب ہو اور تیار می فرمیں ایام گزاری کرنا لازم ہے سلطان سکندر نے اس کلمہ پر عمل کیا قضا راہبان موصی نے بادشاہ پر غلہ کیا اور پھر اولی کے قریب جو حال سکیت سے ہو گیا ۸۵۴ھ کو چار نوے ہجری میں نہایت ہی باندھا آگلی بادشاہ کی بدعت اڑتیس برس اور آٹھ مہینے اور سات دن تھی قلعہ بہشت صد نوے دو چار رفت از عالم خدیو ملک تنان و جہان شاہ بکول یہ تیغ ملک تنان بود یک دفعہ اہل بود محال بنامشیر و خیر مصقول بادشاہ بکول کو بھی ظاہر اہل میں آ رہا اور شہریت محمد علی ان علیہ واکہ و سلم کی متابعت میں پیراستہ تھا اور حضور اور سفیر ملکا اور مشائخ شیعہ عبت رکھتا اور اوقات ان کے ساتھ بسر لیجاتا اور افتادوں کے ساتھ ہرادرادہ سلوک کرتا اور ان کے روبرو وقت براہ اس ملک ایک خوش پر ثقا عہد کرتا جس وقت دہلی کو لیا اور جزا نے شاہان ماضیہ کے خاندان کو دہلی پر مست یہ خود بھی تمام الناس قسمت برادر اندلہ اور خاصہ اپنے مجلس سے بن نہ لکھاتا اور خاصہ کے گھر طوان پر سوار ہوتا اور ہر روز طعام سلطان سے ایک امیر کے منگو اگر نادل فرماتا اور ہنگام کو سب ان کے گھر سے پر سوار ہوتا اور کتاب مجھے بادشاہی سے یہی نام کافی چہ اور غلہ کی سپاہ گوی بر اعتقاد تمام رکھتا اس سبب سے اس کی سرکار خاص اور شہزادوں اور امرا کے پاس تحنیا میں نہرا منسل کو کرتے تھے اور جبکہ سنتا جو ان کا آمد ہر آدمی بھیج کر اسے اپنے روبرو بلاتا اور لائق حال سلوک کرتا اور عاقل اور شجاع اور متفرس اور شہور تھا اور جہان زاری کے قاعدہ اور زمین خوب جانتا تھا اور کاموں میں جلدی اور شہابی باہر نہ رکھتا تھا اور از رو سے عدل اور انصاف کے خلق اس کے ساتھ حیات مستعار لیس کرنا تھا ذکر بادشاہی سلطان عادل باذل نظام خان الخاطب سلطان سکندر بن سلطان بکول کو دھڑی کا جب بکھتا در زوا بکوالی بادشاہ بکول کو دھڑی سفر کو زمین رحمت حق میں داخل ہوا امرا اور ارکان دولت نے فراہم ہو کر قلعہ شہرہ کا آسپہن ڈالا بعضوں نے اعظم ہائیون بنیرہ شاہ مرحوم کی بادشاہی پر غیبت کی اور اکثر امرا نے شاہزادہ ہارباک کی طرف بیان کیا کیونکہ زندہ اولاد میں وہی سبب سے بڑا تھا اس وقت مادر سلطان سکندر زیبا تمام نے جو دختر ایک بہ زرگری تھی اور اس سے مہر میں بادشاہ مہرور کے ہر وہ قہی پس پردہ آن کر اس سے فرمایا کہ میرا فرزند سلطنت کی لیاقت رکھتا ہوا

اور پتھار سے ساتھ سلوک خوب کر گیا عیسیٰ خان لودھی جو چمپا بھائی سلطان مہلول کا تھا اس نے دشنام دیکر کہا
 سونا رکی لڑکی کا بیٹا بادشاہی کے لائق نہیں ہوتا اس واسطے کہ مثل مشہور ہو کام بڑھی کا بندر سے راستہ میں آتا
 خانخانان قریلی جو نہایت قوی تھا یہ نکرہ لو لاکھل بادشاہ فوت ہوا آج اسکی بی بی اور بیٹے کو دشنام دینا اور سخت کشتا لاق
 نہ تھا عیسیٰ خان لودھی نے کہا تو کو سے کوئی ربتہ پیش نہیں رکھتا بادشاہ کے خولیش اور اقربا کے وہیان دخلت کر خانخانان
 نے غضبناک ہو کر کہا کہ میں تو کہ بادشاہ سکندر کا ہوں نہ تو کہ اور ان کا یہ کہ مجلس سے برخاستہ ہوا اور ان امر سے کہ ساتھ
 متفق تھے بادشاہ کا جنازہ اٹھا کر قصبہ جلالی میں لے گیا اور بادشاہ سکندر کو طلب کر کے اوپر بلندی کے جو آب بیاہ کے
 کنارے واقع ہوا اور اسکو کونک سلطان فیروز کہتے ہیں سر پر بادشاہی تاج پہن کر کے سلطان سکندر کو طلب کیا نظم پرین تخت
 فیروزہ ہر صبح و شام یکے کے بعد بخت چنید بکام پکس آن بخت و این مہرہ باخو و بندہ بکام دل از مملکت بر بخور و چہ بادشاہ
 سکندر نے جنازہ اپنے باپ کا دہلی بھیجا اور خود عیسیٰ خان لودھی کے سر پر گیا اور مغلوب کر کے اس کا گناہ معاف فرمایا
 اور دہلی کی طرف مراجعت کی اور اپنے باپ کی طرح اتنا فون سے سلوک ہوا اور برادرانہ کیا اور کار قوم کے رہبر و
 تخت پر بیٹھا اور اسوقت اسے خدا نے چھ فرزند عطا کیے تھے انکے اسم یہ ہیں ابراہیم خان اور جلال خان و حسن خان
 و حسین خان و محمد خان و اعظم بہاؤن خان اور امراے نامی سے تین آدمی تھے خانبہان لودھی احمد خان ابن خانبہان
 خانخانان قریلی شیخ زادہ قریلی خانخانان لودھی اعظم خان شروانی دریا خان ابن مبارک خان لودھی نائب بہاؤ عالم خان
 لودھی جلال خان ابن محمود خان لودھی نائب کاپی شیر خان لودھی مبارک خان موخیل خان لودھی احمد خان
 لودھی حاکم اٹاہ ابراہیم خان شروانی محمد شاہ لودھی بابو خان شروانی حسین خان قریلی نائب سہارن سلیا خان ابن دوم
 خانخانان قریلی سعید خان ابن مبارک خان لودھی اسماعیل خان لودھی تاتار خان قریلی عثمان خان قریلی و شیخ جان مبارک خان
 لودھی شیخ زادہ محمد المشہور بک لاہپار ابن عماد خان قریلی شیخ جمال کد شیخ عثمان قریلی شیخ احمد قریلی آدم خان و حسن خان
 برادر آدم خان لودھی کبیر خان لودھی نصیر خان لودھی خانی خاڑی خان لودھی تاتار خان حاکم تجارہ میان چین کتبہ و حنا
 خاص محمد الدین حجاب خاص شیخ ابراہیم حجاب خاص شیخ عمر حجاب خاص قاضی عبدالوہاب حجاب کا بلی حجاب
 خاص بہورہ خان پسر خواہ خان شیخ عثمان حجاب خاص شیخ صدیق حجاب خاص خواجہ نصر الدین مبارک خان قبال خان
 حاکم قصبہ باڑی پسر خواہ خان پسر خواہ الملک حاکم دہلی شیر خان برادر مبارک خان لودھی عماد الملک کتبہ و متعلق
 مبارک خان لودھی حاکم خان لودھی کبیر خان لودھی بھیکھن خان ظہیر خان لودھی عمر خان شروانی جبار خان
 شروانی ستار خان جلوانی اور چند عرصہ کے بعد سلطان سکندر بر گنہ راہی کی طرف گیا اور عالم خان لودھی بادشاہ
 علاء الدین برادر سلطان سکندر چند درمین چند درخت حصن ہوا اور آخر کو بھاگ کر عیسیٰ خان کے پاس پتیا لے میں گیا
 بادشاہ سکندر راہری کو خانخانان قریلی کے نام مقرر فرما کر اٹاہہ کے سمت گیا اور سات مہینے وہاں گزرا نے
 اور عالم خان المشہور بہاؤ شاہ علاء الدین کو اعظم بہاؤن سے جدا کر کے اپنے نزدیک لایا اور ولایت اٹاہہ اسے رزانی
 فرمانی اور وہاں سے پتیا لے کی طرف عیسیٰ خان وہاں کے حاکم برتاخت لایا اور عیسیٰ خان نے صف جنگ آزمائش کی
 اور جرح ہو کر شکست پائی اور از رو سے عجز و ذلت ارلازمت کی لیکن اس ختم سے جان بہنو بادشاہ سکندر
 نے ایک مرتبہ بار یک شاہ اپنے بھائی کی خدمت میں جو پتیا لے کا بادشاہ تھا بھیج کر پیغام اطاعت کرنے اور نام اسکا

مقدم خط بین پڑھنے کا دیا رائے گلین کہ باریک شاہ سے موافق تھا آیا اور سلطان کا شریک و رہبر خواہ ہوا اور
 جاگیر پٹیا لے کی پائی اور جب باریک شاہ نے سراطاعت سے پھیر سلطان نے لشکر ہمراہ رکاب لیکر اسیر چڑھائی
 کی باریک شاہ با اتفاق کالا پھاڑ قنوج کی طرف روانہ ہوا اور جس وقت کہ افواج سلطانی آن پہونچی صف آرا ہو کر پیش قدمی
 کی باز آگے دو رکام گرم ہوا کالا پھاڑ اسنی جمیت لیکر سلطان سکندر کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور فوج سلطانی کے درمیان
 میں ٹکڑ گیا اور گرفتار ہوا جب سلطان سکندر کے حضور میں اسے حاضر لائے سلطان گھوڑے سے اتر کر اس سے بے تکلیف ہوا
 اور نوازش نہایت اسکے حال پر مبذول فرما کر ارشاد کیا کہ تم میرے بچے والہ ماجد ہو اتنا س یہ ہو کہ مجھے اپنے فرزندوں
 میں قبول فرمائے کالا پھاڑ نہایت بھل اور نادم ہو کر بولا کہ میں اس احسان کا عوض جان کے سوا اور نہیں کھتا صبر
 اچھو دارم سربست برکت دست اب ایک گھوڑا حضور سے رحمت ہووے تو یہ جان شار لو ازہم جان شار ہی بجا لاوے بادشاہ
 نے اسے گھوڑے پر سوار کیا پھر اسے با اتفاق افواج ظفر امواج باریک شاہ پر حا کیا باریک شاہ تاب برف شمشیر لایا با سے
 شاتہ اسکا جگہ سے ہل گیا برادران کی طرف بھاگا اور شہزادہ مبارک خان گرفتار ہوا اور بادشاہ نے تعاقب کر کے باریک شاہ کو
 ہراؤن میں محاصرہ کیا آخر کو باریک شاہ نے عاجز ہو کر ملازمت کی بادشاہ نے اس کے اعزاز و احترام میں کوشش فرمائی اور
 اسے خوشنل اور محفوظ کر کے اپنے ہمراہ جو بیرون لایا اور جو اتنا کہ حسین شاہ شرفی حوالی سپاہ میں صاحب لشکر تھا
 اسے بدستور سابق تخت شریف پر متمکن کیا لیکن اس کی خدمت میں اپنے مرد مختار مقرر کیے اور اکثر منوع میں اپنے
 حکام تعین فرمائے اور بعضے پر گزات کو امر اسے درگاہ پر متمکن کیا اور وہاں سے کالپی میں آیا اور اسے
 اعظم ہمایون سے تغیر کر کے محمود خان لودھی کو دیا اور وہاں سے جھٹہ کی طرف روانہ ہوا اور جہاں تا جہاں ہانکا حاکم کو توڑ
 انقباض بجا لایا پھر وہاں سے بھال فرما کر قلعہ گوالبار کی طرف توجہ پھرایا اور خواجہ محمد قری کو مع غلامت خاص اجمان حاکم
 گوالبار کے پاس بھیجا اور اجندہ کو رستہ بھیجا وہ اطاعت میں قدم رکھ کر اپنے بھتیجے کو بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا کہ
 بیاد تک شایعت کرے اور سلطان شرف حاکم بیان بھی طریق اخلاص سے ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ
 بیاد کو چھوڑ تو اس کے عوض جالبیسا اور چند در اور مار سیرہ اور سکیٹ بچے عطا کیا جاوے سلطان شرف نے عرض خان شرفانی
 کو ہمراہ لیا تاکہ کنبیاں قلعہ کی سوئے لیکن بعد پر پچنے کے نقصن ہند کر کے قلعہ کو محکم کیا اور بادشاہ قاتل کر کے اگرہ میں آیا اور
 جو سہیت خان جلوانی کہ مطیعان سلطان شرف سے تھا انہی جو اور قلعہ اگرہ پر اپنا عمل کر کے شخص جو سلطان نے مارا
 ہو کر ایک جماعت امر اسے اگرہ کے محاصرہ کو چھوڑا اور خود معاودت کر کے بیاد کی طرف گیا اور بقدر غنیمت
 قلعہ بندنگی تنگی میں کوشش فرمائی اور ایک مدت کے بعد سلطان شرف نے ہماجز ہو کر امان چاہی اور قلعہ آٹھ رستہ
 پہونچی میں بیاد کا قلعہ فتح ہوا اور خاندان قریلی سے تفریق فرمایا اور سلطان شرف کو گوالبار کی طرف نکال دیا اور اگرہ کا
 بھی قلعہ مفتوح ہوا پھر بادشاہ نے عنان عزمیت دہلی کی طرف معطوف فرمائی اور اس میں وہ میں تہہ پہونچی کو امانیت چھوڑ
 کے زمینداروں نے لاکھ سوار اور پیادہ کے قریب جمیت ہم پہونچا کر شیر خان برادر مبارک خان لودھی حاکم کو راہ کو شہزادہ
 میں پہونچایا ہر اور مبارک خان لودھی بھی کو راہ سے ہر آمد ہو کر جس وقت پرستی پہاں کے گن شہر پر دیا یہ وہاں تک پہونچا
 کرتا تھا اسے مہم دیو راجہ ٹھٹھ نے اسکو اسیر کیا اور باریک شاہ غلام اس کو وہ کا مشاہدہ کر کے جو بیرون نکالا پھاڑ اس کے
 پاس ہر راجہ میں آیا اور سلطان نے چوتیس دن دہلی میں قیامت کر کے جو بیرون کی طرف عزمیت فرمائی باریک شاہ کے ساتھ ہو کر

دیلیپور میں پہونچا بارکبک شاہ خدمت میں حاضر ہو کر عنایت سلطانی سے ممتاز ہوا اور اسے بہمدیوبادشاہ کی آمد کا غنائد کر
 ہر اسان ہوا اور مبارک خان کو کہ اسکے زمانہ میں مجبوس تھا بادشاہ کی خدمت میں بھیجا بادشاہ وہاں سے کاٹھگرھ میں آیا
 اور وہاں کے زمینداروں نے اجتماع کر کے تنور جنگ گرم کیا آخر شکست کھا کر آوارہ دشت اور بارہو سے غنیمت لے کر فرار
 کے ساتھ آئی بادشاہ جو پور کی طرف گیا اور دوبارہ بارکبک شاہ کو جو پور میں چھوڑ کر راجست کی پھراوہ کے اطراف میں ایک مہینہ
 کاٹا یہوشکا میں بسر کیا اس عرصہ میں ہر کار سے خبر لائے کہ بارکبک شاہ زمینداروں کے غلبہ سے جو پور میں قیام نہیں کر سکتا
 بادشاہ نے حکم کیا کہ کالاسپاڑ اور عظیم جاپون شروانی اور خانہ انان نوحانی اوہ کے راستہ سے اور مبارک خان کو لڑنے کی راہ
 یہ جو پور کی طرف جا کر اس حدود کا بندہ بہت کرین اور بارکبک شاہ کو مقید کر کے حضور میں حاضر کریں جب بارکبک شاہ
 کو بادشاہ کے لوہہ لائے بادشاہ نے اسے بہتیت خان نوحانی اور عثمان شروانی کے سپرد کر کے خود جو پور کی اطراف سے
 قلعہ چار کے سمت عزیمت کی اور بعض اہل حصہ میں شاہ شرفی کو وہاں تھے جنگ پر آمادہ ہوئے اور شکست کھا کر
 قلعہ بند ہوئے چونکہ قلعہ محکم تھا بادشاہ نے محاصرہ مناسب بنانا کیطرت کی طرف کمضافات پیشہ سے ہر خدمت مانی
 اور وہاں کے راجہ راے بلجھدر نے استقبال کر کے اطاعت کی بادشاہ نے کیطرت پر اسے بھائی کھا اور اریل کی طرف
 گیا اس درمیان میں بلجھدر متوہم ہو کر اسباب وحتم چھوڑ کر یکہ و تنہا پیشہ کی طرف بھاگا بادشاہ نے تمام سلاطین
 اسکا اسکے پاس بھیج دیا جب اریل میں پہونچا دست تاراج و راز کر کے باغات اور عمارات سے کچا تر باقی
 نہ بچا اور کڑا کے راستہ سے دیلیپور کی طرف گیا اور شیر خان برادر مبارک خان نوحانی کی منکوحہ کو اپنے ہاتھ
 کھان بن لایا اہل شکرانہ کی طرف توجہ فرمائی اور چھ مہینے وہاں اقامت کوئے منتہل میں گیا اور پھر اس آباد کی طرف
 سنان ملکہیت معلومت فرمائی درمیان راہ کے دیوٹاری کو کہ مادا سے متروان تھی قتل و غارت سے نہایت تباہ کیا اور
 اقبیتہ السیف نے بھاگ کر موضع وزیر آباد میں دم لیا سلطان وزیر آباد کے مالک کو بھی قتل و اسیر کر کے اس آباد
 میں آیا اور ایام بسا جس آباد میں گذرانے اور شہر فوسپوری میں اسے بلجھدر کی گوشائی کو پیشہ کی طرف متوجہ کر
 اتنا سے روہین تھروان اور پریشون کے موضع کو وہاں اور کین قتل اور شکر کر تا تھا اور جب کہارن او کسان میں
 پہونچا نہ سنبھلایا میں کہ جنگ میں مشغول ہوا اور شہریت پا لہ پٹنہ میں بھاگا اور جب سلطان پٹنہ میں پہونچا جا
 بلجھدر مسرکھو کی طرح مرفوم ہو کر راہ میں فوت ہوا اور سلطان سرکھو سے دیلیپور کی طرف رجحال پیشہ سے قلعہ متوجہ ہوا
 اور جب وہاں پہونچا وہاں اسیون اور ککنار یعنی پوتہ اور نک اور کھی تھایت گران ہوا وہاں سے جو پور کی طرف کر سنان
 ہوا اور جو کھوڑے کے پٹنہ یہ سفر میں محنت و شاقہ کھینچے ہوئے تھے ان سے اکثر تلف ہوئے سوار کر کے گھوڑے رکھ
 تھا انہیں سے فونہ لائے ہوئے لکھچھدر سے بلجھدر کے فرزند اور دیگر زمینداروں نے حسین شاہ شرفی کو لکھا کہ سلطان کھندرا
 کے دست میں گھوڑے نہیں رہے اور یہاں تلف ہوا فرست غنیمت جس میں شاہ شرفی نے یہ خبر سنا کر جمعیت کی اور چند
 آباد کر اور کھندرا کے مقابلہ کر آیا بادشاہ کھندرا نے بھی گفت کے کھاٹ جا کر اب تباہ سے ہوا کر کے
 انشا پنا بار بار اٹھارہ نوک نیام سے آئے میدان تباہ تھا بادشاہ نے خانچلا دیو الباہن پسر اسے پھندہ کے
 دیو الباہن سے دلاسا دیا اور اسے اور نہایت تمام سلاطین کو بلایا اور اسے راہ چھوڑ دی الباہن نے خدمت میں
 حاضر ہو کر اپنے آپ کو بے یار و نوا میں کوئی لیکن ترک کر دیا

موافق وصول کرین اس سبب سے امراے افغان نے اپنے دلین یک گونہ بخش ہم پہنچائی اتفاقاً ان دنوں میں بادشاہ جوگان بازی کے واسطے سوار ہوا اور عین جوگان بازی میں جوگان ہیبت خان شروانی کا سلیمان خان دہلی کے جوگان سے ٹکرا کر سلیمان خان کے سر میں لگا کہ مجھ سے ہوا اس سبب سے ان کے درمیان میں اس مقدمہ کے باعث مناقشہ ہو کر بخش ہوئی خضر خان برادر سلیمان خان نے اہتمام کے واسطے قصداً جوگان ہیبت خان شروانی کے سر پر مارا شور مچا برپا ہوا محمود خان لودھی اور خان خانان نے ہیبت خان شروانی کو تسکین دی اور دلاسا دیا مکان پر لے گئے اور بادشاہ میدان سے محل میں داخل ہوا اور چاروں کے بعد جو جوگان بازی شروع ہوئی شتاے راہ میں شمس خان نامے خلیشان ہیبت خان شروالی سے غضبناک کھڑا تھا جب خضر خان برادر سلیمان خان کو دیکھا چوگان میں سے سر پر مارا اور بادشاہ نے شمس خان کو خوب زد و کوب کر کے اپنے محل میں مراجعت فرمائی اور اس کے بعد اپنے امرا سے بظن ہو ا بعضوں کو کہ مخلص اور دو تہواہ جانتا تھا پاسانی کا اشارہ کیا چنانچہ یہ خبر کو سچ ہو کر پاسانی کرتے تھے اس عرصہ میں ہیبت خان شروانی اور دوسرے فاروں نے آپس میں اتفاق کر کے شہزادہ فتح خان بن بادشاہ بملول سے عرض کی کہ افسران سپاہ سکندر شاہ کی بادشاہی سے رہتی نہیں ہیں اور تجھے سرداری میں قبول کھتے ہیں اگر حکم ہو سکندر شاہ کو دیکھان سے اٹھا کر ہم تجھے سر پرسلطانی پتھن کرین شہزادہ نے شیخ ظاہر کابلی اور اپنی والدہ سے یہ راز ظاہر کیا شیخ اور اس کی والدہ نے نصیحت کر کے اس پر آمادہ کیا کہ نام بداندیشوں کے بادشاہ کے رو پر ظاہر کرے شہزادہ نے ویسا ہی کیا چنانچہ سلطان غدر اور بداندیشی اس جماعت سے خبردار ہوا اتفاقاً امرا ہر ایک کو مختلف اطراف میں بھیج دیا اور اسکے بعد بتدریج انکو بر باد کیا اور شہزادہ نو سو باغ بھجی یہ سبھل کی طرف جا کر چار برس اس حدود میں بیٹھتا رہا اور جوگان بازی میں بسر کیے اور اس مقام میں خبر بد عملی اور بد کرداری صغیر خان حاکم دہلی کی سنی چنانچہ خواہس خان حاکم ماجھڑہ کو حکم بھیجا کہ دہلی میں جا کر صغیر خان کو مقید اور مملول درگاہ میں بھیجے اور جب خواہس خان جب حکم دہلی کی طرف متوجہ ہوا صغیر خان یہ خبر سنا کر قبل پہنچنے خواہس خان سے شب شنبہ ماہ صفر سنہ نو سو سات ہجری میں تلہ سے بر کر ہو کر سلطان کے رو پر سنبھل میں حاضر ہو کر مقید ہوا اور خواہس خان دہلی پر تصرف ہو کر حکومت میں مشغول ہوا اور نقل ہو کر ایک برس جو دھن نام موضع کاٹھن میں سکونت پذیر ہوا ایک دن اس نے مسلمانوں کے حضور اقرار کیا کہ اسلام حق ہوا اور دین بھی درست ہے یہ بات اس سے شائع ہو کر علماء کے گوش زد ہوئی اور قاضی سپاہ اور شیخ بدر جو کہ کھنڈی میں رہتے تھے ساتھ القیض ایک دوسرے کے قہر دیتے تھے لہذا اعظم ہمایوں بن خواجہ بایزید حاکم اس لایت نے برہمن کو مع قاضی اور شیخ مذکور بادشاہ کی خدمت میں سنبھل بھیجا اور جو بادشاہ کو نذرانہ علمی کے سننے میں رغبت تمام تھی مسلمان نامی کو اطراف سے طلب کر کے مجلس بحث ترتیب دی اور تحصیل اساتذہ علم کی یہ ہو کہ میان قادربن شیخ خواجہ ریان عبدالقدیر بن الداد کو طلبہ سے اور سید محمد بن سعید خان کو دہلی سے اور ملا قطب الدین اور ملا الداد اور صاحب کو سہ ہند سے اور سید یامان اور سید برہان اور سید احسن کو قنوج سے بلایا اور ایک جماعت امرا سے جو ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہتے تھے مثل صدر الدین قنوجی اور سید عبدالرحمن ساکن سیکری اور میان عزیز سندھلی یہ بھی اس محکمہ میں حاضر ہوئے اتفاقاً علم کا پیہ ہو کر محکمہ مجبوس کر کے عرض اسلام کرنا چاہیے اگر انکار کرے اس کی گردن مارین جو دھن انکار کر کے مقتول ہوا اور بادشاہ نے جمیع علماء کو انعام دیکر رخصت کیا اور بعد چند عرصہ کے خواہس خان حاکم دہلی اپنے بیٹے اسماعیل خان کو دہلی میں چھوڑ کر حسب حکم درگاہ میں آیا

اور نوازش خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز ہوا اس وقت میں سید خان شروانی نے کہ لاہور سے آیا تھا ملازمت کی چونکہ یہ
خدا روں کا سرغنہ تھا اسکو اور تاتار خان قزلباش اور محمد شہ لودھی اور تمام خدا روں کو کجرات کے اطراف میں اخراج فرمایا اور
اس سال کے عشرہ نوموسات ہجری قمری راہبان سنگھ رائے گوالیار نے نہال نام خواجہ سر کو بھیم رسالت مع تحفہ و
ہدایاے لائق روانہ کیا اور جو خواجہ سر درشت گو اور بد زبان تھا بادشاہ نے ناراض ہو کر اسے رخصت کیا اور اپنے آئے
اور قلعہ لینے کی ہمدید فرمائی اور انھیں دنوں میں بغروت خانخانان قزلباش حاکم بیانہ کی بیوی چند روز بیاد میں احمد اور سلیمان
پسران پسر خانخانان قزلباش کو مقرر رکھا اور جو بیانہ بسبب استحکام قلعہ اور ہونے سرحدوں محکم کے محل بغاوت اور فساد کا
ہوا تھا احمد اور سلیمان پسران پسر خانخانان قزلباش سے لیکر خواص خان کے سپرد کیا اور چند روز کے بعد صفدر خان اگرہ کے نظام
کے واسطے کہ مصافات بیانہ سے تھا مقبض ہو اور احمد اور سلیمان جو بیانہ سے بھل میں آئے تھے شمس آباد اور جالندھر چھینل
اور شاہ آباد اور دوسرے پر گئے پائے اور عالم خان حاکم سیوات اور خانخانان حاکم رابری کو حکم ہوا کہ باتفاق خود خان
قلعہ دھولپور کے تنچہ میں مشغول ہو وین اور رائے بنایک دیو کے تصرف سے برآوردہ کریں اور رائے نے بقدمت
آنکر محارر اور بخاریہ کیا اور خواجہ بین کہ دلاوردن صف شکن سے تھا ایش سرکہ میں شہید ہوا اور ہر روز ایک جماعت قتل
ہوتی تھی حیب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بتایا نہ جو کہ دن ماہ رمضان المبارک کی چھٹی تاریخ سنہ مذکورہ میں چھل سے دھولپور
کی طرف حرکت کی اور جب قریب پہونچا رائے بنایک دیو قلعہ اپنے متعلقوں کے سپرد کر کے گوالیار کی طرف گیا اور آدمی اسکے
صدومہ افواج سکندری کی تاب نہ لا کر آدھی رات کو قلعہ سے برآمد ہو کر بھل گئے اور بادشاہ نے صبح کے وقت قلعہ میں
داخل ہو کر دگاہ شکر کا ادا کیا اور لوہا زم فتح عمل میں لایا غازیون نے ہاتھ تاراج و غارت میں وراڈ کیا اور کلاؤں کو سار
کر کے باغات اطراف دھولپور کے کہ سات کوں تک سایہ ڈالے ہوئے تھے بیخ و بن سے اکھاڑے اور ایک
مہینہ کے بعد راپات شاہی گوالیار کی طرف خمش میں آئے اور آدم خان دودھی کو مع تمام راہبان چھوڑ کر آب
چنبل سے عبور کیا اور دریا سے اسی عرف سیدی کے کنارے نرزل فرما کر دو مہینے توقف کیا اور دہلی کی آپ بولگی بلوئی کے
سبب بیماری دبا اور طاعون کی پیدا ہوئی اور آدمی بیمار ہوئے اور گوالیار کے راجہ نے ملائیت سے صلح کی درخواست کی
اور سید خان اور بابو خان اور رائے کہنس کو کہ بادشاہ سے بھاگ کر اسکے پاس پناہ لے گئے تھے اپنی حفاظت سے کاکر
اپنے بڑے بیٹے بکراجیت کو ملازمت کے واسطے بھیجا چنانچہ بادشاہ نے اسے ہسپ و خلعت عنایت فرما کر رخصت
الغیران رحمت فرمائی پھر علم مراجعت بلند کر کے جب دھولپور میں پہونچا اسے بھی بنایک دیو کو بخشا اور اگرہ میں آیا اور
اس شہر کو جو بیانہ کے متعلق تھا اور زمانہ کفر و اسلام میں بھی پاسے تخت منوا تھا گوالیار اور زور کی تشعب کے واسطے
پاسے تخت کر کے حصار سیری کو کہ جو ساتھ دہلی نو کے شہر رکھتا تھا ترک کیا اور برسات کا موسم ایش مقام میں بسر کیا اور ماہ
رمضان المبارک عشرہ نوموسات ہجری میں طلوع سہیل کے بعد علم عزیمت قلعہ مندراہل کی تہی کے واسطے بلند کیا اور ایک مہینہ
کامل اطراف دھولپور میں توقف فرمایا اور افواج نے حسب الحکم جاتے ہی حوالی گوالیار اور مندراہل تک تاخت و تاراج کیا
اور اسکے بعد خود جا کر قلعہ مندراہل کو محاصرہ فرمایا اور اہل قلعہ نے امان طلب کر کے حصار کو پر کیا اور سلطان نے تجا نے
اور کناس دہان کے سمار کر کے مسجدیں تعمیر کیں اور ساتھ ایک ہتھ کے سپرد کر کے علم مراجعت بلند کیا اور جب دھولپور میں پہونچا
قلعہ کہ بنایک دیو سے تغیر کر کے شیخ قزلباش کے سپرد کیا اور خود اگرہ میں آنکر امر اکو جاگیروں کی طرف رخصت فرمایا اور

فوج کو گیارہ بجے زمین پر زمین کشیدہ صفوں کی قیسری تارچ کو اگر زمین زلزلہ عظیم واقع ہوا حتیٰ کہ پہاڑ زلزلہ میں آئے عمارات بلند
 اور ٹکڑے ٹکڑے زمین زلزلہ میں قیامت اور مردوں نے حشر معلوم کیا قلعہ اسکی تارچ کا یہی قطعہ درہ صد واحدی عشر از
 زلزلہ پا کر دید سوا د آگرہ مرحلہ بیا بیا آنکھ بنا ہوا جسے عالمی بودیہ از زلزلہ شد علیہا سا فلہا بیا پس زمانے تک اس
 طرح کا زلزلہ ہند میں واقع نہیں ہوا تھا اور اس دن زلزلہ اکثر ملاو ہند میں آیا تھا بادشاہ نے سبیل کے طلوع
 کے بعد منہ مذکورہ میں گوالیار کی طرف ہفت فرمائی اور ڈیڑھ جیسے دھولپور میں توقف کیا وہاں سے آپ سبیل
 کے کنارے کو کہ گھاٹ کے نزدیک فوج کش ہوا اور چند جیسے ہتھکست کی اور شہزادہ ابراہیم اور جلال خان کو
 مع خزانہ معتبر دیاں چھوڑا اور خود ہمچاد اور غارت بلا دیاے سعادت رکاب میں لا کر اکثر کفار کو جو پہاڑوں
 اور جنگوں میں پوشیدہ تھے تیغ بیدار بلیغ سے قتل کیا اور غارت و غارتوں کے ہاتھ آئی اور وہاں جو بے سبب
 نے آئے بجا روں کے غلہ لشکر مستورہ میں کم ہو چکا تھا عظیم ہایوں اور احمد خان کو دھجی اور بجا پر خان کو رسد لانے کے
 واسطے روانہ کیا اسے گوالیار اگرچہ انکا سردارہ ہو لیکن تہہ سر کی کارگر نہ تھی لاچار ہو کر ہٹ گیا اور رسد و غلہ لشکر فوجی شہر
 میں بخوبی تمام ہو گئی اور جب بادشاہ تقریباً موضع جنوین جو حال گوالیار سے سو بیچا اس جگہ سے غلہ لشکر کی پابانی کے واسطے
 دس کوس پیشتر غنیمت کی طرف گیا اور گوالیار کی اور خبر داری میں تفصیل کی نظم مثل گردان لشکر تیر چنگ، بنہ بندہ خستہ
 مانداری خدنگ، بنو از کمان دور نارفہ تیر، خبر یافتی شاہ گردون کسیر، فوج راے گوالیار کی مراجعت
 کے وقت کمین سے برآمد ہوئی حرب شدید و مکر عظیم واقع ہوا اور داؤد خان اور احمد خان سپہ سالاران میں غلامان
 قریلی کی بہادر و مردانگی اور جان سپاری سے کفار نے شکست کھائی اور راجپوت بہت علف تیغ خون شام ہوئے
 اور غازیان اسلام نے بہت زندہ اسیر کیے اور بادشاہ نے مراجعت کے وقت دونوں پر نوازش خسرو فرمائی
 داد و نون کو مکہ داؤد خطاب ویکر اگرہ میں آیا اور برسات وہاں آخر کی اور سلاطین و سوارہ بھری میں قلعہ دوینگر
 کی طرف توجہ فرمائی اور جب دھولپور میں چونکا توقف کر کے عاود خان قریلی اور بجا پر خان کو مع چند ہزار سوار اور فسیل
 کوہ قلیل کے قلعہ اویت نگر کی جانب تعین فرمایا اور خدمت جمالی پر قاضی عبدالواحد ابن شیخ طاهر کالی ساکن
 قصبہ خانیسراور شیخ ابراہیم مقرر ہوئے اور ولایت کالی جو محمود خان کی فوت کے بعد ساتھ جلال خان کے مقرر
 ہوئی تھی اور اس کے بھائی سہیان بھی کھن خان اور حاجی خان اس سے پر غاش برآمدہ تھے سلطان نے
 حکم امت کالی کی فیروزاد خان کو عنایت فرمائی اور ادغان ایک طائفہ ہوا افغان کے نزدیک اور بجا پر خان کو چھوڑا
 میں چھوڑا کہ خود آج چیل کے کنارے جا کر نزدیکیا اس مقام میں خواص خان اور کھن خان ملازمت میں حاضر
 ہو کر عنایت - لطافی سے ممتاز ہوئے اور سلطان نے اویت نگر کی طرف آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور جو قتلح جسکا
 مشعل قلعہ علیہ قلعہ گوالیار کے جانتا تھا تمام فوج کو حکم کیا کہ جنگ و پیکار پرستہ ہو کر قلعہ کی سفیر میں بہت باہمی
 اور خواہیسی ساعت میں کہ اختر شناسوں نے مقرر کی تھی بغیر نفیس میدان کی طرف متوجہ ہو کر اطراف سے تنگ
 شیر کی افواج بر سر آج - مود و ملخ کی طایفہ میں پیسیدہ ہو کر اور مردانگی ہی اور سیم فتح و ظفر پر چمکایا
 سلطان نے پہلی آگاہ قلعہ کی دیوار جو مکہ ملا الدین کی جانب تھی وہ نگاہت ہوئی اور جو زمانہ مردانہ اور غازیان فرزند
 اس ہوا سے داخل ہوئے ہر چہ چھٹوں نے فریاد الا ان ہند کی کسی گونش نہ تھی قلعہ کو سخر کیا اور راجپوت اپنے گھاتوں سے

جنگ کرتے تھے اور اپنے اہل و عیال کو قتل کرتے اور آتش سوزان میں جلاتے تھے غرض اچوت بہت مقتول ہوئے
اس عرصہ میں ایک تیر غنیم کی طرف سے آیا اور ملک عمار الدین کے دہہ جہان میں کوئے لور کیا اور بادشاہ فتح کے بعد لوہارم
و سپاس فتح حقیقی بجا لایا اور تنجانون کو مسار کے مساجد تعمیر فرمایا اور قلعہ بھکھن خان لہجہ پرخان کے سپرد کیا اور جب
بادشاہ کے مسع مبارک میں یہ خبر پہنچی کہ مجاہد پرخان نے راجہ ہنوت گڑھ سے رشوت لیکر تھہر بادشاہ کے پھیرنے کا کیا ہوا ہوا
۱۱۳۱ھ نو سو تیرہ ہجری میں ملاچین خاص صاحب کو کہ خواہ ان مجاہد پرخان سے تھا مقید کر کے ملک تاج الدین کنوہ کے
سپرد کیا اور ان امر کو جو دھو لپور میں تھے حکم ہوا کہ مجاہد پرخان کو مجوس کرین اور اگر وہ قلعہ کی طرف کوچ کیا ایک روز
راہ کی نامہواری سے کشیب و فرار بہت رکعتی تھی مقام ہوا اور آب کی نایابی سے اس دن حیوان صامت اور
ناطق بہت تلف ہوئے اور جب بادشاہ کے حسب الحکم دو دھکا شمار ہوا آٹھ سو آدمی قلم بند ہوئے اور قیمت ایک
کوڑہ پانی کی بندرہ تنگہ ہوئی تھی بادشاہ و مان سے دھو لپور میں آیا اور چند روز توقف کر کے دار السلطنت کی طرف تشریف
لایا اور برسات کو آخر کے ہیل کے طلوع کے بعد ۱۱۳۱ھ نو سو چودہ ہجری میں قلعہ زور کی تسبیح کی عزیمت کی اور قلعہ کو فتح ہوا
اور کفار کے تصرف میں تھا اور جلال خان حاکم کاپی کے نام حکم صادر ہوا کہ زور کو پیشتر جا کر محاصرہ کرے اور اہل حصہ
اگر صلح کریں درگزر کر کے قبول کرے جلال خان نے حکم کے موافق قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی عقب سے
ہو نچا دوسرے دن قلعہ کے دیکھنے کے واسطے سوار ہوا اور جلال خان نے اپنے لشکر کو آراستہ کر کے پایا دے
اور سواروں اور فیلوں کے تین گروہ کیے اور سر راہ ایستادہ ہو کر چاہا کہ مجاہد اپنی جہیت کا کر ائے بادشاہ نے اس کے
لشکر کی کثرت ملاحظہ کر کے اپنے دہلیں تجویز کیا کہ اسے تہذیب و تدبیر خراب کرے اور بادشاہ نے اس قلعہ کو آٹھ کوس کا
جبکہ دور تھا ایک سال تک محاصرہ کیا اور ہر روز آدمی جنگ کے واسطے پیش قدمی کرتے تھے اور قتل ہوتے تھے لیکن آٹھ
مہینے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بعض مردم مقبرہ خستون سے آمیزش رکھتے ہیں اس سبب سے قلعہ میں نہیں ہوتا
اور سبب دریافت کا یہ تھا کہ ایک دن بادشاہ نام محل پر ایستادہ ہو کر تفرج کرتا تھا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا ایک
طرف سے شگافہ ہوا اور اسی وقت اندر سے خبر کیا گیا سلطان نے اس کو ایک دل اور ایک بانی ہونا اور کلاہ
حصار سے جانکر پہلے جلال خان کے مردمان جری کو اپنے رہبر و ہلایا اس وقت دو فرماں صادر فرمائے ایک سلطان
کی گرفتاری میں بنام ابراہیم خان لوحانی اور سلیمان خان قرظی اور ملک عمار الدین جلوانی اور دوسرا شیخ خان کے
جس کے بارہ بین میان بھورہ اور سعید خان اور ملک آدم کے نام انقصہ خوانین مذکور نے جلال خان اور شیخ خان
کو مقید کیا اور حسب الحکم قلعہ ہنوت گڑھ میں بھیکہ محافظت میں مشغول ہوئے اور اس کے بعد اہل قلعہ نے پیرانی
اور کچی قلعہ سے عاجز ہو کر امان چاہی چنانچہ امان پا کر قلعہ سے نکل گئے اور سلطان نے چھ مہینے قلعہ کے قریب قیام فرما کر
تنجانون کو کھودا اور مسجدین تعمیر فرمایا مفتی اور خطیب مقرر کیے اور علما اور طبیب کو وظائف معین کر کے اس مقام میں بٹول کیا
اور ان دونوں میں شہزادہ شہاب الدین بن سلطان ناصر الدین سلطان مالوہ نے باپ سے رنجیدہ ہو کر عزم ملا ہوت کیا
حجرت قصبہ سیری میں کہ حال مالوہ سے ہو پہنچا بادشاہ نے اسے دخلوت بھیج کر پیغام کیا کہ اگر تم چند ریکہ میرے
سپرد کرو تو ایسی امداد لیا جائیگی کہ سلطان ناصر الدین کا تہہ غلبہ ہوگا اتفاقاً شہزادہ شہاب الدین کو کوئی اسباب ملے
پیش آیا کہ دلایت پر سے برتا ہوا اور سلطان سکندر نے بادشاہ شہان ۱۱۳۱ھ نو سو چودہ ہجری میں باستان لائے و ستہ کوچ کیا

مندر

جس وقت کہ لب آب شد پہنچا اسکے دل میں یہ اندیشہ گذرا کہ زور کا قلعہ نہایت سنگین ہے اگر ہاتھ میں کسی مخالف کے پڑ جائے گا
 ہاتھ سے پاسانی برآوردہ نہ ہو سکیگا اس واسطے ایک حصار اور گرد قلعہ مذکور کے کھینچا استحکام تازہ بخشا پھر اپنا منصوبہ پور
 کر کے قصیر بہار میں آیا اور ایک مہینہ اس مقام میں توقف کیا اور اس جگہ نعمت خاں زن قطب خان کو بھی جو جلال
 شہزادہ کی مرضی تھی شہزادے کے ہمراہ آئی اور سلطان اُسکے دیکھنے کے واسطے گیا اور دلجوئی کی اور سرکار کا بھی
 شہزادے کی جاگیر مقرر کر کے ایک بیس راس گھوڑے اور بیس فیل اور مبلغ لفظ عطا فرمائے اور نعمت خاں کے
 ہمراہ کاپی کی رخصت دی اور خود شاہ نو سو ہزار روپے بھیجی میں رایت اقبال نظام گویا سے دارالملک کی طرف حرکت میں
 لایا اور جب بلکھات میں پہنچا تو اس صوبہ کے متروک کی تدارک کو بھیج کر اس نواح کو اہل بغی کے خوں خاشاک
 سے پاک کیا اور جا بجا تھا نہ بٹھا کر اگرہ کی طرف تشریف لایا اور اس وقت میں خبر پہنچی کہ احمد خان پیر مبارک خان لودھی
 حاکم لکھنؤ کی کفار کی مصاحبت کے سبب طالعہ ارتداد کا اختیار کر کے دین اسلام سے پھر گیا ہے بادشاہ نے اس کے
 چھوٹے بھائی محمد خان کے نام فرمان بھیجا کہ اسکو زنجیر میں مخلول کر کے خدمت میں روانہ کرے وہ حکم کے موافق کاربند ہوا
 اور سرکار لکھنؤ کی نے سعید خان اُس کے بھیلے بھائی کے نام قرار کیا اور اس دنوں میں محمد خان پوتا سلطان ناصر الدین
 مالوی کا اپنے دادا کے قہر و غضب سے ہراساں ہو کر درگاہ عرش اشتباہ میں پناہ لایا بادشاہ نے سرکار چندیری
 اعمال مالوہ اُس کے نام مقرر فرمائی اور شہزادہ جلال خان کو حکم ہوا کہ مدد معاون اُس کا ہو کر ایسا نہ کرے کہ سپاہ
 مالوہ کسی طرح کا صدمہ اُسے پہنچا دے اور اس وقت بادشاہ سیر و شکار کے واسطے دھولپور کی طرف سوا ہوا
 اور اگرہ سے دھول پور تک منزل بہ منزل قصر و عمارت تعمیر فرمائیں اور اُسی عہد میں محمد خان ناگوری اپنے
 خوشن علی خان اور ابابکر پر جو اُسے قتل کیا جاتے تھے غالب آیا اور وہ بھاگ کر بادشاہ کی درگاہ میں آئے
 محمد خان ناگوری نے اُن کے پناہ لئے جانے سے ساتھ ایسے بادشاہ عالی جاہ کے حاکمیت اندیشی کر کے
 عرضیاں اخلاص آمیز مع تحفہ دہرایا پھینچیں اور اُس ولایت کا خطبہ بادشاہ کے نام پڑھا اور گزوسکے بھی بادشاہ
 کے نام سے جاری کیا اور بادشاہ نے خلعت اُس کے واسطے بھیجا اور اگرہ میں تشریف لایا اور چند روز بساط نشا پھینکا
 سیر باغات اور بزم آرائی میں بسر کیے پھر دھولپور کی طرف راہی ہوا اور میان سلیمان چھوٹے بیٹے خانخانان قرملی کو
 فرمایا کہ لشکر چشم کو اپنے ہمراہ لیکر ہنوت گڑھ کی طرف جا کر حسین خان نو مسلم کی اعانت کرے اُس نے عذر کر کے عرض
 کیا کہ میں خدمت سے دور نہ ہو سکتا یہ معنی بادشاہ کے خاطر دریا منفاط کی اُمت شکنی کا باعث ہوئی حکم کیا کہ وہ ہماری
 خدمت سے دور رہے اور صبح تک جو کچھ مال اپنا لشکر گاہ سے لیجا سکے اُسکا ہو اور جو کچھ باقی رہے غارت عام کریں اور
 پرگنہ بڑیٹی اُنکی مدد معاش کے واسطے مقرر ہووے چنانچہ وہ بان جا کر ساکن ہوا اور اُسی عہد میں بہت خان حاکم
 چندیری جو اپنے باپ دادا کے زمانہ سے طبع دور فرمانبردار سلاطین مالوہ تھا فی الحال اسے سلطان محمد مالوی کے
 ضعف اور فتور مملکت کو دیکھ کر وسیلہ ارسال تحفہ بادشاہ کا توسل اختیار کیا بادشاہ نے حماد الملک پدہ کو کاج خان
 نام رکھنا تھا چندیری کی طرف بھیجا تو با اتفاق بہت خان اس حدود میں خطبہ سلطان کے نام پڑھاوے اور اس وقت
 بادشاہ اگرہ میں آیا اور پناہ دست معبودہ فرامین مستل بر مشرودہ اطاعت بہت خان اور پڑھنا خطبہ کا ولایت
 چندیری میں اور حاصل ہونا فتوحات تازہ کا باطراف و اکثاف ولایت میں بھیج کر بلند آوازہ ہوا اور اس وقت

مصلحت ملکی کے واسطے یعنی امرا کو ساتھ تنہا اور تبدیل جاگیر کے مناسب کیجئے عمل کیا اور سعید خان مٹھیلے بیٹے مہاراجا کو دھمی اور شیخ جمال قرملی اور راسے جگوسین کچھ اسہ اور حفتر خان اور خواجہ احمد کو چندیری کی طرف بھیجا وہ اس ولایت کو اپنے قبضہ و تصرف میں لا کر مستقل ہوئے اور حسب الحکم شہزادہ محمد خان بنیرہ سلطان ناصر الدین مالوی کو شہر بند کے سلطنت اس ملک کی حسب طرح کو مٹھی ظاہر اور اس پر مقرر رکھی اور بہت خان حاکم چندیری نے جب معاملہ ایسا دیکھا اپنا رہنما اُس سو بہمن صواب بھانا چار بادشاہ کی ملازمت میں فائز ہوا اور ان دنوں میں بادشاہ کی طبیعت حق طوحت نیچا قرملی حنا بطہ سارن سے سخت ہوئی تھی اسوجہ سے حاجی سارنگ کو اُس طرف بھیجا اسنے وہاں جا کر اُس کے لشکر کو سنسنہ ہیر سے اپنی طرف کر لیا اور اُس کے قبضہ کرنے کی فکر میں ہوا اور وہ واقف ہو کر کھڑے رقتا سے ولایت لکھنؤ کی طرف گیا اور علاء الدین شاہ والی بنگالہ سے پناہ ڈھونڈی اور ۹۲۲ء کو سو بائیس ہجری میں علی خان ناگوری نے جو سرکار وسیع مہتو پور میں تعین تھا شہزادہ دولت خان حاکم رپڑ سے جو سلطان محمود مالوی کا محکوم تھا شہرہ فقط اور مرا فقہت مرعی رکھ کر اُس کو بادشاہ کی اطاعت کی ترغیب کی اور مقرر کیا کہ بادشاہ کی نقد ملازمت سے مشرف ہو کر قلعہ مذکور کو پیشکش کرے جب عرضیہ علیخان ناگوری کا اس بارہ میں یہودیچا بادشاہ نے خط لکھ کر اُس طرف جانے کی عزیمت کی اور بیان کے نوح میں چار مہینے شکار اور مشائخ کیا کی ملاقات میں خصوصاً سید نعمت اللہ اور شیخ حسین کے ساتھ خوارق عادات اور مکاشفات کے اشتہار رکھتے تھے لہذا اُس عرصہ میں شہزادہ دولت خان اور اُس کی والدہ کو صاحب اختیار قلعہ ریٹھور مٹھی ساتھ موا عبدیسیار کے ایسا فریفتہ کیا کہ دولت خان شہزادہ نے بے جمل تمام عزم ملازمت کیا اور بادشاہ نے تمام امراء کے استقبال کے واسطے بھیج کر بہت تمام داخل اردو کیا اور ملاقات کے وقت اُسے فرزندوں کے مانند نواز کر خلعت اور چند زنجیریں عنایت فرمائے اور ساتھ فرار ہو کر کے تکلیف سپرد کرنے قلعہ ریٹھور کی دی اتفاقاً اُسی علی خان ناگوری نے دشمنی کر کے شہزادہ دولت خان کو اُس پر آمادہ کیا کہ قلعہ بادشاہ کو نہ دیوے بادشاہ نے اصل راز سے آگاہ ہو کر شدید رنج ہو کر اُس سے تفریر کر کے اسکے بھائی بابا کو دی اور حکم کر مہلی اس سے زیادہ اُس کو معاتب نہ کیا اور پھر پختان کر کے رستہ سے قصہ باڑی کی طرف پہنچ کر اُس پر کٹہ کو مبارک خان کے بیٹوں سے براؤرہ کر کے شیخ زادہ بھیج کر کے سپرد کیا اور دار الخلافہ آگرہ میں آیا اور عادات قدیم کے موافق فرمان فرما کے ساتھ ہر اطراف وجواسب میں صادر فرمائے اور اکثر امراء سے سرحد کو طلب کیا کہ قلعہ کو لیا پر چڑھائی کر کے جبراً اور قہراً مفتوح کریں اس بادشاہ نیکنام کا انجام یہ کہ زمانہ کی عادت قدیم ہو کر عطیہ اور پردہش اپنے سے ایشیان ہوتا ہوا وقت بادشاہ کو ساتھ عرض ناصنی کے گرفتار کیا اگرچہ از روئے غیرت کے خیال اپنا فکر کے اُسی حالت میں کچری میں اجلاس کرتا تھا اور سوار ہوتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ لقمہ حلق سے نہ اترا راہ نفس مہتہ ہوئی اور دم گھٹا چنانچہ بروز یکشنبہ ماہ ذیقعدہ ۹۲۲ء کو شہر میں کچری میں اور لکھنؤ کی طرف لشکر لیکر قطعہ سا قیام در بین بزم بیریہ کہ چوبہنگام طرب جام مزوگیرندہ کاس عشرت رنگل و ناکہ سلسلہ بسانندہ بادہ عیش زخون دل سحر گیرندہ نظام الدین احمد اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جو مناقب اور سفاخر سلطان سکندر لودھی کے بعضی لواحق میں اس قدر مذکور ہیں کہ اکثر گمان اور پرمبالہ اور اغراق کے کیا جاتا ہے لیکن جو کچھ صحت میں قریب تھا ایراد کیا جاتا ہے شہر میں سلطان جمال ظاہری میں آراستہ اور کمال باطنی میں پیراستہ تھا اور ایام سلطنت میں اسکی

منایت اردانی اور اس وامن حاصل تھی اور بادشاہ ہر روز بارعام کرتا تھا اور خود خلق امیر کی داد دہی میں مشغول رہتا تھا اور گاد صبح سے شام تک بلکہ عشا کی نماز کے وقت تک معاملات میں مصروف رہتا تھا اور نماز پنجگاد ہی مجلس میں ادا کرتا تھا اور ایام سلطنت میں انکی دست تسلط ہند کے زمینداروں کا کوتاہ ہو اور سب مطیع و فرمان بردار ہو گئے اور قوی و ضعیف یکساں اور برابر ہو گئے اور کاموں میں انصاف مری رکھتا اور ہوا سے نفس پرست کم جاتا اور خدا تر سے خلق پر منایت فرمان رہتا چنانچہ جس روز اپنے بھائی بارک شاہ سے جنگ کرتا تھا کارزار کے وقت ایک قلعہ پر حاضر ہوا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر لافٹھ پیرے واسطے ہوا شاہ نے اپنا ہاتھ کر بہت سے کھینچا فقیر نے کہا میں ہاتھ خالی نیک پرار تا ہوں تو نے اپنا ہاتھ کیوں کھینچا سلطان نے جواب دیا کہ جس وقت طائفہ اسلام کے درمیان جنگ ہو تو حکم ایک طرف نہ کرنا چاہیے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جس شوہر میں اسلام کی بہتری ہو وہ ہووے اور ہر سال دو مرتبہ فقر اور مستحقین ولایت کے تفصیل نام لکھواتا تھا اور ہر شخص کے فراخ حال مبلغ شش ماہہ عینا تھا اور ہر زمستان میں جرطاول اور دوشالے انھیں دیتا تھا اور ہر جمعہ کو بھی برسیل جہنگی فقرائے شہر کو سابع پہنچاتا تھا اور ہر روز کھتے مقاموں میں طعام خام اور پختہ شہر میں تقسیم کرتا تھا اور کوئی برس ایسا نہ تھا کہ چند مرتبہ فتوحات اور کامیابی کے بہانہ مبلغ خطیر فقروں کو نہ پہنچاتا ہست اگر باریت شکست و سروری بدولت و یر و منان بہت آوری اور اور باب جاہ سے جو شخص کہ مساکین اور محتاجوں کو وظیفہ اور مدد معاش مقرر فرماتا وہ بادشاہ کے نزدیک معتبر ہوتا اور اس سے یہ کہتا کہ تو نے بنیاد خیر رکھی ہو اس میں نقصان نہ دیکھے گا اس واسطے کہ میں سے اکثر آدمی شریعت کے بموجب اپنے مال سے محفل کو پہنچاتے تھے تو بادشاہ کے روبرو معززین منقول ہو کہ جس وقت سلطان بلوچ نے وفات پائی امرائے بادشاہ سکندر کو بادشاہی کے واسطے طلب کیا چنانچہ جس دن دہلی سے روانہ ہوتا تھا شیخ بہار الدین کی خدمت میں کہ بزرگان وقت سے تھے التماس فاتح کے واسطے کیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ میرا ان آپکو سناؤں پھر سبق چھ کا شروع کیا اور استاد نے پڑھایا کہ ہر ان بعد کا اللہ تعالیٰ فی الدارین بادشاہ نے کہا کہ پھر ارشاد دیجیے القصہ جب یہ جیلہ تین بار حکمران پایا سلطان نے اس بزرگ کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور اس دعا کو فال نیک جانکر روانہ ہوا خطبہ حدیث اہل فناء ترحان تقدیر است بدو صمیم و زبان شان شبیر لوح و قلم بد سعادت ازلی در وفا سے شان معصوم شقاوت ابدی در خلافت شان مدغم بد و تعصب سلام بہت رکھتا تھا حتیٰ کہ جمیع معابد کفار کو تیغ جہاد سے چونڈ زمین کیا تھا اور جن مقاموں میں ہنوشل کرتے تھے اسپر سحر اور مدرسہ اور بازار تیار کر کے محافظ مقرر کیے تھے کہ کوئی مشرک غسل نہ کرے پاتا تھا اور شہر متھر میں جو کوئی ہندو قصہ سیر یا لیش تراشی کرتا تھا حجام قبول کرنے سے تھے اور رسوم کفار کے اعلام بلیقہ سرنگوں کیے اور نیزہ کسالار مسعود کی طرف ہر سال جلتے تھے منع فرمایا اور جو لوگ کو مزارات کے جانے سے ممانعت کی اور صغیر سن میں کہ ابام انکی شہزادی کے تھے سنا کہ بلکہ تھا نہیں ایک موضع ہو کہ ہندو دھرم جمع ہو کر غسل کرتے ہیں علماء سے پوچھا کہ اس مقدمہ میں حکم شریع کیا ہو ایک نے ان میں سے فرمایا تجنائے قدیم کو ویران کرتا جائز نہیں ہو اور جس حوض میں کہ قدیم غسل معمول ہو اسکی ممانعت نہیں مناسب نہیں ہو شہزادہ نے یہ سنکر دست بچہ ہو کر کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہو اس عالم نے جواب دیا کہ جو کچھ شریع میں آیا ہو کہنا ہوں راہ خلاف میں نہیں چلتا شہزادہ نے تسکین پائی اور اسکی ملک کی تمام سجدوں میں فارسی اور خطیہ بادشاہ پادشہ کش مقرر کیے وظیفہ اور روزینہ

اُن کا جاری کیا اور اُس کے عہد مبارک میں علم نے رواج پایا اور اُمراء اور ارکان دولت اور سپاہیوں نے کسب نفساں میں مشغول کیا اور کفار ساتھ پڑھنے اور لکھنے خط فارسی کے کہ اس وقت تک درمیان اُن کے معمول نہ تھا مشغول ہوئے اور سپاہ گری نے بھی ایک رونق نازہ پکڑی اور شخص نوکری کے واسطے آتا نسب اُس کا تحقیق کر کے فراخ حال اُس کے رعایت فرماتا اور جو کوئی بے اسب و یراق نظر آتا اُسے جاگیر دیتا اور کتنا جاگیر سے اپنا سامان درست کر لیا اور خبر نداری اُن کی سپاہ اور رعیت کے حال پر ایسی تھی اور بصرہ صیانت خاندان عایا اور برائے اطلاع رکھتا اور کبھی کبھی اوقات تنہائی آدمی سے خبر دیتا جیسا کہ اُن کی گمان لیجاتے تھے کہ کوئی جن سلطان کا آتشاویز جو مہنیا سے خبر دیتا چراہ حب لشکر کی طرف روانہ کرتا تھا ہر روز دو فرمان اُس لشکر میں پہنچتے تھے ایک اس مہنوں کا کہ صبح کو کچ کر کے غلام مقام میں نزول کرو اور ایک ظہر کے وقت کہ ایسا اہل محل میں لانا اور اس ضابطہ کے خلاف ہرگز نہ کرنا گھوڑے ڈاک چوکی کے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور اُمراء سے مراد کے نام جو زمان صا در ہوئے تا غزوہ شخص صفہ کے نیچے آنکر فرمان کو دونوں ہاتھ سے لیکر سر پر رکھتا تھا اور اگر حکم اُن کی جاگ پڑھے گا ہوتا تھا ایلی حکم ہو پوجا تھا اسی مقام میں پڑھا جاتا تھا اور اگر حکم ہوتا تھا کہ مسجد میں جا کر منبر پر پڑھے دیا ہی محل میں آتا تھا اور اگر مخصوص ساتھ اُس شخص کے ہوتا یا کوئی خصوصیت اُس میں تیرہ ہوتی تھی چھٹی پڑھا جاتا تھا اور سلطان علام الدین خلجی کے عہد کے موافق ہر روز روزنامہ نثر اجناس اور واقعات جمیع ممالک محروسہ اور احوال لشکر کا بادشاہ کے ملاحظہ میں گذرنا تھا اور اگر سر موٹا ملائم معلوم ہوتا تو فوراً اُس کی تدارک میں مشغول ہوتا اور اکثر اوقات خود بنفس نفس خصوصاً است اور فیصل مقدرات و مہمات اور سرانجام ملکی و رعایت خلق میں صرف کرتا اور علاوہ اُس کے اُن کی حدت فہم و وجودت عقل میں سخاں عجیب و غریب منقول ہیں از انجملہ ایک یہ کہ جس وقت دو بھائی گوالیار کے باشندے بے سامانی سے بے تنگ آکر ساتھ اُس لشکر کے کہ سرحد پر ایک ولایت کے نصیب ہوتا تھا ہر اہل جوئے اور غارت اور تاراج کے وقت کچھ سونا اور چند پارچہ رنگین اور دو قطعہ لعل قیمتی اُن کے ہاتھ آئے پھر ایک نے اُن دونوں بھائیوں میں سے کہا کہ مدعا ہمارا حاصل ہو اُس واسطے محنت اور مشقت اپنے اور گوارا کریں اپنے گھر میں جا کر بغیر غنت و رحمت عمر بچو ورنہ بسر کریں دوسرے نے کہا کہ میں کہیں نہ جاؤں کہ اس صورت میں دونوں بھائیوں نے ہمیں غنیمت تقسیم کی اور بڑے بھائی نے اپنا بھی حصہ چھوٹے بھائی کے سپرد کر کے فرمایا کہ یہ امانت میری زوجہ کو پہنچا دے وہ شخص اپنے مکان میں آیا اور وہ تمام غنائم لعل کے سوا اُن کی بی بی کے حوالہ کیے جب دو برس کے بعد بڑا بھائی اپنے گھر آیا غنیمت شخص کی لعل ہمیں نہ پایا اس وقت اُس نے اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ لعل کیا ہوا اُس نے جواب دیا کہ میں نے تیری زوجہ کے سپرد کیا اُس نے کہا کہ کہتی ہو ہرگز مجھے نہیں پہنچا رہی چھوٹے بھائی نے کہا جھوٹ کہتی ہو اسے قدرے تندی کرنا چاہیے لعل بڑے بھائی نے اپنی عورت کو شکوہ تندی میں بھیجا اُس نے کہا آج کی شب مجھے مہلت دے جاگو حاضر کروں گی اور پھر کہیں بھورہ کے گھر میں کہ اُمراء بزرگ بادشاہ سکندر سے میرا دل تھا جا کر اپنا احوال ظاہر کیا میان بھورہ نے اُس کے شوہر کو مع برادر اُس کے طلب کر کے کیفیت ہتھسار کی اُس کے شوہر کے بھائی نے کہا کہ میں نے اُسے لعل بھی دیا ہو میان بھورہ نے کہا اس کے گواہ رکھتا ہوں اُس نے کہا بان میان بھورہ نے کہا کہ شخص گواہ ہیں اُس نے کہا وہ برہمن میں میان بھورہ نے کہا آئین حاضر کردہ تھانہ میں گیا اور تار با برہمن کو کچھ دیکر تعلیم کیا کہ تم اس طرح سے گواہی دینا جب یہ ٹھکانے میں آئے اور

گو اسی دسی میان بھورہ نے شوہر زن سے کہا کہ تو جاس طور سے ممکن لعل اپنی زوجہ سے لے لے قصہ عورت اس معرکہ سے باہر آئی اور اپنے تین بادشاہ کی عدالت عالیہ میں پہنچ کر فریاد دی ہوئی بادشاہ نے اس سے تمام ماجرا سن کر فرمایا عورت نے صورت حال راست براست تقریر کی بادشاہ نے فرمایا کہ تو کس واسطے میان بھورہ کے پاس مستغاث ہوئی عورت نے کہا میں گئی تھی لیکن جیسا کہ چاہیے دامن پریش اور تحقیقات نہ ہوئی القصد بادشاہ نے سب کو طلب کیا پھر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ طلب کر کے تھوڑا موم ہر ایک شوہر اور زن اور اس کے بھائی کے ہاتھ میں دیا کہ ہنیت اس لعل کی تیار کردہ انھوں نے اس کے موافق تیار کیا پھر گواہوں کو جدا جدا طلب کر کے انھیں حکم کیا کہ تم بھی ہنیت اس لعل کی تیار کردہ انھوں نے بھی ایک ایک ہنیت مختلف بنائی اور بادشاہ نے تمام شکایں لعل کی اپنے پاس کھینچ کر پھر عورت کو طلب کر کے فرمایا کہ تو بھی اس لعل کی ہنیت تیار کر کہ وہ کیسا تھا عورت نے عرض کیا کہ نوڈی نے جس چیز کو آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کیا ہنیت اس کی کیونکر تیار کرے ہر چند بادشاہ نے اس بارہ میں مبالغہ کیا عورت نے قبول نہ کیا پھر میان بھورہ کو مخاطب کر کے گواہوں سے کہا اگر تم راست براست کہو گے جان کی مان ہو اور اگر جھوٹ کہو گے تیغ سیاست سے قتل ہو گے گواہوں نے لاچار ہو کر صورت قصہ کی راستی سے اظہار کی اور جب اس عورت کے دیور کو طلب کر کے سیاست کی اسنے بھی واقعہ کو از روئے راستی کے بیان کیا خلیفہ اسے یہ کہ عورت نے اس ہنیت سے نجات پائی اور بادشاہ کی حدت فہم اور کمال بیت عقل سب پر واضح ہوئی الغرض بادشاہ سکندر طبع مزاج رکھتا تھا اور شرمین کہتا تھا اور نگارخی اسکا تخلص تھا اور شیخ جالی کہتا تھا اس کے مصاحبوں و ہمدیوں سے تھا دو بیٹیں شیخ جالی کہتا تھا سے بریل یا د کا رتھ پر ہوئیں ابیات اور زخاک کویت پر ہنیت برتن و آئینہ ز آب دیدہ صد جاک نامہ من و مر از تیر ہاے او پر از پر گشت ہر پہلو کنون پر ہزار خواہم کرو سوسے آن کمان ابرو و اور کتاب فرنگ سکندر سی اور کتب دیگر بھی اسکی عہد دولت میں مکتوب ہوئیں بادشاہ جہا کی صاحب فرنگ سکندر سی نے اٹھائیس برس اور پانچ مہینے لکھی ہو ہنیت سکندر شہ ہفت کشور نماندہ نماندہ کے چون سکندر نماندہ فرکر سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی کی سلطنت کا جب بادشاہ سکندر لودھی اگرہ میں فوت ہوا اسکا بڑا بیٹا سلطان ابراہیم کو ساتھ اخلاق حمیدہ اور حسن کیا ست اور فراست و شجاعت کے انصاف رکھتا تھا اب کا جانشین ہوا اب و دادا کے قواعد و آداب سلوک کے خلاف اپنے عزیزوں اور افغانوں کو ان کے حق سے محروم کیا اور فرمایا بادشاہوں کے عزیز اور ہم قوم نہیں ہوتے سب نوکر میں چاہیے کہ شرط خدمت بجا لاویں امر آئے عہدہ افغان جو سلطان بملول اور سلطان سکندر کی مجلس میں بیٹھتے تھے انھوں نے لاچار کرب طہرا طاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا دست بستہ اس کے تخت کے آگے ایستادہ ہوئے اور باطن میں دل و گون کر کے اتفاق کو ساتھ نفاق کے مہل کیا اور خواہی غور ہی قرار دیا کہ بادشاہ ابراہیم تخت زمہلی پر تنگ ہو کر ولایت جوینور کی سرحد تک فرمان گزار ہووے اور شہزادہ بلال خان سند بادشاہی جوینور پر استقلال پا کر اس طرف کے مالک و پرفران روئی کرے پس اس صورت میں شاہزادہ جلال خان نے مع امراے باگیر دار پر گنات جون پور و کاپی کے اس طرف متوجہ ہو کر ان ممالک کے سرسלטنت پر استقلال پایا اور فتح خان بن عظیم ہالیوں شہزادوں کو کابل و سرسלטنت کر کے اس طرف کے امرا کو مطیع اور فرمان بردار کیا اسوقت خاجان لہستانی نے رابری سے بادشاہ

ابراہیم کی ملازمت میں آنکر زبان طعن اور ملامت و ذرا اور بکلا پرکھولی کہ امراء و شاہی کو مشترک رکھنا ایک غلطی
 عظیم اور سہو نہایت جبریم ہے سمیت دو جان ہرگز بیک بیک نہ گنجد: دو فرمان وہ بیک کشور گنج و ارکان دولت
 نے آئیں کی تلافی میں کوشش کر کے مصلحت دیکھی کہ جو شاہ زادہ نے اپنی استقلال حاصل نہیں کیا ہو اسے وہی بین
 طلب کیا چاہیے چنانچہ اسکی طلب کو مہریت خان کرک انداز کو بیکرا ایک فرمان شمل بر عا طفت و مکرمت صادر
 کیا کہ ایک مصلحت درمیان میں ہر چاہیے کہ جو یہ آپ کو بطور یلینا رہو چا وے شہزادہ کو مہریت خان کرک انداز کی چاہو
 اور ملازمت سے مکر و عذر کا مظاہرہ حاصل ہو اسکا دست میں رہنی ہوا اور پھر ایسا سے ملازم متعذر ہو کر ایام لطافت بھیل میں
 گذارے مہریت خان نے حقیقت حال بادشاہ کو لکھی بادشاہ زادہ نے شیخ زادہ قرطی سیرت سب قرطی اور ملک اسماعیل ابن
 ملک علار الدین حلوانی اور قاضی مجد الدین حباب اور سید حباب کو شاہ زادہ کی طلب میں بھیجا لیکن انہوں انکا بھی کارگر نہا سکے
 بوردنایان اور فلسفیان درگاہ کے مشورہ سے اس حدود کے امراء اور حکام کے نام ترانہ میں صادر کیے اور ہر ایک کو ایک مضمون علی
 لائق رتبہ اور حال ترقیم ہوا اور خلاصہ پیغام یہ کہ شہزادہ کی اطاعت سے احترام کر کے اس کے حضور بخا وین اور خدمت اسکی
 اختیار نہ کریں اور اس طرف کے بعضے امر سے صاحب شکوہ جوئیں ہزار اور پالیس ہزار سوار کو رکھتے تھے شمل دریا خان لواحانی
 حاکم ولایت بہار اور نصیر خان حاکم غازی پور اور شیخ زادہ محمد قرطی ضابطہ اودھ و لکھنؤ وغیرہم کو خلعت خاص اور سپ
 مع ساز و ہراقی اور چنگ اور بنجر سا تھا اپنے آدمیوں مغبر کے کمریت رکھتے تھے بھیجا کہ جوئی کی اور جب فراہم
 جماعت مذکور کو پہونچے سب نے شہزادہ کی اطاعت سے سر پھر کر مخالفت اختیار کی اور بادشاہ ابراہیم نے
 ایک تخت مرصع اور کھل بجو اور نفیسہ دیوانخانہ میں نصب فرمایا اور جوہر کے ووزیر و صوفیوں ذیلچہ ۹۲۲ نو سو
 تنیس ہجری میں اس تخت پر جلوس کر کے بارعام دیا اور ہر ایک ملازمان درگاہ اور اعیان دولت کو بقدر مرتبہ
 و منازل خلعت و خیر و شمشیر مرصع اور اسب و فیل و منصب و خطاب و جاگیر مرحمت کیا اور سر نو سب کو مضمون
 احسان اور مرہون عنایت کر کے اپنے سے راضی اور شا کر کیا اور فقر اور ساکین پر بھی ایسا ب خیرات اور مہلت
 مفتوح کر کے و طائف مقرر زائے اور ائمہ کی یومیہ اضافہ کر کے گوشت نشینوں اور متوکلون کو شوق اور نذرین بھیجا اور ہر
 جہان داری کو ایک رونق تازہ بخشی اور ملک کے کام کو استقامت دی اور شہزادہ جلال خان نے اس عظمت اور زاری
 کو دل میں لایا اور مخالفت اس طرحت کے امر کی آنکھوں سے مشاہدہ فرمائی جب جانا کہ اب سکو شاہ ابراہیم
 سے جاسے ملا رباتی نہیں رہی بالضرورت پلٹ کر کالپی کی طرف گیا اور علائہ شخصی کا نظارہ بجایا اور اتفاقاً ایک جماعت
 کے کرساتھ اس کے متخذ تھے خطبہ اور سک کالپی کا اپنے نام پڑھا کر غی لو کی نگہداشت شروع کی اور زمینداروں کو تسلی اور دلاسا
 دیکر اپنا جلال الدین شاہ نام رکھا اور ایلی اپنا اعظم ہمایون شروانی کے پاس کہ جو ہا شکر گران تلوہ کالپر کو محصور کیے تھا
 بھیجا کہ پیغام دیا کہ میں تجھے بجائے علم و پیر کے سمجھتا ہوں اور تو خوب جانتا ہو کہ مجھے کوئی تقصیر سرزنش نہیں ہوئی اور بادشاہ
 ابراہیم کی طرف سے نقص عہد ہوا کہ ایک ملک تلیل جو بطور میراث ساتھ میرے پو پڑ ہوا تھا اس میں بھی نظر الکر پوتہ
 صلہ رحم کا ٹاٹا ہوا میر و مرہون کہ حق کی جانب سے تو مانتا نہ کھینچے اور ظلم کی رعایت اپنے پروردگار کے لئے اور جو اصل میں
 اعظم ہمایون بادشاہ ابراہیم کے ساتھ سو مزارا جی رکھتا تھا اور صوفیائے ایشک سنگی اور ملائمت شہزادہ نے بھی اس کے
 دل میں اثر کیا تھا تلوہ کالپر سے کھینچ کر شاہ زادہ سے جالاد اور عہد و اور پیمان کے بعد قرار پایا کہ اول ولایت جو پو اور اس

نواح کو تصرف میں لادین اسکے بعد اور فکر کوین پھر کوچ پر کوچ کر کے سعید خان سپہ مبارک خان لودھی کے سر پر جناباط
اور وہ تھا روان ہوئے اور وہ تاب و مقامت نہ لایا بھاگ کر لکھنؤ میں آ گیا اور حقیقت حال سلطان ابراہیم سے
بذریعہ عرضی معروض کی سلطان ابراہیم نے ارادہ کیا کہ بالشرک انتخاب و جوار متوجہ ہو کر اس فساد کو دفع کرے اور وقت
وہ لتھاڑوں کے مشورہ سے اپنے بھائیوں شہزادہ اسماعیل خان اور حسین خان اور محمود خان کو جو مفید تھے دو تھان
کے سپرد کر کے حکم فرمایا کہ بحفاظت تمام نگاہ رکھتے اور خدمت کے واسطے ہر ایک کے دو حرم مقرر فرمائیں اور باکول
اور ملبوس اور تمام ماہیاج معین کیے اسکے بعد شیشہ کے دن جو میرین ذی الحجہ ۹۲۳ھ نو سو تیس ہجری میں رباب
بادشاہی شرق کی طرف متوجہ ہوئے اثنائے راہ میں خبر ہوئی کہ عظیم ہایوں مع اپنے سر قی خان شاہزادہ جلال خان
سے روگردان ہو کر عازم ملازمت ہو اس نوید سے بادشاہ کو تقویت دل حاصل ہوئی اور جب قریب پہونچا جمیع امرا کو
استقبال کے واسطے بھیج کر ساز و آراستہ خروارہ کے سر بلند کر کے سرعت راہی ہوا اور وقت جے چند زمیندار جو قلی میں تھے
پر گنہ گول لے کر اس شہر پر جو عرصہ خان ابن سکندر خان سے مقابلہ کر کے اس کو شہید کیا اس واسطے ملک قاسم حاکم سنبھل نے
اسکے سر پر جا کر اس مفسد کو دارالہوائین پہونچایا اور اس فتحہ ناگمانی کو تسکین دیکر قزوچ میں بادشاہ کی ملازمت سے شرف
ہوا اور اکثر امرا اور جاگیردار جو بہر شل سعید خان اور شیخ زادہ قلی وغیرہم خدمت میں شاہ کے حاضر ہو کر دو لتھاڑوں کے
سلک میں تنظیم ہوئے سلطان نے اس وقت عظیم ہایوں شروالی اور عظیم خان لودھی اور نصیر خان لوجانی وغیرہم کو بالشرک
گران و فیلان نامی شاہزادہ جلال خان کے مقابلہ کو تعین کیا اور شہزادہ نے امر کے پہونچنے سے پہلے نعمت خاتون اور
قطب خان لودھی کے نو بعمین اور اپنے متعلقوں اور عماد الملک اور ملک بدر الدین کو قلعہ کالپی میں چھوڑ کر خود تیس ہزار
سوار اور فیلان انتظامی سے آگرہ کی طرف روانہ ہوا اور امر سے بادشاہی نے قلعہ کالپی کو محاصرہ کیا شہزادہ نے آگرہ کے
قریب پہونچ کر بانتقام کالپی چاہا کہ ہاتھ تاراج میں کھولے درمیان اس حال کے ملک دم نے جو بادشاہ کی طرف سے
آگرہ کی محافظت کے واسطے تعین ہوا تھا پہونچ کر شہزادہ جلال خان کو بجز و حکایات شیرین اس ارادہ سے
باز رکھا یہاں تک کہ اسکے بعد ملک اسماعیل ابن علاء الدین حلوانی اور کبیر خان لودھی اور بہادر خان لوجانی اور چند
امرا مع لشکر پہونچے اور ملک آدم کو تقویت ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی اور شہزادہ کو پیغام کیا کہ اگر ہو اوہوس
سے باز آن کر چہرہ آفتاب گیر اور نوبت اور تقارہ اور دیگر امارات بادشاہی کو برطرف کرے اور امر کا طریق
اخفیاء کرے میں تقصیر اس کی بادشاہ سے درخواست کر کے معاف کرادیں اور سرکار کالپی بدستور سابق
جاگیر مقرر کرادیں شہزادہ اس امر پر راضی ہوا اور امارات شاہی ملک دم کے پاس بھیج دیے ملک دم نے
اسباب مذکورہ کو بادشاہ کی خدمت میں بھیج کر حقیقت حال عرض کی چونکہ بادشاہ کالپی کو مغرور کر کے اٹاوا پہونچا
تھا وہ صلح قبول نہ کرے شہزادہ کے ہستیصال کا عازم ہوا شہزادہ سرسیمہ ہو کر گوالیار کے راجہ کے پاس پناہ لے گیا یا پناہ
لے آگرہ میں آنکر قیام کیا اور امرا بادشاہی کو بادشاہ سکندر کے فوت کے بعد تزلزل ہوئے تھے مستحکم ہوئے اور
امرا سے مخالف تو بہ کر کے جاہل انداز میں در آئے اس وقت ہیبت خان کرک انداز اور کیم داد توغ اور دو تھان
اندراہ کو دہلی کی محافظت کے واسطے بھیجا اور شیخ زادہ چھو کو چندیری کے قلعہ کی حراست اور شہزادہ
محمد خان نواسہ سلطان ناصر الدین مالوس کی وکالت کے واسطے روانہ کیا اور ان دونوں میں دل بادشاہ کا

یہ سبب ظاہری میان بھورہ سے جو عظیم امرا اور وزیر اس مذہبی سے تھا خوف ہوا اور اس نے باعنا حقوق سابقہ عظم
بادشاہ کی استر ضامین غفلت کی آخر یہ نوبت پہونچی کہ اس کو مغلول اور محبوس کر کے ملک آدم کے سپرد کیا اور
اس کے بیٹے کو نوازش فرما کر بھاسے پر نصب کیا اور عزم ملک کا فتح حصار گوالیار کر کے عظیم ہایون شروانی حاکم
ولایت کرنا کہ امیر الامرا تھا مع تین سہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل قلعہ مذکور کے قلعہ کے واسطے بھیجا اور اسکے بعد آٹھ
امراے عمدہ کو مع لشکر عظیم اور چند زنجیر فیل کے اس کی ملک کو لغین کیا شہزادہ جلال خان خوف ہو کر دہلی سے براہیو
اور سلطان محمود خلجی کے پاس مالوہ کی طرف گیا اور لشکر سلطانی گوالیار میں پہونچ کر محاصرہ میں مشغول ہوا اور اتفاقاً
سے اس وقت راجہ مان سنگھ دالی گوالیار کی شجاعت اور تہذیب میں ہمال اور اتران سے ممتاز تھا فوت ہوا تھا اور
اس کا بیٹا یا راجت قائم مقام اسکا ہوا تھا استحکام میں مبالغہ کیا اور امراے سلطان ابراہیم دولت خان سلطانی برپا
کر کے ہر روز وہاں جمع ہوتے تھے اور ساتھ مہات اور معاملات قلعہ گیری کے مشغول رہتے تھے اور یہ بھی اتفاقاً راجہ
مان سنگھ نے زبرد قلعہ ایک عمارت عالی تیار کرائی تھی اور اس کے دور میں ایک حصار مستحکم تیار کر کے ساتھ بادل کرنا
کے موسم کیا تھا اور ایک مدت کے بعد اہل اسلام نے لغتین کو دیکھ کر اس مقام میں پہونچا میں اور بارہت سے چکر کر کے
آگ دی چنانچہ دیوار قلعہ کی شش کر کے بادل گرہ میں داخل ہوئے اور وہ مقام فتح ہوا اور امرا نے ایک گاہ و زمین کو ان
تھی اور سالہا سال سے ہنود اسکی پرستش کرتے تھے حکم کے موافق اگر وہ کی طرف بھیجا اور سلطان نے دہلی کی طرف اسے روانہ
کر کے دروازہ بند اور پر نصب کیا اور ایام دولت اکبر بادشاہ تک وہ گاہ اس دروازہ پر تھی اور ان دنوں میں شہزادہ
جلال خان جو سلطان محمود خلجی مالوہ کے پاس گیا تھا عہد سلوک اس کے سے برہنہ آیا بھاگ کر گریہ کے راجہ کے پاس دم
چلیا پھر جماعت کو نذران اسے گرفتار کر لائی اور بادشاہ ابراہیم نے اسے قلعہ ہنسی میں روانہ کر کے اسے راہ میں شہید کیا
قطعہ شریعت سلطنت و جاہ چنان شیرین مست کہ شہان ازہی اون خون برادر یزداد خون آرزوہ دلال راز سپہ
ملک مرید پز کہ ترا نیز ہماں جرنل سباز نریند جاو اور امرا سے پورے بھی بدگمان ہو کر اکثر انہیں کے وضع کیے اور عظیم ہایون
شروانی اور اس کے بیٹے فتح خان کو کہ فتح قلعہ کو دونوں نے نزدیک پہونچا تھا اگر وہ میں طلب کر کے محبوس کیا اور
عظیم ہایون کے دوسرے بیٹے کو جو کرہ میں رہتا تھا اور خطاب اسام خانی رکھتا تھا تغیر فرمایا اسے خبر جس سپہ سالار
علم مخالفت بلند کیا اور لشکر فراہم کر کے احمد خان کو جو شہزادہ کے واسطے تعین ہوا تھا شکست دی اور جو اسے عرصہ
میں خبر فتح گوالیار کی دوسو برس سے کفار کے تصرف میں تھا پہونچی بادشاہ خاطر جمع سے غنہ کر کے تدارک کی فکر میں ہوا
کہ دفعۃً عظیم ہایون لودھی اور سید خان لودھی سپہ سالار مبارک خان لودھی کو امراے کبار سے تھے لشکر گوالیار سے
خارج کر کے ولایت لکھنؤ میں لائے جاگیر تھی گئے اور سلام خان سے خط و کتابت کو کے فتنہ اور خساد کے طغیان میں کوشش کی اور
سلطان ابراہیم نے نصیحت غلیظہ دیکھا کہ اطراف سے لشکر جمع کیا اور احمد خان برادر عظیم ہایون لودھی کو رعایت کر کے مع چند
امرا سے نامی اور لشکر گران انتخابی اس مباحثہ تعین فرمایا جس وقت کہ یہ قصد بانگ مڑ کی نوحی اور قنوج کے قریب پہونچے
اقبال خان غلام عظیم ہایون لودھی مع پانچ ہزار سوار خاصہ عظیم ہایون اور چند زنجیر فیل کے کہیں سے برآمد ہوا اور
اس لشکر پر ماتحت لاکھ سبت آدمی مقتول اور مجروح کر کے نکل گیا اور جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی امرا سے ناراض ہو کر
بہت ملازمت کے ساتھ پیغام دیا کہ جب تک تمہیں ولایت کو باغیوں کے ہاتھ سے برآمد نہ کر دے تو وہ تمہاراں اور مغلہ راں

میں شمار ہو گئے اور احتیاطاً اور نوجوانی لکھ گویا اور دشمنوں کی طرف بھی چالیس ہزار سوار مسلح اور پانچ سو باغی جمع ہوئے جب طرفین نزدیک ہوئے اور قریب تھا کہ آتش جنگ مشتعل ہو شیخ راجو سے بخاری کو مقتدا اس عہد کا تھا درمیان میں آنکھوں میں جنگ ہو اس جماعت نے کہا کہ اگر بادشاہ عظیم ہایدن خروانی کو رہا کرے ہاتھ اٹکی ولا سیت سے باز رکھو دوسرے بادشاہ کے ملک میں ہم چلے جاویں گے جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی اس امر کو پذیرا نہ فرمایا دریا خان لوحانی حاکم ہا ہارکھو دوسرے بادشاہ کے ملک میں ہم چلے جاویں گے جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی اس امر کو پذیرا نہ فرمایا دریا خان لوحانی حاکم ہا نصیر خان لوحانی اور شیخ زادہ محمد قری کو حکم بھیجا کہ یہ بھی اس طرف سے باغیوں کے سر پہ جا کر انھیں مشعل کریں جب دونوں لشکر نے جمع ہو کر مقابلہ کیا اور وہ کیا اور مخالفان طالع بادشاہی کی قوت سے اندیشہ نہ کر کے صرف آ رہے تھے پھر جاسین نے حرب و ضرب میں مشغول ہو کر ایسی خوزیری کی کہ اس کے مشاہدہ سے چشمہ روزگار جبرہ ہوئی اور چونکہ شیوہ بغاوت کا شوم ہو وہ ہرگز یمن اور میرت نہیں رکھتا آخر الامر باغیوں نے شکست فاش کھائی اقبال خان مقتول اور سعید خان گرفتار ہوا اور یسا ساکن چوہا اور مال و ملک انکا تصرف میں آیا سمیت کن چون ابر کا فر فتحے با منعم و کرم نہ کہ بایستہ از بھو و زہر بر سینہ پیکار اس کے بعد جو اخوات مزاج سلطان کا امر سے سکندری کے ساتھ اور خلیفتہ ظاہری اور باطنی اور اکی بادشاہ کی نسبت حادثہ گذری تھی امر کو قیصر سے نجات نہ بخشی چنانچہ بہت سے ملوک مستبشر مثل میان بھوہ اور عظیم ہایدن خروانی نے جس میں وفات پائی خوف و ہراس نے امر کے دلون میں راہ پائی دریا خان لوحانی حاکم ہا اور خان جسان لودھی اور میان حسن قری وغیرہ ان کے نے سرطاعت سے پھیرا اور بادشاہ نے چندیری کے شیخ زادوں سے اشارہ کیا تو انھوں نے میان حسن قری حاکم چندیری آدھی رات کو قتل کیا یہ حرکت بھی امر کے نزدیک دیر ہوا اس اور تغر کا سبب ہوئی اکیا رگی تا یہ ہوئے اور بعد چند روز دریا خان لوحانی حاکم ہا فوت ہوا اور اس کا بیٹا بہادر خان سلطان سے محروم ہو کر بہار میں اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور اس متین سلطان محمد شہور کے خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور جو امر کہ بادشاہ سے روگردان ہوئے تھے اس کے شریک ہوئے انھیں ایک لاکھ فوج اس کے پاس فراہم ہوئی اور ولایت بھیل تک متصرف ہوا اور اس وقت نصیر خان لوحانی حاکم خازمی پور افواج سلطان سے ہر سمیت پکارا اس کے پاس گیا اور چند عینے ولایت بہار میں خطیب سلطان محمد کے نام پڑھا اور چند مرتبہ افواج سے جنگ کر کے غالب آیا اور اس وقت میں غازی خان ابن دولت خان لودھی لاہور سے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور متوہم ہو کر بھاگا اور اپنے باپ کے پاس لاہور میں گیا اور دولت خان لودھی نے کسی وجہ سے بادشاہ کے تہ و عنایت نجات نہ کی تھی ناچار علم مخالفت بلند کیا اور التماس فرمایا کہ کافی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ پاس جو کابل میں رہتا تھا لے گیا اور جناب کو تحریک دی کہ تیس ہندوستان پر آمادہ کیا اور پہلے بابر شاہ سے قہر خ و رازی کے سلطان علاء الدین بابر اور ہر ہیم کو کہ نوکر بابر شاہ کا جو تھا ساتھ لاکر اکثر خوش و وقار اور عوان و انصار اپنے اس کے ہمراہ کیے تو ملی اس حد و دوسو سو کرے اور شہزادہ علاء الدین روانہ ہو گیا اور اسماعیل خان حلاوتی اور دیگر امرا جو بادشاہ امیر ہیم لودھی لایس ہو کر پگنات ہوتے تھے ساتھ ان کے شریک ہوئے اور لشکر کی تعداد چالیس ہزار پہنچی اور سب یکدل آگے ہو کر پہلی کی طرف روانہ ہوئے اور پہلی کو محاصرہ کیا بادشاہ امیر ہیم یہ اخبار جوش آتار سنکر اس جماعت کی طرف عازم ہوا جس وقت کہ فاصلہ چھ کوس کا باقی رہا سلطان علاء الدین نے شیخون سپہ مارا اور صبح تک تمام افواج امیر ہیم اور ہیم کیا اور امیر ہیم شاہ کے نصفے امر اس شب کو علاء الدین سے ملحق ہوئے لیکن شاہ امیر ہیم باغی میدان جانفشان میں گرفتار ہو کر ٹوٹے خاص خاص سے اپنے سر پر ہندو میں ایستادہ ہوا اور اس کا ہاتھ کا زار میں

اور جب صبح صادق کی روشنی چکی اور سلطان علاء الدین کا لشکر تاراج میں مشغول ہوا اور سلطان علاء الدین کے بھی ہمراہ چند لوگ سے زیادہ نہ تھے بادشاہ ابراہیم نے پیش دستی کر کے اسپر حمل کیا اور صدر اول میں اسے پسا کر کے بھگایا چنانچہ ہر کس نے ہر جگہ سے کتا تاراج میں مشغول تھے اسی جگہ سے وہ فرار ناپی القصد سلطان علاء الدین اور امرائے شکستہ پنجاب کی طرف گئے اور سلطان ابراہیم نے دہلی میں مقام کیا اور ۹۳۲ھ نوستیس ہجری میں فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے اسپر لشکر بھگایا چنانچہ وہ تفصیل تحریر ہو گا اور موضع بانی پتہ میں دو دن بادشاہ کے درمیان جنگ عظیم اور موکد شہید واقع ہوا اور نسیم فتح پور شاہ کے اہل علم پر چلی بادشاہ ابراہیم لودھی سرک جہانستان میں قتل ہوا اور بادشاہی دہلی اور آگرہ نے خاندانی حاجتوں میں انتقال کیا ایام بادشاہی ابراہیم میں برس تھے والبقار الملک المعبود۔ ذکر زمیئہ کا سر پر کشورستانی فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی کی بادشاہی کا جس وقت کہ سلطان ابو سعید میرزا عراق میں شہید ہوا اس کے گیارہ فرزند ارجمند تھے تفصیل کے ہمکنار یہ میرزا سلطان احمد میرزا سلطان محمود میرزا محمد میرزا شاہ رخ میرزا آتغ بیگ میرزا عمر شیخ میرزا اکبر میرزا سلطان مراد میرزا سلطان خلیل مرزا سلطان عمر میرزا سلطان میرزا آتغ سب میں سے چار صاحبزادہ بادشاہ ہوئے اور محمد پور میں بھی ہر ایک ایک مملکت میں بادشاہی کرتے تھے آتغ بیگ میرزا کابل میں اور سلطان احمد میرزا سمرقند میں اور سلطان محمود میرزا ہزارہ اور قندھار و بدخشان میں اور عمر شیخ میرزا اند جان اور فرغانہ میں اور یونس خان حاکم خولستان میں آتغ بیگ میرزا کے سوا ہر ایک کو یقین بھائیوں سے دانا دی سے سرور کیا تھا اور اس زمانے میں مملکت فرغانہ بادشاہ فرزانہ عمر شیخ میرزا کی مملکت سے رشک ریاض رضوان تھی اس کے بیان شدہ آٹھ سو اٹھاسی ہجری میں یونس خان مذکور کی دختر ساسا قتل ہو گیا رخا خاں سے ایک فرزند پیدا ہوا نام اس کا محمد بابر میرزا رکھا چنانچہ صاحبی تذکرہ کی نے تاریخ اس کے تولد کی یوں تحریر کی جو میریت اندر شش محرم زاد آں شہ کرم بتاریخ مولدش ہجری ۸۸۱ شمسی محمد پور اور نسب سلطان ابو سعید میرزا کا صاحبقران کی طرف یون راجع ہوتا ہے سلطان ابو سعید میرزا ابن سلطان محمد میرزا ابن میران شاہ میرزا ابن امیر تیمور صاحبقران گورکان اور محمد بابر میرزا نے بارہ برس کے سن میں باپ کی طرف سے خطہ اند جان کی سرداری پائی اور جب عمر شیخ میرزا دہشتہ کے دن ماہ رمضان ۹۹۹ھ نو مونسنا نو سے ہجری میں کبوتر خانہ کے کوٹھے پر سے گر کر شہید ہو گیا اور میرزا امرائے اتفاق سے بادشاہ ہو کر ظہیر الدین لقب پایا اس کے بعد سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان فرزند و کچھ کر بے قصد انتقام دو طرف سے مملکت فرغانہ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوئے سو اسطے کہ عمر شیخ میرزا نے کہ بادشاہ ولایت اور صاحب دوعیہ بھٹا سابق میں بابر باؤ کی ولایت پر لشکر کشی کر کے بہت خرابی کی تھی القصد میر شہیرم طغاسی عمر شیخ میرزا نے چاکا ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو پناہ اور گنہگار پر لیجا دے کہ اگر امر راہ ہونے بی سلوک رکھ کر سلطان احمد میرزا سے ملحق ہووین تو شاہزادہ حضرت سے محروس او معدون رہے لیکن مولانا قاضی جو شیخ برہان الدین ملحق تھے پوتوں سے تھا اور اعیان انجان کے ملک میں انتظام رکھتا تھا مایع آیا اور ظہیر الدین محمد بابر شاہ کو اس کے بعد تر تھا نام اس کا مذکور نہ کر کے ساتھ فردوس مکانی کے اکتفا ہو گا حصار اند جان میں داخل ہوا اور باب جہاں بروج و بارہ کی حفاظت میں مشغول ہوئے اور حسین ایقوب بابر اور امیر قاسم تو حین جو فرغانستان میں انتظام کے واسطے نامزد ہوئے تھے واپس آئے اور لوازم خلاص میں سی طرح کی تعمیر کی اور سلطان

لے انھما عطا شدہ اور جو درجہ انھما سے دلت چنانچہ در ملک ہندوستان اسی طاقی ہندی میں سا لقا

احمد میرزا کے فردوس مکانی کا چچا ہوتا تھا بخند اور فرغانہ کو مسخر کر کے اندجان کے چار فرسخ پر آیا اس حالت میں ایک ارباب
اندجان سے مشہور بہ محمد درویش نے مخالفت کے سبب تیغ قہر فردوس مکانی سے نوازش پائی اور آنحضرت نے مولانا
قاسمی اور ازرا حسن اور غواچہ حسین کو سلطان احمد میرزا کے پاس بھیج دیا کیا کہ یہ امر نہایت ظاہر ہو کہ آنجناب سمرقند کو چھوڑ
کر اندجان میں اقامت نہ فرمادینگے اس صورت میں اگر حکومت اس دیار کی بدین جانب کٹل فرزند کے یہ تقویٰ فیض فرماوین
میت امر اطاعت کے راستہ پر مستقیم ہو کر مخالفت نہ کرے گا سلطان احمد میرزا اس بات سے متاثر ہو کر مقام صلح میں ہوا لیکن ارکان
دولت اس کے اپنے ارادہ سے باز آئے کلمات پریشان زبان پر لائے اور قلعہ کی تسخیر میں عازم ہو کر سعی و فوری عمل میں لائے
اس عرصہ میں فردوس مکانی کی قوت طلوع سے سمرقند یوں کے لشکر میں وبا سے اسب نے مکیوت پایا طویلہ طویلہ آپ
سقطا ہوئے اور سپاہی گھوڑوں کے مفقود ہونے سے مضطرب اور ہراسیمہ ہوئے اور بہرہی سمرقند یوں کی اور دو میں
ظاہر ہوئی سلطان احمد میرزا نے پھر سمرقند کو اسب کے ہاتھ سے چھوڑ دیا اور خود اسب کے ہاتھ سے قلعہ کی تسخیر میں لائے
کی طرف تھے حسن یعقوب اس کام پر مستقر ہوا اور دونوں نے عید گاہ میں ملاقات کی اور موافقت کے بارے میں حکام ہو کر
صلح کی اور سلطان احمد میرزا سمرقند کی طرف متوجہ ہو لیکن قضاے الہی سے راستہ میں فوت ہو سلطان محمود بن یونس خانی مری
طوت سے فرغانہ میں متوجہ ہوا جب خبی میں پہونچا جاگیر میرزا برادر فردوس مکانی کو حاکم دہان کا تھا تاب مقاومت نہ لایا اور
ساتھ امرائے مغضول درویش علی اور میرزا قلی کو کلاش اور محمد باقر و شیخ عبد اللہ سیک اور آقا اویس لاغری و ربیر
غیاث الدین طغیانی کے منصب کا سان کی طرف کہ انکے آقا اویس لاغری سے تھا اور ناصر میرزا فردوس مکانی کا چچا تھا بھائی
دہان حاکم تھا گرم عنان ہوا اور سلطان محمود خان بن یونس خان نے تعاقب کیا جب نزدیک پہونچا سب نے
اطاعت کر کے کا سان کو اس کے سپرد کیا اور سلطان محمود خان بن یونس خان بھر خبی میں گیا چونکہ سنوز کچھ کام
پیش نہ کیا تھا اور عارضہ نے اسے تسلط کیا اپنی ولایت کا راستہ پکڑا متعارف اس حال کے ابا حاکم کا شہر اندر تین
نے حدود اور گند کی طرف لشکر کھینچ کر تعزیب عیاد اور تحریب بلاد کی اور جب مولانا قاسمی اور دوسرے امرائے اسکے دفع کو
بامور ہوئے تو صلح کر کے اسے بھی اردون کے مانند اپنے مقرری طرف بازگشت کی اور فردوس مکانی نے فرغانہ میں جا کر
حسن یعقوب کو صاحب اختیار ملکی اور مالی اور حاکم اندجان کیا اور شہرہ نوسو چوبی میں حسن یعقوب کی اوصلع اور اطوار سے
راہی مخالفت استشام فرما کر بطور تاخت اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور سوت میں حسن یعقوب شکار کے واسطے گیا تھا
اندجان میں داخل ہوا حسن یعقوب یہ خبر سنا کر باہر ہی باہر سمرقند کی طرف بھاگا اور امیر قاسم قوچین نے اس کی اور مالی
میں شغول ہو کر ایک جماعت حسن یعقوب کی تعاقب میں دوڑائی چنانچہ خبی کے حوالی میں حسن یعقوب نے
اس جماعت پر شیخون مارا اور اس شب تار ایک میں وہ غلطی سے اپنے ایک نوکر کے ہاتھ زخم تیر سے مارا گئی
اور اپنی سزا سے اعمال کو پہونچا اور اسی سال ایرامیم مارا حاکم قلعہ شیرہ نے باغی ہو کر خطبہ بایسنقر میرزا امیر سلطان محمود
میرزا کے نام پڑھا چنانچہ فردوس مکانی نے وہاں جا کر محاصرہ کیا اس صورت میں چالیس روز کے بعد ایرامیم ساربا تیغ و
کفن قلعہ سے براہ ہوا اور آنحضرت نے اسکا جرم معاف کیا اور بخند کی طرف سوار ہوا اور وہاں کے حاکم نے جب
بے مضائقہ قلعہ کو تقویٰ لیں کیا وہاں سے شاہرخیہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے مامور سلطان محمود بن یونس خان سے کہ
بعد مراجعت خبی کے وہاں رہتا تھا ملاقات کرے اور جب اسکی مجلس میں آباخان مذکور امیر خلیفہ دیکریم بجا لاکر استادم

بے مضائقہ قلعہ کو تقویٰ لیں کیا وہاں سے شاہرخیہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے مامور سلطان محمود بن یونس خان سے کہ

ہوا اور فردوس مکانی رعایت ادب کر کے دہ زوالو بیٹھا اور خان عالی شان نے بادشاہ کو آغوش مہربانی میں کھینچ کر لو اور
 ضیافت اور خاطر جوئی سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور بعد دو تین دن کے فردوس مکانی نے از حیاں کی طرف مراجعت فرمائی
 اور عیب بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا عیسا کہ کتب متداول میں مسطور ہے بادشاہ سمرقند یہاں اور زمانہ پہلے
 ابواب تفرقہ اسکے رو سے روزگار پر کھولا فردوس مکانی اس پتہ کی تسیر کے واسطے کہ برسوں حوزہ تصرف دیوانہ سرخ
 میرزا امین تھا آخر شہزادہ مین کا شہنشاہ بایسنقر میرزا کے تصرف میں آیا تھا سواری ہوا شیخ ذوالنون
 نے کہ بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کی طرف سے دیوان کا داروغہ تھا حصاری ہو کر اعلام مرا فہم کیا اور
 حریب زمستان نزدیکیا اور غلہ بایاب ہونا چاراند جان میں آکر دوسرے برس لشکر سمرقند کی طرف بھیجا اور سمرقند کے
 زیر قلعہ بایسنقر میرزا کے بھائی سلطان علی میرزا دیوان کے حاکم سے جو کشور گیری کا داعیہ رکھتا تھا ملاقات کر کے قرار دیا
 کہ دوسرے برس ہم تمام سامان خوب کر کے آدین اور سمرقند کو بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا سے براہ
 کرین اس واسطے دونوں نے اپنے مالک کی طرف معاونت کی اور سمرقند کو سود و تجارت میں کوشش عہد ہوا تھی وہاں
 بادشاہ اپنی جگہ سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوئے سلطان علی میرزا سمرقند میں ہشتیر ہو چکا اور بایسنقر میرزا ابن
 سلطان محمود میرزا ابراہیم کو اسکے مقابل اپنا خیمہ اور چراگاہ بلند کر کے بیٹھا اس درمیان میں فردوس مکانی بھی قریب پہونچا
 پھر سمرقند بیاں شب کو کوچ کر کے شہر کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی رات کو کعبہ اتفاق النون خواجہ نعل نے جلالیہ فردوس
 مکانی کے لشکر کا تھا سمرقندیوں پر پہونچ کر بہت سمرقندیوں کو مجروح اور بے روح کیا اور فردوس مکانی بھی شہر کو چھوڑ کر
 منور کیے تھیں تمام سمرقند میں آیا اور اسی دن لڑائی ہوئی خواجہ کلان بیگ کے بڑے بھائی خواجہ مولانا عسکر کے چیل اور
 انشی بیٹھنے تھا ایک تیرہ کی گردن میں لگا کر اسکے صدر سے تیرہ جانبر ہوا اور اسی طرح سے سمرقند میں اس جو اندری اور بادری کا کہ
 پر باندھ کر وقت بوقت دونوں بادشاہ سے عبادت کرتے تھے لیکن تیرہ کی گردن میں آتی تھی اور کچھ کام کرتی تھی جو فیصل خریف ہو چکی
 سلطان علی میرزا انجرا کی طرف گیا اور فردوس مکانی قلعہ خواجہ دیدار میں آیا کہ وہاں قیام کر کے دہم زمستان کے بعد پھر سمرقند
 پر تاخت لاوے اور شرائط محاصرہ بجالا دے اس عرصہ میں بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا نے مکرر الچی ترکستان
 کی طرف بھیج کر شیبائی خان سے کمک طلب کی شیبائی خان اجابت فرما کر بطور تاخت روانہ ہوا اور شیبائی
 خواجہ دیدار کے قریب پہونچا اور فردوس مکانی پر پے جنگ ہوا وہاں سے عطف عثمان کر کے سمرقند گیا اور بایسنقر میرزا
 کی بارسلو کی سے و بجنیدہ ہو کر اپنے ملک کی طرف پھر گیا بایسنقر میرزا شیبائی خان کی مدد سے مایوس ہوا
 دوسو یا تین سو آدمی سے خسرو شاہ کے پاس قندز کی طرف گیا فردوس مکانی بایسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے
 قرار سے آگاہ ہو کر سمرقند کی جانب متوجہ ہوا اور آخر ماہ ربیع الاول سن ۹۷۵ میں سمرقند کے تخت پر چلیس کیا
 امرائے قیام کو جسے بافساری ظہور میں آئی تھی مراح خسرو نے سمرقند فرمایا لیکن سلطان احمد قنبل کو اور اسے زیادہ فرار
 فرمایا اور چونکہ سمرقند صلح سے لیا گیا تھا کچھ مرہاسا ہیون کو نصیب ہوا اس سبب سے سامان ہو کر متفرق ہوئے
 اور پہلے تمام مغل کا اکا سردار ابراہیم چاک تھا بھاگے اور جان ملی اور سلطان احمد قنبل بھی خسی کے سمت روانہ
 ہوئے اور ساتھ انصاف نروژ جن حاکم خسی کے چھانگیر میرزا فردوس مکانی کے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور پیغام
 دیا کہ جو سمرقند بادشاہ کے تصرف میں آیا ہو ولایت اند جان کو چھانگیر میرزا کے قبضہ میں پہونچو اور فردوس مکانی اس کی ست

4

7

7

۱۲۸

زنا

کو جک کر کے جہانگیر میرزا کے اتفاق سے اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر گنگ نامے کو روزین جن کے نویشن میں تھا اور اندجان میں حکومت کرتا تھا اُسے دیدہ بعیت سے اقبال بادشاہی شیردیکھ کو اندجان کو مضبوط کیا اور آنحضرت کے پاس ایچی بھیج کر التماس تشریف قدم ہیئت لڑوم کی اور تمام حریف بران ہو کر ہر طرف راہی ہوئے چنانچہ روزین جن انہی کی طرف اور جہانگیر میرزا اور سلطان احمد نبل قصبہ اوش کی طرف روانہ ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف جا کر ناصر گنگ اور دوسرے دو تختہ اہون کو مور و عنایات فرمایا اور دار الملک فرغانہ جو کدورت مدبر سے قصبہ تصرف سے برآوردہ ہو اٹھا پھر ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۰۰ نو سو چار ہجری میں عوزہ تصرف میں در آیا اور جو تھے دن فردوس مکانی اسی کی طرف متوجہ ہوئے روزین جن امان کے بعد برآمد ہو کر حصار کی طرف گیا فردوس مکانی نے قاصم عجب کو قلعہ کی داغ بیل پر نصب کیا مصرع ظفر ہمسخان نصرت اڑپے وہ ان بد پھر اندجان کی طرف مراجعت فرمائی اور روزین جن کے اکثر لازم اس سے جدا ہو کر سوگب ہادیون میں جا ملے اور ارکان دولت و اعیان حضرت کے عرض القدس میں ہو چکا کہ اکثر اسباب دولت خواہوں کا انہوں نے تاریخ کیا ہے اور مولانا قاضی کو بھی اسی جماعت نے قتل کیا اگر انہوں نے ساتھ جان کے امان پائی ہو تو مال کے واپس دینے میں کیا مضائقہ رکھتے ہیں حکم ہوا کہ شخص اپنا مال ہر کسی کے پاس پہچانے لیں یہ مغلون نے اس معاملہ سے آگاہ ہو کر اوگزگند کا راستہ لیا اور سلطان احمد نبل کو اپنی مخالفت سے آگاہ کیا سلطان احمد نبل اور جہانگیر میرزا ان کے ہمراہ اندجان کی طرف گئے فردوس مکانی نے امیر قاسم توخین کو امان کی عارفہ کے واسطے بھیجا اور فریقین کے درمیان سخت جنگ واقع ہوئی امیر قاسم توخین شہزہ ہوا اور بہت سے امرا اور مقرب شاہ اس مرکز میں کام آئے اور بیٹھے اسیر ہوئے اور مخالفین متعجب تمام اندجان میں آن کر ایک بیٹھے محاصرہ اور بنیاد دین میں مصروف رہے جب وہ مفتوح ہو کر اوش کی طرف گئے اور فردوس مکانی ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری میں بقدر استطاعت لشکر جمع کر کے اوش کی طرف گرم نشان ہوا مخالفین تاب مقاومت نہ کر کے دوسرے راستے سے اندجان کی طرف گئے اور ہر ایک نصیران حضرت نے جو کچھ اس حدود میں دیکھا غارت کیا اور لشکر حسب محرم ہوا فردوس مکانی بار و در کی طرف کو قلعہ محکم سے ہوا اور تصرف میں خلیل برادر سلطان احمد نبل نے مختار دان جو خلیل نے اعلام عارفہ برپا کر کے جنگا سے نکتہ کین اور آخر کو امان چاہ کر قلعہ سپرد کیا آنحضرت نے خلیل کو مع اتنی فروعین طائفہ خدام کے کہ مخالفت مقید رکھتے تھے قید کر کے اندجان کی طرف بھیجا لیکن سلطان احمد نبل نے اندجان کی نواح میں پہونچ کر جاکر سیر حیوان لگا کر قلعہ میں در آکر قلعہ کے باشندے سے آگاہ ہو کر ان کے عارفہ کے واسطے گئے اور مخالفوں کا کچھ کام پیش نہ کیا اور جب فردوس مکانی ایک فرستہ پہونچ گیا تو مخالفین دہانت کو جک کر کے ایک دریا کے کنارے مضبوط ہوئے اور وہ حضرت اس کے مقابل فرما کر چلے جائیں روز کامل تمام کیا اندجان فریب خواہی حوالی میں کہ اندجان سے تین فرسخ ہو درمیان دونوں لشکر کے نہایت قریب واقع ہوئی اور ضرب تیغ و نیزے سے خون کی زمین خون خرابان سے رنگین ہوئی پھر بادشاہ نے منصوبہ منظور ہو کر سلطان احمد نبل کو منور کیا اور ساگ خانہ اندجان میں داخل ہوا اور انھیں دنوں میں یہ خبر پہونچی کہ پانچ چھ ہزار سوار سلطان محمود بن بکس خان کے جہانگیر میرزا کی ملک کو آئے ہیں اور قلعہ کاسان کو محصور کیا ہے فردوس مکانی نے عین شدت میں کہ قطرات باران درمیان زمین آسمان کے بھگد ہو گئے تھے اور مرغابی جاڑے کے صدر سے خورمنا کیاب کے نیچے میں پائی گئی اس طرقت متوجہ ہوا اس صورت میں لشکر ملک بادشاہ کی توجہ سے ہراسان ہوا اور وہی وکایت کی طرف چلے گیا اور سلطان احمد نبل کو لشکر منسل کی ملاقات کو

جاتا تھا اور ان کی مراجعت سے ہرگز رکھتا تھا غافل ہو کر آنحضرت کے لشکر نظر پیک کے قریب باجو چارہ نہ رکھتا تھا فرکش ہو کر اتر آیا کیا کرکل طرفین سے تنور حرب گرم ہو لیکن رات کے وقت سوار ہوا اور جب فردوس مکانی نے ٹھکا ٹھاقب کیا اسنے قلعہ شخار کے نیچے نزول کیا اور بادشاہ نے بھی اس کے مقابلہ میں شید اور خگاہ بلند کر کے اقامت فرمائی اور تین چار روز کے بعد علی دوست طغائی اور قنبر علی کہ بزرگ رائے کوئی نہ تھا لیکن دل و زبان اس کے آنحضرت سے موافق نہ تھے حرفت و صلح در میان میں لائے اور قرار پایا کہ اب جھڑ سے خسی تک جہانگیر میرزا کے تصرف میں رہے اور ولایت انہ جان اور توابع اور بادشاہ کے زیر نگین ہووے اور جس وقت سمرقند بادشاہ کے حوزہ تسخیر میں آوے انہ جان پر بھی جہانگیر میرزا کا قبضہ ہو ورنہ بیان کے بعد جہانگیر میرزا اور سلطان احمد نبل نے حاضر ہو کر بادشاہ کو آدھ عرض کیا اور طرفین کے قیدیوں نے رہائی پائی فردوس مکانی انہ جان میں آیا اور علی دوست طغائی کو خیل چشم کی زیادتی اور دنیا و دہم کی کثرت سے ممتاز تھا اور علم اقتدار کا برہا کیے ہوئے تھا بدسلوکی حد سے لے گیا امیر خلیفہ کو بادشاہ کے بے اطلاع اخراج کیا ابراہیم ساردا اور اویس لاغری کو مصارہ فرمایا اس کے فرزند محمد دوست نے طریقہ بادشاہانہ اختیار کیا اور بادشاہ شہن کے قرب و جوار کے سبب مقام تادیب میں نہ چوتا تھا اس در میان میں محمد میرزا خان کہ امراے معتبر سلطان علی میرزا حاکم سمرقند سے تھا اپنے صاحب سے متوہم ہو کر جان میرزا ولد سلطان محمود میرزا سے جا ملا اور اسے ابھار کر سمرقند کی طرف گیا اور شکست پا کر پلٹ آیا اور ایلیچی فردوس مکانی کے پاس بھیجا کہ سمرقند کی تسخیر کی ترغیب کی آنحضرت نے اس امر کو غنیمت شمار کر کے سمرقند کی طرف لشکر کھینچا اشنا سے راہ میں جب محمد میرزا خان اردو میں اس کے ملحق ہوا امرا کے مشورہ سے ایلیچی خواجہ قطب الدین یحییٰ قدس سرہ کے پاس کہ سمرقند کی باگ ان ہدایت شعار کے قبضہ اقتدار میں تھی بھیجا آپ نے جواب دیا کہ جب ظاہر قلعہ میں پہنچیں وہ امر کو مطلوب ہو کفایت کو پہنچے گا لیکن سلطان محمود دولہی کہ آنحضرت کے نوکران سے تھا بے سبب اردو سے سعلے سے بھاگ کر سمرقند کی طرف گیا اور وہاں کے آدمیوں کو خواجہ قطب الدین یحییٰ کی فکر سے آگاہ کیا اور وہ تبریز سے وقت تقدیر کے موافق نہ آئی اور اس عرصہ میں فردوس مکانی کے نوکر جو علی دوست طغائی کی شامت سے پر اگندہ ہوئے تھے ایک ایک دو دو سعادت و وقالی کے مانند موکب عالی میں داخل ہوئے اور اتنی بفرین مرض اقدس علی میں پہنچا میں کہ کیا باگی مزاج قدسی تاش اس سے مخوف ہوا اور شخصیت فرمائی اور علی دوست طغائی بالفاق اپنے بیٹے محمد دوست کے سلطان احمد نبل کے پاس جا کر مقرب ہوا اور چند روز کے بعد مر گیا اور جب شیبانی خان بخارا کو سحر کر کے سمرقند کی تسخیر پر آیا وہ ہوا اور سلطان علی میرزا نے اپنی والدہ کی تحریک سے سمرقند شیبانی خان کو یا فردوس مکانی یہ خبر سن کر بلذہ کش کی طرف تشریف لے گیا اور وہاں سے قسار کی طرف روانہ ہوا اور چنانچہ ان میں محمد میرزا خان اور امرا سمرقند کے تسخیر سے ناامید ہو کر جدا ہوئے اور خسرو شاہ کے پاس گئے اور آنحضرت نے تیر ہو کر متوکلان خسرو شاہ کے حدود مملکت طے کر کے سراق کار اسے لیا اور نہایت مشقت سے راہ میں تنگ اور پر سنگ قلع کو کے بیلان آئے اور گھوڑے اور اونٹ بہت ضائع ہوئے اور جو آدمی قدیمی تھے متفرق ہوئے زیادہ دوسو چالیس آدمی سے باقی رہے تھے آنحضرت نے مشورہ ارکان دولت سے کیا سب نے پھر اتفاق کیا کہ جو شیبانی خان نے سمرقند پر بھی قبضہ کیا ہوا وہ آدمی واکے اس سے ابھی یکدل اور ایک زبان نہیں ہوئے ہیں ہم ہاشیدہ سمرقند میں داخل ہوں اور جو کہ وہ ملک ہمارا موروثی اور دامن کے

باشندے اگر مد سے جی چرائینگے تو دشمن بھی نکرینگے اور شہر ہمارے تصرف میں آنے کے بعد جو کچھ کہ مشیت ایزدی ہو
 فعل میں آویگا اس نیت سے ایلیار کو کے رات کے وقت خان کے فروگاہ میں آیا اور جب معلوم ہوا کہ مردم شہر نے خبر
 پائی ہر حسب ظاہر مراجعت کا لازم ہو کر ہٹ آیا اور وہاں خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ ناصر الدین عبداللہ میر سے
 بیان تشریف لائے ہیں بادشاہ نے استقبال کر کے ان کو عدد مجلس پر بٹھایا اس درمیان میں ایک دستار خوان کو
 مناسب نہ تھا ان پر اسیت شہار کے روبرو بچھایا گیا اور خواجہ نے متیخانہ فردوس مکانی کی طرف دیکھا فردوس مکانی
 نے ہایا و اشارہ عذر کیا کہ میں اس امر سے بری ہوں تقصیر خوان سالار کی ہر خواجہ نے وہ عذر قبول کیا اور مجلس
 سے اٹھ کر روانہ ہوا بادشاہ مشایعت کے واسطے گیا اور خواجہ نے مکان کے دلالان میں پوچھ کر بازو بادشاہ کا پیکر
 ایسا اٹھایا کہ پاؤں اس کے بلند ہوئے جس وقت وہ حضرت خواب سے میدان ہوئے سمجھے کہ غنچہ مقصود نسیم
 ایزدی تھے گفتگو پر پوچھا پوچھا طر جمع دوسری مرتبہ سمرقند پر تاخت لے گیا اور آدھی رات کو منزل مناک پر پہنچا
 چنانچہ اس آدمی حکم کے موافق آگے گئے غار عاشقان کی طرف زمین فصیل پر رکھ کر اندر داخل ہوئے جب دروازہ
 فیروز کے قریب پہنچے قاعدہ ترخان کو کہ حافظہ دروازہ تھا مع چند نفر تو قتل کیا اور دروازہ کو لکر فردوس
 مکانی مع دوسو چالیس کس کے شہر میں داخل ہوا اور مردم کو چہ و بازار سے جو کہ میدان تھے لازم دعاگوئی بجا لائے
 اور تھوڑے عرصہ میں غلق تمام شہر کی آگاہ ہوئی اور کون کون جہان پائے تھے متبع کرتے تھے اور جان فامیر زادہ حکم شہر نے
 مع ایک جماعت اور کمان خوفاور خواجہ قطب الدین بھٹی کے مکان سے برآمد ہو کر باہر کا راستہ لیا اور اپنے تین شیبانی خان
 کے پاس کمرسات یا آٹھ ہزار سو ادا و یک سے قلعہ دیدار کے فوج میں تھا پوچھا تو تھوڑے سے آگاہ کیا چنانچہ شیبانی خان
 ایلیار کو کے ساتھ ایک سو اوپر چاس آدمی کے علی الصبح دروازہ آہنی پر پہنچا اور جب جاتا کہ کچھ کام ہو سکیگا اسی وقت
 پلاٹا اور اس کے بعد سمرقند کے اعیان و اکابر آنحضرت کی ملازمت میں سمرخانہ ہوئے اور لازم تعینت برآلاتے اور مولانا شانی شاعر
 نے کہ اس وقت شیبانی خان کا لازم تھا اور خواجہ ابوالبرکات سمرقندی کو آخر زمانہ شاہ طاہر میں و کون میں آیا تھا فیصلت
 اور مذہبی میں مدخل اور نظیر رکھتا تھا ان دونوں نے مجلس ہایوں میں راء پائی اور رسالہ تزیین تالیف اس بادشاہ میں کر سکا
 واقعات بابری کے شہرت رکھتا ہوا بادشاہ نے اپنے قلم سے خود اس طرح لکھا کہ سلطان حسین میرزائے ہرات کو ایسی
 ہی غفلت میں لیا تھا لیکن نزدیک ارباب عقل کے کہ انصاف رکھتے ہوں درمیان اس فتح اور اس فتح کے فرق بہت ہو
 اول یہ کہ سلطان حسین میرزا جنگ و جدل بہت دیکھے ہوئے تھا اور تجربہ بہت حاصل کیا تھا دوسرے یہ کہ غنیمت جس کا یادگار
 محمد میرزا جو ان سترہ اٹھارہ برس کا تھا تجارب زمانہ سے اس قدر بہرہ نہ رکھتا تھا غنیمت سے یہ کہ اس کے تین امیر علی اخور
 نے کہ درمیان غنیمت کے تھا اور تمام کیفیتوں پر اطلاع رکھتا تھا طلب کیا تھا چوتھے یہ کہ ہرات خالی تھا اور یادگار میرزا
 باغ فراغان میں میزبانی میں تھا کہ اس شب کو تین آدمی باغ کے دروازہ پر تھے اور وہ بھی یادگار محمد میرزائی
 طرح مست اور ہوش تھے پانچویں یہ کہ سلطان حسین میرزائے اول ہی مرتبہ ایلیار کو کے انکو غافل پا کر فتح کی اور
 میرا سمرقند فتح کرنا اس کیفیت سے ہو کہ میں سمرقند کے لینے میں انیس برس کا تھا اور صحر کے بہت نہ دیکھے تھے
 اور تجربہ حاصل نہ کیا تھا اور میرا غنیمت شیبانی خان مرد سالخورہ اور تجربہ کار تھا اور سمرقند سے کوئی میری طلب کے نہ آیا تھا
 اگرچہ دل چاہتا میری طرف مائل تھا لیکن شیبانی خان کے خوف سے کسی کو ذہرہ اسکا لٹا رکھا تھا اور جان فامیر زادہ چہ سو

اور تک خراج کے رستم اور اسفندیار کو اپنا عاشق بنایا جاتا تھا قلوب میں بر جو ہوتا اور محافل میں قیام رکھتا تھا اُسے
 میں نے قلم لایا اور حاکم کو میں نے سپاہ کر کے معزور کیا اور پہلی مرتبہ جب کہ ایثار کے نام سے قندی آگاہ ہو چکے تھے اور دوسری
 مرتبہ فتح میسر ہوئی یہاں تک توجہ عبارت ترکی ان حضرت کا جو اسم میر جو خان دانش پذیر محضی اور مجتبیٰ نہ ہو کہ تیسرے مرتبہ
 جس طرح سے کہ فردوس مکانی کو میسر ہوئی بنایت مشایخ چہ ساتھ حکایت رو گئی امیر تیمور صاحب جفران گورکان یہ ہر اسی دوسو
 پینتالیس کی دہائی شب کو قرشی میں اور لیا اُس بلکہ کمال دل خوشی میں لیکن فردوس مکانی برعایت ادب صاحب جفران کا نام
 زبان پر نہ لایا اور اسوقت قرشی میں کوئی فرمانروا نہ تھا اور امیر غلجی امیرین اور امیر موسیٰ شہر کے باہر تھے اور امیر موسیٰ کا بیٹا
 محمد بیگ کنہو سال تھا بلکہ قرشی کے اندر قاضی رکھتا تھا اور سر قند ایک شہر بادشاہ نشین ہوا نہایت سکین مبین کہ کبھی بادشاہ
 دل پر صورت اُسکے لشکر کی بر سبیل قند و غلبہ گذری اور اس سبب سے اُس کو بلکہ محفوظ سر قند لکھتے ہیں اور قرشی ایک موضع ہے
 مختصر کہ ہمیشہ داروغہ نشین رہا ہے جس طرح یہ میں تفاوت رہا کہ جاست تا کیجا بہ الغرض جب ساحت میر قند آنحضرت کے قدوم
 متبعت اودم سے رشک خسار خویان سر قندی ہوا شیبانی خان بخارا کی طرف گیا اور محمد مرید ترخان نے فرصت پا کر
 قلعہ قرشی اور حصہ کو اور بکون کے تصرف سے بر آورده کیا اور مرد اور کش سے ابو الحسن میرزا نے آنکر قرا کو ل کر لیا اور فردوس مکانی
 نے سلطان حسین میرزا اور دوسرے سلاطین کے پاس ایلی بھیجا کہ ملک طلب کی اگر کیا اور شیبانی خان کو ماوراء النہر
 سے باہر کرے سلطان حسین میرزا اور بدیع الزمان میرزا اور خسرو شاہ نے کچھ دھتھنا نقل کیا اور دوسرے نے ہندو لشکر بھیجا
 کہ اگر ہر اس واسطے شیبانی خان موسم زمستان میں زور لایا اور قرا کو ل اور دوسرے موضع کو بڑو شمشیر لیا اور فردوس مکانی
 شوال کے مہینے ۹۷۰ نو سو چھ ہجری میں لشکر فراہم لاکر با اتفاق سپاہ لگ سر قند سے بجزم رزم برآمد ہوا اور
 کاروزن کے اطراف میں شیبانی خان سے مصافحہ واقع ہوئی اور قتال ہمدال میں سعی موفوقہ طوفین سے عمل میں آئی
 اور جو لشکر لکھی سلطان محمود خان ابن یونس خان اوچاگیر میرزا وغیرہ کی طرف سے آیا تھا سب متفرق اور پشیمان ہوا اور
 ان حضرت کے پاس دس ہند رہ نفر سے زیادہ ترچے عنان پھر کو سر قند میں داخل ہوئے اور اُسے بزرگ شہر لکھنؤ
 اور براہیم سارہ اور ابوالقاسم کوہ اندر حبیر قاسم اور میر قاسم قوہمین اور فدائی رومی اور خلیل برادر سلطان شہل وغیرہ اس منزل
 میں مارے گئے اور شیبانی خان نے سر قند کے قلعہ کے نیچے پہونچ کر دنیا و جنگ کی قیادگی اور فردوس مکانی نے ہر طرف سے میرزا
 میں سکونت اختیار کی تاکہ جس طرف ملک کے واسطے حاجت پڑے خود بنفس نفیس آپ کو پہونچا و سارہ
 بہت دنوں تک در میان مروم بیرونی اور درونی کے جنگ ہوتی رہی اور فوج بیگ اور تو امان کو کھٹاش اور کل نظر
 طغائی نہایت شجاعت اور اخلاص ظہور میں پہونچاتے تھے لیکن جب تین چار مہینے اس طرح سے گذرے اور شیبانی خان
 نے حد سے زیادہ محصورین کی تضییق میں کوشش کی بلائے خطا غلہ نے شیعہ پایا اور آتش جمع قلعہ بندوں کے کانوں میں
 میں بھڑکی فرض خورشید سپہ کے سوا کہ ہر صبح کو تنور فلک سے برآمد ہوتا تھا آویسوں کی آنکھوں میں گردہ روٹی کا نظر نہ
 آتا تھا اور کسی نگہ میں داند اور گھاس موجود نہ تھا مگر مجرہ اور سیلہ میں کہ باغ کسی کا دہان نہ پہونچتا تھا علاوہ اُسکے روغن
 مانند کبریت احراری گندھک مرنے کے نایاب ہوا اور گتالی مایمل کا بدل ہوا کام اس سے اور اس سے در گذر اور گھوڑوں
 کے واسطے جب برگ اشجار نہ ہے چوب خشک کو زندہ کر کے اور توش کر کے وہ تراشیدہ ایک ساعت پانی میں تر کر کے علیین
 کے عوض گھوڑوں کو دیتے تھے فردوس مکانی نے ایام محاصرہ میں ایلی مکر حکام خراسان اور قندھار و بلقان اور مغلستان

جس کو ان سب کی خدمت میں برآمد ہوا وہی اس نے باہر لڑائی میں رہا اور دور ہو گیا

تاریخ

کے پاس بھیج کر ملک طلب کی لیکن کوئی فریاد کو نہ پہونچا اس لیے وہ حضرت لاچار ہوئے اور ابتدا سے سنہ ۱۰۵۰ ہجری میں بحر میں آدھی رات کو کہ دیدہ روششن فلک کے سوا کسی پاسبان کی آنکھ سے سبک کشادہ نہ تھی خود ابوالمکارم اور بعض دیگر آدمیوں اعظم سے قریب سو نفر کے سر قند سے برآمد ہوا اور اندجان کی طرف نہ گیا بلکہ کی جانب روانہ ہوا اور جہانگیر میرزا اسوقت سلطان احمد نبل سے جدا ہو کر بھائی کی خدمت میں حاضر ہوا اور فردوس مکانی جب تاشکند میں پہونچا سلطان محمود خان یونس خان نے مقدم شریف کی تعظیم گرامی تصور کر کے لوازم حنیافت پیش پہونچائے اور خصوصیت کے وقت اراپہ حضرت کے پیشکش کیا تو وہاں دولہا خواہ جو کہ موسم زمستان بسعادت و برکت بسر فرماویں اور شروع بہار میں شیبانی خان لواحی اراپہ میں آیا اور تاخت تاراج کے بعد مراجعت کی اور چونکہ اوقات فردوس مکانی سا تھ صوبت اور تنگی کے گزرتی تھی دوبارہ تاشکند میں سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس تشریف لے گئے ایک مدت اوقات اس لایت میں گزاری اور آخر کو سلطان محمود خان بن یونس خان اور اسکا بھائی احمد خان کہ انچہ خان مشہور ہو اتھا فردوس مکانی کی ملک کو روانہ ہوئے تو ولایت فرغانہ سلطان احمد نبل کے تصرف سے برآمد وہ کر کے فردوس مکانی کے سپرد کرین جب لایت فرغانہ میں پہونچے سلطان احمد نبل کہ غائبانہ جہانگیر میرزا کو بادشاہ جہانگیر اس ملک سے دست کش نہوتا تھا مع لشکر مستعد و جہاز حرب پر آمادہ ہوا اور خواہن مغل نے کچھ امر افرادوس مکانی کے ہمراہ رکاب کر کے اوش کی طرف روانہ کیے اُن حضرت نے اوش کو لیا اور مردم اور گند و فرغت ان اپنے حاکم کو اطلاع کر کے مطلع ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف ہنفت فرمائی اور سلطان احمد نبل یہ خبر سنکر مقابل لشکر خواہن مغل سے ٹھکر اندجان کی طرف روانہ ہوا اُن سے راہ میں آنحضرت سے دوچار ہوا اور ایسے وقت میں کہ سپاہ تاخت و تاراج کو گئی تھی جنگ کر کے شکست دی فردوس مکانی اوش میں گئے اور سلطان احمد نبل باطنیان تمام اندجان میں داخل ہو کر برج و بارہ کی حفاظت میں مشغول ہوا اور درمیان میں خواہن مغل کے تعاقب میں آئے تھے پہونچے اور اندجان میں فرخوش ہوئے اور فردوس مکانی بھی اُن سے ملحق ہوئے اور چند روز کے بعد مردم خسی نے آنحضرت کو طلب کر کے قلعہ خسی سپرد کیا اور خواہن مغل اندجان سے کوچ کر کے جائے مناسب میں وارد ہوئے اسوقت میں شیبانی خان بالشراف و ازمو رطلخ و قنطاریت باران خسی کی طرف متوجہ ہوا فردوس مکانی اپنے بھائی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہو کر خواہن مغل سے ملحق ہوئے پھر سب نے متفق ہو کر شیبانی سے مقابلہ کیا اور لجا جنگ منہزم ہوئے سلطان محمود خان بن یونس خان مع بھائی اپنے کے گرفتار ہو اور فردوس مکانی مغلستان کی طرف گئے اور ولایت تاشکند بھی شیبانی خان کے تصرف میں آئی اور نہایت استقلال ہم پہونچایا اور اسنے چند روز کے میں حقوق سابقہ مرعی رکھ کر دون بھائیوں کو رہا کیا سلطان محمود خان بن یونس خان اپنے مقر میں جا کر امر حق تصدق میں مبتلا ہوا ایک دن بعض مقریوں نے عرض کی کہ شیبانی خان نے تمھیں زہر دیا ہو اگر حکم ہو تو یا کہ جواب کہ خطا میں ہوتا ہو اور بالفعل اس میں سے سرکار میں موجود ہر سہم لاویں تو آپ اسے استعمال کریں سلطان نے آہ سر دیکھنی اور یہ کہا کہ شیبانی خان نے مجھے زہر دیا ہو کہ وہ کس درجہ سے کس درجہ کو پہونچا ہو کہ ہم دونوں بھائیوں کو دسیہ اور دستگیر کر کے آزاد کیا امر حق مختلف اس تنگ و عار سے میرے مزاج پر غالب آئے اگر اس زہر کے واسطے تریاق ہم پہونچے استعمال کی جاوے گی اور مفید ہوگی فردوس مکانی مغلستان سے حصار اور دمان میں آیا اور دمان سے گزر کر

دریہ الرجال ترمذی بہو بخا امیر محمد باقر حاکم دہان کا کاغذ بکون کے خوف سے بستر استراحت پر بغیر اعت آراہم نکر تھکا
 درو و سوبہ با بری کو نور عظیم جانا اور مع ساز و پیشکش بانگسا رتہا خدمت میں حاضر ہوا اور آن حضرت نے
 توجہ کی بارہ میں جس طرف کہ تظہیر صلاح دولت ہو مشورہ کر کے کہا کہ میں اس درمیان میں مثل گیند خیم چوگان زمانہ
 میں گرفتار ہوں اور شاہ شطرنج کی طرح بساط دہر میں خانہ بجانہ اور جو اے مانند سوسو دوا و دوشل و ریت جو کرتا ہوں اور
 سرگردانی اور حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہر چند کہ اپنی قسمت کے ذرا کچھ کو نظر کرتا ہوں صنعت طالع کے سوا اپنی کچھ تفسیر نہیں
 دیکھتا جو کچھ تیرے دل میں آوے دوستانہ کہ تو میں اس عمل کو دلورس پریشانی سے چند روز آرام کر دینا صائب تیرے
 زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ جب سے محمد خان شیبانی نے مالک ماوراء النہر پر غلبہ پایا چنگاریاں تفرقہ اور پریشانی کی
 اور صفحات احوال سپاہ و رعیت کے چکین مناسب وہ ہو کہ ہم ساتھ روزگار ستیزہ کار کے موافقت کریں اور کابل کی طرف جا کر
 اپنے متین مملکت اور یک سے دور ڈالیں نظم بندری اگر یا حد زور جنگ و طریقہ مارا گویں بید رنگ و زنگش بجائے
 سنا انتقال پر کچھ غریب شوی از قتال بہ فردوس مکانی اس رے کو صواب جانکر اسے فردوس بھری میں دے توجہ کابل کی
 طرف لایا اور جب عبور اس مقام پر کہ جہان خسرو شاہ کا مسکن تھا واقع ہوا اور وہ تارک لفظ پر سابق کے واسطے ملازمت میں
 آ یا فردوس مکانی نے مخفی اس کے ملازمن اور نوکران کو کہ سوار و پیادہ ملا کر آٹھ ہزار آدمی تھمنا ہوتے تھے لفظ کر کے اپنا
 کیا اور خسرو شاہ اس امر سے مطلع ہو کر سلا متی نفس سب چیز سے ہتھ چا کر ایک رات کو تمام سلب سامان اپنا ایک جگہ چھوڑ کر
 مع دو تین نوکر کے بدیع الزمان میرزا کی طرف بھاگا اور تین چار ہزار خانہ و اہل خانہ کے ہمراہ تھے آنحضرت کے شریک
 ہوئے اور تین چار ہزار نقد و جنس اور تحفہ نصیب دستیاب ہوئے اور دوبارہ سامان بادشاہی ہم پہنچا کر کابل میں آیا اور کابل
 سلطان ابو سعید شہید کے حکم کے موافق الف بیگ میرزا کے تصرف میں تھا اور جب وہ سنہ نو سو سات ہجری میں فوت ہوا اسکا
 بیٹا عبدالرزاق میرزا کہ خرد سال تھا بادشاہ چوا اور ایک شخص زکی نام صاحب اقتدار ہوا لیکن ادراک سے سخر ہوتے
 اور عید قربان کے دن اسے تیغ بیدار یعنی سے قتل کیا اس سبب سے احوال کابل میں کا نہایت پریشان ہوا اور اس ملک
 میں انتظام و رونق نہ رہی اور محمد متقی حمید بیٹا امیر ذوالنون کا حاکم گرم سہ تھا اس ملک کی طرح کر کے مع لشکر ہزارہ اور
 ہنگو و کابل کی طرف متوجہ ہوا میرزا عبدالرزاق تاب جنگ نہ لایا افغانان لمخان کی طرف بھاگا اور کابل محمد متقی کے
 تصرف میں آیا اور میرزا الف بیگ کی بیٹی اپنے نکاح میں لایا جب با بر شاہ مع لشکر غیبی یعنی خسرو شاہ کی حیثیت لے کر
 کابل کے اطراف میں پہنچا محمد متقی قلعہ بند ہوا اور آخر کو ان چاہ کر قلعہ کر سپرد کیا فردوس مکانی حکومت میں مشغول
 ہوئے اور اس خطہ کو معمر کیا اور ماہ محرم ۱۱۰۰ نو سو گیارہ ہجری میں فردوس مکانی کی والدہ یعنی قتلنگار خاتم رحمت حق
 میں واصل ہوئی اور اسی سال ایک مہینے کے حصہ تک ہر روز زلزلہ واقع ہوتا رہا اکثر عمارات مسمار ہوئیں آنحضرت نے
 دوبارہ قلعہ کر کے علیا کو حیدامن و امان میں نگاہ رکھا اور انھیں دنوں میں لشکر کشی کر کے قلعہ قلات کو توابق قندھار سے ہر مرد
 درغون کے ہاتھ سے بھر دیا اور بدیع الزمان میرزا سے کہ اولاد درغون کی مدد کے واسطے آیا تھا صلح کر کے توین فتح
 دنا فریٹ گیا اور اسی سال کے درمیان قتلقات اور ہزار جات کی طرف تاخت کی اور تادیب و تبلیہ کے بعد مقرر دولت
 میں آیا اور غزنین جہاں گیارہ سو کو رحمت فرما کر اس طرف رخصت کیا لیکن ایک مدت کے بعد جہاںگیر میرزا بھیضوری بادشاہ
 کا بہاد کر کے بے اجازت کابل کی طرف آیا اور آنحضرت نے فتنہ انگیزی اعدا کے سبب اظہار عدم رضا کیا اور جہاںگیر میرزا

جیسا کہ آیا محتاج حکم کابل سے باہر جا کر سیدھا دیہات اور ہزارجات کے درمیان حوالی غریبین میں دیکھا اور مکانی
 نے ماہ محرم ۱۰۳۰ھ نو سو بارہ ہجری میں خراسان کی عزیمت فرمائی کس واسطے کہ سلطان حسین میرزا شیرازی
 کے قوی ہونے سے آگاہ ہو اور اس تغافل سے جو بابر شاہ کو مدد دینے میں کی تھی پشیمان ہوا آدمی اپنے چچے جمیع فرزندوں
 اور عزیزوں کے پاس بھیجا کہ طلب کیا فردوس مکانی کے انتقام لینے کی فکر میں تھے کابل سے کوچ کر کے روانہ ہوئے
 باختر سے راہ ہماگیر میرزا کی فکر میں عطف عنان فرمائی احشام کے بزرگوں نے اس شخص کو دریا دنت کر کے ہماگیر میرزا کی
 پروانہ کی اور ملازمت میں آنحضرت کے پہونچکر اظہار اطاعت کیا ہماگیر میرزا مصطفیٰ ہو کر اپنے بھائی کی ملازمت میں آیا
 اور اسکی رکاب میں خراسان کی سمت روانہ ہوا اور جب موکب بابری ولایت نیمروز میں پہونچا خبر وفات سلطان حسین میرزا
 کی شایع ہوئی چنانچہ رسالہ واقعات بابری میں مرقوم ہو کر باہر جو اس خبر کے میں لے رہا تھا ناموس سخی اندان کی کر کے خراسان
 کی طرف توجہ کی اگرچہ اس نے جو دین بہت غرضیں اور مطالب تھے مقدار اس حال کے شہزادوں کے ایلچی متواتر آئے فردوس مکانی
 جو جنگ اور یک کا عاشق تھا بتجیل تمام مرغاب کی طرف کھل جتا اور فوج کا متوجہ ہوا اور جلدی لاکر نئی آٹھویں کو لشکر گاہ کے
 نواح میں پہونچا مظفر حسین میرزا اور ابو الحسن میرزا بدرجہ الزمان میرزا کے فرمان کے بموجب ہتھیار کئے واسطے سوار ہوئے اور
 آنحضرت کو اردو میں لاکر بدرجہ الزمان میرزا سے ملاقات کروائی اور چند روز کے بعد شاہزادگان غیش طلب جنگ اور یک کی پروا
 نہ کی جب جاڑے کا موسم پہونچا قشلاق کے بہانہ ہر ایک نے ایک مقام کا راستہ لیا فردوس مکانی بدرجہ الزمان میرزا کے ہمراہ
 سیرات میں آیا جو موسم سردی کا پہونچا تھا کابل کو روانہ ہوا اور جو راستوں کو برف نے بند کیا تھا مشقت بسیار و لاسٹ ہزار
 کے درمیان آیا اور جنگ کنان و ہان سے گذر کر واسطے کہ محمد حسین گورکان اور سحر ملاسل و راکیہ باعدت مغلوں نے
 کابل میں جان میرزا کو کوہ عم و پسر خالہ بادشاہ ہوتا تھا بادشاہ بنا کر نقصان ملک میں پیدا کیا تھا فردوس مکانی نے
 اٹھارے راہ سے خبر سنا لی اور اپنے پہونچنے کی لکھ کر کابل میں بھیجی کیونکہ فردوس مکانی نے سابقہ کاردار و سلطان حسین میرزا
 نے بادشاہ کو پکڑ کر اختیار الدین کے قلعہ میں قید کیا ہو ہر مینہ وصول اسکے سے خوشحال ہوئے اور ایک جماعت نے کہ قلعہ
 ارگ کابل میں حصار دی ہوئی تھی استلہار پایا اور اسکے بعد کہ فردوس مکانی کابل میں پہونچے اہل حصار ایک شہر ایک چمکے اور غنا نظر
 کو جنگ کر کے شکست دی اور جان میرزا اور محمد حسین گورکان کو اسیر کیا اور آنحضرت نے ازراہ مراتب آزاد کر کے رخصت فرما دیا
 اور میرزا جان اولاد امیر و النون کے پاس گیا اور محمد حسین گورکان فراہ اور سینہ سال کی سمت روانہ ہوا اور ناصر میرزا چچو
 بھائی فردوس مکانی کا حکومت پریشان رکھتا تھا امرا سے شکیانی خان سے شکست پا کر کابل کی طرف آیا اور جہاں گیا میرزا
 خراسان سے مراجعت کے وقت انرا طرہ سے اس سال دھوی ہم پہونچا کہ قوت ہوا تھا اس کی جگہ ناصر میرزا کو پہونچا
 فرمائی اور ۱۰۳۰ھ نو سو تیرہ ہجری میں ناخست اس افغانان غنچی کے واسطے سوار ہوئے اور ایک لاکھ گوسفند باری اور
 اموال ان حضرت کے سپاہ کے ہاتھ آیا اور بازگشت فرمائی اسوقت ارغون کے امرا نے اوڑکوں کے غلبہ سے غلامان
 اطاعت کر کے پیغام کیا کہ اگر اس طرف تشریف لاؤں قذحار سپرد ہوگا اس واسطے آنحضرت نے اس طرف
 منصفیت فرمائی اور جب قلات سے عبور کیا جان میرزا نے ان کی ملازمت کی اور منظور نظر عاقلیت ہوا اور حسب پیشینہ
 روانہ ہوا شاہ سبک اور محمد مقیم ارغون کو پیغام بھیجا کہ ہم حسب التماس تمہارے اس طرف آئے ہیں اور ہمارا غلام
 بجلا کو شرف مجلس حضور حاصل کر رہا ہے وہ طلب سے پشیمان ہو کر پہلے قلعہ بند ہوئے اور آخر کو قلعہ سے نکل کر

خاکستریں تریب قندھار مصاف کر کے دونوں بھائیوں نے شکست پائی اور جو نصرت قلعہ میں آنے کی نہ تھی شاہ بیگ
 ارغون بیساول کی طرف اور محمد مقیم زمین دور کی سمت بھاگا اور بادشاہ نے قلعہ قندھار کو سو گیا اور خزانے اور نفیس
 امیر ذوالنون کے ہاتھ آئے لیکن بادشاہ عالی ہمت نے سب مالی امرا اور افسران سپاہ پر قسمت کیا حکومت
 قندھار اور زمین دور ناصر میرزا کو تفویض فرما کر منصورہ منظر کابل کی طرف تشریف لے گیا اور شیبانی خان اس سال
 محمد مقیم ارغون کے اخواسے کو زمین دور سے داوری کے واسطے اس کے پاس گیا تھا قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور
 ناصر میرزا نے حصاری ہو کر فردوس مکانی کے پاس عرضی بھیجی جو اسے سادہ چوکرستی الاسکان قلعہ کی محافظت میں کوشش کرے
 اور اگر کارنگ پیو صلح کر کے آپ کو حضور میں حاضر کرے تو بالفاق عرض اس کے ملک ہندوستان سے اپنے تصرف
 میں لاوین چونکہ آنحضرت کو طاقت مقاومت شیبانی خان دھکی دھندہ کلی ہم پہنچا کر ساتھ امر کے مشورہ کیا اور کہا کوئی
 جاے آن اپنے واسطے پیکرنا چاہیے اور بدخشان یا ہندوستان کو مسخر کرنا چاہیے والا رہنا کابل کا بہت دشوار
 ہو ایک جماعت نے بدخشان کو تجویز کیا اور بعضوں نے ہندوستان کو ترجیح دی فردوس مکانی نے شق آخر کو پسند کیا اور
 ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور تومان سنگھار میں اقامت کر کے بعض امور کے سبب جن میں سب سے بڑھ کر سب
 بے سامانی تھا ہندوستان کی فتح غریمیت کر کے پھر کابل کی جانب مراجعت کی اور ان دنوں میں ناصر میرزا نے قلعہ
 سے ہر آمروں کو آپ کو بھائی کی ملازمت میں پہنچایا تھا اور شیبانی خان قندھار سے اپنے قلعہ کو محاصرہ میں رکھا تھا بعض
 اخبار شکر عہد الشہ سلطان کو مع اولاد امیر ذوالنون کے اسکی تسخیر کے واسطے چھوڑا اور خود خراسان کی طرف مراجعت کا
 بلند کیا اور اس عرصہ میں قلعہ قندھار کا دوبارہ اورغونہ کے تصرف میں آیا عبداللہ سلطان اپنی ولایت کی طرف گیا اور کابل
 کے باشندے مطمئن ہو کر بستر فراغت پر سوئے اور اس سال کاسلہ نو سو تیرہ ہجری تھے شب سہ شنبہ ماہ ذی قعدہ کی چوتھی
 تاریخ کو قلعہ ارک کابل میں شہزادہ ہادیون متولد ہوا صبح شاہ فیروز تخت شد تاریخ ۱۰ اور ۱۱ کو سو چودہ ہجری میں فردوس مکانی
 افغانان مہند پر فوج کش ہوئے اور اس عرصہ میں خسرو شاہ والی مغلون کی ایک جماعت نے فرغت دیکھ کر
 عہد الزرق میرزا بن لے بیگ میرزا کو بادشاہ بنایا اور تین چار ہزار آدمی اسکے پاس فراہم ہوئے اور فساد عظیم مارت
 ہوا چنانچہ بادشاہ پر تہور ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے پاس پانچ سو آدمی سے زیادہ ترسہم تھے لیکن وہ حضرت باوجود
 اس احوال کے ہمت اس فساد کے دفع پر یقین کر کے کابل کو روانہ ہوئے اور مخالفون سے ایسے ٹکے کہ دوستان اسفندیار
 اور افراسیاب کی خسوف ہوئی اور نفس نفیس خود اس دن مخالفت کے پانچ ہزاروں سے مقابل ہو کر زخم تیرہ ہشتیر سے
 قتل کیے اور سامی اس جماعت کی بہر علی شہ کو راز علی سیستانی اور ظہیر بابر بادشاہ کو یقین تیر چنگا ہرا و زکیر بابر چنانچہ
 جب وہ باخون آدمی کد بازو سے لشکر مخالفین تھے مارے گئے میرزا عبدالرزاق گرفتار ہوا اور نہایت اعلیٰ شامل حال ہوئی ہر وقت
 فردوس مکانی نے اسے آزاد کیا اور جب دوسری مرتبہ قلعہ ہوتب مقتول ہوا اسکے بعد جب ولایت خسرو شاہ کی باوجود
 کے تصرف میں آئی مردم بدخشان نے جادو اطاعت سے قہم باہر رکھا اور ہر ایک گوشہ میں ایک سرزاد پیدا ہوا اور ہر نام ایک
 شخص کے ساتھ راعی کے لقب تھا قومی فرسب سے ہوا جان میرزا با اتفاق اپنی والدہ کلان شاہ بیگم کے کدہ بدخشان کے شاہان
 قدیم کی نسل سے تھی اس ملک کی طرح میں چلا اور بادشاہ سے رخصت لیکر اس طرف روانہ ہوا جب شاہ بیگم بدخشان کے
 اطراف میں پہنچی جان میرزا کو پیشتر زیر راعی کے روبرو بھیجا اور خود آہستہ پیچھے جاتی تھی ناگاہ لشکر میرزا بابر کا شغری

وچار ہوا اور شاہ بیگم کو گرفتار کر کے میرزا ابابکر کے پاس لے گئے اور جب جان میرزا زبیر راعی کے پاس گیا تو اس نے زیادہ ایک نفر سے اس کے نزدیک آنچھوڑا مانتہ مجوسوں کے نگاہ رکھا اور یوسف علی کو کھٹاش نے کہ جان میرزا کا نوکر قدیم تھا سترہ آدمیوں سے رات کے وقت زبیر راعی پر تاخت لاکر اسے قتل کیا اور جان میرزا کو بادشاہی پر مقرر کیا اور واقعات بابر ہی میں مرقوم ہو کہ بدخشان کے بادشاہ قدیم کہ شاہ بیگم انکی نسل سے تھی اپنا نسب ساتھ سکندر فیلقوس کے پہونچانے تکھا اور شاہ نوسو سولہ ہجری میں جب درمیان مملکت شاہ اسماعیل صفوی بادشاہ ایران اور شیبانی خان کے فاصلہ نما اور باورکبک متعرض سرحد فرلہاںش ہوتے تھے شاہ اسماعیل صفوی نے ایچی کو شیبانی خان کے رو برو بھیج کر نامہ لکھا کہ ماخذ قریبین میں مملکت عراق سے کوتاہ کرے اور یہ بیت اس میں درج کی بعیت نیالی دوستی نشان کہ کام دل بابر آرد نہ درخت و شبنی برکن کہ رنج بیشمار آرد نہ شیبانی خان نے درجواب لکھا کہ دعوی سلطنت اور معارضہ بادشاہوں کے ساتھ اس شخص کو پہونچتا ہو کہ باپ اور دادا جسکے بادشاہی کرتے رہے ہیں اور تجھے آق تو خیلو ترکا فون سے خوشی کر کے دعوی خلافت کرنا مسمی نہیں رکھتا ہو علاوہ برین اسوقت سلطنت ساتھ تیرے پہونچتی ہو کہ مثل میرے کوئی بادشاہ وارث اعلیٰ سب درمیان میں نہ ہو مصراع گداے گوشہ نشینی کو حافظا مخدوش ہے اور عصا اور ایک کجکول تحفہ بھیجا کہ میراث تیرے باپ کا اور کام نیراہ ہو بعیت نصیحت گوش کن جانان کہ از زبان دوست تر دارند چو انان سعادت پند پیر دانا ہے اور اگر قدم اپنی حد سے باہر رکھے گا سزا اپنے سزا کی کر بعیت عروس ملک کے درکنار گیرد حجت ہے کہ بوسہ بر لب خم شیر آید از زندہ شاہ اسماعیل نے درجواب تحریر کیا کہ اگر سلطنت میراث ہوتی پیشدادیوں سے کیا ان کو نہ پہونچتی اور ساتھ جنگگیر خان کے منتقل ہوتی ہے تھے کہ ان سے پہونچتی اور یہ کہ تو نے لکھا ہے بعیت عروس ملک کے درکنار گیرد حجت ہے کہ بوسہ بر لب خم شیر آید از زندہ شاہ اسماعیل نے قول بھی ہو مصراع جانان سخن از زبان امیگی کی بدین فی الفور آتا چون اگر میدان جنگ میں نکلے گا تو باقی بانیوں حرب گاہ میں تجھے کسوٹکا اور چوین یہ چرچہ اور نکلا کہ میں نے تیرے پاس بھیجا ہے اپنے رو برو رکھ اور ایسے کام کی طرف رجوع ہو کہ تیرے لایق ہو فردوس تجرہ کویم درین دیہر مکافات ہے پال بنی ہر کہ در افتادہ بر افتادہ اور نامہ کے متعلق شاہ اسماعیل صفوی بھی روانہ ہوا اور حکام اوزبک کو مالک خراسان سے نکال کر مردانہ کسی مقام میں باگ شدہ بزرگوں بعیت کی نہ مٹوری اس عرصہ میں شیبانی خان نے اولی صلاح جنگ میں نہ دیکھی قلعہ مرو میں دشمن ہوا اور آخر کو مہم خدا شاہ اسماعیل صفوی کا منتظم سرزنش بسیار دہنی ملاحت پیشا رہو پوچھا خلافت سے شرم نہ ہو کہ باہر آیا اور مصافحہ کر کے منہزم ہوا اور مصافحہ آدمی کے کہ وہ سب سلاطین اور امرا زادے تھے چہا در دیواری میں کہ راہ باہر جانے کی نہ رکھتے تھے داخل ہوا اور ترلہاں فرین نے تعاقب کر کے شیبانی خان کو مع تمامی امرا و سلاطین قتل کیا اسوقت جان میرزا نے یہ خبر بدخشان میں فردوس مکانی کو بھیجی اور خود قندرز کی طرف گیا اور لکھا کہ فرصت غنیمت ہو جلد تشریف اس طرف از زانی فرمائیے اور مملکت عورتی یعنی فرغانہ وغیرہ پر تصرف ہو جیسے وہ حضرت سید جمیل کے نو سترہ ہجری میں حصار کی طرف تھے اور باتفاق بہرہا جاناب امویہ سے عبور کر کے حصار کے حوالی میں پہونچے لیکن اوزبک اس مقام کو مضبوط رکھتے تھے کچھ کام پیش رفت نہ کیا بادشاہ قندز میں آئے اسوقت خانزادہ بیگم ہمیشہ فردوس مکانی کے سر قند کے محاصرہ میں شیبانی خان کے ماخذ آئی تھی اور وہ اپنے عقد نکاح میں لایا تھا شاہ اسماعیل صفوی نے اس کو مرد سے باعز از تمام تر قندز میں بھیجا ان حضرت نے جان میرزا کو مع تحفہ و نفاس شاہ اسماعیل صفوی کے پاس ہرات میں بھیج کر ملک طلب کی

پھیرا اسکے قتل و قیام میں قیام کیا اور آب نیلاب سے عبور کر کے ہرنگ کہ پرگنات معتبرہ پنجاب سے چو گیا اور اس سبب سے
 کہ وہ حدود اکثر اوقات اولاد امیر تیمور صاحبقران کے قصر میں رہے تھے رعیت مطیع اور فرمانبردار ہوتی اور
 مانت و تاراج کے بعد سے امین ہوئی اور اس کے شکر میں جلد چار لاکھ شاہ رخ خزانہ میں داخل کیے
 فردوس مکانی نے اپنی مولانا مرشد نام کو سلطان ابراہیم کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ جو وہ ولایت اکثر اوقات صاحبقران کی
 اولاد اور دولتخواہوں کے قصر میں تھی اب بھی برہ کو مع ذوالبح اور لواحق اس طرف چھوڑیں تو دوسری لایوں
 میں مختاری تعرض نہ ہونے اور اس وقت خبر تولد فرزند کی آنحضرت کو پہونچی چونکہ تسخیر ہند میں ہندو دہشت تھی
 موسوم ساتھ ہندال میرزا کے کیا اور اس ولایت کو آب چناب تک حسین بیگ آکے سپرد فرما کر خود کسراں
 کی ولایت کی سمت متوجہ ہوئے اور ہاتھی کہ کمرے قلعہ پر ملازمین متحصن ہو کر رایت مجاہدہ بلند کیا اور آخر کو لکھنؤ
 قلعہ سے برآمد ہو کر اس مقام میں کھل تردد زیادہ ایک سو ار سے نہ تھا جنگ میں لیتا وہ جہاں اور دوست بیگ کے ہا
 سے کہ سردار آنحضرت کا تھا شکست پائی اور جو فرصت قلعہ میں داخل ہونے کی نہ پائی کو ہستان کی طرف بھاگا قلعہ
 مع خزانہ اور دھینہ بادشاہ کے قصر میں آیا اور ولایت برہ اور سندھ کے درمیان کی محمد علی شاہ جنگ کے
 سپرد کر کے کابل کی طرف مراجعت فرمائی اور دوسری مرتبہ ادا غر ۹۲۵ھ نو محرم ۱۰۰۳ھ ہجری میں بقصد تسخیر لاہور اسناد
 کر کے کابل سے روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں تادیب لوس یوسف زئی کی فرض جانکر تاخت و تاراج کیا اور زرا
 بھی آگئی پال اور خراب کی اور جب پشاور میں پہونچا قلعہ کو تیسرے کر کے آب سند سے عبور کیا چاہتا تھا ناگہان خانہ کی سلطان سعید
 کا شغف سے متوجہ نہ ہوئے اور واسطے عزیمت لاہور منسوخ کر کے میرزا محمد سلطان ابن سلطان اویس مالیک راے بن
 منصور بن عزیز بن امیر تیمور صاحبقران کو مع چار ہزار سوار لاہور میں نامزد کیا اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور جب
 اثنائے راہ میں خیر سلطان سعید کے بازگشت کی پہونچی فردوس مکانی نے بخاطر جمع افغانان خضر خیل کے سر پر کہ وہ ہندو میں مباد
 کرتے تھے تاخت کر کے ہلاک کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر کابل کی طرف روانہ ہوئے اور تیسری مرتبہ ۹۲۷ھ نو محرم ۱۰۰۵ھ ہجری میں
 بسعدت و اقبال ہند کی طرف توجہ فرمائی اور ہر منزل میں افغانان کی جت جو کرتے تھے اور جو دستیاب ہوتا تھا اسے تہذیب اور
 تادیب فرماتے تھے غرض کہ سالکوٹ میں منزل اقبال اور حلال اقبال فرمایا اور دہانے باشندوں نے بجز تمام امان جاسی اور
 جان مال اور ناموس سے محفوظ ہوئے لیکن جس وقت کہ رایت از دہان پیکر آنحضرت نے برگنہ سید پور بظلم وصول ڈالا دہانے
 لوگوں نے اساعدت بخت سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور شیخ اہل چغتائی نے ان کی سرانجامی کی اور کچھ اثر آدم اور
 آبادی سے نہ چھوڑا اور تیس ہزار لونڈی و غلام اردو میں بہم پہونچے اور غنائم شمار سے باہر تھی اور مقدم کفار سید پور
 کا کہ امرائے افغانان سے مشفق تھا مائل نہوتا تھا دستیاب کر کے علف تیغ سیاست کیا اور پھر کابل کی طرف تشریف
 لے گئے اور بعد چند عرصہ کے قندھار کی تسخیر کو نصبت فرمائی اور اس قلعہ کو محاصرہ فرمایا اسوقت میرزا افغان کی خبر و غارت
 پہونچی فردوس مکانی نے شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان کی حکومت پر بھیجا اور خود بدولت و اقبال تمام گرم سیر کو تخت و تہ
 میں در لائے اور ان دنوں میں خراسان ساتھ شہزادہ طہماسپ کے با تالیقی امیر خان مقرر تھا اس واسطے شاہ بیگ غزن
 نے ایچی بھیج کر شہزادہ کی نسبت افکار اطاعت کی اور امیر خان نے مقام امداد میں ہو کر فردوس مکانی سے التماس کن
 محاصرہ کی آنحضرت نے قبول نہ کر کے تین برس تک قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ باز نہ کھا اور شاہ بیگ عاجز مطلق ہو کر سب کی طرف کو توب

بایقرا

سندھ سے ہر جہاں کا اور قندھار مع معنات ۹۳۱ھ میں سراجی میں حوزہ دیوان باری میں آیا اور شہزادہ
 کامران میرزا کو عنایت ہو اور ان دنوں میں دولت خان لودھی نے بادشاہ ابراہیم سے متوہم ہو کر اپنے آدمی متوفیوں کی
 کے پاس کابل میں بھیجے اور طلب متوہم کر کے حد سے زیادہ اخلاص اور دولتخواہی اظہار کی اور وہ حضرت
 جوہتی مرتبہ سے نو سو تیس سراجی میں قدم مبارک نگاہ دولت میں ڈال کر کوچ کر کے کابل کے درمیان سے قطع
 مسانت فرما کر شہر لاہور کے چوکوس اور آئے بہار خان اور مبارک خان لودھی اور بھگن خان لودھی کی امداد سے
 پنجاب سے تھے ایک ہشر اینوہ جمع کر کے لشکر ظفر قرین کی طرف متوجہ ہوئے اور آتش حرب افروختہ کر کے ہمارے
 وکشتش بہت کے شکست پاکو منہزم ہوئے خود اس مکانی مظفر و منہزم ہو کر بلوچ لاہور میں داخل ہوئے جیسا کہ
 رسم دو ستور جنگیز یون کا ہو باز اردن کو فال و شکون کے واسطے آگے دیکر جلا یا اور بڑی جار دین کے بعد قلعہ پیاہور پر
 چڑھائی کی اور شکو بھی سر کر کے وہاں کے اہل لیاں کو قتل عام فرمایا اور دولت خان لودھی کو بادشاہ ابراہیم سے باغی ہو کر
 بلوچوں کے درمیان رہتا تھا اس فتح کے بعد اپنی اولاد یعنی علی خان اور غازی خان اور دلاور خان کے ہمراہ دیپالپور میں آکر
 ملازمت پر حضرت حاصل کی اور جالندھر اور سلطانی پور دیکر برگزیدہ جاگیر پائے اور ادریس خان کے مسلک میں نظم ہوا اور مردم
 نقد اور ساخوردہ سے میں نے سنا ہے کہ یہ دولت خان اس دولت خان لودھی کی نسل سے ہو کر جسے سلاطین سلاطین
 میں چند مرتبہ دہلی کی بادشاہی کی تھی القصد دولت خان نے کہا تھا کہ میں اسماعیل حلوانی اور میں حلوانی اور دومرتبہ
 افغانان حلوانی فرما رہے ہیں اگر فوج اس طرف جاکر انکو متفرق اور پریشان کر دے نہایت نسیب ہو حضرت نے
 یہ بات قبول فرمائی اور افواج بھیجے کا نتیجہ کیا اس وقت اس کے چھوٹے بیٹے دلاور خان نے از روئے اخلاص عرض
 اقدس میں یہ بچا یا کہ میرے باپ اور بھائی غازی خان کو فریب سے چاہتے ہیں کہ لشکر کو حضرت سے دور کریں
 اور فریب دیکر نقش عمل کھیلین آنحضرت نے بعد تحقیق و تفحص دولت خان کو معذرت کیا اور آپ تلخ سے عبور
 کر کے نو شہرین نرمل اجمالی فرمایا اور چاروں طرف کے اہل دولتوں کے گناہ معاف فرمائے اور نصیب سلاطین پرتو کیا اور
 اسی وقت دولت خان کا چچا اور وطن بھی اس کا تھا اسکی جاگیر میں معر ہوئی اور میں باپ بیٹے جیسے سلاطین میں ہوئے
 اہل خیال اپنے بیکر کو دلاہور کے دہان میں در آئے خود سلاطین نے دلاور خان کو خطاب خانانی فرما کر دولت کی جاگیر
 تر اساتذہ انکی مقرر کی اور دولت خان کے فساد کی وجہ سے اس سال سرحد سے لاہور کی طرف مراجعت کی اور
 لاہور کی دار و فکی میر عبد العزیز امیر خور کو مقرر فرمائی اور سیال کو رٹ خسرو کو کلاش کو اور دیپالپور کو باقتضی
 اور سلطان علاء الدین لودھی کو جو اس عرصہ میں شہر خدمت سے مشرف ہو ا تھا تھیں لیکن فرمایا اور
 کلاش کو ساخوردہ علی شنگ جہنگ کے سپرد کر کے عمان معاودت کابل کی طرف معطوف کی اور آنحضرت کی
 عنایت میں دولت خان اور غازی خان نے بڑے حیلہ اور کر سے دلاور خان مخاطب تجا خانان کو دستیار
 کر کے اسکے پاؤں میں زنجیر ڈالی اور لشکر جبار سے دیپالپور کی طرف جا کر فیروز پور میں سلطان علاء الدین اور
 باقتضی مقل سے لڑے اور انھیں شکست دیکر دیپالپور پر قابض ہوئے سلطان علاء الدین لودھی کابل کی طرف
 اور باقتضی منزل لاہور میں گیا اور دولت خان نے پانچ ہزار سوار افغان شروانی استخلاص کے واسطے بلوچ
 پاتھین کیے اور میر عبد العزیز امیر خور اور امرا سے لاہور لے آئے اس امر سے آگاہی پائی اور خسرو کو کلاش کی کمک کو

گئے اور افغانوں کے لشکر کو شکست فاحش دے کر منفرد و منصور ہو کر لاہور میں آئے اور اس درمیان میں ایک لشکر بادشاہ ابراہیم لودھی کی طرف سے دولت خان اور غازی خان کے تدارک کو نامزد ہوا تھا جو الی سرحد میں پہونچا اور دولت خان کو پھر حضرت امرا کے منہل سے مزاحمت کی سنوئی مقابلہ اور قتال ناپسند بادشاہ ابراہیم لودھی میں روانہ ہوا اور پھر وہ میں اس لشکر کے مقابل فرزند ہو کر سپہ سالار لشکر کو جس طرح سے ممکن ہو سکا اپنا لشکر کیا امرا اس معنی کو سمجھ کر سر لشکر کے بے اطلاع آدمی رات کو کوچ کر کے بادشاہ ابراہیم کے پاس گئے تقارن اس حال کے سلطان علاء الدین لودھی کو کابل کی طرف گیا تھا لاہور میں آن کر زمان امرا سے منہل کے نام اس مضمون کا لایا کہ اور سلطان لودھی کی کر کے دہلی میں جاوین اور تسخیر کر کے ساتھ اس کے سپہ دہلویں دولت خان اور غازی خان اس مضمون کو دل میں لا کر آدمی امرا سے فردوس مکانی کے پاس بھیجے ہوئے کہ سلطان علاء الدین لودھی ہمارا شہزادہ ہو اور ہمارے غرض یہ ہے کہ وہ بادشاہ افغانوں کا ہو وے اسے تم ہمارے پاس بھیجو تو سرحد دہلی پر بٹھائیں اور مملکت سرحد تک فردوس مکانی کے تعلق اور قدرت میں رہے اس مقدمہ میں جب دولت خان اور غازی خان نے قسمیں مضطر لکھائیں اور عہد کیا اور ایک عہد نامہ پر قضاات اور اکابر درست کر کے بھیجا امرا نے لاہور نے اتفاق کر کے سلطان علاء الدین لودھی کو غازی خان کے پاس بھیجا غازی خان نے اسے فوراً عظیم جاکر اپنے بھائیوں کو مع اور امرا نے افغانان اس کے ہمراہ کر کے دہلی میں روانہ کیا اور خود باقتضائے وقت پنجاب میں رہا اور سلطان علاء الدین لودھی بادشاہ ابراہیم لودھی سے جنگ کر کے منہزم اور شکستہ اور پریشان اور بد حال پنجاب کی طرف آ لایا اور غازی خان نقص جہد کر کے لشکر مستعد و جہز کلا زمین گیا اور محمد علی خٹک جنگ تاب مقاومت نہ لاکر کلا نور سے لاہور کی طرف آیا اور غازی خان کلا نور پر قبضہ کر کے پیر سرود میں مقام کیا اور جب فردوس مکانی کی خبر توجہ سنی وہاں سے پراگندہ ہو کر ملوٹ میں گیا اور بھائیوں اور آدمیوں کو وہاں چھوڑ کر خود جن کوہ میں در آیا اور وہاں سے دہلی میں جا کر بادشاہ ابراہیم لودھی کو دیکھا اور وہ وہاں رہا یہاں تک کہ جنگ فردوس مکانی اور بادشاہ ابراہیم میں قتل ہوا اور فردوس مکانی سے موسم بہار میں شہر کابل میں بزم نشاط آراستہ کی اور جنگ اس بلوچ فردوس قریب بین رونق افروز ہوا صبح و شام مکرر جنگ کی شراب اور خوبان بہر اندام کی صحبت اور مجالست میں ہتھال فرمایا نظم و مستحق و گلزار جوانی بہ زمین خوشترچہ باشد زندگانی چہ نہادہ بر کے کھت ساغر لہر کہ فردوس در گرفت دستہ گل جہان انیت و این خود در جہان نیست بہ دگر بہت این محبوب جز بیکرمان نیست بہ الحقدہ آنحضرت نے بعد انقضائے فصل بہار بساط نشاط اٹھائی جب خبر علاء الدین لودھی کی شکست اور نالائقی غازی خان اور افغانان لودھی کی یاد کی بہت ہوا انہما کے دفعہ پچھن فرمائی اور پانچویں مرتبہ روز چہرہ ماہ صفر ۷۶۰ نو سو بیس ہجری خیر البشر علی آلہ صلوات اللہ علیہ لاکر میں ہر ایت ازلی اور عنایت لم یزل کے ساتھ کابل سے کوچ کر کے قریہ یعقوب میں خیم بہر احتشام برپا کیے شہرت خواجہ حسین دیوان لاہور نے ایک خزانہ کو محصول خالصات سے ارسال کیا تھا پونچا اور شہزادہ محمد ہایون نے بھی بدخشان سے آکر آستان پور و لاہور کی سعادت حاصل کی اور لشکر خوب ہمراہ لایا اور خواجہ کلان بیگ بھی کو عظمیٰ سارکان دولت سے عطا غنیمت سے آکر شرف یاب حضور سعادت دستور ہوا اس کے بعد فردوس مکانی نے جشن عظیم آراستہ کر کے ہر ایک مازمان درگاہ کو قضا احسان سے خوش دل کیا اور لاہور کی طرف سوار ہوئے اثنائے راہ میں گینڈے کے شکار میں توجہ فرمائی بہادران

ہیستان اور بدخشان اور جو زمان نو آمد سمرقند و خراسان نے کہ صفت گنبدے کی سخی تھی اور آنکھوں سے نہ دیکھا تھا
 اور دے ذوق میدان میں آنکر چند گنبدے زندہ کرتا رہے اور کتنوں کو ہلاک کیا اور آنحضرت نے ماہ ربیع الاول
 کی پہلی تاریخ کو آب سندھ سے عبور کیا اور بخشیان عظام نے سپاہیان خاصہ اور سپاہ امرا اور منصفین اردن کا شمار کیا
 دس ہزار آدمی قلم بند ہوئے اور آب بھٹ سے عبور کر کے جب سیال کوٹ میں پہونچے سلطان علاء الدین لودھی پھر
 مجلس حضورین آیا اور آنحضرت نے قیام نام کیا اور لوگوں کی نظر دین کی ایک دقت اور ایک شوکت ظاہر ہوئی اور محمد علی خٹک
 جنگ مار خواجہ حسین شرف دیوان نے بھی دیوان فقہ شرف خدمت حاصل کیا دولت خان اور غازی خان کہ حسب
 ظاہر آپ کو منجھانہ نوکران بادشاہ ابراہیم سے شہر کرتے تھے چالیس ہزار سوار لیکر آب راومی کے کنارے اور لاہور
 کے قریب فراہم ہوئے اور جب بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی بیست و پانچ ہزار جنگ متفرق ہوئے
 دولت خان مع اپنے بڑے بیٹے علی جان کے قلعہ بلوٹ میں نہ گیا اور غازی خان کوہ پایہ کی طرف بھاگا اور وہیں مکانی
 نے قلعہ بلوٹ کے قریب جا کر محاصرہ کیا اور دولت خان نے امان کے سوا سوا چاند دیکھا قلعہ سے ہر آدمی کو کھار
 میں پہونچا اور قبل اسکے دولت خان آنحضرت کے عزم رزم میں دیکھو دین حاصل کر کے زبان لات و گداز میں کوٹا خٹک
 اس واسطے ملا زمان شاہی نے دونوں تلواریں اٹکی گردن امین لکھنوی اور حضور خدمت میں جب دوزخو بیٹھنے میں لعل
 کرنا تھا غدا کی گردن میں ٹوٹا کر خواہی بخور دوزخو بیٹھنے کی تاکید فرماتے تھے اور ہر چند فریب مکانی اس سے خبریں سنیں
 فرماتے تھے غلبہ خوف سے وہ قہر کلم پر نہ کھتا تھا اور یا وجود اسکے نام گناہ اسکے معاف ہوئے اور آنحضرت نے اپنے قریب جو
 دمی اور قلعہ فو اسکے دفتر جہانم پر کھینچا اور جب عظیم الناس نے قلعہ پر ہجوم لاکر تاراجی شروع کی اور امر کی ممانعت سے منع
 ہوئے آنحضرت نے افغانوں کے حفظ ناموس کے واسطے فردوس اور ہر کوہ جزیرہ کی طرف ڈالے اتفاقاً ایک تیرم قتل ہوا
 ایک مردم مقبرہ شہزادہ ہمایون کے آیا خلافت متبذہ ہوئی اور اہل و عیال افغانوں کے قلعہ سے سلامت نکلی فردوس مکانی قلعہ
 میں داخل ہوئے اور سوال و جواب پر رخصت نفیس سے ہتھ دیکھنا ہونے لگے کہ غازی خان کے کتب خانہ کے شے سے خوشدل
 ہوئے کس واسطے کہ غازی خان علم سے بہرہ کامل رکھتا تھا اور شہر خوب سمجھتا تھا اسلئے ہر قسم کی کتابیں میں جمع ہونے لگی
 کی تحقیق القصبہ بعضی انہیں سے اپنی ذات خاص کے واسطے لگا رکھیں اور کچھ شہزادہ محمد ہمایون کو دیکر تاتی شہزادہ گل خان ہمایون
 کے واسطے کابل کی طرف بھیجیں اور دوسرے دن وہاں سے کوچ کر کے غازی خان کے قلعہ میں روانہ ہوا دلا و دلا
 خانجائان براہ غازی خان فرصت پا کر قلعہ خانہ سے براہ ہوا اور آنحضرت کے رو برو آنکھ نہایت گوناگون سے پہنچے اور
 مسٹر ہوا اور جو قورچی آگے بڑھ کر پیش غازی خان کے اردو پر تاخت لگاتے تھے اور کسی قلعہ میں اسے چہن نہ لینے دیتے
 تھے وہ بھاگ کر بادشاہ ابراہیم لودھی کے رو برو گیا اور دولت خان لودھی انہیں دونوں میں فقہاے الہی سے قوت ہوا اور
 فردوس مکانی نے جب لشکر افغانوں کو زبون اور اپنے صاحب مالک سے مقام اتفاق میں دیکھا عازم تمامی مالک
 ہندوستان کی تسخیر کا ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ عہد الملک شیرازی از جانب مولانا محمد فریب اور خانجائان
 سلطان ابراہیم کی طرف سے آیا اور عرضیان ان کی کشتل آنے کی ترغیب و تحریص میں تھیں گزرا زمین اور جب آنحضرت
 نے آب ککیر کے کنارے نزول کیا سمع مبارک میں پہونچا کہ حمید خان حاکم حصار فیروزہ کی طرف سے مع لشکر اس فوج
 کے سر راہ آتا ہوا ہندو حکم کے موافق شہزادہ ہمایون مع تمامی مردم فوج برائے نائل خواجہ کلان ابراہیم سلطان محمد

دولہ دی اور جان بیگ اور خسرو بیگ اور عبدالعزیز اور محمد علی خٹک جنگ وغیرہ اس کے دفع کے واسطے متوجہ ہوئے اور جنگ کے بعد جمید خان کو مغرور کر کے نطفہ اور منصور باب کی خدمت میں آیا اور جو وہ اول جنگ شہزادہ والاق رکی تھی اس کے حملہ میں حصار فیروزہ اور جاگیر جالندری پائی اور انھیں دتین و وزیرین میرزا فغان جہلوانی نے کھرا سلطان ابراہیم سے متخاصم دو تین ہزار سوار اور دوسے بارہی میں پیوستہ ہو کر انھیں راہ خلاص اور دو تین ہزار کی اور جب شاہ آباد کی دو منزل پر اردوہ عالی پہنچا خبر آئی کہ سلطان ابراہیم مع لشکر گران جنگ جگہ پہنچے کے بقصد جنگ برآہ ہو کر اس طرف متوجہ ہوا اور وہاں اور حاتم خان و حاتم خان ستائیس ہزار اور سبقتین چار کوس کوڑہ کے آگے روانہ ہوئے اور وہیں سلطان نے حسین تہیرہ سلطان اور محمدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان میرزا کو مع تمام امرا سی جہانغار کے سلطان جنید برلاس اور شاہ حسین برلاس زانجلہ تھے دشمن کے مقدمہ پر تین کیے اور یہ طلوع صبح کے وقت عینم پہنچے اور جنگ عظیم کر کے انکو لہیا کیا سب ہر میت چوہہ راجت یا شد یا در ہر سپاہش جاودان گرد و نطفہ اور حاتم خان مارا گیا اور جماعت کشیدہ سنگی ڈوئی اور سات ہفتی نامی اور جنگی دستیاب ہوئے پھر اس لشکر نے بھی فتح و فیروزی سے بازگشت کی بادشاہ نے ورون کی جہرت کے واسطے تمام اسیروں کو بانواع عقوبت قتل کیا اور اس منزل میں کامرا لہیا فتح آئے تھے چھ دن مقام کیا اور شاہ علی قلی کو حکم فرمایا کہ اربابوں کو بطور زور و مالک دوسرے کو رسیان خام گھاؤں ہتھوار پانڈھ کر پیادہ سے قویجی کے واسطے حصار سی کرین اسوقت حار و لشکر سلطان ابراہیم لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور کباب ہزار فیل جنگی سوار تھا اور فردوس مکانی کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ نہ تھی اور پانچ ہزار مرد شیخوں کے طور اردوہ بادشاہ ابراہیم پر گئے اور جو عینم و اتف تھا کچھ کام اور تہہ و تہہ بن پٹی پلٹ آئے اور سلطان ابراہیم نے دلیہ ہو کر افواج کو آراستہ کیا اور بتجیل قصبہ پانی پت کی طرف روانہ ہوا فردوس مکانی یہ خبر سنا کہ انکار اور جہانغار کو آراستہ کر کے ابرہت روانہ ہوئے پانی پت کے آگے چھ کوس پر لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوئے سلطان ابراہیم نے یہ خبر سنا کہ رشی دن نزول کیا اور دوسرے دن کو روز جو اور شہر وجب کی دسویں تاریخ تھی افغان جنگ پر آمادہ ہو کر پانی پت کی طرف متوجہ ہوئے اور فردوس مکانی نے برانکار شہزادہ جہا یون اور خواجہ کلان بیگ اور سلطان محمد دولہ دی اور ہندو بیگ اور ولی بیگ خاندن اور پیر قلی سیستانی کے سپرد فرمائی جہانغار پر محمد سلطان میرزا اور محمدی خواجہ اور غازی سلطان اور جنید برلاس کو مقرر فرمایا اور قول کے دست راست چیمین تہو سلطان اور میراوردی کو کلکٹاش اور شاہ منصور اور دوسرے امرا تھیں ہوئے اور قول کے دست چپ پر میر خلیفہ اور ترمذی بیگ اور محمد علی خلیفہ اور دوسرے سرداران نے قیام پکڑا اور خسرو کو کلکٹاش اور محمد علی خٹک جنگ بھر داری میرزا علیان بن خان خیرا ہر اول مقرر ہوئے اور عبدالعزیز امیر آخوند بھٹون کے ساتھ طرح مقرر ہوئے اور ولی قزاقوں اور ہر انکار میں اور قزاقوی بہادر اور جہانغار میں مقرر ہوئے اور ملک قاسم تہو لہر برانکار بہادر تہو لہر جہانغار پر معین ہوئے اور سلطان ابراہیم کی جب افواج موکمین آئی اور جیسے کہ رسم ہندیوں کی ہو برقی کی طرح حملہ آور ہوئے اور جب وقت کہ قریب گئے شتابی میں ان کے فرق آیا پھر مردم تو فقر دست راست و چپ سے کھڑے ہوئے اور چھک کر فغانوں کے پس پشت آئے اور افواج میں اور میر بھی حملہ کر کے جنگ میں شمول ہوئی اور کباب جماعت قول سے جہانغار اور برانکار کی مدد کو گئی اور بہرین چڑھے سے دو ہر تک تہو جنگ نے گرمی قبول کی اور جہانغار کے ہاتھ مارنے

روقت پر کامی نکلے برآمد و شیریں گیر و دربار در آمد و ہزاروں روزگار بہ زخون یلان خاک آغوشہ شدہ بتو گھنٹی زمین پر خولنا
گشتہ شدہ عاقبت الامر قادر علی الاطلاق کے حکم سے بادشاہ ابراہیم کو جی مع پانچ یا چھ ہزار سوار کے میدان جہانستان میں
قتل ہوا اور نسیم فتح و ظفر فردوس مکانی کے رایت کے پرچم پر چلی اور جو اس کے بادشاہ ابراہیم کا قتل شخص اور در یافت
ہوا تھا لشکر منصور نے سپاہ مقہور کا پھیلار کے افغانوں کی قتل میں تفصیل و تاخیر نہ کی اور خیل خیل مانتی دستیا کے فردوس مکانی
جنگ گاہ سے سپت تر وادہ چوتے بادشاہ ابراہیم کے آدو اور اثنا کی سیر کرتے تھے اور آب جون کے کنار سے نزل
اجلال فرمایا اور اس مقام میں سلطان ابراہیم کو جی کا سر مقتولان کو کے درمیان سے لائے تھے نظر مبارک میں گزرا
اور از روی رودایت صبح اُس روز تمام سرک اور تعاقب کے وقت سوار ہوا و افغانان نے شربت فنا چکھا اور ہندو یوں کی تقریر
سے بچا س ہزار آدمیوں نے جام مہات کا نوش کیا انہیں پانچ ہزار مرد ایک مقام پر سلطان ابراہیم کے قریب قتل ہوئے تھے
اور ہزاروہ محمد ہادیوں اور خواجہ کلان اور شاہ منصور اور ولی خان قچمیل علی خاں کے ضبط کے واسطے آگرہ کی طرف روانہ ہوئے
دور محمد سلطان میرزا اور محمدی خواجہ اور سلطان جہیند برلاس موال کی محافظت کے واسطے دہلی گئے اور فردوس مکانی بھی چھپے
سہ شہنہ کے دن رجب کی بارہویں تاریخ کو محمد علی میں کشریف لائے چنا پھر برہمہ جی شیخ زمین صدر نے نیر پوجا کو خط بنام نامی
اس بادشاہ کشور کشا کے پڑھا اور آنحضرت نے میر قلعہ اور تفرج عمارت شہر کے زیارت قبول فرمایا سلام اور اس میں بہار
کی بجا لائے اسکے بعد آگرہ کی طرف سوار ہوئے اور جمعہ کے دن بائیسویں ماہ مذکورہ اس سلطنت آگرہ میں نزل ہوا اور
قلعہ آگرہ کی تعمیر کی عمریت کی جو نصف میں بادشاہ ابراہیم کے لوگوں کے تھا بکرا حیت راجہ گوالیار کے بادشاہ ابراہیم کے
ہمراہ تھا جنگ میں مارا گیا اور اسکے آدمیوں نے جو قلعہ آگرہ میں تھے شاہزادہ ہادیوں کو ایک لباس بوزن اٹھ مشقال کے
کہ خزانہ سلطان علاء الدین خلجی مالوہی سے دست بستہ آنگو بہو بچا تھا اور جو ہریوں نے قیمت اس کی نصف خرچ کر دیا
تمامی راج مسکون کی شخص کی بھی پیشکش کیا اور شاہزادہ محمد ہادیوں نے اسکو بادشاہ کی نذر کیا آنحضرت نے قبول فرمایا
شاہزادہ کو بخشا اور اہل حصار آگرہ نے کہ داور کراچی اور فیروز خان سوار اور سلطان ابراہیم کی والدہ ازاجل تھے جان مان
کی امان طلب کی اور باجوین دن قلعہ کو تفریق کیا اور واقعات ابراہیم میں لکھا ہوا کہ میر حضرت رسالت بنا ہی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے تین بادشاہان اسلام نے ہندوستان میں آنکر خلیہ پایہ ایک سلطان محمود غزنوی نے کہ مدت میں
اُس نے اور اسکی اولاد نے ہندوستان کی بادشاہی کی دوسرے سلطان شہاب الدین غوری اور اسکے توالج نے سلمای
دراز تک اس بار میں بادشاہی کی شیرے میں چون لکین میراکام ساتھ کام اُن بادشاہوں کے ہرگز مشابہت نہیں
رکھتا کہ سو اسطے کہ سلطان محمود شیر ہندوستان کے وقت بادشاہ ماوراء النہر اور خوارزم اور خراسان تھا اور شہار
اسکی اخراج کا اگر دیو لاکھ نہ تھا تو ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور تمام ہندوستان میں اسوقت ایک بادشاہ نہ تھا
ہر ایک ولایت میں ایک راجہ حکومت کرتا تھا اور سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ بادشاہ خراسان نہ تھا لیکن
اسکا بھائی سلطان غیاث الدین بادشاہ خراسان تھا اور وہ بھی ایک لاکھ او بیس ہزار سوار سے ہندوستان میں آیا
اور اسے مسخر کیا اور اسوقت بھی ہندوستان ملک طوائف تھا اور زمین اول مرتبہ کہ ہندوستان میں آیا پڑھ ہزار
یاد ہزار مرد سے زیادہ فرکھتا تھا اور دوسری مرتبہ بارہ ہزار آدمی میرے ہمراہ رکاب تھا اور میں حاکم پشخان
اور کابل اور قندھار کا تھا اور اس ولایت سے نصف محصول بھی جو کار آمد ہو مجھے نہیں پہونچتا تھا اور بعضے

ولایات اپنی اہمیت کی غنیمت کی ترویج کے سبب مدنی کی محتاج یقین اور ملک ہندوستان بہرہ سے بہارت تک تصرف میں
انفان کے تھی اور حساب کے رو سے وہ ولایت گنجائش بائیس لاکھ آدمی کی تھی تھی اور لشکر سلطان ابراہیم لودھی میں
میر کے دن لاکھ سو اور تھوڑا علاوہ اسکے ایک اور قبل جنگی رکھتا تھا اور باد صدف اس حال کے اور اب جیسے غنیمت کو بھیجے
چھوڑ کر ساتھ ایسے غنیمت مثل بادشاہ ابراہیم لودھی کے کہ اس جمعیت میں تھا اور وہ توکل لڑا اور شہادت میری ضائع ہوئی
ہندوستان مفتوح ہو اور یہ سعادت کچھ اپنی سخی اور ہمت سے مشاہدہ نہیں کرتا بلکہ عین عبادت اور کرم لکھی جانتا ہوں
اور فردوس مکانی ہستیوں میں ماہ رجب کو شاہان ہند کے خزانوں اور دغینوں کے ملاحظہ کے واسطے گیا دکان بن لاکھ
اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور ایک خزانہ و اسبتہ ہایوں میرزا کو مرحمت کیا اور محمد سلطان میرزا کو چار ہفتے اور شہرہ اور
شمشیر مرصع اور دو لاکھ روپیہ اور فرمایا اسی طرح تمام میرزاؤں اور امیروں اور سپاہیوں حاضر و غائب اور طلب
بلکہ سرداروں اور جمیع مردم کو کہ اس سفر میں ہمراہ تھے علی قدر مراتب خزانہ سے حصہ پہنچایا اور اپنے عزیزوں اور
آشناؤں کو سوغات خراسان اور سمرقند اور کاشغر اور عراق میں بھیجے اور مکہ اور مدینہ اور کربلائے معلیٰ اور نجف
ہشرون و مشہد مقدس اور اکثر مزارات مقبرہ کرمین و کثیر ارسالی رکھا اس حدود کے متحققین کو خوش دل کیا اور واسطے
ہر ایک مردم کا بل ہر روز اور ہندہ اور آزاد اور غریب و بزرگ اور فقیر اور غنی کے کم سے کم ایک شاہری کی ایک شہنشاہی تقریر ہو
سر اس سال فرما کر انھیں بھی خوشحال اور محفوظ فرمایا اور جو کچھ بادشاہوں نے سالہا سے دراز میں فراہم اور ماند و خستہ کیا
تھا ایک مجلس میں صرف کیا وجہ شہرت قلندر کی آنحضرت کی تمام خلافت پر روشن اور برہن ہوئی اور جو ہندوستانی
مفلون سے ہر اسان تھے پہلے پہل مطیع نہ ہوتے تھے جس جہان تھا مضبوط ہو کر اسے علم مخالفت بلند کیا جیسا کہ تمام
سنبھل میں اور علیخان قرطبی میوات میں اور محمد زبیر بن دھول پور میں اور ناتا خان بن مبارک خان گوالیار میں اور
حسین خان لودھانی راہری میں اور قطب خان اٹا دہ میں اور عالم خان کاپی میں اور نظام خان بیار میں سالک مسلک
نغاوت کے ہوئے اور آب گنگ کے اس طواف جو ضلع تھے انعامان بزرگہ مثل نصیر خان لودھانی اور معروف خان
قرطبی وغیرہ نصرت میں لائے تھے اور سلطان ابراہیم کی بھی اطاعت جیسی واجب ہو کر تھے تھے چنانچہ نصیر خان
لودھانی اور معروف خان قرطبی ضرورت کے واسطے متفق ہو کر اور ہمارے خان ولد دریا خان لودھی کو سلطان محمد لقبے بکر
اپنا حاکم کیا اور مع لشکر کثیر قنوج سے دو تین منزلیں آ کر وہ کی طرف آ کر مقام کیا استقرار اس حال کے کہ بن خان جلوانی
بھی خود اس مکانی سے روگردان ہو کر ان کے پاس گیا اور بالائی فرمایا اور اصحاب مژدہ مخالفت اٹھا کر ہرنی میں شہنوں
ہوئے متقی کہ قوت آدمیوں کا اور حلف گھڑوں کا دشواری سے دستیاب ہوتا تھا اور بھی اس سال حرارت ہوا و تابستان
حد اعتدال سے گزری اور بھی بہت گرمی سے ہلاک ہوئے اس سبب سے خواجہ کلان اور جمیع اولائے اتفاق کر کے عرض میں
ہو گیا کہ صلاح دولت کوئل کی معاہدت میں ہر آنحضرت نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ ایسی ملکات ساتھ اس شہادت کے نصرت
میں لایا ہوں چھوڑنا اور نکلنا سے کابل میں گرفتار ہونا کیا لایق ہو لیں آدمیوں کے ارادہ نے تکرار قبول کی بادشاہ نے ہنر
سب امر کو ایک مجلس میں حاضر کر کے فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہندوستان میں توقف فرمائیں جس شخص کو ہماری رفاقت نظر
ہو یہاں رہے اور جو کوئی کابل کی روانگی کاہل رکھتا ہے وہ تہق سے جاوے کچھ عطا نہیں ہو اس کلام سے سب امر کو
ثابت ہوا کہ آنحضرت کسی طرح ہندوستان سے دست کش ہونگے لاچار ہندوستان کی سکونت اختیار کی مگر خواجہ کلان

اس سال میں تین مرتبہ ہندوستان

کہ اکثر قوت حاکم ہندوستان آگے سے ظہور میں آئی تھیں لیکن علالت اور حضرت بھی یہاں بہت اُسے پہنچ چکی تھی کابل کی روانگی کا عازم حاکم ہوا فردوس مکانی نے حکومت کابل اور غزنویں کی اُسے مرحمت فرمائی اور کابل کی طرف روانہ کیا اور اُس نے رخصت کے وقت عمارت درہلی کی ایک عمارت پر یہ بیت لکھی بیت اگر بخیر و سلامت گذرے سندھ کم سپاہ روئے شوم گر ہو اسے ہند کم اور جب ہندوستانیوں کو معلوم ہوا کہ فردوس مکانی اپنے جدا علی میر تیمور صاحب قرآن کی طرح ہند کو چھوڑ کر ولایت کو بخائیگے آمد رفت شروع کی پہلے شیخ گھورن مع دو تین شخص کے دہلی کے درمیان آکر کوکر پھا اور علیجان قرطبی بھی میوات سے اپنے بیٹوں کی رہائی کے لیے جو اُس زمانہ میں کسی قریب سے گرفتار ہوئے تھے درگاہ میں حاضر ہوا اور ساتھ طرح اور تقاریر کے سرفروزی پائی اور وہ عظیم الجثہ ہونے میں ضرب اہل تھا اور چہرہ پان منہ میں رکھتا اور بھی سپر و شمشیر اپنے سے جھاگتا اور اُس کے بعد فیروز خان اور شیخ یار قرطبی جمع جمعیت اپنی آئے اور جاگیر میں پائین اور محمود خان لوحانی اور قاضی حبیب بھی حاضر ہو کر جاگیر کے مناسب سے خوشدل ہوئے اور آسودگی اور امان ظاہر آئی بہت قہقہے اور ہر گئے ضبط میں آئے اس درمیان میں بن خان افغان نے قلعہ بھل کو محاصرہ کیا اور قاضی سیم نے اظہار اطاعت کر کے بادشاہ کے ملاحظہ میں عرض کیا کہ بن خان افغان نے مجھے قید کیا ہے میری ملک فرمائیے بادشاہ نے میرزا محمدی کو کھٹاش کو اُس وقت روانہ کیا یہاں تک کہ وہ آب جون سے عبور کر کے بن خان سے ملا اور اُسے شکست دیکر مقرر کیا اور قاضی سیم بھی رہیں احسان بے پان ہو کر قلعہ میرزا محمدی کو کھٹاش کے سپرد کر کے دولت آباد میں کے سلک میں مسلک ہو فردوس مکانی نے قلعہ شہزادہ پیراں کو غنایت فرمایا اور افغان شہزادہ پر قہقہے نامزد کیا اور جب شہزادہ قنوج کے اطراف میں پہنچا افغانان شرقی کو چالیس ہزار ہزار تنگیا تھے بلا جنگ جو پنور کی طرف بھاگے اور انھیں فتح خان شروانی مع اپنی قوم شہزادہ کی ملازمت میں حاضر ہوا شہزادہ نے اُسے تسلی دی اور مہدی خواجہ کو اُس کے ہمراہ کر کے درگاہ میں بھیجا اور بادشاہ نے فتح خان شروانی پر نوازش فرما کر چھل شراب میں طلب کیا اور بلوس خاص اُسے عنایت فرما کر جاگیر خوب مرحمت کی سبب اس طرف کے اکثر افغانان آکر بادشاہی چنتائی پر مائل ہوئے بقصد نظام خان حاکم بیاز کرنا اسکا سے خائف تھا اُسے بھی اطاعت الہام کی اور فردوس مکانی طالب قلعہ ہونے جب نظام خان نے انکار کیا با با قلی بیگ کو واسطے تاخت اور محاصرہ کے بھیجا اور یہ قلعہ بجا خاص مرقوم کے روانہ کیا قلعہ ہا ترک شہزادہ کن اسو میر بیاز چالاکی مردانگی ترک عیانت کر زود بینائی نصیحت نہ کنی گوشہ انجا کہ عیانت چاہت بہ بیانت نظام خان حاکم بیاز اطاعت تاکہ قلعہ سے برآمد ہوا اور با قلی بیگ سے جنگ کر کے شکست دیکر چھ قلعہ میں دربارا ناسکا اس حال سے مطلع ہوا اور فرصت غنیمت شمار کر کے حاکم اُس کے اخراج کا ہوا نظام خان نے عاجز ہو کر اپنی درگاہ میں ارسال کیا اور اظہار ندامت کے بعد ستغفار کی جیب بادشاہ نے اس کا جرم معاف کیا ملازمت میں ساتھ چھ قلعہ کو سپرد کیا اور بیس لاکھ تنگ کی جاگیر اُس کے واسطے عوآب کے درمیان میں مقرر ہوئی اُس عرصہ میں شکست رکھنے لگا اور الہار کے حکام قادیم کے خاندان سے تھا ایک کا فر خاں نام کے اتفاق سے لشکر کو الہار لیا کرتا تھا ان کو اُس قلعہ میں محاصرہ کیا تا تا رضان نے قلعہ کو الہار کو تصرف میں رکھتا تھا وہاں کے زمینداروں کے تسلط کے سبب تنگ ہو کر اٹھتا بادشاہی اظہار کی اور حضرت سیکک کا مستعدی ہوا اور پیغام کیا کہ اگر ایک جماعت لشکر بادشاہی سے آوے قلعہ ان کے سپرد ہوگا آنحضرت نے رحیم داد اور شیخ گھورن کو ملک کے واسطے روانہ کیا اور انھوں نے وہاں جا کر سکھانے کے محاصرہ سے

قلعہ خلاص کیا تا تا رخاں نے اپنے اقرار پر چل کر لیا لیکن شیخ محمد غوث کے ایک مرد درویش
 تھا اور مرد پر کثرت سے رکھتا تھا اس قلعہ میں مقیم تھا رحیم داد کو پیغام دیا کہ کسی جلیہ سے قلعہ میں داخل ہو اس کے بعد تا رخاں کا علاج
 آسان ہو گا رحیم داد نے تا تا رخاں کو کھلا بھیجا کہ میں منکٹ راے کے شیخوں سے اس میں ہوں اگر اجازت ہو چند آدمیوں
 سے قلعہ میں درون اور لشکر تمام حصار کے باہر رہے آپکا بڑا احسان ہو گا اور جو منکٹ راے اور خانبخشاں انتک اس حدود
 میں تھے تا تا رخاں نے قبول کیا رحیم داد مع چند کس قلعہ میں داخل ہوا اور ایک شخص اپنے متعلقوں سے تا تا رخاں کی تجویز
 سے دربانوں کے قریب چھوڑا تو اس کے متعلقان ضروری کو قلعہ کے اندر آنے دے اور تا تا رخاں کو غرور کے لٹہ سے بخود
 ہو کر احتیاط اور ہوشیاری کی رعایت سے غافل ہوا اور اس شب کو نہایت غفلت سے بہتر استراحت پر سویا اور دربان
 کو اکثر شیخ محمد غوث کے مرید تھے اس شخص سے موافق ہوئے اسی رات کو بعض ضروریات لانے کے بہانہ سے ایک
 جماعت کثیر اور انیوہ غفیر قلعہ کے اندر لائے اور علی الصبح تا تا رخاں نے اس حال سے خبر پائی اور کھوت کے سوا چارہ
 نہ دیکھا پھر قلعہ رحیم داد کے سپرد کر کے آگرہ گیا اور امر کے سلاک میں منتظم ہوا اور بس لاکھ تنگہ انعام پائے اور محمد زیتون نے بھی حلیہ
 سے آکر مارٹ پائی اور جو حید خان اور سازنگ خان اور دوسرے افغانوں نے حصار فیروزہ پر سادہ پر کیا تھا جن میں
 سلطان اور ابو الفتح ترکمان نے اس طرف تاخت لاکر انھیں ہذا کر پھونچایا اور سترہ تو تیس سہری میں خواجہ اسد کہ کابل
 سے عراق کی طرف شاہ طہاسپ صفوی کے پاس ایچی گری کے واسطے گیا تھا سلیمان نامے ترکمان کے ساتھ آیا اور خاں
 لایا آزا بخلہ و لونڈیاں بکر چرس کی تھیں بادشاہ کو ان کی طرف نہایت میلان خاطر ہوا اور اسی عرصہ میں بادشاہ ابراہیم
 کی والدہ نے کہ نہایت عزت اور توقیر پائی تھی ساتھ احمد چاشنی گیر اور دیگر یار و چہون کے کہ وہ اصل میں کوکر بادشاہ ابراہیم
 کے تھے موافقت کر کے زہر خاصہ میں بادشاہ کے کہ خشک اور غلیہ خرگوش کا تھا آمیز کیا اور قدرت خدا سے بادشاہ کا کھاتے ہی
 جی منٹایا اور مکررتے کر کے اس بلا سے نجات پائی مصرعہ رسیدہ بود بلانے و لے بچر گذشتہ اور بعد از تمخص و بس
 وار و غلطی اور بار چہون نے جو بیان واقع تھا عرض کیا بادشاہ نے صدق و کذب کے امتحان کے واسطے اس طعمن
 کے کسی قدر گتے کو دیا گتا اسی دم پھول گیا اور ایک شبانہ روز حرکت نہ کی اور خدمتگاروں نے بھی امتحان اس میں سے
 قدرے کھایا تھا ہزار مشقت سے ربا کی پائی بادشاہ غضبناک ہوا وار و غلطی کا پوست کچھو آیا بار چہون اور اس کے
 مرد گاروں کو بائواع عقوبت قتل کیا اور بادشاہ ابراہیم کی والدہ کا مکان غارت کر کے محبوس کیا اور شاہ ابراہیم کے
 فرزند کو بھی میرزا کامران کے پاس کابل میں بھیج کر فارغ البال ہوا و شہزادہ محمد ہایون کہ ممالک شرقی کی طرف گیا تھا حدود
 جو پور کو قبض و تصرف میں لایا اور سلطان جہند برلاس کے سپرد کر کے مراجعت کی اور جب کاپی میں آیا عالم خان حاکم
 کاپی نے اسلی ملازمت حاصل کی اور ہمراہ رکاب آگرہ میں آیا اور نواسی سلطانی سے سر قرار ہوا اور رانا سنگا کی حکایت یہی کہ
 وہ بزرگ ترین راجہا سے ہند ہو اور قبل ظہور اسلام اور ارتقا راہات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت و سروری اس کے
 خاندان میں تھی اور بیوات و لاسیت اسکی ہو اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر کو سلطان قطب الدین نے متاع کیا تھا رانا سنگا
 ایک قبیلہ سے تھے رفتہ رفتہ ان کے اجداد آپس میں ایک ہوئے اور اس زمانے میں کہ فردوس مکانی بادشاہ ہندوستان ہوئے
 ایک لاکھ راجپوت اس کے ظل راہت میں تھے اور سلطان ابراہیم کے بہت ادراک فردوس مکانی کی اطاعت میں آئے تھے ساتھ
 اس کے دم کچھنی مارنے تھے اور محمود خان بنیا سلطان سکندر مع دس ہزار لاکھ اس کے پاس گیا اور ماروار کے راجہ

پر دم دیو اور نرسنگ دیو اور راجہ چندیری موسوم بھیدنی رائے اور راول یو ولد داؤد سنگ اور راجہ دو نگر اور راسے چند
بھان چوہان اور مانگ چند چوہان اور اسے ولیپ وغیرہ مع بچاس یا ساٹھ ہزار سوار راجپوت کے مطیع اس کے
ہوئے اور حسن خان میواتی دس ہزار سوار سے مددگار اس کا ہو کر بقصد جنگ و استخلاص ہندوستان مع دو لاکھ سوار
آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ حضرت جو بعضے امرائے ہند پر اعتماد رکھتے تھے براہ کمال ایک مسجد کے ضبط
کے واسطے تعین کیا اور خود مع لشکر نعل کہ کابل سے انکے ہمراہ آئے تھے اور چار آدمی امرائے ہند سے کمال خان
اور جمال خان فرزدان سلطان علاء الدین اور علی خان قرظی اور نظام حاکم میانہ کے آگرہ سے کوچ کیا جب موضع کاڑھ جھاری
بیانہ میں پہنچے مقام فرمایا اور عزم ہیزم اور نیت ثابت و راستہ مصمم فرمایا اور جہاد غنیمت پر کیا اور اس یورش میں نژادہ محمد بیگ
کو کہ اس وقت تک شراب سے متفرق تھا مجلس شراب میں حاضر کر کے اپنے ماتحت سے پیار سے دیا اور اطراف بیانہ میں طغین
کا مقابلہ ہوا اور ان بادشاہی جو مخبری کر گئے تھے مغلوب اور زخمی ہوئے اور مردم قلعہ بیانہ بھی براہ ہو کر غنیمت سے لڑے
اور شکست فاش پا کر قلعہ بند ہوئے اور وہ جندہ اور ترو دہست آگے دلوں میں پیدا ہوئے اور ہیبت خان نیاز میں کی طرف
بھاگا اور حسن خان میواتی دشمن سے جا ملا اور ہر دو اطراف ملک سے تباہ و تاراج ہو چکے لیکن اور محمد شریف غنیمت کو مدد
تھا سبب زیادتی طرف آو میوں کا ہوتا تھا اور ہر خطہ کتنا تھا کہ مرخ مغرب کی طرف ہو چکے اس طرف سے جنگ
کرے گا البتہ مغلوب ہو جائے گا اور بادشاہ نے مجلس مشورہ کی اور کسند کی اور جنگ کے بارہا میں گفتگو کی کٹر بولے
کہ جو دشمن کا غلبہ ظاہر ہو بہتر یہ کہ قلعہ بزرگ اور غنیمت مردم محتدر کے سپرد کر کے خود بدولت مغنیس لغنیس پنجاب کی
طرف روانہ ہو دیں اور مدد غیبی کے منتظر رہیں آنحضرت نے تامل فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ بادشاہان اسلام جو عالم
کے اطراف و اکناف میں ہیں کہیں گے کہ انھوں نے حیات کو غنیمت جان کر ایسی ایک مملکت ماتحت سے دمی سزاوار
جو انمزدی اور بہادر سی یہ ہو کہ ہم دل شہادت پر رکھ کر جان سے کوشش کریں لفظ چوہان آخر ازین ضرورت رود
ہاں ہو کہ بارے اعزت رود بہ سرانجام گیتی ہمیں بہت دلس ہو کہ نالے پس از مرگ ماند ز کس ہاں مجلس نے جب
یہ حرف مناسب نے متفق اللفظ و المعنی ہو کر مذاہماد الجہاد کی بلندگی اور اس بات نے دلوں میں تاثیر کی سمجھون نے
زبان ساتھ سمعنا اور اطاعت کے کھولی اور کہنے لگے اس سے کوئی سعادت بہتر ہو کہ مقتول شہید اور قاتل غازی ہو جائے
جو اپنے پاکہم قسم کھاتے ہیں کہ سرکہ سے ہم کبھی ٹھنڈ نہ موڑیں گے اور اس بارہ میں تم کلام ملک اللہ کی کھائی اور بادشاہ کسب
اپنا لب جام سے نہ اٹھاتا تھا اور کبھی بے مراحمی اور پیادہ کے نہ ہٹا تھا اس وقت بموجب اس ہیبت کے بہت جند
باشی دماغی مزہ کش دے تو بہ ہم ہمیزہ نیست بخش ہو نوشی بلکہ جیس مناسی حتی کہ لیش تراشی سے تو بہ نصوح کیا اور
تختے ممالک محروسہ کے سلمانوں کو بخشے اور اس بارہ میں فرمان ظرو میں ارسال فرمائے اور سبقتہ کے دن نوین
جمادی الآخر سنہ مذکورہ کو کہ روز نوروز تھا صفحہ جنگ ترتیب دیکر بدستور مردم ارا بے آتش بازی کے
آراستہ کر کے افواج کے آگے رکھ کر دشمن کی طرف کہ تین کوس پر تھا روانہ ہوا اور ایک کوس مسافت طے ہونے
کے بعد رزول کیا جو انان صاحب داعیہ لشکر نے ساتھ انفری ملک قاسم اور بابا قشقہ متعل کے مخالف کے فرادوں
کو مارنے و بھگنانے میں عجب کام کیے اور تیرہ صہرین ماہ مذکور کو وہاں سے بھی کوچ کر کے بدستور رزول ایک کوس
جا کر موضع کا نوہ عمارت میں فرود کش ہوئے اور انھی فراضوں نے خیمہ برپا نہ کئے تھے کہ مخالفین مورد تلخ سے

زیادہ فوج لیے مع فیضان کوہ پیکر ظاہر ہوئے اور باوصف اس کے کہ محمد شریف منجم مانع ہو کر ولیدین کرنا تھا فر دوس
مکانی ملتفت ہوئے مع لشکر کہیں ہزار سے زیادہ نہ تھے مثل جنگ سلطان ابراہیم کی صفوف مرتب کین کہتے ہیں
عدو اس کے سرداروں کے کہ ہر ایک قطر میں اقطار ہند سے قایم ایک جماعت کفار سے تھی دس تک پہنچی تھی اور وہ
عشرہ کفر عشرہ بشرہ کی تعین پر نشان ثقاوت بلند کیے تھے اور اپنے دستور سے سینہ اور میوہ اور قلعہ جناح
آراستہ کر کے خایت دبدبہ اور صلابت سے معرکہ میں درآئے اور لشکر اسلام کی طرف سے فوجوں کا حرب کرنا نظام
علی خلیفہ کے سپرد ہوا اور اس نے اس مقدمہ میں اوسے اور اجتہاد کی دہی اور یہ تجویز دی کہ بادشاہ قول میں رہے اور قول
کے واسطے طرف حسین تیمور سلطان اور سلیمان شاہ اور خواجہ دوست خاں اور پونس علی بیگ اور شاہ منصور
برلاس اور درویش محمد ساربان اور عبداللہ کتاہار اور دوست بیگ آقا کے سپرد ہوئے اور قول کی باتیں مست عالم خان
بن بادشاہ بملول لودھی اور شیخ زمین صدر اور محمد علی اور تروی بیگ اور شیر افغان اور آرائش خان اور خواجہ حسن
دیوان مقرر ہوئے اور دوسری جماعت دیوانیوں کی مردم ہر ایک ایک موضع میں ایستادہ ہوئے اور برافراشتہ اودہ محمد ہار
کو ارزانی ہوئی اور اس کے یمن قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف اور ہند و بیگ توچین اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم
اور بابا قشقہ مثل اور قوام بیگ و بادشاہ ولی خاں اور میرزا قفر علی اور پیر علی شیبانی اور خواجہ بیلوان خدشی اور عبداللہ
اور سلیمان آقا سے ایچی عراق اور حسین ایچی سیستان مقرر ہوئے اور برافراشتہ کی باتیں طرف سید میرشہ اور محمد کوکلتاش اور
خواجگی اسد سر جامدار اور خان خانان ولد دولت خان لودھی اور ملک داؤد کوکرائی اور شیخ گھورن ہر ایک بیچ اس قلم کے فرمان
ہوا تھا ایستادہ ہوئے اور القمہ جرائد اساتذہ سید خواجہ کے رجوع ہوئے اور دین اور باتیں اس کے محمد سلطان میرزا
اور عادل سلطان اور عبدالعزیز امیر آخو را اور محمد علی خنگ جنگ اور قتل قدم اور امیر خان جی میرزا فی مثل اور جان
آنکہ اور جلال خان اور کمال خان جو بادشاہ علار الدین کی اولاد سے تھے اور علی خان اور شیخ زادہ قریلی اور غلام خان
بیانوی تین ہوئے اور تو ققمہ جرائد اساتذہ سید خواجہ کے رجوع ہوئے اور دین اور باتیں اس کے محمد سلطان میرزا
ہوئے اور تو ققمہ جرائد بھی امرا در منصب اردو کی تفویض ہوئی اور سلطان بخش اشکر مع تو اچیان اور سیالان
کے احکام بادشاہی سننے کے لیے آنحضرت کے مقابل ایستادہ ہوا اور روز مذکور سے ایک پہر اور دو گھڑی گذرین بقیہ
کہ فریق من الحجتہ اور فریق من الذار کو زو ظمت کی طرح ایک دوسرے کے مقابل آنکر لڑ لڑ میں اور بلوہر میں میں لڑتے
تھے پہلے بچستی و چابکی کفار نے برافراشتہ اسلام پر حملہ کیا اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم سے حرب میں شغول ہوئے اور فرمان
موفق حسین تیمور سلطان ملک کو گئے اور کفار کو پکبیا اور قریب محض ایک لشکر کے پہنچایا اور جلد و بنام اس کے ہوئے اور اس کے
بعد اطراف سے جیسا کہ قاعدہ چٹائی کا ہر سب طرف سے جنگ میں مصروف ہوئے اور جس طرف ملک کی حتیاج ہوتی تھی پہنچا
تھے اور استاد علی قلی رومی اور دوسرے ہر مندر ہمت حال آلات کشا بازی میں تقصیر نہیں کرتے تھے اور تابیں اصلوات میں یعنی نماز عصر تک
حرب قائم تھی اور کفار جنگ میں اسخ تھے سلطان جرات انکی مشاہدہ کر کے خود بنفس نفیس مع افواج قول اور امرا کے شہر بیگ
کی طرح حملہ آور ہوئے اور جنگ عظیم کے بعد شکست کفار کو نصیب ہوئی اور باسے نبات اکا ہلگیا راہ فرار ناپی چنانچہ
حسن خان میرواتی کو قریب دوسو برس سے اس کے باپ دادا نے باستقلال تمام حکومت کی تھی بندوق کی حرب سے مارا گیا اور اول
دیو اور راے چند بھان جو بان اور مانک چند چوبان و کرم سنگھ راجپوت کہ سرداران صاحب شکوہ سے تھے ملک امروا

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱
۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

میں منتظم ہوئے اور رانا سنگا جو نہایت عجب و مخوت سے آیا تھا وہ بھی ہزار ذلت و خواری کو کہ سے بھاگا اور اس فتح نامہ دار کے بعد فردوس مکانی کو فرمانوں میں غازی لکھتے تھے اور فتح اسلام تاریخ ہوئی اور بادشاہ نے حکم کیا کہ بہاؤ کی چوٹی پر جو کہ موضع جنگ تھا ایک سنار خالغون کے سر سے بناوین اور محمد شریف بخوی کو سخت عتاب و خطاب کے بعد ایک لاکھ تنگ عنایت فرمائے اور مالک محروسہ سے نکال دیا اور محمد علی خانک جنگ اور عبدالملک قورچی اور شیخ گھورن کو کہ اپنی جاگیر میں تھے الیاس خان کے سر پر کہ درمیان دو آب کے خرچ کیا تھا مقرر کیا اور گھون لے جا کر گتے قتل کیا اور بادشاہ وہاں سے کوچ کر کے میوات کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوئے ناہر خان و حسن خان میواتی نے اطاعت کے سوا کوئی تدبیر اور علاج نہ دیکھا بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ نے ولایت میوات کو جاگیر حسین بیوی سلطان بنیں کہ خطاب برادر می ممتاز محتاس نواح اُس طرف کے دیگر اُس طرف بھیجا اور دار الخلافہ آگرہ کی مراجعت کے وقت شہزادہ محمد ہادیون کو کابل اور بدخشان کے انتظام اور تسخیر ملخ کے واسطے مع فخرانہ و خزانہ خوب روانہ فرمایا اور محمد علی خانک جنگ اور تزدی بیگ کو بغرض تا دیب حسین خان اور دریا خان افغان کے کان و نون میں پٹنوار اور ابرسی پر متصرف ہوئے تھے اور تبا دیب قطب افغان جو اُمادہ میں باغی ہو اٹھا اپنی تعین فرمایا اور حسین خان بلا جنگ عازم فرار ہوا اور آب جون کے عبور کے وقت بحر فغان میں غرق ہوا اور دریا خان آوارہ دشت ادیا رہا اور اُسی طور سے محمد سلطان میرزا فساد میں افغان کے دفع کے واسطے قنوج گیا اور میں خان افغان خیر آباد کی طرف بھاگا اور بادشاہ ذی الحجہ کی اُنیلین تاریخ ۱۰۲۹ء نو سو چوبیس ہجری میں لہجہ شکار کوئی اور سنبھل کی طرف سوار ہوئے قہر مہول نشاط و ذفرہ آگرہ میں سعادت کی اور مرض شہنشاہ عارض ہوا جب صحت کلی حاصل ہوئی میدی برائے کی استیصال کے واسطے چند ہوی کی سمت روانہ ہوئے اور میدی برائے راجپوتوں کے اتفاق سے قلعہ ایک چندیری میں محصور ہوا اور لشکر اسلام نے پہنچتے ہی قلعہ کو محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب قلعہ فتح ہوا پانچ چھ ہزار راجپوتوں کو تہ تیغ بیدریغ کیا اور ایک جماعت کفار مع اولاد و اقوام میدی برائے کے مکان میں کہ قلعہ کے اندر تھا داخل ہوئی اور مردارہ بند کر کے جنگ میں قیام کیا اور جب کام ہاتھ سے گیا جس طرح کہ مکی رسم ہر شمشیر برہنہ ایک کے ہاتھ میں ہی اولیٰ ایک پائے اپنی خوشی سے اس کے پاس جا کر گردن فریش رکھی اور مقتول ہوئے اور میدی برائے بھی سید طور سے وصل جہنم ہوا اور قلعہ و قبا دولت قاہرہ کے تصرف میں آیا اور وہ ممالک مسخر ہوئے اور فردوس مکانی نے مسجد بنی اور خانقاہ میں چندیری اور سارنگ پور اور متھیو کی دیکھیں کہ ان میں رائے سین نے کفار عربی رانا اور میدی برائے کے حکم سے کین جیوانات کا کر کے گوہر سے لپیٹا تھا اور زین صدر کی حکومت کے سبب سے وہ کثافت اور نجاست زائل ہوئی اور موزن اوہار و بکش معین کر کے و طلیف مقرر کیے اور از سر نو اُس ملک میں سلام کو رواج دیا اور شیخ زین صدر نے اس فتح کا مادہ فتح دار الحرب تجویز کیا چنانچہ فردوس مکانی نے بابیہ تاریخ موزن فرمائی قطعہ تاریخ بود چندے مقام چندیری پر زکفارہ دار حربی خوب فتح کر دم بحرب قلعہ آن باگشت تاریخ فتح دار الحرب بہ پھر حکومت چندیری کی اُس کے قدیم وارث احمد شاہ بن محمد شاہ بن ناصر الدین مندوی کو کہ ملازمہ کاب تھا تفویض فرمائی اور اس وقت خبر ہوئی کہ ایک جماعت امرا نے کہ فغانان شرعی کے دفع کے واسطے گئی تھی میرزا جنگ کر کے شکست پائی ہو اس سبب سے فردوس مکانی نے بحمل تمام قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور ابرسی میں امرا سے شکست منسل ملحق ہوئے اور بادشاہ جب اب گنگ کے کنارے پہنچے تیس یا چالیس شتی

بہم پہنچا کر بل باندھا اور حسین بنیو سلطان اور بھی امرا نے شروع عبور کیا اور افغانوں نے صلاح توقف بین ندیکھی قرار کو قرار پر اختیار کیا اسکے بعد حسین بنیو سلطان نے لغائب کر کے افغانوں کو آوارہ کیا اور ان کے ذن و فرزند بہت اسیر کیے اور بادشاہ نے حوالی دریائے گنگ میں شکار کر کے آگرہ میں مساوت فرمائی اور محمد زمان میرزا ولد بدیع الزمان میرزا کو جو بلخ سے سفر رہو کردار سلطان میں حاضر ہوا تھا آگرہ کا حاکم کیا اور خود بدولت و اقبال محرم کی پانچویں تاریخ ۹۳۵ھ کو سو پینتیس سو بیس ماہ سرطیع السیر کے مانند بجانب گوالیار ہوا اور قلعہ گوالیار اور قیل سکی اور عمارات بکرا جیت اور راجہ مانسنگ کو کہ اس حصہ میں تھیں تفرق کر کے رحیم داکے یاغ و حوض کی سیر کے واسطے تشریف لیکئے اور اس مقام میں گل شرع کشین کہ بہت کم نظر آتے تھے مشاہدہ ہوئے حکم فرمایا کہ سال اسکے آگرہ میں لیجا کر چھادین کس لیے کہ اکثر وہ پھول برنگ شغلا ہو تا ہوا اور سرخ کشین بہت کم دستیاب ہوتا ہوا اور سرطیح سے سجدہ جامع سلطان غس الدین اس کی کہ گوالیار میں ہو تا ہوا کہ کے بکرات و مرآت غایت آمزش اسکے واسطے پڑھا اسکے بعد دار الخلافہ آگرہ میں راجت فرمائی اور رسالہ واقعات بابری میں مرقوم ہو کہ ماہ صفر کی تیسویں تاریخ سند مذکور میں ایک حرارت میرے بدن میں اس شدت سے ظاہر ہوئی کہ میں نے نماز جمعہ کی مسجد میں بہ تشویش تمام ادا کی اور تیسرے روز یکشنبہ کو قدرے تپ لڑا میرے جسم میں ظاہر ہوا اور اُس وقت میں نظم کرنے رسالہ ولد بدیع خواجہ عبید اللہ احزاب میں مشغول ہوا اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر یمنظومہ قبول آنحضرت ہوئے میں اس مرض سے نجات پاؤں گا جیسا کہ ایک شخص کو قصیدہ بردہ مفید پڑا اسکے ناظم نے مرض فالج سے نجات پائی اس رسالہ کو میں نے وزن بحر مل سدس جنون میں کہ سجدہ مولانا حامی ساغز اس وزن کے ہی پختہ نام پہنچایا اور میری عادت ایسی تھی کہ جبرقت ایسا عادت بہم پہنچتا تھا اقل درجہ ایک مہینہ یا چالیس دن طول کھینچتا تھا اس مرتبہ آٹھویں ماہ ربیع الاول کو اس الم سے میں نے نجات پائی اور مراد سم شکر پیش پہنچائے اور باغ ہشت بہشت میں مین نے بزم طے ترتیب دی اور جب ایچی اطراف قرلباش اور اوزبک اور ہندوؤں کے حاضر ہوئے طلا اور لڑہ میں نے بہ تراد یعنی بکثرت انھیں ادا کیا اور تحقیق اور سادانہ وغیرہ ہمہر بھی فیض رسان ہوا اور اخوند میر مورخ کتاب حبیب السیر اور مولانا شہاب الدین حمائی اور میرزا ابراہیم قانوی کہ ہرات سے وارد ہوئے تھے اور ہر ایک اپنے فن میں اپنا نظیر نکلتے تھے اسدن آکر ملازمت کی اور نو اشعار سے ممتاز ہو کر سجدہ مقبول سے ہوئے اور امرا اور خواہن اور مخصوصان لایں حال اپنے صاحب گذران کو لو ازم شادمانی بجا لائے اور اس سال شہزادہ میرزا عسکری کہ ملتان میں تھا حضرت کے حکم کے موافق آیا اور اس نتیجہ میں کہ نصرت شاہ کے سر حاکم سے کہ اسی عرصہ میں نصرت شاہ ایلچیوں کو بھیج کر مطیع اور منقاد ہوا اور اس سال برہان نظام شاہ بکری والی احمد نگر نے عرصہ میں ہندیت فنو حات سالقہ اور لا حلف ارسال کر کے انہما را خلاص اور انقیاد کیا اور اس سال کے آخر میں یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمد ولد سلطان سکندر لودھی ولایت بہار پر نصرت ہوا اور بلوچوں اتفاق عجیب کے ملتان میں ظلم و نواہت کا بلند کیا ہوا تھا مہات ملتان کو تنوین میں ڈاکر بہار کی طرف متوجہ ہوئے اور جب کڑہ میں نزول اجلائی فرمایا جلال الدین شاہ شرفی نے لو ازم ضیافت ادب و شیکش گذرانار عایت خسروانہ اور عنایت شاہانہ سے سرفراز ہوا اور محمد زمان میرزا بہار کی فتح پر مامور ہو کر تھیں واپس ہوا اور سلطان محمود تاب نہ لاکر بھاگ گیا اور اسی عرصہ میں افغانان بہار نے پھر جمعیت بہم پہنچائی اور جنگ پر آمادہ ہو کر آسپ گنگ کے کنارے آئے بادشاہ نے عسکری میرزا کو مع لشکر خوب گذر بدری کی طرف بھیجا کہ آپ سے عبور کر کے غنائفوں کے سر پہ جائے اور خود بھی عبور کے نتیجہ میں ہوئے حسین بنیو سلطان اور توختہ تو خدا سلطان نے پیشتر آپ سے عبور کیا اور ناظر کسی نے

نبرد سے افواج عظیم کی طرحت متوجہ ہو گئے اور اس دو میان بہن فوج میز عسکری کی کہ آب سے عبور کر گئی تھی نمایاں
 چوٹی افغانوں نے شکستہ دل ہو کر راہ قرار آگے لی اور اس سبب سے کہ نصرت شاہ غاشیہ اطاعت دوش پر یکسر متعدد مسات
 افغانان اُس حدود کا ہوا اور موسم برسات کا بھی بہرہ نچا بادشاہ نے ایک بارگی اس جماعت کے سستیصال پر کوشش نہ کی اور
 سلطان جنید برلاس کو اس طرف کا صاحب اختیار کیا اور خود بسادات و اقبال اگرہ کی طرف معاودت کی اور جب قصبہ منیر
 میں پہونچے مزار شیخ یحییٰ پدر شیخ شرف الدین منیری کی زیارت کر کے حیرت بہت کی پھر بجانب اگرہ تشریف فرمایا
 ارزانی فرمائی اور شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان سے طلب کیا اور شہزادہ محمد ہمایون اپنے بھائی ہندال میرزا کو بدخشان کی حکومت
 پر چھوڑ کر اپنے والد ماجد کی ملازمت میں روانہ ہوا اُس وقت سلطان سعید حاکم اور گند نے فرصت دیکھ کر بدخشان کی
 تسخیر پر ہمت باندھی اور میرزا حیدر دو غلات کو منقلات کر کے لیے مسافرت میں مشغول ہو اور ہندال میرزا قلعہ میں
 حصار رہی ہو اور سلطان سعید اُس کے محاصرہ میں مشغول ہو جب کام نہیں نہ گیا اور بدخشاہیون نے کہ اسے طلب
 کیا تھا اُن سے یاری نہ دیکھیں اُن کے غارت اُس ملک میں متعل کر کے پلٹ آیا لیکن خبر اُس کے مراجعت کی بھی اگرہ
 میں نہ پہونچی تھی کہ فردوس مکانی نے بدخشان کی امارت میرزا سلیمان ولد میرزا احسان کو دی اور سلطان سعید کو
 تحریر کیا کہ ایسا امر جو مخالفت جانشین کا باعث ہووے معلوم نہیں ہو اور حقوق سابقہ اولاد حقہ بہتہ میں اگر ملاحظہ خاطر
 ہندال میرزا میں کرتے ہو سلیمان میرزا کو نسبت گھنٹی فرزند ہی کی ساتھ ہمارے اور بھٹارے ظاہر ہر میں نے
 بدخشان میں روانہ کیا ہو لیکن کہ رعایت اور جانب داری اُسکی فرماوینیکہ المقصد جیلان میرزا مقام مقصد میں پہونچا اور
 سلطان سعید کو نہ دیکھا ہو در دسری متصدی امارت بدخشان ہو اور میرزا ہندال ہند میں آیا اور اُس طرح سے تنگ بدخشان
 میرزا سلیمان کی اولاد کے تصرف میں ہو اور حالات اُن کے دقالت کے تقریبات میں تحریر ہو گئے اور فردوس مکانی ماہ جب سے نہ
 سو چھنٹیس ہجری میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر بیضہ ہوئے اور مرض ہر روز بڑھتا چلتا تھا اور کچھ خلاف دعا نتیجہ
 دینا تھا پہا تنگ کہ حیات سے مایوس ہو کر شہزادہ محمد ہمایون کو کہ قلعہ کالجری کی تسخیر کے واسطے تعین کیا تھا طلب کر کے اپنا
 قائم مقام کیا اور دو شہنہ کے دن ماہ جمادی الاول کی پانچویں تاریخ سے نو سو پینتیس ہجری میں اس ارغاسے رخت حیات
 باندھ کر داعی حق کو لبیک اجابت کہا پھر بوجہ وصیت میت آنحضرت کی کابل میں لیجا کر قدم رسول میں مدفون کی مادہ
 آنحضرت کی تاریخ وفات کا بہشت روزی باد ہو شہزادہ محمد بابر بارہ برس کے سن میں ہریر سلطنت پر بلوہ گر ہوا اور اُنہیں
 برس بادشاہی کی اور سخاوت اور مردت میں مرتبہ کمال رکھتا تھا اور اُس کے ملازم بابر مکر و دیو فانی کر کے اُس سے جدا
 بلکہ اُسکی جان کے خوابان ہوئے لیکن پھر جب اپنے غلبہ پر اس مقام انتقام میں نجا کر انہیں مورد انعام و جہان فرمایا اور علم لفظ حنفی
 میں مجتہد تھا اور نماز اُس سے فوت نہ تھی اور ہر جہہ کے دروازہ رکھتا تھا اور علم موسیقی اور شعر و انشا اور ملاہن و جبر صر تھا
 و قانع اپنے ایام سلطنت کے زبان ترکی میں اس طرح سے تحریر فرمائے کہ نصحا قبول کرتے ہیں جیسا کہ خاندانان ولہیرم خان نے
 اکبر شاہ کے عہد میں اسے فارسی میں ترجمہ کیا اور وہ نوشتہ در میان خلافت کے منادوں پر اور شکر شام مرغوب تھے خوش کانی
 اور خندان روی کے جمع رکھتا تھا اور یہ بیت طبع زاد اُسکی ہو بیت ما را آئے اسی ہمارے کہ بے طوطی بہت ہر دیک غد کہ نراغ
 بردارم ان سن ۵۰ اور ادر اک اُسکا اس مرتبہ تھا کہ شیخ زین صدر ایک نٹ ہو ملازمت میں بہرہ نچا شہزادہ نے اُس سے پوچھا
 کہ عمر تیری کس قدر ہو شیخ نے کہا پیش ازین ہفت سال چل سالہ بودم قبل ازین بدو سال چل دھم و اکنون نیز چل دارم

کی پوری جو حین دختر بادشاہ مصر تھی اور جو جی خان چنگیز خان کی فوت سے چھ مہینے پہلے بعد اوائل شہر کو گشتہ چھ سو چوبیس سہری میں فوت ہوا اور ایک خان بادشاہ ہفتم دشت قبیاقی کو جو جی خان کی نسل سے تھا سلطان عادل اور سلمان نیک خصلت تھا اور تمام اوزبک اس سے منسوب ہیں اور اسلام دشت قبیاقی میں اسے آشکارا کیا اور دوسرا تو کی خان چھوٹا بیٹا آپ کے نزدیک سب سے محبوب تر تھا اور سب بھائیوں سے مقام صداقت میں تھا اور وہ زمانہ یورش خطا سہ سہ چھ سو اٹھائیس سہری میں مر گیا اور ایک بیٹا اس کا کہ فیلاقان بن تولی خان تھا خطا ہوا اور شہر خان وہ بالغ بنا کر کے ایک نہر عظیم دریائے زرتیوں سے کہ ازبنا در بند ہو چالیس روزہ راہ طوکر کے اس شہر کے درمیان جاری کی اور دوسرا بیٹا کہ ہلاکو خان تھا اپنے بھائی منکوقاآن کے حکم کے موافق ضبط ایران میں منوجہ ہوا اور جو حقیقت چنگیز خانہ کی یہاں تک ظاہر اور روشن ہوئی آپ حانتا چاہیے کہ نسبت امیر تیمور گورکانی کی قراچا رلویان کی طرف اس طور پر ہوا امیر تیمور بن امیر طوقائی بن امیر برکل بن امیر لنگیز بہا درین اہل لویان بن قراچا رلویا اور نسبت قراچا رلویا ساتھ الانقو کے یون ہو قراچا رلویا بن سوخو بنی بن ایراچی برلاس بن ایروئی برلاس بن قاجوئی بہا درین تو منائی خان بن بایسنقر خان بن قیدو خان بن توٹین بن یوقائی بن یوزنجین الانقو و الانقو بہرام جو بنیہ کی دختر سے تھا اور بہرام جو بنیہ دختر بلد وز خان سے تھا قوم برلاس سے اور نسبت چنگیز خان حبیب کہ نسب میں مذکور ہو تو بجز کے ساتھ پہونچتی ہی اور امیر تیمور کے چار فرزند تھے ایک میرزا اجا نگیر کہ وہ آپ کی حین حیات سمرقند میں فوت ہوا اور دوسرا میرزا شاہ رخ حاکم ہرات بنیرا میرزا عمر شیخ حاکم اندجان جو تھا میرزا امیران شاہ حاکم تخت ہلاکو خان اس واسطے صاحبقران کے بعد چار شعبہ ہوئے مدت ہائے مدیر چاروں بھائیوں نے ہر ایک مقام میں بجائے خود نوبت بادشاہی بجا کی حبیب کہ حالت تحریر اس نامہ کے شعبہ چہارم میں کہ میران شاہید میں دولت و سلطنت باقی ہو اور ہندوستان اور کابل اور غزنو اور قندھار اور غور اور بامیان میں فرمان روا ہو۔ ذکر جلوس نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا اول مرتبہ تحت سلطنت سواد عظم ہندوستان میں اور بیان اخبار اس بادشاہ جم جاہ اور جانا شاہ ایران کے پاس سبب غلبہ شہر شاہ افغان کے یہ بادشاہ لطف طبع اور حسن خلق سے موصوف اور عیش و نشاط میں مشغوف تھا اور علم ریاضی اور نجوم سے بہرہ تمام رکھتا تھا جیسا کہ کرۂ ارض کہیں طبقات عناصر و افلاک مجسم کیا اور ان میں مناسب سے رنگ کر کے ہر ایک فلک میں کو ایک اس کے شت کئے اور اسی طرح سے ہفت مجلس ترتیب دی مجلس اول میں کہ ساتھ قمر کے منسوب ہوش ایلچیان و مسافران اور طران کے رہنے تھے اور مجلس دوم میں کہ ساتھ عطارد کے نسبت رکھتی ہو بوٹھے اور مثل اسکے بس رہ جاتے تھے اور باقی کو اور اسکے قیاس کرنا چاہیے اور اہل ہر ایک مجلس کے مجالس سب سے چار اس رنگ کا کہ ساتھ اس مجلس کے نسبت رکھتا تھا پہنتے تھے اور وہ حضرت ہر ایک روز کو روز ہائے ہفتہ سے ایک ایک دن ان مجالس میں بسر لگاتے تھے اور ہفتم ستر اسکا اس کتاب میں اکثر حجت اشیا فی ادا ہوگا القصہ جب کہ اور خطبہ نے ہام نامی اور القاب گرامی آنحضرت کے نسبت کچھ اس کے بھائی کا مران میرزا طبع مملکت پنجاب میں کر کے یہاں نہ پستش اور مبارکباد کے ہند کی طرف روانہ ہو جنت اشیا فی مکررہ اخلاقی سے اغماض عین کر کے مقام سازگار میں ہوئے اور پنجاب اور پشاور اور بلخان کو کابل اور قندھار اور بامیان میں اصناف کر کے فرمان اقتطاع اور ضبط اس حدود کا کا مران میلہ کے واسطے بھیجا اور میرزا ہندال کو کو لاہور میں است

مصر کا خطا خانی
بنی ہمایون کی غلط
ہو تو کہ تالی نقابا
مصر ۱۱۱۱
اور قندھار معلوم
ہو تو کہ اوزبکان
سے ۱۱۱۱
فیلاقان المنصف
سے ۱۱۱۱
میں یون ہو تو بجز کے
کا بیٹا منکوقاآن ہوا
اور ہلاکو خان اپنے
بھائی کو ایران بھیجا
اور تمام کے سبب
اور کابل اور غزنو
اور قندھار اور غور
اور بامیان میں
نصیر الدین محمد
ہمایون بادشاہ
کا اول مرتبہ
تحت سلطنت
سواد عظم
ہندوستان
میں اور
بیان اخبار
اس بادشاہ
جم جاہ اور
جانا شاہ
ایران کے
پاس سبب
غلبہ شہر
شاہ افغان
کے یہ
بادشاہ
لطف طبع
اور حسن
خلق سے
موصوف
اور عیش
و نشاط
میں
مشغوف
تھا اور
علم
ریاضی
اور نجوم
سے
بہرہ
تمام
رکھتا
تھا جیسا
کہ کرۂ
ارض
کہیں
طبقات
عناصر
و افلاک
مجسم
کیا اور
ان میں
مناسب
سے
رنگ
کر کے
ہر ایک
فلک
میں
کو ایک
اس کے
شت
کئے اور
اسی
طرح
سے
ہفت
مجلس
ترتیب
دی مجلس
اول میں
کہ ساتھ
قمر کے
منسوب
ہوش
ایلچیان
و مسافران
اور طران
کے رہنے
تھے اور
مجلس
دوم میں
کہ ساتھ
عطارد
کے نسبت
رکھتی
ہو بوٹھے
اور مثل
اسکے
بس رہ
جاتے
تھے اور
باقی
کو اور
اسکے
قیاس
کرنا
چاہیے
اور اہل
ہر ایک
مجلس
کے مجالس
سب سے
چار اس
رنگ کا
کہ ساتھ
اس مجلس
کے نسبت
رکھتا
تھا پہنتے
تھے اور
وہ حضرت
ہر ایک
روز کو
روز ہائے
ہفتہ سے
ایک ایک
دن ان
مجالس
میں
بسر لگاتے
تھے اور
ہفتم
ستر اسکا
اس کتاب
میں اکثر
حجت
اشیا فی
ادا ہوگا
القصہ
جب کہ
اور خطبہ
نے ہام
نامی اور
القاب
گرامی
آنحضرت
کے نسبت
کچھ اس
کے بھائی
کا مران
میرزا طبع
مملکت
پنجاب
میں کر کے
یہاں نہ
پستش
اور مبارک
باد کے
ہند کی
طرف
روانہ
ہو جنت
اشیا فی
مکررہ
اخلاقی
سے اغماض
عین کر کے
مقام
سازگار
میں ہوئے
اور پنجاب
اور پشاور
اور بلخان
کو کابل
اور قندھار
اور بامیان
میں اصناف
کر کے
فرمان
اقتطاع
اور ضبط
اس حدود
کا کا مران
میلہ کے
واسطے
بھیجا اور
میرزا ہندال
کو کو لاہور
میں است

عنایت کی اور ولایت سنبھل میرزا عسکری کو ارزانی رکھی اور ۹۳۸ھ نو سو اوتیس ہجری میں قلعہ کالجی کی عزیمت کے واسطے لشکر کھینچ کر حاصرہ کیا چونکہ اس مدت میں محمود خان ولد سکندر لودھی میں افغان کے اتفاق سے جون پور پر تصرف ہوا تھا اور آتش فتنہ کی بھی ناچار اسے کالجی میں شیکش لیکر یہ تعجیل تمام جون پور کی طرف گیا اور افغانوں کو جنگ شدید کے بعد منہزم کیا اور بدستور سابق اس طرف کی حکومت سلطان جہیز برلاس کے قہر یعنی فرما کر اگر وہ کی طرف مراجعت کی اور ایک جشن عظیم ترتیب دیکر بروایت نظام الدین احمد بخشی بارہ ہزار آدمی کو ساتھ انعام اور خلعت کے سرفرازی بخشی از انجلہ دو ہزار آدمی نے ساتھ بالاپوش مع تکریم صرع کے اختصاص پایا اور بعد فراغ جشن و طوعے ایلچی شیخان کے پاس بھیج کر قلعہ جہاز کا خزانہ ہوا اور حیب اسنے انکار کیا اس طرف متوجہ ہوئے اس سبب سے کہ ان دنوں میں سلطان بہادر شاہ گجراتی سر اٹھا کر مصدر آشوب ہوا تھا ہر مہینہ بادشاہ نے قلعہ جہاز کو ساتھ شہر خان کے مقرر رکھا اور صلح گو نہ درمیان میں لاکھ مراجعت فرمائی اور اب تک وہ اگر کہین نہ پہنچا تھا کہ قطب خان ولد شیر خان کہ باپ کی طرف سے ملازم رکاب سعادت انتساب ہوا تھا چنار کی طرف بھاگا اور محمد زمان میرزا میرزا سلطان حسین میرزا نے یہ دعویٰ کیا کہ جنت آشنائی کو با اتفاق امرائے چغتائی درمیان سے اٹھا کر خود مقصدی امراد شاہی مہند ہوئے اور آنحضرت نے اس معنی سے اطلاع پائی ایک مرتبہ گناہ اسکا بختا اور کلام مجید کی قسم دیکر کچھ نہ کہتا آخر کار چونکہ فتنہ و غلبہ باپ سے میراث رکھتا تھا غلبہ اپنا نہ کو کے پھر درپے مخالفت ہوا اس مرتبہ اسکو قید کیا اور یادگار میرزا کے سپرد کیا تو اس قلعہ بیانہ میں مجبوس کرے اور محمد سلطان دختر زادہ سلطان حسین میرزا اور نجات سلطان کو کہ امرائے کبار اور سلاطین روزگار مثل سے تھے اور ساتھ محمد زمان میرزا کے اتفاق رکھتے تھے حکم فرمایا کہ دونوں کی آنکھوں میں سیل پھینک دیا اور شخص متکلب اس مامر کا تھا نجات سلطان کو گھر جا کر کے محمد سلطان کے بارہ میں اسنے اغوا کر لیا اور اسکی آنکھ کی شبلی میں حزر اور صدر نہ پہنچایا اور محمد زمان میرزا ایک گھر کے نوکروں سے سازش کر کے اس قلعہ سے گجرات کی طرف بھاگا اور محمد سلطان کہ کوہن کے باشند گویں تھا دوہی ایک جماعت کو اپنا پار کر کے با اتفاق اپنے فرزندوں سمیان مانع میرزا اور شاہ میرزا کے قہوج کی طاعت مفور ہوا اور کچھ اس نوع سے اپنے تصرف میں لاکر باجی چھ ہزار مر مثل اور افغان اور راجپوت سے فراہم کیے اور جنت آشنائی نے چند کس بہادر شاہ کے پاس بھیج کر محمد زمان میرزا کو طلب کیا اور بعد اس کے کہ وہ انور سے تکریم اور تجر نہانے مانوش زبان پر لایا تا دیب اس کی وجہ ہمت کر کے جو یاے وقت ہوا متعارف اس حال کے بہادر شاہ عازم تھے قلعہ پتھر ہوا اور دہانکے حاکم نے راجہ بکراجیت کے پاس پناہ لاکر استعانت کی آنحضرت نے دارالملک دہلی سے بقصد گوشال بہادر شاہ اور برانامی اعانت کے منفعت فرمائی جب کہ نواح گوالیار میں پہنچے باقتضای وقت دو مہینے توقف کیا اور آخر اگرہ کی طرف بازگشت فرمائی اور ماننے معاونت سے مایوس ہو کر تراج مرصع اور شیکش وافر بہادر شاہ گجراتی کو دیکر قلعہ کو قید حاصرہ سے تخلص کیا بہادر شاہ نے اس یرش اور فتح سے نہایت مغرور ہو کر محمد زمان میرزا کو نہایت بزرگ کیا اور اسی طرح سے وزیر علاء الدین ولد بادشاہ بملول لودھی کو کہ اس کے پاس تھا تقویت کر کے شیخ دہلی کی فکر میں ہوا اور تارخان ولد علاء الدین کو سپہ سالار کر کے مع چالیس ہزار اور افغان کے آنحضرت کے اطراف ولایت پھینک کیا اور اسنے قہوڑ سے عرصہ میں قلعہ بیانہ سے نواح اگرہ تک جو لاگھاہرا کہہ پافغانان کیا اور بادشاہ نے میرزا ہندال کو مع ایک جماعت امرائے مثل تاتار خان کے دفع کے واسطے حکم صادر فرمایا اور اکثر سپاہ مخالف سپاہ مثل کی خیر توجہ

سے ہر اسان جو کہ متفرق ہوئی اور تاتار خان نے جو مقرر ملاذ نہ رکھتا تھا ناچار دس ہزار آدمی سے مقابلہ اور
مقابلہ میرزا ہندال کا اختیار کیا اور مغلوب ہو کر مع تین سو آدمی روڈ سے مجتہد خان سے قتل ہوا اور میرزا ہندال
نے قلعہ ہیانہ کو سخر کیا اور مظفر اور منصور ہو کر معاودت فرمائی اور بہادر شاہ گجراتی نے ۹۴۱ھ میں جالیس پوری میں
بکھرے تیسرے چتور کا عاتم ہوا اور لشکر جہاں اُس طرف لے گیا اور جنت اشیا فی نے احتیاطاً دہلی میں دریا سے جون کے
کنارے ایک قلعہ نہایت مضبوط احداث کیا اور نام اسکا دین پناہ رکھا اور بعد تیاری کے مردم مختبر کے سپرد فرمایا پھر دہلی
کی طرف کہ مالک محمد و شاہ گجرات تھا روانہ ہوا اور یہ روایت موزوں کر کے اُس کے پاس کھجوریں قلعہ ہیانہ کو کہ ہستی عظیم شہر
چتور بد کاfran براچھوڑ سیکر ہی بادشاہی رسید برسر تو کہ تو نشست چتور سیکر ہی بادشاہی رسید برسر تو کہ تو نشست چتور سیکر ہی
نہ کر کے یہ جواب تحریر کیا قطعہ من کہ ہستم عظیم شہر چتور بد کاfran براچھوڑ سیکر ہی کیرم نہ کہ بلند حمایت چتور بد تو بہین کش
چہ طور ہی کیرم کہتے ہیں بہادر شاہ نے جواب ناصواب کھینچے کے بعد اپنے مقربوں سے مشورہ کیا اکثر نے یہ جواب
دیا کہ جنت اشیا فی شاہ عظیم انشان ہوا اول اُس کی ہم سے مفرغ ہونا چاہیے اُسکے بعد قلعہ کی تسخیر میں مشغول
ہونا لازم ہوا اور بعض نے لے کہ ہادیوں شاہ شرع کا پابند ہو حمایت کفار کی بدنامی سے اندیشہ کر کے ہمارے سر پر
نہ آوے گا بہتر یہ ہو کہ ہم قلعہ کفار کو جو بہ نیت تسخیر مدت سے محاصرہ میں رکھتے ہیں انجام کو پہنچا دیں اور حصار کے فتح
ہونے کے بعد دوسرے کام میں مشغول ہوں بہادر شاہ نے اس بات کو تصدیق کر کے محصوروں کی تفتیش میں کوشش
کی اور جنت اشیا فی نے یہ حکایت سماعت کر کے سارنگ پور میں اس قدر توقف فرمایا کہ بہادر شاہ نے قلعہ کو روکو فتح کیا
اور جو اسکا اقبال بخت کی طرف رکھتا تھا کسی وجہ سے فروتنی نہ کی شاہ دہلی سے تمام ستیزہ میں ہوا اور ۹۴۱ھ میں
اکتالیس پوری میں کو پج بر کو پج آنحضرت کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور اپنے متین مصیبت میں ڈالا اور جنت اشیا فی کی
اس طرح کی مروت حق میں اُس کے بجایا تھا ہرگز اس قسم کی بے ادبی کا گمان نہ رکھتا تھا یہ خبر سکر غضبناک ہوا
اور اُس کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نواح مند سوری میں لشکر فریقین کا مقابلہ ہوا یہاں بہادر شاہ نے کوئی پناہ
بہت جمع کیا تھا رومی خان کی ہدایت سے کہ صاحب اختیار اُسکے تو پناہ کا تھا لشکر کے گرد خندق کھدو کر اگلے آتش بازی
کے اردوئے گرداگرد کھینچے اور اُس کی آڑ میں دو جیسے تک لشکر چغتائی کے مقابل کوشش رہا اور ہر روز آتش جنگ
افروختہ کرتا تھا اور اُس کا مقصد یہ تھا کہ سپاہ مغل کو تو پناہ کی زد پر کھینچ کر ضائع کرے لیکن جب زمانہ اوس چغتائی
نے یہ امر دریافت کیا امر اور سپاہ کو حکم دیا کہ تو پناہ کی زد پر بخاویں اور پانچ چھ ہزار مغل تیر انداز جنگ دیدہ
قزاق جو کہ لشکر گجرات کے اطراف و جوانب تاخت و تاراج کر رہے اور غلہ اور غلت کی رسد یک قلم روکیں
اس وجہ سے گجراتیوں میں سخت قحط پھیللا اور بہ کثرت ہاتھی گھوڑے و آدمی ہلاک ہوئے یہاں بہادر شاہ گجراتی نے دیکھا
کہ توقف میں گرفتاری پر نوبت ہونا چار رات کو سراپردہ کی پشت چاک کر کے مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور
و قادر شاہ مالوی و صدر جہان اور دو معتد دیگر جہاں پانچ آدمیوں کے ساتھ مندو کی طرف بھاگا اور لشکر ہی
بھی مطلع ہو کر بحال اتر آدھرا دھڑ بھاگے۔ یاد شاہ ہادیوں نے قلعہ مندو تک تعاقب کیا اور جو
سامنے آیا مارا گیا اور جنت اشیا فی نے قلعہ کو محاصرہ کر لیا کچھ دنوں بعد ایک رات تین سو مغل قلعہ پر چڑھ گئے۔
چونکہ گجراتیوں کو مغلون کے نام سے خوف سایا ہوا تھا بدو ن تو دیر یافت کیے بے تماشائی بھاگے۔ بہادر شاہ نے

بھی تکیہ سے سر اٹھا کر حال پریشان دیکھ کر پانچ چھ ہزار سوار سے چٹا چر کی راہ لی۔ یہی شہر ان دنوں پانی تخت گجرات بنایا تھا۔ جنت اشیا فی نے تعائب کیا فرمایا تھا کہ بہادر شاہ گرفتار ہو جاوے لیکن اس کے امیر الامرا و صدر جان خان نے جو ردی حمل تھا سوارا ہو کر سینہ سپر کر دیا اور ایسی سخت جان سپاری کی کہ بہادر شاہ دور محل گیا اور جنت اشیا فی نے بذات خود صدر جان کو تلوار پر رکھ لیا اور وہ زخمی ہو کر قرار سے عاجز ہو کر قلعہ منگو میں جوارک مندو تھا گھس گیا اور دوسرے روز امان لے کر نکلا اور قلعہ ملا زمان شاہی کے سپرد کیا۔ جنت اشیا فی نے اس کی وفاداری و جان سپاری دیکھ کر اپنا ملازم و مقرب بنا لیا۔ القصد بادشاہ نے قلعہ مستحکم مندو ملا زمان درگاہ کے سپرد کر کے تین روز بعد بہادر شاہ کا تعاقب کیا۔ بہادر شاہ نے قلعہ چٹا چر سے جس قدر زور و جواہر اٹھ سکا ساتھ لیا اور احمد آباد گجرات کی طرف بھاگا۔ بادشاہ نے چٹا چر کو ناراج کر کے دولت خواجہ بیر لاس کو محاصرہ قلعہ کے واسطے جھوڑ کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا۔ بہادر شاہ نے وہاں سے بھی بھاگ کر کھمبایت کی راہ لی اور جب بادشاہ نے کھمبایت کا قصد کیا تو بہادر شاہ نے مصطرب ہو کر جزیرہ دیو کی طرف گریز کی اور اسی روز شام کو جنت اشیا فی کھمبایت پہنچے۔ دو روز مقام کے بعد معلوم ہوا کہ گجراتیوں کا خلاصہ خزانہ چٹا چر میں ہے۔ پھر چٹا چر میں آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اختیار خان قلعہ دار نے سخت محافظت کی لیکن اس کی حرص نے کام خراب کر دیا۔ اس کی تفصیل یہ کہ اختیار خان کے پاس ذخیرہ کئی سال کے واسطے کافی موجود تھا پھر بھی اس نے زمینداروں کے ذریعہ سے غلامی و گھاس منگوائی اور اس قلعہ کے ایک طرف بہت گھنا جنگل تھا اور ہر محاصرہ والی فوج نہایتی تو بیہوش کے ذریعہ سے یہ چیزیں قلعہ پر پہنچ لاتی جاتی تھیں۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ گرد قلعہ کے دورہ کرنے سوار ہوئے جب اس طرف پہنچے تو جنگل سے کچھ لوگ نکلے دیکھے جو فوج کو دیکھتے ہی پھر جنگل میں بھاگے۔ بادشاہی لوگوں نے تعائب کیا اور چٹا چر آدمی گرفتار کر لائے جنھوں نے جان کے خوف سے حال بیان کر دیا اور ساتھ لیا کروہ موقوفہ دھلا دیا۔ بادشاہ نے لشکر کے لوہاروں سے آہنی مچھین بنوائیں۔ اور ایک رات چاندنی میں قلعہ پر ہر طرف سے لڑائی ڈالی کہ شہر و غلہ بلند رہے اور خود تین سو بہادر جو ان کے جنگل کی راہ سے وہاں پہنچے اور قلعہ آدمی مچھین اور تلوار اور گارڑیں اور چڑھا کر پھر دوسری گاڑیں چٹا چر اور پرتاک پہنچیں اور صبح کے قریب فوج کو زیادہ زور ڈالنے کا حکم بھیجا اور اہل قلعہ کا اس طرف گمان بھی نہ تھا۔ ہمتن افواج کی طرف مشغول رہے۔ بادشاہ نے اول اڑتیس آدمی چڑھائے پھر سپر خان خان خانان پھر ذاتی شجاعت کی وجہ سے خود بادشاہ اوپر چڑھ گئے اور صبح تک باقی سب آدمی بھی چڑھ گئے جنت اشیا فی نے جو شجاعت میں یہ ایسا دشوار معرکہ زمانہ کے لوح حسین پر نقش کر دیا جس کی نظیر بہت کم بادشاہوں میں نظر آئے گی۔ الغرض صبح کو تکیہ کستے ہوئے دروازہ قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور محافظوں کو نصیحت کر کے لشکر کے واسطے دروازہ کھل دیا اور ایسا مستحکم قلعہ اس دلیرانہ تہیہ سے فتح کر لیا۔ اس روز تمام اہل قلعہ قتل ہوئے سوار سے اختیار خان و اس کے متعلقین کے جوارک مولیسہ میں گھس گئے تھے۔ اختیار خان نے بھی نہایت احتیاط سے امان لائی اور باہر آکر خاک بارگاہ کو بوسہ دیکر معافی کا خواستگار ہوا چونکہ گجراتیوں میں نصیحت رکھنا تھا بادشاہ نے سامنے کیا تاکہ تربیت فرما کر ندیم مجلس خاص بنایا۔ اس روز جنت اشیا فی نے دست کر مکتادہ فرما کر شامان گجرات کے خزانہ زر و سرب و سفید ڈھالین پھر پھر کے تقسیم فرمائے اور نطایس متاع روم و فرنگ و خطا و حسین و شیر

جو سالہا سے دراز سے سرکار گجرات میں اندر وختہ تھے سب تاراج ہوئے۔ بہادر شاہ نے بہادر دیو سے جنگیز خان متھیل کے والد حماد الملک پر کس کو احمد آباد روانہ کیا کیونکہ رعایا نے باوجود اس حالت کے عصیان کی تھی کہ جس وقت کو حکم ہو خراج ادا کیا جاوے۔ حماد الملک نے احمد آباد میں آکر چند روز میں پچاس ہزار لشکر جمع کیے اور روز بروز اس کی قوت بڑھنے لگی۔ جنت امتیانی نے یہ خبر سنا کر جانپاٹیر کا صوبہ ہنزوی بیگ مغل کو جو ادا کیا اور خود بجانب احمد آباد منتوج ہوئے اور مرزا عسکری کو مقدمہ لشکر چغتائی کر کے آگے کیا۔ حماد الملک نے قہرچہ آباد کے قریب مرزا عسکری سے مقابلہ کر کے شکست کھائی اور بہادر شاہ نے احمد آباد مرزا عسکری کو جو ادا کیا اور سی طرح امرائے لشکر میں سے ہر ایک کو صوبجات پر مقرر فرما کر مرزا عسکری کا ماتحت کیا اور خود بہرمان پور کی جانب متوجہ ہوئے۔ بہرمان نظام شاہ و حماد شاہ و دیگر حکام دکن نے عرض خرابی واری ارسال کیے کہ خاندان سیس کے تسخیر سے معافی دیجو وے لیکن ہنوز یہ عرضیاں لوایہ درگاہ تک نہ پہنچی تھیں کہ بادشاہ کو شیر خان بہمان کی اپنی بیوی کی خبر پہنچی اور بادشاہ نے مملکت بہرمان پور کو زیر و بر کرنے کے بعد منہ دی طرف معاہدہ و دوست فرمائی اور وہاں مولف تاریخ حبیب السیر نے جو ملازم رکاب تھے عرض بہمان سے رحمت ایزدی میں مقام کیا اور وصیت کے مطابق انکی نعش مہلی لیا کر جو ارجح حضرت نظام الدین اولیا و قدس سرہ میں دفن کی گئی اور بادشاہ نے آگرہ کی جانب کوچ فرمایا۔

بیان حماد الملک و دیگر امراء گجراتی نے جمعیت ہم ہو بچا کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا اور ہر طرف شورش مچا دی اور بادشاہ کو نا صبر مرزا حاکم ٹٹن و قاسم حسین سلطان حاکم بھرج نے دشمنوں کے غلبہ سے وہ مقامات چھوڑ دیے اور سب مرزا عسکری کے پاس جمع ہوئے اتفاقاً ایک روز مرزا عسکری نے مجلس شراب میں کہا کہ ہم لوگ بادشاہ ظل اللہ بہرمان ہمدی قاسم خان کے بھائی غضنفر نے جو مرزا کا کوکھ تھا آہستہ سے کہا کہ ہاں مگر خدائیں جو۔ پاس دانیے پس پڑے اور مرزا نے حقیقت حال سے واقف ہو کر غضنفر کو کو قید کیا وہ چند روز بعد مہلی پا کر جزیرہ دیو میں بہادر شاہ گجراتی کے پاس چلا گیا اور اس کو احمد آباد آنے کی ترغیب دی اور کہا کہ مجھے مغلوں کے کچے حالات خوب معلوم ہیں وہ سب بھانگنے والے ہیں صرف بہانہ چاہتے ہیں تو مجھے مفید کر کے لے چلو اگر وہ تم سے جنگ کریں تو مجھے پاک کرنا۔ بہادر شاہ نے زمینداران سورت کو متفق کر کے اچھی جمعیت حاصل کی اور احمد آباد کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت میر بندوبیگ نے مرزا عسکری سے کہا کہ سکہ و خطبہ اپنے نام کر دتا کہ سپاہیوں کو جان نثاری میں امید داری ہو۔ یہ تو مرزا سے موصوفت کی دلی آرزو تھی لیکن اس مجلس میں قبول نہ کیا بلکہ بندوبیگ کو ملامت کی اور امرار کو ساتھ لے کر احمد آباد سے باہر اسول کے پیچھے سرک کے محاذی لشکر گاہ بنائی جب بہادر شاہ مقابل میں آئے تو اتفاق سے مرزا عسکری کی طرف سے ایک گولہ توپ ایسا چلا کہ بہادر شاہ کی بارگاہ اوندھی گری۔ بہادر شاہ نے غضبناک ہو کر غضنفر کو قتل کرنے کا قصد کیا۔ غضنفر نے کہا کہ مصائب تک میرے قتل کرنے میں تاخیر کی جاوے گی کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ آج ہی رات کو مرزا بھاگ جائے گا۔ چنانچہ رات کو مرزا عسکری نے اس غرض سے جانپاٹیر کا قصد کیا کہ وہاں کے ہزاراؤں شاہی پر قبضہ کر کے خطبہ و سکہ اپنے نام کرے۔ بہادر شاہ دو تین روز تعاقب کر کے لوٹے آیا اور اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہو کر مستقل ہوا۔ مرزا عسکری کے ارادہ سے جب مرزا بیگ کو خبر ہوئی تو اس نے مراعت و ممانعت کی اور مرزا عسکری فتح سے مایوس ہو کر خرابیت سے آگرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ فوج و شمشیر

جمع کر کے شاہی کاٹھنک بجاوے۔ جنت ہمشیا فی نے مندو وغیرہ سے قطع نظر کر کے عجبت اگرہ کی طرف کوچ کیا کہ
 مباد امرزائے مذکور وہاں فتنہ برپا کرے۔ مرزا نے جب دیکھا کہ جنت ہمشیا فی خود آگئے تو سمجھ رہی ہے اپنے
 خیالات سے تادم ہو کر یا دگار ناصر مرزا وقتاً سہم حسین و دیگر امرا کو ساتھ لے کر ملازمت بادشاہ مین حاضر ہو کر
 عذر پیش کیا کہ مجھے گجرات کا ضبط نہ ہوگا اس لیے مجبوراً حضور ہی مین حاضر ہوا ہوں۔ بادشاہ
 نے کمال مرحمی و مروت سے کچھ نہ کہا اور اس عرصہ مین تروی بیگ نے بھی صلح کے ساتھ قلعہ جانیپور بادشاہ کے
 سپرد کر کے حضور ہی حاصل کی اور فرسادیت و کفران ندمت کی وجہ سے مالوہ و گجرات جیسی سلطنت جو اس شقت
 سے مفتوح ہوئی تھی معنت ہاتھ سے گئی اور شوکت سلطنت مین خلل پیدا ہوا علاوہ دیگر امور کہ ان دلوں بادشاہ
 کے مزاج پر ایون لے ایسا غلبہ کیا کہ دیوانہ روی کم کردی اور اکثر خلوت مین رہتے تھے اور مفسدون نے ہر طرف سے
 شورش پیدا کی اور انھیں دایم مین رکن شاہی امیر جیند برلاس حاکم جو پور نے تہتال کیا۔ بیامی صاحب قندار
 تھا جو اپنی قوت و تدبیر سے شرقی افغانوں مین سے بہتوں کو بزدل و شمشیر اور بہتوں کو کجس تہذیب و مذہب کے کھٹا
 تھا جب اسے ۹۴۹ھ نو سو تینتالیس ہجری مین انتقال فرمایا اور شیرخان افغان جو اسے افغانہ مین سب سے زیادہ
 قوی تھا رہتاس و بنگالہ مین کروفر دکھاتا اور چون پور تک بے ادبی و شوقی کرتا تھا لاچار بادشاہ نے ۹۵۰ھ
 چو اہس کے اٹھارہویں ماہ صفر مین خود سفر کیا اور جا کر چٹا گڑھ کا محاصرہ فرمایا اور غازی خان سورج حاکم قلعہ نے
 ہر افغان مین دلیری کی اور طول محاصرہ کو چھ ماہ ہو گئے اور روزانہ جنگ مین بہت آدمی ضائع ہو گئے آخر بادشاہ
 نے رومی خان کو جو بہادر شاہ گجراتی سے جدا ہو کر ملازم ہوا تھا فوارش فرما کر فتح قلعہ اس کے حوالہ فرمائی۔
 رومی خان نے قلعہ کو ہر طرف ملاحظہ کیا اور دیکھا کہ مین طرف خشکی سے بہت سخت ہو لہذا جو بھٹی جانب حد صحر
 دریا سے گنگا تھا بڑی کشتی بنائی اور اس پر سرکوب اٹھانا شروع کیا۔ جب کشتی پور چھوڑا تھا سکی تو اس کے
 اوپر اوپر دو کشتیاں اور باندھیں اور سرکوب اوپر کیا جب پھر پور چھوڑا تو پھینو رساق دو کشتیاں
 دیگر احضار کیں اور برابر اسی طرح حکمت سے کشتیاں بڑھا کر سرکوب کو قلعہ سے ملا دیا اور اس تدبیر سے بہت
 آسانی سے قلعہ فتح کیا اور رومی بہت سرفراز ہوا۔ اسی زمانہ مین سلطان محمود حاکم بنگالہ جلال خان ولد شیرخان
 کے مقابلہ سے شکست کھا کر زخمی بادشاہی لشکر مین آیا اور بہت عاجزی سے پورش بنگالہ کے واسطے الحاح کی۔ بادشاہ
 شروع ۹۵۰ھ نو سو تینتالیس مین شیر بنگالہ کا قصد کر کے روانہ ہوئے۔ شیرخان نے یہ خبر سن کر اپنے بیٹے جلال
 کو مع خواص خان کے گڑھی کی محافظت کے لیے روانہ کیا۔ یہ گڑھی درمیان ہمار و بنگالہ کے ایک
 مستحکم مقام پر اس کے ایک طرف بہت بلند پہاڑ پر جس مین نہایت گنجان خاد و جنگل پر جس سے گزر نہایت
 دشوار بلکہ ممکن ہو اور دوسری طرف دریا سے گنگا بڑے ذور شور سے جاری ہو جس کے پار اتنا نہایت مشکل ہو
 جنت ہمشیا فی نے راہ سے جا نکیر بیگ محل کو گڑھی فتح کرنے کے لیے اور ہندال مرزا اپنے بھائی کو جو سلطان
 کا ہتھ دھنے کرنے کے لیے روانہ فرما دیا جو نکیر بیگ محل جیسے ہی گڑھی پہونچا جو مینوڑ اسباب سفر تھی
 نہ تارا تھا کہ جلال خان و خواص خان نے یکبارگی اس پر دھاوا کیا۔ جانا نکیر بیگ نے شکست و رتی
 اپنے آپ کو شاہی لشکر مین پہونچایا۔ جب بادشاہ بھی جلدی گڑھی مین پہونچے تو جلال خان و خواص خان

وہاں سے بھاگ کر کورمیں چلے گئے اور بادشاہ باطنیان گڑھی سے پار ہو گئے۔ شیرخان نے یہ خبر سنا
 بحالت اضطراب میں سلاطین کو روئینکا کا خزانہ جو انھیں دنوں کا بھڑا یا تھا ساتھ لے کر کوہستان
 چارکھڑ کی راہ لی۔ بادشاہ شہر کورمیں جو دار السلطنت بنکا لہجہ پہنچ گئے اور اسکو مسخ کر کے اس کے
 اکروہ نام کو چنت آباد سے بدل دیا اور تین مہینہ وہاں توقف کیا لیکن وہاں کی خراب آب و ہوا سے اور
 سخت مشقت اٹھانے سے بہت گھوڑے و اونٹ تلف ہوئے اور آدمی بھی بہ کثرت بیمار پڑ گئے اور جب
 خراب حالت پیدا ہو گئی۔ اس حالت میں وحشتناک خبر بھائیوں کی مخالفت کی پہنچی کہ مرزا ہندال نے
 محمد سلطان مرزا کا فتنہ دور کرنا تو یک طرفہ کیا اور اگر وہ پہنچ کر مخالفت کی بنیاد ڈالی اور پہلے بادشاہ کے
 پیشوا و پیر شیخ بھلول کو اس بہانہ سے کہ وہ افغانوں کے شریک و مخبر ہیں قتل کیا پھر اپنے نام کا خطبہ شاہی
 پڑھا اور جانب دہلی کوچ کیا اور تینوں کے واسطے محاصرہ کر لیا۔ بادشاہ یہ اخبار متوحش سن کر دگر و محزون ہو
 اور فی الحال جنگ لہجہ نگیر بگ و ابراہیم بگ کو سپرد کیا یہ دونوں محل کے امراء کے کھان سے تھے اور
 تیزی کے ساتھ اگر وہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ شیرخان کو جب لشکر شاہی کی پریشانی اور مرزا ہندال
 وغیرہ کی مخالفت سے اطلاع ہوئی تو رہتاس سے لشکر جبار لے کر روانہ ہوا اور جب بادشاہی لشکر
 جو سار پہنچا تو شیرخان نے سرد راہ ہو کر تین مہینہ تک مقابل میں پڑا لڑا اور ہر طرح کی مزاحمت
 و تشویش پہنچانے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اسی حالت سخت میں کامران مرزا نے یہ اخبار سنا اور
 دس ہزار سوار لے کر دہلی فتح کرنے کا قصد کیا۔ اور کوچ بر کوچ جب دہلی پہنچا تو مرزا ہندال جو پہلے ہی سے
 محاصرہ کیے ہوئے تھا کامران مرزا سے متفق ہو گیا اور دونوں نے محاصرہ میں سی کی۔ اتنے میں غزالدین علی
 کو قوال دہلی نے قلعہ سے نکل کر کامران مرزا سے عرض کیا کہ میں تمک حرامی نہیں کر سکتا ہوں بہتر یہ کہ پہلے آپ اگر
 فتح کریں تو دہلی خود ہی آپ کے واسطے ہو جائیگی۔ مرزا کامران نے اس کلام معقول کو قبول کیا اور جانب اگرہ روانہ
 ہوا وہاں پہنچنے سے پہلے ہی دونوں بھائیوں میں اختلاف ہوا آخر مرزا ہندال پانچ ہزار سوار اور تین سو
 باغی لے کر انور چلا گیا اور کامران مرزا نے اگرہ میں علامیہ مخالفت کا اظہار کیا۔ جنت آستانی نے
 جو سامنے سے بار بار بھائیوں کو لکھا کہ تمام فتن کی جو شیرخان افغان بہت زبردست دشمن باسامان ہوا
 حالت خطرناک ہو ایسے وقت میں برادران عزیز کو چاہیے کہ فی الفور بیان پہنچا دیں اس کا فتنہ دور
 کریں تاکہ سلطنت ہندوستان جو فردوس مکاری (بابر بادشاہ) نے اس مشقت سے حاصل فرمائی
 تھی دفعہ لاحقہ سے جاتی نہ رہے اور اوس جنتی تباہ نہ ہو اور مجدد فتن دشمن کے انشاء اللہ لگائے
 مملکت بھائیوں کی خواہش کے موافق تقسیم کرنے میں مجھے کچھ عذر نہ ہوگا۔ ہر چند بادشاہ نے مکر و نفاق
 سے اظہار محبت کیا مگر ناسا دت من بھائیوں میں جو برادران یوسف سے بھی بڑھے ہوئے تھے کچھ اثر
 نہ ہوا اور بحالت فسادت سے کھینچ لے کر شیرخان نے اگر بھائیوں کو شکستہ و تباہ کیا اور ہم سلام نہ دین
 تو بہت آسانی سے شیرخان کو دفع کر کے ہندوستان کی بادشاہت باہم تقسیم کر لیں گے۔ اس درمیان میں
 شیرخان نے ازراہ مکر اپنے پیر شیخ خلیل درویش کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجا اور صلح کی درخواست

کی بادشاہ نے بھی متفقہ وقت قبول کیا اور مقررہ جواک سنگلاہ درمیان پر شیرخان کفایت کوے اور وہاں کا سکھ و خطبہ بادشاہ کے نام رہے۔ چنانچہ اسپر شیرخان نے کلام الہی کی قسم کھائی اور سپاہ منحل اسودہ و مطہر ہوئی لیکن دوسرے روز شیرخان سکھ و دوسرے چھپالیس میں افواج آراستہ و کھل لیکر کبار کی لشکر چغتائی پر آگرا اور وہ لوگ صفین بھی درست نہ کرنے پائے اور بعد جنگ کے غالب آیا اور گھاٹ جہان کشیان بھین بند کر لیے۔ اس پریشانی میں شاہ و گدرا و میر و وزیر بوجہ افغانوں کے تعاقب کے بے اختیار پانی میں گرے اور سوائے ہندوستانیوں کی صحیح روایت کے موافق سات آٹھ ہزار منہل جن میں محمد زمان میرزا بھی تھے سزین بھرنسا ہوئے اور بادشاہ کو نظام نامی سقے نے محبت و مشقت پارا تارا بادشاہ نے وعدہ دیا کہ بجھے آدھے دن آگرہ کی بادشاہی عطا کروں گا چنانچہ آگرہ پہنچ کر اپنا وعدہ پورا کیا اور اسے اتنی ہی دیر میں اپنی اقوام کو بالامال کر لیا اور اہل فوج میں سے جو لوگ بچے تھے بادشاہ سے ملحق ہوئے اور حسب آگرہ سے چھپے ہوئے تو کامران مرزا متقاعد ہو کر اور میں ہندال مرزا کے ساتھ ملحق ہو گیا اور چونکہ افغانوں کے غلبہ سے وہاں توقف محال تھا دونوں کینہ و بھائی بظاہر منفعیل و نادم ہو کر بادشاہ کے پاس آئے اور بجا لگے و ابراہیم بیگ سنگلاہ سے اور محمد سلطان مرزا باغی بھی توجہ سے مع دہل و عیال بھاگ کر آگرہ میں آگئے اور تمام ممالک جو لاکھا دشمن کے لیے چھوڑ دیے پھر مجلس مشورہ منعقد ہونے لگی۔ چونکہ کامران مرزا اپنا نفاق نہیں چھوڑتا تھا۔ ہر روز کی مجلس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا تھا اور کامران مرزا ایسی حالت میں لاہور جانے پر مستعد ہوا اور اسکو بھارنے والا خواجہ کلان بیگ منحل تھا چونکہ چغتائی میں زبردست سردار تھا اور بادشاہ کے زمانہ میں کابل کی اجازت لیا گیا تھا اور کامران مرزا کے ساتھ پھر ہندوستان آیا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر اس وقت میں ہم سب متفق ہو کر شیرخان کا فتنہ دفع نہ کریں تو یاد رکھو کہ آئندہ کسی کو یہاں ہن نصیب نہ ہوگا اور اس مشورت و محبت کو چھپتہ ہینہ ہو گئے اور کچھ قرار نہ پایا۔ اس عرصہ میں مرزا کامران نے بد پرہیزی اور تباہی و فساد کی وجہ سے سیاری سو و القنیہ ہم پہنچائی اور فتنہ انگیزوں نے خبر پڑائی کامران کو بھی گمان بیٹھ گیا کہ بادشاہ نے اسکو کھانے میں زہر دلوایا ہو اور کامران نے لاہور جانے کا عزم کر لیا لاچار بادشاہ نے اس شرط سے رخصت دی کہ تنہا جاوین اور کام کے آدمی سب چھوڑنا وین کامران نے خواجہ کلان بیگ کو سامان خرچ کے بہانے رخصت کیا اور جس قدر عرصہ فوج تھی رفتہ رفتہ روانہ کر دی اور مردم معتبر میں سے کوئی نہ چھوڑا ہر ایک کو اس بہانے سے کہ خواجہ کلان کے ملازمین سے میں روانہ کرنا شروع کیا فقط ایک ہزار آدمی ہاتھتہ سکندر سلطان آگرہ میں چھوڑ دیے اور اس کے جاتے سے اکثر اہل چغتائی۔ بیدل ہو گئے بلکہ کامران کے ساتھ نکل گئے البتہ کلان کے امرا میں سے مرزا صدر و غلام نے جدا ہو کر بادشاہ کا ساتھ دیا۔ شیرخان افغان نے بھائیوں کی نا اتفاقی اور فوج کی پریشانی بذریعہ جاسوسوں کے معلوم کر کے لشکر جو اس ساتھ لے کر دریا سے گنگ کے کنارے خیمہ کھا اور اپنے بیٹے قطب خان کو لشکر کثیر کے ساتھ دریا سے پار اتارا اور اس طرف کے ممالک پر بھی قبضہ کر لیا۔ بادشاہ نے پھر بیکہ قاسم حسین سلطان کو نا اتفاقی یادگار ناصر مرزا و سکندر سلطان کے اس فتنہ کو روکنے کے لیے روانہ کیا اور کاپی کے نواح میں فریقین کا مقابلہ ہوا اور بعد محنت جنگ کے لشکر منحل نے فتح پانی اور قطب خان بہت سے افغانوں

کے ساتھ مارا گیا اور تاج حسین سلطان نے قطب خان کا سر آگرہ روانہ کیا اور شیر خان کے دفع کے واسطے بادشاہ سے تشریف آوری کی درخواست کی۔ بادشاہ نے ایک لاکھ سوار کے ساتھ کوچ کیا اور قنوج کے نیچے گنگا سے اتر کر شیر خان کے مقابل خیمہ کیا جو پچاس ہزار فوج سے اترا ہوا تھا۔ ایسے موقع پر محمد سلطان مرزا مع بیٹوں وغیرہ کے بے وجہ محض بیوفاقی کی وجہ سے بھاگا اور کامران مرزا کے لوگ بھی سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ سپاہیوں کو اول واقف یا دیکھا متوجہ ہونے اور موقع پا کر بھاگنے لگے اور موسم برسات بھی سر پر آگیا چونکہ لشکر کا تشیب میں غلی ادا ہوا اس قدر پانی آیا کہ خیمے مثل حباب پیرنے لگے اور بادشاہ نے بروز عاشورہ ۱۰۳۹ء کو دستاویزیں جمع کیں کہ یہاں سے کوچ کر کے اپنی زمین پر اتریں کہ ناگاہ شیر خان یکایک ٹوٹ چلا اور سخت جنگ کے بعد غالب ہوا اور اس مرتبہ بھی اس کے تعاقب سے وضع و شریف نے تین کوس طے کر کے دریائے گنگا میں بے اختیار کودنا شروع کیا۔ جس کی زندگی بقی بادشاہ کے ساتھ پار اتر اور نہ ڈوب گیا اور بادشاہ نے آگرہ میں بھی بوجہ فریب دشمن کے توقف نہ کیا لاہور کا راستہ لیا اور غرہ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۰ء کو دین ب مرزا و خواتین لاہور میں جمع ہوئے لیکن جب شیر خان تعاقب کرتا ہوا سلطان پور کے دریا سے پار اترتا تو آنحضرت دریلے لاہور سے پار اتر کر ٹھٹھ و بھکر کی طرف روان ہوئے اور کامران مرزا مع مرزا عسکری و خواجه کلان بیگ کے نواحی نوشہرہ سے جدا ہو کر کابل کو روانہ ہوئے اور بادشاہ دریائے سندھ سے عبور کر کے بھکر کی طرف متوجہ ہوئے اور قصبہ لہری میں توقف کر کے ایلچی مع گھوڑا و خدمت مرزا شاہ حسین ارغون حاکم ٹھٹھ کے پاس بھیج کر مدد کے واسطے بلایا کہ متفق ہو کر گجرات فتح کریں۔ مرزا شاہ حسین ارغون نے پانچ چھ ماہ لیت و لعل میں گزارے اور لشکر بان بادشاہ پریشانی سے متفرق ہوئے اور مرزا ہندال بھی ایسے وقت میں جدا ہو کر قندھار چلا گیا کیونکہ قراچہ خان حاکم قندھار نے عرضی لکھ کر اس کو بلا یا تھا اور جب یادگار ناصر مرزا نے بھی جدا ہونے کا ارادہ کیا تو حجت آشتیانی نے بمشکل دلاسا دیکر مقرر کیا کہ وہ بھکر میں جا کر توقف کرے وہاں جا کر بغیر ساز و عنایت قابض ہو کر قوی ہو اور آنحضرت نے قلعہ سوان کو محاصرہ کیا چونکہ ایام محاصرہ میں سات ماہ کا طول ہوا اور شاہ حسین ارغون نے کشتیوں میں بیٹھ کر رسد بند کی حتیٰ کہ لشکر بان بادشاہی حیوانات کے گوشت پر بسر کرنے لگے بادشاہ نے یادگار ناصر مرزا کو لکھا کہ قلعہ کا فتح ہونا تمہارے آنے پر موقوف ہے۔ شاہ حسین ارغون نے اس کو اپنی دختر دینے کا اور اس کے نام خطبہ پڑھنے کا وعدہ دیکر منحرف کر دیا اور وہ مدد کو نہ آیا لاچار ہو کر بادشاہ نے بھکر کی طرف معاودت کی اور مرزا سے عبور کے واسطے کشتیاں مانگیں اہل ٹھٹھ اس کے اشارہ سے رات کو کشتیاں لے گئے اور صبح کو دریا نے غرق کیا اور بادشاہ چند روز مسلسل رہے آخر دہرین آدمی بے جنون نے غرق شدہ کشتیاں نکالیں اور بادشاہ نے عبور کیا اس وقت یادگار ناصر مرزا کمال شرمندگی کے ساتھ ملازمت میں حاضر ہوا بادشاہ کمال اخلاق و صفات ملکی سے آراستہ تھا ایک حرف بھی زبان سے نہ کہا لیکن مرزا سے بے سعادت نے شاہ حسین ارغون کے اشارہ سے بادشاہی سپاہیوں کو فریب سے ملا لیا اور بہتوں کو ساتھ لے گیا پھر بے وجہ ایک روز لڑنے کے واسطے سوار ہوا۔ لاچار بادشاہ بھی اپنے حفاظت کے لیے سوار ہوئے لیکن کچھ لوگوں نے درمیان ہو کر مرزا سے ناساز و متذکر ملامت کی اور واپس لے گئے حجت آشتیانی اپنے معاملہ

میں متفکر تھے آخر یہ خیال کیا کہ راجہ مالدیو سے ملوں کیونکہ ہندو راجاؤں میں یہ راجہ سب سے زیادہ قوی تھا اور بار بار اس نے عرضیاں اس مضمون کی بھیجیں کہ ہندوستان فتح کرنے میں وہ ہر طرح مدد و جاسپاری کے لیے تیار ہو آخر جیسلمیر کی راہ سے روانہ ہوئے۔ جیسلمیر کے راجہ نے نہایت بے مروتی کر کے ایک جماعت کو راہ روکنے کے لیے بھیجا بادشاہ نے انکو ہزیمت دی اور تاخت کر کے راجہ مالدیو کی ولایت کے قریب پہنچے۔ اسنے جوشکر چٹائی کی بے سامانی و پریشانی دیکھی تو بلانے سے پیشان ہو کر چلا کہ بادشاہ کو دستگیر کر کے شیرخان کے پاس نیکو خدمتی ظاہر کرے اتفاقاً ایک وکیل نے جو پہلے بادشاہ کا کتا بدار تھا خفیہ بادشاہ کو مالدیو کے ارادے سے آگاہ کیا بادشاہ نے آدھی رات کو تیزی کے ساتھ ریگستان کی راہ سے امرکوٹ کا قصد کیا جو ٹھٹھ سے سو کوس ہر جب راہ میں آنحضرت کے گھوڑے نے سستی کی تو آپ نے ترو دی بیگ سے گھوڑا مانگا اس نے بے مروتی کر کے گھوڑا نذر کرنے میں مضائقہ کیا۔ ناچار آپ اونٹ پر سوار ہوئے۔ غریب کو کہ جو آپ پیادہ چل رہا تھا اور مان کو گھوڑے پر سوار لاتا تھا اس نے مان کو اونٹ پر سوار کر کے گھوڑا نذر کیا۔ چونکہ یہ خبر متواتر تھی کہ مالدیو کے سپاہی قاتب میں تیزی سے آتے ہیں چلنے میں عجلت کی گئی لیکن چونکہ وہ ملک تمام ریگستان پر پانی میسر نہ آیا اور تمام آدمی بے پانی کے تڑپنے لگے اور محرک کر بلا کا نمونہ پیش آیا آنحضرت نے چند امرا کو جو ساتھ تھے فرمایا کہ پیچھے چلے جاؤ دین اور خود اہل و عیال ہاں کو آگے کر کے پیش پیس آدمیوں سے آگے بڑھے کیونکہ کفار کے نزدیک جو جانے کی خبر متواتر تھی۔ اتفاقاً رات میں سرداران مذکور راہ بھول کر دوسری طرف نکل گئے اور صبح ہوتے ہوئے لشکر کفار کی سپاہی نظر آئی ناچار امیر شیخ علی وغیرہ نے کلمہ شہادت پڑھ کر باگ پھیری اور فوج کفار سے مقابلہ کیا۔ حسن اتفاق سے اول تیر کفار کے سردار کے لگا اور اسکے گرتے ہی فوج کفار نے بھاگنا شروع کیا اور محارہ میں قاتب کے کہ بکثرت اونٹ و غنیمت میں لیے اور بادشاہ شکر الہی بجالا کر ایک کنوئین پر گزرا جس میں پانی بہت کم تھا اور وہاں گم شدہ امرا بھی پہنچ گئے اور فی الجملہ آرام حاصل ہوا دوسرے روز وہاں سے کوچ ہوا اور خیال تھا کہ اب پانی کی قلت نہ ہوگی لیکن خلافت امیہ میں منزلی تک کہیں پانی نہ ملا۔ اور پیاس کی شدت سے لوگوں کی عجب حالت ہو گئی چوتھے روز نایاب کنوئین پر پہنچا جو بہت گہرا تھا۔ جب ڈول نکلتا تھا تو ڈھول بجاتے تھے تاکہ جس کھینچنے والے بل آواز سن کر ٹھہرے اور شدت پیاس سے دس پانچ اس ڈول پر گر پڑے اور آخر ہی ٹوٹ کر ڈول کنوئین میں گر پڑا اور پیاس سے بے اختیار زخمی ہو کر تھے اور کچھ لوگ بے اختیار کنوئین میں کود پڑے اور ہلاک ہو گئے دوسرے روز کوچ کر کے ایک منہر کے کنارے پہنچے چونکہ چند روز سے جاؤروں و آدمیوں نے پانی نہ پایا تھا تھاب ہو کر اس قدر پانی پیا کہ مر گئے القصد سخت محنت و مشقت کے بعد امرکوٹ پہنچے وہاں کا راجہ راما نام بہت اچھی طرح پیش آیا اور ہر طرح کی امداد اور خدمت گزار میمن کچھ کوتاہی نہ کی اور لشکر ہی آسودہ ہوئے اور اسی مقام پر شاہزادہ علیان جلال الدین محمد اکبر بظالم اور جہند و بخت بلند بادشاہ بیگم حمیدہ بانو کے لہجے سے پیدا ہوئے اور جنت آشیانی شکر آئی بجالائے اور بعد ازاں سردار اہل و عیال و اسباب اسی مقام پر چھوڑ کر راجہ رانا کے ساتھ بھکر فتح کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے لیکن بعض جنگ میں امیر شیخ علی کو مردانہ سردار تھا اور غویوں کی لڑائی میں مارا گیا اور لشکر بھی متفرق ہوئے حتیٰ کہ منہر خان بھی بھاگ گیا لاچار ہو کر بادشاہ نے قندھار کی طرف کوچ کیا اسوقت بیرم خان بکرات کی طرف سے

یکجا بک بادشاہ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اسی زمانہ میں کارمان مرزا قلعہ قندھار کو ہندال مرزا سے لیکر اپنی طرف سے
 عسکری مرزا کو وہاں مقرر کر کے ہندال کو کابل لے گیا تھا مرزا شاہ حسین ارغون نے مرزا عسکری کو کبکھا کر بادشاہ
 بہت پریشان حال ہو کر آپ گرفتار کرنا چاہیں تو یہی وقت ہو۔ مرزا سے مذکور نے شرم ایک طرف کر کے سخت
 کی اور یہ بھر جب بادشاہ کو پہنچا تو مریم مکانی کو ساتھ سوار کر لیا اور شاہزادہ کو کمری و مشقت سفر کے خیال
 سے اردو میں چھوڑ کر بیرم خان اور اکیس آدمیوں کے ساتھ بغیر توجہ راہ کے خراسان کو روانہ ہوئے اور
 مرزا سے بے حمیت جب لشکر میں پہنچا اور جاننا کہ بادشاہ نکل گئے تو کھٹ افسوس مل کے اسباب پر متصرف ہوا
 اور شاہزادہ کو قندھار لے گیا۔ بادشاہ کو ایسے نیک طبیعت بھائیوں کے خطرہ سے کہیں توقف کی گنجائش
 نہ تھی روادی میں سرحد سیستان میں پہنچ گئے وہاں حضرت شاہ طہاسب سیستانی بادشاہ کی طرف
 سے احمد سلطان شالو حاکم تھا اس نے استقبال کیا اور سیستان میں لیجا کر چند روز خدمت کی اور جو کچھ اسکے
 پاس تھا سب حضور میں پیش کیا اور اپنی عورتوں کو مریم مکانی کی خدمت گزاری کے واسطے مقرر کیا۔ بادشاہ
 نے بقدر ضرورت لے کر باقی سب اسکو دیدیا اور وہاں سے ہرات کی جانب روانہ ہوئے وہاں بادشاہ کی طرف
 سے بڑا شاہزادہ سلطان محمد حاکم تھا اسنے اپنے اتالیق محمد خان نکلو کے ساتھ استقبال کیا اور کمال تعظیم و تکریم
 و مہانداری میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا اور فرمان شنشاہی کے مطابق جو تمام حکام و لایات کو پہنچ چکا تھا ہر قسم کا
 اثاثہ بادشاہی مہیا کر کے نذر کیا کم اور سامان سفر الیا خوب مرتب کیا کہ بادشاہ کی ملاقات تک درمیان میں کسی چیز کی ضرورت
 نہ پڑی۔ جنت آشیانی تے ہرات سے مشہرہ بقیس کا سفر کیا اور حضرت امام علیہ علیہ آلاء التجتہ والسلام کی زیارت
 کے بعد روانہ قدین ہوئے راہ میں اکابر و امراء عراق استقبال کو آئے اور شرائط ضیافت بجالاتے تھے ہرآنکھ کر
 آپ نے قدین پہنچ کر مقام کیا اور وہاں دست صادق بیرم خان کو بادشاہ ستودہ صفات کی خدمت میں روانہ فرمایا
ذکر شیر شاہ افغان بن حسن سور کی بادشاہی کا۔ شیر شاہ کا اصلی نام فرید اور
 اس کے باپ کا نام حسن تھا اصل میں افغان رودہ کی نسل سے تھا جب بادشاہ سکندر لودی انا اسد برہ
 تخت نشین ہوا تو حسن سور کا باپ ابراہیم لودی کی ہوس میں دہلی آیا۔ رودہ وہ کوہستان ہو جس کا طول
 سو اوچو سے قصہ سونے تک جو بھگت میں شامل ہوا اور عرض حسن ابدال سے کابل تک ہو وہاں کے افغان
 چند قبیلہ ہیں جن میں ایک فرقہ سور ہوا اور یہ لوگ اپنے آپ کو سلاطین غور کی نسل سے خیال کرتے ہیں اور کہتے
 ہیں کہ شاہزادہ محمد سوری زمانہ سابقہ میں وطن مالوت سے نکل کر رودہ کے افغانوں میں آگیا جب ایک رئیس
 کو اس کا نسب تحقیق ہوا تو پاؤ وجود اس کے کو بیٹی کسی دوسرے فرقہ کو نہیں دیتے تھے برخلاف رسم قدیم اسنے محمد سور
 کو اپنا داماد بنالیا اسکی اولاد سوری فرقہ ہوا۔ اسکا وایت کے موافق افغانان سور سب افغانہ میں اشراف ہونگے
 انقصہ حسن سور کے باپ ابراہیم سور نے سلطان بیلول کے ایک سردار کی لڑکی کو اپنا بیٹا روئے تھوڑا فیروز دین
 و چند سے نام تول میں مقرر ہوا جب بیلول لودی کی بعد سلطان سکندر لودی بھی خود بادشاہ ہوا اور اس کے امراء
 میں سے جمال خان جون پور کا حاکم ہوا تو اس نے قدیمی نو کو ابراہیم سور کے بیٹے حسن سور کو رہتاس کے علاقہ
 سے سسران پور و خواں پور ٹانڈہ پور جاگیر عطا کر کے پانچ سو سوار کا افسر کیا اور حسن سور کے آٹھ بیٹوں میں

فرید و نظام ایک افغانی لڑکی سے تھے اور باقی لڑکے کنیزوں کی بطن سے تھے۔ چونکہ حسن سور کو فرید سے چندان
البتہ نہ تھی وہ ریجنید ہو کر جمال خان کی خدمت میں چلا گیا حسن نے جمال خان کو عرضی بھیجی کہ میرے لڑکے کو
ولاسا دیکر میرے پاس ارسال فرمایا جاوے۔ تاکہ بیان علم سکھے اور اخلاق و آداب حاصل کرے جمال خان نے
ہر چند اس سے کہا اسنے بھی عرض کیا کہ سہرام سے زیادہ علماء جو پور میں موجود ہیں میں طالب علمی
کرتا ہوں چنانچہ اسنے اس لڑکے رسوم کے موافق گلستان و بوستان سکندریہ و کافر علی و دیکر کتب علمی
تمام کیں اور ضرر و نظم و انضام میں بھی دستگاہ پائی۔ دو تین سال کے بعد حسن سور جو پور میں آیا تو عزیز و اقارب
نے فرید کو باپ سے ملا لیا اور آخر حسن سور نے فرید کو جاگیر کا داروغہ کر کے روانہ کیا۔ اسے وقت رخصت
عرض کی کہ حضور جاگیر کا انتظام عدل پر ہو میں اگر اس کام پر مقرر کیا جاتا ہوں تو عدل سے تجاوز نہیں
کروں گا اور لو کہ اکثر آپ کے خویش و بچا نہ ہیں اگر ظلم کریں تو میں رعایت نہ کروں گا۔ اس قسم کے مقدمات موجھ
کر کے جاگیر پر روانہ ہوا اور وہاں پختگی و کفایت سے کام کیا اور اقربا میں مساوات مری دکھائی۔ اس وقت
اس کو بعضے سرکش زمینداروں کو تنبیہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور جب مشورہ لیا تو لوگوں نے کہا کہ لشکر تو آپ کے
باپ کے ہمراہ ہوا اور وہ بہت دور زمین ہوا ہو اس کے آنے تک انتظار کیجئے۔ اس نے فرمایا کہ وہ سوتیلے تیار
کر و ہر موضع کے مقدم سے ایک گھوڑا عاریت مانگا اور گرو و نوارج میں جو کار آمد سپاہی سپاہی پڑے تھے بلا لڑائی بل
خارج و کپڑے سے ان کی مدد کی اور آئندہ وعدہ انعام دیا اور مانگے ہوئے گھوڑوں پر سوار کر کے وطن گیا جہاں
کا زمیندار اس کو خیال میں نہ لاتا تھا اور سرحد پر قیام کر کے اپنے گرد قلعہ بنایا اور ہر روز خطوط و جمل قطع کرتا
بیان تک کہ ان ستر دن کے قلعہ تک راستہ نکال لیا اور سر کو ب تیار کر کے ان دشمنوں پر غالب ہوا اور شہار
ستر دہائیے گئے تا اسیر ہوئے اس واقعہ سے اس کی ہیبت اس قدر وہاں کے لوگوں میں سائی کہ بڑے
بڑے ستر دن نے اطاعت کر کے واجبی مالگنداری اور کرنی شریع کی اور تمام پرگنات آباد شاہ ہوئے اور
دولت و قوت جمع کر کے تدبیر و شجاعت میں مشہور عالم ہوا۔ جب مدت کے بعد حسن سور واپس آیا تو پرگنات
کی معموری و انتظام دیکھ کر بہت خوش ہوا اور فرید کی بہت تعریف کی۔ کہتے ہیں کہ حسن سور کو اپنی ایک
لوہڑی سے تلبش تھا جس کے بطن سے دو بیٹے سیلیان اور احمد تھے۔ اس نے حسن سور سے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا
کہ جب تمہارے لڑکے ہونگے تو پرگنات کے داروغہ بناؤں گا اب وعدہ پورا کرنے کا وقت ہوا اور حسن بڑے بیٹے
فرید کی خاطر سے مانتا تھا لیکن فرید نے خود ہی کچھ کچھ پرگنات کی داروغگی سے ہاتھ اٹھا لیا اور حسن سور نے فرید
سے عذر خواہی کی کہ جس طرح تم داروغہ ہو کر تجربہ کار ہوئے ہو جانتا ہوں کہ تمہارے بھائی بھی مجرب ہو جاہ میں
اور آخر تم ہی ولیعہد ہو اور سیلیان و احمد کو داروغہ کر دیا۔ فرید آخر میں دلگیر ہو کر مع اپنے بھائی نظام کے
آگرہ گیا اور بادشاہ سکندر کے ایک امیر دولت نمان لودھی کی خدمت میں رہا۔ اس کو راجنی و خوش
کیا۔ ایک روز دولت خان نے کہا کہ جو بیترام مقصد ہو بیان کر کہ پورا کیا جاوے۔ فرید نے کہا کہ میرا باپ بڑھا
ہو گیا اور ایک ہندی لوہڑی کے سحر میں مبتلا ہو اور لوہڑی کے قسطنطین سے تمام جاگیر خراب و سپاہی برباد ہیں
اگر وہاں کی جاگیر ہمارے نام مقرر ہو تو ہم میں سے ایک بھائی مع پانسو سوار کے خدمت شاہی میں حاضر رہے اور

دوسرا انتظام علاقہ و خدمت پدید برنگو اور انجام دے۔ دولت خان لودھی نے ایک روز بادشاہ سے اسکا تذکرہ کیا۔ بادشاہ نے ناخوش ہو کر فرمایا کہ وہ شخص بدبو جو باپ سے شکوہ رکھتا ہو۔ دولت خان نے اسوقت فریاد کو تسلی دی کہ کسی دوسرے موقع پر اس کا انصرام کرونگا اور فرید کا وظیفہ بڑھا دیا۔ لوگ خسر ہو کر خوش خلقی و گرمی و حریت کی وجہ سے دوست رکھتے جیسے دولت خان۔ القصد یہی چند روز کے حسن سورت نے انتقال کیا۔ دولت خان نے اس کے مرنے کی خبر بادشاہ سے کہی اور جاگیر بنام فرید و نظام لے کر فرمان کے ساتھ روانہ کیا۔ فرید دہان جا کر سرانجام میں مشغول ہوا اور سلیمان اسکے مقابلہ سے عاجز ہو کر محمد خان سورہا کو جو پور کے پاس گیا جسکے پاس پندرہ سو سوار تھے اور اس سے بھائی کی شکایت کی۔ محمد خان سورہا نے کہا کہ بابر بادشاہ ہندوستان میں آیا ہو۔ ابراہیم شاہ لودھی سے جنگ ہوگی مگر بادشاہ غالب ہوا تو تجھے بادشاہ کے پاس بھیجا کر سفارش کرونگا۔ سلیمان نے کہا کہ میرے آدمی اور میری ماں سب پر اگندہ پھرتے ہیں میں اس قدر انتظار نہیں کر سکتا۔ محمد خان سورہا نے فرید خان کے پاس آدھی بھیجا کہ چاہا کہ باہم صلح کرلو فرید نے کہا کہ باپ کی زندگی میں جس قدر حصہ رسید سلیمان کو ملتا تھا اب بھی دیتے ہیں مجھے حذر نہیں ہو لیکن حکومت میں شریک نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ جیسے دو تلوار میں ایک میان میں نہیں آسکتی ہیں دو حاکم بھی ایک مقام پر نہیں ہو سکتے۔ سلیمان کی عرض کو شرکت حکومت بھی محمد خان سورہا نے سلیمان کی دلجوئی کو کہہ کر صبر کرو میں بزور شمشیر وہاں کی حکومت چھین کر تجھے دوں گا۔ جب فرید کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اپنی فکر میں پڑا اور جب اُسے سنا کہ شاہ ابراہیم لودھی مارا گیا اور بابر شاہ غالب ہوا تو متفکر ہو کر آخر بہادر خان لدرو پانچاں لوہاتی کے پاس گیا جسے بہار پر قبضہ کر کے اپنا نام سلطان محمد رکھا تھا اور اس کی نوکری کر لی۔ ایک روز سلطان محمد شکار کو گیا۔ دہان ایک شیر ظاہر ہوا اور فرید نے مقابل ہو کر بڑی شمشیر اُس کو ہلاک کیا۔ سلطان محمد نے خوش ہو کر اسکو شیر خان خطاب دیا اور رفتہ رفتہ شیر خان کو اس کی خدمت میں قریب چلا گیا یہاں تک کہ اپنے چھوٹے بیٹے جلال خان کی اتالیقی اُس کے سپرد فرمائی۔ چند روز کے بعد شیر خان نے اس سے جاگیر پر جانے کی اجازت حاصل کی اور اتفاق سے اُسکو دہان بہت دن لگے۔ ایک روز سلطان محمد کے دربار میں شیر خان کا گلہ کیا کہ باوجود وعدہ کے نہیں آتا ہو۔ محمد خان حاکم جون پور نے موقع پا کر عرض کیا کہ وہ بڑا جلیل و مکار ہو۔ بادشاہ محمود بن سکندر لودھی کے ادھر آنے کا انتظار کر رہا ہو۔ اس حرت سے سلطان محمد کا مزاج اسکی طرف سے مغرور کر کے کہا کہ اسکے لانے کا انتظام ہو جو کہ اس کا بھائی سلیمان جو باپ کی حین حیات میں بھی جاگیر پر مقرر تھا اور اب میرے پاس پڑا ہو جاگیر سلیمان کے نام کر دی جاوے تو شیر خان مضطرب ہو کر خواہ مخواہ آؤنگا سلطان محمد نے اسکے سابقہ حقوق پر نظر کر کے بلا سبب جاگیر متغیر کرنے کو مناسب نہ جانا اور محمد خان سورہا سے کہا کہ جاگیر کو بجائیوں کے نام مناسب طریقہ سے بانٹ دے۔ محمد خان سورہا نے اپنی جاگیر جو بنوڑ میں آکر اپنے غلام سادی نام کو شیعہ نام کے پاس بھیجا کہ تیرے بھائی سلیمان و احمد ایک مدت سے میرے پاس پڑے ہیں اور اپنے حصہ جاگیر سے محروم ہیں مناسب ہو کر انکا حصہ دیدے۔ شیر خان نے کہا کہ یہ ملک ردائیں ہیں کبھی کی ملکیت ہو یہ تو ہندوستان ہے جس کو بادشاہ نے جاگیر دی اُس سے متعلق رہتی ہو آج تک بادشاہوں کا

یہ طریقہ اپنا جو کامیت کا مال اسکے وارثوں میں شرعی طور پر بانٹ دیتے ہیں اور جو شخص سرداری کے لائق ہو تا ہو اسکو حکومت دیتے ہیں۔ میں بیکم بادشاہ ابراہیم لودھی ہسرام و خواص پورٹا نڈہ پر متصرف ہوں۔ جب سادی غلام نے واپس ہو کر شیرخان کا جواب بیان کیا تو محمد خان نے غصہ ہو کر سادی غلام سے کہا کہ میری تمام فوج سلیمان خان و احمد خان کے ساتھ لیجا کر بزدور شمشیر شیرخان کو نکال دو تو وہ بے گنہ دونوں بھائیوں کو دینے اور جماعت کثیر دونوں کی کمک کے واسطے چھوڑ کر واپس آنا۔ اس زمانہ میں شیرخان کی طرف سے خواص خان کا باپ ملک سکھ خواص پورٹا نڈہ کا داروغہ تھا۔ شیرخان نے جب سلیمان و احمد کے اس طرح آنے کی خبر سنی تو ملک سکھ کو لکھا کہ مقابلہ و محاذ میں قصور نہ کرنا۔ جب سادی و سلیمان و احمد خواص پورٹا نڈہ کے نزدیک پہنچے تو ملک سکھ بقصد مقابلہ نکلا اور جنگ کر کے مارا گیا اور شیرخان کا لشکر بے آگندہ ہو کر ہسرام میں شیرخان کے پاس پہنچا۔ شیرخان کو مقابلہ کی طاقت نہ رہی لوگوں سے مشورہ کیا کہ کدھر جاؤں بعض نے کہا کہ سلطان احمد کے پاس جاؤ۔ شیرخان نے کہا کہ محمد خان اسکے خاص امر میں ہو میری وجہ سے اسکو بخیہ نہ کر گیا۔ آخر اس کی رائے میں آیا کہ سلطان جنید برلاس کے پاس جاوے جو بابر بادشاہ کی طرف سے کوہ مانکیور کا حاکم تھا اور اس کے بجائے نظام نے بھی اس رائے کو پسند کیا۔ آخر اس نے ایچی و عرائض بھیج کر قول قسم حاصل کر کے کوچ کیا اور سلطان جنید برلاس کی خدمت میں پہنچ کر بہت کچھ نذر دی اور مقرب ہوا اور چند روز بعد سلطان جنید برلاس سے عہدہ فوج حاصل کر کے جاگیر پر پہنچا۔ محمد خان کو مقابلہ کی تاب نہ ہوئی وہ بھاگ کر پٹھانوں کے ہاٹ میں چلا گیا اور شیرخان دونوں پر گنہ اپنے مع پر گنہ جو چور و غیرہ کے قبضہ میں لا کر قوی ہوا اور کئی فوج والوں کے ساتھ ہر طرح کی خدمت گزاری کی اور بہت سے تحفہ دہریے سلطان جنید برلاس کے واسطے بھی بھیجے اور بعد اسکے اپنے اقوام و قبائل کو جو پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے بلا لیا اور بہت عہدہ فوج ہم پہنچائی اور محمد خان سور کو پیام دیا کہ اس حرکت سے میری غرض یہ تھی کہ بھائیوں سے انتقام لوں اور آپ تو میرے چچا کی جگہ ہیں آپ بہاڑ کی تنگی سے ٹھکر اپنے پر گنات پر متصرف ہوں۔ مجھے تو میرے دونوں پر گنہ اور جو کچھ خالصہ پر گنات بادشاہ ابراہیم لودھی مجھے حاصل ہو گئے تھے بہت ہیں۔ محمد خان سور نے اسکا حسان مانا اور رہتاس پہاڑ سے آکر اپنے پر گنات میں مقیم ہوا۔ جب شیرخان کو اطمینان حاصل ہوا تو جاگیر پس اپنے بھائی نظام کو متفرک کر کے خود سلطان جنید برلاس کی خدمت میں حاضر ہوا اتفاق سے سلطان جنید برلاس ان دنوں بادشاہ مابری کی خدمت میں جاتا تھا شیرخان کو بھی ہمراہ لے گیا اور بادشاہ کی ملازمت حاصل کر کے دولخواہ ہوں کے زمرہ میں داخل ہوا اور چندیری کے سفر میں بادشاہ کے ساتھ تھا۔ جب چند روز لشکر میں رہا اور مغل کا طور و طریقہ و سلطنت کا قاعدہ دیکھا تو اپنی ہوشیاری سے بہت سے نتائج نکال لیے چنانچہ ایک روز اپنے بایوں سے کہنے لگا کہ قوم مغل کو ہندوستان سے نکال دینا آسان بات ہو انھوں نے کہا کیونکر۔ بولا کہ انکا بادشاہ خود معاملات میں بہت کم فکر کرتا جو زبرد پر دار و مدار ہو وہ لوگ رشوت خواری کر کے شاہی حقوق کی نگہداشت بہت کم کرتے ہیں اور ہمارے افغانوں میں عیب یہ ہو کہ باہم نفاق رکھتے ہیں اگر دولت میرے نصیب میں ہو تو میں انکے درمیان سے نفاق اٹھا دوں

اور اپنا کام پورا کر لیں۔ لوگ اس کے اس داعیہ پر ہنستے تھے کہ چونکہ بظاہر یہ خیال محال نظر آتا تھا ایک روز بادشاہ نے
دسترخوان پر شیرخان کے آگے استخوان مایہیچہ رکھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ میں اس کے کھانے میں معذور ہوں
تو مایہیچہ کو روٹی پر رکھ کر چھری سے بربزہ ریزہ کر کے پھر پیالے میں ڈال لیا اور چھری سے کھانا شروع کیا یا تو
نے دیکھا کہ میر خلیفہ سے فرمایا کہ اس بچہ نے آج عجیب کام کیا۔ چونکہ محمد خان سور کے ساتھ جو کچھ اس نے
کیا تھا بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی چکی تھی لہذا اس کلمہ سے اس کی دانائی کا اشارہ فرمایا لیکن شیرخان کچھ نہ پہلے
ہی سے توہم تھا اور آج جو بادشاہ نے میر خلیفہ سے گفتگو میں اس کی طرف اشارہ فرمایا تو اپنے ذہن میں سمجھا
کہ میرے حق میں عبرت منظور ہو لہذا آدھی رات کو اردوے شاہی سے بغیر اطلاع بھاگ کر اپنی جاگیر میں
چلا آیا اور سلطان جنید برلاس کو لکھا کہ چونکہ محمد خان سور کچھ بات بادشاہ سے کہہ چکا تھا کہ میری جاگیر پر فوج
بھجو گئے اسوجہ سے مضطرب ہو کر میں بیان چلا آیا ہوں حالانکہ میں اپنے ایک کو حیر خواہوں سے جانتا ہوں
الفقہ جب شیرخان اس حرکت سے معلوم سے مایوس ہوا تو پھر اپنے بھائی نظام خان کو ساتھ لے کر
سلطان محمد کے پاس گیا اور گزارش پاکر بدستور سابق شاہزادہ جلال خان کی تالیقی میں مقرر ہوا اتفاق
سے اس زمانہ میں سلطان محمد مرگیا اور جلال خان خرد سالی میں باپ کا قائم مقام ہوا اور جلال خان کی والدہ
ملکہ لاڈو نے خرد مہات کی سربراہی اختیار کی اور شیرخان کی موافقت سے کام سرانجام کرتی تھی۔ اتفاق سے
چند روز میں لاڈو ملکہ بھی فوت ہوئی اور بہار کی حکومت پر شیرخان منتقل ہوا اور اس زمانہ میں سلطان محمود بادشاہ
بنگالہ کی طرف سے حاجی پور میں مخدوم عالم نام حاکم تھا اس نے شیرخان سے ربط ضبط پیدا کیا اس وجہ سے بادشاہ
بنگالہ کو مخدوم عالم کی طرف سے شک پڑ گیا اور اس نے منگیہ کے حاکم قطب خان کو مقرر کیا کہ بہار فتح کرے اور شیرخان و
مخدوم عالم کو سزا دے۔ شیرخان نے منکر کر صلح کی درخواست کی اور اس میں بہت مبالغہ کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آخر
افغانوں کو متفق کر کے مرنے پر آادہ ہوا اور جنگ سخت کی یہاں تک کہ قطب خان مارا گیا اور شیرخان نے غالب ہو کر افغان
و غزنو و سامان سب پر قبضہ کر لیا اور بہت قوی ہو گیا۔ اس جہت سے لوحانی خاندان والے شیرخان پر حسد کرنے
لگے اور چاہا کہ کسی جیل سے اسکو ہلاک کریں اور اس بارہ میں اپنے شاہزادہ جلال خان لوحانی سے مشورہ کیا لیکن
شیرخان کا ستارہ عروج پر تھا اسی مجمع میں سے بعض نے شیرخان کو اس سے آگاہ کر دیا۔ شیرخان نے جلال خان سے
کہا کہ آپ کے امراء دولت مجھے حسد کے عداوت کے درپے ہیں اگر آپ اس کا تذکرہ نہ کریں تو لاچار رہے
آپ کی خدمت سے جدائی اختیار کرنی چاہیے۔ جلال خان نے کہا کہ جس تعبیر میں تیری بہتری ہو اُس پر عمل کروں۔
شیرخان نے کہا کہ انکے وہ فرستے کہ دیجئے ایک فرقہ کو تحصیل مالگنداری کے لیے پرگنات پر روانہ کرنا چاہیے اور دوسرے
فرقہ کو حاکم بنگالہ کے مقابل بھیج دیجیے اور اس کے بعد اپنی محافظت میں ایسی احتیاط کی کہ جلال خان اور لوحانی اس کے
دفع کرنے سے عاجز ہو گئے اور آخر میں یہ اسے قرار دیا کہ سلطان محمود بادشاہ بنگالہ کی خدمت میں جا کر اس کی فکری
کریں اور ولایت بہار اس کی تدرکین الفقہ جلال خان و لوحانیوں نے شیرخان کو اس بہانہ سے کہ مغل کے مقابل
رہے خود سلطان محمود حاکم بنگالہ کی خدمت میں پہنچے اور اس نے ایرانیہ خان میں قطب خان کو کمک پر مقرر کر کے
شیرخان کے مقابل بھیجا۔ شیرخان نے مٹی کا غلیو بنایا تھا اسی میں قلعہ بند ہوا اور ہر روز ایک جماعت کو جنگ کے لیے

بایں بھینٹا تھا بہا ننگ کر ابراہیم خان نے بادشاہ سے ملک طلب کی یہ خبر شیر خان نے لوگوں کو جنگ صفت پر آدھ کیا اور ملک پہنچنے سے پہلے ہی قلعہ سے نکلا اور ابراہیم خان نے بنگالی لشکر پیادہ و سوار و ہتھی و آتش بازی مرتب کر کے مقابلہ کیا۔ شیر خان نے اپنی فوج میں سے کچھ لوگ مقابلہ کے لیے روانہ کیے کہ پیر اندازی کریں اور تھوڑی لڑائی کے بعد بھاگیں اور اوڑھ ٹیلہ کی آڑ میں تازہ دم فوج مہیا کر دینی چاہیے اس ترکیب سے جب شیر خان کی فوج بھاگی تو بنگالہ کے سواروں نے تو پختہ چھوڑ کر بھجھا کیا اور شیر خان کا یہی مطلب تھا کہ سواروں کو ہاتھیوں و تو پختہ سے باہر کرے۔ اسی وقت کمین کی فوج سے حملہ آور ہوا اور ایک دم میں بنگالہ کو تہ و بالا کر کے ہلاک کیا اور ابراہیم خان بھی اپنے باپ کی طرح مارا گیا اور جلال خان کو حافی شکل بھاگ کر بنگالہ پہنچا۔ شیر خان نے تمام ہاتھیوں و غزائے و تو پختہ پر قبضہ کر لیا اور ملک بہار بالکل صاف ہو کر اس کے قبضہ میں آ گیا اور سامان شاہی حاصل ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں ابراہیم شاہ لودھی کی طرف سے تاج خان قلعہ چنار گڑھ میں تھا اور اسکی عورت لاڈو ملکہ ہاتھ بھتی جس پر عاشق تھا اور تاج خان کے دوسرے بیٹے جو دوسری عورتوں سے تھے رشک کر کے لاڈو کو مار ڈالنے کی فکر میں ہوئے ایک رات موقع پا کر بڑے بیٹے نے لاڈو پر تلوار مار دی وہ چھلپتی پڑی اور غل ہوا کہ لاڈو ملکہ ماری گئی۔ تاج خان تلوار لیے ہوئے وہاں پہنچا اور غصہ میں بیٹے پر جھپٹا اسنے جان کے خوف سے باپ کو تلوار سے ہلاک کیا اور دونوں جہان میں روسیہ ہوا۔ شیر خان نے لاڈو ملکہ کے ماموں میر احمد ترکان کو انیس کے ساتھ خط لکھا اور آخر یہ قرار پایا کہ شیر خان ایسے پرستیدار کوں کی گوشائی کرے اور لاڈو ملکہ سے نکاح کر کے قلعہ چنار اپنے تصرف میں لاوے چنانچہ یہی ہوا اور شیر خان اس زبردست قلعہ پر بھی متصرف ہو گیا۔ اس زمانہ میں فردوس مکانی بابر شاہ کے مقابلہ کے لیے شاہ محمود بن شاہ سکندر لودھی رانا سنگا کی پناہ میں گیا اور اس کو ہمارا جہانگیر حسن خان میوانی وغیرہ زمینداروں کے ساتھ جنگ کرنے آیا اور نواح جالور میں جنگ کر کے شکست کھا کر خراب حال حوالی چتور میں تھا کہ بیٹے کے بھائیوں نے اسے بلایا اور وہ آکر بادشاہ بن گیا۔ اور وہاں سے بھاری لشکر بہار پڑایا۔ شیر خان نے دیکھا کہ چٹھان ضرور بادشاہ محمود لودھی کے تابع ہونگے تو بضرورت خود بھی طبع ہوا اور شاہ محمود لودھی کے امراء نے ولایت بہار کو آپس میں بانٹ لیا اور کچھ حصہ شیر خان کے لیے بھی چھوڑ دیا اور عذر کیا کہ جب جو پور و مغلون سے لے لیا جائیگا تو یہ ولایت ہماری ہوگی۔ شیر خان نے بابر شاہ محمود سے قول نامہ لے لیا اور چند روز بعد لشکر سرانجام کرنے کے بہانہ اپنی جاگیر سرسرام میں آیا۔ جب شاہ محمود و لودھی ولایت جو پور لینے کے لیے چلا اور شیر خان کو بلوا بھیجا۔ اس نے لکھا کہ عنقریب لشکر و سامان جمع کر کے حاضر ہوتا ہوں۔ لوگوں نے بادشاہ محمود سے کہا کہ شیر خان بڑا مکار و جلیلہ باز ہے اسکی جاگیر میں جا کر اسکو سامت لین اور شاہ محمود مع لشکر جو پور کو روانہ ہوا فردوس مکانی کے امراء جو جو پور میں تھے اپنے میں مقابلہ کی قوت نہ پا کر ہٹ گئے اور بچھانوں نے جو پور سے مانگ پر تک قبضہ کر لیا۔ اس زمانہ میں فردوس مکانی کا بھائی میں تھے۔ یہ خبر سنکر وہاں سے جو پور کی طرف روانہ ہوئے۔ شاہ محمود لودھی سچ اپنے خاص امراء بن خان و بایزید کے مع دیگر امراء کے مقابلہ میں آیا۔ چونکہ شیر خان کو بن و بایزید کے تفوق و تقرب سے دل میں جلن تھی چاہتا تھا کہ مجھے سب پر فوقیت حاصل ہو اور حالت کے مشاہدہ سے بھی مغلون کا غلبہ دیکھتا تھا لہذا اس نے چالاکانہ سے امیر خند و بیگ سپہ سالار نسل کو پیام دیا کہ میں مجبوری و فتنوں کے پختہ میں پھنسا ہوں اور فی الواقع فردوس مکانی

نکاح پروردہ ہون لڑائی کے وقت افغانوں کی شکست کا باعث ہو جاؤ گناہناچ اس نے یہی کیا کہ لڑائی کے دن طرح دیکر اپنے فوج سمیت ایک طرف ہٹ گیا اور فردوس مکانی بابر تھیاب ہوئے اور بادشاہ محمود بہت شکستہ و چال ہو کر پٹنہ میں گیا اور حکومت و امارت چھوڑ کر گوشہ عافیت اختیار کیا آخر ۱۵۴۷ء میں دلاہیت اور پٹنہ جا کر وفات پائی۔ جنت آشیانی بعد فتح کے آگاہ گئے اور امیر ہندو بیگ کو شیر خان کے پاس بھیجا کہ قلعہ چنار گڑھ انکے حوالہ کر دے۔ شیر خان نے قلعہ دینے میں عذر کیا اور امیر ہندو بیگ واپس آ گئے۔ جب جنت آشیانی کو معلوم ہوا تو خود قلعہ چنار کی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ افراد کو پیشتر روانہ کیا جنہوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ شیر خان نے ایک عربی لکھی کہ میں حضرت فردوس مکانی بابر بادشاہ کی فطرت رحمت سے اس مرتبہ کو پہنچا ہوں اور حضرت نے جس روز بادشاہ محمود و میں بایزید سے جنگ کی تو میں نے ہی خبر خواہی کر کے افغانوں کو براگندہ کر دیا اگر بادشاہ یہ قلعہ اس خیر خواہ کے واسطے مسلم رکھیں تو ہیشہ اپنے بیٹے قطب خان کو پانچ سو سواروں کے ساتھ حضور میں ملازم کر کے خدمت گزار ہی کرتا رہوں چونکہ ان دنوں بہادر شاہ گجراتی کی شورش کی خبریں جنت آشیانی کو پہنچی تھیں بادشاہ نے یہی مناسب جانا کہ اس کے ساتھ مدارا کیا جاوے اور شیر خان نے قطب خان کو عیسیٰ خان حاجب کے ساتھ جو اس کے وزیر کے مثل تھا بادشاہ کی ملازمت میں بھیجا اور جنت آشیانی نے واپس ہو کر بہادر شاہ کی سرکوبی کی چنانچہ بہادر شاہ کی پریشانی اور بند روئو کو بھاگ جانا پہلے بیان ہو چکا۔ اور قطب خان پانچ سو سواروں سے بادشاہ کے ملازم رکاب رہا اور بادشاہ گجرات کی تسخیر کے بعد کن کے انتظام میں رہے اور بھائیوں میں رشک حسد کی آگ بھڑکتی گئی اور اپنی خاندان بربادی کے درپے ہوئے کہ وہ شیر خان نے مہلت پا کر بہت ثروت حاصل کر لی وہ بھی بادشاہی سلطنت کے سامنے پیچھے ہٹ لیکن خاندان بربادی کے ارکان خود جنت آشیانی کے بھائی و عزیز ہوئے افسوس ہوئے چنانچہ قطب خان اس موقع پر گجرات سے بھاگ کر شیر خان کے پاس پہنچا اور بیان شیر خان نے بہار کو دشمنوں سے صاف کر کے بنگالہ پر لشکر کشی کی۔ اور دولت خان نے حکم مالک الملک جل شانہ اسکا ساتھ دیا جیسے چنانچہ کے نفاق و ہذا خلق نے انکو سلطنت سے محروم کرنے کے سبب جمع کیے۔ اسکا بیان یہ کہ شیر خان نے خوش اخلاقی عدل سے افغانوں کو متحد دیکھ ل کر لیا اور بہار کا انتظام کر کے بنگالہ کا قصد کیا۔ امرائے بنگالہ نے گدھی کا دشوار گزرتھام روکا اور ایک ماونک لطفہ رہے انوشیر خان۔ انوشیر قبضہ کر لیا اور بنگالہ میں داخل ہوا۔ بادشاہ محمود بنگالی کو تابہ مقابلہ نہ رہی اور شہر کو زمین جو پاسے تخت تھا قلعہ بند ہو گیا۔ شیر خان نے مدت تک محاصرہ کیا لیکن اتفاق سے ایک بھاری زمیندار نے فتنہ اٹھایا تو خواہش خان و دیگر امراء کو تسخیر بنگالہ کے واسطے چھوڑ کر خود جلد بہار آیا اور فتنہ فرو کیا۔ اور صوبہ ملول محاصرہ کے سبب سے شہر کو زمین غلہ نہ رہا تو لاچار سلطان محمود کشتی میں بیٹھ کر حاجی بوچھا گیا اور شیر خان نے دجس سے خزانوں پر قبضہ کر لیا اور بادشاہ محمود کا تعاقب کیا و مجبور ہو کر جنگ پر آمادہ ہوا اور آخر زخمی ہو کر بہار مشقت بھاگ نکلا۔ بنگالہ شیر خان کے قبضہ میں آ گیا۔ جنت آشیانی ہمایون بادشاہ جب گجرات سے آگاہ میں آئے اور اس وقت سلطان محمود مرزا وغیرہ قنوج میں باغی تھے اور بادشاہ کے بھائی عسکری مرزا کماران وغیرہ شہرت پستی کے ساتھ دشمن ہو رہے تھے انکا تذکرہ مقدم تھا تا کہ سلطنت مستحکم ہو لیکن بادشاہ نے انکو خویش و بگاہ سمجھا اور شیر خان کا دفع کرنا سب سے زیادہ اہم خیال کر کے قلعہ چنار کی طرف کوچ کیا اور جلال خان لودھانی

جنت آشیانی ہمایون

جو قلعہ چنار میں تھا غازی خان سور کو سب ایک جماعت کے حراست قلعہ کے لیے چھوڑ کر خود کو ہستان چاکھڑ
 کا راستہ لیا اور جب محاصرہ کو طول ہوا چھ مہینہ گزر گئے تو رومی خان تو بخاند کے سردار نے دریا میں سرکوب
 بنا کر قلعہ مسخر کیا اور اسی زمانہ میں بادشاہ محمود بنگالی زخمی حضور میں پہنچا اور اس کے کمال الحاح سے ذاتی ترم
 کو کام فرما کر بادشاہ نے دوست بگ کو قلعہ میں چھوڑا اور خود شیر خان کی جانب متوجہ ہوئے شیر خان نے
 جلال خان و خواہس خان و اکثر لشکر کو مقام گدھی کی محافظت کے لیے چھوڑا اور خود مع خزانہ بنگالہ چاکھڑ
 کے کوہستان میں چلا گیا۔ جنت آشیانی نے جہانگیر قلی بگ و دیگر امرا کو گدھی کی طرف روانہ کیا لیکن جلال خان
 و خواہس خان بے وقت ٹوٹ پڑے اور غالب ہوئے جنت آشیانی نے دوبارہ افواج روانہ کیں اور پیچھے سے
 خود بھی روانہ ہوئے اور جلال خان و خواہس خان بھاگ گئے اور جنت آشیانی نے گدھی سے عبور کر کے شہر
 کو پر قبضہ کیا۔ اور شیر خان نے یہ رائے قرار دی کہ کسی طرح قلعہ و تناس نہ تھوڑے تو دیان فرزند و عیال
 چھوڑ کر خاطر جمع سے شیر جنگی و ملک گیری پر مستعد ہو اور جب اسے دیکھا کہ جنگ سے یہ قلعہ لینا بہت بربادی
 ہے تو فکر عذاب یہ نکالی کہ مکر و حیلہ چلانا چاہیے لہذا اس بے نظیر قلعہ کے حاکم راجہ ہرشن داس کے پاس
 لائیں لہجی بھیجے کہ میرے پاس لشکر تو بہت ہی فیکین و لاہیت بہار بہت تنگ ہے میرا توئی ارادہ ہے کہ ولایت
 بنگالہ فتح کروں لیکن مغلوں کی موجودگی سے مسترد ہوں آپ کی دوستی پر مجھے قوی اعتماد ہے آپ میری فوج
 کے زن و فرزند اور میرے اہل و عیال و خزانہ کو اپنے قلعہ میں جا کر دین تاکہ میں بنگالہ جاؤں اگر فتح نصیب
 ہوئی تو دالیں ہو کر اس کا حق دوستی جیسا چاہیے ادا کروں گا اور شاید معاملہ برعکس ہو تو یہی بہت ہی کثیر
 خزانہ پر میرے دشمنوں لینے مغلوں کا قبضہ نہ ہوگا راجہ نے اول تو اس امر کے قبول کرنے سے انکار کیا لیکن
 جب دوبارہ رکار لہجی پہنچے کہ حلف و قسم ہے کہ سوائے عورتوں و خزانہ کے کچھ نہ بھیجوں گا تو راجہ مذکور کو
 ہوس نے گھیر لیا کہ مفت کا خزانہ ملتا ہو منظور کیا اور شیر خان نے ہزار ڈولیاں بنوائیں اور انکے واسطے
 عمدہ عمدہ پردہ بنوا رکھے اور ہر ایک ڈولی میں دو مرد مسلح بٹھائے اور پانچ سو آدمیوں کو مزدوروں کی طرح
 بنا کر ان کے سر پر توڑے اشرفیوں سے بھرے ہوئے رکھے اور حقیقت میں وہ ملمع کیے ہوئے پیسے تھے
 اور بجائے عصا انکے ہاتھوں میں لٹھیاں دیں اس ہیات سے سب کو قلعہ کے نیچے پہنچایا۔ اور راجہ نے
 قلعہ کا دروازہ کھلوا دیا تو ڈولیاں داخل ہوئی شروع ہوئیں چونکہ شیر خان نے آگے ڈولیاں میں بڑی عورتیں
 بٹھا کر خواجہ سرا ساتھ کر دیے تھے راجہ واسکے متعلقین خزانہ کی خوشی میں مطلقاً غافل ہو گئے زیادہ جس
 و تفحص نہ کیا بلکہ جلد تر قلعہ میں داخل کرنے کی تاکید کرنی شروع کی۔ جب ڈولیاں اس حویلی میں پہنچیں جو راجہ
 نے مقرر کی تھی تو ڈولیاں میں سے پرانے بچہ کا بھیڑ پڑے نیکی تلوار میں لئے ہوئے نکل پڑے اور مزدوروں
 نے بھی لڑنے کی اشرفیاں بھینک کر لٹھیاں سنبھالیں اور دروازہ کی طرف دوڑے اور راجہ و اس کے
 ساتھی جو کمال غفلت میں اب بیدار ہوئے کہ جب دروازہ قلعہ پر دشمن نے قبضہ کر لیا اور شیر خان بھی
 گھوڑوں پر مستعد تھا۔ اشارہ ہاتے ہی ہوا کی طرح دروازہ تک پہنچ گیا اور اکثر لشکر کے ساتھ اندر گھس
 آیا۔ جب راجہ نے دیکھا کہ کام بگڑ گیا تو پشت قلعہ کا دروازہ کھول کر ہزار مشقت بھاگ نکلا اور شیر خان

نے رہتاس کے مثل قلعہ جس کی نظیر چار دنگ عالم میں کم ہو کس آسانی سے قبضہ میں کر لیا اور مدین کے خزانے و دھان بھی ہاتھ آئے اور خزانے کو رو بنگالہ سے ملکر بادشاہی کا سامان مہیا ہو گیا۔ زمانہ سابق میں اسی مکر و تدبیر سے نصیر خان فاروقی حاکم خاندیس نے قلعہ سیر کو آسا پیر سے چھین لیا تھا راقم الحروف کہتا ہے کہ اکثر قلعہ ہندوستان میرے نظر سے گزرے مگر رہتاس کے مثل ایک بھی نظر نہ آیا اور مسافران عالم نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ ہم نے کسی ملک میں ایسا محکم قلعہ نہیں دیکھا۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑ پر صوبہ بہار کے متصل واقع ہو رہے عرض و طول پانچ کوس سے زیادہ ہو اور دس کوه سے دروازہ قلعہ تک ایک کوس سے زیادہ ہو اور اس قلعہ بلند میں یہ عجیب بات ہو کہ بہت جگہ سیٹھے پانی کے چشمے جاری ہیں بلکہ جان کہیں جاہن ایک یا دو ہاتھ کھودیں تو پھینکا چشمہ نکل آتا ہو اور جو کوئی یہ قلعہ دیکھتا ہے بے اختیار قدرت پرست و ایمان کی تسبیح پڑھتا ہے اور جب شیر خان کے قبضہ میں ایسا قلعہ آگیا جو کسی بادشاہ سے فتح نہوا تھا تو غنائون کے دل بہت بڑھ گئے اور انھوں نے اپنے اہل و عیال اس قلعہ میں رکھے اور اسباب قلعہ دارسی پوری طرح مہیا کر لیا۔ آدھر جنت آشیانی نے تین مہینہ شہر کو زمین جس کو سپلے لکھتی تھیں کتنے بھٹے بسر کی تو خبر پڑی کہ ہندال مرزا نے آگرہ و مہنات میں فتنہ برپا کیا اور صریح بغاوت کے ساتھ اپنے نام کا خطبہ پڑھا ہوا اور شیخ بہلول قدس سرہ کو قتل کیا بلکہ مرزا کا مران و عسکری و محمد زمان کی اولاد اور سلطان محمد سب کی بغاوت و فتنہ کے اخبار وہاں پھیل گئے (جنت آشیانی نے مرزا جہانگیر قلی بیگ کے پانچ ہزار سوار انتخابی سے کو زمین چھوڑا اور خود بجلت روانہ ہوئے لیکن کثرت بارش سے اور عفونت آب ہوا سے علاوہ رسد کی تنگی کے اکثر سپاہیوں کے کھوٹے بکایہ بہت آدمی مرے اور اس حالت میں کیا ایک ایسی بے سامانی سے بہت پریشانی لاحق ہوئی اور شیر خان نے موقع غنیمت جاکر بہت کثیر فوج لیکر جو سار کے دراج میں راہ روکی اور اپنے گرد قلعہ بنا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنا مکر و حیلہ ہر وقت جاری رکھا القصد بادشاہی و عرائض کے بعد شیخ خلیل نامی ایک شخص کو بھیجا کہ یہ میرا مرشد ہو اور درخواست کی کہ بہار سے گڑھی تک بادشاہی تصرف میں چھوڑتا ہوں اور خطبہ و سکہ بادشاہی نام سے جاری کرتا ہوں تاکہ رہتاس و بنگالہ میرے نام رہے۔ بادشاہ نے بصورت اس کو منظور کیا اور جب شیر خان نے قسم کھائی اور صلح ہو گئی تو افواج منول بیاغریغہ ہو کر جو سار پر پل باندھ کر عبور کی فکر میں بے شریب ہوئی اور اسی حالت میں رات کے وقت شیر خان نے مع افواج مستعد ہو کر صبح ہوتے فوج شاہی پر ٹوٹ پڑا اور کالی پتہ پتی سے شکست واقع ہوئی اور جنت آشیانی کمال پریشانی کے ساتھ آگرہ روانہ ہوئے اور شیر خان بنگالہ کو واپس گیا اور وہاں جہانگیر قلی بیگ وغیرہ بغیر فوج و قوت کے اس سے لڑ کر ناحق آدمی ضائع کرتے تھے اور شیر خان نے اپنا لقب شیر شاہ قرار دیکر خطبہ و سکہ اپنے نام کیا اور دوسرے بیان دشمنوں کی خانہ جنگی دیکھ کر شوکت و عظمت کے ساتھ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ایسے وقت میں جن کے طالع دولت عروج پر ہوتے ہیں بیگانوں کو بگانہ بنا لینے میں بیان مرزا کا مران نے جنت آشیانی سے جدا ہو کر لاہور کا راستہ لیا اور جنتانی امراء نے اسوجہ سے کہ بادشاہ روافض ترکانون کی تربیت و عزت میں مبالغہ فرماتا ہو اور حسب

میں نفاق پیدا کیا اور باوجود اس حالت کے جنت آشیانی اگرہ سے تون کو روانہ ہوئے اور پیا
گنگا سے پار ہو کر شیبی مقام پر آئے اس وقت لشکر بادشاہی ایک لاکھ تھا لیکن متفرق و متفرق
اور لشکر افغانان پچاس ہزار لیکن متحد و یکدل چنانچہ بروز عاشورہ ۱۱۹۹ء نو سو سنیالیس ہزار
مغل شیب سے کوچ کر کے کسی بلندی پر اتارنا چاہتے تھے کہ ناگاہ شیرشاہ نے مثل سابق کے موقع
پا کر فوراً حملہ کیا اور لشکر مغل جن کے دل میں بار اول کی ہیبت جھانی ہوئی تھی بغیر جنگ بھاگ کھڑے
ہوئے اور جنت آشیانی نے دریا میں گھوڑا ڈال دیا اور بشت تمام پار ہو کر لاہور کا راستہ لیا
اور جب شیرخان نے لاہور تک تعاقب نہ چھوڑا تو جنت آشیانی جانب سندھ روانہ ہوئے۔
شیرشاہ نے خوشاب تک تعاقب کیا اور وہاں تھیل خان و غازی خان و فتح خان بلوچ دوانی جو
بلوچوں کے سردار تھے شیرشاہ سے ملے اور شیرشاہ نے کوہستان سندھ و حوالی کوہ بالٹاک کو خود شیب
کر جہان جہان قلعہ بنانے کی ضرورت دیکھی قلعہ بنایا اور ٹنگ پاس قلعہ رہتاس بنایا۔ اور
اس وقت اپنے غلام خواص خان کو جس کی لیاقت و مردانگی کے سبب سے بادشاہ ہو گیا تھا امیر لاہور
بنایا اور مالک محروسہ کا دسواں حصہ اسکی جاگیر قرار دی اور اس کو میرٹ خان نیا بڑی و فوج کثیر کے
ساتھ رہتاس کے مقام پر چھوڑ کر ہندوستان کی طرف لوٹا اور جب اگرہ میں پہونچا تو سنا کہ
خضر خان شروانی جو اس کی جانب سے بنگالہ کا حاکم تھا سلطان محمود بنگالی کی لڑکی سے شادی کر کے
شاہی طور و طریقہ سے بہرہ کرتا ہے شیرشاہ بیدار مغز ہو گیا تھا فوراً اس کے تدارک کے لیے جانب بنگالہ
کو چل گیا اور خضر خان شروانی استقبال کے واسطے آیا تو قید ہو گیا اور شیرشاہ نے ولایت بنگالہ کو
چند آدمیوں میں مقسوم کر کے طوائف الملوک پیدا کر دی اور قاضی فضل کو جو ولایت کردہ کے علما
میں سے دیانت و امانت میں مشہور اور نہام خاص فیض زبان زد خواص و عوام تھے اس ولایت کا
امین مقرر کر کے صلاح و فساد انکے اختیار میں کر کے اگرہ کو واپس ہوا اور ۱۱۹۹ء کو رسوا چاس پھری
میں ولایت مالوہ سحر کر کے لیے سوار ہوا اور اس کے امراء میں سے شجاعت خان افغان نے
قلعہ گوالیار کا محاصرہ کیا تھا اور آخرا بدلتا سم بیگ کو جو جنت آشیانی کی طرف سے حاکم تھا قلعہ
نے نکال کر ملازمان شیرشاہی کو قلعہ پر منصرف کر چکا تھا۔ شیرشاہ جب مالوہ پہونچا تو ملو خان حاکم
مالوہ جو غلجی بادشاہ کی طرف سے مالوہ پر حاکم تھا بطور صلح کے بغیر بلائے چلا آیا اور شیرشاہ سے
ملا لیکن چند روز بعد ہم و ہراس کی وجہ سے بھاگ گیا اور شیرشاہ نے حاجی خان کو مالوہ پر حاکم کیا
اور شجاعت خان کو بھی سیواس میں جاگیر دیکر وہیں چھوڑا اور خود تعقیب و کی طرف متوجہ ہوا اور
ملو خان اس کے بعد مالوہ میں آکر حاجی خان و شجاعت خان سے ملا اور شجاعت خان سے
شکست کھا کر بھاگ گیا لہذا شیرشاہ نے شجاعت خان کو مالوہ پر حاکم کیا اور حاجی خان کو طلب کیا اور
جب رتنپور کے قریب پہونچا تو چالاک الچی بھیکر قلعہ کو سلطان محمود اودھی کے ملازمین سے بطور صلح
لے کر اگرہ آیا کہتے ہیں کہ جب ملو خان کھڑے ہوئے و بھاگنے کی خبر شیرشاہ کو پہونچی تو فی البدیہہ یہ

کہا سب باماچہ کر دیویری ملو غلام گیری شیخ عبدالحی ولد شیخ جمالی نے دوسرا مصرع عرض کیا ع
تولیت مصطفیٰ را لاخیر فی عبیدی شیر شاہ نے آگرہ میں ایک سال قیام کر کے لشکر و ملک کا
انتظام کیا اور مہیت خان حاکم برہتاس کو لکھا کہ ملتان کو بلوچوں کے قبضہ سے نکال لے یہ اس نے
فتح خان بلوچ سے جنگ کر کے ملتان فتح کر لیا۔ شیر شاہ نے اسکو اعظم ہمایوں خطاب دیا اور ۹۵۰ نو
سو پچاس مین معلوم ہو کہ پورن مل ولد راجہ سلہری پور پینہ نے قلعہ اسپین مین علم تغلب بلند کیا اور
اس نواح کے بہت سے پرگنات پر قبضہ کر کے دہرا دھرم اور عورتیں اپنے جرم مین بطور قاصد پاتریوں
کے رکھی مین شیر شاہ حمیت اسلامی سے جوش مین آیا اور قلعہ اسپین فتح کرنے پر عازم ہوا جب
درت محاصرہ دراز ہوئی تو شیر شاہ نے صلح کی گفتگو شروع کی اور پورن مل سے عہد و پیمان کیا کہ اسکو
جان کا ضرر نہ پہونچا دے گا۔ پورن مل مع زن و فرزند اور چار ہزار نامی راجہ پورن کے قلعہ سے باہر
مقیم ہوا اور شیر شاہ کو علاقے وقت مین سے رفیع الدین صفوی نے فتویٰ دیا کہ پورن مل کو قتل کرنا روا ہو
باوجودیکہ عہد و پیمان تھا یہ فتویٰ دیا۔ شیر شاہ نے تمام لشکر و فیلان کوہ پیکر کو بھیجا اسکے لشکر کو محاصرہ کر لیا
پورن مل و راجہ پورن نے موت پر آمادہ ہو کر زن و فرزند کو ہلاک و سوختہ کر کے اس طرح پر دانہ کی طرح ہاتھیوں
و تلواریں و بیڑوں پر گرے کہ کارنامہ رستم و اسفندیار کھیل ہو گیا اور شیر شاہ و ہنسے آگرہ مین آیا اور چند ماہ کے
بعد تازہ لشکر کا انتظام کر کے ولایت مارواڑ کی تسخیر پر آمادہ ہوا اور ہر منزل پر لشکر کے گرد خندق بنوا
اور ہوشیاری و احتیاط سے کام لیتا تھا جب زمین ریگستان آگئی اور قلعہ بنی مکن ہوئی تو اس نے
راے صاحب عقل و درہن سے حکم دیا کہ پورن مین بالو بھر کتے اور بڑھکے قلعہ بندی کریں اور
سب سے پہلے اسے راجہ مالدیو کا قصد کیا جو ناگور و جو دھپور کا حاکم تھا اور ہندوستان کے راجوں
میں سب سے زیادہ لشکر و شہر رکھتا تھا اور مالدیو بھی قریب پچاس ہزار راجپوت لیکر چند منزل پر بٹھکے نواح
اجیر مین شیر شاہ کے مقابل آئے اور قریب ایک ماہ تک دونوں لشکر برابر رہے لڑائی مین کوئی سبقت
نہیں کرتا تھا اور شیر شاہ نے اسکی جمعیت کثیر دیکھ کر توہم کیا اور اپنے آنے سے پشیمان ہوا۔ چونکہ مالدیو حقیقت
میں اس مملکت کا دارلہ نہ تھا بلکہ زبردستی اس نواح کے راجاؤں کو مطیع کر کے ہمارا جہن بٹھیا تھا
اس موقع پر جن راجاؤں کو صدمہ پہونچا تھا فرصت پا کر شیر شاہ کے سپر اور شیر شاہ کے مشورہ سے انھوں
ہندو سی زبان مین مالدیو کے سرداروں کی طرف سے شیر شاہ کے نام خط لکھے کہ اتنی مدت تک ہم لوگوں نے
بھجوری مالدیو کا ساتھ دیا اور اس کے ظلم سے اور وقت کے منتظر رہے اب خدانے آپ ایسے بادشاہ کو
بھجوا دیا کہ اس سے ہمارا انتقام لے ہم نہ دل سے آپ کے شکر مین جس وقت آپ کی فوجیں قریب آئیں گی
ہم مالدیو سے جدا ہو کر آپ سے ملحق ہو جائیں گے۔ اولان خط ط کے جواب مین شیر شاہ کی طرف سے ان راجاؤں
کے نام جواب لکھے کہ خاطر جمع رکھو ان شاء اللہ تعالیٰ بوقت کے تمہارے قلعہ مورونی تم کو دیکر تمہاری
عزت و تکریم کی جانتی اس عرصہ مین جو کچھ دو لٹو اسی کو سکو مین دریغ نہ کرنا۔ پھر ان جلی خطوں کو ترکیب
سے مالدیو کے ہاتھ پہونچا دیا۔ مالدیو ان خطوں کو دیکھ کر ہراسان ہوا کیونکہ اسکو ہمیشہ اپنے امرا کی طرف سے

اندیشہ رہتا تھا اور اس نے ایک سردار کو مختصاً نام سے بطور امتحان مشورہ کیا کہ کیا آگے بڑھوں۔ اس نے
 خیر خواہی کے طور پر کہا کہ یہی موقع ہے حضور بڑھو۔ یہی سردار سب میں زیادہ شجاع و قوی تھا۔ اب مالدیو کو
 یقین ہو گیا کہ ضرور یہ سازش رکھتا ہے اور فی الفور پلٹ جانے پر آمادہ ہو گیا اور امرار نے ہر جہت
 کی کچھ فائدہ نہ ہوا آخر ان کو معلوم ہوا کہ اس قسم کے خطوط آتے ہیں تو سب نے ان کو جعلی قرار دیا اور
 سمجھا یا کہ یہ مکر و حیلہ ہے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چونکہ تہمت بیو فانی سب کے نزدیک شرم و عار ہے بالخصوص
 حبیل راجپوت تو اس سے بہت ہی عار کرتے ہیں آخر ان امرار نے مالدیو سے کہا کہ ہم لوگوں پر بیو فانی کا
 داغ لگا یا جانا ہے اب ہم کو لازم ہو کہ ہم سب شیر شاہ سے لڑیں خواہ فتح ہو یا ہارے جاویں مالدیو کو اقتدار
 تو ہم چھایا تھا کہ آگے اس ارادہ سے بھی ڈر کر مبادا نزدیکی ہو اور برباد کیا جاوے لہذا رات کو روانہ
 ہوا اور ان سرداروں نے دس بارہ ہزار کی جمیعت سے حیدر آباد کو شہنشاہ مارنے کے ارادہ سے لشکر شیر شاہ
 کا قصد کیا۔ شیر شاہ کے طالع ارجمند سے وہ لوگ رادہ غلط کر کے صبح کو شیر شاہ ہی لشکر کے قریب پہنچے
 اور ازراہ جمیعت وغیرت آمادہ فرگ ہو کر لشکر شیر شاہ پر جو آئنی ہزار سے کسی طرح کم نہ تھا حملہ کیا اور اکثر
 لشکر افغانان کو درہم بہم کر دیا قریب تھا کہ شیر شاہ شکست کھا کر بھاگے کہ اس کے قوت طالع سے حسب اتفاق
 ایک سردار جمال خان حلوانی تازہ دم فوج سے پہنچ گیا اور یہ حالت دیکھ کر فوراً راجپوتوں کی فوج پر پلٹ
 پڑا اور اس ناگہانی حملہ سے راجپوتوں میں زلزلہ پڑ گیا اور زیر دست سردار شل کو بٹھیا و غیرہ کے بارے ہو گئے
 اور راجپوتوں نے شکست کھائی۔ شیر شاہ نے پہلے تو شکست کا یقین کر لیا تھا اب فتح سے شاد ہو کر تسک کیا اور
 کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تھی کہ ایک مٹی جوار باجرہ کے پیچھے میں نے ہندوستان کی سلطنت کھوئی بول بات یہ تھی
 کہ مالدیو کی ملکات اکثر ریگستان بے آب ہو جس میں سوائے جوار باجرہ و سائوان کے دوسری چیزیں مانند
 گہیوں و چاول و جو و نمیکہ و چنے و عمدہ ترکاریوں سے کچھ پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اُدھر مالدیو نے جب یقین کیا
 کہ وہ سب تحریرات مزدور و مکر بھین تو اپنے بہادر امرار کے بیگناہ قتل ہونے سے بہت افسوس کیا اور آخر خود
 کو ہستان جو دھپور میں چلا گیا اور شیر شاہ اس فتح کے بعد چتور گیا اور اس کو صلح سے لے کر تھپور میں آیا
 چونکہ قلعہ رنٹھپور اپنے بڑے بیٹے عادل خان کو دیا تھا اس نے اجازت چاہی کہ چند روز قلعہ میں سامان
 و رسد کا انتظام کر کے حاضر ہو اور شیر شاہ وہاں سے قلعہ کا بیچ کی طرف گیا جو بھلہ تمام قلعوں کے شمار کیا جاتا ہے
 چونکہ راجہ کالنجی نے پورن مل کے بارہ میں بے وفائی و بد عمدی دیکھی تھی مطیع ہوا اور شیر شاہ نے قلعہ کو ہر طرف
 سے گھیر لیا اور سا باطوسہ کو بے نوکر قلعہ پر لڑائی ڈالی اور جہاں خود کھڑا تھا وہاں باروت پھرے
 ہونے لگے ڈبے تھنے جن کو آگ دیکر لوگ قلعہ میں پھینکتے تھے اتفاقاً ایک ڈبہ دیوار قلعہ سے ٹکرا کر اٹل کے
 حقون کے درمیان گر ا اور سب میں آگ لگ گئی جس سے شیر شاہ و شیخ خلیل مرشد و ملا نظام دشمنہ و دریا خان
 شروانی حل گئے اور شیر شاہ نے باوجود اس حالت کے میرجل پر پہنچایا گیا اور جب اس کو ہوش آتا تھا تو باوجود
 بلند تاکید کرتا کہ جان و اور فوج کو تاکید کرو کہ بغیر قلعہ فتح کیجیے واپس ہونو بیاتنگ کہ اسی روز کی شام کو قلعہ
 فتح ہوا اور شیر شاہ نے بھی ہمیشہ کے لئے وہاں سے آنکھ بند کر لی اور یہ ۹۵۲ھ نو سو باون کی بارہویں تاریخ

ربیع الاول بمقامی ۵۰ روزگار بہین حالت میں آئندہ کہ خوب وزشت و بد و نیک درگزردیدم بہیرین صحیفہ میں از خامہ خوشید بگاشتہ سخن خوش باب زردیدم بہ کراے بدولت وہ روزہ گشتہ مستقر بہین مہاش عزم کہ از تو بزرگ تر دیدم بہ شیرشاہ نے پندرہ برس امارت کی اور پانچ سال اکثر بلاد ہندوستان میں بادشاہ رہا۔ بڑا عاقل و مدبر تھا اور اپنے ایام سلطنت میں بہت ایسے کام کئے جن کے اچھے آثار باقی رہے جیسا کہ عاقلانہ نیک کام یہ تھا کہ ستارگانوں بنگالہ سے لیکر دریائے نیلاب تک کہ ایک ہزار پانچ سو کو س ہزار ایک سڑک بنوائی اور ہر کو س ہزار ایک مسجد و کنواں بچھنے بنوایا اور مسجد میں قرآن پڑھانے والا و موزن و امام مقرر کیا اور انکا وظیفہ جاری کیا اور وہاں ایک سرائے بچھنے بنوائی جس کے ایک دروازہ پر مسلمان مسافروں کو کچا و کچا کھانا ملتا تھا اور دوسرے دروازہ پر ہندو مسافروں کو اسی طرح ملتا تھا تاکہ کسی مسافر کو تکلیف نہ ہو اور ہر سرائے میں ڈاک چوکی کے دو گھوڑے رکھے کہ ہر روز ستارگانوں بنگالہ کی اور تھانس لکھ کے تیرہ ہزار عریضیاں لکھواتی تھیں اور اس سڑک کے دونوں طرف میوہ دار درخت لگائے تھے کہ مسافر انکے سایہ میں چلنے و پھل کھانے اور دو طرفہ باغات بھی تھے جن میں ترکاری کے چمن تھے اور اسی طرح آگرہ سے منڈو تک کہ نین سو کو س ہزار اسی قسم کا انتظام کیا تھا اور اس بادشاہ کے زمانہ میں ہن الیہا تھا کہ مسافر آنے والے صحرا و بیابان میں چمان کمین ہو جتے اپنے اسباب کی طرف سے بیوقوف ہو کر اترتے تھے اگر بڑھیا اشرفیوں کا گھوڑا ایسے صحرائیں ہو رہتی تو اس کو چوبکدار کی کچھ ضرورت نہ ہوتی۔ شیرشاہ حسب آئینہ میں ہی سفید ڈاڑھی دیکھتا تو کہتا کہ بادشاہی شام کے قریب میرے پاس آئی ہو اور بہت افسوس کرتا۔ شوکا بھی فوق تھا بلکہ خود بھی ہندوستانی طریقہ کے مضحکہ والے اشارہ کرتا تھا۔ اس کی انگوٹھی کے نگینہ پر یہ سچ تھا۔ مشہور مشہد اللہ یاقی قوا باحد آٹھ ہزار ہمان شیرشاہ بن حسن ممدوقا ٹھہرے اس کے معنی یہ ہیں کہ اسی بادشاہ اللہ بانی ہمیشہ تیرا کارسان ہو بہو۔ شیرشاہ بن حسن سور تو ہمیشہ قائم رہے۔ اپنے اکثر اوقات کو خلافت کے کام میں صرف کرتا اور لشکر کا سرانجام اور رعایا کی غجاری پورے طور سے انجام دیتا تھا اور ہر حال میں عدل و انصاف پر قائم رہتا تھا۔ بیشک اسی شخص نے زندگی بچھل پایا جس کا مرنے کے بعد تکہ نام باقی رہ گیا۔ ایشی عمر نے اس کے مرنے کی تاریخ یوں لکھی ہو کہ شیرشاہی کہ از مہاربت اور شیر و بڑا آب را بہم میجو وہ چون معرفت از جہان بدار بقا بہ گشت تاریخ او ز آتش مروہ و فرسایم شاہ بن شیرشاہ افغان سور کی سلطنت کا۔ جس وقت کہ شیرشاہ فوت ہوا عادل خان اسکا بیٹا کا ولیعہد تھا تھوڑے میں اور چھوٹا فرزند اس کا جلال خان غصبہ ریون توابع بیٹھ میں تھا امرانے جب بچھا کہ عادل خان مسافت و دور را زمین ہو اور حاکم کا ہر ناپرورد ہر سب نے ایچی جلال خان کی طلب میں بھیجا اور جلال خان پانچ دن کے بعد اوردیسے شاہی میں پہونچا اور جیسی اخلن عجب اور دوسرے امرانے کو شش سے ماہ ربیع الاول کی پندرہویں ۹۵۹ھ نو سو واون ہجری میں مین قلعہ کابل میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ساتھ سلام شاہ کے مخاطب ہوا اور خاص و عام کی زبان پر سلیم شاہ مذکور چوہا اللہ حسب سلیم شاہ قائم مقام پد ہو ا اپنے بڑے بھائی عادل خان کو عرضداشت لکھ کر انکا رکھا کہ جو آپ شہر دور دراز میں دفن افرا تھے اور میں نزدیک تھا و اسے تسکین آتش فتنہ و فساد کے آپ کی آشریف آور ہی نکال میں نے افواج کی محافظت کی اور

مجھے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے سوا کچھ چاہ نہیں ہوا اسکے بعد کالنج سے آگرہ کی طرف متوجہ ہو کر جب قصبہ کوڑہ کے نواح میں پہنچا تو اس خان نے اپنی جاگیر سے آن کر ملازمت کی اور سر نہ سے جشن جلوس ترتیب دیکر پھر سلیم شاہ کو امرا کے اتفاق سے سرحد سلطنت پر جلوہ گر کیا اور اس کے بعد سلیم شاہ نے دنیا داری کے بموجب ایک مکتوب اور عادل خان کے پاس بھیج کر محبت اور خلاص ظاہر کیا اور ملاقات کا طالب ہوا اور عادل خان نے سلیم شاہ کے ہمراہ کو کہ قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیاز سی اور خواص خان اور جلال خان جلوانی تھے قلمی کیا کہ تم میرے آنے میں کیا صلاح دیکھتے ہو اور سلیم شاہ کو بھی لکھا کہ جو یہ چاروں شخص آنکر میری تسلی کریں تو اس طرف عنان عزیمت معطوف نہایت سلیم شاہ نے ان چاروں امرا کو عادل خان کے پاس بھیجا اور انھوں نے جا کر ساتھ چھرا اور قول کے عادل خان کی تسلی کی اور اقرار کیا کہ اول ملاقات میں آپ کو رخصت دلو انہیں گے اور ہندوستان کے جس ملک میں جہان چاہیں جائیں لیون عادل خان کے ہرگز آگرہ کی طرف متوجہ ہو جائے قصبہ سیکری میں کہ باقل سلطنت فقیر کے آستانہ اور رکھتا ہو پہنچا سلیم شاہ شکا میں مشغول تھا اپنے بھائی کی خبر آمد شکر اس مقام میں کہ ملاقات کے واسطے آراستہ کیا تھا استقبال کر کے ملاقات کی اور محبت برادری کے آثار طریقین سے ظاہر ہوئے لفظ آپس میں بیٹھے پھر آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے سلیم شاہ نے ایک خدرا اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کر کے اپنے توابعین کو سمجھا دیا تھا کہ عادل خان کے ملازمین اور توابعین سے اس کے پاس دو تین آدمی سے زیادہ نہ چھوڑیں لیکن دروازہ میں آدمی کے محتسب بنوئے ایک جماعت کثیر ہر آہٹ کے داخل ہوئی اور اندیشہ اور تہذیب سلیم شاہ کی سست ہوئی تب بضرورت اظہار ملازمت اور چالوئی کو کہہ کر کہیں گئے اب تک ننان سو سرکش اور بے سر کو گھاہ رکھا آئینہ انھیں آپ کے سپرد کرتا ہوں یہ کہہ کر عادل خان کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور نہایت چالوئی کی عادل خان نے جو کر عیاش اور فراغت جو تھا سلیم شاہ کی مکاری اور غریب سے آگاہ ہو کر قبول اور منظور نہ کیا اور تخت سے اٹھ کر سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اہل خود سلام کیا اور مبارکباد دی اسکے بعد ہر ایک اعیان مملکت اور ارکان سلطنت نے مبارکباد لکھ کر لازم نشا اور شرف نظر پیش کیا اور اسی مجلس میں قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیاز سی اور خواص خان نے عرض کیا کہ قول اور عہد جو ہمارے اور عادل خان کے درمیان میں آیا تھا یہ ہو کہ اول ملاقات میں عادل خان کو رخصت دیکر بیاد اور توالیہ اسکی جاگیر میں مقرر ہووے سلیم شاہ نے قبول کر کے عادل خان کو بیاد کی طرف رخصت کیا اور عیسیٰ خان نیاز سی اور خواص خان کو ہرگز آگرہ کی طرف متوجہ نہ کیا اور سلیم شاہ نے دو تین عہدین کے بعد غازی محلے کو جو محرمون اور مقبولوں سے عقاب بٹری ملائی تھی حکم دیا کہ عادل خان کو گرفتار کر لاءے عادل خان یہ خبر سن کر خواص خان کے پاس میوات میں گیا اور سلیم شاہ کے لشکر کے ہمارے گھر کے مالان ہو اور خواص خان کا دل بھرا آیا اور غازی محلے کو طلب کر کے وہی بٹری اس کے پاؤں میں ڈالی اور نشان مخالفت بلند کیا اور اس امر کو سلیم شاہ کے ہمراہ تھے ہر ایک کے نام خط تحریر کر کے اپنا متفق کیا اور با اتفاق عادل خان لشکر جزا ہر ایک پر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیاز سی نے جو قول عہد میں داخل تھے سلیم شاہ سے بوجہ ہو کر عادل خان کو ترغیبات تحریر کر کے یہ اقرار کیا کہ کچھ رات باقی رہے عادل خان آپ کو آگرہ میں پہنچا دے تو لوگ بے حجاب مانع سلیم سے جدا ہو کر اسکے پاس آسکیں اتفاقاً عادل خان اور خواص خان جب قصبہ سیکری میں کہ بارہ کوئی گڑھ سے پہنچے شیخ سلیم کی ملاقات کے واسطے کہ مشائخ و سنت سے تھے گئے اور جو کہ وہ شب بربات تھی خواص خان کو نماز کے واسطے جو کہ اس شب میں مقرر ہی توقف اور اہمال حاصل ہوا ہر دن پڑھے آگرہ کے نواح میں داخل ہوئے سلیم شاہ نے اس آگاہ ہو کر سر اسب

قطب خان نائب امیر سی خان نیازی اور دیگر امراء سے کہا کہ اگر مجھے عادل خان کے بارے میں برصغیر واقع ہوئی تو جو شخص
اور سی خان نے کسی واسطے مجھے آگاہ نہ کیا جو میں اندیشہ فاسد سے باز آتا قطب خان نے سلیم شاہ کا اضطراب بیکر کہا کچھ
اندیشہ نہیں ہو بھی اختیار باقی ہو اس غساد کی تسکین کا میں ضامن ہوں سلیم شاہ نے قطب خان نائب اور دوسرے امراء کو
فی الحقیقہ اتفاق عادل خان سے رکھتے تھے اس بہانہ سے کہ جس طرح ہو سکے حرف صلح اور صلاح درمیان میں لاوین
رخصت کیا کہ عادل خان کے پاس جاوین اور ارادہ جس کا یہ تھا کہ اس جماعت کو اپنے پاس سے دور کر کے قلعہ خیار
کی طرف غزائنہ لانے کے بہانہ سے فرار کرے اور دوبارہ سامان جنگ اور افواج فراہم کر کے جنگ و محاربت میں مشغول ہو
جیسی خان نیازی نے سلیم شاہ کو اس امر سے مانعت کی اور کہا اگر آپ کو اور آدمیوں پر اختیار دینا ہو جس ہزار افغان
فرقی وغیرہ ایام شہزادگی سے آپ کے نوکر خاص اور محل اعتماد میں باوجود اس قدرت اور کثرت کے تعجب کا مقام
ہو کہ آپ دولت خداداد پر بھروسہ سائنین ملے تو ان کو تو پر غلٹیا کرتے ہیں اور امراء ہر خیر کہ مخالفت جانی رکھتے ہوں غنیم
کے پاس بھیجا حرم اور احتیاط سے بعید ہو پس لایق اور ہزار داریہ ہو کہ آپ شخص نفیس تمام لشکر پرست کی مدد
کا رنارین رونق افرا ہوں اور پائے ثبات محکم فرمائیں کوئی شخص آپ کے حضور سے دشمن کی طرف نجاو گیا سلیم شاہ نے اس
بات سے قوی دل ہو کر استقامت کی اور قطب خان نائب اور دوسروں کو کہ رخصت نہی تھی پھر طلب کر کے فرمایا کہ میں
اپنے ہاتھ پھینکوں کیونکہ غنیم کے سپرد کروں شاید کہ بدی بھٹار سے حق میں اندیشہ کرے یہ کہ کرب پر آمادہ ہوا اور شہر سے برآمد
ہو کر میدان میں ایستادہ ہوا کہ لوگ کہ عادل خان سے ہزبان تھے سلیم شاہ کو موکہ میں بیکہ کشرم سے داخل یساوول ہوئے اور
اطلا ہر بلکہ اگر وہ میں جنگ واقع ہوئی تاہم بدات آسانی نے سلیم شاہ پر زور ایش غزائی سنگ تفرقہ عادل خان اور جوہر خان کی جمعیت
میں دالا اور جوہر خان اور جیسی خان نیازی میوات کی طرف راہی ہوئے اور عادل خان تنہا چلے میں جا کر ایسا منقود الحفر ہوا کہ کسی نے
اس کے احوال سے خبر نہ پاکی اور معلوم نہوا کہ اسکا آل کیا ہوا پھر سلیم شاہ نے جوہر خان اور جیسی خان کے لواحقین میں لشکر تعین کیا
اور جوہر پور میں آتش جنگ فروخت ہوئی اور سلیم شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اس کے بعد جب دوسرا لشکر لگ کر پہنچا جوہر خان
اور جیسی خان تاہم استقامت نہ لائے کہ وہ کیا یوں کی طرف بھاگے سلیم شاہ نے قطب خان نائب کو اور ایک جماعت دیگا کہ سر پر
نیشات کی اور اسے جا کر دھن کوہ کیا یوں میں قیام کیا اور ہمیشہ دھن کوہ کو ناخت و تاراج سے خراب کرنا تھا اس وقت سلیم شاہ
نے جوہر چنار کی طرف عزیمت کی آٹھارے راہ میں جلال خان حلوانی اور اس کے بھائی کو اس اتفاق کے سبب عادل خان
سے رکھتے تھے مامور کو کہ قتل کیا پھر چنار میں جا کر خزانہ برآوردہ کر کے گوالیار میں بھیجا اور خود بجایاب آگاہ مراجعت فرمائی
اور جوہر قطب خان عادل خان کے بلانے اور احلیہ فتنہ میں دخول تھا بسبب اس خوف و ہراس کے کہ وہ کیا یوں کے دھن سے
فرار کر کے لا جوہر میں مہیت خان نیازی امیر طلب باعظم ہمایون کے پاس گیا سلیم شاہ نے اعظم ہمایون پر حکم نافذ کر کے
قطب خان نائب کو طلب کیا اعظم ہمایون نے حکم کے موافق قطب خان کو سلیم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور شاہ نے انکو مع چند
محبوس دیگر کے کہ چل چوہ نفر تھے قید کر کے اپنے ہنوی شہناز خان لوحالی کے پاس گوالیار میں بھیجا اور شجاعت خان حاکم مالوہ
اور اعظم ہمایون کو طلب کیا شجاعت خان نے آنکر ملازمت کی اور اعظم ہمایون متون ہو سلیم شاہ نے شجاعت خان کو پھر مالوہ
کی طرف رخصت کیا اور خود غزائنہ لانے کے واسطے رہتاس کے سمت سراہو اور سعید خان یعنی اعظم ہمایون کا بھائی کہ ہمیشہ
حضور میں حاضر رہتا تھا ارادہ سے فرار کر کے لا جوہر گیا سلیم شاہ بھی راہ سے باز گشت کر کے آگاہ میں لیا اور لشکر کے حصار کا حکم دیا

نئی دہلی کی طرف رونق افزا ہوا اور حکم کیا کہ گرد اگر دشر اور اس قلعہ کے کھایوں بادشاہ نے قہر کیا تو ایک حصار گچ و سنگ سے تیار کریں اور جب سلیم شاہ کی خبر توجہ دہلی کی طرف شجاعت خان کو پہونچی شجاعت خان انہارا خلاص کے واسطے مع اکابر جماعت خالصان سلیم شاہ کے رو برو آیا اور استمالت پائی اور سلیم شاہ نے چند روز دہلی میں قیام کیا اور لشکر کو آراستہ کر کے لاہور کی عزیمت کی اور اعظم ہمایوں خان مع طالبہ مخالفان با لفاق خواص خان اور لشکر پنجاب کہ سلیم شاہ کی افواج سے وہ چند تھا مقابلہ کے واسطے چلا اور قصہ انبالہ کے لواحق میں دونوں لشکر قریب ہوئے کتے میں کہ جب سلیم شاہ لشکر نیاز یوں کے قریب فروکش ہوا تو خود مع سقر یوں کے چند اشخاص کے لشکر نیاز یوں کے مشاہدہ کو حاکم ایک پشت پر چڑھا اور جب نظر اسکی آنہر پڑی اس مقام میں ایستادہ ہو کر کہا کہ میری عزت و ناموس میں نہیں مانتا ہوں کہ باغی کر دیکھ کر صبر کروں بھو افسروں کو حکم دیا کہ صفوں جنگ آراستہ کر کے عزیمت جنگ کرو اور اس شب کو کہ صبح اس کے جنگ ہوئی اعظم ہمایوں ان کے بھائی نے خواص خان سے حاکم کے نصب کرنے کے واسطے مشورہ کیا تھا کہ حاکم کون ہو خواص خان نے کہا تھا کہ عادل خان کو تلاش کر کے حاکم کرنا چاہیے اور اعظم ہمایوں اور اس کے بھائی نے کہا تھا کہ بیعت کا سیراٹ نکیر دے کہ تا نزد تین دو دستی یہ ہے چنانچہ اس مقدمہ کے سبب ان کے درمیان میں کدورت پیدا ہوئی جب کہ صفوں آراستہ ہوئیں اور طریق مقابل ہوئے خواص خان نے جنگ ہرمت کر کے فوج کے باہر نکل گیا اور نیاز یوں نے حتی المقدور مقابلہ اور محاربہ کیا جو کہ لشکر امی کا نتیجہ شامت و ندامت ہو یہ بھی بھاگ گئے اور فتح غنیمی سلیم شاہ کو نصیب ہوئی بہت کسی راکر دو لست کڑ باوری کہ آرد کہ باد سے کندہ اور سے بد سید خان یعنی برادر اعظم ہمایوں مع دس آدمی ہمارے ہوں گے جو صلح تھے اور کوئی شخص اسے نہیں پہچانتا تھا اس نے چاہا کہ میں سہا کہاد کے بیاد سلیم شاہ کے پاس ہو چکا ہوں گا کام تمام کروں جب گیا ایک خلیبان نے اسے پہچان کر نیزہ مارا اور وہ خیلان جنگی کے حلقہ اور سلیم شاہ کی فوج خاص کے دہائی طرف سے برآمد ہو کر نکل گیا الفصد نیاز یوں نے شکست کے بعد مدھکوٹ کی طرف جو رہ کے قریب ہو فرار کیا سلیم شاہ تلوہ رہتاس تک جنگ کر سکے والد نے قہر کیا تھا اس کے تعاقب میں گیا اور خواجہ اویس شروانی کو مع لشکر قوی نیاز یوں کے سر پر تعین کر کے خود بدوت و قبال ہگرہ کی طرف حرکت کی اور وہاں سے گوالیار میں آیا اس وقت ایک دن شجاعت خان قلعہ کے اوپر سلیم شاہ کے اگاڑی جاتا تھا اکبر شخص عثمان نامے کہ شجاعت خان نے اسکا ہاتھ قطع کیا تھا میرا کہیں کر کے فرصت وقت کا جو یا تھا اکیلا رگی برج کی طرح جست کی اور ایک وار شجاعت خان پر کیا شجاعت خان زخمی ہو کر اپنے مکان پر گیا اور گمان کیا کہ شخص سلیم شاہ کے خواص اس کا درگاہ پر پہونچا ہو یہ سوچ کر گوالیار سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گیا سلیم شاہ نے منہ دیکھ اسکا بھیجا کیا اور جب شجاعت خان بالمرطہ میں آیا جیسی خان سرد کو تنہا میں ہوا اور سوار ہو میں چھوڑ کر خود حرکت کی اور یہ سوچ کر کہ شاید اس کو چون سیر میں واقع ہوا تھا اور خواجہ اویس شروانی کہ اعظم ہمایوں کے سر پر تعین تھا مدھکوٹ کے اطراف میں اس نے لڑا اور شکست پائی اور اعظم ہمایوں قیامت کر کے نو شہر تاک آیا سلیم شاہ نے یہ خبر سن کر لشکر گران تربیت بک نیاز یوں کے دفع کے واسطے بھیجا اعظم ہمایوں پھر پلٹ کر مدھکوٹ میں گیا جب سلیم شاہ کا لشکر مدھکوٹ کے قریب پہونچا نیاز یوں نے محاربه کیا اور شکست فاش کھائی اور اعظم ہمایوں کی ماں اور زن و فرزند اسیر ہوئے چنانچہ اسیروں کو سلیم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور تمام نیاز یوں کھانوں کے پاس منہ لگئے اور بہانوں پر کہ کشمیر کے متصل میں در آئے سلیم شاہ مع لشکر گران نیاز یوں کی آتش فساد کی تسکین کیڑے سٹے سوار ہو کر پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور وہیں تک بھاگ ان سے محاربه اور محاربہ اور ان دنوں میں ایک شخص نے تنگ ہستہ

میں کہ اس وقت سلیم شاہ کوہ ماہنگوٹ پر چڑھتا تھا شمشیر برہنہ کر کے اس کے قتل کا قصد کیا سلیم شاہ کمال حتیٰ اوچلا لکی سے اُسے غالب آیا اور ان واحدین اُس کا کام تمام کیا اور وہ تلوار بچانی جو کہ خود اقبال خان کو بخشی تھی اور جب بھکران منسوب ہوئے اور ان میں قوت باقی نہ رہی اعظم ہایوں کشمیر میں آیا حاکم کشمیر سلیم شاہ کے ملاحظہ سے نیا زیون کا سدراہ ہوا نیا زیون نے بھی صف جنگ آراستہ کی آؤ کو اعظم ہایوں اور سعید خان تیغ کے کھاتے اترے حاکم کشمیر نے اُس کے مکر کاٹ کر سلیم شاہ کے پاس بھیجے اور سلیم شاہ نے نیا زیون کی ہم سے فراغ حاصل کر کے مراجعت کی اس وقت میرزا کامران جنت استخیانی سے بھاگ کر سلیم شاہ کے پاس پناہ لایا اور سلیم شاہ نے از روئے نخوت و تکبر پیش آن کرنا لائق سہلک کیا اس سبب سے میرزا کامران سلیم شاہ کے روبرو سے مفرد رہا اور کوہ سواکھ میں دم لیا اور وہاں سے ولایت بھکران میں گیا اور سلیم شاہ نے دہلی میں جا کر چند روز قیام کیا اور اُس وقت خبر آئی کہ ہایوں بادشاہ آہب نیلاب کے کنارے پہنچا کہتے ہیں کہ اس وقت سلیم شاہ اپنے گلے میں جو کلمہ لگا کر خون کھلاتا تھا اُس وقت سوار ہو کر روانہ ہوا اور اول روز تین کوس پہنچا کہ مقام کیا اور جو کہ تو بچا نہ آراستہ ہمراہ رکھتا تھا اور اُسی عرصہ میں بل اسبابہ کے پرگنوں میں گئے تھے اور وہ چلتے میں جلدی کرتا تھا فرمایا کہ پیادے بجائے کاتوا اور بھینچیں پھر ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار پیادے لکھنے لگے اور وہ بسرعت تمام لاہور کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ ہایوں بادشاہ نے پیشتر مراجعت کی تھی چنانچہ اپنے موقع پر مذکور ہوگا سلیم شاہ نے بھی لاہور سے معاودت کر کے قلعہ گوالیار میں قیام کیا اتفاقاً ایک روز اترے کے فوج میں شکار کرتا تھا ایک جماعت مفسدون کی بعض آدمیوں کے اغواء سے اُس کے سدراہ ہو کر مقام غدر میں ایستادہ ہوئی اور محجب اتفاق سلیم شاہ نے دوسرے راستے سے مراجعت کی اور وہ جماعت بیکار ہو کر معطل ہی اور جب حقیقت سلیم شاہ کے گوشہ ہوتی بہادر الدین اور محمود اور دیگر کو کہ قتل کے بانی تھے قتل کر کے گوالیار میں ترار پڑا اور پھر جس کو اپنے امرا سے کسی ساتھ قوت اور غلبہ کے گمان لیجا تا تھا اگر قتل کر کے قید کرنا تھا اور گردن مارنا تھا یہاں تک کہ وہاں خان کہ شجاعت میں رستم زمان اور سخاوت میں حاتم دوران تھا اُس سے متوہم ہو کر کوہ بکوہ اور صحرایہ پھر تارخا اور سرگردانی سے تنگ ہو کر ۹ نومبر ۱۷۵۷ء کو لاہور میں آجی میں امان کے ساتھ تاج خان کرانی کے پاس کہ اُس کے ایک امراے معتبرین سے تھا اور پھل میں قیام رکھتا تھا آیا اور تاج خان نے سلیم شاہ کے حکم کے موافق فقہ عہد کے تیغ غدر سے اس کو قتل کیا اور اُس کے آدمیوں نے تابوت اسکا دہلی میں لیجا کر پوہ نذر میں کیا اور اہل ہند اسے جلد اہل دند سے شمار کرتے تھے اور اُس کو خواص خان دلی کہتے تھے چنانچہ اسکا قتل مبارک بنو اٹھوڑے عرصہ میں یعنی ابتداء سے ۹ نومبر ۱۷۵۷ء میں سلیم شاہ کی مقتول میں ایک دانہ ذیل کا برآمد ہوا اور دردی شدت سے اسے قصہ لیکر خون کھلایا اور گھر سے نکلا تو جو انگلی اور گر گیا بدست اس کے سلطنت کی لوہرس تھی نیلاب سے بنگالہ تک شیر شاہ کے مسافر سرائوں کے پنج بیچ میں ایک ایک مسافر سے اور آباد کر کے ہر ایک سر امین طعام بخیتہ اور تمام دیہاتیں شیر شاہ مسافروں اور محتاجوں اور تو انگوڑوں کے واسطے مقرر کیا اور اسی سال محمود شاہ گجراتی اور بیربان نظام الملک بھری نے بھی وفات پائی اور ہر مولف نے تاریخ اس واقعہ کے زوال خسروان پائی اور تفصیلاً سے غریب سے جو سلیم شاہ کے زمانے میں واقع ہوئے واقعہ شیخ علانی ہر تفصیل اسکی سبیل اجمال یہ ہو کہ اُن کے یاب کا نام حسن تھا اور وہ حضرت شیخ سلیم کے خلیفہ ہو کر تائبہ بیان میں سجادہ شریفی پرارشا یعنی ہرست طالبوں کو کرتے تھے حبیب رخت ہستی عالم بقا کی طرف لکھنی شیخ علانی کہ اولاد ارشد حضرت کے تھے اور فضیلت

و دانشمندان امتیاز تمام رکھتے تھے اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوئے اور طالبان حق کی ہدایت میں مشغول ہوئے اتفاقاً شیخ عبدالصمد افغان نیاز سیلیم حبیبی کے مریدان نامی سے تھے سفر مکہ معظمہ سے معاودت فرما رہے اور روش مند وہ کہ سید محمد جوہری کو مدعی موعود جانتے ہیں اختیار کر کے بیابان میں رحل اقامت ڈالی اور جب شیخ علانی کو وضع اس کی خوش آئی اس کی صحبت کے خلیفہ ہوئے اور آیا و اجدا کا طریق ترک کر کے خلافت کو برداشت مند وہ دعوت کرنے لگے اور برسم اس طائفہ کے شہر کے باہر شیخ عبداللہ افغان نیاز سیلیم کے ہمسایہ میں توطن کیا اور ساتھ ایک جماعت کو تیار کیا اپنے سے کہ ساتھ ان کے متفق و موافق ہوئے تھے بطریق توکل اور بقرہ لیسر لپٹے تھے اور ہر روز نماز نہایت توجہ سے پڑھتے تھے کہ جو شخص اس مجلس میں حاضر ہوتا تھا ایک ان دو کام سے کرتا تھا یا مہلک قطعاً اپنے کام کے واسطے بناتا تھا اور کربلا و عیال کر کے دائرہ مدویہ میں داخل ہوتا تھا یا رعاصی اور مناسی سے تائب ہو کر ساتھ سید محمد جوہری کے گرویدہ ہوتا تھا اس کے بعد اگر کشت اور زہمت یا تجارت کرتا تھا تو دسواں حصہ راہ خدا متغالی میں صرف کرتا تھا اور بہت کثرت سے ایسا ہوا کہ باپ بیٹے سے اور بھائی سے بھائی سے اور زن سے شوہر سے مفارقت قبول کر کے راہ فقر و قناعت اختیار کی اور نذر اور فتوح جو کہ ان کے پاس آتے تھے چھوٹے اور بڑے علی السوید شریک تھے اور اگر کچھ ہم نہ پہونچتا تھا دو تین روز فاقہ میں بسر کرتے تھے اور اطہار نہ کرتے تھے اور پاس نفاس میں اوقات معروف رکھتے تھے اور سپر اور شمشیر اور ہتھیار ہر وقت اپنے ہمراہ لے کر شہر اور بازار یا جس مقام میں نامشروع دیکھتے تھے اول ساتھ رفیق اور مددگار کے منع کرتے تھے اور اگر نرمی کرنا پیش نہ جاتا تھا قہراً اور جبراً اس نامشروع کو قیود دیتے تھے اور حکام شہر سے شخص کو گانے مانع تھا اور میں اس کے کوشش کرتے تھے اور جو کہ منکر تھا قدرت منع اور ان کے مقاومت میں نہ رکھتا تھا اور جب شیخ عبداللہ افغان نیاز سیلیم دیکھا کہ یہ ماجرا ساتھ خاص و عام کے پڑا ہو اور فساد و عنقریب برپا ہوا چاہتا ہو شیخ علانی کو سفر حجاز کی دالست کی اور شیخ علانی ساتھ اسی وضع اور حالت کے معین ہوئے سفر حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جب خواہیں پور میں کہ جو دھپور کے حدود میں واقع ہے پہونچے خواہیں خان مشہور ان کے ہتھیار اور ان کے معتقدان کے مسلک میں منسلک ہو لیکن تھوڑے عرصہ میں فساد و ہمدردی کا دل میں لا کر ان سے مخوف ہوا اور شیخ علانی اس معنی کو سمجھ کر ساتھ اس بہانہ کے کہ امر معروف و نہی منکر میں بوجہی اطاعت نہیں کرتا ہے اطہار و بخش خواہیں خان سے کر کے خواہیں پور سے برآمد ہوئے اور سفر حجاز کی عزیمت فتح کے بیان کی طرف ملت گئے بولن دہون میں سلیم شاہ آگرہ میں تخت سلطنت پر تھکن ہوا تو شیخ علانی سلیم شاہ کے طلب کے موافق آگرہ میں گیا اور ان کی مجلس میں حاضر ہو کر بادشاہ جون کے رسوم اور آداب کا مفید نوا سلام مشروح سلیم شاہ پر کیا اور سلیم شاہ نے کراہت کے ساتھ علیک السلام کہا اور یہ بات اس کے مقربوں پر دشوار ہوئی ملا عبداللہ سلطان پوری المحاطب بخدم الملک نے مقام انکار شیخ علانی میں ہو کر قیدی اس کی قتل کا دیا اور سلیم شاہ نے میرزا رفیع الدین آبخوار ملا جلال الحیدر دہشتی اور ملا ابوالفتح بھائی سیڑی دور دیگر علماء سے وقت کو حاضر کر کے شخص اس قضیہ کی حوالہ ان کے کی اور سلیم شاہ کے حضور مجلس بحث منعقد ہوئی شیخ علانی کسی پر غالب ہوتا تھا بلکہ منسوب ہو کر جواب سے عاجز آتا تھا اور کلام مجید کی تفسیر رجوع کر کے اس طرح سے آیات کے معانی بیان کرتا تھا کہ سلیم شاہ کے دل میں اثر پذیر اور ذہن نشین ہو جاتے تھے اور اس سے کہتا تھا کہ شیخ اس دھوبی باطل مدویہ سے

باز آؤ تجھے اپنے تمام قلو پر محاسب کروں اور اتنے میرے بغیر اذن تو امر معروف کرتا رہا اب میرے حکم سے کرتا رہا اور جب شیخ علانی نے
 یہ بات قبول نہ کی سلیم شاہ نے باوجود فتوے ملا عبد اللہ سلطان پوری کے حکم قتل صادر نہ کیا بلکہ قصہ منڈیہ کی طرف
 کہ سرحدوں کی ہرجا خرچ فرمایا اور بہار خان حاکم اُس مقام کا کہ سلیم شاہ کے امراء سے عوام سے تمام لشکر اپنے ساتھ کے
 اُس سے گرویدہ ہو کر اُس کے دائرہ اعتقاد و اخلاص میں در آیا اور محمود الملک نے اس بات کو بہت جری طرح سے سلیم شاہ
 کے دہر نشین کیا اور شیخ علانی کو اُس سرحد سے طلب کیا اور اس مرتبہ پھر سلیم شاہ نے علما کو حاضر کر کے پیشتر سے پیشتر اس
 قضیہ کی تشخیص کی تب ملا عبد اللہ سلطان پوری نے سلیم شاہ سے کہا کہ یہ شخص خود دہر و دہر کا دعویٰ کرتا ہے اور حضرت
 امام ہمدانی آخر الزمان بادشاہ تمام رو سے زمین کے ہونگے اس واسطے تمام لشکر تیرا ساتھ اسکے گرویدہ ہو رہی ہے حتیٰ کہ غزنی تیرے
 بھی پوشیدہ اسکے مذہب میں داخل ہوئے ہیں اور احتمال ہے کہ نقصان تیرے ملک اور بادشاہی میں ظاہر ہو سکے
 سلیم شاہ کسی وجہ سے ملا عبد اللہ کا قول نہ سنتا تھا اور پھر شیخ علانی کہ بہار میں شیخ طریح طیب کے پاس کہ مرو و شہر تھا
 اور شیر شاہ اسکا مستعد ہو کر کفش اسکے باؤں کی سیدی کرتا تھا بھیجا تو اسکے فتوے کے موافق عمل کرے اور سلیم شاہ خود پنجاب
 کی طرف متوجہ ہو کر قلعہ مالکوٹ کی تعمیر میں مشغول ہوا جب شیخ علانی بہار میں پہونچا شیخ بڑھنے موافق فتوے ملا عبد اللہ سلطان پوری
 الخطاب محمود الملک کے فتوے لکھ کر سلیم شاہ کے اہمیدوں کو دیا اس درمیان میں شیخ کو مرض طاعون کہ موت میں شائع تھا عارض
 ہو اور خلق میں اسکے ابا کی ختم چڑا کہ ابا کی انگشت کی مقدار فقیلہ یعنی تہی جاتی تھی اور شیخ سفر بھی اُس پر سزا دہا جب شیخ کو
 سلیم شاہ کے روہر والے قوت گرفتار نہ رکھتا تھا سلیم شاہ نے اہستہ اسکے کان میں کہا کہ تو کہہ دے کہ میں دہر و دہر میں ہوں
 اور مطلق العنان ہوں شیخ نے اسکا کلام نہ سنا سلیم شاہ نے باورس ہو کر حکم دیا کہ چہ تازہ یا نہ مارو لکھا ہو کہ تیرے تازہ یا نہ
 شیخ علانی نے جان قائلین ارواح کو سوچنی اور یہ قضیہ ۵۵۰ نو سو پچیس ہجری میں قیوم میں آیا تھا اور اہل تاج کا ذکر
 اللہ ہو اور سلیم شاہ جب قوت ہو اسکا فرزند کہ بارہ برس کا تھا با اتفاق امر قلعہ گوالیار میں تخت پر بیٹھا اور اسی دن گذرے
 تھے کہ مبارز خان ولد نظام خان سرد نے شیر شاہ کا بھتیجا اور چچر اچھا لکھی سلیم شاہ کا او سال اسکا تھا اپنے بھائی فیروز شاہ کو
 قتل کیا اور وزیر اور امراء کے اتفاق سے خود تخت پر اجلاس کر کے اپنا لقب عادل شاہ رکھا خواجہ نظام الدین گجٹی نے اپنی
 تاریخ اکبری میں لکھا ہے کہ سلیم شاہ نے درجن الموت سے پیشتر اپنی منکوہ مسماۃ بی بی بائی سے بارہ لکھا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند فیروز
 کو دوست رکھتی ہو تو اجازت دے کہ مبارز خان تیرے بھائی کو درمیان سے اٹھاؤں کہ تیرے فرزند کا خاں راہ ہو اور جو
 بھائی کو دوست رکھتی ہو تو اپنے دلہند کی زندگی سے ہاتھ اٹھا کہ اُسے مبارز خان سے خطر ہے میں اُسکی بی بی جواب دیتی تھی
 کہ میرا بھائی عمر حدیش و عشرت میں بہر کرتا ہے اور لغو سار کی طرف اوقات مصروف رکھتا ہے اسکو خیال سامان بادشاہی نہیں ہے
 ہر چند سلیم شاہ اس بارہ میں اُسے ملامت کرتا تھا مگر نہ ہوتا تھا آخر کو سلیم شاہ کے قوت کے بوجہ تیرے دن مبارز خان مع سخاوت
 و الصدا اپنے فیروز خان کے محل میں داخل ہو کر اسکے قتل کے درپے ہوا ہر چند اُسکی ہمیشہ زار زار روک اپنے نو عین کی شفاعت
 کرتی تھی اور کہتی تھی اے بھائی اس بیگناہ کے قتل سے دست کش ہو تو میں اُسے لیکر ایسے مقام میں لیجاؤں کہ کوئی اس سے
 نشان نہ دے فائدہ نہ کیا آخر اس سنگدل نے اُس طفل معصوم کو مہید و رقتور تیغ جفا سے شہید کیا سمیت برودی کہ ملک
 سر امر زمین پر تیرے ذکر خیر نے چکد بر زمین۔ تو کہ سلطنت محمد شاہ سورا مشہور لجدلی کا مبارز خان کو جب
 سامان بادشاہی ظاہری کا ہم پہونچا اپنا لقب محمد شاہ عادل رکھا اور عوام الناس اسکو بخود الفا اور اضافہ کیا

نسبت عدلی کہتے تھے اور عدلی کو چونکہ بادشاہی کی قابلیت نہ تھی جب ہی اس نے مردم اور اول کمینوں کا ہاتھ پکڑ کر مٹا
 عمدہ شاہی کو ساتھ لے کر رجوع کیا اور سہمی نام ہنود کہ بقال فقیر ریواڑی کا ساکن تھا اور سلیم شاہ نے اس کو
 منصبہ اران جدیدہ کے سلک میں منتظم کر کے چودھری باز کا کیا تھا عدلی نے اس کو صاحب اختیار ملک مال کیا
 اور خود شرب شراب اور صحبت زنانہ وغیرہ دلدارم میں مشغول ہوا اور جو زرخشی اور فیاضی بادشاہ محمد تغلق شاہ کی
 سنی تھی خیال اس کی تقلید کا کر کے ادائے جلوس میں دروازہ خزانہ مفتوح کر کے خلیق کو انعامات و دیکر مستمال اور
 تو انکر کیا اور کتبہ باسن جسکے پیکان میں ایک قول ملا تھا بائنا سے سوار می وغیرہ گوشت کمان میں رکھ کر ہر طرف پھیلاتا
 تھا اور وہ تیر جس شخص کے مکان میں گرتا تھا یا جس کے ہاتھ آتا تھا دس ہزار روپیہ دیکر اس سے لیتا تھا اس
 طریق سے شیر شاہ اور سلیم شاہ کا خزانہ غلوڑے عرصہ میں تلف کر کے آپ کو بادشاہ بزرگ تصور کیا اور مردم خوش طبع
 افغان اس کے کام بے موقع سے اسکو عدلی کی بجائے اندھلی کہتے تھے کس واسطے کہ اندھلی زبان ہند میں کوری اور
 ناہینا بی جو جب سہمی بقال کا تسلط اور استقلال حد سے گزرا اور اسے افغان اسکی بددی اعدہ ہستی سے رنجیدہ اور دیگر
 ہو کر کشتن ہوئے اور ہر گوشہ سے غنہ خواہ بیا رہوا اکثر افسہ سرا طاعت اور فرمانبرداری سے پھیرا اور جو کس شہر
 فرمانبرداری سے بچا نہ لائے اس واسطے عدلی کا دلون اور نظرون میں کچھ وقرا و اعتبار نہ رہا رونق اور نظام اسکی بادشاہی کی ذائل
 ہوئی اور ایک دن قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ میں باعام دیا اور امر سے نامدار حاضر ہوئے اور عدلی جاگیر تقسیم کرتا تھا اس دربار
 میں حکم کیا کہ ولایت قنوج جو محمد شاہ قمری کی جاگیر ہے تجیز دیکر سرست خان شروانی کو دیوین جو کہ دونوں قبیلہ دار تھے اس
 سقدہ میں گفتگو کی سکندر خان ولد شاہ محمد قمری کو جو ان لو خاستہ اور بہادر تھا سردار بارادرو سے درستی بولا کہ اب کلام
 اس نہایت کو پہونچا کہ ہماری جاگیر شروانیان سگ فوڑش کو دیتے ہیں جب کلام بلند ہوا اسکا باپ کہ ضعیف و بیمار تھا
 سکندر خان کو درستی اور نامہ سوار می سے منہ کرتا تھا لیکن اسے یا رے صبر نہ بولا اور باپ شیر شاہ تھے ایک مرتبہ
 آہنی میں قید کر کے ارادہ قتل کا رکھتا تھا آخر کو سلیم شاہ تیرا شفیع ہوا اور اس ہملکہ سے بچے بجات گئی اب گروہ سورتیر سے
 اخراج کا قصد رکھتا ہے تو اس معنی کو نہیں سمجھتا عنذ غیب کچھ نہ جھوڑیں گے اسوقت سرست خان نے کہ بہت بلند قدر
 اور قوی ہیکل تھا ماحقہ سکندر خان کے شانہ پر رکھ کر سمجھا یا کہ اس فرزند یہ تمام دستی کو اسطے ہوا اور سرست خان کا پیادہ
 تھا کہ اس بہانہ سے اسے دستگیر کرے سکندر خان نے اس معنی کو دریافت کر کے ایسا خبر اس کے شانہ پر مارا کہ سرست خان
 فوراً سستون کے مانند زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اور چند لوگ جو کہ اس کے متوجہ ہوئے تھے انہیں بعضوں کو ہلاک
 اور بعضوں کو زخمی کیا اور عدلی اس شور و فساد میں اٹھ کر حرم سر کی طرف روانہ ہوا سکندر خان نے لائق
 کیا عدلی نے کو از بند کر کے زنجیر لگا دی اور اکثر امرا جو کہ دیوانخانہ میں تھے اپنی تلواریں پھینک کر بھاگے سکندر خان
 مثل دیوان سرست کے دو گھوڑی تک جس طرف جاتا تھا ضرباے شمشیر سے قتل کرتا تھا اس دربار میں ہر ہم خانہ
 سوار کہ عدلی کا بہنوئی تھا اور رشتہ میں شیر شاہ کی چچا کی اولاد سے ہوتا تھا ایک جماعت لیکر اس پر حملہ آور ہوا اور ضربت مارے
 شمشیر سے اسکا جسم نازنین پر زے پڑے کیا اور دولت خان لو حافی نے بھی ایک ضربت شمشیر سے کام شاہ محمد قمری کا تمام
 کیا کہتے ہیں اسی دن تاج خان کرائی کہ حمزہ امرا سلیم شاہ سے تھا قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ سے برآمد ہو کر شاہ محمد قمری کے دروازے
 کے قریب اس سے ملاتی ہوا اور شاہ محمد اس سے احوال پوچھنے لگا تاج خان نے جواب دیا کہ کارگر گون ہو ہیں نے اپنا

قدم اس کا رخا سے باہر نکلیا تو بھی آنکھ میری رفاقت کر شاہ محمد نے یہ امر قبول نہ کیا اور عدلی کے سلام کے واسطے گیا اور جاتے ہی مارا گیا تاج خان کوانی نے قلعہ سے برآمد ہو کر جنگ لڑا کہ راستہ لیا عدلی نے ایک فوج اس کے قوا قب میں روانہ کی اور پھر اٹھ کے اطراف میں کہ اگر وہ سے چالیس کوس اور تین سو سے تیس کوس ہو اس کے سر پر پہنچا جنگ میں مصروف ہوئی تاج خان بھاگ کر چار کے جانب متوجہ ہوا اور راہ میں بعضہ عامل خالصہ عدلی پر متصرف ہوا اور نقد و جنس سے جو کچھ ہاتھ لگا خفیہ کیا اور ایک حلقہ فیل کہ سوز نیفیل سے مراد ہو گئیں اس سے لیکر اپنے بھائیوں عمادہ و سلیمان اور الیاس سے کہ حاکم بعض ولایات کنار گنگا اور جوہی پور ٹانڈہ کے کچھ ملحق ہوا اور علم مخالفت بلند کیا اور عدلی بھی کراچیوں کے سر پر فوج کش ہوا اور نہر گنگا کے کنارے طرفین کا متبادل طور پر آیا اس وقت میسوی بقال نے عدلی سے کہا اگر ایک حلقہ فیل آپ میرے ہمراہ کریں اور یہاں سے جو لوگوں کے کراچیوں پر حملہ آور ہوں اور انہیں ہلاک کر کے خاک و تار پڑاؤں عدلی نے وہ سامان مرحمت کیا میسوی بقال نے اب گنگا سے عبور کیا اور جنگ کے بعد غالب آیا اس عرصہ میں ابراہیم خان سور کہ شکت وافر رکھتا تھا عدلی نے اسکی گرفتاری کا ارادہ کیا اور عورت اسکی عدلی کی ہمیشہ بخشی اس حال سے خبردار ہوئی اور شوہر کو آگاہ کیا اور ابراہیم خان جبار سے بھاگ کر اپنے باپ غازی خان کے پاس کہندون کا حاکم تھا روانہ ہوا عدلی نے حبشی خان نیازمی کو اس کے تعاقب کیواسطے مقرر کیا اور وہ کاپی کے قریب اس سے متقابل ہوا اور جنگ واقع ہوئی حبشی خان نیازمی شہنم ہوا اور ابراہیم خان سور شکر فرہم کر کے دارالملک ملی پر تضرعت ہوا اور گرو سک پر اپنا نام جاری کیا اور ضابطہ اپنے نام چھاکر دیا جسے آگرہ کی طرف ناسخ لایا اور اکثر مالک اس حدود کے زیر نگین کر کے استقلال تمام بہم پہنچا یا عدلی نے ناچار ہو کر انبیان سے ہاتھ کھینچ کر چار سے کوچ کیا اور ابراہیم خان سور کے لئے کے واسطے متوجہ ہو چلا یا اسے گنگا کے کنارے پہنچا ابراہیم خان سور نے ایچی اسکے پاس بھیجا یہ پیغام دیا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان شرفی اور عظیم ہائیوں درجنڈا مراے دیگر جو صاحب قندار و زدی ہتیار ہوئی ورنہ ورنہ ہم ملحق و درمیان میں لادین ہتھکڑی کر کے لازمات میں حاضر ہو گا عدلی نے سبیل سے اس جماعت کو روک دیا اور ابراہیم خان سور نے سب کو حسن بلوک سے ساتھ اپنے متفق کیا اور عدلی کی مخالفت اور دشمنی پر ہمارا کیا عدلی نے جب اس امر سے آگاہی پائی قوت مقادرت اپنے سے مغفود و کبھی اور آگرہ اور دہلی سے قطع نظر کر کے چار کی طرف راہی ہوا اور مالک اس طرف کے قلعہ میں لاکر فوج کش ہوا اور استقلال تمام بہم پہنچا یا اور ابراہیم خان سور نے اپنا خطاب ابراہیم شاہ رکھ کر نشان بادشاہی کا بلند کیا اس عرصہ میں احمد خان سور حاکم پنجاب جو شیر شاہ کا چچا زاد بھائی ہوتا تھا اور عدلی کی ایک بیٹی سے بھی جاملہ نکاح میں تھی عدلی کی خبرز بونی اور مشغوبی اور ابراہیم شاہ کے غلبہ اور تسلط کی سنکر اسکو بھی بادشاہی اور سرداری کی ہوس و مانع میں جاگزیں ہوئی اور سہیت خان اور تاج خان کو کہ امراے سلیم شاہ سے تھے ساتھ اپنے بیکدل درکجیت کر کے سکندر شاہ لقب کیا اور دس ہزار سوار لاہور سے لے کر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فرخ کے قریب کہیں کوس بلکہ آگرہ سے ہو کر نزل کیا ابراہیم شاہ نے بھی ستر ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر نہایت شوکت اور عظمت سے استقبال کیا اور فوج کے علاوہ دوسرا میر ہمراہ رکھتا تھا کہ ان میں اکثر صاحب سراپہ وہ و تحمل و علم و نقارہ تھے سکندر شاہ اس کا جہا و چشمہ دیکھ کر ہراسان ورنے آنے سے پشیمان ہوا اور صلح کے دروازہ سے آنکر التماس کی کہ پنجاب مجھے معاف کریں ابراہیم شاہ اپنے لشکر و چشم کی کثرت پر مغرور ہو کر سکندر شاہ کی ملائمت اور تلقین پر ملقت نہ ہوا اور موضع مذکور میں صغوف جنگ راستہ کر کے نقارہ حزنی پر چڑھ کر سی اور جدال و قتال پر مستعد ہوا سکندر شاہ نے ہنر علم امرا کے ہمراہ کر کے دشمن کے مقابل کیا اور خود ایک جماعت جو تاج

جہان دیدہ اور جنگ آزمودہ سے کمین میں ایسا دھوا ہوا ابراہیم شاہ نے حملہ اول میں لشکر پنجاب کو متفرق کیا اور سپاہ
 ہسکی لٹ میں مشغول ہوئی سکندر شاہ قابو دیکھ کر کمین سے برآمد ہوا اور ابراہیم شاہ کے قلب لشکر پر تاخت کر کے ایک
 لحظہ میں اسے منزہ کیا اور مضمون کمین قوت قلبیہ غلبت قوت کثیرہ کا ظہور میں آیا بادشاہ ابراہیم غفلت کی طرف گیا اور
 سکندر شاہ کامیاب ہو کر دہلی اور آگرہ پر متصرف ہوا اور اس کے بعد سکندر شاہ بقصد جنگ ہمایوں بادشاہ پنجاب کی طرف روانہ
 ہوا ابراہیم شاہ سرانجام اپنا کر کے سنبھل سے کالپی کی سمت آیا اس وقت عدلی نے ہمایوی بقال کو کہ اس کا وزیر تھا
 مع سپاہ آراستہ اور فیضان کوہ پیکر اور تو بجانہ خوب چنار سے دہلی اور آگرہ کی تسخیر کے واسطے بھیجا ہمایوی بقال نے ابراہیم شاہ کا
 دفعہ ابراہیم جانکر نواح کالپی میں اسکو شکست دی ابراہیم شاہ بیاض کی طرف اپنے باپ کے پاس روانہ ہوا اور ہمایوی بقال نے بعد غلام
 میں آنکرتین ہینے تک محاصرہ کیا اور جوان دنوں میں محمد خان سوار حاکم بنگالہ علم مخالفت بلند کر کے چنار اور چنار و کالپی کی
 تسخیر میں متوجہ تھا عدلی نے ہمایوی بقال کو طلب کیا ہمایوی بقال محاصرہ ترک کر کے روانہ ہوا ابراہیم شاہ نے اسکا تقاضا کرنے کے
 موضع منداکھ میں آکر اسے چھ کوس ہوا اس کے سر پر ہو چکر ہنیا و جنگ کی ڈالی اسکو شکست پا کر پھر اپنے باپ کی خدمت
 میں روانہ ہوا اور چند روز کے بعد بادشاہ ابراہیم ولایت بٹنہ کی طرف گیا اور راجہ رام چندر سے جو دہاککا راجہ تھا اور گزنی
 ہوا راجہ رام چندر نے مصلحت وقت دیکھ کر اسے بہ تغیر تمام تخت پر بٹھا یا اور لوگوں کے ماتحت اس سے سلوک ہوا اور چند
 عرصہ کے بعد بیاض کے افغانوں سے کر اسین کے حدود میں رہتے تھے باز بہادر حاکم مالوہ سے ایک نزاع واقع ہوئی اور
 افغانوں نے ایلچی رام چندر کے پاس بھیجا بادشاہ ابراہیم کو مانگا اور مالوہ میں لینگے اور بہادر حاکم نیایا اور چاکر درگاہ دہلی رانی
 ولایت گدیہ کو مدد کے واسطے طلب کر کے باز بہادر سے مذاکرہ کر بن رانی نے یہ امر قبول کیا اور اپنی ولایت سے
 روانہ ہوئی اور باز بہادر نے ایک جماعت اس کے پاس بھیج کر اس ارادہ سے باز رکھا یا و شاہ ابراہیم نے جب دیکھا کہ
 درگاہ دہلی پیشانی ہو کر اپنی ولایت کو گئی اپنا رہنما اس مقام میں مناسب بنانا اور ڈولیس کی طرف کہ انصاف سے بلا بنگالہ
 سے ہر جا کر ایام گزاری کی یہاں تک کہ شمس و سوسہ پختہ ہوئی میں سلیان کرانی ولایت اوڈیسہ پر مسلط ہوا اور ابراہیم شاہ
 کو عہد و پیمان سے اپنے پاس بلا کر تنقہ عذر سے ہلاک کیا القصد جب ہمایوی بقال چنار میں عدلی کے پاس گیا
 خیر پور بھی کھایوں بادشاہ نے سکندر شاہ کو منزہ کر کے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا باوجود اس حال کے چونکہ قوم افغان
 جہل و خورانی کو شمار اپنا جانکر ایک لحظہ بے جنگ و جدل زرہتے تھے عدلی کو استرداد دہلی کی فرصت میسر نہ ہوئی
 محمد خان کو یہ کہ تدارک کو کہ علم مخالفت بلند کیا تھا گیا اور موضع چتر گھ میں کہ بندہ کوس کالپی سے ہوا فقیہ کے درمیان
 جنگ عظیم اور سرگرم شد بد واقع ہوا اور محمد خان کو یہ مار گیا اور عدلی نے منصفہ و مظفر ہو کر چٹا کی طرف مراجعت کی اور
 عدلی کے استخلاص اور استرداد کی فکر میں ہوا اس درمیان میں ہمایوں بادشاہ داہر پاک کی رحمت میں حاصل ہوا عدلی
 نے ہمایوی بقال کو پچاس ہزار سوار اور پانسو فیل جنگی چھوا کر کے روانہ کیا کہ آگرہ اور دہلی اور پنجاب کو امرائے فیل
 کے تصرف سے برآوردہ کرے اور خود امرائے افغان کی مخالفت کے سبب چنار سے دور ہوا سکا ہمایوی بقال
 جب آگرہ کی نواح میں پہنچا امرائے فیل کہ اس شہر میں تھے قوت جنگ اپنے میں نہ دیکھ کر دہلی کی سمت روانہ ہوئے
 ہمایوی بقال آگرہ کو اپنے مردمان مقبر کے سپرد کر کے دہلی کی طرف گیا تیزی بیگ حاکم دہلی کا صف آرا ہو کر اس سے
 مقابل ہوا اور شکست کھا کر پنجاب کی طرف سفر و رہو ہمایوی بقال دہلی پر قابض ہو کر دہلی کے ہوا کہ سامان

درست کر کے لاہور جاوے قضا راہیرم خان ترکمان نے کہ اکبر شاہ کی طرف سے صاحب اختیار پیشدستی کر کے خان
 زمانہ کو تعجب تمام دہلی کی طرف روانہ کیا اور خود بھی بادشاہ کو لیکر پیچھے سے راہی ہوا ہمسوی بقال یہ جسکر نہایت خدمت
 و شکر سے خان زمانہ کے مقابلہ کو گیا اور پانی پت کے نواح میں فیل بر سوار ہو کر لشکر فیل سے ہم مصاف ہوا اور حملہ ہا
 مردانہ کر کے صف میں نہ اور میرزا اور قلعہ کو پر ہم مارا لیکن جلال الدین محمد اکبر شاہ کے اقبال کے سبب افغان اسکا کام کر کے تاراج
 میں مشغول ہوئے اور بحسب اتفاق ایک گروہ مغلون کا ہمسوی بقال سے دوچار ہوا اور اسے پہچانا اور اس کے ہاتھی کو گھیر کر زندہ
 دستگیر کیا اور جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت میں ایجا کر پیش کیا ہمسوی بقال کے قتل ہونے کے بعد عدلی بزبون اور ضعیف
 ہوا اور کیا رگی افغان خیرہ سر جوئے اور خضر خان بن محمد خان کو رہ بقصد انتقام پر درپو جمعیت ہوا اور اپنا لقب
 ہوا در شاہ در گھا اور اکثر مالک پورب پر متصرف ہوا اور اس مالک کے خطبہ در سکہ پر اپنا نام جاری کیا اس کے بعد
 عدلی کے سر پر غوغا کنش ہوا اور جنگ شدید کے بعد عدلی بھی قتل ہوا اور سلطنت اس کی آخر ہوئی۔ ذکر سکندر شاہ
 سورا اور زوال دولت افغان بتقدیر یہ خندا وند و ہور۔ واضح ہو کہ جب سکندر شاہ سور تخت اگرہ
 بر جلوہ گر ہو الوارم عیش و سرور بجالایا اور امر اسے اکا برا افغان کو طلب کر کے فرمایا کہ میں بھی ایک بختے ہوں
 تجھے بہتر کسی طرح کی فوقیت نہیں ہو یا شاہ بھلولی لودھی نے فرقہ افغانان لودھی کو تمام جہان میں مشہور کیا
 اور شیر شاہ بہ مشقت تمام سوار و عظیم ہندوستان جنت نشان کو اپنے فیض میں لایا اور گروہ سورا کو بلند و اڑد فرمایا اب مغل
 ہمایون بادشاہ کے وارث حکمت کمین فرصت میں ہر کسی طرح اس سے امین نہیں ہو سکتے اگر تم بڑھا اور رغبت میری
 اوشاہی کے خواہان ہو ففاق و سعد کو دلی میں راہ نہ دیکر غبار نزاع ایک دوسرے کے درمیان سے دو کر دو حسن اتفاق
 کی برکت سے کاہا و شاہی بن نظام اور رونق ظہر میں آوے اور اگر تم مجھے اس امر حلیل القدر کے شائستہ نہیں جانتے اپنی
 قوم میں سے جس شخص کو اس منصب عظیم الشان کے لائق جانو تخت سلطنت پر تکرر کر دے میں بھی اس کے جاوہ اطاعت بن فخر کھنکر
 دل جہان مخلص اور جو اتواہ ہو گا امر اسے فغان یہ کلام منکر جو ایدہ ہوئے کہ ہم سب نے آپ کو شیر شاہ کے چچا کے خاندان
 سے ہے جسکر تخت شاہی پر جلوہ گر کیا اور اپنا صاحب و مالک بنایا ہو اس کے بعد جہون نے کلام مجید کو درمیان دیکر قسم لی کہ
 ہم آپ سے بھی مخالفت نکرین گئے لیکن اسی حرص میں باوجود ہمد و میثاق کے منا صیب اور خطاب اور جاگیر کے بارہ بین
 ملکیت اور رئیس درمیان میں اتنی اتفاق نے صورت نہ بنا دی قضا راہیون بادشاہ انھیں دنوں بین پنجاب کی طرف
 متوجہ ہوا اور تار خان رہتاس سے بھاگ کر دہلی میں آیا اور مغلون نے لاہور پر نفاذ کر کے افغانوں کو زبردہ کر کیا کچھ
 انکی پیش رو گئی اور سر ہند تک شہرت آوے سکندر شاہ نے پچاس ہزار سوار اور ایک روات میں لاکھ سوار افغان اور
 راہبوت کو تار خان اور دہلیت شمان افغان کی سپہ سالاری میں فوج چٹائی کے مدافعہ کو لھین فرمایا اور افغان نے
 شکست فاش پائی چٹانچہ آئندہ مفصلی میان آدھیا و گھوڑے اور ہاتھی چھوڑ کر ایسے بھاگے کہ دہلی تک باگ نہ مڑی اور
 سکندر شاہ سورا اگرچہ اپنے امر کا ففاق بخوبی تمام جانتا تھا لیکن ضرورتاً اسی ہزار سوار لشکر گاہ سے لیکر ۹۰ سو
 باسٹھ سوری میں پنجاب کی طرف راہی ہوا اور سر ہند کے قریب پہونچ کر ہیرم خان ترکمان کے ساتھ جہانزادہ جلال الدین
 محمد اکبر کے رکاب میں تھا جنگ کر کے نہزم ہو اور کوہ سولک میں پناہ لی اور دار الملک دہلی اور اگرہ دوبارہ امر
 ہمایون بادشاہ کے تصرف میں کیا اور عدلی دوا دکی آبیاری سے عالم رشک صحن گلستان ارم ہوا اور ہیرم خان

ترکمان کے مساعی جمیل سے سکندر شاہ سوہر کو ہستان سوا ایک سے مفور ہو کر گورنگا کی طرف بھاگا اور اس حدود پر بھی قابض ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اور تاج خان کرانی بجائے اسکے بھاگا لکا حکم ہوا القصہ تہہ سنگام کا واقعات حکام بنگا زمین ٹوہن بنگین مطالعہ فراوین انشا اللہ تعالیٰ وہاں شہر حاتم ملک تحقیق ہو گا۔

ذکر مرتبت نصیر الدین محمد بایون بادشاہ کا عراق سے طرف کابل و تہہ اس حدود کی توفیق خداوند جزو کل اور حاکم ہندوستان جنت نشان کا اس بادشاہ کشور ستاق کے دوبارہ آنا حوزہ تہہ

جب بیرم خان ترکمان حکم کے موافق قزوین سے بلاق قیدار بنی علیہ السلام میں کہ انہراؤ سلطانہ کے درمیان میں ہو جائے جواب کتابت شمل برتینیت قدم اور شیبانی ملاقات لایا جنت آشیانی اس طرف متوجہ ہوئے اور ماہ جمادی الاول ۸۸۵ھ میں ساکون ہجری میں شاہ ایران یعنی شاہ طہاسب بن شاہ اسماعیل صفوی سے ملاقات کی اور تکریم و تعظیم اور ضیافت کے لائق حال ایسے جہان اور ایسے بہرمان کے چاہیے تھی وقوع میں آئی ایک دن حضرت شاہ نے آٹھائے چارہ اور کالمین یو جھکا کہ سبب دشمن ضعیف کے غلبہ کا کیا تھا جنت آشیانی نے کہا بھائیوں کا نفاق حضرت شاہ نے فرمایا کہ روش سلوک بھائیوں کے ساتھ وہ نہ تھی جو آپ بجالائے اور جب دسترخوان مائیدہ طعام کا بچا بہرام میرزا شاہ طہاسب کے بھائی نے اس مجلس میں دست بستہ مودب کھڑا تھا طشت و آفتابہ لیکر حضرت شاہ کے دست حق پرست پر پانی ڈالا اور شمل ساگر خدمتگاروں کے خدمت میں مشغول ہوا اس وقت حضرت شاہ نے جنت آشیانی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا بھائیوں کو اس حال پر رکھنا چاہیے کہ ہر امیر اس بات سے ہند را زدہ ہو کہ جبکہ جنت آشیانی عراق میں رونق افزار ہے باگ شبنی کی پتہ سے نہ دی اور ایک گروہ کو ساتھ اپنے متفق کر کے جو وقت کو فرصت پاتا تھا بائین موش زمان پر لانا تھا اور دلائل اور براہین سے زمین نشین اور خاطر نشان کرنا تھا کہ صلاح نہیں ہو کہ صاحبقران کی اولاد ہندوستان میں کہ ہر سامیہ ایمان کے ہر فرمان روا ہو دیں عرض حضرت شاہ جب تک بلاق قیدار بنی علیہ السلام میں تھے جنت آشیانی کی خوشی کے واسطے تین مرتبہ شکار کر کے کی مینا و ڈالی اور ہر مرتبہ اول آنحضرت کو شکار کرنے کی تکلیف دی اس کے بعد بیرم خان کو میں بعد بہرام میرزا اور سام میرزا کو حکم کیا بعدہ امر اور سپاہیوں کو امر فرمایا تو سب نے بہ قریب وقاعدہ اسپان تیز رفتار رازی شہر صولت اثر شکار پر دوڑائے اور شمشیر و تبرہ نیزہ سے صحن صحر کو چرند سے خالی کیا اور عید گاہ کی زمین خون شکار کی کثرت سے لعل بدخشان کے ہر رنگ چوئی اور سنگ مرمر نے رنگ یا قوت رمانی قبول کیا اور جب قزوین میں مراجعت فرمائی بہرام میرزا اور بھی مفربون نے سخنا سے ناخوش سے حضرت شاہ کا مزاج متعرف کیا اور جنت آشیانی بھی پر حذر ہوئے لیکن اس مصرع پر عمل کیا مصرع سرنا زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش بہ اور بیرم خان کی التماس کے سبب سے نہایت ملائمت اور فروتنی بجالائے ان دنوں سلطان بیکم شاہ طہاسب کی بہن اور قاضی جہان قزوینی ناظر دیوان اور حکیم نورالدین کہ محرمون سے بچنے اتفاق کر سکے درپے آ سکے ہوئے کہ حضرت شاہ کے صفیہ دل سے غبار کلفت کا زائل کریں اس واسطے ایک دن سلطان بیکم نے شاہ شہین ایک تقریب اٹھا کر بہر باعی جنت آشیانی کی حضرت شمل کے حضور میں پیش کر رہا تھی سببیم زجان بندہ اولاد علی بہ سببیم ہیشہ شاد بایا علی بہ چون سر و ناسیت از علی ظاہر شدہ کہ وہیم ہیشہ و د خود ناد علی بہ حضرت شاہ بہر باعی سکندر شحال ہوئے اور فرمایا اگر جہان یون بادشاہ ہمارے کہ اپنے ممالک محروسہ کے منبروں کو ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اسمی بزرگوار سے مزین اور مشرف کو نہ بھائیوں کی ملک کر کے

مالک موروثی مین روانہ کروں سلطان بیگم نے جنت آشیانی کو پیغام دیا آنحضرت نے جواب دیا کہ لو کہیں سے اس جنت تک خاندان رسالت کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہو اور امرے چغتائی کا اتفاق اور میرزا کامران کی ناسازی کا سبب ہی تھا حضرت شاہ نے بیرم خان کو خلوت میں طلب کر کے ادھر ادھر کا تذکرہ شروع کیا اور جو مقدمات مذکورہ سے عبارت کلفت نے منع ہوا تھا اس مجلس میں منظور کیا کہ شہزادہ مراد کو کہ طفل گوارہ ہو تا کی بدراغ خان قاجار کو امرے عمرے سے تھام دس ہزار روپے جنت آشیانی کے ہمراہ کرے تو بھائیوں کو تنبیہ اور تادیب کر کے کابل اور قندھار اور بدخشان کو مسخر کرے پھر حضرت شاہ نے اسی چند روز کے عرصہ میں تمام اسباب شاہی مرتب کر کے جنت آشیانی کو رخصت دی لیکن آنحضرت نے فرمایا کہ میرزا و درویش میرے کمزور خاطر ہو دوں شہر وں کی سیر کر کے اردو طبعیت شیخ صفی اور انکی اولاد امجاد سے استمداد کے منزل مقصود کی طرف روانہ ہو گا حضرت شاہ نے اس امر کی تجویز فرما کر اس محال کے حکام کو فرمان مطاع صادر فرمائے کہ کوہ ازم غظیم و تکریم میں حضرت کے دیدہ دانستہ تفصیر کریں وہ حضرت اس بلا کی سیر اور شلخ بزرگوار کی زیارت کر کے برافیت شہزادہ مراد اور امرے قزلباش مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ آلاء التحیۃ الثناء کے راستے سے قندھار کی طرف متوجہ ہوئے اور اول گرم سیر کے قلعجات دیوان بادشاہی کے تصرف میں آئے اور جنت آشیانی کا خطبہ وہاں پڑھا گیا اسکی میرزا نے اس حال سے خبر پا کر شہزادہ محمد اکبر کو حکم نامہ بان کے پتہ ظلم میں گرفتار تھا میرزا کامران کے پاس کابل میں بھیج کر خود سامان قلعہ اری کا مہیا کیا اور قندھار کے قلعہ میں حصن ہوا اور جنت آشیانی نے بالفاق بدراغ خان قاجار کے وہاں پہونچ کر حرم کی ساتویں تاریخ ۹۵۲ھ میں دیوان بحری میں قلعہ مذکور محاصرہ فرمایا اور مدت محاصرہ نے جب چھ مہینے کا عرصہ کھینچا جنت آشیانی نے بیرم خان ترکمان کو بطور بلچی کامران میرزا کے پاس کابل میں بھیجا اور اتنا سے راہ میں ایک قوم ہزارہ سے آنکر بیرم خان کی مسدود ہوئی اور جنگ سخت کے بعد بیرم خان ترکمان منظر و منصور ہو کر کامران میرزا کی ملازمت میں حاضر ہوا اور اطاعت اور تسلیم قلاع اور قنار کے بارہ میں خرچہ کی جب موثر ہوئی راجعت کر کے حقیقت کے حقیقی کامران میرزا کی سمجھ میں پہونچائی اور قزلباش کا لشکر طول محاصرہ سے اور مطلع ہونے والے چغتائی سے دلگیر ہوا اس عرصہ میں محمد سلطان میرزا اور الف میرزا اور قائم حسین میرزا اور میرزا امیرک اور شیر افغان بیگ برادر ہمنم خان کامران میرزا سے بھاگ کر جنت آشیانی کے حضور پہونچے اور ایک جماعت مردم مشر قلعہ قندھار بھی برآمد ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عسکری میرزا نے مضطرب ہو کر مان چاہی اور بالفاق امر انہایت خجالت سے بشرط ملازمت مشرف ہو کر قلعہ کو سپرد کیا اور جو حضرت شاہ کے حضور میں قرار پایا تھا کہ قندھار کا قلعہ شہزادہ مراد کے متعلق رہے اس صورت میں آنحضرت نے قلعہ شہزادہ کو واگداشت کیا اور شہزادہ اور بدراغ خان قاجار اور ابو الفتح سلطان اقتدار اور صوفی ولی سلطان شامل موسم ہمارے سبب قلعہ میں درآئے اور باقی امرے قزلباش لپٹ گئے اور الوس چغتائی قزلباش کو قلعہ بیٹے سے آزرہ ہوئے اور جب اس زمستان میں انھیں کوئی جا سے آگن نہ رہی اکثر بھاگ کر کابل گئے اور عسکری میرزا بھی فساد کا داعیہ کر کے بھاگا اور ایک جماعت اسکے تعاقب میں روانہ ہوئی اور گرفتار کر لائی اور وہ حضرت مع لشکر ظفر پیکر کابل کی طرف سوا د ہو کر روانہ ہو گئے اور ہمنو غزنین کے راستے میں سٹھے کہ یہ خبر پہونچی کہ شہزادہ مراد قضاے الہی سے فوت ہوا اور وہ حضرت اتنا سے راہ سے محاورت فرما کر مسترداد قلعہ کے عازم ہوئے اور بدراغ خان قاجار کو یہ پیغام بھیجا کہ قندھار کا قلعہ چند روز کے واسطے عاریتہ ہمارے سپرد کر دو کہ کابل اور بدخشان کے مفتوح ہونے کے بعد پھر محتارے سپرد کریں گے بدراغ خان نے یہ امر منظور کیا اور آنحضرت نے بھی سکوت کر کے بیرم خان ترکمان اور الف میرزا

اور حاجی محمد خان کو مخفی پیغام دیا کہ تیر قلعہ کی فکر سے غافل نہ رہنا چاہیئے المیزین ایک دن شتر کی قطار کہ علف سے محمول تھی شہر میں آئی تاکہ قلعہ میں لے جاویں حاجی محمد خان فرصت پا کر اس قطار کی پناہ میں دروازہ تک آیا اور بھانپنا اور دربان جب مانع ہوئے ضربت سے شہر شیر آبدار سے مٹھین خاک ذلت پر ڈالا اسوقت میر محمد خان ترکمان اور لغ میرزا بھی مع فوج پہونچ کر قلعہ میں داخل ہوئے اور بارغ خان فاجحہ نے کہ نہایت عاقل تھا جنگ میں صرف نہ دیکھ کر عراق کی دوا کی کی رخصت حاصل کی حینت آشیانی نے میر محمد خان کو قلعہ دار کی حکومت پر مقرر کیا اور فتح و تیر کا بل کے عازم ہوئے تھے میرزا یادگار ناصر بھائی باہر شاہ کا کہ میرزا شاہ حسین انھوں کے تسلط اور بدسلوکی سے بھاگ کر کابل میں آیا تھا اتفاقاً میرزا ہندال ملازمت کے واسطے آیا اور جو کہ بادشاہ کابل کے باہر مقابل اردو سے میرزا اکمران کے فروکش ہوئے تھا ہر دو ایک جماعت اسکے لشکر سے آنکر انھارا خلاص کرتی تھی یہاں تک کہ قتلان بگیک کو کاران میرزا کے امراء بزرگ سے تھا وہ بھی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کاران میرزا سرا سیمہ اور بدحواس ہو کر وقت غروب آفتاب قلعہ ارگ میں دریا جب حضرت اسی وقت قلعہ کے قریب پہونچے کاران میرزا توقف کو مستلزم ہلاک جانکر غزنین کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نے ہندال مرزا کو اسکے تعاقب میں مامور کیا اور خود بدولت و اقبال ماہ رمضان المبارک کی شب ہمہستہ مذکورین داخل قلعہ ہوئے اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو جبار برس کا تھا تنہا بگیکات بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا زمانہ ساتھ اس بزاز کے ترم ہوا سمیت عزیمت مصر پر غم برادران غیور بہ زعفر چاہ برآمد با وجہ ماہ رسیدہ اور مصر میں اس فتح کا مادہ تاریخ پر مصرع بے جنگ کے فت ملک کابل آئے وہ اور میرزا اکمران نے جب غزنین میں راہ بنائی زمین داوڑ میں قوم ہزارہ کے دربان در آیا اور انھوں نے بھی جب جگہ ندی بھکر کی طرف میرزا حسین شاہ انھوں کے پاس گیا اور وہ اپنی بیٹی کاران میرزا کو دیکر مقام معاہدہ اور مستیاد میں ہوا اور میرزا طاہر عیش و سرور اور باطن اندیشہ و فتنہ زمین گذار تھا سمیت بظاہر باہر گشت شنوداشت و دل جلے دیگر درگروہت جنت آشیانی نے شہزادہ کو محو طغانی انا لیت کے پاس کابل میں چھوڑا اور خود سعادت و برکت سندھ فوسر ترین ہجری میں یسیر بدخشان عزیمت کی اور کوچ کے وقت یادگار میرزا کے کوکر دشمنی اور مخالفت کی تھی دوبارہ فکر قرار کی جنت آشیانی اس حال سے آگاہ ہوئے اور اسے تیغ سیاست سے قتل کب اسکے بعد ہندوکش سے گذر کر تیرگران میں فروکش ہوئے میرزا سلیمان مع لشکر بدخشان مقابل آنکر حملہ اول میں بھاگا پھر جنت آشیانی بلایقان کی طرف متوجہ ہوئے فوج شریف بکا جادہ صحت اور ہندال سے مخوف ہوا اور دو مہینے کے بعد صحت پائی اور جو شورش اور فساد کہ ظہور میں آیا تھا ساکن ہوا اسوقت خواجہ عظیم بھائی جو بی بگم کا خواجہ رشید کوکر عراق سے اسکے ہمراہ آیا تھا بعض امور کے سبب اسے مقتول کر کے کابل کی طرف بھاگا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اس مقام میں مجبوس ہوا اور میرزا اکمران جب آنحضرت کی روانگی بدخشان سے واقع ہوئے اور بند کی طرف تاخت کی اثناء راہ میں داکرون سے دوچار ہو کر اکثر مال اسباب اکٹایا اور غزنین میں آنکر احلاف کی موافقت سے زراہر بگیک حاکم شہر کو قتل کیا اور بطور تاخت کابل کی طرف متوجہ ہوا اور علی الصباح جب دروازہ قلعہ کا کھلا شہر میں آنکر ایک قلعہ میں پہونچا اور محمد علی طغانی کو کہ حام میں تھا گرفتار کر کے قتل کیا اور فضل بگیک درمتر و کیلید کو تانبیا کر کے شاہزادہ کو مع اہل جرم موکلون کے سیردر کے حسام الدین ولد میر خلیفہ کو بھی مقتول کیا کہتے ہیں کہ جس سوکر میرزا قلعہ میں در آیا حاجی محمد شاہ کا مسخرہ تھا دوچار ہوا میرزا نے کہا کیونکر میں گیا اور آیا حاجی نے جواب یا کہ اول شب کو گیا اور صبح کو آیا اور یہ سمیت پڑھی

بریت صبح میرزا کے چوتھوں پر وہ غیب ہو کر ہر دن آئی کہ کاشب تار آخشد یہ اور جب یہ خبر سمع ہوا ہون میں بوجی مقتول
صلح کی تہدید کر کے برخشاں کی حکومت سلیمان میرزا کو اور قندھار کی امارت ہندال میرزا کو مقرر کر کے کابل کی طرف متوجہ
ہوا اور خجاک اور خور بند کے قریب کاشکر کا مران میرزا سدرہ ہوا تھا اسکو متفرق کر کے وہ فغانان میں آیا اور اس
مقام میں شیر افغن بیگ اور تمام لشکر میرزا نے ہجوم لاکو اعلام مجاہدہ بلند کیے اور اسی جگہ شکست کھائی اور
شیر افغن مقتول ہو چلتا آشیانی کابل کے قریب فروکش ہوئے اور ہر روز آتش جنگ افروزتہ ہوتی تھی اس
ہنگام میں میرزا کو خبر ہوئی کہ ایک بڑا قافلہ فلان موضع میں پہنچا ہوا اور اس میں گھوڑے کثرت سے ہیں میرزا شیر علی
کو کہ امیر حمودہ اور خجاک نے نظیر تھا مردم جوار اور کار ازموہ ہوا کہ کبھی کہ قافلہ کو شہر میں لادے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی
بہرعت تمام قلعہ کے نزدیک آئے اور راہ آدہش یکتلم مسدود فرمائی میرزا شیر علی نے بعد مراجعت حال دگرگون ہو کر
صفت نیرزا راستہ کی اور فوج شاہی سے مقابلہ کر کے بھاگا اسوقت میرزا سلیمان برخشاں سے اور میرزا الف بیگ اور قاسم بن
سلطان اور ایک جماعت کثیر ملازمان یرم خان ترکمان سے ملازمت میں حاضر ہوئی اور قراہہ خان اور مانوس بیگ
قلعہ سے بھاگ کر بادشاہ سے جا ملے میرزا نے معذرت ہو کر مانوس بیگ کے تین فرزند کو قلعہ میں بچے بقوت
تمام قتل کیا اور دیوار قلعہ سے انکی نعشیں پھینک دیں اور قراہہ خان کے بیٹے کو فصیل کی دیوار پر ہتھوڑا کر کیا اور
زاچہ خان نے قلعہ کے قریب جا کر فریاد کی کہ اگر میرزا فرزند قتل ہوگا میرزا کا مران اور عسکری میرزا بھی مقتول ہو گئے
میرزا حبیب سب طرف سے مانوس ہوا شب کو قلعہ کی دیوار میں سوراخ کر کے نکل گیا اور بادشاہ دوبارہ قلعہ پر متصرف
ہوا میرزا دامن کوہ کابل میں در آیا اور ایک جماعت مردم ہزارہ نے دو چار ہو کر میرزا کو کچھ رکھنا تھا لے لیا ہوا تاکہ پریشان
بھی جو بیٹے تھا آروالی اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ میرزا کا مران ہر مدہ کر کے اس کے آدمیوں کے پاس کہ خور بند میں تھے پہنچا
میرزا نے دامن بحال توقف اور قیام نہ پائی ناچار بلخ کی طرف راہی ہوا اور میرزا جمیت کر کے برخشاں کی تخیل کے اسے متوجہ ہوا
سوار ہو کر خوراء و قلعان کو گیا اور میرزا اسے سپرد کر کے ہٹ آیا اور میرزا جمیت کر کے برخشاں کی تخیل کے اسے متوجہ ہوا
میرزا سلیمان اور اسکا بیٹا میرزا ابراہیم طاقت مقاومت نہ لاکو کو لاب کی طرف روانہ ہوئے اسوقت قراہہ خان اور
مانوس بیگ اور بعضے امرائے تو قعات بجلے سے از انجملہ جاہل غازی و زید قتل کیا جاوے اور خواہہ قاسم بجاے اسکے
وزیر مقرر ہوا ویرا کے جملہ عیال بچے سے تھا ہر بات جنت آشیانی کے بندہ خاطر نہ آئی امرائے مذکور ترک رفاقت کر کے
میرزا عسکری کے ہمراہ برخشاں کی طرف راہی ہوئے جنت آشیانی پش پش گئے انکے تعاقب میں گئے اور جب انھیں
نہ پایا مراجعت کر کے فراہمین لطلب میرزا ابراہیم بن میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کے صادر فرمائے میرزا ابراہیم درگاہ
کی طرف متوجہ ہوا ویرا دین غری علی سنقائی کو کامراندہ گریختہ کی حاجت سے سربراہ بھیجا اخبار اور دوسے بادشاہ کے انھیں
پہنچاتا تھا قتل کیا اور کابل میں آکر بادشاہ کی خدمت میں مشرف ہوا اور میرزا ہندال اسے راہ میں شیر علی کو
دستگیر کر کے بادشاہ کے پاس لایا اور چونکہ کامران میرزا قراہہ خان کو کشم میں چھوڑ کر خود طالقان میں گیا تھا
جنت آشیانی نے ہندال میرزا اور حاجی محمد کو کہ ہمراہ ایک جماعت کے بطور مقدمہ لشکر کشم کی طرف روانہ کیا قراہہ خان
نے حقیقت حال میرزا کو قلعہ کی اور اسے بطور راخت آیکو کشم میں پہنچایا اسوقت کہ ہندال میرزا نے آب طالقان سے
عبور کیا اور آدمی اس کے متفرق تھے کامران نے پہنچ کر جنگ کر کے شکست دی اور اسباب میرزا ہندال کا تاراج کیا

مقارن اس حال کے جنت آشیانی برکنار آب پہونچے میرزا کا مران طاقت متقا دست نہ لاکر طالقان کی طرف بھاگا اور جو کچھ تاراج میں لے گیا تھا اور جو کچھ رکھتا تھا سب تاراج میں دیا اور دوسرے دن قلعہ طالقان میں محصور ہوا اور جب اوزبکوں کی آواہ سے مایوس ہوا میرزا سلیمان کے ذریعہ سے مکہ منظر کی رخصت طلب کی اور آنحضرت نے قبول کیا کامران میرزا اور عسکری میرزا قلعہ سے برآمد ہو کر بقصد زیارت حرمین شریفین دس فرسخ گئے اور جو گمان رکھتے تھے کہ وہ حضرت ایک فوج بتواتر آئے تھے بھینکے اور آنحضرت نے نہ بھیجی اس سبب سے نہایت شرمندہ ہو کر بہ نیت ملازمت بلاٹ آئے اور جنت آشیانی نے اکثر میرزا یون کو ان کے استقبال کو بھیجا نہایت مہربانی میں دل فرمائی اور کولاب کی جاگیر انھیں دیکر جاگیر کی طوت رخصت کیا اور حضرت معاودت کر کے کابل میں تشریف لائے اور غنیمت کے حاشیہ پر جو کہ بیرم خان ترکمان کے پاس قندھار بھیجا تھا بیستین کد اُس شاہ حجابہ کی طبع زاد دین اپنے خط فیض منط سے قلمی کیں نظم باز فحش زغیب روئے نمود و کد دل دوستان از بکشو و نکشتد کہ باز شاد نیم بہ بر رخ یار دوست خندایم بہ دشمنانرا کجام دل میدم بہ میوہ باغ فتح و اچیرم بہ روز نور و زیر ست امدوز بہ دل احباب سیم ست امدوز بہ شاد بادا ہمیشہ خاطر یار بہ غم نگر دو گدیار و دیار بہ ہمہ اسباب عیش و لذت بہ دل بفکر وصال افتاد دست بہ کمال حلیب کے بقیہ بگل ز باغ وصال کے چنیم بہ گوش خرم شود و گرفتارت بہ دیدہ روشن شود و زیارت بہ در حرم حضور شادیم بہ شبنم خرم و بقیہ بہ بعد از ان فکر کار بند کنیم بہ عزم تسبیح ملک سند کنیم بہ ہر در و دریکہ کشا و شود بہ ہر چہ ہم از ان زیادہ شود بہ آنچه خواہیم از زمان و زمین بہ گوید آمین جو جبریل میں بہ یا اکی میسر گردان بہ دو جہانرا مسخر گردان بہ اور یہ راجی بھی یہیہ کہہ کہ اسکے حاشیہ پر ترقیم فرمائی رہا علی ای آنکہ انیس خاطر محزولی بہ چون طبع لطیف خوشنمون سوزنی بے یاد تو نیست زمانے ہرگز بہ آیا تو بیا دمن محزون چونے بہ اور بیرم خان ترکمان نے بھی در جواب یہیہ موزون کر کے تحریر کی رہا علی اے آنکہ بذات سایہ سجوی بہ از ہر چہ ترا وصف کنم افزونی بہ چون میدانی کہ بے تو چون سیکندرو بہ چون پیرسی کہ در فراتم جوئے بہ اور جو بیرم خان ترکمان کو اوزبک سے قسم قسم کی فتوایش و تکلیف پہونچی تھی ۹۵۹

نوسو چھپن ہجری میں بقصد انتقام با اتفاق ہندال میرزا اور سلیمان میرزا بلخ کی طرف روانہ ہوئے کامران میرزا اور عسکری میرزا پھر مخالفت کر کے ملازمت کے واسطے نہ آئے اور باوجودیکہ نہ آنے سے وعدہ یہ تھا کہ میرزا کامران کابل میں جا کر فساد برپا کرے بادشاہ فسخ عہدیت نہ کر کے بلخ کے اطراف میں رونق افزا ہوئے شاہ محمد سلطان اوزبک تین ہزار سوار سے مقابلہ کے واسطے آیا اور مقابلہ کر کے قاضی سے جدا ہوا دوسرے دن پیر محمد خان اور عبدالعزیز خان ولد عبداللہ خان اور سلطانین حصار کہ ملک کے واسطے آئے تھے انھیں ہزار سوار سے بادشاہ کی جنگ میں توجہ ہوئے سلیمان میرزا اور ہندال میرزا اور حاجی محمد سلطان ہراول نے انھیں شکست دی اور پیر محمد خان اوزبک دہرہ کے آسکے بہ حال مشاہدہ کر کے وقت غروب آفتاب شہر میں در آئے اور لشکر چغتائی کامران میرزا کے نہ آنے سے اپنے اہل و عیال کی طرف منتشر اور دل نگران غنما اور انس رات کو کہ صبح اسکے سپاہ گری کے حساب سے بلخ الیہ منقوح ہوتا فرام ہو کر عہد قدس میں پہونچا یا کہ جو بیار بلخ سے جبر کرنا متا سب نہیں ہو صلاح آسین ہو کہ وہ گز کی طرف جا کر ادو کے واسطے ایک بجو بمک معین کریں اور مردم بلخ کو تسلی اور دلاسا کر کے بے جنگ نصرت میں لاویں اور جب مبالغہ سے گذرانا چاہت آشیانی نے کو بچ گیا اور جو وہ گز کابل کی طرف ہوا اور دوست و دشمن کہ اس مشورہ سے آگاہ نہ تھے تھوڑا جت کر کے بغیر تمام کابل

روانہ ہوئے اور انہوں نے دلیرانہ جوش و کھیل سے مل کر سبقت مجبوری سے لیا اور سلطان کی حفاظت کے واسطے لشکرِ معل کے عقب مقرر ہوئے اور کدو کے قوت بادشاہی کے قریب پہنچے آنحضرت نے پھر کدو نفس نفس ایک شخص کو کہ جو سب سے آگے جاتا تھا بزمِ خاندان سے جدا کیا اور میرزا ہندال اور تودی بیگ اور تولک خان تو حین نے بھی شجاعت میں تقصیر نہ کی لیکن جو لشکر جتنا ہی متفرق ہوا تھا کچھ تدریس بن پڑی اور کام پیش نہ کیا بادشاہ نے باگِ کابل کی طرف معطل فرمائی اور میرزا اکرامان کے درپے نفع ہو کر علی بیگ کو چوہدری کے ملازمانِ عمدہ سے مخاطب سے برخلاف کر لیا اور سلیمان میرزا اور ہندال میرزا کو بھی کھنڈ اور قندھار سے اس کے سر پر نفس کیا اور میرزا نے سانان بادشاہی بھینک کر چاہا کہ صفاک اور بامیان سے ہزارہ کے درمیان جا کر وہاں کے راستہ سے سندھ کی طرف روانہ ہوں بادشاہ نے ایک جماعت کو اس کے سر پر ام بھیجا قراچہ خان اور قاسم حسین وغیرہ تھے کہ پھر آنحضرت کے پاس حاضر ہوئے تھے میرزا کو خفیہ پیغام دیا کہ لشکرِ عجمی صفاک اور بامیان کی طرف روانہ ہوا ہے تو حین لازم ہو کہ قباک کے راستہ سے اس طرف متوجہ ہو اور تدریس بھی اپنا شریک اور ہوا خواہ چھو وہ لکے کہتے سے بامیان کا راستہ چھوڑ کر قباک میں آیا بادشاہ وہاں گیا اور قراچہ خان اور دیگر رفیق حضرت کے جنگ کے وقت میرزا کے شریک ہوئے اور بادشاہ نے لشکرِ قلیل سے پائے ثبات زمین میں گاہ کر جنگِ عظیم کی اور میرزا چھوڑا اور احمد ولد میرزا قلی مارے گئے اور وہ حضرت کے اس معرکہ میں خود مباحثہ قتال ہوئے تھے زخمِ شمشیرِ فرق مبارک پر پہنچا اور گھوڑا بھی زخمی ہوا پھر آپ نے ضربِ تیرہ سے اعدا کو اپنے پاس سے دفع کیا اور صفاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا دوبارہ کابل پر منصرف اور کامران ہوا اور جنتِ آشیانی بخشتان کی طرف رونق افروز ہوئے اور ایک قافلہ سے جو سب ہمیشہ اور شائع و افروز تھا گھوڑے اور اسبابِ لطیف مساعداً لیکر لشکر میں تقسیم کیے اور شاہِ بدایغ اور تولک خان قیسین اور مجنون خان اور ایک جماعت کو کدو کا پوس دس نفر ہوتے تھے خبر گیری کے واسطے کابل کی طرف بھیجا اور تولک خان کے سوا کوئی ہلت نہ کر آیا آنحضرت نے ملازمانِ قدیم کی بیوفائی سے تعجب کیا اور جب سلیمان میرزا اور ایرام میرزا اور ہندال میرزا مع افواج آئے تب چاروں کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا نے استقبال کر کے آپ پھر کے کنارے تنورِ جنگ گرم کیا اور منہزم ہو کر بال اپنے سر اور دھڑی کے تیشہ اگر لباس قلندران میں کوہِ ہند و کش کے دھن اور لمٹان میں ہو پچا اور ہنگامِ فرا میرزا حسد کی گرفتار ہوا اور قراچہ خان قتل ہو جنتِ آشیانی نظر و منصوبہ کابل میں تشریف لائے اور ایک سال عیش و عشرت میں بسر کیا اور دوسری مرتبہ جب بامیان و اقدو طلب لے میرزا کے پاس جا کر ہجوم کیا اور جمعیت آگئی متحدہ ایک ہزار اور بانسو کے پہنچے اور حاجی محمد خان اور بابا قشقدی بے نصرت غزنین گئے آنحضرت نے سانان جنگ درست کر کے میرزا کے سر پر چڑھائی کی وہ ہمراہِ فغانان ہمنام اور خلیل وردا و دزدنی اور ملکمان لغمانات بلباب کی طرف بھاگا بادشاہ نے کابل میں نزول فرمایا اور میرزا نے پھر فغانان کے درمیان آنکر روانہ فرما دیا اور کابل جنتِ آشیانی دوبارہ اس کے سر پر چلے اور بیرم خان ترکمان کو لکھا کہ غزنین میں آکر علاج حاجی محمد خان کا کر دو حاجی محمد خان نے میرزا کو پیغام دیا تھا کہ آپ جلد غزنین میں آجئے کہ بندہ مطیع و فرمانبردار ہے میرزا کہ ملخان سے پشاور میں بھاگنا تھا بنکش اور گوہر کے راستہ سے غزنین کی سمت روانہ ہوا لیکن بیرم خان ترکمان اس کے پہنچنے سے پیشتر غزنین میں داخل ہوا اور حاجی محمد خان کو بلا حیات تمام کابل لے گیا تھا میرزا ناچار پشاور میں گیا اور جنتِ آشیانی نے کابل میں مساوت فرمائی حاجی محمد خان از رو سے تو ہم دوبارہ غزنین کی طرف مقرر ہوا اور بیرم خان پھر غزنین جا کر اسے بدلا سا کابل میں لایا اس وقت مرزا عسکری

گو کہ برادر عیانی میرزا کامران کا تھا میرزا سلیمان کے پاس بھیجا کہ بلخ کے راستے سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو دو جسکی میرزا اس داوی بن جو شام و رومینہ منورہ کے بامین چرسٹہ نوسو چٹھہ ہجری میں فوت ہوا اور اسکی ایک بیٹی تھی جسکو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے بوسف خان شہمدی کے عقد میں دیا اور کامران میرزا ہوس سلطنت اور طبع شاہی میں افغانوں کے درمیان لشکر کے فراہم لانے میں مقید تھا جنت آشیانی نے اول حاجی محمد خان کو جو بانی شراد و خیر یافہ و تھا اول اسے تیغ سیاست سے قتل کیا اسکے بعد میرزا کی نادیب کے واسطے متوجہ ہوا اور خیر کے نواح میں میرزا مع افغانان لیا اور دوسے بادشاہ پر ذیقعدہ کی اکیسویں شب شہ نوسو اٹھاون ہجری میں بخون لایا اور ہندال میرزا شہ شہادت چکھ کر روئے وضو کو سدھارا اور حب میرزا سے ناسودت منہ کو بھائی کے شہید ہونے کی خبر پہونچی کارنا کردہ باٹ کر افغانوں کے پاس آیا جنت آشیانی نے رقیہ سلطان بیگم دختر میرزا مع خیل خوشم ہندال میرزا کے شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو ازانی قربانی اور غزن اسکی جاگیر میں مقرر کیا اور غزو افغانوں کے سکون پر تاخت لایا اور اس مرتبہ بکثرت تمام اوس صندل و خلیل کو قتل و تاراج سے نہا خوار اور ذلیل کیا افغانوں نے جب دیکھا کہ نقصان اور خرابی کے سوا حاصل کچھ نہیں ہر میرزا کی فاقہ سے دست بردار ہوئے اور وہ ہند میں جا کر سلیم شاہ کے پاس التجا لے گیا اور سلیم شاہ نے بدلو کی سے جب ارادہ اسکی جس کا کیا بھاگ کر راجہ کوٹ کے پاس پناہ لے گیا اور سلیم شاہ جو میرزا کو صاحب و عیہ جانتا تھا اسکی بچے نوسو چٹھہ ہجری میں راجہ بے پنجاب کے سرور روانہ ہوا اور میرزا ہراسان ہو کر نگر کوٹ سے سلطان آدم کھکھر کے پاس گیا اتفاقاً ان دنوں میں جو میرزا حیدر و غلات لے زمینداران کشمیر کی سرکشی سے شکایت اور التماس قدم مہینت لڑو م کی تھی جنت آشیانی بیلاب سے عبور کر کے ہندوستان ہوئے سلطان آدم نے اندیشہ کر کے میرزا کی محافظت کی حقیقت درگاہین لکھی چنانچہ منعم خان حکم کے موافق سلطان آدم کے پاس جا کر میرزا کو لایا اسکے بعد اوس جنتانی نے کہ میرزا کے لفاق اور جنگ جمل سے نہایت آزرہ تھے سو جن لکھا کہ ہادی عرض و ناموس کی بقا میرزا کامران کی فنا پر منحصر ہو بادشاہ کمال مروت اور رحم دلی سے اسکے قتل پر رنجی نہ تھا آخر امر کی تسکین کے واسطے اسکی آنکھ میں یل پھیرنے کی رضا دی اور محمد موسیٰ قریب دی نے یہ صراحت کیا کہ صراحت چشم پوشیدہ سید آدم پسر اور جب جنت آشیانی میرزا کے دیکھنے کو تشریف لے گئے میرزا نے چنانچہ قدم استقبال کو کے یہ قطعہ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا پڑھا قطعہ ز قدر و شوکت سلطان گشت چیز سے کم نہ زلفات بغیرت سرا سے دہ تھانی : کلاہ گوشہ دہقان آفتاب رہبر بہ کسایہ بر سر شاخند چو تہ سلطانی جنت آشیانی برگریہ نے اسقدر غلبہ کیا کہ مجال حکم نہ ہی اٹھے اور فوس بہت کیا اور میرزا ج کی اجازت لیکر سند کے راستے سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور اپنی زوجہ کو کہ دختر میرزا حسین ارغون کی تھی اپنے ہمراہ لے گیا اور جن جگہ کے شہ نوسو چٹھہ ہجری میں اس مقام شہرہ میں انتقال کیا اور علی مری کی مین : خون ہوا بان پس ہر نظم بچ بقانیت درین خاکدان : مزد و فانیست درین آتھوان : جملہ جہان خواہن خواہ نو : چون گذر است نیز نہ و بوجہ اور کہ میرزا کامران کی تن پٹیاں ٹھین اوہ ایک پٹیا موسوم بہ ابوالقاسم میرزا تھا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اسکو شہ نوسو چٹھہ ہجری میں قلعہ گوالیار میں قید کیا اور جو وقت خان زمان کے سر پر جاتا تھا اسکے قتل کا اشارہ کیا اور ابوالقاسم میرزا نے قتل کے وقت یہ بیت کہ طبر زاد اسکی تھی پڑھی بیت فلک گشت تن من بقدر شتاب کین : چرخ ہر از سمت مرد اضطراب کین : قصہ کوتاہ کامران میرزا کی بیٹی میرزا ابراہیم حسین بن سلطان محمد کے عقد میں تھی اور اس سے ایک لڑکا موسوم بہ مظفر حسین منولہ ہوا اور دوسری بیٹی میرزا عبدالرحمن مغل کے عقد میں اور تیسری شہزادہ نحر الدین شہدای نوشوی

کے جہان کھل میں مٹی القصہ حب بادشاہ کو کارن میرزا کے نساو سے دلچسپی حاصل ہوئی اور ابو العزہ می سے چاہا کہ کشمیر کو بھی حوالہ نصرت میں درلاوے چونکہ سلیم شاہ پنجاب میں بیوی بچا تھا امرائے چغتائی نے اس تجویز کے خلاف کی زبان ہو کر عرض کیا کہ قبلہ عالم و عالمان جب ہم کشمیر میں در آمد ہو گئے تمام اہل امتحان اہل برآمدہ و دربار گئے اس وقت کا درخشاں ہو گا بادشاہ نے یہ بات قبول فرمائی کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور تمام امرائے طبعانہ ہمراہی کر کے کابل کی طرف تشریف لے گئے توجہ ہوئے جنت ایشیائی نے ناچار ہو کر اٹھتے عزیمت کی باگ کابل کی طرف موڑی اور نیاب سے جو کر کے قلعہ بلوچ تھیر فرمایا اور سکندر خان اور پاک کے سپرد کر کے کابل میں تشریف لے گئے اور شہزادہ جلال الدین محمود و دیگر کے ہمراہ غزنین کی رخصت فرمائی اور اسلئے نوسو کسٹھ ہجری میں شہزادہ محمد حکیم میرزا نے کابل میں مقول ہو کر احوال اسکا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دفاع کے ذیل میں آگیا اور اس سال جنت ایشیائی کی طبیعت فیض طوبیہ مفسد کی تمت اور افترا کے باعث بیرم خان ترکمان سے خوف ہوئی اور اس لحاظ سے کہ بادشاہ کی عداوت کے سبب قربان کی طرف مائل ہوئے عزیمت یورش قندھار کر کے غزنین کے راستہ سے وہاں گیا بیرم خان ترکمان جو امت سے بری تھا اور اس معاملہ سے ہرگز آگاہی نہ رکھتا تھا آنحضرت کی خبر کو سن کر باغیچہ آدمی مخصوص سے استعجال کر کے سعادت ملازمت حاصل کی آپسکیش خوب اور محنت مرغوب ندر کیے اور جب آنحضرت پر ثابت اور محقق ہو کر دشمنوں نے جو کچھ اس کی نسبت عرض کیا چھٹت اور افترا ہر اس واسطے دلجوئی بیرم خان کی فرمائی اور وہ بیعت کابل قندھار میں عیش و عشرت میں مشغول رہے اور اب غرض کو بھی سوزش اور ملاست کی اور بیرم خان کے حال پر گوناگون لوازمات و قسم قسم کے اٹھا سہول فرمائے اور بیرم خان ترکمان نے غرض کی قندھار کی حکومت منعم خان یا دوسرے کی تفویض کر کے اسے بھی ملازم رکھا کریں یہ عرض عرض قبول میں نہ آئی لیکن رخصت کے وقت اس خان کو نشان کے حسب التماس بہادر خان براہوچیان سیستانی کو زمین داور کی جاگیر عنایت فرمائی اور اسے اس طرف روانہ کر کے خود کابل میں قریب لائے میرا سوقت میں بیٹھے مردم دہلی اور آگرہ کی عرضیاں ملاحظہ میں گذرین کہ سلیم شاہ دربار سے گیا اور ملوک و خواہین افغان کے آپس میں طرب عدا و فساداتے ہیں اور تیغ خلافت خلافت سے کھینچ کر وقت وقت آپس میں خودی کر کے ہیں اور اب وہ وقت آیا کہ حضرت ملک مور مٹی کی طرف متوجہ ہو کر نصرت میں لا دین بادشاہ کو جو سامان لشکر کشی ہندوستان پہنچانہ تمام تر دو ہوئے اور ایک دن سیر و تفریح کے واسطے سوار ہوئے مخصوصوں سے فرمایا کہ میں سفر ہندوستان کے واسطے فنکون لیتا ہوں کہ اگر میں آدمی ہم نظر آویں انکے نام ہتھکڑا کر کے میں خالی نیکل منتیار کروں فی الجہا اول جو شخص مانے آیا اسکا نام پوچھا اسنے عرض کی کہ میرا نام دولت خواہ ہے کھوڑی دور اور گئے ایک ہفتائی نظر آیا بعد اس سے کہا کہ تجھے مراد خواہ کہتے ہیں اس صورت میں آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا خوب ہووے کہ تیرے شخص سعادت خواہ نام رکھتا ہو اتفاقاً منہ سے جب چند قدم اور قدم بہت فرمایا ایک شخص اسی اسم کا ہو چرہ ہوا جنت ایشیائی اس اشارت خوش اشارت سے نہایت خوشوقت اور محظوظ ہوئے اور باوجود اسکے کہ پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نہ رکھتے تھے اور افغانوں کا لشکر لاکھ سوار سے کم نہ تھا اور دولاکھ بھی نشان دہیتے تھے اس حال میں سفر ہندوستان عازم ہوئے اور شہزادہ محمد حکیم میرزا کو منعم خان کی اتالیقی میں کابل میں چھوڑا اور خود دولت و سعادت پائے مبارک رکاب مراویں رکھ کر صفر کے حیدے ۹۶۲ھ نوسو باٹھ ہجری میں روانہ ہوئے اور بیرم خان ترکمان نے فرمان قضا برپا کر کے موافق مع بہادران اور ہمتان جنگ

جیدہ کے کہہ سکے آبا اور اجڑا دے لو کہ تھے بہ شوکت تمام سعادت ملازمت حاصل کی جنت ایشیانی نے نیلاب سے عبور کر کے بیرم خان ترکمان کو منصب سپہ سالاری کا عنایت فرمایا اور خضر خواجہ خان اور سردی بیگ خان اور سکندر سلطان اور علی قلی خان سیستانی اور دوسرے سرداروں کو جس کے ہمراہ کر کے بطور مقدمہ پیشتر روانہ کیا تاہم خان افغان حاکم قلعہ رہنماس کو وہ قلعہ شیر شاہ افغان کا بنایا ہوا ہو طاقت مقناومت اپنے میں نہ کیجھک دہلی کی طرف بھاگا اور جنت ایشیانی کو حج منواترہ سے لاہور آئے اور امراے افغان جو اسکی حفاظت میں قیام کرتے تھے بلاجنک بھاگے اور جنت ایشیانی نے منازعت شہر میں داخل ہوئے اور بیرم خان ترکمان امراے منقلانی کے ہمراہ سر ہند گیا اور اس حدود کو بھی بے تحاشہ سیف و سنان متصرف ہوا اور اس نوح کے زمیندار اور رعایا نے جادہ اطاعت میں قدم رکھا اور جب خبر پہنچی تھیں تھیں کہ وہ شہباز خان اور نصیر خان کی سرداری میں دیپالپور میں فراہم ہو کر ضاد کا ارادہ رکھتا ہے جنت ایشیانی نے شاہ ابوالمعالی کو کرسادت تندر سے تھکا اور فرزند سی کے خطاب سے لوٹش پائی تھی بالفاق علی قلیخان سیستانی کے اُنکے دفع کے واسطے مامور کیا اور اسے جماعت افغانوں کو شکست دیکر متفرق اور پریشان کیا اور ساز و سلب اور اہل و عیال کو انکی غارت کر کے مراجعت کی سکندر شاہ نے تاہم خان اور بہیت خان افغان کو مع قیس خیر اور اسکی شکست دہلی کی جنگ کے واسطے نہایت قوت اور سامان سے مقرر کیا اور بیرم خان ترکمان دشمن کی کثرت سے اندیشہ کر کے جنگ پر آمادہ ہوا اور آب تلخ سے عبور کر کے اُنکے سر پر روانہ ہوا اور غروب آفتاب کے وقت آب چھوڑ کر کے سال بردہ سے خیمہ کے مقابل نزول کیا اور جو موضع زمستان تھا افغانان آگ اپنے خیموں کے آگے روشن کر کے لازم بیداری میں مشغول ہوئے بیرم خان ترکمان اس حال سے خبردار ہو کر خوشحال ہوا اور بدو اس کے کوئی شخص اسے خبر کرے ایک ہزار سوار اپنے ملازمان خاص سے لیکر دوے مخالف کے کنارے گیا اور افغانان کو کہ آگ کی روشنی سے نمودار تھے ہر طرف تیر کر کے شور اور ولولہ اُنکے درمیان ڈالا اور افغانان کو کثرت عقل کی صفت سے مصروف میں روشنی کی زیادتی میں کوشش کی اور کام کر دیا اور حلف کر کے دو میں تھا ایک بارگی روشن کیا اس حرکت سے نعل اور بھی خوشوقت ہوئے اور تیر اندازی میں تفصیر کی اس حال میں علی قلی سیستانی اور چند سردار دیگر واقف ہو کر بے تحاشہ حمل بیرم خان کے پاس حاضر ہوئے اور ہر طرف سے تیر باران شروع کیا افغان تیناب ہو کر جنگ کے بہانہ سوار ہوئے اور جب اُردو سے باہر آئے دہلی کا رہتے دیکر متفرق ہوئے تاہم خان اور بہیت خان افغان نے ایک ساعت توقف کیا جب اپنی سپاہ میں نہایت تفرق دیکھا انہوں نے بھی ہاتھی اور گھوڑے اور اسباب چھوڑ کر راہ قرار پائی مثل افغانوں کا ساز و سلب تاہم خان کے بہت خوش ہوئے اور عمدہ سامان حاصل کر کے سرور اور محو ہوئے بیرم خان نے نیلاب کو جنت ایشیانی کے حضور لاہور میں بھیجا اور خود مایچوڑہ میں قیام کیا اور امراے پنجابی کو پیشتر روانہ کیا وہ دہلی کے اطراف تک تاخت کر کے بہت ہنگاموں پر متصرف ہوئے اور حضرت نے اس فتح سے محفوظ ہو کر بیرم خان ترکمان کو خان خانان کے خطاب اور یار و فادار و ہمد ہم عکسار کے القاب سے سرفراز فرمایا اور اُس کے نوکروں کی اسامی کیا و بیج کیا شریف اور کیا ترک اور کیا تاجیک اور کیا سقا اور کیا فراش اور کیا باوچی اور کیا ساربان سپ کو دفتر بادشاہ میں جنت کر کے پایہ شکر پر پہنچایا اور کچھ انہیں سے خان اور سلطان ہو کر نامداران جہان سے ہوئے سکندر شاہ بعد شکست تاہم خان اور بہیت خان افغان کے موافقت کے بارہمین امراے افغانان سے لیکر مع اسی ہزار سوار اور قوہ

بسیار اور فیضان جنگی اور نامی کے عزم رزم میں پنجاب کی طرف متوجہ ہوا بیرم خان ترکمان نے نوشہرہ میں جا کر نوشہرہ کو
 مسقطی ط کیا اور جب سکندر شاہ نوشہرہ کے ظاہر میں تھوڑے فاصلہ پر قیام کر کے بیرم خان نے علیحدہ لاہور بھیجا کہ
 قدم بہت لڑو کی اور آنحضرت مایات اجمال متحرک کر کے نوشہرہ میں تشریف لائے اور قلعہ میں بیٹھا اور چند روز قلعہ
 سے عاتقان جنگ اور طالبان نام و رنگ نے میدان جانسان میں پیش قدمی کر کے داوروی اور مردانی کی دی آخر
 تباہی سلسلہ ماہ رجب سنہ ۱۰۰۰ میں کہ نسبت قزاقی شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کی بھتی خانان نے صفوف حربہ رہت
 کر کے جنگ سلطانی کے در پر چڑھ کر اور تمام سپاہ چغتائی قتال پر مستعد ہو کر شاہزادہ کی ملازمت میں حاضر ہوئی ایک
 طرف بیرم خان ترکمان مع جوان و اتباع اور دوسری طرف سکندر خان اور عبداللہ خان اور بکشا و شاہ ابوالعالی
 اور علی قلیخان سیستانی اور بہادر خان اور تیزی بیگ خان بقاعدہ جنگی حلا آور ہوئے اور لوارم شجاعت اور مردانگی
 کے مافوق طاقت لشری ظہور میں ہو جانے اور توفیق الہی سے افغانوں کو مار بھگایا اور سکندر شاہ کو ہستان سو الگ کی
 طرف بھاگا اور جنت آشیانی کے حکم کے موافق سکندر خان اور بکشا و شاہ کے دفع کے واسطے مامور کیا اور خود بدولت و
 ہونے جنت آشیانی نے ابوالعالی کو پنجاب کی حکومت دیکر سکندر شاہ کے دفع کے واسطے مامور کیا اور خود بدولت و
 اقبال رمضان کے مہینے میں دہلی میں تشریف لائے اور بادشاہ ملک بخش کی توفیق سے دوبارہ مملکت ہند پر
 خال ہر ہفت کشور ہر فرما روا ہوئے اور بیرم خان ترکمان کو جاگیر اور عنایات خیر و انہ سے ممتاز کر کے نہایت
 نوازش فرمائی اور تیزی بیگ خان کو دہلی کا حاکم کیا اور سکندر خان اور بکشا و شاہ نے آگرہ کی حکومت باقی اور علی قلیخان
 سیستانی سنبھل اور میرٹھ کی سندھارت پاکوٹس طرف روانہ ہوا اور بیرم خان نے یرباعی اس فتح کی تاریخ میں زمین
 کی ریاضی منشی خرد طالع میمون طلبیدہ الشارحین رطیع موزون طلبیدہ الخیر چوکہ فتح ہندوستان را تاریخ فرشتہ
 ہمایون طلبیدہ چونکہ شاہ ابوالعالی امرے ملک کے ساتھ رعایت اور سلوک نہ کرتا تھا اسکندر شاہ روز بروز قوی
 ہوتا تھا جنت آشیانی نے بیرم خان کو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کا تالین کر کے اس دلاکری ملازمت میں سکندر شاہ
 کی دفع کے واسطے روانہ فرمایا ان دنوں میں ایک شخص مشہور بہ قنبر دیوانہ نے سنبھل میں خروج کیا اور دو آب کے
 درمیان میں تاریخ اور غارت شروع کی اور علی قلی خان سیستانی نے اس کے سر پر پہنچ کر بیس الاول کی پانچویں
 تاریخ ۹۶۳ھ نو سو ترستھ ہجری میں اسکا سر بادشاہ کی درگاہ میں بھیجا اور اسی مہینے کی ساتویں تاریخ وقت غروب
 آفتاب جنت آشیانی کتب خانہ کے کونٹے پر باندھ کر ایک لحظہ بیٹھے کہ ناگاہ مغرب کی نماز کا وقت آیا اور مؤذن نے اذان شروع
 کی وہ حضرت تعظیم اور جواب مانگ نماز کے واسطے دوسرے زمین پر بیٹھے اور برخاست کے وقت عصا پر تکیہ کر کے جا ادا بیتادہ
 ہوا وہ عصا لغزش کھا کر لعل سے نکل گیا اور بادشاہ زربان سے جدا ہو کر زمین پر آئے اور ہمیشہ ہو گئے اہبان سلطنت
 اور اہکان مملکت حضرت کی حالت دیکھ کر سراسیمہ ہوئے اور آنحضرت کو دو تختہ زمین لے گئے بعد ایک لحظہ کے حضرت کو
 وفات ہو ا اور بات چیت کی اور اطبا معالجہ میں مشغول ہوئے لیکن سرمدندہ آیا گیا صوبہ تاسیخ ماہ مذکور کو وقت غروب آفتاب
 تھا ہا سے روح پر ختوح اقدس و علی آشیان قدس کی طرف پرواز کر گیا اور یہ مصرعہ تاریخ اس واقعہ کا ایک مصرع
 ہمایون بادشاہ از بام اقتادہ اور شعی دہلی میں دریلے جون کے کنارے دفن ہوئے اور ۹۶۳ھ نو سو ترستھ ہجری
 میں گنبد سایہ آپ کے مزار کا تیار ہوا مدت سلطنت انکی ہندوستان اور کابل میں پچیس برس تھی اور سن ۱۰۰۰ھ

جنگ سلطانی سے مراد ایک جنگ کا نام ہے

اٹھکا اکا دن برس کا تھا یہ بادشاہ نہایت شجاع تھا اور سخاوت اور مردت بین بے نظیر اور علم و ریاضی میں علم مہارت
 بلند کر کے علما اور فضلا سے صحبت رکھتا تھا اور ہر وقت اُس کی مجلس میں مسائل علمی کا ذکر ہوتا تھا اور ہمیشہ وضو
 رہتا تھا اور بے وضو خدا کا نام زبان پر نہ لاتا تھا جیسا کہ ایک دن میر عبدالحی صدر کو عبدال خطاب کر کے اپنے
 رو برو طلب کیا اور جب وضو کیا میر سے معذرت کر کے فرمایا کہ اُس وقت میں وضو نہ کھتا تھا اور جی خدا کا نام ہو سکتا
 میں نے تمہارا نام نام نہیں لیا اور علامہ اسکے خوش قیامت اور گندم رنگ تھے اور مذہب حنفی تھے لیکن میرزا
 کامران اور بعضے امرا جتنا فی آنحضرت کو شیخ مذہب جانتے تھے اُسکا سبب یہ تھا کہ عہد طفلی اور شاہزادگی
 سے اہل عراق اور خراسان کی ایک جماعت کہ اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اُسکے پاس جمع ہوتی تھی اور انکے حال
 پر رعایت مہذول رہتی تھی اور میرزا خان ترکمان کہ آنحضرت کا صاحب اور بہیم تھا مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جبروت
 کو سرور سلطنت پر جلوہ گر ہو کر بادشاہ ہونے بہت قریب اس اور اہل عراق کو بہت کر کے بزرگ کیا اور کہتے ہیں کہ کامران مرزا
 آنحضرت سے مذہب کے بارے میں ہمیشہ ہمزبانی کرتا تھا جسوقت کہ شیر شاہ کے صدر سے یہب لاہور میں جمع ہو
 تھے ایک دن دونوں بھائی سو ادھی طرف چلتے تھے ایک کتا نظر پڑا کہ پاؤں اٹھا کر ایک قبر پر پشیاپ کرتا تھا میرزا نے
 کہا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ اس قبر کا صاحب رافضی ہو بادشاہ نے کہا ہاں یہ بھی ظاہر ہوتا ہو کہ کتا بھی سنی ہو چنانچہ سطح
 کی لطافت بھائیوں کے درمیان اکثر ہوا کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہو کہ ایسے کلمات کامران میرزا کے خدا اور میرزا خان ترکمان
 کی خوشی اور دوسرے ارباب غل کے واسطے سرزد ہوتے تھے اور آنحضرت کا مذہب البتہ حنفی تھا بادشاہ شرمیلی کہتے تھے
 اور دیوان شہر آنحضرت کا جتنہ جتنہ نظر پڑتا ہو اور یہ ابیات بھی انہیں کے طبع و ذہن نظم گذشتہ ازل سرگشتہ ناولد شمس
 نماند بریں دل دادہ لذت لاش بقصد کشش عشاق گر کند میل پہ عجب تابش از اخلاق و شہوہ کرمش یہ کرامت نہ ہو قرب
 حریم حرمت او کہ ہر نعل میں نیست محرم حرش یہ اگر پر کشش عشاق می بند قد سے بہر ار جان گرمی فدا سے بہر حرش
 ولہ خوش آنکہ با خیال عمرے نشست بودم و ز شوق سر و قامت از جا سے جتنہ بودم ہمیں من کہ گفتم موسیٰ ترا پریشان
 و ز شرح جہد لفت چون دل شکستہ بودم و ز شرح غنچہ او ہرگز نگفتہ جیتے دل ناداران حکایت پیوستہ بہتہ بودم
 حقا کہ چون ہمایون دھال بچو وہ بادوست در حکایت از خویش رستہ بودم ولہ داغ عشق تو جہین نیست
 خاتم فعل تو مبین نیست نہالتیتم جو خال پرور تو بہ نیست بام فلک زمین نیست یہ ہر کجا شہر و شہر پار سے بود و این
 زمان بندہ کہین نیست خط مشکین لصف و گلفام آیت رحمت مبین نیست ولہ من اشکسروان جو گنج تارون
 دارم و گنگونہ درون کیسہ ز افیرن دارم و ذکر بادشاہ حجابہ ابو المظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
 غازی کی سلطنت کا شیخ ابو الفضل شیخ فیضی کے بھائی نے اس بادشاہ عالی جاہ کے جزوی اور کلی قضایا اکبر
 میں کہ ایک لاکھ اور ہزار بیت کے قریب ہو ثبت کیا اور مؤلف ان اوراق کا مجموعہ قاسم فرستہ کہ در پی اختصار ہو
 خلاصہ اسکا اس کتاب میں مندرج کرتا ہو اور کتنا ہو کہ جمہورت نصیر الدین محمد ہلاکون بادشاہ کتب خانہ کے کوٹھے سے
 گر کر شدت ضعف میں گرفتار ہوا ارکان دولت اور اعیان حضرت نے شیخ جوئی کو کہ معتمدان در گاہ سے تھا اس حالت
 کی خبر ہو بچانے کے واسطے ہڈیہ ڈاک پنجاب کی طرف روانہ کیا اور کسے کلا نو میں پہنچ کر شاہزادہ والا گہری
 نقد ملازمت حاصل کر کے تقنیہ سانچہ کا مہوش کیا اور اس کے پیچھے ہی جب خبر حالت ہو بچی امرالوازم تحریریت

یہ قصہ ہے
 کہ کامران مرزا
 نے اپنے بھائی
 میرزا خان ترکمان
 سے مذہب کے بارے
 میں ہمیشہ ہمزبانی
 کرتا تھا جسوقت
 کہ شیر شاہ کے صدر
 سے یہب لاہور میں
 جمع ہوئے تھے ایک
 دن دونوں بھائی
 سو ادھی طرف
 چلتے تھے ایک کتا
 نظر پڑا کہ پاؤں
 اٹھا کر ایک قبر
 پر پشیاپ کرتا
 تھا میرزا نے کہا
 ایسا معلوم ہوتا
 ہو کہ اس قبر کا
 صاحب رافضی ہو
 بادشاہ نے کہا ہاں
 یہ بھی ظاہر ہوتا
 ہو کہ کتا بھی سنی
 ہو چنانچہ سطح
 کی لطافت بھائیوں
 کے درمیان اکثر
 ہوا کرتی تھی لیکن
 حقیقت یہ ہو کہ
 ایسے کلمات کامران
 میرزا کے خدا اور
 میرزا خان ترکمان
 کی خوشی اور دوسرے
 ارباب غل کے واسطے
 سرزد ہوتے تھے اور
 آنحضرت کا مذہب
 البتہ حنفی تھا
 بادشاہ شرمیلی
 کہتے تھے اور دیوان
 شہر آنحضرت کا
 جتنہ جتنہ نظر
 پڑتا ہو اور یہ
 ابیات بھی انہیں کے
 طبع و ذہن نظم
 گذشتہ ازل سرگشتہ
 ناولد شمس نماند
 بریں دل دادہ لذت
 لاش بقصد کشش
 عشاق گر کند میل
 پہ عجب تابش از
 اخلاق و شہوہ کرمش
 یہ کرامت نہ ہو قرب
 حریم حرمت او کہ
 ہر نعل میں نیست
 محرم حرش یہ اگر
 پر کشش عشاق می
 بند قد سے بہر ار
 جان گرمی فدا سے
 بہر حرش ولہ خوش
 آنکہ با خیال عمرے
 نشست بودم و ز
 شوق سر و قامت
 از جا سے جتنہ بودم
 ہمیں من کہ گفتم
 موسیٰ ترا پریشان
 و ز شرح جہد لفت
 چون دل شکستہ
 بودم و ز شرح
 غنچہ او ہرگز
 نگفتہ جیتے دل
 ناداران حکایت
 پیوستہ بہتہ بودم
 حقا کہ چون
 ہمایون دھال
 بچو وہ بادوست
 در حکایت از
 خویش رستہ بودم
 ولہ داغ عشق
 تو جہین نیست
 خاتم فعل تو
 مبین نیست نہالتیتم
 جو خال پرور تو
 بہ نیست بام
 فلک زمین نیست
 یہ ہر کجا شہر
 و شہر پار سے
 بود و این زمان
 بندہ کہین نیست
 خط مشکین
 لصف و گلفام
 آیت رحمت
 مبین نیست
 ولہ من اشکسروان
 جو گنج تارون
 دارم و گنگونہ
 درون کیسہ
 ز افیرن دارم
 و ذکر بادشاہ
 حجابہ ابو
 المظفر جلال
 الدین محمد
 اکبر بادشاہ
 غازی کی
 سلطنت کا
 شیخ ابو
 الفضل شیخ
 فیضی کے
 بھائی نے
 اس
 بادشاہ
 عالی
 جاہ کے
 جزوی
 اور
 کلی
 قضایا
 اکبر
 میں
 کہ
 ایک
 لاکھ
 اور
 ہزار
 بیت
 کے
 قریب
 ہو
 ثبت
 کیا
 اور
 مؤلف
 ان
 اوراق
 کا
 مجموعہ
 قاسم
 فرستہ
 کہ
 در
 پی
 اختصار
 ہو
 خلاصہ
 اسکا
 اس
 کتاب
 میں
 مندرج
 کرتا
 ہو
 اور
 کتنا
 ہو
 کہ
 جمہورت
 نصیر
 الدین
 محمد
 ہلاکون
 بادشاہ
 کتب
 خانہ
 کے
 کوٹھے
 سے
 گر
 کر
 شدت
 ضعف
 میں
 گرفتار
 ہوا
 ارکان
 دولت
 اور
 اعیان
 حضرت
 نے
 شیخ
 جوئی
 کو
 کہ
 معتمدان
 در
 گاہ
 سے
 تھا
 اس
 حالت
 کی
 خبر
 ہو
 بچانے
 کے
 واسطے
 ہڈیہ
 ڈاک
 پنجاب
 کی
 طرف
 روانہ
 کیا
 اور
 کسے
 کلا
 نو
 میں
 پہنچ
 کر
 شاہزادہ
 والا
 گہری
 نقد
 ملازمت
 حاصل
 کر
 کے
 تقنیہ
 سانچہ
 کا
 مہوش
 کیا
 اور
 اس
 کے
 پیچھے
 ہی
 جب
 خبر
 حالت
 ہو
 بچی
 امرالوازم
 تحریریت

بجالاتے اور اسپین اتفاق کر کے ماہ ربیع الثانی کی دوسری تاریخ ۹۷۳ھ فوسوز سٹھ ہجری میں شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کو کتیرہ برس اور نو مہینے اُس کی عمر سے گزرے تھے کلاؤز میں تخت فرمانبری پر اجلاس کروایا قطعہ گل امید شکفت و زبید اور اوچہ مراد و خلق خدا آنچنانکہ باید ادبہ زردست فتنہ دوران جہان بشدائیں کہ بادشاہ جہان پاجہ بر سر پناہ و زبیرم خان ترکمان با وجہ منصب سپہ سالاری اور تالیقی کے وکالت کے حمیدہ پر امور ہو کر متصدی امور ملک مال ہوا اور ترانین لشارت جلوں اور شالت سپاہ و رعیت اطراف و اکناف میں بھیکر متخاجات اور راہداری اور سلا مان اوپریش اور سرانہ تمامی ممالک محروسہ کاسحات اور واگذاشت کیا اور بیرم خان نے سب سے پہلے شاہ ابوالمعالی کو کہ داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا گرفتار کر کے واجب القتل ٹھہرایا اور جوہ حضرت کہ بیشتر اسم شریف انکاءش آشیانی اور گاہے ساتھ خاقان اکبر لے آجیو گیا کمالی ترم سے رہتی نہوئے اور اُس سید کو قید کر کے پہلوان گل گیر کے پاس جولا ہو کر کونوال تھا بھیا شاہ ابوالمعالی چند روز کے بعد قید خانہ سے بھاگ گل گیر پہلوان نے کمال خجالت اور انتہائے غیبت سے اپنے تین ہلاک کیا اور تروی بیگ خان نے تمام اسباب بادشاہی کو دہلی سے ابو القاسم میرزا اولد کاران میرزا کی ہواہ اور دوسے معلی میں ارسال کیا اور علی نقی خان سیستانی حاکم سیٹھل اور سکندر خان اوزبک حاکم اگرہ اور بہادر خان حاکم دیپا پور اور نعم خان اتالیق اور محمد حکیم میرزا نے غرض بھیکر انکارا خواص اور بندگی کی بعدہ لشکر ظفر بیک سکندر خان کے ہتھیصال کے واسطے دامن کوہ سوالک کی سمت روانہ ہوا اور حرب کے بعد سکندر شاہ کوہ سوالک کے درمیان سے بھاگا اور دہرام چند راہہ کوٹ کا درباہین حاضر ہو اعرش آشیانی نے اُسکے حال پر توارش فرمائی اور ملک موروثی جاگیر میں آسوار زانی فرمایا اور عرش آشیانی بارش کی کثرت سے جالندھر کی طرف روانہ ہوا ہوئے ایک مدت وہاں توقف کیا اور اُن دنوں میں سلیمان میرزا بقصد تسخیر کابل بخشان سے روانہ ہوا اور گسکے پہونچتے ہی نعم خان کہ سردار کار دیدہ تھا حصاری ہو کر علم مدافعت بلند کیا اور خاقان اکبر اس حال سے مطلع ہوئے اور محمد قلی برلاس اور خان عظیم شمس الدین محمد خان اٹکہ اور خضر خان کو نعم خان کی اعانت کو بھیجا چنانچہ بعضے قلعوں میں در آئے اور اکثر بار رہے اور چار مہینے کے عرصہ میں شب و روز بخشانین کو اطراف اوردین رحمت پہونچا کر عاجز اور تنگ کیا سلیمان میرزانے نعم خان کو پیغام دیا کہ اگر تو خطبہ میں میرا نام داخل کرے تو میں بہان سے کوچ کر جاؤں نعم خان نے صلاح وقت دیکھ کر اُسکے کہنے پر عمل کیا اور سلیمان میرزا بخشان کی طرف متوجہ ہوا اُن روزوں میں مہموی بقال وزیر محمد شاہ عدلی مع تین ہزار سوار اور پیادہ اور دو ہزار فیل جنگی کے کہ اکثر اُسین ہست تھے اگرہ کی طرف روانہ ہوا سکندر خان اوزبک تاب تھا و مت نہ لاکوہلی کی طرف راہی ہوا اور شاہینجان افغان کہ وہ عدلی کے امراء سے معتد سے تھا آب رہٹ کے کنارے آیا اور علی قلی خان سیستانی نے کہ اسوقت خانزمانی کا خطاب پانٹھا باتفاق امرے لگی شل قاسم خان و محمد امین دیوانہ و ہاما حیدر قیچاقی مع تین ہزار سوار عراقی اور خراسانی آب رہٹ سے عبور کر کے شاہی خان افغان سے مقابلہ کیا اور وہ منہزم ہوا اور کچھ فوج اُس کی قتل ہوئی اور اکثر آب وریا کے عبور کے وقت غرق ہوئی جیسا کہ تین ہزار فوج سے دو سو پاتین سو سے زیادہ آدمی زندہ رہے اور جب مہموی بقال اگرہ پر متصرف ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا تروی بیگ خان نے اپنے پیچون کو اطراف میں بھیکر دھر اکو طلب کیا عبداللہ خان اور لعل سلطان بخشی اور علی قلی خان اندرابی اور بہادر خان گولابی وغیرہ ملا توقف دہلی میں آئے اور علی قلی خان سیستانی مخاطب بخان زمان اور اُس کی ایک ایک تہک دہلی میں نہ پہونچی تھی کہ تروی بیگ خان نے شتابی کر کے مہموی بقال سے مقابلہ کیا اور مہموی بقال کہ ایک کا قتر خراج تھا تین چار ہزار

سوار جزا ر انتخابی اور فیضان کوہ پیکر جنگی لیکر صف قلعہ سے جدا ہوا اور اول تروی بیگ خان پر کہ اپنے مقابل سے جنگ میں مشغول تھا حملہ آور ہوا چنانچہ اس سے سرکہ سے لپکا کر کے اور دن کی طرف متوجہ ہوا اور انھیں بھی منہزم کر کے دہلی پر قابض ہوا تروی بیگ خان اور دیگر امرا سے ممکن تھا کہ علی قلیخان سیستانی المناط بجان زمان اور دوسرے امرا اور سرداروں کو ساتھ اپنے شفق کر کے شکست کا تدارک کرنے یا یہ کہ دہلی کے اطراف میں پناہ لیکر بادشاہ سے کمک کے مستعدی ہوتے دونوں طرف میں سے ایک بھی نہ کیا نوشرہ کی طرف روانہ ہوئے اور ولایت خالی چھوڑ کر دشمن کے سپرد کی علی قلیخان سیستانی نے میرٹھ میں یہ خبر سنی جو تنہا اس حدود کے ضبط سے عہدہ برانہو سکتا تھا لاچار ہو کر وہ بھی نوشرہ گیا عرش آشیانی جالندھر میں اس وقت سے مطلع ہوئے جو پنجاب کے سوا اور تمام ممالک اقتادون کے تصرف میں درآئے تھے دلگیر ہوئے جوکہ صغیر کے باعث امرا و بزرگواروں میں شغل نہ ہو سکتے تھے بیرم خان ترکمان کو خان با خطاب دیکر نوادرش فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ مجھے تمام مہمات ملکی کو تیری طرف رجوع کیا جس میں صلاح دولت دیکھ عمل میں لاؤہ کام میرے حکم پر موقوف نہ ہو اور علاوہ اسکے اس بارہ میں اسے ہارون شاہ کی روح پر فتوح اور اپنے فرق مبارک کی قسم دیکر ظاہر کیا کہ تو لوگوں کی دشمنی کا نہ اندیشہ کر اور یہ صریح بڑھا صریح دوست گرد دست بود ہر دو جہان دشمن باش اور اس وقت جمیع امرا کو اکٹھا کر کے ایک انجمن ترتیب دی اور مشورہ کیا چونکہ لشکر مخالف کا ایک لاکھ سوار سے زیادہ نشان دہی تھے اور لشکر بادشاہ کا شاہرہاں سے زیادہ نہ تھا سب کا دل کی روانگی پر عمل ہوئے لیکن بیرم خان ترکمان نے جنگ مخالفین میں مستعد ہونا سب دیکھا خاقان اکبر باوجود صغیر کے اس مشورہ اور صلاح پر مائل اور اغب ہوا اور بے تامل خضر خواجہ خان کو کہ فرزند سلاطین مغل سے تھا اور بادشاہ کی طبیعت سے مہم گھبرانہ ہو گیا اس کے غفدہ کھج میں ٹھہری لاہور کا حاکم کر کے سکندر شاہ کے دفع کے واسطے تعین کیا اور خود نفس نفیس مہموی نقال کی مادیب اور بغیہ کے واسطے آمادہ ہوئے اور نوشرہ میں امرا سے کہینے لے ملازمت کی اور خاقانان نے تروی بیگ کو بسبب تقصیرات کے ایسے وقت میں کہ بادشاہ شکار کو گئے تھے مکان میں بلایا اور بلا توقف اپنے حضور سرآمدہ میں گردن مار دی اور بادشاہ نے یہ خبر شکار گاہ میں سنی جب معاومت کی بیرم خان نے معروض کیا کہ میں تحقیق جانتا تھا کہ آنحضرت باوجود گناہ کیو کے کاش سے سرزد ہو احنایت ذاتی اور مراحم قلبی سے اس کے قتل میں تامل فرما دیں گے اور عفو الہی تقصیر کا ایسے وقت میں کہ مخالفین قریب ہوں بچا اور افغان کے مانند ایک ضمیمہ نے ممالک ہند پر غلبہ پایا مناسب نہ تھا ہر آئینہ میں نے حکم اقدس صریح اس باب میں حال نہ کر کے جرأت اس کے قتل میں کی عرش آشیانی نے زبان تحسین آفرین میں کھل کر اس کا عذر مسووع فرمایا اور ثقافت سے سنا گیا کہ اگر بیرم خان ترکمان تروی بیگ کو قتل کرتا الوس جتنا فیضیت میں نہ آتا اور قصہ شیر شاہ کا پیش آتا اس کے بعد امرا سے مغل نے کہہ دیا کہ آپ کو کیقباد اور کیکاؤس جانتے تھے بیرم خان ترکمان سے حساب میں ہو کر ہوا سے سرکشی سر سے باہر کی اور نفاق ہر طرف ہوا اور جو ریایات ظفر آیات نوشرہ سے دہلی میں روانہ ہوئے سکندر خان اور بیک اور عبداللہ خان اور علی قلی خان اندرابی اور محمد خان جلالیر بدشی اور محمد خان قاشقال اور دیگر امرا بپا شلیقی علی قلی خان سیستانی المناط بجان زمان کہ امیر الامرا ہوا تھا برسم منقلاتی روانہ ہوئے اور ایک جماعت بیرم خان کے لوکران خاصہ سے بھی شل حسین قلی بیگ اور محمد صادق خان پر وانی اور شاہ قلیخان محرم اور میر محمد قاسم خان مینشا پوری اور سید محمد باکر بہ وغیرہم امرا سے منقلاتی کے ہمراہ ہوئے اور میر محمد قلی نے جو آپ کو اجہ بکرا جیت مشہور کر کے کوس تک اور غزوہ کا بجاتا تھا شادی خان افغان اور امرا سے افغان کو

عہدہ حساب
میں بیجا
خارسی
محاورہ
میں بیجا
چراغ بیجا
عہدہ
خیال
میں بیجا
خارسی
چراغ
میں بیجا
خارسی
چراغ

بھی ساتھ اپنے ملحق کر کے مع افواج کیشو کو مورد ملخ کے مانند تھی عزم نرم میں استقبال کیا اور ایک جماعت مقرران
 حمہ افغانوں کو مع لوہجاء عظیم افواج منتقلائی بادشاہی کے مقابلہ کو پیشتر روانہ کیا اور وہ خود افواج مغل سے منہزم
 ہو کر بحال تبرکٹ گئے اور توپخانہ ایک قلم بہا دگیا ہیری بقال جب بائی بت کھوار میں پہونچا اور شکر جنگ جنتائی کے
 قریب تر پہونچنے کی سعی فیلون کو کہ عتا و تمام پیر رکھتا تھا سرداران بزرگ کو قفسیر کیا تاکہ انہیں سوار ہو کر لڑم جنگ میں
 مشغول ہو دیں اور علی قلی خان سستانی الما طلب بجان زمان جمہ کے دلی الصباح کہ محرم کی دوسری تاریخ ۱۰۹۷ھ نو
 چوٹھ بھری تھی آرتنگی صفوف میں مصروف ہو کر مستعد قتال ہوا اور طرفین سے مردان مرد و طالبان نرو اسپان
 تازی پیر سوار ہو کر میدان جانتان میں گھوڑوں کو جولان کرنے لگے اور دوشش کی دی اور مخلون نے کہ قتل
 تر دی بیگ کو مشاہدہ کیا تھا پاسے ثبات زمین کین سے متزلزل نہ کرتے تھے بارے ہیوی بقال قبل ہوانے
 نام پیر سوار ہوا اور تین چار ہزار سوار کار گزار لے کر قلب فوج سے جدا ہوا اور خنتائی افواج مقدمہ کو آتی
 میں برہم مارا اور بے توقف صفوف قلب پر حمل قرار علی تلخان سستانی تھے متوجہ ہوا ہادمان بیرم خانی
 کہ اس صف میں تھے شرائط شجاعت بجالا لے آلات حرب کے استعمال میں کچھ قصیر کی اس درمیان میں ایک تیر
 ہیوی بقال کی آنکھ میں گناہر چن کر کاری نہ تھا افغانان ہیدل نے جب خون اس کے حلقہ چشم سے روانہ کیا
 راہ فرار ناپی ہیوی بقال نے باوصف اس چشم خم کے جرات کو کام فرمایا یعنی تیر کو باہر کھینچا آنکھ کو روال سے
 باندھا اور محوڑے آدمیوں سے سر اسیمہ حملہ کرنا تھا اس وقت شاہ قلی خان محرم ہیوی بقال کے قیل کے
 قریب پہونچا اور اسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہیوی بقال کا مرکوب ہر حملہ فیلباؤن پر کیا فیلباؤن نے اپنے حفظ کے واسطے
 ہیوی بقال کے حال سے خبر دی شادی خان بخت کی مساعرت سے خوشحال ہو کر قیل اور فیلباؤن کو مع ہیوی
 بقال ہو کر سے کنارے لاکر بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا اور مخلون نے افغانوں کا چھپا کیا اس قدر آدمی کہ کھاب
 وہم چلی تعداد سے عاجز ہو تیخ بیدرین سے قتل کیے شاہ قلی خان جو ہیوی بقال کو بادشاہ کے روبرو کہ دو تین لوگ
 کے حاصل پر تھا لا با بیرم خان نے عرض کی کہ بادشاہ بقصد جہاد اگر ایک شمیر اس کا فرحی کے سر پر سید کرین
 جہاد اکبر ہو گا آنحضرت مرثیہ کے فرق پہونچا کر غازی ہوئے اس وقت بیرم خان ترکمان نے اپنے ہاتھ سے اسے
 مقتول کیا اور سر اسکا کابل میں اور لاش بے سرو ہلی میں روانہ کی اور بڑھ پڑا ہتھی سے زیادہ شکر ظفر پیکر کے ہاتھ
 آئے بادشاہ منصور و منظر ہو کر دہلی میں تشریف لائے ملا پیر محمد شردانی کو کہ بیرم خان ترکمان کا قیل تھا میوات کی
 طرف بھیجا اس نے وہاں جلتے ہی ہیوی بقال کی اہل و عیال کو دستگیر کیا اور خزانہ اس کا دستیاب کر کے بہت
 افغانوں کو کہ وہاں تھے علف تیغ خون آشام کیا درمیان اس حال کے شکر قزلباش شیا شلیقی سلطان سین میرزا
 بہرام میرزا بن شاہ اسماعیل صفوی شاہ طہا سپ صفوی کے حکم کے بموجب قندھار سے اطراف میں آن کر محارہ
 کیا بعد ساعی جمیل محمد شاہ قندھاری کے تصرف سے جو لو کہ بیرم خان ترکمان کا عقابہ آورده کر کے قلعہ میں لے
 اور خضر خواجہ خان بھی سکندرشاہ سے لوگوں کو پور بھاگا عرش آشیانی پر جب اس کے کہ مصرع جہانگیری توقف برتاؤ
 سکندرشاہ کے دفع کے واسطے پنجاب کی طرف متوجہ ہوئے سکندرشاہ شکر کلا نور میں آیا تھا مقادست کی قدرت
 اپنے میں نہ دیکھی قلعہ مانکوٹ میں کہ سلیم شاہ نے کھروں کے دفع کے لیے پہاڑوں کے درمیان ایک کوہ رفیع

پر تیار کیا تھا جاکر شخص ہو اباد شاہ نے وہاں نزول فرما کر تین مہینے قیام کیا اور ان دنوں میں عرش آشیانی کی والدہ ماجدہ اور دیگر بیگمات اور اہل و عیال امرا اور سپاہیان کو جتھر کابل میں تھے ان امرائے کے ہمراہ جو نعم خان کی ملک کے واسطے گئے تھے پہنچے اور محمد حکیم میرزا حکم کے موافق مع والدہ اور ایک ہندو عیانی اپنے کے کابل میں رہا اس ملک کی حکومت اسکے تعلق ہوئی اور نعم خان اسکا اتالیق ہوا اور جب قلعہ مانکوٹ کے محاصروں نے چھ مہینے کا عرصہ گھنٹھا سکندر شاہ نے عاجز ہو کر استدعا سے قدم ایک امرائے معتبر کی چنانچہ بعد و حکم خان عظیم شمس الدین محمد خان اٹک قلعہ میں گیا اور سکندر شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ میں جرائم کی کثرت سے بادشاہ کی ملازمت کی طاقت نہیں رکھتا لیکن اپنے فرزند شیخ عبدالرحمن کو درگاہ میں بھیج کر خود ہنگامہ کی طرف جا کر بادشاہ کی اطاعت میں سرگرم رہو گنگا خان عظیم شمس الدین خان اٹک قلعہ سے واپس آیا اور سکندر شاہ کا پیغام بادشاہ سے مروی کیا جو قبول و منظور ہوا اور شیخ عبدالرحمن رمضان کے مہینے سکندر قلعہ چھوڑ کر میری میں حاضر حضور ہوا اور چند روز بجز غفلت کیے سکندر شاہ قلعہ سے برآمد ہو کر ہنگامہ گیا عرش آشیانی نے وہ قلعہ مردم درگاہ کے سپرد فرمایا اور عازم لاہور ہوئے اور اٹک سے راہ میں بیرم خان ترکمان کے مزاج میں انحراف جاگزین ہوا چند روز سواریوں ایک دن بادشاہ نے وہ قلعہ نامی مست کی لڑائی کا حکم دیا وہ لڑتے ہوئے بیرم خان ترکمان کے خیمہ کے قریب جا پہنچے اور شور و غل تماشا یوں کا بلند ہوا بیرم خان کے یلین یہ گمان گذرا کہ یہ امر بادشاہ کے اشارہ سے سرزد ہوا ہو پھر بوساطت ماہم اٹک کے پیغام دیا کہ اس دولتخواہ کے منزل کے قریب نیلان ست کے چھوڑنے کا کیا سبب ہو اگر کوئی بات مہری طرف سے غیر واقع موقف عرص میں پہنچی ہوا اور وہ موجب غبار و حفا منزل ہوئی ہو اس کے اہلام سے مجھے ممنون مکرمت کرینا ماہم اٹک نے جو کچھ بیان واقع عفا جواب دیا کہ نیلون کا آنا اس لوح میں اتفاقہ ہو نہ کسی کی فرمائش سے اس صورت میں بھی بیرم خان کی تسلی ہوئی یہاں تک کہ لاہور میں آیا اور خان عظیم شمس الدین محمد خان اٹک نے کہ بیرم خان اس سے بدگمان عفا اسکے خیمہ میں جا کر قسم کھائی کہ خلا اور ملا میں ایسی بات کہ خاطر افس کے باعث کلفت پہنیں گی عرش آشیانی شہر صفر کی ہندو عین تاریخ ۹۶۵ ہجری میں عازم دہلی ہوئے اور شکار گمان اور صید اٹک نان ماہ جادی الثانی کی پچیسویں تاریخ کو منزل مقصد پر پہنچے اور اٹک سے راہ میں یعنی موضع جالندری میں ازواج سلیم سلطان بیگم دختر میرزا نور الدین محمد خواہر زادہ ہمایون بادشاہ کا اکبر شاہ کے حسب الارشاد بیرم خان کے ساتھ واقع ہوا اور اس سال میرزا لامل علی قلی خان سیستانی الہا طلب بجان زمان سے کہ درمے بجزاری سے تھا اور صوبہ شرقی کی حکومت رکھتا تھا امرنا شائستہ سرزد ہوا جو حضرت کے خاطر دریائے قحط کی رنجش کا سبب ہوا وہ یہو کہ ایک لڑکا شاہم بیگ نام کہ اادیوں کے زمرہ میں منتظم تھا اور قبل اس کے سبب حسن صورت اور نیکی یرت اور تشابہ اعضا ہمایون بادشاہ کا منظور نظر ہوا تھا علی قلی خان سیستانی الہا طلب خان زمان سے کسی قریب سے اپنے پاس لے گیا اور برسم اجلا ف اور ویاش ماوراءالنہر کے تسلیم اور تواضع کے سلاطین کے واسطے مخصوص ہو نہایت اس کے فعل میں لاتا تھا اور اس معنی نے شہرت پائی عرش آشیانی نے شاہم بیگ کے طلب میں حکم نافذ فرمایا اور مجدد ہال اسکے بھیجنے میں ہوا اما بیرم محمد کی تجویز سے لشکر خان زمان کے سر پر مقرر ہوا اس نے

ہر اسان ہو کر فرخعلی نام نوکر کو کہ معتد اس کا تھا بھیجا تاکہ عذر خواہی اور معذرت کرے فرخعلی دہلی میں آیا اور ملا پیر محمد کے پاس کہ کوئی امر بے رضا اسکی جاری نہ ہوتا تھا گیا اور ملا پیر محمد خان زمان کے مذہب شیعہ کے دعویٰ کرنے اور اصحاب اختیار پر تہرا کرنے سے نہایت اکر وہ تھا اور اسکو بیرم خان ترکمان کے دوستوں سے شمار کرتا تھا فرخعلی کو زود کو ب کے بعد اسقدر لائین مارین اور کوٹھے سے نیچے گرا دیا کہ مرغ روح اسکا قفس تن سے پرواز کر گیا علی قلیخان صحت غلیظہ دیکھ کر سمجھا کہ دشمن شاہم بیگ کے بہانہ سے اسکو خراب کیا چاہتے ہیں اسواسطے اسنے شاہم بیگ کو رخصت دی شاہم بیگ ہر روز ایک منزل سے دوسری منزل میں اور ہر شب ایک مقام سے دوسرے مقام میں بسر لیتا تھا یہاں تک کہ برگہ مرویہ میں کہ جاگیر عبدالرحمن بیگ نام ایک شخص کی تھی پہونچا اور علی قلیخان سیشانی کی ایک مشوقہ گائمن تھی اور اسکا نام آرام دل تھا کمال اتحاد سے شاہم بیگ کے پاس ہر ایک مجلس میں حاضر کرتا تھا اور مناسب مداخلت کے سبب شاہم بیگ اور آرام دل کے درمیان ایک محبت پیدا ہوئی علی قلیخان نے وہ گائمن اس کے حوالہ کی اور شاہم بیگ ایک مدت اس کے ساتھ ہمبستر رہا اور عبدالرحمن بیگ کو کہ اس کے مصدا جیون سے تھا دیدی اسوقت میں عبدالرحمن بیگ کے حقوق آشنائی منظور رکھ کر لازم ضیافت بجایا یا چنانچہ ایک دن دونوں شخص نے ایک باغ میں بیٹھ کر مجلس شراب آراستہ کی شاہم بیگ نے آرام دل کو کہ حاضر کھٹی طلب کیا عبدالرحمن بیگ نے مضائقہ کیا شاہم بیگ کے مزاج میں غم تھا عبدالرحمن بیگ کو جب اسکو یاد دلا دیا اور آرام دل کو سنگدلی سے کچھ امنگوایا اور جب توبہ بیگ برادر عبدالرحمن بیگ اپنے بھائی کی گرفتاری اور زلزلت و خواری سے آگاہ ہوا ایک جماعت مسلح ہمراہ لیکر باغ کے دروازہ پر آیا اور آتش جنگ افروختہ کی آتشے جنگ بہن ایک تیر شاہم بیگ کے ایسا کاری لگا کہ اس کے صدر سے جان ہرنوا علی قلی خان سیشانی اس ساتھ سے رات بھر ہر بقصد انتقام سرور پور کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ عبدالرحمن بیگ نے بھاگ کر بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی شاہم بیگ کا جنازہ ہمراہ لیکر چھوڑ کی طرف گیا اس درمیان میں مصاحب بیگ ولد خواجہ کلان بیگ جو خاندانی ملازم تھا اپنے باپ دادا کے سوا بق حقوق پر غرور کر کے بیرم خان ترکمان کے ساتھ کہ صاحب تیس ہزار سوار کا تھا حصہ منی سلوک نہ کرتا تھا اور باوجود نصیحت ہرگز متنبہ نہ ہوتا تھا آخر کو دہلی میں حسب الحکم بیرم خان کے قتل ہوا اور اسے خشتی میں ضا وعلیم ہر پاہوا اور بادشاہ بھی غمگین ہو کر ماہ محرم سنہ ۹۷۰ نو سو ستر ہجری میں دریا کے رستے سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ابھی قضیہ مصاحب بیگ کے قتل کا دلون سے محو ہوا تھا کہ بیرم خان ترکمان ملا پیر محمد کے غلبہ سے عاجز آیا اور اس کے اخراج کے دیر ہو چکا اسواسطے کہ ملا پیر محمد ایک تو بادشاہ کا استاد اور دوسرے اس سے قربت رکھتا تھا امر اور ارکان دولت اکثر اوقات اس کے مکان میں بارپاتے تھے اس عرصہ میں ملا پیر محمد بیمار ہوئے اور بیرم خان ترکمان انکی عیادت کو گیا غلام اور دربان اس کے روہر آئے اور یہ بات کہی کہ آپ ایک لحظہ بیان توقف فرمائیے کہ ہم آپ کے آنے کی خبر سرکار میں بھیج کر اذن دخول حاصل کریں بیرم خان ترکمان نہایت اکر وہ ہوا اور ملا پیر محمد اس حال سے آگاہ ہو کر باہر تشریف لائے اور معذرت کر کے بیرم خان کو دیوانہ میں لے گئے پھر بھی بیرم خان کے ہمراہ بیہون میں سے ایک نفر سے زیادہ اذن دخول نہایا اور یہ قضیہ دیگر کدورات سابقہ کی فہیمہ ہوئی آخر بیرم خان ترکمان نے

بادشاہ کے بدون اذن ملا پیر محمد کو کہ لو کر جائیں جس کا تھا قلعہ بیانہ میں مجوس کیا اور چند روز کے ہی گجرات کی طرف نکال دیا اور کشتی میں بیٹھا کر کہ مغلیہ میں روانہ کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو بجائے ملا پیر محمد کو لے گیا اور شیخ گدائی ولد شیخ جمالی دہلوی شاعر کو جس صلہ میں کہ جب شیر شاہ کے قتلہ میں بیرم خان گجرات میں جا پڑا تھا اس نے خدات پسند یہ پیش پہنچائیں تھیں منصب صدارت اور امارت پر پہنچایا اور جب بحث ملا پیر محمد کا زیادہ تر بادشاہ کے خاطر فیض مقام کے موجب کلفت جوئی بیرم خان ترکمان مقام تدارک میں ہو کر توجہ کو الیا رکھا تذکرہ درمیان میں لایا اور چند تر اسے مشغول رکھا اور جو کہ قلعہ گو الیا رکھ کر سلیم شاہ نے اپنا جائے نشست کیا تھا اور سیل خان نام ایک غلام غلامان سلیم شاہ سے حکم محمد شاہ عدلی اس کے انتظام کے واسطے تیار رکھتا تھا جب بیرم خان کے ارادہ سے مطلع ہوا تو اسے رام شاہ کو کہہ کر جب بالمشغول کی نسل سے تھا پیغام کیا کہ آپ بے باپ اور داد و قدیم الایام سے اس قلعہ کے حاکم رہیں اور میں اس قلعہ کی خدمت سے ایسے بادشاہ عظیم الشان کے جو امین عاجز ہوں اس قلعہ کا عوض جو کچھ مناسب جائے مجھے دیکر آپ قلعہ پر متصرف ہوویں رام شاہ اس لطیفہ کو عنایت فیسی جان کر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور اقبال خان جاگیردار اس طرف کا بیرم خان ترکمان کے اشارہ سے سدرہ اسکا ہوا اور بعد چودہ افراد و قتال متکاثر کے رام شاہ کو ولایت رانا کی طرف مقرر کیا اور قلعہ گو الیا کو محاصرہ کر لیا اور سیل خان غلام نے ایچی بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجا اطاعت اطہار کی بیرم خان نے عرض تقدس میں پہنچا کر حاجی محمد خان کو اپنی طرف سے وہاں بھیجا تو قلعہ پر متصرف ہو کر سیل خان کو نہایت کشتی اور دلاسا دیکر رہ گیا میں لایا اور علی خان سیستانی مخاطب بجان زمان نے بھی کہہ کر بڑی رفع کدورت بادشاہ تھا اس سال سرکار چنبڑ اور نیاس کو آب گنگ کے محل تک کہ بعد شکست نصیر الدین محمد بایون بادشاہ کے افغانوں کے تصرف میں تھے ضرب شمشیر سے الیا رکھی اور درہ کر کے مالک محروسہ میں داخل کیا اس سبب سے بادشاہ اس سے بھی رنجی ہوئے اور دونوں سرداروں کو خلعت و کمر بند شمشیر مرصع وغیرہ سے نخل کر کے اقسام الطاف و نوازشات سے سرفراز اور متمنا فرمایا اور ماہ رجب سنہ مذکور میں شیخ محمد غوث بھائی شیخ بھلول کا کحق خدمت اس خاندان والا شان پر رکھتا تھا اور افغانوں کے غلبہ کے وقت گجرات میں گیا تھا اس وقت مع فرزندان اور مریدوں کے درگاہ میں آیا اور جب بیرم خان کو اپنی طرف متوجہ اور ہریان بنایا پھر گو الیا کی طرف کہ سکن قدیم اسکا تھا روانہ ہوا خاقان اکبر دوبارہ اس مقدمہ پر بیرم خان ترکمان سے نہایت آکر رہ ہوئے میرتبے سلطان معشوقان غیور است بہ زشرت ملک مشوقش دوست اور بیرم خان نے بادشاہ کے مشغول ہونے کے واسطے بہادر خان یعنی علی قلیخان سیستانی کے چھوٹے بھائی کو کہ امرائے پنجزار میں سے تھا پالپور سے طلب کر کے مع لشکر بسیار مالوہ کی تہیہ کے واسطے کہ تصرف میں بازباد کے تھا تعین فرمایا اتفاقاً اس عرصہ میں بادشاہ نے شکار کا میل کر کے بیرم خان ترکمان کو سراپا تمام مہام کے واسطے آکرہ میں چھوڑا اور شکار کرتا ہوا جب سکندر آباد محال دہلی میں بساوت و برکت نازل ہوا مہام آنکے اور ادھم خان کی کہ بیرم خان ترکمان کے دشمن تھے عرض قافس میں عرض کیا کہ حضرت کی والدہ ماجدہ دہلی میں تشریف رکھتی ہیں اور ان کے دشمنوں نے علالت بہم پہنچائی ہے اگر وہ جناب عیادت کو قدم رنجہ فرماویں مریہ کانی کو موجب خوشحالی اور باعث فارغ البالی ہوگا اس سبب سے بادشاہ دہلی کی طرف سوار ہوئے شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کہ امرائے پنجزاری سے تھا اور مہام آنکے کا خواہش ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت رکھتا تھا استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور شیکش بہت نڈر کی لیکن ایک دن ادھم خان کے اتفاق سے عرض کیا کہ بیرم خان

ترکمان بادشاہ کی عنان عزیمت اس طرف معطوف ہوئے سے استہارہم زندگان خیر طلب کی تصویر کے مصاحب بیگ کے مانند سین بھی تہ تیغ میدریغ کر گیا اگر حضرت ہمیں کہ منظر اور امان شریف کی طرف رخصت فرماویں تو بیرم خان کے پنجہ ظلم سے نجات پا کر ہمیشہ انتقال عروج دولت میں قیام کریں بادشاہ اگرچہ اس موضوع سے نہایت متاثر ہوئے لیکن بیرم خان کے حقوق خدات نمایان پر نظر کر کے اسکا ہیکل مدگی مغزول کرنا مناسب بہت والا نہایت نہ جانا اپنے میں ضبط کر کے بیرم خان کو ترجیح فرمایا کہ جسے قصداً مریم مکانی کی عیادت کے واسطے اس طرف کی عزیمت کی ہو شہاب الدین احمد خان اور اوہم خان انکہ ہماری تشریف آوری میں کسی طرح کی مداخلت نہیں رکھتے ہیں پس اگر وہ بخود دھر اپنے ایک ہاتھ نامہ آنکے نام لکھ بھیجے موجب نسلی اس جماعت کا ہوگا اور شہاب الدین احمد خان نے جب اس قدر قدرت عرض مطلب کی پائی مجلس اقدس میں باور بلند وہ بائیں کو ظاہر کرنے والی بیرم خان کی مخالفت اور عصیان کی جھٹکن آغاز کر کے ایک بار گ خاطر اثر کو معروف کیا سیت ہر چہ باغیا رہنا بیت نظر سے ہست ہو گوئیم بدیشان کہ سخن را اثر سے ہست : بیرم خان ترکمان بادشاہ کے نوشتہ سے سرا سبہ ہوا اور ایک عرضداشت اس غمخوار کی کہ حاشا نسبت ایسی جماعت کے جو لوہم ہندگی اور خدات نمایان سے اس درگاہ میں قیام کریں ہوں غیر خواہ کے دل میں نسبت آنکے برائی اور شر کہی نہ ہوگا عزیہ کر کے حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کی صحابت سے دہلی میں بھیجا لیکن حکام دست اختیار سے نکل گیا تھا کسی نے گوش اراوت ان ہاتھوں پر نہ کھا دو لون مقید اور محسوس ہوئے اور یہ خبر مشہور ہوئی امرا اور منصبداروں نے بیرم خان سے جدا ہو کر دہلی کا راستہ لیا اور شاہ ابوالعالی نے کہ لاہور میں جس سے بھاگ کر کمال خان کھلے کے پاس گیا تھا کمال خان کو کشمیر کے لشکر کی تحریک کی اور جب کمال خان اس کے کہنے سے کشمیر کی طرف گیا جنگ سخت کے بعد شکست پائی اسکو اپنے پاس سے جدا کیا اور شاہ ابوالعالی نے دیپالپور میں جا کر بہادر خان کی نسبت ارادہ عذر کا کیا بہادر خان سیستانی نے اس کو گرفتار کر کے سبہ کی طرف نکال دیا شاہ ابوالعالی اس نواح سے ہجرات میں آیا اور وہاں ایک خون کے علی قلیخان سیستانی مخاطب بنان زمان کے پاس جو پور گیا علی قلیخان نے اسکو بیرم خان ترکمان کے اشارہ کے موافق کہ ہوت وقت بادشاہ دہلی میں تھے اگر وہ کی طرف بھیجا بیرم خان نے اسے غلامیہ میں قید کیا اور جب بادشاہ کی رخصت صدمہ سے افزون دیکھی پہلے اس فکر میں ہوا کہ مالوہ میں جا کر اس حدوہ کو سحر کر کے علم استقلال بلڈ کرے اس نیت سے اگر وہ سے بیباک گیا اور جب بہادر خان اور دوسرے سردارین کو مالوہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اپنے پاس طلب کیا ہویت سے اسکا اعتماد کامل نہیں رکھنا تھا اس سے جدا ہو کر دہلی گئے اور بیرم خان ترکمان بدبختی کا خارا اپنے بخت کے یاروں میں خلیفہ دیکھ کر مالوہ کے جانے سے پشیمان ہوا اور شاہ ابوالعالی کو قیدی سے رہا کر کے چاہا کہ چون پور میں جا کر علی قلیخان سیستانی مخاطب بنان زمان کے اتفاق سے کہ دست گرفتہ اسکا تھا افغانان ہنگام کو زیر کر کے اس حدوہ پر متصرف ہوئے لیکن اس کے بل کہ چن منسل اس طرف روانہ ہو تھا اس عزم سے شرمندہ ہو کر بغیر سیت جج ناگور کا راستہ لیا اور ایک جماعت امرا کو بل بہادر خان اور قلیخان وغیرہ کے کہ اس ساعت تک اس سے جدا ہونے تھے درگاہ کی طرف رخصت کیا اور جب ناگور کے اطراف میں پہنچا بعض مفسدون کے اغوا سے کہ منظر کی عزیمت فتح کر کے خیل چشم کے فراہی میں ہمتان آمادہ ہوا کہ پنجاب میں جا کر اس حدوہ میں حیات مستحکم کرے بادشاہ نے اس معنی کو سمجھ کر میر عبد اللطیف قزہنی کو کہ بعد ملا پیر محمد کے بادشاہ کا مسلہ ہوا تھا بیرم خان ترکمان کے پاس بھیج کر یہ پیام کیا کہ جب تک کہی خاطر اثر سیر و شکار کے نشاط میں مصروف تھی رعنا سے ہایوں اس امر

کی مقتضی تھی کہ وہ جان بابا مہمات بادشاہی کا تکفل چھوڑے اب داعیہ یہ ہو کہ مہمات خلائق میں خود نفس نفس مشغول ہوں
 انسب کہ وہ دو تخواہ دہن اشغال دینوی سے جدا کر کے حج کا عازم ہو دے اور آئندہ ہوا و ہوس کے گرد نہ پھرے بیرم خان
 نے بموجب اس بیت کے بیت سر نیاز پیدا نہاد گردن طوع چہ کہ ہر چہ حاکم عادل کند ہمہ دوست ہوا اہل مہمات
 و فرمان برداری کے علم اور نقارہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی کو حسین قلی بیگ ذوالقدر کی صحبت سے درگاہ
 میں روانہ کیا اور خود دوبارہ ناگور کی طرف متوجہ ہوا کہ گجرات کے راستے سے حرم شہنشاہ میں جاوے اور بھرونی بیگ
 ذوالقدر اور اسماعیل خان کہ بیرم خان سے خوشی کی نسبت رکھتے تھے اور شاہ قلیخان محرم اور حسین خان بکھلاوہ شریع گردانی
 اور خواجہ مظفر علی ترمذی کو میر دیوان اسکاٹھا اور وہ لوگ کہ انہیں سے متبر تھے اسکے ہمراہ گئے اور باقی کہ تربیت کردہ اسکے
 تھے اور سالہا درازہ کی صحبت میں بسر کیا کر آجکیاں و فادار سے شمار کرتے تھے گاہ بگاہ فوج فوج جدا
 ہو کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہر وقت ہر کچھ اس کے اردو میں پائے اسپر متصرف ہوئے اور شاہ
 ابو المعالی بھی انھیں میں سے تھا اور ابو المعالی کا انجام یہ ہوا کہ سوار کی کے وقت بادشاہ کی کونیش کو آیا اور گھوڑے
 پر سوار تسلیم کے واسطے سر جھکایا یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی گرفتار ہو کر قید میں ڈال دیا گیا بیرم خان
 ترکمان سپاہ بادشاہی اوسال کر کے ناگور سے بڑھ کر بیگانہ گیا اور چند روز وہاں توقف رہا اور کہ مسئلہ کی رفاہی سے بچھڑ گیا
 ہوا اور لوٹ کر ناگور میں آیا بادشاہ یہ خبر سن کر دہلی سے برگشتہ تھے کی طرف سوار ہوئے اُس وقت ملا پیر محمد نے بیرم خان ترکمان کا
 احوال پر اختلاف سن کر پکڑ دیا اور بیرم خان اور طوطی علم اور نقارہ پا کر مع لشکر پیشا بیرم خان
 کے سر پر حسین ہوا اور دیات جلال نے دہلی کی طرف معاودت کی اور فرمان منعم خان کی طلب میں کابل کی طرف روانہ
 ہوا بیرم خان ملا پیر محمد المعالی طلب بہ پیر محمد خان کے تعین ہونے سے نہایت آزرہ اور گمین ہوا اور اسکی مخالفت میں
 اصرار کر کے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا ملا پیر محمد اسکے تعاقب سے باز نہ آیا بیرم خان جب قلعہ چھٹہ میں پہنچا احوال
 و احوال زیادہ کو اس قلعہ میں کہ اسکے ایک نوکری شیر محمد خان کے تصرف میں تھا چھوڑا اور خود روانہ ہوا اور شیر محمد خان
 نے اسکے تمام اسباب و اسوا کو اپنا ملک مطلق تصور کر کے بیرم خان کے نوکروں کو بدلت و خواری قلعہ سے نکال دیا اور بیرم
 دیبا پور کی طرف اکر حکومت وہاں کی اسکے ایک متعلقون قدیم موسم بدر ویش محمد ازبک کے سپرد تھی روانہ ہوا اور
 اُس شہر کے قریب پہنچ کر خواجہ مظفر علی دیوان کو اسکے طلب کے واسطے بھیجا درویش محمد ازبک بیرم خان کے
 توقع کے خلاف پیش آیا اور خود نہ آیا بلکہ خواجہ مظفر علی دیوان کو مقید کر کے بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا بیرم خان کہ جس
 سے نہایت مہربان رہی اور امانت کی رکھتا تھا متحیر اور پریشان ہو کر حال دہلی کی طرف راہی ہوا عرش آشیانی نے ملا پیر محمد المعالی
 بہ پیر محمد خان کو حضور میں طلب کر کے خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ کو مع فرزند ان و برادر ان اور ایک جماعت
 اسرا کے پنجاب کے ضبط اور بیرم خان ترکمان کے دفع فساد کے واسطے نامزد فرمایا خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ طلبہ
 قلعہ پاچوڑہ میں بیرم خان ترکمان کے قریب پہنچا جبکہ میں مشغول ہوا اور دلاوران طاعن بحر اخضر کے مہجوں کے مانند آسپین
 متلاطم جنگ ہوئے اور حقیقت جگر میں قوت رکھتے تھے اور پڑ دلی اور جو اندری دلی لفظ بہ شمشیر فولا دو تیر خنک
 آگہر گاہ گردنہ مہر تنگ سپاہی چوڑیو ریا نشتر زوغا سے زبور ہمیشہ تیر دلی بیگ ذوالقدر اور اسماعیل خان
 اور اسکے بیٹے حسین خان اور شاہ قلیخان محرم نے آثار شجاعت اور مردانگی ناظرین لاکھ تر صفوف خان اعظم شمس الدین

محمد خان اکبر کو برہم کیا آخر الامر کفران نعمت نے اپنا کام کیا یعنی جب خان عظیم شمس الدین محمد خان اکبر نے بیرم خان کے طلب لشکر پر حملہ کیا اور ولی بیگ ذوالقدر اور مردم مستہ اور سر فرخ و جان شہزادہ قتل ہوئے ان کے قتل ہونے سے بیرم خان ترکمان سر اسیمہ ہو کر کوہستان سواک کی طرف بھاگا اور بعد اس فتح کے عرش آشیانی نے خواجہ عبدالحمید ہروی کو آصف خان خطاب دیکر دہلی کے انتظام کے واسطے مقرر فرمایا اور خود بدولت و درقبال عازم لاہور ہوئے جب لاہور دھیان میں پہنچے منہم خان کامل سے آنکر خطاب خان خاناں اور منصب و کالت پر سر فرما دیا اور جب موکب بادشاہی کوہستان سواک کے قریب پہنچا ایک جماعت مردم منتلاہی سے بھیجا کہ کوہستان سواک میں در آئی اور ہانکے زمیندار بیرم خان ترکمان کی حمایت سے جائے تنگ میں ایسا وہ چوک جنگ میں مصروف ہوئے اور جب ہانکے غلوب اور عاجز ہوئے بیرم خان تنگ ہو کر حال خان اسے اپنے غلام مستعد کو درگاہ میں بھیجا اور حقوق سابقہ کو نسبت اپنے گناہان حال کے ضعیف کر کے ان چاہی عرش آشیانی نے ملا عبداللہ سلطان پوری الخطاب یہ مخدوم الملک کو ہتالت کے واسطے اس کے پاس بھیجا بیرم خان ملا عبداللہ سلطان پوری کے اتفاق سے ماہ ربیع الثانی ۱۰۱۰ نو سو اسی گھڑ سوار پوری میں بادشاہ کی ملازمت کے واسطے متوجہ ہوا اور حکم کے موافق امر اور ارکان دولت استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور باعزت اور اکرام تمام ملین شاہی میں لائے بیرم خان گردن میں دستار ڈال کر اور اپنے ولی نعمت کے قدرون پر سر رکھ کر اسے ہٹ کر کے رویا بادشاہ نے دست مرحمت اس کے سر پر رکھا اور اس کی قدیم جگہ پر بٹھا یا اور رفق و خجالت کے واسطے بر خلعت خاص مشرف کیا اور اس سے یہ ارشاد کیا کہ اگر تجھے سپاہ گری کی طرف میل ہو تو لایت کالجی اور چندیری تجھے مرحمت فرماؤں اور جو تجھے مصاحبت علی کی تمنا ہو تو اپنے پاس نگاہ رکھ کر مصاحبہ سلوک کرنا رہوں اور جو تو حرمین شریفین کے طواف کی عزمیت رکھتا ہوا احسن وجہ سے مکہ معظمہ کی سمت روانہ فرماؤں بیرم خان حرمین گزار ہوا کہ اب تک تو اعدا خلاص اعتقاد میں کسی طرح کے قصور اور غفور نے راہ سنہین پائی اور یہ تردد اور تحس اس واسطے تھا کہ فدوی ملازمت میں فائز ہو کر غبار مال خاطر اقدس سے تامل کرے الحمد للہ علی احسانہ کہ جہاں میں تمنا تھی میری ہوئی اب خیر اندیش کو داعیہ یہ ہو کہ انا کن شریفین میں پہنچ کر بدعا سے از دیار جاہ و جلال مشغول رہے بادشاہ نے بچا اس ہزار روپیہ دیکر کی رخصت کو امت فرمائی اور خود بدولت اس سے جدا ہو کر حصار خیرولہ کے راستہ سے شکار گناں آگرہ کی طرف تشریف لے گئے اور بیرم خان گجرات کی طرف متوجہ ہوا کہ اس ولایت کے کسی بندے کشتی میں سوار ہو کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور جب پٹن گجرات کی طرف کہ حکومت بان کی بادشاہ گجرات کی طرف سے موسی خان لودھی سے تعلق رکھتی تھی پہنچا اس شہر کے باہر اترا اور جہادی الاول کی چوہوتی شب سہ نہ کوہ میں مع ایک جماعت ساڈنڈہ اور خواندہ کے کولاب ہسٹنگ کی سیر کو گیا اور کشتی میں سوار ہو کر بروہے اب سیر کرتا تھا سس ہندی زبان میں ہزار کہتے ہیں اور نیک بھنی تھانہ جو کہ ایک ہزار تھانہ اس کولاب میں واقع ہوئے تھے اس سبب سے ساتھ اس نام ہسٹنگ کے موسوم تھا بیرم خان بعد حصول نقد سیر و تماشا صبح کے وقت کشتی سے اتر کر اپنے مقام کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان میں مبارک خان نام افغان لوجانی کو جس کا باپ مہجوسی بقال کی جنگ میں بیرم خان کے ملازمن کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا استقام کا خیال کر کے ملاقات کے بہانہ سے اوہر آیا اور مصافحہ کے وقت بیرم خان کو خیر تہا سے خبر سے شہید کیا چنانچہ اس کی وفات کی یہ تاریخ ہو قطعہ

بیرم بطواف کعبہ چون بہت احرام پہ در راہ شد از شما دشمنش کار تمام پہ در واقعہ ہاتھی پہ تار بخش پہ گفتا کہ
 شہید شد محمد بیرم بہ اس کے بعد اقلانوں نے ہجوم کر کے خان شہید کے اور کو تاراج کیا پھر محمد امین دیوانہ اور
 بابا زینو اور دیگر ملازمین بیرم خان نے اس کے فرزند میرزا عبدالرحیم کو کہ صغر کی چودھویں سالہ لڑکھو نہ سونپھ
 ہجری میں متولد ہو کر اس وقت چار برس کا تھا اسکی والدہ کے ہمراہ کہ دختر جمال خان چچرے بھائی حسن خان بیوانی کی
 بھئی احمد آباد گجرات میں لیکے اور اعما و خان حاکم احمد آباد گجرات نے میرزا عبدالرحیم کو اکبر شاہ کی خدمت میں لے آئے
 کیا چنانچہ آمیندہ اسکا حال جانجا ہو کر جو کہ بیرم خان اس خاندان عالیشان کے امراء بزرگ سے تھا اور باب
 اور دادا اس کے اولاد امیر تیمور صاحب قرآن کی خدمت میں صاحب جاہ اور منصب تھے اور نسب اسکا یہ ہو
 محمد بیرم خان ترکمان بن سیف علی بیگ بن یار علی بیگ بن خیر علی بیگ اور شیر علی شکر ترکمان بہار کو کا لڑکا تھا
 جو وقت کر وزن حسن سلطان عراق پر غالب ہوا اور سلطان ابوسعید میرزا نے شہادت پائی شیر علی بیگ اس حدود
 سے میرزا سلطان محمود بن سلطان ابوسعید میرزا کے پاس حصار شادمان کی طرف آیا اور جب میرزا سے کچھ انکسار
 ظاہر ہوئی ولایت کابل کی طرف آیا اور چھ مہینے کے بعد آٹھ سو جوان کار آمد لے کر بقصد لشکر شیراز اور اراک اور شاہی
 دمان سے فارس کی طرف روانہ ہوا اتنا سے راہ میں ایک جماعت دیگر ترکمان اور سیستانی وغیرہ سے اس کے
 ہمراہ ہوئی پھر سپاہ خوب اور جمعیت مرغوب لیکر شیراز پہونچا اور ایک جماعت امراء و وزن حسن سے
 اس کے مداخلہ کے واسطے آئے خیر علی بیگ نے شکست پائی اور مال اسباب تلف کر کے با حال پریشان
 خراسان کی طرف متوجہ ہوا لیکن راہ میں جس مقام میں پہونچا دست اندازی اور زبردستی سے سامان اور
 اسرا ختم سپاہ پھر ہم پہونچا یا اور میرزا سلطان حسین حاکم ہرات اور دیگر امراء اس امر سے واقف ہو کر اس کے سد راہ
 ہوئے اور شیر علی بیگ جنگ میں قتل ہوا اور فرزند اور ملازم اس کے متفرق ہوئے اور بڑا بیٹا اسکا یار علی بیگ قندھار کی طرف
 گیا اور خسرو شاہ کے ملازمین میں تنظیم ہوا اور جب بابر بادشاہ حیدر آباد کو پہونچا خسرو شاہ کی جمعیت پر متصرف ہوا
 یار علی بیگ اور اسکا فرزند سیف علی بیگ بابر شاہ کے ملازم ہوئے اور یار علی بیگ کی قوت کے بعد سیف علی بیگ
 اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور غزنین جاگیر پائی اور جب وہ بھی غزنین میں فوت ہوا اسکا بیٹا محمد بیرم خان کہ طفل
 تھوڑا سا تھا اپنے غریبوں کے پاس تلخ میں گیا اور انکی برکت سے تحصیل علوم اور کمالات میں فائز المرام ہو گیا
 سن و شدا و تربیت کو پہونچا کابل میں آنکر شہزادہ نصیر الدین محمد ہریان کے سلاک ملازمین میں مسلک ہوا اور حسن سلوک
 اور اخلاق پسندیدہ اور طبع موزون اور علم موسیقی کے ذوق سے شہزادہ نصیر الدین کا منظر نظر ہو کر مصاحب خاص ہوا
 اور رسولہ برس کے سن میں بمیدان ہو کر لوازم شجاعت اور جانبازی بجایا اور شہرت عظیم پیدا کی اور بابر شاہ نے
 یہ خبر سکر محمد بیرم خان کو اپنے روبرو بلایا اور اپنی ہمکلامی اور ہزبانی سے سرفراز فرمایا اور جب آتا قابلیت اس کے
 چہرہ حال سے مشاہدہ کیے ارشاد ہوا کہ ہمیشہ شہزادہ کے ہمراہ مجلس ہشت آئین میں آوے و شہر رکھے چنانچہ اس کے
 بعد رفتہ رفتہ درج اعلیٰ کو پہونچا بیرم خان ترکمان نہایت رعیت پرور اور پرہیزگار تھا اور اہل فضل و دانش سے
 کہ مراد علم اور فضل سے ہر صحبت رکھتا تھا اور خواستہ اور سازندہ ہر وقت رنگ غم کا حضور مجلس کے آمینہ دل
 سے صاف کرتے تھے اور جو انان مسوقہ لالہ عدا ہمیشہ اس کی محفل رنگین کو تازہ رکھتے تھے بیت بخوبی

محمد بیرم خان
 شہید شد محمد بیرم بہ
 بابا زینو اور دیگر ملازمین
 بیرم خان نے اس کے فرزند
 میرزا عبدالرحیم کو کہ صغر
 کی چودھویں سالہ لڑکھو نہ
 سونپھ ہجری میں متولد
 ہو کر اس وقت چار برس کا
 تھا اسکی والدہ کے ہمراہ کہ
 دختر جمال خان چچرے
 بھائی حسن خان بیوانی کی
 بھئی احمد آباد گجرات
 میں لیکے اور اعما و خان
 حاکم احمد آباد گجرات نے
 میرزا عبدالرحیم کو اکبر
 شاہ کی خدمت میں لے آئے
 کیا چنانچہ آمیندہ اسکا
 حال جانجا ہو کر جو کہ
 بیرم خان اس خاندان
 عالیشان کے امراء بزرگ
 سے تھا اور باب اور دادا
 اس کے اولاد امیر تیمور
 صاحب قرآن کی خدمت میں
 صاحب جاہ اور منصب
 تھے اور نسب اسکا یہ ہو
 محمد بیرم خان ترکمان
 بن سیف علی بیگ بن یار
 علی بیگ بن خیر علی بیگ
 اور شیر علی شکر ترکمان
 بہار کو کا لڑکا تھا جو
 وقت کر وزن حسن سلطان
 عراق پر غالب ہوا اور
 سلطان ابوسعید میرزا نے
 شہادت پائی شیر علی
 بیگ اس حدود سے میرزا
 سلطان محمود بن سلطان
 ابوسعید میرزا کے پاس
 حصار شادمان کی طرف
 آیا اور جب میرزا سے کچھ
 انکسار ظاہر ہوئی
 ولایت کابل کی طرف
 آیا اور چھ مہینے کے
 بعد آٹھ سو جوان کار
 آمد لے کر بقصد لشکر
 شیراز اور اراک اور شاہی
 دمان سے فارس کی طرف
 روانہ ہوا اتنا سے راہ
 میں ایک جماعت دیگر
 ترکمان اور سیستانی
 وغیرہ سے اس کے ہمراہ
 ہوئی پھر سپاہ خوب اور
 جمعیت مرغوب لیکر شیراز
 پہونچا اور ایک جماعت
 امراء و وزن حسن سے اس
 کے مداخلہ کے واسطے آئے
 خیر علی بیگ نے شکست
 پائی اور مال اسباب
 تلف کر کے با حال
 پریشان خراسان کی
 طرف متوجہ ہوا لیکن
 راہ میں جس مقام میں
 پہونچا دست اندازی اور
 زبردستی سے سامان اور
 اسرا ختم سپاہ پھر ہم
 پہونچا یا اور میرزا
 سلطان حسین حاکم ہرات
 اور دیگر امراء اس امر
 سے واقف ہو کر اس کے
 سد راہ ہوئے اور شیر
 علی بیگ جنگ میں قتل
 ہوا اور فرزند اور ملازم
 اس کے متفرق ہوئے اور
 بڑا بیٹا اسکا یار علی
 بیگ قندھار کی طرف
 گیا اور خسرو شاہ کے
 ملازمین میں تنظیم
 ہوا اور جب بابر بادشاہ
 حیدر آباد کو پہونچا
 خسرو شاہ کی جمعیت
 پر متصرف ہوا یار علی
 بیگ اور اسکا فرزند
 سیف علی بیگ بابر شاہ
 کے ملازم ہوئے اور یار
 علی بیگ کی قوت کے بعد
 سیف علی بیگ اپنے باپ
 کا قائم مقام ہوا اور
 غزنین جاگیر پائی اور
 جب وہ بھی غزنین میں
 فوت ہوا اسکا بیٹا
 محمد بیرم خان کہ طفل
 تھوڑا سا تھا اپنے
 غریبوں کے پاس تلخ
 میں گیا اور انکی
 برکت سے تحصیل
 علوم اور کمالات میں
 فائز المرام ہو گیا
 سن و شدا و تربیت کو
 پہونچا کابل میں
 آنکر شہزادہ نصیر
 الدین محمد ہریان کے
 سلاک ملازمین میں
 مسلک ہوا اور حسن
 سلوک اور اخلاق
 پسندیدہ اور طبع
 موزون اور علم
 موسیقی کے ذوق سے
 شہزادہ نصیر الدین کا
 منظر نظر ہو کر
 مصاحب خاص ہوا اور
 رسولہ برس کے سن
 میں بمیدان ہو کر
 لوازم شجاعت اور
 جانبازی بجایا اور
 شہرت عظیم پیدا کی
 اور بابر شاہ نے یہ
 خبر سکر محمد بیرم
 خان کو اپنے روبرو
 بلایا اور اپنی
 ہمکلامی اور ہزبانی
 سے سرفراز فرمایا
 اور جب آتا
 قابلیت اس کے چہرہ
 حال سے مشاہدہ کیے
 ارشاد ہوا کہ ہمیشہ
 شہزادہ کے ہمراہ
 مجلس ہشت آئین میں
 آوے و شہر رکھے
 چنانچہ اس کے بعد
 رفتہ رفتہ درج اعلیٰ
 کو پہونچا بیرم خان
 ترکمان نہایت رعیت
 پرور اور پرہیزگار
 تھا اور اہل فضل و
 دانش سے کہ مراد علم
 اور فضل سے ہر
 صحبت رکھتا تھا اور
 خواستہ اور سازندہ
 ہر وقت رنگ غم کا
 حضور مجلس کے
 آمینہ دل سے صاف
 کرتے تھے اور جو
 انان مسوقہ لالہ
 عدا ہمیشہ اس کی
 محفل رنگین کو
 تازہ رکھتے تھے
 بیت بخوبی

ہر کیے آرام جانے، یزید باقی دلا و نیز جانی، اور بھی تربیت اور ادب شاہی نہایت خوب جانتا تھا اور
زیب ذہنیت میں کامل دنیا کا لازمہ ہر صفت کوشش کرتا تھا اور نظم و نثر میں بے نظیر تھا اور دیوان ترکی اور
فارسی اسکا مستند اول ہو اور منقبت میں امیر معصومین علیہم السلام کے قصائد عزا بہت کسے ہیں اور یہ چند پہلیات
اسی کے طبع اور ہنر نظر میں کہ بگذر و از دہ سپہا فرادہ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او بہ محبت شہ مردان مجوز
بے پردی بہ کد دست غیر گرفتارست پائے مادر او بہ ہائے قدر تو مرغیت کو، علو حلال گرفت ملکت و عالم صدر
شہ پر او بہ قصہ کوتاہ عاقان گیر نے اس سال کے آخر میں ادیم خان انکو کوس افواج اور سامان تمام مالوہ کی تسخیر کی
نامزد کیا اور باز بہادر کو سارنگ پور میں اس کے اوقات عیش و عشرت میں گذرنے کے وقت مطلع ہوا کہ لشکر مغل کا
دس کوس پر پہنچ گیا اس وقت صحبت زنان مہینہ سے اٹھ کر شہر کے باہر عریضیت جنگ کی لیکن جسدم بہادران چغتائی
کمان گوشہ نشین اور نیز فتنہ آمیز نے کوس کی طرف حملہ آور ہوئے حملہ اول میں تاب آنکی عدمات کے نہ لاکر بادیہ
گریان و دل بریان برہم چور کی طرف بھاگا اور ہم خان ولایت مالوہ امر کو تقسیم کر کے جمیع اسباب شاہی باز بہادر
مع کنیزان مہینہ پر متصرف ہوا اور انہیں سے چند زنجیریل کے سوا دوسری شہر بادشاہ کے واسطے نہ بھیجی اس واسطے
بادشاہ اس طرف سوار ہوئے جب قلعہ کا کون کے نواح میں پہنچے حاکم قلعہ نے کہ باز بہادر کے ملازموں سے
عطا قلعہ کو تسلیم کیا عرش آشیانی وہاں سے اول شب کو تاخت کر کے صبح کے وقت ساڈ پگور کے حدود میں تشریف
لائے اور یہ اول تاخت آنحضرت کی تھی ادیم خان کہ بحسب اتفاق اسی دن قلعہ کا کوڑکی تسبیح کی عریضیت میں رہا نہ
ہو، اٹھا سارنگ پور سے مین کوس گئے جا کوزمین بوسی کا شرف حاصل کیا عرش آشیانی سارنگ پور میں رونق افزا ہوئے
اور ادیم خان کے مکان میں ہتھکامت فرمائی ادیم خان نے آنحضرت کی تشریف آوری کا سبب دریافت کر کے تمام غنائم
قطر اقدس سے گذر انکر معذرت چاہی بادشاہ نے رقم غنمو اس کے صفحہ جرائم پر بھیجے اور اگر وہ کی طرف مراجعت فرمائی اور
مذکور کے نواح میں ایک شیخ نہایت قوی مسلح سربراہ نمود ہوا بادشاہ نے بنفس نفیس اس کے مقابل جا کر ضرب شمشیر آہر سے
اسے خاک مذلت پر ڈالا امر آو منصب دار کہ اس وقت حاضر تھے تصدیق سمجھا اور کہے بادشاہ کی سلامتی پر لوازم
تسکو بجالائے ان دن میں شیر خان ولد حمی شاہ عدلی نے چالیس ہزار افغان لیکلہ تیراج جو پگور کے قصہ میں آگنگ سے
عبور کیا اور علی قلیخان سیستانی الحاطب بخان زمان بارہ ہزار سوار سے اس کے مقابل ہوا اب جنگ عظیم و مہرکہ شدید
کے شیر خان کو مغلوب کیا اور بہادر خان علی قلیخان سیستانی کا بھائی کہ داستان مفتخران ہفتد یا کو معتبر نہ جانتا تھا
اس مہرکہ میں چند جوان افغان کو کہ ہر ایک آپ کو ہزار جوان کے برابر فرض کرتے تھے ضرب نیزہ و شمشیر سے خاک ہلاک
پر ڈالا اور بہادری اور صف شکنی میں دونوں بھائی آفاق میں مشہور ہوئے اور نہایت مغرور ہو کر قبیلہ نامی
کو اس مہرکہ میں ہاتھ آئے تھے انہیں سے ایک بھی درگاہ میں نہ بھیجا تھا یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ تھی
شکار کے بہانہ کا لہی کے راستہ سے اس طرف عازم ہوئے جب گڑھ مانگپور کے قریب پہنچے دونوں بھائیوں نے
سجاعت ملازمت حاصل کر کے شیکش ہائے لائق گذرانیں اور نیلان خوب نامی جس قدر جنگ میں دستیاب ہوئے
تھے وہاں خلیفہ شاہی کیے اور الطاف خسروانی سے نوادش وافر پاکر مطہین خاطر ہوئے اور بادشاہ اگر وہ کی طرف
روانہ ہوئے اور تیسری منزل میں علی قلیخان سیستانی الحاطب بخان زمان اور اس کے بھائی بہادر خان کو رخصت

عطا فرمائی اُسکے بعد آگرہ میں داخل ہوئے خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ حاکم پنجاب و راجہ خان
 حاکم مالوہ نے حکم کے موافق حاضر حضور ہو کر پیشکش ہارسلاٹن گذرا میں و عرش مکانی نے مالوہ کی حکومت
 بعد الخاطب بہر محمد خان کو مرحمت فرما کر منصب و کالت کا خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ کو عطا فرمایا
 ۹۶ نومبر ۱۵۸۶ء میں خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے جمیر گئے اور جب قصبہ
 میں پہونچے راجہ پورن مل کر اُس حدود کا زمیندار مبتدع تھا اپنی دختر بادشاہ کو دیکر نوکری اختیار کی اور کہا بیٹیا
 ن داس بھی ملازم ہو کر امرا سے کبار کے سلک میں منظم ہوا اور لشکر ظفر بیک جب جمیر میں پہونچا بادشاہ
 م زیارت بجالائے اور میرزا اشرف الدین حسین حاکم جمیر کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کے واسطے راجہ مالدیو کے
 سے تھا تعین فرمایا اور خود تین شانہ روز میں ایک سو تیس کی مسافت طر کر کے مع پانچ چھ کس آگرہ میں
 میرزا اشرف الدین حسین جب میرٹھ کے قریب گیا کمل اور دیوندراس نے کراہے راجہ مالدیو سے تھے
 بن قلعہ بند ہو کر واقعہ کے واسطے قیام کیا میرزا لازم محاصرہ بجالایا اور لقب کے کھودنے میں مشغول ہو چنانچہ
 درلقب جو برج کے نیچے پہونچی تھی بامروت پر کر کے آگ دی اور وہ برج ویران ہوا اور قلعہ میں رخنہ ظاہر ہوا اور ہلاکت
 رخنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور راجہ پورن نے واقعہ کے واسطے قیام کیا اور اُس شب کو ایک جنگ نہایت سخت واقع ہوئی
 یکام و دست نہوا ایلٹ آئے اور راجہ پورن نے سورج بندی قلعہ کے واسطے فرصت دیکھ کر اُس شب کو تمام رخنہ سد و دیکھا اور
 لایم محاصرے سے تھک ہو کر صلح کے طلبگار ہوئے میرزا اشرف الدین حسین نے اس شرط پر انکی ہندو قبول کی کہ سپ اور
 لے سوائے کوئی شہر یا شہر لہجہ میں مان دیکر سہراہ سے اٹھا کمل نے اسباب و اموال سے قطع نظر کر کے اپنے آدمیوں کو لے کر
 لے موافق قلعہ سے نکلیا لیکن دیوندراس کو غیرت اور تہور دامنگیر ہوئی تمام جہات پٹ کو بلایا اور پالہ سوار اور اجوت سے
 ہوا اور میرزا اُس سانچے سے مطلع ہو کر سہراہ ہوا چنانچہ جنگ نہایت شدید واقع ہوئی دوسوا درپچاس آدمی راجہ پورن
 سے اور دیوندراس زخمی ہوا جب سپہن قوت سوار ہی کی زہمی سر اسکا کاٹ کر مور کے باہر لے گئے اور چند سال کے بعد
 س نے جگیوں کے لباس میں عوی کیا کہ میں دیوندراس ہوں بعضوں نے قبول کیا اور بعضوں نے تکذیب کی یہاں تک
 کہ ایک مور میں مارا گیا میرزا اشرف الدین حسین قلعہ پر تصرف ہوئے اور قلعہ درگاہ میں ارسال کیا ملا پیر محمد الخاطب
 خان کہ سردار صاحب اعیہ تھا شادی آباد مند کو مقام قرار اور آرام اپنا کیا اور مالوہ کے میدان کو اکیلا رگی خار
 ہستاقان باز بہادر سے مصفا کیا اور بیجا نگر کا قلعہ فتح کر کے متعلق مالوہ سے ہر مجبور ذلہ لیکر مان کے سپاہیوں کو تمام قتل
 جو کہ باز بہادر سردار خاندیس میں قلم ہو کر وقت بیوقت مالوہ کے اطراف میں زحمت پہونچا تا تھا ملا پیر محمد الخاطب
 خان نے ولایت خاندیس پر چڑھائی کر کے بلند برہان پور کو قتل عام کیا اور بہت سادات اور علما اور مشائخ اس روز
 سادت چکے کر و حذیر رضوان میں داخل ہوئے ملا پیر محمد الخاطب بہر محمد خان ابھی برہان پور میں تھا کہ باز بہادر
 ران مبارک شاہ فاروقی اور تفال خان حاکم برار کو دے واسطے طلب کر کے اُسکے مقابلہ اور قتال کو روانہ ہوئے اور
 لے کے تمام سپاہی ملا کے جہاز بہر زاجی سے بنگالے آ کر کو بلا اجازت مند کی طرف راہی ہوئے اور آپ نہر سے
 گئے اور امرا سے کہی نے بھی کدورت ظاہر کر کے ایک دو ایک طرف کھینچا اور جنگ سے پہلو ہتی کی ملا پیر محمد نے ناچار ہو کر
 ت کی تفال خان نے کمر شجاع تھا پیچھا کیا اور ملا پیر محمد سر اسیمہ قطع مسافت میں مشغول ہوا اور وقت چھو کر بزمہ

پر عہدہ سے تظاہر شرمیلہ دھکا ملا پیر محمد کی سواہی کے گھوڑے کے پہلو پر اس زور سے لگا کہ پانوں اس کے زمین سے جدا ہوئے ہر چند ان لوگوں نے کہ اس کے قریب تھے کسی کی کہ اس کے پاس پہنچ کر دستگیری کریں جو اہل نے بچہ اس کے سرسبان حیات میں محکم ہا تھا کسی کی تدبیر اثر پذیر نہ ہوئی اور ملا پیر محمد الخاں طلب پیر محمد خان بحر قناتین عرق ہوا ایسے وقت میں جب مخالف تعاقب میں پہنچے ہر اسے مثل شادی آباد مند کو بھاگ گئے اور دشمنوں کے تعاقب سے وہاں بھی توقف میسر نہ آیا اگر وہ کی طرف متوجہ ہوتے اور باز بہادر وہاں رہے تو سو اسٹھ پھر میں مالوہ پر متصرف ہوا تھال خان اور میران مبارک شاہ فاروقی اپنے مقام میں گئے عرش شانی نے عبداللہ خان اور بک حاکم کالیچی کو باز بہادر کے منساودہ کرنے کے واسطے تعین فرمایا اور باز بہادر طاقت اسکے مقابلہ کی دلا کر کوہستان میل میر کی طرف بھاگا اور عبداللہ خان اور بک کامران جو کر شادی باوند میں مقیم ہوا ان دنوں میں سید بیگٹہ لاہور صوم بیگ صفوی جو شاہ طلب کے قرائبان قریب سے ادر کابل مطلق العنان تھا برسم ایلی گری تخت و تھانس لیا اور دولا کھو پیکہ پانچزار تومان عراق کے ہوئے انعام پائے اور اسی عرصہ میں حب خان عظم نفس الدین محمد خان آنگہ لہر و کالت میں انتقال میں ہو گیا یا ادم خان نے میر جس کے حاکم کہ برسم خان ترکمان کی طرح اسے بھی بادشاہ کی نظر سے گرا دے اور باوجود غنیمت اور بگوئی کے جب اسکی مراد حاصل نہ ہوئی تو بعضے اعرار کی تحریک کے سبب خان عظم نفس الدین محمد خان آنگہ کو سنہ ۹۵۹ھ نو سو ستر سو چوبیس میں سرکچری جس وقت کہ ملاوت ترکان میں مشغول تھا اس بہانہ سے کہ اسکی تواضع میں قیام نہ کیا تیغ ستم سے قتل کیا اور چونکہ بادشاہ کی عنایت پر اعتماد رکھتا تھا نہ بھاگا اور قصر رفیع پر کہ حرم شاہی کے مقابل تھا ایسا وہ ہوا اور اس شور و غوغا سے شیش آشیانی کہ حرم سرا میں استراحت فرماتے تھے بیدار ہوئے اور سب اسکا پوچھا اور اس قضیہ سے مطلع ہو کر اسی طرح بہ لباس سافش بام کے کنارے جلوہ گر ہوئے جو میں حضرت کی بچا خان عظم نفس الدین آنگہ مقتول پر بڑی آتش غضب حضرت کے دماغ میں بھڑکی اور غشیہ جھلک اٹھ کر اس محل پر کہ ادم خان آنگہ کھڑا تھا آئے اور ادم خان سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ تو نے خان عظم کو سہو سے قتل کیا ادم خان نے دوڑ کر بادشاہ کے دونوں دست حق پرست پکڑے اور عاجزی کرنے لگا بادشاہ اس بے ادبی سے زیادہ تر غضبناک ہوئے اور اپنے ہاتھ چھوڑ کر ایسا گولسا اس کے منہ پر مارا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا اس وقت بادشاہ کے حکم کے موافق اس کے گھر سے کہ بارہ گز بلند تھا اسے نیچے گرایا اور جو ایک ایک رت جان انہیں باقی تھی حسب حکم دوبارہ اسے کوٹھے پر لیجا کر ایسا گرایا کہ اسکا کام تمام ہوا ابہر آنگہ نے اپنے فرزند کی لاش دہلی میں بھیج کر فون کی اور خود بھی قریب حزن و الم ہو کر چالیس دن میں مر گئی اور آنگہ لفتح حرت اول و ثانی تاسی منقوطہ فوجیہ ترکی میں دہ دھ پلائی کے شوہر اس کے قریبیوں کو کھتے ہیں اور آنگہ باذن مرضہ یعنی دو دھ پلانے والی کو کھتے ہیں اور کو کہ برادر رضاعی کا نام رکھتے ہیں اور منعم خان کو ادم خان کا حاکم تھا کابل کی طرف کو اس کا چچا بھائی وہاں کا حاکم تھا بھاگا اور میر منشی جاگیر دار پر گزہ سورت نے اسے گرفتار کر کے درگاہ میں بھیجا بادشاہ نے اس کی خطا صاف فرمائی اور اس کی عزت و توقیر میں نظر توجہات مبذول رکھی اور خطاب اور منصب آنگہ خانی خان عظم کے بڑے بیٹے کو کہ میرزا عزیز کو عنایت فرمایا اور پایہ اعلیٰ دولت کا بلند کیا کہ تیسرے گروہ کھلک ان کا جو ہمیشہ دودمان بیہرہ کی اطاعت کرتے تھے شیر شاہ نے چند مرتبہ لشکر ان کی دلاست پر بھیجا کہ بہت خرابی کی اور جب اطاعت نہ کی تو اس جماعت کے سر پر جا کر سارنگ خان اس قبیلہ کے سردار کو پکڑ کر جیلر و سنیا سے کر کے قتل کیا اور اس کے فرزند کمال خان کو سہراہ لیجا کر قتلہ گوالیار میں محبوس فرمایا اس کے بعد سلطان آدم کھلک برادر سارنگ خان

آنگہ خانی خان عظم کے کسی نام نظام انہیں پیر لاہور

لکھنؤ حاکم اپنی قوم کا جوا اور برکت و سابق افغانوں کی مخالفت میں کوشش کرتا تھا صاحب سلیم شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اس نے بھی اس ولایت پر چڑھائی کی اور لکھنؤ نے باقسام جیل افغانوں کو ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ لوگ بدشواری اور دوسے بھگتے تھے اور جو شخص لشکر گاہ سے برآمد ہوتا تھا لکھنؤ اسے گرفتار کر کے قید ہار اور کابل اور بدخشان کی طرف بھیجتے اور فروخت کرتے تھے اور جو بھی ان کے دلیمن ترس اور ترحم آتا تھا تو اسے اردو کے لوگوں کے ہاتھ قبیحیت کامل کی سجتے تھے سلیم شاہ نے صغیر ہو کر اپنی ولایت کو تاخت و تاراج سے خراب اور یرلان کیا اور امرائے پنجاب کو ان کے اخراج اور چڑھانے کے واسطے مقرر کیا اور خود دار گوالیار میں آیا اور حکم کیا کہ ایک مکان میں باروت بچھا کر اور تمام لکھنؤ کو جو کہ قیدی میں آئیں لیجاؤ اور آگ دیکھاؤ اور چنانچہ اسی طریق سے انھیں ہلاک کیا لیکن کمال لکھنؤ حافظ حقیقی کے حکم سے اسی مکان کے ایک گوشہ میں جی قائم رہا کسی طرح اسے ضرر نہ پہونچا سلیم شاہ نے یہ خبر سنا کہ کمال خان لکھنؤ کو طلب کیا اور مشاہدت کے بارے میں قسم دیکر پنجاب کی رخصت دی چنانچہ کمال خان باتفاق امرائے پنجاب ولایت لکھنؤ کی تسخیر میں سامی تھا کہ سلیم شاہ فوت ہوا اور جب ہمایون بادشاہ ملک پنجاب میں داخل ہوا تو ملازمت کر کے خدمات پسندیدہ پیش پہونچا میں اور کبیر شاہ کے عہد میں کڑھ اور نانک پور جاگیر پالی اور خانی ان کی لڑائی میں آثار شجاعت ظہور میں پہونچا میں اس سبب سے حکم ہوا کہ امرائے پنجاب سلطان دم لکھنؤ کو دفع کریں جو ہمایون بادشاہ کی اطاعت میں نہ آیا تھا اور کمال خان لکھنؤ کو قائم مقام لکھنؤ میں امرائے پنجاب نے سنہ مذکورہ میں باتفاق کمال خان لکھنؤ ولایت لکھنؤ پر متصرف ہو کر سلطان آدم لکھنؤ کو زندہ و شکر کیا اور کمال خان لکھنؤ کو اس قبیلہ سرکش کا حاکم بنایا اور اس سال خواجہ عین میرزا شرف الدین حسین کا باپ کہ خواجہ ناصر الدین عبید اللہ کا نواسہ تھا ترکستان سے لاہور کی طرف آیا میرزا شرف الدین حسین حکم اقدس کے بموجب لاہور گیا اور ہمراہ باپ کے اگر وہ کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ خود اس کی پیشوائی کو سوار ہوئے اور اگر وہ میں لائے اس درمیان میں میرزا شرف الدین حسین تو ہم کو اپنے دلیمن اور دیگر اجماع کی سمت بھاگا اور جب اس کے جانے سے ایک خلل اس نواح میں پیدا ہوا جس میں قلیخان ذوالقدر بیرم خان ترکمان کے بھائی کو ناکور کی حکومت پر مقرر فرمایا اور میرزا نے اجماع کو اپنے ایک معتد کے سپرد کر کے جاوور کی طرف گجرات کی سرحد پہونچا اور حسین قلیخان ذوالقدر نے اجماع کو صلح سے کیا اور شاہ ابوالمعالی کہ جس شاہ سے نجات پا کر مکہ معظمہ کی طرف گیا تھا اس وقت وہاں سے پلایا کہ میرزا شرف الدین حسین کا شریک ہوا اور اس کے اشارہ سے لاہور کو کتر ہجری میں مارنول میں آنکدوست اندازی کی حسین قلیخان ذوالقدر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو کہ اس کے ملازمین سے تھے شاہ ابوالمعالی کے تعاقب میں روانہ کیا اور خود بھی بڑی فتنہ کے واسطے گرم عنان ہو شاہ ابوالمعالی انہاے کوچ آئی جگہ مکین گاہ میں ہما بیٹھا اور جب احمد بیگ اور یوسف بیگ اس کے رو برو آئے شاہ ابوالمعالی نے حملہ کر کے دونوں کو قتل کیا اور خاقان اکبر نے کہ منوہر پور میں خاکار میں شہول تھے یہ خبر سنا کہ ایک جماعت امر کو اس کے تذکر کے واسطے تعین فرمایا اور شاہ ابوالمعالی پنجاب گیا اور وہاں سے محمد حکیم میرزا کے پاس کابل میں پہونچا اور یہ بیت پر بھی بیت مادرین درند چو شمت و جاہ آمہ ایمہ ازید حادثہ پنجاب پناہ آمہ ایمہ محمد حکیم میرزا نے اپنی ہمیشہ کو اس کے عقد نکاح میں دیا اور اسے صاحب جاہ چشم کیا اور ابوالمعالی کابل کی بادشاہی کے خیال میں متجلا ہوا پہلے اپنی خوشدہن کو جو ملک کی صاحب اختیار تھی جبر و درشتی سے اپنے مکان میں لا کر قتل کیا اور میرزا کی شان و کالت کہ خود سال تھا اپنی ہتھیلی میں لایا تاکہ بتدریج اسے بھی خارج کرے اور سلیمان میرزا نے کابل میں آکر شاہ ابوالمعالی کو بھجنگ گرفتار کر کے ہلاک کیا القصد میرزا شرف الدین حسین نے جب ابوالمعالی کے مفور ہونے سے اطلاع پائی جاوور سے بھاگ کر احزاب و گجرات میں

گیا اور بادشاہ شکار سے فارغ ہو کر جب شہر دہلی میں داخل ہوئے اور بانا چوہدری میں پہونچے قتلن فولاد کے میرزا شرف الدین حسین کے غلاموں سے تھا بادشاہ کے قتل پر آمادہ ہوا جب بادشاہ اپنی دانی باجم انگہ کے دربار سے قریب پہونچے تو اندوہ عام ہوا اس غلام نے ایک تیر چلہ کمان میں چڑھ کر کسی کو تو ٹکا اور ہاتھ کو بلند کر کے دھڑکھینچا لوگوں کو گمان ہوا کہ کسی جانور کو ہتیر قضا کیا جاتا ہے پھر اس نے ہاتھ بچا کر کے بادشاہ کی طرف کھیل پھینکا اور تیر بچھا حضرت کے شانہ میں لگا اور ایک بالشت گوشت میں در آیا لیکن ابھی تیر شانہ میں تھا کہ قتلن فولاد کو نصرت با سے شمشیر و خنجر پار چرچا اور مجرے مجرے کر کے خاک مذلت پر ڈالا اس کے بعد تیر برآوردہ کر کے حضرت کو قبائے پنہ دار پنہالی اور بادشاہ کچھ اضطراب نہ فرما کر اسی طرح ذلیل پر سوار دولت خانہ کی طرف تشریف لے گئے اور حکیم بن الملک گیلانی نے جو معالجہ میں جیسی نفس تھا تداوی میں کلیمہ سحر کی طرح ید بفساد کھا کر ایک ہفتہ میں آثار صحت ظہور میں پہونچائے اس کے بعد بادشاہ اگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آصف خان ہروی کو کڑا اور انکی پوری حکومت پر روانہ کیا اور خود بدولت اقبال اقبال کے شکار کو قلعہ زور کی جانب سوار ہوئے اور فیلوں کی گرفتاری میں تصرفات اور اختراعات کیلئے درپردہ عبداللہ خان اوزبک حاکم مالوہ نے ہاتھی کثرت سے بہم پہونچا کر بادشاہ کے واسطے ہین بھیجے تھے جریدہ موسم ہر سات میں بطور لینا و سندر کی طرف روانہ ہوئے اور محمد قاسم خان نیشاپوری جاگیردار سارنگپور ملازمت کے واسطے حاضر ہوا اور جب بادشاہ انھیں میں ملاو ہوئے عبداللہ خان اوزبک متوہم ہو کر مع کوچ و اسباب گجرات روانہ ہوا اور بادشاہ نے پچیس کوس اس کے تعاقب میں ماموت فرامی اور ہر اول بادشاہی عبداللہ خان کے سر پر پہونچا جب کام آہستہ سنگ ہوا پلٹ کر جنگ کی اور غالب آنکر براج غاٹ گجرات گیا اور بادشاہ نے مندو میں جا کر بادشاہان غلیہ کی عمارت کی سیر کی اور میران مبارک شاہ فاروقی والی بہانپور نے بعد اظہار اطاعت و رخصت اسٹی بیٹی بادشاہ کو دی اس وقت مندو کی سند حکومت فراہما در خان کو رحمت فرامی اور ایات حلال دار السلطنت اگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور قریب قلعہ سیری کھارس کے ایک غول ہاتھی کا کہ انھیں ایک ہاتھی مست اور کوہ پیکھ نظر آ یا سپاہیان فرمان کے موافق اسے قلعہ سیری کھارس میں باندھ لائے اور قیل مست دیو اور قلعہ نو ٹر کر صحرا کی طرف راہی ہوا اور جس وقت لاکھ پیل فیلان خاصہ سے اس کے سر راہ لے گئے قیل وحشی جنگ کے واسطے ابتدادہ ہو کر گرفتار ہوا اور کنگہ زور بہتر بھری میں خواجہ منظر برادر اعیانہ جلی بگ نے کہ ناموں بادشاہ کا ہوتا تھا بلے اعتدالی کے سبب گرفتار ہو کر قید میں وفات پائی اور اسی سال قلعہ اگرہ کو خشتی تھا سار کر کے سنگ سرخ سے بنا رکھی اور چار برس میں تیار ہوا اور راجہ قاضی عبداللہ خان اوزبک کے ایسا حوہ کی زبالوں پر جاری ہوا کہ بادشاہ امراسے اوزبک سے رنجیدہ ہو کر سب کو مغول اور مغول فرماو گیا اس سبب سے سکندر خان اوزبک اور ایراہیم خان اوزبک وغیرہ نے کہ بانا درجہ پنڈر کے جاگیردار تھے سرطاعت سے بچھڑا اور علی قلی خان بیستانی مخاطب بجان مان اور ہرادر خان بیستانی اگرچہ اعلیٰ مان مصفا فی اور خود عراق زانی تھے لیکن جو کمورت علی انکے اوزبکوں کے گروہ سے تھے اور بھی گناہان سابق سے ایک تو ہم اور ہر اس رکھتے تھے آیکو اوزبکوں کے سلک میں منظم کر کے سرور طائفہ باغبیہ کے ہوئے اور آصف خان ہروی کو انکی جوار میں جاگیر رکھنا تھا وہ بھی قصیدہ خزان کے سبب سے اٹھا کر تریک ہوا اور تیس ہزار سوار ہزار سے علم مخالفت بلند کیا اور جب قدر مالاک پر کہ ممکن ہوا مستصرف ہوئے عرش آشیانی کی تعمیل جہات میں جہاز نہ رکھتے تھے اس مقصد سے ایک حرف زبان پر نہ لائے اور شکار کے بیانہ سند کو زین زور رکھ کر کی طرف نصرت فرامی اور شکار میں مشغول ہوئے صرف خان

نشتی کو سکندر خان اوزبک کے پاس بھیجا تو اسے تسلی اور دلاسا دیکر حضور میں حاضر کرے اور لشکر خان بخشی کو آصف خان
 ہروی کے پاس روانہ کیا کہ چند خزانے اور غنائم سے جو کہ لائق سرکار ہو لیکر بازگشت کرے اور خزانوں کی کیفیت یہ ہو کہ
 آصف خان ہروی جب مراے پنجزار ہی ہوا دلائیٹ کٹھ اور ماناک پور جاگیر پانی اور مسابنگی کے سبب عازم تخیل کٹھ کو
 گئی بادشاہ اسلام کی مسخر ہوا تھا اور ایک عورت مسماہ رانی درگاہ دلی کی صورت اور سیرت میں آرائشی تمام رکھتی تھی اس
 ولایت کی حاکم تھی آصف خان ہروی نے چند مرتبہ لشکر اس حدود میں بھیجا جو ابی میں کچھ تقصیر کی اور آٹھ سو پانچ سو ہزار
 سو اور اوپر پیدائے پیشا پور لکھنؤ ولایت کو گھوم گیا اور رانی نے بھی مع ایک ہزار اور پانسویں اور آٹھ ہزار سو اور پیدائے سے
 مقابلہ کیا اس صورت میں جنگ عظیم واقع ہوئی ناگاہ ایک تیز رانی کی آنکھ میں لگا تردد سے باز رہی اور پانسویں سے
 کہ میاد اگر فتار اور دستگیر ہووے دل خیال سے اٹھا کر فیلیان سے خبر لیا اور اپنے تین ہلاک کیے نام اپنا جریہ عالم میں
 ثبت کیا اور عروس ملک کہ ہر روز ایک شوہر کے اغوش میں جاتی ہر آصف خان کے ہم اغوش ہوئی اور آصف خان
 قلعہ چور اگر گھومین کہ مسکن رانی کا تھا گیا اور رانی کا فرزند خود سال جو قلعہ میں تھا ہجوم کے وقت آدمیوں کے
 ہاتھ پاؤں سے پامال ہو کر ہلاک ہوا اور جو اہل اور تماثل طلانی اور مرصع اور اشیا سے نفیسہ کہ سرداروں کی بکار
 میں ہوتا ہوا ایک سو حدود دیکھیں کسی کہ اصطلاح ہند میں اسکو کنکال کہتے ہیں حملہ آفرینی طلایہ سے اس سے آصف خان
 کی سرکار میں داخل ہوئیں اور آصف خان نے ایک ہزار اور پانسویں میں سے کل تین سو و بیس فیل بادشاہ کو اسے بھیجی
 اور دوسری چیزوں کا مذکور در میان میں لایا عرش آشیانی شکار کرتے ہوئے جب ولایت کو گھومین داخل ہوئے بادشاہ
 مخالفت اور ہوا کی گرمی سے بیمار ہو کر اگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جب فہالیش اشرف خان بخشی اور لشکر خان بخشی نے
 قوم مترومین اثر کیا بادشاہ کے حکم بموجب شاہم خان جلاہ اور شاہ بدراغ خان اور محمد امین خان دیوانہ وغیرہ کہ اس طرف
 کے جاگیر داروں میں سے بختہ سکندر خان اور ابراہیم خان اوزبک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوئے اور ہنگام جنگ
 جب بہادر خان سیستانی مخالفوں کی کمک کو پہنچا شاہم خان جلاہ مندرم ہوا محمد امین دیوانہ اور شاہ بدراغ خان دستگیر
 ہوئے عرش آشیانی نے حقیقت حال پر واقف ہو کر منہم خان خانان کو مع لشکر عظیم برہم منقلای روانہ کیا اور
 خود بھی تشریف تو بہتر بھری میں اس طرف متوجہ ہوئے اور جب قنوج میں پہنچے قنوج سے جدا ہو کر سکندر خان اوزبک
 کے سر پر کہ گھنٹی میں تھا تاخت کی سکندر خان اوزبک خبر پا کر علی قلیخان الخاٹب بجان زمان کے پاس بھاگا اور علی قلیخان
 اور بہادر خان سیستانی نے ترہن گھاٹ پر جا کر آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ جو پور میں تشریف لائے آصف خان
 ہروی نے حلف اطاعت کا زیب گوش کیا اور مجنون خان قاتل جاکیر واکٹرہ مانکپور کے ذریعہ سے ملازمت میں پہنچ کر
 سر فرما ہوا اور بعد چند روز کے آصف خان سیستانی کہ پانچزار سو رخصت کھتا تھا امرائے جبر کی جمعیت سے
 مخالفوں کے دفع کے لیے مقرر ہوا اور آصف خان گھاٹ ترہن پر جا کر علی قلیخان الخاٹب بجان زمان کو لشکر کے مقابل
 فروکش ہوا اور ساتھ اسکے زبان اور دل ایک کر کے لیت و لعل میں اوقات گذاری کرتا تھا بادشاہ نے اس حال سے
 خبردار ہو کر جاگیر اسکی تغیر کی اور آصف خان آدمی رات کو اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ اردو سے گڑھ کی طرف روانہ
 ہوا عرش آشیانی نے منہم خان خانان کو اس لشکر کی سپہ سالاری کے واسطے بجائے آصف خان ہروی کے روانہ کیا
 اور علی قلیخان الخاٹب بجان زمان نے سکندر خان اوزبک اور بہادر خان سیستانی کو درمیان دو آب کے بھیجا کہ اگر وہ تاک

تاخت کر کے اس حدود میں نخل ڈالیں بادشاہ براغ خان اور اسکے فرزند مطلب خان اور قبال خان لنگا اور قلیان
 اور سعید خان اور راجہ ٹوڈرمل اور محمد امین دیوانہ اور محمد خان افغان سورا اور محمد معصوم خان اور لشکر خان بٹن کو بہ
 سرداری میرزا الملک کے کہ اکابر سادات مشہد مقدس طوس سے تھا امراہ بہادر خان سیستانی کے بھیجا اس وقت
 علی قلیخان الخاٹب بجان زمان نے منعم خان خانقاہان کو اپنے گناہوں کا شفیع کر کے اپنی والدہ اور امیر ہیم خان
 اوزبک کو کہ بجائے عم زندگوار کے جائتا مقام فیلان نامی درگاہ میں بھیجا عرش آشیانی مقام عفو میں ہوئے اور جو پور پر
 جو سابق انکی جاگیر میں تھا مقرر رکھا لیکن میرزا الملک بہادر خان سیستانی اور سکندر خان اوزبک کے پاس پہنچ کر
 وہ بوجہ جنگ تھا کہ بہادر خان نے پیغام کیا کہ میرے بھائی علی قلیخان الخاٹب بجان زمان لے والدہ کو بادشاہ کی خدمت
 میں بھیجا التماس عفو جراثم کی ہے اس قدر صبر کر کہ جواب پہنچے میرزا الملک نے اس بات کو قبول نہ کیا اور صغیر جنگ
 کی آراستہ کین اور سکندر خان اوزبک کو کہ ہر اول تھا مقرر کر کے اسکے ہمراہیوں سے پیشا قتل کیے بہادر خان
 سیستانی کو اس وقت تک اپنی فوج میں الیتادہ تھا تاخت لیجا کر افواج بادشاہی کو زیر کر گیا اور میرزا الملک
 فوج کی طرف مغرور ہو اور غنیمت وافر بہادر خان سیستانی کے سپاہیوں کے ہاتھ آئی اور جب صبح ہوئی عرش آشیانی
 جو پور کو علی قلی خان سیستانی کی والدہ کو معاف کر کے قلعہ چٹا اور مبارک کی سیر کو سوار ہوئے اس وقت علی قلی خان
 الخاٹب خان زمان سکندر خان اوزبک کے اغوا کے باعث آب گنگ سے عبور کر کے غازی پور میں آیا اور
 وہاں کے اکثر پرگنات پر قابض اور متصرف ہو بادشاہ نے علی قلیخان خان زمان کو مخاطب اور معاف
 کر کے حکم فرمایا کہ اشرف خان جون پور کی طرف جا کر علی قلی خان خان زمان کی والدہ کو مجھوس کرے اور خود
 بطور ایلیغار غازی پور کی طرف روانہ ہوئے اور علی قلیخان خان زمان ہمارے دہن میں کہ جنگل نہایت پر درخت
 تھا بھاگا اور بہادر خان باتفاق سکندر خان و امیر ہیم خان اوزبک کو سبیل استیصال جو پور میں آیا اور زینہ لگا کر
 قلعہ پر چڑھ کر اپنی والدہ کو رہا کیا اور اشرف خان کو مقید کر کے مبارک کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی یہ خبر سنکر
 جو پور میں رونق افزا ہوئے اور احضار لشکر اور سپاہ مالک محروسہ کے واسطے حکم دیا خان زمان خائف اور ہراسان
 ہو کر دوبارہ ہجرت و زاری پیش آیا اور یہ سیت عریفہ میں بھی سیت بدین امید بے شاخ در شاخ ہو کر مائے زار کو کہتل
 اور بادشاہ اس سبب سے کہ بہادر خان سیستانی کو عفو طفلی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخان خان زمان کو بھی خدا کی بقا
 کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ یہ اہل تباہ اور بہادر ہوں دوبارہ انکے گناہ معاف
 فرمائے اور جاگیر میں انکی بدستور سابق مقرر اور بحال کھین سیت گرچہ بیگفت کہ ذرات یکشم میریدیم کہ نہائش نظر ہے بہن
 ولسوختہ بودہ القصد باب ملوک پیشین کہتا تھا کہ اگر خلافت جابین کہ مجھے عفو جراثم میں کیسی لذت حاصل ہوتی ہے تو گناہ
 کے سوا کوئی عذراور ذریعہ میرے قرب کا نہ کریں فی الواقع مصرع در عفو لذتیت کہ در مقام نیست عرش آشیانی نے
 بعد عفو کے طبیعت احضار فرمائی خان زمان کثرت خجالت کو عذر رانہ حضور کی کہ عذر گذار ہوا کہ جس وقت آنحضرت
 پیچید و سعادت تشریف شریف دار السلطنت میں انسانی فرمائینگے بندہ مع برادر سے قدم کے آستان بوسی کے واسطے
 حاضر ہو گا آنحضرت نے عذر اٹھا پذیرا کر کے اس سے قسم لی اور دار السلطنت اگرہ کی طرف عازم ہوئے اور بعد نذر دل جہری
 قاسم خان کو مٹ چار ہزار سوار آصف خان ہردی کی فوج اور حکومت گڑھ کے واسطے روانہ فرمایا اور علی قلی خان الخاٹب

نجان زمان نے کہ اسی طرح سے دلیمن ارادہ مخالفت اور مخالفت رکھتا تھا آصف خان ہروی کو اپنی طرف جو پور میں کھینچا اور آصف خان علی قلیخان کے تخت و تکیہ سے عاجز آیا اور چھ مہینے کے بعد اپنے بھائی وزیرخان کے ہمراہ گڑھ کی طرف بھاگا اور بہادر خان سیستانی نے پھیا کر کے آصف خان ہروی سے مقابلہ کیا اور اسے منکوب کر کے دستگیر کیا وزیرخان نے فرصت دیکھ کر فوج ہراہی بہادرخان پر تاخت کی اور ہنگو منہم کر کے اپنے بھائی اور مو سے کو رہا کیا اور دونوں متفق ہو کر گڑھ کی طرف روانہ ہوئے اور اس مقام میں قیام کیا اور درمیان اس حال کے ایلیچان محمد حکیم میرزا نے آنکر عرضداشت کی کہ بعد غفلت ہونے شاہ ابوالعالی کے سلیمان میرزا نے خطبہ کابل کا اپنے نام پڑھایا اور میرزا سلیمان نام ایک شخص کو کابل میں اپنی طرف سے چھوڑ کر پختان گیا اور جو محمد حکیم میرزا نے میرزا سلطان کو کابل سے نکال دیا ہوا اب سلیمان میرزا لشکر فراہم کر کے چاہتا ہوا کہ کابل میں جا کر پھر متصرف ہوں اگر اس وقت ملک عنایت ہو دے میں ذرہ پروری ہوگی بادشاہ نے فرامین فوراً نام امر اسے پنجاب اور محمد علی خان حاکم ملتان کے ہر مہتمم سے صادر فرمائے کہ جبقت سلیمان میرزا قصد تخییر کابل کرے اس طرف جا کر اس کی مزاحمت دفع کرو اور فریدون خان کابلی کو امر اسے بادشاہی سے بھا اور محمد حکیم میرزا کا مامون ہوتا تھا مخلص ہوا کہ محمد حکیم میرزا کے پاس جا کر اس کا عہد اور معاون ہو لیکن قبل فرامین پہنچنے کے سلیمان میرزا کابل میں آنکر قلعہ کو محاصرہ کر چکا تھا اور محمد حکیم میرزا جو تباہ مقاومت نہ کھتا تھا بھاگ کر سیلاب میں آیا فریدون خان نے آب سیلاب کے ساحل پر محمد حکیم میرزا سے ملاقات کی اور اس کے بعد اظہار کیا کہ بادشاہ علی قلیخان الحان طلب نجان زمان اور بکون کے ترخشہ میں گرفتار ہو اور فرصت چو میں آنے کی نہیں رکھتا مناسب یہ ہو کہ لاہور میں جا کر متصرف ہو اور امر اسے پنجاب کو اپنا شریک کر کے خوب توجہ سے سلیمان میرزا کی مصرت دفع کرو اور محمد حکیم میرزا غریب کیا کر لاہور کی طرف روانہ ہوا اور قطب الدین محمد خان انکے اور میر محمد خان اور بھی دیگر امرا لاہور میں حصن ہو کر درپردہ قہر ہوئے اور محمد حکیم میرزا ہندی تمام خان کے باغ میں مقیم ہوا ہر چند سی کی کہ امر اسے پنجاب کے شریک ہوں یہ صورت آئینہ وقوع میں جلوہ گر نہوئی بادشاہ نے علی قلیخان خان زمان کی ہم کو قہر میں ڈال کر آکر نعم خان خانانان کے سپرد کیا اور ماہ جادی الاول کی چودھویں تاریخ کو لاہور میں ہندو بھری میں بصورت تمام لاہور کی سمت منوج ہوئے اور ابھی ہر ہند سے آگے نہ بڑھے تھے کہ خولہ پور میں پہنچی ایک بارگی شامیانہ کے انکار سے بجائے گئے میرزا کو خواب استراحت میں تھا بیدار ہوا اور سبب شادمانہ بجائے کا استفسار کیا بھجوتے ہوئے چاہے کہ جو بادشاہ بسبب استعجال قریب آیا ہو اس لیے شادمانہ بجاتے ہیں میرزا نے قصور کہا شاید بادشاہ لاہور کے نزدیک پہنچا ہو بے توقف سوار ہو کر ایسا گرم غنائ ہو کہ کابل تک پہنچے پھر کو نہ دیکھا اور حسب موسم سراپہ پنجاب سلیمان میرزا کابل سے ہشتان گیا اور وہاں کی حکومت غنیمت جاکر قناعت کی اور بادشاہ لاہور میں تشریف لائے اور اس حد و دین بے شکار قمر غہ مشغول ہوئے وزیرخان شکار گاہ میں شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور آصف خان کے حقد و جہانم کی درخواست کی خوش آشیانی نے اس کے فروج جہانم پر قلعہ کھینچا اور اس کی تقصیرات سے دکانہ کو کے وزیرخان کو بے خبرا رہی کیا اور حکم فرمایا کہ آصف خان ہروی یا اتفاق مجنون خان قاتل کڑھ ماناک پور میں ہتھامت کر کے اس حد و د کے محافظت میں سرگرم رہے اور جہد مریات عالیات عازم پنجاب ہوئے محمد سلطان میرزا کی اولاد اور احفاد نے مصدر اعمال ناشائستہ اور مرتکب افعال ناہائستہ ہو کر گو قسم قسم کے فساد برپا کیا اور نسبت محمد سلطان میرزا کی باپ

کی طرف سے ساتھ امیر تھوڑا گورکان کے سپہ بچے تھے چنانچہ اوقات باہر ظہیر الدین محمد شاہ میں تحریر ہوئی اور ان کی سلطان حسین میرزا کی دفتر ہو اور نصیر الدین محمد ہارین بادشاہ کے عہد میں حرم خواریان کو کے متفرقون لغو ہوئی اور لغ میرزا بڑا بیٹا اسکا کابل میں جنگ ہزارہ میں مقتول ہوا اور شاہ میرزا اسکا چھوٹا بیٹا قضا سے آئی اور اصل طبعی سے فوت ہوا لیکن لغ میرزا سے دو فرزند رہے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہارین بادشاہ نے سکندر سلطان کا لڑنے میرزا اور محمود سلطان کا بیٹا نام رکھا اور تربیت میں ان کے مساعی جیلہ فرما کی اور محمود سلطان میرزا اسع نام و حفاو اکبر شاہ کے عہد جلوس میں پھر ہند میں آیا اور پرگنہ آدم پور سے کراچی پہنچا اور وہاں سے مدد و معاش کی وجہ میں پایا اور حق تعالیٰ نے عالم پیری میں اسے چار بیٹے اس پرگنہ میں عطا فرمائے محمد حسین میرزا اور ابراہیم میرزا اور مسعود حسین میرزا اور غافل میرزا اور یہ چاروں ابھی خرد سال تھے کہ بادشاہ نے تربیت کے سہرا امر سے کیا اور بعد پور دوش جو پور رخصت لے کر کراچی میں اپنی جاگیر وں پر گئے اور اس عرصہ میں کہ بادشاہ محمد حکیم میرزا کے دفع فساد کے لیے پنجاب کی طرف روانہ ہوئے تھے اپنے چچیرے بھائیوں سکندر سلطان اور محمود سلطان سے جن کا لقب لغ میرزا و شاہ مرزا تھا متفق ہو کر عسکریان پر مکرماندگی اور ایک حاجت اذیل اور اوماش کو جمع کر کے دست اندازی کرنے لگے اس طرح کے جاگیر داروں نے انھیں مغلوب کر کے ایسا پس کیا کہ مالوہ میں جا کر پناہ لی اور وہ علاقہ جو سردار صاحب وجود سے خالی تھا ان کے تصرف میں آیا اور نعم خان المخاطب بنجا خانان نے محمود سلطان میرزا کو سرکار کراچی سے مقید کر کے قلعہ بیانہ میں جھوس کیا اور اسے مجلس میں قضا کی اور اسی طرح علی قلی خان سیستانی مخاطب بنجا خانان اور سکندر خان اوزبک اور دوسرے امرائے محمد حکیم میرزا کے لاجو میں آنے سے آگاہ ہو کر نقص عہد کیا اور اپنے کام کے خیال میں مصروف ہوئے اور قنوج اور اودھ اور دوسری لائینوں اور پرگنوں پر قابض ہو کر جمعیت عظیم بہرہ پور پنچائی عرش آشیانی لاہور سے انکی دفع کے واسطے بسرعت تمام آگرہ میں آئے اور احرار لشکر کا حکم دیکر وہ ہزاروں فیل اور لشکر ہتھیار ہزارہ کا بلکہ جو پور کی طرف متوجہ ہوئے اور خان زمان نے کے سید یوسف مشہدی کو قلعہ سیرگڑھ میں محاصرہ کیا تھا یہ خبر سنکر اس جلدی میں جو گمان بادشاہ کے مراجعت کا نہ رکھتا تھا یہ بیت پر طبعی سمند تندر زہرین لعل او فو رشید را مانند کہ از مشرق بمنزب رفت و یک شب در میان آمدہ اور پاسے قلعہ سے آٹھ کوسہا در خان سیستانی کے پاس کہ قلعہ کڑہ مانکپور میں مجنون خان قاتل کو محاصرہ میں رکھتا تھا گیا عرض آشیانی اس کا تعاقب کر کے اس طرف متوجہ ہوئے اور جب راسے بریلی کے پرگنہ میں پہنچے سنکھلی قلی خان سیستانی مخاطب بنجا خان زمان اب گنگ سے عبور کر کے ارادہ مالوہ کا رکھتا ہوتا کہ محمود سلطان میرزا کی اولاد سے ملت پیدا کر کے اس حدود پر متصرف ہووے اور اگر شاید کچھ مصیبت پہنچے تو شاہان بہمن کے پاس پناہ لایں ہووے عرش آشیانی رات کے وقت کڑہ مانکپور کے گھاٹ پر کشتی لائے جو کشتی حاضر قلعہ قبل تیز بال سند نام پر سوار ہوئے پھر چند امر مانع آئے قبول کیا اور متوکل علی اسد اکب قمار گنگ میں در آئے قضا رانا میہد سامی اور اقبال عدو مال کی قوت سے دریا پایاب ہوا باغی کو احتیاج برتنے کی منوی بادشاہ نے مع چند فیل دیگا اور سو سوار سے عبور کیا اور علی الصباح بے توقف علی قلی خان سیستانی مخاطب بنجا خانان کے اطراف آردو میں پہنچے اور وقت آصف خان ہروی اور مجنون خان مع جمعیت خوب بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے علی قلی خان و رہا در خان بادشاہ کے عبور کا گمان مردمان قلیل سے اس شب کو نہ کھتے تھے تمام رات بیہوشی اور نال و دیکھنے میں مشغول رہے یہاں تک کہ ایک شخص مردم بادشاہی سے آئے کہ دو میں جا کر با واز بلند کیا کہ کوا فلو بادشاہ تمہارے قصد میں

آب سے عبور کر کے اہل ناگمان کی طرح تنہا رہے سر پہ پہنچا ہوا انھوں نے یہ خبر آصف خان ہروی اور مجنون خان کے مکرو حیلہ سے جانکر پروان کی ناگاہ صد اکوس در نقارہ بادشاہی کی اہل رسیدگان کے گوش زد ہوئی سر اسبہ اور بدجوہر مجلس سے اٹھ کر صدف آرائی میں مصروف ہوئے اور پہرون چڑھے روز دوشنبہ غزوہ فی الحیرہ ۹۵۵ ہجری ۱۵۴۸ء نو سو چتر بھری میں آتش جنگ لگ گیا ہوئی اور بابا خان تاقشال کہ ہراول بادشاہ کا تھا ایک جماعت کو کچھا لفون کی طرف سے اس کے مقابلہ کو آئی تھی حلاول میں پسپا کر کے علی قلیخان کی فوج میں پہنچایا اور بہادر خان سیستانی نے اس وقت بابا خان تاقشال پر حملہ کر کے صدف مجنون خان میں داخل کیا اور بہادر خان باوجود اس کے کہ اس تردد میں فوج اس کی بے ترتیب تھی بھیجا باصف مجنون خان پر حملہ آور ہوا اور آن واحد میں اس صدف کو درہم برہم کر کے چاہتا تھا کہ فوج خاصہ بادشاہی پر بھی تاخت کرے اس درمیان میں ایک عتہ مرموم معتبر نے کہ فوج شاہی کے آگے تھے مدافعہ کے واسطے قیام کیا اور بادشاہ خان عظیم میرزا عزیز کو کہ روایت اس کا کہے باقی پر سوار تھے چنیا کا فیل سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوئے لیکن کفران نعمت کی شامت نے اپنا کام کیا بہادر خان کا گھوڑا از قلم تیر سے پاؤں سے گرا اور بہادر خان پیادہ ہوا اور بھی یہ خبر بادشاہ کو نہ پہنچی تھی کہ وہ حضرت بنفس نفیس خود جنگ پر آمادہ ہوئے فیلون کو ہیئت مجموعی علی قلیخان سیستانی کی افواج پر دوڑا یا پہلے ایک فیل فیضان بادشاہی سے کہ جبکا ہیرا نام تھا علی قلیخان کے لشکر کی طرف دوڑا اور فیل رو دیا نام کو ک مخالفت کی طرف سے اس کے مقابل آیا تھا ایسی فکر ماری کہ نورگاز میں پرگلا مسرت طریق سے جانون نے مقبلا سے بھاگے اور کارواہین شمول ہوئے اور علی قلیخان کا آفتاب سعادت و کامرانی زوال کو پہنچا قضا را اس حرب و ضرب میں ایک تیر علی قلیخان کے جسم میں لگا وہ اس کے نکالنے میں مصروف تھا کہ دوسرا تیر اس کے گھوڑے کے گادہ اس کے خرخم سے ایسا تڑپا کہ علی قلیخان خاندن میں سے جدا ہو کر زمین پر آیا ایک اس کے متعلقین نے دوسرے گھوڑا حاضر کیا وہ سوار ہو چلا تھا ناگاہ نرسنگہ نام فیل اہل کی طرح اس کے سر پہ پہنچا اور ان واحد میں اسے چوٹی کی طرح پال کیا سپاہ کو جب اس کا مرتقا متحقق ہوا پاؤں قرار کا جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا ناپا اسی حال میں نظر بہادر نام ایک شخص بہادر خان کو زندہ گرفتار کر کے بادشاہ کے رو برو لا یا بادشاہ نے اس سے فرمایا کونسی برائی تھیں پہنچی تھی کہ جس کے حوص تھے تلو اور ہم پہنچی بہادر خان نے نجالت اور ندامت سے جواب دیا اتنا بولا کہ الحمد للہ آخر عمر میں حضرت کا دیدار کر گناہوں کا محو کر دیا لاہی مسیح ہو بادشاہ نے ہمایوت مروت سے حکم اس کی حراست اور محافظت کا عائد فرمایا لیکن جو کہ ابتک علی قلیخان خان زمان کا فوت ہو نہ ثابت نہو تھا دولت خواہوں نے اہل کا زندہ رہنا سب نبھانکر حضرت کی بے اجازت تہ تیغ کیا سوچ کر قلم بکفران نعمت دلیر سے کہ کر دیکھ سب مراوش سکندر خور و بہادر کہ بدستہم روزگار نہ کفران نعمت چہن گشت خوار نہ اور بھی ان دو بدیتوں سے کہ قاسم ارسلان کی طبع نادہرین استفادہ ہوتا ہے کہ خان زمان ہندو ق کی ضرب سے ہلاک ہوا ایسا ہیست چو شد خان زمان یاغی و باغی نہ زشاہ اکبر کہ شلش غیت دیگر ہتفنگ خور وہ عالم رفت و گردید بہر بہادر کشتہ از گرفت یر اور چیر آ فتح شدہ تا ایچ حسب تم نہ خور گنقا مبارک فتح اکبر و عرش و ششانی نے علی قلیخان خان زمان اور بہادر خان کا سر نہ بجا اور کاہل میں بھیجا اور جان علی اوزبک اور بار علی بیک اور میرزا بیک اور خورشالی بیک ورمیرزا شاہ بخشی اور علی شاہ بخشی وغیرہم کہ خان زمان کے توابع تھے گرفتار کر کے جو نیور کی طرف سوار ہوئے اور ہانکے لوگوں کی عیبت کے واسطے انھیں فیل سے پال کر لایا اور منہم خان الخاطب بجاخانان کو اس شہر کی حکومت عنایت فرمائی اور جو سکندرخان اور کاکہ کو قتلہ اور دھم میں قتلہ نہ ہوا تھا کشتی میں سوار ہو کر گورکھ پور کی طرف بھاگا ماہ محرم ۹۵۵ ہجری ۱۵۴۸ء نو سو چتر بھری میں نظر اور مشہور ہو کر آگرہ میں

تشریف لائے اور جو کہ اس وقت تک رانا اور سے شکست حضرت کے جاوہ اطاعت میں نہ آیا تھا باوجود سفر متواترہ سبیل استعمال
 اس طرف روانہ ہوئے جب قلعہ شیو پور میں پہنچے حاکم وہاں کا قلعہ خالی کر کے اپنے صاحب مورچہ راجہ راجہ جیو کے پاس گیا
 بادشاہ نے اس حصار کو ملازمان درگاہ کے سپرد کر کے قلعہ کا گردن کی طرف جو مالوہ کی سرحد میں ہے توجہ فرمائی اولاد سلطان
 میرزا کو قلعہ مندو پر منتصب تھی یہ خبر سکر مضطرب ہوئی اور جو ان دنوں میں الفخ میرزا فوت ہوا تھا باقی دیگر میرزا بانی
 تمام گجرات کی دست بھاگے عین آشیانی مالہ شباب الدین احمد خان نیشاپوری کے سپرد کر کے قلعہ کا گردن سے
 رانا کے دفع کے واسطے عازم ہوئے اور رانا آٹھ ہزار راجوت کا آرمودہ اور ذخیرہ دست قلعہ چیتور میں جو ایک پل پر
 واقع ہوا ہے چھوڑ کر خود مع اہل و عیال جا بجا سے قلعہ اور دھڑا گداز میں گیا بادشاہ نے عازم تسخیر قلعہ چیتور پر ہر کو محاصرہ کیا
 اور با پختہ راجا اور سنگتہ اش اور لوہار اور نقاب یعنی سرنگ کو دے والے اور مزدور اور سلیا رسا باط کے بنائے کے واسطے کہ
 مخصوص عہدہ ہندو جو عین فرمائے اور وہ سا باط اور خرقہ کی تیاری میں مشغول ہوئے اور سا باط عبارت ہے دو دیوار سے
 کہ بقا صلابت تفنگ انداز کے بنیاد کرتے ہیں اور تختوں اور گاہ کے کھال سے منڈھے ہوئے ٹوکروں کی پناہ میں ان
 دیواروں کو قلعہ کے قریب پہنچاتے ہیں اور آتش باز اور نقاب ان دیواروں کے کوچہ وسیع سے بفرار خاطر قلعہ کے
 نیچے آنکر نقاب گھوڑے میں مشغول ہوتے ہیں اور باروت نقاب میں چڑھ کر کے اڑاتے ہیں اور رختہ قلعہ کی دیوار میں
 ڈال کر مٹی رہستہ سا باط سے لشکر وہاں پہنچ کر قلعہ میں در آتے ہیں القصد جبے وسا باط تیار ہوئے اور دو نقاب
 برجون کے نیچے پہنچیں دونوں کو باروت سے چڑھ کر کے ایک دوسرے کی آگ دی جسب اتفاق ایک نقاب نے جلد آگ پکڑ لی وہ
 برج آگ گیا اور رختہ عظیم طام ہو اور ہزاروں دہل بندر سے چڑھ کر چکین میں تھے بخیال اسکے کہ وہ دن نقاب اڑنے سے
 قلعہ میں پڑے ہونگے ایک بار کی سا باطوں سے قلعہ کی طرف دوڑے اور ایکڑ اور کوئی اس خشتہ پر پہنچ کر اجپوتوں سے ہم
 مصاف ہوئے اور ایکڑ اور مرد نے جب دوسرے طرف رختہ نہ دیکھا اسیں سے تدریے باہر آئے اور مردان حصار کی
 آنکھ مدافہ کے واسطے قیام کر کے عین جنگ میں تھے کہ ناگاہ اس برج کی نقاب نے بھی لگ پکڑ لی اور برج آگ اڑا اور حضاد دست
 دشمن کے جا بجا پریشان ہو کر ہر طرف گئے اور ہندو امر سے بادشاہی منسل سید جمال الدین باہر اور مردان قلعہ شاہ وغیرہ
 مع یا سولشکر انتخابی ضائع ہوئے اور اہالی قلعہ سے بھی ایک جماعت کثیر لاکھ ہوئی اور جب سالہ ایسا ہو سہا بیرون نے
 اس رختہ سے مجال قلعہ میں در آئے کی پائی اس روز قلعہ فتح ہوا اور بعد اس واقعہ کے ایک سا باط اور تیار ہوئی ایکدن بادشاہ
 اس مقام میں کہ جہان سا باط تیار کی تھی لڑائی کی سیر کرتے تھے اور چٹل راجپوت کہ سردار اہالی قلعہ تھا اور رانا سے فراست
 رکھتا تھا تمام دن قلعہ کے گرد اہتمام کے واسطے چھوڑا و رختہ کی نماز کے وقت خاص ہو چہ بادشاہی پر آیا اور روشنی مشعل میں
 محسوس ہوا بادشاہ نے ہندو خاص کہ دست حق پرست میں تھی روشنی کی برابر رکھ کر آگ ہی اتفاقات حسنہ سے ہندو کی
 آگ کی چٹل کی پیشانی پر لگی کہ درخ روح شکستہ پکڑا اور البور میں پہنچا اور حسب اہل قلعہ نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا جنگ سے دست
 کش ہوئے اور ہیلے اسکی لاش جلائی اور اپنے منازل میں جا کر جوہر کیا یعنی تمام مال اور سا باط و عیال اطفال کو جلا کر خاکستر
 کیا اور حسب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ انھوں نے جوہر کیا ہو سہا سلام آگي رات کو قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور حسب
 مزاحمت نہ کی قلعہ میں در آئے اور بادشاہ بھی صبح کے وقت ہاتھی پر سوار ہو کر مع جمیع امرا اور امیر زادوں کے جو سیارہ
 تھے قلعہ میں داخل ہوا اور ایک جماعت کثیر و کثرت نماز کے مسائل اور دنیا نما سے محکم میں در آئی تھی یہ ستر لڑی کہ دو ہر تک

دش ہزار مرد سب قسم کے مارے گئے اور لشکر نصرت اثر سے سوائے نصرت علی تو اچی کے کسی شخص نے شہادت نہ پائی اور تین دن کے بعد جس مقام کی حکومت آصف خان ہروی کے متعلق چوٹی اور خاقان اکبر نے منصفہ و مظفر جو کراچت نرائی اور اٹلسہ راہ میں ایک شیر سہناک درختوں کے نیچے سے برآمد ہوا بادشاہ کے حکم سے کوئی لشکر نہ بھیجا اور نصرت نے ایک تیر چلے مکان میں جو کراچس کے مارا شیر زخمی ہو کر پشتہ کے نیچے گیا اور ایسا وہ چوہا بادشاہ نے دوبارہ بندوق کا دو گانہ مارا زخم کاری نہ لگا شیر پہا کی محضرت کی طرف متوجہ ہوا اس حال میں ایک مرد فیر دل عا دل نام نے فدائی کے مانند آکچہ شکرک پہونچا کر مقابلہ کیا اسنے میں اچھ جان شادون نے آنکر شیر کو ہلاک کیا اور بادشاہ کی سلامتی پر لازم شکر بجالائے اور بادشاہ نے جب آگرہ میں قیام کیا چند روز کے بعد یہ خبر سب مبارک میں پہونچی کہ ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا چنگیر خان گجراتی سے روگردان ہو کر مالوہ میں آئے ہیں اور اوجین کو محاصرہ کیا ہو بادشاہ نے قلیچ خان اندرجالی اور خواجہ خیات الدین بخشی تروینی کو اُنکے رفع کے واسطے مقرر کیا میرزا بیان مرزوباکب نزدیک کی طرف مغرہ رہوے اور بدحواس ہو کر آپ سے جو روک کے پھر گجرات کی طرف راہی ہوے اور شہر رجب کشہ لوسو چتر پجری میں عرش آشیانی نے قلعہ فتحپور کے فتح کی عزیمت میں روایات نظر آیات کو مرکز دائرہ قلاوت سے حرکت دی اور جب شکار کنان فتحپور میں نزول فرمایا راجہ سورجن نے چونکہ اس قلعہ کو کہ حجاز خان غلام سلیم شاہ سے خرید لیا قلعہ بند ہو کر مدافعہ میں قیام کیا اور افواج شاہی نے اس قلعہ کو چاروں طرف سے محاصرہ کر کے راہ آمد و شد بند کی اور بادشاہ کے حکم سے کوہ مارن پر جو قلعہ کے قریب ہو سرکوب بنا کر چند توپ اور ضرب زدن اس پر لے گئے حالانکہ پہلے اور قلعہ کوہ کی کجست سے کوئی بادشاہ اتنی بلندی پر نہ لے گیا تھا اور جب توپ مار ہوتی تھی کتنے مکان خراب اور آسمان ہونٹے تھے راجہ سورجن عاجز ہو کر امان کا طلبگار ہوا اور مع اہل و عیال اپنے قلعہ سے نکل گیا اور حصار مع ذخائر اور خزانہ بادشاہ کے تصرف میں آیا اُسکے بعد آنحضرت اجمیر کی طرف موار ہوے اور خواجہ معین الدین بخشی قاسم کی زیارت سے مستفید ہوے اور بعد اُگرہ میں تشریف لائے اور حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی زیارت کو قلعہ بکری میں گئے جو کہ عرش آشیانی کے چند غرزدند منو لہ ہو کر ہوئے ندر زمین ہو سے تھے اور کوئی روکا باقی نہ تھا شیخ نے مرزہ فرزند ان طویل اللہ کی ولادت کا یہ خبر سنا لیا کیا تعظا را اسی عرصہ میں آنا رمل ظاہر ہوا اور روز چار شبہ کی صبح کو شہر رجب الاول کی ستر حویں تاریخ شہر ۹ بجری میں کوکب لادت شاہزادہ سلیم نے بطالع چوبیس درجہ میزان بمقام سیکری شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے مکان میں افق جاہ و جلال سے طلوع کیا اور خاقان اکبر نے اس موسیبت عظمیٰ کے شکرانہ میں تمام قیدیوں کو رہا کیا اور خواجہ حسین شنائی نے ایک قصیدہ اس صفت سے کہ لکھ مصرع اول تاریخ جلوس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور صرح ثانی میں تاریخ ولادت شاہزادہ جمہا کی ہر اور یہ مطلع ہوگا ہر مطلع شد الحمد از جمہا و جلال شہریار، گوہر می از محیط عدل آمد در کنار عرش آشیانی ایقائے مذکر کے واسطے جو غرزدند سے بارہ میں کی تھی پیادہ پا جہی کی طرف روانہ ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت کیا اور دست زرفشان انعام و احسان میں کھولا اور دہلی کے راستہ سے شکار کنان معاونت کی اور اس عرصہ میں راجہ اچندر دلی قلعہ کالنجر کہ شیر شاہ اُس کی فتح کی خواہش میں چلا تھا اور سلیم شاہ کے بعد پھر کھار کے تصرف میں آیا تھا قصہ چیتور سے ہر اسان جو کہ وہ قلعہ جنگ بادشاہ کی نذر کیا اور محرم کی تیسری تاریخ سے ۹ ذیو القعدہ پجری میں بھرتی سلیم کے گھر میں بادشاہ کا فرزند تولد ہوا اور

موسوم محمد مراد اور لقب بہاری ہوا اور اس سال بادشاہ دوبارہ جہیر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے اور
 شہر کے گرد ایک حصہ گنج اور سنگ سے بنا کر کے ناگور کی طرف گرم خان ہوئے اور چند حسین و لدیالہ دیوار سے
 کلیان مل اچھ بیکانیر ملاقات کے واسطے آئے اور پیشکش وافر پیش کیے بادشاہ راجہ کلیان مل سے ملٹی لیکر دہان سے
 نیکار کنان قصہ جو دھن میں گئے اور شیخ زید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہو کر دیپالپور آئے اور
 میرزا عزیز کوکہ دہان کے جاگیر دار نے طوی دیکر پیشکش لائق گذرانی اور جب لاہور میں رونق افزا ہوئے حسین
 قابیخان ترکمان حاکم اُس بلوہ کا بھی بدستور میزبان عزیز کوکہ کے پیشکش لائق نظر قدس میں لایا اور بادشاہ غرہ
 صفر سنہ ۹۸۹ نو سو و اسی ہجری میں حصار فیروزہ کی سیر کے واسطے تشریف لے گئے پھر جہیر میں آئے اور شہر لکڑیا رت
 سیر بزرگوار پیش ہو چکا اگر کہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مسرت میں سکندر خان اندک کو بنگا کے جنگلوں میں سرگردان
 پھر تانھا منہ خان الخاطب بجا نمانان محکو بادشاہ کی پاہوسی کو لایا اور اس کے گناہوں کا شفیع ہوا اس سال جو مقام سیر
 حضرت پر مبارک ہو تھا اُس جگہ ایک شہر وسیع بنا فرمایا اور اسی عرصہ میں جب گجرات فتح ہوا تو اسکا نام فتح پور رکھا
 اسکا قصہ یہ ہوا کہ شہر صفر سنہ ۹۸۹ نو سو و اسی ہجری میں جب ملک گجرات میں غل اور فساد نہایت بہم پہنچا بادشاہ اُسکی
 تیسرے کا عازم ہوا اور جب جہیر میں گذر ہوا زیارت کو کے روض پر فوج خواجہ حسین جنگ سوار سے کاما ہم بہام حضرت
 زین العابدین علیہ السلام کی اولاد سے استمداد کر کے خان کلان کو بہت اعزاز
 سے پرہم ہراولی اُس طرف روانہ کیا اور اسے نگہ کو جو دھپور کی حکومت پر کہ وطن مال دیو کا تھا مقرر کر کے خود بھی گجرات کی طرف
 سوار ہوئے اور ناگور کی دو منزل پر خیر پہنچی کو چار شبنہ کی شب کو ماہ جادی اول سنہ مذکور میں شیخ سلیم قدس سرہ کے مکان
 میں شاہزادہ نیک خصلت دانیال پیدا ہوا آنحضرت نے نوزم خوشحالی پیش ہو چکا اُس مولود مسود کا نام دانیال رکھا
 اور جب پٹن گجرات بادشاہ کا محل نزول ہوا شیر خان فولادی جو گجرات کے امراء سے کبار سے تھا مشکل بھاگ کر کل گیا ایک فقیر
 کے بعد سید احمد خان بارہ پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا اور روایات عالیات احمد آباد کی طرف متوجہ ہوئے اور ابھی دو منزل
 نہ فرمایا تھا کہ سلطان مظفر گجراتی نے با اتفاق میرزا ابوتراب جو شیرازی الاہل تھا اور اُس کے باپ دادا نے گجرات میں
 اعتبار تمام پیدا کیا تھا ملازمت کے واسطے پہنچ کر شرف بساط بوسی حاصل کی اور دوسرے دن اہتا دھان اور
 سید جاند خان بخاری اور اختیار الملک اور ملک شرف اور وجیہ الملک اور الف خان حبشی اور حمزا خان حبشی
 اور بھی دیگر سرداران با تخیل سامان تمام آستان بوسی سے سرفراز ہوئے چونکہ حبشیوں کے چہرہ حال سے لفاقی
 محسوس ہوتا تھا سب محبوس ہوئے اور شہر احمد آباد کو یہ کہ یہ الذی لم یخلق مثلاً فی الہیاد و سکی شان میں ہو
 بے جنگ فتح ہوا جیسا کہ شاہان گجرات کے قتال میں مرقوم ہوا اور جو آیرہ حسین میرزا ہر ق کی نواحی میں اور
 محمد حسین میرزا حوالی سورت میں تھا عرض ایشانی اُنکی دفع کے واسطے عازم ہوئے اسوقت اختیار الملک کے عہدہ
 امراء گجرات سے تھا جون کی طرف بھاگا تب تمام امراء گجراتی بطریق حبشیان قید ہوئے اور اسکے بعد جب سائے
 چنر فلک سائبند رکھیا بیت پر پڑا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو احمد آباد گجرات کی حکومت عنایت فرمائی اور جب برہمچیم
 نے بادشاہ کے قریب پہنچنے سے خبر پائی تو رستم خان رومی کو اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ کی ملازمت کے واسطے جاوے
 قتل کیا اور چاہا کہ اردوے مظفر قریب کے چاہیں کو اس کے خاں سے گذر کر پنجاب کی طرف جاوے اور فساد برپا کرے پھر اُس

تاریخ فرشتہ اردو جلد اول

پڑی اور سب نے راہ فرار پائی اور برہمچسپ حسین میرزا نے پیادہ پا قدم سے راہ کی سختی چھپ اس کا ایک لڑکا یا لکھوڑے پر سوار ہو کر نکل گیا اور جب وہ ملی میں پہنچا چند روز قیام کر کے خیل و شتم فرما کر کے سنبھل میں آیا اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا اور شیر خان فولادی آٹھ ہزار سوار لیکر بٹن پہنچے اور احمد خان بارہہ کو قلعہ میں من حصار کر گیا خان اعظم میرزا عزیز کو لڑائی کی طرف کے واسطے احمد آباد سے بٹن کی طرف متوجہ ہوا تھا جب بٹن کے پانچ کوس پر پہنچا تھا لھین بٹن قدی کر کے جنگ میں مصروف ہوئے اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی چرائدار اور برائدار خان اعظم میرزا عزیز کو لڑائی کی متفرق ہوئی لیکن خان اعظم نے قدم ثبات ہاتھ سے نہ کیا اس درمیان میں دستم خان اور مطلب خان آپکو مطمئن کر کے دوبارہ حملہ آور ہوئے اور سلاک جمعیت محمد حسین میرزا اور تمام مخالفوں کی شکستہ کر کے دکن کی طرف مفرور کیا اور جب سرکوسہ یعنی دہرہ قلعہ سورت کے گرد تیار ہوا اہلی حصار نے امان چاہی اور قلعہ ملا زمان درگاہ کے سپرد کیا اور بادشاہ کامیاب ہو کر احمد آباد گجرات کی طرف سوار ہوئے ان دنوں میں راجہ بہار جیور راجہ بکلا نہ کو سرحد دکن کے راجہ نامی سے تھا شرف الدین حسین میرزا کو جو اس سے دس برس پہلے ناگورپے بھاگ کر دکن میں گیا تھا بے حسدلی کے سبب وہاں بھی محال ترقیت پائی اور کوہستان بہار جیو سے چاہتا تھا کہ آپ کو محمد حسین میرزا کے پاس پہنچا دے گرفتار کر کے بادشاہ کے روبرو لایا اور وہ بعد از دو کوب و ذلت و خواری بسیار گوالیار کے قلعہ میں محبوس ہو کر رہ گیا اور چنگیز خان کی والدہ خاتون اکبر سے آشنا سے طمسافرت میں مراد انکر حجاز خان جشی کی جو اس کے فرزند کا قاتل تھا شکایت کر کے خون کے دعویدار ہوئی بادشاہ کہ بہانہ طلب تھا حجاز خان جشی کو باغی کے پاؤں کے نیچے ڈال کر قصاص میں پہنچا یا اور ولایت گجرات یک قلم میرزا عزیز کو لڑائی کے خیل اور قراہیوں کو تقسیم کر کے اجیر کرے راستہ سے ماہ صفر کی دوسری تاریخ ۱۰۹۰ نو لڑائی ہوئی میں مرکزہ ولایت میں داخل ہو کر استقرار پایا اور برہمچسپ حسین میرزا نے خیل میں پہنچا پھر سنی کا مراسیمہ خجابت حسین قلی خان کے ہمراہ کوہستان پنجاب میں جا کر قلعہ لنگر کوٹ کو حصار میں رکھتے ہیں اس سبب سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ جو وہ ولایت خالی ہو دست اندازہ ہو کر سندھ کے راستہ سے پھر آپ کو بھائیوں کے پاس پہنچا دے اور حسین قلی خان قلعہ لنگر کوٹ کا حصار ترک کر کے بالفاق سید یوسف خان اور محب علیخان وغیرہ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور وسط کے اطراف میں اس کے اردو کے قریب جا کر جب خبر پائی کہ میرزا شکار کے واسطے گیا ہو اس کے اردو ترناخت لایا اور خود حسین میرزا ان کے دفع کے واسطے سوار ہوا اور پیچھے بھائی کو پہنچائی لیکن بھائی کے پہنچنے سے پیشتر جنگ کر کے وکیل ہوا اور اس کے ہمراہی بہت قتل ہوئے اور برہمچسپ حسین میرزا جب شکار سے پلٹا اور اپنے بھائی کو شہباز اہل کے پیچھے گرفتار پایا اہل ملک پر رکھ کر جنگ کے واسطے ایسا وہ ہوا اور جنگ شدید کے بعد منترم ہو کر ملتان کی سمت روانہ ہوا اور بلوچان نے سردار ہو کر اسے زخمی کیا میرزا عاجز ہو کر ایک بلوچ کے پاس پناہ لے گیا اور محمد حسین خان جا کو ملتان نے اس کو اس بلوچ سے دستیاب کیا اور تیغ سیاست سے قتل کر کے مرگیا تن سے جدا کیا اور بالفاق حسین قلیخان اگر وہین آیا اور وہ لوں ہزار جو کچھ رکھتے تھے بادشاہ کے ملاحظہ میں لائے اور بادشاہ کے ارشاد کے موافق میرزا کا سر قلعہ آگرہ کے دروازہ پر آویزاں ہوا اور محمد حسین میرزا کو قلعہ گوالیار میں محبوس کیا چنانچہ وہ بھی قید خانہ میں جان برنوا مرغ روح اسکا زندان قالی سے پرواز کر گیا اور ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۰ میں عرضداشت خان اعظم میرزا عزیز کو لڑائی اس عبارت سے پہنچی کہ اختیار الملک گجراتی اور محمد حسین میرزا آپس میں متفق ہو کر اکثر ممالک گجرات پر متصرف ہوئے میں اور جمعیت کثیر اور جم خیر سے انکر ملکہ

احمد آباد کو محاصرہ رکھتے ہیں بیعت سرفتنہ دار و دگر روزگار چہین ست اور اسب و روزگار بد اگر بادشاہ خود نفیس نفیس
 آجہ فرماوے مقولہ بصواب ہو گا بیعت بجز صرصر باو پاپان شاہ یکس این گرد ابرندار و ذراہ : اور جو کہ ہم ہر سات
 خطا اور زبایدہ لشکر بیعت تمام بخاسکتا تھا عرض آشیانی نے دہزار سو ارا انتخاب کے کہ جریہ اور یکبارہ رسم منتقلی
 پیشتر روانہ کیے اور خود تین سو مرد کہ انہیں اکثر امرا و موصلا نامی تھے اشتران تیز رفتار اور صریح السیر چوسوار ہوئے
 اور اسپان باد پاک کو قتل کر کے راہی ہوئے اور چار منزل کو ایک منزل کر کے تین گجرات اور لشکر منتقلی میں جا پہنچے
 اور اس کے بعد تین ہزار سو ارا قتل راہیت فتح آہستہ میں مجتمع ہوئے بادشاہ نے ترتیب فوج کر کے قول یعنی طلب میرزا
 عبد الرحیم و لہیرم خان کمان المخابر بخاٹھانان کے سپرد کی اور جراتخارا و براتخارا و ہر اول مقرر کیے و ہر انفار عروج جانب ہست
 چپ بادشاہ اور براتخارا فوج جانب ہست راست بادشاہ سے عبادت ہو کر روز جنگ محافظت کے واسطے رہتی ہو اور ہر اول
 اپنی وہ فوج کہ سب سے آگے رہتی ہو اور پینتاون لخت لخت ترکی سے میں اور خود ہولت و اقبال شوسوار سے طرح ہو کر آگیا
 کی طرف روانہ ہوئے اور ایک قراول یعنی گول جلی کو مزیدہ قرب وصول سلطانی پہنچانے اور طلب لشکر کے واسطے
 گجرات بھیجا جب احمد آباد کے دو کوس اور پونچھے نفار چوہن نے نقارے اور دھول بجا ناشرع کیے حجر میں میرزا
 اور اختیار الملک بادشاہی الیغار سے خبر رکھتے تھے صدائے نقارہ ہائے بادشاہی سے سراپا بد پریشان ہو کر سہا
 جنگ کی ترتیب میں مشغول ہوئے پھر محمد حسین میرزا و تین ہزار سو ارا سے معاملہ کی تحقیق کے واسطے روانہ ہوئے احمد آباد کے
 سال پر آیا اور بھان خان نامے سے کہ بادشاہ کی طرف سے وہ بھی دریا کے کنارے پہنچا تھا پوچھا کہ کون لشکر کھڑا ہے آج
 کا کون سردار ہے بھان خان نے جواب دیا کہ افواج بادشاہی اور کوئٹہ شاہ ہنشاہی ہو محمد حسین میرزا نے کہا کہ آج دن چوہن
 ہو حجر میرزا کے آنحضرت کو اگر وہ میں دیکھ آئے ہیں اگر احیاناً افواج خاصہ بادشاہی ہو تو جو قبل کہ کاب سے بھی حیدر نہیں
 ہوتے تھے وہ قبل کیا ہوئے بھان خان نے کہا کہ آج تو ان دن ہو بادشاہ نے ہاتھ رکاب میں رکھا اس صورت میں نہیں ہو کر
 اس سرعت کے ساتھ قبل ہر پہی نہیں کر سکتے محمد حسین میرزا انھوں ہو کہ صفوف حرب کی آراستگی میں مشغول ہو اور اختیار الملک
 کو پانچ ہزار سو ارا سے دروازہ ہائے احمد آباد کی محافظت کے واسطے مقرر کیا اور خود باتفاق شیر خان نولادی مع سات ہزار
 سو ارا قراول اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی بادشاہ کے مقابل آیا اور بادشاہ دریا کے کنارے ایستادہ ہو کر تیرکھ صولی
 لشکر گجرات کے انتظار میں رہے جو کہ دروازے دشمنوں کے اختیار میں تھے انھیں باہر نکلنے کی فرصت نہ ملی بادشاہ ہر باہر
 عبور کر کے میدان میں رونق افرا ہوئے اور محمد حسین میرزا ڈیڑھ ہزار قراول فدا فی لیکہ کہ انہر کون میں انیسے لاکھ شجاعت اور
 دلاوری کے ظہور میں آئے تھے فوج ہر اول بادشاہی پر حملہ آور ہو اور شاہ میرزا پر انسا پر اور شیر خان اور گجراتیوں نے
 یہ انسا پر ناخست لاکر بازار جنگ کو گرم کیا بیعت دولشکر یکبارہ برخواستند و برابر صفائیں بسیار ہند و اس درمیان ہیں
 کہ فریقین ایک دوسرے سے الجھکر گیر دوا میں مشغول تھے بادشاہ شیر خیمناک کے مانند سوسوار ہو کر لیکر ایک طرف سے
 نمودار ہوئے اور محمد حسین میرزا پر حملہ کیا اور محمد حسین میرزا نام بادشاہ کا سنتے ہی بدحواس ہو کر بھاگا اور امرا سے ہر انسا
 اور براتخارا نے محمد حسین میرزا کو منہزم دیکھ کر انھوں نے بھی سلامتی فراہم کی اور محمد حسین میرزا کہ زخم زخمی ہو کر پڑ گیا تھا
 اور اس کا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے وقت بوند قوم پر ہو کر چاہا کہ اس پر کوداؤ سے گھوڑے کی سیٹا فنی اور اضطرار نے
 اپنا کام کیا یعنی محمد حسین میرزا خانہ زین سے جدا ہوا اور مردان شاہی نے ہو چکر اسے گرفتار کیا اور بادشاہ کے دربار لائے

اور شخص دعویٰ کی گرفتاری کا کرنے لگا بادشاہ نے محمد حسین میرزا سے پوچھا کہ کس نے تجھے گرفتار کیا جواب دیا کہ بادشاہ کے
 حکم کے سوا کسی نے مجھے گرفتار نہیں کیا اور الحق اُسے سچ کہا اس وقت بادشاہ ایک جمعیت قلیل سے کہ حد درجہ کے دوسو سے بھی
 کم تھے ایک پشتہ کے بیٹے کو جنگ گاہ کی حوالی میں تھا بھگت انتظار خان اعظم میرزا عزیز کو کہہ کر کہتے تھے کہ فوج بزرگ
 بنو اور ہوتی اور جو فوج ظفر امواج سے بہت دور تھے ایک اضطراب بادشاہی آدمیوں کے درمیان میں ظاہر ہوا ایک
 شخص اسکی تحقیق کے واسطے گیا اور خبر لایا کہ اختیار الملک گجراتی ہو کہ خبر شکست شکر جنگ کے ارادہ پر آتا ہو بادشاہ نے اُن
 دوسو آدمیوں کو حکم دیا کہ تیر باران کو کہے انھیں لپسا کرو اور بسبب و بہشت نقارچوں کے دست و پا بھول گئے تھے نفیس
 بادشاہ نے انھیں فرمایا کہ وہ نقارہ بجائے میں مصروف ہوے اور اختیار الملک نے بھی جہدم برساکہ بادشاہ بھی ان
 لوگوں کے درمیان میں ہو کر راہ فرار پائی اور قصبہ محمد حسین میرزا اور میرزا حسین میرزا علی قلیخان سیستانی
 الخطاب بخان زمان اور میرزا درخان سیستانی نے شہرت عظیم پائی کہ بادشاہ نے مثل آفتاب کے تسخیر ہو دشمن اسکا
 نام سنکر فوراً فرار کو قرار پر اختیار کرتے تھے اس سبب سے کوئی حضرت کے مقابل نہ آیا اور جس وقت بادشاہ
 اختیار الملک کے دفع میں متوجہ تھے راے سنگھ نے محمد حسین میرزا کو بادشاہ کے حکم قتل کیا اور اختیار الملک بھی
 بھاگتے وقت رقوم زار میں پہنچا اور گھوڑا کو دالے وقت زمین پر گرا اور ایک مردم بادشاہی کے ہاتھ سے قتل
 ہوا اس وقت خان اعظم میرزا عزیز کو کہہ کر کہ جانب رجوع کر کے آجیر کے راستہ سے ہاتھ چال تمام دار الخلافہ کی طرف متوجہ
 ہوے اور جب قریب پہنچے مع جمیع مردم کہ ہمراہ تھے بر بھی ماتھ میں لیکر مدہ اگر وہین داخل ہوے اور نہ مذکور وہین
 داؤد بن سلیمان افغان کرانی کہ بنگالہ کو نصرت میں رکھتا تھا اطاعت سے منحوت ہوا اور ہم خان الخطاب بخان خانان فرماں کے
 موافق اس کے مقابل گیا اور چند محزون کے بعد ان کے درمیان میں صلح واقع ہوئی بادشاہ نے صلح قبول نہ فرمائی راجہ لٹوڑ مل کو
 صاحب ہتھام بنگالہ کے منعم خان کے پاس بھیجا کہ داؤد بن سلیمان افغان کرانی کو سٹال یا خراج گزار کر کہین داؤد بن سلیمان
 جو لودی نام افغان کو غنیم خانکی بہم پہنچا یا تھا ناچار گردن حلقہ باج و خراج میں در لایا اور لودی نام افغان کو حسن سلوک
 اور تدبیر سے دستیاب کر کے قتل کیا اور قوت بکڑ کے عہد کوڑا اور کب سون کے کنارے ان کو اس مقام میں کہ آب
 سون اور گنگ آپس میں ملتی ہو روے آب پرنم خان خانانان سے جنگ کی اور چند شتی تاخت کر کے منہزم ہوا
 اور جاے و در دست میں گیا اور منعم خان خانانان نے آب سون سے عبور کر کے پٹنہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور عرش
 آشیانی نے جب دیکھا کہ میرے بغیر قوجہ وہ قلعہ فتح نہ ہو گا خود مع جمیع شاہزادگان اور امرا تہرا کشنوں پر سوار ہو کر
 اور کوششیں رنگ بزرگ کشنوں پر ڈال کر عین باران میں اس طرف متوجہ ہوے چنانچہ قلعہ خیار کے مقابل بعض
 کشقیان گوداب ماہل میں پہنچ کر خیر و سلامتی سے پائے میں اور پھر خطہ نابھ میں نزل فرمایا اور جو افواج کہ خشکی
 کے راستہ سے روانہ ہوئی تھی وہ بھی آن پہنچی اور شاہزادہ علی تبار اور حرم کوچ جو پہنچ کر خود پٹنہ کی طرف عازم ہوے
 اور اس وقت کہ بیخاں کہ قلعہ بھکر کے تسخیر کو گیا تھا اُسے فتح نہ بھکر کا درگاہ میں سال کیا بادشاہ اُسے قاتل کیا بھکر دریا کی
 راہ سے جب الی پٹنہ میں پہنچے معلوم ہوا کہ عیسیٰ خان نیازی جو افغانوں کے سرداران معتر سے تھا قلعہ سے سنگھ منعم خان
 الخطاب بخان خانان کے جنگ میں مار گیا اور جو لوگ قلعہ میں ہیں بھاگنے کی فکر میں ہیں بادشاہ نے خان اعظم کو تین ہزار سوار

قلعہ حاجی پور کی فتح کے واسطے مقرر کیا اور اس نے وہاں پہونچ کر قلعہ کو فتح خان کے قبضہ سے ہرکوردہ کیا اور داؤد بن سلیمان
 افغان اس خبر سے ہراسان اور محزون ہوا لیچون کو درگاہ میں بھیجا کہ طلب عفو جرائم کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد حصول نقد
 ملازمت تیری تقصیر میں معاف ہو سکتی ہیں اور اگر تو مجھ ضرر نہ پاوے جو اس کے چارے پاس تجھ ایسے ہزار لوگوں میں تنہا تیرا
 مقابلہ کرتا ہوں جو ظفر باب ہر اسکا قلعہ ہرورے داؤد سلیمان اس جواب سے زیادہ سراپیمہ ہو شب کو گڑھی کے
 دروازہ سے کشتی میں بیٹھ کر بنگالہ کی سمت بھاگا عرش آشیانی نے صبح ہاتھی چھین لانے کے واسطے چھپس کوس راہ طرکی اور
 چار سو فیل لیکر معاودت کی اور پٹنہ کا ضبط اور جمات کا اہتمام منعم خان خاننا مان کی طرف رجوع کیا پھر سرور اور
 مخلوط ہو کر دار السلطنت آگرہ میں مراجعت فرمائی خان اعظم میرزا عزیز کو کہ گجرات سے اور خان جہان لاہور سے
 مبارکبادی کے واسطے آئے اور تہنیت کے بعد اپنے محال میں بارگشت کی اسوقت بادشاہ نے خواجہ مظفر علی
 ترمذی کو جو لوران بیرم خان ترکمان سے تھا مظفر خانی خطاب دیکر قلعہ رہتاس اور بنگالہ کے فتح کے واسطے بہا دین
 نافر کیا اور خود اجمیر میں تشریف لے گئے اور دولاکھ کے قریب نقد جنس خادمان جنیلہ خواجہ معین الدین خشتی قدس
 سرہ اور سیچس خنگ سوار اور تحقیق کو پہونچا کر آگرہ میں آئے اور خواجہ مظفر علی الخطاب مظفر خان جو عازم بنگالہ
 ہوا تھا جب قلعہ گڑھی میں کہ بنگالہ کا دروازہ پہونچا داؤد بن سلیمان تاب اس کے عداوت کی نہ لایا اور ڈیسکی
 طرف بھاگا اور راجہ ٹوڈرمل اور بھی دیکر امرا اوڈیسیہ کی طرف روانہ ہوئے جہنید لیر داؤد بن سلیمان نے دوسرے افسرین
 شکست دی آخر خواجہ مظفر علی الخطاب مظفر خان اوڈیسیہ میں آیا اور داؤد بن سلیمان سے جنگ کی بنیاد ڈالی اور
 گو جز نام افغان کہ شجاعت میں ضرب المثل تھا اور داؤد بن سلیمان کی ہراولی اس کے متعلق تھی خواجہ مظفر علی کی ہراولی یہ
 کہ خانہ لہم تھا حملہ کیا اور ہراولی کی فوج کو درہم بہم کر کے خانہ لہم کو مقبول کیا اور ایک جماعت کو قول اور ہراولی
 کے درمیان قائم تھی رہ بھی اس کے صدر سے متفرق اور پریشان ہو کر قول میں پناہ لائی اور قول کی بھی باعث تفرقہ
 ہوئی اور خواجہ مظفر علی الخطاب مظفر خان کہ قحوطے آدمیوں سے ہاتھ اگو کر کے مقابل ہوا بحسب اتفاق گوجر نے
 اس کے مقابل ہو کر اسے بھی مجروح کیا خواجہ مظفر علی جنگ کرتا ہوا موکو سے باہر الیتادہ ہوا اور جب ہرمان متفرق ہوئے
 پاس فراہم تھے بھڑوہ گوجر کی طرف متوجہ ہوا اور حسین حرب میں ایک تیر گوجر کے ایسا کاری لگا کہ جا نہ رہا اور داؤد بن
 سلیمان بیدل ہو کر بھاگا اور غنیم کے ہاتھی سب گرفتار ہوئے پھر راجہ ٹوڈرمل اور اسے بادشاہی نے تعاقب کیا اور
 بن سلیمان جب دریا سے چین کے اطراف میں پہونچا اور راہ گریز مسدود ہوئی ناچار اپنے اہل عیال کو قلعہ میں چھوڑ کر
 اوچھن گردن میں ڈاکٹر لقصہ جنگ پلٹ آیا راجہ ٹوڈرمل نے حقیقت احوال خواجہ مظفر علی الخطاب مظفر خان سے ظاہر کی
 اور وہ باوجود جرات اور زخموں کے خود وہاں گیا جب داؤد بن سلیمان ملاقات کے واسطے آیا چکا اور خواجہ مظفر علی صبح اور جواہر
 قہتمی اسکو دیا اور داؤد لیر گنگا اور بناس کے سپرد کر کے پلٹ گیا اور سنوات سابق یعنی عہد محمد مختار علی سے شیر شاہ کے زمانہ
 تک بلو کو شہا بان بنگالہ کا پاسے تخت تھا لیکن پرلوسی و میون کو وہاں کی ناسازی آب و ہوا کے سبب فغانوں نے
 خواں پورٹانڈہ کو احداث کر کے نشین گاہ حکام کیا تھا خواجہ مظفر علی الخطاب مظفر خان کو رکی تعمیر کی نکل میں پڑا اور وہاں جا کر اس شکر
 از سر نو تعمیر کر کے اپنا نشین کیا چنانچہ اسی عرصہ میں آب و ہوا کے اختلاف سے بیمار ہوا اور جب کی انیسویں تاریخ سنہ ۹۵۵ھ
 نومبر اسی ہجری میں نقد حیات مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور بادشاہ نے حسین قلخان ترکمان کو خطاب عاجز مالی دیکر

ہنگامہ کی حکومت پر یمن کیا اور اس عرصہ میں سلیمان میرزا و الی بر خشان اپنے پوتے شایرخ میرزا کی مخالفت سے جلاوطن ہو کر درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور بلدیہ فتحپور سکیمی میں بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چند روز کے بعد حج کی رخصت لیکر مکہ منکر کی طرف روانہ ہوا اور خانہ خدا کی زیارت سے شرف ہو کر اسی استہ سے بر خشان گیا اور دوبارہ انکی حکومت اور امارت پر فائز ہو کر اپنے منزل مقصود کو پہنچا اور انھیں دین میں اور باغض نے عرض اقدس میں پہنچایا کہ خان ظلم میرزا میرزا کو مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے جو زبان طلب اسکے نام صادر ہوا اور وہ کہ اس نیت سے بری عفتا بے توقف درگاہ میں آیا اور چند روز قیام خانہ کی محنت اور جو سب کچھ پہنچی اور شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کی حکومت پر فائز ہوا اور اس سال بادشاہ نے اجمیر کی طرف جا کر زیارت کی اور حافظہ حقیقی کی صناعت سے بغیر وسادات معاودت کی اور اجمیر حسین قلیخان ترکمان مخاطب بنجا بھمان مطلب کو نہ پہنچا تھا کہ داؤد بن سلیمان افغان باتفاق افغانان بہار و ہنگامہ خواہیں پورٹا نڈہ کا عازم ہوا اور امر لطافت توقف کی نہ لائے سب کے سب خواہیں پورٹا نڈہ سے باہر آ گئے اور داؤد بن سلیمان افغان خواہیں پورٹا نڈہ اور اس حدود پر متصرف ہوا اور قریب پچاس ہزار افغان کے اسکے پاس آئے اور دوے حسین قلیخان ترکمان مخاطب بنجا بھمان جمیع امراء بادشاہی کو ایکجا کر کے کرطھی کا عازم ہوا اور حلالہ میں اس کو مفتوح کیا اور قریب چار ہزار افغان کے اس مرکز میں قتل کر کے اس موضع کی طرف کہ سکس داؤد بن سلیمان افغان کا تھا متوجہ ہوا اور خواجہ مظفر علی مخاطب بمظفر خان مع لشکر بہار و نہایت حاجی پور و غیرہ ساتھ اسکے ملحق ہوئے اور پختیہ کے دن پندرہویں ربیع الثانی سنہ مذکورہ میں بارسنگی سپاہ قیام کیا اور داؤد بن سلیمان نے بھی پچاس ہزار افغانوں کے ساتھ کہ اطراف و جوارب سے جنگی کمک کو آئے تھے صفوت حرب آراستہ کر کے متقابل کیا اول کالہ رہا کہ امر سے داؤد بن سلیمان سے تھا جہاں حسین قلیخان ترکمان مخاطب بنجا بھمان پر تاخت لایا اور اسکے لشکر کو متفرق اور پریشان کیا اور خواجہ مظفر علی مخاطب بمظفر خان داؤد بن سلیمان کے ہر انکار یعنی صف ہیمنہ پر حملہ آور ہوا اور جنگی جمعیت کو پسا کیا اس درمیان میں خانبھان نے داؤد بن سلیمان کے قلب پر حملہ کیا اور طرفین سے جنگ صعب و قویہ مع میں آئی اور غلبہ پیشا رفتیقین سے منتقل ہوئی میدان میں کشتوں کے پختے ظاہر آئے پھر نسیم فتح لشکر بادشاہی کے پرچم پر چلی داؤد بن سلیمان کا پاسے فرار جنگ سے ہنگامہ راہ فرار پانی بہار و دن نے ہسکا بچھا کر کے دستگیر کیا احمد خانبھان کے پاس زندہ حاضر لائے اور اس کے فرمانے سے ہسکا قتل کیا اور جنید بن داؤد بن سلیمان مجروح ہو کر موکر سے ہسکا گیا تھامین دن کے بعد مر گیا اور خانبھان وہ سب مالک ہنگامہ کہ افغانوں کے تصرف میں تھے اپنے قبضہ میں لائے اور تمام باغی افغانوں کے جو دستیاب ہوئے تھے مع دیگر غنائم بادشاہ کی خدمت میں بھیجے اور مظفر خان پٹنہ میں جا کر لشکر و نسو چوہاڑی سبزی میں قلعہ رہتا اس کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور محمد معصوم خان کو اٹلے راہ سے حسین خان افغان کے تدارک کو کہ جس لوح میں تھا بھیجا محمد معصوم خان حسین خان افغان کو منہزم اور پریشان کر کے برگنہ میں جاگیر اسکی بخشی فروکش ہوا اور کالہ ہارٹے سے سات سو یا آٹھ سو سوار کے جو نواحی رہتا اس میں تھے معصوم خان کے سر پرانکر محاصرہ کیا اور محمد معصوم خان موقع پاکر عقب دیوار قلعہ کو شکاف کر کے باہر آیا اور کالہ ہارٹے کا سامنا کر کے جنگ میں مشغول ہوا اور قلیل ایام نام جو کالہ ہارٹے کا قتل جنگی تھا اور طوم سے محمد معصوم خان کے گھوڑے کو زیر کر کے پیادہ کیا اس درمیان میں جوانان تیلو غار نے تیر کی ضرب سے قلیخان کو ہلاک کیا اور اس قتل نے قلیخان اور میرست نے بحسب اتفاق

اپنی ہی فوج پر حملہ کر کے بہت سے افغان سوار اور پیادہ کو ہال کیا اس سبب شکست چٹھانوں پر پڑی اور کالہ پلٹا مارا گیا اور فیصل ایاز بھی گرفتار ہوا مظفر خان قلعہ رہتاس میں گیا اور اس سال شہباز خان کینولے قلعہ سوانہ کو کراچی چھوڑ دینے کے بعد سے تعلق رکھتا تھا چھین لیا پھر وہ راجہ گنجوئی کو دفع کرنے کے واسطے کہ جو جنگ اور بہار کے سر راہ پر واقع ہو مامور ہوا اور راجہ کو ایک جنگل صعب میں نہایت کر کے قلعہ شیر گڑھ کو جو راجہ گنجوئی کے بیٹے کے قبضہ میں تھا منقوح کیا اور جب فتح قلعہ رہتاس کا کام اسکے سپرد ہوا وہاں جا کر محاصرہ کیا اور مظفر خان نے اس نواح کے چٹھانوں کے دفع کے واسطے توجہ کی اس صورت میں جو چٹھان قلعہ میں متحصن تھے طول مدت محاصرہ سے عاجز آئے اور ان طلب کر کے قلعہ کو سپرد کیا اور شہباز خان کینولے اس قلعہ کو اپنے بھائیوں کے سپرد کر کے درگاہ میں گیا اور اس بادشاہ نے اجیر کی طرف جا کر شہباز خان کینولے کو قلعہ کل میر کے تسخیر کے واسطے کہ تصرف میں رانا کے عھد نامے کیا اور اسے جا کر قلعہ مذکور کو تسلیم کرنے میں وجہ سے فتح کر لیا اور بادشاہ اجیر سے کوہستان بالنسوالہ اور سندھ میں داخل ہوئے اور شکار کرتے ہوئے دکن کی سرحد تک گئے چونکہ مرضی نظام شاہ بحری والی احمد نگر دیوانہ ہو کر پردہ نشین ہوا تھا اس کی ولایت کی تسخیر کا داعیہ کیا لیکن بعضے امور کے مانع ہونے سے فتح پور سیکری کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۰۵۹ھ نو سو پچاسی ہجری میں پھر عرض آشیانی نے اجیر کی طرف توجہ فرمائی اور عادت کے موافق ایک کوس کی مسافت سے پیادہ ہو کر خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ منورہ میں داخل ہوئے اور زیارت کی اور اس مقام میں مظفر خان ملازمت کے واسطے حاضر ہوا اور منصب وزارت پر استقلال تسلیم فرمایا اور بادشاہ نے وہاں سے رہائی کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور ان دنوں میں ستارہ و مار مغرب کی طرف ظاہر ہوا اور بادشاہ جب جو دھن میں پہنچے زیارت شریعہ شکر گنج قدس سرہ کی کر کے کابل کی روانگی کی عزیمت رکھتے تھے لیکن جو وقت مقتضی نہ تھا نسخ عزیمت کر کے سایہ وصول فتح پور سیکری پر ڈالا اور اس سال مسجد جامع فتح پور سیکری کے ۱۰۶۰ھ نو سو اسی ہجری میں شروع کی تھی تیار ہوئی اور ۱۰۶۱ھ ہجری میں والی خاندیس نے مظفر حسین میرزا ولد ابوالہجیم حسین میرزا کو کہ اسکے پاس آیا تھا فرمان والا شان کے در حق مقید کر کے منع اس کی والدہ کے درگاہ میں بھیجا اور بادشاہ نے مقام غایت میں ہو کر اپنی بیٹی شاہزادہ خاتم کو اسکے عقد میں دیا اور اس سال حسین قلیخان ترکمان النجی طلب بجا بھان کہ امرا سے پنجرہ ری سے تھا بنگالہ میں تھنا سے الٹی سے فوت ہوا اور ۱۰۶۱ھ نو سو ستاسی ہجری میں فتح پور سیکری کے فراش خانہ خاص میں آگ لگی خیمہ اور سردار پر وہ محفل اور زلفیت وغیرہ اور قالینا سے زلفیت اور بھی فاش اس قدر کہ حساب میں نہ سوائے ہلا اور سنہ مذکورہ میں عرض آشیانی اجیر کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں سے فتح پور سیکری کی طرف معاودت کی اور تکر فورت حسین قلیخان ترکمان جب افغانوں نے بنگالہ اور بہار میں قوت پڑی در پی فتنہ اور فساد ہوئے عرض آشیانی نے خان عظیم میرزا عزمین کو کہ کوس امرائے عمدہ اس طرف روانہ فرمایا اور محمد حکیم میرزا فرصت پاکو لشکر خان مقیم پنجاب کے ہیکانے سے لاہور کی تسخیر کا عزم ہوا پہلے شادمان کو کہ اپنے کوس مع ہزار سوار بطور ہراولی پیشیز بھیجا اور کہ نور مال سنگھ راجپوت نے جو امرا سے پنجاب سے تھا جس دم کہ شادمان کو کہ لے نیلاب سے عبور کیا اسکے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور وقوع حرب کے بعد اس کو منہزم کیا اور اکثر لوگ اسکے مقتول ہوئے اور کچھ پانی میں ڈوب گئے اور جس وقت کہ محمد حکیم میرزا نواحی رہتاس واقع پنجاب میں پہنچا کنور مال سنگھ نے آپ کو سیر یوسف خان مشہدی لے پاس جو اس قلعہ والی تھا پہنچایا اور چند روز کے بعد لاہور میں آیا اور حبیب یوسف خان

مشہدی نے اعلام مدافعہ پر پاکیزے اور ساتھ حکیم محمد میرزا کے متفق نہ ہوا اس واسطے میرزا نے عنان یکران عزیمت لاہور کی طرف موقوف رکھی اور محرم کی گیارہویں تاریخ سنہ ۹۹۰ھ نو سو نوے ہی ہجری میں لاہور کو محاصرہ کیا اور عیسیٰ خان اور راجہ بھگوان داس اور کنورالسنکھ قلعہ میں محصور ہوئے عرش آشیانی باوجود غلغلہ بنگالہ و بہار کے کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور محمد حکیم میرزا افغانوں کے عصیان کے سبب سے آنحضرت کی پنجاب کی تشریف آوری کا گمان نہ رکھتا تھا ہجرت سننے اس خبر کے برق و باد سے بھی پیشدستی کر کے کابل میں گیا اور بادشاہ جسوقت سرہند کے حوالی میں پہنچے اور یہ معلوم ہوا کہ شاہ منصور شیرازی ساتھ حکیم محمد میرزا کے ابواب مراسلات مفتوح رکھتا تھا اس واسطے اسکو دار پر کھینچا اور جب کوا زرنگار کابل کی طرف متوجہ ہو کر کوہ رحمتاس میں پہنچے یوسف خان مشہدی نے شرف بساط بوس سے سرفرازی پائی اور پانی کی طغیان کے سبب سے جہل کا باندھنا دشوار تھا بادشاہ نے مع شاہزادہ ہارے والا تبار نیلاب سے عبور کیا اس سبب سے محمد حکیم میرزا کے گماشتے کو پشاور اور اس حد و پون تھے بھاگ گئے اور جب موکب منصور جلال آباد میں پہنچا شاہزادہ عالمیان نے سلطان سلیم کو وہاں حوٹل دار شاہزادہ مراد کو مقدمہ کر کے بامستی کابل روانہ ہوا جس دم شاہزادہ شترگون میں جو کابل سے پندرہ کوس ادا ہو رہا تھا فریدن خان مع سات سو جوان بہادر مقرر ہوئے محمد حکیم میرزا کے شاہزادہ کی آمد و پرتلاخت لایا اور غنیمت پیشمار لے گیا اور محمد حکیم میرزا اچھوڑ کر دوسری تاریخ سنہ ۹۹۰ھ کو بدین افواج آراستہ کر کے شہزادہ کے مقابل صف آرا ہوا اور کنورالسنکھ اور نورنگ خان آنگہ فیلیون کو پیش کر کے میرزا کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور زبور کین کنیلون پھینک دیا گیا اور کین کین فیلیون کو کوا لا ایک آدمی کے چومیرزا کے قریب ایستادہ تھا اس کے سینہ میں لگ کر پشت سے ہماہر ہو کر اور تین آدمیوں کا کام تمام کیا اور میرزا اب حال معائنہ کر کے موکب سے روگردان ہوا اور قلعہ قتب کے وقت اس کے بہت مرحوم نامی مقتول ہوئے اور بادشاہ نے منزل مہر خاب میں فتح کی خبر سماعت فرمائی اور ساتویں ماہ مذکور کو کابل میں تشریف لائے اور جو محمد حکیم میرزا غور بند کی طرف مقرر ہوئے تھا بادشاہ نے اسی کو نہ ستایا اور اس سبب سے کہ محمد حکیم میرزا ایچی بھیجا عذر خواہ ہوا بادشاہ نے گناہ اس کے معاف فرمائے اور اہل کابل کو مورخہ انعام اور صدراعسان کیا اور اس خطبے کی چودھویں تاریخ کو مراجعت کی اور جب نیلاب سے بخیر وسعادت عبور کیا اس حد و کے تنظیم کے واسطے ایک قلعہ فتح اور سنگ سے بنانے کا حکم دیا اور اس کا نام انکٹ تھا اس وقت مذہب کفار میں انکٹ سے عبور منع ہو اور انکٹ بھی نعمت ہندی میں یعنی منع ہو اور عرش آشیانی ماہ رمضان المبارک کی انیسویں تاریخ کو لاہور میں رونق افزا ہوئے اور وہاں کی حکومت راجہ بھگوان داس کو غنیمت فرمائی اور چند روز کے بعد فتح پور سکیم کی طرف سوار ہوئے کیونکہ فتح پور سکیم میں ان دنوں میں مستقر سریر بادشاہی ہوا تھا وہاں تیز دل اچال باور حلو ل اقبال فرمایا اور شہباز خان کنبو کو کسی امر کے واسطے مقید کیا تھا ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۹۰ھ نو سو نوے ہجری میں قیدی سے رہا کر کے لشکر بنگالہ کی کمک کے واسطے بھیجا اور اس عرصہ میں عرش آشیانی کو بیماری چپ و ہمال کی لاش ہوئی چونکہ آنحضرت بھی بطریق ہالیون بادشاہ انیسویں کے استعمال کی عادت رکھتے تھے عیان حضرت مضطرب و متفکر ہوئے لیکن شافی مطلق کے فضل سے شفای عاجل حاصل ہوئی اور نہ خطیر قصور فرمایا اور ماہ محرم سنہ ۹۹۰ھ نو سو کا نوے ہجری میں خان اعظم عزیز میرزا کو کچھ بنگالہ میں نامزد تھا درگاہ میں آیا اور بھٹے مطالب ضروریہ عرض کر کے پھر وہاں گیا اور شہر شوال سنہ مذکور میں عرش آشیانی جو سے براگ بیکہ ماہ میں لنگا اور جینا کے ہو تشریف لائے اور نئے قلعہ اور احداث شہر آباد کا کساتھ اس کے شہر پر حکم فرمایا اور جیسا کہ مذکور ہو سلطان

گجراتی جب اظہارِ اخلاص کر کے سب گجراتیوں سے پیشتر ملازمت کے واسطے حاضر ہوا جاگیر خوب سے نوادش بائی اور مدتِ مرید
 خدمت میں موبود رہا اور آخر کو گجرات کی طرف بھاگا اور اس وقت کہ بادشاہ اگلا بس میں تشریف رکھتے تھے باتفاق فیضان
 گجراتی خرمج کے مسدود آشوب ہوا اور بادشاہ نے اعتماد خان گجراتی کو کہ محلِ اعتماد ہوا تھا حکومتِ گجرات کے واسطے
 بھیجا شہاب الدین احمد خان منشا پوری کو کہ حاکم احمد آباد تھا حضور میں طلب کیا اور بعد ہونے اعتماد خان کے
 شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے برآمد ہوا چند روز سامان کے واسطے پٹن میں توقف کیا اور سپاہی سے کہ اکثر عیال
 و اطفال ہمراہ رکھتے تھے صحبتِ سفر کی تاب نہ لا کر مظفر شاہ گجراتی کے پاس گئے مظفر شاہ گجراتی جمعیتِ عظیم بہیم پور بچا کر
 احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اعتماد خان شہر کو اپنے آدمیوں کے سپرد کر پٹن میں شہاب الدین احمد خان کے پاس مظفر خان
 گجراتی زور لاکر احمد آباد پر متصرف ہوا اور اعتماد خان بمقابلہ تمام شہاب الدین احمد خان کو ہمراہ لیکر احمد آباد کی سمت متوجہ ہوا
 مظفر خان گجراتی شہر سے برآمد ہو کر جنگ میں مصروف ہوا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان کو شکست دے کر
 مسدود کیا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان منہزم ہو کر پٹن کی طرف راہی ہوئے اور نصیحتِ کثیر کیفیتِ احوال
 مرسل دیکھا کہ پراثر آشنائی نے میرزا عبدالرحیم و لدریم خان ترکمان کو کہ میرزا خان شہر و محتاج امراء جاگیر راہبر کے
 اس فساد کے دفع کے واسطے تعین کیا لیکن ابھی میرزا عبدالرحیم و بان نہ پہنچے تھے کہ مظفر شاہ گجراتی قطب الدین خان کو
 جاگیر راہبر کو قتلہ بروہہ میں محاصرہ کر کے غالب آیا اور قطب الدین خان کو قتل کر کے چودہ لاکھ روپیہ بادشاہی کو قتلہ بروہہ میں
 جمع محتاج اموال قطب الدین خان کو دس کروڑ سے تجاوز تھا متصرف ہوا اور احمد آباد میں آکر جمع لاکھ خیل و شتم میں کوش
 کی میرزا عبدالرحیم المشہور پیرزا خان جب پٹن گجرات میں پہنچا شہاب الدین احمد خان اور بھی دیگر امراء متفرق کوچن کر کے
 مع اکٹھ ہزار سوار بمیت درم ہر ایک شہاب جتہ گسل پہنچ ہر ایک درفش بخارہ گذار د لیکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
 جب موضع سرکچ میں کہ تین کوش شہر سے ہو پہنچا مظفر شاہ گجراتی نے محرم کی پندرہویں تاریخ ۹۹۱ھ نو سو بانو سے ہجری
 میں باتفاق زمینداران و گجراتیان مع تیس ہزار سوار قتل اور راجپوت کے مقابل آنکر صفوف جنگ گراستہ کیں اور سواران
 طرہیں اور بہادران جانتین صرصر تند کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور عنانِ سبک در رکاب سب گران کر کے
 تیر و نیزہ و تبر اور تیغ و شمشیر و خنجر سے داور مردی و مردانگی دی نظم و لشکر تیغ و پیکان تیز کردند ہلاک کیا کرانیکر کو بند
 در دودہ داس تیغ از سر نشانی بہ زہر سوگت زار زندگانی بہ اجل تا بر سر شخص رسیدہ نہ شخص اونشانی ہم ندیدہ نہ کسی
 گروہ اور میں کہ طرفین سے ایک جماعت کثیر مقتول ہوئی تھی جس سے فتح نے سایہ میرزا عبدالرحیم عرف میرزا خان کے سر پر
 ڈالا اور مظفر شاہ گجراتی مقبور رہا اور بھاگ کر احمد آباد میں دم لیا اور جو کہ میرزا عبدالرحیم کے نائب میں شہر میں تھا
 ہو مظفر شاہ گجراتی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور جب قلیچ خان ہمراہ امراء ملوہ پہنچے سے پہنچا میرزا عبدالرحیم
 باتفاق گئے مظفر شاہ گجراتی کے تعاقب میں کھنیاہت کی طرف روانہ ہوا اور اُس نے بھاگ کر کوہستان تا و دست
 میں پناہ لی اور جنگ پر مستعد ہوا اور جب گولہ عبدالرحیم کی توپ کا مظفر شاہ گجراتی کے قول پر پہنچا اور جب شخص
 صانع ہوئے پاسے شہادت متزلزل کر کے جو ناگو طھ میں حاکم کے پاس پناہ لے گیا اور میرزا عبدالرحیم نے قلیچ خان کو قتلہ
 بروہہ کے محاصرہ کو بھیجا اور خود احمد آباد میں آیا اور نصیر خان مظفر شاہ کا سالاکہ قتلہ بروہہ کا حاکم فحساسات یعنی قتلہ میں قتلہ
 بند ہو کر آخر کو کن کی طرف بھاگا اور قلعہ قلیچ خان کے تصرف میں آیا اور مظفر شاہ دوبارہ جلالہ راہ میں خان حاکم جو ناگو طھ کی

راجہ بھگوان دس کو بقصد اخراج افغانان روشنائی کظالت کفر و نفقہ میں شہرت رکھتے تھے بھجوا اور کشتہ میں ایک
 شخص ہندوستانی نے کہ اپنا نام پیر روشنائی مشہور کیا تھا افغانان کے درمیان جا کر انھیں مرید کیا اور حبیب وہ نیت ہوا
 اس کا بیٹا جلالہ کہ چودہ برس کا تھا بادشاہ کی ملازمت میں آیا اور چند عرصہ میں بھاگ کر افغانان کے درمیان میں گیا اور
 اہل خانہ کثیر کو ساتھ اپنے متفق کر کے ہندوستان اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا اور جب بادشاہ پر افغانان ہوا شہر بکھر
 کی جمعیت کی حقیقت منکشف ہوئی سعید خان کھنکھ اور شیخ فیضی شاعر اور ملا شیر می شاہ اور صالح عاقل کو زین خان کو کہ
 کی رو کے واسطے روانہ کیا اور ان کے پیچھے حکیم ابو الفتح گیلانی کو مع امرے مشہور زین خان کی کمک کے لیے مقرر فرمایا ان لوگوں
 نے باوجود ایسے لشکر کے افغانان سے شکست فاش کھائی خواجہ عزت بخشی اور راجہ بیزل اور ملا شیر می اور ایک جماعت
 اور مردم سبتر اور معتز نے مع آٹھ ہزار سوار کے شہر پر فوج کیا اور زین خان کو کہ حکیم ابو الفتح گیلانی سے ہزار محنت و
 مشقت آپ کو قلعہ ایک رہتاس میں ۹۹۵ نوے پچانوے ہجری میں ملازمت فائز کیا اور کنور مانسنگھ لدراہ
 بھگوان دس کہ افغانان روشنائی کے تدارک کو گیا تھا کتل خیر میں اسے ہم مصاف ہوا اور ایک جماعت کثیر کے
 خون سے زمین کو لگین کیا اور بادشاہ ایک رہتاس سے لاہور میں تشریف لائے کنور مانسنگھ لدراہ بھگوان دس کو کابل
 کی حکومت اور افغانان خیر کی تادیب کو تعین فرمایا اور اس سال خیر کے سگھ کو کہ امرے معتز سے تھا شاہزادہ محمد سلیم
 کے عقد میں لایا اور شاہرے میرزا اور راجہ بھگوان دس کہ کشمیر کی طرف گئے تھے برف و باران اور خطا غلہ سے عاجز
 آئے ان کے کشمیر یوں سے صلح کی اور زعفران دار اور دار القرب کشمیر کو خالصہ شاہی کر کے بازگشت کی بادشاہ نے وہ صلح قبول
 فرمائی اور محمد قاسم خان امیر مکرکالی کو مع جماعت امراد و بارہ کشمیر کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا اور اس نتیجے سے جوہرستان سلطین
 کشمیر میں مرقوم ہوئی ہو سب اہل کشمیر سپین لڑنے لگے لشکر بادشاہی بفرار خاطر کشمیر میں داخل ہو کر شہر منہ ہوا اور اس سال سلیمان
 میرزا جہد شاہرے میرزا بھی کابل سے لاہور میں آئے بادشاہ کی ملازمت میں شرف ہوئے اور عرش آشیانی نے سعید احمد خان
 اور نیک بادشاہ دوران کے ایچی کو قتل اسکے ایک رہتاس میں ملازمت میں آیا تھا چارہ حکیم ہام یاد اور علامہ زمان جھنڈا لدراہ
 حکیم ابو الفتح گیلانی اور میر صدر جہان کے لہ سید سادات حسینی قنوج سے محتاج تحف و ہدیہ کہ قریب ایک لاکھ پچاس ہزار
 روپیہ کے ہوا تھا رخصت انصاف فرمائی اور ۹۹۶ نوے چھانوے ہجری میں جب جلالہ نے غلبہ پایا اور سید جہان بخاری کو
 قتل کیا اور کنور مانسنگھ کو نگلش کی طرف مقرر کیا بادشاہ نے عبداللطیف خان اور محمد علی بیگ و حمزہ بیگ ترکمان کو اسکے
 تدارک کے واسطے تعین کیا انھوں نے جلالہ کو زیر کیا اور بہت لوگ اس گروہ میں سے قتل کیے اور اس سال لادت سلطان
 خسرو ولد شاہزادہ عالمیان محمد سلیم کی و خیر راجہ بھگوان دس سے و توع میں آئی عرش آشیانی طلوع الہین کو کلب نیر سے
 نہایت خوشحال اور محفوظ ہوئے سادات حسن کی آرائش میں نہایت درجہ کوشش فرمائی اور محمد صادق خان نے ان دنوں میں
 حسب فرمان قضا جریان سہوان سندھ کو محاصرہ کیا اور جانی بیگ حاکم مٹھ کے علیزہ کو الچی با تحف و ہدیہ یاد رکھا میں
 بھجوا ظہار اطاعت اور انقباد کیا اور محمد صادق خان حسب حکم ترک محاصرہ کر کے بھکر کی سمت روانہ ہوا اور امداد شہر
 ربیع الثانی سنہ مذکور میں زمین خان کو کہ حکومت کابل پر امور ہوا اور کنور مانسنگھ لدراہ بھگوان دس لاہور میں آیا اور آخر
 ماہ ربیع الثانی میں میرزا عبدالرحیم المصطفیٰ بخا نا ناں ولد بیرم خان ترکمان اور علامہ الزمان جھنڈا لدراہ
 فتح اندر شیرازی حکم والا کے بموجب لاہور میں آنکر سادات بساطوں سے شرف ہوئے و اسی طرح محمد صادق خان نے

بھکرے آنکر سعادت خدمت بابرکت حاصل کی عرش آشیانی نے کنور مانسنگہ لدراجہ بھگوانداس کو امارت اور بکست
 ہیارو حاجی پورا اور پٹنہ عنایت فرما کر اُس طرف روانہ کیا اور کشمیر کی حکومت سید یوسف خان شہری کو دیا اور فرمائی
 اور محمد قاسم خان امیر بکر کابلی کو کشمیر کے زمینداروں سے عاجز ہوا تھا حضور میں طلب کیا اور محمد صادق خان افغانستان
 یوسف زئی کے دفع کے واسطے سو مسد و بچور میں بھیجا اور اسماعیل علیخان کو کہ اُس طرف تھا طلب کر کے گجرات میں روانہ
 کیا اور قلیج خان کو بچور میرزا عبدالرحیم المصطفیٰ بھٹا خانان کی حکومت گجرات پائی تھی درگاہ میں حاضر ہوا اور شہر
 نورستان لے بھری ماہ جادی الثانی میں عرش آشیانی نے کشمیر کی حدیث زبانی جیسے میں کو داسے کو پستان کشمیر شروع
 میں سپہ نچے اہل حرم کو مع شانہ و آؤ مراد اور اردو وہاں چھوڑ کر سری نگر میں کہ بائے تخت کشمیر بکر تشریف لینگے اور وہاں
 علامہ زمان حضرت الدردشاہ فتح اللہ شیرازی جو گجرات سے پلٹ کر حضرت فیض موبہت میں حاضر ہوا تھا
 عالم بقا کی طرف راہی ہوا بادشاہ نہایت تمکین اور تاثیر ہوئے اور شیخ مفتی شاعر نے مرثیہ اسکا ترکیب بند موزون
 کیا کہ اول بیت اسکی یہ ہو سیت وگر مہکام آن آمد کہ عالم از نظام افتد: جہاں عقل ما در غیور و ہم شام افتد: و
 عرش آشیانی بعد تفرج نہایت گاہ کشمیر سیر کابل کے حازم اور طر مسافت میں مشغول ہوئے اور حکیم ابوالفتح گیلانی جو
 ہریان اور مصاحب و شاہ کا تھا اور بخت و دولت کی طرح ہمیشہ ملازمت میں حاضر ہو کر رقم اخلاص کے صفحہ ضمیر پر
 لکھنا تھا منزل و صحن پور میں سفر آخرت اختیار کیا اور بابا حسن ابدال میں مدفون ہوا اور جب بادشاہ بنگال بہت اس
 میں سپہ نچے شہباز خان کبوتر کو افغانستان یوسف زئی کے دفع کے واسطے تعین فرمایا اور کوچ بکر کوچ کابل کی طرف
 روانہ ہوئے اور اس مقام میں حکیم جام اور میر صدر جہان برادر علامہ زمان حکیم ابوالفتح گیلانی کے بطور ملی گری
 عبدالمد خان اوزبک ماوراء النہر میں گئے تھے مع ابھی عبداللہ خان اوزبک کے حضور پائی اور بادشاہ نے
 مدت دو مہینہ اوقات صرف سیر باغات اور گلگشت گزار فرمائی اور ساکنان کابل کو کمون انعام اور مہمنوں میں
 کیا اور جب خبر ہوئی کہ ماہ کو ڈرمل اور راجہ بھگوانداس نے لاہور میں حیات مستعار سپر وقتا بعض اروج
 کی کابل کی حکومت محمد قاسم خان امیر بکر کابلی کہ امرا سے سہ ہزاری سے تھا اُس کو دیکر توخت بیگ کو اُس کی مدد کے
 واسطے چھوڑا اور محرم کی میوین تاریخ ششمہ سو اٹھانوے بھری میں مراجعت یہ لاہور فرمائی اور گجرات کی طرف
 خان اعظم میرزا عزیز کو کہ کوئے کمالوہ سے اُس طرف بھیجا اور شہاب الدین احمد کمالوہ کی حکومت پر امور ہوا اور خان اعظم
 میرزا عزیز کو کہ جب گجرات میں پہونچا سہلی جام کے سر پر کہ زمینداروں اُس حدود سے تھا لشکر کھنیا اور جام راجہ
 بھی دولت خان ولد امین خان کے اتفاق سے کہ بجز فوت پدر جو ناگر ٹھکانا والی ہوا تھا میں ہنر و سوا کیکر تغافل
 آیا جنگ شدید اور موکر عظیم واقع ہوا چنانچہ محمد رفیع خان بخشی اور محمد حسین اور میر شرف الدین میر الوتراب کے بھانجے
 کہ امرا سے نامدار بادشاہی تھے بدرجہ شہادت فائز ہوئے اور بڑا بیجا جام کا اور وزیر ہکا مع چار ہزارہ اجیر و شہرتوں ہوا
 اور فتح و نصرت خان اعظم میرزا عزیز کو کہ کئے فرمیں حال ہوئی اور جو کہ عبدالمد خان اوزبک خشان بیک کابل کی طرف
 تھا بادشاہ نے چند سال لاہور سے اور اُس حدود سے حرکت نہ کی اور جو اُس حصہ میں میرزا جانی والی سندھ باوجود قریب
 جو اور فرماں طلب کے ملازمت کے واسطے نہ آیا بادشاہ نے میرزا عبدالرحیم خان خانان کو مع ایک بھاجت آہرا
 نامدار شہ شاہ بیگ خان کابلی اور فریدون بیگ ہرلاس اور محمد خان نیاز اور سید بہا الدین بخاری وغیرہ اور

سوز بخیر فیصل اور تو بخانہ بسیار سندھ کی تسخیر اور بلوچوں کے دفع کے واسطے نامزد فرمایا اور ۹۹۹ھ نو سو ننانوے
 ہجری میں شہاب الدین احمد خان نے بالوہ میں اس دارنا پائندار سے ہتھال لیا اور عرش آشیانی نے چاہتھیں کو جاکر
 کر کے دکن کی طرف برسم ایچی گری بھیجا شیخ فیضی شاعر کو آسیر اور برہان پور میں اور خواجہ امین الدین کو احمد نگر
 کی سمت اور میر محمد امین مشہدی کو جیجا پور میں اور میرزا مسعود کو بھاگ نگر کی طرف روانہ کیا اور ان کے پیچھے
 شہزادہ مراد المستور بہ بھاری حکومت مالوہ و بکر اور اسماعیل قلیخان کو اتالیق کر کے روانہ کیا اور شہزادہ جب کو الہیہ کے
 اطراف میں پہونچا یہ خبر سنی کہ مدھکرن زمیندار احمد اس طرح کا پرگنات بادشاہی میں مراحت پہونچا تاہم یہ سنستے ہی
 اس طرف متوجہ ہوا اور مدھکرن مقابلہ میں آیا اور شکست کھا کر جنگل میں بھاگا اور انھیں دنوں مر گیا اور اس کا بیٹا رام چند
 تاحم مقام جو کہ مطیع ہوا اور شہزادہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدموں سے وہاں سے کوچ کیا خان اعظم
 میرزا عزیز کو کہنے جب سنا کہ دولت خان ولد امین خان حاکم جو ناگرہ جو جنگ میں زخمی ہو کر جو ناگرہ کی طرف بھاگا
 تھا وہاں مر گیا جو تو خان اعظم نے جو ناگرہ فتح کرنے کا قصد کیا اور وہاں جا کر سات مہینے اس قلعہ کو محاصرہ کر کے
 مفتوح کیا اور اسی سال میرزا عبدالرحیم خان خانان نے قلعہ سہوان کو جو آب سندھ کے کنارہ واقع ہو محاصرہ کیا
 اور میرزا جانی والی سندھ نے با اتفاق وہاں کے زمینداروں کے مع غراب و کشتی اور تو بخانہ بسیار اسکی طرف متوجہ
 ہوا اور سات کوس پہونچ کر سو غراب اور دو کشتی بھری ہوئیں تیر انداز اور توپچی سے آگے بھجیں اور میرزا عبدالرحیم
 نے باوجود اس کے کہ کچھس غراب سے زیادہ اپنے پاس موجود رکھتا تھا مقابلہ کیا اور ایک شہاب پور جنگ کر کے
 غنیمت سے سات غراب چھین لیں اور دو سو آدمی کے قریب قتل کیے اور باقی بھاگ کر میرزا جانی والی سندھ کے
 پاس گئے اور میرزا جانی ماہ محرم سنہ ایکہزار ہجری میں اب سندھ کے کنارے آیا اور ایسی زمین میں کراوات اسکے
 پانی کی کھیر تھانہ و کوش ہوا اور میرزا عبدالرحیم نے مقابلہ آنکر اسکو محاصرہ کیا دو مہینے کامل ہر روز تو توہر ب گرم رہا اور
 سپاہی طریقین کام نہ آئے اور ان دنوں مردم سندھ نے براہ آمد و شد قلعہ کی خانانان کے لشکر پر بندگی کہ ایک روٹی
 جان کے برابر گران ہوئی تھی نظم گشت زمان تنگی جانی تھکل ہنگر سنہ سالان و سیران سنگدل بہ ہر کراویلدان بودی
 ہوس بہ قمر خور و آسان دیر کے و بس بہ خانانان نے اس سبب سے ایک جماعت کو قلعہ کے محاصرہ کے واسطے
 چھوڑ کر وہاں سے کوچ کیا اور بھٹکھ کی طرف روانہ ہوا میرزا جانی والی سندھ مردم سہوان کو کم جمعیت خیال کر کے انکے سر پر گیا اور
 میرزا عبدالرحیم خان خانان نے اس حال سے آگاہی پا کر دولتان لوچی کو کہ سپہ سالار اسکا تھامع امر اسے بزرگ اس جماعت
 کی کمک کو بھیجا اور وہ دو دن میں بھی گوس کی مسافت طر کر کے سہوان میں آیا اور میرزا جانی نے اس فوج کو ماندہ اور خستہ پا کر
 دوسرے دن پانچہزار سوار سے میدان جنگ میں آنکر آتش حرب افروختی اور دولتان لوچی باوجود اسکے کہ وہ ہزار سوار سے
 زیادہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا حرب میں مصروف ہوا اور میرزا جانی کو اسنے منہم کیا اور میرزا جانی موضع الوڑ میں دیا کے کنارے
 فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم خان خانان نے اس طرف سے اور اس لشکر نے اس طرف سے جا کر اسکو درمیان میں لیا اور غلا اور
 آذوقہ کی رسد اسپر ایسی مسدود کی کہ میرزا جانی کی فوج اونٹ اور گھوڑا فوج کو کہ کھاتی تھی اور میرزا جانی عاجز ہو کر صلح کا
 طلب کیا ہوا اور اپنی بیٹی میرزا ایرج بڑے بیٹے میرزا عبدالرحیم خان خانان کو دیکھ کر رکیا کہ بعد ایا م برسات کے بلا توقف رجگا
 میں حاضر ہو گا اور ان دنوں میں سید یوسف خان شہدی فرمان شرف کے بموجب اپنے چھوٹے بھائی میرزا یادگار کو کشمیر میں

چھوڑ کر درگاہ میں آیا اور میرزا باگ کشمیر کے ایک بڑے زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح میں لایا اور اہل کشمیر کی ایک سے قریبی شہر کا نشان مخالفت کا بلند کیا اور وہاں کا خطبہ اپنے نام پڑھا کر فوج و حشم کی فراہمی میں مصروف ہوا اور قاضی علی میر دیوان کشمیر اور حسن بیگ بخشی جو کشمیر کا تحصیلدار اور خراج گزار تھا میرزا باگ سے جنگ کر کے قاضی علی مقتول ہوا اور حسن بیگ کشمیر سے نکل گیا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر چونکہ میرزا باگ کا رکل یعنی گنجا تھا یہ بیت کی بہت کاہ خسرو سی و تاج شاہی بہ بہر کل کے رسد حاشا نکلا پھر شیخ فرید بخشی کو کہ شیخ زاد باہے دہلی سے تھا مع ایک جماعت اور اس طرف تازہ کیا اور میرزا باگ کا رمع جمعیت حلیہ مقابل آنکر فوج کش ہوا ناگاہ کچھ شب گزرنے کے بعد قبائل اکبری نے اپنا کام کیا یعنی صادق بیگ اور ابراہیم خان کسید پوسف خان مشہدی کے ملازمان قبیلہ سے تھے منصب اور تقسیم تھوڑے کے بارہ میں میرزا باگ کا ر سے رنجیدہ ہو کر اس کے سر پر تاخت لائے اور وہ پیشورہ وغوفا سنکر چمہ سے نکل گیا اور صحرائین کے ایک سنگ کی پناہ میں مخفی ہوا جمع صادق کے طلوع کے وقت صادق بیگ اور ابراہیم خان نے اسے دستیاب کر کے اس کا سر تن سے جدا کیا اور شیخ فرید دہلی کے پاس بھیجا تاہم ایڑ دی سے کشمیر دوبارہ لایا دے دولت قہارہ کے تصرف میں آیا اور اسکے بعد عرش آشیانی دوبارہ کشمیر کی سیر کے واسطے سو اور چار سو روز دہان کی سیر کر کے بعض زمین لٹکا اور عمارت سلطان زمین العابدین اور برف برسنے کا ٹاشا دیکھا پھر اس ملک کی حکومت سید پوسف خان شہدی کو عنایت فرمائی پھر دہناس اور پنجاب کی طرف روانہ ہوئے اور اس وقت میرزا عبدالرحیم خان نجاتان اور میرزا جانی والی سندھ نے سندھ ایکٹار ایک بھری میں ٹھوڑے سے آنکر ملازمت کی اور میرزا جانی والی سندھ سلک امرائے سہنزاری میں منسلک اور منتظم ہوا اور ولایت سندھ ہندگان بادشاہی کے قبضہ میں آئی اور اس سال خان عظیم میرزا اعزیز کو کہ نے گجرات کے بڑے زمیندار کھنکار کے تدارک کو لشکر کشی کی جس نے مظفر شاہ گجراتی کو پناہ دیکر غرور و سرکشی خستیا کی تھی اور حسن تدبیر سے مظفر شاہ گجراتی کو دستیاب کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور مظفر شاہ نے اٹھارے دہا میں تجدید و ضو کے بہانہ ایک گوشہ میں جا کر اسنو سے کہ اسی دن کے واسطے اپنے پاس رکھتا تھا اپنے تئیں ہلاک کیا اور خان عظیم میرزا اعزیز کو کہ نے اسکا سر درگاہ میں بھیجا اور خود احمد آباد گیا اور اس سال راجہ مان سنگھ ابن راجہ بھگوان داس پسران اور برادران قتولی افغان سے جنگ کر کے غالب آیا اور ولایت اوڈیسہ کو کہ اعمال بنگالہ سے ہجرت کر کے صرف سیر کردہ کر کے ایک بوس میں پھنکی کہ انفالون کی جنگ میں ہاتھ آئے تھے بادشاہ کی درگاہ میں ارسال کیے اور عرش آشیانی نے جو دوس برس سے خان عظیم میرزا اعزیز کو کہ کو نہ دیکھا تھا حضور میں طلب کیا اور خان عظیم میرزا اعزیز کو کہ کہ ہر وقت حرمین شریفین کی زیارت کا شوق دلی میں رکھتا تھا مع عیال و اطفال اور خزانہ کشتی میں سو اور ہو کر حجاز کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر شاہزادہ مراد المشہور بہاری کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر مقرر کیا اور صادق محمد خان کو اسکی وکالت پر عین فرمایا شاہزادہ میرزا کو مالوہ کی حکومت دی اور شاہزادہ خان کبڑ کو کہ تین برس سے قید تھارہا کر کے اسکی وکالت پر عین کیا اور جوہل اس کے جلالہ یعنی پیر و شہنائی کا بیٹا کو کہستان خبر سے عبدالعزیز باک کے پاس گیا تھا اس وقت ہلٹ کر خیبر میں آیا اور ہند اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا میرزا جعفر قزوینی کو سال گذشتہ میں بخطاب آصف خان قضا کے باکر جلالہ کے دفع کے واسطے مقرر ہوا تھا اس سے جنگ میں غالب آیا اور جلالہ ذکر کو رومع اہل و عیال اور واحد علی بھائی اور دیگر اس کے عزیز و اقارب کے چار سو آدمی تھے و شکر کر کے درگاہ میں لایا اور ان پانچویں نے جو کہ کن گئے تھے معاودت

کر کے اس طرف کے بادشاہوں کی خبر عدم اطاعت پہونچائی بادشاہ تسخیر کن کا عازم ہوا اور شاہزادہ دہلیال کو باہر
 محمد سنہ ایک ہزار اور دو سو چوبیس ہجری میں کن کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا اور جب شاہزادہ لاہور سے براہمپور سلطان پور
 پہونچا بادشاہ کی رائے نے تغیر فرمایا شاہزادہ مذکور کو پھر واپس طلب کیا اور میرزا عبد الرحیم خان خانان کو مع اس لشکر کے
 جو شاہزادہ کے ہمراہ تعین ہوا تھا تسخیر کن کو بھیجا اور اس سال میرزا ارشد بن سلطان حسین میرزا بن ہرام میرزا بن شاہ ایلی
 صفوی کی حکومت قندھار کی رکھتا تھا بھائی کی مخالفت اور وزیر بک کے غلبہ سے ملازمت کو آیا اور قلعہ قندھار پر شکست
 کیا اور سالک بن امرائے پنجاب ہی کے منتظم ہو کر حاکم ملتان ہوا اور اس سال میرزا عبد الرحیم خان خانان جو من و پور پنجا
 نظام شاہ بھری نے کہ ملازمت شاہ سے رخصت کے وقت اقرار کیا تھا کہ مملکت براہریش کی نیانی کے پیشکش کروں گا
 ان دنوں میں عنایت خان شیرازی کو بھائی بیت خان خانان کے پاس بھیجا کہ اطاعت کی لیکن انھیں دلوں میں
 برص الموت مبتلا ہو کر سنہ ایک ہزار و تین ہجری میں مر گیا اور اس کا بیٹا، براہیم نظام شاہ بھری قائم مقام ہوا وہ بہت ہی
 عادل شاہ کے جنگ میں مارا گیا اور سپاہ منجھو خان جاگلی نے کہ پیشوا اسکا تھا ایک لڑکے احمد نام کو خاندان نظام شاہ میں منسوب
 کر کے اپنا حاکم کیا اور امراسر جادہ اطاعت سے پھر کرنا زعت کے واسطے مستعد ہوئے اور میان منجھو خان جو طاقت ان کے
 مقابلہ کی نہ رکھتا تھا قلعہ احمد نگر میں متحصن ہوا اور ایلی احمد آباد و گجرات میں بھیجا کہ شاہزادہ کو پیغام دیا کہ اس طرف ہرج و مرج
 ظاہر ہونے سے کام نظام سے، بہتر ہو اگر آپ بسبیل استعجال اس طرف قدم نہ بڑھاؤ ورنہ قلعہ آپ کے سپرد ہو گا اور جو اہمیت
 شاہزادہ کو بھی فرمان تسخیر کن کا پہونچا تھا بسعت تمام اٹھ ہزار سوار سے احمد نگر کی سمت روانہ ہوا اور میرزا عبد الرحیم خان خانان
 مسند وین میں بیٹھ کر سکین میں تھا اتفاق لشکر شاہیرخ میرزا اوڑھنبا ز خان کینول اور راجہ جگن ناتھ جوی راجہ بال سنگھ اور
 راجہ درگا اور راجہ رام چند اور بھی دیگر امرا کے ہمراہ تھیں دکن کی جانب متوجہ ہوا اور راجہ علی خان والی خاندن میں جس
 تہ بیرمچ پانچزار سوار قلعہ کاندھ میں جو دکن کی سرحد میں ہو شاہزادہ مراد سے جا ملا اور کوچ متوجہ سے احمد نگر کی طرف
 عازم ہوئے اور میان منجھو خان کہ امرائے مخالفت کو دفع کر کے مستقل ہوا تھا شاہزادہ کے طلب کرنے سے پشیمان ہوا اور
 قلعہ کو مع ذخیرہ اور آذوقہ چاند بی بی دختر حسین نظام شاہ بھری کے سپرد کیا اور مردم حکمی اور قبائلی اس کے پاس
 چھوڑ کر خود مع توپخانہ احمد کے ہمراہ سرحد عادل شاہیہ کی طرف گیا شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم ساتھ اس تفصیل
 کے جو داستانائے دکن میں مرقوم ہوئی شہر ریح الثانی سنہ ایک ہزار چار ہجری میں احمد نگر پہونچا قلعہ کے محاصرہ اور
 لقمہ کھونے اور مردم ہناتے میں مشغول ہوئے چاند بی بی نے مردانہ وار ان کے مداخلت میں قیام کیا اور عادل
 شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کی اور جب تین مہینے میں پانچ لقمہ برج کے نیچے پہونچیں اہل قلعہ نے وقف
 ہو کر قلعہ کی طرف سے دو لقمہ کا ٹکڑا باروت برآوردہ کر کے ہیکار کر دیں اور دیگر لقمہ کی تلاش میں ہوئے کہ
 شاہزادہ اور صادق محمد خان میرزا عبد الرحیم خان خانان کے بے اطلاع سلسلہ او تکمیل ہو کر بعد جمعہ کے ناز غرہ ماہ
 رجب سنہ مذکور میں قلعہ کے قریب گئے اور بقصد اسکے کو فتح اپنے نام ہوگی نقول میں آگ دی پس تین لقمہ کہ جن میں باروت
 تھی موازی پچاس گز دیوار قلعہ اڑا کر رخنہ عظیم بہم پہونچا یا اور ان دو لقمہ بیکار رخنہ کی آتش افروزی کا کہ باروت خالی
 ہونے سے خبر نہ کھتے تھے انتظار کھینچا سپاہ کو قلعہ میں جانے نہ دیا چاند بی بی فرصت پا کر برقعہ میں رخنہ کے قریب آئی
 اور توپ اور ضربان اور چھپرہ ہت اس رخنہ میں نصب فرمائے ہر چند سپاہ داخل ہوئی فرصت قلعہ میں داخل ہونے کی پائی

شب کو محروم اور ناکام اپنے مقام میں گئی اور چاند بی بی نے تمام شب البتادہ ہو کر خرو و بزرگ اور مرد و زن قتل کو خزنہ کے
مسدود کرنے کو یا سور کیا اور طلوع صبح تک سنگ اور گل اور اجساد مردہ سے تین گز دیوار بلند کر کے مقام مراغہ میں پہنچی
اس درمیان میں مشہور ہوا کہ اسمیل خان خواجہ سرسہر لشکر عادل شاہی مردم نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ کو ہمراہ لے کر مع
ستر ہزار سوار احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا ہوا اور چونکہ مغل کے لشکر میں غلہ گران ہوا لگوڑے ضعیف و ناتوان ہوئے میرزا
عبدالرحیم خان خاندان نے صلح میں صلاح دیکھی اور چاند بی بی بھی ضعیف و ناتوان ہوئے غلہ گران کے اقرار کیا کہ وہ
برابر جیسا کہ برہان نظام شاہ بھری نے بادشاہ کی پیشکش کی تھی شاہزادہ کے متعلق رہنما اور احمد نگر کے معصنات بہاؤ نظام شاہ
برہان نظام شاہ بھری کے پوتے کے نام مقرر رہا لقصہ اس طریقے سے طرفین سے عہد پیمان درمیان میں آیا شاہزادہ اور
میرزا عبدالرحیم کو جک کر کے براہ گئے اور بالا پور کے قریب ایک شہر موسوم شاہ پور احداث کر کے آباد کیا اور ان دنوں میں
شاہزادہ جن طوی کر کے بہاؤرخان فاروقی کی دختر اپنے عقد میں لایا اور برابر کے پرگنے امر پرتقسیم کیے اس وقت شہبازخان
کینو کے امراءے کا ان سے بھلا شہزادہ سے رنجیدہ ہو کر بے رخصت مالوہ کی طرف گیا اور چاند بی بی نے بہاؤ نظام شاہ خلیف
برہان نظام شاہ بھری کو احمد نگر کا حاکم کیا اور ابھنگ خان جیسی نے دوبارہ سرحدوں کے زمام اختیار قبضہ میں لانے سے
غلبہ تمام بہم پہنچایا اور باوجود اسکے کہ چاند بی بی رخصتی نہ تھی عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کر کے مع پنجاس ہزار سوار
کے امراءے متسلل سے گئے کوہ پراہر کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا عبدالرحیم خان خاندان اور شاہزادہ نے صادق محمد خان کو شاہ پور
میں چھوڑ کر اور خود ہمراہ شاہ رخ میرزا اور راجہ علیخان فاروقی حاکم برہان پور وغیرہ کے مع موافقت میں ہزار سوار کینو کے
حرب کے واسطے آب گنگ سون پت پرستقبال کیا اور چند روزوں میں مقام کر کے مردم دکن کا طریقہ جنگ اور وضع
دریافت کر کے اور انہیں کو آراستہ کر کے آب گنگ سے کڑا لوتا تک بھاگ چلا گیا اور ماہ جادی الثانی کی سترھویں تاریخ شمس الثانیہ
پانچ بجی میں اسمیل خان سپہ سالار عادل شاہیہ مع سپاہ کینو مقابل آیا امراءے نظام شاہیہ کو یمین میں اور امراءے قطب شاہیہ کو
میسرہ میں مقرر کیا اور نہایت غرور اور تمکنت سے میدان کی طرف روانہ ہوا اور آواز ہل من مبارز کی طلب کر
اور میرزا عبدالرحیم خان خاندان نے پہلے اسکا مقابلہ اختیار کیا اور آخر اسے تبدیل کر کے صین جنگ میں راجہ علیخان
فاروقی اور راجہ راجندر اور بھی امراءے راجپوت کو اس کے مقابل چھوڑا اور انھوں نے اسمیل خان کے ہراول کو متفرق
کیا اور حبیب اسمیل خان پر حملہ کیا اسے اول ضرب توپ و تفنگ وہاں سے بہت مردم خاندیس اور راجپوت ضائع کیے
اور اس وقت بہادران دکن کو لیکر راجپوت کے پیچھے سے برآمد ہو کر وادی مروی اور وادی دی چنا پھر راجہ علی خان اور راجہ
رام چند تین ہزار مرد اہل نبرد سے مقتول ہوئے اور قریب شام کے کہ زیادہ دو گھنٹہ دن سے باقی رہا تھا کوئی شخص
اسیل خان کے مقابل نہ رہا اور وہ اس گمان سے کہ میں نے میرزا عبدالرحیم خان خاندان کو شکست دی ہو گئی ہے بڑھا ہوا جو میرزا
عبدالرحیم راجہ علیخان وغیرہ کے نسل ہونے کی خبر نہ تھا تھا وہ بھی ضعیف کی طرف بڑھا اور کئی مغلوں کی نگاہ میں کہ مار کر کے البتادہ
تھے بہو چکر تاراج میں مشغول ہوا اور غنیمت لینے کے بعد چونکہ قرار فتح کا اپنی نسبت دینے تھے حفاظت عام کے واسطے ہنسب کو
اپنی سرحد کی طرف روانہ ہوئے اسمیل خان حقوڑے آدمیوں سے ایک مقام میں پہنچ کر فرسوس ہوا اور جو مل نہ تھی اور کوئی
شخص نہ تھا ایک دوسرے کی نہ تھا تھا تاریکی میں بیٹھا میرزا عبدالرحیم خان خاندان نے بھی کہ جن کو آگے سے پس کیا تھا ایسے
مقام میں کہ جہاں اسمیل خان کے آرائے آتش بازی کے تھے پہنچ کر اسے بھی تاریکی میں توقف کیا اور بہت مغلوں سے کہ گھنٹیں

شکست متیقن ہوئی تھی مگر وہ پھر ایسے جولان ہوئے کہ شاہ پور تک باگ نہ موڑی اس درمیان میں سیل خان کے روبرو چند چرخ روشن ہونے سے روشنی مند ہوئی میرزا عبدالرحیم نے آدمی بھیج کر دریافت کیا کہ سیل خان ہوتا ہے چند توپ اور صغیرین کہ دکنیوں سے پر باروت اور تیار دستیاب ہوئی تھیں سرکین اور گولی اور گلاب آنکے درمیان ڈال کر ولولہ برپا کیا سیل خان نے جب جانا کہ غنیمت درمیان میں ہر چیز انھوں کو بچھا کر نقل مکان کیا اور آدمی اطراف ولولہ میں بکھج کر ایک جماعت فوج متفرق کو اپنے پاس فراہم کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی دشمن کی موجودگی پر واقف ہو کر لغزہ خاص بجائے اور کرنا سے بھوک کر خبردار کیا انوار بادشاہی جو اس صحرائین موجود تھی صدائے لغزہ سے فوج اور جوق جوق خانخانان کے ملازمت میں آئی اور جس وقت کوئی سردار یا کوئی فوج اسکے پاس نہ تھی مہنہ دم کی حد بلند کر کے کرنا بچھو کتے تھے اور اہل اسلام جوش و خروش میں آکر لغزہ تکبیر بلند کرتے تھے چنانچہ اس شب کو گیارہ مرتبہ کرنا بچھو کتے گئے اور سیل خان نے بھی اس رات کو آدمی اطراف و جوار میں بھیج کر جگہ جگہ ہو سکالنگھ دکن کا جمع کیا دوسرے دن جب قناب نے علم شجاعت بلند کر کے مع نیزہ و شمشیر پناخ انور چکا سیل خان دس ہارنیز اسوار بیکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کی طرف متوجہ ہوا اور خانخانان باوجود اس کے کہ تین یا چار ہزار اسوار سے زیادہ رکھتا تھا مگر اس کے علیحدہ دشمن کے دفع کے واسطے مستعد ہوا اور حرب شدید کے بعد سیل خان چند زخم کھا کر لپٹ فرس سے جدا ہوا اور اسکے ملازمان قیدی ہو کر ہجوم کر کے گھوڑے پر سوار کیا اور دونوں طرف سے اسکے بازو بکڑ کے موڑ سے باہر لے گئے اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کے ساتھ فیروز جنگی کے شہرت رکھتا تھا اس فتح غیبی اور نصرت لاری سے نہایت شاد ہوا اور چاروں کے بغیاہ پور میں آیا اور عرض آشیانی بھی کہ عبداللہ خان اور بیک کی خبر فوت سنگھ لال اطمینان لاہور سے آگرہ کی طرف تشریف لائے تھے اس فتح کی بشارت سے نہایت مسرور ہوئے اور گھوڑا اور خلعت میرزا عبدالرحیم خانخانان کے واسطے ارسال فرمایا لیکن چند عرصہ کے بعد جب صادق محمد خان کے نفاق سے درمیان شاہزادہ مراد اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کے عیار کلفت کا بلند ہوا عرش آشیانی نے سید یوسف خان شہدی اور شیخ الفضل کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو سنندھ ایکڑ چھ بھری میں اپنے حضور طلب کیا اور دشمنوں کی شکایت اور بدی سے چند عرصہ تک محاصرہ اور معاتب اور محذور رکھا اور خانخانان کے آنے کے بعد سید یوسف خان شہدی اور شیخ الفضل قلعہ ترنہ اور کاویل اور کھڑک کو جو مملکت برار میں واقع ہیں عرصہ قلیل میں مفتوح کر کے بادشاہ کی خدمت میں اپنی خدمت کا اظہار کیا تاگاہ شاہزادہ انھیں دنوں میں مرض صعب میں گرفتار ہو کر ماہ شوال سنندھ ایکڑ ارسات بھری میں دوسرے قلعہ کی تیسرا عازم ہوا یعنی فوت ہوا اور پہلے بلوچ شاہ پور میں مدفون ہوا آخر کو اسے دہلی لگے اور اسے جلد نصیر الدین محمد بایا بادشاہ کے پہلو میں لٹایا اور مصرع اسکی تالیف و قات کا ہر مصرع از گلشن اقبال بنالی مشہور کہ عرش آشیانی شاہزادہ کی توجہ سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور تسخیر دکن میں زیادہ تر ساسی ہوا اور جب ادراس نظام شاہی نے خلیفہ کر کے شیر خواجہ کبیرا برگنہ ہیر کو منہزم کر کے ہیر کو محاصرہ کیا اور سید یوسف خان شہدی اور شیخ الفضل کے مقابلہ سے عاجز آئے بادشاہ میرزا عبدالرحیم خانخانان کی نسبت مقام نوازش میں ہیر کو بعد از لطافت ہوئے اور اسکی دختر جانان بیک کو شاہزادہ اقبال کے عقد از دواج میں لائے اور دونوں کو حسن اتفاق سے تہمت لاک نظام شاہیہ فتح کرنے کے واسطے روانہ کیا اور خود بلوچ و اقبال بھی پیچھے سے سنندھ ایکڑ اور تھ بھری میں دکن کی طرف متوجہ ہوئے اور مالاک محروسہ کا نظام شاہزادہ عالمیان

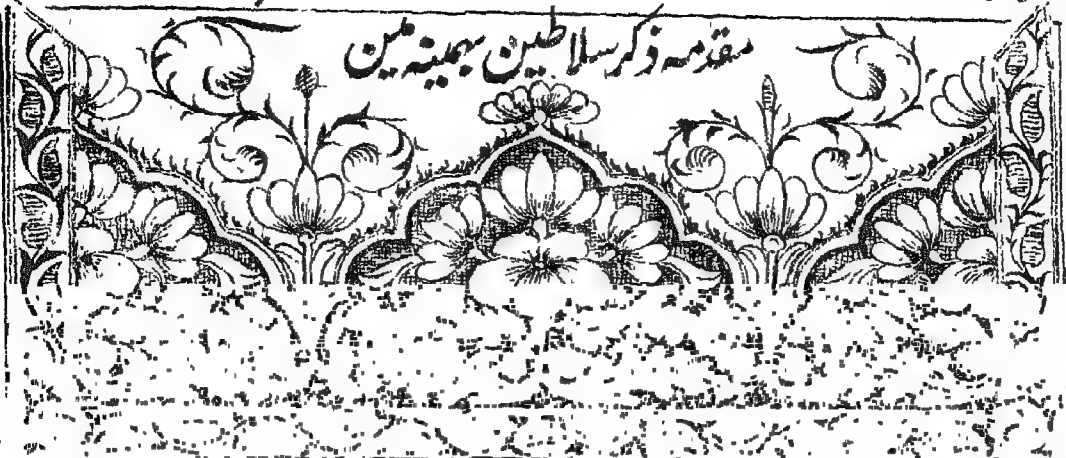
سلطان محمد سلیم کے تفویض فرمایا اور شاہزادہ دانیال اور خانخانان دکن میں آئے جب بہادر خان بن راجہ علی خان فاروقی کو اسکے باپ کے طور پر مطیع نہ پایا اور دیکھا کہ وہ قلعہ آسیر میں گھس گیا ہو تو انھوں نے گنگ گود اور سی کے کنارے موگی پٹن کے قریب توقف کیا اور اس کے دلاسا میں مشغول ہوئے اس درمیان میں سریش آشیا فی نے سندھ میں پہونچ کر شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان کو پیغام بھیجا کہ تم احمد نگر میں جا کر اس قلعہ کو فتح کرو اور میں بہادر خان فاروقی کو گونگا دو گنگا شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان اس ہزارہ و ہزارہ لیکر احمد نگر کی طرف متوجہ ہوئے اور اہنگ خان حبشی اور بھی امراجو صاحب اختیار ملک تھے بے جنگ بھاگے اور فوج شاہی محاصرہ میں مشغول ہوئی اور عرش آشیا فی نے اول بہادر خان فاروقی کو اطاعت اور انقیاد کے واسطے نصیحت فرمائی اور جب دیکھا کہ میرا ارشاد اثر پذیر نہ ہوا سندھ سے برہان پور میں تشریف لائے اور امرائے درگاہ سپہ سالار کی تسخیر میں مشغول ہوئے اور جب کہ ایام محاصرہ نے طویل کھینچا اور قلعہ کے اندر لوگوں کی کثرت سے عفونت بہم پہونچی اور آدمی بیماری کے شروع ہونے سے مرنے لگے بہادر خان فاروقی باوجود افزونی ذخیرہ اور استحکام حصہ و کثرت خیل و حشم کے متوہم ہو کر سراپہ ہوا اور چونکہ انھیں دقون میں خواجہ ابوالحسن ترمذی کے حسن اہتمام سے کہ میردیان شاہزادہ دانیال تھا اور اہل قلعہ ایک ہزار نو ہجری میں احمد نگر کا قلعہ مفتوح ہوا چنانچہ تفصیل آئندہ آوے گی لہذا بہادر خان زیادہ منتشر ہوا اور امان چاہ کر سندھ مذکورہ میں قلعہ آسیر کے بے نظیر ہو دیو انیان بادشاہی کے سپرد کیا اور خزانہ و درفینہ اور اسلحہ اور ہتھ لفینہ کہ محاسبان مریع الحساب اور غامدہ سکشنہ زبان کے بیان سے خارج تھا اولیاء دولت قاجارہ بادشاہ حجاز کے تصرف میں آیا اور حکم والا کے موافق شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بہار پور میں آنکر احمد نگر کے غنائم نظر مبارک سے گزرائے اور جب ابراہیم عادل شاہ نے مشکینس لایہ پیش کیا تو قبول کیا اور طالب صلح ہو عرش آشیا فی نے یہ امر پذیر فرمایا اور ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی سہاہ بیگم سلطان کو شاہزادہ دانیال کی سہبہ تری کے واسطے طلب کیا اور میر جمال الدین انجو کو کہ امرائے معتبر سے تھا اس عروس اور مشکینس لانے کے واسطے بجا پور بھیجا اور آسیر اور برہان پور اور احمد نگر شاہزادہ کو عنایت فرما کر میرزا عبدالرحیم خانخانان کو انکی اتالیقی کے واسطے مقرر کیا اور خود مظفر و منصور دارالخلافہ آگرہ کی طرف روانہ ہوئے اور اول قلعہ بکھڑاوس ہجری میں منزل مقصود میں پہونچ کر قلعہ اطراف و اکناف میں بھیجے اور اسلحہ بکھڑا کر گیارہ ہجری میں شیخ ابوالفضل فرمان طلب کے موافق درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور نور کی اطراف میں ایک جماعت راجپوتان اور چٹھہ مال سربراہ آئے اور جنگ کر کے ابوالفضل کو قتل کیا اور مال اسکا لے گئے اور ماہ صفر سنہ ایک ہزار چودہ ہجری میں میر جمال الدین انجو کہ بجا پور کی طرف گیا تھا ہمراہ عروس اور مشکینس اور ایکٹی ابراہیم عادل شاہ کے بلٹے آیا اور گنگ گود اور سی کے کنارے موگی پٹن کے نزدیک بعد شبن و طوی بزرگ عروس کو شاہزادہ دانیال کے سپرد کر کے خود آگرہ میں آیا اور ایسی عمدہ پیشکش لایا کہ کبھی وکنن سے ایسے نفائس ہلی میں نہ آئے تھے اور اول شہر ذی الحجہ سنہ مذکورہ میں شاہزادہ دانیال بلدہ برہان پور میں کثرت مونسشی سے بہار ہو کر عالم بقا کی طرف خرامان ہوا اور اکبر شاہ ان دونوں فرزند کے فراق میں ایسے رنج و الم میں مبتلا ہوئے کہ روز بروز قوت سلب ہونے سے ناتوان ہوئے یہاں تک کہ روز چہار شنبہ ماہ جادی الثانی کی تیرہویں

تاریخ سنہ اکہزار چودہ ہجری میں روضہ جنان کی طرف راہی ہوئے اور مدت سلطنت بادشاہ حجاز کی کاہن برس اور چند مہینے تھی البقاہ للہاک المعبود اور فوت اکبر شاہ ماوہ تاریخ رحلت اس شہنشاہ کا ہو اور عرش آشتی اگرچہ خط و سواد کامل نہ رکھتے تھے لیکن بھی شریکتے تھے اور علم تاریخ میں وقوف تمام رکھتے تھے اور ہند کے قصہ خوب جانتے تھے اور قصہ امیر حمزہ کا کہ تین سو ساٹھ داستان ہیں اور نشان درگاہ نثر و نظم مرعوب میں در لاکھ ہر ایک داستان کو مصور کیا ہو آنحضرت کی مختصرات سے ہو اور شوارع میں ہر پانچ کوس پر دو گھوڑے رہا اور چند میوہ مقرر تھے چنانچہ اسکو ڈاک چوکی کہتے تھے فرمان ضروری یا عرضداشت امرا سے سرحد کہ وہاں پہونچے میوہ سو اور دو دوسری چوکی پر پہونچا وہاں چنانچہ اندرون میں یکسو پچاس کوس راہ طو کرتے تھے اور اگر سے احمد آباد گجرات تک خبر پانچ دن میں پہونچتی تھی آج کیس وقت کوئی شخص حضور سے دوسری جگہ مقرر ہوتا تھا یا کسی مقام سے درگاہ میں آتا تھا اور تعمیل امور ہوتا تھا ڈاک چوکی کے گھوڑوں پر سوار ہوتا تھا اور چار ہزار میوہ کہ سرعت سیر میں ماہ کی طرح مشہور تھے ملازم رکھے تھے اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہو کہ میوہ پیا دوسات سو کوس کی مسافت دس دن میں طو کر کے منزل مقصود میں فائز ہوا ہو اور عدد اکبر شاہ کے فیلون کے چوتھارے سے تجاوز اور پانچ ہزار سے بھی کم نہیں ہونے کسی بادشاہ دہلی نے اس قدر باقی دستیاب نہ کیے تھے وہ باقی مترکات اسکا اس تفصیل کے ساتھ ہو علاقائی دس کروڑ روپیہ اور تہار کروڑ لعل خاصہ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے ہزار لکھے تھے اور دس من نختہ سونا غیر مسکوک اور ستر من نختہ نقرہ غیر مسکوک اور سناٹھ من نختہ پول سیاہ اور پانچ ہزار کروڑ سنگہ تھے اور گھوڑے طوبیہ میں بارہ ہزار اور باقی مسکوک خاصہ چھ ہزار اور حلقہ آہو پانچ ہزار اور پوز یعنی چتیا نچھ کم ہزار تھے کہتے ہیں اکبر شاہ ہر چند کہ جدید فرماتے تھے کہ عدد چھتے کا بھی ہزار کو ہو چکے میسر نہ ہوئے کسواسطے کہ جب عدد انکا نو سو سے افزون ہوتا تھا مرگ ناگہانی انہیں پڑتی تھی ہزار پورے ہوتے تھے غرض کہ اس قدر مترکات اکبری اس تفصیل سے ایک کا عدد پر لکھے ہوئے لے اسکو تحقیق کر لو باقی اور شہ کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے اگر کس کثرت سے ہوگی اور یہ قطعہ ماوہ تاریخ رحلت آنحضرت کا ہو قطعہ جلال الدین محمد شاہ اکبرہ زونیا گشت سو ہے

خدا را ہی چو رضوان دید حیران شد کہ این کیفیت نہ آید کہ یک ظل الہی نہ تمام ہوا منقادہ دوسرے

ملا

مقدمہ ذکر سلاطین بہمنیہ میں



مقالہ تیسرا سلاطین دکن کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین پر نگین کی رائے رزین پر غنی اور محجب نہ ہے کہ احوال خاقان دہلی کے بیان کے بعد یہ لکھنا اندیشہ بیان قلع
 سلاطین دکن کی طرف چکا حفظاً للترتیب اول حنان شہید یز خاں خوشخرام ذکر سلاطین بہمنیہ کی طرف منعطف
 کرتا ہوں اور جیسا کہ رسم مورخان متقدمین اور متاخرین ہو غرض میری ان اوراق کے لکھنے سے حصول درم اور
 دنیا و زمین ہو کہ سوا سطلے کہ توجہ خاقان عظم اور جہانباں معظم ناصر الدینا والدین ابوالمظفر ابراہیم عادل شاہ ثانی سے میرا
 پاؤں خزانہ کے سر پر ہو بلکہ صبح و شام ساتھ بحر و کان کے افسر سان رہ کر چشم احسان فلک اور انجم نہیں کھتا بلکہ
 ہمت و الامت میری اس پر مصروف ہو کہ فرمان خدیو زمان پر چکا خدمت کا کہ جان پر باندھوں اور ایسی کتاب کہ
 جامع قضا یا سے تمامی مالک ہنر وستان جنت نشان ہو اور ساتھ ایسی عبارت کے کہ پسند طلب
 خاصان ہو مرقوم قلم گو ہر نشان کردن نظم این چار عروس ہفت خرگاہ کا ورد نشان بہمنیہ را عند نازان و جان
 و مست و رفاص و در جلوہ کشر بجملہ خاص کہ چندی اگر ان دہر نخت و یکیک برہم بیایہ تحت و سازم دل رزین
 فساد سیراب و زان پیشتر کہ کہ گیر دم خواب و اور یہ مقالہ چھ روضہ پیشتر ہو کہ روضہ اول بیان میں و قانع
 شاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کہ مشہور سلاطین بہمنیہ ہیں روضہ دوم سلاطین بجا پور کے بیان میں
 جو بلقب عادل شاہیہ معروف ہیں روضہ تیسرا احوال شاہان احمد نگر کی صفت میں جو بنام نظام شاہیہ معروف
 ہیں روضہ چوتھا سلاطین تلنگ کے حالات میں جو قطب شاہیہ کہلاتے ہیں روضہ پانچواں شاہان برار کے بیان میں جو
 عداد شاہیہ مشہور ہیں روضہ چھٹا بیان شاہان بیدر کے جو برید شاہیہ کہلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مضجع و روضہ اول
 بادشاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کے بیان میں جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہیں ناظرین پر نگین کی خدمت و ان کی پیشکش

نہ ہے کہ چہرہ کشایان مرقع حکایات نے سلطان علاء الدین کانکوی بہمنی کی کیفیت خروج اور اصل و نسب پر اقبال مختلف نقل کیے ہیں از انجملہ چہ مشہور تر جو اس کتاب میں تحریر کرتا ہوں اور طول سے محض ہو کر محض مختصر عرض کرتا ہوں بعض اصحاب خبر یوں لکھتے ہیں کہ حسن نام ایک شخص دار الخلافہ دہلی میں کانکوی بہمنی بنجم کی ملازمت میں جو ہزارہ محمد تغلق شاہ کے حضور میں قرب و منزلت رکھتا تھا رہتا تھا اور نہایت فلاحیت میں زمانہ بسر کرتا تھا ایک دن معاش کی تنگی سے بہ تنگ آن کر کانکوی سے اوقات بسر ہی کے لیے کسی کار خدمت کی درخواست کی کانکوی نے ایک جوڑی سیل اور دو مزدور سے دے کر دہلی کے حالہ میں ایک زمین خراب اس کے حوالہ کی کہ زمین زراعت کرے اور اس کے حاصل سے اوقات بفراموشی بسر کرے حسن نہایت اضطراب اور احتیاج سے اگلت کر کے کاشتکاری اور زراعت رانی کے مزدور میں مشغول ہوا ناگاہ ایک دن بل کچال زمین میں اور گیا ہوا ہے نے حسن کو خبر کی حسن نے جاتے ہی اس مقام کو کھود کر دیکھا کہ بل کے پھال کی ٹوک ایک زنجیر میں الجھی ہوئی اور وہ زنجیر ایک طرف مٹی ملو باشر فی علاقہ اور طلا سے غیر مسکوک کی گردن میں بستہ پائی لیکن بدون اس کے دست خیانت اس پر دراز کرے اس کو ایک چادر میں لپیٹ کر منگام شب کانکوی بہمنی کے پاس لے گیا اور حقیقت حال معروض کی کانکوی بہمنی حسن کی حسن دیانت اور امانت پر متاثر ہوا اور علی الصباح یہ واقعہ عجوبہ شاہزادہ کی سمع مبارک میں پہونچایا شاہزادہ نے حسن کی کمال دیانت اور علم و ہمت سے تعجب کر کے اسے اپنے حضور طلب کیا اور اس کے طرز خوب اور وضع مرغوب سے خوش ہوا اور اس کا تذکرہ اپنے پدر غیاث الدین تغلق شاہ کے سامع فیض جمیع میں یہو نچایا بادشاہ نے اسے برکت خرواہہ اختصاص دیکر امیران صدد کی مسلک میں منسلک اور منظم کیا القصد ایک دن کانکوی بہمنی نے حسن سے کہا کہ تیرے طلوع کے ذرا پہلے سے مجھے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ تو صاحب اقبال ہووے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی توفیق اور تائید سے جلد بوقت اور مؤید ہو کر درجہ علی پر فائز ہووے پس مجھ سے عہد اور شرط کر کہ جو داہم بے منت مجھے دولت عظیم ارزانی فرماوے تو تو میرا نام اپنا جزو ہم کرے کہ تیرے نام کی برکت سے میرا بھی نام دفتر عالم میں دوام قبول کرے اور دفتر اپنا میری اولاد کے جانب رجوع کرنا حسن نے یا م قبول کیا اور ابھی منزل مقصود تک کہ مراد دولت و مینوی سے ہو نہ پہونچا تھا کہ اسکا اسم جزو نقش نگین اپنا کر کے حسن کانکوی بہمنی مشہور کیا اور کتب میں کہ ایک دن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے دہلی میں رنگ برنگ کے کھانے کھانے پکڑا کر صلائے عام دی چنانچہ شاہزادہ محمد تغلق بھی اس خوان ماندہ فیض پر حاضر ہوا اور درویشوں کے خوان نعمت سے بہرہ اٹھایا اور بعد روانگی سلطان اور تفرقہ مجلس کے حسن کانکوی بہمنی شیخ کی خالقاہ بن داخل ہوا چاہا کہ عرض بندگی کر کے شرف ملازمت شریف سے مشرف ہووے حضرت شیخ نے عالم کشف میں احوال اس کا دریافت کر کے زبان فیض تر جان سے ارشاد کیا کہ سلطانی رفت و سلطانی آمد و قبل اس گئے کہ کوئی شخص اس کے آنے کی خبر معروض رکھے شیخ نے ایک خادم سے فرمایا کہ ایک شخص کو آنا کہ بتائے اس کے نا صیہ حال سے ظاہر ہو دروازہ کے باہر ایستادہ ہو اسے حاضر کر خادم اس کی طلب کر گیا حقارت ظاہری اور لباس نامناسب سے نہ پہچانا اور حضرت کی خدمت میں واپس آنکر عرض کیا کہ ایسا کوئی شخص ظاہر نہیں ہوتا جس سے حضور ہی میں حاضر ہونے کو کہیں شیخ نے فرمایا کہ پھر جا کر نظر غور سے ملاحظہ کر کہ وہ ضرور موجود ہو خادم نے عرض کی کہ ایک

صاحب بادشاہ گیارہ سالہ بادشاہ کا نام

مرد مجبول بیٹھا ہوا شیخ نے فرمایا اچھی کو حاضر کر کہ ظاہر میں درویش اور باطن میں شاہ ہو جب وہ حاضر ہوا شیخ نے اس کے حال پر نہایت توجہات اور التفات منہ دل فرمائے اور احوال مسکا ہنسا کر کیا اور جو بستر خان مسکے گیا تھا وہ روٹی کر اپنے اظہار کے واسطے طاق میں رکھ چھوڑی تھی سر انگشت پر رکھ کر اسے دی اور فرمایا کہ یہ چیز شاہی ہو بدورت اور محنت بسیار کے دکن میں مجھے نصیب ہو گا حسن کا لکوی کہنی کو اس بشارت فیض اشارت سے سودا حکومت دکن کا سر میں پڑا اور منتظر وقت تھا اور جانتا تھا کہ اس طرف متوطن ہو کر بتدریج گوہر منقصور دہلا تھ میں لاوے یہاں تک کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ اپنے عہد سلطنت میں دکن تشریف لے گیا اور اپنے استاد تغلق خان کو دولت آباد کا حاکم کیا اور حکم فرمایا کہ امرا اور نصیب ارجو راہ اس کی رفاقت کا رکھتا ہو دکن میں توقف کرے حسن کا لکوی کہنی لے نصرت پا کر با اتفاق بعض امیران صددہ کے کساتھ اس کے خصوصیت اور شہنائی رکھتے تھے قلعہ خان کی رفاقت اختیار کر کے قریب کوچی اور چند قریب دیگر پر گئے راسے باغ سے جاگیر پائی اور ان متوطنین میں حبس کیا کہ قبل اسکے مذکور ہو اس سلطان محمد تغلق شاہ نے امیران صددہ کو گجرات کے دفع مساو کے واسطے لشکر بھیجا بعد مگر کے بعض کو جو انہیں سے ہاتھ آئے قتل کیا اور بعضوں کو قناتب کر کے اطراف و جوار میں مقرر کیا اور بہت دکن میں پناہ لے گئے اور جو قلعہ خان اس وقت میں حسب انفرادی بادشاہ اپنے بھائی عالم الملک کو دولت آباد میں چھوڑ کر مرگ گیا وہی میں متوجہ ہوا تھا اور امراے دکن عالم الملک کو شہین نہلاتے اور منہز مون اور باغیوں کے پناہ دینے میں کچھ نہ ڈرتے یہ خبر سلطان محمد تغلق شاہ کو پہونچی چاہا کہ ایک جماعت امیران صددہ دکن کو اپنے روبرو طلب کرے اور بجائے ان کے کچھ امراے متبر کو دکن میں بھیجے اس واسطے احمد لاجپن اور قزلباش بیگ دملک علی کو عالم الملک کے پاس دولت آباد میں بھیج کر ایک فرمان شہنشاہیہ تمام صادر فرمایا کہ مجھ پہونچنے فرمان تمام امراے صددہ دکن کو گجرات بھیجے کہ لشکر کی ضرورت ہو عالم الملک نے تعمیل کر کے تو اچون کو اپنے جہاز کے واسطے گلبرگہ اور راجو راہ و دہلری میں بھیجا اور اس جماعت نے حبس اکوہم ہو سفو کے سلمان کے بہانہ پانچ چھ ہینے درنگ کی جب چار ہزار سوار مع تمام براق دولت آباد میں پہونچے عالم الملک سے رخصت ہو کر احمد لاجپن کے پہلو گجرات کی طرف متوجہ ہوئے احمد لاجپن نے عاقبت اندیشی نہ کر کے اپنے طمع اور توقع بہت کی اور جب مہدین اس کی ظہور میں نہ آئیں یا تین لاجپنی زبان پر لا کر کھین غائبانہ کہتا تھا کہ اس جماعت سے دو گناہ بزرگ ایسے صادر ہوئے کہ علت تمام قتل ہیں ایک پناہ دنیا یا حیان گجرات کا اور دوسرے ناخلو و درنگ ردا رکھنا حصہ حضور میں امیران بکیناہ یہ فقرہ جاننا خراش سنکر جس وقت وہ مانگ گنج میں کمر حد میں ہو پہونچے سب نے جمع ہو کر ایک مجلس سنیاری اور حسین متفق ہو کر کہنے لگے کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ بیگناہوں کو بے پریش قتل کرنا ہوا اور ہم تو دو گناہ بزرگ میں منسوب ہیں جس وقت بادشاہ کے روبرو جاوین گے فوراً بغیر امتیاز گنہگار و بیگناہ کے ہمارے قتل کے بارہ میں حکم صادر فرماو گیکھا پس مناسب یہ ہو کہ ہم دکن سے باہر بخاویں اور مثل گو سفند دست و پالبتہ آپکو قصبہ کے سپرد کریں کہ مفت اور راہ گمان قتل ہوں چنانچہ بعد اس قرار و مدار کے سرحد سے کوچ کر کے عازم مراجعت ہوئے اور احمد لاجپن کو کہ مقام تشدد میں آنکر دیکھا مافع چوتا تھا قتل کیا اور با اتفاق تمام دولت آباد میں گئے دور دکن کی خلافت کر بادشاہ کے قتل و غضب سے جان سے تنگ آئی تھی بعضے ان کے شریک ہوئے اور بعضوں نے آدمی متہد ان کے پاس بھیج کر

دراچہ جو بادشاہ کی خدمت سے لشکر بھیجا وہاں کو کر کے اور حکم فرمایا وہاں سے

انہما کی محبت کی اور نصیب کا وہ آہنگ اور صفا کا وقوع میں آیا یعنی نسا و عظیم کہ دست تدارک اس کے علاوہ سے کوتاہ تھا
 حادث ہوا قطعہ رحمت زبیا دوسی شہر بارہ پچھپکے گردن سر انجام کا رہا چو بیدا و پیشہ بود شہر بارہ نماز بر مملکت
 پانڈارہ عمار الملک ترکمان الملقب بسرتیز نے کہ داماد سلطان محمد تغلق اور سپہ سالار بارہ اور خاندان کا تھا اور پچھپور
 میں استقامت رکھتا تھا جب تفرقہ اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا اور اسے یقین ہوا کہ جبکہ اور خلاصہ امر خاندان سے دور
 ہوا کہ اسے مخالف سے ایک بان تھو اور پڑا اس کے تصبیح اور دفع کے میں اس واسطے توقف میں صلاح نہ کی تھی تھار
 کے بہانہ پچھپور سے باہر نکل گیا اور ساتھ ایک جماعت قلیل مخصوصوں اور معتدون کے لشکر کنان سلطان پچھپور
 نذر بارہ میں پہونچا اور اس طرف کے جب اس کے فرار پر مطلع ہوئے سب متفق ہو کر مال اسباب عمار الملک پر متصرف
 ہوئے اور دولت آباد کا راستہ لیا اور اہل خلافت سے پیوستہ ہو کر اظہار اتحاد اور محبت کیا اور مرد و مہار و دولت آباد
 نے بھی جب مخالفوں کی قوت اور کمزوری دیکھی تو انھوں نے بھی ساتھ اس جماعت کے رابطہ دوستی اور اتحاد کا
 ہم پہونچا اور عالم الملک کو گرفتار کر کے قلعہ کو مع خزانہ اور اسباب تجل حضرات مخالفین کے سپرد کیا اور
 بیٹے کے عرصہ میں مملکت دکن کہ ہزار طرح کا خون جگر کھا کے لی تھی شاہ دہلی کے قبضہ تصرف سے براہ روہ
 ہوئی اور اس خطہ میں کوئی مطیع اور فرمان بردار نہ ہوا اور جب میلان صدرہ متکبالیہ امر خطہ کے ہوئے پس میں شہر
 کو کے کہنے لگے کہ یہ امور مہات ملی اور مالی بے سرد اور حاکم کے صورت پذیر ہونے کے شرط عقل وہ ہو کہ درمیان لینے
 ایک شخص کو سرسلطنت پر جلوہ گر کرین تو مہات ہمارے ایک صورت اور رونق پیدا کر بن نظم جو پیش ملاطری نماز
 یہ گنجینہ قلعہ بارے نماز ہے گنج در دست ایشان فتادہ باخوب اسباب تازی نژاد و بکر نڈانگہ ملی انجن ہم
 نیک را بان ثابت بخن بہر ان جلا گفتند بالاتفاق ہا کہ بے شاہست بہر اتفاق ہم انیکر دو کی مرد سر
 بہ بندیم ما جلا پیش کر بعد از گفتگو سے دراز و قیل قال بسیار قرعہ بنام اسمعیل فتح افغان جو امراء و نزاری سے تھا
 چاکر اس واسطے کہ بڑا بھائی اسکا ملک گل افغان اعظم امراء سلطان محمد تغلق شاہ سے تھا اور اس حصہ میں مع لشکر
 مستحق جنگ و پیکار رہتا تھا یا میرا سکے کہ عند الحاح اپنے بھائی کی مرد اور اعانت کر گجا جمیع امراء دکن نے
 خواہی خواہی اسمعیل فتح افغان کو ساتھ ناصر الدین شاہ کے مخاطب کر کے چتر سکے سر پر بھایا اور خطابات جو کہ
 درمیان افغانان متعارف ہیں ایک دوسرے کے درمیان میں قسمت کیے اور ہر ایک سردار مملکت دکن کے ایک قطعہ پر
 متصرف ہوا اور سب کے سب ج فراہم نے میں مشغول ہوئے اور سلطان محمد تغلق شاہ کی مخالفت میں بیکرل اور محبت ہوئے
 اسوقت جس کا نگوئی میں نے بخطاب ظفر خانی مشرف ہو کر جاگیر بکری اور داغ اور سراج اور کلہاؤرس آباد کلہاؤر سے ختم ہوا
 اور وہ پچھپور کے حاکم حصار کلہاؤر کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے لوکران خبر سے تھا یہ تیج کو کے مستقل ہوا اور نور الدین نام
 ایک شخص خاں جہان ہو کر وہ بھی جاگیر لائقہ پر متصرف ہوا اور جو بادشاہ محمد تغلق شاہ نے گجرات میں برہمنی سبیل استیصال
 دولت آباد کی طرف متوجہ ہوئے اور عمار الملک ترکمان الملقب بسرتیز اور ملک گل افغان بھی مع لشکر مالوہ
 کے شریک ہوئے اور ناصر الدین شاہ نیس ہزار سوار افغان اور مسل اور راجوت اور دکنی جمع لاکر دولت آباد کے
 قلعہ سے براہ ہو کر اس میدان میں جہان سلطان عاز الدین خلجی اور سپہرام دیو لوطے تھے صفین آباد سے کہ بادشاہ
 سے جنگ میں مشغول ہوا اور مہینہ اور مہینہ بادشاہی کو برہمن اور متفرق کر کے قریب تھا کہ بادشاہ بھاگے یا دستگیر ہو سکے

کر دفعہ خذلان اور کفر ان نعمت جلو گیر ہوئی ولی نعمت سے مصافحہ کرنا مبارک نہ آیا یعنی نور الدین الخطاب بن خلیفہ
 کے ایک تیرمقتل میں ایسا لگا کر خانہ زمین سے زمین پر کیا اور لشکر خاص لگی کہ چھ سات ہزار تھے ایک بار کی پیچیدہ دکھا کر بھاگے
 اور اس وقت ناصر الدین شاہ کے علی اور برائیا خود غالب ہو کر علم اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور اہل معرکہ نے جب علم اپنے
 مقام پر نہ دیکھا ناصر الدین شاہ کے بھاگنے پر گمان کر کے ہاتھ جنگ سے کھینچا اور چونکہ شب نزدیک تھی جنگ گاہ کے قریب
 فوجیں ہوئے اور جوانوں اور بہادر دن کے زخموں کے باندھتے اور ٹانگے میں مشغول ہوئے اور سلطان محمد تغلق شاہ بھی شہید اور
 خزاہ اس مقام میں جہان جنگ واقع ہوئی تھی ایسا کہ کر کے لازم ہوشیاری اور بیاری میں مصروف ہو اور سحر ہوتے
 ناصر الدین شاہ اور حسن کانکوی بھی الخطاب بن ظفر خان اور جمیع سرداران دکن نے آپس میں مشورہ کر کے پتہ اور دیکھا اب صلح
 جنگ صاف میر نہیں ہر چاہیے کہ ناصر الدین شاہ مع اس جماعت کے کہ قلعہ کی محافظت میں کام آوے دولت آباد کے
 قلعہ میں بچھن ہووے اور حسن کانکوی بھی الخطاب بن ظفر خان مع بارہ ہزار مرد اہل نبرد قلعہ گلبرگ میں قیام کرے اور وہی
 آزاد ذمہ دار رہے تو جس طرف کہ لشکر بادشاہ متوجہ ہووے اس کے دفع کے واسطے اقدام کرے اور باقی امر اجا بجا اپنی جائزین
 پر موجود ہو کر یگانہ کی حفاظت میں سرگرم رہیں اور ایک دوسرے کی اعانت میں آپس کو معاف اور تفریق نہیں بعد اس قرار
 داد کے ابھی نصف شب باقی تھی کہ کوچ کر کے ہر ایک نے اس طرف کہ مقصد کا تھا روانگی کی اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب
 علی الصباح اس صحرائ میں اس جماعت سے نشان نہ دیکھا عدا الملکات کمان کو مع لشکر مستعد ہوا اور حسن کانکوی بھی الخطاب بن ظفر خان
 کے تعاقب میں بھیجا اور خود دولت آباد کی تسخیر میں متوجہ ہوئے اور چونکہ رملان اور خضر شناسون بادشاہی نے بادشاہ سے
 عرض کی تھی کہ تین روز تک شرف معاصرہ کے واسطے سماعت خوب نہیں ہو سکتی اس واسطے ان دنوں میں اہل قلعہ کے ڈرانے کے
 واسطے امرائے بادشاہی انواج آراستہ کر کے قلعہ سے دور درایت وہ ہونے لگیں جو تھے دن اہل قلعہ پر بنیا جنگ ال کر
 سا با ط کی تیاری اور مخفی نشیب کرنے اور سرنگ کھودنے میں مشغول ہوئے اور روز بروز مردم اندر و فی قلعہ پر کام تنگ
 کرتے تھے اس درمیان میں علی سے خبر آئی طینی نام ایک غلام نے جماعت اور باش اور احوال اپنے پاس جمع لا کر اہل قلعہ
 اور طبیان اختیار کی اور ہر دم کجرات تحصیل تمام روانہ ہوا اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب یہ خبر سنی ابک جماعت کو دولت آباد
 کے محاصرہ کے واسطے مقرر کیا اور خود کجرات کی طرف متوجہ ہوئے اور بعضے امرائے ناصر الدین شاہ کے ناسک اور پاؤہ میں ہتھے
 تھے بادشاہ کی مراجعت سے واقف ہو کر وہ ات آباد کی سمت راہی ہوئے اور جب ان امر کا جو قلعہ کے محاصرہ میں مشغول
 تھے مقابلہ نہ کر سکے تو بادشاہ کا پیچھا کر کے آب زبدہ کے کنارے تک پیش لشکر بادشاہی پر تکتا ذکر کے بہت بہت خرابا
 قلعہ میں پہنچائیں اور چند فیل خزانہ کو چپرا شرفی اور طلا با ہر تھاہ ستیاب کر کے مراجعت کی اور حسن کانکوی بھی الخطاب بن ظفر خان
 اس عدا بیت غنیمی سے شادمان اور امیدوار ہو کر امرائے اطراف کو فراہم لاکر مع بیس ہزار سوار کا رگہ رگہ قلعہ احمد آباد
 بیدار کی طرف کہ عدا الملکات ترکان الخطاب بن ظفر خان لشکر گران اس مقام میں مقیم تھا روانہ ہوا اور عدا الملکات
 ترکان بھی لشکر جمع کر کے مع شوکت و عظمت تمام حسن کانکوی بھی علی کے مقابل آیا اور بیس روز ہر دین نے اپنے دہر پر
 خندق کھودی لیکن کوئی جنگ میں جرأت نہ کرتا تھا ہر اتک کہ راجہ ملکات لنگ نے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے ہاتھ سے
 نہایت تنگ اور عاجز تھا کو اس سے پندرہ ہزار پیادے حسن کانکوی بھی الخطاب بن ظفر خان کی مدد کے واسطے بھیجے
 اور ناصر الدین شاہ نے بھی پانچ ہزار سوار مع خزانہ سلطان محمد تغلق شاہ کے دستیاب ہوا تھا اس کی کمک کے واسطے دولت آباد سے

روانہ کیے اس صورت میں ظفر خان کے پاس ایک جمعیت عظیم ہم پہنچی پس بقصد جنگ طبل بجا کر سرباز ہی ملک سیف الدین غوری سپاہ بآئین بانستہ آراستہ کی اور اس طرف عماد الملک ترکمان کہ شجاعت اور مردانگی میں ضرب المثل زاد تھا آراستگی فوج میں مستعد ہوا اور زمینہ اور میرہ درست کر کے ظفر خان کے مقابل آیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ زمین خون سے رنگی اور آسمان کا رنگ فق ہو گیا اور صبح سے ظہر تک طرفین کے بہادر اور تہمتن مقتول اور مجروح ہوئے اور جو تقدیر ملک ملک بخش جل شانہ مقضیٰ اس امر کی تھی کہ حسن کا نکوی ہمیں دکن کے بادشاہی پر سرفراز ہوا۔ خاتم باغیہا ہی اس دیار کی اسکے زیب انگشت ہو عماد الملک ترکمان اس سرکہ میں مار گیا اور شکار کا منہم اور متفرق ہوا چنانچہ بعضے مفرد قلعہ احمد آباد بہار میں اور بعضے قلعہ قندھار میں قلو بند ہوئے اور کچھ لوگوں نے بخت و بخت تمام آپ کو سر زمین پونہ پہنچایا اور ظفر خان نے ملک سیف الدین غوری کو دونوں قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود مظفر منصور ہو کر راجست و شکست موخر رخ طبل و علم و سامان سلطنت کے جو عماد الملک ترکمان سے بڑو ترشیر لیا تھا ناصر الدین شاہ کی امداد کے لیے بطاح سعد دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور وہ امر کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے جس طرح بارہ ہزار سوار اور سپاہ کے دولت آباد کے محاصرہ میں مشغول تھے عماد الملک ترکمان کے قتل ہونے اور فوج کے تفرق سے اور حسن کا نکوی ہمیں المناط لبظفر خان کے پہنچنے سے خائف اور ترسان ہوئے اور دہلی اور گجرات کا رہتلہا اور ناصر الدین شاہ دولت آباد سے براہمہ ظفر خان کے استقبال کے واسطے نظام پور میں کہ چھو کوس دولت آباد سے ہو گیا اور ملاقات کر کے چاروں اس مقام میں قیام کیا اور جب جانا کہ حسن کا نکوی ہمیں نے استقلال بدرجہ کمال پہنچایا ہو اور اسکی بزرگی نے دلوں میں قرار پکڑا ہو اور لوگ اسکی بادشاہی کے نہایت راحب اور مال میں پیشدستی کر کے جمع امر کو حاضر کیا اور کہا کہ میں سزاوار اس امر عظیم کا نہیں ہوں اور کبر سنی اور فراغت و عشرت کی رغبت کے سبب سے ملکہ اری کی برہمنین رکھتا ہوں اور اول میں نے تمھارے مکلف ہونے سے اس خطر کو قبول کیا تھا اب مجھے سحاف رکھو اور یہ عمل جلیل تم دوسرے کی جانب رجوع کرو اٹھو نے جوابے یا کہ حسن شخص کو آپ تجویز کے فرمائیں اسکا حلقہ اٹھاتے اپنے زیب گوش کر کے اسے سر سلطنت پر تمکن کریں ناصر الدین شاہ نے کہا کہ حسن کا نکوی ہمیں شراہ ہو اور اندر بزرگی اور شجاعت اسکے ناصیہ سے ظاہر اور ہویدا ہیں اور تاج و تخت کے لائق ہو الفصہ یہاں رہتے ہیں خاص و عام کو پسند آئی اور سکھوں نے اس پر اتفاق کیا اور تخت پر جلوس کی ساعت اختیار کرنے میں درمیان صدر الشریف سرفندی اور میر محمد بخش کی کہ امر اے صدہ دکن سے تھے اور علم نجوم اور ریاضی سے بہرہ وافر رکھتے تھے اور درمیان بھان ہندی کے کہ جس اردو میں حاضر تھے بہت گفتگو اور بحث واقع ہوئی اور جو بھان براہمہ کفرت سے تھے ظفر خان نے انکی ساعت مجوزہ منظور کی اور بادشاہ قطب الدین کی مسجد میں بروز ہفتہ شہر ربیع الثانی کی چوبیسویں تاریخ سنہ سات سو اڑتالیس ہجری میں تاج شاہی اسکے زیب سر کر کے چھتر سیاہ کر نشان خلفا و عباسی ہو غینا اور تبر کا اسکے سر پہ چھوایا اور مملکت دکن کا خطبہ اسکے نام پڑھا کہ شاہ علاء الدین حسن کا نکوی ہمیں خطاب دیا اور شہر حسن آباد گلبرگہ کو نال مبارک سمجھ کر حسن آباد نام رکھ دیا اور اسی کو پائے تخت اختیار کیا ابیات بنام حسن خسروی شد تمام یہ جہان زیر فرمان او گشت رام پور و ناگ شاہی برآمد بگاہ بہر آور و بر سر کیا لی کلاہ بہر شمشیر فرمانروائی گرفت بہر داد و بخشش بادشاہی گرفت بہر جان از و شد عمارت پرید بہر مملکت نام نیکش رسید بہر ان شہر گلبرگہ تختگاه بہر عمارت بر آور و براوج ماہ

بنام حسن شہر شہرچون تمام ہندوستان حسن آباد نام ہے اور ملا دو بیہری نے کتاب تاریخ تحفۃ السلاطین میں کہ
 بنام دالتاب بادشاہ ہنر پرور فضیلت گستر فیروز شاہ ہمنی آراستہ کی ہجو یوں مرقوم کیا ہے کہ صدر الشریف سمرقندی اور محمد
 منجم بخشی بارہا مجلسوں میں مناسف ہو کر کہتے تھے کہ اگر سلطان علاء الدین اس ساعت میں جوہم نے تجویز کی تھی تو ملک
 اور سلطنت ہو کر خطیہ اور سکے اپنے نام پر طعنا بہتر تھا اور یہ خبر سلطان علاء الدین کے سمع سیارک میں پہنچی تو متفکر
 اور اندیشہ نگار ہوا اور دونوں فاضلون کو خلوت میں طلب کر کے اُن سے تاسف کا سبب استفسار فرمایا اس واسطے کہ اس کے
 آئینہ خاطر میں توہم کی صورت عکس پذیر ہوئی تھی کہ شاید اس سبب سے دونوں فاضلون کا تاسف ہو اس ساعت کی
 تاثیر سے جو بھان ہندی نے اختیار کی ہو کہ کوئی نقص خلیل میری سلطنت میں راہ پاویگا یعنی بادشاہی ملک کن مجھ پر نہ ہوگی
 بنا بریں صدر الشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بخشی نے اس معنی کو سمجھ کر قسمیں شدید کھائیں اور کہنے لگے کہ جس امر نے خاد شریف
 میں خلل کر کیا ہو وہ نہیں ہو رہا ہے تاسف کا اور سبب ہو سلطان نے بوجھا وہ کیا ہو وہ عرض ہوا کہ کہیں وضع اور
 اشکال ہوا ہو غلطی سے ایسا معلوم ہوا کہ اس ساعت میں آنحضرت تخت سلطنت پر چلے گئے تھے تاثر اُنکی سے حدشائبان
 اس دو دمان کا سبب نفز کو نہ پہنچے گا اور عدد سال بھی دو سو کی مدت نہ چھینچے گا اور وہ ساعت کہ
 ہم نے تجویز کی تھی اُس کے حسن اثر سے سات سو برس بادشاہی اس خاندان میں رہتی اور ڈیڑھ سو نفر
 حضرت بادشاہ کشور گیر گیتی ستان کی اولاد و احقاد سے اور رنگ سلطنت دکن پر جلوس کرتے سلطان
 علاء الدین حسن اس کام کے سننے سے مطمئن ہوا صدر الشریف سمرقندی کو بدستور قریب منصب
 صدارت پر اور میر محمد منجم بخشی کو منصب تھناے عسکر پر سرفراز فرمایا مولف اس حکایت کو ابھجکا کہتا
 ہے کہ ایک سو شتر سال میں دولت آل بہمنہ منقضی ہوئی اور عدد سلاطین بہمنی بھی سبب نفرت
 نہ پہنچا فضل اور علما رصاحب النصاب پر صدق کلامی اُن دونوں بزرگوار کی اور مہارت اُنکی علم نجوم میں ظاہر ہوئی انھیں
 سلطان علاء الدین حسن اور سلطنت میں مشغول ہوا اور جیسا کہ مزاد اور لائق ہو سلطنت اور جہاندارسی کا کام
 انجام دیا تو روز بروز دائرہ اُس کی مملکت کا عریض تر ہوا اور یا سے پوند سے قلعہ او دنی کے اطراف تک اور بندر
 جیول اور دایل سے شہر احمد آباد تک اُس کے حوزہ تصرف میں آیا اور کہتے ہیں کہ سلطان علاء الدین حسن نے
 جسد مہم کو تحت بادشاہی مملکت دکن پر قدم رکھا اول جو حکم کہ اُنکی زبان پر جاری ہوا تھا یہ ہے کہ باج من طلا اور کس
 من نفقہ شیخ برہان الدین کی معرفت کہ دولت آباد میں رہتا تھا شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی مدد کے
 واسطے نفرا و وساکین کو پہنچاؤ اور اسماعیل فتح افغان کو امیر الامر خطاب دیکر سپہ سالار کیا اور خطاب ناصر الدین کا
 اُس سے سلوب کیا اور ملک سیف الدین خوری کو کہ نیک سرشت اور عقلمند و سخن شناس اور مردم شناس اور
 قدروان تھا اور حقوق سابقہ بھی بہت رکھتا تھا امور بادشاہی کا وکیل مطلق کیا اور اُنکی بیٹی مسماۃ شاہ بیگم کو اپنے
 بڑے بیٹے کے واسطے خواستگاری کی اور ہر ایک خدام بارگاہ گردن شہنشاہ اپنے کو کہ اُنکی ہر اہی میں شریک رہے
 و لقب اور کیدل تھے خطا ہمارے مناصب عنایت فرما کے اور جاگیر لائق سے سرفراز فرمایا اور قلعہ دولت آباد کا
 بہرام خان مازندران کے سپرد کر کے بائیں بادشاہان عالی قدر و خواقین کا مکار نامہ رفاہ الفتح و الطغر ہو کر باندہ
 حسن آباد گلبرگ میں توجہ فرمائی بہت سوز و دولت برہمن و فتح و نصرت برسیا رہا جاہ و ثمت ہم خان و تخت و دولت

ہرکاب : اور باد جو دم آبی اور بے صفائی کے چونکہ اس موضع کو اپنے اوپر مبارک اور فرخندہ جانتا تھا پاسے
 محنت کر کے حسن آباد نام رکھا اور ساتھ وعدہ کے وفا کر کے دفتر محاسبہ مالک محروسہ اپنے کا کلمہ ہی میں کے پیر و گیارہ
 اس عرصہ میں سلطان محمد تعلق شاہ کی ملازمت ترک کر کے دکن میں آیا تھا اور طغرے فراہین اور نقشبندی میں اس کا اسم
 اس طور سے اپنا جزو اسم کیا کہترین بندہ حضرت بھانی علاء الدین حسن کا کلمہ ہی میں اور شہر ہر کہ قبل اس کے براہمہ
 بادشاہان اسلام کے عہدہ او عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور قریبوں اور زادیوں اور سواہل انار میں انواع علم کے
 تحصیل میں خاص علم نجوم کے کسب میں مشغول رہ کر منوکلانہ زندگی کرتے تھے اور نوکری اہل دنیا خاص مسلمانوں کی مزید
 حسانت جاکر اور شقاوت ابدی تصور کر کے عہدہ او عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً بعض ان میں سے بوسیلہ طبابت کے
 یا نجوم اور وعظ اور قصہ خوانی سے ارباب جاہ کی صحبت میں رہتے تو ان کے انعام اور احسان سے شکوہ نہ کرتے تھے
 ہوتے تھے مگر گردن بند نوکری کا اپنی گردن میں نہ ڈالتے تھے اور اول جس شخص نے فرقہ براہمہ سے سلاطین اسلام
 کے دور میں نوکری قبول کی کانگو پٹرت تھا اور اتنا کہ سنا کہ ایک زار رسول بھری میں بخلاف سائر مالک ہند کے دفتر
 بادشاہان دکن کا اور نوینہ کی ولایات کا کام بہا منہ سے مرجوع ہوا اور سلطان علاء الدین حسن نے حسن تدبیر اور راس صاحب
 اور ضرب شمشیر ثاقب سے تھوڑے عرصہ میں اس قدر ولایت دکن کہ اور عہد دولت بادشاہ محمد تعلق شاہ میں اس کے امرا کے
 تصرف میں تھی مسخر اور مفتوح کی سواہ قلعہ او دنی کے اور امرائے مغل اور افغان اور راجپوت کو جو سلطان محمد تعلق شاہ کی
 طرف سے قلعہ بید اور قنہار میں تھے لطف اور ملازمت سے مطیع اور فرمانبردار کے دہلیوں حصار کو اپنے قبضہ میں لایا
 اور کولاس کو بھی مع مصافحات کے راسے در محل سے لیکر اس سے محبت کا طریقہ سلوک رکھا اور سب جاہل حسن آباد و گلبرگہ اور
 اس کے قلعہ کو مزارس ہوا تھا ایک روز زمین بنیاد ڈال کر تھوڑے عرصہ میں اختتام کو پہنچا یا اور سترہ سال سواروں بھری
 میں جب سلطان محمد تعلق شاہ کی خیریت سنی خاطر اس طرف سے ملے کر کے اپنی ترقی سلطنت کا زیادہ تر اسیدوار ہوا اور غور
 دودت کے ہتھکام میں مشغول ہوا اور پہلے ملک سیف الدین کی بیٹی اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کے عقد نکاح میں لاکر بادشاہان
 کا نگار کے دستور کے موافق اس کے سپرد کی اور کہتے ہیں کہ ایام جشن و طوی میں کہ عروسی کے واسطے ترتیب پایا تھا ایک دن
 شاہزادے کی والدہ المدعوہ بلکہ جہان نے ایک آہ سر دکھنی کہ اس وقت میں لازم ہر کہ میرے فرزند کی خالہ حاضر ہو کر
 و طوی کی سیر کرے سلطان علاء الدین حسن نے پوچھا کہ اسکی خالہ کہاں ہو بولی لمٹان میں سکونت پذیر ہو گئے تھے بادشاہ نے
 کچھ نہ کہا اور مجالس سے اٹھا اور جیسا کہ کوئی شخص واقف نہ ہوے ایک جاہل کو اس خلیفہ کے لانے کے واسطے لمٹان کی
 طرف بھیجا اور ارباب غل کو حکم فرمایا کہ ایام جشن کو دراز کر کے جس قدر زرہ اخراجات طوی کے واسطے درکار ہو خزانہ
 سے ماہ ماہ ملک سیف الدین خوری کی سرکار میں پہنچاویں یہاں تک کہ ساتویں چہنہ جماعت مرسولہ شاہزادہ کی خالہ
 کو ڈولی میں سوار کر کے حسن آباد و گلبرگہ میں لائی اور سلطان علاء الدین حسن مسرور اور محفوظ ہو کر اس بہانہ اور وزرہ
 سے کہ یہ ڈولی ملک سیف الدین کی محشیہ کی ہر ملک جہان کے پاس بھیجی اور جب اس نے اپنی بہن کو دیکھا حیران
 ہوئی آخر الامر حقیقت احوال سے مطلع ہو کر شکر بادشاہ کی عنایت بنیادیت کا پیش پہنچا یا اور شاہ صاحب
 سروت نے جشن ماے خوب غیر مکر کیے اور مجلسین مرغوب اس کے واسطے برپا رکھا اس کے روبرو عروس کا عقد یا بندہ
 شاہزادہ کے سپرد کی میت برسم کیاں عقد فرزند شاہ بہرستہ با حور زیبا جو ماہ ۱۰ اور مدت بزم میں با وجہ عدم

استنداد ایام بادشاہی دس ہزار تبار زر زلف و نعل و اطلس اور ایک ہزار گھوڑا عربی اور عراقی اور دو سو سپہ سالار اور شیش ہزار صاع مع جواہر قیمتی امرا اور منصبداروں اور بادشاہی غلاموں کو عطا فرمائے اور ایک برس تک سامان جشن و عیش و سرور دیار بادشاہی میں چند مقام پر محققین نصب کر کے قسم قسم کے نقل اور بیوہ جات جو ہندوستان میں مشہور ہیں اُس پر لکھکر اہل شہر کو لٹکائے تھے اور ہر روز شہر کے جمیع مساجد میں دیگین رنگ برنگ طعمہ کی بجا کر نقد اور صفحہ تقسیم کرتے تھے اور جشن روز جلوس یعنی ریح الاغر کی چوبیسویں تاریخ کو شروع ہوا اور دوسرے سال کی چوبیسویں رینہ الثانی کو ختم ہوا اور روز اختتام کو جمیع امرا اور ارکان دولت نے انواع تحف و ہدایا اور جواہر و قیمتی اور نقد و فراوان ہر قسم شیش شاہ حجابہ کے نظریں اثر سے گزران کر شرف قبول سے سرفراز ہوئے اور اس سبب کہ ملک سیف الدین غوری کو ایک ایسی نسبت خاندان بادشاہی میں ہم پہنچی تھی تو بالضرورت زیادہ تر تعلق ہوا اور روز بروز میں کتھام علما اور فضلا اور صدور اور قضات اور اعیان درگاہ کے فراہم ہونے سے ایک مجلس منعقد ہوئی تھی صدر الشریعہ سمرقندی اور سید احمد غزنوی مفتی نے بادشاہ کے اشارہ کے موافق ملک سیف الدین غوری کا ہاتھ پکڑ کے بالانے دست اسماعیل فتح خان جگدوی اور ترب اسماعیل فتح کا اُس درگاہ میں اس درجہ تھا کہ روز ہائے عید اور ایام متبرک میں جب مجلس شاہ میں آتا تھا اُس کے واسطے قیام اور تعظیم کر کے چند قدم اپنی جگہ سے متقبل کرتا اور اس وقت دیوانخانہ میں جا کر تخت پر اجلاس کرتا اور خلعت درگاہ کو باروتیا اس واسطے کہ اسماعیل فتح نے چند روز امرا بادشاہی میں قیام کیا تھا اُس موقع پر سکو تقدم ملک سیف الدین کا بہت دشوار اور نہایت گران جلوم ہوا تخت کے قریب گیا اور بے شکایت میں کھڑے اور سرشک بیطامنی سے صفحہ چہرہ پر روان کیے سلطان علاء الدین جس نے فرمایا کہ تو منصب امیر الامرائی اور سپہ سالاری پر مخصوص ہو اور ملک سیف الدین غوری منصب وکالت اور نہایت پر منصب ہو پس باوجود دیکھنے مجالس بادشاہان اور جانے قدر و منزلت خداوند ہر منصب کے تلاش برتری کچھ مٹی نہیں رکھتی اسماعیل فتح نے جب یہ جواب سنا تسلیم و رضا کے سوا چارہ بچا نہ محسب ظاہر انداز اطاعت اور فرمانبرداری کی اور ہر روز حسب معمول بادشاہ کی مجالس میں حاضر ہو کر کمال بشارت اور شگفتگی ملک سیف الدین غوری سے فرار کھڑا رہتا لیکن باطن بادشاہ کی نسبت دل و گون کر کے قاصد اس امر کا ہوا کہ خزانہ دین اور خوشیوں کے اتفاق سے کہ سکاسک امرا میں منتظم تھے اور بعض افغانان کبار کی اعانت سے کہ ساتھ اسکے طریق اتحاد رکھتے تھے سلطان علاء الدین جس کو فرصت کے وقت اٹلے سواری و شکار میں درمیان سے رفع کرے اور بدستور قدیم امرا بادشاہی کو انجام دے لیکن جو تدریس تقدیر کے موافق نہ تھی کہیں مراد کی و گون ہوئی یعنی بادشاہ نے اُس کے اندیشہ اصواب پر گاہی پائی اور مجلس عظیم ترتیب دیکر جمیع امرا اور منصبداران اور سادات اور قضات اور علما اور شیعہ کو حاضر کر کے اسماعیل فتح سے سبب عذر کے اندیشہ کا استفسار کیا اس نے منکر ہو کر قسمیں شدید کھائیں شاہ علاء الدین جس نے حاضر مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جو شخص کہ اسماعیل فتح افغان کے و سوسہ کے باعث راہ راست سے منحرف ہو کر اُس کی بیعت میں آیا ہو وہ بیعت و ہراس ادا سے شہادت کرے اور جو کچھ اسماعیل فتح سے دیکھا اور سنا ہو بلا تامل اظہار کرے اُسے پوشیدہ نہ رکھے کہ میں اُسے مانو خواہر و مستوب نہ کرونگا پس ایک جماعت امرا اور منصبداران شاہی نے کہ اسماعیل فتح سے پوشیدہ دست بیعت و راز کیا تھا باقی اپنی زندان ظلم بادشاہ سے راستی میں تصور کر کے کچھ بیان و تہی تھا اس طرح سے مذکور کیا کہ سب کو یقین ہوا اور شک و شبہ ظن باقی نہ با بادشاہ علاء الدین جس نے اسماعیل فتح پر بیعت و ہراس و جرم

حاضران مجلس سے قربانے قتل حاصل کر کے آتش غضب افزہ کی اور اسی مجلس میں تیج سیاست سے اسماعیل فتح کو قتل کیا اور ظلم و غور و رون کے جرائم اعمال پر کھینچا کسی وجہ سے انھیں نہ سنا یا اور زبان ان کے طعن میں نہ کھولی اور گناہ اسماعیل فتح کے فرزندوں اور عزیزوں کا بھی دیدہ و دانستہ معاف فرمایا اور انھیں حضور میں طلب کیا اور اس کے فرزند بہادر خان کو قائم مقام کر کے منصب اس کا ازرا فی دیکھا اور اس کے جمیع عزیز و اقارب کو لطف و عنایت خاص سے مطمئن اور محفوظ کیا اور اسماعیل فتح پر سیاست اور جرم بخشی مردمان دیگر اور عظیم و نکیر فرزند ان اسماعیل فتح سے استقلال اور غلبہ بادشاہ ایک درجہ سے ہزار درجہ ہوا اور محبت اس کی خلق کے دلوں میں جیسے کہ چاہیے ہر جا گزین ہوئی اور اسے تلنگ کہ مدت سے اس زمانے تک مقام سرکشی اور بزدلی تھا اور بادشاہ بسبب امداد سبالت کے کہ اس سے وقوع میں آئی تھی اس سے مدار کرتا تھا آخر وہ بھی اخلاق بادشاہی سے شرمندہ ہوا اور اخلاص اور اطاعت اظہار کی اور باج و خراج کہ ہمیشہ شاہ دہلی کو دیتا تھا اسی قدر اپنے ذمہ واجب الادا سمجھ کر خزانہ عامہ میں داخل کیا اور بسلطان علاء الدین جس کا کسی طرف کوئی دشمن اور بدخواہ باقی نہ رہا اس وقت امرا و ارکان دولت کو بلا کر ایک مجلس میں قرار دی اور فرمایا حق سناؤ تھا جل شاہ نے مجھے دولت بقیاس ازرا فی فرمائی اور چیدہ اور خلاصہ لشکر دہلی کہ دکن کی حفاظت کے واسطے اس طرف تم تعین تھا عنایت یزدانی اور توفیق ربانی سے میری ظل راہت میں فراہم اور مجتمع ہوا میرے زمین یوں آتا ہے کہ یہ جماعت ہزارہ رکاب لیکر جس طرف کو توجہ کرو گنا فوج فتح اور غیر فرسی دوا سپہ میرے استقبال کو دوڑ گئی اس صورت میں مناسب یہ ہو کہ کیا استقامت رکاب عزیمت میں رکھ کر جہانگیری میں مشغول ہوں اور جس آبادی کے گرسے سپ خوشخام کو جولان کر کے اودنی سے بھیجا مگر تاک اور بیت بندامیر سے ولایت معتبر تک اپنے قبض و تصرف میں لاؤں اور اس کے بعد گوالیار کی طرف راہت ظفر آیات کو حرکت میں لا کر حصہ مالوہ اور خطہ گجرات کو اپنے خطہ اور سرحد سے بلند مرتبہ کروں تاک سیف الدین غوری نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر ازروے دانش اور پیش عرض کیا کہ ولایت کرنا تاک اشجار اور انہار سے ملو اور پھر ہر اور رطوبت بہت ہو اور غلبہ رکھتی ہر خصوص موسم ہر ساتا بن گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور بیل اور جمیع حیوانات ہمارے اردو کے کہ ہوا سے ضد و مخالفت اس ولایت کی پرورش یافتہ ہیں انکا اس طرف مددوں رہنا اور زندگانی بسر کرنا بہت دشوار ہے اور بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں دو تین مرتبہ لشکر کشی دھور ہمنہ پر ہوئی تھی حیوانات صامت اور ناطق سے دس حصہ سے ایک حصہ سلامت نہ پھرے تھے الفقیہ وہ ولایت اس کے لائق نہیں کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اس طرف لشکر کشی کرے صلاح دولت اس میں ہے کہ اول ایک جماعت کو کرنا تاک کی سرحدوں کی تسخیر کے واسطے کہ ہوا وہاں کی اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ موا نفقت کھتی ہو روانہ فرمائیں اور اس حدود کے سرکش راجاؤں کو کہ اس وقت تک تحفہ دیدار اور ایلی درگاہ گیتی پناہ میں روانہ نہیں کیے اور رابطہ اخلاص اور محبتی کا ہم نہ پہنچایا ہے ضرب شیعہ غازیان اسلام سے مطیع اور فرمان بردار کر کے باج و خراج گننے لیکر خاطر اشرف اس طرف سے مطمئن فرماویں اور جو تختہ گاہ دہلی ان سنوات میں کمال سیر و نفی رکھتا ہو خود بدولت و اقبال و سعادت بعزم تسخیر مالوہ و گجرات و گوالیار کہ امرایے صاحب وجود سے خالی ہر نہضت فرما کر راہت جہانگیری اور تعلیم کشائی کے بلند ترین سلطان علاء الدین حسن نے اسے ملک سیف الدین پرفرین خوان ہوا اور عہد الملک تاشکندی اور مبارک خان لودھی کو جو امراے عظام سے تھے کرنا تاک کی طرف تعین فرمایا اور انھوں نے

آبادی کفار کو دریائے تاوی جی کی تک تاخت اور تاراج کیا اور آگ و غارت اس قوم کے منازل اور ساکنین میں بکثرت کر کے دولاکھ استثنائی کربھارت دو سو ہزار تولہ سے ہزار ہوا ہر و آلات وافر اور مردار و بدمن کا ترک کر کے سرلیح الحساب اس کے شمار سے عاجز ہوا اور دوسویں کو ہمتی اور ایک ہزار تقاص اور ساکنانہ وہاں کے راجاؤں سے شکایت لیا اور اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مہینہ کوئی دقیقہ لازم عہدہ بیان سے باقی نہ رکھا پھر ہانکے راجاؤں کے ایچچون کے اتفاق سے شروع موسم برسات میں سالانہ غنائم معاہدہ کی اور سلطان اس لشکر کو بیکار کی مراجعت کے بعد ملک سیف الدین غوری کے ہتھکوب سے سالانہ سفر درست کر کے ماہ شعبان ۸۸۷ھ سات سو اٹھاون چوبیس میں حسن آباد گاہگر سے دولت آباد کی سمت روانہ ہوا اور جب بالا گھاٹ میں پہونچکر جائزہ فوج کا لیا پچاس ہزار سوار کر اکثر آئین دلاوران نیزہ گذار تھے قلم بند ہوئے اور چاہا کہ ندر بار اور سلطان بنور کے راستہ سے ولایت مالوہ میں داخل ہوں ماسے ہرن کے ایچچون نے کراے کرن گجراتی کہے دونوں سے تھا اور سپاہ دکن کے خوف سے باوجود خلل گجرات بکلازمین مقیم تھا اور مملکت موروثی کی طرف توجہ نہ کرتا تھا بادشاہ کی طاقت میں حاضر ہو کر اپنے مکمل کی طرف سے عرض کی کہ جو درمیان رایان گجرات اور بادشاہان دکن کے ہمیشہ رسم اتحاد منظور اور ملحوظ رہی لہذا التماس کرنا ہوں کہ اول گجرات کی طرف توجہ فرما کر اس خط بہشت منزلت کو کہ میرے آباؤ اجداد کا ملک ہو اور رعایا جاگیرداروں کے دست و پاؤں سے جان بہ تنگ آن کر خواہاں ایسی عنایات کی رہتی ہو مسخر اور مفتوح کریں اور اس بندہ کو اعدا و ملانان خاص میں درلا کر خاطر جمع سے مالوہ کی طرف لشکر بھیجیں اور متعارف اس حال کے باقی زمینداران گجرات نے بھی ایچچون کے التماس قروم کی سلطان علاء الدین حسن نے انصار و احوان سے قرعہ مشورت کا ڈال کر نزدیک اٹھلی اور خلاصہ حکمران نے سپر فرار کیا کہ جب مقابلہ اور مقابلہ سلطان فیروز شاہ باریک شہر یار دہلی کا اپنے اہل و عیال و یکر حسن آباد و گلبرگہ کے تختہ نگاہ سے نہضت کی ہو تو روانگی مالوہ اور گجرات کی علی السویر ہو بلکہ جو رعایا گجرات کی راغب اور مائل قدم و مہمنت لزوم ہو صلاح و سداد سے توجہ اس طرف کی بہت قریب اور مناسب ہو سلطان علاء الدین حسن نے سب کی رائے صواب جان کر شاہزادہ محمد کو مع بیس ہزار سوار برسم ہراول روانہ کیا اور خود بادولت نے بھی پیچھے سے ہمتی تمام راہیت شوکت گجرات کی طرف بلند کیا لیکن شاہزادہ محمد جب قصبہ فوساری میں پہونچا اس حدود کو سب قسم کے جانوروں سے ملو دیکھ کر شکامین مشغول ہوا اور آدمی باپ کے پاس و شکار دوست تھا پھر اس سرزمین کی کیفیت سے پیغام کیا بادشاہ بجناب جمیل اس طرف سوار ہوا اور ایک مہینہ کامل صید و شکار میں مشغول رہا اس درمیان میں موافق اس امر کے مصرع قضائے آسمانیت این و دیگر گون نخواستہ جو باعث احتراز سے کرنا ملک تھا پیش آ یا شکار گاہ میں ہو گئے سے پ خوف عارض ہوئی لیکن ذوق نشاط شکار سے اپنی محافظت میں نہ مشغول ہوا یعنی باوجود پیری اور وقت توجہ اور انات کے جیسا کہ بادشاہان عیش پرور کا لازمہ ہو مجلس شہر آب و صحرائے شکار میں آراستہ کر کے گوشت شکار کے کباب کی رغبت کی اور ہیچ نہ ہونے سے ایک بارگی مزاج شریف اس کا مسلک اعتدال سے منحرف ہوا نظم تو امر رعنا چوگل تا چند و تہا کے بہ خوری از جام گلگون لالہ گون مو بہ چون گس تابہ کے ساغر پرستی بہ قدرے دروست و اسر و خوابستی بہ توتا باشی نحو اہر شد چو لالہ بہ سرت خالی ز سوداے پیالہ پیسی خانہ خراب از جو شد آباد بہ سے خانہ کہ وادش بادہ بر بادہ اور جب مرض کی شدت محسوس ہوئی ناچار قرین حسرت

دور د عازم مراجعت ہو کر یہ کوچ متواترہ حسن آباد گلبرگ کی طرف گیا اور علما اور شائخ کو حاضر کر کے صدر الشریعہ سمرقندی کے ہاتھ پر تمام مناہی سے تائب ہوا اور اپنے تمام ممالک محروسہ کو موافق زمانہ قلعخان ہشتاد کے چار حصہ کیے حسن آباد گلبرگ کو حدود ایل اور راجپور اور محل تک ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور دولت آباد اور خیبر اور جیول اور قصبہ بیڑا اور موگے پٹن کے چیدہ اور خلاصہ ولایت مرہٹے سے ہر اپنے بھتیجے خان محمد بن علی شاہ کے تفویض فرمائی اور مملکت برار اور ماہور و صفدر خان سیستانی کے سپرد کر کے مملکت بیدر اور قندھار اور اندورا و کولاس اور جہدرو ولایت تنگ کر نصرف میں رکھتا تھا اعظم سہاویں لد ملک سیف الدین غوری کی طرف رجوع کر کے چھ مہینے تک فرش بیاری پر تکیہ کر کے قلعہ گئے اندر اس قصر میں کثرت کو چہرہ بختا پناہ نام کیا اور صبح و شام بلکہ علی الدوام بارعام دیکر احوال خلایق میں مصروف رہتا اور مظلوموں اور ضعیفوں کی ادنیٰ فی میں اشتغال فرما کر حکم کیا کہ تمام ممالک محروسہ کے زندانیوں کو آزاد کرینا و اگر کوئی گناہ عظیم کے سبب مقید اور محبوس ہو بقیدین و جھیل تا حسن آباد گلبرگ میں لاوین لہذا بموجب فرمان بادشاہی زندانیوں کو کہ جرائم عظیم کے سبب گرفتار تھے دار الخلافہ میں لائے اور اس شاہ داد گستر نے اسی وقت انکے جرائم بوجہ اس عفو فرما کر آزاد کیا مگر سات آدمی کو کہ صلاح ملک دولت انکی آزادی میں نہ دیکھی تو شاہزادہ محمد کے سپرد کیا اور فرمایا کہ میرے بعد جس شخص میں اپنی صلاح دولت جانے ان کے بارہین عمل میں لاوے اس عرصہ میں مرض سے اور بھی ترقی قبول کی ہر چند حکیم علیم الدین تبریزی اور حکیم نصیر الدین شیرازی اور بھی حکما ہر مند نے اصلاح مزاج اقدس میں مساعی جمیل کی لیکن اس سبب سے کہ مرض طبیعت پر غالب ہوا تھا اور حرارت غریزی نے مفہ نقصان کی طرف رکھا تھا کسی وجہ سے تداوی کا اثر اس پر مترتب نہوا اور دوز بروز ضعف و ناتوانی کے سبب سے مزاج اقدس زبون اور ضعیف تر ہوتا تھا یہاں تک کہ بادشاہ کو یقین ہوا کہ منہ کام و دوا ہی پھر معالجہ سے دست کش ہو کر منتظر اندازے رہی کا ہوا اسوقت اپنے چھوٹے بیٹے محمود کو کہ اس سے محبت زیادہ رکھتا تھا جب اپنے روبرو نہ دیکھا پوچھا کہ وہ کہاں ہو بھون نے عرض کی کہ مکتب میں سبق پڑھنے میں مشغول ہو پھر اسے بلا کر استفسار کیا کہ کیا پڑھتا ہو عرض کی بوستان تصنیف شیخ صلح الد سیدی شیرازی کی سیکرنا ہون فرمایا آج کس حکایت کا سبق لیا ہو محمود عرض کیا کہ آج میں نے حکایت چھو ہر حکایت غنیمت کہ جمشید فرخ سرشت بہ ہر چشمہ بر لبشکی نوشت بہ بدین چشمہ چون ماہی سے دم زدندہ پرفتند چون چشم برہم زدندہ پرفتند عالم بگردی و زورہ و لیکن نہ بردند باخو و بگورہ بادشاہ علاء الدین حسن کا نکمی بہمنی نے حب بیسری بیت شنی ضبط نہ ہو سکا بے اختیار رہا سے ہلے کا لغو بلند کر کے رعیا اور فرزندوں یعنی محمد اور داؤد کو حاضر کر کے فرمایا کہ یہ نفس و پسین ہو تم سے کہتا ہوں کہ اگر اپنی بقائے دولت و سلطنت چاہتے ہو سب بھائی مقام موافقت میں رہو اور محمد کو میرا جانشین سمجھ کر انکی خدمت اور اطاعت و ارین کی سرقراری جاؤ پھر خزانچی کو طلب کر کے مبالغہ کثیر نقد جنس سے لیے اور محمد اور محمود اور داؤد کے تفویض کر کے فرمایا کہ محمد جامع میں جاؤ اور یہ زرشاخ اور علما اور محققوں کو جو مذہب خفی رکھتے ہوں نصیحت کرو جب انہوں نے اپنے باپ کے فرمانے کے بموجب عمل کر کے بازگشت کی اور خدمت میں اپنے باپ کے عرض کی تا کہ از بلند الحمد لکھ جان بجن تسلیم کی رہا اسی ہر روز کیے روز بر ایک منہ خود را بھائیانیان ناید کہ منہ چون کار جهان بر و قرار سے گیر و ناگاہ

اہل زور و آید کہ منہ گیارہ برس اور دو مہینے اور سات دن بادشاہی کی تھی جب غرہ ربیع الاول ۹۵۷ھ سات سو
 اسی۷۷ھ دیکھا گیا تو مرگ کا فرمان اس کے پاس آیا مدت اس کی عمر کی سرسٹھ سال تھی البقا الملک المعبود اور مرقا
 شیخ عین الدین بیجا پوری میں مسطور ہو کہ سلطان علاء الدین حسن کا نکوی بہنی سے پوچھا کہ بے گنج و لشکر مقرر
 عرصہ میں ایسی دولت شکر و کینہ کر گئے دستیاب ہوئی اور خلافت کو بے مشقت کرنے کیونکر اپنا مطیع اور
 فرمانبردار کیا جواب دیا کہ باعث اس کی دو چیز تھیں اول یہ کہ مدت کو میں نے لازم پکڑا اور کسی حال میں میں
 نے اس سے تہاؤ نہ کیا دوسرے یہ کہ میں نے دست سخاوت کھول کر دوست اور دشمن سے طریق احسان سلوک
 رکھا پس مردم ان دو کار بزرگ کے سبب میرے خواہان ہوئے اور میری اطاعت میں بہترن مصروف ہو کر مجھے دوست
 سمجھے اور بجلان ملایا و مرشائخ کے جو معاصر سلطان علاء الدین حسن تھے ایک شیخ عین الدین بیجا پوری اور دوسرے
 شیخ محمد سراج تھے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے حالات اور مقالات عنقریب مقام مناسب میں خامہ اعمار نشان کی استعانت سے
 بسین ہو گئے اور احوال سلاطین بہینہ کے ناظر و ناظرین اور پوشیدہ نہ رہے صاحب تاریخ حقہ السلاطین اور سراج
 التواریخ اور بہین نامہ دیکھی جس کو بعض لوگ شیخ آذری کی نظم لکھتے ہیں کسی نے اہل و نسب میں سلطان علاء الدین
 حسن کا نکوی بہنی کے صریحاً ایک حرف بیان نہیں کیا لیکن سٹائش کے وقت بعض مقاموں میں شاہان کیان کی
 طرف منسوب کر کے کہا ہے کہ کلاہ کیانی سر پر رکھ کر تخت کیانی پر بیٹھا اور امثال ذلک اور بعض مقام میں چلو بہن
 اور اسفند یار سے نسبت کر کے مدح کی جو کہ شاہ بہن نژاد اور فروزندہ کلج بہنی اور مثل اس کے اور عہد رات بہن
 ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسفند یار کے نسل سے تھان دونوں کتاب میں بہت درج ہیں اور اگر یقین ہوتا کہ بہن نامہ تاج
 طبع بے طبع اور عالم باہل اور عالم بے اہل شیخ آذری کا جو اس دعویٰ کی تصدیق کے واسطے ایک شاہ عادل ہوتا کسوا
 کہ شیخ آذری جیسے بزرگ سے یہ مرید تھا کہ ایک چیز کو خوب تحقیق اور ثبوت نہ کر کے مدعی اسکا ہوتا اور وہ بہن نامہ کے بہن نے محبت کے
 واسطے اس کتاب میں درج کیے ہیں نہایت سخن ہوتا دونوں کی نہیں لکھتے اور بعض شاعر کا بھی اس کتاب میں بغیر کی نظر نہیں گذر رہی ہے جس نے
 کو کیونکر یاد کرین کہ یہ شیخ آذری کے ہیں لیکن جبوقت مسودہ ان اوراق کا بلکہ احمد نگر میں بعضی شاہ نظام بھری کے سلاطین
 میں قتل تھا اسکے کتب خانہ میں ایک سالہ شکر تحقیق اصل نسب سلطان علاء الدین حسن کا نکوی بہنی جیسے نام اسکے
 مصنف کا درج نہ تھا اس خاکسار سمجھدار کی نظر سے گذر اور حاصل سالہ کا یہ ہو کہ سلطان علاء الدین حسن کا نکوی بہنی نژاد ہوں
 سے ہوا پر اس شیخ کے کہ سلطان علاء الدین حسن بن یکاؤس بن محمد بن علی بن حسن بن سام بن ہیون بن سلام
 بن ابراہیم بن نصیر بن منصور بن رستم بن کیتباؤ بن منوچہر بن نامدار بن اسفند یار بن کیو مرث بن خورشید بن
 صمصاے بن فغور بن فرخ بن شمس یار بن عامر بن سعید بن ملک داؤد بن ہوشنگ بن یک کرد
 بن فیروز تخت بن نوح بن صارخ اور نسبت صارخ کی بچہ و جودہ ساتھ بہرام گور کے پوتی جو اور بہرام گور
 سامان کی مسل سے ہوا اور سامان بہن بن اسفند یار کی نسل سے کہ جلد بادشاہان کیان سے تھا اور سلطان
 علاء الدین حسن اور اہلاد عظیم الشان اس کی کو اسی وجہ سے بہینہ کہتے ہیں جو کچھ خاطر ناقص میں جامع کس
 اخبار کے بہر نیا ہو یہ ہو کہ حسب سے نام کا نکوی بہن کا جزو نام سلطان علاء الدین حسن کے ہو گئے ہو
 بہنی کہتے ہیں لیکن خوشامدی شاعروں و مؤرخوں کے ہاتھ میں اس سے دستاویز مل گئی کہ کا نکوی بہنی کی نسبت توڑ کر

ہم بن اسفندیار کی طرف لگائی و اللہ اعلم تذکرہ آرایش پانا تخت و تاج سلطنت اور جہان بینی کا وجود با جو نو بادہ پستان شاہی و کامرانی سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کا نکوی ہمینی نور اللہ مضجیہ نبور رحمتہ سے عظیم گذارندہ شرح معنی شناس پسخن راچنین می ہند در قیاس بد کہ بعد از حسن شاہ تخت دکن و نومی در گرفت از محمد حسن پهلطان محمد شاہ کہ وفور نقل و شجاعت و سخاوت سے موصوف تھا سلیمان کے مانند چتر ہایون کے سایہ میں دریا اور اسباب تحمل اور آلات شوکت بادشاہی میں نہایت کوشش کر کے چتر کے کلس کو جو اس پر آبدار سے آراستہ کیا اور پہلے مرصع اس فیہ پر نصب کر کے وہ یا قوت کر کے بجائے بجا کر کے سلطان علاء الدین حسن کے واسطے بھیجا تھا اور جو ہری اس کی قیمت کی تشخیص سے عاجز تھے اس طائر ہایون کے سر پر نصب کیا اور تو اچون اور بیادون کی کثرت میں سی موفورہ کی ہمارا اور منصب اردون اور یکہ جو اتون کے واسطے چار وقت قرار دیے اور ہر ایک کو ایک خدمت سے موفورہ می کر علاء الملحدہ نام رکھے چنانچہ تو اچون کو احتضار و شکار اور بارہی و خانہ کی خدمت دی اور ہمین بارہوان کہتے تھے اور جو کہ اسلحہ خاص اس نرگل گلشن اقبال کے از شمشیر و سپر و نیزہ و علم یکہ جو نامان خاصہ کے حوالہ تھے انھیں اسلحہ داران کہتے تھے اور اعداد ان کے اس وقت میں دوسو مرد سے زیادہ نہ تھے اور یکہ جو نامان خاصہ کے چار ہزار تھے انھیں خاصہ خیل کہتے تھے اور حکم فرمایا کہ ہر فرد پر اس اسلحہ دار اور ایک ہزار خاصہ خیل صبح کے وقت دیوانخانہ کے دروازہ پر حاضر ہوں اور دوسرے دن جگہ جو اور نوبتی حاضر ہو وین تو وہ اپنے منازل میں مراجعت کریں اور ہر نوبت میں چار امراء اور منصب دار یا بے تخت میں حاضر ہوں وہ بھی دیوانخانہ میں اسکا اسلحہ داروں کے ہمراہ چوکی دیوں اور ہر نوبت میں ایک کو بزرگ اور سردار کر کے اسکا سر نوبت نام رکھا اور سر نوبت جو کی اول کو بھی سر نوبت کہہ کر اور نو بیٹوں کے سر پر مرتبہ برتری کا بخشا اور اسی طرح سے ہر ایک طرف دار مملکت کے واسطے ایک خطاب مقرر ہوا چنانچہ طرفدار دولت آباد و مسند عالی و طرفدار برابر مجلس عالی و طرفدار سید رو تلنگا عظیم ہایون و طرفدار یا بے تخت حسن آباد و گلبرگہ اور بجا پور کہ منصب و کالت رکھتا ہو ملکات ب خطاب رکھا اور سپہ سالار جمیع ممالک محروسہ کو امیر الامرا قرار دیا اور یہ مناصب اور خطاب اس وقت تک بلا و دکن میں شایع اور رائج ہیں اور جوہر کے سوا اور دنون میں ایوان کے درمیان میں فرشتہ ابوشمین نہایت تکلف سے بچھا کر شاہی خانے میں داخل و زلفیت اور بھی اقمشہ نفیسہ آگے الیتادہ کرتے تھے اور تخت فقرہ سلطان علاء الدین حسن کا بچھاتے تھے اور سلطان محمد شاہ ہردن چڑھے تشریف لیا کر اول تعظیما تخت پدر کو سجدہ کرتا تھا اس کے بعد تخت پر جلوہ گر ہو کر نہایت شوکت اور صلابت سے بار عالم دنیا تھا اور بوزم جہان داری میں مصروف ہوتا تھا اور پیشتر اس سے کہ مؤذن اذان ظہر و نیا تخت سے برخاست کر کے مجلس دربار موقوف کرتا اور جو کہ طبیعت غیور رکھتا تھا تخت پدر کے سجدہ سے دلگیر ہوتا تھا بعد چند سے اسے تلنگا نے حبیب کو بیان آو گیا ایک تخت فیروزہ بھیجا سلطان محمد شاہ نے اسے دولت شکر فرما کر ایوان بارعام میں رکھا اور تخت فقرہ گوشہ میں رکھ کر پھر اس پر اجلاس فرمایا اور سلطان فیروز شاہ ہمینی نے اپنے حمد فرخندہ میں اس تخت فقرہ کو مدنیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں بھیجا تو اسے توڑ کر سادات پر قسمت کرین اور ابتدا سے زمانہ میں سلطان علاء الدین حسن کے زمانہ کے موافق تو اب ملک سیف الدین غوری کے سوا کوئی شخص سلطان محمد شاہ کے دربار میں ہرگز بیٹھ نہ سکتا تھا چنانچہ اسی عرصہ میں جب ملک سیف الدین غوری

عہدہ لینے والے لوگوں کی زبانوں پر اس کے لیے میرا شک ہے کہ وہ اس کے لیے نہیں ہیں۔

اہم مبارک مرتضیٰ نظام شاہ بھری کے زب دہریت دیا لیکن امیر الامراء ملکات برالجنی سپہر تھنی ہناتی جوشا قلی
 صلابت خان سے صفائی نکلتا تھا چاہا کہ ملکات برار میں ملکسال ہم ہو چکا کر اسلام شائع ہوا اور اس بات نے صلابت
 احمد نگر کے زمین کے پاس تخت نظام شاہیہ میں تھے ان کے اعمال سلطان محمد شاہ بھی کو موافق کر کے اپنے مکان میں
 سکوک اسلام کو توڑ کر اسکی بے رواجی میں کوشش کرنے لگے اور ہر چند شاہ قلی صلابت خان صرافان جبر کو عقوبت
 غیر مکرر اور گونا گوں سے قتل کرتا تھا کچھ فائدہ اسپر مترتب نہوتا تھا اور ایسے عمل رشت سے باز نہ آتے تھے قضا را اسی
 اعرصہ میں چند روز کے بعد شاہ قلی صلابت خان منصب کالت سے مخرول ہو کر جمہوس ہوا اس صورت میں صرافان جبر
 نے اس دہر کا نشان بھوٹا اور اسی طور سے برہان نظام شاہ بھری ثانی نے سلا کیگز اور گیارہ بھری میں بنام حضرت ہم
 معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام زر سرخ کو سکوک کر کے چاہا کہ زر کفار متروک کروں لیکن جو انھیں دہون ملین اسکے
 طاہر روح نے باغ بہشت کی طرف پرواز کیا اور احمد نگر میں ہرج و مرج ظاہر ہوا اس مرتبہ صورت نہ اندھی اور عرض
 توقف میں ہوا القصد سلطان محمد شاہ بھی نے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج میں نہایت درجہ کوشش
 کر کے زر کفار کو قلعہ اپنے سے مشاغل کیا رہے بجا نگر اور تلنگ اس کو صاحب اعیہ جانہ خائف اور ہراسان
 ہوئے اور دہون نے متفق ہو کر امراء اسلام کو جو تمام قلعہ دوزانہ مغلطہ بھیجے کے سبب سے بخیہ خاطر ہوئے تھے جیسا
 کہ مذکور ہوگا تقویت کر کے سلطان محمد شاہ بھی کی مخالفت کے واسطے ترغیب و ترغیص کی اور جب بعض امراء کے کیا پٹیا
 اسے ہزبان اور ایکٹ ل ہوئے رہے بجا نگر نے آدمی سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجا پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ راجور اور
 مکمل سے مصافحہ اسکے کنارہ آب کشہ تک تخت میں رایان بجا نگر کے رہا جو اگر پکو ہمسائی جاری اور اپنے بقائے سلطنت کی
 تمنا ہو مقام اتحاد میں ہو کہ آب کشہ کے سال تک قلعہ اور پر گئے ہمیں واگذاشت کریں تو مالک تھا رہے سپاہ شاہ دہلی کے
 صدر میرے لشکر قہار کے اسعیب سے محفوظ اور محروس ہوں اور اسی طرح اسے تلنگ نے قلعہ کو لاس جو سلطان
 علامہ الدین جن کو شکش کیا تھا ہوقت فرصت پا کر ایچون کا دار الملک بھنیان میں دانہ کر کے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا ناگ دیو
 مجھے مقام سرکشی میں ہو اور قلعہ کو لاس ورا سکے مضامات کی تخلیص و استرداد کا عازم و حازم ہو صلاح دولت جناب ہمیں ہو
 کہ کار جنگ کو نہ ہو چکا اس محال کو ہر طرف رجوع کریں توجاہہ موافقت اور مراقت میں راسخ دم اور ثابت قدم ہو کر اپنے
 دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن رہیں القصد سلطان محمد شاہ نے نہایت دانائی اور فاطی سے اسکے ایچون کی تنظیم و تکریم
 فرما کر ڈھیر برس لیت لعل اور حرف و صورت میں نگاہ رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے رفاقت محبت کہاں
 مرقوم کر کے مردم سخندان کی صحبت سے بجا نگر اور تلنگ میں روانہ کیے اور اس عرصہ میں تقریبات اٹھا کر ہر ایک
 امر کو کہ جسے متوہم تھا اور دشمنی کا گمان رکھتا تھا سنال کر کے دوسری جماعت کو کھل اعتماد سے بزرگ اور
 صاحب دستگاہ کیا پھر بعد مراجعت ملک جہان کے مفر مبارک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے اور اطمینان خاطر
 سرکشی اور مخالفت مردم درگاہ سے ہم ہو چکا کہ بارعام دیا اور ایک مجلس کمال شوکت و صلابت سے آہستہ کی
 اور ایچون راے بجا نگر اور تلنگ کو اس مجلس میں بلایا اور اندرو سے فرخ و غنیمت اور نہایت تسلط اور غایت
 سے کہا کہ ایک مدت ہو گئی کہ تخت فیروز بخت و کن نے فرقہ دم سے میری رونق سپہر میں ہم ہو چکا ہے اور میرے
 اقبال کا پائون عرش فرسا ہوا اب تک رایان اطراف نے مجھے پیشکش اور ہدایا نہ بھیجے چاہیے کہ فیضان کا آمدنی مقدر

کہ انکی سرکار میں ہوں مع ذر و جواہر اور تمام منتقہ اور قمشہ انکی پیٹھ پر لاد کر بسبیل استعجال درگاہ میں روانہ کریں کہ نقود
خزانہ عامہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں صرف ہو ازر کی احتیاج بہت ہو ایچون نے صورت مجلس کو دوسری طرز پر
دیکھ کر زمین خدمت کو بوسہ دیکر اپنے سنازل میں گئے اور قصہ طلب شکاش کا مشر و حاکم اپنی عرضیوں میں درج کر کے جلد
روانہ کیا اور حکایت روانگی ملک جہان بجانب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور خالی ہونا خزانہ طلا اور نقرہ مسکوک وغیر
مسکوک کا ساتھ اس طور کے ہو کہ سلطان علاء الدین جن جب مثل اور دن کے اس جہان گذران سے درگزر اس سلطان
محمد شاہ بہمنی نے وہم کے دن صبح کو جیسا کہ وہ سلطانین ہندوستان ہو زیارت قبر پیر کر کے لباس سوگ کا تبدیل فرمایا
اور دار الخلافہ جس آباد گنگر گہ میں تخت فرماندہی پر اجلاس کیا اور امور جہان داری کے عمدہ سے جیسا کہ وجہ لازم ہو کر آیا
اور کسی طرح کا نقص نہ کر کے فراہم استمال اور خلعت ہائے فاخرہ از روئے عنایت خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور
خواہن دولت آباد اور ہار کے واسطے بھیجا کہ جن میں کیا اور ملک سیف الدین غوری اور اسکے بیٹے ہمایون کو تو از من
اور تربیت خسہ اندہ فرما کر دولت و اتہال کے مراتب اعلیٰ میں ہو بچا یا اور چھ مہینے کامل ہر شب جمہ کو اپنے باپ کی تربیت
پر کہ قلعہ حسن آباد گنگر گہ کے باہر واقع ہو جا کر فقرا اور مساکین اور زواروں کو باعام و حسان مخطوط کرنا اور ایک گنبد عالی
آسپہر بنا کر کچھ چند قصیدہ اور سرب و وقف حلیہ کر کے حکم دیا کہ ہمیشہ دیو آدمی باپ کی قبر کے قریب تلاوت قرآن مجید میں مشغول
ہوں اور ملک جہان لے کہ والدہ سلطان محمد شاہ قحقی جمیع نقود و جواہر اور زر و خالصہ بنا ترویج روح شہرہ کے واسطے صرف
کیا جب ایک سال اسکے فوت سے گذرا اپنے بیٹے سے سفر مکہ معظمہ زاد با اشد شرفاً و عظمتاً کی رخصت حاصل کی اور سلطان
محمد شاہ مراسم عزت و اہلہ جس طرح کہ واجب ہو بجا لاتا تھا عازم جازم ہوا کہ تمام نقود خزینہ کو کہ اسکے باپ نے مصلحت نیوی
کے واسطے جمیع کیا تھا ہمراہ ملک جہان لاکھ شریف کی طرف روانہ کروں کہ واسطے ترویج روح پدر فقرا اور مساکین پر صرف
کے پھر خزانہ کو بلا کر حکم فرمایا کہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر مسکوک جو کچھ خزانہ میں ہو سب دربار میں حاضر کرو چنانچہ
خزانہ اپنی باطاعت تمام صندوق طلا اور نقرہ خالص سوائے مرصع آلات کے جملہ ملا خطہ میں در لایا اور حکم کے موافق
مجہا رہ میں لاکر چار سو من طلا اور سات سو من چاندی بوزن دکن قلمند ہو سے اس دربار میں بعض امرا اور ارباب
داخل نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی یعنی ملک فیروز شاہ باریک اس مملکت کے انتزاع کی فکر میں ہو اور بادشاہوں کو مصالح
الشکر اور حفظ مملکت میں خزانہ کے سوا چارہ نہیں ہو صلاح دولت اس میں دیکھتے ہیں کہ بقدر کفایت مصوب ملک جہان کر کے
باقی کو خزانہ میں داخل فرماوین تو ضرورت کے وقت امور سلطنت میں کام آوے سلطان محمد شاہ نے متفکر ہو کر سکوت اختیار کیا
مظان اس حال کے ملک سیف الدین غوری دربار میں حاضر ہوا جب آثار تفکر سلطان کے چہرہ سے شاہدہ ہوئے اس کا
سبب استفسار کیا سلطان محمد شاہ نے ارادہ اپنا اور واقع آنا دو لختی ہو کا مع وجہ مذکور بیان فرمایا کہ نائب سیف الدین
غوری نے جواب دیا قبلہ عالم و عالمیان سلامت ارکان دولت نے جو کچھ کہا ہو حق ہو اور بادشاہ جہاندار کو خزانہ اموال
پر ضرورت ہو سکے جو نقود بقصد اس کے کہ راہ خدا میں صرف کیا جائے خزانہ سے ہر آور دہ کو کے دربار فیض آنا رہیں
حاضر کیا و مناسب نہیں دیکھتا کہ منہج عزیمت کر کے پھر خزانہ اپنی کے سپرد فرماوین سلطان محمد شاہ کو یہ کلام طبیعت حق طوبی
کے موافق آ رہا اس وقت یہ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ جل شانہ نے میرے باپ کو بے مال و مملکت ایسی بادشاہی کرامت فرمائی
اگر سے ممبری سلطنت نگاہ رکھتی منظور ہوگی بے خزانہ نگاہ رکھے گا بہر حال صدقہ اللہ شریف اور دوسرے مردمان معتبر کو بلا یا اور

چاندی سونابے کم و کاست ان کے حوالہ کیا اور معین خان خواجہ سرکومع چند خواجہ سرا دیگر خدمت کے واسطے تعین کیے
اپنی والدہ کو اس جماعت کے ہمراہ بند روہل کی طرف روانہ کیا اور وہ عقیقہ صالحہ جمع مہمات اپنے صدر الشریف
اور معین خان خواجہ سرا کے تفویض کر کے کشتی محمد شاہی میں کہ اس جلد ہی میں مہیا کی تھی سوار ہوئی اور عزیز و اقارب
اور ملوک اور خواہن کی عورتوں کے سو آٹھ سو عورت بیوہ اور یتیمی ساتھ اس کے کشتی میں در آئیں اور صدر الشریف
ملکہ جہان کے اشارہ کے موافق غنی اور محتاج کے احوال پر تفتہ اور عنایت فرما ہوا اور اسے کہا کہ سفر کے جانے اور آنے میں
تمام لوگ نہان عزیز ملکہ جہان میں کوئی شخص مال خاص اپنے سے خرچ نہ کرے اور جس شخص کو جو درکار ہو سرکار سے لیا صرف کرے
اور ملکی طلب سے نہ اندیشہ کرے کہ یہ مال فقہ پر اور تعلق ساتھ کھارے رکھنا ہوا کشتی ملکہ جہان بادراد کے سبب بے
ہم سبب موج طوفان ایک مہینے اور سات روز کے عرصہ میں موسم حج میں بندر جدہ میں پہنچی تھی کہ لیاورد اور عورتیں طواف
خانہ خد سے مشرف ہوئے اس کے بعد ملکہ جہان نے اس ملک کے مستحقین کو انعام اور احسان سے مقررانہ طلب کر کے یوم الحساب
کا ذخیرہ کیا اور بہت مجموعی سے مرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جا کر سید المریدین کی زیارت میں مشرف پایہ ہوئی اور
ایک سال اس مقام مقدس میں مقام کیا اور چار ہزار سادات کے ارطوقی اور لڑکیوں کی عروسی اور دامادی کر کے درخیز
اس کا رخبرین صرف کیا جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے تحفۃ السلاطین میں لکھا ہے کہ ملکہ جہان اکثر اوقات بقیع کی طرف جا کر
زیارت حضرت سید النساء فاطمہ الزہراء علیہا السلام علی اولادہا المعصومین کی کر کے خیرات کثیر بنام جاریا اور فرزندان
جناب عصمت قیاب بی بی کی کرتی تھی ایک دن صدر الشریف سے پوچھا کہ قبر سید الشہداء امام حسین علیہ التحیۃ والثناء کمان ہو
اسنے عرض کی زمین کر بلا سے معلیٰ میں واقع ہو ملکہ جہان نے فرمایا کہ قبر حضرت بی بی کی یہاں ہو اور قبر اس کے فرزند ولید
کی اس مقام میں کس تقریب سے واقع ہوئی صدر الشریف نے تصدق ظلم پر پیدار شہادت آنحضرت علیہ السلام کی
نظا ہر کی ملکہ جہان نے نوحہ و زاری بہت کی اور فرمایا کہ بہت چھوٹا لڑکا اور بیٹوں سے ماؤں کو بہت عزیز و مکرم ہوتا ہو
اگر میں زیارت اس جناب سے شرف باب نہ ہو مگر معلوم نہیں کہ حضرت بی بی مجھ سے رہنی اور خوشنود ہوں پھر عازم
حیازم سفر کر بلا سے معلیٰ ہو کر تہیہ اور سامان اس سفر میں کوشش کی مقدار اس حال کے ایک شب کو حیدرست بی بی
علیہا السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتی ہیں میں تیرے حسن اعتقاد سے رہنی ہوئی اور خدا اور رسول بھی مجھے خوش ہیں
اس مقام سے اپنے مسکن کی طرف مراجعت کر کہ تیرے فرزند تیری ملائعات کے شہداء میں ملکہ جہان نے یہ خواب
صدر الشریف سے بیان فرمایا اور ایک مردم مستہر کو مع مال و اسباب فراوان بغداد کی طرف روانہ کیا کہ بنام شاہ مردان اور
مولا سے منقیان علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرزندان جناب فاطمہ الزہراء علیہا السلام کے اس حدود
میں مدفون ہیں طعام دیکر باقی روپیہ سادات اور نذرانوں اور خادموں پر تقسیم کرے اور خود جدہ کے بندر سے دکن
کی طرف روانہ ہوئی جب بندر واکل میں پہنچی سلطان محمد شاہ نے کسبیل استعجال لوازم استقبال میں قیام
کیا اور قصبہ کلہ میں بیٹے نے مان کی زیارت کی اور مان فرزند کے دیدار سے مسرور و مخطوط ہوئی اور ایک
دوسرے کی سلامتی پر شکر ایزدی بجالائے اور ایک خلعت اور فرمان شہر تفویض بادشاہی دکن اور حجاز خطہ
اور سکندر ایک خلفا سے جیسا سی نے بھیجا تھا سلطان محمد شاہ نے باعزاز تمام پینہ بھر سر پر رکھا اول گاہ پر سے لوازش
بہت فرمائی اور جامہ کعبہ کی اسکی والدہ ماجدہ برسمین و شہر لائی تھی وہ مشہور کا تھا اس کا چتر بنایا اور دو چھینے

ایک قصہ کہ میں جشن بزرگ کیے اس کے بعد اتفاق ملکہ جهان بلکہ حسن آباد گلبرگی کی طرف معاودت کی اور اس شہر میں
 بھی لوازم عیش و سرور بجالایا اور ملکہ جهان اپنے شوہر سلطان علاء الدین جن کے مرقہ کی زیارت کر کے صدقات اور
 ختمات شوہر کی روح کی ترویج کے واسطے بجالائی اور پیر ارشد اور اکبر سے رخصت لے کر شوہر کے حقیقہ کے قریب مکان
 بنایا اور صبح و شام اسکی قبر پر جاتی تھی اور اسکی وفات میں گریہ و زاری کرتی تھی یہاں تک کہ ۶۳۰ھ میں اسے سو ترسٹھ
 سچری میں مرغ روح اسکا روضہ رضوان کی طرف پرواز کر گیا اور شوہر کے پہلو میں مدفون ہوئی اور نقل ہر ملک کہ جہاں
 کے صدق اعتقاد کی برکت سے جس قدر آدمی کہ ہمراہ اس کے تشریف میں سوار ہو کر شہر اور کھجی کی طرف روانہ ہو
 تھے مرد اور عورت سب حافظ حقیقی کی حفظ و حمایت سے صحبت و سلطنتی منزل مقصود میں پہنچے اور ہر مین شریفین کی
 تجارت سے مشرف ہوئے اور بدوں اس کے کہ کسی کو نہیں اجل طبعی ہو بچے تمام عازم راحت ہو کر قادیچون کی ضمانت میں
 بلکہ حسن آباد گلبرگی میں پہنچے اور یہاں عجائب اتفاق حسنہ سے ہوا اور اس حقیقہ کے سوا دوسرے شخص کو یہ دولت
 عظمیٰ نصیب ہوئی ہوگی المقصہ جب ایلچین نے پیغام سلطان محمد شاہ کا اپنے حاکموں کو لکھا رائے تلنگ نے اپنے
 برٹے بیٹے ناگ دیو کو ورنگل سے مع سوار و پیادہ ہتھیار کو لاس کی طرف روانہ کیا اور رے بجا گیا ہے بھی اے تلنگ کی
 مدد گاری پیش نہادہمت کر کے میں ہزار سوار اور پیادے ناگ دیو کی مدد کو روانہ کیے اور سلطان محمد شاہ نے بہادر خان کدراہیل
 فتح کو کہ سپہ سالار کیا تھا حکم فرمایا کہ عظیم جہاز لے اور صفدر خان سیستانی مع لشکر پیادہ و برابریا کے چلا کر کیا تھا دشمنوں کے
 دفع میں مشغول ہوویں اور کسی حال میں اس کے کہنے اور فرمانے سے تجاوز نہ کرے چنانچہ بہادر خان مع لشکر
 مشبوقت تمام فوج کفار کے مقابل آیا اور مین الفریقین سخت معرکوں کا اتفاق پڑا اور آخر کو سپاہ کفر کا نشان سرنگون ہوا
 اور شکست فاش لکھا کہ سردست بحال انہر اوراق کھنڈ کی طرح پریشان ہو کر اپنے ملاک کی طرف بھاگے اور بہادر خان نے
 ورنگل تک تاخت لیجا کر وہاں کے راسے سے ایک لاکھ ہون اور چھپس ہاتھی تو ہی سیکل اور بھی خف و ہدایا بے بغیر
 لیکر حسن آباد گلبرگی کی طرف معاودت کی اور آخر ۶۳۰ھ میں سو ترسٹھ سچری میں جو وقت کہ سلطان محمد شاہ کو بھی گری
 پر بیٹھ کر وضو کرتا تھا عرض میں پہنچا یا کہ ایک جماعت سوداگروں کی چند گھوڑے لائی ہو سلطان محمد شاہ جو کہ عاشق اور عجب
 اسب شائستہ رہیاد رہتا تھا اور سپاہ تازی نژاد سے ایک حظ وافر رکھتا تھا اسی طرح کرسی پر بیٹھ کر ان سوداگروں کو
 طلب کیا اس لحاظ سے کہ اگر انہیں کوئی گھوڑا لائق سکوار اور قابل سواری ہو خرید جاوے جو کہ اس درمیان میں ایسا گھوڑا
 نہ تھا سوداگروں سے فرمایا جو کہ تھا اسے پاس گھوڑے قابل سواری یا دشاہوں کے نہ تھے ایک ملک سے دوسرے
 ملک میں لاکر بادشاہ کے ملاحظہ میں گذرانا لائق نہ تھا یہ سنکر اس جماعت نے زمین خدمت کو لب ادب سے لورہ دیکر
 عرض کیا کہ بندگان بادشاہی کے واسطے ہم گھوڑے خوب لائے تھے ناگ دیو دالی و دلیم میں کہ اپنے باپ کی طرف سے
 اس حد و دین اقامت رکھتا ہو خواہ خواہ گھوڑے چیدہ اور خلاصہ بہاے طویل ہمسے لیے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ
 تیرے کسو واسطے اس سے یہ نہ کہا کہ یہ گھوڑے ہم محمد شاہ ہمینی کے واسطے لیجاینگے انھوں نے جواب دیا کہ ہم نے اسے بہت بھلا
 اور اس بارہ میں بغایت مبالغہ کیا لیکن اس بدبخت ہدایت کے دین ہمارا قول اثر پذیر نہ ہو سلطان محمد شاہ جو ناگ دیو کی اعتنا
 ناماظم سابق سے آدرش خاطر تھا اس صحبت کو کہ درست سابقہ کے علاوہ کہ کے زیادہ تر آثار غضب کے ظاہر کیے اور عزیمت
 ملوکانہ ناگ دیو کے اخراج کے واسطے مصمم کی اور بھی گری سے برخاستہ نہ کی تھی کہ دہلیز اور سرا پرہ سپاہ یا ہر بھجیا اور

تختگاہ کو ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور شہر پر مشکی پر جو اکثر مرکون میں اپنے حق میں مبارک اور مسعود سمجھا تھا
 گرسی کے قریب طلب کر کے سوار ہوا اور دس روز شہر کے باہر اور پھر سلطان پور کے متصل قیام کیا اور شیخ محمد سرچ جینی
 سے التماس دعا کی اور گیارہ سو دین دن قبل تختگاہ پر کہ عین سستی میں تھا سوار ہو کر تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور جب قلعہ
 گلیالی کے اطراف میں پہونچا اتناے سواری میں ایک نذیم گستاخ سے متوجہ ہو کر پوچھا کہ کتنے عرصہ میں وایلم پٹن میں
 داخل ہو گا نذیم نے عرض کی اگر حضرت اسی طور سے تشریف لیجاؤ بیگے تو شاید دو سو سال وہاں نزول اجال
 فرماہ بیگے سلطان محمد شاہ نے یہ جواب سننے ہی ہاتھی کو ایستادہ کر کے فوراً چار ہزار سوار دو ہزار سپاہ اور سہ اپنے
 لشکر کے درمیان سے انتخاب کیے اور بہادر خان اعظم ہایون کو باجماعت جو اتان خاصا باک کوس اپنے لغاوت سے
 پیشتر روانہ کیا اور خود بروکت پاسے ظفر رکاب نوکل میں ٹالا کر دو کو بھی بلادہ احمد آباد بیدر میں چھوڑ کر شہر پر مشکی
 کو ایستادہ اور سر پٹ پھینکا کہ ایک مہینے کا راستہ ہفتہ میں ہی سپر کر کے مع ایک ہزار سوار وایلم پٹن میں پہونچے اور
 ایک جماعت جو اتان افغان کو یہ لباس سوداگران غارت خوردہ پیشتر بھیجا کہ شہر میں جا کر جزیع و فزع کریں
 اور مردم دروازہ کو اپنی باتوں میں مشغول کر کے ایک لحظہ نگاہ رکھیں جب یہ برسہم سوداگران افغان تیر
 وکمان وشمشیر باندھ کر شہر میں داخل ہوئے دروازہ کے محافظ تمام انہیں بجوم لائے اور متخص انکے احوال کے ہوئے انھوں
 نے جو اپنے یا کہ ہم لوگ تجارت پیشہ ہیں اور ہر قسم قماش سے جو کچھ ہمارے پاس تھا اس شہر کے اطراف میں چوریوں اور زنیوں
 نے دو چار ہو کر تاراج کیا اور ہم نے سلامتی کو غنیمت جان کر تیز قدمی سے انکو شہر میں پہونچا باہر اور اس شہر کے حاکم
 سے امیدوار ہیں کہ ہماری غریب کو پہونچا دو اور مظلوموں کی دیوے قصہ کوتاہ یہ تو بہان اس حرف و حکایت اور تصریح
 و زاری میں تھے کہ سلطان محمد شاہ ہزار سوار سے دروازہ پر پہونچا اور خوفناک ہوا اور دروازہ کے محافظ سمجھے کہ چور
 آپہنچے انکی مدافعت اور مخالفت کے واسطے اٹھے کہ دروازہ بند کر کے اس بلا سے ناگمانی سے اس باہون کا کیا رگی وہ
 جماعت مزور دست بقبضہ ہو کر جنگ میں مشغول ہوئی اور انھیں دروازہ بند کرنے کی فرصت ندی اس درمیان میں سلطان
 محمد شاہ بغیر غلط شہر میں داخل ہوا اور درباروں اور محافظوں کو علف تیج خون آشام کیا اور بلا توقف قلعہ ارک کی طرف
 متوجہ ہوا اور کوچہ و بازار میں جو شخص سامنے نظر پڑا غازیوں کی تیغ قہر سے بے مسرہ ہوا اور قہر انکی سہتی کی وارفتا کے صفحہ
 سے لائل اور معدوم ہوئی اور ناگہ ہو کو صلا اور مطلقاً خیال نہ تھا کہ بادشاہ اسلام اس طور سے تاخت کر کے اس صلیہ اور
 مکر سے شہر میں داخل ہو کر ایک جماعت قلیل سے مرکب اس قسم کے امر خطیر کا مہر گاہ یہ خبر جاسوز سننے ہی سر اسبیلہ ورتخیر
 ہوا اس باغ سے کہ جہان جیش و عشرت میں مشغول تھا آپکو بصورت و ہزار خوار و قلعہ ارک میں پہونچا یا اور سلطان محمد شاہ
 اس معنی کو قوت اپنے طالع کی تصور کر کے اسی وقت اس قلعہ کے محاصرہ میں کر نوپ تغنگ ہلاک تمام آلات حربی
 اور حصار داری سے جاری تھا مشغول ہوا اور جمیع ہنرمندان تھر کو گرفتار کر کے قہورے عرصہ میں بہت زینہ چوبی
 اور اسباب قلعہ کشائی کے مہیا کیے اور قریب شام ناگہ ہو مضطرب ہو کر لڑسرو کو فتنہ پختاب کھا کر حرکت ندرجیا
 کرنے لگا اور جب سمجھا کہ تیرا رشتہ حبستہ اور کام از دست رفتہ میں بھی دکوشش فائدہ نہیں بخشتی اور ترس و خوف
 کفار کے دلون پر غالب ہو کر کسی طرف سے لگنے پہونچی دروازہ عقب قلعہ کو کہ جو پھر سے چٹا تھا کھولا اور ہزار ایک جماعت
 مخصوص کے راہ فرار ناہی سلطان محمد شاہ نے اس حال سے واقف ہو کر تعاقب کیا ابھی شہر سے باہر نہ گیا تھا کہ

دستگیر کر کے قلعہ ترک مین لائے اور خزیئے اور دھنئے پر ناگدیو کی ہرایت سے کہ طلسم گنج تھا متصرف ہوا دوسرے دن ناگدیو کو اپنے روبرو بلا کر پوچھا کہ تو نے گھوڑے اُن سوداگروں کے جو میرے واسطے لائے تھے کس واسطے لائے لیے اور کیوں مرکب ایسی جرأت ناملائم اور جبارت نامناسب کا ہونا ناگدیو نے جو دہشت اور خوف اُس کے دل پر غالب ہوا مختصر شدہ صلاح کا ہاتھ سے دیکر از روئے غرور اور جہالت جواب نہ دیا اور سلطان محمد شاہ جو مقام سے گذر کر غنوکا راغب تھا اُسکی گفتار ناہموار سے آتش غضب اُسکے دل میں افروختہ ہوئی فرمایا کہ ابنا ہیرم جو قلعہ کے مقابل بلین تھا اس میں آگ روشن کریں اور ناگدیو کی زبان پر آوردہ کہ کئے خیمق میں بچا کر اُس آگ میں ڈالیں اس سیا کے وقوع کے بعد کہ لائق حال کفار ہمدین بھی اُس شہر میں بند رہ روز تک مجلس عشرت آرا سنے کر کے ترغیذ افذاح نشاط میں اشتغال کیا اور لشکر عقب ماندہ سے جو شخص پہنچتا تھا اُسے شہر کے باہر جگہ دیکر شہر میں داخل نہ کرتا تھا اور ساکنان شہر تاجر اور غیر تاجر سے بہ نرمی اور سختی مال اور جاہر فراوان لیا اس واسطے کہ جانتا تھا کہ ضبط اس ولایت کا نو سیکے کا مظفر اور منصور اپنے دارالملک کی طرف متوجہ ہوا اور تلنگیوں نے جب اس قضیہ سے بہرگز اُنکے خیال میں نہ تھا آگاہ ہوئے مود و بلع کے مانند سچو ملکر سلطان محمد شاہ کے لشکر کو پس پیش سے گھیرا اور سلطان نے مطلق ہر اس کو اپنے دل میں راہ نہ دی اور حکم دیا کہ کوئی شخص زرو جو اہر کے سو کچھ نہ اٹھا دے تمام سپاہ خیمہ اور پنا چھوڑ کر بارکشون کو کہ قسم خوار و گارو سے جو گھوڑوں کا ساتھ نہیں دے سکتے صحرا میں چھوڑ دیں اور گھوڑا اور چھی لے کر آہستہ آہستہ صبح سے سہ پہر تک قطع مسافت کریں اور جس قریب میں پہنچیں غلام و چارہ بقدر کفایت اُس دن کے مختار صرف کریں اور اٹوں کو جنگل میں فروکش ہو کر زمین گھوڑوں کی پیٹھ سے جدا کریں اور پشہا بکارت جماعت اپنے اپنے وقت میں پرہوشیا رہی اور بیداری میں قیام کریں لیکن باوصف اس انتظام کے ہندگان تلنگ جس مقام میں میدان پاتے تھے دن کو خواہ رات کو درختوں اور پشتوں کی آڑ بکڑ کے تیر و تفنگ سے مسلمانوں کو صانع کرتے تھے جیسا کہ چار ہزار سوار میں سے ایک ہزار اور پانسو سوار نے اپنے مکانون کی طرف مراجعت کی اور شاہ راہ میں چند مرتبہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان میں معرکہ عظیم واقع ہوئے تا سیدرتانی سے ہر بار فتح و نصرت غازیان اسلام کو نصیب ہوئی اور نظر بد و دفع ہونے کے واسطے ایک مورکین گولی بندوق کا اوچھا زخم سلطان محمد شاہ کے بازو پر آ پکار کر نہ ہوا اور بادشاہ نے باوجود منزلوں دھاوا کرنے اور ضعف کے ہرگز گھوڑے سے نہ اترا اور نہ پاکی میں سوار ہوا بلکہ نہایت شوکت و شان و تملک و قار سے بلاد تلنگ کی مسافت طر کر کے اپنے ملک کی سرحد پر داخل ہوا اور باندگی اور کثرت تازندگی کے سبب کو لاس میں چند روز استراحت فرمائی ملک سیف الدین غوری نے اہل تلنگ کی خبر سچو م سکر چند نفر اہل کو پیشتر بکسیل استبحال روڑ نہ کیا تھا وہ بھی کو لاس میں بساط بوسی کے مشرف سے معزز ہوئے اور فرمان و احب الاذعان کے موافق بہت ممالک تلنگ کو تاخت و تاساج و خاک سیاہ کیا پھر اُس شاہ قضا قدرت بہ منزلت کے سپاہ رکاب ظفر انتساب تخت کا حسن آباد گجگر کی طرف معاہدت کی اور سلسلہ سات سو چھٹھ ہجری میں اسے تلنگ کے شکست سابق اور قتل ہونے ناگدیو فرزند خدا و ولایت کے خراب ہونے سے نہایت محزون اور ملول تھا عرض متواثر شاہ دہلی یعنی ملک فیروز شاہ باربک کی ہار گاہ میں ارسال لیکن سلطان محمد شاہ کے مخبروں نے باہن عہدہ کیفیت لکھ بھیجی کہ ان دنوں میں عرصیاں اسے ورنگل کی درگاہ عرش استیا میں پہنچیں کہ بندہ جاہد اطاعت اور فرمانبرداری پر

ثابت قدم اور راسخ دم ہو اگر فرمان قضا جریان امر سے مالوہ اور گجرات کے نام ناظر ہووے تو ملک کن کی بہتر داد کے واسطے متوجہ ہووین یہ کمترین بھی رائے بجا نگر کے چہراہ بیگنا خدمت اور جانشیاری کا کہ جان پر باندھ کر منہ کان سکندر شان کی منہ کی اور دو تختہ اسی میں قصود نگر لگیا اور عرصہ قلیل میں اس خطہ کو مخالفان دولت کی نصرت سے بڑا ورجہ کر کے مع تحفہ و ہدایا پیشکش چندین سالہ پائے بوسی میں شرف ہوگا اور جو کہ مشہور ہوا تھا کہ بادشاہان دہلی کو دکن سفر و لشکر کنشی مبارک اور مسعودین ہو اس سبب سے ملک فیروز شاہ بابر بک جو اس بقض پر منوجہ بنوا اور تغافل اور تساہل کو جائز رکھا اور سلطان محمد شاہ پھر ملک تلنگ کی تسخیر پر آمادہ اور مستعد ہوا اور اپنے چچیرے بھائی خان محمد کے نام فرمان صادر فرمایا کہ دولت آباد کا لشکر فراہم کر کے بالاکھاٹ میں دولت آباد کے کنارے عرض تلنگان کے متصل مقیم ہو کر ان سرحدوں کی محافظت میں ہر تن مصروف رہیں اور فرمان طلب صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کے نام بھیجا جب یہ دونوں افسر سپاہ مسلح اور مستعد لیکر حسن آباد گاہر گہ میں حاضر ہوئے اور لشکر کا جائزہ دیا سلطان محمد شاہ نے بدستور قدیم تخت گاہ کو مع مصنافات ملک نائب سیف الدین غوری کے سپرد فرمایا اور راپات کشورستانی مرتفع کر کے کوچ متواترہ سے کو لاس میں پہونچا اعظم ہمایون کو مع لشکر احمد آباد بیدار و ناہور اور اس حدود کے کلکندہ کی طرف روانہ کیا اور صفدر خان سیستانی کو مع امرائے برار کے ورنگل پر مقرر کیا اور غزوہ پلنگ بہادر خان کمال قارا وراہستگی کے ساتھ پیچھے سے متوجہ ہوا اور جو کہ انہیں دنوں میں لے بجا نگر نے بھی اصل طبعی سے حلیت کی تھی اور اس کا بھتیجا بجائے اسکے راج پر قائم مقام ہو ا تھا اس سبب سے رائے تلنگ اس طرف کی ملک سے مایوس ہوا اور کسی طرح مقابلہ سپاہ اسلام اختیار نہ کیا اور بے اختیار جنگل اور پہاڑ کی طرف بھاگا اور بہت اپنے مقررین اور مستعدین سے بہادر خان کے پاس بھیجے کہ سسی اور سفارش کر کے قواعد صلح دو میان میں لاوے سلطان محمد شاہ نے ابتدا میں مصالحو سے انکار کیا کسی وجہ سے یہ عرض قبول نفرمائی اور رائے تلنگ نے جب سلطانوں کا غلبہ حد سے دیا وہ دیکھا اسکے سوا کچھ تدریس نہ بن آئی کر اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی مع ایک امراء متبرہ دوبارہ اردو سے سلطان میں بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ کمترین نے اپنے مئیوں بادشاہ اسلام کے بندوں کی ملک میں تنظیم اور مسلک کیا ہو حضرت کے ارشاد سے بھی تجا ورنگر لگیا امیدوار ہوں کہ گناہ سابق کو کہ رائے بجا نگر کے اخواسے وقوع میں آیا تھا معاف فرماوین اور اس خاکسار کو ہندوگان درگاہ سے شاکرین بہادر خان کے سوا اور بھی امراء نے جب قبول صلح اور عفو جرائم کے بارہ میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا سلطان محمد شاہ نے بہادر خان کو ختم کر کے فرمایا کہ جس طرح صلح دولت دیکھے عمل میں لاوے غرض بعد گفتگو سے درانداس شرط پر صلح قبول کی کہ تین سو بچہ خلیل اور تیرہ لاکھ ہون اردو سو گھوڑے درگاہ میں داخل کر کے شہر کلکندہ کو بھی مع مصنافات اسکے ملازمان بادشاہی کے پیشکش کیے چونکہ دو برس کے قریب لشکر سلطان محمد شاہ کے ممالک تلنگ پراخت و تاراج میں مشغول ہونے سے تلنگ کا نام کا خراب و برباد ہوا تھا رائے تلنگ نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا یہ امر تقرر پایا کہ سلطان محمد شاہ کلکندہ کے اطراف سے کوچ فرما کر عازم راجت ہو اور بہادر خان کو لاس میں توقف کر کے جو کچھ الی تلنگ نے اقرار کیا ہو وصول کرے پھر سلطان محمد شاہ نے کلکندہ کو بھی اعظم ہمایون کے تفویض فرما کر ایات نظریات معاہدہ کے واسطے برپا کیا اور اسکے بعد احمد آباد بیدار میں نزول کر کے تین جہنم و بان توقف فرمایا اور جمیع امراء اور سپاہ کو خدمت عطا کر کے ارشاد کیا کہ اپنی جاگیوں میں جا کر سرتحت کریں اور جیسا تلنگ کے

مع اشیائے محمودہ کو لاس میں آئے بہادر خان انھیں ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بلچیان خراج پتھرہ
 تمام و کمال بہادر خان کی معرفت آنحضرت کے ملاحظہ میں درلائے اور خلعتاے فاخرہ اور اسپان تازی نشراد اور
 انعام دافر سے سرفراز ہوئے اور بعد دو تین دن کے بزرگ بہادر خان عرض کی کہ اگر قبلہ عالم از روے تود و واقعات
 ایک فرمان عنایت فرما کر سرحدیں تعین فرماوین کہ اولاد اچھا بھی آجکی اُس طرف کے راجاؤں کو اپنا تصور کر کے نظر
 مزاح مبذول اور ملحوظ رکھیں ہم اس عطیہ کے مقابل میں ایک تحفہ کہ لائق مجلس سلاطین کا مکار کے ہر سلطان کی نظر
 اقدس میں گذرائینگے بہادر خان نے یہ التماس سمع مبارک میں پہونچائی اور جب اشتیاق اُس تحفہ کی دید کا غالب آیا
 ایلچین کو حکم کے موافق دربار عالی میں حاضر کر کے دوبارہ بادشاہ کے حضور اُسے حمد و بیان تازہ لیا اور سلطان
 محمد شاہ نے جب منظر امان کا حصہ سے زیادہ دیکھا اپنے دست حق پرست سے اُس مضمون کا فرمان مرقوم فرمایا کہ گالکندہ سرحد
 ہماری اور اُنکی ہو جب تک کہ تلنگ سے حمد کنی واقع نہ ہوے اولاد اور اتحاد ہمایون ہماری رائے تلنگ اور
 اُنکے وارثوں کو اپنے دولت خواہوں سے تصور کر کے کسی وجہ سے اُنکے احوال سے مزاحم اور تعرض نہ ہوں اور اُس فرمان
 کے ناصیہ کو اپنی مرخص اور ناصیوں اور امیران و اراعیان دولت کے ہوا میر اور گواہی سے مزین اور شمع کر کے اُنکے سپرد کیا اور
 ایلچین نے مسرور ہو کر ایک تخت مرصع کر کے تلنگ نے سلطان محمد شاہ کے واسطے تیار کر کے اپنی سرکاری کچھوڑا تھا
 حاضر کیا سلطان محمد شاہ اُسکے مشاہدہ سے نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور ایلچین کو باعزاز و اکرام موفورہ خدمت معاودت کی فرمائی
 اور خود بدولت و اقبال بھی تحصیل تمام دارالسلطنت حسن آباد و گلبرگ کی طرف متوجہ ہوئے اور روز نور کو اُس شہر میں داخل
 ہو کر اُس تخت کا نام فیروزہ رکھا اور ساعت بخوبی میں اُس پر جلوس فرمایا اور بہادر و ن اور غازیوں کو کہ اُس یورش
 میں مکر بہادر کی کے آثار غلور میں پہونچائے تھے انوار لطف اور رحمت سے سرفرازی بخشی فقط برادر رنگ فیروز
 نشست شادہ مجلس طرب را از موداد و ادب نشستند گردان بگرد سریر پینشادی بزرگان و نو خیمہ اور تخت
 پدر کو کہ سجدہ اور تعظیم اُنکی سے دلگیر تھا تبرک سمجھ کر خزانہ میں رکھا اور ایک جماعت کہن سالہ کے سلطان محمود شاہ
 بہمنی کے عہد میں تخت فیروزہ دیکھا تھا اُنکی زبانی میں نے یوں سنایا کہ وہ تخت میں گز طول اور ڈھالی گز عرض رکھا
 تھا اور چوب آہنوس سے تیار کر کے اُسکے اوپر سونے کے تیر مرصع بجا ہر قیمتی اس صنعت سے نصب کیے تھے کہ نقل و تحویل
 کے وقت تختہ ہلے مرصع کو اُس سے جدا کر کے لپیٹتے تھے اور صندوق میں رکھتے تھے اور ہر ایک سلاطین بہمنی جو
 مالک تخت کا ہو تا تھا سلطان محمد شاہ کی سنت سینہ پر عمل کر کے مثل فرش کا دیانی جو اہر و مروارید قیمتی اسپر
 افزون کرتا تھا چنانچہ جب سلطان محمود شاہ کے عہد میں چاہتے تھے کہ اُنہیں سے بعض جواہر نفیسہ برادرہ کر کے
 مجلس شراب کی بساط مرصع مع صراحی اور پیالہ آراستہ کریں جو ہریون اور بصرون نے ایک کروہیون کہ مراد سولاکھ
 ہون سے ہر تخت فیروزہ کی قیمت کی القصد حکایت اُس تخت کی جو اہر برادرہ کرنے کی اور بابرک نہ اُناس
 کام کا عنقریب مقام مناسب میں تحریر ہوگا اور میں نے لاف میل نوبت سے جسکے خاندان میں اس تخت کی حفاظت چلی
 آتی تھی وہ شہسخت فیروزہ کی استفسار کی اُس نے جواب دیا کہ ابتدا میں جو پوشش اُس کی میناے فیروزہ رنگ
 سے تھی سلطان محمد شاہ بہمنی نے اُس کا تخت فیروزہ نام رکھا لیکن آخر میں مینا اُس کا زرو جو اہر و مروارید کے
 نیچے ایسا پوشیدہ ہوا کہ رنگ اصلی اُس کا ہرگز محسوس نہ ہوتا تھا اور سلطان محمد شاہ بہمنی نے جس سال کہ تخت فیروزہ کو اپنے

فیض قدم سے رنگ پہرہ نرنگ فرمایا چالیس دن وقت عیش و طرب کو درازی دیکر ایک مجلس بہار کی آرہے تھے اور یکے تلک کلف شرعی اور عرفی کو درمیان سے اٹھا کر حکم کیا کہ ان دونوں میں تمام عوام الناس نفس امارہ کی پروا و پس کی راہ جاری کریں اور جمیع امرا و اعیان درگاہ الناس علی دین ملوکم پر عمل کر کے اپنے مکانون میں عیش و عشرت کے لوازم میں مشغول ہوئے اس درمیان میں ایک جماعت استادان موسیقی سے کھل و صوت امیر خسرو اور جبرین دہلوی سے خوب ماہر تھے مع تین سو قوال دہلی کی طرف سے حسن آباد گاہر گہ میں آئے اور سلطان محمد شاہ نے انکا موجود ہونا ایسے وقت میں کہ ہنگام نشاط و محو نشی تھا غنیمت جانکر انکی عزت میں کوشش کی اور روز آخر جشن میں ایک مجلس مختصر ترتیب دیکر ملک نائب سیف الدین محمد غوری اور صدر الشریعت کو اجازت دی کہ پاسے تخت میں بیٹھیں اور بہادر خان و لکھنوی فتح کو خطاب امیر الامرائی دیکر پائے اس کی قدر و منزلت کا فرقہ ان سے گذرانا اور اس کی دختر کو شاہزادہ مجاہد شاہ کے واسطے خواستگار کر کے اسی دن عقد باندھ کر پائے شاہان کا مگر اس کے سپرد کی جیسا کہ ملا داؤد بیدری کی کتاب تحفۃ السلاطین میں لکھا ہے کہ ان دنوں میں بارہ برس کا تھا اور مہر واری کی خدمت میں سرفراز تھا مجھے خوب یاد ہو کہ جب وقت سلطان محمد شاہ اپنے عکس خسار سے باوہ بہار مجلس کو انخوان کرنا تھا ایک جماعت قوالوں سے دو ہشتین امیر خسرو کی کشتعل بادشاہوں کی مع احسن خداداد کی تہنیت میں بختین بنیئے روح افزا اور حسن صوت گاتے تھے سلطان نے خوشوقت ہو کر ملک نائب سیف الدین غوری سے فرمایا کہ پوہیہ ان تین قوالوں کا جو دہلی سے آئے ہیں رہا بیجا نگر کے خزانہ پر لکھا گیا ملک نائب سیف الدین غوری نے اگرچہ اس حکم کو لگان شراب کے فشا پر کیا لیکن باقتضائے مجلس زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر یہ امر قبول کیا اور سلطان محمد شاہ نے مافی الضمیر ملک نائب کا سمجھ کر اس کو کچھ نہ فرمایا دوسرے دن حالت ہوشیاری میں ملک نائب سیف الدین غوری سے پوچھا کہ وظیفہ قوالوں کا حصہ راے بیجا نگر کے خزانہ پر لکھا گیا ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا اب تو یہ ہوگا سلطان محمد شاہ نے کہا اس وقت چرخ نے سروری میری تسلیم کی اور زمانہ میری بندگی کا اقرار کیا حاشا کہ میری زبان پر کلمہ لغو اور زائد جاری ہوئے اور میرا حکم قوالوں کے وظیفہ کے بارہ میں نہ از روئے سستی اور بیخبری کے تھا میں اس مقدمہ میں غایب اور حازم ہوں فلاں ساعت میں سرفراز وظیفہ قوالوں کی لکھ اور فقط اپنی مہر پر اکتفا کر کے راے بیجا نگر کے پاس بھیج کے بے تامل و تامل و ہیرات وظیفہ مرسول رکھے ملک نائب سیف الدین غوری کہ عزیمت سلطان محمد شاہ کے مثل ان امور کے وہی جانتا تھا سند دہلی نذر کی خزانہ بیجا نگر پر لکھا کر دہلی کی راے بیجا نگر کہ بہت مغرور و شجاع تھا اس مژدہ شاہ سے نہایت اذردہ ہوا اور حامل سند کو گدھے پر سوار کر کے تمام شہر بیجا نگر میں تشہیر کر کے نکال دیا اور بے تامل احضار لشکر کا حکم دیکر بقیہ تہذیب مالک شامان ہمدانیس ہزار سوار اور نولاکھ پیادہ اور تین ہزار فیل کوہ تمثیل لیکر نہایت عظمت و تہفیل اور غایت تکبر اور تجبر سے سرحد کن کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ اودنی کے ظاہر میں لشکر گاہ کر کے آدمیوں کو ولایات مسلمانوں کی تاخت و تاراج پر مقرر کیا اور سلطان محمد شاہ نے جب اس قصہ پر اطلاع پائی اس سبب سے کہ لشکر بیدر اور برادر دوسرے کی محنت سفر کھینچے ہوئے تھا اور ابھی تک استراحت کی صورت نہ دیکھی تھی دونوں لشکر اپنے محال میں چھوڑ کر خان محمد کو مع لشکر دولت آباد طلب فرمایا اور جس غنائم و بیلم پٹن کو شاہزادہ مجاہد شاہ کے ہمراہ شیخ محمد سراج کے پاس بھیجا کہ سادات اور مستحقین پر تقسیم فرماوے اور غزائے کفار کی احازت حاصل کر کے التماس دعا سے خیر کرے اس صورت میں شیخ

محمد سراج نے مستحقین اس دہار کو عطایا سے شاہی سے خوش دل کر کے جمعہ کے دن باتفاق مشائخ و علمائے حسن و کمال گرجہ کی مسجد میں گیا اور بھنوڑ قلب تازہ ادا کی اور عساکر اسلام کی فتح و نصرت اور بادشاہ عالی مقام کی سلامتی کے واسطے فاتحہ پڑھا اور سلطان محمد شاہ نے ساعت نیک اختیار فرما کر خیمہ اور بارگاہ باہر بھیجی اور اسے بجا لگنے اس زعم پر کہ ہم برسات تھا اور آب کشتہ طغیانی پر تھا نہایت اطمینان سے حصار مدکل کے قریب آکر لوازم قلعہ گیری میں طاقت بخشی سے باہر سعی اور کوشش کی اور مرد و اندرونی نے کہ آٹھ سو مسلمان جنگی اور بہادر بھٹے قلعہ کی حفاظت میں سعی جمیلہ بند دل رکھ کر شہر اٹھ دو لختہ اڑی میں کسی طرح سے کمی نہ کی لیکن قلعہ کا دار و فہ کہ ملک سیف الدین غوری کے عزیز بن میں سے تھا اس نے اہل قلعہ سے بعض معاملات میں سخت گیری کی اور وہ لفاق اور خلاف تک مہر سے مرد و معتز و دل مراسم حراست اور ہوشیاری سے باز رہے اور قلعہ کو اسے بجا لگنے مفتوح کیا اور کفار شدید العداوت نے دست پشیمانی و خیر ہو کر مسلمانوں کو مع زن و فرزند بقوت و رسوائی تمام ہلاک کیا لیکن ایک مسلمان کہ ایک گوشہ میں پوشیدہ ہوا تھا اور رات کے وقت تیر لباس کے کچھ اختلاف سے باہر آیا اور بہرہی پیدا کر کے کفار قلعہ سے برآمد ہو کر جلد آب کشتہ سے عبور کیا اور جلا دھل کی رہبری اور ہدایت سے بچھل تمام آپ کو تختہ گاہ حسن آباد گلابین پہنچایا اور سلطان محمد شاہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ اسے بجا لگنے جیل و حشم کے نفاق کے سبب قلعہ مدکل پر غالب ہوا اور میری کشتی حیات کے سوا کسی کی زندگی گائی کی ناؤ ساحل سلامتی پر نہ پہنچی سلطان محمد شاہ کہ بادشاہ صاحب ناموس تھا یہ خبر وحشت اثر سننے ہی مثل وریا سے قہار سینہ اس کا جوش و خروش میں آیا دم نہ مارا اور اسی وقت اس بچارے کے قتل کے واسطے کہ یہ قدم سعی اور پاسے وراز آ یا تھا اشارہ فرمایا اور کہا کہ ایسے شخص کو کہ اس قدر آدمیوں کی موت دیکھی ہو اسکی صورت دیکھنی رو نہیں بعیت آن قدر قدرت و قضا پیمان چہ دان ملک سیرت و ملک آثار و جس دم کہ خبر جوش مسلمانوں کی شہادت کی جیسا کہ داب اسکا تھا انتظار وصول لشکر نہ کیچکر ماہ جادی ۱۰۷۰ھ کی ستائیس سو ستر سٹھ ہجری میں رکاب شہید پر انتقام کو قدم دولت پائدار سے گرانبار کیا اور قسم کھائی کہ آٹھ سو مسلمانوں کے عرصہ جنگ لاکھ ہونے کو تیغ انتقام سے قتل نہ کروں گا شمشیر جہاد میان میں نہ کر کے ہاتھ قتل سے نہ کھینچوں گا جب دریا سے کشتہ کے ساحل پر پہنچا فرمایا قسم جو اس خدا کی جس نے مجھے پیدا کر کے دربار شاہی پر سرفراز کیا اس دریا چہ ہر اس آگین کی بدخونی اور مخالفان بیدین کے وسوسہ شوکت اور جنگجوی سے نہیں ڈرتا اس سپاہ رزخوہ کے ساتھ بلا توقف اس دریا سے عبور کر کے بنو فتن ملک ظفر بخش دسی خلیہ اسے بجا لگنے کے قلب لشکر پر تاخت لاؤنگا اور اس کے مسلک جمعیت کو خات لغش کی طرح متفرق اور پریشان کر کے ارواح شہدائے مدکل کو شاہد کروں گا پھر شاہزادہ محیا ہر شاہ کو ولیعہد کیا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو ملک و مال کا صاحب اختیار کر کے بیس زنجیریل مست کے سوا سب فیلان کوہ پیکر محیا ہر شاہ کو ویکر لوازم و وصیت بجا لایا اور حسن آباد گلاب گرجہ کی طرف روانہ کیا اور خود بہ سعادت و اقبال تین دن میں اس بحر زحار سے عبور فرمایا باتفاق جمیع مورخان تو ہزار سوار کا جائزہ لیا اور بجا لگنے کا رانہ باوجود یکے تیس ہزار سوار اور لاکھ پیاوے ہزار لکھتا تھا جب خبر باکی کہ سلطان محمد شاہ ہمیں لے دریا سے زحار سے عبور کیا ہر سراسیمہ اور حیران ہو کر ایک رات کو کہ اندھی اور ہوا بختی رخت اور اسباب اور احوال اور افعال اور فیل اور خزائن بجا لگنے کی طرف روانہ کیا اور خود جبریدہ اس نیت

سے رہا کہ جب شب پردہ ظلماتی روئے آفاق سے اٹھاوے اور آفتاب دیرپہ مغرب سے برآمد ہو کر زمانہ کو روشن کرے جنگ اور عدم جنگ میں جو کچھ سب کی صلاح ہو ساکھڑا اُس کے عمل کو بے قصار اور دم اردو یا زار کے اور ہاتھی اور تمام مرکوب اور بارکش نے کچھڑا اور باران کی کثرت سے اُس رات کو دو کوس بھی مسافت نہ قطع کی چلتے سے عاجز آئے اور جس مقام میں پہنچے توقف کیا لیکن اُسی رات کو خبر کوچ کفار سلطان محمد شاہ کے اردو میں منتشر ہوئی بادشاہ اردو بازار اور خیمہ اور خیرگاہ اپنے مقام میں چھوڑ کر مع سپ و فوجی لشکر بھاگنے کی طرف متوجہ ہوا اور صبح کے وقت اُنکے لشکر گاہ کے اطراف میں پہونچا اسے شہادت اُترا اور جمیع مردم دیگر نے اپنی سلامتی فرار پر منحصر جانی اموال اور سہاب اور انبیال سے قطع نظر کر کے قلعہ اودنی کا راستہ لیا اور سلطان محمد شاہ اُس مقام میں کہ جہاں اردوے کفار تھا تاخت لاکر اٹا تاہن شوکت اُس خاندان قدیم کو بے رحمت و مشقت اپنے تصرف میں لایا اور قتل عام کفار اردو کا حکم صادر فرمایا غرض کہ عورت اور مرد اور جوان اور بوڑھے اور غلام اور آزاد سے ستر ہزار آدمی قتل ہوئے اور کچھ مسلمانین کی روایت سے دو ہزار ہاتھی اور تین سو اربابہ توپ اور ضربین کی اور سات سو گھوڑے عربی اور ایک ہنگام سن مرصع سرکار بادشاہی میں داخل ہوا باقی غنائم پر امرا اور سپاہی منصرف ہوئے سلطان محمد شاہ نے اس فتح کو مقدمہ دوسرے فتوحات کا سمجھ کر موسم برسات کا قلعہ مدکل میں بسر کیا اور اُس کے بعد خان محمد مع لشکر دولت آباد بادشاہ کے لشکر میں شریک ہوا اور جمیعت عظیم بہم پہونچی کوچ کر کے بقصد قتل کفار قلعہ اودنی کی طرف روانہ ہوا اور اسے بجا نگر کہ آب نہمندرہ سے عبور کر کے نطا ہر قلعہ اودنی میں اتا مت رکھتا تھا اپنے بھانجے کو اُس کی حکومت دے کر ولایت کے درمیان درآباد اور لشکر اطراف ہجوانب کو فراہم کر کے خزانہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی بجا نگر سے طلب کیا اور سلطان محمد شاہ خان محمد کی صلاح پر عمل کر کے تسخیر قلعہ کا عزم نہ ہوا اور فرمان طاعہ تمام قلعوں اور مالک محروسہ میں ارسال کر کے توپ اور گروہ بہت طلب کیے اور کارخانہ آتشبازی کا کہ پیشتر وکن کے درمیان میں شالیج نہ تھا سرداری اُس کی مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی کی طرف کہ امرا سے مستند سے بھار جوع فرمائی اور تمام رومی اور فوجی کہ لازم اُس لشکر منصورہ کے تھے مقرب خان کے تابع ہوئے اور توجہ عظیم آراستہ ہوا اور اس سبب سے کہ آدمی دہان کے مشہور تھے کہ راتوں کو چوروں کی طرح دائرہ پرتاخت کر کے گھوڑے اور آدمی بہت ضائع کرتے تھے اس واسطے مقدمہ ہوا کہ جمیع قبائل بجا نگر کو حسن آباد گلبرگہ میں لجاوین اور امرا اور سپاہ اشیاء ضروری فقط ہمراہ رکھیں اور باقی کو پھیر دیں اور طناب در طناب کھینچیں اور لشکر کے دور میں ارا بے تو پختہ زنجیر سے باندھ کر لوازم ہوشیاری اور بیداری میں کوشش کریں اُس کے بعد بادشاہ نے اس آئین اور ترتیب سے حوالی قلعہ اودنی سے کوچ کر کے نہر نہمندرہ سے عبور کیا اور ولایت بجا نگر میں داخل ہوا سلطان محمد شاہ وہ بادشاہ ہی کہ بنفس نفیس بقصد خزا ولایت بجا نگر پر فوج کشی کر کے منظر اور منصورہ راجت کی اور حیب بزمیت ثابت و راستہ اردوے کشن راے کی طرف متوجہ ہو کر آیات اسلام اُس مملکت میں جلوہ گر کیے کشن راے نے اپنے بزرگان درگاہ کو جمع لاکر مسلمانوں میدان صف بستہ کر کے اسطے لوازم مشورت پیش پہونچا نے آخر شب بات اسپر قرار پائی کہ بھوج مل راے کہ سپہ سالار کفار تھا اور اپنی مان کی طرف سے راے سے قرابت رکھتا تھا چیدہ اور خلاصہ لشکر لیکر قلعہ شاہی سے مقابل

ہو کر جنگ کرے اور راسے بھوج مل نہایت غرور سے اس خدمت کا متعدد ہو کر راجہ سے بولا کہ تیرا حکم جوتو میں
مسلمانوں کے بادشاہ کو زندہ خدمت میں حاضر کروں یا اسکا شمشیر کین سے جدا کر کے تیرے ملاحظہ سے
گزرانوں کشن راسے نے جواب دیا کہ دشمن کی زندگی کسی حال میں مطلوب نہیں ہو اس کا مزناہر کیف بہتر اور نسب
بہتر بھوج مل راسے خیل چشم کی دلجوئی اور تسلی کر کے چالیس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیادے سے بادشاہ کے
مقابلہ کو روانہ ہوا اور حکم کیا کہ ہر روز امر اپنی مجلسوں میں حکم کریں کہ علماء سے براہمہ اپنی کتب دینیہ پڑھ کر
مسلمانوں کے قتل اور دفع کرنے کے ثواب کو خلافت کی خاطر نشان کریں اور جنگ پر اس جماعت کی ترغیب و تحریص
کر کے انکے احوال قسم فوج مادہ کا وادہ اور جنگ حرمت ہننام اور قتل کفار اور شکنجی اور مابعدین ہذا بقیل بیان کریں
اور جب اس طریق سے طمسافت کر کے بین الفرقین بارہ کوس کا فاصلہ رہا سلطان محمد شاہ نے خان محمد اور سر نوین
کو حکم فرمایا کہ نشان لشکر شمار کریں القصد بندہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ زیر قلم آئے از انجا دس ہزار سوار اور دس
ہزار پیادہ اور تمام کارخانہ آتشباری کا خان محمد کے ہمراہ کر کے پیشتر روانہ کیا اور چونکہ تاریخ ماہ ذیقعد سنہ مذکورہ کو نوروز
خلعت کا آپس میں سامنا ہوا اور صبح سے سہ پہر تک مامند سندر کے ملاطم امور کے جوش و خروش سے آپس میں مشغول
جنگ ہے اور طرفین کے آدمی بہت مقتول ہوئے موسیٰ خان اور حبیبی خان افغان کہ سینا و سپہرہ خان محمد کی ان سے
قوی پشت تھی زخم تفنگ سے شربت شہادت کا چکھ کر روضہ رضوان میں داخل ہوئے اور ان دونوں سردار کی سپاہ مستغرق
ہونے سے قریب تھا کہ چشم زخم افواج قاہرہ اسلام کو پہونچے کہ ناگاہ سلطان محمد شاہ بن ہزار سوار اور کمل سے ایک فرسخ سے
جنگ گاہ پر تاخت لایا اور خان محمد بادشاہ کے پہونچنے سے مطبئن اور قوی دل ہوا اور لشکر پر گندہ بھی طرف وجوب سے
سمٹ آیا اور مقرب خان نے تو پچانے کو آگے بڑھا کر نورزم آتشباری میں کوتاہی نہ کی سوار اور پیادگان کفار کو ضربے پہ
و بنوق سے مضطرب اور سر اسیمہ کیا اور خان محمد کو پیام کہلا بھیجا کہ افواج کفار کے پریشان خاطر ہونے سے تزلزل نے
انکے احوال میں راہ پائی ہو اگر حکم ہووے ارہے کے پیچھے سے ٹکڑے بھادراں جوانان خاصہ ہر حملہ آور ہوں اور خان محمد
نے ایک جماعت امر اسے مقرب خان کی مدد کے واسطے بھیجا کہ اشارہ کیا کہ جنگ میں مشغول ہووے اور خود بھی پیچھے سے
روانہ ہوا اور برقی کی طرح الیسا تند گیا کہ کفار کو فرصت استعمال آلات آتشباری کی نہ رہی شمشیر و خنجر لے کر مقابل
آئے بیت چکا چاک خنجر زمینان کین بہ ہفتم فلک شد زہرے زمین اس درمیان میں قیل خان محمد کا کہ شمشیر شکا
نام رکھتا تھا قیل بانوں کے حکم سے سرکشی کر کے بھوج مل راسے کی فوج پر حملہ آور ہوا اور بھوج مل راسے کی فوج قلب
ابھی تک خوب تہی کھڑی تھی تفرقہ نے ان میں راہ پائی تھی اور بھوج مل راسے کے ہاتھبوں نے اسے کام سے باز رکھا اور
خان محمد اس مقدمہ سے واقف ہو کر اور طرفوں سے منھ موڑ کر پانسو جوان ہمراہ لیکر بھوج مل راسے کے قلب لشکر پر متوجہ
ہوا اور اپنے ہاتھ کو پالیا اور الیسا عجیب و غریب قضیہ جو کبھی سننے میں نہ آیا تھا واقع ہوا وہ یہ ہو کہ قبل شمشیر کار
نے کہ قبایان اس کا مقتول ہوا تھا اور کوئی اس کی پیچھے پر سوار بھی نہ تھا خان محمد کے پہونچنے ہی لشکر اسلام
کے پیش رو بنکر صفوف اعدا کو دم بھر میں زیر و زبر کیا بھوج مل راسے زخم کاری اٹھا کر بھاگا اور امر اسے
دیگر کہ جنگ میں مشغول تھے افواج قلب کو منکسر و لیکھرا گھوڑوں نے بھی راہ فرار پائی اور ابھی شمشیر غازیوں
کی غلاف سے برآمد ہوئی تھی کہ چھتر اور ریات بادشاہ سکندر اقبال کے نمودار ہوئے اور حکم فرمایا کہ علت غائی جنگ

اور فتح کی مقتول ہونا کفار حسین کا جو اس بارہ میں مساعی جلیلہ پیش پہنچا تو پھر تو قتل کا بازار گرم ہو گیا تو
 نے اس قدر اس امر میں کوشش کی کہ عورتیں و بچے بھی پا مال ہو کر جانبر نہ ہوئے اور سلطان محمد شاہ نے اس
 فتح کے بعد ایک ہفتہ اس مقام میں قیام کیا اور فتحائے اطراف و جوانب میں ارسال فرمائے اور جو چاہتا تھا
 کہ اپنے عہد و قسم کو وفا کرے کشن راے کے اردو کے قتل پتو جو ہوا اور کشن راے کے شہتے ہی تاب مقاومت کی
 نہ لاکر خانان صبر و شکیب کو برہم لہرا اور باوجود کثرت خیل و حشم دشت ادبار میں آوارہ ہوا اور تنگ و ناموس
 کا پاس مطلق نہ کیا بیت کس گرفتار نام و تنگ مباد و کو چہ راہ و رسم تنگ مباد و عاقبت الامرشاہ سکندر جہا
 سلطان محمد شاہ ہمیشہ قریب بتین جہینے کے محسوس جستجو میں متعاقب ہا جسوقت فرصت اور قابو پا تا تھا تیغ بانی سے
 ہنود کی سرافشانی میں مشغول ہوتا تھا یہاں تک کہ کشن راے عاجز ہو کر دارالملک بجا نگر کی طرف روانہ ہوا اور
 وہاں کے پہاڑوں پر جا کر پناہ لی اور نولاکھ سپاہ دے راہ داخل اور مخاصم دشوار گزار میں مقرر کیے اور سلطان
 محمد شاہ کسی وجہ اس کے تعاقب سے باز نہ آیا اور بجا نگر کے نواح میں جیسے اور خورگاہ الیتادہ کر کے تمام افروں
 کو مورچے تفصیل کیے اور ہر روز شہر کے گرد بنیا و جنگ کی ڈالتا تھا لیکن شب کو کفار اردو میں آتے تھے اور شہر
 دیتے تھے اور سلطان محمد شاہ قریب ایک ماہ کے سخی ہو فورہ بجا لایا کہ اس شہر میں داخل ہو کر خواہش اور آرزو کے
 موافق عمل کرے کسی جہ سے میسر نہ ہوئی پھر مقام حلیہ میں ہو کر آپ کو بستر نازانی پر ڈالا اور اس راز سے خان محمد
 اور مقرب خان کے سوا کسی سے کو واقف نہ کر کے طبل کو بج پرچہ ماری اور کشن راے کے قتل اور تلافی
 خون ہنود کا عزم جزم کر کے دارالملک بجا نگر سے برآمد ہوا اور نہایت جوش و خروش سے موکب منصورہ کے تعاقب
 میں روانہ ہوا اور کفار ارباب اسلام کے اردو کے پس پیش تاخت کر کے اراہون کے کنارے جاتے تھے اور شور
 عوفا بلند کر کے کہتے تھے کہ تمہارا بادشاہ مردہ ہو ہمارے برہمنوں کی دعاستجاب ہوئی ہم تم میں سے ایک شخص
 کو نہ چھوڑیں گے کہ وہ زندہ اپنے ملک میں پہنچیں ان کی رو میں وطن جانے کی آرزو میں اس میدان لہو و دق میں
 پھٹکی پھریں گی اور اس سبب سے کہ بادشاہ کو حج کے وقت سنگاسن میں استراحت فرما کر چادر سر پر ڈالتا
 تھا اہل اردو شاہ کی زندگی پر بے لگان اور شکی ہو کر مضطرب ہوتے تھے اور خان محمد اور مقرب خان
 خلافت کو دلجوئی اور دلاسا کر کے کوچ پر کوچ جاتے تھے یہاں تک کہ آپ تمندارہ سے عبور کر کے ایک
 صحرائے مسطح اور ہموار میں پہنچے اور وہاں مقام کیا اور کشن راے بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اس
 منزل میں پہنچ کر فروکش ہوا اور سلطان محمد شاہ نے تدبیر کو تقدیر کے موافق دیکھ کر خلق کے دفع مظہر کے واسطے
 نماز عصر کے وقت کہ رحمت نازل ہوتی ہو بارعام دیا اور ایک لفظ مجرایوں کے سلام میں مشغول ہوا اور پھر معصوف
 کا بہانہ کر کے دربار برخاست کیا اور شب کو جیسے اہل کو خلوت میں بلا کر حکم کیا کہ سپاہ کو مستعد اور مسلح کریں اور
 فلان موضع میں لہذا ان محافظت اردو توقف کر کے منتظر قدم مابدولت رہیں القصہ جب افسان سپاہ حکم
 کے موافق کاربند ہوئے سلطان محمد شاہ نے جنگی لباس زیب تن فرمایا اور آدھی رات کو فتح و نصرت کے شہینہ
 پر سوار ہو کر صحرائے موعود میں خرامان خرامان تشریف لے گئے اور ہر ایک کو ایک خدمت اور ایک سمت
 میں رجوع کر کے بقصد پنجون روانہ ہوئے اور کشن راے اور اس کے ارکان دولت ابواب جنگ سدود

ہوئے عظیم کی خستہ حالی اور زبونی کو یقین کر کے تمام رات محو نشی اور قاضی میں مشغول رہے اس وقت خبردار ہوئے کہ صبح کے قریب اطراف و جوانب سے آواز جان خراش بگیر و بکیش کی بلند ہوئی اور غازیوں کی تکیہ و صیلاۃ کا غلغلہ گنبدِ اہلک میں پہنچا اس کی برکت سے تمام کفار کا پاؤں قراہ جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا ناپاکشن راے تفرقہ اپنی جمعیت میں دیکھ کر سمجھا کہ فراہم لا خلیل و حشم کا نہایت دشوار اور محال ہو وہ بھی حسیت اور غیبت کو بس سرگرمی کے مفروضہ پر سبقت کر کے ایسا بھاگا کہ بیجا نگر تک کسی مقام میں باگ نہ موڑی اور سلطان محمد شاہ نے اس کے تمام خزانہ اور اسبابِ حرکت پر تصرف ہو کر چند منزل تک پہنچا کیا اور دس ہزار کفار ایک باگ موڑنے میں فی النار کیے اور سیکڑوں کو مجروح کر کے ہلاکی ان کی ذائقوں سے بہلایا اور ابھی تک آتش غضب کی حرارت اور عرصہ کی شدت سے گھوڑے سے نہ اترا بجا بگر کے تیس چالیس کوس تک جس مقام میں آدمی کا نام نہ تھا تاخت کر کے زندوں کو ہلاک کر کے شہرِ خموشان بنایا بجا بگر کے معتبروں اور نامداروں نے جب یہ حالت مشاہد کی کشن راے پر غیظ میں آنکر سرزنش اور ملامت کی اور بولے کہ تیری راے اور حکومت ہمیشہ شوم ہوئی تو نے مال و ناموس ہمارا برباد کر دیا اور قریب دس ہزار کے بیکہن مارے گئے رعیت نے م نشان باقی نہ پائیں رہے نے جواب دیا کہ میں بے مشورہ عیان ملک کے ترکب کسی امر کا نہیں ہو اور اپنے طالع میں کسی طرح کا غنیمتیں اور اب جو تم کہو میں مطیع اور فرمان بردار ہوں یہ بولے جیسا کہ تیرے باپ نے مسلمانانِ ترک سے لڑائی نہیں کی بلکہ بادشاہ علامہ الدین حسن کا نگوئی سنی سے موافقت کی تھی لازم ہو کہ تو بھی مسلمانوں سے مدار کر کے کشن راے نے یہ بات قبول کر کے ایلیچون کو سلطان محمد شاہ کے حضور بھیجا اور صانع سابقہ سے اظہارِ خدمت کر کے صلح کا طلب کیا اور سلطان محمد شاہ نے اس سے اٹھارہ کیا اور ایک مذبحے گستاخ نے کہ اس دربار میں حاضر تھا عرض رکھا کہ بادشاہ نے قسم کھائی ہے کہ اگر آٹھ سو مسلمان کے عوض لاکھ ہندو قتل کروں گا اور قیسم نہیں کھائی کہ ہندو کا تحم نہان سے اٹھا دوں گا سلطان محمد شاہ نے ہنس کر ارشاد کیا اگرچہ قسم کے وہ چند ہندو کشتی واقع ہوئی لیکن جب تک اسے بجا نگر داسے زبردستی دے تو ان کا دہلی کا مقصد ہندو گامین کفار بقینہ السیف کے گناہ معاف نہ کروں گا چنانچہ اعلیٰ اسکے جو اپنے مالک کی طرف سے کیل مطلق غلے اٹھفون نے قبول کیا اور اسی دربار میں وجہ برات و ظلیفہ اور کیا سلطان محمد شاہ نے فرمایا وہ حرف کہ میری زبان پر جاری ہو اتھا نہیں چاہتا تھا کہ لغو اور ضائع ہو کہ صرف روزگار پر یادگار رہے الحمد للہ کہ جو کچھ میں نے اپنی زبان سے کہا اٹھا اسے بجا لایا اور اپنا حکم جاری کیا اور قسم ہو چلا کہ ایسا عجیب غریب بادشاہان سابق اور حال سے کبھی صادر نہ ہوا اور عقلاً جائز نہیں کہ ایسا بھارتیہ دشوار اور طرفہ زد و علم میں کے ابلغا اور ناگ دیو کے قتل ہونے سے تھا سیرت اشال دین غرائب و زمین ہم غریب ترہ بسیار کردہ دولت این شاہ داد گرا ایلیچون نے جب شاہ کو خوشوقت دیکھا عرض گزار ہوئے کہ ہم بادشاہ کو اس وقت نہایت مشفق اور مہربان پائے میں اگر حکم حالی ہو دوسے راہ اخلاص سے وہ کلمہ عرض کریں لہذا اٹھفون نے اجازت پا کر عرض کیا کہ کسی میں میں رہنمیں ہو کہ مالک بگیناہ کو ایک گنہگار کے عوض قتل کریں خصوصاً عورتوں اور بچوں کو اگر کشن راے سے مسلمانوں کی نسبت قلعہ مدکل میں بے راہی واقع ہوئی ہو فرمائیے فقر اور سائیکین کا کیا گناہ تھا سلطان محمد شاہ نے فرمایا قلم لکھ دیر سے یوں ہی جاری ہو اتھا اور مجھے اس میں اختیار نہ تھا ایلیچون نے عرض کی کہ جو سابقہ عنایت مالک مالک بے نسبت خلاصہ مالک کن کے آپ کو از دانی

رکھا اور مالک کرنا ملک آپ کی حکمت کے جو زمین واقع ہوئے یقین ہو کر آپ کو اور آپ کی اولاد کو مدت باسے
مدیر ہوسا گئی اس سرزمین کی ہوگی اور دنیا داروں کے درمیان مثل اس قضیہ کے شاید دوسرا وقوع میں آوے
پس حال خلافت کا کیونکر ہوگا خیر اندیشی اور صلاح حال عایایوں انتضا کرتی ہو کر طریقہ قتل غفر اور مساکین کا
درمیان میں نہ ہووے سلطان محمد شاہ نے متناثر ہو کر فرمایا کہ میں خدا سے حمد کرتا ہوں کہ بعد فتح اور معرکہ گذار میں
شخص کے قتل میں نہ پھر دنگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اس فیوہ پسندیدہ پر عمل کریں چنانچہ اس تاریخ سے دکن میں
شائع ہو کر جو شخص جنگ کے بعد دستیاب ہو سکے قتل اور ہلاک میں اقدام نہ کریں اور بے سبب رعایا اور ضعیفہ کے
قتل عام میں نہ مشغول ہووین اور جب لمپھوں نے وجہ برات و وظیفہ والاں اور اس کی سلطان محمد شاہ کے تجاویز کو
ثو تعات کی نہ دیکھ کر اوروے انصاف کو چ کر کے بلکہ حسن کو باو گھر گھر میں اس کو پھر اسی راہ سے منزل شیخ محمد
سراج میں گیا اور کہا اچس تو کل کی برکتوں سے کہ کار ساز حقیقی کے لطف پر کر کے ابتداء سے ماملت میں لغو و خزانہ
در راہ حق جلشادہ عظم سلطانہ میں نے صرف کیا تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے خزانے اور فروع عظیم
روزی کیے اور وعایے خیر حضرت عالی کی میرے حق میں مبارک آئی پھر شیخ کو رخصت کر کے دارالامازہ میں تشریف لگیا
اور پانچ روز سے زیادہ بستر استراحت پر تکیہ نہ فرمایا کہ ربابات نصرت آیات اسکے دولت آباد کی طرف متحرک ہوئے اور
جو کہ اچس منگام میں سلطان نے آپ کو عہد کیا رہنا یا تھا اور کفار نے اوروے عالی کا نقاب کیا تھا جمیع ممالک محمد
میں خبر اسکے فوت کی منتشر ہوئی مقتربان نے غلو طے عرصہ میں طعنیاں اظہار کر کے نقارہ عصیان پر جو باری
از انجل جو کہ ولایت دولت آباد امرے صاحب شان کے وجود سے خالی تھی اور تمام لشکر ولایت مرہٹ خان محمد کے
بہرہ بیجا نگر کے سفر میں تھا بہرام خان مازندرانی نے کہ سلطان علاء الدین حسن کا نکوئی نہیں اسکو ورنہ کتنا تھا کو بیہ دیو
مرہٹ سردار پاچگان کے اغواء سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور بعضے امرے برابر کہ اسکے قریب وجو زمین غنے اٹھو اپنے
بھی اپنے آدمی اسکے پاس بھیجا کہ دم موافقت اور مصداقت کا مارا اور بکلا نہ کے راجہ نے بھی تحسینا ہر پیغام محبت التیام
بھیجا کہ امداد کی بشارت دی بہرام خان مازندرانی ان مقدمات خام پر فریفتہ ہو کر چند سالہ خراج خاصہ برابر اور مرہٹ پر کہ
سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق دولت آباد کے قلعہ میں جمع تھا متصرف ہو کر خیل و چشم کے فراہم کرنے میں
مشغول ہو اور اکثر بلاد اور برگناں مرہٹ کے اپنے قبضہ متصرفین لایا اور احوال انصار پر تقسیم کیے اور سوار اور
پیادہ سے بارہ ہزار آدمی فراہم کیے سلطان محمد شاہ نے بیجا نگر کے اطراف میں یہ جہر سنی اور اسے اس شخصوں سے لکھ بھیجا کہ
جو خبر ہائے ناخوش تیرے گوش زد ہوئیں و سوسہ شیطانی غالب یا گرد ایسے امر کے پھر اکو اسکے پاس نہ پھرنا چاہیے
تھا مناسب ہو کہ اب بھی مقام استغفار اور ندامت میں ہو کر اپنے اعمال ناشائستہ سے پشیمان اور نادم ہو کہ میں بھی تیرے
گناہوں اور تیرے توابعین کے جرائم کو ناکردہ معلوم کر کے مواخذہ نہ کرونگا اور جرائم و ذلالت تیرے ساتھ عقوبت اور اغراض
کے سقر دن کو گنگا اس نوشتہ کو بصحابت سید جمال حمید اور شاہ ملک جو مقتربان درگاہ سے تھے دولت آباد کی طرف بھیجا اور
بہرام خان مازندرانی نے کو چند دیو سے اس امر میں مشورہ کر کے صلاح پر بھی اُس نے جواب دیا کہ سلطان محمد شاہ
ایک بادشاہ قہار اور غیور ہو اور بعد و اس اعمال ناشائستہ کے کہ ہم سے سرزد ہو کسی وجہ زمین میں ہو سکے اور دولت
ساختہ سنگین ہمارے تصرف میں ہو اور بکلا نہ کا راجہ اور بعضے امرے متبر برابر کے ہم سے موافقت رکھنے میں اس

صورت میں یہ صلاح دیکھتا ہوں کہ حکم شروع ملتزم پر عمل کر کے اس کار سے ہاتھ نہ اٹھاؤ میں اور بہت معذور
 رہے اس میں کوئی تامل تمام انجام دیوں بہرام خان مازندران کو کوئٹہ دیو کے افسوں نے ایسا شیشے میں اتار کر مہبت
 اور مغرور کیا کہ بادشاہ کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھ کر حلقہ نصیحت کو ذیہ گوش نہ کیا اور سرکشی سے نہ
 ہٹا رہی بلکہ زیادہ تر استقامت مقابلہ اور مقابلہ میں کوشش اور ہتھام کیا سید جلال حیدر اور شاہ ملک نے معاودت
 کر کے اطوار نا پسندیدہ اس کے بادشاہ سے عرض کیے سننے اس حرکات نا پسندیدہ کے بعد سلطان محمد شاہ کے ولیمین بہت
 غضب شعلہ زن ہوئی جب بجا نگر کے سفر سے دارالملکات حسن آباد کو گزر گئی طرہ مراجعت فرمائی مسند عالی خان محمد کو مقدمہ
 لشکر میں روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے شکاکن ان اس طرف متوجہ ہوا نظر روان میرانہ بیکان طرہ شاہ بچکارنگر شکار گاہ میں
 دران راہ + جان خالی شہزادہ صید چرندہ + نماندہ ہوا مرغ پرندہ + انقصہ حبیب مسند عالی خان محمد کو بادشاہ نے
 پیشکش لکھ پیکر سے مقرر فرمایا تھلہرام خان اور کوئٹہ دیو اور بعض متعلقان اجمہار سے انقصہ بدافضہ مسند عالی خان محمد
 کے قصہ پٹن کے اطراف میں روانہ ہوئے اور کثرت ہزل کشادہ کر کے بہت سپاہی وافر طلب کو اپنے روبرو بلایا
 اور مسند عالی خان محمد کو سپاہی پڑانا اور زمانہ کا گرم و سرد اور شیبہ فراز دیکھے بھالے تھا جنگ میں فائدہ نہ دیکھ کر علیین
 قصہ شہو کا توں میں فروکش ہوا اور بہرام خان مازندران ہی عرصہ میں انقصہ شہو مسند عالی خان محمد کے دائرہ فوج پر
 تاخت لگیا اور جو کہ حریف ہو شیار اور واقف کا رتھا کچھ کام نہ کر کے اپنے مقام میں بلٹ گیا اور مسند عالی خان محمد لشکر مخالفت
 کی کیفیت و حقیقت کم و بیش دریافت کر کے جنگ میں عازم اور جازم ہوا اور سلطان محمد شاہ کو کہ کوہستان ولایت بیرو
 اس کے حدود میں شکار کے نشاط میں مشغول تھا پیغام دیا کہ اتنا لشاہی اور خداوندی کی برکت سے جان نثار فلان تاج پٹن
 مخالفوں کے سر پر جا کو مصافحہ کر گیا لیکن اگر سایہ بلند یا یہ بادشاہ اس حقیر کے سر پر بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے
 شکار گاہ میں یہ خبر سن کر وصول لشکر اردو کی کہ صحرا سے قصہ جمع میں نزول کیا تھا انتظار نہ چھینا مجمع ایک جماعت مخصوص
 کردہ و ان کے تین سو سے بھی کم تھے عازم ایلیا رہو اور مقربان درگاہ نے بھر جبرست میں غرق ہو کر معروض کیا
 کہ مسند عالی خان محمد کی عرضداشت سے ایسا وضع ہوتا ہو کہ مخالفین کمال تہتال اور جمعیت سے میں اگر بادشاہین
 توجہ دست مدار میں سپرد کر کے باہر مٹگی تمام قطع مسافت کرے تو امر اور سپاہ بہر بچکار مع کو کہ وطنہ بادشاہی دشمن
 کی بیخ کنی میں متوجہ ہو وین انسب اور بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے التماس آگے پذیرا فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ
 میں چاہتا ہوں آپ کو روز میعاد میں مسند عالی خان محمد کے پاس پہنچاؤں اور جو کہ تم کہتے ہو اس ارادہ سے
 مخالفت رکھتا ہو جس وقت ہزار سوار لیکر مالک تلنگ میں کہ مسافت بعید دھتی ہو جا کر اعدا کو سیاست پہنچائی اور
 نو ہزار سوار سے اسے بجا نگر کو کہ دشت میں مفروہ کر کے آوارہ ضلالت کیا اور شاد کام مراجعت کی یہ تین سو
 جوان دشمنان روباہ صفت کے دفع کے واسطے کافی ہونگے نظم میں از کجا تا کجا تا ختم بہ بہ ولیم پٹن سربراہ ختم
 جگمگون سپروم عنان باز چون بہر اندم نہ بجا نگر جو سے خون بہہ برکم جو بر پشت اسب سیاہ بہ بخوار ہن کوہ
 البرز راہ بہہ فرما کر شہید شیرنگ کو گرم عنان کیا جس وقت چارکوس چل کر قصہ پٹن میں پہنچا مسند عالی
 خان محمد قوجین آراستہ کر کے بہرام خان مازندران کے قابل ہوا تھا لیکن جیسے ہی خیر بادشاہ کے قریب پہنچے
 کی خلائق کے گوش زد ہوئی متعلقان راہ بکلامہ مہیر گزرا پنے مراکب ہامون نورو کو مار کر تارکے فائز متعلقان ہوا

اور دوسرے سپاہیوں نے راہ فرار کو قرار سے بہتر جانکر صرف جنگ میں نہ دیکھا ہرام خان مازندرانی اور کوئچہ کو شطرنج روزگار کے منصوبہ سے حیات میں چکر بے اسکے کہ مرکب قتال و جدال ہوں یا دور سے مسند عالی خان محمد کے بہادر و ن کی پشت کمان دیکھیں روئے معرکہ سے بھاگ کر سرعت بجلی اور ہوا کے قلعہ دولت آباد میں پہنچے اسلطان محمد شاہ اس وقت کہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہی مخالفوں کے اردو کی غارت میں مشغول تھے مع ایک سو تیرہ جوان کے وعدہ گاہ میں آیا دوست و دشمن اس کی شجاعت اور جرات پر آفرین خوان ہوئے اور مسند عالی خان محمد کے التماس کے بموجب وہ دن اور شب وہاں قیام کر کے دوسرے دن صبح کو پھر تاخت کی اور شام کے قریب دو کوس دولت آباد سے پہنچ کر قلعہ کے محاصرہ کی فکر میں ہوا ہرام خان مازندرانی اور کوئچہ و دیگر خواب سستی اور غرور سے برآوردہ کر کے حیران اور عاجز ہوئے اور اسی شب کو تبدیل لباس کر کے شیخ زین الدین سے کہ دولت آباد میں رہتے تھے جاکر عرض کی نظم کردہ از رفت راحت دل پدید زبان تو ہر مشکل را حلید چو تیر کمان شاہ گردن فراز، بیاد ویرماچین نرکتاد، اگر اسکا حکم ہوتا تو میں داخل ہو کر اعلام مدافعہ بلند کروں اور اگر دوسرا امر ہمارے حال کے سزاوار ہو اور شاد فرمائیے تو اسیکے انہی عمل کردن شیخ نے فرمایا جو تم میرے پاس نہ لائے ہو اور مجھے اپنی خوبی اور نیکی کے بارہ میں مشورہ کرتے ہو مقتضائے استشارت میں جو کچھ بہود و مفاد سے حق میں ہو کہلتا ہوں قلعہ میں رہتا اور دروازہ اس کا بند کر کے قلعہ بند ہونا احتیاط اور طاقت اندیشی سے بہت بعید ہو مناسب ہو کہ اپنے زن و فرزند ہر اہلکیر مال و اسباب سے قطع نظر کرو اور توقف اور تامل کو کو از مہ ہلاکت کا جائزہ لے ساحت راستہ ہجرت کا لو آٹھون نے شیخ کی منزل میں بھیجا آدمی اپنی زن و فرزند کی طلب میں بھیجا کہ پیغام دیا کہ جریہ سبیل استعجال آؤ تو شیخ کی زیارت سے مشرف ہو کر انکی انفاس مقدسہ سے طلب مدد و ہمت کر کے پھر قلعہ میں داخل ہوں متعلق اور ملازم انکے جو محل اعتماد میں تھے اصل معاملہ سمجھ کر اسی وقت تمام گھوڑوں کو ساز و دیراق سفر سے درست کر کے اور مروج ضروری کو سوار کر کے شیخ کے مکان میں لائے اور شیخ کے دست مبارک اپنا ہرام خان مازندرانی اور کوئچہ و دیگر کی پیچھے پر پھیرا اور یہ دعا دی کہ توفیق سبحانہ تعالیٰ سلامتی بختماری شامل حال ہوگی اور یہ ہجرت کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان محمد شاہ انکے فرار سے آگاہ ہوا علی الصبح مسند عالی خان محمد نے چار سو جوان دو سو اور سپاہیوں کا پیغام لے کر ہجرت کی سرحد تک تاخت فرمائی جب مفروروں کے سر پر پہنچا نہایت غضبناک اور خشکین ہو کر دولت آباد کی طرف بازگشت کی اور یہ محبت و بخشش اور کلفت سابقہ کی باعث یہودی کسو اسطے کہ قبل اسکے یعنی ابتدا سے سلطنت میں تمام مشائخ دکن نے سلطان محمد شاہ سے حاضر اور غائب میں بیعت کی تھی مگر حضرت شیخ زین الدین شریب خرم اور انکاب بعضے سناہی کے باعث بادشاہ سے بیعت نہ کی اور فرمایا کہ خلافت کی بادشاہی کے لاکھ و پچاس ہزار کہ حفظ شعار ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوشش کر کے سرکار و علاقہ سناہی کے گرد و پھر سے پھر آئی چند روز میں سلطان محمد شاہ نے آدمی شیخ کے پاس بھیجا کہ پیغام دیا کہ میرے دربار میں حاضر ہو یا میری خلافت پر بیعت کر کے کوشش اپنے خط خاص سے لکھ بھیج شیخ نے جواب دیا کہ ایک وقت کسی تقریب میں اتفاقات سے ایک انشاء اور ایک سید اور ایک مہیڑا کفار کے دست ظلم میں گرفتار ہوئے اور کفار نے اپنے تو اہلین کو ان تینوں تینوں کے حق میں یہ حکم دیا کہ ان تینوں کو تیخانہ میں لجاؤ جو شخص کریمت کو سجدہ کرے اسے جان کی مان دو اور جو شخص انکار کرے اسے

پیش کرے فوراً تیغ ظلم سے اسکی گردن مار دو دشمن ایک کر کے پیر علی کر کے بت کا سجدہ بجالایا اور سید نے بھی دانشمند کی روش اس
 اختیار کر کے کفار کے فرمانے پر اقدام کیا لیکن جب پیر علی کی تربت آئی تو اس میں تمام اعمال ناشائستہ میں مشغول ہوا ہوں
 نہ عالم ہوں اور نہ سید کہ پناہ میں ان دو امر کے ایسا کام کر دین پھر قتل ہونا ایسا گوارا کر کے بت کا سجدہ نہ قبول کیا
 اب میرا بھی قصہ بعینہ اسی پیر علی کے قصہ کے موافق ہو کر تیرے ظلموں کا تحمل ہو گیا لیکن نہ تیری مجلس میں حاضر ہو گیا
 اور نہ تیری خلافت کا اتر کر ونگا سلطان محمد شاہ غصب میں کیا اور شیخ کو تکلیف دی کہ میرے شہر سے نکلا دے چنانچہ
 شیخ بلا توقف و درنگ اپنا مصلے اور پیش ہڑا لکر شیخ برہان الدین کے روضہ کی طرف متوجہ ہوا اور صاف اسکی مسجد کے نیچے
 زمین میں گاڑ کر مصلے بچھا یا اور بچھا اور کہا اب دیکھو کون مرد مجھے بیان سے اٹھا تا ہو بادشاہ شیخ کے ہزارہ کو
 شاہدہ کر کے اس شدت سے کہ کی بھٹی لپٹیاں ہوا اور اپنے ہاتھ سے یہ مصرعہ لکھ کر صدر الشریف کے ہاتھ شیخ کے پاس
 بھیجا مصرع من زان لزام تو زان من باش شیخ نے کہا اگر سلطان محمد شاہ غازی حفظہ مراتب و مراسم شریعت
 محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوشش کرے اور شراب کی بھٹیاں ممالک محروسہ سے مسمار کر کے اپنے باپ کی کسبت پر
 عمل کرے اور خلافت کے روبرو شراب نہ پیے اور خا صلوں اور عالموں اور صدور کو امر کر سکے امر معروف و نہی منکر میں
 چاہا جیل کرین زمین الدین فقیر سے زیادہ تو کوئی اسے دوست نہ رکھ گیا اور پیر باغی اپنے دست حق پرست سے تقریر
 کی رباعی "تا من بریم بجز نکوئی نکم" جز نیک دلی و نیک خوئی نکم" آنا کہ بجائے مابہرہا کر دندہ تا دست رسد
 بجز نکوئی نکم" سلطان محمد شاہ نے خطاب غازی سے کہ زبان اقدس شیخ پر جاری ہو اٹھا نہایت شاد اور
 خوش حال ہو کر حکم فرمایا کہ اسے میرے القاب پر افراد کرین اور بغیر اسکے کہ اس وقت میں درمیان انکے ملاقات واقع
 ہو دے حکومت مرہٹ کی سند عالی خان محمد کو مسلم اور معروف رکھ کر سن آباد گلبرگ کی طرف تشریف لے گیا اور شراب
 فروشی کی دو کا مین جمیع ولایت سے اپنے درکر کے ترویج شریعت غرامین مساعی جمیلہ مبذول رکھے اور
 دکن کے چورون اور مشغورون کو جو مشہور تھے اور ہزنی اور ڈکیتی کو اپنا شعار اور دھار کر کے سافرون اور نفلون
 کو ہٹے اور مارنے تھے ہمت انکے دفع کے واسطے مصروف کی اور چاروں سمت کے طرفدارون کے نام غرامین صا
 فرمائے کہ ہر ایک اپنے اپنے علاقہ اور حدود چورون اور ہزنیوں کی لوٹ سے پاک اور صاف کرین اور چھوٹے اور بڑے
 کے معصرت اور مجرا سے خدمت کے واسطے حضور میں حاضر کرین ان رہنما تائید مزید اور تقویت شدید معلوم کر کے حسب
 المسطور عمل میں لاوین چنانچہ چاروں طرفدارون نے حکم کے موافق بدعا شرور کے سکون میں جا کر چھ یا سات مہینے کی
 مدت میں ایک شراس گرد و وجہ قتل و الدفع کا بھڑا اور ملا داؤد و بیدری کی روایت سے واضح ہوتا ہو کر چھ مہینے
 کے عرصہ میں میں ہزار ہزار ہزنان خود سر اور چورون اور بدعاش کے تن ناپاک سے جدا کر کے اطراف و جہت سے
 حسن آباد گلبرگ میں لائے اور شہر اور بیرونجات میں چاروں طرف چوتروں سرے ملائین سے باندھ کر سیاست اور ضبط و تحریزی
 جہانگیر کیا اور راہین کین اور اہل اسلام کے دل راہزوں کے دست برد سے مطمئن ہوئے اور سلطان محمد شاہ غازی نے
 جب ایسے کام محض شیخ زمین الدین کی خوشنودی اور رضا مندی کے واسطے ظہور میں ہو چکے اسوجہ سے ہمیشہ شیخ سے ابواب
 مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھ کر مصداقت اور مخالفت کے لوازم بجالاتا تھا اور شیخ بھی امر معروف و نہی منکر سے اسکی
 خوشحال ہو کر ہوا اور مکاتبات دوستانہ تحریر فرماتے تھے اور شرط پند و خطا بصیحت میں بھی دریغ کرتے تھے اور اس سبب

سے کہ اسے بیجا نگر اور تلنگ اور تمام زمینداران دکن شاہراہ اطاعت اور فرمان برداری پر ثابت قدم و اسخ دم ہو کر مال مقرر کے ارسال میں تخلص اور تجاویز روانہ رکھتے تھے ریا حق ملک و ملت اور چین دین و دولت خاں و خاشاک دشمن اور معارض سے پاک ہو اور سلطان محمد شاہ غازی لشکر کشی کو برطرف کر کے جہانگیری میں مشغول ہوا لیکن ہر سال ایک سمت اطاعت اور بدین سوار ہو کر تین چار مہینے اوقات شریعت کو صرف شکار کرتا تھا اور جس طرح شکار کے واسطے جاتا تھا سپہ سالار و دیان کا تحفہ و ہدایا گزرتا تھا اور بادشاہ کو دارالملک میں پہنچا کر مغز اور مکرم ہو کر بازگشت کرتا تھا اور خرد و بزرگ اور وضع و شریعت دکن اس بادشاہ کے عہد عدالت حمد میں امن و امان سے زندگی گانی کر کے عیش و کامرانی کے سو کچھ کام نہ کھتے تھے اور اسکے وجود و باوجود کو نعمت غلطی جانکر لشکر و اسباب العطا با پیش پہنچاتے تھے لیکن جو داب اور قاعدہ گرگ اہل کاہن کہ ہر دم ایک یوسف کو بچاڑتا ہوا اور ہر لحظہ ایک یعقوب کو حزن و ملال میں مبتلا کرتا ہوا پہنچا اسکے صید حیات میں مار کر ذیقعدہ کی نوین تاریخ شمسیت سے سو چھپا سٹھ ہجری میں عشرت سراے جان بیدار سے لے گیا اور اہل جہان کو چند روز لیستہ گریہ و زاری میں ڈالا اور رقم فراغت اور رفاہیت کی صفحہ احوال و کینوں سے ناخن قدر کی لوک سے حک کی اور اس غفران پندہ کو باپ کے پہلو میں خاک عدم میں پیون کیا نہ لے آیت یا ایہا النفس المطمئنة الرجی الی ربک احبہ صنیۃ جس کی تربیت پر بھی نظم خوشا بادشاہی کہ چون او گزشت ہوا و باز ماند چنین سرگذشت نہ در ایام دولت بود و ہنگام بہنگام رحلت بود و نیک نام بہ سراج التواریخ کی روایت سے بمقتضای در فضا بعض فوق بعض جس قدر ہاتھی اور خزانہ کہ سرکار سلطان محمد شاہ غازی ہجری میں جمع ہوا تھا اسکے بعد کسی سرکار شاہان ہمینہ میں ہم نہ پہنچا اس واسطے کہ اسکے عہد میں سرکار خاصہ میں تمام قسم کے چھوٹے اور بڑے اور نادر مادہ سے تین ہزار فیل شادین آئے اور زما میں دوسرے بادشاہوں کے ہرگز سرکار خاصہ میں دو ہزار ہاتھی سے زیادہ نہ ہوئے اور ہی طرح اس قدر خزانہ کہ اسکے عہد میں نشان دینے میں دوسرے زمانہ میں اسکا نصف نہ تھا اور یہ بھی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ بادشاہان ہلی اور شاہان ہمینہ وغیرہ جو سلطان محمد شاہ غازی سے پیشتر اور اس کے بعد اقلیم دکن پر فرمان روا ہوئے ایسی قیامت رائے کرنا ملک کے سر زمین لائے و معلوم نہیں کہ اسکے بعد بھی ایسا تفسد حکام اس ولایت کو پیش آوے قصہ کوتاہ جو ہاتھی کہ دراز اور بزرگ اس مملکت کے رت و رزمین اقطار اور امصار رہندستان سے بمساعی جمیلہ فراہم لائے تھے پاک قلم سلطان محمد شاہ غازی صاحب طلحہ کی تصرف میں آئے اور اکثر خزان اور سبب مجموعہ رسالت سو برس اس خاندان کا کہ سرکار سلاطین بزرگ میں مثل اس کے بہت کم میسر آیا ہوا ہے میں مسلمانوں کے ہاتھ آ یا اور اول سے آخر تک پانچ لاکھ کے قریب کفار و عیث اور سپاہی اور شہری اور دیہی اور مسافر اور بجا ورا اور مذکر اور مؤنث حلف تیغ خون آشام غازیان عظام ہوئے اور مملکت کرناٹک نے ایسی صفت ویرانی کی قبول کی کہ قرنہاے دراز میں حالت اصلی پر نہ آوے گی ایام سلطنت سلطان محمد شاہ غازی سترہ برس اور تو مہینہ اور پانچ دن تھے ٹیکا مچا بدو کا کمر پر ہا تہ ہنا قلم مشکین رقم کا بیان کیفیت احوال فرخندہ فال شاہ ہم دستگاہ سلطان بجا ہر شاہی میں اور قتل ہونا اسکا بیجا پور سے معاودت کے وقت غازی جوانی میں مورخان دانشور نے قلم مشکین اثر صفحہ بیاض زمانہ پر اس طرح منقش اور مرقوم کیا ہے کہ سلطان بجا ہر شاہ غازی نو اس

یہ تاریخ صریح بیان غازیان میں سے کتاب امر میں سے نظام شاہیہ و مدار شاہیہ و طب شاہیہ و شفق ہمارا کواکب و دیار کہ اسکا ذکر در کتاب تاریخ غازیان میں مذکور ہے

ملک سیف الدین غوری کا تھا اور باپ کے بد بخت دکن پر جلوہ گر ہوا اور وہ خورشیدرو اور قوی ہو گیا اور تناسب اندام میں اپنے تمام اقوام سے ممتاز و مستثنیٰ تھا اور قوی جثہ اور فریبہ اور صاحب قوت تھا اور جلالت اور شجاعت میں عدیل و نظیر نہ رکھتا تھا اور زبان ترکی خوب بولتا تھا اور مدار و صاحبیت اور محالست اس کا ترکون اور پارسیوں پر نظیر نہ رکھتا تھا اور زبان کا شوق رکھتا تھا اور حرف اس کا سوا شمشیر و نیزہ و خنجر کے نہ تھا جیسا کہ ناظم الحسن نے لکھا اور لوگوں سے تیر و کمان کا شوق رکھتا تھا اور چون پاسے بیرون نہاد بہ تیر و کمان دست و بازو کشا دینے سے تند اس کی مدح میں کہتا ہو فیض زگوارہ چون پاسے بیرون نہاد بہ تیر و کمان دست و بازو کشا دینے سے تند و گردن کش و پیل زور ہو کہ نشین گفت کسے وقت شور بہ چنان بر سر کنگرہ مید وید بہ کہ انگشت حیرت فلکاب می گزیدہ اور آوان کو دکی میں ایک شب کو خزانہ پدر تو ہو کہ چند پدر تو ز سرخ اور سفید اٹھائے اور لوگوں کو جو ساتھ کھیلنے کے تقسیم کر کے انھیں خوش کیا اور خرابی نے صبح کو اس کی کیفیت سلطان محمد شاہ خازی سے اظہار کی سلطان محمد شاہ اس حبارت اور بے ادبی سے نہایت آزرده ہوا اور ناراضی کے چہرہ بظاہر کر کے مبارک قبول دار یعنی گلوہری ساز خاصہ کو اس کے طلب میں بھیجا شاہزادہ حاضر ہوا باپ کا احوال دگرگون پایا جو کوئی علاج نہ بن آتا تھا تسلیم کر کے باوہ ایسا دہ ہوا اور باپ نے قہر و غضب میں آنکر کئی چابک سے مارے کہ جسم نازنین ہکا بچر وچ ہو اس سلطان محمد شاہ نے شکایت مبارک بنو لدا رک کی انبی والدہ سے کر کے یہ تقریر کی کہ اگر وہ مجھے اس معاملہ سے خبر نہ دیتا میں آپ کو شفیق کرتا یا وہ وقت مال کو دوسرے وقت کہ حضرت ولی نعمتی کی آتش غضب ساکن ہوتی اور بار میں حاضر ہوتا میں نے جواب دیا کہ مبارک قبول دار خاصہ کا اس امر میں کچھ گناہ نہیں ہو بادشاہ کا حکم تھا تھا بجا و شاہ نے جب یہ سنا خاموش ہوا بلکہ سکوت اختیار کر کے حر مہر سے باہر آیا اور بغض کے آثار پر نظر ظاہر نہ کیے اور مبارک قبول دار خاصہ پر حسب ظاہر نظر عطف و درجہ نہایت مبذول فرماتا تھا اور بعد ایک ہفتہ کے کوئی تقریب تھا کہ غایت ترمی سے کہا کہ میں نے سنا ہو کہ تو نہایت شہرہ پر اور حکمتی میں قوت اور مهارت تمام رکھتا ہو اور زبردست پہلو انون کو کشتی میں زیر کرتا ہو آہم اور تو کشتی کر میں مبارک قبول دار جو اس کی خفگی اور آزرده گی سے خبر نہ رکھتا تھا اور شاہزادہ کم سن چارہ سالہ اور بیس برس کا جو ان اپنی قوت پر مغرور تھا یہ امر قبول کیا اور مال ٹھوک کر اس کے مقابل ہوا شاہزادہ نے اسے اٹھا کر اس طرح سے زمین پر دے مارا کہ چہرہ اسکی گردن کا شکستہ ہوا اور بیٹھ بچر میں رخ روئے کھنکھس تن سے پھٹک کر درالہ قاکے ہر شیان کی طرف پروا نہ کیا القصد سلطان محمد شاہ تیس برس کے سن میں تخت دکن پر اجلاس کر کے دولت آباد میں آیا اور شیخ برہان الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت سے شرف ہوا اور دست اور آیت شیخ زین الدین کے ہاتھ میں دے کر اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی اور جو کہ مستدالی خان محمد کے استقلال سے متوہم تھا اعظم ہایوں کو طر فدار دولت آباد کر کے مستدالی خان محمد کو مغرول کیا اور کشتی کے الی بجا بکر کو لکھا کہ قلعے اور بلاد ما بین آب کشنہ اور آب تمندرہ ہمارے ہمارے درمیان مشترک ہیں اس سبب سے میں انفریقین ہمیشہ نزاع اور گفتگو واقع ہوتی ہو صلاح یہ ہو کہ آب تمندرہ کو سرحد کرین اور دریا کے اس پار سے بیت بندر امیشو ترکہ ہمارے تصرف میں رہے اور اس پار سے ہمارے قبضہ میں ہونے اس صورت میں لازم ہو کہ قلعہ نیکاپور اور بھی قلعہ اور بلاد ہمارے ملازمان درگاہ کے سپرد کر و تو یہ نزاع زائل ہونے سے مخالفت اور موافقت کا طریق مسلوک ہووے کشتی کے الی اس کے در جواب لکھا کہ قدیم الایام سے قلعہ راجپور اور مل آب کشنہ کے سال تک ریاں بجا بکر کے تحت میں تھا مناسب

یہ ہر کہ آب کشیہ کو حد کر کے قلعہ مذکورہ کو ہمیں واگذاشت کریں اور وہ ہاتھی کے بعضہ امرا سے کندہ کی زبونی سے سلطان محمد شاہ غازی نصرت میں لایا تھا پھر دین تو کدورت ہمارے آئینہ قلب کی ساختہ صفائی کے بعد سلطان مجاہد شاہ نے جب یہ جواب دوز کا رستا نہایت ناراض ہوا اور ہاتھ باپ کے خزانہ میں دوز کو کے خیل و چشم کے فراہم کرنے میں مشغول ہوا اور تنگ گاہ اور جمع ممالک محمد و سک کو ملک نائب سیف الدین غوری کو کہ جدا درسی اسکا تھا احمدہ غنبد کے واسطے رجوع فرمایا اور بھیانک کے سفر کی عزیمت کر کے احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اور جس وقت لشکر دولت آباد اور بیدرا اور پرا حسن آباد گلبرگ میں آنکر بسا طربوس کے خرف سے معزز ہوا سلطان مجاہد شاہ پانسویل کو قتل اور تمام خزانہ ہمراہ لے کر پائے دولت رکاب سعادت میں لایا اور شکا دکوتا ہو آب تہندہ سے عبور کر کے قلعہ اودنی میں پہونچا اور جو کہ وہ قلعہ دکن میں عیدم المائل ہو اسکی تسخیر کا رعب ہوا صفدر خان سیستانی کو مع سپاہ ہراس کے محاصرہ کے واسطے مقرر کیا اور امیر الامرا بہادر خان اور عظیم ہایون کو مقصد پر روانہ فرمایا اور جو سنا تھا کہ کشن واسے پرگنہ گنگا دلی میں آ رہے تہندہ کے ساحل پر مقیم ہو کر وہاں آہستگی اور وقار پہنچے سے اس طرف متوجہ ہوا اور کشن واسے قرب پہونچے امرا سے ہرا دل اور بادشاہ کی روانگی سے آگاہ ہو کر قتال و جدال میں آمادہ ہوا اس درمیان میں بعضے زمینداروں کی زبانی یہ خبر سب سہارک میں پہونچی کہ ایک شیر عظیم الجثہ کہ جسکی سختی اور دہرہ سے شیر فلک بیشیہ آسمان میں قلم نہیں کھسکتا اور گاہ سپر مرغزا حضرت امین اس کے پنجہ کی دہشت سے دم نہیں مار سکتی فلان بیشیہ میں مقام رکھتا ہو اس کے شر سے لطافت و نواہی و بیان ہوا اور زمیندار اور مزاج اس طرف کے تردد اور توجہ ہری سے باز رہے سلطان مجاہد شاہ اس شیر کے شکا کر کے بنفس نفیس اس بیشیہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد قرب حصول کے حکم دیا کہ کوئی شخص با حکم اور بے رخصت ہمارے بیشیہ میں داخل نہ ہو وے اور خود سات سپاہیہ ہمراہ لیکر جب جنگ میں داخل ہو شیر نے آدمیوں کو نظر قہر سے دیکھ کر نعرہ مارا اور ہمما کر انکی طرف متوجہ ہوا سلطان مجاہد شاہ لے ہر آدمیوں کو آلات خارجہ کے استعمال سے کمر د بند کر اور کار میں ہوتیر سے ہوش کیا اور خود شیر کے رو برو گیا اور اول تیر چلہ کمان میں چڑھ کر بار اخطان کی اس کے پہلو میں دریا شیر فوراً تیر چلہ کر گیا اور مطلق اپنی جگہ سے نہ ہلا نظم کمان از کمین گاہ بازو کشید و بیک تیر پہلویش از ہم درید و سر سپاہیوں میں زبان بر کشا و ندر بر آفرین کہ گیتی ندیدہ جو تو شر بار پس از رستم و لیدر سفند یار سلطان مجاہد نے فرمایا میں نے اپنے عہد کیا تھا کہ میں پہلے تیرا سپر بھیکوں اگر اس کے سبب سے مگرے تو شیر و فوج سے تم کا کام تمام کروں اس نے ایک تیر میں ہلک پانی نہ پیا آیا تیر اس کے کولے عضو میں لگا کہ جسکے صدر سے اپنے مقام سے جھٹکی کی فرمایا کہ تیر بھیکو اس کا شکم چاک کر کے دیکھو کہ تیر اس کے کولے بند اور جو زمین پیوست ہوا ہر اور جو کہ وہ امرا اسے دیکھنے سے گھٹے اور کبھی مرغ کا بھی شکم نہ شکاں کیا تھا متاثر ہوئے جب اس نے توقف ظاہر ہوا سلطان مجاہد شاہ خود جہر کر کے آہم کامر تک پہوا اور طرقتہ العین میں شکم اسکا بھاڑ کر بے نظر خور دیکھا کہ کجس اتفاق تیر اس کے دل اور جگر میں بٹھیا تھا خلاصہ کہ اس خبر کی انتشار اور شیوع سے قلوب کفار بجا نگر ہراسان ہوئے اور عجب رعب اور ہراس کے دلوں پر غالب ہوا اور باوجود اس کے کہ لشکر وافر ترتیب جنگ کے واسطے بجا نگر سے پشتگردانہ ہوا تھا اس ارادہ سے باز آئے اور یہ توجہ نہ کی کہ ظلمت دور دراز میں بھاگ کر پناہ لین اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے پیادگان تو بھی اوکا ندہ مار باب ہلام کے فعل و ہلاک میں کوشش کریں پھر شہر بجا نگر بزرگان کفار کے حوالہ کر کے خود اس شہر سے جنگل جزیبی کی طرف متوجہ ہوا۔

چونکہ سلطان مجاہد شاہ نے شہر بجا نگر کی بہت تعریف سنی تھی کو چ کر کوچ کر کے وہاں گیا لیکن اسوجہ سے کہ اس شہر کے درمیان میں بہت پہاڑ واقع تھے اور مدخل اور خارج کے راستے مستحکم کیے تھے اور اس شہر کے اطراف میں بھی پہاڑ اور راہیں دشوار گزار تھیں باہر تھیں عازم اسکی تسخیر اور تخریب کا منصوبہ کشن رائے کا بچھا کیا وہ میرا بہ اور جنگل کے درمیان سے سیت بندر امیشر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مجاہد شاہ اس کشن پر راہی ہو جس مقام میں جنگل گنجان واقع ہوتا تھا درختوں کو کٹ کر ایک شایع عام کر اسکا عرض سو گز سے کم نہ ہو کھول تھا اور پانچ چھ جہینے کامل کشن رائے کا تاقب کیا اور کشن رائے جا بجا قتل اور تھیل کر کے ہرگز متقابلہ سلطان کا نہ کرتا تھا ہر چند دولتخواہ اور مقررین سلطان سے عرض کرتے تھے کہ اس تاقب میں کچھ فائدہ نہ ہو گا سلطان نے مطلق انکی فمائش گوش ارادت سے نہ سنی اور اسی طرح قطع اشجار اور تاراج و غارت میں کوشش کرتا رہا اور کشن رائے کے تاقب سے باز نہ آیا یہاں تک کہ اس کے اقبال نے اپنا فروغ دکھایا اور کشن رائے کے اکثر فرزند اور عزیز بہار ہوئے حکما کہتے تھے کہ یہ امر اس درختوں اور زیر اشجار کے آرب کی تاثیر سے ہیں کشن رائے نے کہا میرا گمان یہ تھا کہ جنگل کی آب و ہوا کی ناموافقت سے سلطان مجاہد شاہ بھاگے اب قصیدہ برعکس ہوا مجھے راہ فرار نہ پنا پڑا پس ناچا مارا و بے علاج ہو کر میرا بہ سے آپ کو بلدہ بجا نگر میں پہنچایا اور دوستوں کو محافظت سے مضبوط کر کے جمیع امرا اور سپاہ کو شہر میں درلایا اور خود ایک قلعہ میں کہ اس شہر کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہوا قلعہ بند ہوا اور سلطان مجاہد شاہ جب سیت بندر امیشر کے قلعہ میں پہنچا جمیع امرا کو کشن رائے کے تاقب کے واسطے شہر بجا نگر کی سمت روانہ کیا اور خود امیر الامرا بہا درخان اور پانچ ہزار سوار جریدہ لے کر سیت بندر امیشر کی طرف کہ بجا نگر سے اس مقام تک چھ سو گز کا راستہ ہو سیر و تماشا کی نیت سے منوجہ ہوا اور منزل مقصود میں پہنچ کر اس مسجد کو کہ امیر سلطان علا الدین خلجی دہلی میں نے تیار کی تھی اس کی مرمت میں مصروف ہوا اور تھیلوں کو ویران اور سار کے عجبت و سرعت تمام بلدہ بجا نگر میں پہنچا اور اس کے سوا اب تک کسی بادشاہان اسلام نے ایسی خرابی نہ کی تھی اور جو شہر بجا نگر دور اس قدر رکھتا تھا ایک اس میں نہایت وسیع لائق عبور لشکر کے اور دوسرا نہایت کو چک و تنگ اور راہ وسیع میں مرکوب یعنی دمدہ اور کین گاہین بہت تھنیں اور بندہ فوجی پہاڑوں اور قلعہ یعنی چوٹیوں پر پوشیدہ ہو کر کسی غنیم کو اس راستہ سے بغاغت شہر میں داخل نہ ہونے دیتے تھے اس لیے سلطان مجاہد شاہ اردو یعنی لشکر کو باہر چھوڑ کر راہ تنگ سے کہ کھوسو درہ کہتے تھے قصد جہاد مع غیل و حشم جریدہ شہر میں در آیا اور سو درہ کے دہشت کو مع چھ ہزار سوار اور پیادہ ہتھیار اپنے عہدہ اور خان سپرد کیا اور کشن رائے سلطان مجاہد شاہ کی جرأت پر واقف ہو کر خطہ پہ خطہ سوار و پیادہ ستن کارزار و لشکر اسلام کے مدافعہ کے واسطے بھجی تھا اور سلطان مجاہد شاہ محلات کے اندر گیا اور ان محلوں کو سار کر کے آگے بڑھا یہاں تک کہ اس میں نہایت کٹا رہے پہنچا جو قلعہ میں درمیان اس قلعہ کے کہ اسے مذکور اس مقام میں رہتا تھا اور اس کے کیا کے کنارے پہاڑ کے اوپر ایک ٹھکانہ طلائع کا مرصع بجوا ہر نقیصہ تھا کہ ہندو اس کو شہر بنگ کہتے تھے اور یہاں کتری میں عہدہ مرصع کو دہلتے ہیں اور جو وہ تہخانہ مرصع تھا اس سبب سے اسے ساتھ اس تمام کے موسوم کیا تھا سلطان مجاہد شاہ اسکا سر توڑنا چاہا کہ بجا نگر اس پہاڑ پر آمدہ ہوا عوام سے سہار کر کے اس کے طلاء اور جو اس پر تھنہ فرست ہوا اور لشکر کھار نے جب تہخانہ مرصع کو اس حال پر اختلال سے دیکھا شورازہ و زاری کا نرہ خلک قسار میں پہنچا کشن رائے کو

ساکن اور آخر وہ زمین ہوئی اور ہندوؤں کی طرف لفظ بہ لفظ لشکر تازہ در در کے واسطے پہنچتا ہی جیتا ب ہو کر رہا
کوٹا پہنچا اور ناقبت اندیشی سے دہنہ کو خالی کر کے سات ہزار سوار سے موکر کی طرف دوڑا اور آتے ہی جنگ میں مشغول
ہوا الحق ایسے کارزار کی کہ تین دنہ گھوڑا اسکا زخمی ہوا اور وہ پیادہ ہو کر تیر و نیزہ و شمشیر سے ہلاکی مخالفوں سے
بر لا کر کسی طرح تقصیر کی اس درمیان میں سلطان کی نظر اوڈ خان کے نشان پر پڑی سرسبز ہو لیکن اس قدر جبر کیا کہ گت
اعداد پر پڑی اور دوبارہ نسیم فتح و ظفر چہرہ اقبال اہل اسلام پر چلی سوت اوڈ خان کو اپنے پاس بلا کر اذروے اشتعلی و دشنام
دی اور فرمایا یہ کیا حرکت تھی کہ تو عمل میں لایا اور دہنہ کو خالی چھوڑا اگر وہ دہنہ کفار کے ہاتھ آوے کوئی مسلمان اس
شہر سے جانبر نہ ہوے پھر ایک جماعت امر کو اس دہنہ کی محافظت کے واسطے کہ جو عاشق کے دل سے بھی زیادہ
تنگ تھا بھیجا اور خود دریا کے کنارے ہتھمارت فرمائی ہوا اسطے کہ کشن راے دریا کے اس طرف کھڑا تھا اور پھر سپاہ کے
خراہم کرنے کی فکر میں تھا لیکن کفار نامر و سوردہ نے جب دہنہ خالی دیکھا فرصت پا کر ہتھ مارا لہض ہو گئے اور جو امر کہ
اسکی محافظت کے واسطے دوبارہ مامور ہوئے تھے انکے دفع سے عاجز ہو کر سلطان کو حقیقت حال سے بیخاتم دیا سلطان
مجاہد شاہ کہ جالیس ہزار کا فرسوار و پیادہ کو اس روز تہ تیغ بیدلیغ کر چکا تھا اور اسکے افواج کے آدمی بھی بہت ضائع
ہوئے تھے مصالح الوقت میں نہ دیکھ کر دہنہ سوردہ کی طرف متوجہ ہوا اور کفار دہنہ سوردہ جو زبردستی اس شہر
خستہ ناک کی بطور واجبی جانتے تھے مجبور و محکی توجہ کے نبات لہض کی طرح متفرق اور پریشان ہو کر ایک گتہ کی
طرف بھاگے اور جو کشن راے نے لے لیا تھا سلطان محمد شاہ مع فوج خاصہ غیلان دہنہ کے سر پر ہتھ مارا لہض
رہا کہ صغیر و کبیر لشکر اسلام کے سلامت آئے اور جس شخص نے کو اس شہر و ملک کو دیکھا جانتا ہو کہ سلطان مجاہد شاہ
سہمی نے اس سفر میں کیسے کیسے کار نیا پاں کیسے بین کہ فلک بردست کے ہاتھ سے ہرن آوین القصد لایت کزہر
کہ اسکو کرنا تک بھی کہتے ہیں طول اس کا شمار لا و جز با نہ کرشہ کے کنارے سے میت بند راہ شتر تک چھ سو کوس ہو اور عرض
اسکا بحر عمان کے کنارے سے ملک تلنگ تک غربا اور شرقا تخمیناً ایک سو پچاس کوس ہوتا ہوا اور ملک کزنا ملک
سیت سے جنگل اور قلعون سخت سے ملو ہوا اور باشندگان اس حدود کی تہری زبان ہوا اور بعضوں کی لہجہ کی بات
اور بہت شجاع اور مردانہ ہوتے ہیں اور نرم کے روز بزم کی طرح تالیاں بجاتے و ناچتے آتے ہیں لیکن آخر
کو پائے ثبات اپنے میدان کین میں نہیں جاتے اور اہل اسلام کے غازیوں کی شوکت و صلابت ان کے
کھی دلون پر غالب ہو اس لیے سلطان بہمنیہ باوجود قوت سپاہ افسے غالبانہ بہت سے لڑائی کرتے تھے و گرنہ
راہے بجا نگر بحساب ملک و سپاہ افسے کہیں زیادہ تھا خصوصاً اس وقت میں کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی ترک تاز میں
اشتغال رکھتا تھا اس واسطے کہ ملک تلنگ اتیک بالتمام تصرف بہمنیہ میں نہ آئی تھی اور بندر کو وہ اور قلعہ بگام
و غیرہ جو کرنا تک میں داخل نہیں ہو رہے بجا نگر کے تحت میں تھا اور بہت ولایات تلنگ سے تعلق لیکر ایسے
ملکت پر قابض تھا جس میں باغی کا نام نہ تھا اور اسے سیلان اور ملیبارا و حکام بنیاد پر اور جزائر اپنے الیچون کو اسکی نگاہ
میں بھیج کر بار سال نفائس و طاقت و غریب ہونڈھے تھے و کشن راے کے آبا و اجداد اس ملک میں سات سو برس
پادشاہی کرتے چلے آتے تھے اور جزائن بھرے تھے کیونکہ اندوختہ ایک دوسرے کا صرف نہ کرتے تھے اور اس ت
میر و اور عرصہ دراز میں کسی طور کے حادثہ نے صورت نہ دکھائی تھی اس سبب سے قزاق نے اس ملک کے

راؤن کے تمام بادشاہان رو سے زمین سے برابری کرتے تھے اور بادشاہ علاء الدین خلجی دہلی کے محمد بن کشتن رے کے دادا نے جو بجا نگر کا بانی تھا اپنے باپ دادا کے خزانوں کو بہ نیت ثواب و ذخیرہ آخرت جا بجا زمین میں دفون کر کے اس کے اوپر بجا نگر تعمیر کیے تھے اور بعضے اُن خزانوں میں سے جو سرزمین سیدت بندر امیر شہرین مدفون تھے سلطان علاء الدین خلجی کے نصیب ہوئے اور اُس ولایت کے بخویون نے حکم کیا تھا کہ یہ تمام خزانے ایک بادشاہ اسلام کے تصرف میں آویں گے چنانچہ اس کی کیفیت تفصیل تمام اپنے مقام میں مذکور ہو القصہ سلطان مجاہد شاہ نے جب جانا کہ بجا نگر آسانی سے فتح نہ ہوگا اُس شہر سے فوج برخاست کر کے نہضت فرمائی اور اُس حملہ کے پاس دیکھا سے جو سلطان محمد شاہ بمبئی غازی نے کیا مختار حایا اور ساکین کے قتل میں قیام نہ کیا بلکہ ساٹھ پتر ہزار لوہا کیان اور لکڑی کے کافرون کے اسیر کر لیے چونکہ اُس کے ملازمان جان فشان قلعہ ادونی کو محاصرہ رکھتے تھے اُس طرف جا کر نو مہینے اوقات شاہی قلیل البقا قلعہ گیری میں صرف کی اور آخری موسم گرما میں کفار نے بآبی سے عاجز ہو کر وہ قلعہ مسلمانوں کو تسلیم کرنا چاہا تھا کہ ناگاہ پانی برسا اپنے قتل سے پشیمان ہوئے اور سلطان کے لشکر میں بھی آثار قحط غلظت ظاہر ہوئے اور مدفن ہمال اور پیش کا شائع ہوا اور غلامان جان سے ہتنگ ہو کر مراجعت کی خواہش ہوئی ملک نائب سیف الدین غوری نے حسن تر کیا دیکر کہ میں جب یہ احوال دریافت کیا سلطان کو لکھا کہ وہ قلعہ خاص و عام کے انوار سے تزیین قلعہ ادونی کی سننا ہو اگر فرمان سریع النفاذ مشرف صدور پادشہ لشکر طغر بیک میں حاضر ہو کر اس حصار کی سیر دیکھے مزید عنایات ہوگی سلطان مجاہد شاہ نے اس اس اُس کی درجہ حاجت سے مقرون فرمائی ملک نائب سیف الدین غوری بسبیل استیصال ملازمت اشرف میں مشرف ہوا اور غلوت میں یہ سمجھایا کہ یہ قلعہ حصار گردون و قار کہ پندرہ قلعے گرد رکھتا ہو اور ایسے بہاڑ و وسیع درمیع پر واقع ہو اور فتح ہوگا نہ اور لشکر کشائی پر جو کہ اول قلعہ اور گڑھیاں مابین دو آگے یعنی بندر کوہ اور بنگام سے نیکا پور تک تصرف میں لاویں اسکے بعد اس قلعہ کی تسخیر کے واسطے عازم ہو دیں اور جب سلطان مجاہد شاہ مراجعت پر راجع ہو ملک نائب سیف الدین غوری نے ایسے بجا نگر سے ایک طرح کی صلح کی اور سلطان نے اس وقت عنان شہداء عزیمت اپنی مملکت کی طرف منعطف فرمائی اور ملک نائب سیف الدین غوری کو پیشتر حسن آباد گاہ گاہ کو روانہ کیا اور ہدایات بادشاہی جب بہت سے عیور کے دیکل سکے حوالی میں پہونچے فاک شہداء ہانے مقد مات تہنید قتل سلطان میں کوشش کر کے ایسا کیا کہ خضر شجاعت اکبر نے لشکر کو دیکل میں چھوڑ کر ایک جماعت مخصوص جان اور ارباب جمہورت سے کہ عدو ان کے چاروں ہونگے ساتھ لیکر لشکر کشائی ہو اور دو خان اور سندھالی خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور اعظم بہاؤن سر جہا اُس جماعت سے تھے اور سلطان مجاہد شاہ گرم شکار ہو کر قلعہ راجپور کے اطراف نکلا اور صفدر خان سیستانی اور اعظم بہاؤن کہ بادشاہ کی بیباکی اور بے پناہی جانتے تھے تمام وقت لازم ہوتا رہی جن کو کوشش کر کے شرافت محافلت بجالاتے تھے اور اس سے کہ وہ جناب تمام دن شکار میں مشغول ہو کر شب کو جس جنگل یا پہاڑ میں پہونچتا ہے مکلفانہ پوچھ کر فرشتہ جہا تھا اور دو خان کہ اُس کی دشنام وہی سے آرتوہ خاطر تھا بادشاہ کی فکر میں مبتلا ہو کر اس کے قتل پر آمادہ ہوا اور سندھالی خان محمد کہ دولت آباد کے عزل الحارت اور اعظم بہاؤن کے قتل سے ہمہ فتن حزن و ملال تھا اور سو دھان دلا بابر خان تہولہ اور خاصہ جو کینا اپنے باپ کے قتل کا سینہ میں رکھتا تھا دو خان نے شریک ہوئے اور غدر کی گھات میں بیٹھے اور شکار گاہ میں ہر چند سعی کی

صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کی ہوشیارسی کے سبب سے بیولانی خیال آنکا صورت پذیر ہوا لیکن جو قلم تقدیر
اس پر جاری ہوا تھا اور تقاضے آسمانی دگرگون نہیں ہوتی ہی اور یہ جگہ جسکو سرے فزا و قجہ دنیا کہتے ہیں گدشتی اور گدشتی
شہر اگر صد سال مانی دیکھ روزہ بیا بدرفت زین کاغذ دل افزوہ العزمن سلطان مجاہد شاہ نے شکار سے فارغ ہو کر صفدر
سیستانی اور اعظم ہمایون کو خواہ مخواہ رخصت انصاف مملکت برابر اور دولت آباد ازرائی قریا کی اور یہ ناچار اور
باکراہ اس سے جدا ہو کر اپنی جاگیروں کی طرف روانہ ہوئے سلطان مجاہد شاہ لشکر گاہ میں تشریف لے گئے اور اس
جاعت کے ہمراہ جو شکار میں ہمراہ تھے حسن آباد و گلبرگ کی طرف توجہ فرمائی لیکن جسم کہ نہر کشتہ سے عبور کیا ایک روز
اس نہر کے کنارے مقام کر کے صید مایہ میں مصروف ہوا اور اس روز خیم حق میں اسکی آشوب کہ آئین اور درویش کے
باعث خب کو سراپدہ میں رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور مسعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل درجیت ہو کر چوکی
پرہ کے بہانہ سراپدہ شاہی کے قریب آنکر بیٹھے اور اس کے لہو کہ زلفت لیلیا لیل کرتا کہ بہو کی لعلی آدھی رات
گذری اور لوگ جا بجا متفرق ہوئے اور ان غداروں کے سوا دربار میں دوسرا شخص نہ ہوا داؤد خان نے مستحکم ہو کر
مسعود علی خان محم کو مع چند کس باہر چھوڑا اور خود مع مسعود خان اور دوسرے شخص دیگر ہمراہ لیکر سراپدہ میں داخل ہوا
سلطان مجاہد شاہ بھی کو ہالا سے بلنگ و سادہ نازد تم پر آرام خاص میں پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زادہ
حبشی کہ وہ دو لہن چھی یعنی بالشی پا کرتے تھے انھوں نے داؤد خان کو دست بخت و لیکھ شورو فریاد کیا سلطان
مجاہد شاہ نے بیدار ہو کر ہر چند ہاتھ آنکھوں پر پھیرا اور سی کی کو دیدہ رمد رسیدہ و اہون غابہ نہ بخشا داؤد خان بجا کار
فرصت پا کر برق کی طرح حضرت پر جا پڑا اور پیشدستی کر کے خنجر بیداد سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ نہیں
شکل چڑ بین سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب چشم کے نہایت مردانگی سے قائل کی طرف ہاتھ
دراڑ کیا اتفاقات سے باغداد داؤد خان کا مع خنجر سلطان کے ہاتھ میں آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی با و فائے
با و صف اس کے کہ تھا تھا مسعود خان کو لپٹ گیا مسعود خان نے غلام زادہ حبشی کا ایک ضربت سے کام تمام کیا اور
بلاتوقف تھمب اپنے شمشیر خنجر و نیز کا اس طرح سنبھنا گوش شاہ پر مارا کہ دفعہ مرعہ روح پر فتوح جنت الماد کی طر
پر و آکر گیا غنطسم اہل خانہ تن بہ پرداختش بدیس از تحت بر تختہ انداختش جہان کار ننگو نہ بیا کردہ زمانہ
نخستین نہ این کار کردہ یکے راز زبر بر سر افسر مند یکے رانجاک سید و رنجدہ داؤد خان سلطان مجاہد شاہ کے پیچھے تنہا
نجات پا کر سراپدہ کے باہر گیا اور اسی دن تمام امرا اور اولاد امرا کو کہ جو یہ ہمراہ تھے حاضر کر کے اپنی سلطنت کا
برقی ہوا جو کہ درشت ملک تھا اور سلطان مجاہد شاہ لا اول تھا انھوں نے سرطاعت کا زمین تسلیم پر لکھا اور داؤد خان نے
ہر باب کو عنایت اور رحمت سے ممتاز کر کے بوجہ ہائے مسرت افزا مسرورہ بر غلو کیا اور جس کے وقت جنازہ اپنے کھینچے
شہید کا سنہ آپا و گلبرگ میں بھیجا کہ خود دوین دن وہاں متوقف ہو اپھر لشکر کو ہمراہ لیکر شوکت و صولت بادشاہی دارالملک کی
طرح تشریف لے کر اور اتنے سلطان مجاہد شاہ بھی شہید کا ذبح کے سر جوین شب بیک شہادت سو ائمہ ہجری میں واقع ہو و مدت
اس کی سلطنت نے تین برس کا بھی عرصہ گھنچا اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ مبارک نام ایک شخص
مقبولہ ارمی کے عہد سے مرتبہ قرب المارست میں پہنچا تھا اور زمانہ بھی اس کے حوالہ تھا ایک رات کو ویکھا کہ سلطان
مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑ کر چند ہرہ برآوردہ کر کے اپنے اطفال ہمسال و ہم بازی پر قسمت کیا مبارک

سلطان مجاہد شاہ نے اپنے شہر کو اپنے شہر میں آباد کیا اور اس کے نام کو اپنے شہر کا نام رکھا

گلوری بردار نے حقیقت حال سلطان محمد شاہ بہمنی فاوسی کے گوش زد کی سلطان محمد شاہ نے غضب میں آن کر چند چابک سلطان مجاہد شاہ کو مارے سلطان نے وہ کینڈ اپنے دل میں رکھا اور مبارک تنہو لداڑ اور اکمبادا بعد وصول دار الملک انتقام ٹھینچے پھر داؤد خان وغیرہ سے موافق ہو کر سلطان کو قتل کیا اور بعض مورخوں نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنہو لداڑ خاصہ نے یہ سانحہ برپا کیا تھا دانشا علم بالصواب نے ذکر کیا کہ داؤد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کا ٹکڑی بہمنی کے عذر اٹھانے کا اور درگاہ مستقیم حقیقی سے جلد مکافات پر پہنچنے کا مورخین دکن نے تحریر کیا ہے کہ جب خبر شہادت سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے انتشار پایا ہر طرف سے فتنہ خرابیدہ پیدا رہو احمد خان سیستانی اور عظیم جلیون کے بجا پر کے اطراف میں ہو چکے تھے آپس میں موافقت کر کے تہنیت کے واسطے حسن آباد گلبرگ میں نہ گئے اور ہاتھی اور گھوڑے بادشاہی کچیا پور میں گئے آپس میں مصروف ہو کر دولت آباد اور الیمپور کی طرف روانہ ہوئے اور داؤد شاہ کو لکھ بھجیا کہ اس شہادت کے واسطے تین حشم اپنی ولایت کی طرف بھیجا کر حشم انتظار شاہ راہ عنایت پر وار کھتے ہیں جو وقت پیشگاہ حباب و جلال قبال سے فرارین طلبہ صادر ہو گئے بارگاہ خلعت بجاہ میں سر سے قدم کر کے بجناب ہستیاں روانہ ہو گئے اسی طرح لشکر بجاہنگر کہ محافل کے واسطے اپنی سرحد میں اقامت رکھتا تھا سلطان مجاہد شاہ کی خیر قتل شکر نہایت شاہد ہوا بلکہ لازم شاہد مافی اور خوشحالی بجالائے اور آب کشتہ تک تاخت کر کے قلعہ راہچور کا محاصرہ کیا اور حسن آباد گلبرگ کے باشندے بھی دو فرقہ ہوئے بعض داؤد خان کے خواہان اور بعض محمود شاہ کی سلطنت کے راغب ہوئے اور محمود شاہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی کا چھوٹا بیٹا تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے حکم کے موافق حسن آباد گلبرگ میں استقامت رکھتا تھا اور ملک نائب سیف الدین غوری کی مدد حاصل اور جہانگیرہ غفاریا لایا اسی علامتین باعث زوال دولت و مملکت ہیں اب کہ داؤد شاہ نے تاج شاہی سر پر رکھا ہو مناسب یہ ہو کہ ہم سب اس کا حلقہ اطاعت اپنا آؤ نیزہ گوش کر کے فتنہ اور فساد کے گرد نہ بھڑکے اور جو کمالات نے بعض الدین غوری اس دولتانہ کارکن عظم تھا تختگاہ کے تمام آدمی ہیات تک کہ خواہن حرم نے بھی اس کے کہنے پر موافقت کی مگر سلطان شہید کی خواہر عیانی کہ ملک نائب سیف الدین غوری اسکا ناٹھا سرزنش کر کے اضطراب اور ہتائی بہت کر تھی لیکن مفید نہ پڑا اس جناب و کالت دستگاہ نے خطبہ داؤد شاہ کے نام پڑھا اور اعیان اور شاہخ اور صدر کو سنے کہ مولک داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کے واسطے گئے اور اسے شہر میں داخل کر کے تخت فیروزہ پر بٹھا یا اور خود منہ منہ ب کالت سے استغاثہ طلب کیا اور داؤد شاہ نے بھی مباہلہ اسکا اندازہ سے زیادہ دیکھ کر التماس اس کی تیراکی اور از روئے استبدال مہات سلطنت میں مشغول ہوا اور جمیع امرا و ارکان دولت نے سر اسے خط فرمانت پر لکھ کر سلطان مجاہد شاہ کی کہن کہ روح پرور آغا نام رکھی تھی اس کی عداوت میں ثابت قدم اور راسخ دم ہو کر سارے دکن میں اور ہر چند داؤد شاہ ملائمت کرتا تھا وہ اسے مطلق جواب نہ دیتی تھی اور جو وہ عدم خطا کسان حاکم کر تھی اور اس کے ساتھ کہ سلطان محمد شاہ کے عہد میں معزز اور مکرم ہو کر تمام اہل حرم پر فوق رکھتی تھی داؤد شاہ بھی اس کی عہد سے نہ بکا لیا بلکہ غلط فہمی کو باوصفہ ان داؤد کے محل اور برداشت کے سوا کچھ نہ کہتا تھا یہ بات باکہ نام ایک ہزارین و فوری انسان اور شجاعیت کے سبب سلطان مجاہد شاہ کا مقرب ہو کر نائب جلی کو پہنچا تھا و جہاں پر وہ خالی تہذیب و شہادت سے اپنے جان سے ہاتھ نہ ہٹا کر تنہا اس خون ولی نسبت کا اپنے ذمہ بہت فرسہ شمار کر کے جو یا ہے فرصت تہذیب اور

تیر قصد کمان توجہ میں لیس کیا تھا انھیں دلوں میں بروز جمعہ ماہ محرم کی اسیوین تاریخ منہ سہ سات سو اسی ہجری
میں داؤد شاہ سندھالی خان محمد کے ہمراہ ادا سے ناز کے واسطے سجد جاتے میں گیا اور سبھی پاک کہ جوان سو راہ راہ کاٹھا
داؤد شاہ کے عقب جا کر تکیہ تحریر کھڑا نہایت مشغول ہوا اور جب فرصت دیکھی بستی اور چالاک کی صفت اولی سے ہاتھ
بڑھا کر تیغ انتقام میان سے کھینچی اور جب تک آدمی واقف ہوں سجدے کے درمیان میں ایک ضرب شمشیر
اسی بہو بچائی کہ داؤد شاہ بہنی نے ہلکے پانی نہ مانگا اسی مقام میں سرور ہو کر سرگرمیاں عدم میں کھینچا اور سندھالی خان
اپنے چہرے بھائی کو مقتول دیکھ کر آنکھوں میں خون بھر لایا اور اپنی جگہ سے جھپٹ کر قاتل کو بھاگنے کی فرصت
نہ دی اور سب کے کاتن سے جدا کیا اور مضمون بشیر القاتل بالقتل ظہور میں ہوئے سے قدرت قادر حقیقی کی ظاہر ہو کر
باہر ہوئی راز سلطنت اور حکومت داؤد شاہ بہنی کا ایک مینا اور پانچ روز تھا البقا وال ملک المعجود اور یہ نکتہ اس کتاب کے
خارج بہ نظر فرمائے تحریر ہو انکتہ یہ نکتہ بھی سندھ اور ہریان سے ثابت و محقق ہو کہ جسے داؤد عدم سے صحرا سے
وجود میں قدم رکھا اس نے موت کا ذائقہ بلا شک چکھا اور فنا سے گزرنا ہو حاصل جینے کا مزنا ہو جس شو کو زوال ہوا کی
محبت بیہودہ خیال ہو راہ سلیم وہ ہو کہ طریقہ مستقیم اختیار کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ کھے اسکے کار کو بار کچھ
انکار کرے کبھی کی طرح عیسیٰ کی جیسی اصل سمجھتی رہی کہ ہر چاہے رشتہ تعلقات مقرر فی الواقع سے کا طبع ان
کھپڑوں سے دور ہو تو قرین رحمت پروردگار ہو اس بجز خاں زنا پیدا کنار سے بظاہر ہوں سرور اسطانی
نوکر سلطان محمود شاہ بہنی بن سلطان علاء الدین حسن کا نکوی بہنی طاب تیراہ کی سلطنت کا
حادثان فضائل صوری با قلام زبان معنی سیخ داستان گذشتگان علی الخصوص فرمان روا یان و کن صاحب شمشیر
صوفی شکر کی بیان فرماتے ہیں کہ مقتول ہونے داؤد شاہ بہنی کے سندھالی خان محمد عازم ہوا کہ محمد بنجر ولد داؤد شاہ کو
تو برس کا تھا باپ کا جانشین کرے اس لیے داؤد شاہ کی تجیز و تکفین کچھ لوگوں کے حوالہ کر کے خود قلعہ کی طرف متوجہ ہوا
اور روح بدور آ غانے اس حال سے آگاہ ہو کر دروازہ اس کے منہ پر بند کر کے کہا کہ خدا ایسا نہ کرے کہ فرزند ایسے
ناخدا ترس الظلم کا جس نے میرے بھائی کو ناحق قتل کیا ہو بادشاہ ہوا بن شائستہ خلافت محمود خان خلیف سلطان علی الدین
حسن کا نکوی بہنی ہو اور اس واسطے کہ بنجر ولد داؤد شاہ کو قلعہ کے اندر روح بدور آ غانے قید کیا تھا سندھالی خان محمد
اپنے اعوان و انصار کو لے کر ملک نائب سیف الدین غوری کے مکان پر گیا اور بنجر ولد داؤد شاہ بہنی کی سلطنت
کے بارہ میں دعوت کی ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ محمود خان اور محمد بنجر دون قلعہ میں ہیں
اور تمام قلعہ والے روح بدور آ غا کی صلاح و صواب پر سے باہر نہیں ہیں مناسب یہ دیکھتا ہوں کہ بساط منازعت
کو لپیٹ کر جلد جا کر ہم سلطنت کو اس کے کف اختیار میں چھوڑیں اور سندھالی خان محمد جو حاکم تھا کہ ارکان دولت کا فر
اور مسلمان اور مرد و عورت ملک نائب سیف الدین غوری کے کہنے سے باہر نہ ہوں گے اس سے مختار کیا اور ہمراہ
اس کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور روح بدور آ غانے بعد گفتگو سے دراز محمد بنجر ولد داؤد شاہ کو نابینا کر کے قلعہ خان
کو بجائے برادر مقتول یعنی سلطان محمد بادشاہ بہنی شہید کے تخت فیروزہ پر ٹکن کیا اور فتوح المسلمین کے ناظم نے
اس بادشاہ کے نام میں غلطی کی ہو وہ کہتا ہو کہ نام اس بادشاہ کا محمد شاہ ہو اور اشعار میں ہو کہ محمد شاہ غرور کیا اور
اسی طرح بہت سے مورخین گجرات و دہلی خواہ اسے ہوں یا پچھلے ہوں اس وجہ سے کہ متبع حالات دکن کا محقق کیا تھا

عہ قلعہ خاندان اس کی طرح یہ لفظ اصل خاندان کی ہوگی درجہ خاندان جو داؤد و اسرار علم الہامی

ہو ساسی شامان ہمینہ اور بہت سی حکایات میں غلطی کی اور سب نے قلم سے تحقیق روان کیا القصہ سلطان محمود شاہ ایک بادشاہ سلیم النفس و کم آزار و خوش خلق و عدالت آئینہ تھا اور امور دینی میں بھی بہ نظر باریک غور و تامل سے عدل و داد میں کوشش کرتا تھا اور ابتدا سے جلوس میں سندھ علی خان محمد کو خیر باہر فساد جان کر قلعہ ساغر میں مقید کیا اور وہ اسی عرصہ میں قضاے الہی سے فوت ہوا اور سود خان ولد مبارک خان تہنولدار خاصہ کو کہ سلطان مجاہد شاہ کے قتل میں شریک تھا قتل کیا یعنی ناک کان کاٹ کر بقیہ تمام در پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بہ مبالغہ اور استواری تمام پھر بہ بیچ سابق خلعت و کالت اور پیشوا سے اور پرداری با سے تخت پر مقرر کر کے اس کے بے مشورہ امور مضطرب کے گرد مطلقاً نہ پھرتا تھا اور یہ امر اسے نہایت مبارک اور سعید ہوا اس کی مدت سلطنت میں ہرگز کسی فتور اور قصور نے قواعد و ملت میں رواہ نہ پائی اس درمیان میں بہادر خان اور صفدر خان سیستانی اور اعظم بھائیوں نے اطاعت کی اور پر سبیل سرعت دار الخلافت میں آنکھوں اور زم تہنیت بجالا لے اور راجہ بجا نگر نے اس کے اقبال کا ستارہ بلند دیکھ کر اظہار اخلاص کر کے تلوار بچور کا محاصرہ ترک کیا اور سلطان محمود شاہ غازی کے عہد کے موافق پھر راج و خراج اپنی گردن پر رکھا اور کبھی جیل و فرما برداری سے قدم باہر نہ رکھا اور سلطان محمود شاہ قرآن اچھا پڑھتا تھا اور خط خوب لکھتا اور طبع سوزون رکھتا تھا چنانچہ بیہتین اُنکی کی طبع زاد ہیں نظم پہنچا کہ لطف و دست و دہر منصب مراد نہ بخت سیاہ و طالع میمون برابرست عاقبت در سبب کار خون فاسد

حی کند چہ خستنی ای دل کا زالماس نشر می خرم نہ خضر بہر سود است در بیخ متاع عاقبت چہ بے روم این شمس سا از جہا بے دیگر می خرم نہ اور علوم متداولہ سے باخبر تھا فارسی اور عربی فصیح بولتا تھا اور جو وقت فقیر یا بھوتا تھا مسرت و امنساط اچھیر غالب نہ ہوتی تھی اور جب کسی طرح کا صدر اسے پہنچتا تھا انگلیں اور جھڑون بھی نہ ہوتا تھا اور مدت عمر میں دن منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے کبھی ہمبستر نہ ہوا اور ہلکا اور فضلا سے عیاست کر کے بہ تعلیم تمام پیش آنکر رعایت حسب و خواہ کرتا تھا اور محمد مجتبیٰ مہدین اس کے شرعے عرب و عجم دکن میں آن کر حشر شہید جو وہ احسان اس کے سے مستفید اور سپرب ہوتے تھے چنانچہ ایک شعر اسے عجم سے میر فیض احمد انجو کے درویش سے کہ صدر سعادت پر شکن تھا دکن میں آیا اور ایک قصیدہ رزم و غز این پیشگاہ شاہی گز رانا مجلس اول میں ایک لہر زنی طلائی کہ عبارت ہزار تو لہ سے ہر صلہ پایا اور معزراہ رکرم اور فائز المرام ہو کر اپنے وطن میں گیا اور جہد دم آوازہ سخاوت اور ہنرمندی اور قدر شناسی اس شاہ فرخندہ بخت کا عالمگیر ہوا خواجہ حافظ شیرازی رحمت اللہ علیہ بھی سند دکن کے راغب ہوئے لیکن بعضے موانع کے سبب انکی تشریف آوری بن نہ پڑتی تھی اور جب یہ خبر فیض اللہ آنند آنجو کو پہنچی کچھ راہ راہ خواجہ کے واسطے شیراز میں بھیجا کہ پیغام دیا کہ اگر آپ اس طرف تشریف شریف اور زانی فرما کر سلطنت دکن کو اپنے وجود فیض بخش سے رشک رو ہند رضوان فرما دین ابالی اس دیار کے حکمران ہمینت لزوم بجالا دین اور بعد حصول تقدیر طالب و مقاصد آپ کو بخیر و سعادت شیراز کی طواف روانہ کر بن کے خواجہ حافظ میر فیض اللہ آنجو کی توجہ اور مہربانی موافقہ سے غلط طوطا پر سفر ہندوستان کے موافق ہوئے اور جو کچھ میر موصوف نے بھیجا تھا اس میں کچھ اپنے بھائیوں کو اور کچھ بیوہ و عورتوں کو تقسیم کیا اور کچھ و پیدا دے فرما دین میں صرف کر کے سامان متعویہ دست کیا اور شیراز سے براہ روم سے جس وقت کہ قصبہ لار میں پہنچے مال دینی جو رکھتے تھے اپنے ایک آٹنا محتاج لئے ہوئے کو

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

پیشکش کیا اور آپ تہہ دست ہوئے اور خواجہ زین العابدین سہرائی اور خواجہ محمد گزرونی کو بخاران معتبر سے تھے اور
ہندوستان کی روایتی کا داجہ رکھتے تھے خواجہ حافظ کے مصارف راہ کے متکفل اور متہم ہوئے اور حافظ کو ہر روز
میں لائے اور بعضے امور میں کوتاہی کر کے خواجہ کو رنجیدہ کیا اور باوجود اس حال کے خواجہ بالتمام ان کے
کشتی محمود شاہی میں جو دکن سے آئی تھی سوار ہوئے قضا داد بھی کشتی روانہ نہ ہوئی تھی کہ با مخالف کے چلنے
سے دریا شورش اور تلاطم میں آیا خواجہ ایک بارگی اس سفر سے متفر ہوئے اور اپنے پاروں سے فرمایا کہ بعضے
دوستوں کو جو ہر روز میں رہتے ہیں دیکھا گئے رخصت ہو آؤں اس بہانہ سے جب کشتی سے برآمد ہوئے
یہ غزل موزوں کر کے ایک سہنما کے ہاتھ فیض اللہ انجو کے پاس بھیجی اور خود خواجہ حافظ شیرازی کی طرف
پلٹ گئے غزل دمی باغ لبسزدون جہان یکسر بخنی اردو بے بے لغزش دلق ماکزین بہتر بخنی اردو بے بے
میر و شائش بجای بر نیگیہ نہ نہ سہ سجادہ تقوی کہ یک ساغری اندوہ نہ تعبیم سز نشا کرد کز این خاک در
نہ بگذر نہ چہ افتاد این سراما کہ خاک در بخنی اردو بے بے آسان خود اول غم دریا بوی در نہ غلط کردم کہ بے خبر
بصد من زرخنی اردو بے شکوہ تاج سلطانی کہیم جان در و جہت بے کلاہ و لکش ست ماہ ترک سزنی اردو بے نشو این
نقش دل تنگی کہ در بازار بیکزنگی نہ نہتہاے گوناگون محو جہنمی اردو بے بے چہ حافظ در قناعت کوش دازد نیایے دون
بگذر نہ کہ ایک جہت دونان جہان یکسر بخنی اردو بے اور جب یغزل فیض اللہ انجو کے پاس پہنچی ایک دن کسی نقیب
سے سلطان محمد و شاہ کے دربار میں قصہ خواجہ کا ہر جز تک نے کا اور سب پلٹ جائے اور غزل بھیجے کا تفصیل گزارش کیا سلطان
محمد شاہ نے فرمایا جو خواجہ نے ہمارے مجلس کے آنے کا قصد ہم کر کے قدم رنجہ فرمایا تھا ہم بھی اجب فرض ہو کہ آئیے
بحرفیق سے جو ہم نے نہیں پھر ملا قاسم مشہدی کو کہ مضامین ہیں و التماس سے تھا تہرا اثر فی سپرد کہیں کہ قسم قسم کے متعہ
ہندو خریہ کر کے خواجہ کے واسطے شیرازی لجاوے اور سلطان محمود شاہ سلطنت حال ہونے سے پیشتر لیا سقین نہایت پر تکلف
ارٹین کرتا تھا اور جب سلطان ہوا لباس بے تکلفانہ پتوار رکھا اور کہتا تھا کہ بادشاہ خزان آئی کے امانت دار ہیں ہمیں
قدر اختیار سے آئیں زیادہ تصرف نہ کرنا خض خیانت ہو اور جب سکے عہد میں دکن میں قحط پڑا اس ہزار ایل سرکاری و خانہ کے
گرات اور مالوہ میں بیکر غلہ تنگیا تھا اور قیمت ازراں مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرتا تھا اور یتیم بچوں کی تعلیم کے واسطے
کھیر کہ اور بیڑا اور قندھار اور اچچورا اور دولت آباد اور جہول اور دابل وغیرہ بڑے شہر اور قصبوں میں مسلمانوں کو مقرر کر کے
اخراجات معین فرمائے اور محمد ثمان اخبار حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے شہر بے وسیع میں
وظیفہ مقرر کر کے انکی تعلیم و تکریم میں کوشش کرتا تھا اور نابیناؤں کے احوال پر احتیال پر نظر رحم مبذول کر کے مشاہیر
دینا تھا یہاں تک کہ آدمی آپ کو سہرا اندھا کر کے تنخواہ ماہ ماہ لیتے تھے اور بخلاف سلطان مجاہد شاہ کے قطب دولت
شیخ محمد سزنج جنیدی سے سلوک ہو کر مرض الموت میں ان کی عبادت کے واسطے گیا اور زیارت کے دن اسے
شرار پر حاضر ہو کر فاتحہ چڑھاتا اور خیرات و میرات میں مشغول ہوتا تھا کہتے ہیں کہ جب مالک الملک کی عیال
سے سلطان محمد و شاہ صاحب تخت و تاج ہوا والد ان بزم کو میدان رزم پر اختیار کر کے اوقات مشاہی
بے دروہہ نیزہ و شمشیر بسریجا تا تھا اور اٹھارہ برس اور نو مہینے اور چوبیس روز ایام سلطنت میں کسی طرف
نوج کش نہوا پیش و عشرت میں گزرونی اسی واسطے دکن کے ظالم طریقوں نے اردو سے ظرافت اس کا نام لیا

ارسطو رکھا تھا نظم جو آن شہ بد دولت جهان برگرفت بد نشا تہشی چتر بر سر گرفت ہاے سالما در جان کام یافت ہر درنگا بے رزم آرام یافت بد اور نظر بد کی دفع کے واسطے اس کے آخر حمد میں چند ماہ آتش فتنہ شعلہ زن ہو کر ساکن ہوئی جس کا بیان یہ ہے کہ بہار الدین ولد رمضان دولت آبادی منظور نظر طاعت ہوا اور بھٹانہ داری اور حکومت ساغر پر سر فرما ہوا اور فرزند اس کے ایک محمد اور دوسرا خواجہ دولون نے مقرب ہر گاہ ہو کر مسند امارت پر قدم رکھا اور روز بروز شوکت و استقلال اکھاڑ بڑھنا گیا اور امثال و اقران نے اس پر رشک و حسد کر کے زبان ہر گوئی اور غیبت کھولی اور دونوں بھائیوں کو خیانت میں متہم کیا اور باوجود اسکے کہ سلطان محمود نے باور اہل یقین نہ کر کے ان باتوں کو غرض اور دشمنی پر محمول کیا لیکن محمد اور خواجہ نے متوہم ہو کر نشان مخالفت اور طغیان کا بلند کیا اور ہزار سوار بیکدل اور کچھت ہمراہ لے کر ساغر کا راستہ لے کر اپنے باپ سے جا ملے اور وہ بیچارہ بھی فرزندوں کے سبب باغی ہوا اور با اتفاق گنہگار ہو کر سپاہ فرماہم کرنے میں مصروف ہوا چنانچہ دوسرے لشکر سلطان کو جو اپنے یقین ہوا تھا شکست دیکر بھاگ دیا سب بہت ہمت ہو چکا یا سلطان محمود شاہ نے تیسری مرتبہ یوسف اثرور کو جو اس خاندان کے غلامان ترک سے تھا انکی متبیہ و تادیب کے واسطے مقرر کر کے مع لشکر قوی ساغر کی طرف روانہ کیا اور اسے جالتے ہی دو مہینہ تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اکثر اوقات خواجہ جماعت بہادران سے مدد کو مردمان بیرہنی سے کہ مراد یوسف اثرور کے ہمراہ بیرون سے ہو جنگ مردانہ کے اپنی رستی دکھا تا تھا اور زمین و آسمان کے حسین و آفرین سنتا تھا اور کبھی اسکا بڑا بھائی نہایت جوش و خروش سے جلوہ گر ہو کر داد مری و مردانگی دیتا تھا جب چار سو جوان زیر دست و مردانہ آئے ہمراہ طریق یحییٰ پر مستحکم ہو کر تلواریں کھینچتے تھے اور ہدایت مجموعی قلب سپاہ سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہر جہد یوسف اثرور رستی کرتا تھا کہ یہ منسوب ہوں مگر مسیر نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ ایک دن سید محمد الملقب بکا لاہ پڑا کہ منصب داران جدید سے تھا اور مشہور بہادران شاہی کی سلک میں منتظم اور منسلک تھا معرکہ میں محمد سے مقابل ہو گیا اور شمشیر گداز و سرو بال پر ایک دوسرے کے مارنے لگے اور جو جنگ مغلوب تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ ہو چکا اور ایک ہاتھ اسکا سید محمد کا لاہ پڑا کی ضربت شمشیر سے سر بند سے مقطوع ہوا باہر جو ایسے حال کے فتح محمد کی طرف سے ہوئی اور وہ اسی طرح پشت سپ سے نہ اتر تھا کہ یہ خبر خواجہ کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ و واقع ہوئی اور ساتھ قائمی کے ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور اس شب کو دونوں بھائی خلافت عادت خندق کے کنارے فروکش ہوئے اور چرخ شہیدہ بانہ کی بازوی سے غافل ہوئے اور مردم و رہائی نے فرصت پا کر آدمی یوسف اثرور کے پاس بکلیجے کہ ہم دو تنخواہ بادشاہی میں ضرورت کے سبب سے مخالفوں سے موافق ہوئے تھے آجکی رات میدان قلعہ و دونوں بھائیوں سے خالی ہر ہم غلامان قوت بہار الدین ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کر کے قلعہ کا فلاں دروازہ کھولیں گے مناسب ہو کہ ایک جماعت جو انان در کی مستعد و مہیا ہو کر کین فرصت میں رہیں کہ بجو دروازہ کھولنے کے قلعہ میں در آویں مقصد یوسف اثرور نے دوسو جوان نامی مسلح اور کھل کر کے کہا اگر مردم حصاری اس بات میں صادق ہوں گے تو سر بہار الدین و رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر تمھارے پاس بھیجیں گے تو تم قلعہ میں داخل ہو کر متصرف ہونا اور قلعہ کے احوال سے محتسب ہو کر مرہبہ سکرنا خرٹلہ جب جماعت مذکور مہیا دگاہ میں پہونچی مردم حصار نے سر بہار الدین و رمضان دولت آبادی کا کھٹ کر قلعہ سے پھینک دیا

یہاں پر ایک اور قصہ ہے کہ ایک سال اس وقت کہ سلطان محمود شاہ نے تیسری مرتبہ یوسف اثرور کو جو اس خاندان کے غلامان ترک سے تھا انکی متبیہ و تادیب کے واسطے مقرر کر کے مع لشکر قوی ساغر کی طرف روانہ کیا اور اسے جالتے ہی دو مہینہ تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اکثر اوقات خواجہ جماعت بہادران سے مدد کو مردمان بیرہنی سے کہ مراد یوسف اثرور کے ہمراہ بیرون سے ہو جنگ مردانہ کے اپنی رستی دکھا تا تھا اور زمین و آسمان کے حسین و آفرین سنتا تھا اور کبھی اسکا بڑا بھائی نہایت جوش و خروش سے جلوہ گر ہو کر داد مری و مردانگی دیتا تھا جب چار سو جوان زیر دست و مردانہ آئے ہمراہ طریق یحییٰ پر مستحکم ہو کر تلواریں کھینچتے تھے اور ہدایت مجموعی قلب سپاہ سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہر جہد یوسف اثرور رستی کرتا تھا کہ یہ منسوب ہوں مگر مسیر نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ ایک دن سید محمد الملقب بکا لاہ پڑا کہ منصب داران جدید سے تھا اور مشہور بہادران شاہی کی سلک میں منتظم اور منسلک تھا معرکہ میں محمد سے مقابل ہو گیا اور شمشیر گداز و سرو بال پر ایک دوسرے کے مارنے لگے اور جو جنگ مغلوب تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ ہو چکا اور ایک ہاتھ اسکا سید محمد کا لاہ پڑا کی ضربت شمشیر سے سر بند سے مقطوع ہوا باہر جو ایسے حال کے فتح محمد کی طرف سے ہوئی اور وہ اسی طرح پشت سپ سے نہ اتر تھا کہ یہ خبر خواجہ کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ و واقع ہوئی اور ساتھ قائمی کے ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور اس شب کو دونوں بھائی خلافت عادت خندق کے کنارے فروکش ہوئے اور چرخ شہیدہ بانہ کی بازوی سے غافل ہوئے اور مردم و رہائی نے فرصت پا کر آدمی یوسف اثرور کے پاس بکلیجے کہ ہم دو تنخواہ بادشاہی میں ضرورت کے سبب سے مخالفوں سے موافق ہوئے تھے آجکی رات میدان قلعہ و دونوں بھائیوں سے خالی ہر ہم غلامان قوت بہار الدین ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کر کے قلعہ کا فلاں دروازہ کھولیں گے مناسب ہو کہ ایک جماعت جو انان در کی مستعد و مہیا ہو کر کین فرصت میں رہیں کہ بجو دروازہ کھولنے کے قلعہ میں در آویں مقصد یوسف اثرور نے دوسو جوان نامی مسلح اور کھل کر کے کہا اگر مردم حصاری اس بات میں صادق ہوں گے تو سر بہار الدین و رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر تمھارے پاس بھیجیں گے تو تم قلعہ میں داخل ہو کر متصرف ہونا اور قلعہ کے احوال سے محتسب ہو کر مرہبہ سکرنا خرٹلہ جب جماعت مذکور مہیا دگاہ میں پہونچی مردم حصار نے سر بہار الدین و رمضان دولت آبادی کا کھٹ کر قلعہ سے پھینک دیا

اور یہ لوگ نہایت اطمینان سے قلعہ میں داخل ہوئے اور اوپر سے نقارہ شاہانہ کا بجایا جسے تفرقہ دونوں بھائیوں کی حاجت میں پڑا اور سفیدہ صبح تک قلیل سپاہ ان کے پاس باقی رہی اور اس واسطے کہ راہ گریز مسدود تھی دونوں بھائی مع سپاہیان و فساد قلب پر یوسف اژدر کے دوڑے اور اس قدر ہتھیار کیا کہ شربت فنا چکھ کر لحد کے ہنا نخانہ میں منزل قبول کی اور یہ شمشیر اولین و آخرین تھی جو سلطان محمود شاہ بہمنی کے حمد میں غلاط سے برآمد ہو کر لوازم سیاست بجالائی تھی اور سلطان بھی بخوارسی دن بعد اس فتح کے ماہ رجب کی اکیسویں تاریخ ۹۹۹ء سات سو ننانوے ہجری میں تپ محرق میں مبتلا ہو کر فوت ہوا اور دوسرے دن ملکائب سیف الدین خوری بھی جو رکن خاندان بہمنیہ تھا ایک سو سات برس عمر پوری کر کے شربت مہات چکھ کر سکوت کیا اور لوگوں نے حسب نصیحت سلطان علاء الدین حسن بہمنی کے گنبد کے قریب مدفون کیا اور چوتھ گچ و سنگ سے محکم تریب پر تعمیر کیا اور مقبرہ ہو کر سلطان محمود شاہ بہمنی اس قدر شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفید تھا کہ کسی شخص پر اجراءے حد شرعی میں تخلف نہ کرتا اور کسی مسئلہ میں ہرگز توقف روا نہ رکھتا تھا ایک دفعہ اس کی عہد سلطنت میں ایک عورت کو فعل قبیح زمانین ماخذ کر کے اجراءے حد شرعی کے واسطے دارالقضا میں لے گئے جب حکمہ میں حاضر ہوئی قاضی نے اس سے سبب مبادرت اس فعل شنیع سے سوال کیا اس نے جواب دیا کہ ایسا الفاہتی میں نہیں جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہو اور گمان مجھ کو یہ تھا کہ جس طرح سے ایک مرد کو چار عورتیں حلال ہیں عورتوں کو بھی چار مرد و اولہ ہونگے اس اشتباہ سے میں مرتکب اس امر بنا شایستگی ہوئی اب میں حرمت پر اس کی آگاہ ہوئی گرد اس کے نہ پھر ونگی اور اس مکانہ بدکارہ نے اس جیلہ کے باعث حد شرعی سے رہائی پائی اور مضمون ان گنبد کرم عظیم نے وضوح تمام پیدا کیا القضاہ مدت سلطنت سلطان محمود شاہ بہمنی کی انیس برس اور نو مہینے اور چوبیس روز تھی ذکر سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت اور جہاندارسی کا حب ملک کن شاہ حالات گستر سلطان محمود شاہ بہمنی کے وجود سے خالی ہوئی اسکا بڑا بیٹا شاہ غیاث الدین ستہ برس کی عمر میں تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا اور جمیع امور میں باپ کے رسوم و قواعد کو منظور رکھ کر خاص و عام کے ساتھ سلوک پسندیدہ آغاز کیا اور ملازمین اور دولتمنوں کو قدیم پر طریق رفق و مدارا جاری کر کے ہر ایک کو بنواریش و لطف غیر مکرر سرفراز کیا چنانچہ جب انھیں دنوں میں صفدر رحمان سیستانی کی وفات کی خبر پہنچی اس کے فرزند صلوات خان کو جو اس کے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا تھا اور ایک مکتب میں ہم سب سے تھا مجلس عالی کا خطاب دیکھ کر اس کے باپ کا مقام ازانی رکھا اور بشوکت تمام اور عظمت لاکلام و لایت ہدایت کی طرف راہ نہ کیا اور احمد بیگ قزوینی کو پیشوائی کا عہدہ اور محمد خان ولد اعظم ہمایون کو خدمت سرنوبتی دیکر ان کی تعلیم و توفیر میں کوشش کی یہ امر غلچین کو ناگوار ہوا جو سلطان محمود شاہ کے غلامان ترک مجاہد سے تھا اور درجی اس کے ضائع کرنے کے جو اس واسطے کہ اس کا ارادہ یہ تھا کہ منصب و کالت میرے سپرد کر کے میرے فرزند حسین خان کو سرنوبت کرے چونکہ غلچین کا مدعا حاصل ہوا بنجیدہ اور نگہبر رہتا تھا سلطان غیاث الدین غالبانہ اور حاضرانہ ایسی تقریر زبان بر لاتا تھا کہ آدمیوں کے نزدیک بہت قبیح تھی لیکن غلاموں کو خلعت کے سر پہ کر اس کے درمیان میں ایک جماعت کثیرہ اور لاہ پیچہ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہونگے حاکم کروں اور اپنے آبا اور اجداد کے خلاف اختیار کروں اور غلچین کے امراء بزرگ سے تھا اور بار و بار بہت رشتہ تھا با و شاہ کا کدہ اپنے

سیدہ میں جاگزیں کر کے تمام ہمت اُس کے عزل پر مصروف رکھتا تھا اور اُسکی ایک بیٹی حسن و جمال کی صفت میں
 موصوفت تھی اور علم موسیقی بہت میں بھی وقوف اور مہارت تمام رکھتی تھی اور حسن و صورت میں اپنا علیل و نظیر نہ رکھتی تھی
 سلطان غیاث الدین راغب اُس کا ہر خواہش نہ اظہار محبت کرتا تھا قصداً غلطیوں نے اس عرصہ میں اسباب ضیافت کا اپنے
 مکان میں ترتیب دیکر شاہ سے التماس قدم کی سلطان اس میں پرکشاں یہ اپنی بیٹی میرے پیش کر گیا ذوق و شوق
 سے اُس کے مکان پر تشریف لے گیا اور غلطیوں نے مہانداری کے لوازم حسبِ خواہ بجا لاکر مجلسِ نیم آرام کی اور حسبِ
 مشاہدہ کے نشہ نے شاہ کو خوش وقت اور مسرور کیا غلطیوں نے تہ تیغیوں کی غالی کر کے کی مردان نامحرم سے کی اور غیاث الدین
 نے اُسکی دلی کے وصال کا مشتاق تھا غرقِ کج مشورت ہو کر لوازمِ احتیاط کو کام نہ فرمایا اور ملا تامل اپنے جمیع متعلقین
 اور توابعین کو حکم فرمایا کہ باہر جاویں اور غلطیوں نے بیروت کے ایک خواجہ سراسمی طرب کو کہ اُس کے غلامان قدیم سے
 تھا شاہ کا ساتھی بنا کر اس کو اشارہ کیا کہ چند ساغر بیوس رہا دیکر بادشاہ کو بیخود کرے اور خود دلی کے لانے کے بہانہ
 سے مجلس کے اندر گیا اور بعد ایک لحظہ کے خنجر کھینچ کر باہر آیا سلطان غیاث الدین نے نشہ کے عالم میں وہ حالت پادہ
 فرمائی باوجودیکہ اپنے پاس حربہ نہ رکھتا تھا ہمت غلطیوں کے دفعِ یقین کی لیکن حریف شراب نے اُسے بالوں سے
 کڑور کیا کھڑے ہونے کے وقت الغرض سے گڑبڑا پھر اپنے تین غلطیوں نے اُس کے پاس پہنچایا بادشاہ غیاث الدین
 دس جیلہ سے کہ ممکن ہوا افغان و خیران زینہ کی طرف و طرف کو کھینچے پر چڑھ کر ایک زمین پر گر اوسے غلطیوں اس کا پیچھا
 کر کے اخیر زینہ پر اُس کے پاس پہنچا اور بادشاہ کے سر مبارک کے بال کھینچ کر زینہ سے اتار لایا اور باطینان تمام بادشاہ
 کے دونوں دست حق پرست خواجہ کے اتفاق سے پیچھے پر باندھے اور بلا توقف اُس کو رنک نے خنجر کی لوک سے لکھیں
 بادشاہ کی کھال کرنا بنایا گیا اور دین آدمی اپنے متعلقین کو مسلح و در کھل کر کے طرب خواجہ کو کھڑے کھڑے باہر بھیجتا تھا
 تو ایک ایک متفرقوں اور دوتختوں کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ طلب کرتا ہوا اندر لاکر مقتول کرے چنانچہ اسی پنج سے
 چوبیس سردار معروف تیغ ہلاکت ہوئے اور دوتختوں کو ان بزرگین سے ایک ہائی نہ رہا اُس وقت اُس کے چھوٹے بھائی
 سلطان شمس الدین بہمنی کو بنام سلطان اُسی طلب کیا جب سلطان شمس الدین ترمیم آیا غلطیوں نے اُس نے اپنے جوانان
 خواجہ اور دواداروں کو لے کر بطریق استقبال اور پیشوائی کی باہر جا کر سلطنت کی مبارکباد کی اور قلعوں میں لپکا کر جمع مردم کو
 حاضر کر کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور ہر ایک احمدان و انصار کو ناصیعالی اور جاگیرت لائق سے سر قرار کیا اور سلطان
 غیاث الدین کو قلعہ ساغر میں بھیج کر دو عینے محبوس کیا اور یہ واقعہ سترھویں رمضان ۷۹۹ء سات سو ستانوے پچھتر میں وقوع
 میں آیا تھا اور مدت سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی کی شاہنشاہ ابراہیم الخلع کے حکم سے ایک حبشیا اور بیس دن سے
 نہ تھی ذکر سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمد و شاہ بہمنی کی سلطنت کا یہ داستان
 ن رہستان سے اس طرح سلاک بیان میں منتظم ہوتی ہے کہ سلطان بہمنی پندرہ برس کے سن میں تاج و تخت پر قید
 و رکھے مسند خلافت پر مصروف ہوا اور جو کہ سلطان غیاث الدین کی محبت دیکھے ہوئے تھا برائے نام سلطان بہمنی پر شاہ
 عزیز بن شکر قناعت کی غلطیوں غلام ترک نژاد کو خطاب ملاقات شب اور نصاب مارت سے مرتاد کر کے خلعت و العمامہ
 مندرجہ کے موافق مرحمت فرمایا اور جو ارکان سلطنت اُس شقی کے دست جو رہے محض اور ابقیہ العیض تھے انھوں نے
 بھی اطلاع کے سوا چارہ نہ دیکھا اُس کے خط امر و نہی پر کھلا اور بادشاہ سلطان شمس الدین بن سلطان غیاث الدین کی جائیداد

لوٹدی تھی محض وہ جہان مشہور ہوئی اور ہر ایک بات میں تغلیچین کا پاس لیا جاتا تھی اور اسکی اعانت و اعزاز میں سامنے کر
 فرزند کو نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اسے فرزند و بلند تو تغلیچین کی حسن و سخی سے مرتبہ بلند شاهی پر فائز ہوا ہو مثل
 اسکے تیرا کوئی دولتخواہ نہیں ہو سکتے بھی لازم ہو کہ اسکے کتنے سے بجا و ذرا و مخالف نہ کرے اور اسباب غرض کے
 سخن اس کے حق میں نہ ہستے اور تغلیچین بھی ہر روز اور ہر ساعت تخت و پدیا پر بیٹھ کر رخصت و رخصت میں جہان کی خدمت میں بھیجے
 آپ کو اسکے بلین شیرین کرتا تھا اور سلطان داؤد شاہ بہمنی مقتول کے تین فرزند تھے ایک محمد بنجر جس کا مذکور ہو کہ
 روح پرور آغا خواہر سلطان مجاہد شاہ نے اسے بھول کیا دوسرے فیروز خان تیسرا احمد خان اور یہ دونوں بھائی ایک
 مان سے تھے اور اپنے باپ کے عہد میں چھ سات برس سے زیادہ نہ تھے اور انکا حکم سلطان محمود شاہ بہمنی اسکی
 تربیت میں مشغول رہتا تھا جو فن لائق حال شاہزادوں کے ہر تیر اندازی اور چوگان بازی اور ٹھٹھنا لکھنا اکلانا
 غنا اور فیض اللہ انجو صدر جو سادات عظیم المرتبہ شیراز اور ملا سعد الدین تغنا زانی کے تلامذہ سے تھا سلطان
 محمود شاہ کے حسب الحکم ان کی تعلیم و تربیت میں سعی موفورہ پیش ہو چکا تھا اور اس سبب سے کہ اسوقت تک
 سلطان محمود شاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا وہ دونوں بھتیجوں کو بیٹی دے کر اکثر اوقات ارشاد فرماتے تھے کہ فیروز خان میرا ویر
 ہوا اور بعضے وقت اسے اپنے پاس تخت پر بٹھا کر کہتا تھا کہ ہمارے خاندان میں اس سے رشید زیادہ نہوا ہوا اور ہر توکا
 اور جب حقیقیہ اللہ تعالیٰ نے اسے فرزند کرامت فرمایا سلطان غیاث الدین کو ویر کہہ کر کہ مرتے وقت فیروز خان اور
 احمد خان کو غیاث الدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارے میں وصیت فرمائی اور انھوں نے بھی لازم صدقت
 اور اخلاص میں تقصیر نہ کی بلکہ موافقت کا اپنی کرجان پر باندھا اور جب تغلیچین نے اسے نابینا کیا فیروز خان اور
 احمد خان کی بیبیوں نے جو سکی بہنیں سلطان غیاث الدین کی تھیں اپنے شوہروں کو اتھام پر غریب و ترغیب کی
 پھر دونوں بھائی یہ امر قبول کر کے اسکے دفع کے در پر ہوئے اور تغلیچین اس راز سے آگاہ ہو کر باہن ہوش میز
 سلطان شمس الدین بہمنی کے گوش زد کرتا تھا اور مرکب بدگوئی کو جولان کر کے عنان غیبت و خیانت کی طوط
 پھیرتا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر طور سے آثار ناراضی اور کجیگی کے اسکے دفتر ضمیر پر ثبت کر کے حکم قیاد و عیس کا حاصل
 کرے لیکن سلطان شمس الدین باوجود صغیر سن عقین نہ کر کے وہ امر جو اسکی بخشش کا باعث ہو تو بیز نہ فرماتا تھا ہر تکرر
 کہ خلوت میں مخدومہ جہان کو تمام وجوہ سے فہمائش کر کے فرمایا کہ ان دو تین دن میں اگر فکر ان دونوں بھائیوں کی
 نہ کرو گی آپ کے فرزند کو محنت سے اٹھا دینگے اور آپ کو بھی کہ میری دوستی میں مہم ہیں انواع فساد ظہور میں پہنچا دینگے
 انقصہ مخدومہ جہان نے جس طور سے ممکن ہو سکا سلطان شمس الدین کو اپنے چچا کے بیٹوں کے قتل پر غم و رماں
 کیا اور جب فیروز خان اور احمد خان نے اس معاملہ پر اطلاع ہم پہنچائی ساغر کی طہمت بھاگے اور سدھو نامہ شہر کے حاکم
 نے جو غلامان اس خاندان سے تھا اور بے رحم کمال شوکت اور شہمت امتیاز رکھتا تھا انھیں قلعہ میں لے گیا اور انکی
 اعانت پر آمادہ ہوا اور سامان شاہی جس قدر اسے ہم پہنچا موجود کر کے ٹپکا عہد شکناری اور جاسپاری کا کمر بست
 پر کیا تھا انھیں چھین کر کھنٹ ساڑھو فیروز خان و احمد خان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحریروں
 نوکر و دوستی پر اس صورت میں فیروز خان اور احمد خان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحریروں
 کیا کہ سقہ ہمد ہمارا تغلیچین زشت آئین کا دفع کرنا ہو کہ جمال شائستہ اسکے مثل نابینا کرنا سلطان غیاث الدین اور

سلطان محمود شاہ نے اسے بھول کیا

بھی ایشیا کا جو محل ناموس میں خلافت پر واضح اور واضح ہیں اگر آپ اسے جزا اور جزا کو پہنچا دیں تو ہم عادیہ مصداق
 میں مستقیم اور اسخ ہو کر سلطان شمس الدین کو اپنا شاہ بلکہ شہنشاہ جانیں گے اور جو زمینیں تقسیم سمجھیں کہ جو کچھ ہے
 بن آوے گا اس میں کوتاہی اور نقصان کرینگے سلطان شمس الدین نے تغلقچین اور مخدوم جہان کی صلاح و
 مشورہ سے ایسا جواب کہ جس کے باعث نائرہ فساد و شعلہ زن ہو گئی کر کے تقسیم اپنی دشمنی میں تیر کیا پھر وہ
 بھائیوں نے سبھو کی حسن تدبیر سے تین ہزار سوار اور پیادے ہم پہنچائے اور اس گمان سے کہ لشکر
 سلطانی ہم سے ملحق ہو گا حسن آباد گلبرگ کی طرف متوجہ ہوئے اور بر خلاف قرار داد اپنے کے جب بپتھورہ سے
 عبور کیا اور مردم شاہی سے ایک شخص بھی انکے پاس نہ آیا اس مقام میں تقیم ہو کر کھٹے لگے کہ حال پر کر کے قدم لگے
 بڑھانا چاہیے پھر چتر شاہی فیروز خان کے سر پر لگا کے احمد خان بہ منصب امیر لامرائی اور سردھو بہ منصب سرلوہی
 اور فیصل الدین بونجو بہ منصب وکالت نامزد ہوئے اور اسی طرح سے ہر ایک کے دمی کو جو ہمراہ تھے مناسب سب کی
 اشارت دیکر آپ پتھورہ کے ساحل سے آگے بڑھے اور جو وقت حسن آباد گلبرگ سے جا کر کوس دھڑ پتھورہ کے تغلقچین نے زر
 وافر اور خزانہ مشکاثر نکال کر امرا اور سپاہ نصرت کیا اور سلطان شمس الدین کو ساتھ لیکر فیروز خان کے مقابلہ
 کو روانہ ہوا اور قصیدہ مرغول کے اطراف میں صفوں رزم آراستہ ہو کر طرفین کا مقابلہ یہ اسیت جو شیران بہ کشتی
 درآؤ گیندہ زتنہا ہی جوئے خون نچتندہ الغرض بعد حرب شدید اور جنگ عظیم کے فیروز خان اور احمد خان نے شکست
 کھائی اور مع جوان و انصاف صاف کی طرف متوجہ ہوئے اور مخدوم جہان اور تغلقچین کا استقلال بدرجہ اعلیٰ پہنچا لیکن
 خلائق درگاہ کی طبعیت اُن سے نہایت متنفر ہوئی تھی اور اکثر بندگان شاہی نے فیروز خان کی طرف راغب ہو کر
 پیغام دیا کہ صلاح دولت اس میں ہو کہ عہد نامہ سلطان شمس الدین سے حال کر کے حسن آباد گلبرگ کی طرف تشریف لائے
 اور فرصت کے وقت اپنا کام سوار یہ چنانچہ فیروز خان نے مردمان تحنگاہ کو اپنا بیدل اور کچھستہ جا کو یہ غیاث الدین
 دلد فیصل امٹہ آنجو اور سید کمال الدین طویل القدا اور بھی بھجئے سادات علما کو مخدوم جہان اور تغلقچین کے پاس بھیج کر
 یہ پیغام دیا کہ ہم بعض آدمیوں کے کہنے سے متوہم ہو کر اہل مر کے مرکب ہوئے تھے اب اس سے دم اور پشیمان ہیں اگر
 آپ سلطان سے امان نامہ حاصل کریں تو ہم دونوں بھائی دار الخلافہ میں آنکر ظل عطرقت شامہ میں زندگی کریں
 نہایت شفاق ہو گا مخدوم جہان اور تغلقچین اس معذرت تھے نہایت رخصی اور خوش ہوئے اور فوراً اہمالت نامہ
 مستلیم ہوو و موافق کے بھیجا اور دونوں بھائی دار الخلافہ کی روانگی میں جھکر ہو کر بام رفیع پر بیٹھے تھے کہ ایک شیر
 زیور حسن آباد گلبرگ کی طرف سے پہنچا اور بکا و زبلند فریاد کی کہ امی فیروز خان روز افزون میں آیا ہوں کہ تجھے حسن آباد
 گلبرگ میں لیجا کر بادشاہ بناؤں و دونوں بھائی وہ حال نیک سمجھ کر اسی وقت حسن آباد گلبرگ میں چلے گئے اور جو حصول
 شرف ملازمت مقبول طبع خاص عام ہو کر تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہوئے لیکن تغلقچین اور فیروز خان ایک دوسرے
 سے ہراسان ہو کر دونوں اپنی ہوشیاری میں رہتے تھے یہاں تک کہ بعد دو ہفتہ پختہ شدہ کے دن ماہ صفر کی بیست و تین
 تاریخ سنہ ۸۵۷ھ آٹھ سو سترہویں میں فیروز خان بارہ مرد مہتیار بند اپنے ہوا لیکر دربار میں داخل ہوا اور اسکے بعد تین سو
 جوان بہادر جو اس سے یکدل و یک زبان تھے وعدہ کے موافق ایک ایک لکے دو دو کو کے قلعہ میں فراہم ہوئے جو وقت
 فیروز خان نے آدمی احمد خان کے بلانے کو بھیجا اور جب وہ بھی برقی کے مانند حاضر ہوا فیروز خان نے تغلقچین سے کہا دو تین

شخص میرے قزاقی میری جاگیر سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادہ سے آگے نہیں آگے حکم ہونے پر بائیں ہاتھ کی بادشاہ کی
 تسلیم سے شرف ہو میں تغلیچین یا مرقبول کر کے بادشاہ شمس الدین کی خدمت میں عرض پیرا ہوا فوراً حکم عالی نے اس
 منصب میں سے شرف لقاؤ پاپا کہ جس شخص کو فیروز خان طلب کرے پر وہ دارمزا ہم اور عرض نہ ہوں فیروز خان
 تغلیچین کو حروف و حکایات میں مشغول کر کے احمد خان کو بھیجا تو ان دو تین آدمیوں کو دربار میں لاوے احمد خان
 نے بارہ جوانوں کو جو کھلے ہراہ آئے تھے دروازے کے قریب لاکر چاہا کہ دربار خاص میں داخل کرے پر وہ دارمزا
 مع شمشیر و بیراق دیکھ کر حرم جوہر سے اور احمد خان نے جب دیکھا کہ کام دست اختیار سے نکلیا اور طشت بام سے گرا
 با اتفاق ان بارہ دلاوران خبر و آزما اور بہادران شہین ہر ہر اس کے گور و سسنان و شمشیر و خنجر جانتان لیکر
 پر وہ دربار میں سے غلط پٹ ہو گیا چند پر وہ دوران کو قتل کر کے بلا توقف دربار میں داخل ہوا تغلیچین کے بیٹوں کو بھی
 کر بیچ پانی سے ان کے سر سے جدا کیے اور جمیع مقرب جو فیروز خان سے ہزبان تھے طرح دیکر سرائیک گوشہ اور
 حرم میں بھاگ گئے اور سلطان شمس الدین بھی یہ صحبت مشاہدہ کر کے تہ خانہ کی طرف کو اس مکان کے قریب چھا بھاگ گئے
 پوشیدہ ہوا اور میں سو سپاہی جو باہر تھے انھوں نے بھی افرار کے موافق تغلیچین کے متعلقوں کے ساتھ جو دیوانخانہ
 میں تھے پیشہ سستی کر کے کلک شمشیر آہوار سے ان کی رقم حیات کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح نیست و نابود کیا
 اور اسی وقت فیروز خان کے حکم سے سلطان شمس الدین اور تغلیچین کو طوق و زنجیر میں سسل کر کے اس زیر خانے
 میں محبوس کیا پھر فیروز خان با اتفاق ارکان دولت دیوانخانہ میں رونق افزا ہو کر ایک مجلس برہستہ کر کے
 تحت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور تین اور تبرک کے واسطے جیسا کہ کشمیری دیوانہ کی زبان پر جاری ہوا تھا آپ کو ملقب
 بہ روزافزون شاہ کیا اور شہسیر سلطان علاء الدین حسن کا نکوی بہمنی کی اپنی زینب کر کے لجا چند روز جہان
 سلطنت نے اکایہ قرار دیا پسید کیا سلطان شمس الدین کو محمول کر کے قلعہ بیدر میں بھیجا اور سلطان
 غیاث الدین کو ساغر سے لاکر تغلیچین برآمدین کو ان کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اپنا انتقام اس گورنک بدرجہ
 سے لیجیے سلطان غیاث الدین نے باوجود نامہ پانی اسکا اپنے مقابلہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے جسکے
 سروتن میں جدائی کی اور محمد و مہمان اور سلطان شمس الدین سلطان فیروز شاہ الملقب بہ روزافزون شاہ سے
 بالکاح و میاخذ تمام شخصیت زیارت کے منظر کی حاصل کر کے بندر جہول سے اس مکان مقدس کی طرف روانہ ہوئے
 اور مدت عروہان بسر کی سلطان ہر سال پانچزار اشرفی فیروز شاہی مع تحت مہند بھیجتا تھا یہاں تک کہ سلطان
 شمس الدین ۷۸۰ھ آٹھ سو سولہ ہجری میں مدینہ منورہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فوت ہوا
 اور وہ شاہ عاقبت بخیر اس سرزمین عبرت آگین میں مدفون ہوا سلطان شمس الدین بہمنی کی مدت سلطنت ۷۸۰
 دن تھی کہ حساب سے ایک مہینہ اور ستائیس روز ہوتے ہیں ذکر آراش پانچاچھ روز گار کا بہار سلطنت
 و اقبال ابو المظفر اعجازی سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بہ روزافزون شاہ بن اوو شاہ
 بہمنی سے نظر چو فیروز شاہ آن شہ راہین برآمدہ تلخ و تحت و نکین بنائید ز دال و بنوے بخت
 خداوند کشور شد تلخ و تحت بہ روز خجستہ تراز جہر ماہ بہر سو ہندوان کیا فی کلاہ و برکت بکشاد و لشکر بخوار
 براسن زوہم دگر ہر شاہ اند و سورخ ہمارا ملک ذری الا قدر بہر جی خاں مشکین بکارا و راق لیل و ندر پریون تم

گرتا ہو کہ بہن نامہ دکنی اور فتوح اسلامین منظوم سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی شوکت عظمت میں اور بادشاہان بہمنیہ سے امتیاز تمام رکھتا تھا اور وہ خاندان عالی اس کے سبب سے بلند آوازہ ہوا اس سلطان نوجوان کے قدم سے بڑی رونق ہوئی سلطنت اور لوچک گئی اس شاہ فیروز بخت نے تخت پر بیٹھ کر یہ کام کیا کہ ریان بجا نگر سے کسی کشور کشا کو اپنے املاے جنس کے سوا بیٹی نہ دیتے تھے و خیزی اور تالیف قلوب کر کے سب کو رام بندہ بیدار کیا نظم گستر داند رجمان داور اپہ بکند از زمان پنج بید از اپہ ہر جا سے ویرانی آباد کرد وہ دل اہل عالم ز غم شاد گرد و پادشاہ کے سوا الازم غزا اور جہاد میں بھی آپ سے ساتھ کسی تقصیر کے راضی نہ ہوا اپنے عہد دولت میں چوبیس بار کارزار کی اس کے عہد میں فضائے مملکت بہمنیہ وسیع تر ہوئی قلعہ نیکا پور اور خلاصہ مملکت تلنگانہ اباب اسلام نے مسخر اور مفتوح کیا بیچ تو یہ ہو کہ یہ شاہ شاہان دکن کا طرہ تھا اور یہ شخص ہو کہ جسے اپنی چیرہ دستی سے گزند و دار کے نیچے علم خرد کی پٹی پڑھانے سے تاج مرصع بصورت دستار بنا کر زیب فرق کیا اور سخاوت میں کہ جس سے بہتر بادشاہوں کو اور خوشتر کوئی صفت نہیں ہو اس کی کوشش سے نام نیک بادگار کے واسطے صفحہ دنیا میں چھوڑا اور حرات میں سے چندے طبیعت شاہ کی ہتھ ماراگ و رنگ اور پیشی ہنپانی کی طرف مائل ہی اس کے سوا نیک اور محرمات اور منیات کا نہ ہوتا تھا اور اکثر روز ہاے متبرکین کے عبارت ماہ صیام سے ہر صوم صلوۃ میں اوقات صرف کر کے کوئی فریضہ اس سے فوت نہوتا تھا اور ہمیشہ فرماتا تھا کہ میں از نکاب ان دوہنی بترعی سے نہایت دلگیر اور آزرده رہتا ہوں لیکن جو غمہ مجھے ذکر حق میں مشغول کرتا ہے اور وہ دوہنی میرے نفس کو شرا نگیزی سے باز رکھتا ہے اور گاہ غفار شہار سے امیدوار ہوں کہ مجھے ان دو امر کے سبب ہوا خداوند معاقب نہ فرماوے اور جو کہ رغبت تمام عورتوں کے فراہم لانے کی رکھتا تھا علما اور فضلاء کو بلا کر استفسار کیا کہ مرد چار عورتیں صل کے سوا عقد نہیں کر سکتا ہوں اس کی تدبیر کیا ہو بعضے کہنے لگے ہمیشہ چار عورتیں منکوحہ سے ایک کو صیغہ طلاق کر کے دوسری عورت کو شوق سے اپنے عقد میں لایئے اور بعضوں نے اور طریقہ پرایت کیا کہ بی بیات شاہ ہلام پناہ کی طبیعت کے موافق نہ آئی پھر وکالت پناہ فیصل اللہ سے پوچھا کہ علاج اس کا کیا ہو میرے فضل اللہ نے جواب دیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد رسالت اور خلیفہ اول کے عہد خلافت میں مروج تھا اور خلیفہ دوم کے عہد میں برطرف ہوا یا وجود اسکے مذہب امامیہ میں کہ ایک فرقہ اسلام سے ہر مباح ہو اگر بادشاہ ہتھین متعہ کر کے لکھا رکھے بہتر ہو کہ علماء اہلسنت کے درمیان اس امر میں بہت گفتگو واقع ہوئی اور جب صحیح مسلم و بخاری اور مشکوٰۃ شریف سے حدیث درمیان میں لائے معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوا اس سبب سے شاہ فیروز شاہ نے طائفہ امامیہ کے شعاع پر عمل کیا اور ایک دن انھیں عورت سے متعہ پڑھا اور حاجی محمد متعہ جاری کی روایت سے دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ شریع ہر روز رطلع جزو کلام لکھتا تھا اور روزگار شریف کو خالق کی پرستش کے بعد پرش احوال مخلوق میں صرف کرتا تھا اور راتوں کو دو پہر اور سپرہر ایک علما اور شائخ اور شہداء اور قصہ خوانان اور افسانہ گو بیان اور ندیان اور خوش طبعان کی صحبت سے اپنی طبیعت شگفتہ رکھتا تھا اور مرتبہ شاہی کو ملحوظ اور منظر رکھ کر جماعت مذکورہ کے ساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا اور اسے فرماتا تھا کہ دیوان داری کے وقت جب تخت پر نہن ہوتا ہوں ناچار خلق سے شاہانہ سلوک کرتا ہوں تاکہ شوکت و صلابت فرمادیتی ہوں میں جاگزین ہوا اور حرات سلطنت کے نظام ہوا اور دوسرے وقت جب سے صحبت رکھتا ہوں تو کبھی سل

متھار سے سمجھتا ہوں جیسا کہ تم لوگ اسپین سے مختلفانہ صحبت رکھتے ہو اور گفتگو کرتے ہو میرے ساتھ بھی وہ طریق جاری ہو
تو بادشاہی اور مقصدوری کے خطا اور لذت سے بہرہ بلا ہوں اور ان لوگوں سے کہ جن کا مذکور ہو انکلف برطرت
کر کے فرماتا تھا کہ شب کی دربار داری اور منشی کے وقت جب چاہو آؤ اور جس وقت چاہو برخاست کرو اور مجلس
میں ماکول و مشروب سے جو کچھ ارادہ کرو ملازمان درگاہ بے تامل حاضر کریں اور دو چیز کے سوا جو چاہو کہو اور نہ سو ایک
یہ کہ کاروبار بیہوشی کا تذکرہ نہ کرو محکم کے اجلاس کے وقت معروض کرو اور دوسرے ہر کسی کی بدگوئی اور غیبت سے باز رہو اور
دن ملاحق سر ہندی نے جو مرد دانشمند اور اہل طبع تھا بادشاہ سے معروض کیا کہ سلطان اہل مجلس کو تکلیف دیتا ہے کہ بے مختلفانہ
مجھے گفتگو کریں یہ امر بادشاہی کے خلاف ہے اور بادشاہان عالی مقدار کے شایان اور مزاج کے موافق نہیں ہوا اور حکما باعد
سلطان محمود سنگین اور حکیم ابو یوسف مخم کے مصدق اور قوی میرے کلام کی ہیں سلطان فیروز شاہ نے پوچھا کہ شرح
اس حکایت کی کیونکر ہو ملاحق نے تفصیل بیان کی سلطان فیروز شاہ نے منقسم ہو کر یہ فرمایا جو بادشاہ کرم و فضل و انصاف
میں موصوف نہیں ہیں اسے ایسے امور سرزد ہوتے ہیں خدا نہ کرے کہ یہ صفت میری طبیعت میں مرکوز ہو اور مردم آگاہ
جنہیں ملک کی خدمت میں رسائی اور ہمشنائی ہو اور تاجداران نازک مزاج کی مجلس میں آدو شہر ہو جانتے ہیں کہ
سلطان فیروز شاہ چینی اگر اس صفت میں دعویٰ عجز کرتا بجا تھا اور اگر آپ کو سرکرد ملک نامد ان فرض کرتا دیا تھا اور
مثل اسکے ملاوۃ بیدری نے اپنی تاریخ میں سلطان فیروز شاہ کے قضیہ بہت تحریر کیے ہیں جو کہ موجب تطویل کلام
اور کذب پر محمول ہوتا تھا اس کی تفصیل سے محترز ہو اور جو کہ حکایت سلطان محمود و حکیم ابوریحان کی درمیان میں آئی
اس جملہ معترضہ کی تفصیل واجب جانکر جیسا کہ ملاوۃ بیدری نے مذکور کیا ہے اس نسخہ میں مروجہ کرتا ہوں مگر
ہو کہ حکیم ابوریحان مخم تو اور روزگار سے تھا اور احکام عجیب اس سے واقع ہونے تھے اور سبب و فورمارت
علم نجوم اور بے تکلفی کے سلطان محمود سے استغنا قبول کرتا تھا اور وہ اس تنیب سے ناراض اور رنجیدہ رہتا تھا
ایک وقت سلطان محمود قلعہ غزنین میں ہام کو شک پر باغ ہزار درخت کے مقابل بیٹھا تھا حکیم ابوریحان مخم سلطان
کے پاس حاضر ہو سلطان نے اس سے متوجہ ہو کر فرمایا حکم کر کہ اس قلعہ کے چار دروازہ میں کون سے دروازے
سے باہر جاؤں گا بنیم نے اصطلاح طلب کر کے بلند کیا اور طالع درست کر کے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور بادشاہ کے
سر ہانے رکھا اس کے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ دیوار شرقی قلعہ کی کھود بن جب وہ سہا ہو گی اس طرف سے نکل گیا
بعدہ کاغذ کو بر آورده کر کے دیکھا اس میں تحریر تھا کہ ان چاروں دروازے سے باہر نہ جاوے گا دیوار شرقی کھود کر
برآمد ہو گا سلطان اس حکم سے حیران ہوا اور فرمایا کہ حکیم کو ہام کو شک سے نیچے کراوین اور ظاہر اس مقام میں
ایک جالی مثل اس شو کے ہانڈھا تھا کہ اسپر آن کر آہستہ زمین پر پہونچے چنانچہ اس تدریج کی وجہ سے کسی طو
کا صدمہ اس کو نہ پہونچا سلطان نے فرمایا اس کو بھی دیکھا تھا بولوا ہاں تقویم اپنے غلام کے ہاتھ سے لیکر سلطان کے
حوالہ کی اور عرض کی دیکھ چنانچہ اس دن حکم میں نے لکھا تھا کہ آج مجھے جاے بلند سے کراوے گا لیکن میں
نہیں پر سلامت آئو گا چنانچہ یہ حکم بھی بادشاہ کی طبیعت کے موافق نہ آیا اسے قید کیا اور جب چھ مہینے کی مدت
تمام ہوئی حکیم کا غلام ایک دن بازار میں جاتا تھا ایک فال دیکھنے والے نے اسے بلایا اور غلام سے کہا کہ میں تم سے
طالع میں چند چیز دیکھتا ہوں کچھ میری تواضع کرتے کہوں غلام نے دو دم حوالہ کیے فال دیکھ کر اسے کہا اس شخص جو کہ

تیرا مالک ہو اور سچ میں ہو آج کے تیسرے دن اُس محنت سے نجات پاویگا اور خلعت فاخرہ پہنے گا غلام نے سبیل
 بشارت یہ فال اپنے مالک کو پہنچائی وہ ہنسا اور کہا افسوس ہو کہ تو میرا غلام ہو کہ ایسے آدمیوں کے قول کا
 اعتبار کرے قصداً تیسرے دن احمد بن حسن بمبئی کی فرصت کا جو ایسا شکار گاہ میں موقع دیکھ کر سخن نجوم درمیان میں
 لایا اور کہا بیچارہ حکیم ابوریحان منجم نے ایسے دو حکم اس خوبی سے بیان کیے اور خلعت و تشریف کے عوض میں قید ہو سلطان
 نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں تو نہیں جانتا اس شخص کا علم نجوم میں غنائی نہیں بلکہ کلیم کامل ہے کہ مرزا جردان کو سوا
 کے جمع ملک کے مزاج کو کون کے مانند ہیں بات انکی طبیعت کے موافق کہنا چاہیے تو اُسے ہر مند ہوں جتنا چاہوں ورنہ
 دو دن حکم میں سے ایک عداً غلط کرنا چاہیے تھا پھر گئے حکم نجات حاصل ہوا جیسا کہ فال میں نے کہا تھا اور حکیم ابوریحان
 منجم نے اول فال میں سے جو سربراہ تھا ملاقات کی اور جو غزوہ کہ علم نجوم کا دماغ میں رکھتا تھا دفع کیا اور مجلس سلطان
 میں حاضر ہوا اگھوڑ اور خلعت اور ہزار دینار اور ایک کنیر پائی اور سلطان نے حذر کر کے فرمایا اگر تو مجھے چاہتا ہو بات
 میرے مزاج کے موافق کہ نہ وسعت علم پر کہ یہ امر بھی ایک شرافت خدمت سے ہو نظم سخن بہ کہ با صاحب تاج و تخت بہ
 بہ گویند سخنہ نگویند سخت بہ سخن کان با برد بر آرد گرہ بہ اگر آفرین ست ناگفتہ بہ بہ اور سلطان فیروز شاہ ہر سال بند کو وہ اور
 و اہل اور چول سے چند جہاز اطراف و اکناف میں بھیجتا تھا کہ تخت و استند ہر ولایت کی لاوین اور یہ بھی فرماتا تھا کہ
 بہترین تخت ہر مملکت سے مردم صاحب کمال اُس ملک کا ہو یا دشاہوں کو واجب و لازم ہو کہ آدمی ہر ایک ولایت
 کے اپنی سرکار میں فراہم کریں اور ساتھ اُن کے محشور ہو کہ یہ خیال کریں کہ سیر عالم کی اور ریع مسکون کو دیکھا ہے سب
 سے حیدہ اور خلاصہ اہل عالم اُسکی خدمت میں مجتمع ہوئے اور اُسکے فیض عالم سے بہرہ یاب ہوئے تھے نظم
 فیض نقش جو چشمہ در جوش بہ صبت کر مش جو نغمہ در گوش بہ طبع کر مش جو ہر تورا خلق نفسش جو عود و جود در
 انجن عجم بساطش بہ در باد یہ عرب بساطش بہ خلقتش بہ بہار تو سے کودہ بہ طبعش ز نسیم گوی مردہ بہ یکب خندہ بہار از
 نگامش بہ یکب گوشہ سپہ از کلامش بہ ہم عشق پسند بہم خرد و دست بہ او مغزو جمان و نہ فلک پست بہ اور وہ
 اور نگ نشین دکن اکثر زبانوں کو یاد کر کے ہر ولایت کے آدمیوں سے ہر کلام ہوتا تھا اور قوت حافظہ سے بھی
 نہایت ممتاز تھا اور جو بات کہ فی الجملہ ایک بار یاد دیا سنا تھا پھر اسکے دل نقش کا لچر کے مانند محو نہ ہوتی تھی اور وہ
 کے اشعار خوب سمجھتا تھا اور کبھی آپ بھی شعر کہتا تھا اور گاہے عروضی اور کبھی فیروز کی تخلص کرتا تھا اور بادشاہ کے سوا
 غلوڑے اشعار اُسکے حق استان کی ذیل میں تحریر ہوئے اور ملا داؤد بیدری نے تاریخ تحفۃ السلاطین اُسکے
 نام تحریر کی ہو اور اکثر علوم میں خصوصاً تفسیر اور حکمت طبیعی اور نظری میں مہارت تمام رکھتا تھا اور جہاں حالات صوفیہ
 سے بھی باخبر تھا اور ہفتہ میں تین دن یعنی شنبہ اور دو شنبہ اور چہار شنبہ کو تفصیل سے درس دیتا تھا زاہدی اور
 شرح تذکرہ ریاضی میں اور شرح مقاصد کلام میں اور تحفہ اقلیدس سندس میں اور مطول تلامذہ الدین علم معانی
 اور بیان میں اور اگر احیاناً دن کو فرصت نہ ہوتی تو شب کو طالب علموں کو حاضر کر کے درس اور فائدہ رسانی
 میں مشغول ہوتا تھا اور میر فضل اللہ بنجو کی برکت سے کہ شاگردان خوب ملا سعد الدین لقتنا زانی سے تھا اُس
 شہنشاہ بے نظیر نے یہ نام حیثیت اور فضیلت حاصل کی تھی اور قیاساً البیاض مفہوم ہوتا ہو کہ دانش اُسکی زیادہ
 بادشاہ محیر الخلق شاد کی دانش سے تھی اور اول شخص کہ جس نے سادات بنجو سے وصلت کر کے دختر دی

اور اُسے اپنے فرزندوں کے واسطے بیٹی کی سلطان فیروز شاہی ہستی تھا چنانچہ ملک نائب میر فضل اللہ انجو کی صاحبزادی شاہزادہ حسن خان کے عقد بچل میں لایا اور ایک اپنی بیٹیوں میں سے کہ سلطان محمود شاہی ہستی کی دختر سے پیدا ہوئی تھی صدر جہان کے بیٹے الموسوم بہ شمس الدین محمد انجو کو جو تیر فرمائی اور دولت آباد کا طریقہ رکھا اور سلطان فیروز شاہ جو عورتوں پر بیگم طاووس انیس سے بہت تمام رکھتا تھا ایک شہر نہر پھورہ کے کنارہ موسوم بہ فیروز آباد بتا کر اپنا تخت گاہ مقرر کیا اور بازار اور دروازے کاغذین نہایت پاکیزہ اور مطبوعہ اور طرکین نہایت وسیع اور سیدی تیار کر کے ایک قلعہ کر ایک ضلع اُس کا پانی سے متصل ہو کر کچ اور پتھر سے احداث فرما کر آب پھورہ کو کھاٹ کر قلعہ میں لایا اور پانی کی سرین اور کوٹھاسا ہرے عالی تعمیر کروائے ہر ایک عرصہ کو نہایت فرامی اور عورتوں کے ازحام اور کثرت سے اندیشہ کے ضابطے مقرر کیے کہ مدام لہجیات اُس سے تجاوز نہ ہو چنانچہ تو ان میں سے ایک یہ ہو کہ جس محل میں عورتیں گاہ بگاہ رکھتا تھا اُس میں ہر ایک کو تین پرستار سے زیادہ جو اُن کی ہم زبان تھیں نہ دیتا تھا اور جو کلام عزلی کی طرف سبیل وافر رکھتا تھا عزلی محل کو بچل وکمی کہ سلطان محمود شاہی ہستی کی صاحبزادی تھی جگہ دی تھی اور ہر ایک کو عورتیں جنھوں نے حجاز اور مکہ اور اُس طرف میں نشرو نما پائی تھی اور کمال فصاحت اور بلاغت رکھتی تھیں عربی محل میں نگاہ رکھتا تھا اور اُن کے خدمتکار اور پرستارین تمام حبشی اور حبشیہ خوش شکل اور عربی زبان تھیں اُس محل میں وہ عورت کہ لذت عربی نہیں جانتی تھی آمد و شد نہ کرتی تھی کہ سبب و اُن کی زبان ضائع ہووے یعنی دوسرے کلام میں مخلوط ہووے اور اس امر کے واسطے قیل اُس کے ہمیشہ عرب میں آمد و شد رکھتے تھے کہ جس وقت ان عورتوں یا خدمتکاروں میں سے کوئی ایک فوت ہوتی یا سلطان کو بچہ ہو کر ایک کو محل سے باہر کرنا اسکے عوض عرب سے اور لاتے تھے اور علی بنہ القیاس زمانہ عجم سے بھی نو بیٹیاں رکھتا تھا اور خدمتکار اُن کے چکر اور ترک اور دوس اور گرجی اور فاطمی بان تھے اور اسی قبیل سے زمانہ ترک اور خرمگہ در خطائی اور افغان اور داجوت اور بنگالی اور گجراتی اور لنگی اور کھتری اور مڑھی اور سوسائے اُسے اور بھی اسی پنج پختین اور بولی اُنکی خوب جانتا تھا اور ہر روز ایک محل میں ان محلوں سے بجا کر حیات مستعاضیش و عشرت بین سطر بسرتا تھا کہ ہر ایک عورت محل کی دعویٰ کرتی تھی کہ بادشاہ ہم کو زیادہ تر دوست رکھتا ہو اور کتاب و تربیت و انجیل کو پڑھ سکتا تھا اور علم و ہر ملت کو مقرر کر کے اُنکی روش کی خبر لیتا تھا اور کہتا تھا سبحان اللہ عسیا کہ ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ واکہ وسلم نہ گزرتا اور بہترین انبیاء سے ہر دین و شریعت بھی اسکا بہترین اور خوشترین اور بیان سے ہو اور کسی دین میں جو تیلین جنبی مردوں سے تھے نہ چھپائی تھیں اور شراب کہ انبیاء ہر حرام نہ بھی الحمد للہ کہ یہ دونوں ام سلطان الامبیا اور اشراف المخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ہر طرف ہوئے اور سلطان فیروز شاہ نے جب خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام جاری کر کے چتر شاہی اپنے فرق مبارک پر لگایا اپنے بھائی احمد خان کو خطاب خان خانان سے مخاطب فرما کر امیر لار کیا اور اپنے اُستاد میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کہ اُس سید بزرگوار کے میاں سخی سے قابلیت اور کمال حاصل کیا تھا سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نائب خطابے یا اور بہت بہانہ کو بھی صاحب دخل کر کے امیر بزرگ کیا اور موخین کا اتفاق ہو کہ چونتیس مرتبہ اُس سلطان نوجوان نے کفار سے غزائی اور ملا داؤد بیدری اور صاحب سراج التواریخ وغیرہ نے چند جنگ مشر و حاکم قوم کیے ہیں اور باقی سے ساکت ہوئے اور انجلا ایک یہ ہو کہ سلطنت آٹھ سو ایک چری میں دیورائے الی جیالکرتیں نہر اسوا

اور نولاکھ پیادے اور کماندار اور برقی انداز لیکر بقصد تخریب مکمل کردہ راجپوت اور بعض پرگنات اور قصبات مابین
دو آب بلاد اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر فیروز شاہ کو پہنچی کے سمیع مبارک بن پوچی سرا پرده باہر کر کے دار الخلافہ
حسن آباد گلبرگ سے حضرت فرمائی اور شہر ساغر میں پہونچ کر لشکر کا جائزہ لیا بارہ ہزار سوار قلمند ہوئے پہونچ کر زمینداران
ساغر سے کافر بیابان اور شہر انگیر تھا آٹھ سہات ہزار ہندو ہی سے لڑ کوئی سخت دستیاب کر کے تہ تیغ اور پانہال کیا اور خط
قیض مقام انکی طرف سے ملے کہ جب لشکر برابر اور دولت آباد لڑا ایت میں انکی جمع ہوئے چاہتا تھا کہ کچھ کر کے
دیورائے کے مداخلہ کے واسطے متوجہ ہو ناگاہ خبر پہونچی کہ سرنگھ والی قلعہ کھتر نے حکام مندو اور اکسیر کی
حمایت اور مرد اور اسے بجا انکو کی تحریض ترغیب کے سب ملکات براہین آنکر حوالی قلعہ ماہوڑ تک تاخت
و تاراج کیا ہوا اور بہت اہل اسلام کی لہذا اور امانت میں شمول ہو کر لازم شناعیت اور بیدادی سے کوئی دقیقہ
نہ چھوڑا اس سبب سے تمام لشکر برابر اور دولت آباد کا دفع اس فساد کے واسطے منفر کیا اور جو دیورائے
واقبال بارہ ہزار سوار پاسے تخت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر دیورائے کی تہنہ کے واسطے عازم
ہوا اور جو موسم برسات کے باعث آب کشنہ طنیانی پر تھا بہت اطمینان سے دیورائے اس طرف دریا کے
خیمہ اور خمرگاہ ایستادہ کر کے لشکر اسلام کے عبور کا مانع ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے
مشورہ کیا کسی نے ایسا جواب کہ سلطان کے خاطر عاظر کی تسلی کا سبب ہو نہ دیا مگر ایک ناموران مجلس
نے کہ نام نامی اسکا قاضی سراج تھا اور امیرون کے سلاک میں تنظیم تھا جب تارکفت سلطان کے چہرہ نور سے مشاہدہ
کیے زمین خدمت کو لب لب سے بوسہ دے کر فوراً خلاص سے معروض کیا کہ اگر حکم ہو یہ بیدہ سراج کو دو بخور
اور جانفشانی کے مقام پر ثابت قدم ہو مع بعض اپنے اقارب کے جو محل اعتماد میں آپ دریا سے عبور کر کے
جس جیلہ سے کہ ممکن ہو سکے گا اپنے آپ کو رات کے وقت دیورائے یا اس کے پیٹے کے دربار میں پہونچا کر
اسکی شمع حیات کو گلگیر خنجر و کٹار سے قطع کر کے بچھاؤں گا بشرط اس کے کہ جب لشکر کفار میں شور و
غوغا بلند ہو جا رہا ہے ہزار سوار بجا طرح جمع آپ سے عبور کر کے منہ کو کفار کے تصرف سے بر آوردہ کریں
اس وقت شاہ بھی بغراغت تمام دریا سے عبور کر کے ہلاکی کفار میں سمی فرماوے سلطان فیروز شاہ نے اس
مستی کو بخور کر کے قحط سے عرصہ میں دوسو سہارہ مردم دکن کی مطلق میں ٹوکہ کہتے ہیں جرم گاہ سے دھڑک
جیسا کہیے اور قاضی سراج سات جوان نیکدل و ریکزمان کے ہمراہ فقیرون اور مجنون کے لباس میں پائین آپ سے آنکر
اردوے دیورائے میں آیا اور خرابات خانہ میں فروکش ہو کر ایک تجید پر عیشوہ و کوشمہ کے ساتھ بنیاد عاشقی کی ڈالی اور
آپ کو عاشق و شہید اظہار کر کے اسکی ناز و داری اور اپنی مجنون سازی میں کوتاہی نہ کی قضا را اسی دن شام کے
قریب وہ تجہ بن چٹن کر ڈولی پر سوار ہوئی قاضی جیسا کہ شہوہ عاشقی اور بے صبری کا ہوا ازرا سے منظر آپ
اس کے روبرو گئے اور یہ کلام کیا کہ اے محبوب جفا کار کما کما ارادہ ہوا واپس نہ تہم سے کس گھر کا اجالہ کر کے
اور اپنی جدائی کے فتر سے کیوں میری رگ جان کو قطع کرتی ہو اس نے جواب دیا کہ مائے کے فز نہ نے ایک
جشن عالی ترتیب دیکر شب کو میرے احتضار کا حکم دیا ہونا چاہا جس محفل میں جا کر نایاب اور گانے میں مصروف ہوئی
قاضی نے کہا حیف صد صیف بن تیرے فراق میں کیونکر زندہ رہوں گا مناسب ہو کہ تو مجھے بھی اپنے ہمراہ محفل میں لے چل

اور باب نشاط نے جواب دیا کہ اس محفل میں اہل طرب و فتنہ کے سوا دوسرے کی رسائی نہیں تو اس خیال محال سے درگزر
 اور تو اس سے بے پردہ ہو قاضی نے کہا سو پر ہی شامل تیری صحبت کی تاثیر سے تین بھی آئیں عاری نہیں ہوں بچو باورے کی
 طرح مال سرے افت ہوں بعض چیزیں دیوار سے کوسنا لایے علم کے کمال سے شیشہ میں اتار دینا قہر سے مندر
 اس کے آگے پھینک کر بولی کہ اس کو بجا تھی صاحب مندر چھڑ کر سرو و گانے میں مصروف ہو
 اس طرح سے دھڑپہ خیال بٹکا گیا کبھی اس کے وہم و خیال میں نہ آیا تھا سنتے ہی وعدہ میں آنکر بولی کہ تیری ہمراہی
 ہماری عزت و حرمت کا موجب ہے اس جیلہ سے قاضی صاحب مع یار و انصار قحبہ کے ہمراہ راے زادہ کی
 بارگاہ کی طرف متوجہ ہو کر محفل عیش و سرور میں داخل ہوئے نظم بدیدند بزمی چو باغ بہشت بہ سر پردہ نیلی
 سرشت بہ ہمان راے زادہ برادر نک زر بہ سر سر بر آموہ در گذر ز سر تا قدم دیور ہندوی بہ بخت
 ز چشمہ را نومی بہ لہر دہ طرف مہتران کھنڈ بزیور درخشان مکرور کردہ او جس طرح کہ رسم دکن ہے اور باب نشاط
 جوق جوق آنکر نقص میں مصروف ہوئیں اور ہر پر ہی دل اپنے اپنے سحر اور نیرنگیاں دکھانے لگی بولی چرخ اُپر فدا ہو
 لگی اور جب نوبت یادگیروں کی پہونچی قحبہ بازی روزگار سے خال ہو کر قاضی کو مع اس کے ایک یار کے کوہ بھی سخن
 کے لباس میں تھا اجانت محال کر کے مجلس میں لائی وہ آپ کو بصورت زنان آراستہ کر کے کرشمہ کنان جلوہ گری کے
 ساتھ آئے اور مندر نوازی اور سحر کی اور نقش و صورت اور حرکات و سکنات کہ جس کو سحر و کرامات کہا جائے یا سحر
 کر کے راے زادہ کو اپنے تماثلہ کا فریقہ کیا اس کے بعد جیسا کہ اس ملک کے مسخروں کا دستور ہے کہ دو گنا رہیں ہندو یا تھیں لیکر
 بازی کنان راے زادہ کے قریب پہنچے وہ دونوں نے ایک بار لگی چاکرستی کر کے گماراے زادہ کے سینہ پر کہ دیواراے کا
 ولیہ ہند اور مارا لہیہ تھا مارا کر کام تمام کیا پھر اوروں کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ پانچ نفر جو سر پردہ کے باہر
 الیٹادہ اور گوش برآواز تھے سراپدہ چیر کر بصورت تمام ہنر برآسا خیمہ میں داخل ہوئے اور ہندو کو کہ اکثر ان میں
 متوالے اور بچو و ستھے مجروح کر کے چراغ و مشعل جو کہ اس محفل میں تھے گل کر کے سر پردہ کے شکاف سے نکل
 گئے اور آپ کو ایک گوشہ معافیت میں پہونچا کر منتظر عبور لشکر اسلام ہوئے نظم جو آخر قاضی جو غرندہ شیر
 سولے راے زادہ در آمد و دلیر و در کشت و بردگیان حملہ کردہ و مارا ز ہندوان برآورد و گردہ اور اہل مجلس
 جو اکثر محو نوشی میں مشغول تھے اور جوش و حواس بجا نہ رکھتے تھے سر اسیمہ اور چیران ہوئے اور غلغلہ اور
 آشوب مسکرا اوج افلاک پر پہونچا اور وہ رات کہ دل عشاق بچران سے تاریک تر بلکہ ادھا دھند تھی
 آواز بن مختلف لشکر گاہ میں گوش زد ہوتی تھیں یعنی کہتے تھے کہ مسلمانوں کا بادشاہ دس بارہ ہزار
 سوار لیکر ایک کشت سے عبور کر آیا اور دیواراے اور اس کے فرزند کو تیغ کے گھاٹ اسارا ہوا اور بعضوں کا قتل
 تھا کہ مسلمان لشکر سے جدا ہو کر درپاسے اتر کر شیخوں لائے ہیں القصہ جو وہ شب شب دیجو را اور ہونا کہ تھی
 اور دوسرے کفار کا عرض و طول پانچ فرسنگ سے زیادہ تھا اور مارا و سپاہ اپنے اپنے مقام میں مستقر ہو کر سی
 طرح خیون سے برآمد ہوئے یہاں تک کہ تین چار ہزار سوار اہل اسلام ان کو کرون چرمینہ پر جو اسی دن کے
 واسطے تیار کیے تھے جا بیٹھے اور گھوڑوں کے زیر بند کٹ کر دریا میں سنا کے واسطے چھوڑ کر دیا کہ پار
 ہوئے اور وہ پیادے جو سال کے کنارے ہوئے پیاری اور محافل میں مصروف تھے لشکر اسلام کے

عبور اور اردو کے شور و غوغا سے بیست و پانچ بھگ گئے اور سحر کے وقت سلطان فیروز شاہ بھی شبیہ
 لشکر ہمراہ لے کر باطنیان تمام آب سے عبور کر کے سپیدہ صبح کے قریب اردو سے کفار پر تاخت لایا اور جو دیویر
 کا لشکر غول بیابانی کی طرح جا بجا متفرق تھا اور دلبند کے مقتول ہوئے اس کے ہوش و حواس بجا نہ تھے
 اپنے فرزند کی لاش اٹھا کر طلوع آفتاب سے پیشتر بھاگا اور سلطان نے غنائم بشیار و ستیاب کر کے بجا نگر کے
 اطراف تک تعاقب کیا اور چند مقام میں مقابلہ اور مقابلہ واقع ہوا اور ہر مرتبہ تائید ربانی اور بفضل اللہ
 انجو کی سپاہ میں سچی اور نیکو خدمتی سے نسیم فتح و ظفر سلطان فیروز شاہ کے پرچم پر چلی کشتہ کا پشتہ نہو دہوا و کشتہ فیض اللہ
 من لشیاء و اللہ ذوالفضل العظیم اس کے بعد دیورائے کے سلطان کی سپاہ اس کے دل میں بھی لڑنے کی تاب نہ لایا
 قلعہ بجا نگر میں محض ہر صفت جنگ سے روگردان ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے خانخانان اور فیض اللہ انجو
 شیرازی کو کفار کے مالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے واسطے کہ نہایت آباد اور مہمور تھی رخصت فرمایا اور قاضی
 منہاج کو ساتھ ایسے منصب کے کلائق اس خدمت اور جان سپاری کے تحاسن و فرائز کے تمام لشکر امراء سے حساب
 شکوہ کیا اور خانخانان کے ہمراہ تین فرمایا انھوں نے حکم کے موافق نہیب و غارت میں کوئی دقیقہ و کوتاہی
 نہ کیا اور لڑنے اور لڑائیوں بشیار اسیر کر کے مراجعت کی اور جو اولاد براہمہ سے طراد و حورت و نیرا دی
 مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے تھے برہمن صاحب عقبار بجا نگر نے دیورائے سے عرض کی کہ رعیت
 نظام مالک کی اور چم اتفاق کر کے جس قدر مذکر حکم ہووے داخل کریں چاہیے ہو کہ اسے بھی جنت اللہ
 کا رسانی میں مصروف ہو کر مسلمانوں سے موافقت کرے اور تمام قیدیوں کو رہائی بخشنے دیورائے نے یہ لہجہ
 پذیرا کر کے اپنے ارکان دولت کو تاکید کی کہ جعفر روپیہ ممکن ہو مسلمانوں کو دیکر اپنے اسیروں کو رہا کریں ایلیچون نے
 بعد آمد و شد اور گفتگو سے بسیار فیض اللہ انجو شیرازی سے یہ قرار کیا کہ ہم اس لاکھ ہون خزانہ عامہ میں اعلیٰ کر کے
 لاکھ ہون آپ کو حق اسی پیش کرتے ہیں آپ ہمارے بندوں کو رہا کریں پھر چھ لاکھ ہون براہمہ اور رعایا نے اور
 پانچ لاکھ ہون دیورائے نے فیض اللہ اس کے پاس بھیجے میر منزی الیہ نے از روئے خلاص تمام و کمال سلطان کے حاکم
 میں پیش کیا اور صدر حسین و آفرین ہوا اور طرفین سے جیسا کہ دستور مروج کے بعد لازمہ عہدہ ثباتی ظہور میں آیا اور
 یہ قرار ہوا کہ بموجب حمد نامہ قدیم عمل کر کے رعایا اور مالک ایک دوسرے سے مزاحم اور متراض نہ ہووین الغرض
 سلطان یہ صلح واقع ہونے کے بعد قیدیوں کو لشکر سے رہا کر کے عازم مراجعت ہوا اور جب آپ تندرہ سے عبور کیا
 پولا و خان ولد صفر خان سیستانی کو امین دو آب کے نظام کے واسطے مامور کیا ایلیچون استیصال حسن با بکر
 کی طرف متوجہ ہوا اور نزول اجلال سے دو تین مہینے کے بعد کہ نصب سفر سے آسائش ہوئی اوائل سنہ ۸۵۷ھ
 سود و ہجری میں زنگہ کی گوسٹمالی پر قاصد ہو کر ہزار کی طرف روانہ ہوا اور شکار کتان جب ماہور ہو چکا
 مقدم وہان کا جسے زنگہ شیطان کے ہکانے سے گراہ ہو کر کشتی اختیار کی تھی پھر مقربان درگاہ کے
 ذریعہ سے امان خواہ ہو کر پائے یوس سے مشرف ہوا اور پیشکش نمایان گذران کر مح فرزندوں کے
 ملازم رکاب جو اور سلطان نے ایک مہینہ اور پانچ دن ماہور میں استقامت فرمائی پھر وہان سے کوچ
 کیا جب قلعہ کتر کے اطراف میں وارد ہوا زنگہ کافر نے جو صاحب سامان اور اہل دستگاہ تھا کو ڈواری کے

تمام کوہستان گونہ وارہ اور اسکے اطراف کا بہت علاقہ اسکے متعلق تھا پھر اس نے اعلیٰ حکام خاندیس اور مالوہ کے پاس بھیج کر مدد طلب کی اور ان حاکموں نے اول مرتبہ نرسنگھ کا غلبہ ملاحظہ کر کے کنگی بھیجی تھی ان دنوں اسکی ذلت و خواری کے خداسے خواہان ہوئے اور مدد کے بارہ میں جواب صاف مذہبکین نرسنگھ نے باوجود اس حال کے سلطان فیروز شاہ کے مقابلہ پر آمادہ ہو کر لشکر آراستہ کیا اور کھنڈلہ سے دو منزل آگے بڑھ کر بنائے جنگ ڈالی سلطان فیروز شاہ کو منظور تھا کہ خود سوار ہو کر جنگ پر آمادہ ہو لیکن خانخاناں اور فیض اللہ انجو شیرازی نے عرض کیا کہ اگر یہ خدمت ہنگام درگاہ کی جانب رجوع ہو تو تائید رہائی اور توفیق برزانی سے اس کا فرشتہ نگین کا خیر نہیں وجہ سے دفع کریں سلطان نے پینٹس پذیر کیا کہ دونوں کو جس خدمت پر مامور کیا اور فہون نے تمام محبت کے لیے نرسنگھ کو پہلے اطاعت اور قبول باج و خراج اور حقیاب جنگ کے بارہ میں تباہ کیا کہید و سب لہ نام نامہ تحریر کیا نرسنگھ نے کثرت فوج پر مغرور ہو کر نافرمانی کی اور جنگ سے باز نہ آیا صوفی عرب آراستہ کسین اور خانخاناں اور میر انجو بھی بعد از متیب فوج سپاہ عینیم پر حملہ آور ہوئے جنگ سخت ہوئی شجاعت خان اور دلاور خان اور رستم خان اور بہادر خان جو امرائے معتبر سے تھے دو شہادت کو پہونچے اور کفار کے غلبہ سے لشکر اسلام کے بہادر منتفر ہوئے اور خانخاناں کو سپہ من میں تھا اور فیض اللہ انجو شیرازی سپہ من میں بدوزن جماعت قلیل سے معرکہ میں البتادہ اور پیران تھے کہ اس عرصہ میں فیض اللہ انجو کو خبر ہوئی کہ خانخاناں نے درجہ شہادت میں فائز ہوا فیض اللہ نے اس سانچے کے خفا کے بارہ میں حکم کیا اور دو سو جوان آگے بڑھا کر کہا کہ شاہ دیاہ کے نقارہ پر چوب مارین اور مشہور کریں کہ سلطان فیروز شاہ خود بنفس نفیس ملک کے واسطے آچوسنے خلاصہ یہ کہ اس بشارت فیض اشارت سے جو جوان ہر گز نہ ہوئے تھے فوج فیض اللہ انجو تھے جو دے اور فیض اللہ نے ان کفار کو جو مقابل تھے منہزم کیا چونکہ خبر خانخاناں کے قتل ہونے کی غلط تھی مالوہ وقف اپنے سینے اس کے پاس پہونچا یا پھر دونوں نے اتفاق کر کے کوسل راے ولد نرسنگھ راے کو جو معرکہ میں البتادہ تھا مقبور و مغلوب کر کے گرفتار کیا اور کفار کو قلعہ کھتر لہ تاک بھیجا کیا اور کسی پر رحم نہ کر کے دس ہزار نفر ہندو سوار اور پیادہ سے قتل کیے اور نرسنگھ نے ہزار محنت سے آپکو قلعہ میں پہونچا یا اور لشکر اسلام نے محاصرہ کیا اور بعد دو مہینے کے اہل لیاں قلعہ نے عاجز ہو کر امان چاہی خانخاناں اور فیض اللہ انجو نے جواب دیا کہ ہیکو اس بارہ میں کچھ اختیار نہیں ہو اور بدوزن اسکے کہ نرسنگھ سلطان کے بساط دوس سے شرف ہووے یا مصرت نہ باندھے گا پھر نرسنگھ اور اسکے عزیزوں نے ایجوپور میں کہ سلطان فیروز شاہ کا لشکر گاد تھا جا کر فیروز شاہ کی کہ ہم بادشاہ کے غلام ہیں اور از روئے جبل جو جبارت کہ جسے واقع ہوئی تا دم اویسیاں میں اگر حکم ہووے قلعہ خانخاناں اور فیض اللہ انجو کے سپرد کریں اور جو سلطان اپنے باج گزاروں کے سلاک میں شمار کر کے قلم حقو ہماری جہلم پر بھیجے گا سلطان عیار الدین حسن کا نکوی سہنی کے حور کے موافق ہر سال اوہے باج و خراج کر کے جادہ عہودیت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہونگے سلطان فیروز شاہ نے نرسنگھ کو خلعت اور کلاہ زر دوزی کی کہ خلعت عنایت سلاطین بہمنہ تھی اما و فرما کر اسکے بیٹے کو حسب المائیس اسکے سلاک خدمتگاران خاصہ میں جگہ دیکر چالیس ہاتھی نامی اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی اور بھی تحف و نفائس دیکر لیکر قلعہ کھتر لہ کی تسخیر سے درگاہ اور جب خانخاناں اور فیض اللہ انجو لشکر بزرگ میں ملحق ہوئے

نرسنگھ کو رخصت دیکر منظر و منہور متاع غنائم موفور را ملک حسن آباد گبرگ کی طرف مراجعت فرمائی اور جو کہ وہ فتح تیر
 فضل المتاجز شیرازی کے نام ہوئی تھی مراتب عالی سے سرفراز ہو کر سر لشکر سیل را پر مخصوص درختا زہوا اور سنگتہ
 آٹھ سو چار ہجری میں امیر تیمور صاحب قرآن کی درگاہ سے اجابہ متواترہ پہونچے کہ وہ حضرت چاہتے ہیں کہ تختگاہ دہلی
 کو ایک اولاد بزرگ کو دیکر تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کرین اور اگر حاجت اور ضرورت ہوے ایک بار خود
 بنفس نفیس پھر ہندوستان میں در آویں اس سبب سے سلطان فیروز شاہ نے از روے احتیاط اور پیش بینی کے امیر
 نقی الدین محمد و اما و میر فضل المتاجز کو مع مولانا لطف اللہ ستر واری کے کہ فضلاء پائے تخت بہمنہ سے منافع محقت و ہدایا
 فراوان اور ایک محبت نامہ شتر اتحاد و اخلاص بے پایاں دریا کے راستہ سے امیر تیمور صاحب قرآن کی درگاہ میں بھیجا اور جب
 آستان بوسی اس شہنشاہ جہان پناہ سے مشرف ہوے مورد اکرام و اعزاز پائے ہو کر چھ عینے آنحضرت کی ملازمت
 میں بسر لے گئے جس وقت کہ پیشکش مع اسباب گران بہا و نقد و جنس کثیر درجہ قبولیت میں پہونچا شہنشاہ عالم پناہ
 برہنہ اتم مسرور ہو احباب الیچون نے التفات حد سے زیادہ مشاہدہ کیے بعض مقربان بساط خلافت کے درلیو سے
 عرض قدس میں پہونچا کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی کی جہت تان درگاہ عالم پناہ سے ہو اور اپنے متین سکات و تختا بان مخلص سے
 شمار کر کے اراوہ معمم رکھتا ہو کہ جس وقت حضرت دار الخلافہ دہلی کی طرف عنان توجہ منطف فرماویں اور کسی بادشاہ نراوہ
 عظام کو اس دیار میں ناسز و کرین میں بھی شکا خدمت کا کر جان پر باندھ کر کن سے دہلی کی طرف عازم ہوں اور خدمت شایستہ
 پیش پہونچا کہ حضرت کی عنایت سے سرفراز ہوں امیر تیمور صاحب قرآن بھی سلطان فیروز شاہ کے حسن اعتقاد اور خلص
 سے باوجود بعد سافت محفوظ اور خوشوقت ہوے اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ ہم نے کن اور گجرات و مالوہ
 کی شاہی فیروز شاہ کو عنایت کر کے اجازت چتر اور جمیع لوازم سلطنت کی فرمائی اور اس مضمون سے فرمان سواوت نشان
 سلطان فیروز شاہ کے نام صادر فرمایا اور اسے فرزند خیر خواہ لکھا اور الیچون کی رخصت کے وقت اسکو اسطے دکھا اور
 شمشیر آبدار مرصع کا را و چہار رقبہ ملوکانہ اور ایک غلام ترک اور چار گھوڑے نامی کہ ویسے گھوڑے کبھی و کن
 میں نہ آئے تھے رسول فرمائے اور شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس کہ اب تک اپنی بادشاہی میں استقلال
 تمام پہونچا کر مستقل نہ ہوئے تھے سلطان فیروز شاہ کے داعیہ اور پیش بینی سے متفکر ہوے اور اچھی ہنسی درگاہ
 میں بھیجا کہ پیغام دیا کہ ہم سب بھائی ہیں چاہیے کہ سب باتفاق رہیں تو بادشاہ دہلی کے صدر مہسپاہ سے مصدقون
 اور محروس رہیں اور کسی طرح کا صدمہ اور آسیب نہ پہونچے اور سچا نگر کے ساتھ بھی بنیا و آشنائی اور خصوصیت کی ڈال کر
 مخفی پیغام دیا کہ جس وقت تم کو ملک کی احتیاج پڑے اطلاع کرو تو حتی المقدور لوازم اعانت و ایاد و جالاء و عیگے اس سبب
 راے سچا نگر نے سلطان فیروز شاہ کی نسبت تیز سلوک کر کے تین چار برس تک باج و خراج مقرری اور نہ کیا اور شاہان مالوہ
 اور گجرات اگرچہ ظاہر میں ملازمت کرتے تھے لیکن ذول سے رنجیدہ ہو کر مقام پر خاش میں تھے سلطان فیروز شاہ
 صلاح وقت دیکھ کر باج و خراج کی طلب میں شدت نہ کرتا تھا عہد تساہل اور کفایت کر کے فرصت اور قابو کا جو یا
 رہتا تھا کہ اس مصلحت میں ایک سنار کی لڑکی نے فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور سلطان فیروز شاہ مقصود حاصل کے
 کامروا ہوا چنانچہ لما بیدری نے شرح اس داستان کی یوں مرقوم کی ہو کہ ان دنوں میں جس اتفاق سے کہ عبادت
 موافقت اجرام علوی اور سفلی سے ہر ولایت مکمل میں حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک زرگر کو جو نہایت مخلص تھا کہ ہمسایہ کے لوگ

صہ چار و کر کوکانہ سوار و خانہ ای و غیرہ و غیرہ و غیرہ و غیرہ

بھی آئے نہیں پہچانتے تھے ایک دختر رشک شوق قمر عطا کی مان باپ نے پرتھال اسکا نام رکھا نقاش قدرت نے اس کی لطافت
 ترکیب و آرائش صورت میں کمال صنعت ظاہر فرمائی تھی نظم پر ہی پیکر نگار سو قد سے پاک حسن از روئے او سراپا پر دے پارس
 حاضری رضوان بخت بہ زہر حوریان سراپا پر دے یہ پایہ کہا چاہیے کہ دست مشاطہ صنعت بزدانی نے صاحب نظرون
 کی تفریح کے واسطے اسکے رخسارہ و لہریب کو زیب و زینت کے اوہٹنے سے آراستہ کیا اور صقلی ازل نے صاحب دلون
 کے نظارہ کے واسطے اسکے آئینہ عارض کو صقل عنایت سے روشن کیا خوش تالابان اسکے جمال جہان آرا کے شاہدہ
 سے عرق خجالت میں غرق اور شک خطا اس کی زلف عنبرین بو سے آتش غیرت میں جلتا تھا نظم لب لعلش نکلین خاتم حرم
 وہاں از حلقہ انگشتی کم ز رنگ عارضش روئے ہو اعلیٰ پختہ زلفش در آتش کردہ صقل پختہ عذارش قبلہ آتش
 پرستان پختہ آتش آرزوئے تنگدستان پختہ اور با وصف ایچ حسن و جمال اور تناسب اعضا کے وہاں بے منت نے
 حسن سیرت و خوش آوازی اور شیرین کلامی اور جادو بیانی بھی اس کو عنایت فرمائی تھی مصرع گل بو بوست
 نیز آراستہ شدہ اور مان باپ اس کے جس طرح کہ رسم ہندوؤں کی ہر چاہتے تھے کہ اسکی شادی صغر سن میں
 کسی برادری کے رٹکے سے کرین رٹکی اسکے قول سے سرتاب ہو کر بولی کہ ہر چند والدین کی اطاعت فرزندوں پر واجب
 و لازم ہو لیکن عطف و جلی پر اعتماد کر کے عرض گزار ہوتی ہوں کہ جو ہر گران بہا اور گورہ شاہوار ہر گوش کے لائق
 نہیں ہوتا اور غیر سارا اور رشک خطا ہر شام کے سزاوار ہیں کسو واسطے کہ گورہ بلیہ کو طیارہ عطار سے کیا نسبت اور خیر
 کو درج جو اس سے کیا کام پس تم کو باوجود نسبت پدری اور مادری کے اس فکر میں پڑنا اور پیوند کی تلاش میں بھڑکت
 نامناسب دیکھتی ہوں اتنا حاصل جس قدر طلق نے مجھے اس عطیہ کے سبب و درون پر امتیاز بخشا ہر دہی ٹیکر کا ہار
 ہر تحقیق لازم ہو کہ مجھے اسکے لطف و احسان اور حظ و حمایت میں چھوڑ دو اور اپنے شوق فکر ہیودہ و محنت و جہا میں مشغول
 کرو یہ سنکر مان باپ کو مجال کلام نہ رہی خاموش ہوئے اس عرصہ میں ایک برس گزرا کہ بیجا نگر سے کاشی
 یعنی بنارس میں جا کر پھرتا ہوا اس قریہ میں پہونچا اور جیسا کہ سازون کا دستور رہی اس زرگر کے مکان میں فوجش
 ہوا اور اس مکان کے تمام زمین سوار سے اس دختر ماہ پیکر کے برہمن کی زیارت اور قدیموی سے شرف ہوئے اور خدمات
 شادستہ بجالائے اور اس زہرہ جین ماہیما کے واسطے التماس و عاسے خبر کی برہمن نے پوچھا کہ وہ کیناں کہاں ہو
 بولے کہ وہ شمع شبستان پس پردہ جلوہ گر ہو چونکہ عموماً ہندوؤں کا عہد نہیں ہو کہ بیٹیوں کو بیگانہ سے روپوش ہو دین
 خصوصاً برہمنوں سے اسوجہ سے برہمن متعجب ہوا اور پردہ نشینی کا سبب ہتفا کیا مان باپ نے شروع حوال اس برہمی
 نکل اندام فتنہ خرام کے حسن و جمال کا اظہار کر کے اپنے در و دل اور حزن و ملال سے اسے آگاہی بخشی برہمن اس غیرت
 و متاب کے دیدار کا مستثناق ہوا اور با و از بلند بکارا کہ اسوچھی من تھے فرزند صلی سے ہرادر بہتر اور ہر جان بیکار
 متوقع ہوں کہ چند رما کی طرح صحاب پردہ سے نکل آکر میرے منیرے جال کے درشن سے روشن ہوں اور
 بعد مبالغہ بسیار وہ زہرہ جین برہمن کی پاؤسی سے سرفراز ہو کر پائے ادب سے التبادہ جوئی نظم جادو گئے
 صنم فریے پختہ زلفش در جہان شیکبے صدر ہمیش بخون نشستہ در بندہ بت بیت شکستہ ہنمشادق کے نیاز
 رستہ صدر ہم می و گلاب شستہ ہر پردہ دیدہ جلوہ گاہش پختہ در خانہ و پافرق ماہش بہ الماس نرا و غمرہ شش تیرہ ہم
 دشتہ نشان دہم نگرینہ مال بہ چو گل بجائے غارہ صدر صندل تر بخون تازہ پچیدہ بچہ خیرین ارہ از ہر خم

ہزار زناہ و ان طرہ و ان غدار موش و موئن و امی بہت ہمتش و آواز کہ بر خیم غمرہ و سوخت و زار بر شیم طرہ
 زخم و دوخت و جوشش کہ چو فتنہ مست خفتہ و صد دشتہ در آتشین ہفتہ و از شرم فتنہ پرودہ و پیش
 و روز ندیدہ سایہ خوشش و در پردہ بصد ہزار بازی و در پردہ وری و پردہ سازی و جز آنکہ کس ندیدہ
 دستش و جز سر نہ دیدہ چشم مستش و پیشانی غرہ ناز و رنا و ابرو بکشمہ راز و راز و بود و زبیل و تبارش و
 حیرت زدگان کار و بارش و برہمن نے ہر تال کو ہدیہ بصیرت دیکھ کر کہا اور فرزند حسن تیرا بہت بخش بیندہ ہو
 اخلاق خوب اور اطوار مرغوب تجھے ظاہر اور ہوا جو تے ہیں اور یہ احوال دلالت تیرے نیک عاقبت پر رکھتا ہو
 بہت می شنیدم کہ جان جانانے و چون بدیدم ہزار چندانے و اور جو بہمن علم موسیقی میں مہارت تمام رکھتا
 تھا اور اکثر سازوں کو خوب بجاتا تھا اُس زہرہ جین کو اپنے پاس بٹھا کر جھڑا اور سر مند ل بجا یا جو کہ ہر چاکس
 و دلیری اس فن کی طرف رغبت تمام رکھتی تھی اُس کے حسن سلوک و اختلاط سے نہایت محظوظ ہوئی پس جو
 جو گانے والے شہرہ آفاق گانے کے مشاق خوش آواز لغتہ پرواز چوتے بہن جن و انس کے ہوش و حس کھوتے
 بہن قصہ کوتاہ برہمن پر فن ایک سال زرگر کے مکان میں مقیم رہا اور اُس غنچہ دہن غرق دریائے حیا بہمن کے
 کو از م تعلیم میں تعصیر کی اور ہر تال بھی جیسا کہ شیوہ شاگردان نیک نوا کا ہوا و سے خلاص عقائد اُس کی
 پرستاری میں کہ ایک تو برہمن اور دوسرے استاد تھا حاضر رہ کر پورا کمال حاصل کیا اور برہمن پر تال کو علم موسیقی
 میں صاحب کمال دیکھ کر خصمت ہوا اور بجا نگر کی طرف جا کر ہر تال کے حسن و جمال کا افسانہ سہرا یک امیر
 کے سامنے بیان کرنے لگا ناگاہ یہ خبر دیو راے نے سنی برہمن کو بلا کر دستان اُس برہمن شیرازہ ایمان کی
 کی برہمن نے آشر باد کہہ کر اس طور سے بیان حالات و کیفیات کیا کہ آتش عشق دیو راے کے جسم سینہ میں خود بخود جلی ہوئی
 قرار فرما رہا صلب و تحمل سینہ سے دور ہوا امی الفت کے نشہ میں جو رہا صورت تصویر وہ دام الفت کا ہیر سکتے کے
 عالم میں رہ گیا برہمن کو آغوش محبت میں گھونچ کر بجا نگر کا نوازش فرمائی اور برہمن کے ہاتھ بیک مرصع اور
 نقود فراوان کسی کو اُس سے خبر نہ تھی مدکل کی طرف رہا کہ کیا اور برہمن کو فہمائش کی کہ جس حیل سے ممکن ہو اگر کسی
 پیکر کے مان باپ کو اٹھا لے نقود آدم فریب سے خوشنود کر کے اور و عدہ خطای لئی اور بزرگی کا اُس فائز گردولت میں و
 ایمان کی گوش زد کر کے بیک مرصع لینے والا اُسکی گردن میں ڈال اور بجا نگر کے بھانڈوں کے تیرہ فک کے ہالے عالم آراے
 کی بارگاہ میں پہونچا برہمن اس خدمت کو ترقی و رہنمائی کا سبب جانکر بجات استعجال اُس طرف روانہ ہوا اور ہر ایک
 قدیم ہزاروں جال خیال کے اور لاکھوں ہسانہ افسون حصول مقصد کے واسطے درست کرتا تھا بہانہ کہ اس
 طاؤس ظنار کے باغ قیام میں پہونچ گیا اور اول اپنا آنا دوستوں اور آشناؤں کے اشتیاق دیدار کا بہانہ بتلایا
 اور پھر دو تین دن کے بعد مقدسہ فریب کو تزیب دیکر اُس کام میں سحر کاری کی اور ہر تال کے مان باپ اُسے
 صاحب اقبال کے پیغام سے آپ کو بہت خرگاہ پر مبارہی دیکھ کر شادان اور نازان ہوئے اور اُس معنی کو قبول کیا
 اسکے بعد برہمن نے بامبداری تمام بیک مرصع اسباب کے درمیان سے بر آوردہ کر کے مان باپ کی تجویز سے جاپاک
 دھڑکی کی گردن میں لے کر دھڑکی نے اُسکے قبول سے سخت تنفروا نکا کر کیا اور اُسکی طرف اصلا خیال نہ کر کے پہلے تو مان باپ کے طرح
 سمجھا یا کہ اُسے بجا نگر کا دستور کہ جس لڑکی کا اپنے حرم سر میں جگہ دیتا ہو دوسری برتہ مان باپ اور عزیز و اقارب کی

ملاقات کے واسطے رخصت نہیں دیتا بلکہ دیدار وعدہ قیامت پر ڈالتا ہو پھر اگر تم مجھے سزا دے اور مجھے اس حق پر متاع
 دینوی کے عوض فروخت کرنے پر راضی ہو تو میں کتے سیرا نہیں ہوں اور یہ بھی نہیں چاہتی کہ اسے بجا لگے جس
 میں قید ہو کر تمھاری ملاقات سے محروم مطلق ہوں اور جب مان باب اور استاؤ نے اس کے بازو پر کرنے میں نیت الحاح
 حای سے زیادہ کر کے بہت فریب دیا تو آخر اس لڑکی نے ناچا ہو کر بیچ بات کہی کہ مجھے سزا دینا قبول اور مجھ پر سختی
 صحیح خواب میں یہ بشارت فیض شارت دی ہو کہ اپنے پر اسے کی بے محنت و شہت شرف اسلام سے مشرف ہو کر اسی دیار میں
 ایم حضرت عسرت سے سبزل ہو گئے لازم ہو کہ تم بھی پاؤں دس ہزار میں کھینک کر منظر لطیفہ فریبی اور فیضات لاری ہو اور
 اسے بجا لگے اس متاع فرستادہ پر کو فی الحقیقتہ ما یرحمہ و الم جو غریب نہ اپنے تئیں اور مجھے بلا میں مبتلا کرو ویکر بہرین
 خاک نوامیدی اپنے چہرہ بخت پر ڈال کر بجا لگ کر کی طرف راہی ہو اور اسے دیو کے حضور میں حاضر ہو کر قعدان باب کی
 رضا مندی اور لڑکی کے کھار کا کہنا یا دیو اسے قابون طلب کو سانا مید سے بھنیک کر کے بیواری کو دم نشین سے بجائے
 لگا اور حیات مستعار سے سیر ہو کر اب جو شکار و اندکافی کو مذاق جان میں تلخ کیا اور جہان کو آشکے سمجھ کر قرین سوز
 گلاڑ ہوا نظم و عشق بجز گدھن نیست : این سخن است سخن نیست : این عشق کہ است بخود از خویش : و شہاد
 شناسد و نہ دارویش : ہا نیست بصد بلند و پستی : ہاں یاسے نہ لغز و نہ رستی : الف صرب خا عشق ناشکیبائی
 دیو اسے کے سینہ عافیت میں چھبہ سرشتہ حرم و ہوشیاری کا آسکے ہاتھ سے گیا اور دفتر عروسیاں لکھ کا آسے بیان نے حویلی
 اور شش آسودگی اور امان کا لپٹا یعنی اسی عرصہ میں سیر و شکار کے بہانہ بجا لگے سے فوج دریا صبح برآمد ہو جب بختنہ رہ
 کے سال پر پہونچا عنان عقل جنوں کے ہاتھ میں دیکر انجام نہ سوچا چہرہ صبا جان تلخ مانے آئے فائدہ نہ بخشام با پختہ
 سوا اور پیاوے جو اریشا ر کے اب تہنہ رہ سے جو کر کے حکم دیا کسی امر کی طرف توجہ نہ کر کے شب روز قلع مسافت
 اور حرکت سے کام رکھو اور ولایت مکمل میں ہو چکر قریب پر تھال کو کھامہ کر کے اسے آہوے خوشی لینے پر تھال کو دستیاب
 کر کے مراجعت کرو اور جو کہ رشتہ عقل ہاتھ سے دیا تھا یہ نہ کیا کہ بہن کو پیشتر روانہ کر کے پر تھال کے مان باب کو مخفی حقیقت
 حال سے مطلع کرتا تو لشکر کے پہونچنے سے کسی طرح کے ہراس کو اپنے دلیں راہ نہ دیتے اور امیدوار ہو کر اس مقام میں
 مقیم رہتے نتیجہ یہ ہوا کہ اس لشکر کے پیدا و انز کے پہونچنے سے ایک دن پیشتر بہر خراس ولایت کے باشندوں کے
 گوش زد ہوئی تھی مان باب پر تھال کے بالفاق و خضر ہانکے تام آویہوں کو لیکر جالے دور دست میں بھاگ گئے تھے
 اور حرم و دیو اسے وہ اہا طلبی مشاہدہ کر کے نوامیدی کی خاک اپنے سروں پر ڈالنے لگے سمیت بہت زنجت ہو نہ بد
 فریاد زنجت و انگوہ باد و معاودت کے وقت جیسا کہ رسم سپاہ ہو سلطان فیروز شاہ کی مملکت میں بجا پست اندازی کر کے
 بہت سے قریب اور قصبہ ناخست و تاراج سے خاک سیاہ کیے اور فولا و خان و ہانکے ناظم نے اس حال سے خبردار ہو کر
 فوج قلیل ان کے تعاقب میں روانہ کی اور وہ تعاقب کرنے والوں کی قلت پر نظر کر کے اب تہنہ رہ کے اطراف میں
 مشغول کارزار و سرگرم پیکار ہوئے اور فوج فولا و خان کو پیچھے ہٹا کر دہم و برہم کیا لیکن فولا و خان دوسرے
 ہفتہ میں فوج جمع کر کے ان کے کوچ کے دقت ناخست لایا اس سبب سے کہ پریشان جاتے تھے شکست فاش پائی
 دو ہزار ہندو قتل ہوئے اور جب انھار فولا و خان نے یہ خبر سلطان فیروز شاہ کو پہونچائی اسی وقت حضار لشکر اطراف کا حکم دیا
 پھر تو افسروں اور غازیوں نے عین ملک فیروز آباد میں نیمہ و خزاہ یر پا کر کے فیروز آباد کو گھامین کا نمونہ بلکہ جس سے

دونوں نہایا اور سلطان فیروز شاہ مسعودی اور اہل موسم رشتان سے کٹھ سوچے پھر میں نے عظمت و شوکت کا نشان
 قوی الاقدار پائے فتح و نصرت رکاب میں لایا میت نرسے بگرفتہ از مہ تابا بھی بد سپاہ دولت فیروز شاہی
 اور یلغار کر کے بجائے گھر پہنچ گیا چونکہ دیورائے وہاں کے قلعہ میں قلعہ بند ہوا تھا چاہا کہ بحیرہ قندھار میں ہرگز
 ہو کر مسخر اور مفتوح کرے دیورائے مقام مدافہ میں ہو کر ناٹکیوں نے اس کو ہستانی مقامات میں راستے
 گھیر کر اہل اسلام کے سنگ راہ ہو کر مزاحمت ہو چکی اس وقت تمام مسلمان شہر سے برآمد ہو کر باہر
 آ گئے دیورائے کے صولت و شوکت اپنے باپ سے افزون رکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہو کر حصار کی بنیاد
 میں ایستادہ ہوا اور طرفین سے افواج آراستہ ہو کر تیر اندازی اور برق اندازی میں مشغول ہوئی اور لشکر اسلام
 اس سبب سے کہ اپنے گھوڑے بجائے گھر کے سنگ لٹخ اور نشیب و فراز کے باعث بغیر سخت تمام جولان کر سکتے
 تھے آثار عجز و کفہ کے چہرہ حال سے مشاہدہ ہوئے کہ ناگاہ ایک تیر سلطان فیروز شاہ کے دست حق پرست میں دکھایا
 اور حضرت نے اضطراب نہ کرنے تیر اپنے ہاتھ سے نکالا اور تیر پہل نہ آیا اور باطمینان تمام خانہ دین پر زعم کو باندھ کر
 اسکے اخلاک کے واسطے اپنے مقربوں کو نصیحت کی اور احمد خان خانان اس روز بروز بازو برابری لڑائی کر کے
 رات کو صحرائے ہموار اور سطح میں فروکش ہوا اور اس قدر قیام کیا کہ زخمی اران معرکہ شاہ و سپاہ سے
 صبح و سالم ہوئے اس وقت تسخیر بجائے گھر سے قطع نظر کر کے امیر الامرا احمد خان خانان کو ہراہ بیان سدھو سرلوہت مع
 دس ہزار سوار ہمالاک جنوبی بجائے گھر کے تاحات و تاراج کے واسطے تعین کیا اور میر فضل سدا بنو شیرازی کو مع لشکر
 ہراہ قلعہ نیکا پور کے محاصرہ کو جو قلاع مشہورہ کرناٹک سے ہر ماہور کیا اور خود عرادہ سے اوہڑ بن دو ٹکڑے
 کھینچ کر کمال ہوشیاری سے دیورائے کے مقابل بیٹھا اور اس صدمہ میں لشکر اسلام اور کفار کے درمیان اس جنگ مہرہ کے
 علاوہ آٹھ معرکہ اور وقوع میں آئے اور تابعدار ایزدی سے تمام معرکوں میں فتح و فیروزی سلطان فیروز شاہ کے
 شامل حال تھی اس سبب سے دیورائے نے شاہان گجرات کے پاس ملجی بھیجا کہ مدد طلب کی اور چار مہینے کے عرصہ تک
 سلطان دیورائے کے مقابل ہوا اور احمد خان خانان بلا دکرناٹک کی تاحات و غرابی میں مشغول تھا اور میر فضل اللہ انجو
 نے فرصت پاکر پنجاب میں قلعہ نیکا پور کو مع توابع اور مضائقہ بجوہ قندھار مفتوح کیا اور حکم کے موافق وہ قلعہ میان سدھو کو
 جو دہائے قریب پہنچا تھا سپر کے خود مع غیل و شتم سلطان کی ملازمت میں حاضر آیا اور احمد خان خانان بھی
 اکثر ممالک کے خراپے کے ساتھ ہزار لڑکے اور لڑکیاں ہندو کی اسیر کر کے مع عنایت بسیار بھائی کی خدمت میں شرف ہوا
 اور اس خدمت کے صلہ میں سب فراخ حال نوازش پاکر خوشنود اور فرسند ہوئے اور جس روز کہ اس فتوح کے واسطے
 ایک جشن عظیم ترتیب ہوا تھا سلطان فیروز شاہ نے میان سلطنت اور ارکان مملکت سے مشورہ طلب کیا بعد
 گفتگو سے دراز یہ تجویز ہوئی کہ احمد خان خانان دیورائے کے مقابل ہر گرم و خاندان سلطان مع میر فضل اللہ
 دیگر امر قلعہ اودنی کی تسخیر کریں کہ ملاذ و لمجائے کرتا نکیان تھا اور اس قلعہ سے سکین اور محکم زیادہ نہ رکھتے تھے اور
 جب یہ خبر وحشت آخر دیورائے کے گوش زد ہوئی اور وہ مدد پہنچنے نشان گجرات اور مالوہ اور خاندیس سے ناسید اور
 مایوس ہوا تھا دریا سے چرت من غرق ہوا لیکن ارکان دولت کی ہدایت سے قیل اسکے کہ سلطان فیروز شاہ کوٹ کر کے
 اودنی کی طرف توجہ کرے ایک جماعت اپنے مقصد میں مسلمانوں کے آرد و زمین بھی اور میر فضل اللہ انجو کے درجہ سے سلطان کی

پاوسی سے مشرف ہوئی اور صلح کی درخواست کی لیکن پہلے موضع قبل میں نہ پڑی آخر فیصل آباد کی سفارش سے شہر لکھ
 فیصل آباد پہنچا ہوئی کہ دیوراے اپنی دختر سلطان بابت اختر کو نذر کرے اور دوس لاکھ ہون اور پانچ سو روپے دیوراے
 اور پچاس زینچ فیصل خاص نامی اور دو ہزار کینرہ و غلام خزانہ اور سا زندہ اور قاص لکھنؤ شیکش دے اور قلعہ نکلا پور
 بار جو اسکے کراہل ایمان کے تصرف میں ہو اسکو شہیا سے جیڑ عروسی میں حساب کرے تاکہ دوبارہ اس قلعہ کے باگئے تنگو
 منو وے چونکہ من مانہ ملک کسی ایمان کرنا تاکہ نے بیٹی اپنی اہل جسے کہ سو او دوسرے کو نہ دی تھی یہ امر نہایت
 کراہت دینے والا انکی طبیعت کا ہوتا تھا لیکن ارکان دولت نے سمجھا یا کہ بادشاہ ہون میں اس سے بہتر کمان ملے گا اور
 دوسرے را جاؤں نے رشتہ داری میں بھل پایا ہو آخر دیوراے نے قبول کیا اور طریقین کو از م حشیں و طوی میں مشغول
 ہوئے اور چالیس دن بجا نگر سے اوروے سلطان تک کہ سات فرسخ تھا راستہ کے دو طرفہ دکانیں آراستہ ہیں
 بہر مند ان ہندو مسلمان اس مسافت میں قسم قسم کی عیشین طہور میں لائے اور ارباب نشاط اور بازیگروں نے اپنے ہنر
 کے ظاہر کرنے میں تقصیر نہ کی اور احمد خان خانان اور فیصل آباد جو کچھ قاعدہ اور لازمہ دما دی کا ہر بجا نگر کی
 طرف لے گئے بعد ایک ہفتہ کے عروس مع جینز فراوان و دیگر لوازمات آرد میں پیشکش پہنچایا اور سلطان فیروز شاہ نے
 شیرین کام اور خوشدل ہو کر دروازہ کچھ مقصود کا کھولا اور حفظ نفسانی و لطف زندگی کا ذرا اٹھا با دیوراے نے
 ابواب خصوصیت اور اتحاد اپنے زمانہ کے منہ پر مقننہ دیکھ کر متعجب و مقدمات طماننا کی اور سلطان فیروز شاہ
 نے جرات کر کے اردو کا انتظام احمد خان خانان کے سپرد کیا اور خود دم و محرم بعد کرو فراتفاق عروس شہزادی کا لگا
 کی طرف متوجہ ہوا دیوراے کو از م استقبال اور راسم پیشوائی بجا لایا اور شہر کے دروازہ سے دارالامارت تک کہ تین
 فرسخ کے قریب تھا محل اور طلسم اور شجر اور آتشہ نفیسہ کے پائندہ بچھائے اور وہ دونوں بادشاہ عثمان و عثمان جب
 شہر میں داخل ہوئے دو طرفہ عورتوں اور لڑکوں صاحب حسن و جمال نے راے کی طرف سے طبقہ بے گل طلا و لہرہ کے
 نشانہ کیے اور اسکے بعد بجا نگر کی رعیت اور سپاہ زن و مرد سب سیر و تماشے کے واسطے ہجوم کر کے اپنے بقدر استطاعت مقدمات
 کو از م تصدقات بجا لائے اور جب اس میدان سے گذر کے وسط حقیق میں واقع تھا لڑکے دارالامارت کی طرف متوجہ ہوئے
 دیوراے کے قراحتی اور اعزافین فوج دونوں طرف سے کوچہ ہزارین روم شاربجالاتے تھے اور سپاہ و جاہلوں جانے
 تھے جب دارالامارت کے دروازہ تک پہنچے اور وہاں دونوں صاحب قبال خانہ زمین سے اترے یا کئی مرصع بجا نگر
 دیوراے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروز شاہ کو اسپر سو اکر کے اس مقام تک کہ عروس و دما و کے واسطے آ رہے تھے
 اسی طرح سے لے گئے اور دیوراے اس واسطے کہ دو لکھا اور دو لکھ ایک مجلس میں صحبت چھین سلطان فیروز شاہ کو دواع
 کر کے اپنے محل میں گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروز شاہ عازم مراجعت ہوا دیوراے تکلف شاہانہ و زمباب میں لایا اور
 استقدار شہیاے نفیسہ پیش کیے کہ چیز ماے اول سے مضاعف ہوئیں اور شایعیت کے طریق چار فرسخ اسکے ہمراہ گیا اور
 آشنا سے سواری میں بھیجی اور موافقت کے بارہ میں گھری بولی میں جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب خصوصیت حاصل
 ہوئی پہلے گیا سلطان فیروز شاہ ہر امر سے رنجیدہ خاطر ہوا اور فیصل آباد کی سفارش سے کہ اس شرط یہ تھی کہ دیوراے بابت
 و اقبال کو لشکر گاہ تک پہنچا کر معاودت کرتا نشانہ افتد قوالے اسکا انتظام اس سے لکھا اور یہ خبر دیوراے کو
 پہنچی وہ بھی حرفت ناخوش زبان پر لایا القصہ باوصف اس پیوند و نسبت کے عبارت مل سلطان کے آئینہ دل سے

ساریچ فرشتہ مارو
 دیوراے کی رعیت اور سپاہ زن و مرد سب سیر و تماشے کے واسطے ہجوم کر کے اپنے بقدر استطاعت مقدمات کو از م تصدقات بجا لائے اور جب اس میدان سے گذر کے وسط حقیق میں واقع تھا لڑکے دارالامارت کی طرف متوجہ ہوئے دیوراے کے قراحتی اور اعزافین فوج دونوں طرف سے کوچہ ہزارین روم شاربجالاتے تھے اور سپاہ و جاہلوں جانے تھے جب دارالامارت کے دروازہ تک پہنچے اور وہاں دونوں صاحب قبال خانہ زمین سے اترے یا کئی مرصع بجا نگر دیوراے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروز شاہ کو اسپر سو اکر کے اس مقام تک کہ عروس و دما و کے واسطے آ رہے تھے اسی طرح سے لے گئے اور دیوراے اس واسطے کہ دو لکھا اور دو لکھ ایک مجلس میں صحبت چھین سلطان فیروز شاہ کو دواع کر کے اپنے محل میں گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروز شاہ عازم مراجعت ہوا دیوراے تکلف شاہانہ و زمباب میں لایا اور استقدار شہیاے نفیسہ پیش کیے کہ چیز ماے اول سے مضاعف ہوئیں اور شایعیت کے طریق چار فرسخ اسکے ہمراہ گیا اور آشنا سے سواری میں بھیجی اور موافقت کے بارہ میں گھری بولی میں جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب خصوصیت حاصل ہوئی پہلے گیا سلطان فیروز شاہ ہر امر سے رنجیدہ خاطر ہوا اور فیصل آباد کی سفارش سے کہ اس شرط یہ تھی کہ دیوراے بابت و اقبال کو لشکر گاہ تک پہنچا کر معاودت کرتا نشانہ افتد قوالے اسکا انتظام اس سے لکھا اور یہ خبر دیوراے کو پہنچی وہ بھی حرفت ناخوش زبان پر لایا القصہ باوصف اس پیوند و نسبت کے عبارت مل سلطان کے آئینہ دل سے

دور ہوا اور صفائی بہم نہ پہنچی سلطان فیروز آباد کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ ایک جماعت مکمل میں جا کر پرتھال کو محکم
مان باپ کے درگاہ میں حاضر کریں اور بعد احوال اس خیر کو بصنعت مذکورہ دیکھ کر زبان اسکی تعریف و توصیف
میں کھولی اور از روئے انصاف فرمایا میں عمر میں زیادہ ہوں اور یہ دختر جوان مناسب یہ ہو کہ اسے اپنے بڑے بیٹے
حسن خان کو از رانی رکھوں کہ اسکا بھی آغاز شباب جوانی ہو پھر اس کے مان باپ کو بقود فراوان اور فو فیض قریب سے کہ
مسکن اٹکا تھا مسرور اور متبج کیا اور پرتھال کو اپنی پھوپھی کے سپرد کر کے سہا جین و طوی اور جمیع لوازم عروسی کے
سامان کا حکم دیا پھر بایں دختران شاہان اس کا عقد باندھ کر سز حملہ زوجات حسن خان سے کیا اور علیحدہ پرتھال
نے اپنا کام کیا کہ ایسے اس وجہ سے اپنے مطلب کو پہنچے اور شاہ آٹھ سو دس ہجری میں سلطان فیروز شاہ نے جو علم
ریاضی اور ہندسہ سے وقوف تمام رکھتا تھا اور سرآمد علمائے زمانہ اسکے دربار میں جمع تھے حکم فرمایا کہ بالاکھاٹ دولت آباد
میں رصد تیار کریں اس صورت میں حکیم حسن گیلانی اور سید محمد گارونی کہ مزید دانش اور متیا رکھتے تھے باتفاق جمیع
علماء صدق تیاری میں مشغول ہوئے لیکن بسبب موانع کے کہ ایک اس میں سے وفات حکیم حسن گیلانی کی ہوئی بعد تمام
نہوئی وہ کام ناتمام رہا اب شاہ آٹھ سو پندرہ ہجری میں سلطان نے شکار کے بہانے ولایت کو نذر دارہ میں جا کر تین سو
ہاتھی لیے اور اس مملکت کی تاریخی اور پائمانی کے بعد لوازم جہاد بجا لایا اور پھر مذکور دولت کی طرف مراجعت کی اور پھر
سنوات میں مجاز سعادۂ نشان نے فیروز آباد میں مع مبارک میں پہنچا یا کہ دہلی کی طرف سے ایک سید عالی مقام
عرش احترام میر سید محمد گیسو دراز کو دکن میں رونق افزا ہو کر حسن آباد دگلبرگ کے اطراف میں پہنچے ہیں بیت چراغی
ز شمع بنی تافتہ پاک خورشید و مہ نور از رو یافتہ سلطان فیروز شاہ کہ ہمیشہ سے مردم عزیز کا خواہان تھا اس شہادت
سے نہایت شاد ہوا اور فیروز آباد سے حسن آباد دگلبرگ میں آیا جمیع امرا اور ارکان دولت اور اولاد کو استقبال کے
واسطے بھیجا اور باعزاز و اکرام تمام شہر میں لائے لیکن سلطان فیروز شاہ حکیم طبیعت تھا جب سید محمد گیسو دراز کو علم
ظاہری میں خصوصاً مقولات سے حالی دیکھا اس قدر توجہ کی مگر احمد خان خاننہان نے بھائی کے برخلاف اعتقاد
تمام سید سے پیدا کیا اور ایک خانقاہ یہاں لائے واسطے زیر تشریف کر کے تیار کی اور اکثر اوقات انکی مجلس شریفین
حاضر ہو کر انکے سخنان متصوفانہ سے محفوظ اور بہرہ مند ہوتا تھا اور جس وقت کہ محفل سماع یعنی راگ کی ہوتی تھی حاضر ہو کر
ورد لیشان خانقاہ کو تمام حسان سے سرفراز کرتا تھا غرض کہ شاہ آٹھ سو اٹھارہ ہجری میں سلطان نے اپنے بڑے بیٹے
حسن خان کو جو شاہنشاہ عیاش اور خفیف العقل تھا ولیعهد کر کے تاج اور چتر اور سر پر وہ سیاہ اور ہاتھی
اور تخت عنایت فرمایا اور عظمائے درگاہ سے اسکی بیعت لیکر آدمی سید محمد گیسو دراز کے پاس بھیجا کہ اسکے حق میں دعاے
خیر کرے اور فاتحہ پڑھے سید نے جواب دیا کہ جب تھے شاہی اُسے وہی ہجرت کی دعا اور فاتحہ کی کیا حاجت ہو سلطان
فیروز شاہ نے دوبارہ آدمی بھیجا کہ اس بارہ میں الحاح لینے مبالغہ کیا سید نے فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے بھائی سے
بھائی احمد خان خاننہان کے نامزد ہوا ہو اس بارہ میں کوشش کرنی بیفائدہ ہو سلطان اس بات سے بہت رنجیدہ اور متاثر
ہوا اور آئنا رنجش کے ظاہر کیے اور یہ پیغام دیا کہ تمہاری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہو اور اثر و ہام خلق کا ہوتا ہو شہر سے
باہر تشریف لیجائیے سید محمد گیسو دراز ناچار ہو کر مع اپنے اہل و عیال بلذہ حسن آباد دگلبرگ سے برآمد ہوئے اور شہر کے کنارے
اُس مقام پر کہ بالفعل مزاد نکا ہو فروکش ہوئے اور انکے مریدوں نے عجم کر کے ایک مکان نہایت پر تکلف

۲
صد
کریسمس
گورنر
نیکو
زیادہ
تیرہ
میں
نیکو
بچہ
وہاں
سور
رجیم
کیر
کر
نیکو

اور محمول آئے واسطے تمہر کیا اور سنہ ۸۲۷ھ میں پیر میں سلطان فیروز شاہ نے ایچی لے تلنگ کے پاس بھیجا کہ
 و خراج چند سالہ طلب کیا اور اسے اطاعت کر کے زرفقہ و جنس اس قدر سال رکھا کہ باعث تسلی خاطر اشرف ہمایون ہوا اور وسط
 سال مذکور میں قلعہ پانگل کی تسخیر کے واسطے کہ ان دین میں ساتھ ننگندہ کے شہر رکھتا ہوا اور قلعہ اوونی سے اس
 مقام تک اسی فرسخ کی مسافت ہو قاصد ہو کر اس طرف فوج کش ہوا اور خوشی اور قربت کو ایک طرف رکھ کر کوچ
 کوچ جا کر اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور دو برس تک محاصرہ نے امتداد پیدا کیا جو ارادہ بھائی اس قلعہ کے مفتوح ہونے
 سے متعلق نہ تھا اس سبب سے سلطان کے اردو میں وبال یعنی مری ہم ہو چکی انسان اور حیوان بہت تلف ہوئے اور بہت
 سے لشکر مری وقت بی وقت اپنی جاگیروں میں بھاگ گئے قلعہ شہنشاہ درون ناحیہ چند سال پڑی کر گنجینہ ازربو مال بہ زراعت
 و ہوا ایش دران سال و ماہ بہ چہرہ و چہ آدمی شہنشاہ ازبوشواری رنج آن کارزار پر آگندہ شہر شہر بار بار
 اس وقت میں دیورائے نے موقع دیکھ کر سوار و پیادے بشیارا طواف مالک سے جمع کیے اور تمام راجاؤں کو یہاں تک تلنگ
 کے راجہ کو بھی مدد کے واسطے طلب کیا وہ بھی نکل ننگ سے فوج جوار و پہلوانان نامہ اس سلطان کے مقابل آ پہنچا اور باغیا
 اگرچہ جانتا تھا کہ حریف اس معرکہ کا نہیں ہو لیکن غیرت شاہی کی دھنگ ہونے سے وہ بھی مصافحہ میں آیا اور ہر چند میر
 فضل اللہ انجو اور بھی اعیان و شرافت نے منع کیا فائدہ نہ بخشا بے محابا آتش جنگ فروخت کی اور میر فضل اللہ انجو نے جو سیلار
 لشکر اسلام تھا حملہ سے مردانہ کر کے کفار کے طلبیہ کو متفرق اور پریشان کیا اور ان کے مہینہ کی طرف متوجہ ہوا اوس قریب تھا کہ
 اس مقام میں گل فتح شکستہ ہو چرخ نے یہ نیکی لکھائی کہ کفار کتھو میں سے ایک بہمن جو فیصل اللہ انجو کے مسلک
 ملازموں میں انتظام رکھتا تھا اور برسوں اس سید کی بدولت مشین کا مرانی کی تھی اس کو نہ کٹھن کش نے بوجہ امارت نے یورپ
 سے فریب کھا کر عین معرکہ کی گرا کر مری میں کہ تنویر شعلہ زن تھا ایک ارتلو اربق کروار اس سردار کے فرق مبارک پر مارا کہ
 شہد شہادت چکھ کر روضہ رضوان میں داخل ہوا جب فیصل اللہ انجو کے عمدہ ازعماد لشکر تھا شہید ہوا اور امارے مسرور
 بھی اکثر شہید ہوئے بنی ہوئی لڑائی گھوٹ گئی پہلوانوں کا دل ٹوٹ گیا میر فضل اللہ کے مرنے سے جی چھوٹ گیا سلطان
 فیروز شاہ منہزم ہوا احمد خان خانان اپنی قوت بازو کے سبب تھوڑے لشکر خروج خستہ سے ساحل نجات پر پہنچا
 اور کفار اہل اسلام کے قتل عام میں مصروف ہوئے اس جنگ دلوں نے غازیوں کے ہفتہ سترن ناز میں سے جدا کیے کہ
 جنگ کا مین ان کے بہروں کے چہرہ باندھے جب مسلمانوں کی شکست فاش ہوئی اس پر بھی اکتفا نہ کی سلطان کے متاعی ہر
 اسکے تعاقب میں روانہ ہوئے اور اکثر مالک اسکے اپنے تصرف میں لائے اور ساجد کے مساکر نے اور غارت قتل عام باباب
 اسلام میں تقصیر اور ضائقہ نہ کیا اور برسوں کا کینہ اپنے سینہ سے نکالا اور سلطان فیروز شاہ نے عاجز ہو کر میر غیاث الدین
 ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجا کہ طلب کی جو احمد شاہ گجراتی اسی عرصہ میں سر سلطنت پر جلوہ گر ہوا تھا اور
 اسکے مہات شاہی نے انتظام اور قیام نہ قبول کیا تھا وہ پیغام اثر پذیر نہ ہوا آخر کار احمد خان خانان نے
 دروازہ خزانہ کا کھولا اور فوج جمع کر کے دیورائے کو ملک شام سے باہر کیا اور مین بادی گکر مین اپنے بھائی کی خدمت
 میں مشرف ہو کر شریفات فاخرہ سے ممتاز اور سر فراز ہوا اور سلطان فیروز شاہ اور افسان سپاہ اور رئیس شرجو میں و تھانہ
 کے خیر سگال تھے انتقام کی فکر میں ہو کر کلمہ آجین سامان سپاہ میں مستول ہوئے لیکن سلطان فیروز شاہ
 کہ بڑھاپے میں ایسی شکست اسے پہنچی بار رنج والہ سے پشت اسکی خمیدہ ہوئی اور غم غصہ کی شدت سے بیمار ہوا

انظم بسے غصہ می خورد شوریدہ وار بہ پیچیدہ پر خوش چون روزگار بہ تدریس آن بود شاہ جهان چہ کتاب کشید
 از ہندوان پس از چند گاہ آن کیانی نژاد بہ زخستہ لے سر بہ بالین ہنوا بہ آو جہا بامرض نے دوازی پیدا
 کی زمام مہام انام دو غلام کے قبضہ اختیار میں کہ ایک کا نام ہیشیا عین الملک اور دوسرے کا بیار نظام الملک تھا
 سپرد کر کے ہاتھ اٹھا امور سلطنت میں قومی کیا اور انھوں نے اوضاع احمد خان خانان سے ہتھیار دعو می
 سلطنت کر کے سلطان سے مروض کیا کہ دارائی ملک دکن کی اسوقت آپ کے فرزند حسن خان کے نام قرار پڑے گی
 کہ میدان ملک کا آپ کے بھائی احمد خان خانان کی شوکت سے خالی ہو رہا ہے سلطان کو سید محمد گیسو دراز کا کام یاد
 آیا اور یہ عزم کیا کہ کل احمد خان خانان کی آنکھیں کھلتی ہیں کی لیے حلیہ نور سے لے بہرہ کرے اور احمد خان
 بادشاہ کے اس ارادہ سے واقف ہوا اور نظر بخدا کر کے شب بیدار ہوا و تار میں بالفاق اپنے فرزند علاء الدین
 کے سید محمد گیسو دراز کے مکان پر جا کے بعد مشورہ اور اعلام احوال التماس عالی سید محمد گیسو دراز نے اپنی دستار
 دو پارچہ کر کے اپنے دست حق پرست سے باپ اور بیٹے کے سر پہ باندھی اور پھر دونوں کو مژدہ سلطنت دیکر
 فاتحہ خیر پڑھا اور مبارکی اور شگون کے واسطے حاضر خواں فیض پرنچنا تینوں صاحبوں نے ایک طباق میں تناول
 فرمایا اور احمد خان خانان اپنے مکان پر جا کر تمام رات فرار کے تہہ میں آمادہ رہا اور صبح ہوتے چار سو جوان
 مسلح اور چرا جنگ آزمودہ خیر گزار کہ تمام مہر کون میں نام جو اندری اور بہادری کا روشن کیا تھا ہیرا لیکر مکان سے
 برآمد ہوا اس درمیان میں ایک تاجر موسوم و معروف بخلیف حسن بھری نے جو آشنا سے قدیم احمد خان خانان کا بھٹا اور
 اس کے ارادے سے واقف ہو کر اپنے دروازہ کے باہر ایستادہ تھا اور وہ آنکر اس روشن سے کہ بادشاہوں کو تسلیم
 کرتے ہیں سلام کیا اور احمد خان نے اسے خال سعدا و شگون نیک بھلا اس سے فرمایا کہ تو مسرت تمام اپنے مکان پر
 جاسا و امیری دوتی کے سبب تیرے دشمنوں کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے خلیف حسن بھری نے جواب دیا کہ فراغت و آسائش
 میں جلس و ندیم رہنا اور محنت و تعب میں خاک بیوفائی مردمان بیدہ میں چھڑکنا اور باب و فاک کے نرسب میں پسندیدہ
 نہیں ہے جب تک جان تن میں اور ایک حق بدن میں ہو خدا کی قسم تیری رکاب ظفر انتساب سے منھ نہ موڑو گا یہ سیت
 سری کہ از تو بہ پیچیدہ ہیرہ باد چو زلف و فے کہ از تو بگرد و سپاہ باد چو خال و دو سرے یہ کہ جس طرح بادشاہوں کو
 مازمان بزرگ کی احتیاج ہو ویسے ہی ہندوگان حقیر کی بھی ضرورت رہتی ہو کس واسطے کہ جو کام سوزن رکیک سے
 بر آوے نیزہ بلند اس سے قاصر آوے اور جو ہم قلمت اش خیف سر کرے شمشیر برق کردار اسکے اہتمام میں عاجز ہووے
 اگر خداوند نعمت اس کمتر میں کو سلاک بندوں میں منسلک کر کے نظر عنایت ملحوظ فرماوین امید ہے کہ خدمات شاہ گشتہ اس
 خاکسار دیرینہ سے ظہور میں آوین یہ سیت میں ہجو خاک و خارم و تو آفتاب و ابر و گلہا و لالہ و ہم از بہت کئی احمد خان
 خانان کو اخلاص و رکبتی اسکی پسند آئی اسے اپنے ہمراہ لیا اور یہ فرمایا کہ اگر زمام شاہی میرے ہاتھ آئیگی تو بھی ہمارا
 سہیم و شریک ہوگا یہ کہہ کر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا اس دن قصبہ خان پور میں مقام کیا اور یہ منت کی کہ اگر
 خدا مجھے سلطنت عطا فرماوے گا میں اس قصبہ کا رسول آباد نام رکھکے سادات مکہ و مدینہ و کربلا سے معلے و نجف شہر
 کو وقف کرونگا اور جب ہیشیا عین الملک اور بیدار نظام الملک خواب غفلت سے چٹکے اور احمد خان
 خانان کی خیر فراشتی مضطرب ہو کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حقیقت حال عرض کر کے رخصت و تعاقب

حاصل کی اور تین چار ہزار سو اور کئی فیمل نامی جنگی لیکر احمد خان کے سرخ میں سرگرم عنان ہوئے اور احمد خان رفقا کی قلت اور اعدا کی کثرت سے چاہتا تھا کہ ولایت کے درمیان داخل ہو کر بعضے امر کو ساتھ اپنے پیٹھ سے خنجر حسن بصری مانع آیا اور پتھر سیاہ اُس کے فرق مبارک پر لگایا اور آدمی حسن آباد گلبرگہ اور بید راہر کلپانی میں بھیجا کہ ایک جگہ امت ملازمان شاہ ابوباش اور بیکار کو بوجہ ہا سے دلفریب احمد خان کی ظل رایت میں لایا اور اُنکی دلہاری اور ساز و سامان سے مددگاری کی لیکن احمد خان اُس وقت جنگ سے پہلوتی کر کے حسن آباد گلبرگہ کے اطراف و اکناف میں جا بجا بھرتا تھا اور جب زیادہ ملک و اراغلافت سے ہوشیار اور بیدار کے پاس پہنچی انھوں نے چاروں طرف سے هجوم کر کے احمد خان کو گھیرا کسو سٹے کے اُنکے پاس آٹھ ہزار فوج سلطانی تھی اور احمد خان کی کل ایک ہزار فوجدارا چند بنجارے دو ہزار پیل غلہ سے محمول ولایت برار کی طرف سے آنکر کلپانی کے حوالی میں فروکش ہوئے اور اسی طور سے تین سو گھوڑے سو داگروں نے لاہور سے لا کر آشوب راہ کے سبب کلپانی میں مقام کیا خلف حسن بصری جو جنگ کے بارے میں سامعی تھا اُسے احمد خان سے کہا کہ میں صلح کا یہ دیکھتا ہوں کہ پچ گھوڑے سو داگروں سے یقینت اور پیل بنجاروں سے بجا ریت لیجئے اور بدستور و کن بیرقین رنگارنگ بانس کی چھڑوں میں باندھ کر پیادوں کے حوالے کر کے ہر ایک کو ایک پیل پر سوار کریں اور سو داگروں کے گھوڑوں پر بھی اسی طریق سے پیادوں کو سوار کر کے فوج اعدا کے مقابل جلیں اور بنیاد جنگ قائم کر کے ہر گاہ فوج کی عین گرمی میں ہیلوں کو آرو کے ایک طرف سے نمایان کریں اور آواز بلند مخالفوں کو سناویں کہ امر ارجو اپنی جاگیروں میں تھے ہماری ملک کو آئے ہیں شاید تو معین سجانی سے ایک ہزارس ان غلاموں کے دل پر غالب ہو خائف ہو کر راہ فرار ناہین احمد خان اس بات کو خرافات سمجھ کر اس امر پر ہرگز رضامند نہوا اور جب افواج شاہی بدست قریب آئی کوچ کر کے عین طومسافت میں متحیر اور محزون ایک درخت کے سایہ میں اتر کر سو گیا عالم رویا میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار خرقہ درویشوں کا پہنے ہوئے اور ایک تاج سبز بارہ ترک کا ہاتھ میں لیے ہوئے اس کی طرف تشریف لائے ہیں احمد خان نے اُنکا استقبال کر کے سلام کیا اور وہ درویش شریکاتینت بجالائے اور وہ تاج سبز اُسکے زیب سر کر کے فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہو ایک مشائخ گوشہ نشین اور متوکل نے تیرے واسطے بھیجا ہے اور بستر خواب سے نہایت محفوظ ہو کر اٹھا خلف حسن بصری کو طالب کر کے صورت خواب اس سے نقل کی پھر فرمایا کہ اس مدت میں جنگ کے بارہ میں متردد تھا اب جو ایسی بشارت فیض اشارت غیب سے پہنچی حرب کی طرف عازم ہوتا ہوں چاہے کہ تو وہ تدریر جو تو نے سوچی ہو لطیفہ غیبی جانکر وقوع میں لا خلف حسن بصری زمین خدمت کو لب لباب سے بوسہ دیکر دو سو بہادر ہمراہ لیکر کلپانی کی طرف روانہ ہوا اور ریشتر زبانی اور لطافت کے ساتھ گھوڑے اور پیل اُنکے مالکوں سے لے کر بازگشت کی اور رات کو بیرقین رنگین درست کین اور پر تھرمہ کسی پر اٹھا رکھا دوسرے دن صبح کے وقت کوچ کے تقاریر پر چوٹا ری اور مینہ اور میسرہ اور قلاب آ رہستہ کر کے آہستگی و اطمینان تمام افواج شاہی کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور شہر گیا کہ چین امر جن کے بی نام ہیں احمد خان سے یکدل و دیکھتے بان ہو کر مع فوج کثیر اسکی ملک کے آتے ہیں اور دو تین کوس پر پہنچے احمد خان کے ہمراہی بہ لوہے سکر قوی پشت ہوئے اور کمال جھبوٹ سے میان میں جولا فی کرنے لگے اور باوجود اپنی قلت فوج کثرت اعدا سے از اسیر کرنے

ولیعہدی میں جتنی المقدور سعی کرتا تھا اب یقین خدا کو اور حسن خان کو تیرے سپرد کیا اٹھ مہات سلطنت میں منول ہو
اور میں جو چند روز کا مہمان ہوں میرے احوال سے غافل نہ رہنا احمد خان اسی روز کہ شہر شوال کی پانچویں تاریخ ۱۲۲۵
اٹھ سو پچیس ہجری تھی تاج بھائی کا عطا کیا ہوا ازب سر کر کے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام احمد شاہ بنی دھا
خطبہ اور سکندر کن کا اپنے نام پر جاری کیا اور جب سلطان فیروز شاہ نے روز دو خندہ پندرہویں ماہ مذکور کو نقد
جان خازن بہشت کے سپرد کی پھر بامین سلاطین غسل و کفن و دیکر لاش انکی تابوت صندلی میں اٹھا کر باپ اور دادا کے
ہلو میں مدفون کی مدت انکی جہانیاں کی پچیس برس اور سات مہینے اور پندرہ دن مورخ نشان بیچے میں اور بیچے
کتب میں تحریر ہو کہ احمد شاہ نے اپنے بھائی شہر خان کے وسوسہ اور تحریک کے سبب سلطان فیروز شاہ کو
گلا گھوٹ کر ہلاک کیا تھا و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ملا داؤد بیہ سی نے سلطان فیروز شاہ کا خلع کچھ فیروزی
اور گاہے عروجی لکھا ہے اور یہ شعر غزلیہ اس سے نقل کیے غزل بدان شاہ زخم دہر بردم تنگست کہ دل بہ
لذت سوداے عشق در جنگست بگل امید شکفت از نسیم وعدہ وکی نہ آفتاب غم انتظار بیکرست بقطع راجہ جت
مخوڑ زریبا مید کہ غایت ابدش ابتداے فرنگست بچرخ نمر و محبت نکو نہ مزہ ناسے کہ ہر چہ راجہ ابن پردہ تنگ
آہنگست بدلی بسینہ لبالب زدوشی دارم کہ پیش اہل جان بے بہا تر از سنگست بچرخ طبع عروجی چہ دلاست جہی
چمن گوئے کہ آن آسمان فرہنگست ایضا اگر شمع جہنم بہ نورست مژگان در انوش رہیم کردست وہب ہر زمان
تعلیم نازش را بہ محبت چاک بردل میرند ہر گہ کہ در برے بہ بخود مخصوص ہی نیم تغافل ہی نازش را بہ مبادا سبب
نقصان یا بد از سوز دل تارے بدل چون رہیم اندیشہ زلف درازش را بہ نیا بدلتے را بد ز وصلت از شمع
خلد یہاں بہنر کہ درد من کنی اجر نازش را بہ فروزی قامت و خسار کن خوشیہ بانرا بہ لہر دلا می سجد کہ منید
انتیازش را بہ راجی در آتش ہرزہ فلک زائل کنی بہ اندیشہ ہر خیال مال کنی بہ نقد غریزہ غمت بگوشت تا صرف عینہ مال کنی
نذکرہ سلطنت بمشیر الرسول یا بی من بعدی اسمہ احمد شاہ بہمنی نور احمد مشجعہ کا

سلطان احمد شاہ قوانین لشکر کشی اور آئین فرمانروائی خوب جانتا تھا اور اپنے بھائی کی پیروی کر کے سادات
و علماء اور شاخ کی تعلیم و تکریم میں جتنی الامکان تقصیر کرتا تھا اور ابتدا سے سلطنت سے سبب اس کرامات کے کہ اس کے
حق میں ظاہر ہوئی تھی سید محمد گیسو دراز کی عزت و توقیر بہت کرتا تھا اور بقضائے الناس علی دین لو کم خلافت
و کن بھی اس خلاصہ مشائخ کی طرف رجوع ہوئی اور آستان فیض نشان اسکا مطاف جہانیاں ہوا اور سلطان
احمد شاہ بخلاف سلاطین ماضیہ شیخ محمد سراج کے خاندان کے شیع ارادت کو خاموش کر کے سید محمد گیسو دراز کا
مرید ہوا اور چند قصبہ اور قریہ سرکار حسن آباد گلبرگہ بشمول دیگر پرگنات انھیں وقف کیے اور ایک مکان نہایت وسیع
اور پاکیزہ شہر کے متصل انکے واسطے ترتیب کیا چنانچہ اس وقت تک کہ سلطنت حسن آباد گلبرگہ نے بہمنیہ علیہ السلام
کی طرف انتقال پایا ہو اکثر قریات اور قصبات محل در آمد قدیم کے موافق ان سید و الانشا کی اولاد و مجاد
کے تصرف میں رہی اور آدمی دکن کے سید محروس سے حد سے زیادہ عقدا در کھتے ہیں یہاں تک کہ ایک شخص نے ایک
مرد دکنی سے پوچھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل بہن یا سید محمد گیسو دراز سے جو آپ کا حضرت
محمد رسول اللہ اگر چہ پیغمبر خدا اور خاتم الانبیاء ہیں لیکن سبحان اللہ محمد و سید محمد گیسو دراز پیغمبر ہیں و رہی قول ہے قبندہ

اور خلاص اہالی دکن کا نسبت ان سید محمد دوم اور ان کے خانوادہ کے قیاس کرنا چاہیے القصہ جب سلطان احمد شاہ
 بہمنی شاہ ہوا تمام بہت سلطان کی جبر شکست اور دیورائے کے ہتھام میں مصروف رکھ کر ساز و سامان میں مشغول
 ہوا اور خلف حسن نصیری کو کلیل امیر سلطنت کر کے ہزار روہ صدی کا منصب عطا کیا اور جو کہ وہ سالن میں
 تجارت میں پیشہ تھا ملک التجار خطاب دیا اور وہ خطاب دکن میں شائع ہوا اور حالت بحریران سطور تک جاری ہوا
 خلف حسن نے وفا اور دولتخواہی منظر رکھ کر ہیشا عین الملک کو امیر الامرا خطاب دیکر ہزار روہ پانصدی کیا اور بیدار
 لزام الملک کے دولت آباد کی سر لشکری تھو لیکن فرما کر دیوہزاری کیا اور ثقافت سے سنا گیا کہ سلاطین بہمنی کی درگاہ میں
 ہر ایک لشکر بان اطراف اربعہ میں منصب و ہزاری کی کھلتے تھے اور امیر الامرا ہزار روہ پانصدی اور کلیل سلطنت ہزار روہ صدی
 اور باقی امرا و منصب ہزار روہ سے زیادہ اور صدی سے کم نہ تھے اور جو کہ امرا سے ہزاری ہو تا تھا طوق و علم و نقارہ
 پاتا تھا اور حسن خان لد سلطان فیروز شاہ جو کہ وراثت ملک تھا جمیع ارکان دولت اس کے قتل جو حسن و کور کرنے کی سلطان
 کو صلاح دیتے تھے اور سلطان احمد شاہ نے انکی تجویز کے برخلاف عمل کر کے اسکو پانصدی کیا اور جو کہ وہ عباس تھا
 اس کے سوا دوسرے کام سے رغبت چندان نہ رکھتا تھا فیروز آباد اسکی جاگیر مقرر کی کہ وہاں ہر ایک قلمہ تندرہ کے کنارے
 عیش عشرت میں مشغول ہووے اور جو وقت چاہے فیروز آباد میں چار کوس تک سیر و شکار کے واسطے سواری ہووے
 اور بے فرمان شاہ چار کوس سے زیادہ نہ قدم آگے نہ بڑھاوے حسن خان شہزادہ اس حالت کو مرانب شاہی سے
 بہتر اور افضل سمجھا اور جنگ کا علم بزرگوں پر زور دیا بغیر رخت تمام بسیر کی اور کبھی ایسا نہ کیا کہ غیاث کلفت اس کے دل
 صفا منزل میں پہونچے لیکن چپا کے بعد کھول ہو کر فیروز آباد کے قلمہ میں مجبور ہوا اور اس مقام میں نقد حیات خرینہ دار
 جنت کے سرور کی فضا مختصر سلطان احمد شاہ نے اخلاقی خجستہ کے سبب خاص عام کو مطلع اور فرمانبرداری کیا پھر گرجا
 کی سرحد امرے معتبر کے سپرد کر کے باطنیان تمام چالیس ہزار سو ہزار نامدار مخیر گزار ہزار رکاب لیکر کرناٹک کی طرف متوجہ
 ہوا دیورائے نے اس واقعہ کو واقعہ اول خیال کر کے احضار لشکر کا حکم دیا اور رائے و رکل کو بھی اپنی ملک کے واسطے طلب
 کیا اور لشکر ہیشا و رولخ سے افزون کر کے دہلیوں اس سے عاجز آتے تھے ہمراہ لیکر باب اسلام کے ہستصال کے واسطے
 روان ہوا اور اب تہمند رہ کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور سلطان احمد شاہ نے بعد قطع مراحل اور طو منازل مع جوانان متمن و
 پہلوانان صف فکس اب تہمند رہ کی سال پر دیورائے کے مقابل نزول اقبال و حلول اجل فرمایا اور جو کہ لشکر عظیم میں دس لاکھ
 پیادے توپچی اور کماندار تھے اور راتوں کو بد معاشوں اور چوروں کی طرح بہت خرابی کرتے تھے یعنی گھوڑے اور سرداران
 کرتے تھے سلطان احمد شاہ نے بطریق روم راہاے تشخانہ کے قریب دو ہزار تھے لشکر کے گرد کھینچ کر چالیس روز
 تک قیام کیا اور زناخت و غارت سے اس طرف کی تمام ولایت جو دیورائے کے تصرف میں تھی خاک سیاہ کی اور ہر چند کسی
 جلیلہ چاہتا تھا کہ کسی ڈھب سے کفار اب تہمند رہ سے عبور کر کے مصاف کر لیں لیکن یہ طلب معمول ہوا آخر سلطان نے
 جمیع امرا و منصبداروں کو طلب کر کے عبور آب کے بارہ میں کاپا باب تھا اور جنگ کے مقدمہ میں مشر رہ کیا غرض کہ
 بعد مشورہ و گفتگو سب جنگ کرنے اور پانی سے عبور کرنے پر متفقی اللفظا ہوئے اور چون نے کیدل دیکر زبان ہنر کر
 مصحف مجید کی قسم کھا کر قرار کیا کہ کل صبح کے وقت ہم انرا آج آراستہ کیمراہ عبور کر کے جنگ میں مصروف ہوں گے
 لیکن جب یہ خبر دوسرے کفار میں منتشر ہوئی اول شب کو رائے و رکل نے مع لشکر تلنگ کرج کر کے اپنی ولایت کا

عہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ روایت اچھا ہے کہ لاکھوت کے بارہ لاکھ تھوڑے تھوڑے ہزار تھے

راستہ لیا اور دیوراسے سحر کے وقت افواج کو آراستہ کر کے جوالہ قتال پرستیں ہوا اس درمیان میں عالم خان اور گودھی خان اور دلاور خان افغان کہ باپ اور دادا سے امرائے اس خاندان سے تھے بالائے آب سے مع دس ہزار سوار جو کہ کر کے علی الصبح لشکر کفار کے حوالی میں پہنچے اور بحسب اتفاق دیوراسے سے ایک جماعت افواج سے جہاں ہو کر باغ نیشکر کے کنارے سوتا تھا اور مسلمان نیشکر کی تاریخ کے واسطے اس طرف متوجہ ہوئے اور دیوراسے بخیال اسکے کہ دیرہ و دانستہ سر پر چڑھے آئے ہیں مضطرب ہو کر باغ نیشکر کی طرف بھاگا اور تاراجیوں نے مورخ کی طرح اس باغ میں داخل ہو کر گیسے ایسا اچھا لڑا کہ گویا سبھی کا فر نہ تھا آخر شش چند سپاہی دیوراسے سے دو چار ہوئے اسے ہانپان تصور کر کے نیشکر کا نشانہ اسکے دوش پر رکھ کر جلو میں ڈالا دیوراسے نے حیات کو غنیمت جان کر کچھ نہ کہا جب قدرے راہ طری سلطان احمد شاہ کے عبور کا غلغلہ اور دیوراسے کے گم ہونے کی افواہ خاص و عام میں مشہور ہوئی ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیوراسے کی سپاہ متفرق ہوئی اور لشکر سلطانی غارت میں مشغول ہو کر شیرین ترنیشکر سے تھا دیوراسے فرصت پا کر تمام مفردوں کی طرح بھاگا اور ظہر کے وقت اپنے ایک امرائے مقرب کے پاس پہنچ کر چہرہ سر ہو گیا اور اس خبر کے مشہور ہونے سے اسکے امرا اور جمیع سپاہ فراہم ہوئی لیکن دیوراسے نے اس امر کو شگون بد سمجھ کر عزمیت قتال فرسخ کی اور بیجا نگر میں جا کر قلعہ بند ہوا اور سلطان احمد شاہ نے بیجا نگر کی طرف سے عنان مخطف فرمائی ولایت کفار کے درمیان میں داخل ہوا جس مقام میں پہنچتا تھا ان دنوں فرزند اس کے اسیر کر کے سلطان محمد شاہ غازی کے خلاف قرارداد رسم و شفقت کو یکسو چھوڑ کر کفار کو تہ تیغ بیدار رہ رکھتا تھا جس وقت کہ اس ہزار ہند قتل ہوتے تھے قلم بند کرتا تھا اور تین روز مقام کر کے جشن با عظمت ترتیب دیتا تھا اور شاہ دانی کے نقارے بجا کرتا تھا اور لوٹتا تھا اور معاہدہ آتش پرستوں کے ویران کر کے گاؤں میں کو تاہی نہ کرتا تھا اور چاربت برکبی حسن آباد گلبرگ کی طرف بھیجے کہ سید محمد گریز آباد کے مکان کے آستانہ کے آگے ڈالیں تو زائروں کے لکھ کو بھونکتے ہیں جن لوں کہ سلطان بجا لوں کی تخریب اور گاؤں میں مشغول تھا ایام نور و دیوراسے سے ایک حصہ بزرگ کے کنارے مقام کیا اور اس درمیان اتفاقات سے ایک دن سلطان یہ قصد شکار لشکر گاہ سے برآمد ہوا اور ذوق شکار میں ایک بہرن کے پیچھے گھوڑا سر پہنچا یہاں تک کہ آردو سے چھ کوس پر جا پڑا اس صورت میں کفار بنا بجا رہے جو پانچ چھ ہزار سوار کے قریب آسپین ہم عہد تھے کہ آپ کو فدائی بنا کر سلطان پر پہنچا کر ہلاک کریں اور اس ظلم و جور کا انتقام لین یہ کھلے گھوڑوں با دپا عالم سپاہی سوار ہو کر سلطان کے سراغ میں روانہ ہوئے اور ایسے وقت اسکے قریب پہنچے کہ تیر اندازان غل قریب دوسو کے جالور اراوندہ کے پیچھے گئے تھے کچھ دھنی ساتھ تھے سلطان متحیر ہوا اور سے ایک چار دیواری کہ اہل نہراحت نے گاؤ اور گوسفند کے رہنے کو صحرائیں آبادی سے دور بنائی تھی نظر آئی سلطان تعجب تمام اس طرف متوجہ ہوا اور کفار عاصی نے گھوڑے اٹھا کر نہایت غرور و غضب سے تعاقب کیا اور ابھی چار دیواری میں نہ پہنچا تھا کہ ایک شکستہ نالہ حائل ہوا اور اسکے عبور کے وقت کفار نے پہنچ کر خمینا دوسو دکنی تیروں سے مقتول کیا اور قریب تھا کہ سلطان بھی ضائع ہووے کہ ناگاہ وہ تیر انداز کہ جانوران شکاری کے تعاقب میں گئے تھے آپہنچے اور تیر اندازی میں مشغول ہوئے اور کفار کو گونہ توقف واقع ہو سلطان اس شکستہ آب سے گھوڑا لڑا کر برآمد ہوا اور نہراہر شقت و محنت سے آپ کو چار دیواری میں پہنچایا بعد ہا دن تیر انداز دیواروں پر چڑھ کر جنگ میں مشغول ہوئے اور سب نے دل مرگ پر رکھ کر کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا اور سید حسن بدشی اور میر فتح بدشی اور میر علی بدشی

اور میر علی گڑھ اور عبداللہ کابلی اور خسرو وزہک اور خواجہ حسن اردستانی اور خواجہ قلندر بیگ ورقاسم بیگ صفت شکن نے اس روز دود مروی اور مردانگی کی ظہور میں پہونچائی اور سلطان کی زبان مبارک تھیں و آفرین کی صدا سنتے تھے اور کافور نے ضرب بندوق سے چند برادران تیر انداز کو شہید کر کے دیوار پر سے گرا دیا پھر پانچ چھ ہزار کافر دیوسیرت عفت منظر ضرب شمشیر و نیزہ و خنجر سے چار دیواری کے کھودنے اور گرانے میں مشغول ہوئے اور سلطان نے چند تیر اندازوں سے اس چار دیواری میں مضطرب اور حیران ہو کر رضا بقضاوی لیکن جو کہ عنایت بھائی شامل حال تھی سو دیکھ کر ان عبدالقادر بن محمد عیسیٰ بن محمود بن عمار الملک کہ دو صدی منصب رکھتا تھا اسکے دل میں یہ اندیشہ گذرا کہ بادشاہ چند مردم خاصہ سے شکار کو گیا ہو ایسا نہ ہو کہ دشمن قابو پا کر اسپر تاخت لاوین پھر کسی وقت دو تین ہزار خاصہ فیل شاہی ہمراہ لیکر بطور ایلتار روانہ ہوا اور ایسے وقت سلطان کی خدمت میں جا پہونچا کہ کفار پانچ چھ گز دیوار سار کر کے جنگ میں مشغول تھے عبدالقادر افواج ترتیب دیکر فدایان کفار پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی افضل الہی اور اقبال بادشاہی سے غالب آیا اور ہزار سو دیکھ کر کفار نے ہتھیار رکے کہ فلک آگے قتل سے عاجز تھا علف تیغ اسلام ہوا اور غازیان اسلام میں سے پانچ سو نے شہادت جگھا اور سلطان نے تائبہ ازوی اور عبدالقادر کے حرم و شہنشاہی سے اس بلبلہ سے نجات پائی اور دوبارہ تخت شاہی میں سرسبز رسیدہ بود ملائے و لے بھر گذشتہ اور عجائب و رنگا سے ہو کر سلطان عظیم الشان مالک تھے ہزار خیل و شتم کا ساتھ ایسی محنتوں کے کہ بادشاہوں کو کم وقوع میں آتی ہرگز تھا ہوا تھا عاقبت بچ کر گذری سلطان احمد شاہ نے اسی دن عبدالقادر کو بالقاب برادر جان بخش دیا حق گزار اور خطاب خانبھان اور منصب دو ہزاری سے سرفراز فرما کر سپہ سالار لشکر تانگ کیا اور خانبھان نے چالیس برس از روئے استقلال برار کی حکومت کی اور فتح اللہ و الملک جو آخر میں بادشاہ برار کا ہوا جسکا تذکرہ عنقریب ہوگا وہ خانبھان کے غلاموں سے تھا غرض کہ اسی طرح سے سلطان احمد شاہ نے ہر ایک تیر انداز کو خلعت ہائے فاخرہ اور خطاب ہائے لائقہ اور منصب مناسب سے نوازش فرمائی اور لوازم عنایت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور سید حسن بخشی اور میر فرخ بخشی اور میر علی سید تانی اور حسن خان اور فرخ خان اور علیخان ہر ایک ایک صدی ہوئے اور قاسم بیگ صفت شکن نے منصب پانصدی پر ہتیا ز ہو کر کلہر کی جاگیر پائی اور خواجہ بیگ نے خطاب قلندر خان اور منصب دو صدی پایا اور حسن آباد کلہر کی دار و دھکی پر مامور ہوا اور میر علی گڑھ نے ایک کفار سجانگر کو ضرب بندوق سے ہلاک کیا تھا کافر کش کا لقب پایا اور نہراہی میں منتظم ہوا اور عبداللہ کابلی نے منصب اراں صدہ سے ہو کر بلدیہ جنیری حکومت پائی اور خواجہ حسن اردستانی اور خسرو بیگ اور بیگ بھی امیران صدہ سے ہو کر دونوں کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کو آداب تیر اندازی سکھاوین اور خلعت حسن بصری الخاٹب بھلاک التاجار نائب کو حکم ہوا کہ عراقی اور خراسانی اور ماوراء النہری اور مروی اور عرب کے متین ہزار تیر انداز ملازم رکھیں اور اسی طرح سے جمیع امرا کو حکم ہوا کہ تیر اندازی کی تربیت میں کوشش کریں اور اپنی اولاد کو بھی رسوم تیر اندازی تعلیم دیں اور بعد اس قضیہ کے سلطان نے کو بیچ کیا اور بیجا ناگر میں آنکر تسبیح کی تدبیر کی اور محصوروں کی تصنیق میں کوشش کی آخر کو دیورائے نجات عاجزی میں دیکھ کر طالب صلح ہوا اور سلطان کے یہ شرط کی کہ اگر خزان چند سالہ فیضان عاصیہ کی پشت پر بار کر کے اپنے فرزند کے ہمراہ مع نقارہ اور سرنا اور نفیر دیو غو بھیجے البتہ قبول ہوگی دیورائے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا استنبہ بیٹے کو جو نہایت چرب زبان اور لسان تھا با تحائف و امان

اور بہت سائق و جنس اور آتشہ نفسیہ تیس با تھی کوہ پیکر خاصہ کی پشت پر کہ انھیں اپنے محلات خاصہ میں بڑھتا تھا اور خود بہر و ذرا کا اہتمام کرتا تھا روانہ کیا اور سلطان کے حکم کے موافق امرانے استقبال کر کے اردو بازار کے درمیان سے نقارہ بجاتے متور و خروش کرتے سلطان کے ملاحظہ میں در لائے اور سلطان دیوراسے کی بیٹے سے بے لگیا ہوا اور اپنے تخت کے قریب جگہ دی اور خلعت فاخرہ چکا کر و خمر صبح وغیرہ سے سرفراز کر کے پیش گھوڑے عراقی اور عربی اور پیش گھوڑے راہوار ترکی اور بخشی اور پانچ فیل اور پانچ جینے اور نو تازی شکاری اور تین باز کر ہرگز ناہکیوں نے مثل اس کے نہ دیکھے تھے عنایت فرمائے پھر وہاں سے کوچ کر کے آب گشنہ کے کنارے سے اسے رخصت کیا اور خود بدولت و قبائل دارالملک حسن آباد گلگت تشریف لایا اور اس سال اساک باران کے سبب سے قحط عظیم واقع ہوا تھا اور نرین اور کنوئیں اکثر مالاک کن کے خشک ہو گئے تھے چنانچہ اکثر چار پائے اور جانور صالی بے آب سے مر گئے اور سلطان احمد شاہ نے دروازہ خزانہ کا کھول کر سپاہ پر تقسیم کیا اور غلہ شاہی کے کھتے کھول کر غرابا اور ساکین کو بانٹا جب ایک سال اس طرح پر گزرا اور دوسرے سال بھی آٹا و نر و ک فیوض آسانی کا طور ہوئے سلطان احمد شاہ نے مضطرب ہو کر علماء اور شایخ اور زما کو نماز استسقا کی تکلیف دی لیکن اسپر بھی اثر مترتب نہ ہوا عیان سلطنت اسے شوم جان کر کلمات ناخوش اور حرف سچا کہتے تھے ہنر کو سلطان خود متاثر اور محزون ہو کر بنفس نفیس صحرائ کی طرف گیا اور تنہا ایک بلندی پر چڑھ کر چند کھوت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے زمین پر گر کر اسقدر زاری اور بیقراری کی کہ خدا کی قدرت سے اسیدم ایک اعظم آسمان پر نمودار ہو کر برسنے لگا اور سلطان نے محض غلط ہو کر عرض کی کہ میں فیض سجائی اور رحمت ربانی سے نہ بھاگوں گا اور اسقدر توقف کروں گا کہ باران بھج جاوے لفظ برآمد کیے میں از تیغ کوہ و بفرید غریب دن باشکوہ و ببارید باران و خندید باغ و جہان گشت از سر جو روشن چراغ و ہمہ شہر ویرانہ آباد شد و دل شاہ از خرمی شاد شد و اور جو لوگ کہ سلطان کے ہمراہ آئے تھے سب شدت ہوا اور باران سے کاپٹنے لگے اور بہتیت مجموعی صغیر و کبیر جوش و خروش میں آکر کہنے لگے کہ اے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ولایت تیری معلوم ہوئی اب شہر کی طرف مراجعت فرما تو خلق آسودہ ہووے اور جو سلطان خود بھی پانی کے تر ہونے سے بہانہ طلب تھا ہمیں باتش میں دارالامارتہ میں آیا اور اسی دن سے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ملقب اور شہر و دیوار و چونکہ راسے بجا نگر کے ساتھ راسے و ریکل کے متفق ہونے سے بادشاہ راسے و ریکل سے بہت ناخوش تھا اس کے ساتھ ساتھ جو بیس چہری میں عزم تشییر و ریکل اور سائر بلاد تلنگ کا حکم کر کے سوار ہوا جن م گلگندہ میں جو پانچا خان اعظم غنڈا کو مع امرا اس حدود کی طرف برسم ہراولی پیشتر روانہ کیا اور خود بھی ایک جہینے اور بیس دن کے بعد قدم رکھا بظفر مین لایا اسی درمیان میں فتحنامہ و ریکل کا پہونچا اور اس فتح کا باعث یہ تھا کہ خان اعظم جے ریکل کے اطراف میں پہونچا راتے تلنگ نے لشکر اطراف و کثافت سے بہر پہونچا کہ فرصت غنیمت جانی کیونکہ ابھی سلطان نے مرکز جدل قتال میں نزول نہ فرمایا تھا انرض صف جنگ آراستہ کر کے لڑا اور بتا بید ز دانی راسے و ریکل مع سات ہزار تلنگ سوار و پیادہ کے مقتول ہوا اور ریکل اہالیان سلطانی کے تصرف میں آیا اور سلطان باطنیان تمام و ریکل میں داخل ہو کر جمع خزانے اور دینے پر کر راجہ کے آبا اور اجداد نے ہزار محنت و مشقت دست برد و نوبت و غارت سلطان محمد خلیق شاہ سے گوشہ محفوظ میں بگاہ رکھا تھا سلسلہ تین وجہ سے متعرف ہوا اور خان اعظم عبداللطیف کو دس با تھی بزرگ نامی

اور سب سے بڑی کو چک اور ایک مالامع اور چار سون مرورید اور چالیس ہزار ہون نقد غنایت فرمائے اور پھر باقی بلاد تلنگ کے لینے کے واسطے تعین کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ میں اکثر بلاد تلنگ کو سر کر کے جا بجا بھجوانے لگا پھر بادشاہ کی ملازمت سے وکیل میں شرف ہوا سلطان والا دودمان قدر دان بہت خوش ہوا گلے سے لٹکایا پھر دوبارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کر کے اور زیادہ اقتدار کیا پھر بعضے واران مملکت تلنگ کے قلعہ فتح کے واسطے کہ قلاع تین میں فتح حصہ ہو کر اعلام ممانہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود قرین فتح وغیرہ ذری دار الملک حسن آباد گاہر کی طرف مراجعت فرما ہو کر سب الخیر ہو گیا اور وہ آرزو کشان ماضیہ بہینہ لے چلے گئے تھی اسے نصیب ہوئی اور سب سے اچھے سوچیں سچری میں قلعہ باہر پر کسی تقریب کے سبب لاطین بہینہ کے تصرف سے برآمد ہو کر ایک زمیندار کفار کے ہاتھ آیا تھا چڑھا کی کی اور باوصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح و امان سے لیا لیکن نقص عہد کر کے اس زمیندار کو سب پانچ چھ ہزار ہندو تہ تیغ کیا اور انکی آل اولاد کو قید کر لایا اور حصار کلم کو فتح کر کے معدن الماس کو حاکم کو ملو وارہ کے تحت میں سٹی اپنے قبضہ و تصرف میں لایا اور بہت تھانے شکست و مسامحہ کر کے ان مقاموں پر مسجدیں تعمیر کیں اور موزن اور خادم اور غن چرائع متحرک کیا اور سال پھر الجھو میں مقام کر کے قلعہ کاویل کو احداث کیا اور قلعہ ترناہ کی مرمت کر کے مراجعت کی اور غرض اسکے بنانے سے یہ بھی کہ مملکت خاندیسق مالوہ اور گجرات جو صاحبقران امیر نیرو گورگان نے سلطان فیروز شاہ کو غنایت فرمائی تھی الجھو میں اقامت کر کے آہنگی اور تدبیر سے اس پر تصرف ہو اسکے بعد بھی انگریزوں کے واسطے عنان عریضہ غلط گئے اور جب یہ راز ہوشنگ شاہ والی شادوا آباد مندو کو دریافت ہوا اسنے فرسنگ حاکم قلعہ کھتر کو جو باج گزار بہینان تھا اپنی متابعت اور موافقت کی ہدایت کی فرسنگ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی صلاح سے دو مرتب لشکر اس کی ولایت پر بھیجا اور ہر بار اسکے لشکر نے شکست کا کھل اتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر و غضب میں انگریز تیسری بار ایک جماعت معتد کو اس ولایت پر روانہ کیا اور انھوں نے سرزمین اس ولایت میں پہونچ کر بہت خرابیاں واقع کیں یعنی لوٹ مار کے سوا باغ و بہار کی زرعہت پامال کی کھیت میدان کیے سپہر بھی اکتفا کر کے بعضے برگنات پر اسکے قابض اور تصرف ہوئے اور فرسنگ جب لشکر کی فراہمی میں مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اس طرف کی عزیمت کی اور سفر کے سامان میں مشغول ہوا اور فرسنگ نے بیتاب و مضطرب ہو کر سب سے اچھے سوچیں سچری میں المی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت میں روانہ کیا کہ ان دنوں میں ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دوخواہ قہیم کی شکست کا قصہ لکھتا ہے اور اس نے مانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرا نگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش میں اور زمین پوش اسکی اطاعت کا اپنے دوش پر لایا ہے حکام اطراف کمترین کو اس درگاہ کے مسوون سے جانتے ہیں حاشاکہ بندگان دار اور بان اپنے بندگان صمیمی کی امداد اور معاونت میں تساہل و اتر کھیں اور جلد فرماؤ کہ پہونچیں سلطان نے فرمان اسکی وقت عبدالقادر المصطفیٰ پنجا پنجان کے نام جو کہ حاکم برار تھا بھیجا کہ بحیرہ وصول فرمان قضا جریان لشکر برار کو جمع کر کے فرسنگ کی ملک کو روانہ ہووے اور پیچھے سے خود بھی چھ ہزار سوار شیخ گزارہ لے لیکر لشکر کے پہانہ سوار ہو لاؤر شکار کنان المیوزین داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ بھی اپنی ولایت میں تھا کہ سلطان احمد شاہ شکار قہیم میں مصروف ہو کر وہ مہینے اس لشکر میں مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اسکی

اور سب سے بڑی کو چک اور ایک مالامع اور چار سون مرورید اور چالیس ہزار ہون نقد غنایت فرمائے اور پھر باقی بلاد تلنگ کے لینے کے واسطے تعین کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ میں اکثر بلاد تلنگ کو سر کر کے جا بجا بھجوانے لگا پھر بادشاہ کی ملازمت سے وکیل میں شرف ہوا سلطان والا دودمان قدر دان بہت خوش ہوا گلے سے لٹکایا پھر دوبارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کر کے اور زیادہ اقتدار کیا پھر بعضے واران مملکت تلنگ کے قلعہ فتح کے واسطے کہ قلاع تین میں فتح حصہ ہو کر اعلام ممانہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود قرین فتح وغیرہ ذری دار الملک حسن آباد گاہر کی طرف مراجعت فرما ہو کر سب الخیر ہو گیا اور وہ آرزو کشان ماضیہ بہینہ لے چلے گئے تھی اسے نصیب ہوئی اور سب سے اچھے سوچیں سچری میں قلعہ باہر پر کسی تقریب کے سبب لاطین بہینہ کے تصرف سے برآمد ہو کر ایک زمیندار کفار کے ہاتھ آیا تھا چڑھا کی کی اور باوصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح و امان سے لیا لیکن نقص عہد کر کے اس زمیندار کو سب پانچ چھ ہزار ہندو تہ تیغ کیا اور انکی آل اولاد کو قید کر لایا اور حصار کلم کو فتح کر کے معدن الماس کو حاکم کو ملو وارہ کے تحت میں سٹی اپنے قبضہ و تصرف میں لایا اور بہت تھانے شکست و مسامحہ کر کے ان مقاموں پر مسجدیں تعمیر کیں اور موزن اور خادم اور غن چرائع متحرک کیا اور سال پھر الجھو میں مقام کر کے قلعہ کاویل کو احداث کیا اور قلعہ ترناہ کی مرمت کر کے مراجعت کی اور غرض اسکے بنانے سے یہ بھی کہ مملکت خاندیسق مالوہ اور گجرات جو صاحبقران امیر نیرو گورگان نے سلطان فیروز شاہ کو غنایت فرمائی تھی الجھو میں اقامت کر کے آہنگی اور تدبیر سے اس پر تصرف ہو اسکے بعد بھی انگریزوں کے واسطے عنان عریضہ غلط گئے اور جب یہ راز ہوشنگ شاہ والی شادوا آباد مندو کو دریافت ہوا اسنے فرسنگ حاکم قلعہ کھتر کو جو باج گزار بہینان تھا اپنی متابعت اور موافقت کی ہدایت کی فرسنگ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی صلاح سے دو مرتب لشکر اس کی ولایت پر بھیجا اور ہر بار اسکے لشکر نے شکست کا کھل اتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر و غضب میں انگریز تیسری بار ایک جماعت معتد کو اس ولایت پر روانہ کیا اور انھوں نے سرزمین اس ولایت میں پہونچ کر بہت خرابیاں واقع کیں یعنی لوٹ مار کے سوا باغ و بہار کی زرعہت پامال کی کھیت میدان کیے سپہر بھی اکتفا کر کے بعضے برگنات پر اسکے قابض اور تصرف ہوئے اور فرسنگ جب لشکر کی فراہمی میں مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اس طرف کی عزیمت کی اور سفر کے سامان میں مشغول ہوا اور فرسنگ نے بیتاب و مضطرب ہو کر سب سے اچھے سوچیں سچری میں المی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت میں روانہ کیا کہ ان دنوں میں ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دوخواہ قہیم کی شکست کا قصہ لکھتا ہے اور اس نے مانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرا نگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش میں اور زمین پوش اسکی اطاعت کا اپنے دوش پر لایا ہے حکام اطراف کمترین کو اس درگاہ کے مسوون سے جانتے ہیں حاشاکہ بندگان دار اور بان اپنے بندگان صمیمی کی امداد اور معاونت میں تساہل و اتر کھیں اور جلد فرماؤ کہ پہونچیں سلطان نے فرمان اسکی وقت عبدالقادر المصطفیٰ پنجا پنجان کے نام جو کہ حاکم برار تھا بھیجا کہ بحیرہ وصول فرمان قضا جریان لشکر برار کو جمع کر کے فرسنگ کی ملک کو روانہ ہووے اور پیچھے سے خود بھی چھ ہزار سوار شیخ گزارہ لے لیکر لشکر کے پہانہ سوار ہو لاؤر شکار کنان المیوزین داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ بھی اپنی ولایت میں تھا کہ سلطان احمد شاہ شکار قہیم میں مصروف ہو کر وہ مہینے اس لشکر میں مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اسکی

نربوئی پر کر کے بطریق ایفکار کھڑے کے اطراف میں آیا اور بعد تاریخ وغارت کے تلو کو محاصرہ کر کے زبان لاف و گزاف میں
 کھولی اور سلطان احمد شاہ یہ خبر سن کر الجھپور سے کھتر لے کر سمت متوجہ ہوا اس عرصہ میں ملا عبد الغنی صدر اور نجم الدین مفتی
 اور بھی علماء سلطان سے کہنے لگے کہ اب تک کبھی ایسا اتفاق نہیں پڑا کہ شاہان ہند میں سلطان انون سے لڑے ہوں اس
 صورت میں حضرت کو ہر نامی سے پرہیز لازم ہو خصوصاً اس مقدمہ میں کہ تمام خلقت کے گلی سلطان کفار کی حمایت
 کر کے اہل اسلام سے محاربہ کر رہا ہو اور سلطان کہ جو شنگ شاہ کے لشکر سے میں کوں دھڑ بھونچا تھا اس کلام سے
 ہو کر آدمی اسکے پاس بھیجا کہ زنگیہ اس سرکار کے متعلقین سے ہوشیاریاں محبت وہ ہو کہ آپ اپنی ولایت کی طرف
 کوچ کر جائیں کہ ہم بھی علماء شیعہ محمد بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی التماس کے موافق اپنی ولایت کی طرف متوجہ
 ہیں اور پھر بھی مالوہ میں ان کے اردو میں نہ پہنچا تھا کہ وکیلون نے کوپ کیا اور شنگ شاہ اس پیغام سے نہایت آزرده
 اور آشفقتہ ہوا اور بسبب اس غرور کے کہ سلطان کے سپاہ رکاب پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے اور آپ تیس ہزار سوار
 رکھتا تھا جمیل تمام شاہ کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ جس منزل سے کہ سلطان احمد شاہ ہمیں کوں کرنا تھا وہ اس مقام میں فرس
 ہوتا تھا جہاں پنجابری اسکی حد سے گزری سلطان نے عالموں کو طلب فرمایا اور کہا جو کچھ بتنے فرمایا تھا اور جمیل اسکی وجہ بھی
 میں بجالایا اور یہ بے ناموسی برداشت کی کل بہانے کو پھرتے کے حال اقبال دو اندر ونگا اور فلان دریا کے کنارے
 کہ میری مملکت ہو مقیم ہو گا اس حالت میں جو شخص کہ میرے مقابل ہو گیا اس سے لڑو گا اور ایسی حالت میں حدیث
 کے بموجب و مال شامل حال اسکے ہو گا اور علمائے اسکو جائز رکھا چنانچہ دوسرے دن اس نیت سے افواج آراستہ کر کے
 چار سو باقتی جنگی کہ ان میں سے اکثر مست تھے جا بجا گھاڑے رکھے اور مینہ عبد القادر خان بھمان اور میر عبد اللہ خان شہر
 جمیل فتح سے آراستہ کی اور چتر سیاہ شاہنشاہ اودہ علاء الدین کے سر پر لگا کر قلب کو اسکے سپرد کیا اور خود مع دو ہزار
 سوار انتخابی اور بارہ فیل جنگی دست چپ کی طرف کمینگا مین بٹھا جو شنگ شاہ نے اس دن کو بھی اور روزوں
 کی طرح قیاس کر کے بے تامل تعاقب کیا اور ہر وایت صحیح مع سترہ ہزار فرج کے فوج دکن کے مقابل پہنچا جب
 فرصت لشکر جمع کرنے کی نہ تھی جنگ میں مشغول ہوا اور بانہا گروہ داگر گرم ہوا ہر ایک جوان شیر نیتان پل تن اہل لہوہ
 اور دکن نے کہ سالہا سے دراز سے آرزو مند جنگ یکدیگر تھے ہزارے ذاتی عیان کیے نظر دو لشکر کبھی اکٹھے نہ ہوئے
 دو دریا سے آتش برآورد موج بہ شداد ہر دو لشکر آراستہ قیامت زدہ زمین خاستہ کہ نمودن شیرین فردوس ہوا
 بمیدان یکے با یکے کارزار بہ چوراء ہوا البتہ شد بدعقاب بہ زویدہ نہان شد بروز آفتاب بدجب طرفین نے سپرین
 سنبھا لکر تلواروں پر ہاتھ ڈالا اس جاک سے لڑنے لگے کہ آنکھ خیرہ ہوئی تھی سلطان احمد شاہ یہ حال دیکھ کر گنگا
 سے برآ ہوا اور بے نفس نفیس شیر نریاں اور پیل دمان کی طرح لشکر ہو شنگ کی صف پر حملہ کیا اور لشکر شنگ
 اسکے حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلا فوج دکن نے دست بہ نیزہ و شمشیر ہو کر تعاقب کیا اور دو ہزار مرد اہل تیرہ
 غنیمت کے قتل ہوئے سادو سلب و احوال و اقبال اٹکا تاراج ہوا اور ہو شنگ شاہ کے حرم اور دو دختر اور
 دو سہیل دستگیر ہوئے ناگاہ اس حال کی خبر زنگیہ کو پہنچی وہ بھی ضیق محاصرہ سے برآمد ہو کر سدھار
 مثل مار دم پریدہ بر خود پھیدہ ہوا جو مسلمان اس کے ہاتھ آتے قتل کیا اور بت اہل اسلام اس کے
 ہاتھ سے شہید ہوئے سلطان احمد شاہ یہ سن کر نہایت متاسف ہوا اور ہو شنگ شاہ کے اہل و عیال

کوسیت اعدا اور اکرام سے تسکین بخشی دیکر جاے بخوف میں بٹھا یا اور خلعت و انعام دیکر مردم معتبر اور چند خراج پورا
 ہمارہ کر کے مالوہ کی طرف روانہ کیا اور نہ سنگھ اپنے بیٹوں کو لیکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان کو کھڑکین
 لجا کو ضیا فتون میں مشغول ہوا اور شیکشاے لائق گذرانی آرا بجلہ ایک من الماس اور باقوت اور مروا پر بدن تھا
 اور سرداروں اور نامداروں کی بھی خدمت ہاے لائق سے لوازیم عظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذشت نہ کیا اور بادشاہ
 کی مشایعت میں بالفاق فرزند ان نصیبہ ماہور تک آیا اور خلع اور حرز پہن کر وہاں سے باخاطر شگفتہ اپنے شہر کی طرف ہی
 ہوا اور تاریخ مالوہ میں مسطور ہو کہ سلطان احمد شاہ جب عازم تخیل کھڑکے ہوا اور راے کھڑکے نے ہوشنگ شاہ سے طلب
 کی وہ فوج لیکر دکن کو آئے بالند اس معاملہ پر ان دونوں بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی و اللہ علم بالصواب اور سلطان احمد شاہ
 اسی یورش میں جب حصار بند کے حوالی میں پہونچا عزم شکار میں مہ فرزدان و مغربان لشکر سے جدا ہو کر انڈ فلک دور کے
 سیار ہوا نظر نالیدن در آمد ملک باز در آمد مرغ صید افکن بہ پرواز نہد یکسو جہہ بازان یکچیز بہ خون صید کردہ پنجہ
 تیز بہ وزان سوے دگر شاہین بہ پرواز نہد ر بودہ نقد جلان از کلبک و دراز بہ اورا شنائے سپہین نظر جستہ از انکی
 ایک صحرا پر جا پڑی کہ صحت و خضریت میں گویا سیر خضر اور طافت و صفایں چشمہ خور یا کرتہ تھا اسکا سخن زمین میں
 برین اقسام ریاحین سے آراستہ اور رنگ برنگ سببامات اور سستی سے پیراستہ تھا اور ہر طرف اسکے سبزہ زار تھا
 بلخ سے زیادہ پر بہار تھا چشمنہاے سرو و شیریں روان تھے جائز ان کی قاز قرے مرغابی پران تھے کسین گلے
 سپاہی ہرن کی طرح چوڑی بھرتے تھے اور کبھی پھولوں کی جھاک سے ست ہو ہو کر گرتے تھے مجا و ان شام و صبح کی خاکیاک میں
 طبلہ غیر اشب کھولے ہوئے اور ساخران صبا و شمال اسکی ہوائے فیض بخش میں نافہ مشک دفر کھلے ہوئے تھے نظر اہل
 چشمہ چون آب جو انچہ راغ الدہر جانب فوزان بہ شقائق رستہ و سہر و سیدہ بلنیم صبح جیب گل دریدہ بہ ناگاہ اس صحرا کے
 پر فضا میں ایک لومڑی نظر آئی کہ کرد و فریب و خدع کے کتب میں بھیکر شیطان کو دریں تہی تھی اور رنگ سازی اور شعبہ بازی
 میں ساحر تو کیا فلک شعبہ باز کو بازی تہی تھی صبا و دن کا قرین بہت کچھ کی تھی کبھی اپنے تین لطیع خام گرفتار دام نہ کیا
 نظر رہے چست و دغا پیشہ بودہ مایہ تنہا چے آن پیشہ بودہ لبت و باز یگر صحرا و درہ و در دکان یردہ بازی فو
 ہم و صحرا الفخاں بود از وہ ہم سگ وہ نرہ زنان بود از وہ در حاکم شہرے از وہم کم چمن فلک فستہ مجا و ب
 دہم بہ المقصود وہ جیلگرد غا پیشہ صحرا و پیشہ میں ہا کرتی تھی اور نشاط و نشاط سے جست کرتی تھی اور بھٹی تھی اور لطائف محل
 سے آپر سگان تیز و ندان کی نظر سے پوشیدہ رکھتی تھی اسکی حرکتیں دیکھ کر سلطان احمد شاہ نے تعجب کے واسطے حکم فرمایا کہ چند
 قلا وہ سگان خیر چنگال اس حمال کے و نہال چوڑین تو اس صحراے پر فضا اور دشت پر بہار میں کر نہایت وسیع اور ہوا
 ہو حیلہ کر کی نیزنگ سازی سے اتہاج و مہر و حال ہووے میر شکار نے چن نازی شیر صولت اسکے تعاقب میں چھوڑے اور
 لومڑی کی جوہن اپنر نظر پڑی شعبہ بازی کر کے ہر چند چاہا کہ بجیلہ و نیزنگ کے چنگ و دندان سے آپر ہا کر کے کسی سراخ
 میں جا آوے مہر نہوا اور جب کتوں نے جولانی میں صدفقت کر کے چاہا کہ اس تکاپو پہونچا دین عاجز ہو کر سست بہر
 عمل کیا بہت وقت ضرورت چہ نہا نہ گریزہ دست بگیدہ دست شیر تیز بہر مہر متیز و آویز بلطہ کرتا زبون پر حملہ آور ہوئی اور ہر
 گردون و قار انگشت دانتوں میں داب کر اسکی جرات سے حیران ہوا اور اس کے خاطر ملکوت ناظرین یہ خطرہ گذر کر لیا
 اس سہر میں جنت تہن میں کی آہ ہوئی تا شہر سے ہر مناسب ہو کہ اس مقام کو نشہ نشین کر کے وارا ملک گردانوں پھر اپنا

مانی المصیر مرقبان درگاہ اور بزرگان بارگاہ سے تقریر کیا نظم شہنشاہ پیران سخن برکشا و چکرانیک بروہوم فرخ نوا
 بسازم من اینجا کیے خوب جاے کہ باشد بشادی مرا رہنماے پیرانم کی قلندر سنگ لہجہ بود اندر رش باغ و ایوان
 و کاخ پشستن گئے بر فرازم چو ماہ بہ چنان کہ بود در خورتاج و گاہ ہیکے شہر سازم ہر نیچاے سن کہ خیرہ ماند و روغن
 القصد بھون نے زبان بدعا و ثنا کھولی اور بیت پر بھی بیت ای شہنشاہ مبارک رو کہ حاصل سکنت بہ اختران آسان از
 طلعت نیک ختری و چین مرے خاطر اقدس میں کی مبط انوار ربانی اور ورد الہام غیبی ہر تو کو ڈالا ہو صلاح دولت ابد
 پیوند ہو کس اسطے کہ یہ مکان مملکت و کن کے وسط حقیقی میں واقع ہوا ہو اور آب و ہوا میں زمین بہا کی بہتر ماکن ہندوستان
 سے ہوا و ہوسودان اور اق کا کتا ہو کہ میں نے بلا و عظم ہندوستان کو دیکھا لطافت و خوبی میں مانند اس مملکت کے نظر نہ آیا
 زمین اسکی شجرت سودہ کی طرح سرخ ہو اور ایام برسات میں کہ خوب ترین فصلماے ہندوستان سے ہر طرح مطابقت میں ہوتی
 ہو کس واسطے کہ اطراف شہر میں دس سچ تک جو اکثر زمین سرخ ہو اور پیدا کی نہیں کھتی سیر و شکار کے وقت ساہن بھاؤن
 میں نہ گھوڑا توش بھیجتا ہوتا آوی کیونکہ گھوڑوں کا دم اور آویوں کا قدم گل آلود میں ہوتا کیچر کا چھکا سیر و شکار میں بہت
 پائون زمین بھسلا ہوا تھ میں جو تیان اور پانچا چڑھا نیکی نو بہت میں آتی اور پیچیدہ ہوا پانی جا بجا بہ گیا شہر کا نیکی کو چھ صاف رہ گیا
 اور علاوہ اسکے یہ کھلے ہو کہ جامرا اور بدن سرخ نہیں ہوتا اور اکثر میوہ خراسان اور عراق کا وہاں پیدا ہوتا ہو اور خواجہ
 کاوان الفخاطب نجو اچہ جان نے زعفران اور مرو و اور قسم قسم کے انگور اس میں سے حاصل کیے مگر اس وقت میں کوئی لاک
 و مزی نہیں رکھتی اور شہر میں گاہ شاہان صاحب اقتدار نہیں ہر لیکن وہ سرزمین اتنا بہتک پر میوہ تر و دوسرے مقاموں سے ہو
 القصد جب بزرگان صاحب جہان ارادہ سلطان سے واقف ہوئے جو میوں اور اختر شناسوں کو بلایا اور تحقیق فرمایا
 کہ حصار بیدر کے نزدیک یہ شہر احداث کرنا اور دار الخلافت بنانا بحسب جہاد علوی اور سفلی کیا صورت رکھتا ہو نظر زرا اختر
 شناسان بہ پیر شاہ کہ گرسازم اینجا کیے جاگاہ بہ از و فر بختم بسا مان بودہ دیا کار با جنگ سازان بودہ بگفتند کہ بگفتہ
 گوین کہ خوب بہت و فرغندہ انجام امین بہ جب جو میوں نے یہ مژدہ جان بخش سنا یا مہنہ سان قلبیہ شہر
 اور طراحان مانی آثار کہ ہر ایک علم ریاضی اور ہندسہ میں بقراط سقراط و جالینوس زبان تھتھ اور مختلف مہصار
 اور اقطار سے شاہی سرپرش یا نظیر کے خدام میں مساک اور بظنم ہوئے تھے ملک بصدارت سے صورت شہر و عمارت
 کو لوح دھارت پر لکھا اور سلطان کے نظر مبارک میں پہنچایا اور جس ساعت میں کیوان ملنہ ایوان نے اپنے
 بیت الشرف کو مشرف کیا تھا اور ناہید عیش گستر برج نور میں جلوہ گر اور فر سر راج السیر فلک بچ اسد میں کہ
 خورشید کا آشیادہ ہو اپنی منزل گاہ کیے ہوئے اور مشتری سعادت اثر اپنے جلوہ گاہ میں جل قامت ڈالے
 ہوئے تھے بنائے شہر اختیار کی اور ہزار ہا روپیہ صرف کر کے کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر اور عمار و انشور بہتر
 پرور تلاش کر کے آئے وہ اپنے کام میں مشغول ہوئے اور اس مقام میں کہ قدیم الایام میں حصار بیدر تھا دارالامارہ تھا
 خواہ تیار کی اور تھوڑے عرصہ میں محل شاہانہ و منازل خسروانہ تعمیر کیے پھر امر اور اعیان درگاہ اور تمام سپاہ نے
 دور عمارت شاہی میں طرح منازل و مسکن ڈال کر اس شہر کا نام احمد آباد بیدر موسوم کیا اور کتب ہند کہ اس سے پانچویں
 سال پیشتر تصنیف ہوئیں ان میں لکھا ہو کہ قدیم الایام میں شہر بیدر راہان و کن کا ٹھگاہ تھا اور جو راے کہ اس شہر کے
 تخت پر جلوس کرتا تھا مملکت مرہٹ اور تلنگ اس کے زیر نگین رہتی تھی اور اچھہ ہم سین ہر نہایت عادل اور

ایک شہنشاہ پیران

عاقل اور شجاع اور سخی تھا وہ بھی شہر بیدر کے ریا ان مشہور سے ہوا اور راجہ نل شاہ مالوی غائبانہ راجہ پیمین کی دختر پر کہ دمن نام رکھتی تھی عاشق ہوا اور انکی عاشقی اور عشوقی کا قصہ ہندوستان میں معروف ہوا اور شیخ فیضی شاعر نے جلال الدین محمد اکبر شاہ کے حکم کے بموجب انکی داستان سلک نظم میں نظم کر کے اسکا نام دمن رکھا اگر کسی کو رغبت آئے عشق و محبت پر اطلاع کی ہو وے اس کتاب کو معائنہ کرے القصہ سلک سالک طریقت شیخ آذری اسفر اینی کہ ان دنوں میں سلطان احمد شاہ کا ملازم رکاب تھا قصیدہ سے مدح شاہ اور تعریف شہر عمارات میں موزوں کیے اور بادشاہ کے ملاحظہ میں گذر کر صلہ لائق اور خالق پایا اور سلطان کے حکم کے موافق بہمن نامہ کہنا شروع کیا جب اس شہر یار کی داستان انجام کی کتاب بادشاہ کے ملاحظہ میں در لایا اور ولایت کی خدمت طلب کی بادشاہ نے فرمایا مجھے سید محمد گیسو درازی فوت سے ایک کلفت عظیم کا سامنا ہوا اور تیرا وصال رفع کرتے والا مواد غم و الم ہو گیا نہ کہ تیرے فراق میں مبتلا ہوں شیخ نے جب اس قسم کے التفات سلطان سے معائنہ کیے ہندوستان کی سکونت اختیار کر کے اپنے فرزندوں کو ولایت سے طلب کیا چنانچہ ان دنوں میں قصر ارا لمارہ بخوبی تمام تیار ہوا اور شیخ نے یہ ابیات موزوں کیں ابیات جنداقصر مشید کہ زفر طعظرت بہ آسمان سدہ از پایہ این درگاہ است بہمن ہم نتوان گفت کہ ترک ادب است بہ قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ است بہ اور ملائحت الدین مازندانی نے کشاہ نعمت اللہ کے مریدان اور خوشنویسی میں معروف و مشہور جہان تھے ان بہتوں کو بجز جملے لکھکر سنگتراشان تلمیسی کو جو تقلید میں سحر آفرین تھے حوالہ کیں انھوں نے اس کو سنگ لقیس و کلان پر کندہ کر کے دروازہ پر چسپان کیا ایک دن سلطان کی نظر اسپر پڑی شہزادہ علاء الدین سے پوچھا کہ یہ کسکے اشعار ہیں عرض کی شیخ آذری کے نتائج طبع سے ہیں شاہ محظوظ ہوا شہزادہ نے فرصت اور عرض کا موقع پا کر گزارش کی کہ شیخ بمقتضای حب الوطن من الایمان کے ارادہ روزگاری ولایت رکھتا ہوا کہنا ہو کہ حضرت اگر رخصت عطا فرما دیں حج اکبر کا نصف ثواب جو مجھے نصیب ہوا ہو پیشکش کرونگا بادشاہ اس امر سے زیادہ تر شگفتہ ہوا اسی وقت شیخ کے احضار کا حکم دیا اور شاہ نے خواجگی سے مجلس ہزار روپیہ منگو کر شیخ کے رو برو رکھے شیخ کی جب نظر اس زرخیز پر پڑی بادشاہ سے کہنا لایکل عطا یا کم الامط یا کم بادشاہ یہ جملہ سنکر متبسم ہوا اور فرمایا کہ میں ہزار روپیہ خرچ راہ اور وجہ کرایہ کے واسطے حاضر کرو اور جو ساعت نیک ہو جی تھی اسی مجلس میں خلعت خاصہ اور پانچ غلام ہندی عطا فرما کر رخصت معاودت ولایت اندانی رکھی اور گویا یہ راعی اچھی شاہ کی شان میں کسی شاعر نے موزوں کی ہو کہ باغی صواب کرو کہ پیر انکر دہر دو جہان نہ بگمانہ دار و دار پر بلنظیر وہمال نہ و گرد ہر دو پہنجشیدی او بوقت کرم بہ اسید ہندہ خاندی باز و متعال نہ اور شیخ آذری نے ہر کہ رخصت کے وقت بادشاہ کے حضور میں حمد کیا تھا کہ مادام الحیات بہمن نامہ کے لکھنے میں مصروف رہو مگنا اسوا سطل جب تک خراسان میں زندہ رہا اکثر اوقات شریف بہمن نامہ کی تالیف میں مصروف کرتا تھا اور سال بھر کے عرصہ میں جو کچھ نظم ہوتا تھا اسے حوالہ خلافت دکن میں بھیجتا تھا القصہ بہمن نامہ داستان جہا یون شاہ بہمنی تک شیخ کے نتائج فکر سے ہوا اور اس کے بعد ملا نظیری اور ملا سامی اور بھی شعرا نے دولت بہمنیہ کے انقراض تک ہر ایک نے جو کچھ کہ توفیق پائی داستان اور حکایات شاہان دیگر کو لاحق کر کے سلک نظم میں کھینچ کر لمحات بہمن نامہ شیخ آذری کیا بلکہ بعض نے انصافوں نے اکثر ابیات خطبہ کو تغیر دے کر وہ تمام کتاب اپنے نام کر لی لیکن اختلاف رہتہ شعرا سے جان سکتے ہیں

کہ وہ تمام کتاب ایک شاعر سے نہیں ہو اور جب کلام اس مقام میں پہنچا لازم ہو کہ کچھ احوال شیخ آذری کا اس کتاب میں ثبت اور درج کرے وہ یہ ہو کہ وہ مشاہیر شراے اپنے زمانے سے تھا حدیث غیر وجودت ذکا بن شہرت رکھتا تھا چنانچہ ایک وقت اتفاقاً شیخ صدر الدین رواس مشہر مقدس رضوی علی مشرف آلاء الثناء والیختہ میں الف بیگ میرزا کی ملاقات کو گیا میرزا نے اول شیخ صدر الدین سے پوچھا کہ آپ رواس بسین یا رواس ثبار میں شیخ نے جواب دیا میں رواس بصا دیون میرزا نے فرمایا کہ آپ وہ بھی نہیں ہیں کس واسطے کہ رواس کلام عرب میں نہیں آیا اسکے بعد شیخ آذری سے استفسار کیا کہ آذری تخلص رکھنے کا کیا باعث ہو شیخ نے کہا فقیر ماہ آذری استولد ہوا تھا اس واسطے آذری تخلص کیا ہو میرزا نے فرمایا تم شاعر پیشہ نہیں ہو وہ آذری بضم ذال ہو نہ فتح شیخ نے بہر جواب دیا کہ ذال ماہ آذری نے بہت برس فل و غواہی میں گزرائی اور بخت اُسی وقتا ہوئی اور ساتھ اسکے نزدیک ہوا تھا کہ ذکر اُسی بخت کا واقع ہووے لیکن مقام مشہور اور ادراک میں اگر قائم ہوا اور پٹھان کی سیدھی ہوئی میرزا طبع بلند دیکھ کر خوشوقت ہو کر شیخ کی صحبت غنیمت سمجھا اور انعام وافر عطا فرما کر شتاق اُسی صاحبیت کا ہوا اور شیخ کی حکومت میں درویشی حرمین کی طرف مائل ہوا اس سفر میں تہجارت کیا اور حج اکبر و طواف روضہ منورہ خیر الانام علیہ السلام افضل الصلوٰۃ و اہل السلام کر کے عنان عزیمت ہندوستان کی طرف منقطع کی اور سلطان احمد شاہ دہلی کی خدمت میں پہنچ کر خصا بے غرا کے اور انعام وافر و تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہو کر بکھٹاب ملک الشراٹھے خطاب ہوا جب آیات کے بعد حبشہ ملن آئے جو ش و خروش میں لائی پھر شہزادہ علاء الدین کے سامعی جمیلہ و مامدا و موفورہ سے خراسان کی طرف مراجعت کی اور رخصت کے وقت یہ بیت کہی بہت من ترک ہندو جین و جیہا ل گفتم ام بدیروت چو نہ بیک جو بنی خرم و اور شیخ دکن سے جب اس سفر میں پہنچا اس حدو دین خیرات بہت کر کے بقال و رباط حسب استطاعت تیار کیجھ اور طاعات و عبادات کی بجا آوری میں مشغول ہوا اور شہزادہ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری میں ہرجمت ایردی واصل ہوا یعنی اس سرے فانی سے کوچ کر کے دارالبقا کی راہ لی اور یہ غزل اُسی کے نتائج اذکار سے ہوگا جو غزل چلبسی کہ درو گنج کبریا بخشند ہزار افسر شاہی بیک گدا بخشند و لا بیکد ہار و زو شب گدا کی کن بدو کہ درو گشان جرم ہما بخشند ہندیم پیر نصیبان و چشم آن دایم کہ جرم باجو انان پارا بخشند غلام بہت آن عارفان باکرئم کہ بیک عذاب بہ بنیدہ صد خطا بخشند بکوے میکدہ از مغلیں چغم دارم کہ ساقیان ہمہ جام جہان نہ بخشند بہ نیم ساعت ہجر آذری غمی از رو ہزار سال گرسق در جہان بقا بخشند القصہ سلطان احمد شاہ نے عاقبت اپنی کر کے شاہان مالوہ کی برخلاف داعیہ کیا کہ نصیر خان حاکم آسیر سے جو اپنے ستین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے منسوب کرتا تھا اُس کی بیٹی ہمشا و قاست لالہ رخسار کی اپنے شہزادہ علاء الدین کے واسطے خواستگاری کرے پھر عزیز خان نامے کو جو مقربوں سے تھا نصیر خان کے پاس بھیجا طالب پیوند ہوا اور وہ ہمشیشہ ان محجرات سے منززل خاطر ہو کر یہ خوف رکھتا تھا کہ مبادا ولایت خاندیس کو میرے نصرت سے برآورہ کر سیں سلطان احمد بہمنی کے ارادہ کو ایک نعمت شگرت تصور کر کے برضا و رغبت پیغام قبول کیا اور جشن عظیم اور طوی بزرگ ترتیب دیکر بطریق شاہان روزگار بعد فراخ رسم شادی اپنی بیٹی مع ساز و سامان و سیاب نقد و جنس و کنیزان جو بیک و غلامان زرین کمر چہرہ میں دیکر دار الخلافہ احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور اس بارے سے بیکدوشی اور غلٹ سے آزدی حاصل

کی سلطان احمد شاہ نے اس عروس کو ایک باغ میں جو شہر کے کنارے تھا ایک بارہ دری عالیشان میں فروکش کیا اور شہر میں آئینہ بند کر کے دو مہینے تک لوازم جشن و طوی قائم رکھا اور ایسی ساعت میں کہ شہرستان گان ملوی و سغلی نے تجویز کی تھی اس زہرہ خبین کو ہر دین عصمت بحر شرافت کو شہر میں لاکر شاہزادہ مشتری خصال کے ساتھ ہونٹا کیا اور اس جشن کے بعد سلطان احمد شاہ نے چند ممالک اپنے فرزندوں کو تقسیم کیے ولایت رام گڑھ اور ماہور اور کلہم مع برتنے مملکت برادر شاہزادہ محمود خان کے سپرد کر کے اس طرف روانہ کیا اور شاہزادہ دادو خان کو اناؤ شاہی دیکر اور مراے قدیمی معتبر اسکے ہمراہ کر کے تلنگ کی حکومت عنایت فرمائی اور شاہزادہ علما الدین والا شان کو کہ خلف الصدق تھا و لیعمدہ کے اسکے چھوٹے بھائی شاہزادہ محمد خان کو جو سب شاہزادوں سے چھوٹا تھا شریک شاہی کیا اور موافقت اور عدم مخالفت کے بارہ میں بھائیوں سے قسم لی اور وہ کام جو کبھی پیش نہیں جاتا ہوا اسکے انجام میں مصروف ہوا اور خلف حسن بھری ملک التجار کو دو ہزاری کر کے دولت آباد کا سپہ سالار کیا اور اوخر شہر آٹھ سو تینتیس ہجری میں اسے با عظمت و شوکت تمام اس طرف روانہ کیا اور حکم فرمایا کہ لوگوں زمین کو جو دریائے عمان کے ساحل پر واقع ہو باغی و طاعی کے خارجہ وجود سے مصفا اور پاک کرے اور ان اجاؤں کو کہ قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھ کر مصدر فساد ہوئے ہیں قلعہ اور قلعہ کرے اور خلف حسن بھری ملک التجار سلطان احمد شاہ کے حکم کے موافق کاوند ہوا اور اقبال عدو مال سلطانی کی برکت سے تھوڑے عرصہ میں صحیح متروک و مفسدین کو با نواح کبھی علی کر کے مملکت کو غلغش سے بری کیا اور اسکے گرد نواح میں جتنے قلعے اور قلعہ مکان سکین سرکشان تھے سب فتح کیے اور درمیرخ و سفید نیلون و باربار کے بارگاہ میں ارسال کیا سلطان احمد شاہ نے مسرور ہو کر قلعہ خاصہ کمر بند و شیر مرغہ اور بھی عنایات سے کہ اس سے شہر کوئی ملازم اس خانہ کا اس قسم کے الطاف و لوازش سے متاثر نہ ہوا تھا مسرور فرمایا اور خلف حسن بھری نے فوراً خلاص اعتقاد کے اظہار کے واسطے جزیرہ مہامیم کو جو شاہان گجرات کے صندھ میں تھا مفتوح کیا اور باب فتنہ جو مدت سے بند تھا کھولا اور سلطان احمد شاہ گجراتی نے یہ خبر سنا کہ اپنے فرزند طغر خان کو بالمشکر گجرات بظہد استرو و جزیرہ مہامیم مقرر فرمایا اور شاہ دکن نے بھی اپنے شاہزادہ علما الدین کو خلف حسن بھری کی مدد کے واسطے تعین کیا چنانچہ دونوں شاہزادے خلیج کے کنارے کہ ولایت مہامیم میں ہو کر پیش ہوئے دونوں میں کوئی جرات عبور نہ کرتا تھا جب مدت مقابلہ کی دراز ہوئی شاہزادہ علما الدین اب وہو اسے کوکن کی بے اعتدال سے علیل ہو کر چنر منزل سے ہلٹ آیا اور شاہزادہ طغر خان فرصت پا کر خلف حسن بھری سے ہم مصاف ہو جنگ عظیم ہوئی فی الجملہ دونوں طرف کے بہادران صف شکن کہ ہمیشہ مشتاق جنگ یکدیگر تھے اور قریب جو اسے سبب ایک دوسرے کو خیال میں نہیں لاتا تھا اپنی شوکت دکھاتا تھا کہ آج زائد لڑائی اور طالع آزمائی کا ہوا اپنا جو ہر توانی دکھائی کہ نام صفحہ روزگار پر بادگار رہے اس روز ہزار ہا جوان سر میدان مردانگی اور جوانمردی کر کے ایسے لڑے کہ ہرے کے پرے خالی ہو گئے اور دو ہزار مرد نے نقد جان دیکر راہ عدم لی اور اسی دار و گیر میں خلف حسن بھری کا بھائی حسین جن جن کہ سوار عمدہ تھا گجراتیوں میں دستگیر ہوا اور دوسرا درکنی ضرب تیر سے قتل ہوئے انکے مرتے ہی سپاہ دکن کو شکست نصیب ہوئی سال سیاہ زو سلب بسیار پھیل بیشمار گجراتیوں کے نصف میں آیا اور تاریخ محمود شاہی میں نظر سے گذر کر شاہزادہ علما الدین نے بھی اس مرکز میں حملہ ہمارے مردانہ کیے لیکن جو فتح کوشش سے پیشتر ہوئی خروج

اور شکستہ دستہ ہو کر خلف حسن بصری کے ہمراہ منہزم ہو جب یہ خبر حیرت اثر سلطان احمد شاہ کے گوش زد ہوئی کش
خشم و غضب کا زون سبب مشتعل ہوئی شدت سے حزب ملول ہوا جا بجا فوج کو نامہ لکھے اور لشکر کثیر و جم غفیر فراہم لاکر
گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان احمد شاہ اپنے ممالک سے سپاہ جمع کر کے مقابلہ کے واسطے گرم خان ہوا
دکنیوں نے قلعہ میسول کو کہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے متعلقوں کے تعلق اور تصرف میں تھا محاصرہ کیا جب سلطان
احمد شاہ گجراتی بظلمت و ستیلاے تمام اس لوح میں پہنچا سلطان بہمن نے اس نے محاصرے سے ہٹ کش ہو کر پیش قدمی
کی اور مدت مدید ایک دوسرے کے مقابل خیر و خراہ برپا کر کے جنگ میں مبتلا کرتے تھے یہاں تک کہ طرفین کے
علماء و فضلاء نے درمیان آنکر ناگزیر منازعت کو آب لال موعظت سے بچایا اور یہ مقرر ہوا کہ قریب لایام سے جو قلعہ
اور پر گئے تھے اسے زیر نگین اور تصرف میں رہے میں اس پر اتفاق کر دیا اور ایک دوسرے کی ملک لینے کی طبع نہ کر صلح
پر راضی ہوا فراموش حال راضی ہوا اور تاریخ الفی میں مذکور ہو کہ سلطان احمد شاہ گجراتیوں کی نکر میں اور دکنیوں کی شکست
سے کہ جزیرہ مہامین کھائی تھی ماروم بریدہ کی طرح چیتا پڑتا تھا یہاں تک کہ آٹھ سو ستیسی ہجری میں خبر ہو گئی کہ
محمود خان لہ حاکم گجرات کسی قریب کے سبب لایت ندر باد میں نظام رکھتا ہے سلطان بہمن نے اس وقت غنیمت جان کر
اس پر فوج کش ہو اور کو پچ منڈاڑہ سے اس حدود میں پہنچا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی بھی لہ طور تاخت متوجہ ہو دکنیوں
نے صلاح مراجعت میں دیکھی اور چار منزل سے پاس آئے اور گجراتیوں نے بھی معاونت کی عزیمت کی اور جب
تباہی کے کنارے فوج کش ہوئے اور جاسوسوں اور مخبروں نے دوبارہ جا کر خبر ہو گئی کہ دکنیوں نے عود کر کے قلعہ میسول
کو محاصرہ کیا ہے گجراتی بھی پلٹ کر قلعہ میسول کی طرف متوجہ ہوئے دونوں لشکر ایک دوسرے سے مقابل ہو کر ایک
جون صبح سے شام تک جنگ میں مصروف رہے جب ن تمام ہوا شام ہو گئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اسی شب کو جو
کہ دونوں حاکم میانہی طلب تھے بغیر سکے کہ حرف مصالحت درمیان میں آئے کو چ کر کے اپنے ممالک کی طرف متوجہ
ہوئے اور بعض مورخین نے قلعہ میسول کے واقعہ کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہے اس سے احتراز کر کے شہر
پر اختصار کیا اور سنہ مذکور میں حصار رک احمد آباد بدیر کر گج و سنگ سے تعمیر کرتے تھے انجام کو پہنچا سلطان
لوازم لشکر بجا لایا اور ہی سال شیرخان اپنے بھائی کو کہ جسکی ہدایت سے سلطان فیروز شاہ کو شدت عرض میں
گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا اسکے وجود کو سبب عدم حصول سلطنت اپنے فرزندوں کی نسبت جانتا تھا ایک گناہ
میں ہوا خود کو کے نقل کیا اور سنہ آٹھ سو ستیسی ہجری میں ہوشنگ شاہ مالوہی نے اس خلاف کے سبب کہ
درمیان دکنیوں اور گجراتیوں کے ظاہر ہوا تھا فرصت پا کر ولایت نرسنگہ پر لشکر کھینچا اور در سنگھ لڑائی میں
مارا گیا قلعہ کھتر لہ ہوشنگ شاہ مالوہی کے تصرف میں در آیا اور جب سلطان احمد شاہ اس طرف لشکر کش ہوا
نصیر خان والی امیر واقع آیا اور اسنے نہ چاہا کہ دونوں بادشاہوں میں گفتگو برٹھے بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر
آئے ہندوگان خدا کی مہمت میں جان جائے اور بعد گفت و شنود بسیار مقرر ہوا کہ قلعہ کھتر لہ ہوشنگ شاہ مالوہی
اور ملک براہ سلطان احمد شاہ بہمنی کے مدام قبضہ قدرت میں ہے اس پنج پردوں شاہوں کے درمیان میں عہد
دہ بیان ہو کہ لیکر دوسو گندم غناظہ دیکر ہر ایک کو دارالامارت کی طرف رخصت کیا اور دسی چند روز میں سلطان
احمد شاہ نے ممالک تانگ میں جا کر بعض زمینداروں کو کہ شاہزادہ داؤد خان سے سرکشی کرتے تھے قتل کر کے

مراجعت فرمائی اور قریب ایک منزل احمد آباد میں پہنچ کر ناصر الدین کو ملائی کہ سلطان احمد شاہ نے پیغمبر
 آخر الزمان کو خواب میں آنکھیں صورت میں دیکھا تھا اور شیخ آذری نے ہنگی سفارش کھی پانچزار روپیہ خاص کر ہنگو
 دیے اور قریب بیس ہزار روپیہ کے سادات کو بلائے علی علی شہر نما آلافا العقیۃ والتناہ کے واسطے اسکے ہاتھ
 ارسال کیے اور اسی روز سید ناصر الدین کا گذر ایک مقام میں ہوا کہ شیر ملک اس مقام میں اپنے خواہوں سے
 بیٹھا تھا سید نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار اسکے سامنے سے گذرے شیر ملک کہ امرائے نامدار سے بھلا یہ ادا
 سید کی اسے نہایت ناگوار اور دشوار ہوئی فرمایا کہ سید کو خانہ زمین سے بچھو سید عرفیناک ہو کر سلطان کے پاس گئے
 اور شیر ملک کی بے ادبی گزارش کی سلطان نے دلاسا دیکر فرمایا کہ خدا و رسول کے حوالہ کر کہ سزا اسکی دیکھا اور جب
 اسکی شاہی احمد آباد میں رہنے پہنچا ایک دن تخت پر اجلاس کر کے ہر ایک امر کو خلع کر کے جاگیر کی طرف منت کرایا
 شیر ملک اسکے رو برو آیا اور وہ بے ادبی کہ سید کو ملائی سے کی تھی اسی یاد آئی سلطان نے فیصلہ فیضان نام کو طلب
 کر کے شہر ملک کو اسکے پازن کے بھی ڈاکر یا مال کیا نظر انداز کر کے اس نے خوشی و ازادگی بہ کرامی ترانہ اہلبیت بنی ہاشم
 سادات راۓ جان اہل تقویٰ و طاعات را بہ ایتھینش قوی بود و خوش دوست پیچہ و او گریاری از کس جسبت
 اور جب بارہ برس اور دو مہینے اسکی جہانداری کے منقذ ہوئے ماہ رجب کی اٹھایک سو تین تاریخ سنہ ۱۰۳۵
 اڑتیس ہجری میں اس جہان فانی سے رحلت کی کہتے ہیں سلطان احمد شاہ بہمنی اپنے عہد میں شلنگ اور دریشان
 صاحب حال سے خوب سلوک کرتا تھا اور ہمیشہ اس طالب کا طالب رہا اور چونکہ ان دنوں میں آوازہ ارشاد شاہ
 نعمت اللہ ولی کا اور مقامات و کرامات آنکے عالمگیر ہو گئے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو جو آنکے خاندان کے مریدوں سے
 تھے بالفاق میرٹس الدین قی اور ایک جماعت اہل دل سے با تحفہ دہرایاے وافرہ کرمان بھیجا تاکہ سلطان
 کی طرف سے قبل ہو کر دست ارادت اس قطب زمان کے دامن میں مارا کہ اس کا مالک اور شاہ نعمت اللہ ولی
 نے اس جماعت کا اعزاز و اکرام کر کے ملا قطب الدین کو کافی کجوا ایک دانشمند رند پوش تھا اور ان کے مریدوں
 کے سلک میں انتظام رکھتا تھا وکن کی طرف روانہ کیا اور تاج سبز و ازادہ ترک صندوق میں رکھ کر ملا قطب الدین کو مانی کے
 سپرد کیا کہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہو اسی پہنچانا اور جب ملا قطب الدین کن میں آیا اور الفاظ دور سے سلطان کو
 نظر اُسپر پڑی بے اختیار آواز بلند کی کہ وہی فقیر جو جسے خواب میں اس کے درخت کے نیچے جب شکر سلطان فیروز شاہ سے
 خبگ میں متخیر و متزدد تھا تاج سبز و ازادہ ترک مجھے دیا تھا اور میں نے کیفیت اور چگونگی تلخ کسی سے نہ کہی اگر اس قسم کا تلخ
 اس مرد کے پاس ہو تو میرے خواب کی ہی ہوگی جب ملا قطب الدین نے سلطان کے قریب جا کر سلام کیا اور شاہ نعمت اللہ
 ولی کی طرف سے دعا دی اور کہا شاہ نے فرمایا ہو کہ فلان تاریخ سے اب تک اس تلخ کو میں نے رسم امانت نگاہ رکھا تھا جو بسا
 امر کہ سب سے بھیجے کا ہو قریب میں نہیں آتا تھا اس وقت تک امانت داری کی اب کہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آیا اور ایک فقر
 پیدا ہوئی واجب ہوا کہ تمہاری امانت تمہارے پاس پہنچاؤں اور سلطان احمد شاہ سے منقول ہو کہ جس وقت ملا
 قطب الدین کو مانی نے یہ تذکرہ کیا میں نے ایک حالت عجیب شاہ کی اور سراپا حیرت ہو کر اپنے دامن کھنکے لگا کر یہ
 تلخ سبز و ازادہ ترک ہو تو پھر شک نہ رہا ملا قطب الدین نے عالم کشف میں دریافت کر کے کہا کہ اس شاہ دغدغہ
 اپنے دامن نہ لاکہ تلخ سبز و ازادہ ترک ہو اور میں بھی شخص ہوں کہ شاہ و لاینت پناہ کے حکم کے بموجب فلان روز عالم روپا

میں آپ کے ملاحظہ میں آیا تھا پس میں بے اختیار اولاً اسے بغیر ہوا اور اپنے پہلو میں جگہ دیکر صندوق کھولا اور تاج کو بھینچا
 مذکورہ دیکھ کر اپنے سر پر رکھا بدیت شاہ درہند و شیخ دریا مان بدلتی جتنی کھنڈر شہان بہ اور جو شاہ نعمت اللہ ولی نے
 اس شہنشاہ کو اپنے دستی مکتوب میں اعظم الشہان شہاب الدین احمد شاہ ولی لکھا تھا اس واسطے حکم کیا کہ میرن پر اور فرامین
 شاہی میں اسی عبارت سے میرا نام مذکور کریں اور اسی سال خواجہ جمال الدین ہمنانی اور سیف الحسن آبادی کو نعمت شاہ
 شاہ ولی کی خدمت میں بھیج کر انہماں ارسال ایک اولاد امجاد سے کی لیکن جو کہ انجناب کا سوا سے ایک فرزند ہوسوم شاہ
 خلیل اللہ کے بلوغ زندگانی میں اور غمہ ز تھا انکی جدائی اپنے اوپر شاق جا کر اپنے پوتے میر نور اللہ شاہ خلیل اللہ کو
 دکن کی طرف روانہ فرمایا اور جب خبر گئے نزول کی بندہ بچوں میں پہونچی سلطان نے خاص بالائی انکی سواری کے واسطے
 مع سید محمد صمد میر ابو القاسم چر جانی کے بھیجی اور جبکہ دار الخلافت کی اطراف میں پہونچے سلطان خود مع جمیع شاہزادگان
 و امرا انکی پیشوائی کو تشریف لے گیا اور باغرازد و اکرام تمام شہر احمد آباد بدیر میں لایا اور جاسے ملاقات میں قریب اور بعد تعمیر
 کر کے نعمت آباد نام رکھا اور میر نور اللہ کو ملک الشائخ خطاب فرما کر جمیع مشائخ بلکہ اولاد امجاد سید محمد گیسو دراز پر مقدم
 بٹھایا اور اپنی ایک و خزانے جبار نکاح میں لاکر اپنی دامادی سے سوز اور مقرب کیا اور جب کاشف اسرار ازلی شاہ نعمت شاہ
 ولی سے اس آٹھ سو چوبیس ہجری میں قریب ہامان میں ودیعت حیات سپرد کر کے حظائے قدس میں تشریف فرما ہونے
 شاہ خلیل اللہ بھی مع مخدوم زادون شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ محب اللہ کے دکن میں رونق افزا ہوئے اور اسکے
 بعد شاہ حبیب اللہ نے سلطان احمد شاہ کی دامادی سے ختم خاص پایا شاہ محب اللہ بھی شاہزادہ علاء الدین کی دامادی
 سے سوز ہوئے اور شاہ خلیل اللہ مور و انعام و احسان فراوان ہو کر دوشکام اور فائز الملام وطن مالوف کی طرف روٹ
 ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ نسبت روٹائی نہ آئی بلکہ خاک دہن گیر دکن میں فوت ہوئے بہر حال اس وصلت کے سبب
 اولاد شاہ خلیل اللہ کی اعلیٰ مراتب و بیوی پر فائز ہو کر صاحب اعتبار ہوئی اور شاہ حبیب اللہ کے امرا کی سلطنت میں منظم ہوئے
 تھے قصبہ بدیر جاگیر پائی چانچہ ایک خالقاہ کا اس قصبہ کے باہر بعضوں کا اعتقاد یہ ہو کہ اسکے بھائی محب اللہ نے ہمالی اور جو
 چند معرکوں میں افواج کفار پر تاخت کر کے جہاد اور غزائیں میں سہمی کی تھی سلطان احمد شاہ سے غازی لقب پایا اور سلطان احمد شاہ
 کے بعد بدیر ملت دہد میں ایک شخص با شہدہ احمد آباد بدیر نے ایک کتا پا لایا تھا و ناداری اور حق شناسی میں شہور و معروف تھا
 قضا را ایک قضیہ اسکو پیش آیا کہ شخص بہت دھبہ کا محتاج ہوا اس سگ وفادار کو ایک شخص کے پاس رہن رکھ کر مقصد دنیا
 یعنی قرضہ حاصل کیا اور وہ مرتن اس گئے کو ہمراہ لیکر قصبہ گجولی کی طرف روانہ ہو لیکن اٹھارے راہ میں ایک دشمن سے دوچار
 ہوا جسے فرصت پا کر تلو اور پتھر دوچار زخم اسکے مارے اور اس خیال سے کہ کام اسکا تمام کر چکا بدوق و شوق تمام راہی
 ہو اسگ وفادار دور سے اس سرے واقع ہو کر دھڑا اور دشمن کے دار بچا کر پس پیش سے دشمن پر حملہ کر کے جس طور سے چوکا
 بزخم دندان و نیچہ شیریں کر رکھتا تھا اسکو مار کر خاک مذلت پر ڈالا اور پلٹ کر مرتن کے سر ہانے آکر سونگھنے لگا اور ایک منق
 جان اس میں پا کر اپنا سر اس کے پاؤں پر ملنے لگا ایسی حرکات جسے نہایت حزن و ملال ظاہر تھا طور میں پہونچائیں اس نے
 جب جانا کہ میرے دشمن کو اسنے ہلاک کیا ہو کتے پر نہایت مہربان ہوا اور ایک قریب میں کہ وہاں سے قریب تھا جا کر زخموں کے
 ٹانگا دینے کے لیے توقف کیا جب چند روز کے بعد اسے معلوم ہوا کہ ان زخموں سے جا بھر نہ ہو گیا اور حال روز بروز بدتر
 ہوتا جاتا ہو اس نے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھا کہ اس کتے نے مجھ سے ایسی وفاداری اور جانفشانی کی اور

میرے غم کو میرے تمام میں اس طریق سے ہلاک کیا جو حق بذمہ تیرے تھا مجھے پہنچا اور مجھے تیری نسبت کسی طرح کا دعویٰ اور مطالبہ نہیں ہو سکے گو برضا و رغبت میں نے رخصت کیا مناسب کہ اسے نہرا دوست سے بہتر جانکر اس کے احوال سے غافل نہ رہے اور اس نوشتہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر اسکی گردن میں ڈال کر رخصت کیا اور کتا اپنے مالک کے پاس پہنچا لیکن اسکی نظر جو بہن اُسپر پڑی ناوازہ بندہ اسے ٹھکر کرنا نظر و غضب ظاہر کیے اور اس کو اٹھا کر ماری اور کہا کہ تو نے مجھے آدمیوں میں بے اعتبار کیا اس بے زبان نے بتیاب ہو کر فریاد کی اور زمین پر گر کر مر گیا اُس کے مالک نے اسکی گردن پر کچھ بندھا دیکھا اور کھول کر قہر کا صاحب حقیقت حال پر مطلع ہوا تو اُس کے فوت پر نہایت متاسف ہوا اور اُسے شہر کے باہر مدفون کیا اور اُس روپیہ سے جو فرض لیے تھے ایک گنبد عالی اُسکی قبر پر تیار کیا اور اپنے پاس سے بھی مبلغ کثیر آئین صرف کیے کہ وہ گنبد اتنا تک مہر جو ذکرہ سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے دارائی کا جب سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے احمدیاد میر کے تحت پر اجلاس کیا اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان کی خاطر داری اور رعایت میں درلیغ نفرا یا گھوڑے ہاتھی اور جاگیر خوب تر بہرہ عنایت فرمائی اور لاؤرخان افغان کو کردو تختانہ کے امر سے تھا وکیل سلطنت اور خواجہ جہان استر آبادی کو وزیر کل کر کے امور مملکت میں قوی دست کیا اور عہد الملک غوری کو چہرہ درکن سال تھا اور عہد انبی خیرت سلطان بن بہمنی میں بدولت و حشمت بسر کی تھی امیر الامرا کے ہاتھ اتفاق شاہزادہ محمد خان و خواجہ جہان شکوت و تھل تمام کفار بجا آگاہ کے سر پر کپڑے برس کا خراج خزانہ عامہ میں داخل نہ کیا تھا اور اسکی بیباقی میں دلیل بجا اٹھاتا تھا مقرر کیا اور یہ قوت سلطانی جب ولایت کنہو میں اُٹھ کر تاخت و تاراج میں مشغول ہوئی رہے بجا آگاہ نے سر اسیر اور مضطرب ہو کر بیس ہاتھی اور آٹھ لاکھ ہون نقد اور دو سو گانے والیان رفاصہ و ہنر مند اور علاوہ اُسکے اور بھی چیزیں عمدہ اور نفیس شاہزادہ محمد خان کے پیشکش کر کے واپس کیا اور جب شاہزادہ قلعہ مکمل کے اطراف میں پہنچا بعض فتنہ پر دازان دکن نے کہ مشہور رفاقت تھے اُسکی سمجھ مبارک میں پہنچا یا کہ سلطان احمد شاہ نے آپ کو سلطنت میں شریک کیا تھا مناسب یہ ہو کہ سلطان علاء الدین شاہ اُن دو امر سے ایک اختیار کریں یا آپ کو مسند فرماندہی پر اپنے پہلو میں جلوہ گر کریں اور بالذاتی امور سلطنت کو انجام دیں یا مالک محروسہ کے دو حصہ کر کے ایک پر آپ متصرف ہوں اور دوسرا آپ کے قبضہ میں دال کر کریں اب صلاح وقت یہی کہ اس مقام میں آپ مقیم ہو کر نصف ملک کو اپنے قبضہ اقتدار میں لاویں شاہزادہ محمد خان نے فریب کھا کر عہد الملک غوری اور خواجہ جہان کو اپنے موافقت کے بارہ میں ترغیب بہت کی اور جب اُنھوں نے اُسکے ارادے سے واقف ہو کر انکار کیا فتنہ آگیزوں کی ہدایت سے دونوں کو قتل کیا اور بجا آگاہ کے روپیہ سے قوی پشت ہو کر قوت کثیر جمع کی مدد سے واپس اور شولا پور اور نلدرک کو ملا زمان سلطانی کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور سلطان علاء الدین عہد الملک غوری کے قتل سے تمنایت محزون اور غم جو اور فرمایا وہ خدمت ہمارے باپ اور دادا کی بجا لایا تھا اور وہ ہمارے بجائے جد و پدر تھا پس ایسے شخص کی ہلاکت نتیجہ خوب نہ بخشیگی یہ کہ ہم سر و فیون اور خزانوں کا کھولا اور سامان فوج و ہت کر کے سرکش بجا کی کے رام گز نے کی عزیمت کر کے دارالملک سے نہضت فرمائی اور مقابلہ کے وقت ایسی حالت اُن دو برادر نامدار کا مکار کے امین واقع ہوئی کہ ترک جنگجو سے فلک کا دل معرکہ کے مفتوں پر جلنا تھا اور اس کیفیت سے قتال و جدال کا سانچہ وقوع میں آیا کہ اسکی شعلہ زنی سے خورشید آسمان کا چہرہ تھم لیا لیکن نسیم مراد نے گلشن فتح سے پرچم ریات سلطان علاء الدین شاہ

پر جلوہ کیا چنانچہ اکثر ان امر سے جو صدر اس فتنہ و فساد کے ہوئے تھے دستگیر ہوئے اور شاہزادہ محمد خان کو وہ دشت دور دست میں چند خوش خاص سے مغرور ہوا اور سلطان نے احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور اس جماعت کی تقصیر معاف فرما کے زندان سیاست سے رہائی بخشی اور مکتوب نصیحت امیر بھائی کو لکھ کر جس طور سے ممکن ہو سکے اپنے پاس بلایا اور مشمول عواطف فراوان کیا اور جو دوسرا بھائی سلطان کا شہزادہ داؤد خان مملکت تلنگ میں ہنگامہ عالم آخرت کی طرف خرامان ہوا انچور کو جو جلاہ مالک تلنگ سے ہوا شاہزادہ محمد خان کی جاگیر کے واسطے مقرر کر کے مع تجل شاہی اس طرف روانہ فرمایا اور اُسے مدت مدید اُس مقام میں انتقامت کر کے اپنی اوقات بے اشت و نشاط بسر کی اور دلاور خان کو بروز نور روز آٹھ سو چالیس سچری میں مٹل کر کے رایان کو کن کی تہذیب و تدارک کو کہ عجب ایک جماعت کیش تھی تعین فرمایا اور راجہ تلہ نائل اور نیگیس نے جب بار جزیبہ اور خراج کا اپنی گون پر لکھا دلاور خان نے اسے نیگیس کی بیٹی سلطان کے واسطے لیکر مع خزانہ چند سالہ دار الحکومت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی سلطان علام الدین اول اُسکی خدمت سے خوش ہوا اور نیگیس راے کی دختر ماہ پیکر زہرہ خصال کو کہ حسن صورت اور خوش شکلی اور موسیقی دان بے نظیر تھی منظور نظر التفات کر کے بنام زہرا چہرہ ممتاز کیا چنانچہ آوازہ انکی عاشقی اور شوقی کا منتشر ہوا لیکن آخر میں اسوجہ سے کہ دلاور خان نے مال وافر رایان کو کن سے رشوت لیکر اُس جماعت کے قلع اور تہذیب میں عداوت تامل و تغافل کیا تھا اس امر سے سلطان کا دل صفا منزل اُس سے دگر گون ہوا اور اُسے اس امر کو دریافت کر کے مہر و کالت شاہ کے حضور بھیجی و تبرع و زاری بھی ہو کر اس سلسلہ سے نجات پائی پھر وہ منصب ایک خواجہ میر کی نیست کہ دستور الملک نام رکھتا تھا رجوع ہوا خلاق اسکی چٹائی سے تنگ آئی اور ہر چند اسکی شکایت شاہ کی خدمت میں معروض رکھی مگر پرمحول ہوا لڑ پذیر نہ ہوئی روز بروز اس کی عورت افزون ہوتی تھی یہاں تک کہ شاہزادہ ہمایون بڑے بیٹے سلطان علام الدین شاہ نے ایک دن اُس سے کہا کہ فلان معاملہ کا سر انجام کراؤ گے جواب دیا کہ آج میں اسکی طرف نہیں مشغول ہو سکتا ہوں دوسرے وقت بجالادنگا شہزادہ نے بعد دو تین دن کی آوی بھج کر پیغام دیا کہ اب تک وہ مہم غصہ نہیں ہوئی ہو اگر تم اسکو انجام کرو تو بہتر ہوگا خواجہ سلخون گرفتہ نے اس مرتبہ یہ جواب دیا کہ یہ امور مجھ سے تعلق رکھتے ہیں آپ کو اس میں سہی کرنا مناسب نہیں ہے شہزادہ کہ نہایت تند مزاج تھا یہ کلمہ سن کر گھبرا گیا اور بتایا ہو کر ایک سدا شاہی کو طلب کر کے فرمایا جس وقت دستور الملک دیوانخانہ سے نکلے اُسے قتل کر کے میرے ملازمین کے پاس بپاہ لیا کہ وہ تیری محافظت میں تقصیر نہ کریں گے اور سلخون نے بھی جو اُس لڑکے سے آرزوہ خاطر تھا اُسی دن کسی عرض حال کے بہاد اُسکے روبرو جا کر اک ضرب خنجر نشہ خون سے اُسکا کام تمام کیا اور شہزادہ کے آدمیوں نے جو وہاں حاضر تھے شہزادہ کے حکم کے موافق اُسکی حمایت کی اور کسی طور کا صدمہ اُس پر نہ پہنچے نہ دیا اور دربار شاہی میں جب شہزادہ ہمایون کو اپنے والد ماجد کے روبرو بھیجا تھا حکم کے موافق تفتیش حال کے واسطے پانہر بلایا اور اُس معاملہ کو یاد کر کے عرض عالی میں پہنچایا کہ فلان سدا حدارت نے کہ خدا ہنگام قدیم ہو اور حقوق خدمت بہت رکھتا ہے دستور الملک کو جو اُسکے احوال پر بے توجہی کر کے اکثر اُسے دشنام بخش دیا تھا اُسکے دست ظلم سے بہ تنگ آنکر آج اُسے ہلاک کیا اور میرے سپاہیوں نے کہ اُس مقام میں حاضر تھے اُسے گرفتار کر کے مقید کیا ہو آج رات میں کیا ارشاد ہوتا ہو سلطان نے اس سبب سے کہ اوائل میں ایک تو کسی کے قتل کے واسطے حکم صادر فرمایا تھا دوسرے

شاہزادے کے طرز کلام سے بھی شفاعت اور حمایت اُنکی مقہوم ہوتی تھی قاتل کے جس کا حکم فرمایا اور مقتول کا منصب میان بن اللہ دکنی کو جو دشمن اُس عصر کا تھا اور نہ معامل حسنہ کی صفت میں ہو موقوف تھا رجوع فرمایا اور اُسکے آٹھ سو اکتالیس ہجری میں روجہ سلطان مسماہ آغا زینت مخاطب بہ ملکہ جہان نے اپنے باپ نصیر خان سے زیبا چہرہ کے غلبہ اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے تسخیر مہلات برار کا عازم ہوا اور آرمی پوشیدہ امرائے برار کے پاس بھیج کر بطع فراوان اپنی اطاعت کی ترغیب کی اور راجنوں نے متفق اللفظ والمعنی اقرار کیا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہر اگر اُنکی کوکری اختیار کر کے اُسکے مخالفوں کو شمشیر سے مار بیٹھے غازی ہونگے پھر ایک عربیہ مشرور فوراً خلاص ہفتاد اور اکتاس قدم نصیر خان کی درگاہ میں ارسال کیا اور وہ بے توقف مع لشکر خاندیس اور دو ہزار سوار و پیادہ پیشا کر دراجہ گونڈوا نے اُنکی مدد کے واسطے روانہ کیے تھے ولایت براہمن در آیا اور امرائے حکم نامے چاہا کہ اپنے سپہ سالار خان جہان کو کہ فدویان شامل ہمدینہ سے تھا مقید کر کے نصیر خان کے روبرو لجا دیں خاجہان اُنکے ارادہ سے مطلع ہو کر قلعہ ترنار میں جا کر محض ہوا اور حقیقت حال سلطان علاء الدین شاہ کی خدمت میں اُس شخصوں سے تحریر کی کہ اُن لایت کے امر نصیر خان کے قریب ہو کر بے ملاحظہ اُسکا خطبہ پڑھتے ہیں اور فائدہ نالہ کو عوامہ کر کے تسخیر کے اندیشہ میں پڑے ہیں ایسکے سلطان علاء الدین شاہ نے جمیع امرا اور ارکان دولت کو طلب کر کے مجلس مشورہ کی منعقد کی اُسوقت امرائے معتبر دکنی عرض گزار ہوئے کہ علاج اس امر کا شاہ کی توجہ پر منحصر ہو کہ واسطے کہ جس وقت ہم اُس طرف لشکر کش ہونگے شاہان گجرات اور سند اور ریان گونڈوا اڑھ اُنکی مدد کو آویں گے سلطان نے اس بات سے راجہ نفاق سنو کہ اُس مجلس میں خلف حسن بصری ملک التجار سپہ سالار دولت آ پا کو اُس یورش کی تکلیف دی اور اُس نے تسلیم عرض کیا کہ ہم ہندون کو اطمینان اور جان نپاری کے سوا چارہ نہیں ہر لیکن خلافت درگاہ پر روشن اور ہویدا ہر شکست جزیرہ ہمایم کی امرائے دکنی اور حبشی کے نفاق سے واقع ہوئی اس لیے کہ یہ لوگ رنک و حسد سے نہیں چاہتے کہ میرے اہلے جنس سے کہ اُنھیں پر دہی کہتے ہیں خدمات شاکستہ طور میں پہنچیں اگر سلطان جمیع امرائے قتل کر مع خیل خاصہ ہند کے ہمراہ کرے اور کسی دکنی اور حبشی کو اس کام میں دخل نہ فراوے امید کہ توفیق صدی اور میاسن اقبال خداوندی سے اُس کا کو نیکارت میں وجہ سے انجام دون اُسکے بعد سلطان نے امرائے دکنی اور حبشی سے فرمایا کہ اس مقدمہ میں مصلحت کیا ہو میان من اللہ اور خان زمان بولے کہ یہ صلیحت بزرگ ہر چاہیے کہ آزمائش کے واسطے تمام عربیوں کو برسم مقدمہ روانہ فرمائیے اگر یہ غالب ہیں فہو المراد و اگر نہ سلطان کے ہمراہ رکاب روانہ ہونا چاہیے سلطان علاء الدین نے یہ رائے پسند کی اور تین ہزار خیل تیر انداز کہ تمام خاصہ خیل سے تھے یک قلم ہمراہ اُنکے نعین فرمایا اور اسی طریق سے امرائے عرب کو کہ بعض پرورش یافتہ سلطان فیروز شاہ اور اکثر تربیت کیے ہوئے سلطان احمد شاہ کے تھے اُس خدمت پر مامور کیا اور اسم نویسی اُس جماعت کی یہ ہر قاسم خان صف شکن قراخان کرو علیخان سبستانی میر علی کا زکش امتیاز الملک ہمدانی احمدیکہ تازہ رستم خان مازندانی حسین خان بخشی خسرو خان اوزبک بہادر خان اوزبک بخون سلطان شاہ قلی سلطان کہ دونوں شاہزادہ جنگیری تھے القصبہ خلف حسن بصری اول جماعت کے ہمراہ دولت آباد گیا اور جمیع امرائے دکنی اور حبشی کو اُس حارہ میں جا بجا سرحد کی محافظت کے واسطے تخصیص سرحد گجرات اور

منہ رو کے واسطے تعین کر کے سات ہزار عرب مسلح اور مکمل ہمارے کر نہایت شان و تجل سے ہر ایک کی طرف متوجہ
ہوا اور خان جہان فرصت پاکر قلعہ ترنار سے برآمد ہوا اور خلف حسن بھری کے استقبال کے واسطے جا کر قلعہ منکر
میں ملاقات کی اور خلف حسن بھری نے خان جہان کو مع بعضے امراء کے کہ اس کے ہمراہ تھے الیچ پور اور بالاپور
کی طرف بھیجا کہ اس طرف جا کر ایان گوڈو واطرہ کا سردار ہوتا کہ وہ نصیر خان کی مدد سے باز رہیں اور خود کچھ متواثرہ اور
بسیل استقبال پر گئے روٹھکیر کی سمت جو لشکر گاہ نصیر خان کا تھا روانہ ہوا اور روٹھکیر کے گھاٹ پر خاندن بیہون سے
جنگ ہوئی اور غریبوں کو خدا نے ظفر یاب کیا اور نصیر خان شکست اپنے اوپر سوم جا کر روٹھکیر سے کوچ کر کے تحصیل
تمام برہان پور گیا اور لشکر کے فراہم لانے میں مشغول ہوا اور خلف حسن بھری وہ حد و نصیر خان کے تصرف سے بزدل
کر کے اس کے تعاقب میں برہان پور گیا اور نصیر خان تاب نہ لاکر قلعہ لنگا میں بھاگا اور خلف حسن بھری نے شہر کو غارت
کر کے دہائی کے کفار و متول سے زور و اجہا اور آتش و فریب پھر ولایت خاندیس کے منہ غارت کے واسطے روانہ ہوا اور
اپنا کام کر کے پھر شہر برہان پور میں آیا اور عمارات شاہی کو مسمار اور آگ سے جلانے کے خاک سیاہ کیا اور مراجعت دکن کا
آواز ملنے لگا لیکن ہر رات گئے کوچ کر کے دفعہ لنگا کی طرف "اخت" لے گیا اور چار ہزار سوار سے دہان کے
اطراف میں پہونچا نصیر خان قلعہ اور کوٹنگی اور مانڈگی غنیمت کی تصور کر کے بارہ ہزار سوار اور پیادہ ہتھیار سے
مقابلہ کو ڈرنا اور قلعہ کے دو کوس پر فریقین کا سامنا ہوا اور ہتھیار خوب چلا لیکن خاندیس والوں کا پائے غارت
سیدان کین سے بل گیا راہ قرار ناہی اور نصیر خان کے بہت مرد و مقتدر اور ہر کے امراء باغی مقتول ہوئے
اور خلف حسن بھری شہر میں اور توپخانہ کثیر دستیاب کر کے مظفر و منصور احمد آباد بیدری کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان
قدر شناس اور خلق و مروت و ہمت و شجاعت میں مجید نظام شاہزادہ ہادیون کو مع جمیع امراء اور ارکان دولت جا کر اس
آگے استقبال کے واسطے بھیجا شہر میں لایا اور خلعت فاخرہ اور چند زنجیر فیل و شمشیر و دیگر صر صر نوازش فرما کر
دولت آباد کی رخصت دی اور تمام غریبوں پر قسم قسم کی التفات اور عنایت مبذول فرما کر زیادتی مناسبت
اور جاگیر سے خوشدل کیا اور شاہ علی سلطان کو کہ شجاعت وافر طور میں پہونچائی تھی و خیر دیکھائی دما دی
میں معزز کیا اور مقرر کیا کہ مجلس و سواری میں انہی طرف پر فوسی غریب و بائیں جانب کئی اور حبشی حاضر رہیں
اس التفات کے سبب تاریخ سے ان کے کن فتنہ خیز میں دیکھن اور غریبوں کے درمیان عداوت قائم ہو جوت
دیکھن نے قابو پایا غریب کشتی کی جیسا کہ اسکے بعد مقامات مناسب میں مفصل تحریر ہوگا اور ان سنوات میں یورپ
حاکم سجا بکر نے ارکان دولت اور بہت بلوچہ منہ کو طلب کے ہنفسار کیا کہ ماکت کرنا تاک باعتبار طول و عرض محصول
کے ماکت شایان ہمنیہ سے زیادہ ہوا اسی طور سے ہمارے فوج بھی انکی جمعیت سے زیادتی رکھتی ہے کہ کیا سبب ہے کہ اکثر
اوقات غلبہ مسلمانوں کی طرف سے ہوتا ہے اور ہم انکے باج گزار رہتے ہیں بعضے بولے کہ حقیقتاً تعالیٰ نے مسلمانوں کو پس
خبر ارسال تک بلکہ زیادہ ہندوؤں پر بزرگی اور علیہ عنایت فرمایا ہے اور یہ امر ہماری کتب میں مشرعا اور تفصیلاً لکھا ہے
اس سبب سے اکثر اوقات ہندو مغلوب ہوتے ہیں اور بعضوں نے جوابے یا کہ مسلمانوں میں وہ چیز بہتر و افضل ہیں کہ
انکی فتح کی باعث ہوتی ہیں اول یہ کہ گھوڑے انکے تیز و اور چالاک و کلان ہیں اور ہمارے گھوڑے بالوا و کم قوت
اور لاغر ہیں دوسرے یہ کہ لشکر ہمنیہ میں تیر انداز بہت ہیں اور ہمارے لشکر میں کم اس واسطے دیوارے نے حکم کیا کہ

مسلمانوں کو نوکر رکھیں اور جاگیریں خوب دیں اور بیگانہ زمینیں مسجد تعمیر کر کے اسلام کے طریقہ میں کوئی شخص مزاحم نہ ہووے اور
 مصحف اقدس محل پر رکھ کر وزیرے روئے رکھیں تاکہ اسلام کرنے وقت مسلمان اس کی قیادت و تکریم بجا لائیں اور ہندوؤں کی تیز انداز
 سکھاؤں میں چنانچہ اسکے اعیان دولت نے اسپسین تہہ سیرین کر کے یہ مقرر کیا کہ اب ولاکھ سوار اور اٹھارہ لاکھ پیادہ ہیں ہندو
 ستر ہزار سوار دین لاکھ پیادہ رکھ کے ایسا کریں کہ تنخواہ سپاہی کی زیادہ تر ہووے نو سار ویراق اور گھوڑے خوب ہم
 سپہنچا سکین اور عیب الہی سرکار نے دس ہزار سوار مسلمان اور ساٹھ ہزار سوار کا فرج جو علم تیز اندازی جانتے تھے اور
 تین لاکھ پیادہ تہہ ترتیب دے کر دیورائے کی نظر میں لائے اس وقت اس نے ہوس کشتی مالک شامان ہمنیہ کی
 اور کشتی آٹھ سو ستیا لیس سہری میں بچوش و خروش تمام لشکر کثیر لیکر ان کی ولایت پر فوج کش ہوا اور آٹھ ہزار
 عہد کر کے جبر و قہر تمام قلعہ مکمل کو فتح کیا اور اپنے بیٹوں کو قلعہ راجپور اور نیکا پور کے محاصرہ کے
 واسطے مامور کر کے خود آب کشنہ کے کنارے مقام کیا اور ساغر اور بیجا پور میں اُسکے آدمیوں نے تاخت لیجا کر آتش ظلم و
 بیداد و شعلہ زن کی سلطان علاء الدین نے اس خبر کے سنتے ہی عزم انتقام کر کے لشکر برار اور دولت آباد اور بیجا پور کے
 احصار کے واسطے حکم دیا اور جب چاروں طرف کے طرفدار احمد بادین پہنچے اور پچاس ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیادہ فراہم ہوئے
 سلطان علاء الدین نے ساعت سعید میں مع توپخانہ اور بھی آلات و اسباب حرب و ضرب سے با عظمت و شوکت فراوان
 فرمائی اور دیورائے اُس حدود سے کوچ کر کے قلعہ مکمل میں گھس رہا اور افواج کو سلطان کی جنگ کے واسطے تعبیر کے
 سوار اور پیادہ کی دجوتی میں بدرجہ نہایت کوشش کی اور سلطان نے مکمل سے چھوڑ کر اس دھرم مقام کیا اور خلف حسن بھری
 ملک لتجا کو مع لشکر دولت آباد دیورائے کے فرزندوں کی تاویب اور تہنہ کے واسطے بھیجا اور خان زماں سپہ سالار
 لشکر بیجا پور کو اور خان اعظم سپہ راجپور پر اور زماں گ کو دیورائے کے سر پر مقرر کیا اور خلف حسن بھری نے اول قلعہ راجپور
 کی طرف جا کر دیورائے کے بڑے بیٹے سے مقابلہ و مقابلہ کیا اور اسے مجروح کر کے مہوکہ سے پسپا اور مفرور کر کے نیکا پور کی طرف
 متوجہ ہوا ابھی وہاں تک پہنچا تھا کہ دیورائے کے چھوٹے بیٹے نے ترک محاصرہ کر کے اپنے تئیں باپ کے پاس پہنچا یا اور دو بیٹے
 کے عرصہ میں تین مرتبہ سپاہ کفار سے ٹکرا کر قلعہ مکمل میں صف جنگ شدت سے واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر طرفین سے
 مقتول ہوئی اول مرتبہ کفار کا غلبہ رہا مسلمانوں پر محنت و مشقت نے ظہور کیا اور دوسری مرتبہ مسلمان ایسے غالب ہوئے
 کہ کفار بالکل شکستہ ہو گئے کس واسطے کہ دوسری مرتبہ دیورائے کا بڑا بیٹا جو زخمی ہو کر خلف حسن بھری کے معرکے سے
 بھاگا تھا اب کی مرتبہ خان زماں کے نیزہ جانتان کی ضربت سے مارا گیا اور کفار سلسلہ و بدحواس ہو کر اسکی لاش پاش
 پاش اٹھا کر قلعہ کی طرف راہی ہوئے سمیت قتا و نڈاز کا فران بیشمار و گریزان ہر قند اندر حصار و اور فخر لالک
 و لہوی اور اسکا بھائی کہ دونوں حملہ امرا سے تھے شمشیر و گرز و خنجر و لکھ بھال کر ڈھالوں کی اوجھل میں ہو کر سفروں
 کے تعاقب میں روانہ ہوئے جو کہ میدان جنگ نے گرمی پکڑی تھی اسی گرم خیزی میں سرورق میں چرائی کرنے
 لگے اور اسی طرح سے شمشیر راتے ہوئے اور مردوں کو خاک غارت پر ڈالتے ہوئے کفار کے عقب میں قلعہ میں داخل ہوئے
 اور کفار نے جو بہرات ان دونوں بلند ہمت سے مشاہدہ کی تھیں زندہ دستگیر کیا اور دیورائے کے پاس لے گئے دیورائے
 نے انھیں قید کر کے اپنے بیٹے کے سوگ من جامہ اتم پہنا اور گریہ و زاری اور بیقراری بہت کی اُسکے بعد سلطان
 علاء الدین نے یہ پیغام دیا کہ یہ دونوں بہادر شہیدان شجاعت و شہادت اور در پر شوکت جو کہ قلعہ میں آئے ہیں میں

ہر ایک کو بروکارا ہر سوار کے برابر فرض کرتا ہوں اور ریاں بجا نکرا اور شاہان ہمنہ میں مقرر ہوا کہ جو عن ایک
مسلمان کے لاکھ ہندو قتل کریں اور اگر تم انھیں آزاد جانی ہو چکا ہو گئے لیکن جاننا کہ میں ہر ایک کے عوض لاکھ ہندو
قتل کرونگا اور دست فرض اس ملک کے دہن سے نہ اٹھاؤنگا اور یورے جو منصب ہمنہ سے خوف دہراصل
پرستولی رکھتا تھا گھبرا یا اور ایک جماعت معتبر شاہ کی خدمت میں بھیجا کہ یہ جواب دے یا اگر سلطان حمد کرے اور دوبارہ میری
ولایت پر لشکر نہ بھیجے تو میں بھی ہتھ پڑتا ہوں کہ ہر سال پیشکش لائق بھیج کر فخر الملک ہلوی اور اسکے بھائی کو تسلیم کروں گا
اور من بعد قدم دائرہ اطاعت اور جادہ فرمانبرداری سے باہر نہ رکھونگا سلطان نے اسکے التماس کے موافق عہد نامہ ترتیب
کر کے ارسال فرمایا اور یورے نے فخر الملک ہلوی اور اسکے بھائی کو مع چالیس ہاتھی جنگی اور قسام پیشکش ہارے لائق اور
باج چند سالہ خدمت شاہ میں ارسال رکھا اور سلطان نے بھی خلعت شاہانہ اور گھوڑے تازی باریں و لحام مرصع اسکے واسطے
بھیجا کر علم راجت بلند کیا اور جتیاک مسند دکن اسکے وجود سے مشرف اور نیت پذیر رہی یورے نے ہر سال پیشکش بھیج کر
وروانے مصداقت کے مفتوح رکھے اور اسے بھی اپنے عہد پر وفا کر کے بھی ولایت کرنا حکم پر چڑھائی نہ کی اور کہتے ہیں کہ
سلطان علاء الدین نے اپنے عہد سلطنت میں احمد بابا ویدین ایک دارالشفاعت لطف اور صفائی سے نیا رکھ کر کے چتر قریب
وقف فرمائے تھے تا زرحائل اسکا صرف ادویہ اور مشربہ ہو کر اطبا کے سلمان و ہندو بیماروں کے معالجہ میں شمول ہیں اور صفائی
امانت دار اور محاسبان خدائیں کو شہر ولایت میں مقرر فرمایا اور باوجودیکہ خود بدولت میزبانی کرتا تھا حکم کیا کہ کوئی شخص شراب
نہ پیئے اور جو نہ کھیلے اور قلندران اوباش درپوزہ خوار کو طوق آئینہ میں مطوق کر کے شائع عام صاف کرنے و خاکرونی در
تمام اعمال شائع عمل میں لانے سے تعذیب فرماتا تھا تو متنبہ ہو کر سب معیشت میں مشغول ہووین یا قلمرو سے باہر جاوین اور اگر
احیاناً کوئی آدمی باوجود اس انتظام اور گرفتگی کے بیابا کرنا شراب خمر یا کسی اور سکیمین اقدام کرتا تھا سب سے بچھا کر اسکے
حلق میں ڈالتے تھے اور یہ حکم عام و خاص پر جاری تھا کسی کو اس سے مفر نہ تھا چنانچہ سید محمد گیسو دراز کے ایک
نواسہ نے ایک فاحشہ سے اختلاط ہم ہو چکا یا اور ایک رات کو شراب پی کر حالت مستی میں اسکے سر کے بال تراش کر خوب
زرد کوپ کی جب یہ خبر کو تو ال کو ہو چکی تھی شب مخدوم زادہ اور قبحہ کو قید کر لیا دوسرے دن بوقت فرصت یہ خبر
بادشاہ کے گوش زد کی بادشاہ نے غضبناک ہو کر حکم کیا کہ مخدوم زادہ کو سندو میں لجا کر سیر باز کرنا تمام خلعت و کھچ کر
عبرت پذیر ہو دو سو تازیانہ ہاتھ اور پائون میں مارین اور قسم دیوین کہ پھر شراب نہ پیئے اور قبحہ کو گدھے پر چڑھا کے
شہر میں تشہیر کر کے شہر ہر کرین منقول ہو کر جب ایالت تعلیم عالم اور کفالت حاصل بنی آدم سلطان علاء الدین پوربلی
اسقدر سخاوت اور عدالت کا فرش بچھا یا کہ احسان فریدین کا چرچا اور عدالت نوشیروان کا شہرہ اسکے زمانہ میں نہ رہا
اور جموع کی نمازوں اور عیدین کے دوگانہ میں منبر کے قریب حاضر ہو کر وعظ سنتا تھا اور خونریزی اور ظلم و تعدی اور
تشویش بندگان سے رخصتی نہ تھا اور آتش پرستوں کے معابد اور بچانہ قدیم توڑ کر مسجد بن جائے اسکے احداث کیں اور
نصارا اور برہمن وغیرہ سے کلام نہ کرتا اور رحمت دیوانی میں غل نہ دیتا تھا لیکن جب بجا بگوئی یورش سے فارغ ہو کر
مراجعت کی عیش و عشرت اسکی دامگیر ہوتی جزوی اور کلی امور ملی اور مالی کو امرے درگاہ کے سپرد کر کے ایک نر عورت
جمیلہ سراپردہ شاہی میں جمع لاکھ نعمت آباد کی نہر کے کنارے ایک باغ نمونہ روضہ رضوان اور ایک قصر ماننا
تصویر فلک درخشان بنیاد رکھا اور استادان خطہ کون و فساد نے اس باغ اور عمارت کا نظیر روس زمین پر بنیاد

نہ ڈالنا تھا اکثر اوقات اس باغ میں بادہ گلغام کے پتھر اور لعل لبت لبران سیم اندام کے تلمذ اور شمع لبت ہائے سطلان
 شیریں آواز میں مشغول ہوتا تھا اور نہایت خوشن داری اور غایت کم ازاری سے نظام امور اور مصالح جمہور میں التفات
 فرماتا تھا اور حکیم ارزقی نے اس شاہ کی عمارت کے وصف میں خوب کہا ہے بیت گوئی کہ ماہ و مشتری از برج آسمان
 تحویل کردہ اند بیلغ خدا بیگان ۛ اور جن دونوں میں سلطان نشاط میں مشغول تھا چار یا پانچ عینے کے بعد ایک مرتبہ
 سلام عام لیتا تھا اور اس حالت میں دکنی اسکے گرد محیط تھے اور میان سن اند دکنی بالاستقلال بادشاہی وکیل ہو گیا اسکے
 بعد سلطان نے قصد کیا کہ قلعہ سواحل دریا کو فتح کرے چنانچہ خلف حسن بصری ملک التجار کو مع سات ہزار سوار دکنی اور
 ہزار سوار غریب کے اس خدمت پر مامور فرمایا اور خلف حسن بصری نے قصد حاکمہ میں جو شہر جنیر کے قریب ہے متعلق
 کر کے اس کا قلعہ تعمیر کیا اور دفعہ بدفعہ لشکر کو کھن میں بھیجا تھا اور اس طرف کے راجاؤں کو مغلوب کرنا یہاں تک کہ
 اجل متقاضی ہوئی خود اس طرف متوجہ ہوا اور ایک حصار اس حدود کو جو ایک کا فرسی سرکہ کے تصرف میں تھا محاصرہ
 کر کے بجز و قہر مفتوح کیا اور سرکہ کو اطلاع اس امر کی دی کہ خوزہ اسلام میں در آوے یا گردن تیغ سیاست کے نیچے رکھے
 سرکہ نے طریقہ مکرو فریب کا اختیار کر کے سرو من رکھا کہ میرے اور دے سنگیسر کے جو حوالی قلعہ کندھانہ میں ہے
 ہمسری ہو اگر میں حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا اور وہ اسی طور اپنی مقرر دولت میں تنگ رہے گا آپ کی مراجعت کجا زبان
 طعن دراز کر کے عشاء و قبائل کو مجھ سے خوف کر گیا اور ملک اسنے زن کا کہ میرے باپ اور دادا سے مروی چلا تاہو ہر
 منصرف ہو گا اگر آپ عنان عودیت اس طرف معطوف فرماوین تو طبیعت میں اسے بھی دستیاب کر کے اس حدود کو بھی
 بندہ سے رجوع فرماوین یا اسکا سر تن سے جدا کر کے اس مملکت کو ایک امر کے سپرد کرین بندہ کلمہ طیبہ توحید پڑھ کر
 غلامان شاہ اسلام میں منتظم ہو گا اور ہر سال اسقدر مال خزانہ عامہ میں داخل کر گیا اور اسکے بعد اس اطراف میں اگر کوئی
 ترمذی اور سرکشی سے ادا سے زروا جب سرکار میں تغافل یا اعلل کر گیا یہ کہینہ اس کا جواب وہ ہو گا خلف حسن بصری نے
 کہا کہ میں نے سنا ہے کہ راستہ مدخل اور مخارج اسکا بہت تنگ ہو اور وہاں پہنچنا نہایت دشوار ہے اسکا حال ہو سرکہ نے جواب
 دیا جسوقت کہ مجھسا دو تخواہ مقدمہ الجیش ہو گا راستہ طر کرے گا اور اس جنگل کے خار سے کسی سوار کے دامن کو آزار
 نہ پہنچے گا اور بے مشقت گل مقصود ہا مخد آوے گا چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت میں جاری ہوا تھا سو اسطے دشمن
 کے قول پر اعتماد کر کے نہ آٹھ سو پچاس ہجری میں اس طرف حازم ہوا چنانچہ اکثر دکنی اور حبشی نفاق کر کے جدا ہو گئے
 اور خلف حسن بصری کے ہمراہ ہمیشہ میں نہ آئے اور خلف حسن بصری تعلیم میں مبتلا ہو کر خود روانہ ہوا اور سرکہ نے دودن
 راستہ کشا وہ اور خوب کہ اسکو کسی شخص نے نہ دیکھا تھا ملو کیا اور چھوٹے بڑے اس سے خوش ہوئے لیکن تیسرے دن
 وہ گمراہ ایسی راہ لگیا یا مصرع کہ از چول او شیر زیادہ بود ۛ اور بلکہ پہنچ تاب زیادہ زلف خوان اور باریک تر عاشقان
 کی آہ سے تھا القصہ ایسی راہ تھی کہ دیو اس کا شیب و فرازدیکہ آ سیب زدہ ہوتا تھا اور غول بیابانی اسکا ٹیلا بلند
 دیکھ کر دہشت کھاتا تھا لفظ نہ خورشید کو دی رموش مساحت ۛ نہ تقدیر کو دی حدودش مقدر ۛ گیاسش از ورستی چو
 دن از ان فی ۛ ہو اش از غوغا نک چو کام غضنفر ۛ ز آبلش ابل رستہ و نیا و پیکان ۛ ز خالکش خنک رستہ و ز خارشخیر ۛ
 شیش ز الماس گسترہ مغش ۛ فرازش ز آتش پوشیدہ چادر ۛ رہ پیچ چش چو ز نارا ر امب ۛ نو ہشت ز اطراف
 محراب و منبر ۛ اور جب افغان و خیران سمانت طرک ایکایا سے جنگل میں پہنچے کہ ہوا کو اسکے مسالک و راق سے گذر ہوا

تھا اور تین طرف اسکے پہاڑ کسبہ تانک دو اور تھا اور ان پہاڑوں میں ایسے درے واقع ہوئے تھے کہ ان کا
 عمق تحت الارض پہونچنے سے گنج قارون اور شیت گاؤں ہی نمایاں تھی اور ایک طرف اسکے خلیج سمندر سے
 آکر جنگل اور پہاڑ اور غار سے پہونچتا تھا اور اس راستہ کے سوا جس سے آئے تھے دوسرا راستہ تھا کہ غار کے ندیدہ قرارش
 مگر بیشم ضمیر کسی طرفہ نشیمن مگر پائے گمان پد کے بروز سفید و شب سیاہ دروہہ بجز ایک دوی گردون پد
 بیچ نشان پد اور خلف حسن بصری جو ان دنوں اہمال غری میں گرفتار تھا رات دن میں چالیس مرتبہ پنچا
 جا تھا اور ہر چند کوشش کی کہ آدمی ترتیب و قاعدہ سے نزدیک فروکش ہوں سو مندہ ہوا اول یک خون
 خودشت اور ماندہ نماز شام تک آتی تھی اور درختوں کے نیچے جہاں پہونچتی تھی نزول کرتی تھی یہ کہ اس جنگل میں
 ایسا مقام میسر نہ تھا کہ دو آدمی پہلو میں خیمہ ایسا ذکر کے شب کو بسر کریں اس وقت کہ آدمی اپنے حال میں گرفتار
 تھے سرکہ کا فر کہ فرشتی کر کے پہاڑ کے درون میں سیلاب کی طرح نایاب ہوا اور اسے سنگی کو پیغام دیا کہ ایسا شکار تیرے
 واسطے لایا ہوں اور پھر منصوبہ اس سے بہترین پڑچا پس جو کچھ تجھے ہو سکے بجالا اور تفصیر کے غرض کہ اسے سنگی شکار
 پیادہ تو بچی اور کماندہ اور خنجر گذار سب طرف سے فراہم لایا اور سرکہ بھی اپنی جمیعت سے اسکا شریک ہو جب آدمی شکار
 آئی احراف و جوانب سے درون اور جنگل سے در آئے اور خنجر اور چھری کی دھار سے آٹھ سات ہزار آدمی درختوں کے
 نیچے بطریق گو سفندہ کے ذریعہ کسے واسطے کہ باندہ و تیز کے چلنے اور برگ درختوں کی کھڑکھڑاہٹ سے مقتولوں کی فریاد
 ایک دوسرے کے گوش زد ہوتی تھی اور ہمایہ ہمایہ کے حوال سے خبردار ہوتا تھا اور رات تاریک ہوتی تھی کہ ایسے میں
 سو جھٹکا تھا اور اتنا بیکہ دہشت اور وحشت اور ظلمت سے زبان ناطقہ تکلم فراموش کرتی تھی اور جب وہ کفار اطراف کے
 زمان کے قتل سے خارج ہوئے اور دیکھا کہ کوئی شخص کیسی فریاد کو نہیں ہو چکا ہو باطنیان تمام خلف حسن بصری ملک التجار
 کے سر پر تاخت لائے اور نسل ترین وجہ سے ہلکوت پانسو سیدنی حسن کہ انہیں مدنی اور کربانی اور بھنی وغیرہ بھی تھے شہید کیا
 لغلم شب تیرہ بود و گذر گاہ تنگ پد کہ دشمن سو جنگ یازید جنگ پد درخشیدن تیغ افزا شتہ پد چراغی براہ اجل اشتہ پد
 بروں جستہ تیر از کین و کمان پد شدہ مرگ مارا بہر سوے جان پد جہانی شد آغشتہ در خاک خون پد کے مرفکہ و دگر سر
 آگون پد ازان جنگجویان سواری ماندہ پد و زان سرکشان نامداری ماندہ پد ہر آن کو لشکر کشتہ بکے بکے بیکیا راز ہم فرود کشتہ
 بر فتنہ بد آگون ہر کس زلیست پد کہ برزدگی شان بیاید گزلیست پد الفقہ اس لشکر کے بقیہ السیف کہ بحسب تقدیر زندہ
 رہے تھے بمقتل بسیار اس جنگل سے برآمد ہوئے اور عہدہ اس جماعت املاے دکنی کے کہ خلف حسن بصری کے ساتھ نفاق
 کر کے اس جنگل میں نہ گئے تھے ملحق ہوئے اور انھوں نے ان سے یہ بات کہی کہ تمہارا حال نہایت پریشان ہو مناسب
 یہ ہو کہ اپنی جاگیروں میں جاؤ اور جلد سامان درست کر کے پھر آؤ پھر جمع دکنی اور جہی غارت خوردہ اپنی جاگیروں کی طرف راہی
 ہوئے اور مصلوں نے یہ بات کہی کہ ہمارا ہی جاگیریں دور و نزدیک ہیں ہم سلطان کے بدوں حکم نچا نیچے پان قصہ جاگندہ
 جو خلف حسن بصری کا نشین گاہ اور بہت نزدیک ہر وہاں جا کر بقرض دوام سامان اپنا درست کر کے جلد آتے ہیں
 اور جب اسے مذکورہ نے یہ امر بخبر کیا جا کہ نہ کی سمت روانہ ہوئے اسوقت بعض مفلان ناخلفیت اندیش یہ اپنی
 زبان پر لائے کہ ان امرا کے نفاق کے سبب خلف حسن بصری ملک التجار اور سادات وغیرہ قتل ہوئے کہ ہم قصہ جاگندہ
 پہونچتے ہی ایک عرضداشت منتہی حقیقت حال درگاہ میں بھیجتے ہیں اور جب یہ خبر و کیدیں سنیں ہر اسان ہوں

اور سبقت کر کے ازراہ مکہ و حیلہ شاہ کو عرضداشت لکھی کہ خلف حسن بصری ایک نیک و امیر کے نام کی ہدایت اور سادہ
 اور خلون کی ترغیب سے فلان بیشیہ میں در آیا اور سچ چہیم خیر خواہان قباحت اس امر کی بہ لطائف آئیں چاہتے تھے
 کہ اس کے دل نشین کریں جو پردہ تقدیر کا کسی آنکھ پر چھایا تھا دو تنخواہوں کی بات پر ہرگز التفات نہ کی اور انھیں وہ
 پہونچا جو کہ پہونچنا تھا اور خلف حسن بصری کے ساتھ کے بعد ہر چہ چاہتے تھے امرا نے غل اور سادات و خاصہ شیل کو سمجھایا کہ
 مناسب و متوجہ ہی کی یہ ہو کہ شاہ سے سپہ سالار طلب کریں اور اتفاق کر کے سرکار سے شکستہ مقام لیں یہ امر بھی قبول
 نہ کیا اور سرکشی کی اور کلام سخت زبان پر لائے اور قصبہ جاگنہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس کے اوضاع سے یہ لیا معلوم ہوتا
 کہ قلعہ جاگنہ میں حصن ہو کر کوکن کے راؤن سے موافقت کریں اور صلح و الفت بلند کر کے قصبہ قوی برپا کریں اور قصبہ جاگنہ
 دکنی کے پاس جو مغلوں کا دشمن جانی تھا اور بادشاہ کے پاس قرب و منزلت بہت رکھتا تھا بھیجا اور اس سے عین بد
 میں عرصہ سلطان کی نظر سے گزران کو خلف حسن بصری کے قتل ہونے کا اور غریبوں کے ترو کا ساتھ ایسے اچھے صورت
 کی تقریر کی کہ سلطان نہایت آزرده ہوا اور حالت غضب اور غفلت سے معاملہ کے کتب میں نہ پہونچا مشیر الملک کہتری اور
 نظام الملک بن عمار الملک غوری کو جو مغلوں کے خون کے پیاسے تھے اور ان کے لغو و ضلوع سے ایدہ اٹھاتے تھے
 امرائے جاگنہ کے قتل کے واسطے تعین فرمایا اور شیل حیدر الدین داود و شیری الجیش عداوت اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے درپے ہو کر لشکر کثیر اس طرف متوجہ ہوئے اور سادات عرب و عجم امر و غیرہ نے یہ خبر سن کر اتفاق کیا اور قلعہ قصبہ جاگنہ میں
 متحصن ہو کر قصبہ کو محکم کیا اور ایک عرضداشت مبنی بر کیفیت امور اور اظہار احوال و بختی احمد بابا و دیگر کی طرف روانہ
 کی لیکن جو عرضداشت انکی آئنا سے راہ میں مشیر الملک نے کئی کے ہاتھ آتی تھی وہ جاک کر کے پڑے پڑے کرتا تھا اور اسے
 منظور نہ تھا کہ یہ وار الخلافت میں پہونچے اور غریبوں نے اس حال پر اطلاع پا کر دو قطعو عرضداشت اور تحریکیں اور جو
 اپنے جنس کے ہاتھ بھیجا متعدد تھا ہندوستانی نفرون کے ہاتھ جو برسوں سے ان کے پروردہ نہایت تھے دیکر ہر ایک کے ایک
 راستہ سے روانہ کیا اور ان بد بختان روسیہ نے بھی عداوت جلی کو کام فرمایا وہ دنوں عرضداشت مشیر الملک لکھی کو پہونچا
 اور اسے نفرون کو خلعت و اسب و خرچہ وافر سے دی پیشت کیا اور دونوں عرضداشت بدستور رسالت پاکستان اور
 راستوں کے انتظام میں زیادہ تر کوشش کرتا تھا اسی صورت میں سادات شیل اپنے جدا جدا ام حنین بھلیہ صلوات و اسلام
 کے اپنے کام میں حیران اور پریشان ہو کر عرضداشت لکھی پر شاہ کرہ نے ام ناخامہ مرے غریب بالفاق باہر غلام درکار و قلیدر
 امکان قلاؤ میں فراہم کر کے مقام ہر خدمت ہونے اور جب یہ خبر مشیر الملک لکھی کو پہونچی اور اسے دکنی کو جو کوکن میں تھے
 اور یہ فساد انھیں کی ذات سے برپا ہوا تھا اپنی مرد کے واسطے طلب کیا اور جنہر اور اس نواح سے بھی پیادہ ہتیار
 جمع کر کے قصبہ جاگنہ کی طرف آئے اور اسے محاصرہ کر کے محصور دن کی قیادت میں کوشش کرتے تھے اور قریب قریب
 کے آتش جنگ مشتعل رہی ہمیشہ دکنیوں کی عداوت اس محصور کی اسطاعت کو پہونچتی تھیں کہ غریب کو عداوت و مخالفت اور
 حرا بخوری براسخ دم اور ثابت قدم میں اور سلطان تجرات سے مدد طلب کر کے چاہتے ہیں کہ قلعہ آسکے سپر کریں اور کئی
 صاحب و ظل جو عمارت و تختہ تھے عرض حسب مدعا سلطان کی نظر میں اور اگر اس کے جواب میں فرامین اس عداوت کے
 متواتر و متوالی بھیجتے تھے کہ جہت غربان طاغی اور باغی کی قلعہ میں کوشش کر کے قتل و سیاست میں ایسے ساعی
 بحیلہ ظہور میں پہونچا دیں کہ وہ دن کو عبرت ہو دے اور عرض غریبوں کی اگر بر شرف و بخت تمام دار الخلافت میں پہونچتی

تھی کوئی بادشاہ کے مزار میں ایسے خیل ہوئے تھے کہ ان دونوں میں مخصوصان کوئی کے سوا کوئی بادشاہ کی زیارت سے مشرف نہ ہوتا تھا یہ لوگ عراق غریبوں کے متعلقوں سے لیکر بادشاہ کے ملاحظہ میں نہیں گذرانے تھے اور انہیں یہ جواپ بیٹے تھے کہ ہم عراق غریبوں کے پاس پہنچانے میں اور آنحضرت قمر وغیب کی شدت سے جواب کی طرف تو جہنم فرماتے اور بجائے غریبوں نے دولتخانہ کا یہ احوال سنکر یہ تجویز کی کہ اذوقہ و باجخطا دور کی لایا ہو اپنے زن و فرزند کو مع ایک جماعت مردم جنگی سے قلعہ کے اندر چھوڑیں اور خود بالفاق تمام برآمدہ کو یہ سبیل استعجال حرکات بیدار کی طرف جاکر سلطان سے عرض حال کریں شہیر الملک کنی اور نظام الملک دیکھ کر دیکھ کر ان کے ارادہ اور فکر سے نف ہوا کہ کہنے لگے کہ اگر غریب ایسا کرینگے ہم بھی ان کے تعاقب میں روانہ ہونگے اور جبکہ ہم میں سے ایک جماعت کثیر قتل نہ ہوگی اپنی غالب نہ ہونگے اور صحرا میں کہ مقصد بہار اس جماعت کے قتل عام سے ہر عمل میں نہ آوے گا پھر مجی دہا منقام جیلہ اور دفا میں ہو کر پیغام دیا کہ ہم جو است پیغمبر آخر الزمان اور دعوی اسلام کرتے ہیں تمہارا ورتما رے فرزند کی سبکی اور عاجزی پر کہ انہیں اکثر سادات عظام ہیں ترجمہ کے سلطان سے مختارے عفو جرائم کے مستدعی ہونے اور حضرت اے بیعت قبول فرما کر حکم کیا ہو کہ آزار جانی اور مالی سے انہیں محفوظ رکھنا مطلق الدنان کر و کہ وہ جس طرف چاہیں چلے جائیں اور اس کے بعد حکم مرور اپنے قول کے موافق انہیں سنایا پھر دونوں سردار بزرگ حضرت اے بصیغہ واللہ باللہ اور مصحف اقدس اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھا کر عہد کیا کہ ہم انہیں آزار جانی اور مالی نہ پہنچا دیں گے ان بزرگواروں نے ان مفتریوں کے قول پر کہ عدد ان کے دو ہزار اور پانسو تھے اعتماد کیا اور انہیں ایک ہزار دوسو مرد سادات صحیح نسب سے تھے مع اہل عیال اور مال قلعہ سے برآمد ہوئے اپنے اہل عیال اسباب کے واسطے جبرکبار و بارکش برکت تھے اس کے سامان کے واسطے قلعہ کے میدان میں فوج ہوئے مشیر الملک کنی اور نظام الملک غوری قلعہ میں داخل ہوئے اور تین دن اپنے عہد کا پاس کے کسی بیچ کا صدرہ ٹھہر کر بیٹھا اور چوتھے دن اس جماعت کے امیرن اور رئیسوں کو برسم ضیافت قلعہ میں طلب کیا چنانچہ تمام بیگہ صرف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکے تاز کے سوا جمیع اراک مشاہیر و بزرگان قریب تین سو مرد کے قلعہ میں حاضر ہوئے و جبکہ مائدہ طعام پر بیٹھے اور کھانا تناول کرنے میں مشغول ہوئے ایک جماعت و کینوں کی مسلح ہو کر جو اسے وقت بھی ان دونوں عہد شکن کے اشارہ کے موافق گوشہ اور کنارہ سے شیشہ برہنہ کر کے سادات مظلوم پر حملہ آور ہوئی اور ضیافت کو طاق نسیان پر رکھ کر سب غریبوں کو بجائے آب شربت شہادت چکھا کر و ضہ و ضوان کی طرف راہی کیا اور چار ہزار کوئی زرہ پوش کہ باجبا ایستادہ ہو کر منتظر قدر تھے بہیئت مجموعی غریبوں کے خیمہ اور خرگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور سادات صحیح کے قتل و غارت میں مصروف ہوئے اور قہم مرد سے ایک سال کے بچے سے سو برس کے بوڑھے تک کو شہید کیا چنانچہ ایک ہزار سیر سندی اور ہزار نزل اور پانچ چوبہارہ پر معصوم نے اس و زار و ست ظالمان کو خاتم کو نقد ریح سے خالی کیا اور حشرات دکن نے اس ظلم پر بھی استفادہ کر کے بعد قتل و تاراج کے انکی عورتوں اور لڑکیوں پر دست اندازی کی کسی عہد میں بعد واقفہ جنابا مہم حسین علیہ السلام البیہدیت سادات پر نہ بڑی تھی حیف اس سبیا قوم پر کہ بعض افترا و بہمت اپنے پیغمبر کی اولاد مجاہد کو اس وضع سے شہید کیا اور ان کو اس سلطان کی بارگاہ نبوت کی مہت سے جانتے ہیں مصرع زہے بھور باطل زہے خیال محال یہ اور مظلون کے گروہ سے تمام بیگہ صرف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکے تاز جو اگر دوسے

عزیموں سے ایک کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے دکنیوں کے آشوب سے واقف ہو کر جبہ پہنے اور اپنی عورتوں کو پوشاک مردانہ پہنا کر احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوئے اس صورت میں شیر الملک کنی اور نظام الملک غوری نے دونوں سوار بھاری داؤد خان کے لئے تاقب کے واسطے تعین کر کے رعایا اور جاگیرداران سر راہ کو لکھا کہ یہ جماعت حرامخوار ہیں اور باوصف اسکے سلطان کی دولتخواہی اور اخلاص کا دم مارتے ہیں لازم کہ انکے قتل و غارت میں اقدام کر کے گھوڑے اور سار ویراق انکے تاراج کر دیں اور کسی مقام میں انھیں آرام اور قرار نہ دیں قاسم بیگ صف شکن اور بھی امرا مع تین سو مرد سر جھکائے ہوئے جاتے تھے اور جس مقام میں دکنی ان کے مقابلہ کو پہنچتے تھے پلٹ کر جنگ کرتے تھے اور اعدا کو ضرب پیر سے متفرق کر کے آگے بڑھتے تھے اور امداد کو صحرا میں دار دہوتے تھے اور جب قصد بیر کے اطراف میں پہنچتے داؤد خان انکا سرد راہ جو حسن خان جاگیر دار بیر کو جو امرائے بزرگ دکنی سے مخفا پیغام دیا کہ مناسب ہو تو بھی اس طرف مع لشکر ہمراہی ان سلطانی حرامخواروں کے دفع کے واسطے متوجہ ہو تو اتفاقاً باجی ان حرامخواروں کے سرمن سے جدا کر کے درگاہ میں روانہ کروں چونکہ قاسم بیگ صف شکن حسن خان سے سالانہ آشنائی کا رکھتا تھا اور اسنے بیجا نگر کے معرکہ میں اکی ملک کر کے غنیمت کے دست تقدیر سے بخت بختی تھی حسن خان نے اسکا پاس اور کھار کھکر جواب دیا کہ اگر یہ جماعت حرامخوار ہوئی کیوں اپنے تئیں ہر حد تجارت میں نہ پہنچاتے کہ وہ اپنے تئیں دن کی مسافت سے زیادہ نہ تھی پھر داؤد خان حسن خان کی اعانت سے مایوس ہوا اور تمام لشکر سوارانہ اس کا شریک ہوا اور دو ہزار پانسو سوار نے مصروف حرب راستہ کین اور قاسم بیگ صف شکن اور اسکے جمیع یاروں نے ہاتھ جان سے دھوکول جنگ پر رکھا اور اعدا کے مقابل آنکر حرب میں مشغول ہوئے فقار احمد اول میں دو تیر قتلے ہرم کی طرح داؤد خان کے قتل پر آئے اور ولایت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اور دکنی یہ حال مشاہدہ کر کے اس جماعت کے قتل میں زیادہ کوشش کرنے لگے اور کام اترو تنگ کیا اس درمیان میں حسن خان اپنی جماعت سے نودار ہوا غریبوں نے گمان کیا کہ دوسری بلا کا سامنا ہونا گا حسن خان کے آدمیوں نے پہونچا خبر پہونچائی کہ بیدل ہنر جنگ میں ثابت قدم رہو کہ اب ہم تختہ راری ملک کو اپہونچے قاسم بیگ اور تمام غریب شکر خدا بجا لائے اپنی بقائے حیات کے اسید وار ہوئے اور حسن خان جب آنکر اعدا کے مقابلہ اور دفاع میں مصروف ہوا دکنی داؤد خان کا جنازہ اٹھا کر قصد جاکنہ کی طرف اہی ہوئے اور قاسم بیگ قصد بیر کے باہر فروکش ہوا اور حسن خان کی معرفت عرضداشت درگاہ میں روانہ کی جبکہ مضمون عرضداشت کا معلوم ہوا فرمان بہ طالب قاسم بیگ صف شکن کے پہونچا غریبان بقیۃ السیف باجماعت درگاہ کی طرف متوجہ ہوئے سلطان علاء الدین انھیں اپنے حضور طلب کر کے تعینیت حال میں مصروف ہوا اس معاملہ کے انکشاف کے بعد مصطفیٰ خان سرآمد کا رنگی کو کہ جو غریبوں کے عرض محض محضی رکھکر سلطان کے ملا حظ میں بنیں پہونچا تاہم اسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اس کی لاش کو چہرہ باز زمین پھرائی اور قاسم بیگ صف شکن کو خلف حسن بھری ملک التجار کے منصب پر منصوب فرما کر سپہ سالار دولت آباد اور جنیر کیا اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکتا ز کو بھی منصب ممتازی دیا اور بھی نوازشات سے سرفراز فرمایا اور غریبان رنج رسیدہ و مضیبت دیدہ کو شاہ اور سرور کے دوبارہ پرورش و پرداخت میں مہربانی زیادہ کی اور ان میں سے بہت آدمیوں کو حصہ دخل کیا اور مکانات مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری کے ضبط کیے اور فرمایا تو انھیں مع امرا سے

وکن جو باعث اس فساد کے تھے طوق و زنجیر انکی گردن میں ڈاکر پیا وہ پا قصبہ جاکنہ سے دار الخلافہ میں لائے اور ان کو گون کو کہ اول مرتبہ عرضداشت انتقام اور تہمت کی بھیجی تھی بقیوبت تمام ہلاک کیا اور انکے بازمانہ گان کو زمان بکروزہ کا محتاج کیا اور طبقات محمد شاہی کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ مشہد الملک و کنی اور نظام الملک غوری بھی برس برس کی حالت میں گرفتار ہوا ان کے اور لوگ بیان انکی بطور شاہان بازاری گشت کرتے تھے اور ۵۵۵ھ میں سلطان پچپن ہجری میں شیخ آذری نے جو سلطان کا مقتد تھا اور ایام شاہزادگی میں اُسے الفت بہت رکھتا تھا خراسان کے عریضہ طولانی مشتبہ اقسام سخاں موثر ابلاغ رکھا اور سلطان اُسکے مطالعہ سے متاثر ہوا اور شراب سے تو بے غمی فرما لی اور مجدد اکبر جماعت و کینوں کو کہ غریب کشتی کی حالت میں مقید اور محسوس تھے سیاست تمام قتل کیا اور اپنے ہاتھ سے جو اب عریضہ شیخ آذری لکھ کر مع سبائے خیر خراسان کی طرف بھیجا اور بعد اسکے بطریق سلطان احمد شاہ ہمسائی کے ہر روز خود بہت سلطنت میں پہنچ کر دکن کو خدمات بزرگ دو تھانہ سے معزول کیا اور ۵۵۵ھ میں سلطان ہجری میں اُسکے پانوں کی ہڈی جرح ہوئی ہر چند معالجہ میں کوشش کی اثر پذیر نہ ہوا اس سبب سے مکان سے کتر بگاڑتا تھا اور اکثر اوقات غیر اُسکے فوت کی منتظر ہوتی تھی یہاں تک کہ جلال خان داماد سلطان احمد شاہ ہمسائی کے اولاد سید جلال بخاری سے تھا اور تلنگ میں سرکار تلنگنہ کی جاگیر رکھتا تھا اُسکے فوت کا یقین کر کے بہت علاقہ اُس علاج کا اپنے تصرف میں لایا اور اپنے بیٹے سکندر خان کو کوٹوالہ سلطان احمد شاہ ہمسائی کا تھا نفوت کر کے اُسے لایت پرسلط کیا اور اُسکے کو خان علی اس حد میں فوت ہوا تھا تلنگ میں کوئی صاحب جو نہ تھا اکثر امرائے تلنگ سکندر خان سے متفق ہو کر چاہتے تھے کہ اُسکو اس مملکت کا شاہ بنا دیں سلطان علاء الدین باوجود علالت حضار لشکر کا حکم دیکر لشکر کشی کا عازم ہوا اور جلال خان نے سلطان کی حیات اور اُسکی آادگی سے انکاری پا کر اپنے مدبروں سے شورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ جلال خان تلنگ میں ہے اور سکندر خان ماہور کی طرف جاوے سلطان جس طرف کو توجہ کرے دوسری طرف خلل عظیم ہو بہو بچا کر ایک دوسرے کی ملک پر مستعد ہو دیں الغرض سکندر خان نے ماہور کی طرف کہا میں تلنگ میں ویرا واقع ہوں جا کر جمعیت کی اور ہر چند سلطان قول نامہ بھیجتا تھا مؤثر نہیں ہوتا تھا کسرا سے کہ سکندر خان شہزادہ محمد خان کی لہاوت میں دخل عظیم رکھتا تھا اور یہ مخالفت بھی مزید علت ہوئی سلطان سے کسی وجہ میں نہوتا تھا یہاں تک کہ سلطان محمود شاہ غلی لوی کو بغیام دیا کہ سلطان علاء الدین شاہ بیمار ہوا اور چند مدت ہوئی کہ اُس عالم فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور حبیان دیکھ کر اُسکی موت کو اپنے مقصد کے واسطے پوشیدہ رکھ کر چاہتے ہیں کہ وارثان مملکت کو تاج اور تخت سے باز رکھیں اگر وہ خدائے عنان عزیمت اس طرف معطوف کریں مملکت برابر تلنگ کی بے نزاع و جنگ حوزہ دیوان میں آوے گی سلطان محمود شاہ غلی مالوہی یقین کر کے بشورہ والی آمیز و برہان پور سفر دکن کا عازم ہوا اور ۵۵۵ھ میں سلطان محمود شاہ ہجری میں با استعداد و شوکت تمام روانہ ہوا اور سکندر خان مع ایک ہزار سوار چند منزل استقبال کر کے اُس سے جا ملا اور سلطان علاء الدین نے مسخ عزیمت پوریش تلنگ کر کے خواجہ محمد گیلانی المشہور بجاوان کو منصب ہزاری دیگر مع بعض اہل جلال خان کے سر پر تعین فرمایا اور لشکر براہ کو حاکم برہان پور پر کہ سلطان محمود شاہ غلی مالوہی سے متفق ہو اٹھا مقرر کیا اور تمام سبک صرف لشکر دولت آباد کو بزم پیشوائی روانہ کر کے خود باجی کوس کے فاعلہ پر مع لشکر بجا پور اور خاصہ خیل پالکی میں بیٹھ کر عزم رزم سلطان محمود شاہ غلی کے کم صحرائے ماہور میں نزول کیا تھا متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ نے جب جانا

کہ شاہ دکن زندہ ہوا اور لشکر جبار لیکر جنگ پر متوجہ ہوا۔ اسی رات کو کوچ کر کے اپنی مملکت کی طرف پلٹ گیا اور ایک
 امرائے عالی شان کو مدد کے بہانہ سکندر خان کے ہمراہ کر کے تاکید کی کہ اگر یہ پھر دکنیوں سے ملحق ہو کر مسلح کرے تو ہم
 تمام گھوڑے اور ہاتھی اور جمیع اثاثہ شوکت اس کا لیکر مندومین حاضر ہو سکندر خان ہنات کو بھگڑا لو یہ بیان
 کے داہنی طرف سے جدا ہو کر مع دو ہزار آدمی کہ اکثر افغان اور راجپوت تھے تلکنڈہ کی طرف روانہ ہوا جو اس وقت
 خواجہ محمود کاوان نے قلعہ تلکنڈہ کو محاصرہ کیا تھا جس حملہ سے کہ ممکن تھا ہم کو قلعہ میدرین پہنچایا اور خواجہ نے اس امر کو خدا
 سے استدعا کر کے زیادہ تر کام متخصیصون پر تنگ کیا چنانچہ انھیں دکن میں باپ اور بیٹے نے بدریہ خواجہ کے سلطان کے
 امان نامہ حاصل کر کے قلعہ کو سپرد کیا اور خواجہ کے وسیلہ سے شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تلکنڈہ کی جاگیر پر سفر فرمایا اور
 سلطان نے ماہور کی حکومت بدستور قدیم نجر الملک رکھ کر عطا کی اور فرخ الملک تھانہ دازراجی پر بھی لودیش فرما کر دارا
 کی طرف متوجہ ہوا اور ۱۰۲۳ھ میں سلطان علاء الدین شاہ بہمنی اسی دروساق پاک کے سدیف تہا
 تیس برس اور نو مہینے اور بیس دن حکومت کر کے دنیا سے رحلت کی کچھ عرصہ میں سلطان علاء الدین شاہ بہمنی
 بہت نصیح و بلایع تھا اور فارسی خوب جانتا تھا اور فی الجملہ تحصیل علوم بھی کی تھی اور بھی بھی روز جمعہ اور عیدین کو مسجد
 جامع میں جا کر منبر کے اوپر خطبہ پڑھتا تھا اور اپنے تین ساتھیوں القاب کے توفیق کرتا تھا سلطان عادل الکرم الخلیفہ
 الرؤف علی عباد اللہ الفی علاء الدین علاء الدین بن علاء الدین احمد شاہ ولی بہمنی القصد ایک ن ایک دگر
 عرب نے گھوڑے کھسائی اسکے ہالیوں کے ہاتھ فروخت کیے تھے اور وہ داسے زمین پر غفل اور نال کرتے تھے اور تاجر
 سادات وغیرہ کے قتل ہونے سے بھی آزرہ تھا منبر کے قریب حاضر ہوا جب سلطان یہ کلمات زبان پر لایا یہی اصلہ
 ایک عرب ایسا وہ ہوا اور بولا لا والندلا عادل ولا کریم ولا حلیم ولا رؤف ایہا الظالم الکذاب القتل الذیہ الطاہرہ
 وشکم ہذہ الکلمات علی منابر المسلمین شاہ متاثر ہو کر زار زار رویا اور گھوڑوں کا زور میں غیبت کر کے فرمایا آتش
 غضب الہی سے وہ لوگ نجات نہ پائیں جنہوں نے مجھے مثل یزید دیا و آخرت میں بدنام کیا اور مکان میں جا کر پھر برآمد
 نہ ہوا یہاں تک کہ جنازہ اس کا نکالا گیا اور سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کے عہد میں شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ
 ولی اور میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ رحمت ایزدی واصل ہوئے اور شاہ خلیل اللہ سے دو صاحبزادے رہے ایک
 شاہ حبیب اللہ دارا و سلطان احمد شاہ اور دوسرے شاہ محمد اللہ دارا و سلطان علاء الدین شاہ اور شاہ حبیب اللہ
 باوصف اس کے کہ بڑے بھائی تھے لیکن سپاہ گری کی طرف غلبہ رکھتے تھے سجادہ نشینی اپنے چھوٹے بھائی شاہ
 محمد اللہ سے رجوع کر کے خود امارت میں اشتغال رکھتے تھے مورخان و ائمہ مجاہدین بیان کرتے ہیں
 کہ حبیب سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی نزع روانہ کا وقت قریب پہنچا امرا اور وزراء نے خلافت تو قع پر اپنی شاہ
 ظالم کو کہ خلافت اس کے اوصاف سے منظر تھی ولیہم کیا اور قبل اس کے کہ وہی بل کہ ایک کے ظالم الملک
 دولت آباد کی کہ خفین دنوں میں وکیل سلطنت ہوا تھا اور صفت عقل اور کاروائی میں توصیف تھا چھانگ کر اپنے
 فرزند کے پاس کہ بعد فوت قاسم بیگ صفت شکن کے خطاب ملک النجاری پایا تھا اور صوبہ دار دولت آباد اور
 چیتہر ہوا تھا چلا گیا اور جو کہ اپنے ملک خبر فوت سلطان علاء الدین شاہ نہ پہنچی تھی باپ اور بیٹا دولت آباد
 کے گجرات کی طرف روانہ ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ کے ظلم کے دفعہ سے بچا ست پائی

ذکر ہمایون شاہ بہمنی المشہور بہ ظالم ولد سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جسوقت سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے تختہ کو تخت پر اعتیاد کیا بڑا بیٹا امکا ہمایون شاہ بہمنی المشہور ظالم اپنے مکان میں تھا سیف خان اور ملو خان نے کہ امرائے بہمنی سے تھے وفات آگئی مٹی رکھی اور بے توقف اس کے چھوٹے بھائی حسن کو تخت پر بٹھا یا اور شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ اور بعضے امرائے دیگر اس کے جلوس کو مقتدمات شکر سے جان کر لشکر یزدان بجالائے سمون نے اس کے واسطے دست و عاملہ کر کے سڑ بھگائے اور خلعت بقصد تراج خانہ ہمایون شاہ اور اس کے قتل پر رواد ہوئی اور شور و غوغا عجیب برپا کیا اور ہمایون شاہ مع اسی سوا جہ پویش کہ سکندر خان اور اس کے بھائی از بخلم تھے برآمد ہو کر جنگ پر آمادہ ہوا اور لوہیڑے شکست کھا کر حسن خان کے پاس پناہ لے گئے ہمایون شاہ ان کے لتا قبیہ میں رزدان ہوا اور دربار شاہی کی طرف متوجہ ہوا اور راہ میں اہل حشم سے جس نے ہمایون کو دیکھا اس کی خدمت میں حاضر ہوا اس سبب سے ہمایون شاہ باجم خفیر خلعت کثیر دیو اتحاد میں آیا اور چھوٹے بھائی کو کہ عیشہ اسپرستولی ہوا تھا تخت سے اُٹھا کر نظر بند کیا اور سیف خان کو چو قندہ خساد کا بانی تھا با تھی کے پانوں میں باندھ کر شہر و بازار میں گشت کر کے قتل کیا اور شاہ حبیب اللہ بھی اعیان منقید اور مجوس ہوئے اور ملو خان جنگ کمان شہر سے باہر نکل گیا اور سرحد کو ناکہ میں دم لیا اور ہمایون شاہ بہمنی تخت پر نشین ہو کر استقلال تمام مہات ملکی اور مالی میں مشغول ہوا اور اپنے والد مرحوم کی وصیت کے موافق خواجہ محمود کا وان کو کہ حاجی محمد قندھاری کی روایت سے وہ بھی خاندان سلاطین سے تھا خطاب ملک التجاری عنایت کر کے وکیل شاہی اور طہدار بیجا پور کیا اور ملک شاہ نامی کو کہ بزرگ زادگان غل سے تھا اور بعضے اولاد سلاطین چنگیز سے اسے منسوب کرتے ہیں خطاب خواجہ جہان دیکر طہدار تلنگ کیا اور بھتیجے عماد الملک خوری کو کہ جوان قابل اور مردانہ تھا خطاب نظام الملک اور منصب ہزاری دے کر صاحب جاہ کیا اور تلنگ کی جاگیر سے بھی خصوصیت بخشی اور سکندر خان بن جلال خان کہ جو ایام شاہزادی میں اس کا مصاحب تھا اور تلنگ کی سپہ سالاری کا منتظر تھا اس سے نہایت دلگیر ہو کر شاہ کی بلاخصت اپنے باپ کے پاس تلنگ نہ میں گیا اور جلال خان نے بیٹے کے سبب جاہ ہو کر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر کی فراہمی میں مشغول ہوا اور سلطان نے یہ حال سن کر خان جہان حاکم براہ کو جہان پور کے واسطے دار الخلافہ میں آیا تھا ان کے وضع کے واسطے مقرر کیا اور سکندر خان فوج جہاد اور سپہان نامہ لیکر آپہنچا باہم بڑائی ہوئی سکندر خان تنہا ہوا اور ہمایون شاہ نے اس فساد کا دفع کرنا اپنی توجہ پر منحصر جان کر جلسہ میں اس طرف لشکر بھیجا اور بعد قطع منازل و مراحل تلنگ نہ میں نزول فرما کر منتظر تھا کہ جلال خان اور سکندر خان مان خواہ ہو کر ملازمت میں حاضر ہوں کہ ناگاہ سکندر خان لشکر سلطان پر بخون لاکر مزاحم ہوا اور سلطان علی الصلاح افواج آہستہ لیکر قلعة کی شہر میں متوجہ ہوا اور سکندر خان کو اپنی سپاہ پر اعتماد تمام رکھتا تھا نہایت اویسیرہ دست کر کے مع سات یا آٹھ ہزار سوار آفتان اور راجپوت و دکنی شاہ کے مقابل آیا اور ہمایون شاہ نے اسے پیچام دیا دہلی انھت سے دانا مبارک بنیں جو اور بچھ لیسے بہادر کا فن سپہ گری اور سررشتہ نرم میں ولوالہ عزیمت بلکہ کینا کر ہوا تھا یہی جیف ہوئیتر گناہ بخشا ہوں ولایت دولت آباد میں جس پر گنہ کی تجھے تنہا ہوئیتری جاگیر مقرر کروں سکندر خان نے جواب دیا کہ تو اگر احمد شاہ کا پوتا ہو میں بھی تو اسے اور سلطنت میں تیرا شریک ہوں حکومت تلنگ مجھے تو نہیں

فرمایا جنگ پر آمادہ ہو ہمایون شاہ بیکر غضب میں آیا اور نقادہ جنگ پر چوب ماری اور سکندر خان بھی حکم جسارت بلند کر کے بے ادبانہ گھوڑے کو کا وہ دے کر سر میدان آیا اور جو کہ پرانا سپاہی اور آداب دان تھا ہمایون شاہ کے حملوں کو ہر مرتبہ نئے انداز سے روکر کے صدر کے تھیں و آفرین زمین و زمان سے سنتا تھا اور قریب تھا کہ اُس روز بقا مئی جنگ ایک دوسرے سے جدا ہو کر نیرنگاہ سے اپنے اپنے خیمہ میں آرام کریں اور دم سحر پھر جنگ کا سر انجام کریں کہ ناگاہ ملک التجار کا وان مع لشکر بچا پورا اور خواجہ جہان ترک بالشرک تلنگ نہاد اور میرے حملہ مردانہ لائے اور بہت سے جوانان اور پہلوانان سکندر خان کے تیغ آبدار کے گھاٹ اُتارے اور ہمایون شاہ نے فرصت پا کر پانسو جوان تیر انداز اور پانسو بہادر نیزہ گذار قلعہ بیکر سے جدا کر کے مع ایک فیل مست سکندر خان کی فوج خاص پر روانہ کیے بہادران تیر انداز وغیرہ اپنے کام میں مشغول ہوئے اور رستخیز کے آئنا نظر ہر کیے پیکر اجل فرمان کل نفیس و الفتح الموت کا لے کر نیرنگاہ میں آیا ملک الموت کی گوم باز اسی نقد جان کی خریداری ہوئی القصد اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین میں سخت محو ہوا اور سکندر خان نے مثل شیر شہزادہ اعلام مدافع بلند کر کے آن واحد میں مبارزان سلطانی کو منہزم کیا لیکن جو کہ سلطان کا خدا حامی اور فیصل تھا ایک فیل شاہی مع کرکے بہت عینم کے بہادران تاحی کو ہلاک کرتا تھا سکندر خان نے نیزہ ہاتھ میں لیکر چاہا کہ سنبھلے اسکا بھی شرف کرے فیل مست نے فیل بان کی تحریک و سہی سے سکندر خان کو غوطہ میں لپیٹ کر خانہ زمین سے اٹھا کر زمین پر پٹک دیا جسکے قالب بجان اور بیکر خان کی کوفرش زمین پر غشتہ بنجاک و خون کر دیا پھر اوروں کی سمت متوجہ ہوا اور سکندر خان کے سپاہی کہ گھوڑے کئی لاش کی تلاش میں دوڑاتے تھے نادانستہ گھوڑے اُسکے جسد پاش پاش پر دوڑتے تھے کہ صندوق سینہ اسکا مرکبوں کے سم سے ٹکستے اور ریزہ ریزہ ہو کر افران نعمت لے اپنا کام کیا اور جلیون شاہ نے ایک جماعت منہزموں کی تعاقب میں روانہ فرمائی جنہوں نے بھی بہت قتل اور دستگیر ہوئے نظر جو انان زکینہ کشیدہ تیغ بہ قتل کر رہے نندگان بیدریغ بہ چو خان سکندر در آمد زمین شد آلودہ از خون تن نازنین بہ چکان کو قتل و پیل و ویش بہ کمزیش برون آمد از راہ گوش بہین بود و لاد و گرد و پھر جسکے کینہ در بار و گاہ ہر دوسرے دن ملک التجار کا وان اور خواجہ جہان ترک سلطان کے حکم کے موافق قلعہ تلنگنہ کے محاصرہ کے واسطے مشغول ہوئے اور قہر و غضب سے انکی تسخیر میں مصروف ہوئے اور جلال خان نے جس کا فرزند سکندر خان اس محو میں قتل ہوا تھا امان سے بہتر کوئی فریاد نہ اپنانا پائی نہ مار خواہی میں در آیا اور دو ہزار گوار کے ذریعہ سے امان پائی اور مال وافر اور نفائس شکار جو چالیس پچاس ہس کی داریت میں فراہم کیا تھا شاہ کی پابوسی میں پہنچا یا اور اگرچہ مجوس ہوا لیکن حیات چند روزہ کو منتہم سمجھا اور ہمایون شاہ جب اس معاملہ سے فارغ ہو اقلہ دیور کنرہ کی گنجیر کی ہوس دانگیر ہوئی اور وہ قلعہ زمیندار تانگی کے تصرف میں تھا اور ہانکے اہل اور رکن سکندر خان سے موافقت رکھتے تھے اور سلطان خود دیکھل کی طرف سوار ہوا اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری کو قلعہ دیور کنرہ کی جانب تعین کیا تلنگیوں نے چند مرتبہ جنگ میں قیام کیا اور ہر دفعہ شکست پائی اور خواجہ جہان ترک منظم منصوبہ ہوا اور جب انھیں تاب تھا ورت نہ ہی قلعہ میں حصن ہوئے اور خواجہ جہان ترک ان ہمایون پر خیمہ و خگاہ برپا کر کے لوازم محاصرہ میں مشغول ہوا اور محصورین کی تصنیف میں کوشش کی نظم بہ نزدیک ان نغمہ بانگہ

میرا پروردہ برزویا لاسے کوہ پشپ و روزی شد بے کارندارہ ز بیرون آن قلعہ استوارہ اور اسکے بعد مردم تلنگ
 پہ تنگ آئے رائے او ولب اور دوسرے رائوں کے پاس جو عظمت و شوکت تہا تھے ایسی بیکار زریخ قبول کی کہ
 ملک طلب کی اور انھوں نے لشکر پیشیا مع چند حلقہ فیل جنگی انکی مدد کے واسطے بھیجے اور اپنے آنے کی توجہ سے بھی
 سرور کیا اور تلنگی اس امر سے قوی پشت ہو کر جنگ کے غایم ہوئے اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری
 نے یہ خبر سنکر مشورہ کیا نظام الملک نے یہ تجویز کی کہ افواج کی ملک پہنچے تاکہ قلعہ کے اطراف سے برخاست نہا جائے
 اور رطلے تنگ سے میدان وسیع کی طرف جا کر وہاں بنیا و جنگ ڈالنا چاہیے لیکن یہ اسے خواجہ جہان ترک کے طبیعت
 کے موافق نہ آئی بولا کہ اگر ہم یہاں سے کوچ کرینگے کفار ہمارے ضعف اور زبونی کا گمان کر کے تعاقب کرینگے بہتر یہ ہو کہ اسی
 مقام میں آتش حرب کو شعلہ زن کریں نظام الملک غوری نے لا علاج ہو کر سکوت اختیار کیا دوسرے دن جسے رشید جہان تھا
 افق سے برتا ہوا ایک طرف سے لشکر اسے اوڈیہ اور بیا اور دوسری طرف سے لشکر تلنگ قلعہ سامان جنگ بڑے کو
 فرسے درست کر کے خواجہ جہان ترک پر حملہ آور ہوئے اور اس جگہ تلنگ میں کہ جمال گھوڑے جولان کرنے کی نہ تھی بہتر
 لشکر اسلام پر پڑی مروا ہل نہرو بہت کام آئے خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری بحال پریشان زلیست سے باہر
 ہو کر اپنے کو بیجان باہر لے گئے اور تعاقب کفار سے کسی جگہ بحال توقف اور قیام نہ کر سکیں بھاگے اور وکیل میں جا کر سلطان
 ہمایون شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شاہ نے اس قصیدہ نامہ صہبہ کی پیشکش کی چنانچہ خواجہ جہان ترک جہان کے
 خوف سے دروغ کو اپنے اوپر صحت جانکر عرض پیرا ہوا کہ یہ حادثہ نظام الملک غوری کی ذات سے ظہور میں آیا ہوا نہ تھا
 اسی وقت بلا ثبوت حقیقت حال و اثبات جرم اس شیریشہ شجاعت کے قتل کا اشارہ کیا اور قادی و جیشاٹر
 اس کے اس ظلم صریح کے باعث ناراض ہو کر محمود شاہ خلجی مالوہی کی پاس حاضر ہوئے اور سلطان ہمایون شاہ نے
 خواجہ جہان ترک کو مخاطب اور معاتب کر کے قلعہ میں مجبوس کیا اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ نظام الملک خود بادشاہ
 بھاگ کر محمود شاہ خلجی سے ملحق ہوا سلطان ہمایون شاہ درپے ہتھام ہو کر چاہتا تھا کہ دوبارہ لشکر دیور کرے پر بھیجے کہ
 ناگاہ احمد آباد بید سے خجرون نے آنکر خبر پہنچائی کہ یوسف ترک پل شہزادہ حسن خان و شاہ حبیب اللہ کو زندان تم سے کر و
 کہ کے قصیدہ ہیر کی طرف لے گیا ہمایون شاہ نے یاگ صبر کی دست ہتھال سے دیکر ملک التجار کا دان کو تلنگ کے نظام کے
 واسطے چھوڑا اور خود نفس نفیس ماہ جادی الاول ۸۵۷ھ سے چھ سو چھ سو پچیس ہجری میں تحصیل تمام دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا
 اور آتش ظلم کی افروختہ کر کے جو چاہا عمل میں لایا تحصیل اس جہال کی بیہوش شاہ حبیب اللہ شہزادہ حسن خان کی وستی
 کے سبب ہمایون شاہ کے زندان میں مجبوس تھا اور جب اسے تلنگ کے طرف فوج کشی کر کے سکندر خان کو قتل کیا اور
 اس حدود کے قلعات کے لینے میں مشغول ہوا سات شخص حبیب اللہ کے مریدوں میں سے اتفاق کر کے اپنے مرشد
 کی رہائی کی فکر میں برآمد ہوئے اور یوسف ترک پل نے جو سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کا غلام تھا اور امانت دیانت
 اور صلاح و تقویٰ میں شہرت رکھتا تھا پناہ اس سے لیا کہ یہ چہرہ مقصود سے اٹھایا طلب امداد کی اور یوسف
 ترک پل بھی جو اس خاندان عالی شان کے مریدان یکجہت سے تھا اسے یکدل اور یکہ بان ہوا اور بعضے کو تو ال اور
 محافظوں کو پناہ دے سعادوں کے چلہ بارہ سوار جرار اور پاس پایہ ذرا کی دستیاب کیے اور باوصف اسکے کہ تین ہزار
 پایہ دار الخلافت کی حفاظت کے واسطے مقرر تھے یوسف ترک پل نے قدم باد یہ توکل میں رکھا اور شام کے قریب

کہ آفتاب غروب ہونے پر محتاج باران فدا کی محل بادشاہی کے نزدیک جہاں محبس تھا آیا اور جو کہ اکثر محافل اپنے حوائج ضروری کے واسطے گئے تھے اور قلیل دربان کہ وہاں حاضر تھے بہ ممانعت پیش آئے یوسف ترک کھل کے کہا مجھے حکم شاہ پہنچا ہے کہ قید خانے میں جا کر فلان فلان مجرم کی آنکھیں نکالو اور اس بارہ میں ایک فرمان جعلی بہ ہر طرف اسے سر جھپٹا کہ شہنشاہان ہیبیت ہی ترتیب دیکر ہر راہ رکھتا تھا فی الفور نکل سے برآوردہ کر کے آنکھیں دکھایا آنکھوں نے حکومت اختیار کیا اور یوسف ترک کھل زندان کے دروازہ اول میں در آیا جب دوسرے دروازہ پر پہنچا دربان فہم کے واسطے پیش آئے اور اسے فرمان جعلی دکھایا آنکھوں نے قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ ہم کو پروانہ کو تو ال شہر کا چاہیے ہے یوسف ترک کھل لاچار ہوا اور اس جماعت کے سردار کا سر قیغ سیارے سے جدا کر کے قلعہ میں ڈرکایا اور شور مردم درونی سے برپا ہوا اور یوسف پہلے جہاں اسکے احباب قید تھے گیا اور پہلے شاہ حبیب اللہ کی زنجیر کاٹی یہ حال دیکھتے ہی شاہزادہ حسن خان او بیگی خان بن سلطان علاء الدین اور جلال خان بخاری تضرع و زاری کیلئے کہ ہم نے قید کی ایذا بہت اٹھائی ہے ہر لے خدا ہماری بھی زنجیر توڑ کر اپنے ہمراہ چل یوسف ترک کھل نے یہ امر قبول کیا اور انکی بھی زنجیر کاٹی اور تمام قید خانوں میں جو دارالامارہ کے قریب تھے جا کر یہ بات کہی کہ جس شخص کو ہماری رفاقت و فطر ہو زنجیر توڑ کر باہر آوے اور تنہا کے دروازہ پر آکر پہنچا وے یہ کہ یوسف ترک کھل ہنگام شب شہزادہ حسن خان اور تمام اعیان محبس کو ہمراہ لیکر تخت گاہ دروازے کے قریب پہنچا ایشان رہا اور قیدی کے اعداد و گنے سادات اور فضلاء اور فقر اور وسط الناس سے سات ہزار کو پہنچے تھے اسے فوج عظیم جا نکہ محفلوں کی گردن میں ہاتھ دے کر باہر کرتے تھے اور نہایت ذوق و شوق سے زنجیر کاٹ کر اور طوق توڑ کر فوج یوسف ترک کے پاس فراہم ہوئے یہ بعضے چوبہتی ہاتھ میں لیکر اور بعضے پتھر و اس میں بھر کر مستعد جنگ ہوئے اس بیان میں کو تو ال شہر اس معاملہ سے قیظ ہو کر محل شاہی کی طرف متوجہ ہو ا زندانوں نے فدویانہ سلوک کر کے اسے ضرب سنگ و چوب سے منہم کیا اور ہر ایک گوشہ کی طرف راہی ہوئے لیکن جلال خان بخاری اتنی برس کی عمر رکھتا تھا اور شہزادہ بیگی خان بن سلطان علاء الدین دونوں اسی شب کو تو ال شہر کے ہاتھ گرفتار ہو کر بذلت و خواری قتل ہوئے اور شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ ایک حجام کے مکان میں جو شاہ حبیب اللہ کا خدشہ گار تھا آئے اور قلعہ رات بھر میں کیا اور شاہ حبیب اللہ چاہتا تھا کہ گوشہ میں پاؤں دامن تمناعت میں کھینچے شہزادہ حسن خان نے کہا کہ مردم شہر و سپاہ کوست ظلم و تعدی بہا یوں شاہ علیہ جز اور میرے خواہان ہیں اور جو میرے بازو و دولت نے جناح انبال کھولے یقین ہے کہ آستین شل مرغ مال حسنت اور خوش پائے شکستہ کے رنج و تعب اپنے قہر میں لاؤنگا اور میرزا وہ جو ہمیشہ کلاہ نمبر سپہر رکھتا تھا متع عریست کی اور شہزادہ حسن خان کے ساتھ حمہ و پیمان کر کے دونوں متفق ہو کر قلعہ میں کی جماعت کے ہر ام شہر سے باہر گئے اور لشکر فوج فوج انکی طرف متوجہ ہوا اور یوسف ترک کھل بھی شہزادہ حسن خان کے متفق ہوا اس کے بعد جمہور سات رجز بل کھٹانہ میں کہ احمد آباد و میر سے تین کوس ہر مقیم ہو ا پھر یمن ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ مستعد قتل لیکر قلعہ پر کھڑے کو محاصرہ کیا اور جب دیکھا کہ یہ قلعہ آسانی سے سر نہ ہو گا اور محصورین بوج و بارہ کو حکم کر کے ممانعت اور ممانعت میں ہمتن مصروف نہ ہیں اسلئے اس کی فتح سے مایوس ہو کر قصبہ ہر کی طرف روانہ ہوئے کہ در اس دلائل کو نصرت میں لائے اس صورت میں یوسف ترک کھل منصب امیر الامرائی اور شاہ حبیب اللہ منصب وزارت اور قلعہ انکی پاکر

لشکر فراہم لانے میں مشغول ہوئے لیکن ہمایوں شاہی کونج قلعہ اور تندر مزاجی اور قہاری مملکت دکن میں ضرب المثل خاص و عام تھا مملکت تلنگ میں یہ چتر سنگر احمد آباد سیڑ کی طرف بطور ایلینار روانہ ہوا پہلے تین ہزار پیادہ کو چتر کی محافلت میں مقرر تھے بالواسع سیاست قتل کیا اور کوٹوال کو قفس آہنی میں بند کر کے ہر روز ایک عضو اس کا کاٹتا تھا اور اسی کو کھلاتا تھا اور شہر میں پھراتا تھا یہاں تک کہ اسی قفس میں فوت ہوا اور اس کے بعد آٹھ ہزار سوار اور پیادہ ہتھیار بھائی کے دفع کے واسطے تعین کیے چنانچہ صحراے ہیر میں خانقاہ کے نزدیک جنگ واقع ہوئی چنانچہ تاجپڑا پڑوسی اور شاہ حبیب اللہ اور جلہ الملک کی سعی سے شہزادہ حسن خان فتحیاب ہوا ہمایوں شاہ کا غضب جلی جوش میں آجا جمیع امرا اور سرداران کو جو تلنگ کے پور میں ہمراہ تھے باخزانہ و فیضان جنگی قصبہ ہیر کی طرف روانہ کیا اور ان کے زن و فرزند کو موکلون کی حوالات میں کیا کہ مبادا شاہ سے روگردان ہو کر شہزادہ حسن خان کے شریک ہوں اور اس مرتبہ شہزادہ حسن خان جنگ صعب کے بعد موکل سے عنان تاب ہوا اور امانت شاہی اپنا چتر کر بجا لگ کر کی طرف روانہ ہوا شہزادہ اس خسرو سنگدل اعظم کے وٹسہ ظلم کے خوف سے فرہاد نمط بے نیل مرام جان شیرین تلنگامی سے بچا کر بادل خستہ و جان برشتہ سات سو یا آٹھ سو سوار ہمراہ لیکر اطراف بجا پور میں پہونچا سرارج خان جنیدی نے جو تھانہ داروہان کا تھا اور آخر میں بادشاہ کا نوکر ہو کر خواجہ عظیم خان خطاب پایا تھا مقام مکرو و غامین ہو کر پیام دیا کہ یہ مملکت تے علاقہ کھتی ہو جو طرف راہ اس طرف کا خواجہ جہان کا دان تلنگ میں ہو اور یہ مملکت خالی ہو اگر اس دریا میں آپ نزول فرما وین بندہ متعبد ہوتا کہ سپاہ اور ہایا بجا پور اور راجپور اور مدگل کے سرخا فرمان پر رکھ کر مطیع اور منقاد ہوگی شہزادہ حسن خان نے تجویز شاہ حبیب اللہ اور یوسف ترک کچل اور سات نفر مخلص کے یہ امر قبول کر کے قلعہ بجا پور میں کہ دیوار گلی رکھتا تھا وارد ہوا سرارج خان جنیدی نے لازم ضیانت اور اطہار اخلاص میں تقصیر کر کے انھیں غافل کیا اور سر شام مع چشم سلام چراغ کے بہانہ قلعہ میں در آیا اور اس قصر کو کہ بی حضرات جس میں تھے محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب ارادہ کیا کہ انھیں گرفتار کر کے ہمایوں شاہ کے پاس بھیجوں اتنے میں شاہ حبیب اللہ اسباب حرب و جنگ درست کر کے مرنے پر لیس ہوا گمان جوٹھا کر ترکش اور نیزہ بٹھال کر اعدا کے مقابل ہو کر اس قدر لڑا کہ شہر شہادت چھ کر و خستہ رضوان میں سدھارا اسکے بعد سرارج خان جنیدی شہزادہ حسن خان اور یوسف ترک کچل اور بھی آئے ان کے خالصان اور منسوبان کو یہاں تک کہ فرار اور سقا اور خاک و بیکو بھی مقید کر کے دار السلطنت احمد آباد بیدر میں روانہ کیا اور ہمایوں شاہ بازا سیاست گرم کر کے مکر غضب کو جوش میں لایا اور احمد آباد بیدر کے بازار میں صدمہ دار اور حلقے نصب کروائے اور بجا بجا فیضان ست اور باغ زندہ ہر قسم سے ایستادہ کیے اور چند مقاموں میں دہلیں اور قراچے آب گرم اور دھن سے جوش کر کے میا کین اور خود دیوان خانے کے قصر پر بیٹھا اول شاہزادہ حسن خان کو شہر گرسند کے روپوڈ الا اسنے آن واحد میں پھاڑا کر اسکے وجود سے ایک نشان نہ چھوڑا اسکے بعد یوسف ترک کچل اور اس کے سات پارواحق کے سر تن نازین سے جدا کروائے اور انکی مستورات و فرزند ان سگناہ کو بدترین صورت سے مکالوں سے باہر پھینکا اس بارگاہ میں کہ انہو و کثیر اور جم غفیر میں باقسام فضائل اور شہدائے نصرت آگئی حسن اوسے دوسرے تعذیب کی اور شکون اور عذابوں میں کہ اس کے خیرات سے بچے در لایا اور مرد اور عورت اور صغار و کبیر قتل کیا اور وہ کام جو صفاک میدین بدکیش اور حجاج ظالم ظالماندیش سے سرزد ہوئے تھے اس سے وقوع میں آئے اور

من بعد شاہزادہ کے متعلقون اور مشہورون وغیرہم کو کسات سولفر ہوتے تھے اور اس عالم سے ہرگز خبر نہ رکھتے تھے
 یہاں تک کہ باورچی اور طبچی اور دیگر شو کو شاہ یازار میں بھیجا تو بعضون کو رابر اور بعضون کو شیرگر سنہ او قیل مست
 کے روبرو ڈالا اور انہیں سے چند کو دیگرون میں جوش کیا اور بعضون کے دشنہ اور چھری اور پیر سے ہند بندھا کیے
 اور یہ واقعہ ماہ شعبان سنہ مذکور میں واقع ہوا اور سید طاہر استر آبادی نے شاہ حبیب اللہ مرحوم کی شہادت کی
 یہ تاریخ موزون کی رباعی ماہ شعبان شہادت یافت و رہند حبیب اللہ غازی طاب ثواہ بہ روان طائر تاریخ
 میجست بہ برآمد روح پاک لمت اسدہ اور صاحب تاریخ محمود شاہی کہتا ہے کہ میں نے ہمایون شاہ کے نزدیکون
 سے سنا ہے کہ اس زمانہ میں جب ونگل میں شاہزادہ حسن خان کے خروج کی خبر پہنچی اسقدر غضب ہمایون شاہ پر
 مستولی ہوا تھا کہ شدت طیش سے پیراہن بھاڑتا تھا اور کبھی زمین اور فرش دانوں سے کاٹتا تھا کہ لب و
 دندان اس کے مجروح اور پر خون ہوتے تھے اور جب وہ ظالم اظلم احمد آباد بیدین ہو چکا اساس ظلم و جور پر پا گیا
 اور رعیت اور سپاہ کو سفاک لے ہلاک کیا وہ جو روح جفا اور بدعت اور غریب زار کی وزاعت کی خونریزی جو سابق زمانہ
 کے ظالمون کے کسی سے وقوع میں نہ آئی تھی اور کسی نے اس طرح تہ آشنا اور بگاڑ پر نہ پہنچتی تھی اس سے ظہور میں آیا
 حتیٰ کہ حجاج ظالم کو اس کے مقابلہ میں نو شیروان عادل کہنا بجا نہیں ہوا اور قہر و غضب شاہزادہ حسن خان کی وجہ
 سے اکثر شاہزادون اور دارمان مملکت کو قتل و غارت اور گشتہ اور گشتارے میں فقر و فاقہ سے قناعت کر کے اپنے
 حال میں مصروف تھے سب کو دستیاب کر کے قتل کیا اور باوجود اس سیاست کے تمام خلایق سے ہنگام ہیر
 ظلم میں ہرگز تخفیف نہ کرتا تھا اور ہمیشہ اس کے غضب کا پتہ مسلمان اور غیر مسلم کو ایک ہی پر چلا تا تھا اور دلال قہر
 اس کا مجرم اور مجرم کو ایک بھجا و بھیتا تھا اور جلا د سیاست اس کا ایک جرمیر کی پاداش میں تمام قبیلہ کو قتل کرتا
 تھا اور آتش خشم اس کی تر و خشک کو نہ چھوڑتی تھی اور ہاتھ خلق کے زن و فرزند پر دراز کر کے نقص امارہ کا سیر
 ہوا اور کبھی وہ نار د عروس کو آٹنا سے راہ سے گرتا کر کے حرم سرا میں لاتا تھا اور بعد از انکسارت اس کے شوہر کے
 گھر بھیتا تھا اور کبھی اپنی اہل حرم کو بری طرح سے قتل کرتا تھا اور ارکان دولت اور اعیان مملکت جب اس ظالم پر
 آفت کے سلام اور مجرے کو دربار میں جاتے تھے اس کی غشیہ ظلم کے خوف سے اپنے زن و فرزند کو دواغ کر کے
 وصیت ضروری کیا لاتے تھے جب اس نے کوئی دقیقہ بدعت اور طریقہ آزادی کا اٹھانہ رکھا آخر کار اسے انجی
 در وقت سحرانہ مظلوم کندہ بخدا اگر آخر خیر سموم کندہ حق سبحانہ لکھی کہ ارحم الراحمین اور غیث المستغثین بخلائق
 کی فریاد کو پہونچانا گاہ وہ ظالم اظلم ہمارا ہوا جب دن بدن مرض نے ترقی اور طاقت لے کر تنزل کیا سمجھا کہ مرض لگتا
 ہو پھر اپنے بڑے بیٹے لظا شاہ بھیج کر کہ آٹھ برس کا تھا و لیسہ دیا اور خواجہ جہان بک کو قلعہ سے اور ملک التہام کو
 ملک سے طلب کے لوازم وصیت بجا لایا اور خواجہ جہان بک کو کہ اس سے کوئی بزرگ ترا و ہمت نہ ہو مگر سلطان کیا اور
 ملک التہام کو منصب وزارت پر منصوب کر کے شاہزادہ کے مہات اسے جو عیہ اور کہا کہ شاہزادہ کی والدہ کے بچے وہ
 کسی امر کے مرکب ہونا چاہئے پسین و لقیہ و شہد سو پسینہ پیری میں اسکا رشتہ عیانت اصل طبعی کی مقرر
 سے کاٹا گیا اور خلایق نے اس کے جنگ عذاب سے نجات پائی لیکن صحیح یہ ہر کہ ہمایون شاہ کو وصیت مبارک
 ہوئی اس مرض سے شفا پائی چونکہ طبیعت اس کی ظلم و ستم پر مائل تھی رعایا اور برابا کے اہل عیال کا قصہ نہ تھا

اور خدیو گاران حرم سے بھی نہایت پسلی کی کرتا تھا اس سبب سے مردم درونی اور بیرونی اس کے مکانات سے تنگ آئے اور شہاب خان خواجہ سرا جو حرم سرکار کو بنا کر تھا اس نے ایک جماعت کثیران حبشیہ سے یکدل و یک زبان ہو کر ہایون شاہ کے قتل کا بیڑا اٹھایا ایک ات کو کہ وہ شراب پیکر بدست ہو کر فرش استراحت پر سوتا تھا ایک کثیر حبشیہ نے قابو پا کر ایسی چوب اس کے سر پر ماری کہ خواب مرگ سے بھرنے چوٹا اور طالعیری شاعر جس نے مالک التجاری کی سعی اور پرورش سے خطاب ملک الشعرائی پایا تھا اور شاہ حبیب اللہ کے ساتھ زندان میں قید تھا اور یوسف ترک کچل کی حسن سعی سے رہا ہو کر گوشہ تنہائی میں بسر لیتا تھا اس کے حق میں یہ قطعہ نظم کیا قطعہ و ظالم از آج و شب خیر تیرس بد زلفش بدشوم شد رنگ تیرس بدتر گان مکر دہ مظلوم بہ بین بد زرخ آبار خون ز تیرس بد اور تیرس بد زرخ و فانی بھی شاعر نے ظہیر کے نتائج طبع سے ہو قطعہ ہایون شاہ مردہ دست عالم بد تعالیٰ اللہ ہے مرگ ہایون بہ جہان فانی ذوق شد تیرس بد فوٹش بہم از ذوق جہان آری دیوین بدست سلطنت پر شور و شکر کی تین برس اور چھ مہینے جہان فانی

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی ظالم کا۔

حبیب ہایون شاہ خلافت پر ترقی کر کے فوت ہوا اس کا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی کہ حسن صحبت میں تیرس سے عورتی ہوسری کرتا تھا آٹھ برس کی عمر میں تخت دکن پر بیٹوس گیا اور اس کی والدہ کہ عاتقہ تھی ہایون شاہ کی وصیت کے موافق معاملات ملکی اور مالی سے واقف ہو کر خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود کا وان کے بے مشورہ کوئی کام جاری نہیں کرتی تھی اور مہات شاہی جن جن سے تدریس جیسا کہ چاہیے تشریف کر کے لال عقل اور دانائی سے ان دو شخص کے سوا دوسرے کو دخل نہیں دیتی تھی القصر ملک التجار کا وان کو جلیہ الملک اور وزیر کل اور طرفدار بجا پور کے خواجہ جہان ترک کو منصب کالت اور طرفدار تملنگ پر سرفراز کیا اور ہر روز صلی الصبح وہ دولون عزیز با اتفاق دربار میں آتے تھے اور عرض اظہار سے پہنچا کر مہات کو بذریعہ ایک عورت کے کہ ماہ بانو نام رکھتی تھی موعود کرتے تھے اور بعد گفت و شنفت اور قرار و مدار کے شاہزادہ کو حرم سرا سے برآمد کر کے تخت فیروزہ پر بٹھاتے تھے اور دست راست کی طرف خواجہ جہان ترک اور دست چپ کی سمت ملک التجار محمود کا وان استیادہ ہوتا تھا اور جو کچھ ملک جہان کے مشیرہ سے مقرر ہوتا تھا بے کم و کاست پیش پہنچانے لگتے یہاں تک کہ ان تین شخصوں کے حسن اہتمام سے کاروبار بوجہ حسن صورت پذیر ہوا فی الجملہ نذراک اور تلافی ہایون شاہ کے جو رسوم کا ظہور میں پہنچاتے تھے لیکن حکام اطراف کا اور مسلمان نے جب سنا کہ ایک لڑکے نے خٹنگاہ دکن پر تاج شاہی سر پر رکھا ہوا اور ہایون شاہ کے ظلم و ستم کے ارتکاب سے سپاہ و امرا کا دل خستہ و مجروح اصلاًح پر نہیں آتا ہوا لہذا طبع اس کے ملک کی کر کے اول رسلے مملکت اوڈیسیہ و اوریا با اتفاق زمینداران تملنگ راہبندری کے راستہ سے ممالک دکن کی تسخیر کے واسطے عازم ہوئے اور بشوکت و عظمت تمام ولایت اسلام کی طرف متوجہ ہو کر جاوے غارت سے رفت روپ کی اور ولایت کو لاس تک آبادی کا نشان نہ چھوڑا اور والدہ نظام شاہ اور خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود کا وان نے اس کے دفع اور دفع پر بہت باندھ کر اضطراب اور تزلزل کو اپنے دل میں راہ نہ دی اور فرمان سپاہ جہاد و توبہ نام مستقول کی طلب میں جا بجا بھجوا دیس ہزار اور اختلاف میں فراہم کیے اور ساتھ ایسے چل اور شان کیے کہ عمر شاہان ضعیف میں کسی کو مہیا نہ تھا نظام شاہ بہمنی کو سوار کر کے راسے اوڈیسیہ و اوریا کے اردو کی طرف روانہ ہوئے اور راسے اوریا اوڈیسیہ

نے استقبال کر کے احمد آباد سید کے دس کوس پر جب باطرفین کا تقارب ہوا اور ایک دوسرے کے مقابل فرکشت ہوئے اور اسے اڈولیسہ اور اوریا کے دشمنین اور لفظ یہ تھا کہ مملکت مسلمانوں کے قبضہ سے برآمدہ کر کے دیکھ کر شہنشاہ نے لاج و لاج لیکر مراجعت کرین لیکن ابھی یہ ظہار نہ کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے ایچی بھیج کر دشمنین یہ پیغام دیا کہ یہ شاہ جوان محبت چاہتا تھا کہ دیار جاجنگ اور اڈولیسہ اور اوریا پر فوج کش ہو کر نہ دشمنی منشا اور مفتوح کرے اب کہ تم کام آسان کر کے اس طرف آئے بہت خوب ہو پس اس صورت میں جالوا اور خیردار ہونکہ جنگ تم خراج نہ قبول کرو گے اور جو روپیہ اور زرہ کہ بلا و سلام سے تھے لیا ہو پس دو گئے تم میں سے ایک پہلے زندہ اور سلامت پلٹ کر اپنے وطن نہ جاسکے گا محاذی اس پیغام کے شاہ محب الدین شاہ خلیل سد جو ہندو کے ارادہ سے ہمراہ ہوئے تھے مع ایک سوار اور ساٹھ سوار مسلح اور مردانہ نظام شاہ کے لشکر سے جدا ہو کر آگے بڑھے اور اسے اڈولیسہ ورا دریا کے مقدمہ پر کہ جس ہزار پیادہ اور چار سو سوار تھے تاخت لائے اور صبح سے دوپہر تک آدمی و دروہی اور دنگی ہی آخر الامر تفریق و نصرت قاتلوں کے پرچم علم پر چلی اسے اڈولیسہ ورا دریا نے بھاگ کر اپنے لشکر میں دم لیا اسے اڈولیسہ اور ورا دریا غریب شہرین اور ہمنشین الم ہو کر احاطہ اقبال زیادہ کو اپنے لشکر کا دین چھوڑ کر جریدہ اور سبکیا رات کے وقت راہ زار کی آگے لی اور خواجہ جہان ترک لے کر اسے اڈولیسہ ورا دریا کا چھپا کیا اور ملک التجار محمود کا فان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب باہنگی تمام پیچھے سے روانہ ہوا اسے اڈولیسہ ورا دریا نے جب دیکھا کہ خواجہ جہان ترک لے لیا تو قب کیا ہوا اور کوچ کے دنوں میں دو تین ہزار ہندو مارے گئے اور یہ خرابی اور فارت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کر گیا لہذا ایک سالہ کی پناہ میں توقف کر کے ایچی کا لشکر محمود کا فان کے پاس بھیجا اور منت و سماجت کے دروازے مفتوح کر کے اور دو ہزار اور غیل قال شہیار اور بیچون کی آمد و شہر متواتر کے بعد پانچ لاکھ روپیہ خزانہ عامہ میں اس سال لکھے اور بدلت و خوار ہی اڈولیسہ اور ورا دریا کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے مظفر و منصور سالٹا خانما احمد آباد سید کی سمت مراجعت فرمائی اور راہ اور فوج کے دشمن کو خلع و تاج اور اسباب تازی اور شکار مرصع سے سرفراز کر کے رخصت ہو کر عنایت فرمائی اور انھیں ہذاں میں سلطان محمود علی سلطان من روئے نظام الملک خوری کے اغوا سے اور بروایت دیگر ان کے عز و انوار کے سوسے سے اٹھائیس ہزار سوار لیکر مالک دکن کی تسخیر کی عہدیت کی اور خانہ دس کے بہت سے مملکت ہند میں قتل ہوا اور جو یہ پھر شہر ہند کی راہ اڈولیسہ ورا دریا اور ریان تانگ لے کر ہمسین اتفاق کر کے پھر لشکر کشی مسلمانوں کی ولایت پر بھیجا اور ارکان دولت نظام شاہیہ نے بھی بہت دونوں کے فساد کے دفع پرتین کر کے سپاہ تانگ کو اڈولیسہ وغیرہ کے رجواہوں کے مقابلہ میں چھوڑا اور خود مع لشکر بچا پورا اور دولت آباد اور برار عزم رزم سلطان محمود علی نظام شاہ کی رکاب میں روانہ ہوئے اور تادم قندھار کے حوالی میں طرفین سنکھ ہو کر عازم ہمال ہوئے اور نظام شاہ کہ خورشید و ماہ جمال ہمسکے سے شرمندہ تھے اور باوجود خود سالی ترکش زیب کو کہ شمشیر جلال کی اور تہا تہ بھیجی اور چالاک سے پام آراستہ کرنے میں مشغول ہوا اور ملک التجار محمود کا وان کو مع دس ہزار سوار ہمسین پر فز کر گیا اور نظام الملک ترک اور دوسرے امر کو ہمسین پر تعین کیا اور خود با اتفاق خواجہ جہان اور کنر رضوان غلام ترک کو کہ مسکا شامع گیارہ ہزار سوار اور سوز پھر قیل کو کہ قلیل قلب میں شہر اور اس طرف سلطان محمود علی نے بھی صفوف کی اور اسکی میں متوجہ ہو کر ہمسین اپنے فرزند غیاث الدین کو تفویض کی اور میرہ کو مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک کے سپرد فرمائی

اور خود مع لشکر انتخابی اور جنگجو اور رزم خواہ قلب میں حکم ہوا نظم و لشکر مند و گراں دکن و دوسرے کیے
 طفل و دیگر کمین و یہ جنبش در آمد یہ میدان دو کوہ ہزمین از جنگا پوسے شان شد ستوہ و القصہ تمام آویں
 سے پیشتر کہ ابھی چوب تقارہ جنگ پر نہ پڑی تھی ملک التجار محمود کا وان مہینہ سے کف شجاعت لب پر لا کر اور
 ہاتھ قح انتشار کے قبضہ پر رکھا مع لشکر بیجا پور میسور خلیجہ پر حملہ آور ہوا اور نہایت خان اور ظہیر الملک
 اگرچہ بقدم جلالت پیش آئے اور کروفر کیا لیکن آخر کو تاب مقابلہ نہ لا کر راہ فرار پائی اور مارے گئے اور
 نظام الملک ترک بھی شیر خشکین کے مانند میسور سے لغو مردانہ مارتا ہوا شہزادہ غیاث الدین کی طرف متوجہ
 ہوا اور وہ کہ آپ کو روز بروز پانسو روپے برابر شمار کرتا تھا اور اکثر معرکوں میں دشمن پر غالب کر نہرستان میں
 نام پیدا کیا تھا بحسب اتفاق عین حرب و حذب اور دار و گیر میں نظام الملک سے دو چار ہوا اور وہ دو بہمن
 رو میں تن بے اسکے کہ ایک دوسرے کو سچا نے شمشیر مال اور گو پال اور سر پر ایک دوسرے کو لائے اور شمشیر
 نظام الملک کی ٹوٹ گئی اور اس کا قبضہ ہاتھ میں رہ گیا لیکن بستی و چالاک کی قبضہ کو اسکے چہرہ پر مارا قضا را
 شہزادہ کی آنکھ پر لگا اور خون جاری ہوا نظام الملک ترک اسے گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر لایا اور چاہتا تھا کہ
 گھوڑے کو جولان دیکر اسے پامال کرے کہ ایک جماعت جو ان کی کمک پہنچی اور اسے اٹھائے گئے اور مفرد
 ہوئے اور دیکھنوں نے تعاقب کر کے دو کوس راہ کشتہ سے پشتہ کی اور منہ و گے گرد و غبارت کیا اور پچاس
 باقی لے گئے سلطان محمود نے اپنے جہاں حسین یعنی مہینہ اور میسر کو شکست دیکھ کر نہایت کا راہہ کیا کہ راہ منہ و کی قطع
 کرے ایک مقرب مانع ہوا اور ثابت قدمی کی ترغیب کی اس وقت نظام شاہ نے بھی سبب شجاعت ذاتی ارادہ کیا کہ خود
 سلطان محمود کی فوج خاص پر حملہ کرے خواجہ جہان نے التماس توقف کر کے خود دس ہزار سوار و چند فیل مارا کر یکجگہ سے
 جنبش کی اور سلطان محمود کی فوج سے کہ بارہ ہزار سوار بچے مقابل ہوا اور سلطان محمود عین حرب میں کمان زہ کر کے
 ایک ایسا تیر پیشانی فیل سکندر خان غلام ترک پہ جو چہراہ خواجہ جہان تھا مارا کہ وہ سر سیمہ ہو کر پھر اور اپنی طرف کھینچا
 ہر دیون کو خستہ و خراب کیا اور تربیت تھا کہ نظام شاہ کو بھی ایک سیف بچے کر سکندر خان ترک نے بغیاتی یا عناد سے
 کہ خواجہ جہان سے رکھتا کہ دیون کو امر بکشت کیا اور نظام شاہ کو خواہ مخواہ اپنا ردیف کر کے مورک سے باہر لے گیا اور لشکر کے
 پیچھے تھوڑے فاصلہ پر ایسا وہ ہو گیا اور خاصہ خیل دکن جب علام خاص ہی کو اپنے مقام میں نہ دیکھ پڑا اسے
 جنگ نہ کلا در ایک نے دوسرے کے بعد مورک سے منہ پھیرا اور نظام شاہ کو جو گوشہ میں لیتا رہ تھا ہر راہ لیکر شہر میدان تک
 کہین توقف نہ کیا بہت سپاہ ارجہ یا شد کیے کہ وہ قاف و نامد بجا سے ہل نہ رہ صاف و خواجہ جہان نے جب دیکھا کہ
 سپاہ دکن مہینہ اور میسر سے خیالی فتح اور گمان نصرت کر کے تاراج میں مشغول ہیں اور چتر باد شہر بھی حرکت میں نہ ہا
 لشکر قول بھی بھاگنے پر آمادہ ہو خود بھی باگ پھرنے کی فکر میں ہوا اور بکشت و تدبیر فوج دشمن سے کنارہ کر کے اپ
 فیل شاہی سلامت نکال لایا اور احمد آباد و بیدری کی طرف متوجہ ہوا اور ملک التجار محمود کا وان اور بھی مرا سے دینی اور
 حبشی ملک کے شعبہ بازی سے واقف ہو کر انھوں نے بھی مع سپہ فوجی راہ فرار پائی اور بعد وصول منزل مقصود ہوا
 غلام ترک نے نظام شاہ کو مع چالیس سوار اور تین سو جوان اسکی راہ کے پاس پہنچا کر ساتھ تحسین و آفرین کے خفاں
 پایا پھر خواجہ جہان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور خواجہ جہان نے اس سبب سے کہ وہ بے وقت نظام شاہ کو مورک

سے باہر لیکھا تھا اسے مقید کیا اور بذلت و خواری اپنے مکان سے برآوردہ کر کے موکلون کے سپرد کیا اسکا
 غلامان ترک شاہی نے اتفاق کر کے محمد دہم جہان سے عرض کی کہ انا جسے جس ہمارے سے دو تھو اہی کے سوا
 کوئی امر سر نہ نہیں ہو اس شرح اس کی یہ ہو کہ افواج مہینہ اور مسبقہ تاج کوئی کوئی بادشاہ کے چہرہ نہ اسکا سند خان
 نے تھارے فرزند کو معرکہ سے سلامت باہر لاکر آپ کے سپرد کیا اور جو کہ وہ بادشاہ کا کہ ہر اس ذلت و خواری سے
 اس نسل کے ہاتھ گرفتار رہنا معنی نہیں تھا ہر وہ آپ کے ساتھ اخلاص سے پیش آیا آپ نے اسکے صلہ میں سزا دی اور جو کہ
 اہالی دکن کو غلاموں کے ساتھ محبت ہوتی ہر خدمتہ جہان اشک گہر رشک آنکھوں میں بھر لائیں اور اُن سے فرمایا کہ
 اب وقت مقضی نہیں ہو کہ میں اس بارہ میں حرف زبان پر لاؤں انشا اللہ تعالیٰ اسکی تلافی کرونگی خواجہ جہان نے اس
 ماجرے سے مطلع ہو کر سکندر خان کو مخدومہ جہان کی خدمت میں بھیج کر معذرت کی اور سلطان محمود خلجی خواجہ جہان پر مخدومہ
 جہان کی کمزوری سے خردا رہا اور دوبارہ احمد آباد بیدری کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور مخدومہ جہان کو مکر و
 خواجہ جہان سے واقفیت رکھتی تھی اور شکست دہی عدم ثبات قدم سے جانتی تھی بیشورہ ملک التجار محمود کا دان قلعہ
 ایک احمد آباد بیدری کی حراست ملو خان کنی کے سپرد کی اور غوث جمع خراسان اور عورت حرم نظام شاہ ملک التجار محمود کا دان
 کے ہمراہ فیروز آباد کی طرف متوجہ ہوئی سلطان محمود خلجی نے بخاطر جمع شہر کو محاصرہ کیا اور سترہ دن کی مدت میں فتح کر کے
 قلعہ میں قیام کیا اور اکثر مالک یرار اور سیر اور دولت آبادیہ قلعہ میں ہو کر رعیت کو مطلع اور فرمانبردار کیا اور خلائق
 دکن نے بمقابل دولت مہینہ سلسلہ خلیجہ مالوہ میں جزم کیا کہ دفعہ ریاست اجال محمود شاہ گجراتی کہ وہ بھی صنسن تھا
 مہر جگرت سے طالع ہونے کے واسطے کہ نظام شاہ اس زمانہ میں جب جنگ کے واسطے جاتا تھا بیشورہ ملک التجار
 محمود کا دان حقیقت واقعہ صحیفہ اخلاص میں مرقوم کر کے محمود شاہ گجراتی کے پاس بھیجتا تھا اور جب فیروز آباد میں وہ لینے
 کو ٹھہرا اور آدمی مہاگے ہونے اسکے پاس جمع ہوئے خواجہ جہان کو مع لشکر اتنوہ سلطان محمود خلجی کے مدافعہ کے واسطے
 بھیجا مقارن اس حال کے خیر ہو چکی کہ محمود شاہ گجراتی اسی ہزار سوار لیکر دکن کی مہر پر پہنچا مخدومہ جہان نے یہ خبر سن کر ملک التجار
 محمود کا دان کو کسپاہ و رعیت اسکے حسن سلوک سے حلقہ بگوش تھی سپہ سالار کر کے مع پانچ چھ ہزار سوار بیر کے رہتے سے
 شاہ گجرات کی خدمت میں بھیجا محمود شاہ گجراتی نے اپنے اکثر امراء معقبہ کو مع بیس ہزار سوار اور مستعد و بدیشہا ہراہ ملک التجار
 محمود کا دان کر کے دشمن کے مدافعہ کے واسطے اشارہ فرمایا ملک التجار محمود کا دان نے آدمی دکن کے اطراف و جوانب میں بھیجے اور
 مختصر سے عرصہ میں لشکر فراہم کر کے مع چالیس ہزار سوار دکنی اور گجراتی دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی شہر کے
 اندر فروکش ہو کر قلعہ ایک لینے کے واسطے سہی کرتا تھا اور مدد مہینے میں مشغول تھا اور ہر روز ملو خان بنیا و جنگ التماس
 ملک التجار محمود کا دان کی خیر خواہی سے مضطرب ہوا بے تامل وہ مرغ کی طرح کہ نفس سے ہر آمیزہ کو بچنا چاہتا تھا پر وہاں
 حصار احمد آباد بیدری سے ٹکڑے مند کی طرف راہی ہوا ملک التجار نے دس ہزار سوار دکنی براہ کی طرف روانہ کیے کہ سد راہ
 ہو کر راستہ دخول و خروج کے مالوہ میں پر دشمن کرین اور خود بھی دس ہزار سوار دکنی او بیس ہزار سوار گجراتی لیکر باہر
 قندھار اور بیراز دوے سلطان سندو میں پہنچ کر چاروں طرف سے گھیرا اور اسکے لشکر پر تاخت کر کے ہر طرف سے اپنے خول
 غلہ اور آذوقہ اس دانہ نے مسدود کیا کہ کسی سمت سے غلہ کا ایک دانہ نہ پہنچ سکتا تھا سلطان محمود خلجی پر ایت
 صحیح بیس ہزار سوار کھتا تھا عازم جنگ ہوا اور ملک التجار محاصرہ کے سوا جنگ پر آمادہ نہ ہوا اپنے کام میں مشغول رہا

یہاں تک کہ آثار قحط غلہ اردو سے مخالف میں ظاہر ہوا اور تمام مندوی شدت گرسنگی اور بینوائی سے ن کو قرض خیر شدہ
 تباہان سے آنکھیں سنکھتے تھے اور رات کو کچھ ماہ تباہان سے دل ٹھنڈا ہاکرتے تھے جب اس پر بھی سیری انوائی الجوع الجوع
 کی فریاد بلند کی آہ و نالہ میں شمول ہوئے سلطان محمود خلجی نے ناچار ہو کر ان ہاتھیوں کو جو ہر ایسی نکر سکتے تھے
 انھیں اندھا کیا اور اشیائے سنگین کو آتش دیکر سبکبار ہو کر پھر سبک اور جریدہ ہو کر جان سے ہاتھ دھویا اور جو کہ مندوی
 راستے سیدھے مسدود تھے اس سبب سے کوئٹہ و ارہ کی طرف راہی ہوا اور جب ملک التجار محمود کاوان متعاقب
 ہوا دکنیوں نے مالوہ میں کاسباب تاراج کیا سلطان محمود خلجی نے کوئٹہ و ارہ کے مقدم کو جو اسکا ملازم رکاب تھا
 پیغام دیا کہ جس طریق سے ممکن ہو راہ ہمارے لشکر کے عبور کے واسطے تجویز کر کہ دست تعرض دیکھتوں کا مالوہ میں کے
 دکن سے کوتاہ ہووے اور تو بھی آشنائی اور ہم سائیگی کا حق بجالاؤ سے مقدم مذکور جو درپے انتقام تھا بلو لاکہ تو ج میں
 ایسی راہ وسیع کہ سپاہ اور رجال لشکر کو بغیر تمام عیوب کر میں ہر گر فلان راستہ کہ وہ مثل صحرا چاہ ہار دت و ماروت
 کم آپ بلکہ بے آب ہو بیٹ زینے زگو گرد بے آب ترہ ہوئی تو دوزخ جگر تاب ترہ سلطان محمود خلجی ملک التجار
 محمود کاوان کے تعاقب سے ناچار ہو کر اس راستہ کو جو ایلچو پورا اور اکل کوٹ کی طرف تھا اختیار کیا اور یہ فرمایا کہ
 راستہ کی دشواری مجھے ہسان تر ہو اس سے کہ آپ کو عہد اور یا سے بلا اور کام ہنگ فنا میں ڈالوں اور صحرا سے
 حنا میں بھنگ پلنگ جفا گر ضار ہوں القصد روز اول حرارت ہوا اور کسی آب اور شفت راہ ہیچ درپے سے فوج کا زہر آب ہوا
 پانچ چھ ہزار مرد تشنہ لب اور خستہ جگر کا سفینہ حیات گرداب مہات میں غرق ہوا اور دوسرے دن کوئٹہ ان ساکنان کوستان
 نے جب عاجزی ان لوگوں کی دریافت کی چپ و راست سے بچوم لاکر انھوں نے بھی خشک سالی میں طوفان تازہ برپا کیا
 مال کی طمع سے ہیا سون کو خنجر آہد اسے قتل کرنا اور موج کندہ کے حلقہ میں ڈالکر باندھنا شروع کیا لوگوں نے مال
 اسباب کو دشمن جان سمجھ کر اسکی طمع دل سے دور کر کے کوہ و دشت میں زہنوں کے روہرو ڈالا اور جان بچانے کے واسطے
 ایک قدر پانی کا ایک روپیہ اور دو روپیہ کو خرید کرتے تھے اور زمین پاتے تھے خلاصہ یہ کہ سلطان محمود خلجی نالان دگر بان اور
 ہشت فرادان اس صحرا سے ہولناک سے بادل کہاں و بخیر و خواب باہر آیا اور بچوم چرون کا اور پوشیدہ کرنا چاہا کہ
 پر آب کا مقدم کوئٹہ و ارہ کی تحریک سے جانکر حکم اس کے قتل کا جاری کیا اسنے زبان دشنام سلطان میں کھولی اور یہ جواب دیا
 کہ میں نے اپنا انتقام لیا اگر تے ہزار آدمیوں کی عوض مجھے ہلاک کو گے کیا ہوگا سر میر سے فرزندن کا سلامت ہو
 میں عنقریب سلاک میں اپنی کسی اولاد کے موجود ہونگا اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئٹہ و ارہ کے کفار بھی مثل تمام کفار
 تشاخی ہیں اور اسی سبب سے قتل ہوئے سے ہراس نہ رکھ کر کہتے ہیں کہ مرے سے عدم لازم نہیں آتی ہر ہم کل بھر سلاک میں ہوتا
 میں جلوہ گر ہوئے اور ہمارا احوال اس سے بہتر ہوگا منقول ہے کہ جن دنوں سلطان محمود خلجی نے شہر احمد آباد کو محاصرہ
 کر کے مفتوح کیا عمارات کو جلا کر اور آدمیوں کو غارت کر کے قسم قسم کی خرابی پہونچائی اور جب شور دکن کا عازم تھے ہر ظلم
 قدری سے دست کش ہو کر رعیت کی اسالت اور آبادی ولایت میں مصروف ہوا اور اسکا قاعدہ یہ تھا کہ اکل و شرب اور
 پوشاک اپنی وجہ حلال سے کھاتا تھا اور ترتیب دیتا تھا اور برنج اور گندم اور جامہ و جہ حلال سے ہر سفر میں ہمراہ رکھتا
 تھا اور قسم قسم کی تزکاری تختوں کے اوپر ہو کر سہاں لیجاتا تھا اور جب ایک مدت تک ان اختلاف احمد آباد و بدین میں تو نقص
 واقع ہو سلا نا شمس الدین حق گوے کرمانی کو کشاہ خلیل اللہ کے مقبرہ پر تھا طلب کر کے فرمایا کہ تزکاری اور قبول کی طرف

فکر مند رہتا ہوں اور تختوں پر اس قدر ترکاری کہ باور چنانہ کو کفایت کرے ہم نہیں پہنچتی ہو اگر کوئی شخص زمین حلال تصرف میں رکھتا ہو اور وہاں ترکاری بونی جاتی ہو ہمیں ہدایت کرو تو وہاں جا کر وہ حلال سے قیمت اعلیٰ خرید کر کے ترکاری اسکی باور چنانہ میں داخل کیا کریں مولانا ٹمس الدین حق گو نے کہا اے سلطان ایسی بات نہ کہ جو موجب ضحک اور ہنر ہو کسواسطے کہ مسلمانوں کی ولایت پر آنا اور مساکین و منازل آسکے ویران کرنا اور مال اسباب لوٹنا اور کھانے پینے اور ترکاری میں شرع کا مقید ہونا عقل سے دور اور خدا ترسی سے بعید ہو پشتر سلطان اشک نہامت آ نکھوں میں بھر لیا اور فرمایا کہ توجہ کتنا ہو لیکن جہاں گیری بغیر اسکے میسر نہیں ہوتی اور اس حکایت کے موافق فتوحات اور دوسری کتاب میں مؤلف کی نظر میں در آیا کہ ہلا و عرب میں ایک بادشاہ تھا اسی کے بھی بن نعمان کہتے تھے اسکے عہد میں ایک شیخ عبداللہ نام تھا کہ خلافت سے متنفر اور آئندہ روز کا دم وازہ بند کر کے گوشہ قناعت میں بیٹھا تھا ایک دن یکے بن نعمان ایک راستہ سے سوار جاتا تھا اور شیخ عبداللہ مع مریدان اس سے دو چار ہوئے سلطان کو سلام کیا اور سلطان نے جواب سلام دیکر استفسار کیا کہ ساتھ اس لباس ریشمی کے جو پہنے ہوں ناز و درست ہو یا نہیں شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ تیرا حال اس شخص کے مانند ہو کہ وہ سر سے پائوں تک اکوہ نجاست ہو کر موت کی چھینٹ سے پرہیز کرے اول تو شکم تیرا حرام سے ملو ہو اور دوسرے مظالم عباد اپنی گردن پر رکھتا ہو اور باوصف اس جرائم کے مسئلہ حویہ اور صحت صلوة سے سوال کرتا ہو بھی بن نعمان رو یا اور گھوڑے سے اتر کر ہاتھ شیخ کے دامن میں ڈالا اور سلطنت چھوڑ کر اپنی زلیست شیخ کی خدمت میں بسر کی المقصد بعد مراجعت سلطان محمود خلجی نظام شاہ نے ایک مکتوب محمود شاہ گجراتی کو تحریر کیا اور تحف و ہدایا اور باجی اور گھوڑے بہت اپنے معتقدوں کی موقوفہ درگاہ میں بھیج کر تصدیقات سے معذرت چاہی پھر محمود شاہ گجراتی احمد آباد گجرات کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ بہمنی بھی احمد آباد بدیر میں آیا اور تعمیر شہر و بازار میں کوشش کر کے چند عرصہ میں بدستور اول تیار راہ کیا اور سلطان محمود خلجی کے ملک التجار محمود کاوان کی طرف سے دل میں رنجش رکھتا تھا اسلئے اسلئے سو پٹھ بھری میں بروہیت نظام الدین احمد نوے ہزار سوار لے کر پھر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور دولت آباد کی اطراف میں سامان جنگ درست کیا اور نظام شاہ بھی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور دوبارہ محمود شاہ گجراتی سے ملک طلب کی اور محمود شاہ نے بلا کو لشکر آراستہ کر کے سلطان پوری کی طرف ہضبت فرمائی اور سلطان محمود خلجی کا سردارہ ہوا پھر سلطان محمود خلجی نے اس کے راستے سے مندو کی طرف راہی ہوا اور ان دو بادشاہ خورشید طلعت یوسف چھوٹے ایک دوسرے کو غائبانہ و دارج کر کے آپس میں تحف و ہدایا بھیجے اور اپنی اپنی دار الخلافت میں معاودت فرمائی اور جو قاعدہ اور داب شاہان بہمنیہ کا تھا کڑ و جہا ولی ملکہ جہاں خطاب پائی تھی در حالیکہ وہ خاندان بہمنیہ سے ہو ہو سستہ مخدومہ جہاں نے ایک دختر اپنے انارب سے نظام کے واسطے خواستگاری کی اور جن شادی شاہانہ کہ شرح آئی احاطہ تحریر سے باہر ہو ترتیب دیا اور اس شب کو کہ مجلس زفاف آراستہ ہوئی تھی اور بزم عیش و عشرت ترتیب ہوئے سے ایک جہاں شادی و خرمی میں مشغول تھا قضا را آدھی رات کے بعد ناز و زاری سے شور برپا ہوا کہ نظام شاہ نے اس جہاں سے رحلت کی اور اپنی جگہ اور دن کے واسطے چھوڑی نظم گلے ہنس گشت از کبابی درخت چہ یکا یک فرو ریخت از باد سخت چہ خط حسن بر گل نہ انگشتہ چہ اہل خاک برو سے فرو ریختہ باد اور یہ واقعہ اجلاس کے دو برس اور

نظام کی ام کے حضرت ابراہیم دوم کے ساتھ ناز و جزبت شام کے ایک دیگر قصہ اس کی نقل کیا ہے و اس کا نام اس کی نقل کیا ہے

ایک عینے بعد یعنی شب سیزدہم ذیقعد ۶۶۷ھ آٹھ سو سترہ سیر یمن واقع ہوا ذکر شمس الدنیا والدین
ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی کا مورخین نے لکھا کہ سلطان ہمایون شاہ بہمنی کے بطن مخدومہ جہان
سے یمن فرزند میر حسین تھے نظام شاہ محمد شاہ احمد شاہ اور جب ہمال حیات نظام شاہ آغاز نشوونما میں صرصر
حوادث سے لکھ گیا محمد شاہ نورس کرسن میں تلج ندر زیب سرکر کے سرکار نانی پر شکن ہوا اور سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا
انتظام بخوبی تمام کرنے لگا اور بادشاہ سلطنت میں خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود کا وان نظام شاہ کو زمانہ میں بمشورہ
مخدومہ جہان امور سلطنت کو آغاز کر کے انجام دیتے تھے اور احمد شاہ جو سب بھائیوں میں سچوٹا اور بڑا لیاقتدار و خوش
اطوار تھا جاگیر لائق پاک محمد شاہ کا ایسے جلسے ہوا پھر خواجہ جہان محمد شاہ کی تربیت کے واسطے مخدومہ جہان کو حکم صمد جہان
نوشتر کو جو افضل و افضل صلی تھا مقرر کیا اور محمد شاہ کتب علمی کے رخصت اور کمال حاصل کر تین مشغول ہوا اور تھوڑے
عرصے میں کتب درسیہ کو مفرغ ہو کر صاحب جہیت ہوا اور خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا اور سلطان فیروز شاہ کے بعد خاندان
بہمنیہ میں حسن و قابلیت میں اس سے بہتر مسند فرمانروائی اور سروری پر کسی اور کے قدم نہ رکھا یہ سب
اسطو سخندان دیوان او و بے بلیکس طفل سبق خوان او و اور خواجہ جہان ترک کمال عقل و عظمت
ہمات میں مشغول ہو کر کسی کو خیال میں نہ لاتا تھا اور اکثر امراء قدیم کو علاقوں سے معزول کر کے اپنی طرف
سے امراء جدید نصب کرتا تھا اور دست تغلب تصرف خزانہ میں دراز کر کے ملک التجار محمود کا وان کو کہ جو بعد
اخراج سلطان محمود خلجی دکنی کے صاحب شان و اعتبار ہوا تھا ہمیشہ سرحد کی خدمتوں پر بھیجا تھا اور ہمات شاہی میں چندین
وغل غریب تھا اور جو مخدومہ جہان زن عاقلہ اور دورانہ لیش تھی خواجہ جہان ترک کے اصناف اور اطوار سے متوہم ہوئی
اور اس کی مفسدی محمد شاہ کے ذہن نشین کر کے اسے آمادہ کیا کہ کل فجر کو جب خواجہ جہان ترک دربار میں آئے
اور میں کسی کو تیرے پاس بھیجوں اسے بے تامل تہ تیغ بیدریغ کرنا دو سرے دن کو سترہ سیر یمن تھے
خواجہ جہان ترک بخلت تمام دیوانخانہ میں آیا اور نظام الملک کو خلاف عادت مع جماعت جوانان مستعد
دیوان و نگارہ مقرر ہوا اور جو کہ لا علاج اور مجبور تھا محمود شاہ کی دیوانداری میں مشغول ہو کر نقصان و ضعیفہ عسرا
سے آنکر سلطان محمد شاہ سے باوازل بلند عرض پر داز ہو میں کسانہ اس امر کے جو قرار پایا تھا مشغول ہونا چاہیے
سلطان محمد شاہ نے نظام الملک کی طرف متوجہ ہو کر یہ فرمایا کہ یہ مرد جو انچہر ہو سکی گردن مارا اور نظام الملک نے چن چانی
اس کا خطابے تامل خواجہ جہان کا ہاتھ پکڑ کر دیوان عام سے باہر لے گیا اور ضربات متعدد تیغ آہرا سے اسے شاہ
کے روبرو ہلاک کیا نظر بہ تدبیر زمان پس خردمند زن بہ لغمان خود ساخت ملک کن بہ جہانی زحدر با سوگی بہ
رخ و ہر شستہ ز آلودگی بہ اور بعد چند روز کے سلطان محمد شاہ نے مخدومہ جہان کی صلاح سے ملک التجار محمود کا وان
کو خلعت فاخرہ دیکر خواجہ جہان مخاطب فرمایا اور منصب امیر الامرائی اور دولت امور شاہی کو اس کے مناصب
سابق کا صمیمہ کیا اور بموجب اس مصرع کے مصرع ہر کہ انچہر ز نوبت اوست بہ ملک التجار محمود کا وان مخاطب
خواجہ جہان نے فراتیب و نبوی پر فائز ہو کر نفاذ اپنے دیدہ کا بلند آوازہ کیا اور ابتدائیں القاب سکایون
لکھتے تھے مخدومہ جہانیاں محمد درگاہ سلطان آصف جم نشان امیر الامرائی مخدومہ خواجہ جہان اور جب محمد شاہ
ماہ و ہفتہ ہو کر ہر کمال درجہ ان میں شامل ہو مخدومہ جہان نے ایک کی حسین زہرہ حسین خاندان بہمنیہ سے اس کے

واسطے خواستگاری کی اور ملک التاج محمود کا وان الخطاب بخوان جہان کے مہتمم سے جشن شادی خزانہ کو صفت
 اسکی تحریر و تقریر سے مبرا ہو ترتیب دیکر اس کے عقد ازدواج میں کھینچی اور مہمان سلطنت اپنے فرزند ولیند کو
 تفویض فرما کر خود صلوٰۃ و صوم اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہوئی لیکن سلطان محمد شاہ امور عظمت اس کے
 بے مشورہ شروع نہ کرتا تھا اور اسکی لغت و کلام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کر کے ہر روز سلام کو جاتا تھا
 اور جب سلطان محمد شاہ نے عروس حجلہ و ناؤ کو بغل میں لیا اسوقت یہ فکر ہوئی کہ اعدائے مقام لیجیے خور و خواہ
 اسکا حرام کر کے عروس مملکت تازہ تر سے ہمکنار ہو جیے بوستان خزان دیدہ سلطنت کو شاداب آب تاب
 کیجیے اس واسطے نظام الملک کو سہ سالہ لشکر برار کر کے دلداری کے ساز و سامان سے مددگاری کی جیہ سہ سالہ
 سو بہتر بھجری میں لشکر عظیم الشان بھیجا کہ آئین ہر ایک جوان جنگ دیدہ ہر دازمودہ انجھاب تھا فراہم کر کے
 قلعہ کھتر کی تسخیر کے واسطے جو سلطان مالوہ کے تصرف میں تھا روانہ کیا اور اس نے اس طرف جا کر قلعہ مسطورہ کو
 محاصرہ کیا اور چند مرتبہ لشکر والی مندو کو جو محصورین کی مدد کے واسطے آیا تھا شکست دیکر متفرق کیا آخر مرتبہ
 شاہ مالوہ کا سردار بارہ ہزار سوار راہ چوت اور افغان وغیرہ لے کر بجوش و خروش تمام نظام الملک کے دفع
 کے واسطے متوجہ ہوا جس دم ظاہر قلعہ میں مقابلہ ہوا اور صف کا رز ارتیار ہوئی جنگ عظیم فوج غنیم سے
 وقوع میں آئی جماعت کثیر و ابنوہ غیر نے طرفین سے قالب تن اور دھج سے خالی کیا عرصہ جنگ کشتون
 کے اجسام سے بھر گیا تا یہ کہ ربانی سے مالوہ میں کو شکست فاش نصیب ہوئی اور ایک جماعت کو قلعہ سے بکری
 ہو کر انکی شریک ہوئی یعنی بعد انہزام قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور نظام الملک اور تھوڑے بہیمان دکن سپہ
 سر سپر کھڑے اور تلواریں جلیم کر کے اس کے تعاقب میں گئے اور مدد قلعہ نے بعض اپنی فوج تصور کر کے قلعہ کا دروازہ
 کھول دیا وکنی بھی مالوہ میں سے مخلوط ہو کر قریب شام قلعہ میں در آئے اور قلعہ پر تصرف ہوئے اور ایک روہیتین
 یہ بھی تحریر ہو کہ جب مغرور جا کر قلعہ میں محصور ہوئے دکنیوں نے قلعہ کو بہتر سے سابق محاصرہ کیا اور اہل قلعہ نے
 عاجز ہو کر ان طلب کر کے قلعہ سپرد کیا بہر تقدیر بہیمان نے اہل قلعہ کو ضرر جانی نہ پہنچایا تکلیف قلعہ سے بکھانے کی
 دی اس عرصہ میں احلاق دکن حسب دستور زبان طعن و راز کر کے مالوہ میں کو ضرر فہمائے ناخوش کئے گئے اور جاکننا
 راہ چوت سے جو قلعہ کی محافظت میں قیام کرتے تھے وہ شخص متفق ہو کر عازم ہوئے کہ ہم اپنی شجاعت اور مردانگی دیکھون
 کو دکھاوین پس جبوقت از دھام کم ہوا اور مالوہ ہی زن و فرزند لے کر تمام باہر نکل گئے ان دونوں راہ چوت نے
 نظام الملک کے مجمع کی طرف متوجہ ہو کر باؤ از بلند پکار لکھم نے اپنی عمر سپاہ گری میں صرف کی ہو اور مثل تیرے
 بھی ہمتے مستم و بہادر بنیں کیجا اگر حکم ہو ہم بھی آتے تیرا قدم چوم کر کھجواوین نظام الملک نے جب انھیں غیر مسلح
 دیکھا اپنے رو برو طلب کیا اور انھوں نے آتے ہی بطور بلا بوسی کے قدم آگے بڑھایا اور ایک جماعت کہ
 نظام الملک کے قریب ایستادہ تھی جہستی و چالاک تمام منجھ و شمشیر ان کے چھین کر دونوں نے تلواروں کے وار
 سے نظام الملک کا کام تمام کیا اور پھر اور دن کی طرف متوجہ ہو کر ایسا لڑے کہ دونوں ہلاک ہوئے اور نظام الملک کے
 دو پر اور طریقت تھے ایک تے سف عادل خان سوائی جو شاہان عادل شاہ کی جد تھادوسرا دریا خان ترک مردی اور
 مردانگی میں ضرب المثل تھا دونوں نے اس کا رنکاب بزرگان قلعہ کی تحریک سے گمان کیا اور ایک جماعت کو ان کے

قنات بن بھیجا اور وہ کمال غفلت سے ایک کوس پر فزکش ہوئے تھے پہنچ کر تمام صغیر و کبیر کو قتل کیا اور سخت بلندگی پر ایت سے دو تختو اہی میں کر باندھ کر قلعہ کو مضبوط کیا اور سوار و پیادہ سے ایک جماعت کثیر کو وہاں چھوڑ کر نظام الملک کا جنازہ اور غنائم و غورہ لیکر درگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور احمد آباد میں رہیں پہنچ کر غنائم بادشاہ کے ملاحظہ میں در لائے اور اس حسن خدمت سے بادشاہ خوش ہوئے اور ہر ایک کو ہزار می کیا اور کھڑکی کی مارت بھی عنایت فرما کر ان کے مقرب کی سلک میں منتظم کیا اور جب والی ہند نے دکن کی پر خاش ملاحظہ کی تو محبت اور اخلاص اظہار کرنے کو تشریف الملک نامے ایک شخص کو مع تحف و ہدیائے نفیسہ سلطان محمد شاہ کے پاس بھیج کر یہ پیغام دیا کہ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی اور سلطان پرتھوی کے کوازم محمود و موافق در میان میں لا کر مقرر کیا تھا کہ ولایت برادر بادشاہ دکن کے زیرین اور قلعہ کھڑک مع مصنافات اسکے والی مندو کے قلعہ رکھ کر دوبارہ کسبی بارہ میں منازعت نہ ڈھونڈیں اب امر اک سلطان قلعہ کھڑک پر مشغول ہو کر مقام شدت و پر خاش میں رہتے ہیں اب آپ ایسا کریں کہ نقص عہد نہ ہو وے اور مسلمان در میان میں تلف نہ ہو وین کمال دینداری اور برادری سے بعید نہ ہو گا سلطان نے شیخ احمد کو کہ مرد دانشمند اور فہیدہ اور سلامت نفسی میں مشہور تھا تشریف الملک کے ہمراہ مندو میں بھیج کر پیغام کیا کہ ہم جاہ محبت و اتحاد پر ثابت اور راسخ ہیں باوجودیکہ ملکات کرناٹک کہ ہر گوشہ میں کٹے قلعہ کھڑک کے تختی ہو اور کفار بیدین کے تصرف میں ہوں ہمیں احتیاج قلعہ کھڑک کی نہیں اور الحمد للہ نقص عہد خاندان بہمنی کی طرف سے واقع نہ ہو اس واسطے کہ میرے بھائی کے عہد میں کہ صغیر تھا اور ملازم اسپین مقام نفاق میں تھے غنے لشکر اس دیار پر بھیجا اور وہ خرابی کہ افواج جنگیز نے بھی بلاد اسلام میں نہ کی تھی بجالائے قتل و غارت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہم گذشتہ کوشمات اکرام اس سے زیادہ تر نہیں کہتے آئندہ جو کچھ صدارت پناہ شیخ احمد صدر جو خیر خواہ عالمہ لمانان ہو قول و قرار کریں قبول و منظور ہو اس سے تجا و زہو گا اور جب شیخ احمد صدر مندو کے اطراف میں پہنچا اچانک گانہ خلیجہ استقبال کر کے نہایت اعزاز و اکرام سے اسے شہر میں لے گئے اور اسے سلطان محمود کی ملازمت میں مشرف ہو کر اسے رسالت کی اور جمیع علما اور فضلاء مندو کہ دربار میں حاضر تھے اسے تصدیق کر کے منقر ہوئے کہ فی الواقع نقص عہد ہماری طرف سے ہو اس صورت میں امید ہو کہ اجماع الراجحین فضل کاملہ سے ہمیں ساتھ اس کے مواخذہ نہ کرے اور سلطان محمود نے بھی کہا اگر اندوے و سادس شیطانی کوئی امر غیر مرضی سرزد ہو اہو اسے منظور نہ رکھو اور اسکے بعد ایسا کرو کہ ہماری اولاد اور بہمنیہ کی اولاد میں کوئی امر بھی خلاف شریعت اور عروت سرزد نہ ہو وے پھر شیخ احمد صدر سلطان حمید شاہ بھیجی کی سمت سے اور شہید العلما و سید سلام اللہ و حدی سلطان محمود علی کی طرف سے وکیل ہوئے پھر دونوں میثاق موکد اور سوگن و منظرہ در میان میں لائے اور عہد نامہ علیا اور شریح اور امر اکی حشر سے زمین کو کے ہر ایک نے دونوں بادشاہوں سے حاشیہ پر یہ عبارت تحریر کی کہ شخص اس نوشتہ سے تجا و ز کرے لعنت خدا اور نفیرین دہو لجا میں گرفتار ہو اور خلاصہ عہد ناموں کا یہ تھا کہ طرفین دست تعرض ملک ایک دوسرے سے کوتاہ نہیں اور جیسا کہ عہد فرخندہ ہند سلطان احمد شاہ بہمنی میں مقرر ہو تھا اسیر کر کے قلعہ کھڑک تصرف سلاطین خلیجہ میں چھوڑیں اور مالک اطراف کہ کفار سے تعلق رکھتے ہیں جس شخص کو کہ حق سجاد تعالیٰ تو منین کر امت فرماوے بزور شیخ جما و اپنی ولایت میں داخل کرے اسکا وہ مالک اور محتار ہو وے دوسرا اسکی طبع نہ کرے اور بعد دو تین چیتے کے جب عہد نامے درست ہوئے شیخ

صدر نے ان امر کو جو قلعہ کھنڑ زمین سے لکھا کہ حکم سلطان محمد شاہ یہ کہ قلعہ خالی کر کے مالوہ یون کے سپرد کریں اور جو نام بھی فرمان صادر ہو اٹھا کر شیخ احمد صدر کی تحریر و تقریر سے خلاف نکرین اور اس کا حکم ہمارا حکم جانیں اس واسطے آئندہ قلعہ خالی کر کے سلطان محمود کے ملازموں کے تفویض کیا اور شیخ احمد صدر نے فائز المرام جو کہ دکن کی طرف معاہدہ کی اور پھر اس خاندان کے درمیان نزاع واقع ہوئی اور ابتداً اس کے آٹھ سو چوبیس ہجری میں ملک التجار محمود کاوان الخاٹب بنو اجمہان نہایت شوکت و جہت سے لشکر بجا لور ہمارا لیکر اسے سنگسار کینہ کی تادیب اور بھی قلعہ کو کن کی لشکر کو سلطان خدا شناس مطیع اسلام کے پاس سے روانہ ہوا اور لشکر جنیر جاکنہ و کلہ و وائل و جبول و بامین وغیرہ اس کے ہمراہ تھیں ہوا اور اسے کینہہ اور اسے سنگسار علی الدوام میں سرکشی مسلمانوں کی قتل اور ان کے اموال کے نہایت غارت کے واسطے دریا کے سطح آب پر طیران اور متروک رکھتے تھے اور ان کی بھی انواع فساد ظہور میں لاکر مسلمانوں کو ایذا اور مضرت پہونچاتے تھے ملک التجار محمود کاوان الخاٹب بنو اجمہان کی خبر توجہ سکر البین محمود بیان کیے اور مسلمانوں کے قتل کو دخول بہشت کا موجب جان کر نہایت غلظت اور عجب تکبر سے سرگھاٹ کا مسدود کیا ملک التجار محمود کاوان نے ٹھیل نکر کے پاسے گھاٹ میں کہ عبارت پشتہ زمین سے ہر مع افواج وارد ہوا اور چندے توقف کر کے حسن تدبیر سے ہاتھ لگی گھاٹ کو کفار نہا ہوا ہمارے نصرت سے یہ آورہ کیا جب بکھا کہ سوار وہاں کام نہیں کر سکتا وہ لشکر کددار السلطنت سے ہمارا لایا ہوا اسے رخصت دیکر تخت گاہ کی طرف روانہ کیا اس پر سعید خان گیلانی کو کہ اس کا ہم قوم تھا مع لشکر جنیر اور اپنے غلام خوش قدم کو بال شکر و ایل اور کراٹھ طلب کر کے اسی پر انکشاف اور سپاہ کثیر ہم پہونچا کر خوش عرصہ میں کینہہ کے جنگل کو کہ عبور اس سے دشوار تھا تیرداروں سے قطع کر دیا اور پھینک دیکر صحرائے سطح بنایا اور پانچ مہینے کینہہ کو محصور رکھا جب موسم ہر سال آیا اور فتح مہینہ ہوئی سرگھاٹ کا دس ہزار پیادہ توچی اور کماندار کے پیکر کے خود آسامی خیل و حشم کے واسطے گھاٹی سے اتر کر پر گنہ کھولا پور میں چھاؤنی بنی اور سرسیت کی بنوائی موسم ہر سال میں وہاں ہتھقامت کی اور وہاں بھی ہیکار نہ رہا بلکہ قلعہ راگنہ کو جس طرح ممکن ہوا چند عرصہ میں قبضہ میں لایا بعد ہر سال کے پھر گھاٹی کے اوپر پر آمد ہو کر اس مرتبہ بہت تدبیر و حیا اور زرخیز صرف کر کے قلعہ کینہہ کو جو کسی زمانہ میں خروان رفیع الشان کی کند اس کے لشکر کے کنگرہ پر نہ بڑی تھی منہ کیا اور جب موسم ہر سال پہونچا بطریق سال گزشتہ قلعہ اور گھاٹی پیادگان سخت جان کے کہ کوکن کی آب و ہوا سے خوف نہیں رکھتے تھے سپرد کیا اور خود مع سواروں کے سرگھاٹ سے نیچے اترنا اور چار مہینے ہارن کے آخر کر کے ولایت سنگسار کی طرف متوجہ ہوا اور سلسلہ ترین وجوہ سے اس حد و کو بھی فتح کر کے ملک التجار خلف حسن بصری کا انتقام زمینداران سے لیکر رعیت کو مطیع و منقاد کیا اور مردم کار آمد ہوشیار کے سپرد کیا اور خود جزیرہ کو وہ کی طرف جو نہاد و شہورہ راے بیجا نگر سے تھاروانہ ہوا اور ایاب سو میس ہمارا پر جو انان سلطنت صفت شکن سوار کر کے دریا کی طرف سے بھیج کر خود جنگی کے راستہ سے مع عساکر لغزنت باخروہاں پہونچا اور جنگ میں غول ہوا اور جب تک یہ خبر راے بیجا نگر کے گوش زد ہو کر وہاں سے مدد پہونچے بوستان الحمر شد الذی صر عیدہ و آخر جندہ سے گل چراو چنے اور فتح ہر جزیرہ کی بھی تمام جہان میں شہور ہوئی اور سلطان محمد شاہ یہ خبر فرحت اثر سکر نہایت خوش ہوا اور ایل شادی بجا لیا اور ملک التجار محمود کاوان نے جزیرہ کو وہ کو امرائے معتد صاحب شوکت کے تفویض کیا اور جزیرہ اور سم باب قلعہ داری کا مہیا کر کے نین برس کے بعد دار الخلافہ احمد آباد سید کی طرف مراجعت کی اور سلطان محمد شاہ اس کے مکان پر رونق افروز ہو کر

ایک ہفتہ وہاں غیش و عشرت میں مشغول رہا اور ملک التجار محمود کا وال کے قامت قابلیت کو خلعت فاخرہ سے
 زیب و زینت بخشی اور مخدومہ جہان نے بھی اس سے حینہ اخوت پڑھ کر اُسے اپنا بھائی کہا اور سلطان نے یہ فقرے
 اس کے القاب میں ایزد فرمائے اور منشیان درگاہ دور طغرالیسیان بارگاہ فرہن اور ناسخ اس عبارت سے
 تحریر کرتے تھے حضرت مجلس کریم سید عظیم ہادیون عظم صاحب ہیف و قلم مخدوم جہانگیر خان محمد درگاہ شالان امین
 جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم ملک التجار محمود کا وال الخا طرب جو اجہ جہان اور اسی ہفتہ میں اس کے غلام غو
 قدم نام کو کہ اس یورش میں تین برس خدمات شائستہ میں اقام کیا تھا خطاب کشور خان سر فرار کر کے
 امرائے عظیم الشان میں داخل کیا اور قلعہ کو وہ اور بندہ اور کوندوال اور کولاپور کو صاف اسکی جاگیر قدیم میں کر
 نواز شہاے موفورہ سبذول فرمائین منقول ہو کر جب سلطان محمد شاہ بعد ایک ہفتہ کے خواجہ کے مکان سے اپنے
 دولتخانہ میں تشریف لایا اور خواجہ اپنی دولتسرا کے حجرہ میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے جامہ بے فاخرہ میں
 تبدیل کیے اور گریہ و زاری و بیقراری میں مصروف ہو کر اپنے تین زمین پر گرایا اور اسقدر نصرت و بخشش کی کہ
 رخسار شریف اس کے خاک آلود ہونے اور جب حجرہ سے برآمد ہوا اور ویشانہ لباس پہنا اور جمیع علما اور فضلاء اور
 سادات احمد آباد و مید کو جو استحقاق رکھتے تھے طلب کیا اور نقد و جنس جو ہر اور شائع نفیس سے جو کچھ اپنی ملکیت
 رکھتا تھا اور اس مدت دراز میں کہ مراد ایام تجارت و ایام امارت سے ہر فراہم اور اندودہ کیا تھا نفل اور سب اور
 کتب کے سوا سب اپنے تقسیم کیا اور کہا الحمد للہ علی احسانہ کہ میں نے نفس مارہ کے ہاتھ سے رہائی اور اُس کے ہوسہ
 سے نجات پائی اور ایک عالم ملائیس الدین محمد نام کہ عیان جرجان سے تھے اور خواجہ کی مصاحبت میں رہتے تھے
 انھوں نے سوال کیا کہ ہمیں کیا بھیج دے کہ تو نے تمام مالوف اپنا کہ مراد مال فیونی سے ہر آدمیوں تقسیم کیا اور گھوڑے
 اور ہاتھی اور کتب کو لگا کر رکھا جواب دیا کہ جس وقت سلطان محمد شاہ میرے مکان میں تشریف لایا اور مخدومہ جہان
 نے مجھے بھائی کہا نفس مارہ کی سرکشی اور تنک ظرفی سے یکایک بادہ نخوت کا جوش باغ میں دفعہ ہوا خود فراموش
 ہوا پھر توفیق ایزدی سے اسی محفل میں اپنی طرف مصروف ہو کر نفس کی تبتیہ نادیب میں مشغول ہوا اور بادشاہ
 کے مکان سے باز آیا سلطان نے اثر تغیر کا میرے چہرہ حال سے شاہدہ کر کے استفسار کیا کہ حال کیا ہو میں نے
 عرض کیا میرے دل میں وہ دہر علامت حقائق کی پاتا ہوں سلطان نے اس امر کو عواض جسمانی پر گمان کر کے
 مجھے استراحت کا حکم دیا اور خود بدولت و اقبال اپنے دولتخانہ کو تشریف فرما ہوئے اس سبب سے میں نے جمیع سبب
 تخیل کو کہ عجب و نخوت کا باعث ہوا اپنے پاس سے سلوب کیا اور تمام کتابیں طالب علموں کے واسطے وقفہ میں میری
 ملک زمین اور گھوڑے اور ہاتھی سلطان سے تعلق رکھتے ہیں چند روز عاریتہ میرے پاس ہیں آخر انھیں سرکار میں لیجاؤ گے
 الغرض ملک التجار کا وال اس دن سے ہمیشہ لباس بے تکلفانہ پہنتا تھا جب محلات مملکت سے فارغ ہوتا تھا اپنی
 مسجد اور مدرسہ میں جاتا تھا اور فقر اور صاحب لون سے صحبت رکھتا تھا اور ان کے احوال میں مشغول ہو کر انکی غمخواری
 میں تقصیر نہ کرتا تھا اور شب جمہ و شبہاے متبرکہ میں کیسے زرخ اور سفید ہمارا لیکر محتاجوں کے لباس میں
 تمام شہر کے محلہ بہ محلہ پھرتا تھا اور بھوکوں اور عاجزوں کی اعانت کرتا تھا اور کتا تھا یہ عطیہ شاہ ہی اس کے لیے
 ادعیہ و ابقا سے جاہ و جلال میں مشغول رہو الغرض باوجود ایسے اخلاص اور عقائد کے مردم فتنہ انگیز ہیں

نے اُس جناب کو حرا مخوری میں منسوب کر کے درجہ شہادت میں پہنچایا اُسکی تفصیل غریب مرقوم خادمہ لطائف نگار ہوگی اور ششہ آٹھ سو چتر بھری میں خبر ہو چکی کہ راجہ ادیکا مرض الموت میں مبتلا ہو کر اس جہان فانی سے سفری ہوا نظم پسر خواندہ داشت زار دار بر آمد بردارنگ گوہر نگار پادشہ زادہ داشت ہمیر نام پادشہ وادنگی بود و مردی تمام پادشہان میں اُن کے رو و بدل اور تکرار ہوئی بلکہ فوت ہتھیار کی آئی چونکہ خزانہ اور تخت رائے اور پسر خواندہ کے قبضہ میں تھا غالب آیا ہمیر کو ہزیمت دے کر کوہستان اور جنگل کی طرف فرار کیا اور ہمیر پچیرے بجائی رائے اور رائے اس مضمون کا مرئیضہ سلطان محمد شاہ کو لکھا کہ رائے اور یا فوت ہوا اور اُس کے پسر خواندہ جنگل رائے خود رائے سے تخت و تاج پر متصرف ہو کر آپ کو رائے اور یا کہتا ہے امیدوار ہوں کہ لشکر بھیکر اس ولایت کو اُسکے قبضہ سے بر آوردہ کر کے خیر گال کے سپرد فرماویں اور دو تینواہ ہر سال بقدر مال برسم باج و خراج خزانہ عامہ میں داخل کیا کرے گا اور سلطان محمد شاہ جو ہمیشہ سے ملک اور یا اور راہبندی اور کنڈیز کی تخری کی فکر میں رہتا تھا یہ منصوبہ اپنے حسب وخواہ تصور کر کے ملک اتجار محمود کا دان کی صلاح سے ملک حسن بھری کو جو شاہان احمد نگر کا جد تھا اور شاہان بہینہ کے غلاموں کے ملک میں انتظام رکھتا تھا نظام الملک خطاب دے کر مع لشکر جرار اُس طرف تعین کیا اور جب وہ رائے اور یا کی سرحد پر پہنچا ہمیر ملک حسن نظام الملک بھری کے استقبال کے واسطے آکر مقدمہ بجیش ہوا اور جنگل رائے لشکر کثیر فراہم لاکر میدان کی طرف روانہ ہوا جب صفیں آراستہ ہو چکیں ہمارا دران طرفین اور مبارزان جاہل شمشیر میان سے کھینچ کر جنگ میں مشغول ہوئے اور بعد کوشش اور شمشیر فراوان لشکر ہندو شکست کھا کر بھاگا اور ہمیر رائے تاج و تخت اور یا کو بوز و شمشیر سلطانی دستیاب کر کے مملکت موروثی پر متصرف ہوا اور اُنھیں دنوں میں ملک حسن نظام الملک بھری ہمیر کی رہبری اور ہمراہی سے ملک راہبندی اور کنڈیز کی طرف روانہ ہوا اور بروایت صحیح دو دن مملکت کو سفر اور مفتوح کیا اور ملک بحساب قبضہ میں آیا اور سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق ملک مفتوحہ کو اُمراء صاحب اعتبار کے سپرد کر کے ہمیر کو اُس کے مقر کی طرف روانہ کیا اور خود مع غنیمت و افرا و پیشکش لائق و متکاثر سلطان کی ملازمت سے مشرف ہوا اور پھر خند و منہ جہان کی توجہ اور آصف زہان کی پرورش سے خلعت خاص سے سرفراز اور لشکر تانگ کی سرداری سے ممتاز ہوا کسوا سطا کر شاہان بہینہ کا داب تھا کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص سے سرفراز نہ کرتے تھے اور انھیں سنوائے میں فتح اللہ عماد الملک کہ شاہان عماد شاہیہ کا جد تھا اور خانبہان ترک کے تمام متوسلون سے عقل اور فہم تھا خواجہ کے انتفاع سے لشکر برار کی افسری پاکر معزز اور مکرم ہوا اور بعد دو مہینے کے یوسف عادل خان سوانی بھی کہ خواجہ اُسے اپنے فرزندوں سے شمار کرتا تھا بخلت سپہ سالاری دولت آباد کہ اُس قائدان میں اُس سے عمدہ تر کوئی خدمت نہ تھی مشرف ہوا اور دریا خان اور اکثر غلامان ترک کہ مسند امارت پر بیٹھتے تھے اُسکے تابع ہوئے جاگیرانی اُس طرف قرار پائی اور قاسم بیگ والد قاسم بیگ صفت شکن اور شاہ علی سلطان اور دوسرے اُمراء مثل کہ جنیر اور جاکہ میں جاگیر دار تھے وہ بھی یوسف عادل خان کے قوابعین سے ہوئے اور یوسف عادل خواجہ کی عنایت کے سبب تمام طرفدار دن سے قوی تر ہوئے اور سلطان محمد شاہ نے جب اُسے

قابل انتہات اور بشائت عنایات دیکھا مورد عنایات گوناگون کر کے دوسروں سے امتیاز بخشا اور قلعہ
دیرہ کمرہ کی تعمیر اور قلعہ اتور کے استخلاص کے واسطے کہ لودھیوں کے عہد میں ایک مرتبہ کے تصرف میں
در آئے تھے اور وہ جاوہر طاقت میں قدم نہ دھرتا تھا بھجا اور یوسف عادل خان جب دولت آباد میں پہونچا
تو قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ اتور کے محاصرہ کے واسطے مقرر کر کے دریا خان لہنے منٹھ بٹوے بھائی کو دیرہ کمرہ
کی طرف بھیجا اور جوہن رو کہ قلعہ اتور میں تھا جنگ و مزاح سے امان طلب کر کے قلعہ قاسم بیگ صف شکن
سپر دیا اور راجہ دیرہ کمرہ نے جسکا نام جنیک رہے تھا باوجود اسکے کہ بلنچ چڑھینے علم برآ قلعہ بلند کر کے
جنگ لہے مردانہ کی تھیں اتنا راضی اپنے ناصیہ حال سے مشاہدہ کر کے اچھی یوسف عادل خان کے پاس
بھیجا یہ پیغام دیا کہ اگر آپ میرا گناہ معاف فرما کر جان کی امان دیوین تو جو کچھ کہ میں اپنے قبضہ میں لکھتا ہوں
پیشکش کر کے مع اہل و عیال جریدہ قلعہ سے نکل جاؤں نظم بہ ہمار خواہی کشادہ زبان ڈر سونے فرستاد
بر مردان ڈو کہ ما بعد گانیم و فرمان تراست پوچہ باشاہ چیر جان جان تہا دست ڈو یوسف عادل خان نے فرستاد
امان دیکر دریا خان اپنے منٹھ بٹوے بھائی کو حکم کیا کہ اہل قلعہ کی جان و عرض و ناموس سے مزاحمت نہ پہونچا کر
اگر تھیں مطلق العنان کریں کہ جہاں چاہیں جاویں دریا خان ہرادر خواندہ نے اطاعت کی اور مع لشکر خود سوار ہو کر
ظاہر قلعہ میں ایستادہ ہوا اور یہ حکم کیا کہ جنیک رہے باہل و عیال حصار سے جریدہ نکل جاوے اور وہ پکارہ
اپنے باپ دادا کا وطن مع خزانہ مورد فی اور مکتبی چھوڑ کر باہر نکل گیا اور یوسف عادل خان بھی کہیں روڈ بطور خدمت
وہاں پہونچا تھا قلعہ میں داخل ہوا اور خزانہ اور درخشاں اور تخت لکھنے پر متصرف ہوا اور اس ولایت کے زمیندار
اور مقدموں پر بہت استالعت اور نوازش فرما کر قلعہ لائچی کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں کے رہے زادہ نے بھی
کہ اسکا باپ انسی عرصہ میں فوت ہوا تھا عاجز ہو کر جان کی امان چاہی اور قلعہ مع لوازم شمت اس کے سپرد کر کے
نکل گیا یوسف عادل خان نے اس مال و اسباب میں سے جوا لائق سرکار تھا لیا اور رہے زادہ کو املے شاہی کی
سکائی تیق حکم کر کے وہ قلعہ مع ولایت اسکی جاگیر میں مقرر رکھا اور خود سالما و خائنا دارا خلافت احمد آباد میں رکھ کر
راہی ہوا اور اسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور درو نقد و جواہر اور بھی اسباب نفیسہ بادشاہ کے پیشکش کیا کہ
راجہ دیرہ کی افدکنیہ کے غنائم اسکے مقابل ایک حقیر چیز تھی اس واسطے بادشاہ نے اسے انواع لطف و عنایت سے
نوازش فرما کر یہ ارشاد کیا کہ جو شخص خواہے کہ مانند بہرہ رکھتا ہو یقین کہ اس سے ایسی خدمتیں واقع ہوں گی
پھر حکم کیا کہ خواجہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر بھیجا کہ ایک ہفتہ ضیافت کرے کوئی دقیقہ فرو گذار نہ
کرتے اور تکلفات رسمیا و عرفیہ میں بدرجہ نہایت کوشش کرے خواجہ زمین خدمت کو لب ادب سے
بوسہ دے کر عرض پر داز ہوا کہ یہ امر سلطان کے بدون رونق افزا ہوئے صورت پذیر نہ ہوگا بادشاہ نے
اسکا مقصد اور مطلب سمجھ کر فرمایا کہ ضیافت مشترک یکم مزہ اور لطف ہمیں رکھتی اول ایک ہفتہ یوسف عادل
خان کی ضیافت میں سرگرم ہو اسکے بعد چارہی مہمانی کے لوازم دوسرے ہفتہ میں ہالائے خواجہ برانقیا و
زمین اخلاص پر رکھ کر یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے گیا اور ایک ہفتہ اسکی ضیافت میں مشغول ہوا
اور دنیا داروں کی تمام رسمیں پیش پہونچائیں پھر خواجہ با اتفاق یوسف عادل خان شاہ کی مہمانی کا سامان

درست کرنے لگا اور مکان نگار خانہ چین کی طرح آہستہ کیا اور آنکھوں میں ن فجر کے وقت سلطان محمد شاہ بہمنی
 غور شیدا نوک کے مانند سایہ التفات خواجہ کے سر پر ڈال کر اس مکان میں تھوکتان میں رونق افرا ہوا فیض قدم
 شاہانہ اور عاطفت خیمہ روانہ سے اسے سعادت دارین حاصل ہوئی امرائے نامدار سپہ سالار اپنے اپنے
 مرتبے کے موافق بادشاہ کے گروٹھے میں شریک راستہ ہوئی یوسف عادل خان کو اپنا ہم کاسکیا اور ساقیان سین ساقی عشرہ و
 کرشمہ میں طاق جام زرین صراحی بلورین در دست نشانہ حسن سے مست حاضر ہوئے دور ساغر شل جیغ ہنر
 چلنے لگا نشانہ اور سرور سے ہر ایک مجموعہ مجسم کر آنکھیں ملنے لگا علاوہ اسکے خواجہ نے اور بھی تنکافات
 رسمی میں کوشش کی یعنی تحفہ دہا یا ہفت اظہار کا اس قدر سلطان کے ملاحظہ میں در لایا کہ ناظرین دکن
 اسکے مشاہدے سے تیر ہوئے اور انجملہ پاس طبق ملائع سر پہ شہلے مرصع تھے اور ہر ایک طباق ایسا وسیع تھا
 کہ اس میں برہ گو سفید بریان بخوبی سماتا تھا اور سو غلام چرکس اور حبشی اور دکنی کہ ان میں اکثر خواندہ اور سازندہ
 اور صاحب حیثیت تھے اور ایک سو گھوڑے عراقی اور عربی اور ترکی مع ایک سو مہم اور کاسلہ ففوری
 جو بادشاہوں کی سرکار میں ہم نہیں پہنچتے تھے مع تفصیل نقد و جنس جو کچھ اسکی سرکار میں تھا بادشاہ کی
 نظر سے گذرانا پھر جمیع شاہزادوں اور امرا اور ارکان دولت کو بھی تحفہ ہلے لائق دے کر بادشاہ سے
 معروض کیا کہ یہ تمام دولت و شہت شاہ کی دولت سے ہم پہنچی ہو حضرت اسکے مالک و مختار ہیں جسے ارشاد
 اس کے سپرد کروں بادشاہ اسکے حسن اعتقاد اور اخلاص سے نہایت مظلوم ہوا اور فرمایا ہم نے سب کو قبول کیا
 اور پھر تحفے بخشنا پھر تو خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کا افتخار اسد ربہ اعلیٰ کو پہنچا کہ دونوں عسود
 اشال واقران ہوئے اور دکنی دیو صفت و دیو سیرت مثل ماروم بڑیدہ و سر کو فتنہ بر خون جمیدہ ہوئے اور چکا
 عناد کا کر پر باندھا اور شکستہ آٹھ سو تتر ہجری میں پر کتیدہ لے قلعہ تلکوان کا مالک اجی لے فرائدہ بیجا نگر کی
 تحریک سے عازم تفریز ہوئے کہ وہ ہوا اور سپہ سالار قلعہ شیکا پور بھی لے لے کے حکم سے لشکر مورخ سے زیادہ تر
 ہزارہ لیکر اس بندر کی طرف متوجہ ہو کر رنگ راہ ہوا اور داخل و خروج کا راستہ سد و دیکی سلطان محمد شاہ یہ خبر سن کر
 پریشان ہوا اور پیش میں آکر افسران سپاہ کے حضار کا حکم دیا بیت سران سپہ خواندہ زاطات دہر بڑا بہت لشکر
 بیان سپہ پھر سلطان خدا شناس مطلع اسلام صیدا گلخان اور شکار گان اسکی کو شمالی کو تلکوان کی طرف روانہ ہو
 پر کتیدہ لے جو مقابلہ اور مقابلہ کی طاقت نہ کہتا تھا بادشاہ کی خبر عزیمت لشکر قلعہ بند ہوا اور تلکوان مراحمہ کا
 بند کیا اور تلکوان ایک قلعہ نہایت ٹھیک ہے اور گچ و پتھر سے اس کے گرد اگر دھند قی پر آپ تھے اور دو دیوارین
 مقابل ایک دوسرے کے کیچکر رہیں ایسی حکم کی تعین کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا تھا انسان کا آسانی گذر حال تھا
 سلطان محمد شاہ وہاں پہنچا اور قلعہ کو محاصرہ کیا اور لے پر کتیدہ نے دور اندیشی اور مال بینی سے نصف جم نشان
 اور بھی مقربوں کے پاس اٹھی بیکر امان چاہی نظم باندیش تر سید زان و اور ہی پڑ بتد بہر حست از خرد یاوری پڑ
 شہانگہ نجاصان شاہ جهان پڑ تہنیس و ساخت اندر نہان پڑ کفتا کہ سن بند پڑ گناہ پڑ در آیم پڑ گاہ چون عذر خواہ
 خواجہ اور دوسرے مقربوں نے لے تلکوان کی عذر خواہی اور امان طلبی بادشاہ کے سمع مبارک میں
 پہنچائی اور سلطان محمد شاہ نے اس طرف کے راجاؤں پر اظہار قدرت اور عبرت کے واسطے یہ قول فرمایا

اور چاہا کہ اس قلعہ کو بجز و قہر سرگردن پھر آتش بازوں کو لینے رو برو طلب کر کے ان سے یہ فرمایا کہ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو تھیں لادم ہو کہ دو ہفتہ میں اس قلعہ کے بچ اور دیواروں کو مرنگ وغیرہ سے اڑا کر ہمارے دن کے جلنے کا راستہ پیدا کرو اور خواجہ کو یہ تاکید کی کہ خندق کو خاک ریز کر کے پائنا بجھے تعلق رکھتا ہو اور جس روز کہ اہل ہند یعنی گولہ انداز دیوار قلعہ کی توپ اور ضرب زن سے گراؤ میں چاہیے کہ خندق پٹ جاوے تو لشکر بغراغت تمام اس سے عبور کر کے رخنہ سے قلعہ میں در آؤں خواجہ ہر چند دن کو چوب دستگ و خاک خندق میں گراتا تھا مردم حصار ہی رات کو بر آوردہ کر کے خندق پر ستور اول صاف کرنے تھے اس واسطے خواجہ نے سد مثل اور غار کے واسطے ایک دیوار کھینچ کر اس میں عمارت تعمیر کر کے مورچے قسمت کیے اور مدد اور لقب کی تیاری کے واسطے کہ اس زمانہ تک دکن میں اس کا چرچا نہ تھا حکم کیا اور ہر مند اپنے کام میں مشغول ہوئے اور پر کتیہ خندق پر آب کے باعث ہو بچنا لقب کا برج اور قلعہ کے نیچے دشوار سمجھ کر بالینان تمام تعمیر تھا کہ ناگاہ لقب مذکور نے سر لقب کا خواجہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عادل الملک کے مورچے سے قلعہ کے نیچے ہو بچا کر باروت سے چڑھ گیا اور ایک بار کی آگ سے کرٹھے میں رخنہ ڈالے اور اسے پر کتیہ کی فوج رخنوں پر آن کر جنگ پر آمادہ ہوئی کچھ دیر تک وار و گیر کی صدا بلند رہی اور دو ہزار آدمی بچنا سلطان کی طرف کے ملے گئے اور قریب تھا کہ رخنوں کو جسے مردم قلعہ کا تصرف تھا تنگ و خوب سے سد و دکن ناگاہ سلطان محمد شاہ خود بنفس نفیس تیغ ہندی حامل کر کے سوار ہو کر تاخت لایا اور خندق سے کہ جسے خاک سے پائنا تھا عبور کر کے رخنوں کو مردم قلعہ کے تصرف سے بر آوردہ کیا اور قلعہ اول پر تصرف ہو کر حصار ثانی کے نیچے میں مشغول ہوا اور اسے پر کتیہ کے شاہ کی جرات دیکھ کر ہوش و حواس باختہ ہوئے بید کی طرح کلپنے لگا آخر کو ریلے مذکور نے یہ تدبیر کی کہ لباس بدل کر بعینہ نامہ بر کی صورت بنا کر قلعہ سے برآمد ہوا اور سلطان محمد شاہ کے مورچال میں جا کر یہ اظہار کیا کہ ریلے پر کتیہ نے سلطان کی خدمت میں بھیجا ہے اور پیغام زبانی میرے عرض کیا ہو مقربوں نے یہ خبر سماع مبارک میں ہو بچائی پر کتیہ نے حضار کی اجازت پائی اور دل زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیا پھر کڑی گردن میں ڈال کر دست بستہ عرض پر داند ہوا کہ ریلے پر کتیہ یہ خاکسار بوجہ نہادوں کو لیکر خاک بوسی کو حاضر ہوا ہو جرم بخشی اور گردن زدنی کا اختیار شاہ کو ہو سلطان محمد شاہ کو اسکی عاجزی اور فروتنی پر رحم آیا جان کی امان دی اور بعضی کتب میں مسطور ہو کہ ریلے پر کتیہ نے جب دیکھا کہ حصار اول مفتوح ہو گیا اور سلطان اعیان سلطنت کے ذریعہ سے میرا گناہ معین معاف کرنا چاہتے تھیں برج کی ایک لکڑی میں باندھ کر گریہ و زاری کرنے لگا اور جان کی امان چاہی شاہ نے اسکا حال پڑا خلل نظر ترحم مشاہدہ فرمایا جان کی امان دے کر سناک امر میں منظم کیا اور اس کی تعظیم و تکریم میں کوشش کرتا تھا اور اسی دن سلطان محمد شاہ سوار ہو کر قلعہ میں داخل ہوا اور لشکر آہی بجالایا اور اپنا لشکر لی لقب کیا اور قلعہ گلوان کو مع مضامات خواجہ کے شامل محال کر کے اپنی دار الخلافہ کی طرف مراجعت فرمائی اور اسی عرصہ میں اسکی والدہ مخدومہ جان کہ اس یورش میں ہمراہ تھی اور کار و بار شاہی اس سے رونق تمام رکھتا تھا فوت ہوئی اور سلطان نے اسکا جنازہ دار السلطنت احمد آباد میں بھیجا اور

جب لشکر ظفر بیک بجا پور میں پہنچا حسب التماس خواجہ کہ وہ شہر اسکی جاگیر میں تھا کلفت رفع ہونے کے واسطے وہاں مقام کر کے پیش و پشت میں مشغول ہوا اور خواجہ اقسام ضیافت و مہمانی کہ مراد شراب و کباب و قصص سرود اور تحفہ کھانے سے ہر سب سامان ہتیا کر کے شرط نہان وازی بجالایا اور سلطان کو بجا پور کی ہوا پسند آئی اکثر کالا پاٹ میں جو خواجہ کا بنایا ہوا تھا اوقات مہام بادشاہی کے سرا بنام میں صرف کرتا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ موسم پر سات وہاں بسر کر کے احمد آباد و بیدری کی طرف روانہ ہو کہ قضا را اس سال تمام دکن اور بجا پور میں اساک باریان ہوا اور تالاب اور کنوئین بجا پور کے خشاک ہوئے اس سبب سے سلطان نے لاعلاج ہو کر آپ کو دار الخلافہ احمد آباد و بیدری میں پہنچایا اور وہ قلعہ بجا پور مشہور ہوا منقول ہو کہ دوسرے سال بھی پانی نہ برسا اور قصبہ اور شہر اور موضع میں اثر آبادی کا نہ رہا اکثر آدمی مر گئے اور جو زندہ رہے ولایت مالوہ اور گجرات اور جاج نگر میں پناہ لے گئے اور تلنگ اور مالوہ اور مرہٹ بلکہ جمع قلعہ و بھینہ میں دو برس تک زمین بھری سی سے اُٹا دیا وہی اور تیسرے برس نسیم عنایت ایزدی چلی اور باران ہوا لیکن کوئی باقی تھا کہ کشت و کار میں مشغول ہو دے نظم ازان بس جہاں را اگر دید حال کج کہ قطعاً بناوید باران دو سال پڑا آدھیکے ہلے دھوکے زد ہر پڑا مردم تہی ماند بازار و شہر و اور میں تاسمین مسطور ہے کہ جب آدمی قلعہ سے پھوٹے اور اثر آبادی کا دکن میں ظاہر ہوا غبر بونی کہ اہل قلعہ کدنیوں نے اپنے حاکم کو کہ ظالم اور فاسق تھا اور آدمیوں کے مال اور آبرو و یریزی کا ازادہ رہتا تھا قتل کر کے نشان مخالفت بلند کیا جو اور قلعہ ہمبر اور یاکے تصرف میں جو سلطان کا دست گرفتہ ہو چھوڑا اور ہمبر اور یاکے آدمی معتبر ہے اوڈیسے کے پاس بھجوا دیا گیا کہ جو تم ہمیشہ ملک تلنگ کے بہتر آدمی کی فکر میں رہتے ہو اور چاہتے ہو کہ ملک سور و فی و ارثان کے تصرف میں آدھے اب فرصت اور موقع ہو بندہ نوادی اور حق ہمسائی اور اگر کے اس طرف نفعت فرمائیے گواہی دے کہ دکن میں دوسرے کے قلعہ کے سبب لشکر باقی نہیں رہا مملکت تلنگ کو بہترین و چوکیدار اس غلص کے سپرد کیجیے اور حق السعی میں قلعہ کنڈیر اور دیگر مضائقہ پر اُسکے متصرف ہو چکے اوڈیسے نے فریب کھا کر پاؤں اپنی حد سے لگے بڑھایا دس ہزار سوار اور سات آٹھ ہزار پیادہ جمع کیے اور جاج نگر کے را جاؤں کو بھی بطور کمک ہمراہ لیکر مملکت تلنگ میں در آیا اور نظام الملک بھری حاکم راجہ بندری اس جماعت کے مقابلہ کی تاب نہ لایا قلعہ بند ہوا اور عرضداشت شکریہ اور چوکوئی حالات در گاہ میں ارسال کی اور سلطان محمد شاہ نے خواجہ کی تجویز اور ہدایت کے باء شاہی ذات سے اس سفر کا مقصد یہی اور حازم و جازم ہو کر خزانہ کا دروازہ کھولا اور تختہ ایک سال کی خیل و شتر کو دیکر بہر سبیل استقبال اس طرف نصرت فرمائی مہمت تھکن بشور ویدوان آگئی و بھٹانہ دیہم شاہ شیشی پڑا ورج پٹیا جہنم بونی کے اطراف میں پہنچا غافلون نے آپس میں مشورہ کیا جنگ میں صلاح نہ کیجیے ہمبر اور یاکے قلعہ کنڈیر میں داخل ہو کر مصاری ہوا اور رے اوڈیسے آپ را جہ بندری سے عبور کر کے دریائے اس پار اپنی ولایت میں آگیا اور دریائے کنارسر میں فوجی استقامت کی سلطان محمد شاہ راجہ بندری میں پہنچا اور نظام الملک بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور جو کہ کشتی اور پٹیلی رے اوڈیسے کے تصرف میں تھی اور ان وقتوں میں دیالیشیا فی پرتما سلطان

محمد شاہ نے پانی کے کنارے نیچے اور خرگاہ پر پائے اور پورے جلدی عبور کر سکا اس کے بعد عبور کے
 سامان میں ہو کر چاہتا تھا کہ کشتی اور سہارے عبور کرے رے اوڈیسہ کو چ کر کے اپنی دارالملک میں چلا
 اور سلطان محمد شاہ جو اسکے اوضاع اور اطوار سے نہایت آرزوہ تھا شاہزادہ محمود خان کو مع خواجہ رہبندی
 میں چھوڑ کر خود بیس ہزار سوار جو نامدار اور خیر گذار تھے اس کافر اکثر کی تادیب اور گوشمالی کے واسطے آٹھ
 آٹھ سو بیاسی بھری میں آب سے عبور کر کے دارالملک اوڈیسہ میں گیا اور کھانے کے قتل و غارت اور خرابی
 ملک میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور جو کہ رے اوڈیسہ اپنی ولایت خالی کر کے ولایت دودراہ میں
 بھاگ گیا تھا سلطان محمد شاہ نے باطمینان تمام اس ملک میں چھ مہینے قریب کیا اور رہا یا وغیرہ سے
 بقدر امکان باہتالت و حقارت و خیر تحصیل کیا اور سلطان چاہتا تھا کہ شاہزادہ اور خواجہ کو طلب کر کے
 وہ حدود و گنگے سپر و کرے رے اوڈیسہ لے یہ خبر سن کر اعلیٰ متواتر باحت و ہر یا اور فیل بسیار شاہ کی
 خدمت میں بھیج کر دروازے معذرت کے مفتوح کر کے یہ پیغام دیا کہ میں عہد اور شرط کرتا ہوں کہ دوبارہ
 زمینداران ملک کی امداد اور ملک نکر وں گا اور سلطان کے جاوہ موافقت اور متابعت سے کبھی
 انحراف نہ کرے ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہوں گا سلطان نے فرمایا کہ رے اوڈیسہ ان باتیں کے علاوہ
 ہمیں ہاتھی اور اپنے باپ کے قتل غارت خاص سے اگر بھیجے تو اتنا اس میں کی قبول فرماؤں اور رے
 اگر چہ ان فیلوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا لیکن عبور اور ناچار ہو کر انہیں بھی باجھول اٹلس و
 غل و زربفت و سقرات اور مع زخمیر ہائے طلا و نقرہ ارسال کیے اور سلطان محمد شاہ نے عازم رحمت
 ہو کر کوچ کیا اور اٹلے راہ میں شکار میں مشغول ہوا اور اس اطراف میں ایک قلعہ کوہ پر لے لنگر پڑا
 اور ایک جماعت بہادران اپنے ہمراہ لے کر اس قلعہ کی سیر کو تشریف لے گیا اور اس جماعت سے
 جو وہاں مقیم تھی پوچھا کہ یہ قلعہ عبور یا سے تعلق رکھتا ہو یا نہیں مردم اوڈیسہ نے جواب دیا کہ یہ قلعہ رے
 اوڈیسہ کا ہوا اور کسی کو یا راہ نہیں کہ بنظر تصرف اس پر گاہ کرے سلطان محمد شاہ طیش میں آیا اور اس پہلے
 داسن میں نزل فرمایا دوسرے دن جب عور شید عالم فروز تابان ہو کر سرد در پچہ زمری سے بر لایا جنگ پر
 آمادہ ہو کر اس حصار کی طرف متوجہ ہوا نظم چ گویم کہ آن قلعہ در برتری ڈکند با فلک دعوے ہمیری ڈ
 زمودنی قدو بالائے اوڈو دے تیر صد بوسہ بر پائے اوڈو اور ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہو کر
 منافقت کے واسطے آگے بڑھی اور اکثر ائمین کے غایبان اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اور نقد حیات
 گرہ سے کھو بیٹھے راجہ اوڈیسہ نے اس حال سے مطلع ہو کر اعلیٰ سلطان کی خدمت میں بھیجے اور یہ
 گزارش کی کہ یہ جماعت صحرائی ہوائی بے ادبی اس دوخواہ کے سبب معاف فرما دیں اور یہ تصور فرمائیں
 کہ یہ قلعہ مفتوح کر کے اپنے ایک سپاہی کے سپرد کیا سلطان کو اس کا حسن پیام پسند آیا پھر ڈیرہ مہینے کے بعد
 وہاں سے کوچ کیا اور کند بڑ کی طرف عنان عزیمت منعطف کر کے اسے محاصرہ کیا ہمبر اور یا جو باقی فساد تھا
 پانچ مہینے میں عاجز ہوا اور حالت اضطراب میں ایک جماعت کو درمیان ڈال کر بمشقت تمام امان پائی اور
 شہر ملازان درگاہ کے سپرد کیا اور سلطان نے سوار ہو کر تمام شہر اور قلعہ کی سیر کی وہاں ایک بڑا تختہ تھا

اُسے مسارا اور غراب کے چند نفر براہمہ اور خادمان بجانہ کی بہت جہاد و قصد ثواب گردن ماری اور یہ حکم دیا کہ اس مقام میں مسجد تعمیر کریں اور مہارون نے اُسی دن مینا و مسجد ڈال کر عمارت بنانی شروع کی اور سلطان محمد شاہ نے ایک منبر چوبی تیار کر کے اُس پر جا کر بانگ اذان محمدی کی اور دو رکعت نماز پڑھ کر شکر بجالایا اور زر کثیر مستحقین کو دے کر خطیب کو اشارہ کیا کہ خطبہ میرے نام پڑھے خواجہ نے اُس وقت یہ عرض کی کہ بادشاہ نے جو بقصد غراتنے برہمن کو مقتول کیا ہو مناسب یہ ہو کہ آنحضرت کو اسکے بعد غازی کہیں سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خطیب نے لفظ غازی اس کے القاب میں اضافہ کی القصد محمد شاہ پہلا وہ شخص شاہان بہمنیہ سے ہو کہ جنہ اپنے ہاتھ سے برہمن قتل کیے گئے واسطے کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے اس مت میں برہمن کے قتل کا حکم بہت کم کیا ہو چہ جائیکہ انکی اپنے ہاتھ سے گردن ماریں اور برہمنوں کا عقیدہ فاسد یہ ہو کہ برہمن کشی اُن کو مبارک منوئی نکل انکی ملکیت میں ظاہر ہوا اسکے بعد سلطان محمد شاہ نے خواجہ کے اہلس کے موافق تین برس راہمندی اور اُس حدود میں استقامت کر کے سرحدوں کو مضبوط کیا اور بہت زمینداروں کو زیر کر کے تنگ کا بخوبی تمام انتظام کیا پھر ولایت زنگہ کے تغیر کی فکر میں پڑا اور خواجہ سے استفسار کیا کہ ایسا شخص جو راہمنی اور تمام بلاد اور اس ملک کے سب قلعو محکمات و بست بخوبی کر سکے کون ہو خواجہ نے جواب دیا کہ ملک حسن نظام الملک بھری کے سوا کوئی اس کام کے سزاوار نہیں ہو یہ امر سلطان کی رائے کے موافق ہوا اس واسطے بدستور سابق فرمان طرف راہمندی اور کندیز اور بہت مالک کا اسکے نام لکھا اور حکومت و رنجل اور باقی ممالک تنگ اعظم خان بن سکندر خان بن جلال خان کے تفویض فرمائی اور حدود ولایت زنگہ کی عزیمت کر کے سوار ہوا اور ملک حسن نظام الملک بھری اعظم خان کے ولایت تنگ میں شریک ہونے سے آرزوہ خاطر ہوا اور سلطان سے عرض کیا کہ میں انتظام اس حدود کا اپنے ایک فرزند سے جو ع کرتا ہوں اور جو کہ مہدی سے اس عہد تک حضرت کی خدمت میں حاضر رہا ہوں رکاب ظفر انتساب سے دوری گوارا نہیں ہو سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد اس حدود کے ضبط سے ہو جس طرح تیرے ہوتے ہیں کہ خواجہ چونکہ نظام الملک بھری کو صاحب داعیہ سمجھتا تھا اور اسکے بیٹے ملک احمد کو جسے ایک حرم سرا کی عورت سے ملج کیا تھا اور باپ سے بہشید تر اور شجاع تر تھا نہیں چاہتا تھا کہ دونوں ایک طرف کے جاگیر دار ہو ورنہ اس واسطے کہ سنوات سابق میں جو وقت کہ ملک حسن نظام الملک بھری کو راہمندی کی سپہ سالاری پر مقرر کرتے تھے ملک احمد کو سلطان سے کسر خداوند خان جشی کی توابع کے منصب سے حدی سے کراگیر اُس کی ماہور میں مقرر کی تھی اور ملک نظام الملک بھری اس امر سے بھی آرزوہ خاطر ہوتا تھا اہلس کی کہ ملک احمد کو اپنے توابع میں مسلک کر کے جاگیر اسکو تنگ میں عنایت فرما دین سلطان نے اُسکی عرض پذیر کی اور خواجہ کو پیر دانگی دی اور خواجہ جولا علاج تھا فرمان طلب اسکے نام صادر فرمایا اور ملک احمد نے بہ سرعت تمام راہمندی کی چار منزل سے آرد و ستہ شاہی میں پہونچ کر منصب ہزاری پایا اور باپ کی طرف سے راہمندی کی حکومت پر دانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ زنگہ کی تسخیر میں سامی ہو کر اس طرف متوجہ ہوا اور یہ زنگہ ایک راہمندی ہو گیا اور

عظیم الجثہ تھا اور کثرت مال اور وفور افریح میں موصوف اور ولایت کرنا تک اور تلنگ کے درمیان
مقام رکھتا تھا اور موصل سمندر کے پھلی میں تک کے تحت حکومت تھے اور اس عرصہ میں قابو باکر بہت ملک
سے بجا کر کے بڑے شمشیر اپنے ملک میں شامل کیے تھے اور بہت قلعے بنائے اور مستحکم بنم پہونچا کر اکثر اوقات
زمیندار و ملک و جنگ پر متعد اور آمادہ کر کے اور خود انکا مددگار ہو کر شاہان ہند کی سرحد میں شور و غوغا برپا کرتا تھا
اور اعلیٰ سرحد جو اسکا مقابلہ کر سکتے تھے ہمیشہ اسکی شکایت درگاہ میں تحریر کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ نے
اشکے طے مسافت میں ایک قلعہ بالہ کے کوہ اجاڑا اور خراب دیکھا جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بادشاہان
عربی کے آثار سے تھا کہ اُس حدود کے نظام کے واسطے تیار کیا تھا سلطان نے وہاں مقام کر کے فرمایا کہ مہار
جلد اسکی تعمیر میں مشغول ہوں اور اہتمام اسکا خواجہ سے رجوع ہوا اُسے سی بیخ کر کے وہ کام کہ دو برس کے
عرصہ میں انجام ہوتا چہ نہیں میں تمام کیا اور غلہ اور آذوقہ اور توپ اور ضرب زن اور جمیع آلات قلعہ داری
تہیا کر کے مردم متبرک کے سپرد کیا اور سلطان کو اس قلعہ میں بجا کر تمام چیزیں اور سامان جو موجود کیا تھا ملاحظہ
کر دیا سلطان نے تعین و آفرین فرما کر ارشاد کیا حق سبحانہ تعالیٰ کا ہمپر بڑا فضل و کرم ہوا ایک شاہی اور
ریاست خلق اور دوسرے ملازم بھسا خواجہ اور یہ کہکر پوشاک خاص جو زیب بدن تھی اُنمار کر خواجہ کو پہنائی
اور جو لباس کھواجہ پہنے تھا وہ برادرہ کر کے آپ پہنا اور آجک کسی کتاب میں نظر نہیں آیا کہ کسی بادشاہ نے
کر کے ایسا سلوک کیا ہو لیکن جو مرتبہ خواجہ کا کمال کو پہونچ چکا تھا اور کمال علامت ذوال ہوا اسکا جیسا کہ
تذکرہ ہو گا اُنھیں وقوں میں نہور پرا کر دوسروں کی عبرت کا سبب ہوا انقرض سلطان محمد شاہ نے بعد تیاری قلعہ
دو تین ہزار سوار ایک آدمی مستبر کی سرداری میں محافظت کے واسطے وہاں چھوڑے اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا
اور جس مقام میں پہونچتا تھا لادہم قتل و غارت بجا لا کر ہلکی اس طرف کے باشندوں سے پر لاتا تھا اور
چپ کو نہ پور میں پہونچا ایک جماعت وہاں کے موطن نے معروض کیا کہ میان سے دس منزل پر ایک تہا جو
کہ کچھ نام رکھتا ہوا اور درو دیارا اور سقت اسکی زیور و جواہر سے آراستہ اور لالی و گوہر نفیسہ سے پیراستہ
اور کچھ تک کسی شاہان اسلام نے اُس کو نہیں دیکھا بلکہ نام بھی اُس کا نہیں سنا سلطان محمد شاہ چھ ہزار سوار
میں گزدار لشکر سے جدا کر کے بطور یلغار اس طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ محمود خان اور خواجہ کو حکم کیا کہ کو نہ پور
پلی میں رہیں اور مورخین کا اتفاق ہے کہ سلطان محمد شاہ نے ایسا گھوڑا سریش دوڑایا کہ چالیس سوار سے زیادہ
اسکی ہرا ہی نہ کر سکے اور یوسف عادل خان اور ملک حسن نظام الملک بھری اور قمرستان ترک اڑا بھڑکتے
اور جب حوالی بٹخانہ میں پہونچا چند ہنود و عفریت منتظر برآمد ہوئے اس درمیان سے ایک ہندو سیاح و سیاح
ویہ تڑا و ایک گھوڑے قوی و بیکل پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار ہندی ہاتھ میں لے کر ایک لفظ میل نہیں ایستادہ ہو کر
نگاہ تیز سے دیکھا کہ محمد شاہ کے مانند دوسرا سوار میدان میں نہیں ہے اسکی طرف متوجہ ہو کر گھوڑے کو جولاں کیا
اور سر پر سپر کھینچ کر تلوار کا ایک وار سلطان پر کیا محمد شاہ غازی نے اوہم بادپا کو چپکے چپتی اور چالاک سے
اُس کے وار کو برد کر کے اپنا سپر وار کیا مگر اوچھا بڑا ہندو پھر سلطان کے مقابل آیا اور زحش کو بٹھرا کر چلا کر
دوست ہر دو کرے محمد شاہ نے تلوار ہرق کی طرح چپکے ایسی ضرب اس خود سے فرق پر لگائی کہ اُس سے

خیار کی طرح دو نیم کس کے خاندان پر آئی بیت دو نیمہ بگوش بیک زخم تیز دیر آور داد مندوان رشتہ
اس درمیان میں ایک اور ہندو کالابھجنگا تیب تر مقابل آیا اور چونکہ ساتھی چالیس سوار کفار کی جنگ میں
مشغول تھے کوئی اسکو دفع نہ کر سکتا تھا سلطان بہ نفس نفیس اس کے دفع میں مشغول ہوا اور شیر گز نہ کی طرح
حملہ کر کے نعرہ مارا کہ اسی بڑے دل منہیل جانیہ کہ شمشیر خارشنگا ف برق کی طرح چمکا کے مثل اجل اس کے سر پر آیا
اور بے سرعت تمام تر اسے بھی آن واحد میں تہ تیغ کر کے دار البوار پر پہونچایا پھر تو اس شہسوار جہان پناہ بیٹے
سلطان محمد شاہ کی ضرب سے باقی ہندوؤں پر ایسا خوف چھایا کہ کوئی مقابلہ نہ کیا بے لڑے لڑے میدان
خالی ہو گیا بھاگ کر تھانہ میں در آئے اس عرصہ میں فرج باز ماندہ آپہونچی اور سلطان محمد شاہ بجز و تہ
تمام تھانہ میں داخل ہوا اور لڑتے اور قتل کرتے اور باندھنے میں مشغول ہوا نظم ہمہ خاندان کو ہر گز پر ڈ
زریرین بتان ہم آموہ ڈر پڑ بہر یک صمغ خاندانہ دلینہ سر پڑ نہ چندان گہر کا یذا اندر ضمیر باطنہم خاندانہ جملہ گشتہ خراب
غیبت چنان کس ندیدہ تجواب پناہ جزو یورو گوہر و گنج زر پناہی برد کس پہنچ چیزے و گرا پڑ اور سلطان محمد شاہ
تاراج کر کے شہر کچھ میں داخل ہوا اور ایک ہفتہ استراحت اور آرام فرما کے علم مرحبت بلن کیا اور ملک
حسن نظام الملک بھری اور یوسف عادل خان اور غفر الملک کے بہ مشورہ بہت اہم لے غریب کو مع لشکر
دولت آباد و ہنہ کہ قریب پندرہ ہزار سوار کے تھے نہایت سامان اور شوکت وصولت سے ترنگہ کی تادیب کو
مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال مع افواج نظرا موالج محلی ٹپن کی طرف کہ وہ بھی مالک ترنگہ سے تھے
جا کر اس حدود کو بھی مسخر اور مفتوح کیا پھر مظفر و منصور گند پور پٹی کی طرف عنان شد بزر عزیمت منتقل فرما
اور حریفان کہیں نشین ملک حسن نظام الملک اور ظریف الملک وغیرہ نے بعضے غلامان حضور کو جو نہایت
توقیر رکھتے تھے روکش کر کے تحریک اور ترغیب کرتے تھے کہ وقت بوقت باتیں وحشت انگیز خواجہ کی نسبت
مجلس سلطان میں نہ کر کرتے رہیں اور جماعت نا عاقبت اندیش اس بزرگوار کی غیبت اور نہایت میں عنان بیان
مضطوب رکھ کر اسکی خیانت و بدگوئی میں تقصیر نہ کرتی تھی یہاں تک کہ کند پور پٹی میں اس جناب کو بہ ہتان عظیم
گرفتار کر کے بیحد و قصور قتل کر دیا تفصیل اس احوال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ بھٹی کے عہد میں
دائرہ مملکت بھٹنہ وسیع تر ہوا اسے صاحب خواجہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ سلطان علاء الدین کا لکوی بھٹی کے
خواجہ بلطین کچھ تصرف کرے پھر سلطان محمد شاہ سے عرض کر کے معقول دلائل سے اسے ذہن نشین اور غلام کو
کسب اور عمل میں لایا اور انجملہ ایک یہ ہو کہ مملکت کے پہلے چار حصہ تھے پھر آٹھ حصہ کیے اور آٹھ سر لشکر
اعلیٰ اصلاح میں طرفدار رکھتے ہیں ہم ہو چائے اس طریق سے کہ مملکت برابر کی دولت کر کے کا دل فتح ہند
علاء الملک کو دیا اور ماہور خداوند خان جشی کے سپرد کیا دولت آباد یوسف خان کو دیا اور ہنیر من دیگر مہسال
انند پور و ماہین دمان و بس و جندر کو وہ و تلکوان کے غفر الملک کو کہ خواجہ جہان ترک کے عزیز و ن سے تھا
رجوع کیا اور بیجا پور اور بہت مالک اس کے آب ہو رہا اور راجپور اور کل تک آصف جہاں خاں جہاں
کاوان کو رزانی رکھا اور حسن آباد گلبرگہ اور ساغر و تل درک اور شولا پور تک دستور دینا کہ جو خواجہ سر آشی تھا
حوالہ کیا اور مملکت تلنگ تمام جو ملک حسن نظام الملک بھری کے ضبط میں تھی اسے بھی دو قسمت کی راجہ ہند

اور تلنگ نہ اور پھلی بن اور اور یا اور بھی مواضع کثیر نظام الملک کو دیگر حکومت و نکل کی اعظم خان کو سکند خان
 بن جلال کے نام مقرر کی اور ہر اطراف شانہ سے بہت نصبات اور پرگنات کو خاصہ کر کے خزانہ بادشاہی کے
 تحت و تصرف میں قرار دیئے اور دوسرے یہ کہ سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے عہد میں یہ دستور تھا
 کہ جو شخص ملک کا حاکم اور سردار ہوتا تھا وہی اس اطراف کے تمام قلعہ اپنے تصرف میں رکھتا تھا اور وہ
 جس شخص کے واسطے مناسب دیکھتا تھا حوالہ کرتا تھا اسی وجہ سے بعض طرفدار مثل گوہر دیو اور بہرام خان اور
 سکندر خان قلعہ ستین اور سنگین کے سبب کبھی کبھی داعیہ سرکشی کرتے تھے اس واسطے آصف جہاں نے اپنے یہاں
 احتیاط سے امید جان کر مقرر کیا کہ ایک قلعہ ہر لشکر کے قبضہ میں چھوڑ کر باقی اس طرف کے امور اور منصب ران
 معتبر کو بادشاہ کی جانب سے حوالہ کریں چنانچہ قلعہ دولت آباد و چیر اور بجا پور اور حسن آباد گلبرگہ اور ماہورا اور
 کاویل اور درنگل اور زاجمندی طرفداروں کے سپرد ہوئے اور باقی قلعہ حضور سے مردم معتبر کے تفویض ہوئے
 اور تیسرے تصرفات خواجہ سے خواجہ سلطان علاء الدین شاہ بہمنی میں یہ ہو کہ ایام سابق میں جب
 ملک تلنگ شاہان بہمنیہ کے حوزہ تصرف میں نہ آئی تھی یوں مقرر کیا تھا کہ پانصدی کو ایک لاکھ ہون
 اور ہزاری کو دو لاکھ ہون نقد خزانہ عامہ یا جاگیر سے وصول ہوا کریں اور بعد تیسرے خانی ملک تلنگ
 نظر عسوفت حال سپاہ پر مبذول فرما کر یہ مقرر کیا کہ امرے پانصدی کو ایک لاکھ اور پچیس ہزار ہون اور ہزاری کو
 دو لاکھ اور پچاس ہزار ہون پہونچا کریں اور جاگیر اس صورت سے تھے کہ اگر پانصدی کی جاگیر کا ایک لاکھ
 ہون سے کتر حاصل ہونا باقی غلامان خزانہ شاہی سے وصول کیا کریں اور اسی طور سے اگر کتر آمد و مقرر ہی سے
 ایک سپاہی کم ملازم نہ رکھتے تھے ابالی دفتر اسکی باز یافت اور پرسش کرتے تھے چنانچہ ان کاموں کے سبب
 ضابطہ لشکر و ولایت اور رفتار بہت خلل جیسا کہ چاہیے ظہور میں پہونچی اور رونق عظیم امور سلطنت میں ظاہر ہوئی
 لیکن یہ امر ایک جماعت صاحبہ داعیہ کے موافق مزاج نہ آیا خواجہ کی نسبت چکا عداوت کا کر جان پر ہانڈھا
 اور خواجہ بھی اسے سمجھا لیکن چونکہ تمام مہمت اسکی اپنے مالک کی دو تخواہی میں مصروف تھی اس لیے کچھ پروا نہ کرتا تھا
 اور جو زمینان خواجہ اور یوسف عادل خان کے نسبت پیری اور فرزند کی تھی آپس میں نہایت اخلاص رکھتے تھے
 ہر ایک مقدمہ میں دونوں ہوتیار رہتے تھے اور اس مدت دراز میں کسی طرح کا صدمہ اور گزند اس مہرگ صوری
 اور مغوی کے وجود باوجود نہ پہونچا سکے اب اس عرصہ میں جب یوسف عادل خان درنگہ کی سرحد پر
 متعین تھا ایک جماعت دکنی اور حبشی نے جو خواجہ کی دستگیری اور میانہ التفات کے باعث مرتب اہلی کو
 پہونچ کر مشاہیر درگاہ سے ہوئی تھی ماننے ظریف الملک دکنی اور متلاح حبشی کے کہ ملک حسن نظام الملک بھری کیساتھ
 اتفاق کیا تھا کہ گئے کہ اسوقت یوسف عادل خان حاضر نہیں ہو فرصت غنیمت ہو خواجہ کے دفع میں کوشش
 کرنی چاہیے پھر ظریف الملک اور متلاح حبشی اور غلامان ہندی مقرب نے خواجہ کے ایک غلام حبشی سے جو اسکا
 مہر دار تھا دوستی اور خصوصیت پیدا کر کے بدل نقود اور جواہر اور امتیہ نفیسہ اور اقسام اسپان تازی وغیرہ سے
 اسے شرمندہ بلکہ بندہ اپنے احسان کا کیا ایک روز مجلس شراب میں کہ وہ بدست تھا ظریف الملک اور متلاح حبشی
 ایک کاغذ سفید پیچیدہ اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگے کہ یہ کاغذ قلعہ ہمارے غلام اسکا کاہی اور اسپر مہر اکثر اہل فرکی

ہو چکی ہو اگر حم ازراہ مراحم طہی اور اتحاد و فی کے اُسیر مہر خواجہ کی ثبت کر کے ہمیں اپنا رہن منت کر دینگے
 بعید نہو گا غلام نے بیعتی سے اُنکے کلام کو یقین کر کے جس مقام میں انھوں نے کاغذ کھول کر دکھایا انھیں
 دیکھے بجائے خواجہ کی مہر چھاپ دی ظریف الملک اور مفضل حبشی تدبیر کو موافق دیکھ کر رات کے وقت ملک حسن
 نظام الملک بحری کے مکان پر گئے اور حقیقت حال معروض رکھی اور سب نے متفق ہو کر خواجہ کی رہائی پر لپے
 اوڈیسیہ کو اس کا خدین لکھا کہ ہم سلطان محمد شاہ کی محی قوشی اور اُسکے ظلم سے متنفر ہوئے ہیں اور انی توجہ سے
 وکن مسخر ہو گا اسلئے کہ راجہ ہندوی اور اُس سرحد میں کوئی سردار سلیقہ شارا اور جہاز نہیں ہو تم اپنا لشکر ہمراہ لیکر
 بلا توقف ولایت وکن میں چلے آؤ جو اکثر امیرے گنہ سے باہر نہیں ہیں میں ہر ایک طرف سے نشان دشمنی کا
 بلند کرو لگا اور شاہ کے وفد کے بعد ملک وکن علی البویہ تقسیم کر لینگے اور ظریف الملک اور مفضل حبشی اس وقت کہ
 ملک حسن نظام الملک بحری حاضر تھا کتابت مزدور یعنی جہلی کا خد کو سلطان محمد شاہ کے ملاحظہ میں در لائے اور
 سلطان جو کہ مہر خواجہ پہنچاتا تھا مضطرب اور سر اسیمہ ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری نے فرصت پا کر
 کلام وحشت انگیز سے اُسکی آتش قہر کو اس طرح افر وختہ کیا کہ عنان اختیار اُسکے دست اقتدار سے چھوٹ گئی
 اور بدون استفسار اور دریافت حقیقت حال کے آدمی خواجہ کی طلب کو بھیجا اور خواجہ کے متوسلین نے
 طلب کے سبب پر مطلع ہو کر خواجہ کو آگاہ کیا اور عرض کی کہ اگر آپ آج بہانہ سے دربار کا جانا ملتوی رکھیں
 مہتر ہو گا خواجہ نے یہ بیت کہ اندرون اکثر اُسکے درونہ بان رہتی تھی پڑھی بیت چون شہید عشق در دنیا
 عقبی سرخروست پو خوش دمی باشد کہ بارگشتہ دین میدان بر ندو اور فرمایا کہ یہ محاسن جو ہایون شاہ
 کیندرت میں سفید ہوئی اگر اُسکے فرزند کی بدولت خون سے محضب اور رنگین ہوئے سرخرو دی کا سبب ہے
 آئندہ خوف خدا بشر کو ضرور ہو رہی گشتی قسمت سے انسان مجبور ہو سر نوشت سے احتراز نہیں کر سکتا فضل سے
 سر نہیں پھیر سکتا جیسا کہ کسی شاعر نے اس بارہ میں خوب کہا ہو بیت زندہ کنی عطیے تو در کشتی فدیے تو
 دل شدہ بتلاے تو ہر چہ کنی رضائے تو اس در میان میں چند شخص اُمراء کے بارے کہ اُسکے تابعوں سے تھے
 آدمی معتد خواجہ کے پاس بھیجا پیغام کیا کہ ہم دربار میں باتیں متوحش اور جانکاہ سنئے ہیں ہزار سوار جرات پیکر پس
 حاضر ہیں آپ انھیں ہمراہ لیکر گجرات کی طرف تشریف بجا لیں ہم بھی جلو میں فدویسکے مانند ہمراہ رکھیں
 قدم با قدم چلیں گے خواجہ نے جواب دیا کہ میں ساہما سے دراز سے اس خاندان عالی شان کا کھوار ہوں اور کسی طرح کی
 تقصیر مجھے وقوع میں نہ آئی اور شاہ بھی دھند دشمنوں کی تہمت سے بلا تحقیقات مجھے ساتھ ہو فانی کے مقبوضہ فرمایا
 اور اگر سیاست بھی کر چکا بہتر ملک حرامی سے ہو پھر اُسی وقت شاہ کے دربار میں گیا سلطان محمد شاہ نے پوچھا
 کہ اگر کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے بوجہ حرام خوردی کرے اور اُسکا یقین ہو جائے اُسکی سزا کیا ہو خواجہ نے کہا
 اُس پر نیت کے واسطے جو اپنے مالک کے ساتھ دسپے قدر ہوئے اور غداری اُسکی پایہ اثبات کہ ہوئے
 اُسکی سزا تیغ آبرار کے سوا دوسری نہیں ہو یہ سن کر سلطان نے وہ مکتوب خواجہ کو دکھایا خواجہ نے آئہ بجا ناک نہ
 بہتان عظیم پڑھ کر دبا کہ مہر کترین کی جو لیکن میرا خط نہیں اور میں اس امر سے مطلق آگاہی نہیں رکھتا اور
 قسم کھا کر مضمون اس مقال کا گزارش کیا قطعہ بخند لے کہ جو ہر امرش پڑا اہل معنی بخون دل سفندہ ہا کہ چہستان

یوسف و گرگ است ڈا اچھا از بند دشمنان گفتند ہر چند خواجہ نے اسطور کی باتیں عرض کیں سلطان جو شہزادہ
 بیخود اور قہر و غضب کی شدت سے مہوت ہو گیا تھا دوسرے یہ کہ زوال اس خاندان کا بھی نزدیک پہنچا تھا
 مقام تجس اور نقص بین ہو کر دربار سے اٹھا اور جو ہر نام بخشی کو اسکے قتل کا حکم دیا خواجہ نے جو ابد یا
 کہ اس پرانہ سالی میں میرا قتل نہایت سہل اور آسان ہو لیکن تیرے ملک کی خرابی اور بدنامی کا باعث ہو گا
 سلطان نے کوتاہ اندیشی سے اسکی بات گوش ارادت سے نہ سنی اور غلہ کی طرف متوجہ ہوا اور جو ہر حبشی
 شمشیر میا نے کھینچ کر اسکے قتل پر آمادہ ہوا اور خواجہ نے دوزخ قبلہ رو بٹھکر کلہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
 پڑھا اور جب ضرب تلوار اسکی گردن پر لگی الحمد للہ علی نعمۃ الشہادہ لکھ کر جان بحق تسلیم کی اور اس درمیان میں
 سعید خان گیلانی کہ اسکا ہم قوم تھا اور اعراسے کبار کی سلک میں انتظام رکھتا تھا بحسب اتفاق دیوانخانہ میں
 آیا اور جو غلام گرم سیاست تھے نے حکم اسے بھی تہ تیغ کیا اور خواجہ کی عمر مختصر برس کی تھی اور شہادت سے
 چند روز پیشتر ایک قصیدہ سلطان محمد شاہ بہمنی کی صحن میں موزون کیا تھا اسین سے دو بیت یہ ہیں ابیات
 شہنشاہ ضرب تیغ بردوش جان حائل ڈا ہیکل در حرسیفی وانگہ حراس ایو دل ڈا تیغ تو آب جوان مردم
 ز حسرت آن ڈا آری مہد میں شد آب حیات قاتل ڈا اور یہ واقعہ بالکلہ اور سانحہ جانکادہ ماہ صفر کی پانچویں تاریخ
 ۱۰۰۰ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری میں واقع ہوا تھا ملا عبد الرحیم بہرانی صاحب تاریخ محمد شاہی جو تلامذہ بلکہ خواجہ کے
 مرید و نئے تھے اسے یہ قطع اسکی شہادت کا کہنا قطعہ شہید بیگنہ قدوم مطلق ڈا کہ عالم راز جو دش بود و دل
 و گر خواہی تو تاریخ و فاش ڈا فروخان قصہ قتل بنا حق ڈا اور دوسری تاریخ یہ کہی بیست سال فرخش گری
 پسد بگوسے ڈا بیگنہ عمود کاوان شد شہید ڈا ملا سامی کہ مدح اور ذکر اور ندیم اسکا تھا یہ قطعہ تاریخ اس کا
 مفرد ہو قطعہ چون خواجہ بہان را ہرگز حرام خوارسی ڈا و دل نبود و میکرو سپو ستہ جان سپاری ڈا گشت و شہید
 مغفور سامی یہ تحقیق ڈا تاریخ کشتن او جواز طلال خوارسی ڈا آثار جمیلہ اس خواجہ آصف شہادہ کے زمین فتن
 و کن میں بہت ہیں خصوصاً وہ مدرسہ کہ سمار بہت اسکی نے شہادت سے دو برس پیشتر شہر خراسان احمد آباد
 بیدر میں اتمام کو پہنچایا تھا اور حسن قبول سے رہتا لقبل مٹا اسکی تاریخ ہوئی جیسا کہ سامی نے قطعہ تاریخ
 کہا جو گویش ارادت سے سنو قطعہ این مدرسہ رفیع محمود بنا ڈا چون کہہ شدہ است قبلہ اہل صفاء آثار
 قبول ہیں کہ شد تاریخش ڈا از آیت رہنا لقبل بنا ڈا اور وقت تحریر اس حکایت تاک کہ ۱۰۰۰ھ ایک ہزار
 اور تیس ہجری میں اب تک وہ عمارت اور مسجد اور چار طاق و بازار بزرگ باقی ہو اور اسکی لطافت و پاکیزگی
 سے اسادہ یافتہ اور شاہد ہوتا ہو کہ ابھی معماران چاہک دست سے اسکی تعمیر سے ناتھ کھینچا ہو اور ذرت شریف
 اس آصف شاہ کی با ذل علم عقلیہ و نقلیہ خصوصاً ریاضی اور طب میں اقصا ہی رکھتی تھی اور فن نظم و نثر
 اور انشاء اور حساب میں بھی لیسے زمانہ میں نے نظیر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا اور سالہ روزانہ الانشاء
 اور دیوان اشعار اسکا ابھی بعضے مروجہ صاحب حیثیت کے پاس بہم پہنچتا ہو اور ہمیشہ لیسے افاضل
 عصر کے دلسلے خراسان اور عراق میں تھے اور ہایا بھیجتا تھا اور سلاطین خراسان اور عراق کے غائبانہ سے
 التفات فرماتے تھے اور مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ کا تیب اسکو بھیجتے تھے اور انہما رنیا کر تے تھے

اور حضرت مخدوم بھی نظر اس کے عقیدہ اور اخلاص پر رکھ کر مفاہصات رسول رکھتے تھے جیسا کہ اس کی نشان دہانی
یعنی غشات میں موجود ہوا اور قصائد مولانا جامی کے درمیان ایک قصیدہ ہو کہ مخصوص بنام اس کے لکھا ہوا اور
مطلع اس کا یہ ہو مطلع مرحبا ایہ قاصد ملک معانی مرحبا ایہ الصلا کز جان و دل نزل تو کردم الصلا ایہ اور اس
قصیدہ میں یہ بھی بیت ہو ہمیت ہم جهان را خواجہ وہم فقر را دیباچہ اور ست پڑ آیت الفقر لکن تحف استار
الغنا پڑ اور دوسرے قطعہ میں فرمایا ہو پڑ قطعہ جامی اشعار دلاویز تو بٹھے ست لطیف پڑ پوش از حسن بود
لطف معانی تارش پڑ ہرہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد تو شرف عز و قبول از ملک التجار ش پڑ اور ملا عبد الکرم
ہرانی نے ایک کتاب متعلیٰ اسکے حالات کی زمانہ ولادت سے آوان شہادت تک تحریر کی اور اس قسم
اس تاریخ کا خلاصہ اس کا کہ لائق کتب تاریخ ہو درج کرتا ہو واضح ہو کہ آبا اور اجداد اسکے یکام سوابق میں
درلے شاہان گیلان کی سلک میں انتظام رکھتے تھے اور ہمیشہ معزز اور مکرم رہتے اور بخت روز افزونی
امانت کے باعث ایک انجمن سے تخت صوبہ رشت پر متمکن ہو کر صاحب خطبہ ہوا اور پروایت حاجی محمد قاری
کے عہد شاہ طہاسپ صفوی بادشاہ ایران تک خاندان رشت کی حکومت نے امتداد پیدا کیا پھر شاہ
طہاسپ کی جہد سے جاتی رہی اور جب اولاد بادشاہان رشت سے خواجہ جواد الدین محمود نے قدم اقتدار
وجہ دین رکھا تو بعد کسب علوم اور تحصیل کمالات کے رشک و حد ابتلا جس ملوک سے خائف ہو کر اپنی فائدگی
تحلیف سے کہ وہ بھی خاندان مشائخ بزرگ سے تھی جلائے وطن ہوا اور بادشاہان عراق و خراسان نے تقریبات
اٹھا کر منصب وزارت کی ہر چند تکلیف فرمائی حکومت سے قبول نہ کیے کہ رسم تجارت ربع مسکون کی سیر میں
مشغول ہوا اس درمیان میں علماء اور مشائخ عصر سے صحبت لکھتا اور ان کے فیض نظر سے صاحب خوارق عادت ہوا
جس وقت کہ تینتالیس مرحلہ اسکے مراحل عمر سے طے ہوئے دکن میں تجارت کے ذریعہ سے بقصد زیارت
شاہ محب الدین اور دیگر مشائخ کے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور بعد حصول مقصود چاہا کہ اسی لباس میں
مشائخ دہلی اور اس حدود کے فقر کی زیارت سے مشرف ہوں سلطان علاء الدین بہمنی مانع آیا اور اس قدر وہ
ارباب صفا کو اپنی صف اکابر و اعیان میں بتکلیف تمام منظر کیا اور ہمایون شاہ ظالم کے عہد میں بخطاب
ملک التجار کہ اس وقت خاندان میں اس سے بزرگ تر کوئی خطاب نہ تھا لقب ہو کر تمام اراکین سلطنت سے ممتاز ہو کر
وزیر اور جلالت الملک ہوا اور خدمات شائستہ کے ظہور سے سلطان محمد شاہ کے دور میں کتنے منصب اور اسپر
اضافہ ہوئے اور خواجہ جهان مخاطب ہوا اور دو ہزار سوار مغل سب قسم سے نوکر خاص رکھے اور دو ہزار
اور سلطان کی طرف سے اسکے تابع تھے اور ولادت اس بزرگوار کی قریہ قادیان من اعمال گیلان میں ہوئی
لیکن شہرت اس کی اقا لیم سجدہ میں بکاوان ہو نہ قادیان ایک دن خواجہ قسراک احمد آباد بیدر پر سلطان محمد شاہ
در بار میں بیٹھا تھا ناگاہ ایک گلے یا بیل نے پائین قصر سے فریاد کی ایک حضار مجلس نے خواجہ سے پوچھا
کہ یہ بیل کیا کہتا ہو فرمایا کہتا ہو کہ تو ہمارے جس سے ہو انجمن شاہین کیا کرتا ہو سلطان محمد شاہ منہایت شگفتہ
اور خندان ہوا اس جواب سے آثار کہ ورت اصلا نا صلیہ حال پر ظاہر فرمائے اور اس قدر اوصاف حمیدہ
خواجہ اور شکر آئی بجالایا کہ مزید اس سے متصور نہ تھا اور اسی مجلس میں فرمایا کہ مجھے شاہان ہجینیہ مانسیہ پر

اگلتا ہولندا خوشی سے اُسے جان کی امان دے کر قسم کھائی کہ اگر تو جو کچھ ہو پوشیدہ نہ رکھے گا تو میں تجھے نوازش
خیر و ناز سے سرفراز کر دیکھا خزانچی نے عرض کی کہ اے سلطان میرا لک و دوزخا نہ رکھتا تھا ایک کو خزانہ شاہ
موسوم کر کے اسکار و پیہ دو اب اور باور چھا نہ اور سپاہیوں کے مصارف میں خرچ کرتا تھا اور اسپین ہزار لاری
اور تین ہزار ہون موجود ہیں اور دوسرے خزانہ کا نام خزانہ درویشان رکھ کر فقرا اور مساکین کا اسپین حصہ تھا
اُس خزانہ میں تین سو لاری اُسکے بھروسہ جو دین شاہ نے فرمایا یہ کیا بات ہو کہ خزانہ خواجہ جو شاہان اطراف کا
ہمسرتھا اسقدر قلیل کہ کچھ چیز نہیں ہو خزانچی نے جواب دیا کہ جسوقت زر اُسکے جاگیر سے پہونچتا تھا ایک مہینے کا خرچ
اسپ و فیل و سپاہ کا جہاں کہ خزانہ شاہی میں بھیجتا تھا اور باقی خدا کی راہ میں فقرا اور مستحقین کو دیتا تھا اور
اسمین سے ایک جہ اپنے خرچ خاص میں صرف نہ کرتا تھا اور مبلغ چالیس ہزار لاری کہ برسم تجارت ایران سے
ہندوستان میں لایا تھا ہر سال ملک دکن سے متل عربہ کر کے ایک جماعت معتمد کی محابت سے اطراف و
جوانب کے بنادر میں بھیجتا تھا اور جو کچھ فروخت کر کے لاتے تھے اس المال کو جہاں کہ ہر روز بارہ لاری
اپنے خرچ خواص میں اٹھاتا تھا اور اپنے کھانے پینے میں صرف کرتا تھا اور اسپین سے نصف خزانہ حق درویشان
مکگاہ رکھتا تھا اور اپنی والدہ اور عزیزوں اور اکنات عالم کے گوشہ نشینوں اور متوکلون کو جو ہر کام تجارت سے
اُس سے آشنائی رکھتے تھے اور ہندوستان میں نہ آتے تھے انھیں اسپین سے بھیجتا تھا سلطان متوجہ ہوا اور
دشمنوں نے فرصت پائی اور کہنے لگے کہ خواجہ مرد مائل تھا اور جانتا تھا کہ تجارت سے میرا خرچ بہم پہونچے گا
سب احمد آباد میں چھوڑ کر نکل آیا خزانچی نے جواب دیا ان دو خزانوں میں سے یہاں اسقدر روپیہ بھی برآمد ہوا ہو
اگر وہ اپنے ایک لاری بھی برآمد ہوئے غلام کے سونٹکے کرین سلطان نے خواجہ کے تمام کارخانے لوگوں کو
طلب کر کے تحقیقات کی پہلے میر فرارٹ نے کہا جو فرٹ کہ خواجہ رکھتا تھا اس سفر میں ہمراہ ہوا اور شہر میں چن چٹائی
اور بوسے کے سوا کہ وہ بھی مسجد اور مدرسہ میں کچھ ہیں دوسرا فرٹ موجود نہیں ہوا اور ہمیشہ خواجہ بوسے پر
استراحت فرماتا تھا پھر چاشنی گیر کہ مراد بکاؤل سے ہوا شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زمین خدمت کو دوسرے
یہ گذارش کی کہ دیگ اور طباق اور ظروف مسینہ جو کچھ مال خواجہ کا تھا تمام اس سفر میں حاضر ہوا اور خواجہ کے سوا
خاصہ دیگ گلی میں چلتے تھے اس گفتگو کے بعد کتب خانہ کے دار و خانہ نے بادشاہ کے روپر و جا کر سید احمد میں
پہونچا کہ تین ہزار جلدیں کتب خانہ میں حاضر ہیں لیکن تمام کتب طلبا پر وقف ہیں اور جب سلسلہ کلام کا یہاں تک
پہونچا شاہ شکر ہوا اور خزانچی نے موقع وقت کا پایا اور زبان مظلومانہ کھولی پہلے یہ دعا دی اور کہا اے سلطان محمود کاوان
اور مثل اُسکے سو ہزار چھیر خدا ہوں تو کسواسطے اُسکا حقوق خداست منظور نہیں رکھتا کہ جو شخص حال کتب تھا
یعنی نوشتہ لے اوڈ لیسہ کے پاس لیے جاتا تھا اُسے طلب نہیں کرتا کہ ہم پر اور جمع خلاف بر اُسکی حرا خوری ظاہر ہوئے
شاہ اس کلام کے سننے سے متنبہ ہو کر خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہوا اور خواجہ کے دشمنوں کو حکم دیا
کہ اُس کا خذ کے دارندہ کو حاضر کرو اور یہ کہہ کر اردان لڑان دربار سے برخاست کر کے حرم سرا میں لگیا اور
وہ ماجرا تمام اپنی بڑی بہن حمیدہ سلطان جو عندو مہ جہان کے بطن سے تھی بیان کیا اور اپنے حکم سے نہایت
نادم اور پشیمان ہوا اور خواجہ کا جنازہ احمد آباد میں روانہ کیا اور روز سوم کو جمع امرا اور ارکان دولت کو

شاہزادہ محمد و خان کے ہمراہ اُسکی زیارت کو بھیجا اور دوسرے دن کوچ کیا چاہتا تھا قضا را اُس شب کو فتح احمد عباد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر بار اور ماہور کوچ کر کے لشکر گاہ سے دو فرسخ پر فروکش ہوئے سلطان نے کوچ کو ملتوی اور موقوف رکھا علی الصبح آدمی ان کے پاس بھیجا اور نہ آئیکہ سبب استفسار کیا انھوں نے جواب دیا کہ مقرران درگاہ نے افتر اور بہتان کر کے خواجہ جہان سے شخص کو قتل کروایا اگر ہمیں بھی کسی تہمت میں مبتلا کریں کیا عجب ہو شاہ نے غصی لگنے کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم باطمینان تمام حضور میں حاضر ہو تو لو انیم مشورت بجا لا کر خواجہ کے دشمنوں کو سزا دو انھوں نے مندرت کے بعد گزارش کی کہ جو وقت یوسف عادل خان آویگا ہم اُسکے باتفاق پا بوسی کو حاضر ہوئے سلطان نے مدارا اور سواسا کے مواعیل نہ دیکھ کر فرمان طلب یوسف عادل خان کے نام بدعت تمام روانہ کیا اور یوسف عادل خان سبیل پنجال کو نہ پور پلٹی میں آیا اور فتح احمد عباد الملک کے پاس نزول کیا اور سب نے صاحب زادہ ہو کر اپنے جمیع مدعیات حسب دخواہ بنائے اور خواجہ کی جاگیر بجا پور وغیرہ تمام و کمال یوسف عادل خان کے مغوض ہوئی طرفدار اس حدود کا ہوا اور دریا خان اور فخر الملک اور عمو خان اور اکثر امراء قتل اور ترک اُسکے تابع ہوئے اور مالک بجا پور سے جاگیر پانی ملک حسن نظام الملک بھری نائب درپیشوا ہوا اور نظام الملک کئی نے دولت آباد کی طرفدار ہی پانی اور عباد الملک اور خداوند خان حبشی بھی فائز المرام ہو کر اپنی جاگیر قدیم پر معزز ہوئے اور قوام الملک اور قوام الملک صغیر کہ فلا مان ترک سے تھے اور ملک حسن نظام الملک سے اتفاق رکھتے تھے ورنہ اور احمد شہزادہ شکر ہو کر انھوں نے سلطان کے ہمراہ رکاب کوچ کیا اور جب یہ سلطان کے ہمراہ باحتیاط تمام احمد آباد میں پہنچے یوسف عادل خان اور فتح احمد عباد الملک اور خداوند خان شہر میں نہ آئے بیرون شہر وارد ہوئے اور سلطان محمد شاہ نے جب جانا کہ کام ہاتھ سے گیا متینہ مناسب نہ ہا کر اُسے کچھ نہ کہا اور نہ خصت جاگیر و دیگر جو شہر گلی میں ڈالا اور اس گمان سے کہ ملک حسن بھری خواجہ کی طرح ضبط لشکر کر گیا پایہ اُسکے مرتبہ کار و زبرد بلند تر کیا اور نہایت انتفاع اُسکی نسبت ظاہر کی اور یہ امر زیادہ تر نفرت طبائع کا موجب ہو کر کام ضائع تر ہوا اور بعد چند ماہ ساتھ اندیشہ کے کہ یوسف عادل خان اور فتح احمد عباد الملک کو دام میں لا کر انتقام کھینچے سیر کے بہانہ قلعہ نلوان اور دریا بار کے احمد آباد میں سے نہضت کی اور حکم کے موافق یوسف عادل خان اور فتح احمد عباد الملک اور خداوند خان حبشی مع لشکر بارے آراستہ اُس سے ملحق ہوئے لیکن اپنی قدیم روش پر عمل کر کے لشکر گاہ سے دور فروکش ہوئے تھے اور کوچ کے وقت سر راہ ایسا درہ ہو کر دور سے سلام کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ ایک ساعت میں ہزار مرتبہ خواجہ کو یاد کر کے اُسکے قتل ہونے پر تاسف کھاتا تھا اور جو کہ خود کردہ کا صلاح نہیں ہو صبر کر کے طیش کھاتا تھا بجا شک کہ نلوان میں پہونچ کر سر نو شہر اور قلعہ کی سیر کی ہر چہ امر کو تکلیف میر نہ کرنا اور کوکن کی دمی انھوں نے قبول نہ کی اس سبب سے نہایت رنجیدہ اور عوز و ن ہو کر عازم مراجعت ہوا اور اس عرصہ میں خبر پہونچی کہ شیور لے حاکم بجا نگر لشکر عظیم بندہ کو وہ پر تعین کر کے جنگ پر آمادہ ہو سلطان نے یوسف عادل خان کو مع لشکر بجا پور غریب و ترک اور وکئی کے ہمراہ کر کے کفار کے مدافعہ کو بھیجا اور خود کوچ متواترہ کر کے فیروز آباد گیا لیکن فتح احمد عباد الملک اور خداوند خان حبشی بلا اجازت برار کی طرف روانہ ہوئے

اور سلطان محمد شاہ خوب جانتا تھا کہ کار بنگا ساختہ ہنوگا اور خرابی کے سوا دوسرا مظهر میں نہ آوے گا سکوت اختیار کیا اور دو تین مہینے فیروز آباد میں بحسب ظاہر لوگوں کے دکھائی کو عیش و نشاط میں مشغول ہوا اور دوسرا غر کا خوب چلا اور باطن میں اندوہ و غم کے غلبے سے روز بروز طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اس واسطے شاہزادہ محمود خان کو ولیعهد کر کے ملک حسن نظام الملک بحری کو اسکا وکیل سلطنت کیا اور اس بارہ میں ایک مختصر لکھکر اکابر و علما اور قضات کے دستخط اور مٹر سے مزین اور مہجلی کیا اور ان دنوں میں سلطان مکرر زبان پر لاتا تھا کہ ظاہر یہ دولت زوال پر ہو کس واسطے کہ امر امجد ایسے بادشاہ کی کہ سالہا سال بادشاہی کی ہو اور شرب شمشیر سے اتنے ملک فتح کیے اطاعت نہیں کرتے میرے بعد میرے لڑکے کی کیونکر اطاعت کریں گے پھر رفتہ رفتہ ضعف نے ترقی اور قوت نے تنزل کیا لیکن شافی مطلق کے فضل سے دارالملک احمد آباد بیدار رہا جاکر صحت پائی اور اس بیت کے مضمون پر عمل کیا میت باقاعدہ الیاف مزاج شمشیری دار و نشاط آمد و بگذشت شام غم ہوا ابھی ایام نقاہت باقی تھے کہ شراب عرقی جو ہندوستان میں ہوتی ہو بافر پانی اور جماع کر کے سو گیا حرارت حرکت جماع اور شراب اور خواب کی دلی طرف متوجہ ہوئی شاہ بدحواس رہا اور سرسیمہ خراب سے اٹھا اور شرف جہان طبعیہ صحر قریب و مشک سر د پانی میں شریک کر کے بلایا کچھ افاقہ ہوا حکیم اپنے مکان گیا اور سلطان نے اٹکی قیمت میں اس غلط مشہور سے کہ شراب زدہ کی علاج شراب ہو فریب کھا کر مقرران بوقت کی تجویز سے چند پیالے شراب کے نوش کیے کام این و آن سے درگزر پھر طبعیہ دل سے اٹھنے اور دم کوڑنے لگا اور حالت سکرانہ و بحالت جاگنی جس وقت ہوش میں آتا تھا یہ کلمہ زبان پر لاتا تھا کہ پوشیدہ خواجہ مجھے کھینچتا ہے اور غرہ صفر شمشیر آٹھ سو ستاسی ہجری میں قدم اقلیم عدم میں رکھ کر خرخشہ جہان سے چھوٹا اور سامی نے اسکی تاریخ وفات میں یہ قطعہ موزون کیا قطعہ شہنشاہ جہان شاہ محمد کو کہ در بھر فنا نہ کہ فروشد و دکن چون شد غراب از رفتن او و خرابی دکن تاریخ او شد و اور سلطان محمد شاہ نے میں برس بڑی و طوم و حام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد دی آخر رحلت کی البقا الملک المجد و

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی کے جاکس کا اور بیان اُسکے واقعات کثیر الاختلال کا

ناظم مناظم اخبار اعظم جو اہر سخن کو رشتہ بیان میں یوں منظم کرتا ہے کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر میں مسند عاریتی شاہی کو لہر و شکوہ اپنے زینے زینت بخشی اور اعیان سلطنت اور اہل کان ملکات مثل حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور قاسم برید ترک سر قوت جو حاضر تھے اُسے بیت کی لیکن صورت جلوس کی اسطور سے واقع ہوئی کہ تخت بہمنیہ جو موسوم بہ تخت فیروز تھا ابتدا سے آفریش سے اسوقت تک اُس نقاست کا تخت ہوت کم نشان دیتے تھے قصر خگاہ میں بجا کر اُسکے دو طرفہ دو کرسی فقرہ رکھیں پھر شاہ محب اللہ اور سید حبیب نے کہ فضل اور صالح مشائخ اُس زمانہ کے تھے قافہ پیر پڑھ کر تلج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے سید سر کیا اور دستار مست و چپ کپڑے تخت فیروزہ پہنچایا اور شاہ محب اللہ و اہنی طرف کرسی پر بیٹھا اور سید حبیب بائیں طرف کرسی پر بیٹھا پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر و صغیر اور قاسم برید نے شاہ کے

روہ و آنکر مہار کباد کمی اور اپنے مقام پر ایستادہ ہوئے اور جمیع امرا اور لوگ اور ملحدار جو شہر میں حاضر تھے شرف تسلیم سے مشرف ہوئے اور اسی دربار میں بعضوں نے مذکور کیا کہ مجلس رفیع میں یوسف عادل خان سوانی اور دریا خان اور ملو خان اور خزانہ ملک کہ امرا کے کبار ترک سے ہیں حاضر نہیں انکی غیبت میں کیوں اجلاس کیا ملک حسن نظام الملک بھری نے کہا ہم سلطنت کو مصلیٰ رکھنا موجب فساد ہو جو وقت وہ بزرگوار کو کن سے آویگے ایک بار اور اجلاس کر کے مناصب اور خطاب ایک دوسرے کے درمیان قسمت کیجیے اور ملا عبدالکریم جہانی جو اس مجلس میں حاضر تھا لکھتا ہے کہ اہل معارف یہ گفتگو روز اول جلوس ہو شگون برہمنے اور آخر کو وہی ہوا اگرچہ اوقات شاہی سلطان نے امتداد پیدا کیا لیکن تمام عمر جنگ و جدل و نزاع و کلفت میں گذری اور سلطنت خاندان ہیندہ سے تنقل ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ صفر سن میں تخت دکن پر ٹھکن ہوا امرا کے درگاہ کو داعیہ شاہی اور سروری کا پیدا ہوا لیکن محمد و مہمان اور ملک اتجا محمود کاوان الخاطب بخواجهان کے ضبط حراست کی برکت سے اس آئندہ کا کاٹنا ان کے دلمین چھاپنا ارادہ کسی سے اظہار نہ کر سکتے تھے اور جب سلطان محمد شاہ سن رشد اور تمیز کو پہونچا اور اپنی والدہ اور خواجہ کی تاثیر تربیت سے قوت تمام مہات شاہی میں پیدا کیا اور اس جماعت کو آہستگی اور مردار و اج عزت سے شیب لٹ میں ڈالا اور غلاموں کی پرورش و پرداخت میں مشغول ہو کر وہ ہزار غلام گرجی اور چرکس اور قلیاق وغیرہ ہم ہو بنائے اور وہ ہزار غلام حبشی اور ہندی جمع کر کے غلامان ترک سے نظام الملک کو کہ جو کھترہ میں قتل ہوا تھا بزرگ کیا اور غلامان حبشی سے دستور و بنیاد خواجہ سرا کو اور جماعت ہندی سے ملک احسن کو کہ آخر میں خطاب نظام الملک بھری پایا تھا منظور نظر عنایت کر کے سرا فقار اٹھا اور جماعت غلام اعظم پر پہونچایا اور اس سبب سے کہ ملک حسن نظام الملک بھری سلطان محمد شاہ کو باپام لعلی آغوش میں لیتا تھا اور کا کاٹنا امرا کے کلاں سے ہوا اور شوکت اور استقلال اسکا اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان نے اپنی خاص بھری جسکو کل جافوران تھکاری سے انتخاب کر کے منصب ہزاری اور نقارہ اور علم دیا تھا اور اہتمام تمام اسکے حال پر رکھتا تھا نظام الملک کے حوالہ کی اور اس تقریب سے ملک نظام الملک بھری نے عزت کلام ہم پہونچائی اور مشہور بھری ہوا اور جو صاحب اعیہ تھا ایک جماعت کثیر غلامان ہندی کا دستگیر ہو کر انکو بزرگ کیا چنانچہ بعضوں کو منصب دیا اور بعضوں کو ملک امرا میں منسلک کیا چنانچہ جو وقت کہ سلطان محمد شاہ نے اسکو گنگ کی طرف لڑا عنایت فرمائی تو اس تمام ملک میں غلامان ہندی کے سوا کوئی صاحب گیر نہ تھا اور خواجہ اسکے حرکات اور سکنت سے رائد و مخالفت اور بغاوت سونگھ کر ہمیشہ اس سے ہوشیار اور خبردار رہتا تھا اور اسکے مقابلہ میں یوسف عادل خان سوانی کو کہ اسنے کسی تقریب سے آپ کو غلامان ترک میں منتظم کیا تھا بعد فتح قلعہ کھترہ انکی دستگیری کر کے بزرگ کیا اسی طرح سے بہت غلامان اتراک کو مثل قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور فراد الملک کو توال اور دریا خان اور نمر شہان کو امرا کے نظام کے گردہ میں شامل کیا اور ان کے واسطے درگاہ ہم پہونچائی اور دستور و بنیاد حبشی کی بھی دستگیری کر کے صاحب اعتبار کیا اور اس طرح سے اپنے اپنے اپنے جنس کی پرورش اور پرداخت میں کوشش کر کے سعید خان گیلانی اور زین الدین علی اور ایک جماعت امرا کے مثل کو مسند دولت و عزت پر ٹھکن کیا اور اپنے غلام مشہور کھترہ خان کو امرا کے بزرگ میں منظر کر کے قوی کیا چنانچہ چار فرقہ ہم ہوئے مثل اور ترک اور حبشی اور دکنی لیکن حبشی

یا وصف اسکے کہ خواجہ کے سرکشیدہ اور پرورش یافتہ تھے بتقریبات چند غلامان و کنی سے ایک دل اور کجرت ہوئے اور ملک حسن نظام الملک بھری سے دم اتحاد و اتفاق کا مارا اور تمام ترک اول سے آخر تک خواجہ کے ساتھ مقام اخلاص میں ہو کر چلا خواہ رہے اور چونکہ خواجہ چاہتا تھا کہ اتراک دکن پر تسلط تمام رکھتے رہیں اور یوسف عادل خان کو دولت آباد کا طرفدار کر کے شاہانِ گجرات اور مندو پر مقرر کیا اور حسن تربیت سے جمیع اتراک کو اسکے سپرد کر کے دربار شاہ میں ملک حسن نظام الملک بھری سے بالادست ایستادہ کیا اور ملک حسن اس سبب سے اور دیگر وجہ سے مار سکر کو قہر کے اندر بیچتا رہا کہ ہمیشہ باتیں وحشت انگیز اس دو گروہ کی نسبت سلطان کے سامع مبارک میں پہنچاتا تھا لیکن کچھ اثر اُس پر نہ ہوتا تھا اور خواجہ اور یوسف عادل خان کی روز بروز عزت اور شوکت بڑھتی جاتی تھی لیکن جب وقت موعود اُسکا آہو بچا جیسا کہ مذکور ہوا ملک حسن نظام الملک بھری نے باری کو پیش لجا کر خواجہ کو شرطیں بللا اور خانہ و خاں عرق کر کے شہادت کیا اور یوسف عادل خان طالع کی قوت اور برکت سے باوجود ایسے دشمن قوی مثل ملک حسن نظام الملک بھری کے بجا پور کی حکومت پر فائز ہوا اور صولت اور شوکت اُسکی اول سے نہایت درجہ زیادہ تر ہوئی اور جب سلطان محمد شاہ فوت ہوا یوسف عادل خان اور جمیع اتراک مثل اور ترک اور وکنی جو کوکن کی یورش میں اسکے ہمراہ تھے مشورہ کر کے اور سب یکدل اور کجرت ہو کر بہر محل و شوکت جلوس کی مبارک باد کے واسطے دار الخلافہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شہر کے باہر استقامت کی یوسف عادل خان اور دریا خان اور فخر الملک اور قمرش خان اور لو خان و لد قاسم بیگ صف شکن اور اثر و در خان اور غضنفر خان ہزار جوان چیدہ مثل اور ترک ہمراہ لیگر شاہ کی ملازمت کے واسطے شہر میں داخل ہوئے اور جہدم قلعہ ارک میں پہنچے باوجود اسکے کہ رسم نہ تھی کہ امرالسنہ نوکر دن کو دارالامارت کے اندر نہ لجاویں لیکن ملک حسن نظام الملک بھری کے قدر کے ملاحظہ سے دو سو جوان مسلح اور مردانہ دارالامارت کے اندر ہمراہ لینگے ملک حسن نظام الملک بھری بھی دورانِ نشی کر کے امرامنتصب ران اور خاصہ خیل قریب پانچ سو جوان کے مع تمام یاق یوسف عادل خان کے دفع کے واسطے قلعہ میں لایا تھا لیکن یوسف عادل خان جب اس حالت میں مطلع ہوا صداوت کی صلاح نہ دیکھی اور خدا پر توکل کر کے مع اس جماعت یکدل و یک زبان کے تلواریں ہاتھ میں لیکر قصر تخت گاہ پر جا پہنچا اور چار ناچار ملک حسن نظام الملک بھری اور امیر قاسم بدین نے پیشوائی کر کے اُنھیں سلطان محمد شاہ کی شرف تسلیم سے مشرعت کیا اور یوسف عادل خان مبارکباد و کھربوش قدیم سب سے بالادست ایستادہ ہوا اور دریا خان ملک حسن نظام الملک بھری کے زیر دست کھڑا ہوا اس صورت میں درمیان اسکے اور ملک احمد اسکے فرزند کے فاصلہ ہوا کہ اگر احوال و انصاف ملک حسن نظام الملک بھری کے انکا قصد کریں اول اپنا انتقام ملک حسن اور ملک احمد سے لیویں اور بعد اسکے جو ہو خواہ لا جو وہ ہو ملک احمد نے اس سبب سے آرزو و خاطر ہو کر چاہا کہ دریا خان کو اپنے اور اپنے باپ کے درمیان سے باہر کرے ملک حسن واقف ہو کر مانع آیا اور فتنہ و فساد کے دفع کے بارے میں اسی وقت بادشاہ سے عرض کی اور بعد اخصاص غلعتھائے فاخرہ اُنھیں نصرت اُصرافی یوسف عادل خان کہ ملک حسن نظام الملک بھری کے فساد سے زمین نہ تھا ملک حسن کا ہاتھ پکڑ کے حرفت و حکایت کے بہانہ قلعہ کے باہر لایا اور جب اپنے خیل و حشم میں پہنچا دوستی اور کجرتی اظہار کر کے نہایت تواضع سے

اُس سے جدا ہوا اور ہزار ہر دو کار آمدنی کے ہمراہ اپنے مکان میں شہر کے اندر فروکش ہوا اور دریا خان کو حکم کیا کہ باتفاق امرائے دیگر نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے شہر کے باہر اقامت کرے دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بھری نے مع قوام الملک کبیر و صغیر کے یوسف عادل خان کے مکان پر جا کر یہ بات کہی کہ مناسب یہ ہے کہ تم اور جمیع امرائے ترک ہماری طرح شہر میں جاؤ تو ہر فجر کو باتفاق دربار میں جا کر دو لٹخانہ کا بند و بست کریں اور پچیسین اختلاط اور ارتباط کے دوست کے دوست دشمن کے دشمن رہیں یوسف عادل خان نے جواب دیا کہ تم جو کچھ دوستی اور اتحاد کے بارہ میں کہتے ہو عین مدعا ہے لیکن میرا ہر روز دربار میں آنا مناسب نہیں کیونکہ اس کے واسطے کہ ہم لوگ لشکر کے ساتھ رہتے ہیں اور مہمات مالی اور ملکی میں وقف نہیں رکھتے اور جسطریق سے کہ شاہ مرحوم نے وصیت کی کہ مقرر کیا تھا تم اپنے کام میں مشغول رہو اور ہر کام میں اور علاوہ اسکے امرائے ترک کا شہر کے باہر رہنا بہتر ہو کیونکہ اس کے واسطے کہ وہ جماعت جاہل ہو بہادری کے اور دکنیوں اور جیشیوں کے درمیان شہر کے کوچہ و بازار میں گفتگو اور رد و بدل ہو جس سے آتش فساد اور فتنہ ہو پھر اسی مجلس میں یون مقرر ہوا کہ نظام الملک بدستور قدیم وکیل سلطنت ہوا منصب وزارت اور امیر جنگی اور اشارت نظامت کے سلطان محمد شاہ کے عہد میں اُس سے تعلق رکھتے تھے دوسرے دن رجوع کر کے اس واسطے آپس میں مشورہ کر کے وزارت کل قوام الملک کبیر سر لشکر ورنیکل کو اور مشرقی قوام الملک صغیر سر لشکر احمد ندوی کو اور نظارت دلاور خان جیشی کو جو امرائے کبار سے تھا مقرر ہوئی اور اسی طرح مناصب اور خدمات آپس میں صلاح کر کے لوگوں کے نامزد کیے اسکے بعد باتفاق دو لٹخانہ شاہی میں گئے اور سلطان محمود شاہ کے حضور سب کو غلع کیا پھر یوسف عادل خان اپنے مکان میں آیا اور دوسرے امور بادشاہی میں مطلق دخل ہوا اور تین مہینے تک مثل اور ترک اور دکنی اور جیشی ہر بلے عاج اور آبنوس کے مانند آسینہ اور ماٹوس رہے لیکن ملک حسن نظام الملک بھری اور قوام الملک کبیر نقض عہد کر کے اس فکر میں پڑے کہ یوسف عادل خان ترک کو کسی ڈھب سے دفع کیجیے اور عادل خان دکنی کو جو امرائے عمدہ اس خاندان سے تھا اور قوام الملک کبیر کی طرف سے درنگل میں مقیم ہو کر اس طرف کے مہمات کو سر انجام کرتا تھا اسکی جگہ نصب کریں اس واسطے فرامین طلب بنام عادل خان دکنی و فتح اللہ عباد الملک صادر ہوئے کہ تم باتفاق امرائے اس حدود کے افواج کو لیکر جلوس شاہ کے مبارکباد کو آؤ پھر عادل خان دکنی اور فتح اللہ عباد الملک کے لشکر کے ساتھ ہوا اور اختلافات میں آنکر شہر کے باہر وارد ہوئے اور جریدہ شہر میں جا کر لوازم مبارکباد اور پیشکش بجالائے اور دربار سے غلع اور سرور ہوا کہ بازگشت کی اور جب دو تین ہفتہ اس پنج پر گزرے ملک حسن نظام الملک بھری ہوسرشتہ ملک کا اپنے ہاتھ میں لا کر قوام الملک کبیر سادہ لوح کو غافل نگاہ رکھتا تھا اُس سے یہ بات کہی کہ میں چاہتا ہوں کہ آج امرائے دکنی کو بلا کر یوسف عادل خان کو درمیان سے دور کروں اور ہم تم اسکے وغیرہ سے خلاص کر کے اور امر کو جو اُس سے متفق ہیں تھانوں کی طرف نصرت کریں لیکن فتح اللہ عباد الملک اور امرائے دکنی بوجہ خوف کے جو امرائے ترک سے لڑنے والے ہیں باگزین ہو گھر سے باہر نہیں آسکتے ہیں اگر صلاح وقت ہو امرائے ترک حضور اندوزن اپنے مکانوں میں ہیں قوام الملک کبیر نے یہ امر قبول کیا دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بھری نے شاہ کو غلام رک کر پچیس پر چھا کر یوسف عادل خان اور فتح اللہ عباد الملک دکنی کو پیغام دیا کہ اپنا لشکر آراستہ کر کے شہر کے دروازے میں

اور لاوین تو قلعہ پہنکر مراجعت جاگیر کی رخصت پاوین فریاد الملک کو تو الے لے اس مرے واقع ہو کر قوام الملک کے
 خیر بھیجی کہ ملک حسن نظام الملک مجھے اور جمع ترکوں سے مقام غدر اور عداوت میں ہو اور یوسف عادل خان کے
 دفع کے واسطے یہاں کیا ہو ایسے دنوں میں امرے ترک کو اپنے مکانون میں غافل بیٹھنا عقل سے بہید ہو قوام الملک کیر
 جو یوسف عادل خان کی عداوت میں مصر تھا ملک حسن نظام الملک کی دوستی پر اسے کمال اعتقاد کیا جو کہ اسکی
 قضا کا زمانہ قریب ہو چکا تھا قبول نکلیا اور عادل خان دکنی کہ اس مقدمے سے باخبر تھا ملک حسن نظام الملک کے
 اشارہ کے بموجب مسلح اور کل جو کر مع لشکر تنگ شہر میں در آیا اور اسی طرح سے فتح السعدا الملک سپاہ کاویل لیکر
 داخل ہوا اور شاہ کے چہرے سے قصاص پایا اور سلطان محمود شاہ جو حریفوں کا دست خوش بلکہ موم کی ناک تھا
 ملک حسن نظام الملک وغیرہ کی تکلیف سے و دوزخ سر لشکر کو بیچ کے اور طلب کر کے فرمایا کہ غلامان ترک
 جاوہ اطاعت سے قدم باہر رکھ کر نئے اندامی بہت کرتے ہیں مناسب ہو تم انہی تاو سب اور نذیر کروا اور جو کہ
 فتح السعدا الملک یوسف عادل خان سے رابطہ خصوصیت اور مصداقت رکھتا تھا اسکو اسی مجلس میں بٹکا رکھا
 اور لشکر کو مع عادل خان دکنی کہ شرکت خطاب پر یوسف عادل خان سے کمال عداوت رکھتا تھا ترکوں کے قتل پر
 مامور کیا عادل خان دکنی نے پہلے قوام الملک کیر کو قتل کر کے فریاد الملک کو تو الے کو مقید کیا اور قلعہ کے دروازے
 بند کر کے ترکوں کے قتل میں کہ نہایت غافل تھے مشغول ہوا اور قمر شخان اور قد خان اور بھی امرے ترک جو یوسف
 عادل خان کے طفیل سے شہر میں تھے جنگ کنان و مردا فلکان دروازہ شہر کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے خبر
 توڑ ڈالا اور دریا خان کو کہ خبر غوغا شہر میں سن کر فوجیں آراستہ کی تھیں بقولے میں ہزار سوار اور ہر اسے
 دسل ہزار سوار سے شہر میں در لائے اور منقول ہو کہ میں روز تک بین الفریقین آتش حرب مشتعل رہی اور چند مرتبہ
 درمیان یوسف عادل خان اور ملک احمد ولد حسن نظام الملک کے محاربات عظیم اور معرکہ ہائے شدید واقع ہوئے
 اور تین چار ہزار مرد طرفین کے مارے گئے اور معاملہ فیصل نہ ہوتا تھا آخر علارا اور صلحا درمیان میں آئے اور
 حریفانہ نہ کو کر کیا چونکہ بہت ترک معتبر مقتول ہوئے تھے یوسف عادل خان صلح پر راضی ہوا اور چند روز کے
 باتفاق اپنے ایمان و انصار کے شہر سے ہارے ہو کر چلا گیا اور ملک حسن نظام الملک نے غلبہ تمام پایا اور ملک
 احمد کو جاگیر سردار و اور اس طرف کے بہت برگنائے سے امتیاز اور اختصاص بخشا اور فریاد الملک دکنی غلام زادہ
 ملک البھار محمود کاوان الخاطب بخواجہ جہان کو کہ مرد شجاع اور فاضل تھا امرے ہزاری میں داخل کیا اور اسے
 فرزند دکنو بھی منصب دیکر بخواجہ جہان مخاطب کیا اور فتح السعدا الملک کو منصب زارت اور میر جللی دیکر اسے بیٹے
 شیخ علار الدین کو باپ کی طرف سے ہارے کی سر لشکری پہنچا اور انھیں اپنے انصاروں میں شمار کیا اور قاسم بہرہ کو
 جو اسکا انصار تھا اور یام ترک کشی میں تقصیر نہ کی تھی شہر کی کوتوالی دیکر سر فوجیت کیا اور قوام الملک صغیر کو
 جاگیر تنگ کی رخصت دی اور چار برس تک ملک حسن نظام الملک بھری اور فتح السعدا الملک ہر روز بلانا نہ
 والدہ سلطان محمود شاہ کے پاس جا کر اسے مشورہ سے امور مالی اور ملکی کو انجام دیتے تھے لیکن دلاور خان جشیج نے
 انپر حسد کر کے شاہ سے عرض کی کہ فلان فلان شاہ کو حساب اور شمار میں نہیں لائے اور آپکی والدہ کے پاس
 خلوت میں بیٹھ کر امور ملکی اور مالی کو اجر کرتے ہیں اور اب تک حضرت کو فضل صغیر تصور کرتے ہیں اس بات نے

بادشاہ کے ولین اثر کیا اور دلاور خان حبشی کو حکم لکھ کر قتل کا دیا اتفاقاً ایک رات دو نوٹن وزیر امور ملکی اور
 مالی کے سرانجام کو اسکی والدہ کے پاس گئے تھے دلاور خان حبشی اور دوسرا اور شخص تلوار کھینچ کر سراہ جا بیٹھے
 جب دو نوٹن گئے ہر ایک نے ضربت شمشیر رسید کی اس درمیان میں ملک حسن نظام الملک بحری مخرج ہوا لیکن
 مجھ کہ دو نوٹن تلوار باندھے تھے اور شمشیر بازی میں بنے نظیر ان دو نوٹن کو مغلوب کر کے بڑوہر بادورہ راست
 قلعہ سے باہر نکل گئے اور ملک قاسم برید جو باوجود دسرتی کے تھانہ دار شہر بھی کیا گیا تھا اسکو آگاہ کیا کہ بادشاہ
 تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہے اپنی مخالفت میں قیام کر پھر دو نوٹن مع لشکر سوار ہو کر شہر سے نکل گئے اور قاسم
 دروازے قلعہ ارک بند کر کے آویسوں کو بادشاہ کے پاس آنے جلنے سے مانع ہوا اور سلطان عاجز و میلان ہو کر
 اپنے فران سے تادم و پشیمان ہوا ملیت طریق عشق پر آشوب و رفت است لے دل بے یقینہ آنکہ درین راہ
 باشتاب رود و پو شاہ نے ناچار ہو کر آدمی ان کے پاس حذر خواہی کو بھیجا اور فہ کٹانہ کے اطراف میں ساتھ آٹھ ہزار
 سوار سے فروکش تھے انھوں نے دلاور خان حبشی کے قتل کا اشارہ کیا اور دلاور خان یہ خبر سن کر مع سپہ لشکر
 ولایت اسیر اور برہانپور کی طرف متفرق ہوا اور ملک حسن نظام الملک اور اسکا بیٹا ملک احمد شہر میں آئے اور
 فتح اللہ عباد الملک ولایت برار کی طرف گیا اور انھیں دو نوٹن میں ملک حسن کہ شعبہ بازی حین دور سے
 واقف تھا اپنے دولت کے استحکام کی فکر میں ہوا اور ملک وحید اور ملک اشرف دکنی کو جو پیشتر ملک تجارت محمود
 کا وان کے نوکر تھے اور اسکے بعد سلیاران سلطانی میں انتظام رکھتے تھے تربیت کر کے دو نوٹن کو درجہ ارباب
 پہونچایا اور ملک وحید کو سر لشکر دولت آباد کر کے ملک شرف کو اسکا تابع اور اسکا تحت کیا اور اپنے بیٹے ملک حسین
 موافقت اور اتحاد کے بارہ میں سوگند اور عہد لیکر دولت آباد کی سمت روانہ کیا اور اسی طریق سے فخر الملک کنی
 الحامی طلب خواجہ ہا کو جاگیر پرندہ اور شولہ پور دیکر اُن کے بجلی س بارہ میں قسین مظاہر لین اسکے بعد قلعہ پرندہ میں بھیجا
 اور بعد دو مہینے کے سلطان سے رخصت حاصل کر کے اپنے فرزند ملک احمد کو مع سو فیل اور جمیع اموال اسباب
 اپنی نیابت کے واسطے حیر کی طرف روانہ کیا اور جب لشکر آٹھ سو کا نوے بھری میں حادغان حاکم درنگل
 قضاے آئی سے مر گیا اور قوام الملک صغیر را جہنم ری سے بطور یلغار درنگل میں آیا اور علم بغاوت بلند کر کے
 مکمل ولایت تلنگ پر متصرف ہوا ملک حسن نظام الملک سلطان کو ابھار کر درنگل کی طرف متوجہ ہوا اور قوام الملک
 صغیر نے را جہنم ری میں معاودت کر کے پوشیدہ شکایت ملک حسن کے غلبہ کی شاہ کو لکھی اور سلطان جو امر سے
 زبون ہو گیا تھا اسکے جواب میں ملفت منواتر مس و خوف سے حامل حریفہ کو ملک حسن نظام الملک کے پاس بھیجا
 اور جب لشکر سلطانی درنگل میں پہونچا ملک احمد کا نوشتہ جمیر سے ملک حسن کے پاس اس مضمون کا آیا کہ بندر کو وہ جو
 سلطان محمد شاہ کے عہد میں کشور خان غلام ملک التجار محمود کا وان کو جاگیر میں دیا گیا تھا اور اُسے نجم الدین گیلانی کو
 اپنا نائب کر کے لسنے حریفہ تک بندر کو وہ کو نگاہ رکھتا تھا اسوقت میں جب نجم الدین گیلانی فوت ہوا ہمارا گیلانی
 کہ اسکا نوکر تھا سر گریبان بہادری سے برآوردہ کر کے بندر کو وہ اور بندر واکل اور کھولایو اور کلہرا وری
 پر نالہ تک متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کی تحریک سے روز بروز قدم جرات کا بڑھتا آیا اور بندر جہول
 اور میری جاگیر دکنو مزاحمت پہونچاتا ہی اور اسی طریق سے زمین الدین علی جاگیر دار بھاکنہ باوجود قرب و جوار کے

سیرمی اطاعت نہیں کرتا ہوا اور کہتا ہوا کہ جس وقت سلطان دولت و سعادت سے مستقل ہو کر عہدات سلطنت میں
 بنفسہ مشغول ہو گا میں اطاعت کروں گا اس بارہ میں جیسا حکم ہو عمل میں لاؤں ملک حسن نے جواب میں لکھا کہ
 اول زمین الدین علی کو دفع کر دینا اور وہاں کے دفع اور تدارک میں مصروف ہوا اور فرار الملک دکنی اور
 خواجہ جہان حاکم پرندہ اور ملک وجہ سر لشکر دولت آباد کو اپنے بیٹے ملک احمد کی کمک اور امداد کے مقدمہ میں
 مکتوب روانہ کیے اور زمین الدین علی نے عریضہ لکھ کر جوا پور یوسف عادل خان کے پاس اس عبارت سے بھیجا
 کہ آپ مجھے اپنے خدہ شکاران کی سلاک میں جگہ دیکر ملک احمد کے اسباب و مضرت سے محفوظ رکھیے یوسف
 عادل خان نے رابطہ آشنائی کے سبب کہ خواجہ شہید سے رکھتا تھا زمین الدین کے درپے معاونت ہو کر
 اول پانچ چھ ہزار سوار اسکی مدد کو بھیجے اور انھیں حکم کیا کہ تم ظاہر قلعہ انداپور میں فروکش ہوا اور جس وقت
 ملک احمد بخیر کی طرف سے زمین الدین علی کے استیصال کے واسطے جاکنہ کی سمت توجہ کرے تم اس حدود میں جا کر
 مانع آؤ اور جب یہ خبر ونگل میں خلافت نے مئی ملک حسن نظام الملک کی شوکت و عظمت نے نقصان قبول کیا
 اور نیشل اول کے بادشاہ اور اس کے مقربوں کی نظرمیں وقار اور اعتبار نہ رہا چنانچہ قاسم بیدار اور دستور دینارشی
 خواجہ سرا اور تمام ائمہ حبشی نے جو سلطان کی ملازمت میں تھے اس سے برگشتہ ہو کر باتین و حشت آمیز
 شاہ کے سامنے مبارک میں پہنچا لیکن اور شاہ جو اس منصوبہ کی تمنا رکھتا تھا اس کے رو بہ و اظہار و بخش ملک حسن
 نظام الملک سے کر کے حکم دیا کہ جس وقت فرصت پاوین اسے قتل کریں ملک حسن نے اس ماجرے پر اطلاع پائی
 اور آدمی رات کو اردو کے شاہی سے بھاگ گیا اور جو کہ پیانہ اسکی حیات کا آب بقا سے لبریز ہو گیا تھا اپنے فرزند
 کے پاس چھپو میں نہ گیا اور خزانہ اور تنگاہ کے تصرف کی طمع میں احمد آباد بیدار کی طرف روانہ ہوا اور دلپست خان
 دکنی نے جو اسکی پرورش اور دستگیری کے باعث حاضیض نہلت سے امچ امارت پر پہونچ کر شہر کی محافظت میں
 قیام کرتا تھا اسے شہر میں لاکر اطاعت کی اور ملک حسن نے آدمی اپنے فرزند ملک احمد اور لشکر کی طلب میں چھپو
 اور سرگنج سلاطین بھنبہ کھول کر دلپست خان دکنی کے اتفاق شیل و حشم کے جمع کرنے میں مشغول ہوا اور ایک بار
 طبل غما غلت پر چوباری سلطان محمود شاہ نے یہ خبر سن کر طلب الملک دکنی کو تنگ کا طرفدار کیا اور ائمہ
 اس حدود کے ہر اہل قبیل تحصیل احمد آباد بیدار کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسن نے قوت مقاومت اپنے سے
 مخفوق دیکھ کر چاہا کہ خزانہ بادشاہی کو اٹھا کر اپنے فرزند سے ملحق ہو دلپست خان مانع آنکر شاہ کو پوشیدہ پیغام دیا کہ
 ہندہ مطیع اور فرمانبردار ہوا اور از روے دولتخواہی ملک حسن کو آج تک نگاہ رکھ کر انتظار وصول موکب ہارون
 کھینچتا ہو سلطان محمود شاہ نے جواب دیا کہ جو تو اس بات میں صادق اور راستگو ہو تو اسکا سر کاٹ کر ہماری نگاہ میں
 بھیج کہ دولتخواہی اور بیکری تیری ظاہر ہووے دلپست خان ملک حسن کے حقوق تک کو طاق نسیان پر رکھ کر
 پانچو جان مردانہ لیکر اس کے پاس کہ قلعہ ارک میں تھا گیا اور یہ پیغام دیا کہ میں تجھے ایک مشورہ کیا چاہتا ہوں
 اور کچھ باتیں ضروری تلمیہ میں کہو نگاہ ملک حسن اسی وقت اسکا ہاتھ بڑا کر حجرہ میں آیا اور دلپست خان نے جو قوی سنا
 ہاتھ ملک حسن کے گلے پر کہ پر وضعیت ہوا تھا رکھ کر ایسا گھوٹا کہ مرغ اسکا قفس تن سے پھٹ کر ٹکڑا گیا اس کے بعد
 سر اسکا جدا کر کے اور ہاتھ میں لیکر حجرہ سے برآمد ہوا اور حضار مجلس سے کہا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت سے ٹکرائی کرے

اسکی سزا یہ ہو پھر وہ سر ایک جماعت کو دے کر پھیل تمام اردو شاہ میں بھجا اور بادشاہ نے شہر میں داخل ہو کر
 واپس درخان دکنی اور مغلوں اور ترکوں کو اپنا ایس اور طیس کیا اور اسے مہات شاہی کا مدار الیہ کیا لیکن بقضائے
 جو انی شرب شراب اور استماع شمع جنگ و رہاب اور اختلاط پر یہ ویان و مساز میں مشغول ہوا اور یہ علت
 اپنی طبیعت پر چھوڑ کر سو مزاج ملک کے معاملہ میں نہ مصروف ہوا اور اپنے خط نفس کے واسطے مہمت جو اہر
 تخت فیروزہ سے برآمد وہ کہے کئی صراحی اور پیالہ مرصع تیار کر لئے اور بساط شراب اور جنور خاص کو بھی
 تخت فیروزہ کے چاہر سے مرصع کیا اور ۹۹ آٹھ سو ننانوے بھری میں آگ رشک و حسد کی مغلوں اور ترکوں
 اور حبشیوں اور دکنیوں کے دلوں میں مشتعل ہوئی ہر چند سعی اور تدبیر کی کہ سلطان انھیں نظر عنایت سے گرائے
 مفید نہ آئی اس سبب سے واپس درخان اور تمام دکنیوں اور حبشیوں نے اتفاق کیا کہ سلطان محمد شاہ کو قتل کر کے
 دوسرے شخص کو اولاد خاندان بہمنیہ سے تخت و کین پر بٹھا دیں سو اسے تمام اہل قلعہ مارک بینی فیلبان اور چہلار اور
 دربان اور کو قوال اور پردہ داران وغیرہم کو ساتھ اپنے متفق کیا پس جس وقت کہ لشکر جن دروم پر تاعمت لایا اپنی
 دن گذر رات ہوئی اور نیر عظم یعنی آفتاب جہا تاب نے جو فلک چارم پر ساکن ہو اپنی فیبت سے جہان کو
 تیرہ و تار کیا ان کا فر نعمتون محسن کش نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور مکمل ہو کر اس رات کو کہ انیسویں
 شہر ذیقعدہ ۹۹۸ آٹھ سو بائیس بھری تھی دفعۃً آپ کو قلعہ مارک میں جو سلطان محمود شاہ کا نشیمن تھا پہنچایا
 اور قلعہ کے اندر جا کر اس خوف سے کہ مبادا مغل اور ترک اسکی مدد کو آ دیں دروازہ کو اندر سے بند کر کے
 حکم کیا اور عمارت شاہی کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود شاہ کہ اسوقت بساط نشاط بچھائے ہوئے تھا غوغا سے
 عظیم سے استادہ ہوا اتنے میں ایک جماعت دکنیان اور حبشیان غدار پردہ داروں کی ہدایت سے وہاں پہنچی
 عزیز خان ترک اور بھی چار غلامان ترک اور حسن علیخان بنزوری اور سید میرزا علی مشہدی الملقب بملو خان کہ
 مروی اور شجاعت میں موصوف تھے اور باوصف لے کے خالی ہاتھ تھے اسلحہ کی قسم سے کچھ پاس نہ رکھتے تھے
 سلطان اور غدار ہنگے درمیان میں آنکرائی جان عزیز اپنے ولی نعمت پرشار کی اور سلطان نے فرصت پا کر
 اپنے تئیں بام قصر پہنچایا اور سولے حرم سرا اور شاہ بیچ کے تمام قلعہ مفسدون کے قبضہ اختیار میں تھا انھوں نے
 شاہ بیچ پر لڑائی ڈالی اور سلطان دروازے چار دیواری قصر کے بند کر کے باتفاق چند نفر مغلوں اور ترکوں کے
 جو ہمیشہ ہم کا سدا رہے تھے انکے ہاتھ میں مشغول ہوا چنانچہ بعض تیر و کمان اور بعض تھڑ اور ڈھیلو نے
 ان شیا طین روسیہ کو رجم کرتے تھے اس درمیان میں سلطان محمد شاہ نے جس حیلہ سے کہ ممکن تھا ایک شخص کو
 باہر بھیجکر مغلوں اور ترکوں کو اس واقعہ سے خبردار کیا اس صورت میں فرادخان شیرین مقال اور شیر خان و تانی
 اور محمد خان گیلانی اور کشور خان قلام خواجہ شہید بن سو یا چار سو ترک اور مغل ترکش بند لیکر قلعہ کی طرف
 متوجہ ہوئے اور جب دروازہ مسدود پایا شاہ بیچ کے نگروں پر کندین ڈال کر لاکھ محنت و مشقت سے
 آٹھ آدمی چڑھے اور دار و گیر کی فریاد برپا کی ان فرض بعضہ مردم دکنی اور حبشی خیال لے کے کہ لشکر مغل اور ترک کا
 تمام قلعہ میں داخل ہوا چڑ دی کر کے بھاگے اور حالت اضطراب و اضطراب میں دروازہ کھول کر چاہتے تھے کہ باہر چلیں
 اس درمیان میں جو مرضی الہی کہ شاہ کی فتح سے متعلق تھی ہمیں جو ان بڑواری جو ملک ملہ اران سلطانی بن انتظام

رکتے تھے اور ہر مہر کہ میں ان سے مروا گئی وقوع میں آتی تھی دروازہ کے قریب پہنچ کر بعضوں نے تیر اور بعضوں نے شمشیر لے کر اُس جماعت پر حملہ کیا اور یہ لپٹ کر پھر قلعہ میں داخل ہوئے اور ارادہ کیا کہ دروازہ بند کرین جو انان سہزادی نے فرصت نہ دی خود بھی ان کے پیچھے در آئے اور مخالفت اور موافق کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی ایک دوسرے کو کبھی اسطرت اور گاہے اسطرت دوڑاتے تھے کہ ناگاہ شیر بیشہ شہادت کشور خان یہ خبر سن کر سو جوان مسلح سے بچ کے نیچے آہو بھا اور مخالفوں کو زیر کر کے اُس عمارت کی طرف کہ جس کو نگینہ محل کہتے تھے پہنچ کر کے مفرور کیا اور اُس رات کو شہر میں غوغائے عظیم مچا چونکہ کوئی شخص تحقیق حال سے مطلع نہ تھا اجلافت کن ہجوم کے بہت مروج محل اور ترک کے مکانوں کو تاراج کر لے گئے اور جب آدمی رات گزری اور ماہ عالم آرا نے زمانہ کی سیاہ روی کو صیقل عکس سے صاف کیا اور جاربوب دار اور فرس اور بھی شاگرد پیشہ نے جواب تلین مخالفوں سے ایک ہو کر انھیں دو ٹھانہ کے اندر لائے تھے اُس وقت اظہار و توخا ہی اور اخلاص کر کے اشیلے علفی کو آگ دی کہ خانہ لے تارک کو کہ جنین مخالفت پوشیدہ ہوئے تھے روز سے روشن ترک کر کے ان کو باہر لاتے تھے اور انکی حیات کا پتہ نہ تھے گھاٹ سے پار اُٹا لے تھے اس عرصہ میں دریافت ہوا کہ وہیلے کن معین سو سو اور بعضے محال قلعہ میں مسلح اور کس ایستادہ ہو کر انتظار کرتے ہیں کہ جب روز روشن ہو دے ہمیت مجموعی وہ اندہ پر حملہ لاکر اور اُسے کھول کر باہر نکلیا وین سلطان نے جہانگیر خان ترک کو کہ ساتھ ملک الموت کے لقب تھا قلعہ کے دروازہ کی محافظت کو مقرر کیا اور خان جہان ترک کو مع اپنے آدمیوں کے شہر اور بازار کی محافظت کو بھیجا اور پچھترے تادی نژاد جو اصطلیل میں پرورش پاتے تھے لوگوں کو تقسیم کیے تو سوار ہو کر ہلاکی روز نگار تیرہ بختان قلعہ سے بر لاوین اور جب شاہ خاورد نے تیغ زرا اندو دنیام سیاہ قلم سے کھینچی اور جو دنا معد و دشب کو متفرق اور پریشان کیا سلطان محمود شاہ نے تخت پر اجلاس کر کے مجمع مغل اور ترکوں کو حکم کیا کہ حرا مخوران و کنی اور حبشی کے مکانوں پر جا کر جسے پاؤ قتل کرو اور مال و اسباب ان کا غارت اور تاراج کرو منقول ہو کہ تین روز تک اُس شہر میں قتل و غارت کی آگ روشن اور افروختہ رہی اور کوئی شخص شاہ سے التماس غفر نہ کر سکتا تھا آخر کو شاہ محبت اللہ کے فرزند نے شاہ سے ان کی سفارش کی تو آتش غضب اُسکی فی الجملہ ساکن ہوئی اور قتل و غارت اور تاراج نے تخفیف پائی اور بعد اس واقعہ کے سلطان محمود شاہ شہر و قلعہ کو آئینہ بندی کر کے چار دن عیش و عشرت میں مشغول رہا اور محفل نشاط اس طرح آراستہ کی کہ خورشید عالم فروز ہزاروں آنکھوں کے قرض لیکر اُسکے تماشہ کو دوڑا اور بادشاہ نے شاہ برقع کے قریب کہ اپنے اوپر مبارک اور سعید جانتا تھا ایک قصر رفیع اور وسیع کی بنیاد ڈالی اور بہت شاہانہ اُس قصر رفیع کی تعمیر میں مصروف رہا کہ چند عرصہ میں مستف بلند اسکی ایوان کیوان سے گزرائی اور زمانہ اُسکی صفت میں یہ اشعار پڑھ کر مترنم ہوا نظم این گلستان است با صحن ارم یا بوستان ہا این شہستان سرست یا بیت الحرم یا آستان ہا آستانست این دلیکن آسمان بر قرار ہا بوستانست این دلیکن بوستان بخشنان ہا چون بملوت البروج و چون ارم ذات العاد ہا چون جنان ذات السور و چون حرم دارالامان ہا اور بعد اتمام اُس قصر شہری مقام کے خسرو سپہر احتشام بام سے شام تک شرب درام میں دو شکام اور عیش و عشرت میں

بر دوام قیام اور قدام کرتا تھا اور عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور لاہور اور مدلی بلکہ ہر مقام سے ارباب نشاط
اور سائنہ و سپہ سالار کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی طریق سے قصہ خوان اور شاعران اور ندیم اطراف
ہریان کے اسکی درگاہ میں جمع ہوئے احمد آباد ویدر رشک ایران و توران ہوا اور دارالخلافہ کی خلعت خرد و بزرگ
بہت تھامے انسان علی دین لو کہم اسی کام میں مشغول ہوئی پیران خانقاہ جبہ اور خرقہ رہن کرتے تھے ورسید
پیشینے واسلے سجادہ نشین مستکن خرابات ہو کر دیہ خیم خانہ بیٹھے اور حکام اطراف صورت حال حسب خواہ و دیکھ کر
پیشہ امتی کام کی کوشش میں پڑے جو امر لے شاہی یا جو شخص باوصف و درجہ سلطنت طرفداروں کا شریک اور
موافق ہوا ہر روز ہوا اور جتنے خلافت کیا رقم عزل اپنے چہرہ حال پر کشیدہ دیکھی اور تھوڑے عرصہ میں بادشاہ کے
تصرف میں ملک تنگ اور حوالی اور حواشی احمد آباد ویدر کے سوا کوئی ملک نہ رہی لیکن تمام طرفدار ملک احمد
بھری کے سوا مدت دراز ملک حسب ظاہر اطاعت کرتے تھے اور اطاعت انکی منحصر سپہی کہ اگر سلطان قاسم یہ
ترک کی تکلیف کے سبب لشکر کسی طرف کھینچا تھا اور یہ صرف ہمارا ہی میں دیکھتے تھے مع افواج اپنے کمال عظمت اور
شوکت سے کہ شاہ کا قتل کے مقابل کچھ دیکھا کی نہ تھا تھا فاقہ کرتے تھے اور جب بادشاہ عازم مرجعت ہوتا تھا
اتھارے راہ سے جدا ہو کر ہر ایک اپنی ولایت کی طرف رجوع ہوتا تھا اور سفر میں بھی بادشاہ کے وبار میں حاضر ہوتے
اس وجہ سے کہ بادشاہ کے وبار میں بطریق سابق سلام کرنے کا اتفاق ہو گا اور ملک احمد بھری کہ لشکر شاہ کو متواتر
لشکر ٹیٹے تمام جہان میں بدنام تھا کسی سفر میں ہلای نہ کرتا تھا شہر احمد نگر میں بنیاد استقامت کی ڈال کر
طریق شاہانہ اور روش خسروانہ اختیار کی تھی اور انکی یوسف عادل خان اور فتح اللہ عباد الملک کے پاس بھیج کر
خطبہ اور لوازم بادشاہی میں مبالغہ کر کے ایسا مقرر کیا کہ تینوں شخص بالاتفاق اظہار شعار بادشاہی میں مشغول
ہو رہیں اور پردہ حجاب سے برآمد ہو کر علائقہ بیچ وقت فرست بادشاہی پر چوب مارین اس واسطے حضرات مذکور نے
۹۵ شہ آٹھ سو چار سو بھری میں نام سلطان محمود شاہ کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کیا اور ۹۶ شہ آٹھ سو
ستائیس بھری میں قاسم یہ ترک سر فرست لے خواہی منصب و کالت اور طرفداروں کی اطراف اور کثافت
ننگاہ کا دستیاب کر کے منصب قہر ہارا اور اوڈیسا اور دیگر اور کلیان اپنی جاگیر مقرر کی اور چاہتا تھا کہ جو قلعے
ان پر گنوں میں واقع ہیں انھیں بھی قبضہ میں در لاؤں لیکن محافظان قلعہ نے انکار کر کے نہ دیا اور قاسم یہ پہلے
یہ امر شاہ کی تحریک سے تصور کر کے سر جملہ اطاعت ظاہری سے باہر کھینچا اور ایک بارگی پردہ حجاب شہر سے اٹھایا
اور احوان و انصار اپنے ہمراہ لیکر قلعوں کی تعمیر میں متوجہ ہوا اور دو تین مرتبہ لشکر سلطان محمود شاہ کو شکست دیکر
اسکے دفع میں آمادہ ہوا اور قریب تھا کہ شاہ کو شہر ویدر سے باہر کرے ناگاہ دلاور خان جشی جو ملک حسن
نظام الملک بھری کے خوف سے برہنہ کی طرف روانہ ہوا تھا مع لشکر مستعد وارا خلافت میں آیا اور حکم کے موافق
قاسم یہ کی دفع اور تنبیہ میں روانہ ہوا اور جنگ عظیم دو دن سرداروں کے درمیان واقع ہوئی اور قاسم یہ
شکست پاکر گلگندہ کی طرف راہی ہوا اور دلاور خان جشی نے طالع کی خورست سے اسکا تعاقب کر کے چاہا کہ
ایک بارگی اسکی سلاک چیمٹ کو درہم و برہم کرے کہ ناگاہ شہر بخیان کا رخائے تقدیر نے ایک منصوبہ تازہ ظاہر کیا
کہ ایک فیل کنارہ سے عرصہ بہا اور وڈا کر ریت کو مغلوب کیا بیان اس اجمال کا یہ ہے کہ حوالی کو لاس میں طو سائن

درمیان ایک فیل مست دلاور خان حبشی کے لشکر سے مغلیان کی کجک سے کھینچ کر اپنی فوج پر دوڑا اور بہت سپاہیوں کو ہلاک کر کے اصلاح پر نہ آتا تھا اس واسطے دلاور خان نیزہ ہاتھ میں لے کر مع جماعت جوانان کے فیل کی طرف متوجہ ہوا اور فیل اُس پر حملہ آور ہوا اور سپاہی بھاگ گئے اور دلاور خان گسکے خرطوم اتر دھامال میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور قاسم پیر اس مہربانی غیبی سے اطلاع پا کر اپنی بخت بلند سی کا اہتمام کیا اور اُسی وقت معاہدہ کر کے تمام ساز و براق اور اثاثہ شوکت پر اُس کے تصرف ہوا اور اسی طرح عصا بہ حصیان ناصیہ طغیان پر باندھ کر جس سے زیادہ نشان ضرور کا بلند کیا اور سلطان محمود شاہ سے ملے اقتضائے وقت کے موافق صلاح ملاست میں دیکھ کر تو لٹا سرکہ رسم و کن ہو مشعر عفو گناہ اور تفویض منصب و کالت اُس کے پاس بھیجا اور قاسم پیر مع جماعت خوب دار الخلافہ کی طرف متوجہ ہوا اور مسند امیر جلگی پر جلوہ گر ہو کر ایسا مستقل ہوا کہ سلطان نام کو بادشاہ و بادور مورخین سلطنت پر یہ یہ کہ اُسی سال سے حساب کرتے ہیں اور جب روز بروز اسکا استقلال زیادہ تر ہوا بطریق سائرا مرآپ کو عمدہ مروم و کن سے جانتا تھا اور نامہ رلے بجا کر کو لکھا کہ یوسف عادل حسان نے بادشاہ سے خلافت کی اد خطبہ اور سکے پر اپنا نام جاری کیا ہوا اگر آپ محمد و معادن ہو کر لشکر اُس ملک پر کھینچیں اور شہر اسکا دور کریں مدخل اور راجہ آپ کے قلعہ پر ہیکار کے بجا لگتے کہ طفل خرد سال تھاپنے کیلئے تیراج کو مع لشکر کثیر یوسف عادل خان کی ولایت پر بھیجا کہ ذیل خبر ابی ظہور میں ہو بخائیں اور قلعہ راجہ اور مدخل پر مشرف ہوا اور یوسف عادل خان کی طاقت مقابلہ لشکر بجا لگتے کہ لٹے صلح کر کے اقتصد و ادیب قاسم پیر روانہ ہوا اور لٹے ناچار ہو کر ملک احمد نظام الملک بھری کو پیغام دیا کہ یوسف عادل خان میرے اخیان کے واسطے متوجہ ہوا ہوا اگر وہ خداوند نصرت ملک کریں ہو بہترین وجہ لے درمیان سے دفع کریں تو قلعہ کو وہ اور کو کن اور پناہ اور کاکھ جو بہادر گیلانی کے تصرف میں ہو آپ سے رجوع کر دینا ملک احمد نظام الملک بھری اُسکی مدد پر مشہد ہوا اور باتفاق فخر الملک و کنی القاطب بخوجہان اور اُس کے بھائی زین خان کے باشوکت تمام احمد باد پیر کی طرف روانہ ہوا اور اُس کے قریب پہونچنے سے قاسم پیر قوی پشت ہوا اور شاہ کو جو کسی امر میں اختیار نہ کرتا تھا یہاں کر کے صفوں جنگ کی آواز کی پیشغولی ہوا اور سلطان نے جو شاہ کو قلب لشکر میں جگہ دے کر خود ہرا دل ہوا اور پیر ملک احمد کو در میرہ پر فخر الملک و کنی القاطب بخوجہان اور اُس کے بھائی کو مقرر رکھا اور اپنے فرزند کو ایک ہزار سوار سے مدد کے لیے ایک طرف کیا اور یوسف عادل خان بھی ساتھ اُس ترتیب کے کہ نہ کو ہر گاہ افواج آ رہے کہ سیف دستان کے استعمال میں مصروف ہوا اور بعد کو شمش اور شمش فراوان سلطان اور قاسم پیر اور فخر الملک و کنی منہم ہو کر احمد باد پیر کی طرف مغرور ہوئے اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بھری و کنی منہم متیم ہو کر مساعت بخت بلند کے سبب کوئی کسی پر حملہ آور نہ ہوا اور اُسی طرح اُس میں باطنی بھیج کر موافقت اور اتحاد کے بار نہ میں گفتگو کر کے ہر ایک نے جنگ گاہ سے اپنے مکان کی طرف مراجعت کی اور اُس وقت آٹھ سو نانہ سے بھری میں سلطان محمود شاہ گجراتی نے ہاشم پیر زنی کو جو اُس کے متعلقین سے تھا بزم رسالت سلطان محمد شاہ کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ بہادر سلطان نے جو تمہارے امرا کی سلک میں منتظم ہوا اور ساحل دریا پر تصرف رکھتا ہو چھوٹے جہاز بنادہ جہاز کے بوال تجارت سے جلو تھے فارت کیے ہیں اور اُس پر بھی گفتگو کر کے یا قوت حبشی کو مع دو سو جہاز مشون مردان رسی

مہاراجہ مین بھیجکر بہت مصاحبت اور مساجد مین آگ لگا کر خاک سیاہ کیا اور قتل و غارت مین بدرجہ نہایت کوشش کے
مصدر اعمال شنیعہ ہوا اور اُسکے بعد داعیہ کھڑا ہو کہ دریا کے راستہ سے بندر سورت پر لشکر بھیج کر اُسکی خرابی مین
کوشش کرے اور لشکر گجرات کا خشکی کے راستہ سے جا کر جب تک پارہ ولایت دکن سے خراب اور پائال
نکرے بہادر کے مسکن تک نہیں پہنچ سکتا اور لشکر عظیم دریا کے راستہ سے بھیجنا بھی معتذر اب مناسب ہے
کہ آپ اُسکے دفع اور منع مین کوشش فرماویں اور جو عاجز ہوویں اعلام بخشین تو دوستان قدیمی جسطور سے
کہ ممکن ہو اُسکا علاج نمود مین ہو پناہ وین سلطان محمود شاہ اس پیغام سے نہایت مسرور ہوا اور بہراہ قاسم چیک
بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے لشکر روانہ کیا اور جب تک کام دکن سے امداد طلب کی یوسف عادل خان نے
اپنے سرنوبت کمال خان دکنی کو پانچ ہزار سوار ہمراہ کر کے اُسکی خدمت مین بھیجا اور ملک احمد نظام الملک بھری
مہاراجہ خان ولد خواجہ جہان ترک کو جسے اُسکی ملازمت اختیار کی تھی اور احمد نگر مین رہتا تھا اسبقہ سپاہ سے
اردو شاہ مین روانہ کیا اور اسی طرح سے فتح امداد الملک نے بھی اپنے ایک معتد درگاہ کو مع لشکر قلیل
شاہ کی خدمت مین ارسال رکھا اور بہادر گیلانی جیسا کہ مذکور ہوا مخدوم خواجہ شہید کی سلک ملازمت مین
سرفراز تھا اور اُسکے بعد شہادت کے نجم الدین گیلانی کا ذکر ہوا اور اسوقت نجم الدین گیلانی بندر کو وہ مین
کشور خان غلام خواجہ شہید کی طرف سے بندر کو وہ کے نظام مین قیام کرتا تھا وہ اُس شہر کی کوتوالی کے سبب
شجاعت اور مردانگی مین مشہور ہوا فقہار نجم الدین گیلانی بندر کو وہ مین فوت ہوا اور بہادر کے دل مین
خداوت کی ہوس جاگزیں ہوئی اور شہدائے اکمل سواٹھا نمے بھری مین بندر کو وہ کے بندر بست مین مشغول ہو کر
کشور خان کے تمام علاقہ پر تصرف ہوا اور چند روز مین واکل اور چپول اور کلہر اور پٹالہ اور کولا پور اور سروالہ
اور تگوان اور مرج کو اپنے قبضہ مین لایا اور بارہ ہزار سوار اور پادہ پشمار ہم پہنچائے اور جزیرہ مہاراجہ کو جہان
گجرات سے تعلق رکھتا تھا لیا اور کمال خان اور صفدر خان جو شاہ گجرات کی طرف سے مع لشکر ہزار دریا کے
راستہ سے آئے تھے اُنہیں لڑا اور انھیں گرفتار کر کے مقید کیا اور اُنکا اثاثہ شاہی غارت کر کے اپنے اسباب شوکت مین
شامل کیا اور ملک احمد نظام الملک بھری اور یوسف عادل خان سوانی کے ساتھ لٹنے بٹھرنے مین برابر رہتا
سر نہ جھکاتا تھا بلکہ قلعہ جام کھنڈے جو یوسف عادل خان کے وسط ولایت مین تھا حسن تدبیر سے اُسے بھی
اُسکے آدمیوں کے قبضہ سے برآوردہ کر کے اس فکر مین ہوا کہ اُسے بھی بجا پور سے بھاگے اور چونکہ دفع اسکا
بآسانی میسر نہ تھا دونوں بزرگوار اُس سے طریق مدارا اور مواسا مسلوک رکھتے تھے یہاں تک کہ سلطان
نحو بنفس نفیس اُسکے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بھی دونوں نے
اس امر کو اپنے اقبال سے تصور کیا اور چہنیا گزرا سلطان کی مدد کے واسطے روانہ ہوئے سلطان محمود شاہ نے
اول بہادر گیلانی کو فرمان بھیج کر سلطان گجرات کے نوشتہ سے اعلام کیا اور لکھا کہ کمال خان اور صفدر خان کو
مع اُن اشیاء کے جو ہازون مین تھی شاہ گجرات کی درگاہ مین بھیج بہادر گیلانی نے جب متنا کہ حد تک سلطان کا
فرمان لاتا ہوا اپنے راہزورن اور محافظون کو لکھا کہ اُسے قبضہ مرج سے آگے نہ بڑھنے دینا اور زبان جرأت کی
لاف و گداز مین کھولی اور جب یہ خبر سلطان کے سمع مبارک مین پہنچی اور افواج ملکی بھی سب جمع ہوئی

بھوج متواتر اسکی دفع میں متوجہ ہوا اور بعد قطع مراحل وسط منازل جب قلع جام کھنڈے میں پہونچا قطب الملک
 وکنی کو جو بظرافت رنگ تھا اسکی فتح کے واسطے مامور کیا اور جماعت گیلانی جو بہادر گیلانی کی طرف سے
 اس قلعہ میں تھی بالائے برج آن کر جنگ میں مشغول ہوئی ناگاہ ایک تیر قطب الملک وکنی کے سینہ پر لگا
 اور آن واحد میں لے بھجان کر کے مقابل سے نکل گیا سلطان نے اسکا جنازہ دار السلطنت کی طرف روانہ فرمایا
 اور سلطان قلی خواص بھدانی کو قطب الملک خطاب دیکر قصبہ کو تکرار در کی اور بعضے اور مالک تلنگ سے
 اسے جاگیر عنایت فرمائی اور چند روز میں اس قلعہ کو امان دیکر مفتوح کیا اور یوسف عادل خان کے متعلقون کو
 سپرد کر کے منگلیہ کی طرف جہان یوسف عادل خان کی مزاحمت کے خوف سے بہادر خود مقیم تھا متوجہ ہوا
 لیکن ابھی فوج سلطانی قلعہ پر نہ پہونچی تھی کہ بہادر نے وہاں سے راہ فرار پائی اور سلطان نے اس قلعہ کو
 کہ بہادر گیلانی اسکا بانی تھا اور اسی عرصہ میں اسکی عمارت اتمام کو پہونچائی تھی تین روز میں فتح کیا اور قلعہ
 کی صلاح سے برج کی طرف روانہ ہوا اور بعضے سردار بہادر گیلانی کے کہ اس تین روز میں قلعہ میں آکر متحصن
 ہوئے تھے پھر قاسم بریک کے مداخلہ میں مشغول ہوئے اور وہ ان کے حاکم نے میدان میں آکر آتش جنگ کو
 مشتعل کیا اور ان میں کے اکثر مقتول ہوئے اور بقیۃ السیف سانپ کے مانند یورخ قلعہ میں داخل ہوئے
 اس صورت میں قاسم بریک اور تمام اہل نے یہ صلاح کی کہ مورچے قیمت کر کے اطراف سے چند ترنگ قلعہ کے اندر
 لیجاوین تو قلعہ کا پانی خنذق میں در آوے اور بے آبی سے ہتھیاری ہلاک ہووین اور ہر برج کے مقابل
 ایک برج باہر تیار کرین تو راہ فرار مسدود ہو آخر قلعہ دار نے حیران ہو کر امان طلب کی اور سلطان نے قاسم بریک
 استرنا سے امان دی اور دو سو گھوڑے عراقی اور عربی بہادر گیلانی کے نائب کے مع اسلحہ فراوان متقیاب ہوئے
 اور بہادر کے سپاہیوں کو آگاہ کیا کہ جو نوکریو وے اسے اٹھارہ وظیفہ اور جاگیر دیوین اور جو کہ بہادر گیلانی کے پاس
 جاوے راہدار اسے گھوڑے اور اسباب سے متعرض ہنودین متعلقون نے عرض کی کہ ہم کو نہ بہادر گیلانی کے
 روبرو جاوین گھوڑے اور ہتھیار ہائے ضائع ہوئے اور قلعہ ہمارے قبضہ سے نکل گیا اس زیست سے
 مزاحمت ہو اگر سلطان ہمارے قتل کا حکم کرے بہترین عنایت ہوگی سلطان کو اس جماعت کا اخلاص پسند آیا
 اور محفوظ ہو کر فرمایا کہ تمام گھوڑے اور ہتھیار ان کے سپرد کر کے بہادر گیلانی کے پاس بھیجین اور یہی عرصہ میں
 مریچ سے کوچ کر کے پیادہ کی طرف سوار ہوا اس وقت بہادر گیلانی کے دوستون میں سے ایک جماعت نے
 جو اردوے سلطانی میں تھی اسے یہ پیغام دیا کہ سلطان تیرے اوپر نظر عنایت مبذول رکھتا ہے اگر تھیکش بھیج کر
 ابواب معذرت مفتوح کرے یقین ہو کہ یہ مالک پھر تجھے رزائی کو کے مرحبت فرماوے بہادر گیلانی نے
 اول نصیحت دوستو پر عمل کر کے خواجہ نعمت اللہ تیرینی کو جو مرد مشار الیہ تھا اظہار بندگی اور اخلاص کے واسطے
 اردوے سلطانی میں روانہ کیا اتفاقاً جس روز کہ خواجہ نعمت اللہ آستان بوسی سے شرفیاب ہو کر حق رسالت بجا لایا
 بخشہ بے منت نے اسی دن کہ ستائیسویں ماہ رجب سنہ مذکور کی تھی شاہ کو فرزند موسوم باحمد کرامت فرمایا
 اور اس خسرو با اقتدار نے تلج اپنے نور بصر کے ذریعہ فرق کر کے جشن کی جرم آگراستی اور قاسم بریک کی صوابد پر سے
 خواجہ نعمت اللہ کی محنت قدوم کا بہانہ کر کے بہادر گیلانی کی تقصیرات معاف کیں اور یہ ارشاد کیا کہ وہ اگر

ہمارے ملازمت کو حاضر ہوئے اور دوزخ میں اور مال مقرر ہاری کچھری تحصیل میں پہونچا دے قلعہ اور
 بادشاہ کے جوش کے تصرف سے برآوردہ ہوئے ہیں پھر ساتھ لے کر مقرر اور مفوض رکھوں خواجہ نعمت اللہ
 یہ مژدہ شکر بہادر کو خط لکھا کہ تو خط ہذا پڑھتے ہی آپ کو جلد شاہ کی خدمت میں پہونچا تو تیرے متمسک
 درجہ قبولیت کو پہونچیں جب مکتوب خواجہ کا اُسے پہونچا پھر نہ ان غرور نے بیضہ عجب دیندار کا اُس کے
 کلخ و داغ میں رکھا اور اس معنی کو شاہ اور قاسم پریدہ کے عجز و زبونی پر گمان کر کے پیغام دیا کہ میں چاہتا ہوں
 کہ سال خطیابنا شہر احمد آباد بیدر میں پڑھوں اور سال آئندہ احمد آباد گجرات میں اور حالانکہ قاسم پریدہ خیال
 فقط یہ تھا کہ اگر بہادر کو مستاصل کر دینا یوسف عادل خان بعد مراجعت شاہ اس ولایت پر زور خود متصرف
 ہو گا الغرض شاہ یہ خبر سنا کر زیادہ سے کلہر کی طرف آیا اور قلعہ کلہر کو وہ بھی بہادر گیلانی کے اتار سے تھا
 منفتح کیا اور قصبہ کو غارت کر کے اس کے آخری میں راسخ اور جازم ہوا اور بہادر گیلانی قلعہ مرج اور کلہر کی
 فتح سے متحیر ہوا اور سمجھا کہ قلعہ تدریر سے خطرارتکاب کیا ہوا اور اس درمیان میں ملک شمس الدین طسار می
 جو بہادر گیلانی کی طرف سے حاکم و اہل کا تھا قصبہ کلہر کی غارت کا سن کر اتفاق زمیندار ان اس حدود کے
 سلطان کی ملازمت میں حاضر ہوا اور بہادر گیلانی زیادہ تر دریسے اضطراب میں پڑ کر قلعہ پٹالہ میں کہ اس
 حدود میں اس قلعہ سے محکم تر نہیں ہو رہا چونکہ وہ جلد مفتوح نہیں ہو سکتا تھا اس واسطے سلطان کو لا پور کی طرف
 متوجہ ہوا کہ وہ اپنے دریسے بندر و ایل کے تماشا کو روانہ ہو دے بہادر گیلانی نے تصور باطل قلعہ پٹالہ سے
 برآمد ہو کر بسبیل ستیجھال اپنے تئیں کو لا پور پہونچا کہ سلطان کا سدراہ ہو کر خود حرب گرم کروں اور آتشہر کو
 صولت شاہی سے ہراسان ہو کر بھاگا اور بہت آدمی اُس سے کٹا یہ کٹش ہوئے اور کچھ اسمین سے شاہ کی
 ملازمت میں حاضر ہوئے اور بعض یوسف عادل خان کے پاس گئے اور بادشاہ نے قاسم پریدہ کی صلح سے
 فخر الملک و کئی الخاٹب پنجاب جو ان حاکم پرندہ کو کہ اس سفر میں ہمراہ رکاب غناع عین الملک و میدہ خان
 لشکر احمد نظام الملک بھری کو قلعہ پٹالہ اور اُس فوج کے ضبط اور سرانجام کے واسطے بھیجا تاکہ بہادر گیلانی قلعہ
 پٹالہ میں آپ کو نہ پہونچ سکے اور سلطان خود کو لا پور میں پہونچا جو موسم برسات تھا وہاں مقام فرمایا اور بہادر گیلانی نے
 جب اس راوہ سے اطلاع پائی اوج استکبار سے افتخار کے گھٹنے میں گرا اور پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور
 خواجہ محمد الدین کے بندر بیہ حریتہ بھیج کر پیغام دیا کہ اگر سلطان قول نامہ اپنی مہر قدس اور ملک قاسم پریدہ اور
 اعیان درگاہ کے دستخط اور گواہی سے صادر فرما دے اطمینان تمام حاضر حضور ہو کر باقی عمر جادہ اخلاص سے
 تجاوز نہ کرے گا شام نے نائرہ فساد کی تسکین کے واسطے اس مرتبہ بھی اُس کی استدعا قبول کی اور موافق مدعا
 قول نامہ بھیجیا بلکہ حسب التماس خواجہ نعمت اللہ تبریزی کے زیادتی اطمینان کے واسطے مشرف الہی صدر جہان
 اور نرین الدین حسن قاضی کو بھی ہمراہ کیا اور یہ جماعت ساحل آب پر کہ حائل تھا پہونچی خواجہ نعمت اللہ تبریزی سے
 عبور کر کے بہادر گیلانی کے پاس گیا اور شاہ کے الطاف اور اُن کے شرفا اور اعیان سے اطلاع بخشی پھر اُس
 تیرہ نیت کی دے برگشتہ ہوئی اور پٹالہ کہ قدم صواب کا بادیہ تو فتن میں سنکے آخر خواجہ اُن کے ہلمیوں نے
 آنکر کیفیت بہت برہمت بیان کی اس عرصہ میں قدیم خان اور قطب الملک نے بھی آب سے عبور کر کے

آپ کو بہادر کے پاس پہونچایا اور بہادر گیلانی اُن کے آنے سے خوش ہوا اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا لیکن
 دل رنگ خوردہ اُس کا مقتل پسند و نصیحت سے پاک نہوا اور کسی کار شاد کام نہ آیا جب یہ بھی لپٹ آئے
 مشرف المل صد بہان اور قاضی زین الدین نے بھی جا کر دُرِ نضاح اُس سے ورغ نہ کئے اور بہت فمائش کی
 لیکن جو وہ راہ حق سے بہت دور تھا اور اُس کے اقبال نے مساعدت کی دفعہ واقعی میں مشغول ہو کر بولا کہ اگر
 بادشاہ قلعہ مرج کی طرف معاہدت فرمائے اور خواجہ پائے قلعہ پناہ سے برخاستہ کرے بندہ وہاں آکر ملازمت
 کرے گی سلطان محمود شاہ نے ناچار بعد مراجعت خادیم فخر الملک کنی الخا طرب خواجہ جہان کو قلعہ پناہ سے طلب کیا
 اور بہ خلعت خاص اور چنگ مرصع اختصاص دیکر بہادر گیلانی کے واسطے مامور فرمایا اور خواجہ قطب الملک
 اُن اُمرا کے باتفاق جو مسم قلعہ پناہ میں اُس کے ہمراہ تھے روانہ ہوا اور شاہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا بہادر آکر
 پناہ میں پہونچا دے اور محنت و راز ہو قطب الملک کو قلعہ پناہ کے محاصرہ کے واسطے روانہ کیا لیکن
 جب خواجہ بہادر گیلانی کے قریب پہونچا وہ سرے دن فوج آراستہ کر کے اُسکی جنگ میں مشغول ہوا اور بہادر بھی
 نہایت غرور اور استکبار سے دو ہزار سوار کہ اُنہیں اکثر گیلانی اور مازندرانی اور عراقی اور خراسانی تھے اور
 پندرہ ہزار پیادہ اور توپ اور تفنگ بسیار سے مقابل ہو کر نہایت شدت سے جنگ میں مصروف ہوئے انا گاہ
 ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر اُسکے پہلو پر پہونچا کہ مرغ نیم بسمل کی طرح پھٹک کر مرد ہوا اس درمیان میں
 زینخان خواجہ کا بھائی اور بقولے مینہ خان سپہ سالار ملک احمد نظام الملک بھری نے بضر نیزہ اُس کو
 خانہ زین سے جدا کر کے خاک مذلت پر ڈالا اور خواجہ نے سر پو غرور اُسکا کاٹ کر مظفر منصور ہو کر علم مرحمت
 بلند کیا اور شاہ نے اُسے دو ہزارہ خلعت خاص اور کر بن مرصع اور سپ تازی اور ایک زنجیر نعل عنایت فرمایا
 اور لفظ خدم اُسکے خطاب میں زیادہ کی اور بعد دو تین دن کے قلعہ پناہ میں گیا اور تاشا کر کے عین الملک کنفانی کو
 بندہ کو وہ کی طرف بھیجا تو اُسکے بھائی ملک سعید کو دلا سا کر کے مع مال اور جہات حضور میں لاوے اور قاسم پر یہ
 ترک کی صلاح سے جاگیر بہادر گیلانی کی ملک عین الملک کنفانی کے تفویض کر کے ایک جماعت مخصوص کر کے
 کہ قاسم پر یہ بھی اذ انجلہ تھا بندہ ولے کی طرف سوار ہوا اور سواصل وریا کا تاشا کر کے عازم مرجعت ہوا شاہی راہ میں
 جب اطراف بیجا پور میں پہونچا یوسف عادل خان نے اپنی بھیجو کردم میمنت لزوم کی التماس کی اور سلطان نے
 اُردو کو دار الملک کی طرف روانہ کیا اور خود مع قاسم پر یہاں ایک جماعت مخصوص کر کے بیجا پور میں آیا
 اور کالا باغ میں جو ساختہ ملک اتجار محمود کاوان الخا طرب خواجہ جہان تھا نزول کیا اور عیش و عشرت میں
 مشغول ہوا اور خان مغری الیہ نے پیشکش کرنے اور لوازم ضیافت میں نہایت کوشش کی اور سلطان بعد
 دو ہفتہ کے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور قاسم بیدر کی صلاح سے سلطان محمود شاہ گجراتی کو گھوٹے تازی
 اور نقد یعنی زر مرغ اور سفید مرحمت فرمایا اور مورخین کا اتفاق ہو کہ پانچ من مروارید بوزن دہلی اور پانچ
 زنجیر نعل اور ایک خنجر مرصع برسم ہونفات سلطان محمود شاہ گجراتی کے واسطے گجرات بھیجا اور کمال خان اور
 صفدر خان اور تمام مردم گجراتی کو جو بہادر گیلانی کے محبس میں تھے مع بیس جہاز کہ بہادر مذکور نے
 غارت کیے تھے شاہ گجرات کے متعلقوں کے سپرد کیے اور سترہ نو سو ایک چری میں ملک قطب الملک

بہرائی کو جو سلاطین قطب شاہیہ کا جہد و تمام ملک تنگ کا طرفدار کر کے گلگتہ اور ورنگل کو
 اسکے جاگیر قدیم پرافزون کیا اور دستور دینا حبشی جو قطب الملک دکنی کے مقتول ہونے کے بعد ورنگل کا
 طرفدار ہوا تھا معزول ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے حملہ کے موافق حسن آباد گلبرگہ اور ساغر مع مضافات
 اسکے جاگیر مائی اور جو یہ مقدمہ شاہ کے سبب مبارک مین پہونچا یا تھا کہ منصب دار امرے کبار کی تقویت
 کے سبب باغیگری کے باعث ہوتے ہیں قاسم بہید کی تحریک سے امرے کے سوا تمام منصب دار و نو جو دستور
 دینا حبشی کی جماعت مین داخل ہوئے تھے اس سے جٹا کر کے خاصہ شعل مین جمع کیا اور اس وقت سے ایک
 منصب داران دکن داخل امرانہوئے شل سدا رون کے ملک لشکر خاصہ شاہی مین رہتے ہیں درنہیں ہرگز
 اور حوالہ داکتے ہیں اور سید اشرف دکنی سے کہ جسے سلطان محمود شاہ کی خدمت کی تھی مین نے سنا ہے
 کہ بیستی سے پانصدی تک کو منصب دار کتے تھے اور پانصدی سے جو بالا تر ہوتا تھا اسے امرے کے
 زمرہ مین شمار کرتے تھے القصد دستور دینا حبشی منصب دارون کے جدا کرنے سے دلگیر و ناراض ہوا اور
 باتفاق عزیز الملک دکنی کے علم مخالفت کا بن لکھا اور سات آٹھ ہزار حبشی اور دکنی فراہم لاکر بیت ملک تنگ
 کو ولایت گلبرگہ کے نزدیک تھی شاہ کے بلا حکم متصرف ہوا اور شاہ نے قاسم بہید کی صلاح اور ہدایت سے
 یوسف عادل خان سے ملک طلب کی اور یوسف عادل خان نے اس طرف لشکر بھیجا اور شاہ اور قاسم بہیدی
 اس سے ملے ہوئے اور دستور دینا حبشی اور عزیز الملک باتفاق جمیع امرے دکنی اور حبشی منصب منہدی
 کے قریب صفوف حرب آراستہ کر کے شاہ کے مقابل آئے بیت دو لشکر ہم بر کشیدند کوس پڑ چو شطر بے
 از علاج و آرزوس و اس کے بعد طرفین حرب و ضرب مین مشغول ہوئے لیکن سہنرم اجمع دیولون الدبر کا
 مضمون حبشیوں کے چہرہ احوال پر چمکا یوسف عادل خان کے تردد ہائے مردانہ کی برکت سے کہ سردار حسین تھا
 باغیہ پر شکست پڑی اور دستور دینا حبشی زندہ اسیر ہوا اور شاہ نے اسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور آخر کو
 یوسف عادل خان کی سفارش سے اسکی جان بخشی ہوئی اور پھر اطلاع حسن آباد گلبرگہ اور ساغر و اندر وغیرہ
 نوازش فرمائی اور اموال اسکے سے جو کچھ سرکار مین لائے تھے واپس دیکر قلعہ ساغر کی طرف روانہ کیا
 لیکن چونکہ بعض سرداران معرکہ نہا بھاگ کر اس قلعہ مین پناہ لیکر متحصن ہوئے تھے انھیں محاصرہ کیا
 چنانچہ جوانان پیکار طلب نے حملہ اول مین حصار اولین کو فتح کیا پھر متحصنون نے آپ کو حصار بالائین کھینچا لیکن
 تاب مقاومت اپنی سے منقود و دیکھ کر بعد چند دن کے ان طلب کی اور قلعہ کو سپرد کیا اور شاہ اسے
 یوسف عادل خان کے تفویض کر کے دارالملک کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے نو سو دو ہجری مین یوسف غلام دکنی
 اور میرزا شمس الدین اور نعمت الہی اور قفرش خان دکنی اور ایک جماعت جو سلطان کی ملازمت مین قرب اور
 منزلت رکھتے تھے درمیان مین ایک دوسرے کے اور اتراک دو تھانہ کی معیت کی اور قاسم بہید اور دوسرے
 ترک نے اٹلی کیفیت اتفاق پر اطلاع حاصل کی اور علاج و قصد کے وقت سے شیر کر کے سیرنہاں لدین
 اور قفرشخان دکنی اور یوسف غلام دکنی کو مع تمامی سنازد مقتول کیا اور پھر دوسرے ترکون اور دکنیوں کے
 قتل مین جو اس معاملہ مین شریک تھے مشغول ہوئے اور شاہ نے خود سوار ہو کر آتش نہایت غارت و قتل عام کو

ساکن فرمایا اور اس مجتہد کے باعث ازراک سے رنجیدہ ہو کر ایک مہینے کا کل انکا سلام نہ لیا اور آخر شاہ محراب مد کے وسیلہ سے پانچویں کو حاضر ہوئے اور معذرت کی اور شاہ نے جبراً اور کرہاً ان کا جرم معاف کیا اور کو از م غفلت اور بی خبری میں کہ مراد شرب اور استماع فنائیت اور معاشرت پر یہ ویان سر و قد سے مشغول ہوا اور ایک بار گئی اسکا رعب اور دہرہ تمام ادنیٰ اور اعلیٰ کے دونوں سے دور ہوا اور کشتہ نو ستون ہجری میں سلطان محمود شاہ نے ارادہ کیا کہ بی بی سنی دختر یکسالہ یوسف عادل خان کو شاہزادہ احمد کے واسطے جو چار برس کا تھا خواستگار دی کرے اور بعد کئے کئے اور آمد و شد مردان جاہلین کے یہ مقرر ہوا کہ حسن آباد گلبرگہ میں جشن شادی طوسی مرتب کر کے قواعد عقد و توقع میں آویں اس واسطے شاہ حجازہ اور وہ خان والا شان گلبرگہ میں آن کر اسباب سمانی کے تہیہ میں مشغول ہوئے اور شانے جشن و سرور میں قاسم برید اور ڈیوٹ لیسہ اور اوڈیگر سے اور خیر الملک و کئی الخاطب بخواجہ جہان طبع پرندہ سے شاہ کی بساط بوسی سے فائز ہوئے اور ان کے دربار قاضی عبد السمیع عسکر نے عقد مناکحت ہاندھی اور یون تمین ہوا کہ جب عرس عرس برس کی ہوشا ہزارہ کے سپرد کریں اور ابھی کو از م جشن و طوسی درمیان میں تھے کہ دستور دینار اور یوسف عادل خان نے قطع گلبرگہ پر نزاع کی کہ واسطے کہ مقصود یوسف عادل خان کا یہ تھا کہ حسن آباد گلبرگہ والند اور گنجوتی اور کلیان اسے قبضہ میں لے لے کہ اسکی ولایت اور سلطان سے فاصلہ اجنبی نہ رہے اور دستور دینار کا ارادہ یہ تھا کہ بجا پور سے آب پورہ کے کنارے تک یوسف عادل خان کے تصرف میں رہے اور حسن آباد گلبرگہ اور انگیر گنگ کی سرحد تک میرے قبضہ میں رہے اور جو شاہ کو اس قسم کے امور میں دخل مطلق نہ تھا اس واسطے دستور دینار قاسم برید کے پاس پناہ لیگیا اور صحبت طولا تی ہوئی اور قاسم برید اور یوسف عادل خان کے درمیان خشونت اور نزاع واقع ہوئی تاکہ قلع الملک ہمدانی نے اتحاد نہ ہی کے سبب یوسف عادل خان کی طرف میل کیا اور قاسم برید متوجہ ہو کر اپنے بٹے بیٹے جہانگیر خان اور دستور دینار اور خواجہ جہان کے ہمراہ بالند کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک قلع الملک ہمدانی اور ملک الیاس اور عین الملک بساط جشن و طوسی تہ کر کے شاہ کی ملازمت میں حاضر ہو کر اس جماعت کی تادیب اور گوشمال میں متوجہ ہوئے اور گنجوتی کے اطراف میں فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی اگرچہ ملک الیاس اور عین الملک نے مزہ شہادت پایا لیکن قاسم برید اور خواجہ الملک و کئی الخاطب بخواجہ جہان منکسر اور منہزم ہو کر اوڈیوٹ لیسہ اور زبہ کی طرف راہی ہوئے اور یوسف عادل خان کا تسلط اور استقلال افزون ہوا اور رفتہ رفتہ یہ فہم ہو گئی کہ شاہ اس کے روبرو تخت پر اجلاس لے رہا تھا اور میان محمد بڑا بیٹا عین الملک مقتول کا یوسف عادل خان کے اقباس سے موافق جاگیر پر پر سر فراز ہوا ہر ایک نے سلطان اور خان سے نصرت لیکر اپنے مسقر آسائش کی طرف معاودت کی اور قاسم برید پھر فرصت پا کر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مدد کالت میں دستور قدیم مشغول ہوا اس مرتبہ ایسا کیا کہ شاہ کو تشنگی کے وقت پانی بغیر اذن اس کے میسر نہ ہوتا تھا اور کشتہ نو ستون چار ہجری میں عادل خان لشکر دستور دینار کے سر پر لیگیا اور وہ حسن آباد گلبرگہ سے بھاگ اور قاسم برید کی تجویز سے آپ کو ملک احمد نظام الملک کے پاس مہم بچایا اور جو ملک اس نے اس کی ارادہ اور اعلانت کی یوسف عادل خان تاب مقاومت نہ لایا وارا سلطنت بعینہ کی طرف روانہ ہوا اور شاہ نے آدھی ملک

انعام الملک بھری کے پاس بھیجا کہ امانت سے منع فرمایا اور کہنے رعایت ادب شاہ کر کے دست تعرض لایا بات
یوسف عادل خان سے کوتاہ کیا اور ایک مرتبہ راشت پائے سر پر خلافت میں اس مضمون سے مرسول رکھی کہ
دستور دینا اور مطلق حسن آباد اور غلام قدیم اس آستان سے ہو اور یوسف عادل خان اس سے ہمیشہ تمام رعایت
اور خاصیت میں رہتا ہو اگر امر عالی نفاذ پائے کہ من بعد غبار فساد کا ہر پانکڑ سے عواطف شاہنشاہی اور ذرہ
پرورہ می سے بعید نہ ہوگا اور یوسف عادل خان نے سلطان کے اشارہ کے بموجب اس سال دستور دینا کو
جان کی امان دی اور سترہ سو دس بھری میں قائم ہریدوت ہوا اور اسکا بیٹا امیر بریدہ شہ کا قائم مقام ہوا اور
باپ سے سو درجہ زیادہ سلطان کی محبت میں مشغول ہوا اور سلطان کو سید غل مطلق کیا اور اس سال یوسف عادل خان
فرصت پا کر میان محمد خلف الصدق صین الملک کے ہمراہ گلابرگ میں گیا اور دستور دینا سے جنگ کر کے
اسے قتل کیا اور اسکی جاگیر پر تصرف ہو کر بجا پور میں عطیہ مذہب امامیہ کا پڑھا اور وہ امر کہ ابتداء سے ظہور اسلام سے
اس روز تک ہندوستانی واقع ہوا تھا سترہ سو کیا اس واسطے ابائی و کن اس سے متفرق ہوئے اور سلطان محمود شاہ نے
امیر بریدہ کی تکلیف سے ملک قطب الملک بھانی اور فتح السعداء الملک اور غلام خان جیشی کو لکھا کہ اس وقت
یوسف عادل خان کسی وجہ سے جاوہ اعانت میں قدم نہیں رکھتا اور نشان خصوصیت کے بلند کیے ہیں بطریقہ
روافض مبتدعہ کو ملاوہ اسلام میں ظاہر کیا ہو چاہیے کہ ہر فرد و درفران سعادت نشان درگاہ کی طرف متوجہ ہو وین
اور ہر ایک فرمان کے ماہر پر غلط تعلیق بظلم جلی یہ بیت مرقوم فرمائی جیست باسباب شوکت چنان غرہ شہ
کہ خورشید و چشم او ذرہ شہ اور ملک قطب الملک بھانی مع جمیع امر لے لنگ و گاہ کی طرف متوجہ ہوا اور فتح اللہ
عادل الملک اور خداوند خان جیشی تامل اور توقف کر کے ہذر خواہ ہوئے سلطان اور امیر بریدہ مضطرب ہوئے اور
الحی ملک احمد نظام الملک بھری کے پاس بھیجا کہ طالب ہوئے اور ملک احمد نظام الملک اور فتح الملک و کنی
و طالب بنو اجہ جان مع جمیعت عظیم برسرعت تمام احمد آباد و بریدہ کی طرف متوجہ ہوئے اور سلطان سے جہانے
اور یوسف عادل خان نے صلاح اعلیٰ جنگ میں مذہبی ساغر اور من آباد اللہ کو دریا خان اور فتح الملک ترکہ کے
سپر و کر کے اپنے فرزند اسماعیل کو جو فضل شیر خوار تھا ہمراہ کمال خان سر فریت اور اولے معتبر کے مع فضل و غزائے
بجا پور کی طرف بھیجا تو قلعہ میں داخل ہو کر ضبط مالک میں کوشش کریں اور خود باغ ہزار سوار بریدہ اور کار آمد
ہمراہ لیکر ہار کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ اور امیر بریدہ اور ملک احمد نظام الملک اور فتح الملک و کنی
اور قطب الملک بھانی اس کے نقاب میں مصروف ہوئے جس مقام سے کہ یوسف عادل خان کوچ کرنا تھا ایسے میں
قیام کرتے تھے ہر لشکر کے کلاں میں جو مضرب خیام فتح السعداء الملک تھا پہونچے اور فتح السعداء الملک نے اسوقت
صلاح یوسف عادل خان کی حمایت میں مذہبی بولا جو سلطان ہمراہ ہوا اسکی جنگ میں اقدام کرنا حسن ادب سے
بعید معلوم ہوتا ہو بہتر یہ ہو کہ تم چند روز برہانپور میں اقامت کرو تو ہم اس بجٹ کی ایک صورت نکالیں
یوسف عادل خان یہ امر قبول کر کے برہانپور گیا اور فتح السعداء الملک نے آدمی احمد نظام الملک بھری اور
قطب الملک بھانی وغیرہ کے پاس بھیجا پیغام دیا کہ امیر بریدہ کی پچاسے والے اسکو و باہ و کنی جانتے ہیں
چاہتا ہو کہ یوسف عادل خان کو درمیان سے دفع کر کے اقطاع بجا پور پر خود تصرف ہو اور وہ جو قوت فی ہنگام

اور شاہ کے قبضہ اختیار میں ہو نتیجہ خوب نہ نکلا اور غنقریب اسکا ضرر دوسرے کو پہونچ گیا صلاح یہ ہے کہ تم سب اپنی اپنی طاقت کی طرف بازگشت کرو تو میں شاہ کو مرکز شاہی کی طرف پھیر دوں ملک احمد نظام الملک بھری اور قطب الملک ہمدانی نے فتح احمد عداد الملک کے مشورہ پر عمل کر کے کوچ کیا اور شاہ کی بلا اجازت اپنے ملک کی طرف نہ اہی ہوئے اور علی الصبح فتح احمد عداد الملک نے عریضہ شاہ کو لکھا کہ صلاح دولت یہ ہو کہ شاہ مستقر خلافت کی طرف مراجعت فرماوے اور یوسف عادل خان کے جرائم پر قلم غفور کھینچے اور شاہ نے امیر برید کے انویسے یہ امر قبول نہ کیا اور چاہا کہ امیر برید کے اتفاق سے بجا پور پر چڑھائی کر کے یوسف عادل خان کے تصرف سے برآوردہ کرے یوسف عادل خان نے خبر مراجعت ملک احمد نظام الملک بھری اور قطب الملک ہمدانی وغیرہ شنکر بسرعت تمام آپکو برہانپور سے فتح احمد عداد الملک کے پاس پہونچایا اور دونوں باتفاق اخراج آراستہ کر کے بقصد جنگ اردوے شاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور امیر برید نے طاقت مقابلہ اپنے میں نہ لیکر مال و اسباب اس مقام میں چھوڑا اور سلامتی کو غنیمت جان کر شاہ کے ہمراہ رکاب احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان اور فتح احمد عداد الملک اور فخر الملک دکنی الخاطب بنوا جہان شاہ نو سو سولہ بھری میں قضاے الہی سے فیرت ہوئے اور اولاد انکی ساتھ اس تفصیل کے کہ مشر وعا گذارش ہوگی مسند کامروائی پر حلیہ گر ہوئی اور امیر برید حکومت بجا پور کو اپنی قصد کر کے اس کے تغیر میں زیادہ سامعی ہوا لیکن کچھ اڑا سپر مترتب نہاد دولت و سلطنت اس خاندان کی اس وقت تک کہ تاریخ بھری ایک ہزار اور تیس سو تالیف آسانی سے صفت دوام اور بقا کی رکھتی ہو اور سولہ نوموا تھا رہ بھری میں قطب الملک ہمدانی بھی سلطنت کی فکر میں ڈراما بادشاہ کا عطیہ سے گرا کر فوت شاہی پنج وقتی جانے لگا اور شاہ کے واسطے ہر مہینے میں پانچ ہزار ہون نختی بھیجتا تھا اور سولہ سو بیس بھری میں امیر برید فکر محال میں پڑا اور فتح احمد عداد الملک اور قطب الملک ہمدانی کو قریب سے کر دروازہ خزانہ ہیمنہ کا گھولا اور محبت فراوان ہم پہونچا کر شاہ کے ہمراہ دار السلطنت سے برآمد ہوا اور دستور دینار کے متبعین مسی جہانگیر خان کو دستور الممالک خطاب دیکر حسن آباد گلبرگہ کو کہ اسماعیل عادل خان کے تصرف سے برآمدہ کیا تھا اسے جاگیر دیا اور وہ گھوڑے عرصہ میں دو تین ہزار دکنی اور حبشی فراہم لاکر آب پتہوں کے اس پار کے قلعوں تک سواے ساغر سے لدرک تک اپنے ضبط میں لایا اور اسی یورش میں شاہ اور امیر برید نے برہان نظام الملک بھری اور قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی اور میں ہزار آدمی لیکر آب پتہوں سے عبور کر کے کوپچ برکوچ کرتے ہوئے بجا پور میں آئے اور اسماعیل عادل خان صحلے قصبہ ان پور میں کہ شہر بجا پور کے کنارے واقع ہے لشکر آہستہ کر کے جنگ میں مصروف ہوا اور امیر برید کو بحال اتر میدان قتال سے ہریمت دی اور سلطان محمود شاہ کہ گھوڑے سے گر کر بھری ہوا تھا مع شاہ ہزارہ احمد معرکہ میں رہا اور اسماعیل عادل خان وہ فظیم اور کریم جہا بادشاہوں کے لائق ہو بجالایا اور چاہا کہ بادشاہ کو بجا پور لجاوے شاہ کمال انفعال سے انکار کر کے قصبہ السند پور میں فروکش ہوا اور میرزا العطف السند شاہ محسب السند کے دشمن کی عقل میں مشغول ہوئے اور وفاداری اور خدمت شائستہ میں کچھ کٹی کی اور شاہ بعد چند روز کے اسماعیل عادل خان کے ہمراہ حسن آباد گلبرگہ میں گیا جشن طوی عظیم فرمایا اور بی بی سنی خواہرا اسماعیل عادل خان کو کہ شاہ ہزارہ کے قصد میں تھی اسے سیر کیا

اور چار پانچ ہزار سوار سہیل عادل خان سے ملکر لیکر احمد آباد ویدر کی سمت توجہ فرمائی امیر برید شہر نالی کر کے
 قلعہ دہلیسہ میں گیا اور شاہ نے بخاطر جمع لینے مرکز کی طرف قرار کیا اور اسے سہیل عادل خان نے جب شناکہ
 امیر برید برہان نظام الملک بھری سے ملتی ہو کر مع لشکر عظیم شہر ویدر کی طرف متوجہ ہوا ہو صلاح توقف میں نہ کی
 جلد مرہجت کی اور امیر برید نے سہیل استعجال احمد آباد ویدر میں آنکر بہستور سابق شاہ کو نگاہ رکھا اور سہیل
 عادل خان کی خوشی کے سبب سکی ہوشیاری اور محاذ فطرت اور سخت گیری میں نہایت کوشش کرنا تھا پہلے کہ
 شاہ تیناک ہو کر احمد آباد ویدر سے بھاگا اور آپ کو کاویل میں علاء الدین عماد الملک کے پاس پہونچا کہ احانت
 طلب کی اور علاء الدین عماد الملک اسکا اعزاز بہت کر کے اسے ہمراہ امیر برید کے واقع کرنے کے واسطے روانہ ہوا
 اور پنجگجہ کے حوالی میں پہونچا امیر برید قلعہ بند ہوا اور ملک کے واسطے آدمی برہان نظام الملک بھری کے پاس
 بھیجے اور اسے فخر الملک دکنی الخاں طلب بخوجہ جہان کو اسکی مدد کے واسطے روانہ کیا اور امیر برید اس سے جا ملا
 اور باتفاق افواج آراستہ کر کے سلطان اور علاء الدین عماد الملک کی جنگ میں متوجہ ہوئے اور عماد الملک بھی
 سہیل دھرم کی ترتیب میں مشغول ہو کر عازم مصافحہ ہو آئین صفت آدائی کے وقت سلطان غسل میں مصروف تھا
 اور عماد الملک نے اپنے ایک معتد کو شاہ کی طلب میں بھیجا کہ یہ پیام دیا کہ آتش جنگ افر و خنہ ہو چکا ہتی ہے
 آپ بھی تشریف لائیے ایلی نے جب شاہ کو غسل میں مشغول پایا اندر سے اعتراض بولا جو بادشاہ نہ بوقت جنگ
 غسل میں مصروف ہووے یقین کہ امر اکادست نشان اور دست نگر ہوگا **میت** ہر کہ باہل و کالی پوسٹ ہوا
 پائش از کار رفت و کار از دست ہوا جب یہ کلام شاہ کے گوش زد ہوا نہایت طیش آیا اور حالت غضب میں
 غیال فور گھوڑے پر سوار ہوا جب صفت کے قریب پہونچا گھوڑے کو تازیا نہ مار کر امیر برید کی معذنا میں ملحق ہوا
 اور عماد الملک جب اس قضیہ پر مطلع ہوا اپنی ولایت کی طرف بھاگ گیا اور امیر برید فائز المرام ہو کر باطنیان تمام
 شہر میں داخل ہوا اور بادشاہ کی محافظت اس طور سے کی کہ دوبارہ اسے محال قرار نہ رہی اور آئن حضرت
 دل مال و ملک سے اٹھا کر سلطان سنہری طرح کے اتراک کے ہاتھ میں گرفتار تھا امیر برید کے ہاتھ میں اسیر ہوئے
 نہ مرد و نہ مین تھے نہ زند و نہ مین تھے کس واسطے کہ تمام کو قوال اور محافظ امیر برید کی طرف انکی حفاظت کے واسطے
 اسور تھے قصبہ کہتا نہ کے سوا جو شہر سے دو فرسخ پر واقع ہوا باقی امیر برید اپنے تصرف میں لیکر اکثر اوقات
 قندھار اور دہلیسہ کی حکومت پر متغافل کرتا تھا اور کبھی کبھی محکاہ میں آنکر شاہ کو دیکھتا تھا اور اگر کبھی
 شاہ تنگی معاش سے شکایت کرتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا کہ ویرا اطراف کے کہ اصطلاح دکن میں انھیں امر
 کہتے ہن چار طرف سے دار السلطنت کے پانچ چھ کوس اودھ تک متصرف ہن اور قدر سے علاقہ
 جو میرے تصرف میں ہو نہ حاصل اسکا ٹیل دھرم اور قیلان خاصہ کو کفایت نہیں کرتا ہوا اس سبب سے
 کہ سلطان محمود شاہ اور امرکا بیٹا شاہزادہ احمد دو زبان سے رشد اور بہت فطرت اور خفیت اقل و شیش دو
 اور فراغت طلب تھے کوئی انکو ایک عظم ہوشیار نہ پاتا آخر انھوں نے شرب و کباب اور مشوق اور ساقی اور نگاہ اور
 تصرف قناعت کی اور **تلاشہ** دوستی میں فرزند خداوند خان حبشی جو ناہور کا علاقہ رکھتا تھا جب اسے
 چند مرتبہ قندھارا ورا و کیر کوتا سخت و تاراج کیا امیر برید سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ناہور کی طرف گیا اور

خداوند خان حبشی کا بڑا بیٹا شہزاد خان جنگ میں مارا گیا امیر برید غالب آیا اور اُس کے بعد علاء الدین عباد الملک نے لشکر فرار ہم لاکر ولایت ماہور کی استخلاص کے لیے امیر برید سے جنگ کا عزم کیا تو شاہ نے ماہور کو غالب خان بنجہ اور خان حبشی پر مسلح رکھ کر توابع علاء الدین عباد الملک سے کر کے مراجعت کی اور ماہ ذی الحجہ الحرام کی چوتھی تاریخ ۹۲۴ھ نو سو چوبیس ہجری میں مشور شاہی سلطان محمود شاہ بہمنی کا نشی تقدیر کے ہاتھ میں پھیدہ ہو ایسی جام کلمہ فی عمر ماہ و ہفتا سے لبریز ہو کر دست اہل سے ٹوٹا و اندالیا قی و لیس مکملہ تھی مدت اُسکی بادشاہی کی ساتھ لیسے ترزل اور انقلاب کے سینتیس برس اور تین روز تھی اور یہ بہت اُسکے فتاح طبع سے جو بہت دور بحر غم فادم و امواج پیدائے تاجہ دوست و پاز غم یا علی مدد

ذکر احمد شاہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

امیر برید جو مملکت قلیل تصرف میں لگتا تھا اور عدو اُسکے نوکروں کے تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف کے خوف سے کہ مبادا طبع احمد آباد بیڈ میں کریں نا چار ہوا اور سلطان احمد شاہ ولد سلطان محمود شاہ بہمنی کو تخت لکھنؤ بیڈ پر متمکن کر کے خطبہ اُسکے نام پڑھایا اور احمد شاہ نے روش اپنے باپ کی اختیار کی نہ گس اولاد کی طرح بے قوت پیالہ بسر نہیں لیجا تا تھا اور امیر برید نے نام سلطنت کا سپر اطلاق کر کے ایک مکان مبارک شاہانہ ادب و ان اوہد و ختان موزون و دلکش اُس کے رہنے کے واسطے مقرب کیا اور تلج مرصع بہمنیہ و ظنور اور بساط صراحی اہد قدح سلطان محمود شاہ کے کہ تمام مرصع تھے اُسکے پاس رکھ کر معین کیا کہ ہر ہذا سیاب پیش و اہتجاج بقدر احتیاج اُسکے پاس مہیا کریں اور ایک جماعت کو اُس پر تعینات کر کے حکم کیا کہ اور آدمیوں کو اُس کے پاس جانے نہ دینا اور سلطان سیر و گشت کے واسطے برآمد نہ ہونے پائے اور جو وظیفہ کہ امیر برید نے اُسکے واسطے معین کیا تھا کفایت نہ کرتا تھا اور قطب الملک جہانپانی نے بھی جو کچھ کہ ہر سال سلطان محمود شاہ کے واسطے میرتا تھا ہاتھ اُس سے کھینچا تھا اس واسطے تلج بہمنیہ کو کہ چار لاکھ چون بہ صرائس کی قیمت لگاتے تھے پوشیدہ توڑ کر بتدیج و مرد و مردارید اور یاقوت و الماس وغیرہ کلا و تون کی جماعت کو کہ اُس کے پاس آمد و شد نہ کھتے تھے دیتا تھا کہ چکر پیش و عشرت کے مصالہ میں صرف کریں امیر برید نے اس احوال سے مطلع ہو کر بہت کلاوت بون کو قتل کیا اور ہر چند سعی کی کہ جواہر دستیاب کرے کچھ اثر امیر مرتب نہوا اور سب اُسکے نہ ملنے کا یہ تھا کہ وہ جواہر جو شخص خریدتا تھا اس صحبت کے خوف سے بھلتا تھا بجا کر کی طرف پہونچتا تھا اور سلطان احمد شاہ نے فنی آدمی اسمیل مادل خان کے پاس بھیجا کہ امیر برید کی سخت گیری کی شکایت کی اسمیل مادل خان نے اعلیٰ مع تحف و ہدایا احمد آباد بیڈر کی طرف روانہ کر کے زبانی چند پیغام دیے لیکن ہندو اعلیٰ دار سلطنت میں وہ پہونچا تھا کہ سلطان احمد شاہ مجدد و برس ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ھ میں نے کچھ پیغام دیے نہ ہوتا تیس میں ہر اہل محنت ہوا

ذکر سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے جلوس کا

جب احمد شاہ بہمنی اس تیرہ خاکدان خانی سے دواع ہو کر سڑے جاوداتی کی طرف متوجہ ہوا امیر برید نے بحسب ظاہر

کو آدم خراہد ماتم و اکیلا در پندرہ روز کے قریب مہمان سلطنت کو ملتوی اور مطلق رکھا اور بعد لکھنؤ پہنچا۔
 اسی ملاحظہ سے کہ مذکور ہوا خود قدم تخت پر نہ رکھا علاء الدین شاہ کو اپنی صلاح و دولت کے واسطے نام کو
 شاہ بنایا منقول ہو کہ علاء الدین شاہ سلطان عاقل اور خردمند اور شجاع تھا اور آثار رشید اور اطوار دراک سے
 اوصل سے ظاہر اور باہر ہوتے تھے اور جانتا تھا کہ باپ اور دادا میرے خراب کردہ شراب اور سلطنت ہاختہ
 عیش و عشرت ہوئے شراب اور اکل کباب سے ہتر کر کے امیر پرید اور تمام حکام کے دفع پر کہ جنہوں نے
 ملک سرحدی اسکا تعاب سے لیا تھا ہمت مصروف رکھی اور بمقتضائے الہام فلاہم دشمن خانگی کا دفع واجب
 جا کر علامت اور تلقین بہت امیر پرید سے یہ فرمایا کہ میرے باپ اور دادا ایک لفظ بھی ہوشیار نہ تھے اور
 عالم بخیری میں سخن چینوں کی بات گوش کر کے تیری اور قائم پرید کی قدر نہیں جانتے تھے اس واسطے ضرور ہوا کہ
 تم لیسے دو کتواہ انگلی حفظ دولت کے واسطے ممانعت اور نگہبانی میں گوشش کریں اور میں ہرگز گرد شراب و مستی کے
 نہ پیر ونگا اور قد تجھ ایسے نوکر کی پہچانتا ہوں مولوں کے سپرد کرنا معنی نہیں رکھتا ہر اگر قدم تیرا در میان میں نہو
 یقین کہ حکام اطراف ہجوم لاکھ تھوڑے عرصہ میں ارالملاک پر بھی متصرف ہوں اور اس کے قطع نظر اگر خاطر تھاری
 میری طرف سے اسطمن نہیں ہوئے مگر معظمت کی طرف روانہ کر کے بفران ال زندگانی بسر کرو تیرے بیٹے باوجود
 رو باہ بازی قریب کھا کر مولوں کو دور کیا اور شاہ نے چند روز نہایت طاعت اور فروتنی کی روش اختیار کی اور
 وہ امر عمل میں نہ لایا کہ صاحب داعیہ ہونا اس سے ظاہر ہوئے آخر کو حسن تدبیر اور نہایت عقند ہی سے جیسا کہ کوئی
 شخص سپر مطلع نہ ہوئے امیر پرید اور اس کے فرزندوں کے قتل میں ایک جماعت کو متفق کر کے انھیں چاند راست کو
 اپنے محل میں مہلایا علاء الدین امیر پرید کہ ہر غرہ کو اس کے سلام کو آتا تھا علی الصبح بطریق عادت برائے سلام و مبارکباد
 ماہ نو دربار میں آیا اور ایک پیر زل کہ اس معاملہ سے اصلاح نہ رکھتی تھی اذن دخول کے واسطے باہر آئی اور
 امیر پرید کو اس مقام میں کہ نشین گاہ سلطان علاء الدین تھا تکلیف دی اور وہ مع تین چار فرزندوں اور قریبیوں
 عمارت کے قریب گیا اس درمیان میں چینیک نے ایک مردان مخفی پر غلبہ کیا ہر چہ اس نے روکا نہ دیکھی اور اس نے
 بزور و طعنے کیا اور آواز اسکی امیر پرید کے گوش زد ہوئی سمجھا کہ یہ چینیک مرد اجنبی کی ہو فوراً پلٹ بہت جلد باہر آیا
 اور اس پیر زل کو طلب کر کے استفسار کیا کہ یہ چینیک بادشاہ کی نہ تھی سچ بتا کون چھپکا تھا اور اندر کون ہے
 پیر زل نے جواب دیا مجھے اصلاح خبر نہیں ہو امیر پرید نے ایک جماعت خواجہ سراؤں کی مجلس میں بھیج کر حقیقت حال
 دریافت کی اور اس جماعت کو اپنے رو پر کچھ بلوایا اور ہر ایک کو عذاب فرما کر سے ہلاک کیا اور شاہ علاء الدین کو
 اس کے بعد کہ دو برس اور تین مہینے شاہی کی طبی معزول اور مجوس کر کے عرصہ قلیل میں ہلاک کیا اور عارفان عالمہ شاہ
 پر دشمن اور ہویا کہ اس بادشاہ سے جشن تدبیر میں کوئی تعمیر واقع نہ ہوئی آخر کو طاع کی زہونی نے کام اس
 انتہا کو پہنچایا کہ لشکر دولت اسکی کشتی حیات کا بحر فناء میں غرق ہوا میت جو ان گشتہ دور داہج شہر و دیار پشیمانہ فرشتہ
 بخت در بازار ہوا اور پرید نے من بعد شاہی علی الامین بن سلطان محمود شاہ باللاق کر کے خط سلطنت کا اس کے نام چھا
 اور شاہ ولی الامین سلطان محمود شاہ بہت ہی کی سلطنت کا
 جب شاہ ولی الامین ہوا میں بریں امیر پرید کا دست نگر ہو کر رہی اور کپڑے پر قناعت کرتا رہا اور آخر کو

اُس نے بھی اپنے استخلاص میں کوشش کی امیر ہند نے اس حال سے واقف ہو کر اُسے بھی حرم سرا میں قید کیا اور اُسکی منگو جس سے میل کر کے شاہ کے قالب عنصری کو خنجر ظلم سے شکستہ کیا اور اُسکے منہ میں قاتل کی پشیمانی سے کہ جو بہار اقبال پر سر بلند ہو پاؤں سے پھل دیا اور اُسکی منگو کو پر متصرف ہوا با عی گل جھڑی خود بر آشت و بر نخت پو باد صبا حکایتیں گفت و بر نخت پو بد عہدی دہرین کہ گل در در روز سر بر زد و غنیمت کرد و شکفت و بر نخت پو اور بعد اس واقعہ کے اُسکا چھوٹا بھائی شاہ کلیم الدین بھی جو یوسف عادل خان کا زاسہ تھا نام کو بادشاہ ہوا

ذکر شاہ کلیم الدین بن سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس اور خاتمہ کارہنہ کا

اور جب وہ تخت پر بیٹھا شاہی کے نام کے سولے اور کچھ اپنے نصیب میں لے لیکر غارت نشین ہوا اور مجلس سے بھی برآمد ہوتا تھا یہاں تک کہ سولہ نو سو تیس ہجری میں بابر بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر وہلی کو اپنے قبضہ میں در لایا اور وہ بابر بادشاہی کا عالمگیر ہوا اسماعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ ہجری و سلطان علی قلی شاہ نے مرخص اخلاص امیر درگاہ میں ارسال کیں اور شاہ کلیم الدین بھی یہ اخبار سن کر ایک اپنے مقرب کفر لباس کے مع عریضہ بابر بادشاہ کے پاس بھیجا اور خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ تقدیر کے موافق یا عدل پر ملازمان قدیمی و کن کے اطاعت و جوانب کو غصباً لیکر اس دو خواہ کو مجبور کئے ہیں اگر وہ حضرت سید عظیم اسطرف مسطوف فرما دیں اور ہندو بادشاہ کو اس گرفتاری سے نجات بخشیں مملکت بابر اور دولت آباد جہان درگاہ کی تسلیم کر دینگا اور بابر بادشاہ لے بوا بھی استقلال تمام بھم نہ ہو چاہا تھا اور شاہان ہندو اور گجرات بھی فاصلہ پر تھے کچھ اثر اُس پر مترتب ہوا اور یہ خبر فاش ہوئی اور شاہ کلیم الدین مخالفت نہ ہم جان کر سولہ نو سو چونتیس ہجری میں بیجا پور کی طرف گیا جب اُسکے مامون اسماعیل عادل شاہ نے قصد اُس کی گرفتاری کا کیا وہ مع اٹھارہ سوار وہاں سے بھی احمد نگر کی طرف بھاگا اور برہان نظام شاہ ہجری لوازم اقبال بجا لاکر باعزاز و اکرام تمام اُسے شہر میں لایا تاکہ اس تعجب سے اُس کو روکش کر کے احمد آباد بیڑ کو منفر کر کے جتو ق شاہ کلیم الدین کے دربار میں رونق افروز ہوتا تھا تا کہ تہ بانہ نہ کر سکے رو رو قیام کرتا تھا جب چند دن اس وقیعہ پر گذرے شاہ طاہر علیہ الرحمہ اُسے منع ہوئے اور سرزنش اور ملامت کر کے کہا کہ بافضلہ زمان اور مضمون ہر مصرع ہر کسے پروردہ قوت اوست و قبل کے اگر کسی بیج کی صاحبی دلفری در میان میں تھی اب وہ برطرف ہو پس خطبہ اپنے نام پڑھنا اور پہلے ادب ارشاد ملک کے سامنے کھڑا ہونا خیمہ اور شیار ہی کے بعد ہے احتمال کلی رکھتا کہ اکثر اہل بادشاہ کلیم الدین کے دو تھانہ کے متفق ہو کر وہ امر کہ تدارک اُسکا حال جو ظہور میں لا دیں برہان الملک یہ سنکر متنبہ ہوا اور دوبارہ شاہ کلیم الدین کو اپنے دربار میں طلب نہ کیا اور جو وہ اُسی سنوات میں ہر سے بافضلہ اگلی سے احمد نگر میں فوت ہوا اُسکا تابوت احمد آباد بیڑ کی طرف لے گئے قطعہ بدست و نیست مرغان ضمیمہ دل خوشدار پو کہ نیستی ست مرا تمام ہر کمال کہ ہست و ازین رباط و در چون ضرورت ست میل بار و اطاق طاق معیشت چہ سر بلند و چہ پست پو اور شاہ کلیم الدین بہمنی کے بعد کسی شخص کو خاندان بہمنہ سے اسم شاہی نصیب نہ ہوا اُنکی دولت نے خالق ابن و جان کے حکم سے انقرض قبول کیا اور پانچ فرقوں کے نشان سلطنت خلعت کی نظرمیں

جلوہ گر ہے قسب لکے یہ ہیں عادل شامیہ نظام شامیہ قطب شامیہ عاؤ شامیہ ترجمہ شامیہ انشاء اللہ تعالیٰ
اس تاریخ کی حلیہ ثانی میں احوال ان کا مفصل ناظرین پر علمین کو معلوم اور مفہوم ہو گا فقط

خانقاہ طبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد لله والحمد لله کہ صحیفہ یادگار زمانہ یعنی ترجمہ تاریخ فرشتہ آزاد دو جلد اول حسین حالات سلاطین دہلی بانی اسلام
اور حالات شاہان دکن تا سلاطین ہجینہ بڑی شرح و بسط سے مذکور ہیں جس کا ترجمہ از جانب کارخانہ ہذا
بصورت زخیر نظر افادہ عام زبان اردو عام فہم میں ہوا چونکہ سابق میں ترجمہ کے سہو یا کسی دوسری وجہ سے
اکثر مقام پر ترجمہ میں چوک ہوئی تھی اور بعض بادشاہوں کے حالات کلی یا جزوی کسی سہو اندیشی سے ساقط
تھے اس مرتبہ نہایت خوبی سے اصل تاریخ فرشتہ سے مقابلہ کر کے اول سے آخر تک ترجمہ بالکل صحیح و
معتمد کر دیا گیا اور جن بادشاہوں کے حالات ساقط ہو گئے تھے وہ مکمل کر دیے گئے اب یہ ترجمہ
نہایت مکمل و معتمد درست ہو کر بار چہارم مطبع نامی منشی نول کشتورہ واقع لکھنؤ میں بطور بہت جناب
رے بہادر منشی ہر آگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوفہ ماہ ستمبر ۱۲۹۶ھ
حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوا حق سبحانہ تعالیٰ اس کتاب برکت انتساب کو مقبول خاص و عام کرے۔

اعلان

حق ترجمہ اس ناظر الوجود تاریخ کا حق نو لکشتورہ پریس محفوظ و محفوظ ہے۔

فای	قیمت	نام کتاب	قیمت
مرکز شفت ولیم رو دارو		از سر ڈی میکنزی دلس صاحب بہادری	
پہلووی تہذیب کاغذ سفید	۵ روپے	تاریخ روسیہ ترجمہ سید ابوالحسن صاحب	
روڈ لارنس مرحوم سابق		منجانب مطبع اوودہ اخبار کاغذ سفید جلد	۵ روپے
ہندو معیشت کا راز		ایضاً - غیر جلد حسب مراتب بالا	۵ روپے
مقدورین پنجاب کی		تواریخ سلاطین اوودہ و فیصلہ تواریخ	
مارسورتحہ صاحب بہادری		دو جلد میں کامل مع نقشا و پرشما	
بے بی لارنس		اراکین سلطنت اوودہ مؤلف مولوی سید	
مرآۃ آباد مطبع نے مسکا		کمال الدین حیدر - کاغذ خانی	۵ روپے
دس سفید دو قسم		کچھ حال - جناب سر سہری کا ذکر صاحب بہادری	
لکھ جرمی	۵ روپے	سی بی کا جو سابق بین کشن پارس لاہور	
بلا جلد	۵ روپے	گورنر جنرل کے مصنفہ راجہ پور شاہ صاحب	
روس - یعنی اردو ترجمہ تاریخ		سی - ایس - آئی - فیلو پیوریوٹی کلکتہ - و	
اکٹر میکنزی دلس پروٹ		اکہ آباد - کاغذ سفید	
مارڈو فرن صاحب بہادری		ترجمہ منتخب تواریخ - ترجمہ مولوی	
سوشل حالات تاریخی		احشام الدین صاحب	
اور تبدلات روسیہ کا علم		تاریخ جد ولیہ - حضرت آدم علیہ السلام	
زندان نظم و نسق ملک رعایا		سے تا ایندم جلد انبیاء و ائمہ و صحابہ و تمام	
باہمی تعلقات جنگ کریمیا		سلاطین منتخب از تواریخ بطور جدول مؤلف	
خانہ زاد جنگ روم و		منشی خادم حسین اکبر آبادی	
ملکہ کیتھرائن کے امور زمانہ		تاریخ راجہ پرستی - کارنامہ	
رج بہن باجارت مصنف		ارانا سے او دیپور راجپوتانہ جس کو بکلم	
عالمیناب سر فرڈ لائل		ایس بروس صاحب بہادری جلد ۱	
نٹ گورنر سابق یہ نیٹیز ترجمہ		نے ترجمہ کیا - کاغذ سفید و خانی	
میل ذیل		جیمون جیتر منشی نوکاشور صاحب سی - آئی - ای	
		ترجمہ منشی لال جی	
		سوانح کبیر داس - ترجمہ منشی لال جی	
		سوانح عمری - ہمارا جگیت رے دکانی	
		کایستہ ترجمہ منشی لال جی	

544
176
528

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
تاریخ التواریخ ایران بین ترجمہ کیا۔		سنانہ پرنسپل یعنی ہر دو ہنری آف انگلینڈ سمین علاوہ مضامین تاریخی از اول تا حال فلش سوشل پولیٹیکل لائف مع دیگر حالات ملکہ انگلینڈ ولندین وغیرہ افسانہ کے رہ بین وچ کی گئی جو مصنفہ منشی گلک پرشاد احب طیش سابق ہیڈ ماسٹر سنٹرل کالج تلام راشیہ مارواڑ مع مختصر تاریخی حالات شری ن دیوی پرشاد صاحب۔
کتب تواریخ شاہا		مرثا مہارود و ناگری۔ مترجمہ منشی دیوی پرشاد حب مورخ راجپوتانہ و مصنفہ بلج جود پور بن اکبر شاہ کی ۱۵ سالہ سلطنت کا پورا حال جو چونکہ اکبر نامہ و اقبال نامہ ہماگیری و تواریخ و طبقات اکبری و آئین اکبری و سے اخذ کیا گیا ہے۔
تاریخ فرشتہ۔ معرو	۵ روپے	عہد ان نامہ۔ اردو و ناگری با تصویر۔
ہمازان نامہ۔ اردو و ناگری با تصویر۔	۵ روپے	منشی دیوی پرشاد صاحب درجہ جلد۔
طبقات اکبری۔ اردو	۵ روپے	شہرگاہ ہند۔ یعنی اراکھارت کے بعد
مفتاح التواریخ۔ مولانا	۵ روپے	تصویری مصنفہ منشی دیوی پرشاد صاحب
ابتداء کے اسلام سے	۵ روپے	نچ تھری۔ اردو و ناگری راجپوتانہ
ترجمہ تاریخ طبری۔	۵ روپے	عاحب کوشور راجپوتانہ مولفہ منشی
عباسی نامہ۔	۵ روپے	ماو صاحب۔
شاہنامہ فردوسی۔	۵ روپے	عہد الکتب۔ راجاؤن اہر باو شاہو کے
چو مصرعہ با تصویر۔	۵ روپے	خاتون مشرقی منشی دیوی پرشاد صاحب
شاہنامہ قائم گنا بادی	۵ روپے	ککا طبعین۔ تاریخ مشاہیر حکماء و علما
سیلکنا خیرین۔ درجہ	۵ روپے	یہ از مشرقی منشی دیوی پرشاد صاحب
علام حسن خان صاحب	۵ روپے	تواریخ۔ یعنی تذکرہ حکماء سے قدیم
فرچند نامہ سی تاریخ اردو	۵ روپے	رس و شریب و مصر و غیرہ جسکو منشی
مصنفہ ڈاکٹر میگنری و اولہ	۵ روپے	ساحب مورخ راجپوتانہ نے کتاب
ابو الحسن سابق تحصیلدار	۵ روپے	
جیسے نفیس دلچسپ حال	۵ روپے	
بیان ہوسے و سیاسی سائیر	۵ روپے	
ہو و کیف سے تعلق رکھتا ہے	۵ روپے	
حسب تفصیل ذیل۔	۵ روپے	
(۱) مجلد۔	۵ روپے	
(۲) غیر مجلد۔	۵ روپے	
خصائل السعادت	۵ روپے	
سعادت خان تحقیق نسب	۵ روپے	

